ابراہیم علیہ السلام اس انتظار میں تھے کہ انھیں کبھی ایسا موقع ہاتھ آئے جس پر وہ معبودانِ باطلہ کی بے بسی اور بیچارگی کو مشرکین پر واضح کر سکیں۔ چنانچہ مشرکین کی عید کا دن آگیا جس میں وہ سب شہر سے باہر چلے جاتے۔ اور ایک مخصوص جگہ میں عید مناتے۔ مشرکین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی عید کی خوشی میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ وہ تو ایسے موقع کی تلاش میں تھے کہ یہ مشرکین سب باہر چلے جائیں اور وہ اکیلے شہر میں رہ جائیں تاکہ ان کے ٹھاکروں کو توڑ پھوڑ سکیں۔ چنانچہ انھوں نے غور و فکر اور سوچ بچار کے بعد یہی فیصلہ کیا کہ انہیں کسی بہانے سے ٹال کر خود شہر ہی میں رہنا چاہیئے پھر شاید یہ موقع ہاتھ نہ آئے۔ اس لئے آپ نے ان سے فرمادیا۔ انی سقیم۔ بھیا میں تو سقیم ہوں اس لئے تمہارے ساتھ عید کی خوشی میں شریک ہونے سے معذور رہوں۔ لفظ سقیم دو معنوں کا حامل ہے اول سقیم النفس یعنی بیزار۔ اراد انی سقیم النفس لکفرکم۔ (مدارک ج ۴ ص ۱۹) دوم مریض، بیمار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس لفظ سے دوسرا معنی مراد لیا یعنی میں تمہارے کفر و شرک کی وجہ سے تم سے بیزار ہوں اور تمہاری عید میں شریک نہیں ہو سکتا لیکن مشرکین اس سے پہلا معنی سمجھے! اس اسلوب کلام کو تعریض یا توریہ کہا جاتا ہے جو حقیقت میں صحیح اور مطابق واقعہ ہوتا ہے۔ لیکن بظاہر جھوٹ معلوم ہوتا ہے نظر نظرۃ فی النجوم یہ محاورہ ہے جس کے معنی غور و فکر کرنے کے ہیں۔ قال الحسن المعنی انھم لما کلفوہ الخروج معھم تفکر فیما یعمل ...... الخلیل والمبرد، یقال للرجل اذا فکر فی الشئ یدبرہ، نظر فی النجوم۔ (قرطبی ج ۱۵ ص ۹۲) یا اس سے حقیقۃً ستاروں میں غور و فکر کرنا مراد ہے۔ یہ قوم چونکہ ستارہ پرست تھی اور ستاروں کے مختلف احوال و اوضاع کو نظامِ عالم میں مؤثر سمجھتی تھی اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطور ایہام ستاروں میں دیکھ کر جواب دیا تاکہ انھیں یہ گمان ہو کہ ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں کا حساب لگا کر جواب دیا ہے! ور انہیں جواب کی صحت کا یقین ہو جائے کان قومہ نجامین اوھم بھا استدلالہ علی مرضہ بعلم النجوم (جامع البیان ص ۳۸۵) ۳۹ فتولوا عنہ الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب سنکر مشرکین نے ان پر مزید اصرار نہ کیا۔ اور صبح اپنی عید میں شرکت کے لئے سب شہر سے باہر چلے گئے۔ ابراہیم علیہ السلام جو ایسے ہی موقع کی تلاش میں تھے ان کے ٹھاکر دوارے میں جا گھسے۔ دیکھا ٹھاکروں کے آگے مختلف کھانے رکھے ہیں جو ان کے پجاریوں نے رکھے تھے تاکہ وہ بابرکت ہو جائیں اور عید سے واپسی پر انہیں کھائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطور استہزاء ٹھاکروں سے خطاب کر کے فرمایا: یہ کھانے جو رکھے ہیں کھاتے کیوں نہیں ہو؟ جب انہوں نے کوئی جواب نہ دیا تو بطور استہزاء دوسرا سوال کر دیا

قَالُوا ابْنُوا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا
بناؤ اس کے واسطے ایک عمارت ف۱۳ پھر ڈالو اس کو آگ کے ڈھیر میں پھر چاہنے لگے اس پر برا داؤ
فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ
کرنا پھر ڈالا ہم نے انہی کو نیچے اور بولا میں ف۱۴ جاتا ہوں اپنے رب کی طرف
سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ
وہ مجھ کو راہ دے گا ف۱ اے رب بخش مجھ کو ف۱۵ کوئی نیک بیٹا پھر خوشخبری دی ہم نے اسکو
بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ
ایک لڑکے کی جو ہوگا تحمل والا ف۲ پھر جب پہنچا ف۱۶ اس کے ساتھ دوڑنے کو کہا اے بیٹے میں
اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۚ قَالَ يٰٓاَبَتِ
دیکھتا ہوں خواب میں کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں پھر دیکھ تو تو کیا دیکھتا ہے بولا اے باپ ف۱۷
افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾
کر ڈال جو کچھ تجھ کو حکم ہوتا ہے تو مجھ کو پائے گا اگر اللہ نے چاہا سہارنے والا ف۳
فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾
پھر جب دونوں نے حکم مانا اور پچھاڑا اس کو ماتھے کے بل ف۴ اور ہم نے اس کو پکارا یوں کہ اے ابراہیم
قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾
تو نے سچ کر دکھایا خواب ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو ف۵
اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾
بے شک یہی ہے ف۱۸ صریح جانچنا اور اس کا بدلہ دیا ہم نے ایک جانور ذبح کو بڑا ف۶
وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾
اور باقی رکھا ہم نے ف۱۹ اس پر پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے ابراہیم پر
كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾
ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو ف۲۰ وہ ہے ہمارے ایماندار بندوں میں

موضح قرآن ف۱ یعنی جب باپ نے گھر سے نکالا بادشاہ کی خاطر سے ف۲ اس سے بڑا تحمل کیا کہ آپ کو ذبح کروایا ف۳ کہتے ہیں آٹھویں شب ذی الحجہ کی خواب دیکھا کہ بیٹے کو ذبح کرتا ہوں کل کو فکر میں رہے کہ اس کی تعبیر کیا پھر نویں شب دیکھا ذبح کرتے تو پہچانا کہ ذبح ہی کرنا ہے پھر رہے تدبیر میں پھر دسویں شب دیکھا وہی خواب۔ تب بیٹے پاس گئے، کہا انھوں نے بھی شتاب قبول کر لیا۔ ہزار رحمت اس باپ پر اور بیٹے پر ف۴ تا بیٹے کا منہ سامنے نظر نہ آوے کہ محبت جوش کرے۔ کہتے ہیں یہ بات بیٹے نے سکھائی۔ آگے اللہ نے نہیں فرمایا کہ کیا گذرا یعنی کہنے میں نہیں آتا جو حال گذرا اس کے دل پر اور فرشتوں پر ف۵ یعنی ایسے مشکل حکم کر کر آزماتے ہیں پھر ان کو قائم رکھتے ہیں۔ تب درجے بلند دیتے ہیں۔ ف۶ یعنی بڑے درجے کا بہشت سے آیا۔ ایک دنبہ حضرت ابراہیم نے اپنی آنکھیں پٹی سے باندھ کر چھری چلائی زور سے۔ اللہ کے حکم سے گلا نہ کٹا۔ حضرت جبرئیل نے بیٹے کو سرکا دیا۔ ایک دنبہ رکھ دیا۔ آنکھیں کھولیں تو ایک دنبہ ذبح ہوا پڑا تھا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی آنجا آتش بسیار جمع نمایند ۱۲ ف۲ یعنی بجائے کہ رضائے پروردگار ما باشد ۱۲۔

مالکم لاتنطقون تمہیں کیا ہے۔ تم بولتے کیوں نہیں۔ اور میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتے؟ ف۴۰ فراغ علیہم الخ اس کے بعد دونوں ہاتھوں کی پوری قوت سے کلہاڑے کے ساتھ ان پر چوٹیں لگانا اور انہیں توڑنا پھوڑنا شروع کر دیا۔ الیمین قوت سے کنایہ ہے۔ بالیمین ای بالقوۃ علی ان الیمین مجاز عنہا روی انہ علیہ السلام کان یجمع یدیہ فی الآلۃ التی یضربہا بہا وھی الفاس فیضربہا بکمال قوتہ۔ (روح ج ۲۳ ص۱۲۳) ف۴۱ فاقبلوا الخ اس سے پہلے اندماج ہے۔ جب مشرکین عید منا کر واپس ٹھاکر دوارے میں آئے تو ٹھاکروں کو پاش پاش دیکھ کر آپس میں کہنے لگے یہ ناشائستہ حرکت کس نے کی ہے۔ انہی میں سے بعض نے شبہ ظاہر کیا کہ یہ کام ابراہیم ہی کا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ ان معبودوں کو ہمیشہ برائی سے یاد کرتا ہے؟ چنانچہ وہ دوڑتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ابراہیم! ہم تو ان ٹھاکروں کی پوجا پاٹ کرتے تھے تم نے یہ کیا حرکت کی کہ ان کو توڑ پھوڑ دیا۔ ثم قالوا باجمعھم نحن نعبدھا وانت تکسرھا (مدارک ج ۴ ص۱۹) ف۴۲ قال اتعبدون الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے، جن ٹھاکروں کو اپنے ہاتھوں سے تراش کر بناتے ہو۔ اور جن کی شکل وصورت تمہاری تراش خراش اور تمہارے اوزاروں کی محتاج ہے پھر انہی کی عبادت کرتے ہو۔ حالانکہ عبادت تو اپنے خالق کی کرنی چاہیئے۔ اور خالق سب کا (تمہارا اور تمہارے ٹھاکروں کا) اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے ہر قسم کی عبادت کا مستحق بھی وہی ہے۔ ٹھاکروں کو تراشنے والے اگرچہ مشرکین ہیں، لیکن ان کے مادے کا خالق اللہ ہی ہے۔ اور ان کی اشکال واوضاع جو مشرکین کے فعل وقوت سے حاصل ہوئی ہیں۔ اس فعل و قوت کا خالق بھی اللہ ہی ہے فان جوھرھا بخلقہ وشکلہا وان کان بفعلھم ولذلک جعل من اعمالھم فباقدارہ ایاھم علیہ وخلقہ ما یتوقف فعلھم من الدواعی والعدد (بیضاوی) ف۴۳ قالوا ابنوا لہ الخ جب مشرکین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گفتگو سے لاجواب ہو گئے تو انہوں نے انتقام لینے اور عوام پر اثر ڈالنے کے لئے انہیں آگ میں جلانے کا فیصلہ کیا۔ لما قھرھم بالحجۃ قصدوا تعذیبہ بذلک لئلا یظھر للعامۃ عجزھم (روح ج ۲۳ ص۱۲۶) چنانچہ انہوں نے ایک بیس گز (ذراع) مربع چار دیواری بنائی جس کی بلندی تیس گز تھی (مدارک) اور اسے ایندھن سے بھر کر آگ لگا دی۔ جب آگ سلگ کر خوب انگارے بن گئے۔ اور آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس بھڑکتی آگ میں پھینک دیا۔ واراد وا بہ کیداً الخ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس تدبیر سے ہلاک کرنا چاہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آگ کو ان کے لئے سرد کر کے اور ان کو آگ سے صحیح سلامت بچا کر مشرکین کو اس مقصد میں ناکام، خائب و خاسر اور عوام کے سامنے ذلیل و رسوا کر دیا۔ بلکہ یہ واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سچائی پر ایک دلیلِ واضح اور برہانِ قاطع بن گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا اس وقت حسبِ ذیل کلمات ان کے وردِ زبان تھے۔ حسبی اللہ ونعم الوکیل (قرطبی) اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خود ایک مصیبت میں گرفتار ہوئے۔ اور اس میں اللہ کو پکارا اور اس کی بارگاہ میں عاجزی کا اظہار کیا۔ اس لئے وہ کسی طرح شفیعِ غالب نہیں ہو سکتے۔ ف۴۴ وقال انی الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی قوم کی طرف سے انتہائی ضد وعناد کا مشاہدہ کر لیا اور ان کے ایمان سے مایوس ہو گئے تو اللہ نے آپ کو ملک شام اور بیت المقدس کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دے دیا۔ اس ہجرت میں آپ کے ہمراہ صرف حضرت لوط اور حضرت بی بی سارہ تھے۔ الی ربی الی حیث امرنی (روح) ف۴۵ رب ھب لی الخ ملک شام میں پہنچنے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فرزند عطا کرنے کی دعا کی۔ فبشرنٰہ الخ فرمایا ہم نے اسے ایک بلند حوصلہ فرزند کی خوشخبری دی۔ اس سے مراد حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام ہیں لیکن یہود کی غلط بیانی اور تحریف سے کام لیتے ہوئے حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ذبیح قرار دیتے ہیں۔ علماءِ اسلام میں بھی دونوں قول موجود ہیں لیکن راجح یہی ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہی ذبیح ہیں۔ کیونکہ ہجرت کے بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بشارت دی گئی۔ اور واقعہ ذبح ذکر کرنے کے بعد حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت ہوئی تو اس سے معلوم ہوا حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت ہی اس واقعہ کے بعد ہوئی۔ والاظھر ان المخاطب اسمٰعیل علیہ السلام لانہ الذی وھب لہ اثر الھجرۃ ولان البشارۃ باسحاق بعد معطوفۃ علی البشارۃ بھذا الغلام (بیضاوی) ف۴۶ فلما بلغ الخ جب بیٹا ذرا بڑا ہو کر کاموں میں والد گرامی کا ہاتھ بٹانے لگا۔ اور سات آٹھ برس کا ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ متواتر تین دن انہوں نے یہ خواب دیکھا تو سمجھ گئے کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ چنانچہ بیٹے سے فرمایا بیٹا! میں نے خواب میں دیکھا ہے، کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ بتاؤ اب تمہاری کیا رائے ہے۔ بیٹا فوراً سمجھ گیا کہ یہ اللہ کی طرف سے مجھے ذبح کرنے کا حکم ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی کا حکم رکھتے ہیں۔ ف۴۷ قال یابت الخ چنانچہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے جواب میں عرض کیا: اباجان! اللہ نے آپ کو جو حکم دیا ہے آپ اس کی تعمیل فرمائیں۔ میری طرف سے کسی پس وپیش یا جزع فزع کا اظہار نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ آپ مجھے صابرین میں سے پائیں گے۔ فلما اسلما الخ جب دونوں باپ بیٹا اللہ کے حکم کی تعمیل پر آمادہ ہو گئے اور حلیم باپ نے اپنے حلیم فرزند کو ذبح کرنے کی غرض سے پہلو کے بل زمین پر لٹا دیا تو اللہ کی طرف سے آواز آئی یا ابراھیم الخ اے ابراہیم! تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ ہمارا مقصد اسمٰعیل کی جان لینا نہیں، بلکہ تیرے جذبۂ اطاعت وتسلیم کا امتحان مقصود ہے جسے تو نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے۔ ای حصل المقصود من تلک الرؤیا حیث ظھر منہ کمال الطاعۃ والانقیاد لامر اللہ تعالیٰ۔ وکذلک الولد (خازن ج ۶ ص۲۹) یہ ندا حلق پر چھری چلانے سے پہلے ہی آئی۔ اخرج الامام احمد عن ابن عباس انہ علیہ السلام لما اخذ الشفرۃ واراد ان یذبحہ نودی من خلفہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا (روح ج ۲۳ ص۱۳۱) ذبح کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند کو پہلو کے بل لٹایا جس طرح عام طور پر جانور کو ذبح کرتے وقت لٹایا جاتا ہے۔ اس طرح لٹانے سے چونکہ جبین بھی زمین پر گر جاتی ہے۔ اس لئے تلہ للجبین فرمایا۔ یعنی اس کو جبین کے بل پچھاڑ دیا۔ صرعہ علی شقہ فوقع جبینہ علی الارض (روح) جبین پیشانی کے اس حصے کو کہا جاتا ہے جو دائیں اور بائیں جانبوں میں واقع ہے۔ اور سامنے والے حصے کو جبھۃ کہا جاتا ہے۔ صرعہ علی شقہ فوقع جبینہ علی الارض وھو احد جانبی الجبھۃ (بیضاوی) تلہ للجبین۔ صرعہ علیہ ولکل انسان جبینان بینھما الجبھۃ (جلالین)۔

واقعہ ذبح کے سلسلہ میں بہت سی تفصیلات ذکر کی جاتی ہیں جو روایت ودرایت کے اعتبار سے ضعیف ہیں۔ مثلاً حضرت اسماعیل علیہ السلام کا والد گرامی سے کہنا کہ آپ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیں۔ اور میرے ہاتھ پیر بھی رسی سے باندھ دیں اور مجھے پیشانی کے بل لٹا کر گردن کی طرف سے ذبح کریں۔ اسی طرح چھری کا بار بار تیز کرنا اور

بار بار حلق پر چلانا۔ وغیرہ وغیرہ ۔ یہ تفصیلات صحیح روایتوں سے ثابت نہیں ہیں ۔ انا کذلک نجزی المحسنین ہم اپنے مخلص اور فرمانبردار بندوں کو ایسی ہی جزا دیا کرتے ہیں ۔
اور اس طرح ان کو شدائد و بلیات سے نجات دیتے ہیں ۔ ای نجزیھم بالخلاص من الشدائد فی الدنیا والاخرۃ (قرطبی ج ۱۵ ص۱۰۶) ۴۸ ان ھذا الخ یہ ایک ایسا
ابتلاء و امتحان تھا کہ اس سے مخلص و غیر مخلص کا واضح طور سے امتیاز ہو سکتا تھا ۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کا اخلاص و اتقیاد ظاہر ہوا ۔ وفدینٰہ
الخ اسمٰعیل (علیہ السلام) کی جگہ ہم نے ایک عظیم الشان جانور بطور فدیہ دے دیا ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ ندا سنی یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا تو سر اوپر

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ
اور خوشخبری دی ۵۰ ہم نے اس کو اسحٰق کی جو نبی ہوگا نیک بختوں میں ف۱ اور برکت دی ہم نے اس پر
وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ
اور اسحٰق پر اور دونوں کی اولاد میں نیکی والے ہیں اور بدکار بھی ہیں اپنے حق میں
مُبِيْنٌ ﴿۱۱۳﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَنَجَّيْنٰهُمَا
صریح ف۲ اور ہم نے احسان کیا ۵۱ موسیٰ اور ہارون پر اور بچا دیا ہم نے ۵۲ ان کو
وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا
اور ان کی قوم کو اس بڑی گھبراہٹ سے اور ان کی ہم نے مدد کی تو رہے
هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَ
وہی غالب اور ہم نے دی ان کو کتاب واضح اور
هَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي
سجھائی ان کو سیدھی راہ اور باقی رکھا ان پر
الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ
پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے موسیٰ اور ہارون پر ہم یوں دیتے
نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ
ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو تحقیق وہ دونوں ہیں ہمارے ایماندار بندوں میں
اِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا
اور تحقیق الیاس ہے رسولوں میں ف۳ ۵۳ جب اس نے کہا اپنی قوم کو کیا
تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾
تم کو ڈر نہیں کیا تم پکارتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو بہتر بنانے والے کو
اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ
جو اللہ ہے رب تمہارا اور رب تمہارے اگلے باپ دادوں کا ۵۴ پھر اس کو جھٹلایا سو وہ

ع ۳

یہ تیسرا اور چوتھا قصہ ہے

یہ پانچواں قصہ ہے نفی شفاعت قہری کا

اٹھا کر دیکھا تو جبرئیل علیہ السلام مینڈھا لیکر آرہے تھے ۔ بیٹے
کی جگہ اس کی قربانی دی ۔ روی انہ لما سمع ابراھیم
النداء نظر الی السماء فاذا ھو بجبریل ومعہ
کبش املح اقرن وقال ھذا فداء لابنک فاذبحہ
دونہ (مظہری ج ۸ ص۱۳۲) ۴۹ وترکنا علیہ الخ
اس کی تفسیر گذر چکی ہے ۔ ۵۰ وبشرنٰہ الخ سیاق و
سباق قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم
علیہ السلام ہجرت کر کے شام میں سکونت پذیر ہوئے تو
انھوں نے اللہ تعالیٰ سے فرزند عطا کرنے کی دعا کی ۔ اس
دعا کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے ایک غلام حلیم کی ولادت
کی خوشخبری دی ۔ جب یہ غلام حلیم بڑا ہوا تو اس کو ذبح کرنے
کا حکم آگیا ۔ پھر جب واقعۂ ذبح گذر گیا تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ
نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دوسرے فرزند حضرت
اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری دی ۔ قرآن کا یہ سیاق واضح
دلیل ہے کہ ذبیح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں اور حضرت
اسحاق علیہ السلام کی ولادت ہی اس واقعہ کے بعد ہوئی ۔
برکنا علیہ الخ ابراہیم و اسحاق پر ہم نے دین و دنیا کی
برکتیں نازل کیں ۔ ان کی نسل کو دنیا میں پھیلایا ۔ انکی اولاد
میں انبیاء اور سلاطین پیدا کئے ۔ ومن ذریتہما الخ ۔
لیکن ان کی ساری نسل ان کے دین پر قائم نہ رہی ۔ کچھ تو ان
کے مسلک ایمان و احسان پر رہے ۔ اور کچھ ظلم و اسراف کی
راہ پر گامزن ہوئے ۔ بہرحال اخلاف کی بے راہ روی سے
اسلاف پر کوئی حرف نہیں آسکتا ۔ اور نہ نسب کو ہدایت
وضلالت میں کوئی دخل ہے ۔ وفی ذلک تنبیہ علے
ان النسب لا اثر لہ فی الھدی والضلال وان
الظلم فی اعقابھما لا یضرھما (مظہری ج ۸ ص۱۳۳)
۵۱ ولقد مننا الخ یہ تیسرا اور چوتھا قصہ ہے ۔ حضرت
موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی قوم کو فرعون نے غلام بنا رکھا
تھا ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی قوم کو فرعون کی غلامی سے
نجات دی ۔ اور پھر فرعون کے لشکر سے دریا میں معجزانہ راستے بنا کر ان کو بچایا ۔ وہ تو خود مصائب میں خداوند تعالیٰ کے محتاج ہیں اس لئے شفیع غالب کس طرح ہو سکتے ہیں ۔ مَنَنّا
میں احسان سے دینی اور دنیوی احسانات مراد ہیں انعمنا علیھما بالنبوۃ وغیرھا من المنافع الدینیۃ والدنیویۃ (روح ج ۲۳ ص۱۳۶) ۵۲ ونجینٰھما الخ یہ

موضح قرآن ف۱ معلوم ہوا کہ وہ پہلے خوشخبری اسمٰعیلؑ کی اور سارا قصہ ذبح کا انھیں پر تھا ۔ یہود کہتے ہیں ذبح کیا اسحٰق کو لیکن خلاف ہے ۔ اسحاق کی خوشخبری کے ساتھ خبر تھی یعقوب کی بھی ۔ سورۂ ہود میں ہو چکا ۔ اور خبر ہے نبی ہونے کی ۔ یہ سنکر حضرت ابراہیم پوچھتے کہ ابھی دونوں باتیں ظہور میں نہیں آئیں ۔ ذبح کیونکر ہوگا ۔ ف۲ یہ دونوں کہا دونوں بیٹوں کو ۔ دونوں سے بہت اولاد پھیلی ۔ اسحاق کی اولاد میں نبی گذرے بنی اسرائیل کے اور اسمٰعیل کی اولاد میں عرب جن میں ہمارے پیغمبر ہوئے ۔ ف۳ حضرت الیاس اولاد میں حضرت ہارون کے ہیں شہر بعلبک کی طرف ان کو اللہ نے بھیجا ۔ وہ پوجتے تھے بت ۔ اس کا نام بعل تھا ۔ ۱۲

ہاں کا مابعد عطفِ خاص علی العام کے قبیل سے ہے کیونکہ ان آیتوں میں خاص انعامات کا ذکر ہے۔ یہ ایک نبوی انعام تھا کہ اللہ نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور ان کی قوم کو فرعون اور اس کی قوم کے مظالم سے نجات دی۔ ونصرنٰھم الخ یہ بھی اللہ کا ایک انعام ہے ہم نے ان کی مدد کی اور قومِ فرعون پر ان کو غلبہ عطا فرمایا۔ واٰتینٰھما الکتٰب المستبین الخ یہ دینی انعامات کا ذکر ہے۔ ہم نے ان کو ایک اضح اور مفصل کتاب (تورات) عطا فرمائی۔ اور اس کتاب کے ذریعے سے صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کی۔ وترکنا علیھما الخ تا۔ من عبادنا المومنین۔ اس کی تفسیر گذر چکی۔ ۵۳ و ان الیاس الخ یہ پانچواں قصہ ہے جو نفیٔ شفاعتِ قہری پر دلالت کرتا ہے۔ قوم نے حضرت الیاس علیہ السلام کی تبلیغِ توحید سے چڑ کر انہیں شہید کرنے کا ارادہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو کفار کے ہاتھوں قتل اور رسوائی سے بچا لیا۔ اس لئے وہ شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔ اتدعون بعلا الخ بعل قومِ الیاس کے معبود کا نام ہے جس کا انہوں نے بت بنا رکھا تھا اور اس کی عبادت کرتے اور اس سے حاجات مانگتے تھے۔ ھو علم لصنم لھم قالہ الضحاک والحسن وابن زید (بحر ج ۷ ص ۳۷۳) اتعبدونہ وتطلبون الخیر (ابو السعود ج ۷ ص ۱۶۱) یہ بت سونے کا تھا جس کی لمبائی چوبیس گز تھی۔ چار سو خدام اس پر مقرر تھے شیطان اس بت کے اندر داخل ہو کر باتیں کرتا اور گمراہی کی تعلیم دیتا تھا اور اس کے مجاور اس گمراہی کی لوگوں کو تعلیم دیتے۔ فکان الشیطٰن یدخل فی جوف بعل ویتکلم بشریعۃ الضلالۃ والسدنۃ یحفظونھا ویعلمونھا الناس (قرطبی ج ۱۵ ص ۱۱۵) حضرت الیاس علیہ السلام ان کو اس کی عبادت اور پکار سے روکتے اور فرماتے: کچھ عقل و ہوش سے کام لو یہ کیا بے عقلی ہے کہ بے بس اور عاجز بعل کو پکارتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ جو احسن الخالقین ہے اور تمہارا اور تمہارے باپ دادوں کا رب اور منعم ہے اس کی عبادت اور پکار سے اعراض کرتے ہو ۵۴ فکذبوہ الخ لیکن مشرکین نے حضرت الیاس علیہ السلام کو جھٹلایا اور ان کے قتل پر آمادہ ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل سے بچا لیا اور جھٹلانے والے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ الا عباد اللہ المخلصین۔ یہ کذبوہ کی ضمیر فاعل سے استثناء متصل ہے۔ یعنی ان کی قوم کے مخلصین نے ان کو نہیں جھٹلایا۔ یا یہ محضرون سے استثناءِ منقطع ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ قومِ الیاس علیہ السلام جنہوں نے ان کو جھٹلایا، عذابِ جہنم میں حاضر کی جائے گی لیکن جو اللہ کے مخلص اور برگزیدہ بندے ہوگئے ہیں وہ عذاب سے محفوظ رہتے ہیں۔ ۵۵ وان لوطًا الخ یہ نفیٔ شفاعتِ قہری پر چھٹا واقعہ ہے۔ لوط علیہ السلام اور ان کے متبعین کو ہم نے عذاب سے بچا لیا۔ البتہ ان کی بیوی کو معذبین میں شامل کر دیا۔ اور اس بدکردار قوم کا تختہ الٹ کر اسے نیست و نابود کر دیا۔ لوط علیہ السلام کو عذاب سے ہم نے بچایا اور وہ عذاب سے نجات میں ہمارے محتاج تھے۔ اس لئے وہ شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔ وانکم لتمرون الخ یہ مشرکینِ عرب سے خطاب ہے کہ تم صبح و شام قومِ لوط کی تباہ شدہ بستی سے گذرتے ہو لیکن پھر بھی تمہیں عبرت نہیں

لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ

آنے والے ہیں پکڑے ہوئے وہ مگر جو بندے ہیں اللہ کے چنے ہوئے اور باقی رکھا ہم نے اس پر

فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي

پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے الیاس پر ف۱ ہم یوں دیتے ہیں بدلہ

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَاِنَّ

نیکی کرنے والوں کو وہ ہے ہمارے ایمان دار بندوں میں اور تحقیق

لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

لوط ہے رسولوں میں سے ۵۵ جب بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے سارے گھر والوں کو

اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَ

مگر ایک بڑھیا کہ رہ گئی رہ جانے والوں میں پھر جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہم نے دوسروں کو اور

اِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِالَّيْلِ ؕ اَفَلَا

تم گزرتے ہو ان پر صبح کے وقت اور رات کو بھی پھر کیا نہیں

تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ

سمجھتے ف۲ اور تحقیق یونس ہے رسولوں میں سے ۵۶ جب بھاگ کر

اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾

پہنچا اس بھری کشتی پر پھر قرعہ ڈلوایا تو نکلا خطا وار ف۳

فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ

پھر لقمہ کیا اس کو مچھلی نے اور وہ الزام کھایا ہوا تھا پھر اگر نہ ہوتی یہ بات کہ وہ تھا

الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ النصف

یاد کرتا پاک ذات کو تو رہتا اسی کے پیٹ میں جس دن تک کہ مُردے زندہ ہوں

فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ

پھر ڈال دیا ہم نے اس کو چٹیل میدان میں ۹۵ اور وہ بیمار تھا اور اگایا ہم نے اس پر

پانچواں قصہ ۲

ع ۵ / ۴ ۳

ساتواں قصہ ۱۲

النصف

مُوضِحِ قرآن ف۱ الیاس کو الیاسین بھی کہتے ہیں۔ جیسے طور سینا اور طور سینین۔ اور آلِ یاسین بھی پڑھا ہے تو کہا یاسین ان کے باپ کا نام ہے ف۲ قومِ لوط کی بستیاں الٹی ہوئی نظر آتی تھیں شام کی راہ میں۔ ف۳ کشتی دریا میں چکر کھانے لگی لوگوں نے کہا اس میں کوئی غلام ہے مالک سے بھاگا ہوا۔ ہر ایک کے نام پر قرعہ ڈالا۔ ان کا نام نکلا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در دوزخ ۱۲

ہوتی اور تم سمجھتے نہیں ہو کہ بدکردار اور سرکش قوموں کا انجام یہی ہوا کرتا ہے۔ ۵۶ وان یونس الخ یہ نفی شفاعت قہری کے لئے ساتواں قصہ ہے۔ یونس (علیہ السلام) کو مچھلی نے ہمارے حکم سے نگل لیا۔ یہ ایک نشانہ تھا۔ انھوں نے ہمیں پکارا تو ہم نے ان کو اس مصیبت سے نجات دی۔ اس لئے جو خود اس قدر محتاج وعاجز ہو وہ کسی طرح شفیع غالب نہیں ہو سکتا۔ اذ ابق الخ حضرت یونس علیہ السلام نے جب قوم پر تبلیغ حق سے حجت قائم کر دی۔ اور قوم تکذیب و انکار پر اڑی رہی تو انہوں نے اللہ کے حکم سے اعلان فرمادیا کہ اگر تم ایمان نہیں لاؤ گے تو تین دن تک تم پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا حضرت یونس علیہ السلام قوم کے ایمان سے مایوس تھے اور تیسرے دن نزول عذاب کا بھی انھیں یقین تھا۔ اس لئے تیسرے دن اللہ کی طرف سے اجازت کے بغیر بستی سے نکل کھڑے ہوئے انھیں یقین تھا کہ یہ قوم آج عذاب سے ہلاک ہو جائے گی لیکن قوم نے جب عذاب کے آثار دیکھے تو گڑگڑا کر توبہ کی اور ایمان لے آئے۔ تو اللہ نے ان سے عذاب ہٹا لیا۔ ادھر یونس علیہ السلام دوران سفر میں دریا عبور کرنے کے لئے کشتی میں سوار ہوئے کشتی ایک جگہ پہنچ کر رک گئی۔ ملاح نے کہا، مسافروں میں کوئی ایسا غلام ہے جو اپنے آقا کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلا ہے۔ فساھم فکان من المدحضین۔ چنانچہ تمام مسافروں میں قرعہ اندازی کی گئی تو تین بار حضرت یونس علیہ السلام کے نام کا قرعہ نکلا۔ اس پر انھوں نے خود ہی دریا میں چھلانگ لگا دی۔ تو اللہ کے حکم سے ایک بہت بڑی مچھلی نمودار ہوئی جس نے پانی میں گرنے سے پہلے ہی ان کو نگل لیا۔ اخرجہ احمد و غیرہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ (روح ج ۲۳ ص۱۴۲) وھو ملیم۔ اب حضرت یونس علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ یہ بلا اذن قوم کو چھوڑ آنے پر عتاب ہے، اس لئے اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے۔ ھو ملیم نفسہ (ابو السعود، روح) ۵۷ فلولا انہ الخ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں اللہ کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس میں مصروف ہو گئے۔ اور اپنی لغزش کا اعتراف کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت سے نجات عطا فرمائی۔ جیسا کہ سورۂ انبیاء (ع ۶) میں ہے۔ فنادی فی الظلمٰت ان لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ اگر یونس علیہ السلام اللہ کو نہ پکارتے اور اس کی تسبیح و تقدیس میں مصروف نہ ہوتے تو وہ قیامت تک مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتے۔ ۵۸ فنبذناہ الخ ہم نے اس کو ایک میدان میں ڈال دیا جہاں کوئی سایہ اور درخت نہ تھا۔ اس وقت وہ مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے نحیف اور مضمحل تھے تو ہم نے اس پر ایک بیلدار درخت پیدا کر دیا جس میں وہ اپنے بدن کو لپیٹ کر مکھیوں سے محفوظ رہیں۔ یقطین ہر اس درخت کو کہتے ہیں جو بے ساق اور بیلدار ہو۔ کل شجرۃ لا تقوم علی ساق کالدباء والبطیخ والحنظل ونحو ذلک فھی عند العرب یقطین (ابن جریر) بعض روایتوں میں آتا ہے کہ اس سے مراد لوکی ہے۔ الجمھور علی انہ القرع وفائدتہ ان الذباب لا یجتمع عندہ (مدارک) ۵۹ وارسلنٰہ الخ حضرت یونس علیہ السلام کو جس قوم کی طرف مبعوث کیا گیا تھا اس کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی۔ اَوْ بمعنی بَلْ ہے۔ قال الفراء او بمعنی بل (قرطبی۔ مدارک) فاٰمنوا الخ قوم یونس علیہ السلام نے آثار عذاب دیکھ کر توبہ کر لی تھی۔ اور وہ حضرت یونس علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے۔ اس لئے اللہ نے ان کو عذاب سے بچا لیا۔ اور حین حیات میں انھیں دنیوی منافع سے متمتع ہونے کا موقع دیا۔ ۶۰ فاستفتھم الخ یہ فاستفتھم اھم اشد خلقا والے زجر کا اعادہ ہے برائے تنویر اور ابتدائے سورت سے متعلق ہے۔ یہاں سے لے کر الا من ھو صال الجحیم تک فرشتوں اور جنوں کے حال کا اعادہ ہے بطور لف و نشر مرتب۔

شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ (١٤٦) وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ

ایک درخت بیل والا اور بھیجا اسکو ۵۹ لاکھ آدمیوں پر یا

يَزِيْدُوْنَ (١٤٧) فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ (١٤٨) فَاسْتَفْتِهِمْ

اس سے زیادہ پھر وہ یقین لائے پھر ہم نے فائدہ اٹھانے دیا ان کو ایک وقت تک اب ان سے

اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ (١٤٩) اَمْ خَلَقْنَا

پوچھ ۶۰ کیا تیرے رب کے یہاں بیٹیاں ہیں اور ان کے یہاں بیٹے یا ہم نے بنایا ۶۱

الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ (١٥٠) اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ

فرشتوں کو عورت اور وہ دیکھتے تھے سنتا ہے وہ اپنا

اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ (١٥١) وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (١٥٢)

جھوٹ بنایا کہتے ہیں کہ اللہ کے اولاد ہوئی اور وہ بے شک جھوٹے ہیں

اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ (١٥٣) مَا لَكُمْ كَيْفَ

کیا اس نے پسند کیں بیٹیاں بہ نسبت بیٹوں کے کیا ہوگیا ہے تم کو کیسا

تَحْكُمُوْنَ (١٥٤) اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (١٥٥) اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ

انصاف کرتے ہو کیا تم دھیان نہیں کرتے ہو یا تمہارے پاس کوئی سند ہے

مُّبِيْنٌ (١٥٦) فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (١٥٧) وَ

کھلی تو لاؤ اپنی کتاب اگر ہو تم سچے اور

جَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ

ٹھہرایا ہے انہوں نے ۶۲ خدا میں اور جنوں میں ناتا اور جنوں کو تو معلوم ہے ۶۳ کہ

اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ (١٥٨) سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (١٥٩)

تحقیق وہ پکڑے ہوئے آئیں گے ۶۴ اللہ پاک ہے ان باتوں سے جو یہ بتاتے ہیں

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ (١٦٠) فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ (١٦١)

مگر جو بندے ہیں اللہ کے چنے ہوئے ۶۵ سو تم اور جن کو تم پوجتے ہو ۶۶

۶۰ اعادہ زجر فاستفتھم اھم اشد خلقا ام من خلقنا برائے تنویر و اعادہ حال ملائکہ و جنات بطریق لف و نشر مرتب

۶۲ اعادہ حال جنات

ف ۱ الرحمٰن و ۲ یعنی برائے حساب و عذاب ۱۲ و ۳ یعنی بیان مخلصان موافق واقعہ است ۱۲۔

مشرکین فرشتوں کو تو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ اوران کو خدا کے یہاں سفارشی سمجھ کر پکارا کرتے تھے لیکن اپنے لئے بیٹے پسند کرتے تھے۔ یہاں بطور زجراس دعوٰی باطلہ پران سے دلیل طلب کی گئی۔ یہ دعوٰی چونکہ خلاف عقل اور سراسر باطل ہے اس لئے اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کی جاسکتی۔ فاستخبر ھؤلاء الکفرۃ عن وجہ کون البنات وھن اوضع الجنسین لہ تعالٰی بزعمھم والبنین الذین ھم ارفعھما لھم فانھم لا یستطیعون ان یثبتوا لہ وجھا لانہ فی غایۃ البطلان لا یقولہ من لہ ادنٰی شیٔ من العقل (روح ج ۲۳ ص۱۴۹) ۶۱ ام خلقنا الخ کیا فرشتوں کو ہم نے ان کے سامنے مؤنث پیدا کیا ہے کہ وہ ان کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں؟ الا انھم الخ اصل بات یہ ہے کہ اس پران کے

مَآ اَنۡتُمۡ عَلَيۡهِ بِفٰتِنِيۡنَ ﴿١٦٢﴾ اِلَّا مَنۡ هُوَ صَالِ
کسی کو اس کے ہاتھ سے بہکا کر نہیں لے سکتے مگر اسی کو جو پہنچنے والا ہے
الۡجَحِيۡمِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا مِنَّاۤ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعۡلُوۡمٌ ﴿١٦٤﴾ وَّ
دوزخ میں ف۱ اور ہم میں جو ہے ۶۵ اس کا ایک ٹھکانا ہے مقرر ف۲ اور
اِنَّا لَنَحۡنُ الصَّآفُّوۡنَ ﴿١٦٥﴾ وَاِنَّا لَنَحۡنُ الۡمُسَبِّحُوۡنَ ﴿١٦٦﴾
ہم ہیں صف باندھنے والے ف۳ اور ہم ہی ہیں پاکی بیان کرنے والے ف۴
وَاِنۡ كَانُوۡا لَيَقُوۡلُوۡنَ ﴿١٦٧﴾ لَوۡ اَنَّ عِنۡدَنَا ذِكۡرًا مِّنَ
اور یہ تو کہا کرتے تھے ۶۶ اگر ہمارے پاس ہوتا کچھ احوال ہوتا
الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿١٦٨﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الۡمُخۡلَصِيۡنَ ﴿١٦٩﴾ فَكَفَرُوۡا
پہلے لوگوں کا تو ہم ہوتے بندے اللہ کے چنے ہوئے ف۵ سو اس سے منکر
بِهٖ فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿١٧٠﴾ وَلَقَدۡ سَبَقَتۡ كَلِمَتُنَا
ہوگئے اب آگے جان لیں گے اور پہلے ہو چکا ۶۷ ہمارا حکم
لِعِبَادِنَا الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿١٧١﴾ اِنَّهُمۡ لَهُمُ الۡمَنۡصُوۡرُوۡنَ ﴿١٧٢﴾
اپنے بندوں کے حق میں جو کہ رسول ہیں بے شک انہی کو مدد دی جاتی ہے
وَاِنَّ جُنۡدَنَا لَهُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ ﴿١٧٣﴾ فَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ حَتّٰى
اور ہمارا لشکر جو ہے بے شک وہی غالب ہے سو تو ان سے پھر آ ایک
حِيۡنٍ ﴿١٧٤﴾ وَّاَبۡصِرۡهُمۡ فَسَوۡفَ يُبۡصِرُوۡنَ ﴿١٧٥﴾ اَفَبِعَذَابِنَا
وقت تک اور ان کو دیکھتا رہ کہ وہ آگے دیکھ لیں گے کیا ہماری آفت کو
يَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ﴿١٧٦﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمۡ فَسَآءَ صَبَاحُ
جلد مانگتے ہیں ۶۸ پھر جب اترے گی ان کے میدان میں تو بری صبح ہوگی
الۡمُنۡذَرِيۡنَ ﴿١٧٧﴾ وَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ حَتّٰى حِيۡنٍ ﴿١٧٨﴾ وَّاَبۡصِرۡ
ڈرائے ہوؤں کی ف۶ پھر آ ان سے ایک وقت تک اور دیکھتا رہ

اعادہ حال ملائکہ دوسری بار

شکوٰی مع تخویف

بشارت دنیوی

تخویف دنیوی و تسلیہ

پاس کوئی دلیل نہیں۔ وہ محض جھوٹ بولتے ہیں۔ اور اللہ کی طرف ولد کی نسبت کرکے اس کی ذاتِ پاک پر محض افتراء کرتے ہیں۔ اور وہ اس دعوے میں سراسر جھوٹے ہیں۔ اصطفی البنات الخ کیا اللہ نے اپنے لئے بیٹوں کے بجائے بیٹیوں کو منتخب کیا ہے؟ تمہیں کیا ہوگیا ہے، کیسا بیہودہ حکم لگا رہے ہو؟ کیا تم سوچ سے ذرا کام نہیں لیتے؟ ام لکم سلطن الخ یا تمہارے پاس کوئی واضح دلیل بھی موجود ہے۔ تو لاؤ اگر تم سچے ہو تو وہ دلیل ہی پیش کرو۔ ۶۲ وجعلوا الخ یہ جنوں کے حال کا اعادہ ہے بعض مشرکین نے اللہ تعالٰی اور جنات کے درمیان بھی (عیاذاً باللہ) رشتہ قائم کر رکھا تھا ان کے خیال میں فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ اوران کی مائیں شاہانِ جنات کی شہزادیاں ہیں۔ قال مجاھد والسدی ومقاتل ایضا القائل بذلک کنانۃ وخزاعۃ قالوا ان اللہ خطب الی سادات الجن فزوجوہ من سروات بناتھم فالملائکۃ بنات اللہ من سروات بنات الجن (قرطبی ج ۵ ا ص۱۳۵) یا نسب سے مراد مناسبت ہے یعنی انہوں نے شیاطین کو اللہ کی عبادت میں شریک کرلیا۔ اور ان کو شفیعِ غالب سمجھنے لگے۔ او ارید جعلوا بینہ سبحانہ وبینھم مناسبۃ حیث اشرکوھم بہ تعالٰی فی استحقاق العبادۃ (روح ج ۲۳ ص۱۵۱) ۶۳ ولقد علمت الخ حالانکہ شیاطین کو یقین ہے کہ وہ سب جہنم کا ایندھن ہیں تو بتایئے پھر ان شیاطین کا اللہ تعالٰی سے کیا رشتہ ہوسکتا ہے اور وہ کس طرح شفیعِ غالب ہوسکتے ہیں سبحٰن اللہ عما یصفون مشرکین جو کچھ کہتے ہیں یعنی فرشتوں اور جنوں کا خدا سے نسبی تعلق ہونا اور فرشتوں اور جنوں کا خدا کے یہاں شفیعِ غالب ہونا اللہ تعالٰی ان افتراءات سے پاک ہے۔ لہٰذا اللہ کو پکارنے میں ان شرکیوں سے پاک سمجھو۔ الا عباد اللہ المخلصین۔ یہ محضرون سے استثناءِ منقطع ہے۔ کمامر تفسیرہ فی (ص۵۳) ۶۴ فانکم الخ خطاب مشرکین سے ہے۔ اے مشرکین! تم اور تمہارے معبود از جنسِ جنات وشیاطین اپنے مکر وفریب سے اللہ کے مقابلے میں کسی کو گمراہ نہیں کرسکتے۔ البتہ جس کا علم الٰہی میں جہنمی ہونا مقدر ہوچکا ہے وہی تمہارے دام فریب میں آئے گا۔ لعلمہٖ تعالٰی بانہ یصبر علی الکفر بسوء اختیارہ ویصیر من اھل النار لا محالۃ (ابوالسعود ج۷ ص۲۶۷) ۶۵ ومامنا الخ یہاں سے لنحن المسبحون

موضح قرآن ف۱ یعنی تم انسان اور تمہارے نئیں شیطان بے مرضی اللہ کے گمراہ نہیں کرسکتے۔ گمراہ وہی ہوگا جس کو اس نے دوزخی لکھ دیا ۱۲ منہ ف۲ یہاں سے اللہ تعالٰی نے فرشتوں کی زبان سے فرمایا جیسے دعائیں فرمائی ہیں آدمیوں کی زبان سے۔ ٹھکانا مقرر یعنی اپنی حد ہے اس سے آگے بڑھنا نہیں۔ یہ اس پر فرمایا کہ کافر کہتے فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں جنوں کی بیٹیوں سے پیدا ہوئیں۔ سو جنوں کو اپنا حال معلوم ہے اور فرشتے یوں کہتے ہیں ۱۲ منہ ف۳ یعنی اپنی اپنی حد پر ہر کوئی کھڑا رہتا ہے ۱۲ منہ ف۴ یہاں تک ہوچکا فرشتوں کا کلام ۱۲ منہ ف۵ عرب لوگ بنی اسرائیل کا نام سنتے تھے ان کے علم سے خبردار نہ تھے تو یہ کہتے تھے۔ اب جو اپنے اندر نبی پیدا ہوا تو پھر گئے ۱۲ منہ ف۶ یہ ہوا فتح مکہ کے دن۔ ۱۲ منہ رح

تک فرشتوں کے حال کا دوسری بار اعادہ ہے۔ فرشتے خود اپنی عبودیت کا اعتراف کر رہے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کا اللہ کی بارگاہ میں ایک معین مقام ہے جس سے وہ ذرا آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ ہم سب اللہ کے سامنے صف بستہ کھڑے رہتے ہیں اس کی عبادت میں مصروف یا اس کے احکام کے منتظر۔ اور ہم اللہ کی تنزیہہ و تقدیس کرتے اور مشرکین کے شرک سے اللہ تعالیٰ کی برتری اور اس کی تنزیہہ کا اعلان کرتے ہیں۔ فرشتے خود اعلان کر رہے ہیں کہ وہ نہ معبود ہیں، نہ خدا کی بیٹیاں اور نہ اس کی بارگاہ میں شفیع غالب والمراد انہم یخبرون انہم یعبدون اللہ بالتسبیح والصلوٰۃ ولیسوا معبودین ولا بنات اللہ (قرطبی ج ۱۵ ص ۱۳۹) ۶۶ وان کانوا الخ یہ شکوی مع تخویف دنیوی ہے۔ نزول قرآن سے

فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا

اب آگے دیکھ لیں گے پاک ذات ہے تیرے رب کی وہ پروردگار عزت والا پاک

يَصِفُونَ ۝۱۸۰ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝۱۸۱ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

ہے ان باتوں سے جو بیان کرتے ہیں اور سلام ہے رسولوں پر اور سب خوبی ہے اللہ کو جو

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۸۲

رب ہے سارے جہان کا ف۱

رکوع ۵ / ۹

سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

۱ سورہ ص مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ۝۱ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ

قسم ہے اس قرآن سمجھانے والے کی ۱ بلکہ جو لوگ منکر ہیں

عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۝۲ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ

غرور میں ہیں اور مقابلہ میں بہت غارت کر دیں ہم نے ان سے پہلے جماعتیں ۲

فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ۝۳ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ

پھر لگے پکارنے اور وقت نہ رہا تھا خلاصی کا ۳ اور تعجب کرنے لگے اس بات پر کہ آیا

مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۫ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝۴

ان کے پاس ایک ڈر سنانے والا انہی میں سے اور کہنے لگے منکر یہ ۴ جادوگر ہے جھوٹا

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ

کیا اس نے کر دی اتنوں کی بندگی کے بدلے ایک ہی کی بندگی ۵ یہ بھی ہے ایک بڑے

عُجَابٌ ۝۵ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَ

تعجب کی بات اور چل کھڑے ہوئے کئی پنچ ان میں سے ۶ کہ چلو اور

۱ سورت کا خلاصہ ۱۸۲

۲ صفات کارسازی ۱۸۲

۳ تمہید مع تخویف ۱۲

۴ تخویف دنیوی ۳

۵ شکوی ۳

پہلے مشرکین قریش کہا کرتے تھے کہ جس طرح پہلے لوگوں (یہود و نصاریٰ) پر کتابیں اتریں۔ اگر اس طرح کی کوئی کتاب ہم پر نازل ہوتی تو ہم اللہ کے برگزیدہ بندے ہوتے۔ اور خالص اس کی عبادت کرتے۔ جب اللہ کی طرف سے ان کے پاس آخری کتاب (قرآن) آگئی تو فوراً اس کا انکار کر دیا۔ اس کفر و انکار کا انجام عنقریب ہی دیکھ لیں گے۔ ۶۷ ولقد سبقت الخ یہ بشارت دنیوی ہے۔ ہمارا فیصلہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں صادر ہو چکا ہے کہ آخرالامر وہ اور ان کے متبعین غالب و منصور اور ان کے دشمن مغلوب و مقہور رہوں گے۔ فتول عنہم الخ یہ مشرکین پر زجر اور تخویف دنیوی ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ کچھ دیر تک آپ ان سے تعرض نہ فرمائیں اور دیکھیں ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔ اس وقت وہ خود بھی اپنا انجام دیکھ لیں گے حین سے جنگ بدر تک کا وقفہ اور انجام سے جنگ بدر میں ان کا قتل اور قید ہونا مراد ہے۔ الی حین۔ المراد الی یوم بدر (کبیر) فسوف یبصرونہا ومایحل بہم من العذاب والاسر و القتل (بحر ج ۷ ص ۳۸) ۶۸ افبعذ ابنا الخ یہ کیسے نادان ہیں کہ ہمارا عذاب جلدی مانگتے ہیں۔ حالانکہ جس دن ہمارا عذاب ان پر آنازل ہوگا وہ دن ان کے لئے بہت برا دن ہوگا۔ وتول عنہم الخ اچھا آپ فی الحال ان سے تعرض نہ فرمائیں اور انتظار فرمائیں کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔ وہ خود بھی اپنا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ ۶۹ سبحٰن ربك الخ یہ سورت کا خلاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جو آپ کا مربی ہے۔ اور جس کے ہاتھ میں عزت و غلبہ ہے مشرکین کے شرک و افترا سے پاک ہے۔ وسلام علی المرسلین انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے نہایت برگزیدہ اور عاجز بندے ہیں۔ وہ خدائی اختیارات میں اس کے بالکل شریک نہیں۔ بلکہ مصائب و بلیات میں وہی ان کو نجات اور سلامتی عطا فرماتا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں جو ساری کائنات کا رب ہے۔ ان میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور نہ اس کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب ہے۔ لہٰذا ہر قسم کی عبادت اسی کی بجا لاؤ۔ اور مصائب و مشکلات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔ و اٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

موضح قرآن ف۱ شاید پہلا وعدہ دنیا کے عذاب کا اور پچھلا آخرت کا۔ ۱۲ منہ رح

سورۂ صٰفّٰت میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ وَالصّٰفّٰتِ صَفًّا ــــ تا ــــ وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝ (ع ۱) نفیِ شفاعت قہری از ملائکہ
۲۔ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ ــــ تا ــــ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝ (ع ۱) نفیِ شفاعت از شیاطین
۳۔ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ــــ تا ــــ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝ (ع ۱) نفیِ شفاعت از رہنمایانِ سوء و ذکر انجام بد تابعان و متبوعان
۴۔ سات پیغمبروں کے قصے برائے نفیِ شفاعتِ قہری۔
۵۔ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ــــ تا ــــ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (ع ۵) نفیِ شرک ہمہ اقسام

(بحمد اللہ تعالیٰ آج بتاریخ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ، مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۶۹ء، بروز اتوار صبح ۱۱ بجے مسجد پرانا قلعہ، راولپنڈی میں سورۃ الصافّات کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد الرّسل وخاتم النّبیین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین وعلیٰ سائر عباد اللہ الصّالحین۔ سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

سُورۂ صٓ

ربط سورۂ صافات میں بتایا گیا کہ جن کو مشرکین کارساز اور خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھتے ہیں وہ تو خود عاجز ہیں اور اپنے عجز کا خدا کے سامنے اظہار کر رہے ہیں اور حاجات میں خدا کو پکار رہے ہیں، بھلا وہ خود کس طرح کارساز اور شفیع غالب ہوسکتے ہیں۔ اب سورۂ صٓ میں بطور ترقی مذکور ہوگا کہ مشرکین جن بندگانِ خدا کو شفیع غالب سمجھتے ہیں وہ اپنی عاجزی اور بیچارگی ظاہر کرنے کے علاوہ خود بعض جسمانی تکلیفوں اور آزمائشوں میں مبتلا ہیں، اس لئے وہ کسی طرح بھی کارساز اور شفیع غالب نہیں ہوسکتے۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب، تخویف، زجر، شکویٰ۔ دعویٰ پر پانچ نقلی دلیلیں۔ ایک عقلی دلیل اور ایک دلیل وحی۔ آخر میں فرشتوں اور جنات کے عجز کا بیان۔

تفصیلی خلاصہ

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ۔ تا ۔ فِیْ عِزَّۃٍ وَّشِقَاقٍ تمہید مع ترغیب۔ یہ قرآن سراپا نصیحت ہے اسے مانو۔ عناد و استکبار کی وجہ سے اس سے اعراض نہ کرو۔ کم اھلکنا الخ تخویفِ دنیوی۔ ان سے پہلے منکرین کو ہم نے عذاب سے ہلاک کردیا۔ وعجبوا ان جآءھم الخ یہ شکویٰ ہے۔ مشرکین کو تعجب ہے کہ ایک بشر کو نبی بنایا گیا، اس لئے وہ نبی نہیں بلکہ جادوگر ہے۔ اور مسئلہ توحید کا ایک نیا ڈھونگ رچائے ہوئے ہے۔ ام عندھم خزآئن ربك الخ یہ زجر ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام خزانوں کا مالک ورزمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ اسے معلوم ہے کون نبوت کا مستحق ہے۔ کذبت قبلھم الخ یہ تخویفِ دنیوی ہے۔ ان سے پہلے بڑی بڑی طاقتور قومیں انکارِ حق کے جرم میں تہس نہس کردی گئیں۔ یہ مشرکین بھی اسی طرح کے انجام کے منتظر ہیں۔ وقالوا ربنا عجل لنا الخ (ع ۲) یہ شکویٰ ہے۔ یہ معاندین کس قدر بے باک ہیں کہ آخرت کا عذاب دنیا ہی میں مانگتے ہیں۔ اصبر علیٰ مایقولون۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔

واذکر عبدنا داؤد الخ یہ پہلی نقلی دلیل ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کیسے عظیم المرتبت پیغمبر تھے۔ دینی اور دنیوی نعمتوں سے مالامال تھے۔ مگر اس کے باوجود ایک لغزش پر ان کو بھی تنبیہ کی گئی۔ جس پر انھوں نے انتہائی عاجزی اور زاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی۔ اس لئے وہ کارساز اور شفیع غالب ہرگز نہیں ہوسکتے۔

وماخلقنا السمآء الخ (ع ۳) یہ توحید پر عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان اور یہ ساری کائنات یونہی بیکار نہیں پیدا کی گئی۔ بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی قدرتِ کاملہ کی دلیل ہے۔ فویلٌ للذین کفروا من النار۔ تخویفِ اخروی۔ ام نجعل الذین اٰمنوا الخ یہ زجر ہے۔

کتٰب انزلنٰہ الیك الخ یہ دلیلِ وحی ہے۔ یہ سراپا برکت کتاب (قرآن) جس میں مسئلہ توحید اور دوسرے احکام کھول کر بیان کئے گئے ہیں، ہم نے اس لئے نازل کی ہے کہ سمجھنے والے اس میں غور کرسکیں۔ اور اسے سمجھیں۔

ووھبنا لداؤد سلیمٰن ۔ تا ۔ لزلفیٰ وحسن ماٰب (ع ۳) دوسری نقلی دلیل ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بڑے مرتبے کے پیغمبر اور بادشاہ تھے۔ وہ بھی ایک ابتلاء میں گرفتار ہوگئے۔ آخر اللہ تعالیٰ کے سامنے آہ وزاری کی تو اس ابتلاء سے نجات پائی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کارساز اور شفیع غالب نہ تھے۔

واذکر عبدنا ایوب الخ (ع ۴) تیسری نقلی دلیل۔ حضرت ایوب علیہ السلام سخت جسمانی تکلیف میں مبتلا ہوئے۔ آخر اپنے مولائے مہربان کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعا کی تو اس نے محض اپنی رحمت سے انہیں شفائے کامل عطا فرمائی۔ جو خود ایسی تکلیفوں میں مبتلا ہوں اور مصائب سے اپنی حفاظت نہ کرسکیں۔ بھلا وہ کس طرح شفیع غالب اور کارساز ہوسکتے ہیں

واذکر عبادنا ابراھیم الخ یہ چوتھی نقلی دلیل ہے۔ حضرت ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام ہمارے مخلص اور برگزیدہ بندے تھے اور ہمیشہ آخرت کی تیاری میں مصروف رہتے تھے اس لئے وہ نہ کارساز ہوسکتے ہیں، نہ شفیع غالب۔

واذکر اسمٰعیل الخ یہ پانچویں نقلی دلیل ہے۔ حضرت اسمٰعیل، الیسع اور ذوالکفل علیہم السلام سب نیکوکار اور ہمارے فرمانبردار بندے تھے، وہ کارساز اور شفیع غالب نہ تھے۔

وان للمتقین لحسن ماٰب ۔ تا ۔ مالہ من نفاد۔ بشارتِ اخروی ہے۔ وان للطٰغین لشر ماٰب ۔ تا ۔ ان ذلك لحق تخاصم اھل النار۔ یہ تخویفِ اخروی ہے۔ قل انما انا منذر ۔ تا ۔ انتم عنہ معرضون (ع ۵) دلائل عقلیہ و نقلیہ کے بعد دعوائے سورت کا ذکر ہے۔ جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کا تو یہ حال ہے کہ بطورِ امتحان و ابتلاء خود مصائب و بلیات میں ماخوذ ہیں اور بارگاہِ الٰہی میں عاجزی کر رہے ہیں اس لئے خدائے واحد و قہار اور مولائے عزیز و غفار کے سوا کوئی کارساز اور متصرف و مختار نہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی بھی اس کی بارگاہ میں شفیع غالب نہیں۔

ما کان لی من علم ۔ تا ۔ انما انا نذیر مبین۔ یہ سوالِ مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین کہتے تھے اگر تم سچے پیغمبر ہو تو ہمیں آئندہ حوادث کی قبل از وقوع اطلاع دو۔ نیز بتاؤ جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو وہ کب آئے گا۔ فرمایا جواب دو کہ مجھے کچھ علم نہیں کہ ملاء اعلیٰ میں آئندہ حوادث کے بارے میں کیا طے ہو رہا ہے مجھے تو جو چیز بتائی جاتی ہے وہ وحی کے ذریعے سے بتائی جاتی ہے۔ اور وحی کا تعلق بھی اکثر انہی امور سے ہوتا ہے جن کی دین و شریعت میں ضرورت ہو۔

اذ قال ربك للملٰٓئکۃ ۔ تا ۔ فسجد الملٰٓئکۃ کلھم اجمعون۔ ان آیتوں میں فرشتوں کا حال مذکور ہے کہ وہ تو خود اللہ تعالیٰ کے عاجز اور فرمانبردار بندے ہیں اور اس کے سامنے دم نہیں مار سکتے۔ اس لئے وہ بھی کسی طرح شفیع غالب نہیں ہوسکتے۔ الا ابلیس ط استکبر وکان من الکٰفرین ۔ تا ۔ وممن تبعك منھم اجمعین۔

جنات کا یہ حال ہے کہ ان کے جد اعلےٰ کو حکم خداوندی سے بغاوت کی بنا پر ملعون و مردود کر دیا گیا اور اس کو اور اس کی ذریت کو جہنم کا ایندھن بنایا جائے گا۔ اس لئے ایسی ملعون
و مطرود جماعت بھی عند اللہ شفیع غالب نہیں ہو سکتی۔ قل ما اسئلکم ــ تا ۔ آخر سورت' میں اس ناصحانہ تبلیغ اور ان واضح بیانات کا تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگتا اور نہ تکلف
سے اپنے دل سے باتیں بناتا ہوں۔ بلکہ اللہ کی وحی تم کو سناتا ہوں۔ اب تم نہیں مانتے قیامت کے دن غیر اللہ کو کارساز اور شفیع غالب سمجھنے کا انجام بدخود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے ۲ ؎
والقرآن ــ تا ۔ وشقاق یہ تمہید مع ترغیب ہے والقرآن الخ قسم ہے اور جواب قسم محذوف ہے ای ما ابقی موضع شبھۃ یعنی یہ پند و نصیحت سے لبریز قرآن اس پر شاہد

اصۡبِرُوۡا عَلٰۤی اٰلِہَتِکُمۡ ۚۖ اِنَّ ہٰذَا لَشَیۡءٌ یُّرَادُ ۚ﴿۶﴾ مَا سَمِعۡنَا
جمے رہو اپنے معبودوں پر بے شک اس بات میں کوئی غرض ہے یہ نہیں سنا ہم
بِہٰذَا فِی الۡمِلَّۃِ الۡاٰخِرَۃِ ۚۖ اِنۡ ہٰذَاۤ اِلَّا اخۡتِلَاقٌ ۚ﴿۷﴾
نے اس ف۱ پچھلے دین میں ف۲ اور کچھ نہیں یہ بات بنائی ہوئی ہے ف۱
ءَاُنۡزِلَ عَلَیۡہِ الذِّکۡرُ مِنۡۢ بَیۡنِنَا ؕ بَلۡ ہُمۡ فِیۡ شَکٍّ
کیا اسی پر ف۲ اتری نصیحت ہم سب میں سے کوئی ف۳ نہیں ان کو دھوکا ہے
مِّنۡ ذِکۡرِیۡ ۚ بَلۡ لَّمَّا یَذُوۡقُوۡا عَذَابِ ؕ﴿۸﴾ اَمۡ عِنۡدَہُمۡ
میری نصیحت میں کوئی نہیں ابھی انہوں نے چکھی نہیں میری مار کیا ان کے پاس ہیں ف۳
خَزَآئِنُ رَحۡمَۃِ رَبِّکَ الۡعَزِیۡزِ الۡوَہَّابِ ۚ﴿۹﴾ اَمۡ لَہُمۡ
خزانے تیرے رب کی مہربانی کے جو کہ زبردست ہے بخشنے والا ف۴ یا ان کی
مُّلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ مَا بَیۡنَہُمَا ۟ فَلۡیَرۡتَقُوۡا
حکومت ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے تو ان کو چاہیئے کہ چڑھ
فِی الۡاَسۡبَابِ ﴿۱۰﴾ جُنۡدٌ مَّا ہُنَالِکَ مَہۡزُوۡمٌ مِّنَ
جائیں رسیاں تان کر ف۵ ایک لشکر یہ بھی وہاں تباہ ہوا ان سب ف۶
الۡاَحۡزَابِ ﴿۱۱﴾ کَذَّبَتۡ قَبۡلَہُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ وَّ عَادٌ وَّ فِرۡعَوۡنُ
لشکروں میں ف۷ جھٹلا چکے ہیں ان سے پہلے نوح کی قوم ف۵ اور عاد اور فرعون
ذُو الۡاَوۡتَادِ ﴿ۙ۱۲﴾ وَ ثَمُوۡدُ وَ قَوۡمُ لُوۡطٍ وَّ اَصۡحٰبُ لۡـَٔیۡکَۃِ ؕ
میخوں والا ف۶ اور ثمود اور لوط کی قوم اور ایکہ کے لوگ
اُولٰٓئِکَ الۡاَحۡزَابُ ﴿۱۳﴾ اِنۡ کُلٌّ اِلَّا کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ
وہ بڑی بڑی فوجیں یہ جتنے تھے سب نے یہی کیا کہ جھٹلایا رسولوں کو پھر ثابت
عِقَابِ ﴿۱۴﴾ع وَ مَا یَنۡظُرُ ہٰۤؤُلَآءِ اِلَّا صَیۡحَۃً وَّاحِدَۃً مَّا لَہَا
ہوئی میری طرف سے سزا اور راہ نہیں دیکھتے یہ لوگ ف۷ مگر ایک چنگھاڑ کی جو بیچ میں

ع ۱۰ / ۱

ہے کہ مسئلہ توحید میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی کفار کے نہ ماننے کی وجہ یہ نہیں کہ مسئلہ میں کوئی شبہ باقی ہے بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ یہ کفار و مشرکین کبر و غرور اور عناد و عداوت میں پڑے ہیں۔ اس لئے انکار و جحود پر کمر بستہ ہیں اور ان کے غرور و استکبار کا سبب دنیوی سامان عیش کی فراوانی ہے۔ بل متعت ھٰؤلاء وآباءھم حتی نسوا الذکر وکانوا قوما بورا (الفرقان ع ۲) جب سورۂ صافات میں بیان ہو چکا کہ تمام انبیاء علیہم السلام فرشتے اور جن سب اللہ کی بارگاہ میں عاجز ہیں اور سب کچھ کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے تو اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ وہ خدا کے یہاں شفیع غالب نہیں ہیں اور اس توضیح و تفصیل سے شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی۔ لیکن اس کے باوجود کفار غرور و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے۔ ہذا ما افادہ الشیخ قدس سرہٗ۔ بعض مفسرین نے انک لمن المرسلین (بیشک تو البتہ رسولوں میں سے ہے) بعض نے ما الامر کما قال کفار مکۃ من تعدد الآلھۃ (بات یوں نہیں جس طرح کفار مکہ کہتے ہیں کہ معبود ایک سے زیادہ ہیں) بعض نے ما الامر کما یقولون انک ساحر کذاب (بات یوں نہیں جس طرح مشرکین کہتے ہیں کہ تو جادوگر اور جھوٹا ہے) وغیرہ جواب قسم مقدر مانا ہے (روح۔ قرطبی۔ جلالین) اس ذکر و نصیحت والے قرآن کو تو ماننا چاہیئے تھا لیکن کفار ضد میں آکر اس کا انکار کر بیٹھے ۳ ؎ کم اھلکنا الخ یہ تخویف دنیوی ہے لات یہ لا مشبہ بلیس ہے۔ تائے تانیث تاکید کیلئے زیادہ کی گئی ہے حین مناص اس کی خبر ہے مناص۔ خلاص ھی لا المشبھۃ بلیس عند سیبویہ زیدت علیھا تاء التانیث لتاکید معناھا وھو النفی (روح ج ۲۳ ص ۱۶۳) ای لیس الحین حین مناص (بیضاوی) ان سے پہلے ہم نے کئی قوموں کو ہلاک کر دیا۔ جب ہمارا عذاب آپہنچا تو پکارنے لگے۔ حالانکہ یہ وقت عذاب سے بچنے اور خلاصی پانے کا نہیں ہوتا مشرکین مکہ بھی ایسے عذاب کے لئے تیار ہیں یعنی انھم یھلکون

۳ تخویف دنیوی ۱۲

کما ھلک من قبلھم (مظہری ج ۸ ص ۱۵۲) ۴ ؎ وعجبوا الخ یہ زجر ہے یہاں سے بل ھم فی شک من ذکری تک کفار مکہ کے استکبار و عناد کا ذکر ہے منہ رحمہ

موضح قرآن ف۱ پچھلا دین کہتے تھے اپنے باپ دادوں کو یعنی آگے تو سنتے ہیں کہ اگلے لوگ ایسی باتیں کہتے تھے پر ہمارے بزرگ تو یوں نہیں کہہ گئے۔ ف۲ وہ جو کہتے تھے کہ ہم پر کیوں نہ اترا ف۳ یعنی اگلی قومیں برباد ہوئیں اگر چڑھ جاویں تو ان میں ایک یہ بھی برباد ہوں ف۴ وہ ظالم آدمی جو میخا کر کر مارتا تھا اس کا یہ نام پڑ گیا ہے بعضے کہتے ہیں کہ لشکر کے گھوڑوں کی میخیں رکھتا تھا سونے اور روپے کی۔

فتح الرحمٰن ۱ یعنی قرآن کہ آخر ما آمرا در یافتیم ۱۲ ۲ یعنی بر ایشاں ہم آمیختہ ہم نمی توانند کہ بآسمان روند فکیف پادشاہی ۱۲ ۳ یعنی از جنس گروہہا کہ با انبیاء مخالفت کردند ۱۲ ۴ یعنی یکبار صیح بستہ تعذیب می کردند ۱۲

منھم انہیں اس پر بھی حیرت اور تعجب ہے کہ انہی میں سے ایک بشر کو رسول بنا کر ان کی طرف بھیج دیا گیا ہے۔ (منذر منھم) رسول لبشر من انفسھم (جامع البیان ص ۳۸۹) ۵ وقال الکفرون الخ یہ شکوہ ہے کفار کے عناد کا۔ کافروں نے کہا یہ تو کوئی جادوگر ہے۔ اس کے ہاتھ پر جادوگروں کی طرح شعبدے ظاہر ہوتے ہیں اور وحی و نبوت کے دعوے میں جھوٹا ہے۔ خدا پر جھوٹ باندھتا ہے۔ (العیاذ باللہ) معجزات کو جادو کے شعبدات قرار دینا اور ایک ایسے راست گو انسان کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنا جس نے ساری زندگی میں کبھی جھوٹ نہ بولا ہو۔ سراسر ضد و عناد پر مبنی ہے ۲ اجعل الخ تمام معبودوں کی الوہیت کی یکسر نفی کرکے اس نے الوہیت کو صرف ایک ذات پاک کے ساتھ مختص قرار دے دیا ہے اور کہتا ہے کہ ایک خدا کے سوا کوئی الٰہ (معبود) نہیں اور نہ ہی کوئی کارساز ہے اور اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔ یہ بات تو نہایت ہی حیرت انگیز اور تعجب افزا ہے۔ عجاب صیغہ مبالغہ ہے۔ والعجاب الذی قد تجاوز حد العجب (قرطبی ج ۱۵ ص ۱۵۱) جن لوگوں نے خدا کے علاوہ سینکڑوں ہزاروں معبود اور کارساز بنا رکھے ہوں ان کے لئے مسئلہ توحید واقعی نہایت ہی تعجب انگیز ہے ۷ وانطلق الخ ابوجہل۔ عتبہ۔ شیبہ۔ امیہ بن خلف عقبہ بن ابی معیط۔ عاص بن وائل وغیرہ صنادید قریش کا ایک وفد ابوطالب کے پاس آیا تاکہ وہ اپنے بھتیجے کو ان کے معبودانِ باطلہ کی توہین سے روکیں یعنی وہ ہمارے معبودوں کے بارے میں یہ نہ کہا کرے کہ وہ کچھ نہیں کرسکتے۔ وہ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دے اور ہم اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں۔ ابوطالب نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بلا کر کہا کہ میرے بھتیجے یہ اشراف قریش اس مقصد کے لئے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں ان سے صرف ایک بات مان لینے کا مطالبہ کرتا ہوں، اگر یہ اس کو مان لیں تو سارا عرب ان کا مطیع ہو جائے۔ ابوجہل فوراً بول اٹھا ایسی تو ہم دس باتیں بھی ماننے کے لئے تیار ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ ایک بات یہ ہے لا الٰہ الا اللہ یہ سن کر بول اٹھے اجعل الالھۃ الٰھا واحدا اور اٹھ کر چلدیئے اور آپس میں کہنے لگے چلو اور اپنے معبودوں کی عبادت پر قائم رہو۔ ان آیتوں میں اسی طرف اشارہ ہے (روح، قرطبی، خازن، معالم) ۸ ان ھذا الخ یہ بھی کافروں ہی کا مقولہ ہے۔ اسے چھوڑو یہ تمہاری کوئی بات نہیں ماننے گا۔ یہ ریاست اور بڑائی چیز ہی ایسی ہے جس کی ہر شخص کو تمنا ہے اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بھی اسی آرزو کی تکمیل کے لئے توحید وغیرہ کا نعرہ بلند کر رہا ہے ان ھذا الذی یدعیہ محمد من التوحید او الذی یقصد من الریاسۃ والترفع علی العرب والعجم لشیٔ یتمنی او یریدہ کل احد (مظہری ج ۸ ص ۱۵۶) ۹ ما سمعنا الخ ھذا سے مسئلہ توحید کی طرف اشارہ ہے اور الملۃ الآخرۃ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دین یا آباء و اجداد کا دین مراد ہے۔ ہم نے آج تک یہ مسئلہ توحید نہ تو دین عیسوی کے عالموں سے سنا ہے بلکہ اس کے برعکس تمام پوپ اور پادری تثلیث کے قائل ہیں اور نہ اپنے باپ دادا ہی سے ہم نے مسئلہ توحید سنا ہے۔ اس لئے لامحالہ یہ مسئلہ توحید خدا کی طرف سے نہیں بلکہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا اپنا ساختہ پرداختہ ہے۔ فی ملۃ عیسیٰ التی ھی اٰخر الملل لان النصاریٰ مثلثۃ غیر موحدۃ او فی ملۃ قریش التی ادرکنا علیھا اٰباءنا (مدارک ج ۴ ص ۲۷) ۱۰ ءانزل الخ یہ بھی ان کے بغض و حسد اور عناد پر مبنی ہے۔ کیا ہم سب میں سے یہی اس لائق تھا کہ اس کو نبوت دی جاتی اور اس پر قرآن نازل کیا جاتا۔ ہم ایسے اشراف اور عظماء میں سے کوئی بھی اس مرتبے کے لائق نہ تھا؟ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا انکار محض حسد اور عناد کی وجہ سے تھا۔ وامثال ھذہ المقالات الباطلۃ دلیل علی ان مناط تکذیبھم لیس الا الحسد و قصر النظر علی حطام الدنیا (روح ج ۲۳ ص ۱۶۸) ۱۱ بل ھم الخ یہ ماقبل مذکورہ امور سے اضراب ہے یعنی ان کی تکذیب کے اصل وجوہ وہ نہیں جو اوپر مذکور ہوئے۔ وہ تو محض تکذیب کے لئے جھوٹے بہانے ہیں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ وہ اس قرآن ہی کے بارے میں شک میں سرگرداں ہیں جو دلائل توحید سے لبریز ہے یہی وجہ ہے کہ کبھی اسے جادو کہتے ہیں اور کبھی شعر سے تعبیر کرتے ہیں۔ (روح) بل لما یذوقوا عذاب یہ دونوں سے اضراب ہے یعنی ان کو نہ حسد مانع ہے نہ شک، بلکہ ابھی تک انھوں نے میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا۔ جب عذاب کا مزہ چکھ لیں گے تو نہ حسد رہے گا نہ شک بلکہ پورا پورا یقین آجائے گا لیکن بے سود ای لم یذوقوا عذابی بعد فاذا ذاقوہ زال عنھم ما بھم من الحسد والشک حینئذ (روح) ۱۲ ام عندھم الخ یہ مشرکین کے قول ءانزل علیہ الذکر الخ کا جواب ہے یہ لوگ ایسے بلند بانگ دعوے کرتے اور اپنے سے بڑا کسی کو نہیں سمجھتے کیا اللہ کی رحمت کے خزانے ان کے قبضہ میں ہیں اور کیا اللہ کی رحمت کی تقسیم ان کے اختیار میں ہے کہ وہ جسے مستحق سمجھیں اسے نبوت عطا کریں۔ استفہام انکاری ہے یعنی ایسا نہیں ہے ۱۳ ام لھم الخ یا زمین و آسمان کی حکومت ان کے قبضہ میں ہے جس کی وجہ سے وہ خدا کے کاموں میں دخل دیتے ہیں۔ تو پھر تمام ممکنہ اسباب کو بروئے کار لاکر ساری کائنات کا نظم و نسق چلائیں اور جسے چاہیں نبوت کے مقام پر فائز کرکے اس پر وحی نازل کریں یہ مشرکین کی خرافات پر تہکم و استہزاء ہے۔ نہ تو اللہ کی رحمت کے خزانے ان کے ہاتھ میں ہیں۔ نہ زمین و آسمان کی حکومت ان کے قبضے میں لیکن باتیں ایسی تعلی سے کرتے ہیں گویا سب کچھ ان کے اختیار میں ہے وایا ما کان ففی امرھم بذلک تھکم بھم لایخفی (روح جلد ۲۳ ص ۱۶۹) یا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کا کوئی اختیار چل سکتا ہے تو وہ آسمان پر چڑھ جائیں اور وحی کو روک لیں ای فلیصعدوا الی السمٰوات ولیمنعوا الملائکۃ من انزال الوحی علی محمد (قرطبی ج ۱۵ ص ۱۵۳) ۱۴ جند ما الخ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے اور مشرکین مکہ کے منہزم و مغلوب ہونے کی پیشگوئی ہے یہ مشرکین کا ایک نہایت ہی حقیر سا لشکر ہے جو عنقریب مغلوب و مقہور ہونے والا ہے۔ یہ بھی ان جماعتوں میں سے ایک ہے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کے خلاف نبرد آزمائی کی اور آخر ذلیل و رسوا ہوئے یہ وعدہ جنگ بدر میں پورا ہوا اور ھنالک سے مشرکین کے قتل ہوکر گرنے کی طرف اشارہ ہے یعنی ان قریشا من جملۃ الاجناد الذین تجمعوا وتحزبوا علی الانبیاء بالتکذیب فقھروا واھلکوا۔ اخبر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نبیہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو بمکۃ انہ سیھزم جند المشرکین فجاء تاویلھا یوم بدر وھنالک اشارۃ الی مصارعھم ببدر (خازن ج ۶ ص ۴۲) ۱۵ کذبت الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ قوم نوح، عاد، فرعون ثمود، قوم لوط اور اصحاب الایکہ یہ وہ احزاب ہیں جنہوں نے انبیاء علیہم السلام سے ٹکر لی اور ان کی تکذیب کی تو ان سب پر ہمارا عذاب نازل ہوا۔ اور ہم نے ان کو تہس نہس کرکے رکھ دیا اور ان پر اپنے پیغمبروں کو غلبہ عطا فرمایا۔ فرعون کو ذوالاوتاد اس لئے کہا کہ اس کا ملک نہایت مضبوط اور مستحکم تھا گویا اس کی حکومت کو اس گھر سے تشبیہ دی گئی جس کے ستون نہایت مضبوط ہوں۔ ذوالاوتاد ذوالملک الثابت (جامع البیان ص ۳۹۰) شبہ ھنا فرعون فی ثبات ملکہ ورسوخ سلطنتہ ببیت ثابت اقیم عمادہ وثبتت اوتادہ (روح ج ۲۳ ص ۱۷۱) اور اصحاب الایکہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ہے ۱۶ وما ینظر الخ فواق۔ اونٹنی کو ایک بار دوہنے کے بعد کچھ دیر کے لئے چھوڑ دیتے ہیں تاکہ وہ مزید دودھ اپنے تھنوں میں اتار دے اس درمیانی وقفے کو فواق کہا جاتا ہے۔

والفواق والفُواق مابين الحلبتين من الوقت - لانها تحلب ثم تترك سويعة يرضعها الفصيل لتدر ثم تحلب (قرطبی ج ۱۵ ص۱۵۶) یہ کفار مکہ قیامت کے انتظار میں ہیں۔ جب قیامت بپا ہوگی یہ اس وقت ایمان لائیں گے صیحۃ واحدۃ سے نفخۂ اولیٰ مراد ہے جو خاصا طویل و مسلسل ہوگا اور اس کے درمیان معمولی سا وقفہ بھی نہیں ہوگا۔ ﷺ وقالوا الخ یہ شکویٰ ہے اور ابتدائے سورت سے متعلق ہے۔ بل الذین کفروا الخ کفار و مشرکین غرور و استکبار میں مست ہیں۔ اور از راہِ تعنت و استہزاء کہتے ہیں قیامت کے دن ہمارے لئے جو عذاب تیار ہے وہ ہمیں دنیا ہی میں دیدو۔ قطنا ای قسطنا من العذاب الذی توعد نابہ (بیضاوی) ﷺ اصبر الخ یہ آنحضرت

مِنْ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾ وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ

دم نہ لے گی اور کہتے ہیں اے رب جلد دے ہم کو ہماری چٹھی پہلے حساب

الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا

دن سے تو تحمل کرتا رہ اس پر جو وہ کہتے ہیں ﷺ اور یاد کر ہمارے بندے

دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ

داؤد قوت والے کو ﷺ وہ تھا رجوع رہنے والا ہم نے تابع کئے پہاڑ

مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَالطَّيْرَ

اس کے ساتھ پاکی بولتے تھے شام کو اور صبح کو اور اڑتے جانور

مَحْشُوْرَةً ۭ كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ

جمع ہو کر ﷺ سب تھے اس کے آگے رجوع رہتے اور قوت دی ہم نے اس کی سلطنت کو ﷺ اور دی اس کو

الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ

تدبیر اور فیصلہ کرنا بات کا اور پہنچی ہے تجھ کو خبر دعوے والوں کی ﷺ

اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ

جب دیوار کود کر آئے عبادت خانہ میں جب گھس آئے داؤد کے پاس تو ان سے گھبرایا ﷺ

قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ

وہ بولے مت گھبرا ہم دو جھگڑتے ہیں زیادتی کی ہے ایک نے دوسرے پر سو فیصلہ

بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَاۗءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾

کر دے ہم میں انصاف کا اور دور نہ ڈال بات کو اور بتلا دے ہم کو سیدھی راہ

اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۣ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ

یہ جو ہے بھائی ہے میرا اس کے یہاں ہیں ننانوے دنبیاں اور میرے یہاں ایک

وَّاحِدَةٌ ۣ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ

دنبی پھر کہتا ہے حوالے کر دے میرے وہ بھی اور زبردستی کرتا ہے مجھ سے بات میں بولا

وقف لازم

منزل ۶

ربط: شکویٰ ۔ تسلی ۔ پہلی نقلی دلیل بر نفی شفاعت قہری

صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ اور نفیٔ شفاعت قہری پر پہلی نقلی دلیل ہے۔ آپ صبر و تحمل سے کام لیں۔ ہم ان کو ان کی گستاخانہ روش کی سخت سزا دینگے۔ اور ان کو داؤد علیہ السلام کا قصہ سنائیں کہ اس قدر جلالت شان کے باوجود ایک خلافِ اولیٰ فعل پر ان کو بھی تنبیہ کی گئی۔ بھلا یہ سرکش اور گستاخ کس طرح چھوڑے جاسکتے ہیں (واذکر عبدنا داؤد) وکرامتہ علی اللہ کیف زل تلك الزلة الیسیرۃ فلقی من عتاب اللہ مالقی (مدارک ج ۴ ص۲۸) ساتھ ہی نفیِ شفاعت قہری پر یہ دلیل نقلی بھی ہے یعنی داؤد علیہ السلام ایسے جلیل القدر پیغمبر جو نہایت ہی عابد و زاہد اور ساتھ ہی ایک عظیم بادشاہ بھی تھے لیکن بایں ہمہ ان سے ایک لغزش ہوگئی جس کی بنا پر انہیں تنبیہ کی گئی۔ اس لئے وہ کسی طرح بھی خدا کی بارگاہ میں شفیعِ غالب نہیں ہوسکتے۔

دلیلِ نقلی از انبیاء دو قسم کی ہوتی ہے۔ اول یہ کہ انبیاء علیہم السلام کے اقوال و ان کی تعلیمات کو نقل کیا جائے۔ دوم یہ کہ ان کے احوال نقل کئے جائیں اور ان سے استشہاد کیا جائے۔ اس سورت میں دلیلِ نقلی کی قسم ثانی مراد ہے ﷺ ذا الاید الخ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی صفت ہے اید بمعنی قوت و طاقت۔ حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کی عبادت میں نہایت مضبوط اور چاک و چوبند رہتے تھے۔ پہر

موضحِ قرآن ف۱ یعنی صور کی آواز۔ ف۲ جب وعدہ قیامت کا سنتے تو کہتے ہمارا حصہ ابھی ہم کو دے۔ یہ ٹھٹھے تھے ان کے۔ ف۳ اس جگہ ان کو یاد دلوایا، کہ انھوں نے بھی طالوت کی حکومت میں بہت صبر کیا۔ آخر حکومت ان کو ملی اور مخالفوں کو جہاد سے زیر کیا۔ یہی نقشہ ہوا ہمارے پیغمبر کا ہاتھ کے بل والا یعنی قوت سلطنت یا لوہا نرم کرنے والا یا ہاتھ کا بل یہ کہ سلطنت کا مال نہ کھاتے تھے، اپنے ہاتھ کا کسب کھاتے۔ ف۴ حضرت داؤد نے باری رکھی تھی تین دن کی۔ ایک دن دربار کا۔ ایک دن اپنی عورتوں پاس۔ ایک دن خلوت کا۔ اس دن خلوت میں رہتے تھے۔ دربان کسی کو آنے نہ دیتے۔ کئی شخص دیوار کود کر ان کے پاس آئے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بسوئے خدا ۱۲ ف۲ مترجم گوید کہ داؤد علیہ السلام نود و نہ زن داشت۔ معہذا زنِ دیگر کہ در خطبۂ شخصے یا در نکاحِ او بود، درخواست کرد۔ خدائے تعالیٰ فرشتگان را بجہتِ تنبیہ داؤد بشکلِ خصوم متمثل ساخت اشارت بایں قصہ است دریں آیات۔ واللہ اعلم ۱۲

رات نصف شب اللہ کی عبادت میں گذارتے اور ہر دوسرے دن روزہ رکھتے تھے۔ یہ ان کی ساری زندگی کا معمول تھا۔ اوّاب اللہ کی طرف بہت زیادہ رجوع رکھنے والا اور اس کی عبادت وطاعت میں لگا رہنے والا (روح) ۲۰ؔ انا سخرنا الخ پہاڑوں کو ہم نے اپنے حکم سے اس کے مطیع بنا دیا کہ جب وہ صبح وشام اللہ کی تسبیح وتقدیس میں مصروف ہوتے تو پہاڑ بھی زبانِ قال سے ان کے ساتھ اللہ کی تسبیح وتقدیس میں شامل ہو جاتے۔ پہاڑوں کی تسبیح زبان قال سے مراد ہے نہ کہ زبانِ حال سے۔ کیونکہ تسبیح حالی ان دو وقتوں سے مخصوص نہیں۔ وتسبیحھن تقدیس بلسان قال لائق بھن الخ (روح ج ۲۳ ص۱۷۷) وان ذلک تسبیح مقال علی الصحیح من الاقوال (قرطبی ج ۱۵ ص۱۵۹) ۲۱ؔ والطیر الخ یہ الجبال پر معطوف ہے۔ یہ آیت قرینہ ہے کہ سورۂ سبا میں الطیر سے پہلے سخرنا مقدر ہے۔ محشورۃ، الطیر سے حال ہے۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح وتقدیس میں مصروف ہوتے تو پہاڑوں کی شمولیت کے علاوہ پرندے بھی ان کے گرد جمع ہو جاتے اور اللہ کی تسبیح کرتے۔ ای مجتمعۃ الیہ من کل جانب تسبح معہ (مظہری ج ۸ ص۱۶۰) کل لہ اواب۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی تسبیح کی وجہ سے سب اللہ کی تسبیح کرتے۔ اللام تعلیلیۃ والضمیر لداؤد ای کل واحد من الجبال والطیر لاجل تسبیحہ رجاع الی التسبیح (روح ج ۲۳ ص۱۷۶) ۲۲ؔ وشددنا الخ ہم نے اس کے ملک کو ذاتی ہیبت ووجاہت۔ غیبی مدد ونصرت، کثرت عساکر اور گوناگوں نعمتوں کی فراوانی سے مضبوط ومستحکم کر دیا۔ اور اس کو نبوت اور کمالِ علم وعمل سے سرفراز فرمایا۔ اور اسے فیصلہ کن اندازِ گفتگو کا ملکہ عطا کیا (خازن، روح وغیرہما) ۲۳ؔ وھل اتٰک نبؤا الخصم اذ تسوروا دیوار پھاند کر داخل ہوئے۔ ولا تشطط حق سے تجاوز نہ کرنا۔ نعجۃ، ولد الضأن۔ دنبے کا بچہ، اکفلنیہا۔ وہ مجھے دیدے۔ عزّنی۔ مجھ پر غالب آگیا۔ یہاں سے لے کر وقلیل ما ھم تک ایک واقعہ کا ذکر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن عبادت خانے میں محوِ عبادت تھے۔ اور عبادت خانے کے دروازے اندر سے بند تھے کہ اچانک دو آدمی دیوار پھاند کر اندر داخل ہوئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام ان کے بلا اجازت اور پھر اس انداز سے داخل ہونے سے گھبرا گئے کہ شاید قتل کے ارادے سے آئے ہیں۔ آنے والوں نے کہا، گھبراؤ نہیں! ہم ایک جھگڑے کا فیصلہ لینے آئے ہیں۔ آپ صحیح فیصلہ صادر فرما کر ہماری راہنمائی فرمائیں۔ بات یہ ہے کہ یہ میرا بھائی ہے، اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک ہے۔ اور یہ میرا بھائی وہ ایک دنبی بھی مجھ سے زبردستی لینا چاہتا ہے۔ اور گفتگو میں مجھ پر غالب آچکا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک فریق کی بات سن کر فرمایا بیشک اس شخص نے تم پر ظلم کیا ہے۔ اور لوگوں کا دستور ہی یہ ہے کہ اکثر لوگ اپنے ساتھیوں پر ظلم وزیادتی کرتے ہی رہتے ہیں البتہ مؤمنین صالحین ایسا نہیں کرتے لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے وظن داؤد الخ داؤد علیہ السلام کو خیال آیا کہ یہ تو میرا امتحان تھا لیکن مجھ سے لغزش ہوگئی۔ اس لئے فوراً سجدے میں گر پڑے۔ اور اللہ سے معافی مانگی۔

اس واقعہ میں چونکہ دیوار پھاندنے والوں اور حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش کا بالتعیین ذکر نہیں اس لئے ان دونوں کی تعیین میں مفسرین کے درمیان خاصا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں دشمنانِ اسلام یہودیوں نے بھی اپنی خود ساختہ خرافات کو مسلمانوں میں رائج کرنے کی کوشش کی ہے بعض مفسرین نے یہودیوں کی ان خرافات کو اپنی تفسیر ول میں بلا نکیر ذکر کر دیا ہے لیکن اکثر محقق مفسرین نے اس اسرائیلی قصے کو بالکلیہ رد کر دیا ہے۔ اس اسرائیلی جھوٹے قصے کی رُو سے حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں۔ اور ایک دن اپنے ایک امتی کی بیوی پر اتفاقاً نظر پڑ گئی۔ اور اس کے حسن وجمال کی بنا پر وہ اسے چاہنے لگے۔ چنانچہ اس کے خاوند کو جہاد میں بھیج کر مروا دیا۔ اور اس کی بیوی سے شادی کر لی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیج کر انہیں اس پر متنبہ فرمایا۔ یہ قصہ سراسر جھوٹا اور حضرت داؤد علیہ السلام پر افترا اور ان کی شانِ بلند کے قطعاً منافی ہے۔ یہ حرکت تو ایک کامل مومن سے بھی سرزد نہیں ہوسکتی۔ چہ جائیکہ ایک جلیل القدر پیغمبر اس کا ارتکاب کرے۔ چونکہ یہ واقعہ عصمتِ انبیاء علیہم السلام کے خلاف ہے۔ اس لئے تمام محققین نے اسے باطل ومردود قرار دیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جو شخص حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں یہ واقعہ بیان کرے گا میں اس کو ایک سو ساٹھ درے ماروں گا جو انبیاء علیہم السلام پر بہتان باندھنے کی سزا ہے۔ قال علی رضی اللہ عنہ من حدثکم بحدیث داؤد علیہ السلام علی مایرویہ القصاص جلدتہ مائۃ وستین وھو حد الفریۃ علی الانبیاء (مدارک ج ۴ ص۲۹، خازن ج ۶ ص۴۹، بیضاوی ج ۲ ص۲۴۵، روح ج ۲۳ ص۱۸۵، قرطبی ج ۱۵ ص۱۸۱، جامع البیان ص۳۹۱) مفسر ابن کثیر فرماتے ہیں۔ قد ذکر المفسرون ھھنا قصۃ اکثرھا ماخوذ من الاسرائیلیات ولم یثبت فیھا عن المعصوم حدیث یجب اتباعہ (ابن کثیر ج ۴ ص۳۱) امام قاضی عیاض رح فرماتے ہیں۔ لا یجوز ان یلتفت الی ما سطرہ الاخباریون من اھل الکتاب الذین بدلوا وغیروا ونقلہ بعض المفسرین ولم ینص اللہ تعالیٰ علی شیء من ذلک ولا ورد فی حدیث صحیح والذی نص علیہ اللہ فی قصۃ داؤد وظن داؤد انما فتنٰہ ولیس فی قصۃ داؤد واوریا خبر ثابت (خازن ج ۶ ص۴۹) علامہ معین الدین بن صفی رقمطراز ہیں۔ وما یذکرہ القصاص لیس لہ اصل یعتمد علیہ (جامع البیان ص۳۹) امام بیضاوی تحریر فرماتے ہیں وما قیل انہ ارسل اوریا الی الجہاد مراراً وامر ان یقدم حتے قتل فتزوجہا، ھراء وافتراء (بیضاوی) امام ابوحیان فرماتے ہیں۔ ویعلم قطعاً ان الانبیاء علیہم السلام معصومون من الخطایا لا یمکن وقوعہم فی شیء منہا، ضرورۃ اذ لوجوزنا علیہم شیئاً من ذلک بطلت الشرائع ولم نثق بشیء مما یذکرون انہ اوحی اللہ بہ الیہم۔ فما حکی اللہ تعالیٰ فی کتابہ یمر علی ما ارادہ تعالیٰ۔ وما حکی القصاص مما فیہ غض من منصب النبوۃ طرحناہ (بحر ج ۷ ص۳۹۳)

اب سوال یہ ہے کہ اصل لغزش کیا تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اصل لغزش جو بھی ہو، وہ ترکِ اولیٰ کے قبیل سے ہوسکتی ہے، از قبیلِ گناہ نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ باجماعِ اہلِ سنت حضرات انبیاء علیہم السلام ہر قسم کے گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ البتہ اپنے منصبِ جلیل کے پیشِ نظر وہ ترکِ اولیٰ کو بھی اپنے حق میں گناہ سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اس طرح الحاح وتضرع سے اس کی معافی مانگتے ہیں جس طرح ہمیں کبیرہ گناہوں پر مانگنی چاہیئے ولابد من القول بانہ لم یکن منہ علیہ السلام الا ترک ما ھو الاولی بعلی شانہ والاستغفار منہ وھو لا یخل بالعصمۃ (روح ج ۲۳ ص۱۸۶) اصل لغزش کی تعیین میں مفسرین کے اقوال مختلف ہیں۔ بعض کے نزدیک لغزش یہ تھی کہ ان کے پڑوس میں ایک عورت عریاں نہا رہی تھی وہ کھڑکی کی طرف بڑھے تو اچانک بلا قصد وارادہ ان کی نگاہ اس پر پڑ گئی۔ لیکن انہوں نے فوراً نگاہ پھیر لی (قرطبی) یہ فعل اگرچہ گناہ نہیں۔ لیکن یہاں یہ مراد نہیں ہوسکتا کیونکہ اس صورت میں دنبیوں کے ذکر کا

کا کوئی فائدہ باقی نہیں رہتا۔ بعض نے لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک مسلمان سے کہا تھا کہ تم اپنی بیوی کو میری خاطر طلاق دے دو۔ اور ایسا کرنا ان کے یہاں جائز اور مروج تھا لیکن حضرت داؤد علیہ السلام کی شانِ رفیع کے خلاف تھا اس لئے تنبیہ کی گئی۔ اور بعض نے کہا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک مسلمان کے خطبہ پر خطبہ کیا تھا وغیرہ (روح)

لیکن سب سے زیادہ موزوں اور مناسب توجیہہ وہ ہے جو بعض مفسرین نے لکھی ہے۔ اور رئیس المفسرین حضرت الشیخ قدس سرہٗ نے جسے ترجیح دی ہے! اس توجیہہ میں نہ اسرائیلیات کا سہارا لینے کی ضرورت ہے۔ نہ ظواہر نظم کو ظاہر سے پھیرنے کی حاجت اور لغزش بھی خود سیاق نظم ہی سے متعین ہو رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دیوار پھاند کر اندر داخل ہونے والے انسان نہیں تھے بلکہ فرشتے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے امتحان کے لئے بھیجا تھا۔ روی ان اللہ تعالی بعث الیہ ملکین فی صورۃ انسانین فطلبا ان یدخلا علیہ فوجداہ فی یوم عبادتہ فمنعہما الحرس فتسوروا المحراب (مدارک ج ۴ ص ۲۹) اور پھر انہوں نے جو صورتِ قضیہ حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے پیش کی، وہ نفس الامر میں واقع نہیں تھی، بلکہ ایک مفروضہ صورت تھی۔ گویا وہ یوں کہتے ہیں کہ اگر ہمارے درمیان یہ صورت پیش آجائے تو اس کا کیا حکم ہے۔ جس طرح اہل نحو فاعل و مفعول کی تمثیل میں کہتے ہیں۔ ضرب زید عمرا۔ حالانکہ فی الواقعہ وہاں ضرب نہیں ہوتی۔ قال الحسین بن الفضل: ہذا من الملکین تعریض و تنبیہ کقولہم ضرب زید عمرا۔ وما کان ضرب ولا نعاج علی التحقیق۔ کانہ قال نحن خصمین ہذہ حالنا۔ قال ابو جعفر النحاس و احسن ما قیل فی ہذا ان المعنی یقول خصمان بغی بعضنا علی بعض علی جہۃ المسئلۃ۔ کما تقول: رجل یقول لامرأتہ کذا ما یجب علیہ (قرطبی ج ۱۵ ص ۱۷۳) اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام نے مدعیٰ علیہ کو صفائی کا موقع دیئے بغیر ہی اپنا فیصلہ صادر فرمایا۔ یہی لغزش تھی قال النحاس: فیقال ان ہذہ کانت خطیئۃ داؤد علیہ السلام، لانہ قال، لقد ظلمک من غیر تثبت ببینۃ ولا اقرار من الخصم (قرطبی ج ۱۵ ص ۱۷۵) وقیل ان ذنب داؤد الذی استغفر منہ لیس ہو بسبب وریا والمرأۃ وانما ہو بسبب الخصمین وکونہ قضی لاحدہما قبل سماع کلام الآخر (خازن ج ۶ ص ۵) حضرت داؤد علیہ السلام پہلے تو یہی سمجھے تھے کہ فریقین انسان ہیں۔ اور قضیہ واقعیہ کے بارے میں فیصلہ لینے آئے ہیں لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ فیصلہ سننے کے بعد دونوں سائل ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور پھر ان کے سامنے ہی آسمان کی طرف چڑھ گئے تو سمجھے کہ یہ تو اللہ کی طرف

لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ

وہ بے انصافی کرتا ہے تجھ پر کہ مانگتا ہے تیری دنبی ملانے کو اپنی دنبیوں میں اور اکثر

الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

شریک زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر مگر جو یقین لائے ہیں اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ؕ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ

کام کئے نیک اور تھوڑے لوگ ہیں ایسے اور خیال میں آیا داؤد کے کہ ہم نے اس کو جانچا

فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۩ (۲۴) فَغَفَرْنَا لَهٗ

پھر گناہ بخشوانے لگا اپنے رب سے پھر گر پڑا جھک کر اور رجوع ہوا پھر ہم نے معاف کر دیا اس کو

ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ (۲۵) يٰدَاوٗدُ

وہ کام ۴۴ اور اس کے لئے ہمارے پاس مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانا اے داؤد ۴۵

اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ

ہم نے کیا تجھ کو نائب ملک میں سو تو حکومت کر لوگوں میں

بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

انصاف سے اور نہ چل جی کی خواہش پر پھر وہ تجھ کو بچلا دے اللہ کی راہ سے

اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ

مقرر جو لوگ بچلتے ہیں اللہ کی راہ سے ان کے لئے سخت عذاب ہے

بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ (۲۶) وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ

اس بات پر کہ بھلا دیا انہوں نے دن حساب کا اور ہم نے نہیں بنایا آسمان اور زمین ۴۶

وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ

اور جو ان کے بیچ میں ہے نکما یہ خیال ہے ان کا جو منکر ہیں سو خرابی ہے

لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ (۲۷) اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

منکروں کے لئے آگ سے ۴۷ کیا ہم کر دیں گے ۴۸ ایمان والوں کو جو

سجدہ ۹

ع ۲ / ۱۱

۱ز توحید پر عقلی دلیل ۱۲

۲ تخویف اخروی ۱۲

سے ابتلاء تھا جس میں مجھ سے لغزش سرزد ہو گئی اس لئے فوراً سربسجود ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی وقیل لما قضی بینہما نظر احدہما الی صاحبہ فضحک ثم صعدا الی السماء حیال وجہہ فعلم بذلک ان اللہ تعالی ابتلاہ (روح ج ۲۳ ص ۱۸۱) ۲۴ فغفرنا الخ ہم نے ان کی لغزش معاف کر دی وہ ہمارے نہایت ہی مقرب اور برگزیدہ بندے ہیں اور آخرت میں ہمارے یہاں ان کا انجام بہت عمدہ اور ان کا مقام بہت بلند ہے۔ ۲۵ یداؤد الخ حضرت داؤد علیہ السلام کو دنیا میں جو شان و منزلت عطا کی گئی اس کا ذکر ہے اور ساتھ ہی ہدایات بھی ہیں۔ ہم نے آپ کو زمین میں حکومت عطا کی اور آپ کو لوگوں کے معاملات کا متولی بنایا ہے۔ اس لئے لوگوں کے باہمی تنازعات کا تصفیہ پوری چھان بین اور تحقیق سے کیا کریں اور عدل و انصاف کو اپنا شعار بنائیں۔ محاکمات میں اور

موضح قرآن داؤد کے لشکر میں اوریا نام ایک شخص تھا ایک عورت سے اس کے نکاح کا پیغام تھا قریب تھا کہ نکاح ہو جائے اس عورت کے وارثوں کو اوریا سے کچھ خلش تھی۔ اسواسطے اس عورت کو اسکے نکاح میں نہ دیا تب حضرت داؤد نے اس عورت کے نکاح کا پیغام دیا۔ اور انکے ننانوے بی بی موجود تھیں اگرچہ اس میں کچھ خلاف شرع نہ ہوا مگر اتنا بھی پیغمبروں کی شان کے خلاف ہے کہ شاید کوئی شبہ کرے اس پر یہ جانچ ہوئی یہ تغیر [illegible]

کرے گی۔ جو لوگ خواہشِ نفس کے تابع ہو کر راہِ حق سے بھٹک جائیں گے، ان کے لئے سخت ترین عذاب ہے۔ کیونکہ انھوں نے قیامت کے دن کو بھلا دیا ہے
ف۵ وما خلقنا الخ یہ عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان کو اور ساری کائنات کو ہم نے یوں ہی بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ بلکہ یہ ساری کائنات اللہ تعالٰے
کی وحدانیت اور اس کے تفرد بالالوہیت پر دلالت کرتی ہے۔ کائنات کے نظم و نسق کو برقرار رکھنا اور نہایت ہی حکیمانہ تدبیر سے نظامِ کائنات کو
چلانا معبودِ برحق کے سوا کسی اور کا کام نہیں۔ وہ جو کچھ کرتا ہے اپنے ارادے سے کرتا ہے۔ اس لئے کوئی ایسا شفیع غالب نہیں جو اس کے کاموں میں دخل
دے سکے۔ کافروں کا یہ گمان کہ یہ کارخانۂ کائنات محض بے مقصد ہے۔ یا یہ کہ ان کے معبودانِ باطلہ خدا کے کاموں میں دخل دے سکتے ہیں اور اس کی بارگاہ میں شفیع غالب ہیں سراسر باطل ہے۔ فویل للذین کفروا الخ یہ ایسے کافروں کے لئے تخویفِ اخروی ہے۔ ف۶ ام نجعل الخ یہ زجر ہے۔ قیامت کا انکار دراصل جزا و سزا کا انکار ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ایمان والے جن کی زندگی صلاح و تقویٰ میں بسر ہو وہ ان فساق و فجار کے برابر ہو جائیں جن کی زندگیوں کا مشن ہی شر و فساد بپا کرنا ہے اگر جزا و سزا نہیں تو متقین جزاءِ اعمال سے محروم اور مفسدین بدعملی کی سزا سے محفوظ رہیں گے حالانکہ یہ سراسر بے انصافی اور خلافِ عقل ہے۔ و المراد انہ لو بطل الجزاء کما یقول الکفار لاستوت احوال من اصلح وافسد واتقی وفجر ومن سوّی بینہم کان سفیہا ولم یکن حکیما (مدارک)

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ اَمْ نَجْعَلُ
کرتے ہیں نیکیاں برابر ان کے جو خرابی ڈالیں ملک میں کیا ہم کر دیں گے
الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ
ڈرنے والوں کو برابر ڈھیٹھ لوگوں کے ایک کتاب ہے ف۵ جو اتاری ہم نے تیری طرف برکت کی
لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ وَوَهَبْنَا
تا دھیان کریں لوگ اس کی باتیں اور تا سمجھیں عقل والے اور دیا ہم نے
لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ اِذْ عُرِضَ
داؤد کو سلیمان ف۶ بہت خوب بندہ وہ ہے رجوع رہنے والا جب دکھانے کو لائے
عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾ فَقَالَ اِنِّىْٓ اَحْبَبْتُ
اس کے سامنے شام کو گھوڑے بہت خاصے تو بولا میں نے دوست رکھا
حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾
مال کی محبت کو اپنے رب کی یاد سے یہاں تک کہ سورج چھپ گیا اوٹ میں ف۱
رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾ وَ
پھر لاؤ ان کو میرے پاس پھر لگا جھاڑنے ان کی پنڈلیاں اور گردنیں ف۲ اور
لَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰي كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾
ہم نے جانچا سلیمان کو ف۳ اور ڈال دیا اس کے تخت پر ایک دھڑ پھر وہ رجوع ہوا
قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ
بولا اے رب میرے معاف کر ف۴ اور مجھ کو بخش مجھ کو وہ بادشاہی کہ مناسب نہ ہو کسی کو میرے
بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ
پیچھے بے شک تو ہے سب کچھ بخشنے والا ف۵ پھر ہم نے تابع کر دیا اس کے ہوا کو ف۶
تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَاۗءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ
چلتی تھی اس کے حکم سے نرم نرم جہاں پہنچنا چاہتا اور تابع کر دیئے شیطان سارے

موضح قرآن ف۱ حضرت سلیمانؑ نے سنا کہ سمندر کے کنارے پر دریائی گھوڑے نکلتے ہیں۔ خاصی گھوڑیاں وہاں باندھ رکھیں وہ ان سے جفت ہوئے بچے ہوئے تحفہ ان کے قدم جیسے پری ناوہ تیار ہو کر آئے دیکھنے میں بے خبر ہوگئے۔ وظیفے کا وقت جاتا رہا عصر کا سورج اوٹ میں آگیا پھر غصہ ہوئے۔ ان گھوڑوں کو منگا کر کاٹ ڈالا یہ اللہ کی محبت کا جوش تھا ان کی تعریف فرمائی۔ ف۲ حضرت سلیمانؑ استنجے کو جاتے تو انگشتری ایک خادمہ کو سپرد کرتے۔ اس میں لکھا تھا اسم اعظم ایک جن تھا صخر نام۔ اس خادمہ کو بہکا کر انگشتری لے گیا اپنی صورت بنائی سلیمانؑ کی سی۔ تخت پر بیٹھ کر لگا حکم کرنے حضرت سلیمان یہ معلوم کر کر نکل گئے کہ مجھ کو مروا نہ ڈالے ایک گاؤں میں چھپ کر رہے چھپ کر رہنے کے بعد صخر تھا شراب کی مستی میں انگشتری دریا میں گر پڑی۔ ایک مچھلی نگل گئی۔ وہ شکار ہوئی حضرت سلیمان کے ہاتھ۔ پیٹ میں سے انگشتری نکلی لیکر پھر آئے اپنے تخت سلطنت پر۔ یہ جانچ ہوئی اس پر کہ ان کے گھر میں ایک عورت تھی اپنے باپ مر گئے کو یاد کر کر رویا کرتی۔ اس کو بنا دی جنوں نے تصویر اس کے باپ کی کہ چین پکڑے وہ لگی پوجنے انھوں نے خبر نہ لی۔ یا خبر پا کر تغافل کیا۔ بعضے کہتے ہیں جانچ یہ کہ اپنے امیروں سے خفا ہوئے کہ جہاد میں کمی کرتے تھے۔ چاہا ایک رات جاویں اپنی ستر عورتوں پاس۔ ہر ایک سے ایک ایک بیٹا ہو۔ وہ خاطر خواہ جہاد کریں۔ فرشتے نے دل میں ڈالا انشاء اللہ کہنے سے انھوں نے تغافل کیا ستر عورتوں میں ایک کو حمل ہوا۔ وقت پر ہوا آدھا آدمی وہ لاکر رکھ دیا انکے تخت پر یہ نادم ہوئے انشاء اللہ نہ کہنے پر ف۳ یعنی کسی کا حوصلہ نہ ہو گا کہ ہوسکے ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نماز عصر فوت شد ۱۲ ف۲ یعنی ذبح کرد وساق آنہا را برید از جہت غیرت بر ذکر خدا ابتغائی ۱۲ ف۳ سلیمانؑ از امراء خود منغض شد و بخاطر آورد کہ امشب با صد زن صحبت دارم و ہر زنی پسری زاید۔ و ہر یکے شہسوارے باشد جہاد کنندہ۔ و مراحتیاج متعلق امرا نماند۔ فرشتہ گفت انشاء اللہ تعالٰی بگو سلیمانؑ سہو کرد پس ہیچ زن حاملہ نشد۔ الا یک زن طفل ناقص الخلقت را زاد۔ و آں طفل را بر تخت سلیمان انداختند۔ سلیمانؑ متنبہ شد و رجوع برب العزت کرد ۱۲

۲۸ے کتب الخ یہ دلیل وحی ہے۔ یہ کتاب جو دین و دنیا کی برکات کی حامل ہے۔ ہم نے اس لئے نازل کی ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور عقل سلیم اور فہم مستقیم رکھنے والے لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں اور سمجھیں کہ اللہ کے سوا کوئی شفیع غالب نہیں۔ اس وحی الٰہی نے پوری صراحت سے شفاعت قہری کی نفی کی ہے ۲۹ے ووھبنا الخ یہ دوسری نقلی دلیل ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بڑے پائے کے پیغمبر اور بادشاہ تھے۔ ان پر بھی اللہ کی طرف سے ابتلاء آگیا آخر انھوں نے اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا اور توبہ کی۔ وہ تو خود اللہ کے سامنے ایسے عاجز تھے اس لئے وہ شفیع غالب نہیں ہوسکتے داؤد (علیہ السلام) کو ہم نے سلیمان (علیہ السلام) ایسا نیک اور لائق فرزند عطا کیا جو اللہ تعالیٰ کا نہایت فرمانبردار بندہ تھا ۳۰ے اذعرض الخ ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جہاد کی ضرورت پیش آئی تو پچھلے پہر کے وقت اصطبل سے گھوڑے پیش کرنے کا حکم دیا جن کی تعداد کم و بیش ایک ہزار تھی چنانچہ گھوڑے ان کے سامنے پیش کئے گئے۔ چونکہ وہ گھوڑوں کے اوصاف سے بخوبی واقف تھے جب انھوں نے دیکھا کہ تمام گھوڑے عمدہ نسل کے، اصیل اور سبک رفتار ہیں تو بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے۔ یہ مال (گھوڑوں) کی محبت بھی یاد الٰہی کی وجہ سے ہے یہ دنیوی محبت نہیں۔ اسی دوران میں گھوڑے آنکھوں سے اوجھل ہوچکے تھے۔ اس لئے دوبارہ حکم دیا کہ ان کو دوبارہ واپس لاؤ جب وہ واپس لائے گئے تو ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر پیار سے تھپکی دینے لگے (ابن جریر، کبیر، خازن) الصافنات صافن کی جمع ہے۔ صافن اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو ایک پاؤں کو اوپر اٹھا کر اس کے کھر پر کھڑا ہو۔ یہ گھوڑوں کی عمدہ صفات میں شمار ہوتی ہے۔ الجیاد، جواد کی جمع ہے جواد تیز اور سبک رفتار کو کہتے ہیں۔ الخیر سے مال مراد ہے۔ عن ذکر ربی میں عن بمعنی من ہے عن ذکر ربی من ذکر ربی (صحیح بخاری ج ۱ ص۴۸۶) توارت کی ضمیر الصافنات الجیاد کی طرف راجع ہے آیت کا مذکورہ بالا مفہوم امام ابن جریر طبری، امام رازی، خطیب شربینی اور خازن نے ذکر کیا ہے اور یہ مفہوم حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بسند متصل امام طبری نے روایت کیا ہے، رازی اور طبری نے اسی مفہوم کو ترجیح دی ہے امام رازی نے اس کو امام زہری اور ابن کیسان کی طرف بھی منسوب کیا ہے والذی ذھبنا الیہ قول الزھری وابن کیسان (السراج المنیر للخطیب الشربینی ج ۳ ص۳۹۰) لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر مفسرین کے نزدیک آیت کا مطلب یہ ہے کہ گھوڑوں کی دیکھ بھال میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی نماز عصر جاتی رہی جو ان پر فرض تھی۔ نماز عصر قضا ہونے کا سبب گھوڑے تھے اس لئے گھوڑوں کو واپس منگا کر ذبح کر دیا (بحر، روح، معالم، مدارک، ابن جریر، ابن کثیر) اس صورت میں توارت کی ضمیر الشمس (سورج) کی طرف راجع ہوگی جو العشی سے مفہوم ہے اور عن اپنے اصل معنی پر ہی ہوگا۔ لیکن امام رازی نے اس پر کئی اعتراضات وارد کئے ہیں۔ اول یہ کہ الصافنات کا ذکر آیت میں صریح ہے اور الشمس کا کوئی ذکر نہیں اس لئے الصافنات کی طرف ضمیر لوٹانا بہتر ہے دوم مسح بالسوق کو ذبح پر محمول کرنا صحیح نہیں ورنہ فامسحو برؤسکم کے معنے بھی قطع کرنے کے ہوتے البتہ مسح بالسیف قطع کے معنوں میں آتا ہے لو کان مسح السوق والاعناق قطعھا لکان معنی قولہ وامسحوا برؤسکم واری جلکم قطعھا وھذا مما لا یقولہ عاقل بل لو قیل مسح راسہ بالسیف فربما فھم منہ ضرب العنق (کبیر ج ۷ ص۲۰۶) سوم سینکڑوں گھوڑوں کو بے مقصد ذبح کر دینا جبکہ وہ ہوں بھی بے قصور ایک پیغمبر کی شان سے بعید ہے ۳۱ے ولقد فتنا الخ سلیمان علیہ السلام کو ہم نے آزمائش میں ڈالا اور انکے تخت پر ایک جسد ڈالدیا اس آیت میں جسد اور آزمائش کی تعیین نہیں کی گئی اس لئے اس کی تعیین میں بھی اختلاف ہے بعض مفسرین نے لکھا ہے حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے قسم کھائی کہ آج رات میں اپنی تمام بیویوں سے مقاربت کروں گا تو ہر ایک کے بچہ پیدا ہوگا۔ اور ہر بچہ مجاہد ہوگا لیکن انشاء اللہ نہ کہا چنانچہ ایک بیوی کے سوا کسی کے بچہ پیدا نہ ہوا اور وہ بھی ناقص الخلقت۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہہ لیتے تو تمام بیویوں کے بچے پیدا ہوتے اور سب مجاہد و شہسوار ہوتے۔ حدیث کے الفاظ صرف یہاں تک ہیں۔ اس حدیث کو نقل کر کے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ دایہ نے اس کو لا کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے تخت پر ڈال دیا اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام متنبہ ہوئے کہ یہ انشاء اللہ نہ کہنے کا نتیجہ ہے چنانچہ فوراً توبہ و استغفار کیا یہ حدیث صحیح ہے جو صحیح بخاری (ج ۱ ص۳۹۵) ج ۲ ص۹۹۴) کے علاوہ دوسری کتابوں میں بھی موجود ہے لیکن اس حدیث کے کسی بھی طریق میں بھی ادنیٰ سا اشارہ بھی ایسا نہیں ملتا جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے وہ اپنی جگہ ہے لیکن وہ واقعہ اس آیت کی تفسیر نہیں۔ البتہ مفسرین نے اس کو اس آیت کی تفسیر میں ذکر کر دیا ہے بعض مفسرین نے جسد سے خود حضرت سلیمان علیہ السلام کا جسد مراد لیا ہے وہ بیماری سے اس قدر بے ہوش اور لاغر ہوگئے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جسد بلا روح ہیں وقال قوم مرض سلیمان مرضا کالاغماء حتی صار علی کرسیہ جسدا کانہ بلا روح (بحر ج ۷ ص۳۹۷) ولقد فتنا سلیمان بسبب مرض شدید القاہ اللہ علیہ والقینا علی کرسیہ منہ جسدا وذلک لشدۃ المرض والعرب تقول فی الضعیف انہ لحم علی وضم وجسم بلا روح ثم اناب ای رجع الی حال الصحۃ (کبیر ج ۷ ص۲۰۳) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جہاد کے گھوڑوں کی دیکھ بھال میں اس قدر محو ہوگئے کہ نماز عصر اپنے اصل وقت سے مؤخر ہوگئی (اگرچہ سورج غروب نہیں ہوا تھا) اللہ تعالیٰ نے اس ادنیٰ تغافل پر بطور تنبیہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے حکومت لے کر ان کی جگہ ایک بیکار شخص کو تخت نشین کر دیا۔ جب انھوں نے استغفار کیا تو انھیں ان کا ملک واپس کر دیا اور گھوڑوں کے عوض ہوا کو ان کے تابع کر دیا۔ جسد سے وہی بیکار شخص مراد ہے۔

اس کے علاوہ بعض مفسرین نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کو ایک جن (شیطان) کے قبضے میں لے لینے اور ان کی حکومت پر مسلط ہونے کا قصہ ذکر کیا ہے وہ سراسر جھوٹا اور یہود و زنادقہ کا افترا ہے۔ اس کا ذکر کرنا بھی جائز نہیں۔ قال ابوحیان وغیرہ ان ھذہ المقالۃ من اوضاع الزنادقۃ السوفسطائیۃ ولا ینبغی لعاقل ان یعتقد صحۃ مافیھا (روح ج ۲۳ ص۱۹۹) قال القاضی عیاض وغیرہ من المحققین لا یصح ما نقلہ الاخباریون من تشبیہ الشیطان بہ وتسلیطہ علی ملکہ وتصرفہ فی امتہ بالجور فی حکمہ وان الشیاطین لا یسلطون علی مثلہ وقد عصم اللہ تعالیٰ الانبیاء من مثل ھذا (خازن جلد ۶ ص۴۹)

لے یہ عبارت علامہ خطیب شربینی المتوفی ۹۷۷ھ نے امام رازی سے اپنی تفسیر میں نقل کی ہے لیکن تفسیر کبیر کے مطبوعہ نسخہ میں یہ عبارت موجود نہیں۔ یہ نسخوں کا اختلاف ہے یا طباعت کی غلطی ہے واللہ اعلم ۱۲ سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ۔

واما مايروى من حديث الخاتم والشيطان وعبادة الوثن فى بيت سليمان عليه السلام فمن اباطيل اليهود (مدارك) ۳۲ قال رب الخ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ سے بخشش کی دعا کی۔ انبیاء علیہم السلام کا شیوہ ہے کہ وہ ہر وقت اللہ سے استغفار کرتے رہتے ہیں جس سے درجات کی بلندی اور گناہوں سے حفاظت کی طلب مقصود ہوتی ہے اس لئے استغفار کیلئے تقدم ذنب ضروری نہیں وھب لی ملکا الخ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ بھی دعا کی کہ مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے سوا کسی اور کو نہ ملے۔ والصحيح انه سائل من الله تعالى ملكا لا يكون لاحد من بعده من البشر مثله وهذا هو ظاهر السياق من الأية (ابن کثیر) ۳۳ فسخرنا الخ چنانچہ ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کی دعا قبول کرلی اور ہوا کو اور جنات کو ان کے تابع کردیا۔ اصاب ای اراد (روح) حضرت سلیمان علیہ السلام جہاں چاہتے ہوا سبک رفتاری سے ان کا تخت اٹھا کرلے جاتی۔ اور جنات کو بھی ان کا مطیع بنا دیا ان میں سے کچھ تو تعمیرات کے کام پر لگادیے اور کچھ غوطہ زن تھے جو سمندر کی تہ سے جواہرات اور دیگر قیمتی اشیاء نکال کردیتے۔ اور جو شیاطین زیادہ سرکش اور طاغی تھے ان کو زنجیروں میں جکڑ کر قید میں ڈال رکھا تھا ۳۴ ھذا الخ یہ اللہ کی طرف سے حضرت سلیمان علیہ السلام سے خطاب ہے، یہ ملک عظیم اور انعامات بے پایاں ہم نے تجھے دیئے ہیں اب تجھے اختیار ہے کہ اس میں سے اوروں کو بھی دے یا نہ دے قال ابن عباس رضی اللہ عنهما اعط من شئت وامنع من شئت بغير حساب اى ليس عليك حرج فيما اعطيت وفيما امسكت (کبیر ج ۷ ص ۲۰۵) وان له عندنا الخ اس دنیوی سلطنت تسخیر ریح وشیاطین کے علاوہ سلیمان علیہ السلام کا ہمارے یہاں مرتبہ بہت بلند ہے اور ان کی عاقبت بھی محمودہ ہے اور وہ ہمارے مقبول اور برگزیدہ بندے ہیں ۳۵ واذکر الخ تیسری نقلی دلیل ہے حضرت ایوب علیہ السلام کی قوم مسئلہ توحید کی وجہ سے ان کی مخالف ہوگئی اور اللہ کی طرف سے ایک شدید بیماری کی شکل میں ان پر ابتلا آیا جس کی وجہ سے شہر والوں نے ان کو شہر سے نکال دیا آخر انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ نے ان کو اس بیماری سے شفا عطا فرمائی جس کا اپنا یہ حال ہو وہ کسی طرح شفیع غالب نہیں بن سکتا۔ انى مسنى الشيطن الخ النصب، شدت تکلیف حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری طول پکڑ گئی اور وہ اٹھارہ سال اس میں مبتلا رہے اس بیماری کی وجہ سے انھوں نے سخت تکلیف اٹھائی۔ ایک دن ان کی بیوی کسی کام سے جارہی تھیں۔ راستے میں ایک طبیب دیکھا جو حقیقت میں شیطان تھا اور انسانی شکل میں متمثل ہوکر سامنے آیا۔ اس سے اپنے خاوند کی بیماری کا ذکر کیا تو شیطان (بصورت طبیب) نے کہا کہ میں اس شرط پر علاج کروں گا کہ جب تمہارا خاوند

بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِى الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾

عمارت کرنے والے اور غوطے لگانے والے اور بہت سے اور جو باہم جکڑے ہوئے ہیں بیڑیوں میں

هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ

یہ ہے بخشش ۳۴ ہماری اب تو احسان کر یا رکھ چھوڑ کچھ حساب نہ ہوگا اور ان

لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾ وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ

کا ہمارے یہاں مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانا اور یاد کر ہمارے بندے ایوب کو ۳۵

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾

جب اس نے پکارا اپنے رب کو کہ مجھ کو لگادی شیطان نے ایذا اور تکلیف

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَ

لات مار اپنے پاؤں سے ۳۶ یہ چشمہ نکلا نہانے کو ٹھنڈا اور پینے کو اور

وَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى

بخشے ہم نے اس کو اس کے گھر والے اور ان کے برابر ان کے ساتھ اپنی طرف کی مہربانی سے اور یاد رکھنے

لِاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا

کو عقل والوں کے اور پکڑ اپنے ہاتھ میں ۳۷ سینکوں کا مٹھا پھر اس سے مار لے اور

تَحْنَثْ ۗ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۗ نِعْمَ الْعَبْدُ ۗ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾

قسم میں جھوٹا نہ ہو ہم نے اس کو پایا جھیلنے والا بہت خوب بندہ تحقیق وہ ہے رجوع رہنے والا

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِى الْاَيْدِىْ

اور یاد کر ہمارے بندوں کو ۳۸ ابراہیم اور اسحق اور یعقوب ہاتھوں والے

وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّهُمْ

اور آنکھوں والے ۳۹ ہم نے امتیاز دیا ان کو ایک چنی ہوئی بات کا وہ یاد اس گھر کی اور وہ سب

عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَ

ہمارے نزدیک ہیں چنے ہوئے نیک لوگوں میں اور یاد کر اسمعیل کو ۴۰ اور

تیسری نقلی دلیل ۱۲

چوتھی نقلی دلیل

پانچویں نقلی دلیل

موضح قرآن ف ساری دنیا میں جہاں معلوم کرتے کہ کوئی جن ستاتا ہے آدمیوں کو اس کو قید کر لیتے یا دریا میں بند کر کر ڈال دیا اور یا زمین میں گاڑ دیا بعضے اب تک بند ہیں ف۲ یہ اور مہربانی کہ آتی دنیا دی اور مختار کردیا حساب معاف کر کر لیکن وہ کھاتے تھے اپنے ہاتھ ہی کی محنت ٹوکری بنا کر ف۳ جب اللہ نے چاہا کہ ان کو چنگا کرے ایک چشمہ نکالا ان کے لات مارنے سے اسی سے نہایا کرتے اور پیتے۔ وہی ان کی شفا ہوئی۔ اور ان کے بیٹے بیٹیاں چھت کے نیچے دب مرے تھے ان کو جلایا اور اتنی ہی اولاد اور دی ف۴ مرض میں خفا ہو کر قسم کھائی تھی کہ اپنی عورت کو سو لکڑیاں ماریں اگر چنگے ہوں وہ بی بی اس حال کی رفیق تھی اور بے تقصیر اللہ تعالیٰ نے قسم اس طرح سچی کروادی ف۵ یعنی انھوں سے بندگی کرتے اور آنکھوں سے قدرتیں دیکھ کر یقین لاتے۔ فتح الرحمٰن ف۱ یعنی زن خود را ۱۲ ف۲ یعنی ایوبؑ سوگند خوردہ بود کہ زن خود را صد چوب بزند خدا تعالیٰ بروی سہل ساخت ۱۲ ف۳ یعنی علم و عمل ہر دو بکمال داشتند ۱۱

میرے علاج سے تندرست ہوجائے تو تم غیر اللہ کے نام کی قربانی دو گی۔ بیوی صاحبہ چونکہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کی وجہ سے نہایت غمزدہ اور دلگیر تھیں اس لئے ان کے دل میں شیطان کے قول کی طرف کچھ میلان ہوگیا انھوں نے یہ واقعہ حضرت ایوب علیہ السلام سے ذکر کیا تو وہ فوراً سمجھ گئے کہ وہ شیطان ہے اور اس سے انھیں نہایت ہی شدید روحانی تکلیف پہنچی اور نہایت عاجزی اور زاری سے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی بارے الہا! میری طویل مصیبت کی وجہ سے اب تو شیطان کو بھی یہ توقع ہو چلی ہے کہ ہم شرک کرنے پر آمادہ ہوجائیں گے میرے پروردگار! شیطان نے اپنے اس بول سے مجھے سخت اذیت دی ہے اب مجھ پر مہربانی فرما اور اس مصیبت سے نجات عطا کر۔ ان الشیطان تعرض لامرأته بصورة

الْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ ﴿٤٨﴾ هَٰذَا ذِكْرٌ ۚ وَ

الیسع کو اور ذوالکفل کو اور ہر ایک تھا خوبی والا یہ ایک مذکور ہو چکا اور

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٤٩﴾ جَنَّاتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً

تحقیق ڈر والوں کے لئے ہے اچھا ٹھکانا باغ ہیں سدا بسنے کے کھولے رکھے ہیں ان

لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ﴿٥٠﴾ مُتَّكِئِينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَ

کے واسطے دروازے تکیہ لگائے بیٹھے ان میں منگواتے ہیں میوے بہت اور

شَرَابٍ ﴿٥١﴾ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ﴿٥٢﴾

شراب اور ان کے پاس عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں ایک عمر کی

هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿٥٣﴾ إِنَّ هَٰذَا

یہ وہ ہے جو تم سے وعدہ کیا گیا حساب کے دن پر یہ ہے

لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِن نَّفَادٍ ﴿٥٤﴾ هَٰذَا ۚ وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ

روزی ہماری دی ہوئی اس کو نہیں نبڑنا یہ سن چکے اور تحقیق شریروں کے واسطے ہے بہت

لَشَرَّ مَآبٍ ﴿٥٥﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٥٦﴾

برا ٹھکانا دوزخ ہے جس میں ان کو ڈالیں گے سو کیا بری آرام کرنے کی جگہ ہے

هَٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ ﴿٥٧﴾ وَآخَرُ مِن

یہ ہے اب اس کو چکھیں گرم پانی اور پیپ اور کچھ اور اسی

شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ ﴿٥٨﴾ هَٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۖ لَا

شکل کی طرح طرح کی چیزیں۔ یہ ایک فوج ہے دھنستی آرہی ہے تمہارے ساتھ ان کو جگہ نہ

مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ إِنَّهُمْ صَالُو النَّارِ ﴿٥٩﴾ قَالُوا بَلْ أَنتُمْ

ملیو ان کو یہ ہیں گھسنے والے آگ میں وہ بولے بلکہ تم ہی ہو

لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۖ أَنتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا ۖ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٦٠﴾

کہ نہ جگہ ملیو تم کو تم ہی پیش لائے ہمارے یہ بلا سو کیا بری ٹھہرنے کی جگہ ہے

طبیب، فقالت له ان ھھنا مبتلی فھل لك ان تداویہ ..... ان الشیطان طلب منھا ان تذبح لغیر اللہ تعالیٰ اذا عالجه وبرأ فمالت لذلك، فعظم علیه علیه السلام۔ الامر فنادی الخ (روح ج ۲۳ ص۲۰۷) اشار بقوله مسنی الشیطٰن الی تعرضه لامرأته وطلبه ان تشرك باللہ وکانه یتشکی ھذا الامر۔ کان علیه اشد من مرضه (بحر ج ۷ ص۳۹۹)

۴۶ ارکض الخ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی فرمایا زمین پر اپنا پاؤں مارو۔ فوراً ٹھنڈے پانی کا چشمہ نمودار ہوگا۔ اس سے غسل کرو اور اس سے پیو۔ چنانچہ انھوں نے زمین پر پاؤں مارا اس ٹھنڈے پانی کا چشمہ ابل پڑا اس میں غسل کیا اور اس میں سے پیا تو فوراً تندرست ہوگئے گویا بیمار تھے ہی نہیں۔ ووھبنا له اھله الخ ابتلا میں ان کی جو اولاد فوت ہوگئی تھی اس کو دوبارہ زندہ کر دیا اور اس کے علاوہ بھی اولاد عطا فرمائی یہ سب اللہ کی مہربانی تھی۔ نیز اس میں عقلمند لوگوں کے لئے عبرت ہے کہ مصائب و شدائد میں صبر کرنے کا یہ ثمرہ ہے ۴۷ وخذ الخ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی نے جب طبیب (شیطان) والا قصہ ان سے بیان کیا اور اپنی طبیعت کا رجحان ظاہر کیا تو حضرت ایوب علیہ السلام نے ناراض ہو کر قسم کھائی کہ اللہ نے اگر مجھے صحت عطا فرمائی تو میں تجھے ایک سو چھڑی ماروں گا لیکن انکی بیوی کا جذبۂ ایثار و خدمت، اس کی وفاداری اور مصیبت میں پیغمبر علیہ السلام کی مخلصانہ خدمت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند تھی اس لئے اللہ نے محض اپنی مہربانی سے قسم کو پورا کرنے کا یہ حیلہ بتایا کہ پتلی پتلی سو شاخوں کا ایک مٹھا اٹھا کر اس کے مار دو تمہاری قسم پوری ہوجائے گی اور تم حانث نہیں ہو گے تمثل الشیطان لھا فی صورة ناصح او مداو وعرض لھا شفاء ایوب علی یدیه علی شرط لا یمکن وقوعه من مؤمن فذکرت ذلك له فعلم ان الذی عرض لھا ھو الشیطان وغضب لعرضھا ذلك علیه فحلف ..... فحلل اللہ یمینه باھون شیءٍ علیه وعلیھا لحسن خدمتھا ایاه ورضاه عنھا (بحر جلد ۷ ص۴۰۱) یہ حیلہ حضرت ایوب علیہ السلام کے ساتھ مختص تھا۔ اس پر قیاس کر کے حیلۂ اسقاط وغیرہ کو جائز کہنا درست نہیں۔ ہر وہ حیلہ جس سے حکمت

موضح قرآن ف ۱ الیسع خلیفہ تھے حضرت الیاس کے نبی ہوئے (ف ۲) جب بہشت میں داخل ہو چکے ہر کوئی بن بتائے اپنے گھر میں چلا جائے گا۔

فتح الرحمٰن ف ۱ چوں تابعان خواہند کہ بدوزخ درآیند متبوعان را گفتہ شود ۱۲

ف ۱ مروجہ حیلہ اسقاط کئی وجوہ سے ناجائز ہے تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو کتب فقہ نیز رسالہ توثیق الکلام فی رد حیلۃ الاسقاط المروجۃ فیما بین الانام شائع کردہ کتبخانہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

تشریع باطل ہو جائے ناجائز اور حرام ہے۔ مروجہ حیلۂ اسقاط سے بھی حکمت تشریع باطل ہو جاتی ہے اس لئے وہ بھی جائز نہیں۔ کل حیلۃ اوجبت ابطال حکمۃ شرعیۃ لاتقبل الخ (روح جلد ۲۳ صفحہ ۲۰۹) انا وجدنہ صابرا الخ یہ اللہ کی طرف سے حضرت ایوب علیہ السلام کی تعریف وتحسین ہے بیشک ہم نے ایوب (علیہ السلام) کو صابر پایا۔ اتنی طویل مصیبت میں وہ ایک بار بھی حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔ وہ ہمارے بہت ہی اچھے بندے اور ہماری طرف رجوع وانابت کرنے والے تھے۔ اپنی تکلیف ومصیبت میں انھوں نے ہمارے سوا کسی کو نہیں پکارا ۳۸ واذکر عبدنا الخ یہ چوتھی نقلی دلیل ہے ہمارے بندوں ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کا ذکر کرو جو ظاہری اعمال طاعت اور باطنی علوم اور دینی بصیرت میں کامل تھے۔ (اولی الایدی والابصار) اولی القوۃ فی الطاعۃ والبصیرۃ فی الدین او اولی الاعمال الجلیلۃ والعلوم الشریفۃ (ابوالسعود جلد ۷ صفحہ ۲۰۹) ہم نے ان کو یاد آخرت کے لئے خاص کر دیا اور ان کی تمام تر توجہ اللہ کی طاعت اور عبادت اور اس کی رضا جوئی پر مرکوز تھی گویا وہ ہر وقت آخرت کی تیاری میں مصروف رہتے تو جن کا اپنا یہ حال ہو بھلا وہ شفیع غالب کس طرح ہو سکتے ہیں۔ بیشک وہ ہمارے مقبول برگزیدہ اور نیک بندے تھے لیکن شفیع غالب نہ تھے ۳۹ واذکر اسمٰعیل الخ یہ پانچویں نقلی دلیل ہے۔ ہمارے بندوں اسمٰعیل، الیسع، اور ذوالکفل کا ذکر بھی کرو یہ سب نیک اور برگزیدہ بندے تھے ھذا ذکر انبیاء علیہم السلام کا ذکر خیر سراپا عبرت ونصیحت ہے دنیا میں اگر ان پر کوئی تکلیف آتی ہے تو محض آزمائش کے لئے ورنہ آخرت میں تو ان کا مرتبہ بہت بلند ہو گا۔

قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿۶۱﴾

وہ بولے اے رب ہمارے ۴۲ جو کوئی لایا ہمارے پیش یہ سو بڑھا دے اس کو دونا عذاب آگ میں

وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۲﴾

اور کہیں گے کیا ہوا کہ ہم نہیں دیکھتے ان مردوں کو کہ ہم ان کو شمار کرتے تھے برے لوگوں میں ف۱

اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿۶۳﴾ اِنَّ ذٰلِكَ

کیا ہم نے ان کو ٹھٹھے میں پکڑا تھا یا چوک گئیں ان سے ہماری آنکھیں ف۲ یہ بات ٹھیک

لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ قُلْ اِنَّمَا اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا

ٹھیک ہونی ہے جھگڑا کرنا آپس میں دوزخیوں کا تو کہہ میں تو یہی ہوں ڈر سنانے والا ۴۳ اور کوئی

مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ

حاکم نہیں مگر اللہ اکیلا دباؤ والا رب آسمانوں کا اور

الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا

زمین کا اور جو ان کے بیچ میں ہے زبردست گناہ بخشنے والا تو کہہ یہ ایک بڑی

عَظِيْمٌ ﴿۶۷﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿۶۸﴾ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ

خبر ہے ۴۴ ف۳ کہ تم اس کو دھیان میں نہیں لاتے مجھ کو کچھ خبر نہ تھی ۴۵

بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾ اِنْ يُّوْحٰى اِلَيَّ اِلَّا اَنَّمَا

اوپر کی مجلس کی جب وہ آپس میں تکرار کرتے ہیں مجھ کو تو یہی حکم آتا ہے کہ اور کچھ نہیں

اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۰﴾ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ

میں تو ڈر سنانے والا ہوں کھول کر جب کہا تیرے رب نے ۴۶ فرشتوں کو میں بناتا ہوں

بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ﴿۷۱﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ

ایک انسان مٹی کا پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور پھونکوں اس میں ایک

رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ

اپنی جان سو تم گر پڑو اس کے آگے سجدہ میں پھر سجدہ کیا فرشتوں نے سب نے

ع ۱۳

۴۲ ذکر دعویٰ سورت ۱۲

۴۳ جواب سوال مقدر ۱۲

۴۴ بیان حال ملائکہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ دوزخ کے کنارے پر یہ دوزخیوں کو فرشتے لا لا کر جمع کرتے ہیں اس تنگی اور بے قراری میں اگلے پیچھے پچھلوں کو کوسنے لگے اور اگلے وہ تھے جو دنیا میں سردار تھے پچھلے وہ جو ادنیٰ تھے۔ آپس میں پھٹکار بولیں گے ف۲ وہاں دیکھیں گے سب پہچانے لوگ ادنیٰ اعلیٰ دوزخ کے واسطے جمع ہوتے ہیں اور جن مسلمانوں کو پہچانتے تھے اور سب سے بُرا جانتے تھے۔ وہ نظر نہیں آتے تو حیران ہو کر کہیں گے کہ ہم نے ان کو غلط پکڑا تھا ٹھٹھے میں وہ اس قابل نہ تھے کہ آج دوزخ کے نزدیک نہیں یا اسی جگہ کہیں ہیں پر ہماری آنکھیں چوک گئیں ہمارے دیکھنے میں نہیں آتے ف۳ یعنی قیامت کے احوال یا اس دین کا نازل ہونا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی فقراء مسلمین ۱۲

وان للمتقین ۔ تا ۔ مثلہ من نفاد ۔ یہ بشارتِ اخروی ہے عام متقی اور پرہیزگار لوگوں کے لئے۔ اس سے انبیاء علیہم السّلام کی شان کا اندازہ لگا لینا چاہیئے کہ ان کو تو اس سے بھی زیادہ نعمتیں میسر ہونگی ۔ اللہ کے احکام کی اطاعت کرنے والوں اور اس کی نافرمانی سے بچنے والوں کا انجام اچھا ہوگا۔ آخرت میں ان کو دائمی نعمتوں کے باغات (جنات عدن) عطا ہونگے جن کے دروازے ان کی آمد سے پہلے ہی کھول دئے جائیں گے ۔ وہ ان میں کوچوں پر تکیہ لگائے آرام کرینگے ۔ اور قسم قسم کے میوے اور مشروبات سے ان کی تواضع ہوگی ۔ وہاں انہیں پاکدامن ، عفیف اور ہم عمر بیویاں ملیں گی ۔ اور ان سے کہا جائے گا ، یہ تمام نعمتیں وہی ہیں جن کا تم سے دنیا میں وعدہ کیا گیا تھا ۔ ۴۰ وان للطغین ۔ تا ۔ تخاصم اھل النار ۔ یہ تخویفِ اخروی ہے ۔ فرمانبردار مومنین کے مقابلے میں سرکشوں کا انجام نہایت برا ہوگا۔ "طاغین" سے سرکش کفار و مشرکین کے سردار اور رؤسا مراد ہیں جو ان کو شرک کی دعوت دیتے تھے ۔ وہ جہنم میں داخل ہوں گے ۔ اور ان سے کہا جائے گا ۔ یہ دنیا میں تمہاری سرکشی کی سزا ہے ۔ اب اس کا مزہ چکھو ۔ کھولتا ہوا پانی اور دوزخیوں کے زخموں سے بہنے والی پیپ انہیں پینے کے لئے دی جائے گی ۔ اور ان کے لئے اس سے ملتے جلتے عذاب اور مشروبات کی اور بھی کئی قسمیں تیار ہوں گی ۔ الغساق ما یغسق من صدید اھل النار (مدارک) ولھم مذوقات او انواع عذاب اخر (روح ج ۲۳ ص ۲۱۵) ۴۱ ھذا فوج الخ جب رؤسائے مشرکین اور داعیانِ شرک جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو ان کے بعد ان کے اتباع و اذناب کی فوج جہنم میں داخل کی جائے گی اور ان کے متبوعین سے کہا جائے گا یہ فوج بھی تمہارے ساتھ جہنم میں داخل ہوگی تو وہ کہیں گے ان پر خدا کی مار وہ بھی دوزخ میں داخل ہو رہے ہیں ۔ قالوا بل انتم الخ اس کے جواب میں اتباع اپنے سرداروں سے کہیں گے بلکہ تم پر خدا کی مار ہو تم ہی نے ہمیں گمراہ کیا اور تمہاری وجہ ہی سے ہم اس برے انجام کو پہنچے ہیں ۔ "ھذا فوج مقتحم" کلام الخزنۃ لرؤساء الکفرۃ فی اتباعھم و "لا مرحبا بھم انھم صالوا النار" کلام الرؤساء (مدارک) انتم قدمتموہ لنا یعنی و تقول الاتباع للقادۃ انتم بدأتم بالکفر قبلنا و شرعتموہ لنا وقیل معناہ انتم قدمتم لنا ھذا العذاب بدعائکم ایانا الی الکفر (خازن و معالم ج ۶ ص ۵۲) ۴۲ قالوا ربنا الخ رؤسائے شرک کے پیرو کہیں گے اے ہمارے پروردگار ، جن کی وجہ سے ہم اس انجام کو پہنچے ہیں یعنی کفر و شرک کی تعلیم دینے والوں کو جہنم کی آگ میں ہم سے دوگنا عذاب دے ۔ وقالوا ما لنا الخ دنیا میں مشرکین اہلِ توحید کو برا سمجھتے ہیں اور توحید بیان کرنیوالوں کو شر و فساد بپا کرنے والے تصور کرتے ہیں ۔ قیامت کے دن مشرکین جہنم میں اور اہل توحید جنت میں ہوں گے ۔ اس وقت مشرکین اہلِ توحید کے بارے میں آپس میں گفتگو کریں گے اور کہیں گے کیا بات ہے آج جہنم میں ہمیں وہ لوگ نظر نہیں آرہے جن کو ہم دنیا میں شرارتی اور فسادی کہا کرتے تھے ۔ اتخذنٰھم سخریا الخ کیا دنیا میں ہم نے غلطی سے انکو شرارتی

بیان حال جنات

أَجْمَعُونَ ﴿٧٣﴾ إِلَّا إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿٧٤﴾

اکٹھے ہو کر مگر ابلیس نے ۴۳ غرور کیا اور تھا وہ منکروں میں ف۱

قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ

فرمایا اے ابلیس ۴۴ کس چیز نے روک دیا تجھ کو کہ سجدہ کرے اس کو جس کو میں نے بنایا اپنے دونوں

أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ ﴿٧٥﴾ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ

ہاتھوں سے یہ تو نے غرور کیا یا تو بڑا تھا درجہ میں ف۲ بولا میں بہتر ہوں اس سے

خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ﴿٧٦﴾ قَالَ فَاخْرُجْ

مجھ کو بنایا تو نے آگ سے اور اس کو بنایا مٹی سے ف۳ فرمایا تو تو نکل

مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٧٧﴾ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ

یہاں سے کہ تو مردود ہوا اور تجھ پر میری پھٹکار ہے اس جزا کے

الدِّينِ ﴿٧٨﴾ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٧٩﴾

دن تک ف۴ بولا اے رب مجھ کو ڈھیل دے جس دن تک کہ مُردے جی اٹھیں

قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ﴿٨٠﴾ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ

فرمایا تو تجھ کو ڈھیل ہے اسی وقت کے دن تک جو

الْمَعْلُومِ ﴿٨١﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾

معلوم ہے بولا تو قسم ہے تیری عزت کی میں گمراہ کروں گا ان سب کو

إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٨٣﴾ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ﴿٨٤﴾

مگر جو بندے ہیں تیرے ان میں چنے ہوئے فرمایا تو ٹھیک بات یہ ہے اور میں ٹھیک

لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٥﴾

ہی کہتا ہوں مجھ کو بھرنا ہے دوزخ تجھ سے اور جو ان میں تیری راہ چلے ان سب سے

قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ﴿٨٦﴾

تو کہہ میں مانگتا نہیں تم سے ۴۵ اس پر کچھ بدلہ اور میں نہیں اپنے آپ کو بنانے والا

موضح القرآن ف۱ یہ جن تھا ۔ وہ اکثر خدا کے حکم کے منکر تھے لیکن رہنے لگا فرشتوں میں ۔ ف۲ دو ہاتھوں سے یعنی بدن کو ظاہر کے ہاتھ سے اور روح کو غیب کے ہاتھ سے ۔ اللہ غیب کی چیزیں بناتا ہے ایک طرح کی قدرت سے اور ظاہر کی چیزیں ایک طرح کی قدرت سے ۔ اس انسان میں دونوں طرح کی قدرت خرچ کی ۔ ف۳ آگ گرم ہے پُرجوش اور مٹی سرد اور خاموش ۔ اس نے اُس کو خوب سمجھا ۔ اور اللہ نے اُس کو پسند رکھا ۔ ف۴ یعنی تب تک پھٹکار پڑتی جاوے گی تیرے اعمال سے ۔ یہاں سے نکل یعنی بہشت سے فرشتوں کی صحبت میں جاتا تھا ۔ اب نکالا گیا ۔

سمجھ کر ان کا مذاق اڑایا لیکن حقیقت میں نیک لوگ تھے۔ اور آج وہ جنت میں ہیں۔ یا وہ ہیں تو کہیں دوزخ ہی میں لیکن ہمیں نظر نہیں آرہے۔ و المعنی مالنا لانراھم فی النار الیسوا فیھا فلذلک لانراھم۔ بل ازاغت عنھم ابصارنا فلانراھم وھم فیھا (روح ج ۲۳ ص ۲۱۳) ۳۳ ان ذلک الخ اہل جہنم کی یہ گفتگو، راہنمایان شرک اور ان کے پیروؤں کا باہمی جھگڑا اور دوزخیوں کا موحدین اور مبلغین توحید کے بارے میں سوال و جواب یہ سب برحق ہے اور ضرور ہوگا۔ ۴۴ قل انما۔ تا۔ العزیز الغفار۔ دلائل عقلی و نقلی اور وحی کے بعد دعویٰ سورت کا بصراحت ذکر ہے۔ دلائل سابقہ سے ثابت ہوگیا کہ انبیاء علیہم السلام تو بوقت مصائب خود اللہ کو پکارتے اور اس کے سامنے عاجزی کرتے ہیں۔ اس لئے وہ شفیع غالب

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿۸۸﴾ ع

یہ تو ایک نصیحت ہے سارے جہان والوں کو اور معلوم کر لوگے اس کا احوال تھوڑی دیر کے پیچھے ۵۰

سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَمٰنِيَةُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ زمر مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پچھتر آیتیں ہیں اور آٹھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱﴾ إِنَّآ أَنْزَلْنَآ

اتارنا ہے کتاب کا ۱ اللہ سے جو زبردست ہے حکمتوں والا ہم نے اتاری ہے ۲

إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۲﴾

تیری طرف کتاب ٹھیک ٹھیک سو بندگی کر اللہ کی خالص کر کر اس کے واسطے بندگی ۳

أَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ

سنتا ہے اللہ ہی کے لئے ہے بندگی خالص ۳ ۵ اور جنہوں نے پکڑ رکھے ہیں اس سے ورے ۶

أَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ

حمایتی کہ ہم تو ان کو پوجتے ہیں اس واسطے کہ ہم کو پہنچا دیں اللہ کی طرف

إِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۬ؕ إِنَّ

قریب کے درجے میں بے شک اللہ فیصلہ کر دے گا ۷ ان میں جس چیز میں وہ جھگڑ رہے ہیں البتہ

اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴿۳﴾ لَوْ أَرَادَ اللّٰهُ

اللہ راہ نہیں دیتا اس کو جو ہو جھوٹا حق نہ ماننے والا اگر اللہ چاہتا ۸

أَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ

کہ اولاد کر لے تو چن لیتا اپنی خلقت میں سے جو کچھ چاہتا

سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۴﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

وہ پاک ہے وہی ہے اکیلا دباؤ والا ۱ بنائے آسمان ۹

ع ۵ ۱۴

ربع ازمر

منزل ۶

۱ تمہید مع ترغیب ۲ پہلی دلیل وحی ۳ پہلی بار ذکر دعویٰ ۴ زجر اول ۵ تخویف اخروی ۶ پہلی عقلی دلیل

نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق، کارساز، اپنی صفات میں یگانہ اور سب پر غالب ہے۔ ساری کائنات کا مالک اور سارے جہاں میں متصرف و مختار وہی ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اس کی بارگاہ میں کوئی شفیع قاہر نہیں ۴۵ قل ھو الخ ضمیر ھو آیات سابقہ کے مضمون یعنی دعوت توحید سے کنایہ ہے یعنی مسئلہ توحید ایک نہایت اہم اور عظیم الشان امر ہے جس کی میں تمہیں بامر الٰہی خبر دے رہا ہوں اور وہ اس لائق ہے کہ اسے دل و جان سے قبول کیا جائے۔ اور اس سے تغافل نہ کیا جائے لیکن تم اپنی کم عقلی اور بدبختی سے اس کو پس پشت ڈال رہے ہو (ھو) ای ھذا الذی انبأتکم بہ من کونی رسولا منذرا وان اللہ واحد لاشریک لہ (روح، مدارک) ۴۶ ما کان لی الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین کہتے اگر تو واقعی خدا کا پیغمبر ہے اور تمہارے پاس وحی آتی ہے تو ہمیں بتاؤ جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے وہ کب آئے گا۔ جواب دیا گیا کہ بے شک میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور مجھ پر وحی آتی ہے لیکن ملاء اعلیٰ میں جو کچھ ہو رہا ہے مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔ اس لئے میں نہیں بتا سکتا کہ عذاب کب آئے گا۔ اور اللہ کی طرف سے مجھ پر وحی اسی لئے نازل ہوتی ہے کہ میں اس کا پیغمبر و بشیر و نذیر ہوں ۴۷ اذ قال الخ یہاں سے فرشتوں کا حال بیان کیا گیا ہے کہ وہ بھی اللہ کے حکم کے بندے ہیں۔ اس لئے وہ شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔ فقعوا۔ قعوا، وقع یقع (فتح) سے جمع مذکر امر حاضر کا صیغہ ہے۔ ای فاسقطوا لہ (روح) اللہ نے تخلیق آدم علیہ السلام سے قبل فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی سے بشر کو پیدا کرنے والا ہوں اور خلافت ارضی کو اس کے سپرد کرنے والا ہوں۔ لہٰذا جب میں اس کی شکل و صورت کو مکمل کر کے اس میں روح پھونک دوں اور وہ ایک کامل انسان کی صورت میں ظاہر ہو جائے تو تم سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑنا۔ سجود لغیر اللہ کی پوری تحقیق سورۂ یوسف کی تفسیر حاشیہ نمبر (۸۳) میں گذر چکی ہے۔ فسجد الملئکۃ الخ چنانچہ جب آدم علیہ السلام کی پیدائش مکمل ہوگئی تو تمام فرشتے یکبارگی سربسجود ہو گئے۔ ۴۸ الا ابلیس الخ یہ جنات کا حال ہے کہ ابلیس جو بہت بڑے اور اونچے رتبے کا مالک تھا۔ بڑا عبادت گذار اور مقرب تھا۔ ۔۔۔ صد ہزاراں سال ابلیس لعیں۔ بود از ابدال میر المؤمنین۔ لیکن اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے ملعون و مطرود ہوا۔ اس لئے وہ بھی شفیع غالب نہیں بن سکتا۔ یا اس کا ربط یہ ہے کہ

موضح قرآن ف بیٹیاں کیوں لیتا چنی چیز لیتا بیٹے ۱۲

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی مقبول نزدیک او ست ۱۲ ف ۲ یعنی بغیر شرک ۱۲

دیکھو شیطان کی پیروی نہ کرو اور دعوی توحید کو مان لو۔ استکبر۔ ابلیس نے تکبر کیا۔ اور آدم خاکی کو اپنے مرتبے سے کم جان کر حقیر سمجھا۔ وَکَانَ۔ ای وصار منھم باستکبارہ وتعاظمہ علی امر اللّٰہ تعالیٰ (روح ج ۲۳ ص ۲۲۵) اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں غرور و استکبار کی وجہ سے کافر ہوگیا یا کَانَ اپنے اصل ہی پر ہے اور مطلب یہ ہے کہ ابلیس علم الٰہی میں تھا ہی کافر۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس سے استکبار کا صدور ہوگا۔ ویجوز ان یکون المعنی وکان من الکافرین فی علم اللّٰہ تعالیٰ لعلمہ عزوجل انہ سیعصیہ و یصدر عنہ مایصدر باختیارہ وخبث طویتہ واستعدادہ (روح) ۴۹ قال یابلیس الخ فرمایا۔ اے ابلیس! جس آدم کو میں نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا ہے تونے اس کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ کیا تونے اس سے بڑا بننے کی کوشش کی ہے۔ یا تو واقعی اس سے فائق ہے اس لئے اس کو سجدہ نہیں کیا؟ تکبرت من غیر استحقاق اوکنت ممن علا واستحق التفوق (بیضاوی) قال انا خیر منہ الخ ابلیس نے جواب دیا کہ میں واقعی آدم سے افضل ہوں کیونکہ مجھے تونے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے۔ اور ظاہر ہے کہ آگ مٹی سے افضل ہے۔ قال فاخرج الخ فرمایا۔ یہاں (جنت یا آسمان) سے نکل جا۔ تو رحمت وکرامت سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اور قیامت تک کیلئے لعنت وملامت کا مورد قرار دیدیا گیا ہے۔ قال رب الخ ابلیس نے عرض کی۔ بارے الہا! قیامت تک مجھے مہلت دیدے اور مجھے طویل زندگی عطا فرمادے۔ فرمایا، قیامت تک نہیں بلکہ فنائے عالم یعنی نفخہ اولیٰ تک تجھے مہلت ہے۔ کہنے لگا مجھے تیرے غلبہ وسلطان کی قسم میں بھی اس آدم کی اولاد کو گمراہ کر کے چھوڑوں گا، البتہ تیرے مخلص بندے میری دسترس سے باہر ہوں گے۔ قال فالحق الخ فالحق مبتدا ہے اور یمینی اس کی خبر مقدر ہے۔ فرمایا میری قسم بھی سراپا حق ہے۔ اور میں حق ہی کہتا ہوں۔ لاملئن جھنم الخ یہ قسم مقدر کا جواب ہے۔ ای واللّٰہ لاملئن۔ فالحق قسمی قسم ہے اور لاملئن اس کا جواب ہے۔ اور والحق اقول جملہ معترضہ ہے (روح، بیضاوی، قرطبی، جلالین) منک، من جنسک وھم الشیاطین (وممن تبعک منھم) من ذریۃ آدم (مدارک ج ۴ ص ۳۵) مجھے اپنی ذات کی قسم میں بھی جہنم تیری ذریت اور اولادِ آدم میں سے تیری پیروی کرنے والوں ہی سے بھروں گا۔ ۵۰ قل ما اسئلکم الخ اس ناصحانہ وعظ وتبلیغ پر میں تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگتا اور نہ بتکلف اپنے پاس سے باتیں بنا کر تمہیں سناتا ہوں۔ بلکہ یہ تو اللہ کی طرف سے تمام انسانوں کے لئے ایک نصیحت نامہ ہے۔ جیساکہ ابتدائِ سورت میں فرمایا۔ والقرآن ذی الذکر۔ سورت کی انتہاء، ابتداء سے متعلق ہے۔ ۵۱ ولتعلمن الخ حین سے موت یا قیامت مراد ہے۔ یعنی اب دنیا میں تو نہیں مانتے ہو لیکن ایک وقت ایسا آئے گا کہ تم اپنے کفر وانکار کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔ اور قرآن میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کی سچائی کا بچشم خود مشاہدہ کر لوگے۔ لیکن اس وقت تلافی کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

سورۂ صٓ میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا (ع ۱) نفی شرک فی التصرف۔
۲۔ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ ——— تا ——— فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ۝ نفی شرک فی التصرف
۳۔ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ ——— تا ——— الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ (ع ۵) نفی شرک فی التصرف ونفی شفاعتِ قہری۔

سورۃ زمر

ربط سورۂ زمر کا سورۂ صٓ کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ صٓ میں واضح کیا گیا کہ جن کو تم شفعاء سمجھتے ہو وہ تو خود بطور امتحان و ابتلاء بعض جسمانی تکالیف میں ماخوذ ہیں اسلئے اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب نہیں۔ اب سورۂ زمر میں بیان کیا جائے گا کہ اہل توحید اور اہل شرک (غیر اللہ کو شفیع غالب ماننے والے وغیرہ) مختلف گروہوں (زُمر) میں بٹ جائیں گے۔ اہل توحید جنت میں اور اہل شرک جہنم میں جائیں گے۔ سورۂ زمر کو ماقبل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ سبا میں نفیٔ شفاعت قہری کا مضمون مذکور تھا اور سورۂ فاطر میں بطور تفریع مذکور تھا کہ کارساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔ اس کے بعد سورۂ یٰسین، صافات اور صٓ سورۂ سبا پر مرتب ہیں۔ کیونکہ ان تینوں سورتوں میں علی سبیل الترقی نفی شفاعت قہری کا ذکر ہے۔ اور سورۂ زمر سورۂ فاطر پر مرتب ہے۔ اور اس کا کچھ حصہ سورۂ سبا پر بھی مرتب ہے یعنی والذین اتخذوا من دونہ اولیاء ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی (ع ۱) اور ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء (ع ۵) جب اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں اور نہ اس کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب ہے تو ہر قسم کی عبادت صرف اسی کی بجالاؤ اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب، ذکر دعویٰ تین بار، تفریع بر دعویٰ۔ دلائل عقلیہ علی سبیل الترقی سات۔ بیان ثمرہ دلائل چار بار۔ چھ دلائل وحی۔ ایک دلیل نقلی ضمناً۔ بیان زجر چار بار تقابل مومنین و کافرین تین بار۔ ترغیب الی الہجرت۔

تفصیل

تنزیل الکتٰب الخ تمہید مع ترغیب۔ یہ بہت بڑے غالب و حکیم کا حکمنامہ ہے اسے مانو۔ اس سورت کو مضمون کے اعتبار سے چھ سلسلہائے مضامین میں تقسیم کیا جا سکتا ہے (۱) سلسلہ مضمون ذکر دعویٰ (۲) سلسلہ دلائل عقلیہ (۳) سلسلہ دلائل وحی (۴) سلسلہ بیان ثمرات (۵) سلسلہ ذکر زجرات اور (۶) سلسلہ تقابل بین المؤمنین و المشرکین۔

۱۔ سلسلہ مضمون ذکر دعویٰ

دعویٰ سورت کو تین بار ذکر کیا گیا ہے۔ اول فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین (ع ۱) یہ دعویٰ سور سابقہ پر متفرع ہے۔ جب اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب و کارساز نہیں۔ اور کوئی اس کی بارگاہ میں شفیع قاہر نہیں تو صرف اسی کی عبادت کرو۔ الا للہ الدین الخالص۔ یہ تنبیہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ھو اللہ الواحد القھار۔ یہ دعویٰ پر تفریع ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور سب پر غالب ہے۔ ذکر دعویٰ دوسری بار۔ قل اللہ اعبد مخلصا لہ دینی (ع ۲) میں تو صرف اللہ ہی کی عبادت کروں گا اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرونگا۔ ذکر دعویٰ تیسری بار۔ قل افغیر اللہ تأمرونی اعبد ایھا الجاھلون (ع ۷) یہ اعادۂ دعویٰ بطور زجر ہے۔ اے نادانو! اتنے واضح دلائل کے باوجود تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں غیر اللہ کی عبادت کروں؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

۲۔ سلسلہ دلائل عقلیہ علی سبیل الترقی۔

پہلی عقلی دلیل۔ خلق السمٰوٰت والارض۔ تا۔ الا ھو العزیز الغفار (ع ۱) زمین و آسمان کو اللہ نے پیدا فرمایا۔ یہ دن رات کی آمد و رفت اور سورج اور چاند کا میعاد معین تک چلنا یہ سب اللہ کے اختیار میں ہے۔ اس کائنات میں غور و فکر کرو۔ یہ سب اللہ کی وحدانیت اور اس کی قدرت کے دلائل ہیں۔

دوسری عقلی دلیل۔ خلقکم من نفس واحدۃ۔ تا۔ فی ظلمٰت ثلٰث (ع ۱) یہ دلیل اول سے بطور ترقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف نظام شمسی کو پیدا فرمایا بلکہ خود تمہیں بھی اسی نے پیدا فرمایا۔ رحم مادر میں مختلف حالات سے گذار کر تمہاری پیدائش کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

تیسری عقلی دلیل۔ الم تر ان اللہ انزل۔ تا۔ لذکری لاولی الالباب (ع ۲) یہ دوسری دلیل سے بطور ترقی ہے۔ اللہ نے تمہیں پیدا کر کے ایسے ہی نہیں چھوڑ دیا۔ بلکہ تمہاری زندگی کی تمام ضروریات خصوصاً خوراک بھی مہیا فرما دی۔ اس لئے صرف اسی کی عبادت بجالاؤ۔ ضرب اللہ مثلا رجلا الخ (ع ۳) تمثیل برائے مؤمن و مشرک۔

چوتھی عقلی دلیل۔ ولئن سالتھم۔ تا۔ لیقولن اللہ (ع ۴) یہ دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ جب تم مانتے ہو کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو لامحالہ اس کے سوا کوئی معبود اور پکار کے لائق بھی نہیں ہوگا۔

پانچویں عقلی دلیل۔ اللہ یتوفی الانفس۔ تا۔ یتفکرون (ع ۵) پہلی اور دوسری دلیل میں ابتدائی حالات کا ذکر تھا۔ اب اس دلیل میں انسان کی انتہائی حالت کا ذکر ہے حاصل یہ کہ انسان کی ابتداء و انتہاء اللہ تعالیٰ کے تصرف و اختیار میں ہے اس لئے وہی معبود برحق ہے۔

چھٹی عقلی دلیل۔ اولم یعلموا۔ تا۔ یؤمنون (ع ۵) انسان کے ابتدائی اور انتہائی حالات کے بعد اس دلیل میں اس کے درمیانی حالات کا ذکر کیا گیا ہے کہ زندگی میں انسان کو روزی دینے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور جو خالق و رازق ہو وہی معبود ہو سکتا ہے۔

ساتویں عقلی دلیل۔ اللہ خالق کل شیء۔ تا۔ لہ مقالید السمٰوٰت والارض (ع ۶) ہر چیز کا خالق بھی وہی ہے اور ہر چیز کا محافظ و نگران بھی وہی ہے۔ لہذا

سب کا معبود بھی وہی ہے۔

۳۔ سلسلۂ دلائل وحی

پہلی دلیل وحی۔ انا انزلنا الیک الکتاب بالحق الخ (ع ۱) ہم نے آپ پر ایک عظیم الشان کتاب نازل فرمائی جس کا سب سے اہم اور اولین پیغام یہ ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو۔ یہ مسئلہ کسی کا خود ساختہ نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔

دوسری دلیل وحی۔ قل انی امرت ان اعبد اللہ ۔ تا ۔ اول المسلمین ٥ (ع ۲) مجھے وحی کے ذریعے سے حکم دیا گیا ہے کہ میں خالصۃً خدائے واحد کی عبادت کروں اس سے معلوم ہوا کہ تخصیص عبادت کا مسئلہ میرا من گھڑت نہیں، بلکہ من عند اللہ ہے۔

تیسری دلیل وحی۔ اللہ نزل احسن الحدیث ۔ تا ۔ فما لہ من ھاد ٥ (ع ۳) یہ عمدہ اور پر تاثیر کتاب اللہ نے نازل فرمائی ہے۔ ایمان والے اس کی آیتیں سنکر کانپ اٹھتے ہیں۔ یہ کتاب میں نے اپنے پاس سے نہیں بنائی۔

چوتھی دلیل وحی۔ انا انزلنا الیک الکتٰب للناس بالحق (ع ۴) ہم نے آپ پر پیغام حق کے ساتھ یہ عمدہ اور پر تاثیر کتاب نازل کی ہے تاکہ آپ اس کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں۔ آپ تو ہمارا پیغام سناتے ہیں اپنی طرف سے کوئی دعویٰ نہیں کرتے۔

پانچویں دلیل وحی علی سبیل الترقی۔ واتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم (ع ٦) یہ ترقی من الادنیٰ الی الاعلیٰ ہے۔ پہلے فرمایا اعلان کرو کہ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا جو کہتا ہوں اللہ کی وحی سے کہتا ہوں۔ پھر فرمایا یہ کیسی عمدہ اور پر تاثیر کتاب ہے (دلیل وحی سوم) یہاں فرمایا اس احسن و اعلیٰ کتاب کی دل و جان سے پیروی کرو۔

چھٹی دلیل وحی۔ ولقد اوحی الیک ۔ تا ۔ وکن من الشاکرین ٥ (ع ۷) اللہ کی جانب سے میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ شرک سے تمام اعمال صالحہ ضائع ہو جاتے ہیں جس طرح توحید کی طرف اللہ کے حکم سے دعوت دیتا ہوں۔ اسی طرح شرک کا رد بھی اسی کے حکم ہی سے کرتا ہوں۔ اس دلیل وحی کے ضمن میں دلیل نقلی بھی آگئی والی الذین من قبلک انبیاء سابقین علیہم السلام پر بھی یہ وحی نازل کی گئی کہ شرک سے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔

۴۔ سلسلہ بیان ثمرات دلائل

ثمرات چار ہیں۔ پہلے دو چھوٹے اور آخری دو بڑے۔

پہلا چھوٹا ثمرہ لا الٰہ الا ھو (ع ۱) یہ پہلی دو عقلی دلیلوں کے بعد ذکر کیا گیا ہے۔ ان دونوں دلیلوں سے واضح ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

دوسرا چھوٹا ثمرہ۔ الحمد للہ (ع ۳) تیسری عقلی دلیل اور تمثیل مومن و کافر کے بعد دلیل اور تمثیل کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے کہ ان سے معلوم ہو گیا کہ تمام صفات کارسازی اللہ کے ساتھ خاص ہیں۔

پہلا بڑا ثمرہ قل افرأیتم ما تدعون ۔ تا ۔ یتوکل المتوکلون ٥ (ع ۴) گذشتہ دلائل سے واضح اور روشن ہو گیا کہ ساری کائنات میں متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لہٰذا اللہ کے سوا مشرکین جن کو پکارتے ہیں وہ تکلیف کو دور کرنے اور نفع پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے۔

دوسرا بڑا ثمرہ قل اللّٰھم فاطر السمٰوٰت والارض ۔ تا ۔ یختلفون ٥ (ع ۵) یہ لوگ ایسے روشن اور واضح دلائل سے بھی نہیں مانتے اور انکار و جحود پر مصر ہیں۔ اس لئے آپ اللہ سے عرض کریں کہ اے اللہ! ہمارے اور ان کے درمیان آخری فیصلہ قیامت کے دن تو ہی فرمائے گا۔

۵۔ سلسلہ بیان زجرات

زجر اول وَ الذین اتخذوا من دونہ اولیاء ۔ تا ۔ من ھو کاذب کفار ٥ (ع ۱) مشرکین جو خود ساختہ معبودوں کی عبادت کرتے ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ وہ ان معبودوں کو بالاستقلال مستحق عبادت نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کی عبادت و تعظیم کو قربِ خداوندی کا ذریعہ و وسیلہ اور ان کو عند اللہ شفیع سمجھتے ہیں۔ فرمایا دنیا میں دلائل سے انہوں نے تسلیم نہیں کیا۔ آخرت میں ان کو جہنم میں ڈال کر اس اختلاف کا قطعی فیصلہ کروں گا۔

زجر دوم واذا مس الانسان ضر ۔ تا ۔ عن سبیلہٖ (ع ۱) جب مشرک آدمی پر مصیبت آتی ہے تو وہ خود ساختہ شفعاء سے مایوس ہو کر معبود حق کو پکارتا ہے لیکن اللہ اس کو اپنی مہربانی سے مصیبتوں سے نجات عطا فرما دیتا ہے تو وہ خدا کو بھول جاتا ہے۔ اور خدا کے انعامات کو معبودانِ باطل کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔

زجر سوم ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء ۔ تا ۔ اذا ھم یستبشرون ٥ (ع ۵) یہ زجر اول کی تشریح ہے۔ مشرکین اپنے معبودانِ خود ساختہ کو عند اللہ شفیع غالب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ سراپا عاجز ہیں اور کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے۔

زجر چہارم فاذا مس الانسان ضر ۔ تا ۔ ولکن اکثرھم لا یعلمون ٥ (ع ۵) یہ زجر بطور شکویٰ ہے۔ مشرک انسان جب معبودانِ باطلہ سے مایوس ہو کر اپنی مصیبت میں اللہ کو پکارتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر مہربانی فرما کر اس کو مصیبت سے نجات عطا فرماتا ہے تو وہ اس کامیابی کو اپنے علم و فہم کا کمال قرار دیتا ہے اور کہتا ہے میں نے فلاں حیلہ کیا۔ اور فلاں بزرگ کو سفارشی بنایا جس کی وجہ سے مصیبت ٹل گئی۔

۶۔ سلسلہ تقابل بین المؤمن والکافر

اوّل۔ امن ھو قانت۔ تا۔ انما یتذکر اولوا الالباب ۝ (ع ۱) دلیل کے بعد مؤمن و کافر کی صفات میں تقابل کا ذکر کیا گیا۔ ایک وہ (مؤمن) ہے جو راتوں کو اللہ کی بارگاہ میں سربسجود ہوتا اور عبادت کرتا ہے اور آخرت کے عذاب سے ڈرتا اور رحمتِ خداوندی کی امید رکھتا ہے۔ اس کے مقابلے میں کافر ہے جو ان صفات سے عاری ہے۔

دوّم۔ افمن شرح اللہ صدرہ۔ تا۔ ضلل مبین ۝ (ع ۳) ایک وہ مؤمن ہے جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے۔ اور اس کا سینہ نورِ اسلام سے منور ہو چکا ہے۔ اور ایک وہ کافر ہے جس کا دل پتھر کی مانند سخت ہے۔ اور اس میں قبولِ اسلام کی صلاحیت ہی موجود نہیں۔ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

سوّم۔ افمن یتقی بوجھہ سوء العذاب یوم القیمۃ (ع ۳) ایک وہ کافر ہے جس کے دونوں ہاتھ قیامت کے دن اس کی گردن کے ساتھ جکڑے ہوں گے اور جہنم کی آگ سے وہ اپنے چہرے کی اوٹ سے بچنے کی کوشش کرے گا۔ اور اس کے مقابلے میں مؤمن ہے جو عذابِ جہنم سے مامون و محفوظ رہے گا۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔؟

ابتدائے سورت میں دو دلیلوں کے بعد ثمرہ بیان کیا گیا اور سورت کے آخر میں تمام دلائل کے بعد بھی ثمرہ بیان کیا گیا۔ سبحنہ وتعالی عما یشرکون ۝ (ع ۷) تاکہ معلوم ہو جائے کہ تمام دلائل دعوٰی کو صراحت سے ثابت کر رہے ہیں۔ اس سورت میں وارض اللہ واسعۃ (ع ۲) ہجرت کی ترغیب کی طرف اشارہ ہے۔ سورت میں جا بجا تخویف و تبشیر کا بھی ذکر ہے

۲؎ تنزیل الخ تنزیل الکتب مبتدا۔ من اللہ خبر ہے۔ یا تنزیل مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ اور من اللہ الخ تنزیل کے متعلق ہے۔ قال الفراء والزجاج ھو مبتدأ و قولہ تعالی (من اللہ العزیز الحکیم) خبرہ۔ او خبر مبتدأ محذوف۔ ای ھذا المذکور تنزل، و (من اللہ) متعلق بتنزیل والوجہ الاول اوجہ (روح ج ۲۳ ص ۲۳۳) یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ یہ حکم نامہ اس بادشاہ کی طرف سے ہے جو سب پر غالب اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ اس نے اب تک اگر معاندین کو نہیں پکڑا تو اس میں حکمت ہے کہ منکرین کو مزید غور و فکر کا موقع مل جائے اور وہ راہِ راست پر آ جائیں۔ اس لئے اس غالب و حکیم بادشاہ کے حکم نامے کو مان لو۔

۳؎ انا انزلنا الخ یہ پہلی دلیلِ وحی ہے۔ یہ کتاب جو سراپا حق ہے اور عقائد و احکامِ حقہ پر مشتمل ہے، ہم نے نازل فرمائی ہے۔ آپ جو کچھ بیان فرماتے ہیں ہمارے حکم سے بیان فرماتے ہیں اپنے پاس سے کچھ نہیں کہتے۔ فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین۔ یہ دعوائے سورت ہے۔ سورت کا پہلی بار ذکر ہے۔ سورت کا یہ دعوٰی پہلی سورتوں پر عموماً اور سورۂ فاطر پر خصوصاً متفرع ہے۔ سورۂ سبا، یٰسین، صافات اور صٓ میں ثابت کیا گیا کہ اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفیع قاہر نہیں۔ اور سورۂ فاطر میں بیان کیا گیا، لہٰذا اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب و کارساز نہیں جب ثابت ہو گیا کہ اس کے سوا کوئی کارساز اور عالم الغیب نہیں اور نہ کوئی اس کی بارگاہ میں شفیعِ غالب ہے تو خالصۃً صرف اسی کی عبادت کرو۔ اور کسی کو اس کی عبادت میں شریک نہ بناؤ اور لوگوں کو بھی اسی خالص توحید کی دعوت دو۔ ای فاعبد اللہ وحدہٗ لاشریک لہ وادع الخلق الی ذلک واعلمھم انہ لا تصلح العبادۃ الا لہ وحدہ وانہ لیس لہ شریک ولا عدیل ولا ندید (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۵)

۴؎ الا للہ الخ یہ تنبیہ ہے کہ عبادت خالصۃً اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔ اللہ کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں۔

۵؎ والذین اتخذوا الخ یہ زجر اول ہے اور اس کے آخر میں تخویفِ اخروی کی طرف اشارہ ہے۔ اسمِ موصول سے مشرکین اور اولیاء سے مشرکین کے مزعومہ کارساز مراد ہیں۔ خواہ فرشتے ہوں یا پیغمبر یا اولیاء کرام۔ فالموصول عبارۃ عنھم (ثلثۃ احیاء من المشرکین، عامر وکنانۃ وبنی سلمۃ) اوعبارۃ عما یعمھم واضرابھم من عبدۃ غیر اللہ سبحانہ وھو الظاھر فیکون الاولیاء عبارۃ عن کل معبود باطل کالملئکۃ وعیسی علیھما السلام والاصنام (روح ج ۲۳ ص ۲۳۵) امام قتادہ رح فرماتے ہیں جب مشرکین سے پوچھا جاتا کہ تمہارا خالق و مالک کون ہے؟ اور زمین و آسمان کو کس نے پیدا کیا۔ اور آسمان سے مینہ کون برساتا ہے؟ تو کہتے اللہ! پھر ان سے کہا جاتا کہ پھر غیر اللہ کی عبادت کیوں کرتے ہو؟ تو جواب دیتے، لیقربونا الی اللہ زلفی ویشفعوا لنا عندہٗ (قرطبی ج ۱۵ ص ۲۳۳) ہم ان خود ساختہ معبودوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں تاکہ وہ سفارش کر کے ہمیں بارگاہِ خداوندی میں مقرب بنا دیں اور ہمارے دنیوی کام اس سے کرا دیں۔ کیونکہ آخرت کے وہ قائل ہی نہ تھے۔ ای انما یحملھم علی عبادتھم لھم انھم عمدوا الی اصنام اتخذوھا علی صور الملائکۃ المقربین فی زعمھم فعبدوا تلک الصور تنزیلا لذلک منزلۃ عبادتھم الملئکۃ لیشفعوا لھم عند اللہ تعالی فی نصرھم ورزقھم وما ینوبھم من امور الدنیا فاما المعاد فکانوا جاحدین لہ کافرین بہ (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۵) زلفی، لیقربونا کا مفعول مطلق ہے من غیر لفظہ۔

۶؎ ان اللہ الخ یہ تخویفِ اخروی ہے۔ دنیا میں مشرکین دلائل سے تو مانتے نہیں کہ اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفیعِ غالب نہیں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اس لئے محق و مبطل کے درمیان آخری اور قطعی فیصلہ قیامت کے دن ہو گا جب اہلِ حق کو جنت میں اور اہلِ باطل کو دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔ ان اللہ یحکم بینھم وبین المسلمین فی ما ھم یختلفون فی امر الدین بادخال المحق الجنۃ والمبطل النار (مظہری۔ بیضاوی) ان اللہ لا یھدی الخ جو لوگ از راہِ ضد و عناد کفر و افترا (اللہ کے لئے نائب یا شفیعِ غالب ثابت کرنا) پر اڑے ہوئے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ ہدایت قبول کرنے کی توفیق نہیں دیتا۔

۷؎ لو اراد اللہ الخ اس میں مشرکین کے گذشتہ دعوے کا ابطال و امتناع کیا گیا ہے کہ اگر بفرضِ محال اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا کہ کسی کو اپنا نائب بنائے تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا اپنی نیابت کے لئے منتخب فرما لیتا۔ آخر تمہارے خود ساختہ معبود ہی کیوں اس کے نائب بن گئے۔ سبحنہٗ الخ یہ مذکورہ دعوے پر تفریع ہے یعنی اللہ تعالیٰ شریک اور نائب سے پاک ہے۔ وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اور قہار و بے نیاز ہے۔ اس کو نائب کی ضرورت ہی نہیں۔

۸؎ خلق السموت الخ یہ پہلی عقلی دلیل ہے جو اللہ تعالیٰ کے بلا شرکتِ غیرے استحقاقِ عبادت پر دلالت کرتی ہے۔ البتہ اس میں غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ زمین و آسمان کو اس نے عبث اور بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ بلکہ اس ساری کائنات کو اس نے ایک عظیم مقصد کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ لوگ کائنات کے

ذرے ذرے سے صانع عالم کی قدرت اور اس کی وحدانیت پر استدلال کریں۔ بالحق ای متلبسا بالحق غیر عابث بل لیکون دلیلا علی الصانع (مظہری ج ۸ ص۱۹۷) وہ دن کو رات میں اور رات کو دن میں چھپا دیتا ہے۔ سورج اور چاند بھی اس کے مطیع امر ہیں۔ اور اس کے حکم سے دونوں اپنے اپنے دورے کی تکمیل میں رواں دواں ہیں۔ یہ کارخانۂ عالم جس عزیز و غفار نے پیدا کیا ہے۔ اور جو اس میں متصرف و مختار ہے وہی ہر قسم کی عبادت کا مستحق ہے۔ ۹ خلقکم الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اول سے علی سبیل الترقی یعنی اس نے نہ صرف زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے۔ بلکہ تمہارا خالق بھی وہی ہے۔ اپنی پیدائش میں غور و فکر کرو کس کمالِ قدرت اور حسنِ تدبیر سے اس نے تمہاری ابتداء ایک جان (حضرت آدم علیہ السلام) سے فرمائی۔ اور پھر بشری سلسلۂ نسل کو زوجین کے ذریعے سے آگے بڑھایا۔ پھر رحمِ مادر میں نطفہ سے لے کر کمالِ تخلیق تک جو مختلف احوال پیش آتے ہیں ان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کی کمالِ قدرت کی دلیل ہے۔ پھر اس نے تمہارے فائدے کی خاطر مختلف انواع و اقسام کے چوپائے پیدا فرمائے۔ جن کا تم گوشت کھاتے، دودھ پیتے اور بعض سے اس کے علاوہ سواری اور باربرداری کا کام بھی لیتے ہو۔ وہ اللہ جس نے محض اپنی مہربانی سے اور اپنی قدرت کاملہ سے یہ سب کچھ کیا ہے، وہی ساری کائنات کا مالک اور وہی تمہارا معبود برحق ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ من نفس واحدۃ حضرت آدم علیہ السلام منہا ضمیر نفس واحدۃ کی طرف راجع ہے اور اس کا مضاف مقدر ہے۔ ای من جنسہا یعنی جنسِ آدم و بشر ہی سے اس کا جوڑا پیدا فرمایا۔ ۱۰ انزل قال سعید بن جبیر خلق (قرطبی) ثمٰنیۃ ازواج چوپایوں کی یہ آٹھ انواع سورۂ انعام ع میں مفصل گذر چکی ہیں یعنی اِبِل (اونٹ، اونٹنی) بَقَر (گائے بیل، بھینس، بھینسا بھی بقر میں داخل ہیں) ضأن (دنبی دنبہ اور بھیڑ مینڈھا) معز (بکری بکرا) خلقا من بعد خلق۔ نطفہ سے عَلَقہ (خونِ منجمد) عَلَقہ سے مُضغہ (بوٹی) مُضغہ سے عِظَام (ہڈیاں) اور پھر اس ڈھانچے سے انسان تام الخلقہ اس کی تفصیل سورۂ مؤمنون ع ۱ میں مذکور ہے فی ظلمٰت ثلٰث۔ تینوں اندھیروں سے پیٹ، رحم اور مشیمہ (وہ پردہ جس میں جنین محفوظ ہوتا ہے) کے اندھیرے مراد ہیں (روح، جامع وغیرہما) ۱۱ ذٰلکم اللہ الخ یہ تنبیہ ہے۔ اور دلائلِ مذکورہ کا اجمالاً استحضار ہے تاکہ اس پر آئندہ حکم اور ثمرہ مرتب ہوسکے۔ صفاتِ بالا سے متصف ذاتِ بابرکات ہی تمہارا رب اور مالک ہے اور اس کائنات میں اور خود تمہارے اندر وہی متصرف ہے لا الٰہ الا ھو۔ یہ دلائلِ سابقہ کا ثمرہ ہے۔ جب سب کا خالق و مالک اور سارے عالم میں متصرف و مختار وہی ہے اور کوئی نہیں تو عبادت کے لائق بھی اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ لہٰذا ہر قسم کی عبادت صرف اسی کے لئے بجالاؤ۔ فانّٰی تؤفکون۔ پھر اس بیانِ شافی کے بعد کس دلیل سے اللہ کی خالص عبادت سے پھرے جاتے ہو۔ اور غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو؟ یعنی دلائلِ عقلیہ تو اللہ کی وحدانیت پر قائم ہیں۔ اس لئے تمہارا شرک کرنا محض بے دلیل ہے۔ ۱۲ ان تکفروا الخ یہ

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ

اور زمین ٹھیک لپیٹتا ہے رات کو دن پر اور لپیٹتا ہے دن کو

عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ

رات پر اور کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک ٹھہری

مُّسَمًّى ۗ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ خَلَقَكُمْ مِّنْ

ہوئی مدت پر سنتا ہے وہی ہے زبردست گناہ بخشنے والا ف بنایا تم کو ۹

نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ

ایک جی سے پھر بنایا اسی سے اس کا جوڑا اور اتارے تمہارے واسطے

مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ

چوپاؤں سے آٹھ نر و مادہ ف۲ بناتا ہے تم کو ماں کے

اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ

پیٹ میں ایک طرح پر دوسری طرح کے پیچھے تین اندھیروں کے بیچ ف۳

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى

وہ اللہ ہے رب تمہارا اسی کا راج ہے ۱۱ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوائے پھر

تُصْرَفُوْنَ ۝ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۣ

کہاں سے پھرے جاتے ہو ۱۲ اگر تم منکر ہوگئے تو اللہ پروا نہیں رکھتا تمہاری

وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ

اور پسند نہیں کرتا اپنے بندوں کا منکر ہونا اور اگر اس کا حق مانو گے تو اس کو تمہارے

لَكُمْ ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ

لئے پسند کرے گا اور نہ اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا ۱۳ پھر اپنے رب کی طرف تم کو

مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۭ اِنَّهٗ

پھر جانا ہے تو وہ جتلائے گا تم کو جو تم کرتے تھے مقرر اس کو

موضح قرآن ف لپیٹتا ہے یعنی ایک پر دوسرا چلا آتا ہے۔ توڑا نہیں پڑتا۔ ف۲ ایک پیٹ ایک رحم ایک جھلی۔ وہ جھلی ساتھ نکلتی ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نر و مادہ از شتر و گاؤ و گوسفند و بز ۱۲۔ ف۳ یعنی مشیمہ و رحم و بطن ۱۲

تخویف اخروی ہے۔ ایسے دلائل واضحہ کے باوجود بھی اگر تم کفر پر قائم رہو تو سن لو کہ اللہ تعالےٰ تمہارے ایمان وشکر سے بے نیاز ہے۔ تمہارے کفر سے اس کا کچھ بگڑتا نہیں اور تمہارے ایمان وتشکر سے اس کا کچھ سنورتا نہیں۔ ولا یرضٰی الخ البتہ محض بندوں کی خیرخواہی کے لئے وہ سامانِ ہدایت فراہم فرماتا ہے۔ اور کفر و ناشکر گذاری کو اپنے بندوں کے لئے پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ اس میں بندوں کا سراسر دنیوی اور اخروی نقصان ہے۔ وان تشکروا الخ اور اگر تم اس کا شکر کرو اس کی توحید پر ایمان لاؤ اور پیغمبر علیہ السلام کی ہدایت کے مطابق اعمال صالحہ بجالاؤ تو اس کو تمہارے لئے پسند فرماتا ہے۔ کیونکہ اس میں تمہارا دنیا اور آخرت کا فائدہ ہے (ولا یرضی لعبادہ الکفر) لما فیہ من الضرر علیہم (وان تشکروا یرضہ لکم) لما فیہ من نفعکم (روح ج ۲۳ ص۲۴۴) ۱۲ ولا تزر الخ تمہارے کفر وانکار اور ناشکر گذاری کا نقصان صرف تمہیں ہی ہے اور قیامت کے دن اس کی سزا بھی تم ہی پاؤ گے دنیا میں تمہیں اپنی بد اعمالیوں کا انجام بد سمجھ میں نہیں آتا نہ نظر ہی آتا ہے۔ قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے اس وقت وہ تمہیں تمہارے اعمال سے باخبر کریگا۔ وہ چونکہ دلوں کے بھید بھی جانتا ہے اس لئے اس پر تمہارا کوئی ظاہر یا پوشیدہ عمل مخفی نہیں ۱۳ واذا مس الخ یہ زجر دوم ہے بصورت شکوی۔ الانسان سے انسانِ کافر مراد ہے (مدارک، قرطبی) انسانِ کافر ومشرک کا یہ حال ہے کہ اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اپنے مزعومہ کارسازوں سے ناامید ہو کر پوری توجہ اور یکسوئی قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے پھر جب اللہ تعالےٰ اسے اپنے انعام واحسان سے سرفراز فرما دیتا ہے تو اس منعمِ حقیقی کو بھول جاتا ہے۔ جسے پہلے مصیبت کے وقت پوری تضرع وعاجزی سے پکارتا رہا۔ یا اس مصیبت کو بھول جاتا ہے جس کی خاطر اللہ کو پکارتا رہا۔ اور پھر سے اللہ کے ساتھ عبادت اور پکار میں شرک کرنے لگتا ہے۔ اور اللہ کے انعامات کو معبودانِ باطلہ کا احسان قرار دیتا ہے۔ نسی ما کان یدعوا الیہ ای نسی ربہ الذی کان یتضرع الیہ...... او نسی الضر الذی کان یدعوا اللہ الی کشفہ (مدارک ج۴ ص۴۲) وجعل للہ اندادا ای فی حال العافیۃ یشرک باللہ ویجعل لہ اندادا (ابن کثیر ج۴ ص۴۶) لیضل عن سبیلہ تاکہ لوگوں کو نیا شرک کر اللہ کی راہ (توحید) سے گمراہ کرے کہ اسکو مصیبت سے اسکے خود ساختہ معبودوں نے نجات دی ہے (لیضل) الناس بذلک (عن سبیلہ) عن

عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝٧ وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ
خبر ہے دلوں کی بات کی اور جب آلگے انسان کو کچھ سختی
دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ
پکارے اپنے رب کو رجوع ہو کر اسی کی طرف پھر جب بخشے اس کو نعمت اپنی طرف سے
نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ
بھول جائے اس کو کہ جس کے لئے پکار رہا تھا پہلے سے اور ٹھہرائے اللہ کی
أَندَادًا لِّيُضِلَّ عَن سَبِيلِهِ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ
برابر اوروں کو تاکہ بہکائے اس کی راہ سے تو کہہ برت لے ساتھ اپنے کفر کے تھوڑے دنوں ۱۴
إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ۝٨ أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ
تو ہے دوزخ والوں میں بھلا ایک جو بندگی میں لگا ہوا ہے رات کی
سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ
گھڑیوں میں سجدے کرتا ہوا اور کھڑا ہوا خطرہ رکھتا ہے آخرت کا اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا
مہربانی کی تو کہہ کوئی برابر ہوتے ہیں ۱۶ سمجھ والے اور
يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝٩ قُلْ يَا عِبَادِ
بے سمجھ سوچتے وہی ہیں جن کو عقل ہے تو کہہ اے بندو میرے
الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ
جو یقین لائے ہو ڈرو اپنے رب سے ۱۷ جنہوں نے نیکی کی اس
الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ ۗ إِنَّمَا يُوَفَّى
دنیا میں ان کے لئے ہے بھلائی اور زمین اللہ کی کشادہ ہے ۱۸ صبر کرنے والوں
الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝١٠ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ
ہی کو ملتا ہے ان کا ثواب بے شمار تو کہہ مجھ کو حکم ہے ۱۹

وجل الذی ھو التوحید (روح ج ۲۳ ص۲۴۵) ۱۴ قل تمتع الخ یہ تہدید ہے۔ اچھا تو اگر ان واضح دلائل کے باوجود کفر پر ہی قائم رہنا چاہتے ہو اور اسی میں اپنا فائدہ سمجھتا ہے تو چند دن اس سے فائدہ اٹھالے آخر کار تیرا ٹھکانا جہنم ہے ۱۵ امن ھو الخ یہ پہلی بار مومنین اور مشرکین کی صفات کے درمیان تقابل کا ذکر ہے ایک وہ مومن ہے جو راحت اور آرام کو چھوڑ کر رات کی گھڑیوں میں اٹھ اٹھ کر اللہ کی عبادت کرتا ہے کبھی قیام میں ہاتھ باندھے کھڑا ہے اور کبھی اسکی بارگاہ میں جبین نیاز زمین پر رکھے سجدہ بجا لارہا ہے۔ آخرت کا خوف اس پر طاری رہتا ہے لیکن وہ مایوس نہیں ہوتا بلکہ اللہ کی رحمت کا امیدوار رہتا ہے رحمۃ ربہ کے بعد کمن ھو لیس کذلک مقدر ہے یعنی کیا مذکورہ بالا صفات کا حامل مومن اس کافر کی مانند ہو سکتا ہے جو ان خوبیوں سے عاری ہو۔ قال الشیخ قدس سرہ امن ھو قانت کمن ھو غیر قانت (معالم وخازن ج ۶ ص۶۹) ۱۶ قل ھل الخ یہ پہلی بار تمثیل کیلئے مثال ونظیر کی صورت میں تائید ہے۔ یا عملی تفاوت کے بعد علمی تفاوت کا بیان ہے یعنی مومن وکافر عمل کی طرح علم میں بھی برابر نہیں یا مطلب یہ

فتح الرحمٰن ف در یں آیت تعریض است بہجرتِ حبشہ ۱۲۔

عالم اور ایک جاہل برابر نہیں ہوسکتے۔ اسی طرح مومن و کافر بھی باہم برابر نہیں۔ نفی لاستواء الفریقین باعتبار القوۃ العلمیۃ بعد نفیہ باعتبار القوۃ العملیۃ علی وجہ ابلغ لمزید فضل العلم وقیل تقریر للاول علی سبیل التشبیہ ای کما لا یستوی العالمون والجاہلون لا یستوی القانتون والعاصون (بیضاوی) انما یتذکر الخ ایسے واضح اور مدلل بیانات سے صرف عقل و فکر رکھنے والے ہی نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہیں ۷ قل یعباد الخ یہ ایمان والوں کے لئے دنیوی اور اخروی بشارت ہے۔ میرے مومن بندوں سے کہہ دو کہ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہیں اس کے احکام کی تعمیل اور اس کے منہیات سے احتراز کرتے رہیں۔ جو لوگ پورے

اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۱۱﴾ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ
کہ بندگی کروں اللہ کی خالص کر کر اس کیلئے بندگی اور حکم ہے کہ میں ہوں
اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ
سب سے پہلے فرمانبردار تو کہہ میں ڈرتا ہوں اگر حکم نہ مانوں اپنے رب کا
عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳﴾ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ﴿۱۴﴾
ایک بڑے دن کے عذاب سے تو کہہ میں تو اللہ کو پوجتا ہوں خالص کر کر اپنی بندگی اس کیلئے
فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۭ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ
اب تم پوجو جس کو چاہو اس کے سوائے تو کہہ بڑے ہارنے والے وہ جو
خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ
ہار بیٹھے اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن سنتا ہے یہی ہے
الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۵﴾ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ
صریح ٹوٹا ان کے واسطے اوپر سے بادل ہیں آگ کے
وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۭ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ
اور نیچے سے بادل اس چیز سے ڈراتا ہے اللہ اپنے بندوں کو
يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ
اے بندو میرے تو مجھ سے ڈرو اور جو لوگ بچے شیطانوں سے کہ ان
يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾
کی عبادت کریں اور اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ مستحق خوشخبری سنانے کے ہیں سو آپ میرے ان بندوں
الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ
کو خوشخبری سنا دیجئے جو اس کلام کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر اس کی اچھی اچھی باتوں پر چلتے ہیں۔ یہی ہیں جن کو
الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾
اللہ نے ہدایت کی اور یہی ہیں جو اہل عقل ہیں

اخلاص کے ساتھ ایمان و تقویٰ پر قائم رہیں گے دنیا میں بھی ان پر انعام و اکرام کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ یہ اس صورت میں ہے جبکہ فی ھذہ الدنیا، حسنۃ کے متعلق ہو۔ اور اگر فی الدنیا، احسنوا کے متعلق ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ جو لوگ دنیا میں اعمال صالحہ بجا لائیں گے وہ آخرت میں اس کا اجر و ثواب پائیں گے وارض اللہ واسعۃ یہ ہجرت کی ترغیب ہے اگر غلبۂ کفار کی وجہ سے تم اپنے وطن میں اللہ کے دین پر قائم نہیں رہ سکتے اور نہ کماحقہ اس کی عبادت کرسکتے ہو تو اللہ کی زمین فراخ ہے کسی دوسری جگہ چلے جاؤ۔ جہاں تم اطمینان سے اپنے دین کو قائم کرسکو۔ جو لوگ ہجرت کے مصائب و شدائد پر صبر کرتے اور خندہ پیشانی سے انہیں برداشت کرتے ہیں انہیں آخرت میں بے حساب اجر و ثواب ملے گا۔ انما یوفی الصابرون الذین صبروا علی الھجرۃ ومفارقۃ المحاب والاقتداء بالانبیاء والصالحین اجرھم بغیر حساب (روح جلد ۲۳ ص ۲۴۸) قل یعباد الخ اللہ تعالیٰ کا مقولہ ہے جسے بعینہٖ بندگان خدا تک پہنچانے کا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے یعباد الخ حضور علیہ السلام کا مقولہ نہیں تاکہ اس سے یہ استدلال کیا جاسکے کہ تمام مومنین آپ کے بندے ہیں جیسا کہ اہل بدعت بیان کرتے ہیں۔ ای قل لھم قولی ھذا بعینہ وفیہ تشریف لھم باضافتھم الی ضمیر الجلالۃ (روح جلد ۲۳ ص ۲۴۸) ای قل یا محمد لعبادی المومنین۔ قرطبی ج ۱۵ ص ۲۴۰) ۸ قل انی امرت الخ یہ دلیل وحی ہے مجھے وحی کے ذریعے سے حکم دیا گیا ہے کہ میں خالصۃً اللہ کی عبادت کروں اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کروں اور یہ حکم مجھے اس لئے دیا گیا ہے تاکہ دنیا و آخرت میں میں تمام مسلمانوں پر مقدم و سابق رہوں۔ یا مطلب یہ ہے کہ میں اس امت میں سب سے پہلے اسلام

بشارات اخروی ۱۲

قبول کرنے والا ہوں۔ ای امرت بالاخلاص لاجل ان اکون مقدمھم فی الدنیا والاخرۃ لان قصب السبق انما ھو بالاخلاص اولکونی اول من اسلم من قریش ومن دان بدینھم (مظہری، بیضاوی، روح) ۹ قل انی اخاف الخ تمہارے دل چونکہ خوفِ خدا سے خالی ہیں۔ اس لئے تم کفر و شرک اور دیگر بداعمالیوں کا بے محابا ارتکاب کر رہے لیکن میں تو خدا کے عذاب سے ڈرتا ہوں مجھے تو ڈر ہے کہ اگر میں اخلاص عبادت میں کوتاہی کروں اور تمہاری طرح شرک

موضح قرآن ف۱ چلتے ہیں اس کے نیک پر یعنی حکم پر چلنا کہ اس کو کرتے ہیں منع پر چلنا کہ اس کو نہیں کرتے! اس کا کرنا نیک ہے! اس کا نہ کرنا نیک ہے ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از شرک ۱۲ ف۲ یعنی ہلاک کرد خود را و اہل خانہ خود را بضلال و اضلال ۱۲

کی طرف مائل ہوجاؤں تو مجھے وہ عذاب میں گرفتار کردے۔ اس سے مقصود مشرکین سے تعریض ہے۔ کیونکہ آپ معصوم ہیں اور آپ سے معصیت کا صدور محال ہے وھذا شرط معناہ تعریض بغیرہ بطریق الاولی والاحری (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۸) **۲۰ھ** قل اللہ اعبد الخ یہ دوسری بار دعوے کا ذکر ہے۔ فرمایا دوبارہ اعلان کردو کہ میں تو صرف اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں۔ اور ہمیشہ اسی پر قائم رہوں گا۔ اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کروں گا۔ فاعبدوا الخ یہ امر تہدید اور تخویف اخروی ہے۔ تمہیں اختیار ہے اللہ کے سوا جس کی چاہو عبادت کرتے رہو۔ لیکن ایک بات یاد رکھو۔ قیامت کے دن سخت خسارے اور ناقابل تلافی نقصان میں رہو گے۔ جب جرم شرک

اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۭ اَفَاَنْتَ

بھلا جس پر ٹھیک ہوچکا ۲۳ھ عذاب کا حکم بھلا تو

تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۝۱۹ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ

خلاص کرسکے گا اس کو جو آگ میں پڑچکا لیکن جو ڈرتے ہیں ۲۴ھ اپنے رب سے

لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ

ان کے واسطے ہیں جھروکے ان کے اوپر اور جھروکے چنے ہوئے ان کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ڛ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ۝۲۰

بہتی ہیں ندیاں وعدہ ہوچکا اللہ کا اللہ نہیں خلاف کرتا اپنا وعدہ

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَسَلَكَهٗ

تونے نہیں دیکھا کہ اللہ نے ۲۵ھ اتارا آسمان سے پانی پھر چلایا وہ پانی

يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا

چشموں میں زمین کے پھر نکالتا ہے اس سے کھیتی کئی کئی

اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ

رنگ بدلتے اس پر پھر آئے تیاری پر تو تو دیکھے اس کا رنگ زرد پھر کر ڈالتا ہے اسکو

حُطَامًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝۲۱

چورا چورا بیشک اس میں نصیحت ہے عقلمندوں کے واسطے

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ

بھلا جس کا سینہ ۲۶ھ کھول دیا اللہ نے دین اسلام کے واسطے سو وہ

عَلٰي نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ

روشنی میں ہے اپنے رب کی طرف سے سو خرابی ہے انکو جن کے دل سخت ہیں

مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۲۲ اَللّٰهُ

اللہ کی یاد سے وہ پڑے پھرتے ہیں بھٹکتے صریح اللہ نے

ع ۲/۱۶

کی پاداش میں بلا حساب وکتاب جہنم میں جھونک دیئے جاؤ گے۔ تم لوگ مال و دولت کے نقصان کو نقصان شمار کرتے ہو حالانکہ اصل نقصان یہ نہیں۔ اصل نقصان آخرت کا نقصان ہے اور درحقیقت خسارے میں وہ لوگ رہیں گے جو قیامت کے دن اپنی جانوں کو اور اپنے اتباع واذناب کو تلف اور برباد کریں گے۔ کیونکہ انھوں نے خود بھی شرک وکفر اختیار کیا اور اپنے اتباع ومریدین کو بھی اس روش پر ڈالا اس لئے سب مل کر جہنم میں جائیں گے۔ (خسروا انفسھم و اھلیھم) باختیارھم الکفر لھما فالمراد بالاھل اتباعھم الذین اضلوھم ای اضاعوا انفسھم واضاعوا اھلیھم واتلفوھما (یوم القیٰمۃ) حین یدخلون النار الخ (روح جلد ۲۳ ص ۲۵۱) **۲۱ھ** لھم من الخ یہ عذاب جہنم کی تفصیل ہے جہنم میں جہاں ان کا ٹھکانا ہوگا۔ ان کے نیچے اور اوپر آگ کے بے شمار طبقات ہوں گے جن میں محبوس ومحصور ہوں گے۔ اور جہاں سے وہ کہیں نکل بھاگ نہیں سکیں گے ذلک یخوف اللہ الخ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈرانے کے لئے عذاب جہنم کے یہ ہولناک مناظر بیان فرماتا ہے تاکہ ان سے بچنے کے لئے ایمان اور اعمال صالحہ کی طرف مائل ہوں۔ میرے بندو! میرے عذاب سے میری اطاعت وعبادت سے بچنے کی کوشش کرو **۲۲ھ** والذین الخ یہ ایمان والوں کے لئے بشارت اخروی ہے جو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے الطاغوت سے ہر معبود غیر اللہ مراد ہے قال الراغب: ھو عبارۃ عن کل متعد وکل معبود من دون اللہ تعالیٰ (روح جلد ۲۳ ص ۲۵۲) طاغوت کی مزید تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر حاشیہ (۵۰۴) میں ص ۱۳۶ پر گذر چکی ہے۔ فراجعہ۔ ان یعبدوھا۔ الطاغوت سے بدل الاشتمال ہے وانابوا الی اللہ میں واؤ تفسیریہ ہے یعنی جن لوگوں نے غیر اللہ کی عبادت سے اجتناب کیا اور اللہ کی خالص عبادت میں منہمک ہوگئے ان کے لئے آخرت میں جنت کی بشارت ہے فبشر عباد الخ اس لئے آپ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دیں جو بات کو بغور سنتے اور حق وباطل میں امتیاز کرکے حق بات کو مان لیتے اور اس کی پیروی کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو اللہ نے ہدایت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور حقیقت میں عقلمند لوگ یہی ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں احسن القول سے مسئلہ توحید مراد ہے۔ **۲۳ھ** افمن حق الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ جس شخص کے بارے میں اس کے مسلسل انکار وجحود اور تعنت وعناد کی وجہ سے عذاب جہنم کا فیصلہ ہوچکا ہو کیا تو اسے عذاب سے چھڑا سکتا ہے؟ استفہام انکاری ہے یعنی تو اس کو عذاب سے نہیں چھڑا سکتا **۲۴ھ** لکن الذین الخ یہ بشارت اخروی ہے۔ لیکن جو لوگ دنیا میں اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈر کر اس کی عبادت واطاعت میں سرگرم رہے ان کے لئے جنت میں منزل بر منزل بالاخانے ہوں گے۔ اور نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں فرماتا **۲۵ھ** الم تر ان اللہ الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے پہلی دو نوں دلیلوں سے بطور ترقی ہے ان دونوں میں زمین وآسمان اور خود حضرت انسان کی پیدائش کا ذکر تھا اور اس میں پیدائش کے بعد

انسان کی تربیت اور ضروریات زندگی مہیا کرنے کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مینہ برسا کر پانی کو ندی نالوں اور دریاؤں کی صورت میں زمین پر بہا دیا جس سے زمینیں سیراب ہو کر مختلف الوان و اقسام کے غلے پیدا کرتی ہے۔ سر سبز و شاداب کھیت پکنے پر آتے ہیں تو زرد پڑ جاتے ہیں۔ اور جب بالکل تیار ہو جاتے ہیں تو خشک ہو کر ٹوٹنے لگتے ہیں۔ اصحاب عقل و بصیرت کے لیے اس میں بہت بڑی عبرت ہے۔ وہ اس سے ایک طرف اللہ کی وحدانیت اور اس کی قدرت پر استدلال کرتے ہیں۔ او ر دوسری طرف اس حیات دنیا کی بے ثباتی کا سبق سیکھتے ہیں۔ الذین یتذکرون بھذا فیعتبرون الی ان الدنیا ھکذا تکون خضرۃ نضرۃ حسناء ثم تعود عجوزا شوھاء (ابن کثیر جلد ۴ ص۵۰) ف۲۶ افمن شرح الخ یہ دوسری بار مومن و کافر کے اوصاف میں تقابل کا ذکر ہے۔ دلیل ثالث کے بعد یہ بیان مقصودی ہے۔ ایک وہ مومن ہے جس نے اسلام اور توحید کی حقانیت کے دلائل میں غور و فکر کیا تو اللہ نے قبول اسلام کے لیے اس کا سینہ کھول دیا۔ اور اسلام کی سچائی پر اس کا دل مطمئن ہو گیا اور اللہ کی مہربانی اور اس کی توفیق سے اس کا سینہ نور توحید اور ضیاء اسلام سے روشن اور مستنیر ہو گیا۔ کیا یہ اس سنگدل کافر کی مانند ہو سکتا ہے جس کے دل پر مہر جباریت ثبت ہو چکی ہو اور اسے قبول حق کی استعداد سے محروم کر دیا گیا ہو۔ ؟ ہرگز نہیں۔ یہاں بھی کمن ھو لیس کذالک مقدر ہے قال الشیخ قدس سرہٗ یا کمن لم یشرح صدرہ (معالم ج ۶ ص۶۹) یا کمن طبع اللہ تعالیٰ علی قلبہ فلم یھتد (خازن ج ۶ ص۷۵) یا کمن اقسی اللہ قلبہ (جامع البیان ص۳۹۶) فویل للقاسیۃ الخ جن کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے اور ان کے دل ایسے سخت ہو چکے ہیں کہ ہدایت کو قبول نہیں کر سکتے اور آیات ربانی سن کر اور سخت ہو جاتے ہیں۔ وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔ ہلاکت ہے ان کے لیے جو ایسے واضح اور کھلے دلائل کے باوجود نہیں سمجھتے۔ اذا ذکر اللہ عندھم او اٰیاتہ ازدادت قلوبھم قساوۃ (مدارک ج ۴ ص۴۳) ف۲۷ اللہ نزل الخ یہ تیسری دلیل وحی ہے یہ پہلی دونوں دلیلوں سے علی سبیل الترقی ہے یعنی میں اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کہتا اللہ کے حکم اور اس کی وحی سے کہتا ہوں۔ یہ کتاب جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے وہ ہر کلام سے بہتر اور محاسن کلام میں سب پر فائق اور برتر ہے متشابھا اس کے بعض حصے بعض سے حسن و خوبی میں ملتے جلتے ہیں اور ایک دوسرے کی تائید و تصدیق کرتے ہیں۔ یشبہ بعضہ بعضا فی الحسن والحکمۃ ولیصدق بعضہ بعضا (قرطبی جلد ۱۵ ص۲۴۹) مثانی اس کی بعض آیتوں اور بعض مضامین کو بار بار دہرایا گیا ہے تاکہ اچھی طرح ذہن نشین ہو جائیں۔ قال الضحاک مثانی تردید القول لیفھموا عن ربھم تبارک وتعالیٰ (ابن کثیر ج ۴ ص۵۰)۔ تقشعر منہ الخ قرآن مجید چونکہ وعدہ وعید اور بشارت و تخویف دونوں پر مشتمل ہے اس لیے جن لوگوں کے دلوں میں خدا کا خوف ہے جب وہ تہدید و تخویف اور وعید عذاب پر مشتمل آیتوں کی تلاوت کرتے ہیں تو خوف الٰہی سے کانپ اٹھتے ہیں۔ اور مارے خوف کے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر جب آیات رحمت و مغفرت پر پہنچتے ہیں تو ان کے

نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۖ
اتاری ف۲۷ بہتر بات کتاب آپس میں ملتی دوہرائی ہوئی
تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ۚ
بال کھڑے ہوتے ہیں اس سے ف۱ کھال پر ان لوگوں کے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے
ثُمَّ تَلِیۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَ قُلُوۡبُهُمۡ اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰهِ ؕ
پھر نرم ہوتی ہیں ان کی کھالیں اور ان کے دل اللہ کی یاد پر
ذٰلِکَ هُدَی اللّٰهِ یَهۡدِیۡ بِهٖ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ
یہ ہے راہ دینا اللہ کا اس طرح راہ دیتا ہے جس کو چاہے
وَ مَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ (۲۳) اَفَمَنۡ
اور جس کو راہ بھلائے اللہ اس کو کوئی نہیں سجھانے والا ف بھلا ایک وہ جو
یَّتَّقِیۡ بِوَجۡهِهٖ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ؕ
روکتا ہے ف۲۸ اپنے منہ پر برا عذاب دن قیامت کے ف۲
وَ قِیۡلَ لِلظّٰلِمِیۡنَ ذُوۡقُوۡا مَا کُنۡتُمۡ تَکۡسِبُوۡنَ (۲۴)
اور کہے گا بے انصافوں کو ف۲۹ چکھو جو تم کماتے تھے
کَذَّبَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَاَتٰىهُمُ
جھٹلا چکے ہیں ان سے اگلے پھر پہنچا ان پر
الۡعَذَابُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَشۡعُرُوۡنَ (۲۵) فَاَذَاقَهُمُ
عذاب ایسی جگہ سے کہ ان کو خیال بھی نہ تھا پھر چکھائی ان کو
اللّٰهُ الۡخِزۡیَ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ۚ وَ لَعَذَابُ
اللہ نے رسوائی دنیا کی زندگی میں اور عذاب
الۡاٰخِرَةِ اَکۡبَرُ ۘ لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ (۲۶)
آخرت کا تو بہت ہی بڑا ہے اگر ان کو سمجھ ہوتی

وقف لازم

۲۳ تقابل اوصاف ۔ یعنی ... ۱۲ تخویف اخروی ۱۲ ۔ تخویف دنیوی ۱۲

موضح قرآن ف۱ کتاب آپس میں ملتی یعنی خوبی میں کوئی آیت کم نہیں۔ دوہرائی ہوئی یعنی ایک مدعا کئی کئی طرح تقریر کیا ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی وعدہ با وعید و انذار با بشارت ۱۲ ف۲ یعنی بجز روئے چیزے نباید کہ عذاب را باآں نگاہ دارد مانند اہل نجات باشند ۱۲

بدن نرم ہو جاتے ہیں اور دلوں میں سکون وطمانیت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ ذلك هدى الله الخ ذلک سے کتاب کی طرف اشارہ ہے یہ کتاب اللہ کی ہدایت، اس کی توحید اور اس کے سچے دین کے احکام پر حاوی ہے وہ جسے چاہتا ہے اس ہدایت کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے یعنی ان لوگوں کو جو ضد نہیں کرتے اور نیک نیتی سے طلبِ حق کا جذبہ رکھتے ہیں اور جنہیں وہ گمراہ کر دے یعنی ان کے مسلسل عناد وتعنت کی وجہ سے انہیں قبولِ حق کی توفیق سے محروم کر دے اسے کوئی بھی راہ راست پر نہیں لا سکتا ۲۸ف افمن یتقی الخ یہ تعبیری بار مومن وکافر کے اوصاف میں تقابل کا ذکر ہے۔ انسان ہمیشہ اپنے چہرے کو آفات سے اپنے ہاتھوں کے ذریعے سے بچاتا ہے لیکن کافروں کو جب جہنم میں پھینکا جائے گا۔ ان کے ہاتھ ان کی گردنوں کے ساتھ بندھے ہونگے اس لئے وہ اپنے چہروں کو آگ کے شعلوں سے ہاتھوں کی مدد سے نہیں بچا سکیں گے بلکہ آگ کے شعلوں کو وہ اپنے چہروں پر لینگے۔ والکافر حین یلقی فی النار تکون یداه مغلولتین الی عنقه فلا یستطیع ان یتقی الا بوجهه (مظہری ج ۸ ص ۲۱۰) کیا جہنم کی بھڑکتی آگ کے شعلوں میں گھرا ہوا کافر اس مومن کی مانند ہو سکتا ہے جو عذاب جہنم سے محفوظ و مامون ہو۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں یہاں بھی کمن هو لیس کذالك مقدر ہے۔ یا کمن هو امن من العذاب محذوف ہے (معالم، مظہری) ۲۹ف وقیل للظلمین الخ یہ تخویف اُخروی ہے۔ قیامت کے دن مشرکین سے کہا جائیگا کہ دنیا میں جو مشرکانہ افعال کرتے رہے ہو آج ان کی سزا کا مزہ بھی چکھ لو۔ کذب الذین الخ یہ تخویف دنیوی ہے امم سابقہ کے کفار ومشرکین نے توحید ورسالت اور دیگر امور خدا وندی کی تکذیب کی تو اچانک ہی انہیں عذاب نے آلیا۔ اور ہمیشہ کے لئے ان کا نام ونشان ہی مٹا دیا۔ فاذاقهم الله الخ دنیا میں اللہ تعالٰے نے ان کو ذلت ورسوائی کے عذاب کا مزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب اس سے بھی سخت اور ہولناک ہوگا ۳۰ف ولقد ضربنا الخ یہ آئندہ تمثیل کے لئے تمہید ہے۔ ہم نے قرآن میں ہر نوع کی مثالیں بیان کی ہیں جن کی موقع ومحل کے مطابق ضرورت تھی تاکہ لوگ خوب سمجھ لیں اور نصیحت حاصل کریں۔ جیسا کہ مومن اور مشرک کی ایک مثال آگے آرہی ہے قرانا عربیا الخ یہ هذا سے حال واقع ہے (روح) یہ قرآن خالص عربی میں ہے فصاحت وبلاغت، مضامین کی سنجیدگی، دلائل کی پختگی، واقعات کی صحت اور دیگر ہر پہلو سے وہ کامل ومکمل ہے اس میں کسی قسم کی کمی، کجی اور کوتاہی نہیں، یہ بلند پایہ کتاب اس لئے نازل کی گئی تاکہ لوگ اس کی تعلیمات کو مانیں اور ان پر عمل کریں اور اللہ کی نافرمانی اور معصیت سے بچیں ۳۱ف ضرب الله الخ یہ مومن اور مشرک کی تمثیل ہے ایک وہ غلام ہے جس میں بہت سے آدمی شریک ہیں۔ جو نہایت بد اخلاق، جھگڑالو اور انصاف ناپسند ہیں۔ ان میں سے ہر ایک بوقتِ ضرورت اس کو اپنی خدمت کے لئے بلاتا ہے۔ اب وہ پریشان حیران ہے کہ کس کے حکم کی تعمیل کرے۔ ایک کو خوش رکھتا ہے تو دوسرا ناخوش ہے۔ دوسرے کو راضی کرتا ہے

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ
اور ہم نے بیان کی ۳۰ف لوگوں کے واسطے اس قرآن میں
مِن كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾
سب چیز کی مثل تا کہ وہ دھیان کریں
قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ
قرآن ہے عربی زبان کا جس میں کجی نہیں تا کہ وہ
يَتَّقُونَ ﴿٢٨﴾ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَّجُلًا
بچ کر چلیں اللہ نے بتلائی ۳۱ف ایک مثل ایک مرد ہے
فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا
کہ اس میں شریک ہیں کئی ضدی اور ایک مرد ہے
سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا
پورا ایک شخص کا کیا برابر ہوتی ہیں دونوں مثل
الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٩﴾
سب خوبی اللہ کے لئے ہے ۳۲ف پر وہ بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے
إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم
بے شک تو بھی مرتا ہے ۳۳ف اور وہ بھی
مَّيِّتُونَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ
مرتے ہیں پھر مقرر تم
يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِندَ رَبِّكُمْ ۳
قیامت کے دن اپنے رب کے آگے
تَخْتَصِمُونَ ﴿٣١﴾ ع ۱۰
جھگڑو گے ف ۱۷

موضح قرآن ف ایک غلام جو کئی کا ہو۔ کوئی اس کو اپنا نہ سمجھے تو اس کی پوری خبر نہ لے اور ایک غلام جو سارا ایک کا ہو وہ اس کو اپنا سمجھے اور پوری خبر لے یہ مثال ہے جو ایک رب کے بندے ہیں۔ اور جو کئی رب کے بندے ۱۲ ف۲ کافر منکر ہوں گے کہ ہم کو کسی نے حکم نہیں پہنچایا پھر فرشتوں کی گواہی سے اور آسمان وزمین کی اور ہاتھ پاؤں کی گواہی سے ثابت ہوگا ۱۲

توتیسرانارامن ہے۔ اور ایک وہ غلام ہے جس کا صرف ایک آقا ہے اور وہ پورے اخلاص کے ساتھ اس کی خدمت کرتا اور اس کو خوش رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ خود ہی فیصلہ کرو، یہ دونوں غلام برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا ان کا حال یکساں ہے؟ اگر نہیں تو دونوں میں سے کس کا حال اچھا ہے؟ مشرک کی مثال پہلے غلام کی سی ہے جو بے شمار خداؤں کی عبادت کرتا ہے اور مومن کی مثال دوسرے غلام کی سی ہے جو صرف خدائے واحد کی عبادت کرتا اور حاجات میں صرف اسی کو پکارتا اور صرف اسی کی رضا جوئی کے لئے اسی کے نام کی نذریں منتیں دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ مومن کا حال مشرک سے بدرجہا بہتر ہے وھذا مثل ضربہ اللہ تعالیٰ للکافر الذی یعبد اٰلھۃ شتی والمؤمن الذی یعبد اللہ وحدہ فکان حال المؤمن الذی یعبد الٰھا واحدا احسن واصلح من حال الکافر الذی یعبد اٰلھۃ شتی (خازن ج ۶ ص ۷۴) ۳۲ الحمد للہ یہ دلیل سابق کا ثمرہ ہے۔ جب یہ بات واضح ہوگئی کہ آسمان سے بارش برسا کر لہلہاتے کھیت پیدا کرنا اور مخلوق کو روزی بہم پہنچانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کارسازی بھی اسی کے ساتھ مختص ہیں اور وہی ہر قسم کی عبادت کے لائق ہے۔ بل اکثرھم لا یعلمون۔ ایسے مدلل اور روشن بیانات کے بعد شبہ کی گنجائش تو نہ تھی لیکن پھر بھی اکثر لوگ نادان ہیں ان میں غور و فکر نہیں کرتے۔ ۳۳۔ انک میت الخ یہ شبہ مقدرہ کا جواب ہے۔ شبہ یہ تھا مشرکین کہتے تھے جب تک یہ زندہ ہیں اس وقت تک تو یہ ہمارا اور ہمارے معبودوں کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ ہاں البتہ موت ہی اس سے ہمیں خلاصی دلا سکتی ہے۔ جب یہ مر جائے گا تو قصہ پاک ہو جائے گا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ان کا قول اس طرح نقل کیا گیا ہے۔ ام یقولون شاعر نتربص بہ ریب المنون (طور ع ۲) جواب میں ارشاد فرمایا موت سے کسی کو مفر نہیں۔ اگر وہ آپ کیلئے موت کے منتظر ہیں تو وہ خود کب تک زندہ رہیں گے۔ جس طرح آپ موت سے دوچار ہونے والے ہیں اسی طرح وہ بھی لقمۂ اجل بننے والے ہیں۔ پھر قیامت کے دن تم خدا کے سامنے جھگڑا کروگے۔ مشرکین کہیں گے۔ ما جاءنا من نذیر ہمارے پاس تو کوئی پیغمبر آیا ہی نہیں۔ آپ فرمائیں گے میں نے اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا مگر تم نے نہ مانا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ محق و مبطل کے درمیان آخری فیصلہ فرمائے گا کانوا یتربصون برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم موتہ فاخبران الموت یعمھم فلا معنے للتربص وشماتۃ الفانی بالفانی (مدارک ج ۴ ص ۴۸) انک میت وانھم میتون۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار پر موت کے ورود کو دو مستقل اور مؤکد جملوں میں اس لئے ذکر فرمایا تاکہ مشرکین جو موت سے غافل ہو چکے ہیں خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر موت کے ورود کو کوئی مستبعد نہ سمجھے۔ وتاکید الجملۃ فی (انھم میتون) للاشعار بانھم فی غفلۃ عظیمۃ کانھم ینکرون الموت وتاکید الاولے دفعا للاستبعاد موتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام (روح ج ۲۳ ص ۲۶۳) چنانچہ جب حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا سانحۂ فاجعہ پیش آیا، حضرت عمرؓ نے شدت حزن و غم سے بے اختیار ہو کر آپ کی موت کا انکار کر دیا۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جن آیتوں سے استدلال کر کے حضرت عمرؓ کو آپ کی موت

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ
پھر اس سے زیادہ ظالم کون ۳۴ جس نے جھوٹ بولا اللہ پر اور جھٹلایا سچی بات کو
اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝٣٢ وَالَّذِيْ
جب پہنچی اسکے پاس کیا نہیں دوزخ میں ٹھکانا منکروں کا ف اور جو
جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝٣٣
لیکر آیا ۳۵ سچی بات اور سچ مانا جس نے اسکو وہی لوگ ہیں ڈر والے ف
لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا
ان کے لئے ہے جو وہ چاہیں ۳۶ اپنے رب کے پاس یہ ہے بدلا
الْمُحْسِنِيْنَ ۝٣٤ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ
نیکی والوں کا تاکہ اتار دے اللہ ان پر سے برے کام جو
عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا
انہوں نے کئے تھے اور بدلا میں دے ان کو ثواب بہتر کاموں کا جو وہ
يَعْمَلُوْنَ ۝٣٥ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ
کرتے تھے کیا اللہ بس نہیں ہے اپنے بندہ کو ۳۷ اور تجھ کو ڈراتے
بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝٣٦
ہیں ان سے جو اس کے سوائے ہیں اور جس کو راہ بھلائے اللہ تو کوئی نہیں اس کو راہ دینے والا
وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ
اور جس کو راہ سجھائے اللہ ۳۸ تو کوئی نہیں اس کو بھلانے والا کیا نہیں ہے اللہ زبردست
ذِي انْتِقَامٍ ۝٣٧ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ
بدلہ لینے والا ف اور جو تو ان سے پوچھے ۳۹ کس نے بنائے آسمان اور
الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ
زمین تو کہیں اللہ نے تو کہہ بھلا دیکھو تو جن کو پوجتے ہو

موضح قرآن ف یعنی اگر نبی نے جھوٹ خدا کا نام لیا تو اس سے برا کون۔ اور اگر وہ سچا تھا اور تم نے جھٹلایا تو تم سے برا کون ۱۲ منہ رح ف لایا سچ تو نبی اور مانا سچ یہ مومن ۱۲ منہ رح ف تجھ کو ڈراتے ہیں یعنی توبتوں کو نہیں مانتا وہ تجھ پر غضب ہونگے کچھ تیرا برا کر دینگے۔ سو جس کی مدد پر اللہ ہو اس کا برا کون کر سکے۔ ۱۲ منہ رح

کا یقین دلایا ان میں یہ آیت بھی تھی۔ ھذہ الاٰیۃ من الاٰیات التی استشھد بھا الصدیق رضی اللہ عنہ عند موت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم حتی تحقق الناس موتہ (ابن کثیر ج ۴ ص۵۵) اخبرہ بموتہ وموتھم۔۔۔۔ لئلا یختلفوا فی موتہ کما اختلفت الامم فی غیرہ۔ حتی ان عمر رضی اللہ عنہ لما انکر موتہ احتج ابوبکر رضی اللہ بھذہ الاٰیۃ فامسک (قرطبی ج ۱۵ ص۲۵۴)

دو مستقل جملے استعمال کرنے سے دونوں موتوں کی نوعیت یا کیفیت کے اختلاف کی طرف اشارہ کرنا مقصود نہیں، جیسا کہ بعض کا خیال ہے بلکہ مستقل اور مؤکد جملوں سے درجات میں تفاوت کے باوجود دونوں کا موت میں تساوی ہونا علی وجہ التاکید بیان کرنا مقصود ہے۔ الخامس لیعلم ان اللہ تعالٰی قد سوّی فیہ بین خلقہ مع تفاضلھم فی غیرہ لتکثر فیہ السلوۃ وتقل فیہ الحسرۃ (ایضا) باقی رہی انبیاء علیہم السلام کی دنیا سے رخصت ہونے کے بعد عالمِ برزخ میں زندگی، تو اس پر تمام اہلسنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو عالم برزخ میں نہایت اعلٰی وارفع برزخی حیات حاصل ہے جو بعض اعتبارات سے دنیوی حیات سے بھی اقوٰی ہے۔ حیات انبیاء علیہم السلام کی تحقیق سورۂ آلِ عمران کی تفسیر میں حاشیہ ۲۶۰ ص۱۹۲ پر گذر چکی ہے۔ ۳۴ فمن اظلم الخ یہ زجر ہے مع تخویف اخروی۔ سب سے بڑا ظالم اور بے انصاف وہ شخص ہے جو اللہ تعالٰی کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرے اور حق بات کو جھٹلائے۔ خدا پر جھوٹ باندھنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے لئے شریک اور نائب متصرف ثابت کرے اور الصدق سے قرآن اور وہ تمام شریعت مراد ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے لائے۔ (قرطبی، مدارک، خازن، بیضاوی) الیس فی جھنم الخ اب تم ہی انصاف سے بتاؤ کہ جب اللہ کی توحید اور دینِ اسلام کی صداقت ایسے واضح اور روشن دلائل سے ثابت ہو چکی تو اس کے بعد بھی جو شخص اللہ کے لئے شریک تجویز کرے اور حق وصداقت کا انکار کرے، کیا ایسے ضدی اور معاند منکرین کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہوگا؟ کیوں نہیں! ان کا ٹھکانا جہنم ہی ہوگا۔ ۳۵ والذی جاء الخ یہ منکرین کے مقابلے میں مومنین کا حال اور ان کے لئے بشارتِ اخروی ہے۔ جو شخص پیغامِ حق لیکر آیا۔ صرف لیکر ہی نہیں آیا بلکہ دل وجان سے اسے مانتا بھی ہے تو ایسے لوگ ہی حقیقت میں خدا سے ڈرنے والے اور پرہیزگار ہیں۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور باتباع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں اور الصدق سے پیغامِ حق یعنی پیغامِ توحید مراد ہے۔ الموصول عبارۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما اخرجہ ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ والبیھقی فی الاسماء والصفات عن ابن عباس وفسر الصدق بلا الٰہ الا اللہ۔ والمؤمنون داخلون بدلالۃ السیاق وحکم التبعیۃ الخ (روح ج ۲۴ ص۲) ۳۶ لھم ما یشاءون الخ انہیں اپنے مہربان رب کی طرف سے ہر وہ چیز ملیگی جس کی وہ خواہش کرینگے۔ اخلاص اور للّٰہیت کے ساتھ نیک کام

دُوْنِ اللّٰہِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰہُ بِضُرٍّ ھَلْ ھُنَّ کٰشِفٰتُ ضُرِّہٖۤ

اللہ کے سوائے اگر چاہے اللہ مجھ پر کچھ تکلیف تو وہ ایسے ہیں کہ کھول دیں تکلیف اس کی ڈالی ہوئی

اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَۃٍ ھَلْ ھُنَّ مُمْسِکٰتُ رَحْمَتِہٖ ؕ

یا وہ چاہے مجھ پر مہربانی تو وہ ایسے ہیں کہ روک دیں اس کی مہربانی کو

قُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ ؕ عَلَیْہِ یَتَوَکَّلُ الْمُتَوَکِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ

تو کہہ مجھ کو بس ہے اللہ اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں بھروسہ رکھنے والے تو کہہ

یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾

اے قوم کام کیے جاؤ اپنی جگہ پر میں بھی کام کرتا ہوں اب آگے جان لوگے

مَنْ یَّاْتِیْہِ عَذَابٌ یُّخْزِیْہِ وَیَحِلُّ عَلَیْہِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ﴿۴۰﴾

کس پر آتی ہے آفت کہ اس کو رسوا کرے اور اترتا ہے اس پر عذاب سدا رہنے والا

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اھْتَدٰی

ہم نے اتاری ہے ۳۷ تجھ پر کتاب لوگوں کے واسطے سچے دین کے ساتھ پھر جو کوئی راہ پر آیا

فَلِنَفْسِہٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْھَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَیْھِمْ

سو اپنے بھلے کو اور جو کوئی بہکا سو یہی بات ہے کہ بہکا اپنے برے کو اور تو ان کا

بِوَکِیْلٍ ﴿۴۱﴾ اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَالَّتِیْ لَمْ

ذمہ دار نہیں اللہ کھینچ لیتا ہے ۳۸ جانیں جب وقت ہو ان کے مرنے کا اور جو نہیں

تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا ۚ فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْھَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ

مریں انکو کھینچ لیتا ہے انکی نیند میں پھر رکھ چھوڑتا ہے ۳۹ جن پر مرنا ٹھہرا دیا ہے اور بھیج دیتا ہے

الْاُخْرٰٓی اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ

اوروں کو ایک وعدہ مقرر تک اس بات میں پتے ہیں ان لوگوں کو

یَّتَفَکَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ شُفَعَآءَ ؕ

جو دھیان کریں ۴۰ کیا انہوں نے پکڑے ہیں ۴۱ اللہ کے سوائے کوئی سفارش والے

ع ۴

موضح القرآن ف ۱ وہ دنیا میں یہ آخرت میں ۱۲ منہ رح ف ۲ یعنی نیند میں ہر روز جان کھینچتا ہے پھر بھیجتا ہے یہی نشان ہے آخرت کا معلوم ہوا نیند میں بھی جان کھنچتی ہے جیسے موت میں اگر نیند میں کھنچ کر رہ گئی وہی موت ہے مگر یہ جان وہ ہے جس کو ہوش کہتے ہیں۔ اور ایک جان جس سے دم چلتا ہے۔ اور نبضیں اچھلتی ہیں اور کھانا ہضم ہوتا ہے وہ موت سے پہلے نہیں کھنچتی۔ ۱۲ منہ رح

قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾ قُلْ
توکہہ اگرچہ ان کو اختیار نہ ہو کسی چیز کا اور نہ سمجھ توکہہ

لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
اللہ کے اختیار میں ہے ۴۵ ساری سفارش اسی کا راج ہے آسمان اور زمین میں

ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ
پھر اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے ف اور جب نام لیجئے ۴۶ خالص اللہ کا رک جاتے ہیں

قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ
دل ان کے جو یقین نہیں رکھتے پچھلے گھر کا اور جب نام لیجئے

الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ
اس کے سوا اوروں کا تب وہ لگیں خوشیاں کرنے توکہہ اے اللہ ۴۷

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ
پیدا کرنیوالے آسمانوں کے اور زمین کے جاننے والے چھپے کے اور کھلے کے توہی

تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْ
فیصلہ کرے اپنے بندوں میں جس چیز میں وہ جھگڑ رہے تھے اور اگر

اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ
۴۸ گنہگاروں کے پاس ہو جتنا کچھ کہ زمین میں ہے سارا اور اتنا ہی اور اسکے ساتھ

لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ وَبَدَا لَهُمْ
توسب دے ڈالیں اپنے چھڑوانے میں بری طرح کے عذاب سے دن قیامت کے اور نظر آئے انکو

مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا
اللہ کی طرف سے جو خیال بھی نہ رکھتے تھے اور نظر آئیں ان کو برے کام اپنے جو

كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾ فَاِذَا مَسَّ
کماتے تھے اور الٹ پڑے ان پر وہ چیز جس پر ٹھٹھا کرتے تھے سو جب آلگتی ہے ۴۹

کرنے والوں کی یہی جزا ہے لیکفر اللہ عنھم الخ یہ لھم مایشآءون الخ کی علت ہے یعنی یہ انعام واکرام اس لئے ہے تاکہ ان کے تمام قصور معاف کردے اور ان کے اعمالِ صالحہ کا ان کو بدلہ دے ۳۷ الیس اللہ بکاف عبدہٗ۔ یہ تنبیہ ہے مشرکین کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے معبودوں سے ڈراتے تھے متنبہ اور خبردار فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندۂ خاص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے کافی ہے جو ہر خوف وخطر سے محفوظ رکھے گا۔ ویخوفونك الخ دلائل، ثمرات اور تنبیہ کے بعد مشرکین کے خیالِ خام کا رد فرمایا۔ مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دھمکی دیتے تھے کہ آپ ہمارے معبودوں کی توہین کرتے ہیں۔ آپ اس سے باز آجائیں۔ ورنہ وہ آپ کو تکلیف پہنچائیں گے۔ قالوا: انسب الھتنا؟ لئن لم تکف عن ذکرھا لتخبلنك او تصیبنك بسوء (قرطبی ج ۱۵ ص ۲۵۸) اس کا تفصیلی رد آگے ثمرہ میں آرہا ہے۔ ومن یضلل الخ ان کا یہ خیال سراسر گمراہی پر مبنی ہے۔ بھلا یہ عاجز اور خودساختہ معبود کیا کرسکتے ہیں اور ان کے اختیار میں کیا ہے؟ لیکن ہدایت اور گمراہی اللہ کے اختیار میں ہے۔ دراصل وہ گمراہ ہیں اور گمراہی کی باتیں ہی ان کے مونہوں سے نکلتی ہیں اور یہ لوگ محض ضد وعناد کی وجہ سے حق کا انکار کرتے ہیں اس لئے ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کے دلوں پر مہرِ جباریت لگ چکی ہے۔ ۳۸ ومن یھد الخ اور جن لوگوں کے سینے اللہ ایمان کے لئے کھول دیتا ہے۔ اور نورِ ہدایت ان کے گوشت پوست میں سما جاتا ہے وہ کسی کے بہکانے پھسلانے سے ہرگز گمراہ نہیں ہوسکتے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی مہربانی اور توفیق سے راہِ ہدایت پر قائم اور ثابت قدم رکھتا ہے۔ الیس اللہ الخ کیا اللہ تعالیٰ غالب اور انتقام لینے پر قادر نہیں؟ استفہامِ انکاری ہے یعنی وہ اپنے دشمنوں پر غالب اور ان سے انتقام لینے پر قادر ہے۔ معاندین کو توفیقِ ہدایت سے محروم کردینا بھی انتقام میں داخل ہے۔ ۳۹ ولئن سالتھم الخ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے لیکن علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ اگر آپ مشرکین سے سوال کریں کہ بتاؤ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو یقیناً یہی جواب دیں گے کہ "اللہ نے" قل افرءیتم الخ یہ پہلا جزا ثمرہ ہے۔ یہ گذشتہ دلائلِ توحید کا مفصل ثمرہ و نتیجہ ہے۔ دلائل سابقہ تو تم نے سن ہی لئے اب ذرا سوچ سمجھ کر اور انصاف سے بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے کسی تکلیف میں مبتلا کرنا چاہے تو کیا تمہارے مزعومہ کارساز جن کو تم اللہ کے سوا مصائب میں پکارتے ہو، وہ اللہ کی لائی ہوئی تکلیف کو دور کرسکیں گے؟ یا اگر اللہ مجھ پر رحمت فرمانا چاہے تو کیا وہ اس کی رحمت کو مجھ سے روک سکیں گے؟ ہرگز نہیں۔ حاصل یہ کہ جن خودساختہ کارسازوں سے مجھے ڈراتے ہو وہ بالکل بے بس اور عاجز ہیں اور خدا کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں کرسکتے۔ قل حسبی اللہ الخ اس لئے آپ علان فرمادیں کہ تمام مصائب ومشکلات میں مجھے اللہ کافی ہے اور اگر کسی کو بھروسہ کرنا ہے تو اسی قادر وقیوم پر کرنا چاہیئے نہ کہ اس کی عاجز مخلوق پر ۴۰ قل یٰقوم الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ آپ اپنی قوم کے مشرکین سے فرمادیں، اچھا اگر تم ضد وعناد کی وجہ سے حق کو نہیں مانتے ہو تو تم اپنی ڈگر پر چلتے رہو اور میں بھی اپنی راہ پر گامزن ہوں۔ قیامت کے دن جان لوگے کون سچا ہے اور کون جھوٹا اور رسواکن اور دائمی عذاب کس کے حصے میں آتا ہے اور جنت کی نعمتیں اور آرام وراحت کس کے لئے مقدر ہے ۴۱ انا انزلنا الخ یہ چوتھی دلیل وحی ہے۔ یہ کتاب جو پیغامِ حق یعنی فاعبد اللہ مخلصا له الدین (صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو) پر مشتمل ہے ہم ہی نے آپ پر نازل کی ہے۔ تاکہ آپ سے لوگوں تک پہنچائیں۔ آپ اپنی طرف سے کوئی دعوٰی پیش نہیں کرتے۔ فمن اھتدیٰ الخ

موضح قرآن ف یعنی اللہ کے روبرو سفارش ہے یہاں اللہ کے حکم سے نہ تمہارے کہے سے۔ جب موت آوے کسی کے کہے سے عزرائیل نہیں چھوڑتا ۱۲ منہ رح

جس نے اس کتاب کی ہدایت کو قبول کیا اس نے اپنی جان کو فائدہ پہنچایا اور جس نے گمراہی اختیار کی اس نے اپنا ہی نقصان کیا فمن اختار الھدیٰ فقد نفع نفسہ ومن اختار الضلالۃ فقد ضرھا (مدارک ج ۴ ص ۵۷) آپ انکو راہ راست پر لانے کے ذمہ دار نہیں ہیں آپ نے کما حقہٗ اللہ کا پیغام ان تک پہنچا کر اپنا فرض ادا کر دیا۔

۴۲؎ اللہ یتوفی الخ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے یہ اولہٗ سابقہ سے بطور ترقی ہے۔ پہلے انسان کے ابتدائی حالات کا ذکر تھا یعنی اس کی پیدائش کا اس کے بعد پیدائش سے بعد کے حالات یعنی اس کی پرورش اور روزی رسانی کا ذکر کیا گیا۔ اور یہاں اس کی زندگی کے آخری حالات کا تذکرہ ہے۔ حاصل یہ کہ انسان ہر حال میں اللہ کا محتاج ہے اور اس کے تمام احوال وکوائف اللہ تعالیٰ ہی کے تصرف واختیار میں ہیں۔ توفی یہاں عموم مجاز پر محمول ہے یعنی مطلق قبض خواہ صرف ظاہراً ہو جیسا کہ نیند کی حالت میں ہوتا ہے۔ یا ظاہراً وباطناً ہو جیسا کہ موت کی حالت میں ہوتا ہے۔ (مظہری) یعنی اللہ تعالیٰ موت کے وقت روحوں کو قبض کرتا ہے اس طرح کہ ارواح کا ابدان سے بالکلیہ تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ ظاہراً وباطناً اور جن کی موت کا ابھی وقت نہیں آیا۔ نیند کی حالت میں بظاہر ان کی روحیں بھی قبض کر لیتا ہے یہاں تک کہ اس حالت میں سونے والے سے ارادی حس وحرکت سلب ہو جاتی ہے ای یقبضھا عن الابدان اما بان یقطع تعلقھا عنھا بالکلیہ فلا یمکن لھا التصرف فیھا ظاھرا ولا باطنا وذلک حین موتھا ونزعھا عنھا واما بان یقبضھا ظاھرا لبعض القبض بان یسلب عنھا الحس وحرکتہ الارادیۃ الخ (مظہری ج ۸ ص ۲۱۷)

۴۳؎ فیمسک التی الخ نیند کی حالت میں ہی جس کے لئے موت کا فیصلہ ہو چکا ہو اس کی روح روک لی جاتی ہے۔ اور جس کی موت کا فیصلہ نہ ہو اس کی روح آزاد کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی موت کا معین وقت آجائے۔ اس توفی وارسال میں غور وفکر کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اس کی وحدانیت کے نشانات موجود ہیں۔ جو شخص ضد وعناد سے بالاتر ہو کر اس میں غور وفکر کرے گا اسے یقین ہو جائے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قادر علی الاطلاق اور معبود برحق نہیں۔

۴۴؎ ام اتخذوا الخ یہ زجر سوم ہے اور زجر اول کی تشریح وتفصیل ہے۔ ایسے واضح دلائل اور روشن بیانات کے باوجود پھر بھی مشرکین غیر اللہ کو معبود سمجھ کر خدا کی بارگاہ میں شفیع قاہر مانتے ہیں۔ حالانکہ وہ کسی چیز کا بھی اختیار نہیں رکھتے ان میں نہ قدرت ہے نہ علم وفہم کی صلاحیت ہے۔ پھر معبود اور شفیع غالب کس طرح بن گئے۔ یہ شاید فوت شدہ بزرگوں کے بارے میں ہے یا اس سے وہ اوثان واصنام مراد ہیں۔ جو اللہ کے نیک بندوں کی شکلوں اور ان کے ناموں پر بنائے گئے۔ اور ان کے ساتھ معبود کا سا معاملہ کیا گیا۔ اس آیت میں شفاعت قہری کی نفی ہے۔ یہاں اور ابتدائے سورت میں، سورۂ سبا کا مضمون ذکر کیا گیا ہے اور باقی سورت میں، سورۂ فاطر کا مضمون ذکر کیا گیا ہے یعنی حاجات میں غائبانہ صرف اللہ ہی کو پکارو۔ اس طرح اس سورت میں دونوں مضمون جمع کر دیئے گئے ہیں۔

۴۵؎ قل للہ الخ یہ مشرکین کے زعم باطل کا جواب ہے کہ مشرکین کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے مزعومہ معبودوں کو عند اللہ شفیع غالب مانیں۔ شفاعت تو اللہ کے ساتھ مختص ہے وہ جسے چاہے اور جس کے حق میں چاہے سفارش کرنے کی اجازت دے۔ شفاعت کی اجازت صرف انبیاء علیہم السلام اور صلحائے امت کو ملے گی۔ اور وہ بھی صرف ان لوگوں کے حق میں جنھوں نے اپنی زندگی میں شرک نہیں کیا اور اگر کیا ہے تو مرنے سے پہلے توبہ کر لی ہے۔ لہ ملک السموات الخ ساری کائنات کی حکومت وسلطنت اللہ کے لئے ہے۔ اور وہ اپنی مرضی اور اختیار سے اس میں تصرف کرتا ہے اس لئے اس کی بارگاہ میں کوئی شفیع قاہر نہیں۔ آخرت میں بھی سب اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔ وہاں بھی بلا شرکت غیرے وہی متصرف ومختار ہو گا۔

۴۶؎ واذا ذکر الخ یہ شکویٰ ہے۔ ان کا حال بھی عجیب ہے۔ اگر واقعی حقیقت ان کے سامنے پیش کی جائے یعنی کہا جائے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو تو اس سے ان کے دل متنفر ہوتے ہیں۔ لیکن اگر غیر اللہ کی پرستش اور عبادت کی اجازت دی جائے یا اللہ کے ساتھ ان کے معبودوں کا ذکر ہی کیا جائے تو بہت خوش ہوتے ہیں (واذا ذکر اللہ وحدہ) ای قیل لا الہ الا اللہ (اشمأزت) انقبضت ونفرت (قلوب الذین لا یؤمنون بالاخرۃ واذا ذکر الذین من دونہ) ای الاوثان (اذا ھم یستبشرون) سواء ذکر اللہ معھم او لم یذکر (جامع البیان ص ۳۹۸) ۴۷؎ قل اللھم الخ یہ دوسرا مفصل ثمرہ ہے اللھم موصوف فاطر السموات الخ اس کی صفت۔ مقصود بالنداء آخر میں مقدر ہے۔ مقصود بالمنزل کوئی تخصیص نہیں البتہ بقرینہ حدیث بعض مفسرین نے اھدنی لما اختلف فیہ من الحق مقدر مانا ہے (جلالین خازن) ایسے روشن اور قطعی دلائل کے بعد بھی اگر معاندین نہ مانیں تو آپ اللہ سے یوں دعا مانگا کریں کہ اے اللہ ان صفات مذکورہ والے مجھے اس ہدایت پر قائم رکھ اور قیامت کے دن ہادیوں اور منکرین کے درمیان فیصلہ فرما ۴۸؎ ولو ان الخ یہ تخویف اخروی ہے دنیا میں تو ضد میں آکر توحید کو نہ مانا اور اللہ کے سوا اوروں کو معبود بنایا اور سیدھی راہ بتانے والوں کی ایک نہ سنی آخرت میں ان کا حال یہ ہو گا کہ وہ خواہش کریں گے کہ اگر آج ساری دنیا کی دولت اور اتنی ہی اور دولت ان کے پاس ہو تو وہ فدیہ دے کر قیامت کے عذاب سے بچ جائیں۔ قیامت کے دن اللہ کی طرف سے انہیں ایسی ایسی سزائیں ملیں گی۔ جو انکے وہم وگمان میں بھی نہیں ہونگی۔ اور انکے سارے کرتوت اور جرائم ان کے سامنے ہوں گے اور جس عذاب کا مذاق اڑایا کرتے تھے وہ انہیں گھیر لیگا ۴۹؎ فاذا مس الخ یہ زجر چہارم ہے بطور شکویٰ الانسان سے یا تو جنس انسان کی طرف اشارہ ہے اور جنس بشر کی صفت غالبہ کا بیان مقصود ہے اور یہ صفت مشرکین ہی میں اکثر پائی جاتی ہے یا لام عہد یہ ہے اور اس سے مراد کفار ہیں۔ اخبار عن الجنس بما یغلب فیہ (بیضاوی) وقیل المراد بالانسان الکفرۃ (روح) مشرک انسان چونکہ ایک لا پر صابر وقانع نہیں ہوتا۔ اس لئے ایک عجیب تذبذب میں مبتلا رہتا ہے جب کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے اپنے خیالی کارسازوں سے مایوس ہو کر اسی خدائے وحدہٗ لاشریک کو پکارتا ہے جس کی وحدانیت کے ذکر سے ناک بھوں چڑھاتا تھا۔ فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین (عنکبوت ع ۷) پھر جب اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی سے اس پر انعام واکرام کی بارش فرما کر اس کی تمام تکلیفیں دور کر دیتا ہے تو اللہ کا شکر ادا کرنے کی بجائے اللہ کے احسانات کو اپنے حسن تدبیر اور لطف حیل کا مرہون منت قرار دیتا ہے مثلاً کہتا ہے میں نے فلاں حیلہ کیا۔ فلاں بزرگ کو پکارا۔ فلاں پیر صاحب کی نذر مانی وغیرہ وغیرہ جیسا کہ ہمارے آباؤ اجداد کیا کرتے تھے۔ تائید۔ فرحوا بما عندھم من العلم (حم السجدۃ ع ۹) نیز قالوا انا وجدنا اباءنا علی امۃ وانا علی اثارھم مقتدون (زخرف ع ۲) پہلے زجر بطور شکویٰ میں مذکور تھا کہ جب ہم ان پر انعام کرتے ہیں تو وہ مصیبت کو بھول جاتے ہیں گویا ان پر کبھی مصیبت آئی ہی نہ تھی اب بطور ترقی کہا گیا۔ بلکہ الٹا کہتے ہیں ہم نے فلاں تدبیر اور حیلہ سے کام لیا تھا اسلئے مصیبت دور ہوئی۔ ھذا ما افادہ الشیخ قدس سرہٗ۔

۵۰ بل ھی الخ یہ ان کے خیالِ باطل کا رد ہے۔ یہ نعمت تمہاری تدبیر سے تمہیں نہیں ملی بلکہ اللہ تعالےٰ نے عطا فرمائی ہے۔ اور مصیبت سے بھی تمہیں تمہارے حیلے نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے خلاصی دی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش اور استدراج کے طور پر ہے اس پر تمہیں اس قدر اترانا اور خوش نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے ۵۱ قد قالہا الخ یہ تخویفِ دنیوی ہے۔ یہی بات ان سے پہلے مشرکین نے بھی کہی تھی لیکن جب ہمارے عذاب نے دنیا ہی میں ان کو آلیا تو غیر اللہ کی پکار سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور نہ ان کے خود ساختہ معبودوں نے انہیں اللہ کے عذاب سے بچایا۔ نہ کفر و شرک کام آیا۔ نہ مال و اولاد نے سہارا دیا۔ ای من اموال الدنیا ومن اعمالھم وعقائدھم

الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ
آدمی کو کچھ تکلیف ہم کو پکارنے لگتا ہے پھر جب بخشیں ہم اس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت کہتا ہے یہ تو
اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ بَلْ هِیَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (۴۹)
مجھ کو ملی کہ پہلے سے معلوم تھی کوئی نہیں یہ جانچ ہے ۵۰ پر وہ بہت سے لوگ نہیں سمجھتے ف۱
قَدْ قَالَهَا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
کہہ چکے ہیں یہ بات ۵۱ ان سے اگلے پھر کچھ کام نہ آیا ان کو جو
یَكْسِبُوْنَ (۵۰) فَاَصَابَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِیْنَ ظَلَمُوْا
کماتے تھے پھر پڑ گئیں ان پر ۵۲ برائیاں جو کمائی تھیں اور جو گنہگار ہیں
مِنْ هٰۤؤُلَآءِ سَیُصِیْبُهُمْ سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِیْنَ (۵۱)
ان میں سے ان پر بھی اب پڑتی ہیں برائیاں جو کمائی ہیں اور وہ نہیں تھکانے والے
اَوَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ؕ
اور کیا نہیں جان چکے ۵۳ کہ اللہ پھیلاتا ہے روزی جس کے واسطے چاہے اور ماپ کر دیتا ہے
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (۵۲) قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ
البتہ اس میں پتے ہیں ان لوگوں کے واسطے جو مانتے ہیں ف۲ کہہ دے اے بندو میرے ۵۴ جنہوں نے
اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
کہ زیادتی کی ہے اپنی جان پر آس مت توڑو اللہ کی مہربانی سے بیشک اللہ
یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (۵۳) وَ
بخشتا ہے سب گناہ وہ جو ہے وہی ہے گناہ معاف کرنیوالا مہربان اور
اَنِیْبُوْۤا اِلٰی رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ
رجوع ہو جاؤ اپنے رب کی طرف اور اس کی حکمبرداری کرو پہلے اس سے کہ آئے تم پر
الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ (۵۴) وَاتَّبِعُوْۤا اَحْسَنَ مَاۤ اُنْزِلَ
عذاب پھر کوئی تمہاری مدد کو نہ آئیگا ف۳ اور چلو ۵۵ بہتر بات پر جو اتری

ع ۵ / ۱۱ / ۲
۱ منجمی عقلی دلیل ۱۲
۲ ترغیب الی التوحید ۱۲

(جامع البیان ص ۳۹۹) فما اغنی عنہم الکفر العذاب شیئا (معالم و خازن ج ۶ ص ۷۹) ۵۲ فاصابھم الخ وہ اپنے کئے کی سزا پا کر رہے۔ والذین ظلموا الخ یہ مشرکین قریش کے لئے تخویفِ دنیوی ہے۔ جس طرح اقوامِ گذشتہ کے مشرکین کو دنیا ہی میں اپنے کئے کی سزا مل گئی اسی طرح مشرکینِ قریش بھی دنیا میں اپنے کئے کی سزا پائیں گے۔ اور وہ اللہ کے عذاب کو نہ روک سکیں گے ورنہ اس کے عذاب سے بچ ہی سکیں گے۔ چنانچہ اللہ کا یہ عذاب مشرکینِ قریش پر قتل و قحط کی صورت میں نازل ہوا۔ ای سیصیبھم مثل ما اصاب اولٰئک فقتل صنادیدھم ببدر وحبس عنھم الرزق فقحطوا سبع سنین (مدارک ج ۴ ص ۵۳) ۵۳ اولم یعلموا الخ یہ منجمی عقلی دلیل ہے گذشتہ دلائل سے علٰی سبیل الترقی۔ اس سے قبل انسان کے ابتدائی اور انتہائی احوال کا ذکر تھا۔ یہاں درمیانی حال مذکور ہے۔ یعنی رزق کی تنگی اور فراخی اللہ کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ ایمان والوں کے لئے اس میں اللہ کی قدرتِ کاملہ کے واضح نشانات ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے اور وہی فاعلِ حقیقی ہے۔ لاٰیات دالۃ علٰی ان الحوادث کافۃ من اللہ تعالٰی شانہ والاسباب فی الحقیقۃ ملغاۃ (روح ج ۲۴ ص ۱۳) ۵۴ قل یعبادی الخ یہ ترغیب الی التوحید ہے۔ میرے پیغمبر! میرے ان بندوں سے کہہ دیں جنہوں نے شرک کی وجہ سے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے کہ وہ میری رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ بلکہ شرک سے سچی توبہ کر کے صرف مجھے ہی پکاریں تو میں ان کے سارے گناہ معاف کر دوں گا۔ کیونکہ غفور و رحیم میں ہی ہوں۔ ان اھل مکۃ قالوا یزعم محمد ان من عبد الوثن وقتل النفس بغیر حق لم یغفر لہ فکیف ولم نھاجر وقد عبدنا الاوثان و قتلنا النفس فنزلت (بیضاوی) شانِ نزول اگرچہ خاص ہے لیکن مفہوم کے لحاظ سے آیت کا حکم عام ہے۔ اور اس میں ہر گنہگار کو اللہ کی رحمت و مغفرت کی امید دلائی گئی ہے۔ وانیبوا الی ربکم الخ اور معاصی کو ترک کر کے اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس کے احکام کی پیروی کرو قبل اس کے

موضح قرآن ف۱ آگے سے معلوم تھی یعنی قیاس یہی چاہتا تھا کہ یوں ہو اللہ کی قدرت کا قائل نہ ہو یہ جانچ ہے کہ عقل اس کی دوڑنے لگتی ہے تا اپنی عقل پر بہکے وہی عقل رہتی ہے وہ آفت آپہنچتی ہے۔ ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی عقل دوڑانے میں کوئی کمی نہیں کرتا۔ پھر ایک کو روزی کشادہ ہے ایک کو تنگ۔ جان لو کہ عقل کا کام نہیں ۱۲ منہ رح ف۳ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام غالب کیا جو کافر دشمنی میں لگے یہی سمجھے کہ برحق اس طرف اللہ ہے اور پچھتائے لیکن شرمندگی سے مسلمان نہ ہوتے کہ اب ہماری مسلمانی کیا قبول ہوگی دشمنی کی لڑائی لڑے جانیں ماریں۔ تب اللہ نے یہ فرمایا کہ ایسا گناہ کوئی نہیں جس کی توبہ اللہ تعالےٰ نہ قبول کرے۔ ناامید مت ہو۔ توبہ لاؤ اور رجوع ہو۔ بخشے جاؤگے۔ مگر جب سر پر عذاب آیا۔ موت نظر آنے لگی۔ تب کی توبہ قبول نہیں۔ ۱۲ منہ رح

کہ تمہارے عصیان وطغیان کی پاداش میں تم پر اللہ کا عذاب آجائے پھر اس کے عذاب سے چھڑانے والا بھی کوئی نہیں ہوگا۔ ۵۵ واتبعوا الخ یہ پانچویں دلیل وحی ہے علی سبیل الترقی من الادنیٰ الی الاعلیٰ۔ پہلے فرمایا اعلان کر دو میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا جو کچھ کہتا ہوں اللہ کی وحی سے کہتا ہوں۔ پھر فرمایا یہ کیسی عمدہ اور پرتاثیر کتاب ہے (دلیل وحی سوم) یہاں فرمایا اس احسن و اعلیٰ کتاب کی دل وجان سے پیروی کرو جو تمہارے خالق ومالک کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ قبل اس کے کہ اس کتاب کے احکام کی خلاف ورزی کی وجہ سے اچانک ہی تم پر اللہ کا عذاب آپہنچے اور تمہیں پتہ بھی نہ ہو۔ ان تقول الخ ای لئلا تقول الخ (روح) فی جنب اللہ۔ اللہ کی جانب میں یعنی اس کی اطاعت اور توحید میں۔ یعنی اس احسن و

اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً

تمہاری طرف تمہارے رب سے پہلے اس سے کہ پہنچے تم پر عذاب اچانک

وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا

اور تم کو خبر نہ ہو کہیں کہنے لگے کوئی جی اے افسوس اس بات پر کہ

فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ اَوْ

میں کوتاہی کرتا رہا اللہ کی طرف سے اور میں تو ہنستا ہی رہا یا

تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَوْ

کہنے لگے اگر اللہ مجھ کو راہ دکھاتا تو میں ہوتا ڈرنے والوں میں یا

تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ

کہنے لگے جب دیکھے عذاب کو کسی طرح مجھ کو پھر جانا ملے تو میں ہو جاؤں

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَ

نیکی والوں میں کیوں نہیں پہنچ چکے تھے تیرے پاس میرے حکم ۵۶ پھر تو نے ان کو جھٹلایا اور

اسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۹﴾ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى

غرور کیا اور تو تھا منکروں میں اور قیامت کے دن ۵۷ تو دیکھے

الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ

ان کو جو جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر کہ ان کے منہ ہوں سیاہ کیا نہیں

جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

دوزخ میں ٹھکانا غرور والوں کا اور بچائے گا اللہ ۵۸ ان کو جو ڈرتے رہے

بِمَفَازَتِهِمْ ۫ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ

ان کے بچاؤ کی جگہ نہ لگے ان کو برائی اور نہ وہ غمگین ہوں اللہ

خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۫ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۶۲﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ

بنانے والا ہے ۵۹ ہر چیز کا اور وہ ہر چیز کا ذمہ لیتا ہے اسی کے پاس ہیں کنجیاں

ای لئلا تقول ۱۲

اعلیٰ کتاب کی پیروی کرو تاکہ اس کی مخالفت کی وجہ سے تمہیں حسرت وندامت سے دوچار نہ ہونا پڑے۔ اور قیامت کے دن یہ کہنے کا موقع ہی نہ آئے کہ ہائے افسوس! میں نے اللہ کی اطاعت میں کوتاہی کی اور اللہ کے احکام کا مذاق ہی اڑاتا رہا۔ او تقول الخ اور نہ یہ کہنے کا موقع آئے کہ کاش اگر اللہ مجھے سیدھی راہ دکھاتا تو میں راہ حق کو قبول کر کے اللہ کی نافرمانیوں سے بچتا۔ اور نہ یہ آرزو کرنے کی ضرورت پیش آئے کہ اگر ایک بار پھر مجھے دنیا میں بھیج دیا جائے تو میں دل وجان سے اللہ کی فرمانبرداری کرونگا۔ ۵۶ بلیٰ الخ قیامت کے دن جب نافرمان لوگ مذکورہ بالا حیلے بہانے بنائیں گے تو جواب دیا جائے گا دنیا میں اللہ کی روشن کتاب تمہارے پاس آئی جس نے تم پر ہدایت کی راہ واضح کر دی لیکن تم نے اس کو جھٹلایا اور غرور وتکبر سے اس کا انکار کیا اور ضد وعناد میں آکر حق بات کا اقرار نہ کیا۔ الکافرین ای الساترین للحق عناداً۔ قالہ الشیخ رح۔ ۵۷ ویوم القیمۃ الخ یہ تخویف اخروی ہے

۲۔ تخویف اخروی ۱۲

جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ مثلاً اس کے لئے شریک اور نائب متصرف ثابت کرتے ہیں، قیامت کے دن تم دیکھو گے کہ ان کے چہرے سیاہ ہیں اور جہنم میں ان کا ٹھکانا ہے کیا ایسے متکبر لوگوں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہوگا۔ جو غرور و نخوت کے نشے میں حق کا انکار کرتے ہیں۔ کذبھم علے اللہ تعالیٰ لوصفھم لہ سبحانہ بان لہ شریکا ونحو ذلک تعالیٰ عما یصفون علوا کبیرًا (روح ج ۲۴ ص ۱۹) ۵۸ وینجی الخ یہ ایمان والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ جو لوگ کفر وشرک اور اللہ کی نافرمانی سے اور تمام متکبرانہ اوصاف سے بچتے رہے ان کو اللہ تعالیٰ جہنم سے بچا کر فوز وفلاح سے ہمکنار فرمائے گا اور عذاب یا حزن وغم انہیں چھوئے گا بھی نہیں۔ ۵۹ اللہ خالق

۳۔ بشارت اخرویہ ۱۲

۴۔ ساتویں عقلی دلیل ۱۲

الخ یہ ساتویں عقلی دلیل ہے اور دلائل سابقہ کے لئے بمنزلہ ثمرہ ہے۔ پہلی چار دلیلوں کا حاصل یہ تھا کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ پانچویں دلیل کا حاصل یہ تھا کہ بندوں کی ارواح اللہ کے قبضے میں ہیں اور وہی سب کا محافظ ہے۔ چھٹی دلیل کا خلاصہ یہ تھا کہ روزی رساں بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ روزی کی فراخی اور تنگی اسی کے اختیار میں ہے۔ ساتویں دلیل میں فرمایا کہ ہر چیز کا خالق بھی وہی ہے۔ اور ہر چیز کا محافظ اور نگہبان بھی وہی ہے۔ اور زمین وآسمان کے خزانوں کی کنجیاں بھی اسی کے قبضے میں ہیں۔ اس کائنات میں وہی متصرف ومختار اور قادر علی الاطلاق ہے لا یملك امرها ولا یتمکن من التصرف فیها غیرہ (بیضاوی) مقالید السموٰت خزائن الرحمۃ والرزق والمطر ومقالید الارض النبات (خازن ج ۶ ص ۵۳) یعنی لہ مفاتیح خزائن السموٰت والارض، بیدہ ملکوتها لا یتمکن من التصرف فیها غیرہ (مظهری ج ۸ ص ۲۳۳) ۶۰ والذین کفروا الخ یہ تخویف اخروی ہے جو لوگ اللہ کی آیتوں اور اس کی وحدانیت اور بلا شرکت غیرے کائنات میں متصرف ومختار ہونے کے دلائل کا انکار کرتے ہیں۔ حقیقت میں خسارہ پانے والے یہی لوگ ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ کی رحمت اور ثواب

سے محروم ہو کر ابد الآباد جہنم میں رہینگے۔ والمراد بآیات اللہ دلائل قدرتہ واستبدادہ بامر السمٰوٰت والارض او کلمات توحیدہ وتمجیدہ، وتخصیص الخسار بھم لان غیرھم ذو حظ من الرحمۃ والثواب (بیضاوی ج ۲ صـ۲۶۰) ۶۱ھ قل افغیر الخ یہ تیسری بار ذکر دعویٰ ہے بطور زجر۔ نادانو! کیا اللہ کی وحدانیت کے ایسے براہین قاطعہ اور دلائلِ واضحہ کے بعد اب بھی تمہیں مجھ سے یہ توقع ہے کہ میں تمہارے دین کی طرف مائل ہو جاؤنگا اور تم مجھے غیر اللہ کی عبادت کی دعوت دیتے ہو؟ یہ تمہاری سراسر نادانی ہے۔ اس خیالِ خام سے اپنے ذہنوں کو خالی کر لو۔ وذلک حین دعوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ماھم علیہ من عبادۃ الاوثان وقالوا ھو دین آبائک (قرطبی ج ۱۵ صـ۲۷۶) ۶۲ھ ولقد اوحی الخ یہ چھٹی دلیلِ وحی ہے۔ اور اس کے ضمن میں والی الذین من قبلک سے دلیلِ نقلی کی طرف اشارہ ہے۔ فرمایا: میرے پیغمبر! تیری طرف بھی وحی کی جا رہی ہے اور تم سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی طرف بھی وحی کی جا چکی ہے کہ اگر بفرضِ محال تم نے شرک کا ارتکاب کر لیا تو تمہارے تمام اعمال برباد ہو جائینگے اور تم خسارہ پانے والوں یعنی اللہ کی رحمت و مغفرت سے محرومین میں شامل ہو جاؤگے۔ انبیاء علیہم السلام سے شرک کا صدور محال ہے۔ لیکن یہ کلام فرضِ محال کے طریق پر ہے۔ تاکہ شرک کی قباحت علی الوجہ الاتم ظاہر ہو جائے اور مشرکین اس امید میں نہ رہیں کہ انہیں معافی مل جائے گی وایا ما کان فھو کلام علی سبیل الفرض لتھییج المخاطب المعصوم واقناط الکفرۃ والایذان بغایۃ شناعۃ الاشراک وقبحہ وکونہ بحیث ینھی عنہ من لایکاد یباشرہ فکیف بمن عداہ (روح ج ۲۴ صـ۲۴) جب شرک پر اتنی سخت وعید ہے تو یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں کہ میں تمہاری بات مان لوں۔ ۶۳ھ بل اللہ الخ یہ مشرکین کے مطالبے کا جواب ہے کہ تم کہتے ہو میں غیر اللہ کی عبادت میں تمہارے ساتھ شریک ہو جاؤں لیکن اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان یہ ہے کہ میں صرف اسی کی عبادت کروں اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بناؤں۔ اور اسی کا شکر گذار بندہ بنوں۔ کیونکہ منعم و محسن وہی ہے۔ یعنی لا تعبد ما امروک بل اعبدہ وحدہ۔ فھو رد لما امروہ بہ (جامع البیان صـ۴۰۰) ۶۴ھ وما قدروا اللہ الخ نادانوں نے اللہ کی عظمتِ قدر اور جلالتِ شان کو کما حقہٗ نہیں پہچانا۔ وہ ساری کائنات کا خالق و مالک ہے، ہر جاندار کا رازق اور ہر چیز کا محافظ ہے۔ زمین و آسمان کے خزانے اس کے زیرِ تصرف و اختیار ہیں۔ مگر مشرکین نے اللہ کے سوا اوروں کو معبود بنا رکھا ہے۔ والارض جمیعا الخ

تخویف اخروی ۱۲

تیسری بار ذکر دعویٰ ۱۲

چھٹی دلیل وحی ۱۲

زجر مشرکین کے مطالبہ کا جواب ۱۲

شمود دلائل گزشتہ ۱۲

تخویف اخروی ۱۲

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ

آسمانوں کی اور زمین کی ۶۰ف اور جو منکر ہوئے ۶۱ھ اللہ کی باتوں سے وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾ قُلْ اَفَغَیْرَ اللّٰہِ تَاْمُرُوْٓنِّیْٓ اَعْبُدُ اَیُّھَا

ٹوٹے میں پڑے تو کہہ اب اللہ کے سوائے ۶۱ھ کسی کو بتلاتے ہو کہ پوجوں اے

الْجٰھِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ ۚ

نادانو اور حکم ہو چکا ہے تجھ کو ۶۲ھ اور تجھ سے اگلوں کو

لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۶۵﴾

یہ کہ اگر تو نے شریک مان لیا تو اکارت جائینگے تیرے عمل اور تو ہوگا ٹوٹے میں پڑا

بَلِ اللّٰہَ فَاعْبُدْ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ ﴿۶۶﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ

نہیں بلکہ اللہ کو پوج ۶۳ھ اور رہ حق ماننے والوں میں اور نہیں سمجھے اللہ کو ۶۴ھ

حَقَّ قَدْرِہٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَ

جتنا کچھ وہ ہے اور زمین ساری ایک مٹھی ہے اسکی دن قیامت کے اور

السَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِہٖ ؕ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ﴿۶۷﴾

آسمان لپٹے ہوئے ہوں اسکے داہنے ہاتھ میں وہ پاک ہے ۶۵ھ اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شریک بتلاتے ہیں ف

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ

اور پھونکا جائے صور میں ۶۶ھ پھر بیہوش ہو جائے جو کوئی ہے آسمانوں میں اور زمین میں

اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِیْہِ اُخْرٰی فَاِذَا ھُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾

مگر جس کو اللہ چاہے پھر پھونکی جائے دوسری بار تو فوراً وہ کھڑے ہو جائیں ہر طرف دیکھتے ف

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّھَا وَوُضِعَ الْکِتٰبُ وَجِایْٓءَ

اور چمکے زمین ۶۷ھ اپنے رب کے نور سے اور لا دھریں دفتر اور حاضر آئیں

بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّھَدَآءِ وَقُضِیَ بَیْنَھُمْ بِالْحَقِّ وَھُمْ لَا

پیغمبر اور گواہ اور فیصلہ ہو ان میں انصاف سے اور ان پر

منزل ۶

ع ۶ / ۳

یہ کلام علی سبیل التمثیل ہے۔ اور اللہ کی قدرت و عظمت سے کنایہ ہے۔ اس کی عظمت و جبروت اور قدرت و ملکوت جس طرح دنیا میں ہر چیز پر حاوی ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن بھی سب اس کی عظمت و کبریائی کے سامنے سر افگندہ ہوں گے اور اسی کی قدرت اور اسی کا تصرف ہی وہاں نافذ ہوگا۔ مشرکین کے تمام ارضی و سماوی معبود اسکی عظمت و سلطان کے سامنے عاجز ہوں گے۔ والکلام عند کثیر من الخلف تمثیل لحال عظمتہ تعالیٰ ونفاذ قدرتہ عزوجل ... وفیہ رمز الی ان ما یشرکونہ معہ عزوجل اضیکا زاہر وما(؟)

موضح قرآن ف اللہ کے فرمائے موافق داہنا ہاتھ کہیئے اور بایاں نہ کہیئے ۱۲ منہ رح ف ایک بار نفخ صور ہے عالم کی فنا کا۔ دوسرا زندہ ہونے کا۔ یہ تیسرا ہے بیہوشی کا بعد حشر کے۔ چوتھا خبردار ہونے کا۔ اس کے بعد اللہ کے سامنے ہو جاوینگے۔ ۱۲

فتح الرحمٰن ف یعنی مختار و متصرف اوست۔ ۱۲

مقهور تحت سلطانه جل شانه وعز سلطانه فالقبضة مجاز عن الملك او التصرف واليمين مجاز عن القدرة التامة (روح ج ۲۴ ص ۲۶) **۶۵ ؎** سبحٰنه الخ یہ تمام گذشتہ دلائل کا ثمرہ ہے۔ سورت کی ابتداء میں دو دلیلوں کے بعد ثمرہ ذکر کیا گیا۔ اور پھر یہاں تمام دلائل کے بعد بھی ثمرہ ذکر کیا گیا۔ تاکہ واضح ہو جائے کہ تمام دلائل دعوائے سورت کو صراحت سے ثابت کر رہے ہیں۔ یعنی ان تمام مذکورہ بالا دلائل سے روز روشن کی طرح ظاہر وعیاں ہو گیا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں وہ ہر شریک سے پاک ہے اور ہر قسم کی عبادت صرف اسی کے لئے ہے اور اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں **۶۶ ؎** ونفخ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ آخرت میں بھی

يُظْلَمُونَ ﴿٦٩﴾ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا

ظلم نہ ہو گا ف۱ اور پورا ملے ۶۸ ؎ ہر جی کو جو اس نے کیا اور اس کو خوب خبر ہے جو کچھ

يَفْعَلُونَ ﴿٧٠﴾ وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ

کرتے ہیں ف۲ اور ہانکے جائیں جو ۶۹ ؎ منکر ہیں دوزخ کی طرف گروہ گروہ یہاں تک کہ

إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ

جب پہنچ جائیں اس پر کھولے جائیں اسکے دروازے اور کہنے لگیں ان کو اسکے داروغہ کیا نہ پہنچے تھے تمہارے پاس

رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ

رسول تم ہی میں کے پڑھتے تھے تم پر باتیں تمہارے رب کی اور ڈراتے تھے تم کو

لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ

اس تمہارے دن کی ملاقات سے بولیں کیوں نہیں پر ثابت ہوا حکم عذاب کا

عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٧١﴾ قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ

منکروں پر حکم ہو وے کہ داخل ہو جاؤ دروازوں میں دوزخ کے سدا رہنے کو اس میں

فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٧٢﴾ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ

سو کیا بری جگہ ہے رہنے کی غرور والوں کو اور ہانکے جائیں وہ لوگ ۷۰ ؎ جو ڈرتے تھے اپنے رب سے

إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ

جنت کو گروہ گروہ یہاں تک کہ جب پہنچ جائیں اس پر اور کھولے جائیں اسکے دروازے اور کہنے لگیں

لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَ

ان کو داروغہ اسکے سلام پہنچے تم پر تم لوگ پاکیزہ ہو سو داخل ہو جاؤ اس میں سدا رہنے کو اور

قَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا

وہ بولیں شکر اللہ کا جس نے سچ کیا ہم سے اپنا وعدہ اور وارث کیا ہم کو

الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ

اس زمین کا گھر لیویں بہشت میں سے جہاں چاہیں سو کیا خوب

ع ۷

ز تخویف اخروی ۱۲

بشارت اخروی ۱۲

منصرف ومختار اللہ تعالیٰ ہی ہو گا۔ اور وہ خود ہی تخت بادشاہی پر جلوہ افروز ہو گا۔ اور مشرکین کے خود ساختہ سفارشی وہاں ان کے کام نہیں آئیں گے اور اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفیع قاہر نہیں ہو گا۔ نفخہ سے نفخۂ اولیٰ مراد ہے جس سے تمام جاندار موت کی نیند سو جائیں گے صعق سے مراد موت ہے فنفخة الفزع هي نفخة الصعق والصعق هنا الموت (مجر ج ۷ ص ۴۴۲) الا من شاء الله مستثنیٰ کون ہیں اس بارے میں مختلف اقوال ہیں ایک قول کے مطابق جبرائیل، میکائیل، اسرافیل۔ ملک الموت۔ خازن جنت، زبانیہ وغیرہ یہ ضحاک کا قول ہے حسن بصری فرماتے ہیں۔ مستثنیٰ ذات باری تعالیٰ ہے۔ بعض کے نزدیک وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جو اس نفخہ سے پہلے موت کا جام پی چکے ہوں گے واللہ اعلم (کبیر، بحر، روح) ثم نفخ فيه الخ یہ نفخۂ ثانیہ یا نفخۂ بعث ہے جس کے بعد سب زندہ ہو کر دیکھنے لگیں گے **۶۷ ؎** واشرقت الارض الخ جب اللہ تعالیٰ میدان حشر میں فصل قضاء کے لئے جلوہ افروز ہوں گے اس وقت میدان حشر ان کے انوار وتجلیات سے جگمگا اٹھے گا یا یہ عدل و انصاف سے کنایہ ہے یعنی میدان حشر اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف کے نور سے منور ہو جائے گا۔ وذلك حين يتجلى الرب تبارك وتعالى لفصل القضاء بين خلقه (خازن ومعالم ج ۶ ص ۷۱) بما اقام فيها من العدل استعير له النور لانه يزين البقاع ويظهر الحقوق (ابو السعود ج ۷ ص ۲۸۰) سب کے اعمالنامے عدالت میں پیش کئے جائیں گے اور وہاں عدالت میں انبیاء علیہم السلام کو بھی حاضر کیا جائے گا۔ تاکہ وہ اپنی امتوں کے منکرین کے خلاف گواہی دیں۔ اور شہداء یعنی امت محمدیہ کو بھی حاضر کیا جائیگا تاکہ وہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں گواہی دیں کہ بیشک انہوں نے اللہ کا پیغام اپنی امتوں کو پہنچا دیا۔ وجئ بالنبيين ليشهدوا على اممهم والشهداء ..... امة محمد صلى الله عليه وسلم يشهدون للرسل (مجر ج ۷ ص ۴۴۲) مخلوق میں عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور کسی کی بھی حق تلفی نہ ہو گی **۶۸ ؎** ووفيت الخ ہر شخص کو اس کے اعمال کی پوری پوری جزاء وسزا دی جائے گی لہٰذا کسی شخص کا کوئی عمل نظر انداز نہیں کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے تمام اعمال کا پورا پورا علم ہے **۶۹ ؎** وسيق الخ یہ بھی تخویف اخروی ہے قیامت کے دن فصل قضاء کے بعد کفار ومشرکین کو ٹولیوں کی صورت میں جہنم کی طرف ہانک کر لے جایا جائے گا۔ جب وہ جہنم کے دروازوں پر پہنچیں گے تو ان کے لئے جہنم کے

موضح قرآن ف۱ گواہ ہر وقت کے نیک لوگ احوال بتائیں گے بُروں کی برائی اور بھلوں کی بھلائی جو دیکھتے تھے ۱۲ ف۲ یعنی گواہ آتے ہیں ان کے الزام کو نہیں تو اللہ تعالیٰ پر کیا چھپا ہے ۱۲۔

دروازے کھول دیئے جائیں گے اس وقت جہنم پر مقرر فرشتے ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے اللہ کا پیغام پہنچانے والے نہیں آئے تھے۔ جو تمہیں اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتے اور تمہیں آج کے دن میں اللہ کی بارگاہ میں پیشی سے ڈراتے تھے؟ وہ جواب دیں گے۔ کیوں نہیں؟ آئے تو تھے لیکن بدقسمتی سے ہم کافروں پر اللہ کے عذاب کا فیصلہ نافذ ہوگیا۔ کیوں کہ ہم نے محض ضد و عناد سے حق کا انکار کیا۔ قیل ادخلوا الخ اس وقت ان سے کہا جائے گا اچھا اب جہنم میں داخل ہوجاؤ جو تمہارا ہمیشہ کے لئے ٹھکانا ہے جہنم منکرین کے لئے نہایت ہی برا ٹھکانا ہے **ٮلکہ** وسیق الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ اللہ سے ڈر کر اس کی فرمانبرداری کرنے والوں اور اس کی نافرمانی سے بچنے والوں

أَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ

بدلا ہے محنت کرنے والوں کا **ف** اور تو دیکھے فرشتوں کو **ٮلکہ** گھر رہے ہیں عرش

الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ

کے گرد پاکی بولتے ہیں اپنے رب کی خوبیاں اور فیصلہ ہوتا ہے ان میں انصاف کا

وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾

اور یہی بات کہتے ہیں کہ سب خوبی ہے اللہ کی جو رب ہے سارے جہان کا **ف**

ع ۸ ۵ ۵

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ مومن مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پچاسی آیتیں ہیں اور نو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۲﴾ غَافِرِ

اتارنا کتاب کا اللہ سے ہے جو زبردست ہے خبردار گناہ

الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۗ لَآ

بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا سخت عذاب دینے والا مقدور والا کسی

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۳﴾ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا

کی بندگی نہیں سوائے اس کے اسی کی طرف پھر جانا ہے وہی جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں جو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ﴿۴﴾ كَذَّبَتْ

منکر ہیں سو تجھ کو دھوکہ نہ دے یہ بات کہ وہ چلتے پھرتے ہیں شہروں میں جھٹلا چکے ہیں

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۖ وَهَمَّتْ كُلُّ

ان سے پہلے قوم نوح کی اور کتنے فرقے ان سے پیچھے اور ارادہ کیا ہر

اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا

امت نے اپنے رسول پر کہ اس کو پکڑ لیں اور لانے لگے جھوٹے جھگڑے

کو قیامت کے دن جماعتوں کی شکل میں جنت کی طرف لے جایا جائے گا جب وہ جنت میں دروازوں تک پہنچیں گے تو جنت کے دروازے پہلے ہی سے کھلے ہوں گے۔ جنت کے دربان فرشتے ان کو سلام کریں گے۔ اور خوش آمدید کہیں گے اور ان سے درخواست کریں گے آپ جنت میں تشریف لے چلئے۔ یہ آپ لوگوں کا ہمیشہ کا گھر ہے اور آپ اس میں ہمیشہ رہیں گے **ٮلکہ** وقالو الخ اہل جنت اس وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش کریں گے اور کہیں گے کہ جس طرح دنیا میں تمام صفات کارسازی اللہ کے ساتھ خاص تھیں آخرت میں بھی وہی کارساز اور مفیض برکات ہے اور ہر قسم کے شریکوں سے پاک ہے ہر حمد و ثناء اس ذات پاک کے لئے ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور ہمیں ارض جنت کا وارث بنایا۔ کہ جنت میں ہم جہاں چاہیں رہیں۔ عمل کرنے والوں کا اجر و ثواب کتنا اچھا ہے وعدے سے حشر و نشر اور اجر و ثواب کا وعدہ مراد ہے جو انبیاء علیہم السلام کے ذریعے سے کیا گیا تھا (روح)، اور ارض سے ارض جنت مراد ہے والمراد بالارض ارض الجنۃ (کبیر جلد ۷، ص۲۹۹) **ٮلکہ** وتری الخ اللہ تعالیٰ کی شان عظمت و جبروت کا بیان ہے قیامت کے دن تم دیکھو گے کہ فرشتے عرش کے گرد گھیرا ڈالے کھڑے ہوں گے اور اپنے مالک حقیقی کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس میں مصروف ہوں گے تمام فرشتوں کی زبانوں پر جاری ہوگا کہ اللہ کی ذات گرامی ہر شریک سے پاک اور تمام صفات کمال سے متصف ہے ایسے جاہ و جلال کے باوجود کوئی بازپرس کرنے والا نہیں کسی کی حق تلفی نہیں ہوگی۔ اور ہر فیصلہ عدل و انصاف سے ہوگا۔ وقیل الحمد للہ رب العالمین اس وقت ہر طرف سے مالک کائنات اور رب ہر دو سرا کی حمد و ثنا کا غلغلہ بلند ہوگا۔ فرشتے اور مومنین بول اٹھیں گے ہر حمد و ثنا اس ذات پاک اور رب جہاں کو زیبا ہے جس نے مومنین اور مشرکین کے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ فرمایا پہلی حمد و ثناء انجاز وعدہ پر تھی اور یہ عدل و انصاف پر حمد ھما الاول علی انجاز وعدہ سبحانہ وایراثھم الارض یتبوءون من الجنۃ ماشاؤا، وحمد ھم ھذا علی القضاء بالحق بینھم فلا تکرار (روح ج ۲۴ ص ۳۷) واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

۱ سورت کا ترتیب میں سابقہ سورت سے ربط ۔ عنوانات ۱۲

۲ پہلا عنوان ۔ ۱۲

۳ دوسرا عنوان ۔ ۱۲

۴ اصلاح کا پہلا طریقہ ۱۲

۵ اصلاح کا دوسرا طریقہ ۱۲

موضح قرآن **ف** انکو حکم ہے کہ جہاں چاہیں رہیں لیکن ہر کوئی وہی جگہ چاہے گا جو اسکے واسطے رکھی ہے **ف۲** فرشتوں میں فیصلہ یہ کہ ہر ایک اپنے قاعدے پر ایک تدبیر بولتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک کی بات جاری کرتا ہے وہی ہوتی ہے حکمت کے موافق یہ ماجرا اب بھی ہے اور قیامت میں بھی **ف۳** یعنی آشنائیاں رکھتے ہیں سرداروں سے اس کا اندیشہ نہ کر۔

فتح الرحمن **ف۱** یعنی در اختتام ملاء اعلیٰ ۱۲

سورۂ زمر میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۝ (ع ۱) نفیٔ شرک فی الدعاء
۲۔ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا ——— تا ——— فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ۔ (ع ۱) نفیٔ شفاعتِ قہری۔
۳۔ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ ——— تا ——— اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (ع ۱) نفیٔ شرک فی الدعاء
۴۔ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ۔ (ع ۲) نفیٔ شرک فی الدعاء
۵۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا ——— تا ——— بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (ع ۳) تمثیل مشرک و موحد
۶۔ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ ——— تا ——— يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ۔ (ع ۴) نفیٔ شرک فی التصرف
۷۔ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ——— تا ——— ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ (ع ۵) نفیٔ شفاعتِ قہری۔
۸۔ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ ——— تا ——— فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ۔ (ع ۵) نفیٔ شرک فی العلم
۹۔ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ۔ (ع ۷) نفیٔ شرک فی العبادۃ۔

(آج بتاریخ ۲۲ رجب ۱۳۸۹ھ مطابق ۵ اکتوبر ۱۹۶۹ء بروز اتوار بوقت ½ ۱۰ بجے دن سورۂ زمر کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ دائماً ابداً وعلیٰ آلہ وصحبہ وسائر عبادہ الصالحین لیلاً ونہاراً)

لہ سورۃ مؤمن

ربط سورۃ مؤمن کا سورۃ زمر کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۃ زمر میں دو زمروں (گروہوں) کا ذکر کیا گیا ہے فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر ایک جنتی گروہ اور دوسرا دوزخی اور سورۃ مؤمن میں، مؤمن آل فرعون کی زبان سے وہ مسئلہ ذکر کیا گیا ہے یعنی مسئلہ توحید جسے ماننے والا گروہ جنتی ہے اور نہ ماننے والا دوزخی۔

اور اس سورت کا ماقبل سے معنوی ربط یہ ہے کہ سورۃ زمر کا مرکزی دعوےٰ ہے فاعبد اللہ مخلصا له الدین (ع ۱) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔ اور سورۃ مؤمن، حٰمٓ سجدہ اور شوریٰ میں جزو اعلیٰ اور مغز عبادت یعنی دعاء اور پکار کا مسئلہ مفصل و مدلل بیان کیا گیا ہے۔ نیز سورۃ زمر میں نفی شفاعت قہری کا بیان بھی ہے ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء (ع ۵) جسے مؤمن، سجدہ اور شوریٰ کے بعد زخرف میں بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ سورت کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ از ابتدائے سورت تا الحمد للہ رب العٰلمین ٥ (ع ۷) اور دوسرا حصہ از قل انی نهیت ان اعبد الذین تدعون من دون اللہ (ع ۷) تا آخر سورت۔ پہلا حصہ:۔ چار عنوانوں پر مشتمل تمہید، اس کے بعد ترغیب، دعوائے سورت کا تین بار ذکر، اثبات دعویٰ کیلئے ایک دلیل وحی، ایک دلیل نقلی اور دو عقلی دلیلیں۔ ہر عقلی دلیل کے بعد ایک ایک ثمرہ، تخویف دنیوی کا مفصل نمونہ اور دو بار تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسرا حصہ: پہلے حصے کے مضامین کا اعادہ۔

تفصیلی خلاصہ

حٰمٓ ــ تا ــ فالحکم للہ العلی الکبیر۔ تمہید ہے جو چار عنوانوں پر مشتمل ہے۔ عنوان اول تنزیل الکتٰب ــ تا ــ الیه المصیر ٥ یہ حکمنامہ اس شہنشاہ کی طرف سے ہے جو سب پر غالب اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ مہربان ایسا کہ ہر توبہ کرنے والے کو معاف دیدے اور زبردست ایسا کہ سرکشوں کو سخت عذاب میں گرفتار کرے۔ عنوان دوم:۔ ما یجادل ــ تا ــ انهم اصحٰب النار ٥ اس ظاہر و باہر حکمنامے کا انکار صرف معاندین ہی کریں گے اور اقوام گذشتہ کی طرح اس جدال و انکار کی سزا دنیا ہی میں پائینگے عنوان سوم۔ الذین یحملون ــ تا ــ و ذٰلک هو الفوز العظیم ٥ جو لوگ اس حکمنامے کو مان لیں گے، ان کو یہ شرف حاصل ہوگا کہ عرش الٰہی کو اٹھانے والے اور عرش کے گرد تسبیح و تقدیس کرنیوالے فرشتے ان کیلئے اللہ سے دعائیں کرتے رہیں گے۔ عنوان چہارم ان الذین کفروا ــ تا ــ العلی الکبیر ٥ (ع ۲) جو لوگ اس حکمنامے کو نہیں مانیں گے وہ آخرت میں غضب خداوندی کا مورد بنیں گے۔ هو الذی یریکم اٰیٰته (الآیۃ) یہ حکم نامہ ماننے کی ترغیب ہے۔

ذکر دعویٰ

سورت کا مرکزی دعویٰ تین بار ذکر کیا گیا ہے۔ پہلی بار فادعوا اللہ مخلصین له الدین ولو کرہ الکٰفرون ٥ (ع ۲) مصائب و حاجات میں غائبانہ صرف اللہ ہی کو پکارو اگرچہ مشرکین کو یہ بات ناگوار گذرے اور وہ غیظ و غضب سے جل جائیں۔ رفیع الدرجٰت ــ تا ــ سریع الحساب ٥ دعویٰ کی اہمیت کا ذکر ہے۔ یہ حکمنامہ کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ یہ بلند شان والے عرش عظیم کے مالک کی طرف سے ہے جو ہمیشہ سے اپنے پیغمبروں پر اپنا حکمنامہ نازل فرماتا رہا ہے۔ و انذرهم یوم الاٰزفۃ الخ تخویف اخروی ہے۔ واللہ یقضی بالحق (الآیۃ) متعلق بدعویٰ ہے۔ واللہ یقضی بالحق یہ امر اول ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے ہر ارادے کے مطابق فیصلہ کر لیتا ہے والذین یدعون من دونه الخ یہ امر دوم ہے یعنی معبودان باطلہ ایسا نہیں کر سکتے۔ ان اللہ هو السمیع البصیر ٥ یہ ماقبل کی دونوں باتوں کی دلیل ہے۔

ذکر دعویٰ دوسری بار:۔ و قال ربکم ادعونی استجب لکم۔ الآیۃ (ع ۶) اپنے مالک اور پروردگار کا حکم ہے کہ حاجات میں غائبانہ صرف مجھ ہی کو پکارو، جو لوگ صرف مجھے ہی پکارنے کے پابند نہیں، بلکہ میرے سوا اوروں کو بھی پکارتے ہیں، میں انھیں ذلیل و رسوا کر کے جہنم میں داخل کرونگا۔

ذکر دعویٰ تیسری بار:۔ هو الحی لا الٰه الا هو فادعوہ مخلصین له الدین۔ الآیۃ (ع ۷) اللہ تعالیٰ ہی زندۂ جاوید ہے، اس پر کبھی موت نہیں آئیگی، اس لئے مصائب و آفات اور حاجات و مشکلات میں خالصۃً اسی کو پکارو، تمام صفات الوہیت اسی کی ذات پاک کے ساتھ مختص ہیں۔

دلیل وحی

تنزیل الکتٰب من اللہ العزیز العلیم ٥ (ع ۱) یہ حکمنامہ جو دعوائے توحید پر مشتمل ہے کسی انسان کا ساختہ پرداختہ نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے ہے جو سب پر غالب اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

دلیل نقلی

ولقد اٰتینا موسی الهدٰی۔ الآیتین (ع ۶) موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے جو کتاب دی تھی، جو بنی اسرائیل کیلئے ضابطۂ ہدایت تھی، اس میں بھی ہم نے حکم دیا تھا کہ میرے سوا کوئی کارساز نہیں، اس لئے مصائب و حاجات میں صرف مجھے ہی پکارو۔ دلیل نقلی کے بعد فاصبر ان وعد اللہ حق (الآیۃ) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے اور اس سے پہلے انا لننصر رسلنا الخ میں بھی تسلیہ ہے۔ ان الذین یجادلون (الآیۃ) زجر برائے معاندین۔ لخلق السمٰوٰت والارض (الآیۃ) ثبوت قیامت پر دلیل اِنّی۔ وما یستوی

الدعی والبصیر (الآیۃ) ثبوت قیامت پر دلیل لمی۔ ان الساعۃ لآتیۃ (الآیۃ) دعوائے قیام قیامت

پہلی عقلی دلیل

اللہ الذی جعل لکم الیل (الآیۃ ع ۷) رات اور دن ایسی نعمتیں اور ان کے علاوہ دیگر انعامات سب اللہ کی طرف سے ہیں۔ ذلکم اللہ ربکم الخ یہ ثمرہ دلیل ہے۔ وہی منعم و محسن اللہ تم سب کا مالک و خالق ہے اس کے سوا کوئی کارساز نہیں، اس لئے حاجات میں، مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو کذلک یؤفک الخ یہ زجر ہے۔

دوسری عقلی دلیل

اللہ الذی جعل لکم الارض الخ (ع ۷) اللہ نے تمہاری خاطر زمین و آسمان کو پیدا فرمایا، تمہیں خوبصورت شکلیں عطا کیں اور تمہارے لئے حلال اور پاکیزہ روزی کا انتظام فرمایا۔ ذلکم اللہ ربکم (الآیۃ) یہ دوسری عقلی دلیل کا ثمرہ ہے۔ مذکورہ بالا صفتوں والا اللہ ہی تمہارا رب اور کارساز ہے اور وہی سب کا پروردگار ہے اس لئے غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔

تخویف دنیوی

اولم یسیروا فی الارض ـــ تا ـــ انہ قوی شدید العقاب ٥ (ع ۳) یہ مشرکین مکہ زمین میں چل پھر کر ان سرکش قوموں کا انجام نہیں دیکھتے جو ان سے قوت اور کارناموں میں بہت زیادہ تھے، جب ہم نے گناہوں کی پاداش میں ان کو پکڑا تو ان کے وہ معبود انھیں ہمارے عذاب سے نہ چھڑا سکے جنہیں وہ دنیا میں کارساز سمجھ کر پکارا کرتے تھے۔

اس کے بعد ولقد ارسلنا موسیٰ بآیتنا (ع ۴) ـــ تا ـــ وحاق بآل فرعون سوء العذاب (ع ۵) تخویف دنیوی کا ایک مفصل نمونہ ذکر کیا گیا ہے۔ النار یعرضون علیھا ـــ تا ـــ وما دعآء الکفرین الا فی ضلل ٥ (ع ۵) یہ تخویف اخروی ہے۔ انا لننصر رسلنا۔ الآیۃ (ع ۶) یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پہلی بار تسلی کا ذکر ہے۔ اس کے بعد فاصبر ان وعد اللہ حق (الآیۃ) میں دوبارہ تسلی ہے۔

دوسرا حصّہ

دوسرے حصے میں پہلے حصے کے مضامین کا اعادہ ہے۔

۱] اعادہ دلیل وحی

قل انی نھیت ان اعبد الذین تدعون من دون اللہ۔ الآیۃ (ع ۷) غیر اللہ کی دعا اور عبادت کو میں نے از خود شرک نہیں کہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے سے مجھے منع کر دیا ہے کہ میں معبودان باطلہ کو پکاروں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا فرمانبردار بندہ ہو کر رہوں جو ساری کائنات کا مالک اور کارساز ہے۔

اعادہ پہلی نقلی دلیل

الذین کذبوا بالکتب وبما ارسلنا بہ رسلنا (ع ۸) یہ دلیل نقلی اجمالی کی طرف اشارہ ہے۔ اور ما ارسلنا بہ سے مسئلہ توحید مراد ہے۔

دوسری نقلی دلیل

ولقد ارسلنا رسلا من قبلک۔ الآیۃ (ع ۸) یہ بھی دلیل نقلی اجمالی کی طرف اشارہ ہے۔

اعادہ دلیل عقلی اول

ھو الذی خلقکم ـــ تا ـــ کن فیکون ٥ (ع ۷) اللہ تعالیٰ ہی نے تمام انسانوں کو پیدا کیا۔ رحم مادر میں تخلیق کے تمام مدارج سے گذار کر احسن تقویم میں پیدا کیا اور دنیا کی زندگی میں تمام ضروریات مہیا کیں۔ زندگی اور موت اسی کے قبضہ میں ہے۔ اسلئے وہی کارساز اور حاجت روا ہے، حاجات میں غائبانہ اسی کو پکارنا چاہیئے۔

دلیل عقلی دوم

اللہ الذی جعل لکم الانعام ـــ تا ـــ فای آیت اللہ تنکرون ٥ (ع ۹) اللہ تعالیٰ نے انسانوں کیلئے چوپائے پیدا فرمائے جن میں سے کچھ تو سواری اور بار برداری کے کام آتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کا گوشت کھایا اور دودھ پیا جاتا ہے جس محسن حقیقی نے یہ سب نعمتیں عطا فرمائیں وہی مالک و معبود اور متصرف و کارساز ہے، مصائب و حاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہیئے۔

۲] اعادہ تخویف دنیوی

افلم یسیروا فی الارض فینظروا ـــ تا ـــ وخسر ھنالک الکفرون ٥ (ع ۹) مشرکین مکہ نے ان سرکش قوموں کا انجام نہیں دیکھا جو ان سے زیادہ طاقتور اور زیادہ دولتمند تھے۔ انہوں نے ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو دنیا ہی میں پکڑ لیا۔ سرکش لوگوں کے لئے ہمارا یہی دستور ہے۔

۲ حٰمٓ ٥ سورۃ مؤمن حوامیم سبعہ میں سے پہلی ہے۔ عبد اللہ بن عباس رضہ سے منقول ہے کہ حٰمٓ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔ قال ابن عباس حٰمٓ اسم اللہ الاعظم (قرطبی، مدارک، معالم، خازن) حضرت ابن عباس ہی سے منقول ہے کہ ہر چیز کا مغز اور خلاصہ ہوتا ہے اور قرآن مجید کا خلاصہ حوامیم ہیں۔ یعنی مصائب و حاجات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو ان لکل شیئ لبابا وان لباب القرآن الحوامیم (روح ج ۲۴ ص ۳۹، خازن ومعالم ج ۶ ص ۸۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے الدعاء مخ العبادۃ مصائب و حاجات میں پکارنا ہی عبادت کا مغز اور لب لباب ہے اور حوامیم میں چونکہ اسی مغز عبادت کا بیان ہے۔ اس لئے حضرت ابن عباس رضہ نے حوامیم کو سارے قرآن کا لب لباب فرمایا اور اسی لئے حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حوامیم قرآن مجید کا اعلیٰ ترین حصہ ہیں الحوامیم دیباج القرآن (روح ج ۲۴ ص ۳۹، قرطبی ج ۱۵ ص ۲۸۸) یہ الفاظ مرفوعاً بھی مروی ہیں۔ (بحر ج ۷ ص ۴۴۷ قرطبی)

۳ تنزیل الکتب الخ یہاں سے لیکر فالحکم للہ العلی الکبیر ٥ (ع ۲) تک تمہید ہے جو چار عنوانات پر مشتمل ہے۔ عنوان اوّل تنزیل الکتب ـــ تا ـــ الیہ المصیر اور یہ دلیل وحی بھی ہے۔ یہ حکمنامہ بڑے شہنشاہ کی طرف سے ہے جو سب پر غالب اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ جو اس کے حکمنامے کو مان لیں اور اسکی طرف رجوع و انابت کریں ان کے گناہ معاف فرماتا اور ان کے رجوع کو قبول کرتا ہے، لیکن یہ بھی خیال رہے کہ سرکشوں اور نہ ماننے والوں کے لئے اس کا عذاب بھی بہت سخت ہے اور وہ صاحب دسترس ہے

جب چاہے مجرموں کو پکڑلے کوئی اس کی دسترس سے باہر نہیں اور توبہ قبول کرنے اور گناہ معاف کرنے کی بھی دسترس اور قدرت اسی کو حاصل ہے اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں جس کی پناہ خدا کی گرفت سے بچا سکے، سب اسی کے پاس حاضر ہوں گے، کوئی اس سے بھاگ نہیں سکتا۔ یہ عظیم الشان حکمنامہ ایسے عالی مرتبت شہنشاہ کا ہے، اسے مانو اور اس سے سرتابی مت کرو، غافر الذنب وقابل التوب دونوں لفظ جلالت کی صفتیں ہیں ان کو واؤ کے ذریعے سے اس لئے ملا دیا کہ دونوں کا مجموعہ حقیقت میں ایک ہی صفت ہے قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ لا الٰہ الا ھو اور الیہ المصیر یہ دونوں جملے یا تو مستانفہ ھیں یا لفظ جلالت سے حال واقع ہیں یا اسکی صفتیں ہیں۔ لیکن ان کے صفت ہونے کی صورت میں اعتراض وارد ہوتا ہے کہ لفظ جلالت اعرف المعارف ہے اور جملہ، معرفہ کی صفت نہیں بن سکتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب مضمون جملہ اس معرفہ میں منحصر ہو تو جملہ اس کی صفت بن سکتا ہے اور یہاں ایسا ہی ہے لہٰذا اعتراض ساقط ہے۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ۔

۵۴ مایجادل الخ یہ عنوان دوم ہے۔ ایٰت اللہ میں وضع الظاہر موضع المضمر ایضاح اور حکمنامے کی عظمت شان ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ اصل میں فیہ کہنا تھا۔ الذین کفروا ای ستروا الحق عنادا (مدارک فی موضع آخر) یعنی یہ حکمنامہ بہت بڑے بادشاہ کی طرف سے ہے اور سراپا حق اور ظاہر و باہر ہے، اب اس میں صرف معاند ہی جدال جھگڑا کریگا۔ دوسرے لوگ جو ضدی نہیں مان لیں گے۔ اس کے بعد منکرین دعویٰ کی اصلاح کے تین طریقے مذکور ہیں۔

۵۵ فلا یغررك الخ اصلاح کا پہلا طریقہ۔ تقلب مصدر تقلیل و تحقیر کے لئے ہے۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے انما ھذہ الحیٰوۃ الدنیا متاع وان الاخرۃ ھی دار القرار (ع ۵) متاع۔ محض نفع گرفتن۔ اور سورۂ حدید (ع ۳) میں اس مضمون کو یوں بیان فرمایا اعلموا انما الحیٰوۃ الدنیا لعب ولھو وزینۃ وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد ط دنیا محض تفاخر اور تکاثر فی الاموال والاولاد ہے۔ یعنی آخرت کے مقابلہ میں قلیل و حقیر ہے۔ اور سورۂ آل عمران (ع ۲۰) میں تقلیل و تحقیر دنیا کی اس طرح صراحت فرمائی لا یغرنك تقلب الذین کفروا فی البلاد ہ متاع قلیل قف ثم ماوٰھم جھنم ط وبئس المھاد ہ حاصل یہ ہوا کہ حکمنامہ خداوندی میں جدال کرنے والوں اور اسے نہ ماننے والوں کی پُرعیش زندگی، بڑے بڑے شہروں میں ان کے وسیع تجارتی کاروبار اور ان کے یہاں دولت کی ریل پیل آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے، یہ تو محض دنیا میں چند روزہ نفع ہے، ان کی عاقبت تباہی اور دائمی عذاب ہے۔ لا یغرنك ما ھم فیہ من الخیر والسعۃ فی الرزق فانہ متاع قلیل فی الدنیا (قرطبی ج ۱۵ ص ۲۹۲)

۵۶ کذبت الخ یہ اصلاح منکرین کا دوسرا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جدال کی وجہ سے ہمیشہ معاندین کو دنیا ہی میں عذاب دیتا رہا ہے مثلاً قوم نوح اور اس کے بعد دوسری قومیں جنہوں نے حق کو جھٹلایا۔ لیکن صرف تکذیب (جھٹلانا) اگرچہ غضب الٰہی کا موجب ہے، لیکن دنیوی عذاب کا موجب نہیں بن سکتی تھی۔ ان قوموں نے دو اور بڑے جرموں کا ارتکاب کیا جسکی وجہ سے وہ دنیا ہی میں مورد عذاب ٹھہرے۔ اول ہر امت کے معاندین نے پیغام حق لانے والے رسول کی ایذا رسانی بلکہ اس کے قتل تک کی کوشش کی دوم انھوں نے باطل کے ذریعے سے حق کو گرانے اور اس کو مغلوب کرنے کی کوشش کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے دنیا ہی میں انکو پکڑ لیا اور ایسا عذاب بھیجا کہ ان کا نام و نشان ہی مٹ گیا کہو، ہمارا عذاب کیسا رہا۔ تم ان تباہ شدہ بستیوں کے پاس سے گذرتے ہو اور عذاب الٰہی کے آثار آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ کسی اللہ کے ولی کا قول ہے۔

چیست خدایا، ہرکرا بیندازی بما اندازی؟

خدایا کیا وجہ ہے کہ جس کو تو گرانے کا ارادہ کرتا ہے، تو ہمارے ساتھ اس کا مقابلہ کرا دیتا ہے۔ یعنی وہ ہمیں مارنے پر آمادہ ہو جاتا ہے تو تُو اس کو عذاب میں مبتلا فرما دیتا ہے۔ مولوی معنوی نے کہا ہے ؎

ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد

تا دلِ صاحبدلے نامد بدرد

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا (بنی اسرائیل ع ۲) دوسری جگہ فرمایا جزآءً لمن کان کفر۔ (القمر رکوع ۱)

۵۷ بالباطل۔ شبہات واہیہ جو ان کے مشرک رہنماؤں نے وضع کر رکھے تھے جن سے وہ شرک کی تائید کرتے تھے۔ قال یحیی بن سلام: جادلوا الانبیاء بالشرك لیبطلوا بہ الایمان (قرطبی ج ۱۵ ص ۲۹۳) جادلوا رسلھم بالباطل ای بایراد الشبہات لیدحضوا بہ الحق ای ان یزیلوا بسبب ایراد تلك الشبہات الحق والصدق (کبیر ج ، ص ۲۹۴)

۵۸ وکذلك الخ یہ تیسرا طریق اصلاح ہے۔ کذلك میں کاف بمعنی لام تعلیلیہ ہے ای لذلك یعنی اسی جدال کی وجہ سے تیرے رب کی بات ان معاندین پر ثابت ہو چکی ہے کہ وہ جہنمی ہیں۔ انھم اصحٰب النار کلمۃ سے بدل ہے۔ وجوز ان یکون فی محل رفع علی انہ بدل من (کلمۃ ربك) بدل کل من کل۔ (روح ج ۲۴ ص ۴۴)

۵۹ الذین یحملون الخ یہ تیسرا عنوان ہے۔ جو لوگ اس حکمنامے کو مان لیں گے، حاملان عرش الٰہی ان کے لئے ان کے آباء و اجداد اور انکی آل اولاد کیلئے یوں دعائیں کرینگے یعنی جو لوگ اس حکمنامے کو مانتے جائینگے وہ فرشتوں کی دعاؤں میں شامل ہوتے جائینگے، یہ مراد نہیں کہ وہ دعاؤں میں ان آدمیوں کا نام لیتے ہیں، کیونکہ وہ عالم الغیب نہیں ہیں۔ الذین یحملون العرش اس سے وہ فرشتے مراد ہیں جو حاملان عرش الٰہی ہیں۔ حاملان عرش اور دوسرے فرشتے جو عرش کے چاروں طرف صف بستہ کھڑے ہیں ان کی ہمہ وقت ڈیوٹی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اسکی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہیں، اللہ پر ان کا ایمان نہایت ہی کامل ہے۔ یا اس حکمنامے پر انکا ایمان مستحکم ہے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ فرشتوں کے ایمان کے ذکر کی اگرچہ ضرورت نہ تھی لیکن ایمان اور اہل ایمان کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے اس کا ذکر کیا گیا (روح)

سلہ د یستغفرون الخ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور تسبیح وتقدیس کے ساتھ ساتھ وہ فرشتے ایمان والوں کیلئے یوں دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ ربنا وسعت الخ ہمارے پروردگار، تیری رحمت ہر چیز کو شامل اور تیرا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔ ان ایمان والوں کے گناہ معاف فرما جو سچی توجہ کریں اور راہ ہدایت اور صراط مستقیم پر چلیں اور انکو جہنم کے عذاب سے بچا۔

سلہ ربنا وادخلھم الخ ربنا کا اعادہ بُعد عہد کیوجہ سے ہے۔ اے ہمارے پروردگار، انکو ان جنّاتِ عدن میں داخل فرما جن کا تو نے ایمان اور عمل صالح پر اُن سے وعدہ فرما رکھا ہے اور ان کے ساتھ ان کے ماں باپ، انکی بیویوں اور انکی آل اولاد کو بھی جنت میں داخل فرما جنہوں نے ضد نہیں کی اور ان کی پیروی میں ایمان قبول کیا اور نیک عمل بجالائے۔ بیشک تو غالب ہے جو چاہے کرسکتا ہے، حکمت والا ہے، کسی کو متبوع اور کسی کو تابع بناکر جنّت میں داخل کرسکتا ہے۔ ومن صلح الخ بیٹا ایمان لے آیا، ماں باپ نے ضد نہ کی اور بالتبع بیٹے کی وجہ سے ایمان لے آئے۔ خاوند کی تبعیت میں بیوی یا ماں باپ کی تبعیت میں اولاد ایمان لے آئی۔ جب انھوں نے ضد نہ کی اور بالتبع ایمان لے آئے تو ان کا یہ ایمان قبول ہوگا اور وہ بالتبع جنت میں داخل ہوں گے۔ قال الشیخ قدس سرہ والظاھر العطف علی الاول والدعاء بالادخال فیہ صریح وفی الثانی ضمنی والظاھر ان المراد بالصلاح الصلاح المصحح لدخول الجنۃ وان کان دون صلاح المتبوعین (روح ج ۲۴ ص۴۲) سلہ وقھم السیئات الخ السیئات سے مراد عقوبات ہیں یا جزاء السیئات علی حذف المضاف۔ ای العقوبات لان جزاء السیئۃ سیئۃ مثلھا اوجزاء السیئات علی حذف المضاف (ابوالسعود ج ۷، ص۲۹) اور ان کو گناہوں کی سزا سے بچا اور جس کو تو نے اس دن یعنی دنیا میں یا آخرت میں سزا سے بچا لیا تو اس پر تیری خاص رحمت ہوگئی اور یہی سب سے بڑی کامیابی کہ انسان محض اللہ کی رحمت سے اس کے عذاب سے بچ جائے۔ سلہ ان الذین الخ یہ چوتھا عنوان ہے جس نے اس حکم کو نہ مانا اس پر اللہ کا غضب ہوگا۔ جب ان کو جہنم میں داخل کیا جائیگا تو انھیں پکار کر کہا جائیگا کہ آج تم جس قدر اپنی جانوں پر غضبناک ہو کہ دنیا میں حق کو کیوں قبول نہ کیا، اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ تم پر غضبناک تھا جب دنیا میں تمہیں ایمان کی دعوت دی جاتی تھی تو تم انکار کرتے تھے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ الذین یجادلون فی ایٰت اللہ بغیر سلطان اتٰھم کبر مقتا عند اللہ وعند الذین اٰمنوا ط (ع ۴) اذ ظرف کا عامل مقدر ہے ای یمقتکم اور یہ ظرف مقتکم انفسکم سے متعلق نہیں ہوسکتی کیونکہ اس میں آخرت کا حال مذکور ہے اور اذ تدعون میں دنیا کے حال کی طرف اشارہ ہے۔ اسی طرح لمقت اللہ سے بھی متعلق نہیں ہوسکتی کیونکہ اس صورت میں مصدر مبتداء کا معمول اس کی خبر سے مؤخر ہوجائیگا اور یہ جائز نہیں (مدارک۔ بحر) لیکن علامہ ابن حاجب کہتے ہیں کہ ظرف میں اسکی گنجائش ہے۔ د فی امالی ابن حاجب لا بأس بذلك لان الظرف متسع فیھا (روح ج ۲۴ ص۵۰)

بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝٥ وَكَذٰلِكَ

سچے دین کو پھر میں نے انکو پکڑ لیا سو پھر کیسا ہوا میرا سزا دینا ۵ اور اسی طرح

حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ أَصْحٰبُ

ٹھیک ہوچکی بات تیرے رب کی منکروں پر کہ یہ ہیں دوزخ

النَّارِ ۝٦ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ

والے ۵ جو لوگ اٹھا رہے ہیں عرش کو اور جو اسکے گرد ہیں پاکی بولتے ہیں

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ اٰمَنُوا ۚ

اپنے رب کی خوبیاں اور اس پر یقین رکھتے ہیں اور گناہ بخشواتے ۱۰ ہیں ایمان والوں کے

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ

اے پروردگار ہمارے ہر چیز سمائی ہوئی ہے تیری بخشش اور خبر میں سو معاف کر ان کو جو

تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝٧ رَبَّنَا

توبہ کریں اور چلیں تیری راہ پر اور بچا انکو آگ کے عذاب سے اے رب ہمارے

وَأَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ

اور ۱۱ داخل کر انکو سدا بسنے کے باغوں میں جن کا وعدہ کیا تو نے ان سے اور جو کوئی نیک ہو انکے

اٰبَآئِهِمْ وَأَزْوٰجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝٨

باپوں میں اور عورتوں میں اور اولاد میں بیشک تو ہی ہے زبردست حکمت والا ف۱

وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۚ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ ۚ

اور ۱۲ بچا انکو برائیوں سے اور جس کو تو بچائے برائیوں سے اُس دن اُس پر مہربانی کی تو نے

وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝٩ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادَوْنَ

اور یہ جو ہے یہی ہے بڑی مراد پانی ف۲ ۱۳ جو لوگ منکر ہیں انکو پکار کر کہیں گے

لَمَقْتُ اللّٰهِ أَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ

اللہ بیزار ہوتا تھا زیادہ اس سے جو تم بیزار ہوتے ہو اپنے جی سے جس وقت تمکو بلاتے تھے

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

م وقف لازم

ع ۱ / ۶

موضح قرآن ف۱ یعنی اگرچہ بہشت ہر کسی کو ملتی ہے اپنے عمل سے جورو بیٹا اور ماں باپ کام نہیں آتا۔ لیکن تیری حکمتیں ایسی بھی ہیں کہ ایک کے سبب سے کتنوں کو اعلیٰ درجہ میں پہنچا دے اپنے عمل سے زیادہ اور بدلہ ہو اپنے ہی عمل کا یہ آرزو رکھتے ہوں کہ ہم بھی اسی کی چال چلیں یہ نیت قبول پڑ جاوے۔ ف۲ یعنی تیری مہر ہی ہو کر برائیوں سے بچے۔ اپنے عمل سے کوئی نہیں بچ سکتا تھوڑی بہت برائی سے کون خالی ہے۔

ﮦ۱۴ قالوا الخ جہنم میں داخل ہونے کے بعد مشرکین جہنم سے نکلنے کی راہیں تلاش کرینگے اور کہیں گے اے ہمارے پروردگار، تونے دوبار ہمیں موت سے دوچار کیا اور دوبار ہمیں زندگی بخشی ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اور جس حشر و نشر کا انکار کیا کرتے تھے آج اس پر ایمان لاتے ہیں۔ کیا اب کوئی صورت ہے کہ ہمیں دوزخ سے نکال کر ایک بار پھر دنیا کی زندگی مل جائے تو ہم تیری پوری پوری فرمانبرداری کرینگے وا لمراد طلب الخروج نظیرہ (فارجعنا نعمل صالحا)۔ (روح) پہلی موت سے مراد عدم ہے جب وہ اصلاب آباء میں تھے اور دوسری موت وہ ہے جو دنیا کی زندگی کا خاتمہ کردیتی ہے۔ اور پہلی بار احیاء سے دنیا میں پیدا کرنا مراد ہے اور دوسری بار احیاء سے بعث بعد الموت مراد ہے۔ قال ابن مسعود وابن عباس و قتادۃ والضحاک۔ کانوا امواتا فی اصلاب اٰباءھم ثم احیاھم ثم اماتھم الموتۃ التی لابد منھا فی الدنیا، ثم احیاھم للبعث والقیامۃ، فھاتان حیاتان وموتتان وھو قولہ تعالیٰ کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم (قرطبی ج ۱۵ ص ۲۹۷)

ﮦ۱۵ ذلکم الخ اصل میں یہ جواب نہیں، بلکہ جواب کی علت ہے اور جواب کے قائم مقام ہے اور جواب مقدر ہے ای لا سبیل الی خروج یعنی اب جہنم سے نکلنے کی کوئی صورت نہیں کیونکہ دنیا میں تمہارا یہ حال تھا کہ جب خدائے واحد کو پکارا جاتا تھا تو تم اسکی وحدانیت کا انکار کرتے تھے اور جب اس کے ساتھ کوئی شرک کرتا تو شرک پر ایمان لے آتے تھے۔ جواب میں اختصار کے بجائے علت جواب بیان کرنے کے لئے تفصیل بیان کی گئی۔ نیز یہ بیان کیا گیا کہ کسی دوسرے کو بھی نکالنے کی طاقت نہیں۔ وفی الکلام متروک تقدیرہ فاجیبوا بان لاسبیل الی الرد وذلک لانکم اذا دعی اللہ وحدہ الخ (قرطبی) ای ذلکم الذی انتم فیہ وان لا سبیل لکم الی خروج قط بسبب کفرکم بتوحید اللہ وایمانکم بالاشراک بہ (مدارک)

ﮦ۱۶ فالحکم الخ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو بھی طاقت نہیں کہ وہ ان کو دوزخ سے نکال سکے کیونکہ فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کا نافذ ہوگا جو بلند و برتر ہے اب کلی طور پر حکومت اسی کے قبضہ واختیار میں ہے اور اس کا فیصلہ یہی ہے کہ مشرکین ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں۔ اس میں اس بات کی دلیل بیان کی گئی ہے کہ کسی دوسرے کو بھی طاقت نہیں کہ انھیں دوزخ سے نکال سکے۔

ﮦ۱۷ ھو الذی الخ تمہید کے بعد حکمنامے کو ماننے کی ترغیب ہے وہ ایسا مہربان بادشاہ ہے کہ اپنی قدرت و وحدانیت کے دلائل بھی تمہیں دکھلاتا ہے اور آسمان سے مینہ برسا کر تمہاری روزی کا انتظام بھی فرماتا ہے، اس لئے اسکا حکمنامہ ضرور ماننا چاہیئے وما یتذکر الخ لیکن مانیگا وہی جو ضد وعناد کو چھوڑ کر آیات الٰہی میں غور و فکر کریگا اور اللہ کی طرف رجوع کرے گا۔ وما

إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ ﴿١٠﴾ قَالُوا رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ

یقین لانے کو پھر تم منکر ہوتے تھے ف ﮦ۱۴ بولیں گے اے ہمارے رب تو موت دے چکا ہم کو دو بار

وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَىٰ

اور زندگی دے چکا دو بار اب ہم قائل ہوئے اپنے گناہوں کے پھر اب بھی ہے

خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ ﴿١١﴾ ذَٰلِكُم بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ

نکلنے کو کوئی راہ ف ﮦ۱۵ یہ تم پر اس واسطے ہے کہ جب کسی نے پکارا اللہ کو

وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۖ وَإِن يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا ۚ فَالْحُكْمُ

اکیلا تو تم منکر ہوتے اور جب اس کیساتھ شریک کو تو تم یقین لاتے تھے ﮦ۱۶ اب حکم وہی

لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ﴿١٢﴾ هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ

جو کرے اللہ سب سے اوپر بڑا ﮦ۱۷ وہی ہے تم کو دکھلاتا اپنی نشانیاں اور اتارتا ہے

لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَن يُنِيبُ ﴿١٣﴾

تمہارے واسطے آسمان سے روزی اور سوچ وہی کرے جو رجوع رہتا ہو

فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿١٤﴾

سو پکارو ﮦ۱۸ اللہ کو خالص کر کر اس کیواسطے بندگی اور ﮦ۱۹ پڑے برا مانیں منکر

رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ

ﮦ۲۰ وہی ہے اونچے درجوں والا مالک عرش کا ﮦ۲۱ اتارتا ہے بھید کی بات اپنے حکم سے

عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿١٥﴾ يَوْمَ

جس پر چاہے اپنے بندوں میں تاکہ وہ ڈرائے ملاقات کے دن سے ﮦ۲۲ جس دن

هُم بَارِزُونَ ۖ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِّمَنِ

وہ لوگ نکل کھڑے ہوں گے چھپی نہ رہے گی اللہ پر ان کی کوئی چیز کس کا

الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿١٦﴾ الْيَوْمَ

راج ہے اس دن اللہ کا ہے جو اکیلا ہے دباؤ والا ﮦ۲۳ آج

جواب ہے تقدیر ۱۲

یہ علت جواب ہے تقدیر ۱۲

پہلی بار ذکر دعوی ۱۲

تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی آج تم اپنے جی کو پھٹکارتے ہو۔ دنیا میں جب کفر کرتے تھے اللہ اس سے زیادہ تم کو پھٹکارتا تھا اُسی کا بدلہ آج پاؤ گے ف۲ پہلے مٹی تھے یا نطفہ تو مردے ہی تھے۔ پھر جان پڑی تو جی پایا پھر مرے پھر جیئے یہ ہوئیں دو موتیں دو حیاتیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در دوزخ برخود بد دعا میکنند و میگویند کاشکی معدوم شوند و این دشمن داشتن است خود را واللہ اعلم ولیکن کہ معنی چنیں باشد بتحقیق دشمن داشتن خدا شمارا سخت تر است از دشمن داشتن شما خود را وقتیکہ خوانده میشوید بسوی ایمان پس کافر ماندید یعنی قبول نکردن ایمان عداوت نفس خود است اگرچہ این را نمی دانستند پس جزاء این عداوت نفس خود عداوت خدا شد البتہ لیکن شدت و عذاب و اہانت در ینجا ظاہر شد ۱۲ ف۲ مترجم گوید نطفہ بودند خدا تعالیٰ جان داد بعد از ان قبض روح کرد باز زنده ساخت واللہ اعلم ۱۲۔

یتعظ و مایعتبر بآیات اللہ الا من یتوب من الشرک و یرجع الی اللہ فان المعاند لایتذکر ولا یتعظ (مدارک ۴ ص ۷۲)۔ اللہ یجتبی الیہ من یشآء و یھدی الیہ من ینیب ۰ (شوریٰ ع ۲)۔ من خشی الرحمٰن بالغیب وجآء بقلب منیب ۰ (ق ع ۳)۔ واتبع سبیل من اناب الی (لقمان ع ۲)

۱۸ؔ فادعوا الخ تمہید اور ترغیب کے بعد پہلی بار دعوے کا ذکر ہے۔ فاء فصیحہ ہے اور اسکی شرط محذوف ہے۔ ای اذا کان الامر کما ذکر من اختصاص التذکر بمن ینیب فاعبد وہ ایھا المؤمنون مخلصین لہ دینکم الخ (ابو السعود ج ۷ ص ۲۷۳) یعنی جب معاملہ یہ ہے کہ صرف انابت کرنیوالے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں، تو ایمان والو! تم خالصۃً اللہ ہی کو پکارو۔ لیکن حضرت شیخ قدس سرہ کے نزدیک فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین اس سورت کا مرکزی دعویٰ ہے جو ابتدائے سورت سے لیکر یہاں تک بیان شدہ تمہید و ترغیب کے سارے مضمون پر مترتب ہے جس کا حاصل یہ ہے۔ جب تمہیں معلوم ہوگیا کہ یہ حکمنامہ جو فادعوا اللہ الخ کے مضمون پر مشتمل ہے، بہت بڑے شہنشاہ کی طرف سے ہے جو مہربان بھی ہے اور شدید العقاب بھی، اس میں جدال صرف معاندین ہی کرینگے، لیکن جو لوگ اس حکمنامے کو مان لیں گے اللہ کے فرشتے ان کے لئے دعائیں کریں گے اور جو اس حکمنامے کو ٹھکرا دیں گے، وہ غضب خداوندی کا مورد بنیں گے۔ یہ حکمنامہ بڑے مہربان اور محسن بادشاہ کا ہے جو تمہیں اپنی توحید کے نشانات دکھاتا ہے، لیکن مانیں گے وہی جو اللہ کی طرف انابت کرینگے۔ جب تم یہ سب کچھ سُن چکے تو اب حاجات و مصائب میں مافوق الاسباب صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو اور اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ کرو۔ تقدیرِ عبارت یوں ہوگی۔ اذا سمعتم ما ذکر فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین۔

۱۹ؔ ولو کرہ الکافرون تم ہر حال میں صرف اللہ ہی کو پکارو اگرچہ مشرکین جو تمہارا نام و نشان مٹانے پر تلے ہوئے ہیں اسکو ناپسند کریں اور غیظ و غضب سے جل بھُن جائیں ای اعبد وہ مخلصین لہ الدین من الشرک علی کل حال حتی فی حال غیظ اعدائکم المتمالئین علیکم و علی استئصالکم (بحر ج ۷ ص ۴۵۴) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ قتل کا ذکر نہیں کیا، اس لئے کہ دعاء اور پکار کا تعلق زبان سے ہے اور بصورت اکراہ قتل سے بچنے کیلئے زبان سے کلمۂ شرک کہنے کی رخصت ہے بشرطیکہ دل ایمان پر قائم ہو جیسا کہ ارشاد ہے:۔ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان (النحل ع ۱۴)

۲۰ؔ رفیع الدرجات۔ یہ دعوائے سورت کی اہمیت کی طرف اشارہ ہے۔ یہ حکمنامہ جس کے لئے اتنی لمبی چوڑی تمہید ذکر کی گئی ہے کوئی معمولی نہیں بلکہ یہ رفیع الشان، عرش عظیم کے مالک بادشاہ کا حکمنامہ ہے، جو اس سے پہلے بھی اپنے پیغمبروں پر اپنا حکمنامہ نازل فرماتا رہا ہے، تاکہ اس کے بندے اس کی تعمیل کرکے اور اس کو مان کر قیامت کی سختیوں اور تکلیفوں سے بچ جائیں۔ رفیع الدرجات بلند و برتر، عظمت و شان والا ھو المرتفع بعظمتہ فی صفات جلالہ وکمالہ ووحدانیتہ المستغنی عن کل ماسواہ وکل الخلق فقراء الیہ (خازن ج ۶ ص ۷۷) عبارۃ عن رفعۃ شأنہ وعلو سلطانہ کما ان قولہ ذو العرش عبارۃ عن ملکہ و بنحوہ فسرہ ابن زید قال: عظیم الصفات (بحر ج ۷ ص ۴۵۵)

۲۱ؔ یلقی۔ صیغہ مضارع ماضی استمراری کے مفہوم میں ہے یعنی ڈالتا رہا ہے۔ والاستمرار التجددی المفھوم من (یلقی) ظاھر فان الالقاء لم یزل من لدن آدم علیہ السلام الی انتھاء زمان نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (روح ج ۲۴ ص ۵۶) اس صورت میں الروح سے مطلق وحی مراد ہوگی وحی کو روح اس لئے فرمایا کہ جس روح سے بدن کو حیات حاصل ہوتی ہے، اسی طرح وحی الٰہی سے جو احکام نازل ہوتے ہیں وہ دلوں کی حیات کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ الوحی الذی تحیا بہ القلوب (مدارک) حیاۃ الارواح بالمعارف الالٰھیۃ والجلایا القدسیۃ فاذا کان الوحی سببا لحصول ھذہ الارواح سمی بالروح فان الروح سبب لحصول الحیاۃ والوحی سبب لحصول ھذہ الحیاۃ الروحانیۃ (کبیر ج ۷ ص ۲۳۳) حاصل یہ ہے کہ یہ وحی اور پیغام توحید جس سے دلوں کی حیات وابستہ ہے اس قدر اہم ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہمیشہ اپنے پیغمبروں پر نازل فرماتا رہا ہے، تاکہ وہ انبیاء علیہم السلام کی وساطت سے بندوں کو قیامت کے دن کی آفات سے خبردار کرے اور وہ اللہ کے حکمنامے کو مان کر ان سے نجات پالیں۔ لیکن اگر الروح سے قرآن مجید مراد ہو جیسا کہ حضرت ابن عباس رضؓ (بحر، روح) اور ابن زید رضؓ (قرطبی) سے منقول ہے تو اس صورت میں یلقی حال مستمر پر محمول ہو گا۔ یعنی ڈال رہا ہے اور اتار رہا ہے۔ پہلی صورت میں من یشآء الخ سے تمام انبیاء علیہم السلام مراد ہوں وھم الانبیاء، یشاء ھو ان یکونوا انبیاء ولیس لاحد فیھم مشیئۃ (قرطبی ج ۱۵ ص ۲۹۹) اور دوسری صورت میں اس سے حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہوں گے۔

۲۲ؔ یوم ھم بارزون۔ یہ یوم التلاق سے بدل ہے۔ قیامت کے دن تمام انسان ایک میدان میں سامنے ہوں گے اور کوئی بھی اسکی نظروں سے اوجھل نہیں ہوگا اور نہ ان کا کوئی حال اور عمل ہی اس سے مخفی ہوگا۔ لمن الملک الیوم اس وقت اللہ کی طرف سے سوال ہوگا۔ آج بادشاہی کس کی ہے؟ یہ سوال اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی پیش کریگا۔ اس کے جواب میں سب مؤمن و کافر کہیں گے للہ الواحد القھار۔ آج بادشاہی اللہ تعالیٰ ہی کی ہے جو واحد اور زبردست ہے (روح، قرطبی)

۲۳ؔ الیوم تجزی۔ آج من کل الوجوہ خدائے واحد و قہار کی حکومت ہے جس کے یہاں ظلم نہیں، اس لئے آج ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا، کسی پر ظلم و زیادتی نہیں ہوگی۔ کسی کی حق تلفی نہیں ہوگی اور کسی کو ناکردہ گناہ کی سزا نہیں ملے گی۔ ان اللہ سریع الحساب اس قدر مخلوق سے حساب کتاب لینا اور پھر سب کو ان کے اعمال کے مطابق جزاء و سزا دینا بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے، لیکن یہ اشکال ہماری نظروں میں ہے۔ اس واحد و قہار اور قادرِ مطلق کیلئے کوئی مشکل نہیں، وہ بہت جلد ساری مخلوق سے حساب لے لیگا ای سریع حسابہ تماما اذ لا یشغلہ تعالیٰ شأن عن شأن فیحاسب الخلائق قاطبۃ فی اقرب زمان (ابو السعود ج ۷ ص ۲۷۲)

۲۴ؔ وانذرھم۔ یوم الآزفۃ سے قیامت کا دن مراد ہے الآزفۃ کا موصوف محذوف ہے والآزفۃ صفۃ لمحذوف تقدیرہ یوم الساعۃ الآزفۃ او الطامۃ الآزفۃ (بحر ج ۷ ص ۴۵۶) الآزفۃ القریبۃ۔ جیسا کہ سورہ معارج ع ۱ میں ارشاد ہے انھم یرونہ بعیدا و نرٰہ قریبا ۰ کاظمین شدید رنج و غم اور درد و کرب میں مبتلا ہوں گے اور انکا پیمانۂ غیظ لبریز ہوگا کاظمین ای مکروبین والکاظم الساکت حال امتلائہ غما وغیظا (کبیر ج ۷ ص ۳۱۱) یہ حکمنامہ الٰہی سے متعلق تخویف اخروی ہے، ان کو اس قریب ہی آنے والی ہولناک آفت (قیامت) سے خبردار کر دو جب شدتِ خوف سے منکرین کے کلیجے منہ کو آ رہے ہونگے اور وہ غم و اندوہ میں گھٹ رہے

ہوں گے۔ اگر وہ اس ہولناک دن کی آفتوں سے بچنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ وہ اس حکمت مے کو مان لیں۔ ف۲۵ قیامت کے دن مشرکین کا کوئی حامی و مددگار نہیں ہوگا اور نہ کوئی ایسا سفارشی ہی میسر آسکے گا جس کی سفارش ان کے حق میں قبول کی جاسکے۔ ای لیس للذین ظلموا انفسھم بالشرك بالله من قریب منھم ینفعھم ولا شفیع یشفع فیھم (ابن کثیر ج ۴ ص) ف۲۶ یعلم خائنۃ الاعین یہ اضافت صفت بموصوف کے قبیل سے ہے اور اصل میں الاعین الخائنۃ ہے یعنی وہ خیانت کرنے والی نگاہوں کو خوب جانتا ہے۔ یا الخائنۃ مصدر ہے العافیۃ

تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
بدلہ ملے گا ہر جی کو جیسا اس نے کمایا بالکل ظلم نہیں آج بے شک اللہ

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ⑰ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ
جلد لینے والا ہے حساب ف۲۵ اور خبر سنا دے ان کو اس نزدیک آنیوالے دن کی جو وقت

الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ؕ۬ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ
دل پہنچیں کے گلوں کو تو وہ دبا رہے ہوں گے ف۲۶ کوئی نہیں گنہگاروں کا

مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ⑱ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ
دوست اور نہ سفارشی کہ جس کی بات مانی جائے ف۲۷ وہ جانتا ہے چوری کی نگاہ

وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ ⑲ وَاللّٰهُ يَقْضِىْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ
اور جو کچھ چھپا ہوا ہے سینوں میں ف۲۸ اور اللہ فیصلہ کرتا ہے انصاف سے اور جن کو

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَىْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ
پکارتے ہیں اس کے سوائے نہیں فیصلہ کرتے کچھ بھی بے شک اللہ جو ہے وہی

ع ۲
السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ⑳ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ
ہے سننے والا دیکھنے والا ف۲۹ کیا وہ پھرے نہیں ملک میں

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ
کہ دیکھتے انجام کیسا ہوا ان کا جو تھے ان سے

قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى
پہلے وہ تھے ان سے سخت زور میں اور نشانیوں میں جو چھوڑ گئے

الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا كَانَ
زمین میں ف۱ پھر ان کو پکڑا اللہ نے ان کے گناہوں پر اور نہ ہوا

لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ㉑ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ
ان کو اللہ سے کوئی بچانے والا ف۲ یہ اس لئے کہ ان کے پاس آتے تھے

منزل ۶

ف۱ استحقاق بے عملی ۱۲
ف۲ دلیل ماقبل ۱۲
ف۱ تخویف دنیوی ۱۲
ف۲ ماقبل کی تفصیلی علت ۱۲

اور العاقبۃ کی مانند آنکھوں کی خیانت سے غیر محرموں کو دیکھنا مراد ہے۔ یعلم خائنۃ الاعین کقولہ۔ و ان سقیت کرام الناس ای الناس وجوز ان تکون خائنۃ مصدرا کالعافیۃ والعاقبۃ ای یعلم خیانۃ الاعین (بحر ج ۷ ص ۴۵۵) وہ ایسا علیم و خبیر ہے کہ آنکھوں کی خیانت کو بھی جانتا ہے اور جو باتیں دلوں میں پوشیدہ ہیں ان سے بھی باخبر ہے، اس لئے قیامت کے دن وہ سب کے اعمال کی پوری پوری جزا و سزا دے گا ف۲۷ واللہ یقضی بالحق یہ اصل دعوے کی تائید ہے امر اوّل واللہ یقضی بالحق یعنی اللہ تعالیٰ تو ایسا قادر و متصرف ہے کہ وہ جس کام کا ارادہ فرماتا ہے، اسے اپنے ارادے اور فیصلے کے مطابق سرانجام دے لیتا ہے امر دوم والذین یدعون من دونہ لیکن مشرکین، اللہ کے سوا جن خود ساختہ معبودوں کو مصائب و حاجات میں پکارتے ہیں وہ ایسے عاجز و بے بس ہیں کہ کچھ بھی نہیں کر سکتے جیسا کہ فرمایا د اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون ہ (بقرہ ع ۱۴) اور دوسری جگہ فرمایا قولہ الحق (انعام ع ۹) اس کا ارشاد سراپا حق ہے اور اس کے ارشاد و ارادہ کے مطابق کام کا ہو جانا یہ اسی کی صفت ہے، معبودانِ باطلہ ایسا نہیں کر سکتے ان اللہ ھو السمیع البصیر یہ ماقبل

کی علت ہے۔ اللہ تعالیٰ جو چاہے کر سکتا ہے کیونکہ وہ السمیع لکل شئ (ہر بات کو سننے والا) اور البصیر بکل شئ (ہر چیز کو دیکھنے والا) ہے، لیکن معبودانِ باطلہ میں یہ صفت نہیں ہے اس لئے مصائب و حاجات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنا چاہیئے جو سب کچھ دیکھتا سنتا ہے اور سب کچھ کر سکتا ہے۔ ف۲۸ او لم یسیروا۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ ان مشرکین نے زمین میں چل پھر کر ان لوگوں کا انجام نہیں دیکھا، جو قوت میں اور کارناموں میں ان سے کہیں زیادہ تھے۔ جب انھوں نے انبیاء علیہم السلام کو جھٹلایا اور شرک پر قائم رہے تو اللہ نے انھیں پکڑ لیا مگر ان کے خود ساختہ کارسازوں نے انھیں اللہ کی گرفت سے نہ چھڑایا جن کو وہ خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے تھے۔ اثارا فی الارض زمین پر انہوں نے جو مضبوط قلعے بنائے اور محفوظ شہر آباد کئے۔ مثل القلاع المحکمۃ والمدائن الحصینۃ (روح ج ۲۴ ص ۶۱) بذنوبھم ان کے گوناگوں گناہوں کی وجہ سے مثلاً اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسکی وحی (احکام) کا انکار،

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی محلہا و قلعہا بسیار بنا کردند ۱۲۔

انبیاء علیہم السلام کی تکذیب اور حشر و نشر کا انکار وغیرہ من واق - انھیں اللہ کے عذاب سے ان کے مزعومہ کارساز بھی نہ بچا سکے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:۔ فما اغنت عنھم الھتھم التی یدعون من دون اللہ من شئ لما جاء امر ربك (ھود ع ۹)۔ نیز فرمایا:۔ فلولا نصرھم الذین اتخذوا من دون اللہ قربانا الھۃ (احقاف ع ۴) **۲۹** ذلك بانھم۔ یہ ماقبل کی تفصیل علت ہے، دنیا ہی میں اللہ نے انکو اس لئے پکڑ لیا کہ ان کے پاس اللہ کے رسول واضح احکام اور کھلی دلیلیں لے کر آئے، تو انھوں نے انکار کر دیا اور ایک نہ سُنی۔ وہ بڑی طاقت والا اور سخت عذاب والا ہے، وہ جس کو چاہے پکڑلے اور کوئی اس کی گرفت سے چھڑا نہ سکے۔ **۳۰** ولقد ارسلنا۔ یہ تخویف دنیوی کا ایک مفصل نمونہ ہے۔ اس میں ذکر کیا گیا ہے کہ کس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کی قوم کے پاس معجزات اور آیات بینات لیکر آئے، کس طرح فرعون اور اس کی قوم نے ان کو جھٹلایا، اللہ کی توحید اور اس کے حکمنامے کو نہ مانا، تو پھر کس طرح ان کو رسوا کن عذاب سے ہلاک کیا گیا۔ اس کے ضمن میں مومن آل فرعون کا قصہ بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس تفصیل میں ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ اور دوسری طرف مشرکین مکہ کے لئے جائے عبرت۔ ایٰتٖ سے معجزات مراد ہیں اور سلطان مبین حجت قاہرہ جو ان معجزات سے قائم ہوئی۔ (ابوالسعود، روح) ہامان فرعون کا وزیر۔ قارون، اگرچہ موسےٰ علیہ السلام کی قوم سے تھا، لیکن کفر و طغیان میں فرعون اور اس کے وزراء میں شامل تھا یہ قوم فرعون میں سب سے زیادہ سرمایہ دار تھا۔ فقالوا سحر کذاب اس سے پہلے ادماج ہے۔ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے دلیل رسالت کا مطالبہ کیا تو انھوں نے عصا اور ید بیضاء کے معجزے دکھائے، یہ معجزے دیکھ کر کہنے لگے یہ تو جادوگر ہے اور دعوائے نبوت میں جھوٹا ہے۔ العیاذ باللہ **۳۱** فلما جاءھم جب فرعون اور اس کے ارکان دولت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے سے عاجز آگئے، تو غیظ و غضب میں آکر اور قوم موسیٰ علیہ السلام کو موسےٰ علیہ السلام کے تعاون سے روکنے کے لئے انہوں نے ایمان لانے والوں کے بچوں کو قتل کرنے اور عورتوں کو زندہ رکھنے کا حکم نافذ کر دیا۔ فرعون نے بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کرنے کا دوبار حکم دیا تھا۔ ایک تو موسےٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے اور دوم حضرت موسےٰ علیہ السلام کی بعثت کے بعد۔ (قرطبی، مدارک، روح وغیرہ) **۳۲** وما کید الکفرین یہ ادخال الہٰی ہے فرعون اور اس کے مشیروں کی یہ تدبیر ناکام ثابت ہوئی۔ اللہ تعالےٰ نے جلد ہی فرعون اور اس کی قوم پر انواع عذاب کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جیسا کہ ارشاد ہے فارسلنا علیہم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم ایٰت مفصلات (اعراف ع ۱۶) یہ سلسلہ بنی اسرائیل کے مصر سے چلے جانے تک جاری رہا۔ اس طرح قوم فرعون اس منصوبے پر عمل کرنے کے بجائے اپنے حال میں مشغول رہی فشغلھم اللہ عن ذلك بما انزل علیھم من انواع العذاب، کالضفادع والقمل والدم والطوفان الی ان خرجوا من مصر، فاغم قھم اللہ۔ وھذا معنی قولہ تعالےٰ وما کید الکفرین الا فی ضلل۔ (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۰۵) **۳۳** وقال فرعون۔ فرعون نے سوچا موسیٰ (علیہ السلام) ہی اس نئے دین کی جڑ ہے، اس لئے اسے ہی ختم کرنا چاہئے۔ چنانچہ اب ان کے قتل کا فیصلہ ہوا۔ فرعون نے کہا مجھے چھوڑو کہ میں اسے قتل کرا دوں، اور وہ اپنے ربّ کو اپنی مدد کے لئے بلالے، ہم دیکھیں گے کس طرح وہ اسے قتل سے بچائیگا۔ فرعون کے

تخویف دنیوی کا ایک مفصل نمونہ ۱۲

ادخال الہٰی ۱۲

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ قَوِيٌّ
ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر پھر منکر ہوگئے تو اُن کو پکڑا اللہ نے بیشک وہ زور آور

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ
ہے سخت عذاب دینے والا اور **۳۰** ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر اور

سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ
کھلی سند فرعون اور ھامان اور قارون کے پاس

فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ
پھر کہنے لگے یہ جادوگر ہے جھوٹا **ف۱** **۳۱** پھر جب پہنچا ان کے پاس لیکر سچی بات ہمارے

عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَاۗءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَ
پاس سے بولے مار ڈالو بیٹے ان کے جو یقین لائے ہیں اس کیساتھ اور

اسْتَحْيُوْا نِسَاۗءَهُمْ ۭ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾
جیتی رکھو انکی عورتیں اور جو **۳۲** داؤ ہے منکروں کا سو غلطی میں

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ
اور بولا **۳۳** فرعون مجھ کو چھوڑو کہ مار ڈالوں موسےٰ کو اور پڑا پکارے اپنے رب کو

اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي
میں ڈرتا ہوں کہ بگاڑ دے تمہارا دین یا پھیلائے

الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّىْ عُذْتُ بِرَبِّيْ
ملک میں خرابی **ف۲** اور کہا **۳۴** موسےٰ نے میں پناہ لے چکا ہوں اپنے

وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾
اور تمہارے رب کی ہر غرور والے سے جو یقین نہ کرے حساب کے دن کا **ف۳**

ع ۳
۸

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ڰ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ
اور بولا **۳۵** ایک مرد ایمان دار فرعون کے لوگوں میں جو چھپاتا تھا اپنا ایمان

موضح قرآن ف۱ قارون تھا قوم بنی اسرائیل میں لیکن مرضی میں موافق تھا فرعون والوں کی اور انہی کی دولت سے کمانا تھا مال۔ ف۲ فرعون نے کہا مجھ کو چھوڑو شاید اس کے ارکان مشورہ نہ دیتے ہونگے مارنے کا اس سبب کہ معجزہ دیکھ کر ڈر گئے تھے کہیں اسکا رب بدلہ نہ لے ف۳ جس کو حساب کا یقین ہو وہ ظلم کاہے کو کرے۔

اس اندازِ کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دہریہ تھا اور خدا کے وجود کا قائل نہ تھا۔ انی اخاف اس میں فرعون نے موسےٰ علیہ السلام کے قتل کی وجہ بیان کی ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تمہارا دین بدل دے اور تمہاری قوم (شاہی خاندان) اس کا دین قبول کرلے اور وہ میری عبادت چھوڑ کر اس کے رب کی عبادت کرنے لگیں۔ اور اگر وہ اس میں کامیاب نہ بھی ہو تو قوم میں اختلاف ڈال کر کچھ لوگوں کو اپنی پارٹی ہی میں شامل کرلے۔ (انی اخاف ان یبدل دینکم) ای عبادتکم لی الی عبادۃ ربہ (او ان یظہر فی الارض الفساد) ان لم یبدل دینکم فانہ یظہر فی الارض الفساد۔ ای یقع بین الناس بسببہ الخلاف (قرطبی) ۳۴ وقال موسےٰ۔ جب موسےٰ علیہ السلام کو علم ہوا کہ ان کے قتل کا منصوبہ بن رہا ہے، تو اپنی قوم کو اطمینان دلایا کہ میں ہر ایسے متکبر و مغرور کے شر سے جو یوم حساب پر کبھی یقین نہ رکھتا ہو، اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ میں آچکا ہوں۔ میرا پروردگار مجھے ان کے شر سے محفوظ رکھیگا۔

۳۵ وقال رجل جب فرعون کے دربار میں موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا پروگرام بن رہا تھا اس وقت قوم فرعون ہی کا ایک آدمی اس گھناؤنے جرم کے خلاف آواز اٹھاتا ہے۔ یہ آدمی فرعون کا چچا زاد بھائی تھا اور در پردہ موسےٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکا تھا۔ مؤمن، من آل فرعون، یکتم ایمانہ تینوں رجل کی صفات ہیں۔ دوسری صفت کو تیسری صفت پر اس لئے مقدم کیا گیا ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ وہ رجل مؤمن، آل فرعون سے تھا، اگر اس کا عکس ہوتا تو من آل فرعون یکتم سے متعلق ہو جاتا۔ اور اس طرح وہ فائدہ حاصل نہ ہوتا۔ مؤمن آل فرعون اگرچہ اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا، لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا پروگرام سُن کر اُس سے نہ رہا گیا اور بول اٹھا۔ اتقتلون رجلا الخ تم ایک شخص کو ناحق قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے میں اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرونگا؟ تو یہ بات تو قتل کی وجہ نہیں بن سکتی، کیونکہ اس کا یہ دعوےٰ غلط نہیں، بلکہ سراپا حق ہے اور وہ اپنی سچائی اور اپنے دعوے کی حقانیت پر تمہارے پروردگار کی طرف سے کھلے دلائل اور واضح معجزات لیکر آیا ہے جن کا تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر چکے ہو۔ اس لئے اسے قتل کرنے کے لئے تمہارے پاس کوئی وجہ جواز نہیں، تم اس سے باز آجاؤ۔ ۳۶ وان یک کاذبا یہ انھیں قتل سے روکنے کا دوسرا انداز ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دو ہی احتمال ہیں یا تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے یا سچا دونوں صورتوں میں اسکا قتل قرین عقل نہیں۔ فرض کرو اگر وہ جھوٹا ہے تو تمہیں اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اُسے قتل کرنے کی ضرورت ہی نہیں، بلکہ تم اس کو اپنے دین کے اظہار سے روک دو تو اس طرح اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑیگا

ربط اوّل قال الہی و سوال و جواب مقدر ١٢

ربط ٢ تخویف اخروی ١٢

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ

کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس بات پر کہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور لایا تمہارے پاس

بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَیْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ

کھلی نشانیاں تمہارے رب کی اور اگر ۳۶ وہ جھوٹا ہوگا تو اُس پر پڑے گا اسکا جھوٹ اور

یَّكُ صَادِقًا یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اگر وہ ۳۷ سچا ہوگا تو تم پر پڑے گا کوئی نہ کوئی وعدہ جو تم سے کرتا ہے ۳۸ بیشک اللہ

لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ یٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ

راہ نہیں دیتا اس کو جو ہو بے لحاظ جھوٹا ف اے میری ۳۹ قوم آج تمہارا راج

الْیَوْمَ ظٰهِرِیْنَ فِی الْاَرْضِ ؗ فَمَنْ یَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ

ہے چڑھ رہے ہو ملک میں پھر کون مدد کریگا ہماری اللہ کی آفت

اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ مَاۤ اُرِیْكُمْ اِلَّا مَاۤ اَرٰی

سے اگر آگئی ہم پر بولا فرعون میں تو وہی بات سجھاتا ہوں تمکو جو سوجھی مجھ کو

وَمَاۤ اَهْدِیْكُمْ اِلَّا سَبِیْلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الَّذِیْۤ

اور وہی راہ بتلاتا ہوں جس میں بھلائی ہے اور کہا ۴۰ اُسی

اٰمَنَ یٰقَوْمِ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ مِّثْلَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾

ایماندار نے اے قوم میری میں ڈرتا ہوں کہ آئے تم پر دن اگلے فرقوں کا سا

مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِیْنَ مِنْۢ

جیسے حال ہوا قوم نوح کا اور عاد اور ثمود کا اور جو لوگ ان کے

بَعْدِهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَیٰقَوْمِ اِنِّیْۤ

پیچھے ہوئے اور اللہ بے انصافی نہیں چاہتا بندوں پر اور اے قوم میری ۴۱ میں

اَخَافُ عَلَیْكُمْ یَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ یَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ ۚ

ڈرتا ہوں کہ تم پر آئے دن ہانک پکار کا ف جسدن بھاگو گے پیٹھ پھیر کر

اور دوسرے لوگ اس سے بچ جائینگے اور اس طرح اس کا مشن اپنی موت آپ ہی مرجائیگا۔ لاحاجۃ بکم فی دفع شرہ الی قتلہ بل یکفیکم ان تمنعوہ عن اظہار ہذہ المقالۃ ثم تترکوا قتلہ فان کان کاذبا فحینئذ لا یعود ضررہ الا الیہ وان کان صادقا انتفعتم بہ (کبیر ج ۷ ص ۳۱۳) ۳۷ وان یک صادقا۔ اور اگر وہ سچا ہے اور تم اسکی تکذیب کرتے رہے تو جن انواع عذاب سے وہ تمہیں ڈراتا ہے ان میں سے کچھ تو ضرور تمہیں پہنچکر رہیگا جیسا کہ سورۂ طٰہٰ ع ۲ میں فرمایا

موضح قرآن ف یعنی اگر جھوٹا ہے تو جس پر جھوٹ بولتا ہے وہی سزا دے رہے گا۔ اور شاید سچا ہو تو اپنا فکر کرو ف ٢ ہانک پکار کا دن اُن پر آیا جس دن غرق ہوتے قلزم میں ایک دوسرے کو پکارنے لگا ڈوبتے میں یہ اس کو کشف سے معلوم ہوا ہوگا۔ یا قیاس سے کہ ہر قوم پر عذاب اسی طرح آتا ہے۔

انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب و تولیٰ۔ مومن آل فرعون کا تو ایمان تھا کہ موعود عذاب کی تمام انواع ان پر آئیں گی، لیکن فرعون اور اس کی قوم کے لحاظ سے بعض کہا، تاکہ یہ ان کے لئے تسلیم کرنا آسان ہو مقصد یہ ہے کہ اگر وہ سچا ہے تو کم از کم موعودہ عذاب سے کچھ تو ضرور آئے گا اور اس میں بھی تمہاری ہلاکت ہے اس لئے اسے قتل کرنے کا خیال ترک کر دو اور اسکی پیروی اختیار کرو، تاکہ موعود عذاب سے بچ جاؤ۔ لم یقل کل الذی یعدکم مع انہ وعد من نبی صادق القول، مدارۃ لھم و سلوکا لطریق الانصاف، فجاء بما ھو اقرب الی تسلیمھم لہ ولیس فیہ نفی اصابۃ الکل، فکانہ قال لھم:- اقل ما یکون فی صدقہ ان یصیبکم بعض ما یعدکم و ھو العذاب العاجل وفی ذلک ھلاککم (مدارک)

ف۳۸ ان اللہ۔ یہ ادخال الٰہی ہے۔ اور اس سوال کا جواب ہے کہ مومن آل فرعون کی اس تقریر سے فرعون پر کچھ اثر ہوا یا نہ۔ فرمایا فرعون ایسے حدود اللہ کو توڑنے والے سرکشوں اور دجالوں کو اللہ تعالیٰ ھدایت قبول کرنے کی توفیق نہیں دیتا۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یا یہ بھی مومن ہی کا مقولہ ہے اور اس سے اس کا مقصد قوم فرعون کو یہ بتانا ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام جیسا کہ تم کہتے ہو جادوگر اور کذاب ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کی ان دلائل واضحہ کی طرف راہنمائی نہ کرتا اور نہ ان معجزات قاہرہ سے ان کی تائید ہی فرماتا۔ انہ لو کان مسرفا کذابا لما ھداہ اللہ تعالیٰ الی البینات ولما عضدہ بتلک المعجزات (روح ج ۲۴ ص۶۵)

ف۳۹ یٰقوم لکم الملک۔ میری قوم! آج تو ملک مصر کی حکومت تمہارے ہاتھ میں ہے اور ارض مصر میں تم بنی اسرائیل پر غالب اور حکمران ہو، لیکن مجھے یہ تو بتاؤ کہ اگر موسیٰ (علیہ السلام) سچے ہوں اور پھر ہم ان کو نہ مانیں، بلکہ الٹا اس کے قتل کے درپے ہو جائیں تو اس وجہ سے اگر ہم پر اللہ کا عذاب آگیا تو اس سے ہمیں کون بچائے گا؟ قال فرعون۔ جب فرعون نے محسوس کیا کہ مومن کی گفتگو نہایت مدلل اور معقول ہے، تو سامعین پر سے اسکا اثر زائل کرنے کے لئے بول اٹھا ما اریکم الا ما اریٰ میں تو تمہیں اب بھی وہی مشورہ دیتا ہوں جو میری اپنی رائے ہے اور جسے میں صحیح سمجھتا ہوں اور جو میں پہلے تمہیں بتا چکا ہوں کہ موسیٰ کو قتل کئے بغیر یہ فتنہ فرد نہیں ہوگا۔ اور میں تمہیں بھلائی اور بہتری کی راہ ہی دکھا رہا ہوں۔ ای ما اشیر علیکم الا الذی اراہ واستصوبہ من قتلہ یعنی لا استصوب الا قتلہ (ابو السعود، بحر، روح واللفظ لہ)

ف۴۰ وقال الذی اٰمن۔ فرعون کی گفتگو کے بعد اس مومن نے پھر سب کو خطاب کرکے ناصحانہ انداز میں کہنا شروع کیا۔ اے میری قوم! اگر تم اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب اور ان کی ایذاء کے درپے رہے، تو مجھے ڈر ہے کہ تم پر اسی طرح کا قہر و غضب عذاب کی شکل میں نازل ہو جس طرح گذشتہ امتوں مثلاً قوم نوح، عاد، ثمود اور ان کے بعد کی قوموں کے سرکشوں پر نازل ہوا اور ان کو دیکھتے ہی دیکھتے تہس نہس کرکے رکھ دیا۔ گذشتہ امتوں کے ان سرکشوں سے اللہ تعالیٰ نے جو سلوک فرمایا وہ ظلم نہیں تھا۔ وہ مستحق ہی اس عذاب کے تھے۔ ظلم کرنا تو درکنار، اللہ تعالیٰ تو بندوں پر ظلم کرنے کا ارادہ بھی نہیں فرماتا۔ امم سابقہ کے پاس اللہ تعالیٰ نے آیات بینات کیساتھ اپنے پیغمبر بھیجے، انہوں نے ان کی تکذیب کی اور ان سے جدال و قتال پر آمادہ ہو گئے، اس لئے انھیں دنیا ہی میں کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں وما اللہ یرید ظلما للعباد ادخال الٰہی ہے اور اس میں اس شبہے کا ازالہ کیا گیا ہے کہ ان اقوام کو اس کثرت تعداد کے باوجود ہلاک کرنا ظلم نہیں تھا؟

ف۴۱ ویٰقوم انی اخاف۔ پہلے انھیں دنیوی عذاب سے ڈرایا، اب اخروی عذاب سے ڈراتا ہے۔ یوم التناد ایک دوسرے کو پکارنے کا دن، مراد قیامت کا دن ہے۔ قیامت کے دن وہ ایک دوسرے کو مدد کے لئے پکاریں گے۔ دوسرا یوم، پہلے یوم سے بدل ہے۔ مومن نے کہا: اے میری قوم! دنیا میں ہلاکت و بربادی اور ذلت و رسوائی کے علاوہ مجھے تمہارے لئے قیامت کے دن کے عذاب کا بھی ڈر ہے، جب تم ایک دوسرے کو مدد کے لئے بلاؤ گے، لیکن کوئی کسی کی نہ سنیگا اور نہ کوئی کسی کی مدد کر سکیگا اس دن تم عذاب کو دیکھ کر بھاگنے کی کوشش کروگے تاکہ عذاب سے بچ سکو، لیکن بھاگ کر عذاب سے اپنی جان نہیں بچا سکو گے۔ اس دن میں کوئی بھی تمہیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکیگا۔ وہاں نہ کوئی تدبیر چل سکے گی، نہ کوئی سفارش ہی کام آئیگا۔ ومن یضلل اللہ الخ ضد و عناد کی وجہ سے تکذیب و انکار پر ڈٹ چکے ہو، اس لئے میری مدلل اور ناصحانہ تقریر تم پر اثر انداز ہو کر تمہیں راہ راست پر نہیں لا سکتی، کیونکہ منکرین کے ضد و عناد کی وجہ سے جب اللہ تعالیٰ انھیں قبول حق کی توفیق سے محروم کر دے تو پھر انھیں کوئی بھی راہ راست پر نہیں لا سکتا۔ یہ الفاظ مومن نے ان کے ایمان اور قبول نصیحت سے مایوس ہو کر کہے۔ ولما یئس المؤمن من قبولھا قال ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد (بحر ج ۷، ص ۴۶۴)

ف۴۲ ولقد جاءکم یوسف۔ اب مومن نے اپنی قوم کو ان کی گذشتہ بداعمالیوں پر کوسنا شروع کیا۔ فرمایا: موسیٰ علیہ السلام سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام بھی اسی ملک مصر میں دلائل و معجزات کے ساتھ تمہارے پاس آچکے ہیں، تو اس وقت بھی تم ان کی رسالت اور اللہ کی وحدانیت کے بارے میں شکوک و شبہات کی بیماری میں مبتلا رہے اور تم نے ان کو نہ مانا۔ یہاں تک کہ جب ان کی وفات ہو گئی تو تم ان کی نبوت کے تو تم پہلے ہی سے قائل نہ تھے، لیکن ان کی وفات کے بعد تم نے صاف صاف کہنا شروع کر دیا کہ ہمیشہ کے لئے یہ جھگڑا ختم ہو گیا۔ کذلک الخ کاف بمعنی لام تعلیلیہ ہے؛ اسی وجہ سے یعنی اللہ کی توحید میں شک کرنے کی وجہ سے حد سے گذرنے والوں اور شک میں پڑنے والوں کو ھدایت نہیں دیتا گمراہی میں ڈالے رکھتا ہے۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ۔

ف۴۳ الذین یجادلون۔ جو محض ضد و عناد کی وجہ سے دلیل و حجت کے بغیر ہی اللہ کی آیتوں میں جدال اور جھگڑا کرتے رہتے ہیں۔ کبر مقتا الخ یہ بات یعنی اللہ کی توحید اور اسکی آیتوں میں جھگڑنا اللہ تعالیٰ اور ایمان والوں کے نزدیک نہایت ہی ممقوت و مبغوض اور قابل مذمت فعل ہے۔ کذلک ای لذلک یعنی مبدأ توحید (آیات الٰہی) میں جدال و نزاع کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہر مغرور اور جابر کے دل پر مہر جباریت ثبت کر دیتا ہے، چونکہ وہ حق جوئی کے جذبے سے عاری اور ضد پر قائم ہوتے ہیں، اس لئے انہیں ھدایت قبول کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔ جب آدمی توحید کے دلائل واضحہ اور آیات بینات دیکھ کر پھر بھی شک میں رہا، تو یہ شک اسکی گمراہی کا سبب بنیگا۔ گمراہی کے بعد اگر

مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ
کوئی نہیں تمکو اللہ سے بچانے والا اور جسکو غلطی میں ڈالے اللہ تو کوئی نہیں اسکو
مِنْ هَادٍ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ
سمجھانے والا ف۱ اور ۴۳ تمہارے پاس آچکا ہے یوسف اس سے پہلے کھلی باتیں لے کر
فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۖ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ
پھر تم رہے دھوکے ہی میں اُن چیزوں سے جو وہ تمہارے پاس لیکر آیا یہانتک کہ جب مر گیا
قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۚ كَذٰلِكَ يُضِلُّ
لگے کہنے ہرگز نہ بھیجے گا اللہ اس کے بعد کوئی رسول اسی طرح بھٹکاتا ہے
اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ﴿٣٤﴾ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ
اللہ اسکو جو ہو بے باک شک کرنے والا ف۲ وہ جو کہ ۴۳ جھگڑتے ہیں
اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَ
اللہ کی باتوں میں بغیر کسی سند کے جو پہنچی ہو ان کو بڑی بیزاری ہے اللہ کے یہاں اور
عِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ
ایمانداروں کے یہاں اسی طرح مہر کردیتا ہے اللہ ہر دل پر
مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿٣٥﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا
غرور والے سرکش کے اور بولا ۴۴ فرعون کہ اے ہامان بنا میرے واسطے ایک محل
لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿٣٦﴾ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى
شاید میں جا پہنچوں رستوں میں رستوں میں آسمانوں کے پھر جھانک کر دیکھوں
اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ
موسٰے کے معبود کو اور میری اٹکل میں تو وہ جھوٹا ہے ۴۵ اور اسی طرح بھلے دکھلائے فرعون کو
سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا
اسکے بُرے کام اور روک دیا گیا سیدھی راہ سے اور جو داؤ تھا فرعون کا سو

آیات بینات میں نیک نیتی سے غور و فکر کرنے کے بجائے کجروی اور جدال کرنے لگا، تو شقاوت کی انتہا، کو پہنچ جائے گا اور اس کے دل پر مہر جباریت لگ جائے گی۔ یہاں ان چاروں منزلوں کو اسی ترتیب سے ذکر کیا گیا ہے: (۱) شک! (۲) شک کے بعد ضلال۔ گمراہی (۳) ضلال کے بعد جدال اور (۴) جدال کے بعد طبع۔ یعنی مہر جباریت۔ ۴۴ وقال فرعون۔ فرعون کو اندیشہ ہوا کہ مبادا مومن کے کلام کر قوم متاثر ہو جائے، اس لئے اس نے قوم کو دوسری طرف مشغول کرنے کے لئے اپنے وزیر ھامان کو حکم دیا کہ ایک نہایت ہی بلند مینار تعمیر کرائے تاکہ وہ اس پر چڑھ کر موسیٰ کے خدا کو دیکھے تو سہی جس کی عبادت کی وہ دعوت دیتا ہے۔ لیکن یاد رکھو یہ صرف تمہارے اطمینان کے لئے ہے ویسے مجھے تو اپنی جگہ یقین ہے کہ موسےٰ اپنے اس دعوےٰ میں جھوٹا ہے کہ میرے سوا کوئی اور بھی الٰہ ہے (العیاذ باللہ) یہاں ظن بمعنی یقین ہے۔ ان الظن بمعنی الیقین ای وانا (تیقن) انہ کاذب وانما اقول ما اقولہ لازالۃ الشبھۃ عمن لا یتیقن ما اتیقنہ (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۱۵)۔

۴۵ وکذلک زین۔ یوں فرعون کے لئے اس کے مشرکانہ اعمال اور اس کی متکبرانہ حرکات اس کی نگاہوں میں مزین کر دی گئیں۔ اور اسے راہ راست پر آنے سے روک دیا گیا۔ یعنی اس کے ضد و عناد کی وجہ سے اسے قبول حق کی توفیق سے محروم کر دیا گیا۔ وما کید فرعون الخ یہ ادخال الٰہی ہے۔ فرعون کی ہر چال اور اس کا ہر فریب بیکار اور رائیگاں تھا۔ وہ کسی تدبیر سے بھی اپنے کو سوء عاقبت سے نہ بچا سکا۔ آخر لاؤ لشکر سمیت غرق ہو کر رہا۔

موضح قرآن ف۱ حضرت یوسف کی زندگی میں قائل نہ ہوئے بعد انکی موت کے جب مصر کی سلطنت کا بندوبست بگڑ گیا تو کہنے لگے یوسف کا قدم اس شہر پر کیا مبارک تھا ایسا نبی کوئی نہ ہوگا یا وہ انکار رہا یہ اقرار یہی زیادہ گوئی کم

ف۴۶ و قال الذی امن - مرد مومن نے کہا:- میرے بھائیو! میری بات مان لو، میں تمہیں ٹھیک اور سیدھی راہ بتا رہا ہوں - یٰقوم - میری قوم! یہ دنیا کی زندگی تو محض چندروزہ نفع کی چیز ہے اور دائمی گھر اور ہمیشہ رہنے کی جگہ تو دار آخرت ہے، اس لئے تم دنیا کے چندروزہ اور فانی منافع کی خاطر آخرت کی دائمی خوشحال زندگی کو قربان نہ کرو۔ آخرت کی دائمی زندگی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تم موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آؤ اور نیک کام کرو۔ من عمل سیئۃ جو شخص بُرے کام کرے گا۔ اس کو اس کے گناہوں سے زیادہ سزا نہیں ملیگی، لیکن جس مرد یا عورت نے ایمان لاکر نیک کام کئے۔ اللہ کی توحید کو اور تمام بنیادی عقائد کو مانا اور اس کے مطابق اعمال صالحہ بجالائے تو وہ جنت میں داخل ہونگے

ع ۴ ۹

فِیْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾ وَ قَالَ الَّذِیْۤ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ

تباہ ہونے کے واسطے اور کہا ف۴۶ اس ایمان دار نے اے قوم راہ چلو میری پہنچادوں تم کو

سَبِیْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾ یٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا

نیکی کی راہ پر اے میری قوم یہ جو زندگی ہے دنیا کی سو

مَتَاعٌ٘ وَّ اِنَّ الْاٰخِرَةَ هِیَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ

کچھ برت لینا ہے اور وہ گھر جو پچھلا ہے وہی ہے جم کر رہنے کا گھر جسنے کی ہے

سَیِّئَةً فَلَا یُجْزٰۤی اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ

برائی تو وہی بدلہ پائے گا اس کے برابر اور جس نے کی ہے بھلائی

ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتا ہو سو وہ لوگ جائیں گے بہشت میں

یُرْزَقُوْنَ فِیْهَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَ یٰقَوْمِ مَا لِیْۤ اَدْعُوْكُمْ

روزی پائیں گے وہاں بے شمار اور اے قوم ف۴۷ مجھ کو کیا ہوا ہے بلاتا ہوں تم کو

اِلَی النَّجٰوةِ وَ تَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَی النَّارِ ﴿۴۱﴾ تَدْعُوْنَنِیْ لِاَكْفُرَ

نجات کی طرف اور تم بلاتے ہو مجھ کو آگ کی طرف ف۱ تم بلاتے ہو مجھ کو کہ منکر ہو جاؤں

بِاللّٰهِ وَ اُشْرِكَ بِهٖ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ٘ وَّ اَنَا اَدْعُوْكُمْ

اللہ سے اور شریک ٹھہراؤں اسکا اس کو جس کی مجھ کو خبر نہیں اور میں بلاتا ہوں تمکو

اِلَی الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ

اس زبردست گناہ بخشنے والے کی طرف آپ ہی ظاہر ہے ف۴۸ کہ جس کی طرف تم مجھ کو بلاتے ہو

لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَا فِی الْاٰخِرَةِ وَ اَنَّ مَرَدَّنَاۤ

اُس کا بلاوا کہیں نہیں دنیا میں اور نہ آخرت میں اور یہ کہ ہمکو پھر جانا ہے

اِلَی اللّٰهِ وَ اَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ

اللہ کے پاس اور یہ کہ زیادتی والے وہی ہیں دوزخ کے لوگ ف۴۹ سو آگے یاد کروگے

النصف

اور وہاں انھیں ہر نعمت محض اللہ کے فضل سے بلا حساب اور ناپ تول کے بغیر ملیگی۔ جنت میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ہمارے اعمال سے کوئی نسبت نہ ہوگی، اعمال کے مقابلے میں نعیم جنت کئی گنا زیادہ ہوں گی۔ ای بغیر تقدیر و موازنۃ بالعمل بل اضعافا مضاعفۃ فضلا من اللہ عز وجل و رحمۃ (ابوالسعود ج ۷ ص ۳۲۵)

ف۴۷ ویٰقوم مالی۔ میرے بھائیو! یہ کیا ہے کہ میں تو تمہیں نجات کے راستے کی طرف بلاتا ہوں، لیکن تم مجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہو میں تمہیں توحید کی دعوت دے رہا ہوں، جو عذاب جہنم سے نجات پانے کا ذریعہ ہے اور تم مجھے کفر و شرک کی طرف بلاتے ہو جو عذاب دوزخ کا موجب ہے۔ تدعوننی لاکفر باللہ الخ یہ ماقبل کی تفسیر ہے و اشرک میں واؤ تفسیریہ ہے۔ بہ ای بمعبودیتہ (جلالین) تم مجھے دعوت دے رہے ہو کہ میں اس کو خدا کا شریک بناؤں جس کے معبود ہونے کی میرے پاس (بلکہ تمہارے پاس بھی) کوئی دلیل نہیں، لیکن میں اس خدائے عزیز و غفار کی توحید کی طرف بلا رہا ہوں جو سرکشوں سے انتقام لینے پر قادر ہے اور ایمان والوں پر نہایت مہربان ہے اور ان کی لغزشوں سے درگذر فرماتا ہے۔

ف۴۸ لاجرم - یہ یقینی اور قطعی بات ہے کہ جن خودساختہ معبودوں کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو وہ پکار جانے کے قابل نہ دنیا میں ہیں نہ آخرت میں۔ وہ نہ تو دنیا میں کسی کی فریاد پکار سن سکتے ہیں اور نہ آخرت میں کسی کے کام آ سکیں گے اور یقیناً ہم سب کو اللہ کی طرف لوٹنا ہے اور حد سے گذرنے والے (مشرکین) قطعاً جہنم کا ایندھن ہونگے اس لئے میں تمہاری بات مان کر کیوں جہنم میں اپنا ٹھکانا بناؤں؟ یعنی لیست لہ استجابۃ دعوۃ لاحد فی الدنیا ولا فی الاخرۃ (خازن ج ۶ ص ۸۰)۔ المسرفین، قال قتادۃ و ابن سیرین یعنی المشرکین (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۱۷)

ف۴۹ فستذکرون۔ اس مرد مومن نے آخر میں نہایت دلسوزی سے کہا:- آج تو تم میری باتوں کی پرواہ نہیں کر رہے ہو، لیکن جب دنیا میں یا آخرت میں تم پر اللہ کا عذاب آئیگا تو تم اس وقت میری باتوں کو یاد کروگے اور کہو گے کہ واقعی ہمارا بھائی سچ کہتا تھا، اس نے جو کچھ کہا وہ بالکل ٹھیک اور درست تھا۔ اچھا خدا حافظ! میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، وہ اپنے بندوں کو اچھی طرح دیکھ رہا ہے۔

موضح قرآن ف۱ اپنے اوپر دھر کر کہا اُن کو سُنایا۔

مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ
جو میں کہتا ہوں تم کو اور میں سونپتا ہوں اپنا کام اللہ کو بےشک اللہ کی نگاہ میں

بِالْعِبَادِ ۝۴۴ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ
ہیں بندے ۵۰ پھر بچا لیا موسیٰ کو اللہ نے بُرے داؤ سے جو کرتے تھے اور الٹ پڑا

فِرْعَوْنَ سُوْۗءُ الْعَذَابِ ۝۴۵ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا
فرعون والوں پر بُری طرح کا عذاب ۵۱ وہ آگ ہے کہ دکھلا دیتے ہیں انکو صبح

وَّعَشِـيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ
اور شام اور جس دن قائم ہوگی قیامت حکم ہوگا داخل کرو فرعون والوں کو

اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝۴۶ وَاِذْ يَتَحَاۗجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ
سخت سے سخت عذاب میں ف۱ اور جب ۵۲ آپس میں جھگڑینگے آگ کے اندر پھر کہیں گے

الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ
کمزور غرور کرنے والوں کو ہم تھے تمہارے تابع پھر کچھ

اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ۝۴۷ قَالَ الَّذِيْنَ
تم ہم پر سے اٹھا لو گے حصہ آگ کا کہیں گے جو

اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ
غرور کرتے تھے ہم سب ہی پڑے ہوئے ہیں اس میں بے شک اللہ فیصلہ کر چکا بندوں

الْعِبَادِ ۝۴۸ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ
میں ف۲ اور کہیں گے ۵۳ جو لوگ پڑے ہیں آگ میں دوزخ کے داروغوں کو

ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝۴۹ قَالُوْٓا
مانگو اپنے رب سے کہ ہم پر ہلکا کر دے ایک دن تھوڑا عذاب وہ بولے ع

اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ
کیا نہ آتے تھے تمہارے پاس تمہارے رسول کھلی نشانیاں لیکر کہیں گے کیوں نہیں

۵۰ فوقٰہ اللہ۔ مرد مومن کو یقین تھا کہ میری اس تقریر کے بعد یہ لوگ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے، اس لئے وہاں سے بھاگ نکلا اور پہاڑوں کا رُخ کیا، فرعون نے اس کے تعاقب میں ایک ہزار آدمی روانہ کیا، لیکن وہ اسے پکڑنے میں کامیاب نہ ہوسکے، کچھ تو وہاں پہاڑوں میں درندوں نے پھاڑ کھائے اور کچھ پیاس سے ہلاک ہوئے اور جو واپس آئے انھیں فرعون نے سولی دیدی، اسے شبہ ہوا کہ انہوں نے دیدہ دانستہ اسکو گرفتار نہیں کیا اور اسے چھوڑ کر واپس آگئے ہیں (مدارک، بحر) اس طرح اللہ تعالیٰ نے مرد مومن کو ان کے مکر و فریب سے بچا لیا اور قوم فرعون کے آدمیوں کو جو اس کے تعاقب میں نکلے تھے بُری طرح کے عذاب سے ہلاک کیا۔ یا آل فرعون سے قوم فرعون مع فرعون مراد ہے اور سوء العذاب سے عذاب غرق مراد ہے۔ ۵۱ النار یعرضون۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ اس میں عالم برزخ اور قیامت دونوں کے عذاب کا ذکر ہے۔ قوم فرعون کو ہلاکت اور غرق کے بعد عالم برزخ میں روزانہ صبح شام آگ کا عذاب دیا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہیگا۔ اور جب قیامت قائم ہوگی، تو حکم ہوگا کہ قوم فرعون کو اب اس پہلے سے بھی زیادہ سخت عذاب میں داخل کر دو۔ یہ آیت عذاب قبر (عالم برزخ) کے ثبوت پر نص صریح ہے اور تمام اہل سنت وجماعت عذاب قبر کے اثبات پر متفق ہیں۔ اس آیت میں دو عذابوں کا ذکر ہے ایک النار یعرضون الخ دوم ادخلوا آل فرعون الخ دونوں کے درمیان ویوم تقوم الساعۃ وارد ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ النار یعرضون الخ میں جس عذاب کا ذکر کیا گیا ہے، وہ قیام قیامت سے پہلے ہے۔ اور یہ عالم برزخ کے عذاب کے سوا اور کوئی نہیں۔ وھذہ الآیۃ دلیل علی عذاب القبر (مدارک) والجمھور علی ان ھذا العرض فی البرزخ۔۔۔ ھذہ الآیۃ تدل علی عذاب القبر فی الدنیا (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۱۹-۳۱۸) دل علی ان المراد النار یعرضون علیھا غدوا وعشیا قبل القیامۃ (جصاص ج ۳ ص ۴۷۳) ھذہ الآیۃ تدل علی عذاب القبر (جصاص ج ۳ ص ۴۷۳) ان ھذا العرض انما حصل بعد الموت وقبل یوم القیامۃ وذلک یدل علی اثبات عذاب القبر الخ (کبیر ج ۷ ص ۳۳۰) وھذہ الآیۃ اصل کبیر فی استدلال اھل السنۃ علی عذاب البرزخ فی القبور (ابن کثیر ج ۴ ص ۸۱) اور یہ عالم برزخ کا عذاب اجسام مثالیہ کی وساطت سے ارواح پر وارد ہوتا ہے چنانچہ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں آل فرعون کی روحوں کو سیاہ پرندوں کے اجواف میں داخل کرکے انہیں آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔ ارواح آل فرعون فی اجواف طیور سود یعرضون علی النار الخ (معالم۔ قرطبی۔ روح) اور یہ صُوَر مثالیہ ان کے اعمال کی اشکال سے پیدا کی جاتی ہیں۔ وھذہ الطیر صور تخلق لھم من صور اعمالھم (روح ج ۲۴ ص ۷۳) ۵۲ اذ یتحاجون۔ جب مشرک رہنما اور ان کے متبعین دوزخ میں داخل کردیئے جائینگے تو وہ آپس میں جھگڑینگے اور ہر فریق دوسرے کو الزام دے گا۔ ضعفاء یعنی کمزور اور زیردست لوگ جنہوں نے بڑوں اور راہنماؤں کے کہنے پر کفر و شرک اختیار کیا وہ اپنے ان پیشواؤں سے کہیں گے جنہوں نے از راہ استکبار توحید کو قبول نہیں کیا تھا اور عوام کو بھی توحید سے روکا تھا کہ ہم تمہارے ماتحت اور متبع تھے اور اسی کے نتیجے میں آج دوزخ میں پڑے ہیں تو کیا آج تم ہم سے عذاب میں کچھ تخفیف کرا سکتے ہو۔ قال الذین استکبروا تو وہ بڑے جواب دینگے کہ ہم تو خود اسی عذاب میں پڑے ہیں۔

تخویف اخروی

موضح قرآن ف۱ یہ عالم قبر کا حال ہے کافر کو اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اور قیامت کو اس میں بیٹھے گا اور مومن کو بہشت۔ ف۲ یعنی اب جگہ نہیں رہی کہ کوئی کسی کے کام آسکے۔

اگر ہم میں کچھ قدرت ہوتی تو خود ہی اس عذاب سے بچ جاتے اور اب تو اللہ تعالے نے اپنے بندوں میں فیصلہ فرما چکا ہے۔ اب اللہ تعالے کے اس قطعی اور حتمی فیصلہ کے بعد ہو ہی کیا سکتا ہے۔ ۵۳ و قال الذین فی النار۔ اہل جہنم اپنے مشرک سرداروں کی طرف سے مایوس کن جواب سنکر اور مشرک سردار اور پیشوا اپنے تمام حیلوں اور بہانوں کو ناکام پاکر سب جہنم پر متعین فرشتوں سے درخواست کرینگے کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں ان کے لئے سفارش کریں کہ ان کی سزا میں صرف ایک ہی دن کی کمی فرمادے۔ (وقال الذین فی النار) من الضعفاء و المستکبرین جمیعا لما ضاقت بھم الحیل وعیت بھم العلل (روح ج ۲۴ ص ۷۵) ۵۴ قالوا اولم تک۔ فرشتے تہدید و توبیخ کے طور پر ان سے کہیں گے کیا تمہارے پاس انبیاء علیہم السلام معجزات اور واضح دلائل لیکر نہیں آتے تھے؟ قالوا بلے جواب دینگے۔ کیوں نہیں، آتے تو تھے۔ انہوں نے ہمیں اللہ کے احکام سنائے۔ ماننے والوں کو جنت کی خوشخبری دی اور منکرین کو خدا کے عذاب سے ڈرایا۔ لیکن بدقسمتی سے ہم نے ان کی نہ سنی۔ قالوا فادعوا۔ اوقات دعا اور اسباب قبولیت کو تو تم نے دنیا میں ضائع کردیا اور تم وہاں متنبہ نہ ہوئے، تم ایسے لوگوں کے حق میں دعا کرنا ہمارے لئے تو ممکن نہیں۔ ہم نہ تمہارے لئے دعا کرسکتے ہیں، نہ تمہاری درخواست قبول کرسکتے ہیں، بلکہ ہم تو تم سے ہیں ہی بیزار۔ اس لئے تم خود ہی اللہ سے دعا مانگو لیکن یہ بھی سن لو کفار و مشرکین کی دعا رائیگاں جاتی ہے اور قبول نہیں ہوتی۔ (فادعوا) ای انتم لانفسکم فنحن لاندعوا لکم ولا نسمع منکم ولا نود خلاصکم ونحن منکم براء ثم نخبرکم انہ سواء دعوتم اولم تدعوا لایستجاب لکم ولا یخفف عنکم (ابن کثیر ج ۴ ص ۸۳) یا مطلب یہ ہے کہ اب اللہ کو پکارنے کی درخواست کرتے ہو اب بھی اپنے ان خود ساختہ معبودوں ہی کو پکارو جن کو دنیا میں مصائب و حاجات میں پکارا کرتے تھے۔ یہ انکی حسرت و ندامت میں مزید اضافہ کرنے کے لئے کہا جائیگا۔ ۵۵ انا لننصر رسلنا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے تسلی ہے۔ ہم اپنے پیغمبروں اور ایمان والوں کی دنیا میں مدد کرتے ہیں، دشمنوں کے ہاتھوں ہم انھیں ذلیل ہونے نہیں دیتے اور آخرت میں بھی انھیں بہترین جزا دینگے اور ان کو اعلیٰ درجات پر فائز کریں گے ویوم یقوم الاشھاد یہ علفتھا تبنا وماء باردا کے قبیل سے ہے۔ اور اصل میں ہے ونجزیھم جزاء حسنا یوم یقوم الاشھاد۔ قال الشیخ قدس سرہ یوم لا ینفع۔ یہ یوم یقوم سے بدل ہے۔ جس دن انبیا علیہم السلام، فرشتے اور دوسرے گواہ اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہونگے۔ وہاں پورا پورا انصاف ہوگا۔ اس دن مشرکین کا کوئی حیلہ و بہانہ کامیاب نہ ہوگا اور وہ اللہ کی رحمت سے دُور کردیئے جائیں گے اور انکا ٹھکانہ نہایت ہی بُرا ہوگا۔ یعنی جہنم۔ ۵۶ ولقد اتینا موسی۔ یہ دعوئے سورت پر دلیل نقلی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے۔ یعنی ہم نے موسیٰ کو تورات میں یہی پیغام ہدایت دیا تھا۔ اور بنی اسرائیل کے لئے اس کو دستور بنایا تھا کہ میرے سوا کسی کو کارساز نہ بنانا۔ جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۱ میں ارشاد فرمایا واتینا موسی الکتب وجعلنہ ھدی لبنی اسرائیل

ع ۵
۱۰

قَالُوا فَادْعُوا ۚ وَمَا دُعَاءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ (۵۰) اِنَّا
بولے پھر پکارو اور کچھ نہیں کافروں کا پکارنا مگر بھٹکنا ف ۱ ہم ۵۵
لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ
مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگانی میں اور جب
يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ (۵۱) يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ
کھڑے ہوں گے گواہ ف ۱ جس دن کام نہ آئیں منکروں کو اُن کے بہانے
وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ (۵۲) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى
اور ان کو پھٹکار ہے اور ان کے واسطے بُرا گھر اور ۵۶ ہم نے دی موسیٰ کو
الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ (۵۳) هُدًى وَّ
راہ کی سوجھ اور وارث کیا بنی اسرائیل کو کتاب کا سمجھانے اور
ذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ (۵۴) فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
سمجھانے والی عقلمندوں کو سو تو ٹھہرا رہ ۵۷ بیشک وعدہ اللہ کا
حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَ
ٹھیک ہے اور بخشوا اپنا گناہ اور پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں شام کو اور
الْاِبْكَارِ (۵۵) اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ
صبح کو ف ۲ جو ۵۸ لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں بغیر
سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ
کسی سند کے جو پہنچی ہو انکو اور کوئی بات نہیں انکے دلوں میں غرور ہے کہ کبھی نہ
بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (۵۶)
پہنچیں گے اس تک سو تو پناہ مانگ ۵۹ اللہ کی بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے ف ۳
لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَ
البتہ پیدا کرنا ۶۰ آسمانوں کا اور زمین کا بڑا ہے لوگوں کے بنانے سے ف ۴

ف ۱ دعوی سورت پر دلیل نقلی ۱۲

ف ۲ دوسری بار تسلی کا ذکر ۱۲

ف ۳ [illegible] دلیل ۱۲

موضح قرآن ف ۱ دوزخ کے فرشتے کہیں گے سفارش کرنا ہمارا کام نہیں ہے ہم تو عذاب پر مقرر ہیں سفارش کام ہے رسولوں کا رسولوں سے تو تم برخلاف ہی تھے ف ۲ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دن میں سو سو بار استغفار کرتے گناہ سے ہر بندے سے قصور ہے اسکے موافق ہر کسی کو ضرور ہے استغفار ف ۳ غرور یہ کہ اس پیغمبر سے ہم اوپر رہیں یہ ہونا نہیں۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی فرشتگان گواہی دہند ۱۲ ف ۲ یعنی اعادۃ الیشان ۱۲

ان لا تتخذوا من دونی وکیلا ٥ اور پھر بنی اسرائیل کو اس کتاب (تورات) کا وارث بنایا جو اس پیغام ہدایت (توحید) پر مشتمل اور اہلِ دانش اور اربابِ بصیرت کے لئے سراپا پند ونصیحت تھی۔

۵۷ فاصبر۔ یہ دوسری بار تسلی کا ذکر ہے۔ دعوتِ توحید کے سلسلے میں مشرکین کی طرف سے آپ کو تکلیفیں اور اذیتیں پہنچیں گی۔ آپ صبر و تحمل سے ان کو برداشت کریں، اللہ کا وعدہ برحق ہے وہ ضرور آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو مشرکین پر غالب فرمائے گا۔ لیکن یہ وعدہ اپنے وقت معین پر پورا ہوگا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم نے اسی پیغام توحید کی خاطر فرعون کے ہاتھوں مصیبتیں اٹھائیں۔ آخر اللہ نے ان کو غالب و منصور فرمایا اور فرعون اور اس کی قوم کو ان کی آنکھوں کے سامنے ذلیل و رسوا کرکے ہلاک کیا۔ آپ ان مصائب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اللہ کا پیغام پہنچاتے رہیں اور صبح شام شرک سے اللہ کی تنزیہ وتقدیس اور اس کی حمد وثنا میں مصروف رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے اور سب کچھ کرنے والا وہی ہے۔ اس سلسلے میں اگر آپ سے کوئی ایسی لغزش صادر ہو جائے جو اگرچہ فی نفسہٖ گناہ نہ ہو، لیکن آپ کی شانِ رفیع کے شایان بھی نہ ہو تو اس کے لئے اللہ سے بخشش کی دعا مانگیں اور اس کی تلافی کی کوشش فرمائیں (واستغفر لذنبك) اقبل علی امر الدین وتلاف ما ربما یفرط مما یعد بالنسبة الیك ذنبا وان لم یکنه (روح ج ۲۴ ص ۷۷)

۵۸ ان الذین یجادلون۔ یہ مجادلہ اور کٹ حجتی کرنے والوں پر زجر ہے۔ جو لوگ اللہ کی آیتوں میں دلیل و حجت کے بغیر جھگڑتے ہیں، وہ محض ضدی اور معاند ہیں۔ اصل میں ان کے دلوں میں کبر و غرور ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اگر وہ پیغمبر علیہ السلام کو مان لیں تو انہیں متبع اور فرمانبردار بننا پڑیگا اور اس طرح ان کی سرداری اور بڑائی جاتی رہے گی۔ لیکن اگر پیغمبر (علیہ السلام) کو نہ مانیں تو ان کی عظمت و ریاست قائم رہیگی۔ فرمایا ان کا یہ خیال خام ہے پیغمبر علیہ السلام کی مخالفت و عداوت سے وہ اپنی بڑائی اور عظمت کو قائم نہیں رکھ سکیں گے۔ ہم ان کی اس آرزو کو خاک میں ملا دیں گے اور دنیا میں ان کو ذلیل و رسوا کر دیں گے۔ ھٰؤلاء قوم رأوا انھم ان اتبعوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قل ارتفاعھم ونقصت احوالھم وانھم یرتفعون اذا لم یکونوا تبعا، فاعلم اللہ عز وجل انھم لا یبلغون الارتفاع الذی املوہ بالتکذیب (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۲۴)

۵۹ فاستعذ باللہ۔ آپ ان معاندین کی شرارتوں اور کج بحثیوں پر برافروختہ نہ ہوں، بلکہ صبر و تحمل سے کام لیں، اگر کسی وقت بتقاضائے بشریت طبیعت میں تیزی آ جائے تو آپ اس سے اللہ کی پناہ مانگیں قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ یا مطلب یہ ہے کہ ان حُساد اور معاندین کے مکر و فریب سے اللہ کی پناہ مانگیں کیونکہ وہی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ وہ معاندین کے جدال و خصام سے بھی باخبر ہے اور آپ کے حال سے بھی۔ ہر ایک کو اس کے حال کے مطابق جزاء وسزا دے گا۔ انہ ھو السمیع البصیرO یہ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی اسی سے پناہ اس لئے مانگیں کہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا وہی ہے۔

۶۰ لخلق السمٰوٰت۔ یہ ثبوت قیامت پر دلیل انی ہے۔ النار یعرضون علیھا الخ میں تخویف اخروی کا ذکر تھا۔ اور تخویف اخروی تب ہی ہوسکتی ہے کہ قیامت آئے، اس لئے یہاں قیامِ قیامت پر دلیل ذکر کی گئی۔ یہ مجادلین اور معاندین جنہیں تعداد میں اکثریت حاصل ہے اتنا بھی نہیں سوچتے کہ زمین و آسمان کو پیدا کرنا انسانوں کے پیدا کرنے سے کہیں زیادہ بڑا کام ہے، تو جس قادرِ مطلق نے زمین و آسمان کو پیدا کر لیا۔ جیسا کہ تمام مشرکین کا بھی ایمان ہے۔ اس کے لئے انسانوں کو دوبارہ پیدا کر لینا کون مشکل کام ہے وما یستوی الاعمٰی والبصیر۔ یہ ثبوت قیامت پر دلیل لمی ہے۔ اندھا (کافر) جو دلائل قدرت اور آیاتِ توحید کو نہیں دیکھتا اور ان میں غور و فکر نہیں کرتا اور بصیر (مومن) جو آیاتِ قدرت اور دلائل وحدانیت کو دیکھتا اور ان کو مانتا ہے یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے، بعنوانِ دیگر مومن صالح اور کافر بدکار باہم یکساں نہیں ہیں۔ اول الذکر اللہ کی طرف سے ثوابِ جزیل اور اجرِ عظیم کے مستحق ہیں جبکہ آخر الذکر عقاب شدید اور عذاب الیم کے مستحق ہیں۔ لیکن یہ جزاء و سزا دنیا میں تو ظاہر نہیں ہوتی۔ اس لئے لامحالہ اس دنیا کی زندگی کے بعد کوئی ایسا وقت ہونا چاہیئے جس میں مومن و کافر کی جزاء و سزا کماحقہ ظاہر ہو، اسی کا نام دار آخرت ہے۔

۶۱ ان الساعة۔ یہ ثبوتِ قیامت کا دعویٰ ہے۔ قیامت لامحالہ آنے والی ہے، اس کے آنے میں کوئی شک نہیں لیکن اس کے باوجود اکثر لوگ یعنی کفار ایسی یقینی اور قطعی چیز کا بھی انکار کرتے ہیں۔

۶۲ وقال ربکم۔ یہ دعوائے سورت کا دوسری بار ذکر ہے، تمہارے پروردگار کا اعلانِ عام ہے میرے بندو! مصائب و حاجات میں ما فوق الاسباب صرف مجھے ہی پکارو، اگر میں چاہوں گا تو تمہاری دعا کو قبول کر لوں گا۔ استجب لکم ان شئت۔ جیسا کہ دوسری جگہ ہے عجلنا لہ فیھا ما نشآء لمن نرید (بنی اسرائیل ع ۲) نیز فرمایا فیکشف ما تدعون الیہ ان شآء (انعام ع ۴) یا مطلب یہ ہوگا کہ تم مجھے پکارو، تمہاری دعائیں قبول کرنے کی طاقت مجھ ہی میں ہے میرے سوا کوئی دعا اور پکار کو نہ سن سکتا ہے، نہ قبول کر سکتا ہے۔ ان الذین یستکبرون جو لوگ صرف مجھے

ہی پکارنے سے استکبار کرتے ہیں، صرف مجھے ہی پکارنے پر اکتفا نہیں کرتے اور میرے سوا اوروں کو بھی پکارتے ہیں وہ لامحالہ ذلیل و رسوا ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ عبادت کے معنی یہاں دعا اور پکار کے ہیں کیونکہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ عن عبادتی عن دعائی والدعاء مخ العبادۃ (جامع البیان ص ۴۰۷) ای عن دعائی وتوحیدی (ابن کثیر ج ۴ ص ۸۶) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان الدعاء ھو العبادۃ اس کے بعد آپ نے بطور استدلال یہی آیت تلاوت فرمائی وقال ربکم ادعونی (الآیۃ) اس حدیث کی ائمہ حدیث وتفسیر ابن جریر، ابو داؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم نے تخریج کی ہے

لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى
لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے ف۱ اور برابر نہیں اندھا
وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا
اور آنکھوں والا اور نہ ایماندار جو بھلے کام کرتے ہیں اور نہ
الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ
بدکار تم بہت کم سوچ کرتے ہو ف۲ ۶۱ تحقیق قیامت آنی ہے
لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ
اس میں دھوکا نہیں ولیکن بہت لوگ نہیں مانتے اور کہتا ہے
رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ
۶۲ تمہارا رب مجھ کو پکارو کہ پہنچوں تمہاری پکار کو بے شک جو لوگ تکبر کرتے ہیں
عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ اَللّٰهُ
میری بندگی سے اب داخل ہوں گے دوزخ میں ذلیل ہو کر ف۳ اللہ ہے
الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ
جس نے ۶۳ بنایا تمہارے واسطے رات کو کہ اس میں چین پکڑو اور دن بنایا دیکھنے کا
اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
اللہ تو فضل والا ہے لوگوں پر اور لیکن بہت
النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ
لوگ حق نہیں مانتے وہ اللہ ہے رب تمہارا ہر
كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾ كَذٰلِكَ
چیز بنانے والا کسی کی بندگی نہیں اسکے سوائے پھر کہاں سے پھرے جاتے ہو اسی طرح
يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَللّٰهُ
پھرے جاتے ہیں جو لوگ کہ اللہ کی باتوں سے منکر ہوتے رہتے ہیں اللہ ۶۴ ہے

ع ۶ / ۱۰

(ابن کثیر) اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الدعاء مخ العبادۃ (خازن ج ۶ ص ۱۰۱ بحوالہ ترمذی) دعاء عبادت کا مغز ہے اور اسکا اعلیٰ ترین فرد ہے ۶۳ اللہ الذی جعل۔ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی نے رات کو تمہارے آرام کے لئے تاریک اور دن کو تمہارے کام کاج کے لئے روشن بنایا۔ بیشک اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان اور متفضل ہے، لیکن اکثر لوگ اس کے انعامات کا شکر ادا نہیں کرتے۔ ذلکم اللہ ربکم الخ یہ دلیل کا نتیجہ و ثمرہ ہے۔ یہ اللہ جو صفات بالا سے متصف ہے، نظام شمسی (نظام کائنات) جس کے ہاتھ میں ہے وہی تمہارا رب ہے ہر چیز کا خالق، لہٰذا اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، بس صرف اسی کی عبادت کرو اور مصائب و حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے ایسے روشن دلائل کے باوجود تم کدھر الٹے جا رہے ہو، تمہاری عقل و فکر کو کیا ہو گیا ہے۔ اللہ کے سوا ایسوں کو معبود اور کارساز ٹھہرا رکھا ہے جو بالکل عاجز ہیں۔ فکیف ومن ای جھۃ تصرفون من عبادتہ سبحانہ الی عبادۃ غیرہ عزوجل۔ (روح ج ۲۴ ص ۴۷) کذلک یؤفک الخ جو لوگ محض ضد و عناد کی وجہ سے اللہ کی آیتوں کا انکار کریں اور انصاف سے ان میں غور و فکر نہ کریں انکی عقل اسی طرح ماری جاتی ہے اور وہ سیدھی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ای کل من جحد بایات اللہ ولم یتأملھا ولم یطلب الحق افک کما افکوا (مدارک ج ۴ ص ۶۴) ۶۴ اللہ الذی۔ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی نے تمہارے لئے زمین کو جائے قرار اور آسمان کو چھت بنا دیا اور تمہیں نہایت ہی حسین و جمیل شکل و صورت میں پیدا فرمایا اور پھر نہایت عمدہ اور پاکیزہ چیزوں سے تمہیں روزی عطا فرمائی۔ ذلکم اللہ ربکم یہ دلیل ثانی کا ثمرہ ہے۔ یہ اللہ جو صفات بالا سے متصف ہے وہی تمہارا رب اور کارساز ہے۔ کیسا عالیشان ہے وہ اللہ برکات دہندہ، جگ داتا، سارے جہانوں کا پروردگار۔ ھو الحی الخ اس کے علاوہ وہ زندہ جاوید ہے اس پر کبھی موت نہیں آئیگی، اس کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ فادعوہ مخلصین لہ الدین یہ تیسری بار دعوائے سورت کا ذکر ہے۔ فاء فصیحہ ہے۔ جب وہ زندہ جاوید ہے اور اس کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں تو پھر مصائب و حاجات میں صرف اسی کو پکارو اور

ربط: ثبوت قیامت پر دلیل نقلی ۱۲

۲: دعویٰ ثبوت قیامت ۱۲

۳: ذکر دعویٰ بار دوم ۱۲

۴: توحید پر پہلی دلیل عقلی ۱۲

۵: ثمرہ دلیل اول ۱۲

۶: دوسری عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی دوسری بار پیدا ہونا محال جانتے ہیں ف۲ یعنے ایک دن چاہیئے کہ ان کا فرق کھلے۔ ف۳ بندگی کی شرط ہے اپنے رب سے مانگنا نہ مانگنا غرور ہے۔ اگر دنیا نہ مانگے تو مغفرت ہی مانگے اور اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پکار کو پہنچتا ہے سو برحق بات ہے مگر یہ نہیں کہ ہر بندے کی ہر دعا قبول کرے اپنی مرضی کے موافق مالک ہے اپنی خوشی کرتا ہے۔

اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ کرو الحمد للّٰہ رب العالمین ، یہ ماقبل کی دلیل ہے صرف اسی کو پکارو، اس لئے کہ تمام صفات کارسازی اسی کے ساتھ مختص ہیں اور وہ سارے جہانوں کا پروردگار اور مربّی ہے۔ یہانتک سورت کا پہلا حصّہ ختم ہوا۔

دوسرا حصّہ

۶۵ قل انی نھیت۔ یہاں سے سورت کا دوسرا حصّہ شروع ہوتا ہے۔ اس حصّے میں پہلے حصّے کے مضامین کا اعادہ کیا گیا ہے۔ اس آیت میں دلیل وحی کا اعادہ ہے۔ میرے پروردگار نے مجھ پر وحی کے ذریعے سے آیات بینات اور دلائل و براہین نازل فرما کر مجھے روک دیا ہے کہ میں ان معبودانِ باطلہ کی عبادت کروں اور ان کو پکاروں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ نیز مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العالمین کا فرمانبردار بندہ رہوں اور اس کے سوا کسی کو نہ پکاروں ۶۶ و ھوالذی خلقکم۔ یہ دلیل عقلی کا اعادہ ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ ہی ہے جس نے تمہارے باپ آدم کو مٹی سے پیدا فرمایا پھر نطفے سے اس کی نسل کا سلسلہ شروع کیا، نطفے کو رحم مادر میں محض اپنی قدرت سے گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں تبدیل کردیا، پھر اس سے کامل الخلقت بچّہ پیدا کیا، پھر تمہیں زندگی عطا کی یہانتک کہ تم جوانی کو پہنچے پھر مزید زندگی عطا فرمائی یہانتک کہ تم بڑھاپے کو پہنچ گئے۔ لتبلغوا اور لتکونوا دونوں سے پہلے یبقیکم مقدر ہے (مدارک) تم میں سے کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو جوانی یا بڑھاپے سے پہلے ہی موت کا جام پی لیتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے کرتا ہے تاکہ تم اپنے معین وقت (اجل موت) تک پہنچ جاؤ اور اس کے کمال قدرت میں غور و فکر کرکے اس کی ربوبیت اور اس کی وحدانیت کو سمجھ جاؤ۔ ھو الذی یحیی ویمیت جیسے زندگی اس کے ہاتھ میں ہے اسی طرح موت بھی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے، بلکہ سارا نظام کائنات ہی اس کے زیر تصرف ہے۔ اس کے لئے کوئی کام مشکل نہیں، وہ جس کام کا فیصلہ فرما لیتا ہے، اس کے سرانجام ہونے کے لئے اس کا ارادہ ہی کافی ہوتا ہے۔ ادھر ارادہ فرمایا، اُدھر کام مکمل ہوگیا۔ بس یہی قادر مطلق اور متصرف علے الاطلاق تم سب کا معبود اور کارساز ہے، اس کے سوا کسی کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔

ل ثمرہ دلیل دوم ۱۲

س ذکر دعویٰ بار سوم ۱۲

ع اعادہ دلیل وحی ۱۲

م اعادہ دلیل عقلی ۱۲

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّ

جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو عمارت اور

صَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ وَرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ

صورت بنائی تمہاری تو اچھی بنائیں صورتیں تمہاری اور روزی دی تمکو ستھری چیزوں سے

ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۴﴾ ھُوَ الْحَیُّ

وہ اللہ ہے رب تمہارا سو بڑی برکت ہے اللہ کی جو رب ہے سارے جہان کا ف وہ وہی ہے زندہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ

ہے کسی کی بندگی نہیں اسکے سوائے سو اسکو پکارو خالص کر کر اس کی بندگی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۵﴾ قُلْ اِنِّیْ نُھِیْتُ اَنْ

سب خوبی اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا تو کہہ ۶۵ مجھ کو منع کر دیا کہ

اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَمَّا جَآءَنِیَ

پوجوں ان کو جن کو تم پکارتے ہو سوائے اللہ کے جب پہنچ چکیں میرے پاس

الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ

کھلی نشانیاں میرے رب سے اور مجھ کو حکم ہوا کہ تابع رہوں جہان کے پروردگار

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۶﴾ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ

کا وہی ہے ۶۶ جس نے بنایا تم کو خاک سے پھر

مِنْ نُّطْفَۃٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَۃٍ ثُمَّ یُخْرِجُکُمْ طِفْلًا

پانی کی بوند سے پھر خون جمے ہوئے سے پھر تم کو نکالتا ہے بچہ

ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّکُمْ ثُمَّ لِتَکُوْنُوْا شُیُوْخًا وَ

پھر جب تک کہ پہنچو اپنے پورے زور کو پھر جب تک کہ ہو جاؤ بوڑھے اور

مِنْکُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰی مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّی

کوئی تم میں ایسا ہے کہ مرجاتا ہے پہلے اس سے اور جب تک کہ پہنچو لکھے وعدے کو

موضح قرآن

ف سب جانوروں سے انسان کی صورت بہتر اور روزی ستھری ہے۔

٦٧ؐ الم تر الی الذین - یہ مجادلین پر زجر کا اعادہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معاندین کے قابل تعجب رویے کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہے۔ ان ضدی لوگوں کا حال بھی عجیب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیاتِ بیّنات میں خواہ مخواہ کٹ حجتی اور جدال کرتے ہیں، حالانکہ یہ آیات ایسی واضح اور روشن ہیں کہ ان میں غور و فکر ان کو دولتِ ایمان و ایقان تک پہنچا دے اور بے معنی جدال و نزاع سے انھیں روک دے، لیکن اس کے باوجود کس طرح وہ ہدایت سے پھیرے جا رہے ہیں ٦٨ؐ الذین کذبوا بالکتب۔ یہاں سے لیکر فبئس مثوی المتکبرین تک تخویف اخروی کا اعادہ ہے۔ الذین کذبوا - الذین یجادلون سے بدل ہے۔ یا اسکی صفت ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی کتاب کو جھٹلایا اور خاص طور سے اس مسئلہ توحید کا انکار کیا جس کی تبلیغ کے لئے ہم نے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کو بھیجا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون ٥ (الانبیاء ع ٢) ان لوگوں کو تکذیب و انکار اور جدال و خصام کے انجام بد کا اس وقت خوب پتہ چلیگا جب قیامت کے دن ان کی گردنوں میں طوق اور ان کے پاؤں میں بیڑیاں ہوں گی اور انھیں بھڑکتی آگ میں جھونک دیا جائیگا۔ الاغلال، غل کی جمع ہے یعنی گلے کا طوق اور السلاسل، سلسلۃ، کی جمع ہے یعنی بیڑی جو قیدیوں کے پاؤں میں ڈالی جاتی ہے اس لئے یہاں والسلسل کی خبر محذوف ہے اور یہ علفتہا تبنا وماء باردا کے قبیل سے ہے اصل میں تھا اذ الاغلل فی اعناقہم والسلاسل فی ارجلہم (جلالین) کیونکہ بیڑیاں پاؤں میں ڈالی جاتی ہیں ٦٩ؐ ثم قیل لہم تحسیر و توبیخ کے طور پر فرشتے ان سے کہیں گے کہ آج کہاں ہیں تمہارے کارساز اور شفعاء (سفارشی) جن کو تم اللہ کی الوہیت میں شریک کیا کرتے تھے؟ آج ان کو بلاؤنا تاکہ تمہیں جہنم کے عذاب سے بچائیں۔ قالوا ضلوا عنا فوری طور پر جواب دینگے کہ جی آج تو وہ کہیں نظر نہیں آتے، ہم بلائیں کس کو؟ اس کے فوراً بعد وہ سنبھلیں گے اور خیال کرینگے کہ ہم نے اپنے جرم کا اقبال کرلیا، جرم کا سرے سے انکار کرو شاید اس طرح بچاؤ کی کوئی صورت نکل آئے چنانچہ اس کے فوراً بعد کہیں گے۔ نہیں! نہیں!! ہم بھول گئے، بلکہ ہم تو دنیا میں اللہ کے سوا کسی کو پکارتے ہی نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کافروں کو ان کے جدال و عناد کی وجہ سے یوں بھٹکائیگا اور حیران و سرگرداں کردیگا کہ وہ دروغ گوئی پر اتر آئینگے حالانکہ انھیں یقین ہوگا کہ یہاں جھوٹ اور غلط بیانی سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ انہ تعالیٰ یحیرہم فی امرہم حتی یفزعون الی الکذب مع علمہم بانہ لا ینفعہم (روح ج ٢٤ ص ٨٦) یا مطلب یہ ہے کہ آج ہم پکاریں کس کو؟ آج ہم پر یہ حقیقت کھل گئی ہے کہ دنیا میں ہم کسی معتدبہ چیز کو پکارتے ہی نہ تھے، ہم جنہیں کارساز سمجھ کر پکارتے رہے وہ نہ نافع تھے نہ ضار ہماری وہ ساری محنت ضائع ہوئی۔ ای بل تبین لنا الیوم انا لم نکن نعبد فی الدنیا شیئا یعتد بہ (روح) لم نکن ندعوا من قبل شیئا ینفعنا او یدفع عنا المکروہ (مظہری ج ٨ ص ٢٧٦) ٧٠ؐ ذلکم بما کنتم

وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾ هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ فَإِذَا

اور تاکہ تم سوچو ف١ وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے پھر جب

قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٦٨﴾ أَلَمْ

ع ١٢ حکم کرے کسی کام کو تو یہی کہے اس کو کہ ہوجا وہ ہو جاتا ہے تونے نہ

تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ ﴿٦٩﴾

دیکھا ان کو ٦٧ؐ جو جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں کہاں سے پھیرے جاتے ہیں

الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا ۖ

وہ لوگ کہ جنہوں نے ٦٨ؐ جھٹلایا اس کتاب کو اور اسکو کہ بھیجا ہمنے اپنے رسولوں کیساتھ

فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٧٠﴾ إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَ

سو آخر جان لیں گے جب طوق پڑیں ان کی گردنوں میں اور

السَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ ﴿٧١﴾ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ

زنجیریں بھی گھسیٹے جائیں جلتے پانی میں پھر آگ میں ان کو

يُسْجَرُونَ ﴿٧٢﴾ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٧٣﴾

جھونک دیں پھر ٦٩ؐ انکو کہیں کہاں گئے جن کو تم شریک بتلایا کرتے تھے

مِن دُونِ اللَّهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَل لَّمْ نَكُن نَّدْعُو

اللہ کے سوائے بولیں وہ ہم سے چوک گئے کوئی نہیں ہم تو پکارتے نہ تھے

مِن قَبْلُ شَيْئًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ﴿٧٤﴾

پہلے کسی چیز کو اسی طرح بچلاتا ہے اللہ منکروں کو ف٢

ذَٰلِكُم بِمَا كُنتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ

یہ بدلہ ٧٠ؐ اسکا جو تم اِتراتے پھرتے تھے زمین میں ناحق

وَبِمَا كُنتُمْ تَمْرَحُونَ ﴿٧٥﴾ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ

اور اسکا جو تم اکڑتے تھے داخل ہو جاؤ دروازوں میں دوزخ کے

موضح قرآن ف١ یعنے اتنے احوال تم پر گذرے شاید ایک حال اور بھی گذرے وہ مر کر جینا ف٢ اول منکر ہو چکے تھے کہ ہم نے شریک نہیں پکڑا اب گھبرا کر منہ سے نکل جاویگا پھر سنبھل کر انکار کرینگے تو وہ انکار ان کا اللہ نے بچلا دیا اس حکمت سے۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٧٦﴾ فَاصْبِرْ
سدا رہنے کو اس میں سو کیا بُرا ٹھکانا ہے غرور والوں کا سو تو ٹھہرا رہ
اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ
بیشک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے پھر اگر ہم دکھلا دیں تجھ کو کوئی وعدہ جو
نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٧٧﴾ وَلَقَدْ
ہم ان سے کرتے ہیں یا قبض کر لیں تجھ کو ہر حالت میں ہماری ہی طرف پھر آئیں گے اور بھیج چکے ہم
اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ
نے بھیجے ہیں بہت رسول تجھ سے پہلے بعضے اُن میں وہ ہیں کہ سنایا ہم نے تجھ کو انکا احوال
وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ
اور بعضے ہیں کہ نہیں سنایا اور کسی رسول کو مقدور نہ تھا
اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ
کہ لے آتا کوئی نشانی مگر اللہ کے حکم سے پھر جب آیا حکم اللہ کا
قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿٧٨﴾ اَللّٰهُ
فیصلہ ہوگیا انصاف سے اور ٹوٹے میں پڑے اس جگہ جھوٹے اللہ ہے ۷۳
الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَ
جس نے بنا دیئے تمہارے واسطے چوپائے تاکہ سواری کرو بعضوں پر اور
مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا
بعضوں کو کھاتے ہو اور ان میں تمکو بہت فائدے ہیں اور تاکہ پہنچو
عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى
ان پر چڑھ کر کسی کام تک جو تمہارے جی میں ہو اور ان پر اور
الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ اٰيٰتِ
کشتیوں پر لدے پھرتے ہو اور دکھلاتا ہے تم کو اپنی نشانیاں پھر کون کونسی نشانیوں کو

ع ۸ ۱۰ ۱۳

منزل ۶

یہ دردناک عذاب تمہیں اس لئے دیا جائے گا کہ دنیا میں غیر الحق (باطل) یعنی شرک اور معاصی پر خوش وخرم رہتے تھے۔ بغیر الحق وھو الشرک وعبادۃ الاوثان (مدارک ج ۴ ص ۵۵) وھو الشرک والمعاصی (روح ج ۲۴ ص ۸۷) اور مشرک پیشواؤں کے پیدا کردہ شبہات میں پھنس کر باطل پر مسرور ومطمئن ہو کر اکڑتے اور اتراتے تھے اور اہل حق کو حقیر جانتے تھے ادخلوا ابواب جھنم۔ لہذا اب جہنم کے سوا تمہارا کوئی ٹھکانا نہیں۔ اب جہنم کے ساتوں دروازوں سے جہنم میں ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ۔ یہ جہنم متکبرین کا کیسا ہی بدترین ٹھکانا ہے **۷۱** فاصبر ان وعد اللہ حق۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی کا اعادہ ہے۔ آپ مشرکین کی ایذاؤں پر صبر کریں آخر کار غلبہ آپ ہی کو نصیب ہوگا۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے جو برحق ہے اور اپنے وقت پر ضرور پورا ہوگا۔ فاما نرینک الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ ہمارا وعدہ ہے کہ آپ غالب ومنصور ہوں گے اور آپ کے دشمن مغلوب ومقہور۔ اب ہم آپ کی زندگی ہی میں آپ کے دشمنوں کو بعض موعودہ سزا دیدیں گے اور آپ بچشم خود دنیا ہی میں ملاحظہ فرمالیں گے جیسا کہ جنگ بدر وغیرہ میں قتل اور قید وبند۔ اور اگر ہم اُن کو سزا دینے سے پہلے ہی آپ کو وفات دے دیں تو آخرت میں ان کو سزا دیں گے کیونکہ وہ ہمارے پاس واپس آئیں گے اور میدان حشر میں ہمارے سامنے حاضر کئے جائیں گے **۷۲** ولقد ارسلنا۔ یہ دلیل نقلی کا اعادہ ہے۔ یہ دلیل نقلی اجمالی ہے تمام انبیاء علیہم السلام سے۔ تمام گذشتہ انبیاء علیہم السلام کو اسی دعوے کیساتھ بھیجا گیا۔ ان میں سے بعض کا ذکر ہم نے آپ سے کیا ہے اور بعض کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن ہر حال دعوت سب کی ایک ہی تھی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ لہذا احاجات و مصائب میں صرف اُسی کو پکارو۔ وماکان لرسول الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین از راہ عناد کہتے ہم تب مانیں گے اگر پیغمبر علیہ السلام ہمیں مطلوبہ معجزہ دکھائے فرمایا معجزہ دکھانا پیغمبر کے اختیار میں نہیں کہ جب کوئی اس سے مطالبہ کرے فوراً دکھادے، بلکہ معجزہ اللہ کے اختیار میں ہے، جب اللہ تعالےٰ چاہے بتقاضائے حکمت بالغہ، پیغمبر علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر فرمادے۔ فالمعجزات علی تشعب فنونها عطایا من اللہ تعالیٰ قسمها بینهم حسبما اقتضته مشیئته المبنیة علی الحکم البالغة کسائر القسم لیس لهم اختیار فی ایثار بعضها والاستبداد باتیان المقترح بها (روح ج ۲۴ ص ۸۹)۔ فاذا جاء امر اللہ الخ جب اللہ کے عذاب کا معین وقت آپہنچتا ہے تو حق بات کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے یعنی انبیاء علیہ السلام اور ان کے متبعین کو غالب کیا جاتا ہے اس وقت باطل پرست خسارے میں رہتے ہیں۔ کیونکہ ان کو رسوا کن اور ذلت آمیز عذاب کے ساتھ تباہ وبرباد کر دیا جاتا ہے **۷۳** اللہ الذی جعل یہ بھی دلیل عقلی کا اعادہ ہے۔ اللہ تعالےٰ کے بے پایاں انعامات واحسانات دیکھو۔ اسی نے تمہارے لئے کئی قسم کے چوپائے پیدا فرمائے ہیں۔ کچھ تو ایسے ہیں جن پر تم سواری کرتے ہو، مثلاً اونٹ اور گھوڑے اور کچھ ایسے ہیں جن کا گوشت کھاتے ہو مراد حلال مویشی ہیں اس کے علاوہ اُن سے تم اور کئی قسم کے فوائد ومنافع حاصل کرتے ہو۔ دودھ، اون اور چمڑے وغیرہ سے اور اپنی نہایت اہم ضرورتیں پوری کرتے ہو مثلاً اپنا ساز وسامان اور مال تجارت وغیرہ ایک جگہ سے دوسری جگہ ان پر لاد کر لے جاتے ہو۔ یہ سواریاں تو خشکی کے سفر میں کام آتی ہیں اور دریاؤں اور سمندروں کا سفر طے کرنے کے لئے کشتیوں اور بحری جہازوں پر سواری کرتے ہو۔ ویریکم اٰیٰتہ الخ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی وحدانیت اور کمال قدرت کی کس قدر نشانیاں دکھاتا ہے۔ بتاؤ کس کس نشانی کا انکار کروگے اور اس کی وحدانیت کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکارو گے؟ ای اٰیتہ الدالۃ علی وحدانیتہ و

قدس ہ تھ (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۳۵) ۷۴ افلم یسیروا فی الارض۔ یہ تخویف دنیوی کا اعادہ ہے۔ کیا ان مشرکین مکہ نے زمین میں چل پھر کر ان سرکش قوموں کا انجام نہیں دیکھا جو ان سے پہلے گذر چکی ہیں جو تعداد میں ان سے زیادہ، قوت میں ان سے بڑھ کر اور کارناموں میں اُن سے بہت آگے تھیں۔ جب انھوں نے عناد و سرکشی سے کام لیا اور پیغام توحید کو ٹھکرا دیا، تو ہم نے ان کو دنیا ہی میں ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ اس وقت نہ مال و دولت ان کے کام آئی اور نہ ان کے معبودان باطلہ ہی نے اُن کو ہماری گرفت سے بچایا جن کو وہ دنیا میں کارساز سمجھ کر پکارا کرتے تھے۔ جیسا کہ سورہ ہود ع ۹ میں فرمایا:۔ فما اغنت عنھم الھتھم التی یدعون من دون اللہ من شیئ لما جآء امر ربك۔ نیز فرمایا فلولا نصرھم الذین اتخذوا من دون اللہ قربانا الھۃ (احقاف ع ۴) ۷۵ فلما جآءتھم رسلھم جب انبیاء علیہم السلام کھلے معجزات اور روشن دلائل لے کر ان کے پاس آتے تو ان کی پیروی کرنے کے بجائے وہ اپنے علم و عقیدے پر ہی خوش اور مطمئن رہے کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں درست ہے اور جن معبودانِ غیر اللہ کو پکارتے ہیں وہ ان کی پکار سنتے اور ان کی مدد کرتے ہیں۔ انھوں نے چونکہ اپنے باپ دادا کو اسی روش پر پایا ہے، اس لئے وہ ان کی روش پر ہی چلیں گے۔ کما قال تعالیٰ۔ انا وجدنا اٰباءنا علیٰ امۃ فانا علیٰ اٰثارھم مقتدون (زخرف ع ۲) المراد بالعلم عقائدھم الزائغۃ و شبھھم الداحضۃ (روح ج ۲۴ ص ۹۱) یہ مشرکین اپنے عقائد باطلہ پر نازاں تھے اور انبیاء علیہم السلام اور ان کی تعلیمات حقہ سے استہزاء و تمسخر کرتے تھے۔ آخر اس استہزاء و تمسخر کا مزہ ان کو دنیا ہی میں چکھایا گیا۔ ۷۶ فلما راُوا باسنا۔ جب ہمارے پیغمبروں نے دلائل و براہین کے ساتھ ان کو مسئلہ توحید سمجھایا۔ یا اس وقت تو نہ سمجھے، بلکہ ضد میں آکر انکار کر دیا، لیکن جب ہمارا عذاب آپہنچا، تو خود بخود ہی مان لیا اور صاف صاف کہنے لگے:۔ ہم خدائے واحد کی وحدانیت پر ایمان لائے اور جن معبودوں کو خدا کے شریک ٹھہراتے تھے ان سب سے منکر اور بیزار ہوئے۔ فلم یک ینفعھم الخ لیکن ہمارا عذاب دیکھ کر اضطراراً جو ایمان لائے اس سے انھیں کوئی فائدہ نہ ہوا اور وہ اللہ کے عذاب سے نہ بچ سکے، کیونکہ اضطراری ایمان معتبر اور قابل قبول نہیں۔ ایمان وہی معتبر ہے جو اختیاری ہو۔ سنۃ اللہ الخ یہ فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے ای سن اللہ سنۃ یعنی اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں میں سنت جاریہ یہی ہے کہ منکرین پر اللہ کا عذاب نازل ہو اور نزول عذاب کے وقت کا ایمان قبول نہ ہو۔ جب اللہ کا عذاب آجاتا ہے، اس وقت کفار بڑے خسارے میں رہتے ہیں کیونکہ دنیا بھی گئی اور آخرت بھی

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

ای سن اللہ ذلك سنۃ ماضیۃ فی العباد ان الایمان عند نزول العذاب لا ینفع و ان العذاب نازل علیٰ مکذبی الرسل۔۔ . . . . قال الزجاج الکافر خاسر فی کل وقت ولکن یتبین لھم خسرانھم اذا رأوا العذاب (مظہری ج ۸ ص ۲۷۹) و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ہ

اللّٰہِ تُنۡکِرُوۡنَ ﴿۸۱﴾ اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا
اللہ کی نہ مانو گے کیا ۷۴ پھرے نہیں وہ ملک میں کہ دیکھ لیتے
کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ کَانُوۡۤا
کیسا انجام ہوا ان سے پہلوں کا وہ تھے
اَکۡثَرَ مِنۡہُمۡ وَ اَشَدَّ قُوَّۃً وَّ اٰثَارًا فِی الۡاَرۡضِ فَمَاۤ
ان سے زیادہ اور زور میں سخت اور نشانیوں میں جو چھوڑ گئے زمین پر پھر
اَغۡنٰی عَنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتۡہُمۡ
کام نہ آیا ان کے جو وہ کماتے تھے پھر جب ۷۵ پہنچے انکے پاس
رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَرِحُوۡا بِمَا عِنۡدَہُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ
رسول اُن کے کھلی نشانیاں لے کر اترانے لگے اس پر جو ان کے پاس تھی خبر
وَ حَاقَ بِہِمۡ مَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا
اور الٹ پڑی اُن پر وہ چیز جس پر ٹھٹھا کرتے تھے پھر جب ۷۶
رَاَوۡا بَاۡسَنَا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَحۡدَہٗ وَ کَفَرۡنَا
انہوں نے دیکھ لیا ہماری آفت کو بولے ہم یقین لاتے اللہ اکیلے پر اور ہم نے چھوڑ دیں
بِمَا کُنَّا بِہٖ مُشۡرِکِیۡنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمۡ یَکُ یَنۡفَعُہُمۡ
وہ چیزیں جن کو شریک بتلاتے تھے پھر نہ ہوا کہ کام آئے اُن کو
اِیۡمَانُہُمۡ لَمَّا رَاَوۡا بَاۡسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰہِ الَّتِیۡ
یقین لانا اُن کا جس وقت دیکھ چکے ہمارا عذاب رسم پڑی ہوئی اللہ کی جو
قَدۡ خَلَتۡ فِیۡ عِبَادِہٖ ۚ وَ خَسِرَ ہُنَالِکَ
چلی آئی ہے اس کے بندوں میں اور خراب ہوئے اس جگہ
الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿٪۸۵﴾
منکر

ع ۹
۱۴

مر
اعادہ تخویف دنیوی
۱۲

بحث متعلقہ مرکزی مضمون سورۂ مومن

سورۂ مومن میں یہ مسئلہ مذکور ہوا کہ حاجات و مصائب میں مافوق الاسباب صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو اور غیر خدا کو مت پکارو۔ حاجات میں صرف اللہ ہی کو پکارنا عبادت ہے اور غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے اور اس شرک کا مبدأ و منشا یہ ہے کہ پکارنے والا یہ اعتقاد رکھے کہ جس غیر خدا (پیر و مرشد، ولی، نبی، فرشتہ، جن وغیرہ) کو وہ پکار رہا ہے وہ اسکی پکار اور نداء کو سن رہا ہے اور اس کے حال زار سے بخوبی واقف ہے۔

مشرکین کے اس مشرکانہ اعتقاد و عمل کی قرآن نے جڑ کاٹ دی، جیسا کہ سورۂ فاطر سے لیکر آخر حوامیم تک میں مذکور ہوا۔ شرک کی یہ بیماری شیعوں کی وساطت سے مسلمانوں میں بھی پھیل گئی۔ اسلام میں سب سے پہلا فرقہ شیعوں کا ہے جس نے اس مشرکانہ اعتقاد کی تجدید کی کہ امام غیب جانتے ہیں، اور کوئی چیز ان سے پوشیدہ نہیں، کوئی نعمت ان کی وساطت کے بغیر نہیں مل سکتی اور کوئی دعاء اور کوئی عمل ان کی معرفت کے بغیر قبول نہیں ہوسکتا۔ اہلِ سنّت کے بے خبر اور جہلاء میں یہ شرک شیعوں کی طرف سے آیا ہے۔ ذیل میں شیعوں کی چند مستند روایات درج کی جاتی ہیں جس سے یہ حقیقت واضح ہوجائے گی۔

۱۔ امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ آیت وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا میں الاسماء الحسنیٰ سے مراد ہم ہیں اور اللہ تعالیٰ ہماری معرفت کے بغیر بندوں کا کوئی عمل قبول نہیں فرماتا۔ عن ابی عبد اللہ " وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا، قال نحن واللہ **اسماء الحسنیٰ** لایقبل اللہ من العباد عملا الا بمعرفتنا (اصول کافی ص ۸۳ طبع قدیم) امام جعفر صادق رض پر یہ سراسر افترا ہے یہ ان کا فرمان نہیں ہے۔

۲۔ اماموں کو علم غیب پر دسترس حاصل ہے جب وہ کسی چیز کو جاننا چاہیں معلوم کرلیتے ہیں۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان الامام اذا شاء ان یعلم علم (اصول کافی ج ۱ ص ۲۵۸ طبع طہران)۔

۳۔ اماموں کو اپنی موت کا وقت معلوم ہوتا ہے اور مرنا نہ مرنا ان کے اپنے اختیار میں ہوتا ہے۔ ان الائمۃ علیہم السلام یعلمون متیٰ یموتون وانہم لا یموتون الا باختیار منہم (ایضاً)

۴۔ امام کل غیب جانتے ہیں، کوئی چیز ان سے پوشیدہ نہیں، زمین و آسمان کی ہر چیز کو جانتے ہیں اور جو کچھ جنت اور دوزخ میں ہے وہ بھی ان کے علم میں ہے۔ (ا) ان الائمۃ علیہم السلام یعلمون علم ما کان و ما یکون وانہ لا یخفی علیہم الشئی صلوات اللہ علیہم (اصول کافی ج ۱ ص ۲۶۰) (ب) قال ابو عبد اللہ انی لاعلم ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض واعلم ما فی الجنۃ واعلم ما فی النار واعلم ما کان و ما یکون (ایضاً ج ۱ ص ۲۶۱)

استغفر اللہ! معاذ اللہ! یہ تو خدا کی شان ہے۔

۵۔ امام کا علم پیغمبروں سے بھی زیادہ ہے اور اماموں کے پاس ایسے علوم موجود ہیں جو پیغمبروں کے پاس بھی نہیں ہیں اور امام جو کچھ ہورہا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہوتا رہے گا سب کچھ جانتے ہیں۔ قال ابو عبد اللہ لو کنت بین موسیٰ والخضر لاخبرتہما انی اعلم منہما ولا نبئتہما بما لیس فی ایدیہما لان موسیٰ والخضر علیہما السلام اعطیا علم ما کان ولم یعطیا علم ما یکون وما ہو کائن حتی تقوم الساعۃ۔ وقد ورثناہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وراثۃ (اصول کافی ج ۱ ص ۲۶۱)

۶۔ امام ہر آدمی کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں اور کسی کی کوئی بات ان سے مخفی نہیں۔ قال ابو جعفر علیہ السلام لو کان لالسنتکم اوکیۃ لحدثت کل امرئ بما لہ وعلیہ (اصول کافی ج ۱ ص ۲۶۴)

۷۔ اماموں کے پاس اولین و آخرین، تمام انبیاء و مرسلین اور تمام علماء و اوصیاء کے جملہ علوم موجود ہوتے ہیں اور وہ گذشتہ اور آئندہ ہر بات کو جانتے ہیں (ا) وعندنا الجفر وما یدریہم ما الجفر؟ ..... وعاء من ادم فیہ علم النبیین والوصیین وعلم العلماء الذین مضوا من بنی اسرائیل ..... وان عندنا لمصحف فاطمۃ علیہا السلام وما یدریہم ما مصحف فاطمۃ علیہا السلام ..... مصحف فاطمۃ فیہ مثل قرآنکم ہذا ثلاث مرات، واللہ ما فیہ من قرآنکم حرف واحد ..... ثم قال ان عندنا علم ما کان وعلم ما ہو کائن الی ان تقوم الساعۃ (اصول کافی ج ۱ ص ۲۴۰) (ب) قال ابو عبد اللہ واللہ انی لاعلم کتاب اللہ من اولہ الی اخرہ کانہ فی کفی۔ فیہ خبر السماء والارض وخبر ما کان وخبر ما ہو کائن (اصول کافی ج ۱ ص ۲۲۹)۔

ان حوالوں سے واضح ہوگیا کہ اسلام میں اس مشرکانہ عقیدے کے موجد شیعہ ہیں حالانکہ قرآن مجید اس کا ردّ کر رہا ہے اور قرآنی تصریحات کے مطابق اہل سنت کا مسلک یہی ہے کہ علم غیب خاصّہ خدا ہے اور غیر اللہ کے لئے علم غیب ثابت کرنا شرک اور کفر ہے چنانچہ فقہاء اسلام نے صراحت کی ہے اعلم ان الانبیاء والاولیاء لم یعلموا من المغیبات الا ما اعلمہم اللہ تعالیٰ احیانا وقد ذکر الحنفیۃ تصریحا بتکفیر من اعتقد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب ( )

شیعہ جس طرح زندہ پیغمبر اور اماموں کو عالم الغیب سمجھتے ہیں اسی طرح ان کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ پیغمبر علیہ السلام اور آئمہ کرام وفات کے بعد بھی لوگوں کے

اعمال سے باخبر ہوتے ہیں اور روزانہ دوبار تمام بندوں کے اعمال ان کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔
(ا) قال ابو عبد اللہ تعرض الاعمال علی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعمال العباد کل صباح ابرارھا و فجارھا فاحذروھا (اصول کافی ج ا ص ۲۱۹)
(ب) قال الرضا ان اعمالکم لتعرض علی فی کل یوم و لیلۃ (ایضا) اس سے معلوم ہوا کہ بندوں کے اعمال زندہ اماموں کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ یہ عرض اعمال کا عقیدہ بھی شیعوں کا خود ساختہ ہے۔

شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ روضۂ اقدس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ازواج مطہرات بھی تشریف لاتی ہیں اس لئے روضۂ انور میں کسی کو جھانکنا جائز نہیں۔ قال ابو عبد اللہ ما احب لاحد منھم ان یعلو فوقہ ولا آمنہ ان یری شیئا یذھب منہ بصرہ او یراہ قائما یصلی او یراہ مع بعض ازواجہ (اصول کافی ج ا ص ۴۵۲) اھل بدعت نے یہ عقیدہ بھی شیعوں ہی سے لیا ہے۔ چنانچہ امام اہل بدعت نے لکھا ہے۔
"انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں" (ملفوظات حصہ سوم ص ۲۶)۔

ایک شبہہ اور اسکا جواب باقی رہا یہ شبہہ کہ حدیث میں وارد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عرضت علی اجور امتی حتے القذاۃ یخرجھا الرجل من المسجد و عرضت علی ذنوب امتی فلم ار ذنبا اعظم من سورۃ القرآن او آیۃ اوتیھا رجل ثم نسیھا (ابوداؤد، باب کنس المساجد ص ۶۶) اس سے معلوم ہوا کہ آپ پر امت کے اعمال پیش ہوتے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث سے تفصیلی عرض اعمال مراد نہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ میری امت کے نیک اور بد اعمال کی فہرست پیش کی گئی کہ یہ اعمال موجب ثواب ہیں اور یہ باعث عقاب۔ اور عرضت بصیغۂ ماضی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ معاملہ ایکبار ہوا روزانہ عرض اعمال سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ نیز اس حدیث کی سند میں مُطّلب بن عبد اللہ بن حنطب ہیں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہے ہیں حالانکہ مُطّلب کی روایت کسی صحابی سے ثابت نہیں یہ روایت منقطع ہے اور حضرت انس رضہ سے اسکا سماع ثابت نہیں جیسا کہ امام الجرح والتعدیل ابوحاتم رازی فرماتے ہیں لم یسمع من جابر ولا زید بن ثابت ولا من عمران بن حصین ولم یدرک احدا من الصحابۃ لا سھل بن سعد ومن فی طبقتہ (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۱۷۹)
مسئلہ عرض اعمال کی مزید تحقیق سورۂ توبہ زیر آیت فسیری اللہ عملکم ورسولہ (الآیۃ) گذر چکی ہے۔ فلیراجع۔

سُورۂ مؤمن میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱:- فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین (ع ۲) نفی شرک اعتقادی
۲:- واللہ یقضی بالحق۔۔ تا۔۔ ان اللہ ھو السمیع البصیر o (ع ۲) نفی شرک فی التصرف
۳:- وقال ربکم ادعونی۔۔ تا۔۔ سیدخلون جھنم داخرین o (ع ۶) نفی شرک اعتقادی
۴:- ذلکم اللہ ربکم۔۔ تا۔۔ فانی تؤفکون o (ع ۷) نفی شرک ہر قسم
۵:- ذلکم اللہ ربکم فتبارک اللہ رب العٰلمین o برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔
۶:- ھو الحی لا الٰہ الا ھو۔۔ تا۔۔ الحمد للہ رب العٰلمین o نفی شرک اعتقادی
۷:- قل انی نھیت ان اعبد۔۔ تا۔۔ وامرت ان اسلم لرب العٰلمین o نفی شرک اعتقادی

سورہ حٰمٓ السجدۃ

ربط اس سورت کا ماقبل سے ربط یہ ہے کہ ماقبل یعنی سورۂ مومن میں یہ دعویٰ مذکور ہوا کہ حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب صرف اللہ ہی کو پکارو۔ اب اس سورت میں ایک شبہے کا جواب دیا جائے گا۔ شبہہ یہ ہے کہ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ ایک شخص مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے، جب وہ غیر اللہ کو پکارتا اور غیر اللہ کی خوشنودی کے لئے اس کی نذر مانتا ہے تو اس مصیبت سے چھوٹ جاتا ہے۔ یا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی ایسے خواب دیکھتا ہے جن سے شرک کی تائید ہوتی ہے مثلاً خواب میں کسی پیر فقیر کو دیکھا جو اسے کہتا ہے تم پر یہ سختی اس لئے آئی ہے کہ تم نے ہماری نذر و نیاز میں قصور کیا ہے وغیرہ اس کا جواب وقیضنا لھم قرناء (الآیۃ) میں دیا گیا کہ یہ سب قرناء (شیاطین) کی شرارت ہے کہ وہ انسان کو مسِ شیطانی سے تکلیف پہنچاتے اور پھر اس سے شرک کرا کرا سے چھوڑ دیتے ہیں۔ یا خوابوں میں مختلف شکلوں میں آ کر انسانوں کی شرک کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس لئے حکم دیا فاستقیموا الیہ واستغفروہ (الآیۃ) کہ اللہ کی توحید پر قائم رہو اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ اسی طرح حٰمٓ مومن کے بعد ہر حٰمٓ میں ایک شبہہ کا جواب دیا جائے گا۔ اور ہر سورت اپنے سے پہلی سورت کے مضامین کی مؤید ہوگی۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب، چار عقلی دلیلیں علی سبیل الترقی ہر دلیل کے بعد تخویف دنیوی یا اخروی، چار شکوے علی سبیل الترقی دوسرے اور تیسرے شکوے کے درمیان طریق تبلیغ کا بیان اور چاروں شکوؤں کے بعد ایک ایسی آیت جس کا تعلق چاروں شکووں سے ہے۔ تین شبہات کے جوابات اور ایک دلیل وحی ضمناً۔

تفصیل

حٰمٓ تنزیل من الرحمٰن ۔ تا ۔ بشیرا ونذیرا (ع ۱) تمہید مع ترغیب یہ حکمنامہ (کتاب) بڑے مہربان بادشاہ کا ہے جس کی ہر آیت اور ہر بات نہایت واضح اور مفصل ہے، اس کی زبان نہایت فصیح و بلیغ عربی ہے۔ جو اللہ کی طرف انابت (رجوع) کرنے والوں کے لئے سراپا ہدایت ہے اور بشارت و تخویف پر مشتمل ہے یہ ایک ایسا عظیم الشان اور اہم حکمنامہ ہے کہ اسے ضرور ماننا چاہیئے۔

دعوائے سورت

قل انما انا بشر (تا) واستغفروہ (ع ۱) اس میں صراحۃً دعوائے سورت کا ذکر ہے اور ضمناً دلیل وحی کا۔ تم سب کا معبود اور کارساز ایک ہے اور یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہتا، بلکہ اللہ کی وحی سے کہتا ہوں۔ اس لئے اسی کی طرف سیدھی راہ پر چلو، توحید کو مانو اور اسی سے اب تک جو شرک کیا ہے اس کی اور دوسرے گناہوں کی معافی مانگو۔ کسی اور سے نہ مانگو ددیل للمشرکین (تا) ھم الکفرون یہ تخویف اخروی ہے اور جو اس کی طرف سیدھی راہ (راہِ توحید) پر نہ چلا وہ مشرک ہے اور مشرکین کے لئے ویل (ہلاکت یا دوزخ کا مخصوص طبقہ) ہے جو اللہ کی توحید اور آخرت کو نہیں مانتے ان الذین اٰمنوا (تا) غیر ممنون یہ بشارت اخروی ہے سیدھی راہ پر چلنے والوں کے لئے۔

جواب شبہہ

اس دعوے کے بارے میں یہ شبہہ کیا جاتا ہے کہ بعض اوقات مصیبت زدہ انسان غیروں کو پکارتا ہے تو وہ مصیبت سے چھوٹ جاتا ہے۔ یا بعض خواب ایسے نظر آتے ہیں جن سے غیر اللہ کو پکارنے کی تائید ہوتی ہے۔ تو اس کا جواب دیا وقیضنا لھم قرناء ۔ تا ۔ انھم کانوا خسرین (ع ۳) یعنی یہ مس شیطانی کا اثر ہے نیز شیاطین خواب دکھا کر شرک کی تلقین کرتے ہیں۔

چار شکوے علی سبیل الترقی

پہلا شکوہ فاعرض اکثرھم (تا) اننا عملون ہ (ع ۱) یہ زجر بھی ہے۔ آپ ان مشرکین کو ایسی عظیم الشان کتاب سناتے ہیں لیکن وہ اس سے اعراض کرتے ہیں اور سنتے بھی نہیں اور کہتے ہیں مسئلہ توحید سے ہمارے دل پردے میں ہیں اور ہمارے کان بہرے ہیں یعنی تمہاری بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی، بلکہ ہم تو ایسی باتوں کو سننے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ جاؤ میاں اپنا کام کرو۔ ہم تو وہی کچھ کرینگے جو پہلے کرتے ہیں۔ دوسرا شکوہ وقال الذین کفروا ۔ تا ۔ لعلکم تغلبون ہ (ع ۴) یہ شکوہ پہلے شکوے سے علی سبیل الترقی ہے۔ یہ معاندین نہ صرف یہ کہ خود قرآن نہیں سنتے بلکہ دوسروں کو بھی سننے سے روکتے ہیں۔ اور کہتے ہیں جب قرآن پڑھا جائے تو شور بپا کر دیا کرو، تاکہ تمہارے شور و شغب میں قرآن پڑھنے والے کی آواز دب کر رہ جائے ۔ فلنذیقن الذین کفروا (تا) من الاسفلین ہ (ع ۴) دوسرے شکوے کے بعد تخویف اخروی کا ذکر ہے۔ کفار و مشرکین کو ان کی بداعمالیوں کا شدید ترین عذاب دیا جائیگا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ۔ تا ۔ نزلا من غفور رحیم ہ (ع ۴) یہ اللہ کی توحید کو ماننے والوں اور اس پر قائم رہنے والوں کے

لئے بشارت اخرویہ ہے ان کو جنت میں ہر آسائش اور ہر منہ مانگی نعمت ملے گی۔

ومن احسن قولا ۔ تا ۔ انہ ھو السمیع العلیم (۵۶) یہ دوسرے شکوے سے متعلق ہے۔ اور اس میں ترغیب و ترہیب اور طریق تبلیغ کا بیان ہے۔ جب آپ ان کو حکمنامۂ خداوندی سنائیں گے، وہ شور مچائیں گے۔ اور گالیاں دیں گے، اس وقت آپ صبر کریں۔ اور ان کی سختی اور درشتی کا نرمی سے جواب دیں، تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ بھی نرم پڑ جائیں گے اور آپ کی بات سنیں گے۔ لیکن اگر کبھی بتقاضائے بشریت آپ کو غصہ آجائے تو شیطان کے شر سے خدا کی پناہ مانگیں۔

تیسرا شکوی۔ ان الذین کفروا ۔ تا ۔ تنزیل من حکیم حمید ہ (۵۶) یہ تیسرے شکوے کی تمہید ہے۔ مشرکین از راہِ عناد آپ پر اعتراضات کریں گے آپ اس سے تنگدل نہ ہوں، حالانکہ یہ ایک ایسی سچی کتاب ہے کہ اس پر اعتراض کی گنجائش ہی نہیں۔ کیونکہ باطل اس کے قریب بھی نہیں بھٹک سکتا۔ کیونکہ وہ حکمت والے اور ہر صفت سے متصف بادشاہ کا حکم نامہ ہے ما یقال لك الا ما قد قیل للرسل من قبلك (الآیہ) تمہید کے بعد یہ اصل شکوی ہے۔ اور ضمناً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے مشرکین آپ پر جو اعتراضات کر رہے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں۔ بلکہ آپ سے پہلے انبیاء و رسل علیہم السلام کے ساتھ ان کے معاصر مشرکین نے بھی یہی رویہ اختیار کیا۔ اس کے بعد تین شبہات یا اعتراضات کا جواب ہے۔ یہ شکوی دوسرے شکوے سے بطور ترقی ہے۔ اول تو وہ سنتے ہی نہیں، خود سننا تو درکنار بلکہ وہ دوسروں کو بھی سننے سے روکتے ہیں۔ اور اگر وہ حسنِ تبلیغ اور نرمی گفتار سے متاثر ہو کر قرآن سن بھی لیں تو اس کا اثر قبول کرنے کے بجائے الٹے اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن آپ اس سے غمگین نہ ہوں، کیونکہ سابق انبیاء علیہم السلام کو بھی اس قسم کے حالات سے سابقہ پڑ چکا ہے۔

تین شبہات کا جواب

پہلے شبہے کا جواب :۔ ولو جعلنٰہ قرآنا الخ مشرکین کا شبہہ یہ تھا کہ قرآن کسی عجمی (غیر عربی) زبان میں کیوں نازل نہیں کیا گیا۔ یہ عربی قرآن تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود بنا کر سناتا ہے۔ اس کا جواب دیا کہ اگر قرآن کسی عجمی زبان میں اترتا تو یہ لوگ اعتراض کرتے کہ یہ قرآن واضح اور مفصل کیوں نہیں، وہ ہماری تو سمجھ ہی میں نہیں آتا یہ قرآن ماننے والوں کے لئے سراسر ہدایت اور نسخۂ شفا ہے۔ لیکن جو اسے سنتے ہی نہیں، اس لئے وہ گمراہی کی تاریکی ہی میں گم رہیں گے۔

دوسرے شبہے کا جواب ولقد اٰتینا موسی الکتٰب الخ شبہہ یہ تھا کہ یہ قرآن سارے کا سارا ایک ہی دفعہ کیوں نازل نہیں ہوا، معلوم ہوتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے پاس سے تھوڑا تھوڑا بنا کر سناتا ہے۔ نیز اگر یہ سچی کتاب ہوتی تو اس کے بارے میں اختلاف نہ ہوتا بلکہ سب لوگ ہی اس پر ایمان لے آتے۔ تو اس کے جواب میں فرمایا کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو جو کتاب دی تھی وہ ایک ہی دفعہ میں ساری نازل کی گئی تھی اور وہ تھی بھی سچی کتاب لیکن پھر بھی اس میں اختلاف کیا گیا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ انکار محض عناد اً ہے۔

تیسرے شبہے کا جواب ولولا کلمۃ سبقت من ربك الخ شبہہ یہ تھا کہ جب ہم مانتے نہیں، تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا۔؟ تو اس کا جواب دیا گیا کہ عذاب کی آمد کا ایک وقت مقرر ہے وہ آئے گا ضرور لیکن اپنے وقت پر اس سے پہلے نہیں آسکتا۔

چوتھا شبہہ لا یسئم الانسان ۔ تا ۔ فذو دعاء عریض ہ (۶۴) انسان مشرک معبودانِ باطلہ سے مانگتا ہوا تھکتا نہیں۔ لیکن جب اسے ان سے کچھ حاصل نہ ہو، تو فوراً ناامید ہو جاتا ہے اور خدا کو پکارنے لگتا ہے۔ اس کے بعد اگر اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے اس کی تکلیف دُور کر دے، تو صاف کہہ دیتا ہے بیشک میں اس انعام کا مستحق تھا، کیونکہ میں نے فلاں معبود یا بزرگ کو پکارا تھا۔ اور یہ قیامت جس کی آمد آمد کا ڈھنڈورہ پیٹا جا رہا ہے اول تو آئے گی ہی نہیں اور اگر بالفرض آگئی تو وہاں بھی میرا بھلا ہی ہوگا۔ کیونکہ میرے یہ معبود اور بزرگ وہاں میرے سفارشی ہوں گے۔ مشرک انسان مذبذب اور ڈانواں ڈول رہتا ہے اور ایک حال پر قائم نہیں رہتا۔ جب اللہ تعالیٰ اس پر انعام فرماتا ہے تو وہ فخر و غرور سے اترا تا ہے اور خدا کا شکر نہیں بجالاتا۔ اور اگر اس پر کوئی مصیبت آجائے تو معبودانِ باطلہ سے مایوس ہو کر خدا کو پکارنے لگتا ہے اس شکوے کے درمیان فلننبئن الذین کفروا الخ میں تخویف اخروی مذکور ہے

قل ارءیتم ان کان (الآیتہ) یہ چاروں شکووں سے متعلق ہے، یعنی یہ بتاؤ کہ اگر یہ قرآن واقعی اللہ کی طرف سے ہوا اور تم اس سے کفر کرو، نہ خود اسے سنو اور نہ کسی اور کو سننے دو اور اگر کبھی سُن ہی لو تو اس سے اثر پذیر ہونے کے بجائے اس پر از راہِ عناد اعتراضات ہی کرتے رہو اور معبودانِ باطلہ کی دعا پکار کو ترک نہ کرو تو کیا یہ چیز تمہارے حق میں نقصان دہ نہ ہوگی ؟ ضرور ہوگی۔ اور ایسے معاند لوگ سب سے بڑے گمراہ ہیں۔

سنریھم اٰیٰتنا ۔ تا ۔ انہ الحق (ع ۶) یہ تخویف دنیوی ہے۔ ہم اپنے متصرف فی الامور ہونے کی نشانیاں اطراف والے لوگوں میں اور خود ان میں دکھائیں گے جس سے انہیں معلوم ہو جائے گا کہ واقعی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

چار عقلی دلیلیں علیٰ سبیل الترقی

اس سورت میں چار عقلی دلیلیں مذکور ہیں۔ پہلی دو دلیلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر اور ساری کائنات میں وہی متصرف و مختار ہے اور آخری دو دلیلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ جب وہی متصرف و مختار اور عالم الغیب ہے تو اس کے سوا کسی کو مصائب و حاجات میں پکارنا جائز نہیں۔ ہر عقلی دلیل کے بعد تخویف مذکور ہے۔

پہلی عقلی دلیل :۔ قل ائنکم لتکفرون ۔ تا ۔ ذالك تقدیر العزیز العلیم ہ (ع ۲) حاصل یہ کہ تم کیسے نادان ہو کہ اس ذاتِ پاک کے ساتھ اوروں کو شریک بناتے ہو۔ جس نے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا، آسمان کو ستاروں سے زینت بخشی اور زمین کو رزق کے خزانوں سے مالا مال کر دیا۔ لیکن تمہارے خود ساختہ معبود جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو ان میں سے کوئی بھی یہ کام انجام نہیں دے سکتا۔ فان اعرضوا فقل انذرتکم ۔ تا ۔ بما کانوا یکسبون ہ (ع ۳) یہ پہلی عقلی دلیل کے بعد تخویف دنیوی ہے۔ اگر مشرکین مکہ اس حکمنامے سے اعراض کریں تو ان کا انجام بھی وہی ہوگا جو قوم عاد و ثمود کا ہوا۔ انہوں نے بھی اس حکم (الا تعبدوا الا اللہ) کا انکار

لیا تو قوم عاد کو طوفانِ باد سے اور قوم ثمود کو آسمانی کڑک سے ہلاک کر دیا گیا و نجینا الذین اٰمنوا (الاٰیۃ) یہ اس حکم نامے کو ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے و یوم یحشر اعداء اللہ ۔ تا ۔ فما ھم من المعتبین ۔ (۳۴) یہ تخویف اخروی ہے، دنیوی عذاب کے علاوہ ان منکرین کے لئے آخرت میں بھی سخت عذاب تیار ہے۔ آخرت میں ان کے کان ان کی آنکھیں، ان کے چہرے بلکہ ان کے تمام اعضاء ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ اس طرح ان کا کوئی جرم پوشیدہ نہیں رہے گا۔ اور انہیں ہر جرم اور گناہ کی پوری پوری سزا ملے گی۔
دوسری عقلی دلیل۔ یہ دلیل پہلی دلیل سے ترقی اور ان کی تفصیل ہے۔ اور اس میں قیامت کا اثبات بھی ہے و من اٰیتہ الیل والنھار ۔ تا ۔ ان کنتم ایاہ تعبدون (۵۴)

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ حم السجدہ لہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چون آیتیں ہیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۝١ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝٢ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ
اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝٣ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ
فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝٤ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا
فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْ
بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝٥ قُلْ
اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ
وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ
لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝٦ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ
بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝٧ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اتارا ہوا ہے تہ بڑے مہربان نہایت رحم والے کیطرف سے ایک کتاب ہے کہ جدی جدی کی ہیں اسکی آیتیں قرآن عربی زبان کا ایک سمجھ والے لوگوں کو سنانے والا خوشخبری اور ڈر پھر دھیان ہیں نہ لائے وہ بہت لوگ تہ سو وہ نہیں سنتے اور کہتے ہیں ہمارے دل غلاف میں ہیں اس بات سے جس طرف تو ہم کو بلاتا ہے اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور تمہارے بیچ میں پردہ ہے سو تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کرتے ہیں فٹ تو کہہ میں بھی آدمی ہوں تہ جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو کہ تم پر بندگی ایک حاکم کی ہے سو سیدھے رہو اس کی طرف اور اس سے گناہ بخشواؤ اور خرابی ہے شریک کرنے والوں کو شہ جو نہیں دیتے زکوٰۃ اور وہ آخرت سے منکر ہیں ف البتہ جو لوگ یقین لائے تہ اور کئے

یہ پہلی دلیل کے ایک حصے (یعنی آسمان سے متعلق) کی تفصیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشانات قدرت میں سے دن، رات اور سورج و چاند ہے۔ یہ چیزیں اسی کے اختیار و تصرف میں ہیں۔ اور اس کے تابع فرمان ہیں۔ لہٰذا ان کو کارساز سمجھ کر ان کی عبادت و تعظیم بجا نہ لاؤ۔ و من اٰیتہ انک تری ۔ تا ۔ انہ علیٰ کل شیء قدیر ۔ یہ پہلی دلیل کے ارضی (زمین سے متعلق) حصے کی تفصیل ہے۔ یہ بھی اس کی قدرت کے نشانات میں سے ہے کہ بنجر اور خشک زمین کو وہ مینہ برسا کر زندہ کرتا اور اس میں لہلہاتا سبزہ پیدا کر دیتا ہے۔ جو اس مردہ زمین کو زندہ کر سکتا ہے وہ قیامت کے دن مردہ انسانوں کو بھی زندہ کرے گا۔ یہی قادر و قیوم تم سب کا معبود اور کارساز ہے اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔
ان الذین یلحدون ۔ تا ۔ انہ بما تعملون بصیر (ع ۵) یہ دوسری عقلی دلیل کے بعد تخویف اخروی ہے اور ضمناً بشارت اخروی ہے۔ ملحد اور مومن اللہ سے پوشیدہ نہیں۔ ملحدین کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اور مومنین کاملین جہنم سے محفوظ رہیں گے۔ دونوں جماعتوں میں سے وہی جماعت بہتر ہے۔ جو قیامت کے دن جہنم کے عذاب سے مامون رہے گی۔
تیسری عقلی دلیل الیہ یرد علم الساعۃ ۔ تا ۔ ولا تضع الا بعلمہ ۔ (۴۶) اس دلیل سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ غیب کی کنجیاں اس نے کسی کے ہاتھ میں نہیں دیں۔
و یوم ینادیھم این شرکاءی ۔ تا ۔ ما لھم من محیص ۔ (۴۶) یہ تیسری دلیل کے بعد تخویف اخروی ہے قیامت کے دن مشرکین کے خود ساختہ سفارشی ان کے کام نہیں آئیں گے، اور انہیں کہیں پناہ نہیں ملے گی۔
چوتھی عقلی دلیل۔ اولم یکف بربک انہ علیٰ کل شیء شھید ۔ (۴۶) اس دلیل سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں۔ کیا یہ بات کافی نہیں کہ تیرا پروردگار ہر چیز سے باخبر اور اپنے علم محیط سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہے؟ پھر اس کے سوا اوروں کو کیوں پکارا جائے جو عالم الغیب اور ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہیں۔
الا انھم فی مریۃ (الاٰیۃ) یہ چوتھی دلیل کے بعد تخویف دنیوی و اخروی ہے۔ ان منکرین توحید کا قیامت پر بھی ایمان نہیں۔ انہیں خبردار رہنا چاہیئے کہ وہ کسی بھی وقت اس کی دسترس سے باہر نہیں ہو سکتے۔ وہ جب چاہے دنیا میں انہیں پکڑے اور قیامت کے دن بھی وہ اس کی دسترس سے باہر نہیں ہوں گے۔ اور وہاں بھی وہ سزا پائیں گے۔

موضح قرآن ف۱ بعضے کہتے ہیں یہاں زکوٰۃ سے کلمہ کہنا مراد ہے۔ زکات کے معنی ستھرائی۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بر طور خود ۱۲۔

ف۲ تنزیل (الآیۃ) یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ یہ مبتدا مقدر یعنی ھذا یا حٰمۤ (اگر یہ سورت کا نام ہو) کی خبر ہے اور من الرحمٰن الرحیم خبر بعد خبر ہے (روح) یہ حکم نامہ بڑے مہربان اور رحیم بادشاہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ جس پر عمل کرنے میں تمہاری دین و دنیا کی کامیابی و فلاح ہے۔ اس لئے اس کو مانو، آنکھوں سے لگاؤ، اس میں غور و فکر کرو اور اسے اپنی زندگی کا لائحہ عمل بناؤ۔ کتب فصلت اٰیٰتہ یہ حسب سابق یا تو خبر بعد خبر ہے یا تنزیل سے بدل ہے یا مبتدا محذوف کی خبر ہے اور فصلت اٰیٰتہ کتاب کی صفت ہے (مدارک و روح) یعنی یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی تمام آیتیں ایک دوسری سے الگ اور ممتاز ہیں اور اپنے اپنے مفہوم میں واضح ہیں۔ قالہ الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ قرآنا عربیا۔ یہ کتاب سے حال ہے

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿٨﴾ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ
بھلے کام ان کو ثواب ملتا ہے جو موقوف نہ ہو تو کہہ کیا تم ف۵ منکر ہو

ع ۱۵

بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا
اس سے جس نے بنائی زمین دو دن میں اور برابر کرتے ہو اس کے ساتھ اوروں کو

ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩﴾ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا
وہ ہے رب جہان کا اور رکھے اس میں بھاری پہاڑ ف۶ اوپر سے

وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ
اور برکت رکھی اس کے اندر اور ٹھہرائیں اس میں خوراکیں اس کی چار دن میں

سَوَاۗءً لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ﴿١٠﴾ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ وَهِيَ
پورا ہوا پوچھنے والوں کو ف۷ ف پھر چڑھا ف۸ آسمان کو اور وہ

دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ
دھواں ہو رہا تھا پھر کہا اس کو ف۹ اور زمین کو آؤ تم دونوں خوشی سے یا زور سے ف۱۰ وہ بولے

اَتَيْنَا طَاۗىِٕعِيْنَ ﴿١١﴾ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ
ہم آئے خوشی سے پھر کر دیئے وہ سات آسمان دو دن میں اور

اَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَاۗءٍ اَمْرَهَا ۭ وَزَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ
اتارا ہر آسمان میں حکم اس کا اور رونق دی ہم نے سب سے ورلے آسمان کو ف۱۱ چراغوں سے

وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿١٢﴾ فَاِنْ
اور محفوظ کر دیا یہ سادھا ہوا ہے زبردست خبردار کا ف۱۲ ف پھر اگر

اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ
وہ ٹلائیں ف۱۳ تو تو کہہ میں نے خبر سنا دی تم کو ایک سخت عذاب کی جیسے عذاب آیا عاد

وَّثَمُوْدَ ﴿١٣﴾ اِذْ جَاۗءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ
اور ثمود پر جب آئے ان کے پاس رسول ف۱۴ آگے سے اور

یعنی کتاب عربی زبان میں نازل کی گئی۔ لقوم یعلمون اہل علم و نظر کے لئے جو اس کی زبان کو جانتے ہوں اور اس میں غور و فکر کریں اور دل میں انابت ہو ضد نہ ہو نزل منزلۃ اللازم ای لقوم ذوی علم و نظر لا لمن اعرض عنہا (مظہری جلد ۸ صفحہ ۲۸۰) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں یعلمون ای یتنبہون یہ بھی تفسیر باللازم ہے۔ کیونکہ صحیح علم و نظر کو انابت لازم ہے بشیرا ونذیرا یہ قرآنا کی صفتیں ہیں (مدارک) یہ قرآن ماننے والوں کو جنت کی خوشخبری دیتا اور نہ ماننے والوں کو عذاب سے ڈراتا ہے۔

ف۳ فاعرض اکثرھم۔ تا۔ اننا عاملون یہ منکرین پر زجر ہے اور پہلا شکوی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ ایسی عظیم الشان اور جلیل القدر کتاب کو سینوں سے لگاتے۔ لیکن انہوں نے اس سے اس طرح منہ موڑا کہ اسے سمجھنا اور اس میں غور و فکر کرنا تو درکنار وہ اسے سنتے بھی نہیں۔ ان کے نہ سننے اور اعراض کو آگے تین تعبیروں سے ذکر کیا گیا ہے۔ اوّل وقالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ۔ ما تدعونا الیہ سے مسئلہ توحید مراد ہے جو سورۃ مومن کا دعوی ہے ما تدعونا الیہ من التوحید (مدارک مظہری) یعنی ہمارے دل تہ بتہ پردوں میں لپٹے ہوئے ہیں اس لئے تیرے اس مسئلہ کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ ہمارے یہ معبود سب عاجز ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے اور یہ کہ ہمارے باپ دادا سب باطل پرست اور گمراہ تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ سمجھتے تو تھے لیکن اپنے عقیدے کے مخالف ہونے کی وجہ سے انکار کرتے تھے محض ضداً اور عناداً۔

دوسری تعبیر وفی اٰذاننا وقر ہمارے کان تیرے کلام سے بہرے ہیں، تیرا کلام ہمارے کانوں میں داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ تیسری تعبیر۔ ومن بیننا وبینک حجاب تیرے اور ہمارے درمیان ایک پردہ حائل ہے یعنی ہمارا دین تیرے دین سے الگ ہم بہت سے معبودوں کے پجاری ہیں اور تو صرف ایک خدا کا قائل ہے

موضح قرآن ف۱ اس کی خوراک یعنی اہل زمین کی پورا ہوا یعنی جواب پورا ہوا۔ ف۲ دو دن میں زمین بنائی اور دو دن میں پہاڑ اور درخت سبزہ جو خلق کی خوراک ہے پھر آسمان سارا ایک بھاڈھواں سا اس کو بانٹ کر سات کئے۔ اور ہر ایک کا کارخانہ جدا ٹھہرایا پھر آسمان زمین کو بلایا خوشی سے آؤ۔ یا زور سے یعنی ارادہ کیا کہ ان دونوں کے ملاپ سے دنیا بنائے اپنی طبیعت سے ملیں تو اور زور سے ملیں اور وہ دونوں آملے طبیعت سے آسمان کی شعاع سے گرمی پڑی تو بادیں اٹھیں ان سے گرد اور بھاپ اُوپر چڑھے پانی ہو کر برسے چار عنصر زمین پر جمع ہوں، مخلوقات پیدا ہوں اور پہلے زمین میں رکھی تھیں خوراکیں یعنی اس میں قابلیت تھی۔ ان چیزوں کے نکلنے اور ہر آسمان کا حکم جدا یہ رب کو معلوم ہے کہ وہاں کون خلق بستے ہیں۔ ان کا کیا اسلوب ہے اتنی زمین میں ہزاروں ہزار کارخانے ہیں۔ اس قدر آسمان کب خالی پڑے ہوں گے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی منقاد حکم من شوید ۱۲

یہ اختلافِ دین ایک ایسا دبیز پردہ ہے جو ہمیں تیری بات سننے اور سمجھنے سے روکتا ہے یہ سب اعراض اور عدم قبول سے کنایات اور اس کی تمثیلات ہیں۔ فاعمل اننا عٰملون ہ جامیل تو اپنا کام کر تیری بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ ہم تو وہی کچھ کریں گے جو ہمارے باپ دادا کرتے آ رہے ہیں۔ ٤ قل انما انا بشر یہ مشرکین کے قول ومن بیننا وبینک حجاب یعنی ہمارے اور تیرے درمیان پردہ حائل ہے کا جواب ہے۔ فرمایا کہ اس کے جواب میں کہہ دو کہ میں کوئی فرشتہ یا جن نہیں ہوں کہ جس سے افہام و تفہیم میں دشواری ہو، بلکہ میں تو ایک بشر اور انسان ہوں جس کی بات تم آسانی سے سمجھ سکتے ہو۔ اگر ایک بار بات سمجھ میں نہ آئے، تو بار بار دریافت کر کے اطمینان کر سکتے ہو۔ لست ملکا ولا جنیا لا یمکنکم التلقی منہ وھو رد لقولھم بیننا وبینک حجاب (روح ج ۲۴ ص ۹۷)۔ یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد یہ مشرکین کے قول قلوبنا فی اکنۃ الخ۔ کا جواب ہے یعنی میں تمہیں کسی ایسی بات کی دعوت نہیں دے رہا جو عقل و فہم سے بالاتر ہو بلکہ میں تو تمہیں اللہ کی توحید کی طرف دعوت دیتا ہوں جو دلائل عقل و نقل سے ثابت ہے۔ ای ولا ادعوکم الی ما تنبو عنہ العقول وانما ادعوکم الی التوحید الذی دلت علیہ دلائل العقل وشھدت لہ شواھد السمع وھذا جواب عن قولھم قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ وفی اذاننا وقر (روح) اس لئے تم توحید اور اخلاص عبادت کے ساتھ سیدھے اللہ کی طرف چلو۔ اس سیدھی راہ سے دائیں بائیں نہ جھکو، غیر اللہ کو معبود اور کارساز نہ بناؤ، اور شرک کی خدا سے معافی مانگو۔ فاستووا الیہ بالتوحید واخلاص العبادۃ غیر ذاھبین یمینا وشمالا ولا ملتفتین الی ما یسول لکم الشیطان من اتخاذ الاولیاء والشفعاء (مدارک ج ۴ ص ۷۶) ۵ وویل للمشرکین (الآیتین) شکویٰ اولیٰ کے بعد تخویف اخروی ہے۔ جو لوگ اللہ کی طرف سیدھے نہ چلیں، بلکہ راہِ توحید کو چھوڑ دیں وہ مشرک ہیں اور ان مشرکین کے لئے ہلاکت اور بربادی ہے جو اللہ کی توحید کو نہیں مانتے اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ یہ سورت مکی ہے اور زکوٰۃ مدینہ میں ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئی۔ اس لئے یہاں زکوٰۃ سے زکوٰۃ مال نہیں بلکہ زکوٰۃ نفس مراد ہے یعنی شرک اور تمام رذائل اخلاق سے نفس کو پاک رکھنا۔ حضرت ابن عباس اور عکرمہ فرماتے ہیں یعنی الذین لا یشھدون ان لا الٰہ الا اللہ (ابن کثیر ج ۴ ص ۹۴، خازن و معالم ج ۶ ص ۱۰۴، قرطبی ج ۱۵ ص ۳۴۲، روح ج ۲۴ ص ۹۸)

٦ ان الذین اٰمنوا (الآیۃ) یہ سیدھی راہ پر چلنے والوں اور توحید پر قائم رہنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے ان لوگوں کے لئے آخرت میں جو اجر و ثواب اور انعام و اکرام مقدر ہے وہ دائمی ہوگا۔ اور کبھی ختم نہیں ہوگا۔ غیر ممنون قال ابن عباس غیر مقطوع (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۴۱) ٧ قل ائنکم۔ تا۔ ذالک تقدیر العزیز العلیم ہ یہ پہلی عقلی دلیل ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی متصرف اور مالک و مختار نہیں۔ حاصل دلیل یہ ہے کہ

مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا
پیچھے سے کہ نہ پوجو کسی کو سوائے اللہ کے کہنے لگے اگر ہمارا رب چاہتا
لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا
تو بھیجتا فرشتے سو ہم تمہارا لایا ہوا نہیں مانتے ف سو وہ
عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ
جو عاد تھے ٨ وہ تو غرور کرنے لگے ملک میں ناحق اور کہنے لگے کون ہے
اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَهُمْ هُوَ
ہم سے زیادہ زور میں کیا دیکھتے نہیں کہ اللہ جس نے ان کو بنایا وہ
اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاَرْسَلْنَا
زیادہ ہے ان سے زور میں اور تھے ہماری نشانیوں سے منکر ف۲ پھر بھیجی ہم نے
عَلَیْهِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا فِیْٓ اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِیْقَهُمْ
ان پر ٩ ہوا بڑے زور کی کئی دن جو مصیبت کے تھے تاکہ چکھائیں ان کو
عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ
رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگانی میں اور آخرت کے عذاب میں تو
اَخْزٰی وَهُمْ لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَیْنٰهُمْ
پوری رسوائی ہے اور ان کو کہیں مدد نہیں ف۳ اور وہ جو ثمود تھے ١٠ سو ہم نے ان کو راہ بتلائی
فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰی عَلَی الْهُدٰی فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ
پھر ان کو خوش لگا اندھا رہنا راہ سوجھنے سے پھر پکڑا ان کو کڑک نے ذلت کے
الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَنَجَّیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
عذاب کی بدلہ اس کا جو کماتے تھے ف۴ اور بچا دیا ہم نے ان لوگوں کو جو یقین لائے تھے
وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَیَوْمَ یُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَی النَّارِ
١١ اور بچ کر چلتے تھے اور جس دن جمع ہوں گے ١٢ دشمن اللہ کے دوزخ پر

ع ۲ ۱۶

ربط: ۸ زجر ۱۲ تخویف دنیوی ۱۲ سر ۹ تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف ۱ رسول آئے آگے سے اور پیچھے سے یعنی ہر طرف سے شاید رسول بہت آئے ہوں گے مشہور یہی دو رسول ہیں حضرت ہود اور صالح ف ۲ ان کے جسم بڑے بڑے ہوتے تھے۔ بدن کی قوت پر غرور آیا غرور کا دم مارنا اللہ کے یہاں وبال لاتا ہے ف ۳ ان کا غرور توڑنے کو کمزور مخلوق سے ان کو تباہ کروایا۔ کہتے ہیں وہ لو کے مہینے میں آخر کے آٹھ دن تھے جن میں وہ باؤ آئی ف ۴ زلزلہ آیا ساتھ ایک آواز تند کے اس آواز سے جگر پھٹ گئے۔

کیا تم اس قادر مطلق کے ساتھ کفر کرتے اور غیروں کو اس کے شریک ٹھہراتے ہو جو یہ سب کام سرانجام دینے والا ہے اور جن کو تم اس کے سوا متصرف اور کارساز سمجھ کر پکارتے ہو وہ ان کاموں میں سے کوئی کام بھی نہیں کر سکتے۔ وتجعلون لہ انداداً یہ تکفرون بالذی الخ کی تفسیر ہے واؤ تفسیریہ ہے اور دوسرے جملے کا پہلے جملے پر عطف تفسیری ہے کیونکہ مشرکین مکہ ذات باری تعالیٰ کے منکر نہیں تھے۔ جیسا کہ لیقولن اللہ سے ان کا اعتراف ظاہر ہے ذالک رب العلمین یعنی جس طرح پیدا کرنے والا وہی ہے اسی طرح مربی اور پرورش کنندہ بھی وہی ہے۔

٨ وجعل فیہا رواسی زمین پر پہاڑ رکھ دیئے تاکہ وہ اپنی جگہ قائم رہے وبارک فیہا اور اس میں انسانوں کے لئے برکات و منافع ودیعت فرما دیئے اور ساری مخلوق کے لئے پورے اندازے کے ساتھ روزی اور معاش کا سامان اس میں رکھ دیا۔ زمین کو ساری مخلوق (انسان، جن، چوپائے، پرندے، حشرات الارض وغیرہ وغیرہ) کی تمام ضروریات زندگی کا مخزن بنا دیا جس سے مخلوق خدا حسب ضرورت قیامت تک استفادہ کرتی رہے گی۔ اور زمین کے خزانوں سے ان کی تمام ضروریات زندگی پوری ہوتی رہیں گی۔ کوئی چیز ایک علاقے میں وافر پیدا کر دی اور کوئی چیز دوسرے علاقے میں۔ تاکہ لوگ مل جل کر اور امداد باہمی کے ساتھ زندگی بسر کریں اور ہر علاقے کے لوگوں کو ضروریات زندگی میسر ہوں قال عکرمۃ والضحاک معنی (قدر فیہا اقواتہا) ای ارزاق اہلہا وما یصلح لمعاشہم من التجارات والاشجار والمنافع فی کل بلدۃ مالم یجعلہ فی الاخری لیعیش بعضہم من بعض بالتجارۃ والاسفار من بلد الی بلد (قرطبی ج ١٥ ص ٣٤٣، خازن ومعالم ج ٦ ص ١٠٥، مدارک ج ٤ ص ٦٨)

اگر آبادی میں اضافہ ہو جائے تو روٹی کا مسئلہ حل کرنے کے لئے خاندانی منصوبہ بندی (پیدائش کو روکنے کا منصوبہ) کی ضرورت نہیں اور نہ یہ منصوبہ اس مسئلہ کا صحیح حل ہے۔ بلکہ اس مسئلہ کا صحیح حل یہ ہے کہ ہر انسان کو اپنی تمام جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں اور مالی وسائل کو بروئے کار لانے کا موقع دیا جائے تاکہ ہر انسان زمین میں پوشیدہ خدائی خزانوں سے اپنی روزی حاصل کر سکے۔ فی اربعۃ ایام یعنی دو دن میں زمین پیدا کی اور دو دن میں برکات و منافع اور ارزاق و اقوات مقدر کئے گئے۔ اس طرح یہ سارا کام چار دنوں میں مکمل ہوا اور مراد چار دنوں کی مدت کا اندازہ ہے، کیونکہ اس وقت دن رات کا وجود نہیں تھا۔

٩ سواء للسائلین۔ سواءً میں تینوں قراءتیں ہیں۔ اول مجرور، اس صورت میں یہ ایام کی صفت ہوگی۔ دوم مرفوع۔ اس صورت میں یہ مبتدا محذوف کی خبر ہوگی اور جملہ ایام کی صفت ہوگا۔ سوم منصوب۔ اس صورت میں سواءً اربعۃ ایام سے حال ہوگا۔ تینوں صورتوں میں وقف سواءً پر ہوگا اور مطلب یہ ہوگا کہ پورے چار دنوں کے اندازے میں یہ سب کام مکمل ہوا۔ اس میں ایک منٹ کا بھی فرق نہ تھا اور ہر حال میں للسائلین، قدر سے متعلق ہوگا۔ اور سائلین بمعنی محتاجین ہوگا یعنی محتاجوں کے لئے زمین میں رزق کے خزانے رکھ دیئے یا سواءً فعل مقدر یعنی سوّی کا فعل مطلق ہے اور للسائلین، سوّی سے متعلق ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جن لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ یہ کام کتنی مدت میں مکمل ہوا۔ تو جواب میں فرمایا یہ تعداد سائلین کے علم کے موافق اور مطابق ہے۔ کیونکہ ان سائلین کو کتب آسمانی تورات و انجیل کے پڑھنے سے یا علماء اہل کتاب سے سننے کی وجہ سے اس کا علم تھا۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ۔

١٠ ثم استوی پھر اس نے آسمانوں کی تخلیق کا ارادہ فرمایا۔ تو ان کا مادہ بخار کی مانند تھا۔ فقضٰہن الخ تو دو یوم کی مقدار میں اس مادۂ دخانیہ سے ساتوں آسمان پیدا فرمائے اور اس طرح زمین و آسمان کی تخلیق چھ ایام میں مکمل ہوئی جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے ان ربکم الذی خلق السموٰت والارض فی ستۃ ایام (الاعراف ع ٧) واوحٰی فی کل سماء امرہا یعنی ہر آسمان میں فرشتے پیدا کئے اور ان کو اپنے اوامر سے آگاہ فرمایا۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ۔ یا مطلب یہ ہے کہ ہر آسمان میں اپنی حکمت بالغہ کے مطابق فرشتے پیدا کئے اور دیگر امور کا فیصلہ فرمایا۔ ای رتب مقدر فی کل سماء ماتحتاج الیہ من الملئکۃ وما فیہا من الاشیاء التی لا یعلمہا الا ھو۔ (ابن کثیر ج ٤ ص ٩٣)

١١ فقال لہا۔ آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے بعد دونوں کو حکم دیا کہ تمہیں جن منافع اور مصالح و مقاصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے ان کو ادا کرو اور ان کو بجا لاؤ۔ یہ کام تمہیں کرنا ہی ہوگا خوشی سے کرو یا مجبور ہو کر۔ تو دونوں نے زبانِ حال سے جواب دیا۔ ہم اس خدمت کو انجام دینے کے لئے بخوشی حاضر ہیں۔ ای ائتیا ما امرتکما بہ ای افعلاہ ...... وقال طاؤس عن ابن عباس ائتیا اعطیا یعنی اخرجا ما خلقت فیکما من المنافع لمصالح العباد۔ (خازن ومعالم ج ٦ ص ١٠٦) جیسا کہ سورۂ احزاب رکوع ٩ میں ہے انا عرضنا الامانۃ علی السموٰت والارض والجبال (الآیۃ) زمین و آسمان نے بخوشی اللہ تعالیٰ کی اطاعت قبول کر لی۔ لیکن انسان کے سپرد جو امانت کی گئی کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرے اور صرف اسی کو پکارے اور اس کے تمام احکام بجا لائے اس نے اس امانت کا حق ادا نہ کیا۔ اللہ کے ساتھ شریک بنائے اور اس کے احکام کی مخالفت کی۔ قال بعض الکلام علی التقدیم والتأخیر والاصل ثم استوی الی السماء وھی دخان فقضٰہن سبع سموٰت، الخ فقال لہا وللارض ائتیا، الخ وھو ابعد عن القیل والقال الا انہ خلاف الظاہر (روح جلد ٢٤ ص ١٠٣)

١٢ وزینا السماء، وحفظاً فعل مقدر حفظناہا کا مفعول مطلق ہے اور ہم نے سب سے نچلے آسمان کو شمعوں کی مانند روشن ستاروں سے آراستہ کر دیا اور آسمانوں کو ہر قسم کی آفات و حادثات یا شیاطین سے محفوظ کر دیا۔ ستارے فضا میں معلق ہوں۔ جیسا کہ جدید سائنسدانوں کا خیال ہے یا آسمانوں سے اوپر کرسی (آٹھویں آسمان) میں مرکوز ہوں جیسا کہ قدیم ریاضی دانوں کا نظریہ ہے۔ ہر حال میں وہ پہلے آسمان ہی کی زینت و آرائش ہیں ١٣ ذالک تقدیر العزیز العلیم یہ سب کچھ اس قادر و علیم کی تدبیر و تقدیر ہے جو ہر چیز پر قادر اور سب پر غالب ہے اور جس کے علم محیط سے کوئی چیز باہر نہیں۔ یہ سارا نظام کائنات اس نے ایک نہایت ہی محکم طریقہ و تدبیر سے برپا کیا ہے۔ اور یہ اس کی قدرت و حکمت سے قائم ہے ١٤ فان اعرضوا۔ یہ پہلی عقلی دلیل کے بعد زجر اور تخویف دنیوی ہے۔ اگر وہ توحید سے اعراض کرتے ہیں تو آپ فرما دیں، اچھا قوم عاد و ثمود کا حال سنو، اعراض و جحود کی وجہ سے ان کا کیا حشر ہوا۔ اعراض و انکار اور جحود و عناد پر قائم رہو گے تو میں تمہیں اسی قسم کے ہولناک عذاب سے ڈراتا ہوں جس طرح کا عذاب عاد و ثمود پر نازل ہوا۔ ای انذرکم عذاباً مثل عذابہم قال قتادۃ (روح جلد ٢٤ صفحہ ١٠٩) ١٥ اذ جاءتہم جب ان کے پاس اللہ کے پیغمبر ہر طرف سے آئے یعنی انہوں نے ہر ممکن طریق سے ان کو سمجھایا الا تعبدوا الا اللہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور حاجات میں مافوق الاسباب اس کے سوا کسی کو نہ پکارو یہ وہ دعوٰی ہے جو سورۂ مومن میں ذکر کیا گیا ہے والمراد باتیانہم من جمیع الجہات بذل الوسع فی دعوتہم علی طریق الکنایۃ (روح ج ٢٤ ص ١١٠)

تو مشرکین نے انبیاء علیہم السلام کی دعوت کے جواب میں کہا کہ ہم ان پیغمبروں کو نہیں مانتے جو بشر ہیں اور کھانے پینے کے محتاج ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو پیغمبر بھیجنا منظور ہی تھا تو وہ فرشتوں کو پیغمبر بنا کر بھیجتا، اس لئے ہم اس پیغام توحید کو نہیں مانتے جسے تم لے کر آئے ہو۔ ۱۶ فاما عاد۔ قوم عاد کو اپنی قوت و شوکت پر ناز تھا اس لئے کبر اور غرور پر اتر آئے اور کہنے لگے کون ہے جو قوت میں ہم سے فائق اور برتر ہے؟ اولم یروا ان اللہ الخ یہ ادخال الٰہی ہے۔ فرمایا ان نادانوں نے یہ نہیں سوچا کہ جس اللہ نے ان کو پیدا کیا اور قوت عطا کی وہ ان سے بھی زیادہ قوی اور طاقتور ہے لیکن انہیں یہ سمجھنے کی توفیق نہ ملی اور وہ ہماری آیتوں کا مسلسل انکار ہی کرتے رہے بلکہ غرور و استکبار کی وجہ سے ان کو سننا بھی گوارہ نہ کیا۔ ۱۷

فَهُمْ يُوزَعُونَ ⑲ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ

تو ان کی جماعتیں بنائی جائیں گی یہاں تک کہ جب ۲۱ پہنچیں اس پر بتائیں گے ان کو

سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑳

ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے چمڑے جو کچھ وہ کرتے تھے

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا

اور وہ کہیں گے اپنے چمڑوں کو ۲۲ تم نے کیوں بتلایا ہم کو وہ بولیں گے ہم کو بلوایا

اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ

اللہ نے جس نے بلوایا ہے ہر چیز کو اور اسی نے بنایا تم کو پہلی بار اور

اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ㉑ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ

اسی کی طرف پھیرے جاتے ہو ف اور تم پردہ نہ کرتے تھے ۲۳ ف۱ اس بات سے کہ تم کو

عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ

بتلائیں گے تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں اور نہ تمہارے چمڑے پر

ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ㉒ وَ

تم کو یہ خیال تھا کہ اللہ نہیں جانتا بہت چیزیں جو تم کرتے ہو ف۲ اور

ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ

یہ وہی تمہارا خیال ہے ۲۴ جو تم رکھتے تھے اپنے رب کے حق میں اسی نے تم کو غارت کیا

فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ㉓ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ

پھر آج رہ گئے ٹوٹے میں پھر اگر وہ صبر کریں تو آگ

مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ㉔

ان کا گھر ہے اور اگر وہ منایا چاہیں تو ان کو کوئی نہیں مناتا ف۳

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ

اور لگا دیئے ہم نے انکے پیچھے ۲۵ ف۲ ساتھ رہنے والے پھر انہوں نے خوبصورت بنا دیا ان کی آنکھوں میں اسکو جو انکے آگے ہے ۲۶

فارسلنا علیہم۔ قوم عاد کا متکبرانہ دعوٰے تھا کہ قوت اور طاقت میں ان سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے ایک معمولی سی چیز یعنی تند و تیز ہوا بھیج کر ان کے غرور و استکبار کی گردن توڑ دی اور ان سب کو ہلاک کر کے دنیا ہی میں ذلیل و رسوا کر دیا۔ ایام نحسات نحس اور برے دن یہ نحس اور برے قوم عاد کے حق میں تھے اس لئے کہ اسلام میں کوئی دن فی نفسہ نحس نہیں۔ یہ رسوائی تو دنیا میں ہوئی اور آخرت میں انہیں جو عذاب دیا جائے گا وہ اس سے بھی زیادہ ذلت آمیز اور رسوا کن ہوگا۔ اور پھر کہیں سے مدد بھی نہیں مل سکے گی تاکہ اللہ کے عذاب سے چھوٹ سکیں۔ ۱۸ واما ثمود قوم ثمود کو بھی ہم نے حضرت صالح علیہ السلام کے ذریعے مسئلہ توحید سنایا۔ لیکن انہوں نے سننے کے بعد ہدایت پر گمراہی کو ترجیح دی تو ذلت آمیز عذاب کی بجلی نے ان کو آلیا اور سب کو بھسم کر کے رکھ دیا۔ یہ سزا ان کو ان کے اعمال مشرکانہ کی وجہ سے دی گئی۔ قوم عاد قوم ثمود سے زیادہ سرکش تھی۔ کیونکہ اسے تو مسئلہ توحید کو سننا بھی گوارہ نہ تھا۔ اور طغیان و عدوان پر اتر آئے۔ ان دونوں قوموں میں یہی فرق تھا۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تھا۔ اننا نخاف ان یفرط علینا او ان یطغٰی یعنی ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہماری بات ہی نہ سنے اور زیادتی پر اتر آئے قوم عاد کی طرح یا بات تو سن لے لیکن طغیان و تعدی پر کمر باندھے قوم ثمود کی طرح قالہ الشیخ قدس سرہٗ۔ ۱۹ ونجینا الذین اٰمنوا (الآیۃ) یہ ایمان والوں کے لئے بشارت دنیوی ہے۔ قوم عاد و ثمود میں سے جو لوگ اللہ کی توحید پر ایمان لائے اور انبیاء علیہم السلام کی پیروی میں نیک عمل کئے اللہ نے انہیں دنیا کے رسوا کن عذاب سے بچا لیا۔ ۲۰ ویوم یحشر۔ تا۔ فما ھم من المعتبین۔ تخویف دنیوی کے بعد تخویف اخروی کا بیان ہے۔ قیامت کے

کلام ... اعضاء ... ادخال الٰہی ... تنبیہ ... تخویفی دوم اور سورت کا مقصودی مقام ۱۲

موضح قرآن ف۱ کافر کے اعمال جب فرشتے لا دیں گے لکھے ہوئے وہ منکر ہوں گے کہ یہ ہمارے دشمن ہیں دشمنی سے ہم پر جھوٹ لکھ دیا تب آسمان اور زمین سے گواہی دلوا دے گا۔ کہیں گے یہ بھی دشمن ہیں، اے پروردگار تیرے ہاں ظلم نہیں کوئی ہمارا دوست گواہی دے تو سند ہے تب ان کے ہاتھ پاؤں بولیں گے۔ وما کنتم تستترون اس کا ترجمہ فتح الرحمٰن میں یوں کیا ہے اور پردے میں نہیں چھپے تھے یعنی دنیا میں اس خوف سے کہ گواہی دیں تم پر کان تمہارے اور آنکھیں تمہاری اور چمڑے تمہارے ف۲ یعنی غیر سے چھپ کر گناہ کرتے تھے یہ خبر نہ تھی کہ ہاتھ پاؤں بتا دیں گے۔ ان سے بھی پردہ کریں ف۳ یعنی دنیا میں بعضی بلا صبر سے آسان ہوتی ہے۔ وہاں صبر کریں یا نہ کریں دوزخ گھر ہو چکا ہے اور بعضی بلا ٹلتی ہے منت کرنے سے وہاں بہتیرا چاہیں کہ منت کریں کوئی قبول نہیں کرتا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در دنیا از خوف ۱۲ ف۲ یعنی از شیاطین ۱۲۔

دن جب دشمنانِ خدا (کفار و مشرکین) کو دوزخ کی طرف ہانک کر لے جایا جائے گا۔ تو جہنم کے کنارے پر انہیں روک دیا جائے گا۔ تاکہ سب جمع ہو جائیں۔ قال قتادة والحسن یحبس اولھم علیٰ اٰخرھم حتی یجتمعوا (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۵۰)
۲۱ھ حتی اذا ما۔ جب تمام مشرکین جہنم کے دروازے پر جمع ہو جائیں گے تو کہیں گے بار الٰہا! ہمیں کراماً کاتبین کی گواہی منظور نہیں انہوں نے خواہ مخواہ ہمارے اعمالناموں میں ایسے گناہ لکھ دیئے ہیں جو ہم نے کبھی نہیں کئے تھے۔ اس لئے ہمیں اپنے گھر کے گواہوں کے سوا کسی کی گواہی پر اعتماد نہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ان کے مونہوں پر مہر لگا دے گا۔ اور ان کے

وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ
جو ان کے پیچھے ہے ف۱ اور ٹھیک پڑ چکی ان پر عذاب کی بات ان فرقوں کے ساتھ جو گذر چکے

قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ
ان سے پہلے جنوں کے اور آدمیوں کے بے شک وہ تھے ٹوٹے والے ف۱ اور کہنے لگے

ع ۳ ۱۷

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ
منکر ۲۴ھ مت کان دھرو اس قرآن کے سننے کو اور بک بک کرو اس کے پڑھنے میں

لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا
شاید تم غالب ہو ف۲ سو ہم کو ضرور چکھانا ہے ۲۵ھ منکروں کو سخت

شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾
عذاب اور ان کو بدلہ دینا ہے بُرے سے بُرے کاموں کا جو وہ کرتے تھے

ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ
یہ سزا ہے اللہ کے دشمنوں کی آگ ان کا اسی میں گھر ہے سدا کو

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ
بدلہ اس کا جو ہماری باتوں سے انکار کرتے تھے اور کہیں گے وہ لوگ جو ۲۶ھ

كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ
منکر ہیں اے رب ہمارے ہم کو دکھلا دے وہ دونوں جنہوں نے ہم کو بہکایا جو جن ہے اور جو آدمی

نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ
کہ ڈالیں ہم ان کو اپنے پاؤں کے نیچے کہ وہ رہیں سب سے نیچے تحقیق

الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
جنہوں نے کہا ۲۷ھ رب ہمارا اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان پر اترتے ہیں ۲۸ھ

الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ
فرشتے کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشخبری سنو اس بہشت کی جس کا

ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء کو بولنے کی طاقت عطا کر دے گا۔ تو وہ اعضاء ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ الیوم نختم علی افواھھم وتکلمنا ایدیھم وتشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون ۔ (یٰسٓ ع ۴) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عجبت من مجادلة العبد ربه یوم القیامة یقول ای رب الیس وعدتنی ان لا تظلمنی قال بلی، فیقول فانی لا اقبل علیّ شاھدا الا من نفسی فیقول اللہ تبارک وتعالیٰ اولیس کفی بی شھیدا وبالملائکة الکرام الکاتبین ؟ قال فیردد ھذا الکلام مرارا۔ قال فیختم علیٰ فیه وتتکلم ارکانه بما کان یعمل (ابن کثیر ج ۴ ص ۹۵) **۲۲ھ** وقالوا لجلودھم جب مشرکین اپنے ہی اعضاء کی اپنے خلاف گواہی سنیں گے تو اپنے اعضاء سے کہیں گے تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی حالانکہ ہم دنیا میں تمہاری ہر آفت سے حفاظت کرتے تھے۔ تو اعضاء جواب دیں گے کہ ہم اپنے اختیار سے نہیں بولے ہمیں تو اس ذاتِ قادر و قیوم نے بولنے کی طاقت دی ہے جس نے ہر ناطق کو قوتِ نطق عطا فرمائی ہے۔ اور جو تمہیں پہلی بار اور پھر دوسری بار پیدا کرنے کی طاقت رکھتا ہے جب اس نے ہمیں بولنے کی قوت دی اور پھر بول کر تمہارے خلاف گواہی دینے کا حکم فرمایا۔ تو ہم کس طرح اس کے حکم کی تعمیل نہ کرتے **۲۳ھ** وما کنتم تستترون ۔ تا ۔ فاصبحتم من الخسرین ۔ یہ اعضاء کا کلام ہے یا دخال الٰہی ہے ان یشھد سے پہلے من مقدر ہے۔ تم گناہ کرتے وقت انسانوں سے تو چھپ سکتے تھے، لیکن اپنے ہی اعضاء سے تم نہیں چھپ سکتے تھے کہ مبادا وہ تمہارے خلاف گواہی دیدیں۔ بلکہ گناہوں کا ارتکاب تم نے ان ہی اعضاء سے کیا۔ اس لئے ان سے چھپنا ناممکن تھا۔ بلکہ تمہارے اعمال سے تمہارے آخرت سے اعراض اور لذاتِ عیش میں انہماک سے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تم یہ سمجھتے تھے کہ خدا خود بھی تمہارے اکثر اعمال سے باخبر نہیں۔ یعنی پوشیدہ اعمال کو نہیں جانتا۔ ممکن ہے بعض کفار کا فی الحقیقة یہی اعتقاد ہو جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ کان الکفار یقولون ان اللہ لا یعلم ما فی انفسنا ولکنه یعلم ما یظھر (خازن ج ۶ ص ۱۰۹) **۲۴ھ** وذلکم ظنکم، ذلکم موصوف ظنکم الخ صفت۔ موصوف صفت مبتدا۔ اردٰکم خبر (مدارک)

موضح قرآن ف۱ یعنی ان پر شیطان تعینات تھے کہ ان کے بُرے کام بھلے دکھائے اور ٹھیک پڑے بات لَاَمۡلَئَنَّ ف۲ یہ جاہلوں کا زور ہے شور مچا کر سننے نہ دینا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی وسوسہ انداختند کہ دنیا قابل رغبت است و آخرت قابل رغبت نیست ۱۲

اس عالم الغیب والشہادہ کے بارے میں تمہارے اسی گمان نے، کہ وہ تمہارے چھپے اعمال نہیں جانتا۔ تم کو تباہ و برباد کیا۔ اسی خیال سے تم گناہوں میں منہمک رہے اور دین و دنیا میں خسارہ اٹھایا۔ فان یصبروا (الآیہ) وہ صبر کریں، تو بھی ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور اگر جزع فزع کریں اور معذرت کریں، تو بھی ان کا کوئی عذر قبول نہیں ہوگا۔ ہر حال میں ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اس سے اب ان کے لئے کوئی مفر نہیں۔

۲۵ وقیضنا لھم، یہ دوسرے شکوے کی تمہید ہے اور اس سورت کا مقصودی مقام ہے۔ سورۂ مومن کے مرکزی دعوے پر جو اعتراض اور شبہہ وارد ہوتا تھا۔ اس آیت میں اس کا جواب دیا گیا ہے۔ شبہہ یہ ہے کہ تم کہتے ہو کہ مصائب و حاجات میں اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو، اس لیے کہ اس کے سوا کوئی متصرف و مختار اور کارساز نہیں۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں اگر کوئی شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے اور غیر اللہ کو پکارے یا غیر اللہ کے نام نذر و منت مانے، تو وہ مصیبت سے چھوٹ جاتا ہے۔ نیز بعض اوقات پیر و مرشد اور بزرگانِ دین اپنے عقیدت مندوں کو خواب میں ملتے ہیں یا کبھی بیداری ہی میں سامنے آجاتے ہیں تو کہتے ہیں یہ تکلیف تمہیں اس لیے آئی کہ تم نے ہمیں پکارا نہیں یا ہماری نذر و نیاز میں قصور کیا ہے۔ اور بعض دفعہ وہ پکارنے والے کے سامنے حاضر ہو کر اس کی مدد بھی کرتے ہیں تو اس کا جواب ارشاد فرمایا کہ ایسے ضدی اور معاند لوگ جن کے ضمیر مُردہ ہو چکے ہوں اور ان کے دلوں پر مہرِ جباریت ثبت ہو چکی ہو۔ ان پر شیاطین مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو ہر ممکن طریقے سے انہیں گمراہی میں آگے بڑھاتے رہتے ہیں۔ اور کفر و شرک اور ہر گناہ کو ان کی نظروں میں مزین اور خوب صورت بنا کر پیش کرتے ہیں وہ خود ہی مسِ شیطانی سے انسان کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ جب وہ غیر اللہ کو پکارتا ہے، تو اُسے چھوڑ دیتے ہیں۔ کبھی بزرگانِ دین اور اولیائے کرام کی شکلوں میں متمثل ہو کر خواب میں یا بیداری میں سامنے آکر گمراہ کرتے ہیں۔ اور شرک کی تعلیم دیتے ہیں۔ سلطنا علیھم قرناء یزینون عندھم المعاصی وھؤلاء القرناء من الجن والشیاطین ومن الانس ایضاً (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۵۴) ای بعثنا ووکلنا لھم نظراء من الشیاطین حتی اضلوھم (معالم و خازن ج ۶ ص ۱۱۰) ولا یغرنک ان المستغیث بمخلوق قد تقضی حاجتہ وتنجح طلبتہ، فان ذلک ابتلاء وفتنۃ منہ عز وجل۔ وقد یتمثل الشیطان للمستغیث فی صورۃ الذی استغاث بہ۔ فیظن ان ذلک کرامۃ لمن استغاث بہ، ھیہات ھیہات

كنتم توعدون ۝۳۰ نحن اوليؤكم في الحيوة

تم سے وعدہ کیا تھا ہم ہیں تمہارے رفیق دنیا میں

الدنيا وفي الاخرة ۚ ولكم فيها ما تشتهي انفسكم

اور آخرت میں اور تمہارے لئے وہاں ہے جو چاہے جی تمہارا

ولكم فيها ما تدعون ۝۳۱ نزلا من غفور رحيم ۝۳۲

اور تمہارے لئے وہاں ہے جو کچھ مانگو مہمانی ہے اس بخشنے والے مہربان کی طرف سے ف۱

ع ۴

۱۸

ومن احسن قولا ممن دعا الى الله وعمل

اور اس سے بہتر کس کی بات ف۲ جس نے بلایا اللہ کی طرف اور کیا

صالحا وقال انني من المسلمين ۝۳۳ ولا تستوي

نیک کام اور کہا میں حکم بردار ہوں اور برابر نہیں

الحسنة ولا السيئة ۚ ادفع بالتي هي احسن

نیکی ف۳ اور نہ بدی جواب میں وہ کہہ جو اس سے بہتر ہو

فاذا الذي بينك وبينه عداوة كانه ولي

پھر تو دیکھ لے کہ تجھ میں اور جس میں دشمنی تھی گویا دوستدار ہے

حميم ۝۳۴ وما يلقىها الا الذين صبروا ۚ وما يلقىها

قرابت والا ف۴ اور یہ بات ملتی ہے انہی کو جو سہار رکھتے ہیں اور یہ بات ملتی ہے

الا ذو حظ عظيم ۝۳۵ واما ينزغنك من الشيطن

اسی کو جس کی بڑی قسمت ہے ف۵ اور جو کبھی چوک لگے تجھ کو ف۶ شیطان کے

نزغ فاستعذ بالله ۚ انه هو السميع العليم ۝۳۶

چوک لگانے سے تو پناہ پکڑ اللہ کی بے شک وہی ہے سننے والا جاننے والا ف۷

ومن ايته اليل والنهار والشمس والقمر ۚ لا

اور اس کی قدرت کے نمونے ہیں رات اور دن ف۸ اور سورج اور چاند

موضح قرآن ف۱ فرشتے اترتے ہیں حشر کے دن جس دن ہر کسی کو اپنا فکر و غم ہوگا۔ یا مرنے کے وقت اترتے ہیں اور یہ کہتے ہیں ف۲ برابر نہیں نیکی برائی کے نہ برائی برابر نیکی کے کوئی سخت کلام کہے یا بُرا معاملہ کرے تو اس کے مقابل کر جو اس سے بہتر ہو اس کرنے سے دشمن ہو جاتے ہیں۔ جیسے دوست اگرچہ دل میں نہ ہوں ف۳ یعنی حوصلہ شاد چاہیئے کہ بُری بات سہار کر سامنے سے بھلی کہیئے یہ اقبال مندوں کو ملتا ہے ف۴ یعنی کبھی بے اختیار غصہ چڑھ آوے تو یہ شیطان کا دخل ہے اور

سوسہ

اِنما ھو شیطان اضلہ و اغواہ و زین لہ ھواہ، و ذلک کما یتکلم الشیطان فی الاصنام لیضل عبدتھا الطغام (روح ج ۶ ص ۱۲۹) یہی مضمون ایک دوسری جگہ اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔ ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین ہ و انھم لیصدونھم عن السبیل و یحسبون انھم مھتدون ہ (زخرف ع ۴) شیخ شہاب الدین سہروردی عوارف المعارف میں فرماتے ہیں کہ جب شیطان کسی کو گمراہ کر لیتا ہے تو اس کو ذکر میں مصروف کر کے اس کا دل بہلاتا ہے۔ تاکہ وہ شرک پر متنبہ نہ ہو جائے۔ عارف رومی نے کہا ہے: بر زبان نام حق، بر جانِ شان ؛ گند و کفر و شرک بر ایمان شان۔

تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ
سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے
خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۳۷ فَاِنِ
ان کو بنایا اگر تم اسی کو پوجتے ہو پھر اگر
اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ
غرور کریں تو جو لوگ تیرے رب کے پاس ہیں پاکی بولتے رہتے ہیں اسی کی رات
وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا یَسْـَٔمُوْنَ ۳۸ وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى
اور دن اور وہ نہیں تھکتے ف اور ایک اس کی نشانی یہ ہے کہ تو دیکھتا ہے
الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ
زمین کو دبی پڑی پھر جب اتارا ہم نے اس پر پانی تازی ہوئی
وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِیْۤ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ
اور ابھری بے شک جس نے اس کو زندہ کیا وہ زندہ کرے گا مُردوں کو وہ
عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۳۹ اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ
سب کچھ کر سکتا ہے جو لوگ ٹیڑھے چلتے ہیں
اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا ؕ اَفَمَنْ یُّلْقٰى فِی النَّارِ خَیْرٌ
ہماری باتوں میں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں بھلا ایک جو پڑتا ہے آگ میں وہ بہتر
اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْۤ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ
یا ایک جو آئے گا امن سے قیامت کے دن کئے جاؤ جو چاہو
اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۴۰ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ
بے شک جو تم کرتے ہو وہ دیکھتا ہے جو لوگ منکر ہوئے نصیحت سے
لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ ۴۱ لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ
جب آئی ان کے پاس اور وہ کتاب ہے نادر اس پر جھوٹ کا دخل نہیں

۲۶ مابین ایدیھم: یہ کنایہ ہے من کل جانب سے یعنی شیاطین، مشرکین کو ہر ممکن طریق سے گمراہ کرتے ہیں۔ اور انہیں شرک کی حمایت کا حیلہ بتاتے ہیں قال الشیخ قدس سرہ یا اس سے دنیوی اور اخروی امور مراد ہیں یعنی شیاطین ان کو اتباع شہوات اور تکذیب آخرت پر آمادہ کرتے ہیں (مظہری) وحق علیھم القول۔ فی بمعنی مع ہے۔ یا مضاف مقدر ہے ای فی جملۃ امم (مدارک، قرطبی) ان مشرکین مکہ پر اور ان سے پہلے جن و انس میں سے جرائم کافرہ گذر چکی ہیں۔ ان سب پر عذاب الٰہی کا فیصلہ ثابت ہو چکا ہے یہ لوگ دنیا میں بھی خائب و خاسر رہے کہ سب اعمال رائیگاں ہوئے اور آخرت میں بھی ناکام و نامراد ہوں گے کہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

۲۷ وقال الذین (الایۃ) یہ دوسرا شکویٰ ہے اور پہلے سے علی سبیل الترقی ہے۔ اس میں کہا گیا تھا کہ وہ خود اعراض کرتے ہیں اور سنتے نہیں۔ یہاں فرمایا کہ یہ منکرین دوسرے لوگوں کو بھی قرآن سننے سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں جب قرآن پڑھا جائے تو اسے مت سنو، بلکہ شور و غوغا بپا کرو۔ تاکہ تم پڑھنے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر غالب آجاؤ۔ اور وہ خود بھی پریشان ہو جائے۔ اور کوئی دوسرا بھی نہ سن سکے۔ یا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا خرافات اور بے ہودہ اعتراضات سے مقابلہ کرو تاکہ قرآن کی طرف لوگوں کے دل مائل نہ ہو سکیں اور تم غالب ہو جاؤ عارضوہ بالخرافات او ارفعوا اصواتکم بھا لتشوشوہ علی القاری (بیضاوی) قال ابو العالیۃ و ابن عباس ایضا قعوا فیہ وعیبوہ لعلکم تغلبون محمدا علی قراءتہ فلا یظھر ولا یستمیل القلوب (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۵۶)

۲۸ فلنذیقن: شکویٰ ثانی کے بعد تخویف اخروی ہے۔ ہم کفار و مشرکین کو شدید ترین عذاب کا مزا چکھائیں گے۔ اور ان کے بدترین اعمال (کفر و شرک) کی ان کو سخت ترین سزا دیں گے۔ ذلک مبتدا۔ مذکورۂ بالا سخت ترین سزا کی طرف اشارہ ہے۔ جزاء الخ خبر اور النار، جزاء کا عطف بیان (مدارک و مظہری) اللہ کے دشمنوں کی جزا یہی ہے۔ آگ، اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ اس جرم کی سزا ہے کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے ۲۹ وقال الذین (الایۃ) یہ آیت مشرک پیشواؤں، گمراہ کن پیروں اور ان کے متبعین کے حق میں ہے قیامت کے دن جب مشرکین جہنم کے عذاب میں گرفتار ہوں گے، تو غیظ و غضب سے کہیں گے: ہمارے پروردگار! ذرا ہمیں وہ شیاطین جن او شیاطینِ انس (گمراہ کرنیوالے

موضح قرآن ف یعنی یہ کیا چیز ہیں اور ان کا غرور کیا چیز ہے۔

مشرک پیشوا ، تو دکھا دے جنہوں نے ہمیں سیدھی راہ سے بھٹکایا اور توحید سے ہٹا کر شرک کی راہ پر ڈالا ، ہم انہیں اپنے قدموں کے نیچے روند ڈالیں اور مسل دیں ، اور اس طرح آج ان کو سرِ محشر ذلیل و رسوا کریں ۔ یا مطلب یہ ہے کہ ان کو جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ڈالیں ، تاکہ انہیں سب سے زیادہ سخت عذاب ہو (بیضاوی)

۳۰ ان الذین قالوا ۔ تخویف منکرین کے بعد مؤمنین کے لئے بشارت اخروی ہے ۔ جن لوگوں نے اللہ کی وحدانیت اور اس کی ربوبیت کا اعتراف کیا اور پھر اسی پر قائم رہے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا ۔ اخلاص و احسان کے ساتھ اس کی اطاعت (ادائے فرائض و اجتناب محرمات) پر گامزن رہے اور ترک اطاعت کیلئے حیلے بہانے تلاش نہ کئے ۔ عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ انہ قال ثم استقاموا لم یشرکوا باللہ شیئا ...... عن عمر رضی اللہ عنہ استقاموا للہ علی الطریقۃ لطاعتہ ثم لم یروغوا روغان الثعالب وقال عثمان رضی اللہ عنہ ثم اخلصوا العمل للہ وقال علی رضی اللہ عنہ ثم ادوا الفرائض (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۵۸)

۳۱ تتنزل (قیامت کے دن اللہ کی طرف سے فرشتے انہیں خوشخبری سنائیں گے کہ آج تمہیں کوئی خوف اور غم نہیں ۔ تمہیں وہ باغِ بہشت مبارک ہو جس کا تمہیں دنیا میں وعدہ کیا گیا تھا ۔ نحن اولیاؤکم ۔ یہ بھی فرشتوں کا کلام ہے ۔ دنیا اور آخرت میں ہم تمہارے قرین اور ساتھی ہیں ۔ دنیا میں بھی تمہارے ساتھ رہے اللہ کے حکم سے تمہاری نگہبانی کرتے رہے ۔ تمہیں نیک کاموں کی طرف مائل کرتے اور تمہارے اعمال کو نوٹ کرتے رہے ۔ اور آخرت میں بھی تمہارے ساتھ ہونگے پل صراط پر ، میدان حشر میں اور جنت میں ۔ جنت میں تمہیں ہر وہ نعمت میسر ہوگی ۔ جس کی تمہارے دل میں خواہش ہو اور جو منہ سے مانگو گے ، فوراً حاضر ہوگا ۔ یہ سب کچھ معاف کرنے والے مہربان خدا کی مہمانی ہوگی ۔ بھلا پھر وہاں کس چیز کی کمی ہو سکتی ہے ؟ **۳۲ ومن احسن** یہ دوسرے شکوے کے ساتھ متعلق ہے ۔ اس میں ترغیب و تہذیب اور طریق تبلیغ کا بیان ہے ۔ جب آپ ان معاندین کو اللہ تعالے کا حکمنامہ (قرآن) سنائیں گے ۔ تو وہ شور بپا کریں گے ۔ اور خرافات بکیں گے ، تو آپ ان کی شرارتوں کا سختی سے جواب نہ دیں ۔ بلکہ نرمی سے سمجھائیں ۔ اور نہایت معقول اور سنجیدہ طرز اختیار کریں ۔ تاکہ وہ کم از کم اس قرآن کو سن تو لیں ۔ ان معاندین کی بدبختی دیکھو کہ وہ دعوتِ توحید ایسے احسن و افضل قول کو ٹھکراتے ہیں ، جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے جامع کمالات اور ناصح مشفق ان کے سامنے پیش کرتے ہیں ۔ بھلا اس شخص سے بھی کسی کا قول بہتر اور اعلےٰ ہو سکتا ہے جو توحید باری تعالیٰ کی دعوت دے رہا ہو ، خود بھی اس کے مطابق عمل کرے اور اللہ تعالے کا نہایت ہی فرمانبردار بندہ ہو ؟ استفہام انکاری ہے یعنی اس سے بہتر کوئی نہیں ۔ ھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا الی التوحید (مدارک ج ۴ ص ۷۲) **۳۳ ولا تستوی الحسنۃ** ۔ مدارات اور درشتی ، حسن اخلاق اور بد خلقی برابر نہیں ہیں ۔ الحسنۃ المداراۃ والسیئۃ الغلظۃ (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۶۱) جو شخص درشتی ، کج خوئی اور بد کلامی سے پیش آتا ہے ، اس سے نرمی ، خوش کلامی ، حلم اور

مِنۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِهٖ ؕ تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ حَكِيۡمٍ
آگے سے اور نہ پیچھے سے اتاری ہوئی ہے حکمتوں والے

حَمِيۡدٍ ﴿۴۲﴾ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدۡ قِيۡلَ لِلرُّسُلِ مِنۡ
سب تعریفوں والے کی تجھے وہی کہتے ہیں ۳۳ جو کہہ چکے ہیں سب رسولوں سے

قَبۡلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوۡ مَغۡفِرَةٍ وَّذُوۡ عِقَابٍ اَلِيۡمٍ ﴿۴۳﴾
تجھ سے پہلے تیرے رب کے یہاں معافی بھی ہے اور سزا بھی ہے دردناک

وَلَوۡ جَعَلۡنٰهُ قُرۡاٰنًا اَعۡجَمِيًّا لَّقَالُوۡا لَوۡلَا فُصِّلَتۡ اٰيٰتُهٗ ؕ
اور اگر ہم اس کو کرتے قرآن ۳۵ اوپری زبان کا تو کہتے اس کی باتیں کیوں نہ کھولی گئیں

ءَاَعۡجَمِىٌّ وَّعَرَبِىٌّ ؕ قُلۡ هُوَ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا هُدًى وَّ
کیا اوپری زبان کی کتاب اور عربی لوگ تو کہہ یہ ۳۶ ایمان والوں کے لئے سوجھ ہے اور

شِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ فِىۡۤ اٰذَانِهِمۡ وَقۡرٌ وَّ
روگ کا دور کرنے والا اور جو یقین نہیں لاتے ان کے کانوں میں بوجھ ہے اور

هُوَ عَلَيۡهِمۡ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوۡنَ مِنۡ مَّكَانٍۢ بَعِيۡدٍ ﴿۴۴﴾
یہ قرآن ان کے حق میں اندھاپا ہے ف۱ ان کو پکارتے ہیں دور کی جگہ سے

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ فَاخۡتُلِفَ فِيۡهِ ؕ وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ
اور ہم نے دی تھی موسیٰ کو کتاب ۳۷ پھر اس میں اختلاف پڑا اور نہ ہوتی ایک بات ف۲

سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ ؕ وَاِنَّهُمۡ لَفِىۡ شَكٍّ
جو پہلے نکل چکی تیرے رب کی طرف سے تو ان میں فیصلہ ہو جاتا اور وہ ایسے دھوکے میں ہیں اس

مِّنۡهُ مُرِيۡبٍ ﴿۴۵﴾ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفۡسِهٖ ؕ وَمَنۡ
قرآن سے جو چین نہیں لینے دیتا ۳۸ جس نے کی ۳۹ بھلائی سو اپنے واسطے اور جس نے

اَسَآءَ فَعَلَيۡهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِيۡدِ ﴿۴۶﴾
کی برائی سو وہ بھی اسی پر اور تیرا رب ایسا نہیں کہ ظلم کرے بندوں پر

ع ۵ ۱۴ ۱۹

منزل ۶

موضح قرآن ف۱ یہ اُن پر اندھا پا یعنی یہ ان پر پوشیدہ ہے ف۲ بات وہی نکل چکی کہ فیصلہ ہے آخرت میں ۔

بردباری کا سلوک کریں تو خواہ وہ کتنا ہی بڑا دشمن ہوگا۔ اس کا دل نرم ہو جائے گا۔ اور وہ گہرا اور مخلص دوست بن جائے گا۔ اذا فعلت ذلک صار عدوک المشاق مثل الولی الشفیق (بیضاوی) لیکن یہ خصلت و خوبی صرف انہی لوگوں کے نصیب میں ہوتی ہے۔ جو حوصلہ مند اور حلیم الطبع ہوں اور تزکیۂ نفس کی عظیم دولت سے وافر حصہ پا چکے ہوں ۳۴ؔ و اما ینزغنک : اگر کبھی بتقاضائے بشریت، آپ کو ان معاندین کی خرافات پر غصہ آجائے تو آپ شر شیطان سے اللہ کی پناہ مانگیں، تاکہ اس کا اثر زائل ہو جائے۔ انہ ھو السمیع العلیم ہ یہ ماقبل کے لئے علت ہے۔ کیونکہ سب کچھ سننے اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وان صرفک الشیطان عما وصیت بہ من الدفع بالتی ھی احسن (فاستعذ باللہ) ای من شرہ (خازن جلد ۶ صفحہ ۱۱۲) ۳۵ؔ ومن اٰیتہ۔ تا۔ انہ علی کل شیٔ قدیر ہ یہ دوسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الترقی۔ اس میں پہلی دلیل کے دونوں حصوں پر مزید روشنی ڈالی گئی ہے۔ پہلی دلیل میں آسمانوں کے پیدا کرنے کا ذکر تھا۔ اس دلیل میں نظام شمسی کا ذکر کیا گیا ہے کہ رات دن کی آمد و رفت اور چاند سورج کی گردش یہ سارا نظام بھی اللہ کی وحدانیت اور اس کے کمال قدرت کے دلائل میں سے ہے۔ سورج اور چاند کی گردش سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک بہت بڑی طاقت کے ماتحت اور اس کے فرمانبردار ہیں، جو ہر وقت اس کی اطاعت میں معروف رہتے ہیں اور وہ معبود اور کارساز نہیں ہیں۔ اس لیے سورج اور چاند کو معبود سمجھ کر ان کی عبادت نہ کرو۔ اور نہ مصائب میں ان کو پکارو، بلکہ اس اللہ کو پکارو اور صرف اسی کی عبادت کرو جس نے سورج اور چاند کو پیدا کیا ہے۔ اگر تم واقعی خداوند تعالیٰ کی عبادت کرتے ہو، تو ان خود ساختہ وسائل کو چھوڑ دو۔ ولعل ناسا منھم کانوا یسجدون للشمس والقمر کالصابئین فی عبادتھم الکواکب ویزعمون انھم یقصدون بالسجود لھما السجود للہ تعالیٰ فنھوا عن ھذہ الواسطۃ (مدارک ج ۴ ص ۷۲) ۳۶ؔ فان استکبروا : یہ ادخال الٰہی ہے اور پُر غرور معاندین پر زجر ہے۔ اگر یہ لوگ کبر و غرور سے انکار و جحود پر قائم رہیں اور اللہ کی خالص عبادت نہ کریں تو کیا ان کے سوا اللہ کی خالص عبادت کرنے والا کوئی نہیں؟ اللہ کے فرشتے جن کی تعداد اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، ہر وقت رات دن اللہ کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہتے ہیں۔ اور نہ تھکتے اور اکتاتے بھی نہیں اس لئے اللہ کی عبادت کرنے یا نہ کرنے میں تمہارا ہی نفع یا نقصان ہے۔ اگر تم عبادت کرو گے تو ہمیں اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور اگر نہیں کرو گے تو اس میں ہمارا کوئی نقصان نہیں ۳۷ؔ ومن اٰیتہ۔ یہ دوسری دلیل عقلی کا دوسرا حصہ ہے جو پہلی عقلی دلیل کے پہلے حصے سے متعلق ہے اس میں تھا کہ اللہ نے زمین کو پیدا فرمایا اور اس میں تمام خاصیتیں رکھ دیں۔ اور یہاں اس کی بعض خاصیتوں کا ذکر کیا گیا۔ اس کی قدرت اور وحدانیت کے دلائل میں سے یہ بھی ہے کہ وہ خشک اور دبی ہوئی زمین کو مینہ برسا کر اس میں نرمی اور نشو و نما کے آثار پیدا فرما دیتا ہے اور اس میں سرسبز و شاداب اور لہلہاتے کھیت پیدا کر دیتا ہے۔ ان الذی احیاھا (الآیہ) یہ جملہ معترضہ ہے، جس ذات پاک میں مردہ اور بنجر زمین کو تری و تازگی عطا فرمانے کی قدرت ہے

اِلَیۡهِ یُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَةِ ؕ وَ مَا تَخۡرُجُ مِنۡ ثَمَرٰتٍ

اسی کی طرف حوالہ ہے ۴۶ قیامت کی خبر کا اور نہیں نکلتے کوئی میوے

مِّنۡ اَکۡمَامِهَا وَ مَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰی وَ لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِهٖ ؕ

اپنے غلاف سے اور نہیں رہتا حمل کسی مادہ کو اور نہ وہ جنے کہ جس کی اس کو خبر نہیں

وَ یَوۡمَ یُنَادِیۡهِمۡ اَیۡنَ شُرَکَآءِیۡ ۙ قَالُوۡۤا اٰذَنّٰکَ ۙ مَا مِنَّا

اور جس دن ان کو پکارے گا ۴۷ کہاں ہیں میرے شریک بولیں گے ہم نے تجھ کو کہہ سنایا ہم میں کوئی

مِنۡ شَهِیۡدٍ ﴿۴۷﴾ۚ وَ ضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا کَانُوۡا یَدۡعُوۡنَ مِنۡ

اس کا اقرار نہیں کرتا اور چوک گیا ان سے جو پکارتے تھے

قَبۡلُ وَ ظَنُّوۡا مَا لَهُمۡ مِّنۡ مَّحِیۡصٍ ﴿۴۸﴾ لَا یَسۡـَٔمُ الۡاِنۡسَانُ

پہلے اور سمجھ گئے کہ ان کو کہیں نہیں خلاصی نہیں تھکتا آدمی ۴۸

مِنۡ دُعَآءِ الۡخَیۡرِ ۫ وَ اِنۡ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَیَـُٔوۡسٌ قَنُوۡطٌ ﴿۴۹﴾ وَ

مانگنے سے بھلائی اور اگر لگ جائے اس کو برائی تو آس توڑ بیٹھے ناامید ہو کر اور

لَئِنۡ اَذَقۡنٰهُ رَحۡمَةً مِّنَّا مِنۡۢ بَعۡدِ ضَرَّآءَ مَسَّتۡهُ لَیَقُوۡلَنَّ

اگر ہم چکھائیں اس کو کچھ ۴۹ اپنی مہربانی پیچھے ایک تکلیف کے جو اس کو پہنچی تھی تو کہنے لگے وہ

هٰذَا لِیۡ ۙ وَ مَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّ لَئِنۡ رُّجِعۡتُ

یہ ہے میرے لائق اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت آنے والی ہے اور اگر میں پھر بھی گیا

اِلٰی رَبِّیۡۤ اِنَّ لِیۡ عِنۡدَهٗ لَلۡحُسۡنٰی ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِیۡنَ

اپنے رب کی طرف بیشک میرے لئے ہے اس کے پاس خوبی سو ہم جتلا دیں گے

کَفَرُوۡا بِمَا عَمِلُوۡا ۫ وَ لَنُذِیۡقَنَّهُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ غَلِیۡظٍ ﴿۵۰﴾

منکروں کو جو انہوں نے کیا ہے اور چکھائیں گے ان کو ایک گاڑھا عذاب

وَ اِذَاۤ اَنۡعَمۡنَا عَلَی الۡاِنۡسَانِ اَعۡرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ اِذَا

اور جب ہم نعمتیں بھیجیں ۵۰ انسان پر تو ٹلا جائے اور موڑ لے اپنی کروٹ اور جب

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی خاطر جمع کند و خوف از دل او زائل شود ۱۲

وہ مُردوں کو بھی دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔ کیوں کہ اس کی قدرتِ کاملہ ہر چیز پر حاوی ہے اور کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں۔ دنیا میں ہر کام کا اس کی قدرت کے تحت ہونا اس بات پر شاہد ہے کہ وہ انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔

۳۸؎ ان الذین یلحدون۔ الآیہ۔ یہ دوسری دلیل کے بعد تخویفِ اخروی ہے۔ یہ تخویف دلیل اوّل کے بعد والی تخویف سے بطور ترقی ہے۔ کیوں کہ اس سے اقرار و اعتراف کرانا مقصود ہے۔ جیسا کہ آرہا ہے۔ جو لوگ ہماری آیتوں میں کجروی اور کج بحثی اختیار کرتے ہیں اور ماننے کے بجائے ان پر طعن کرتے اور ان میں کیڑے نکالتے ہیں۔ وہ ہم سے اوجھل اور پوشیدہ نہیں ہیں۔ ہم ان کو خوب جانتے ہیں۔ اور ان کے تمام اعمال بھی ہمارے سامنے ہیں، اس لئے وہ جہنم کی آگ سے نہیں بچ سکتے۔ انہیں ان کے اعمال کی پُوری پُوری سزا دی جائے گی۔ افمن یُلقیٰ الخ یہ ملحدین تو جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ اب تم خود ہی بتاؤ ایک وہ ملحد ہے جسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ ایک وہ مومن ہے جو قیامت کے دن ہر قسم کے عذاب سے محفوظ و مامون ہوگا۔ ان دونوں میں سے کون اچھا رہا؟ یہ استفہام ہے اور مقصود اعتراف کرانا ہے کہ بلاشبہ دونوں میں اچھا مومن ہی ہے جو عذاب سے محفوظ رہے گا۔ اب بھی اگر تم باز نہ آؤ، تو جو جی میں آئے کرتے چلے جاؤ۔ تمہارا کوئی کام اللہ سے مخفی نہیں۔ وہ تمہارے سب کاموں کو دیکھتا ہے۔

۳۹؎ ان الذین کفروا: یہ تیسرے شکوے کی تمہید ہے۔ اِنَّ کی خبر محذوف ہے۔ ای معاندون (بیضاوی) الذکر سے قرآن مراد ہے۔ یعنی جو لوگ قرآن ایسی عظیم الشان، سراپا حق اور مدلل و مبرہن کتاب کا انکار کرتے ہیں۔ وہ محض ضدی اور معاند ہیں۔ وانہ لکتاب عزیز الخ یہ گویا ماقبل کی دلیل ہے کہ قرآن ایک نہایت ہی رفیع القدر اور پُرشوکت کتاب ہے کسی بھی جانب سے اور کسی بھی حیلے سے اس میں باطل داخل نہیں ہوسکتا، وہ ہر قسم کے باطل سے محفوظ ہے اور نازل اس نے فرمائی ہے جو حکمت کا بادشاہ ہر خوبی کا مالک ہے اس لئے یہ قرآن ہر شک و شبہہ سے بالاتر اور ہر طعن و اعتراض سے مبرّا ہے۔ لیکن معاندا اور ضدی لوگ محض عناد سے اس پر طعن کرتے ہیں۔ اور اس میں شبہات پیدا کرتے ہیں۔

۴۰؎ مایقال لک: یہ تیسرا شکویٰ ہے علیٰ سبیل الترقی اور ضمناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تسلیہ ہے۔ جب آپؐ نرمی اور حُسنِ اخلاق سے ان کو قرآن سنائیں گے۔ تو وہ سُن تو لیں گے لیکن سُن کر اس سے متاثر ہونے کے بجائے اس پر اعتراض کریں گے۔ اور خواہ مخواہ اس میں شبہات نکالیں گے۔ آپ ان کی اس روش سے تنگدل اور آزردہ خاطر نہ ہوں کیوں کہ انبیاء و رسل سابقین علیہم السلام کے ساتھ بھی ان کے ہمعصر معاندین نے یہی سلوک کیا اور ان پر بھی اسی قسم کے اعتراضات کئے گئے۔ تمہارا پروردگار مومنوں کے لئے معاف کنندہ اور مہربان ہے۔ اور معاندین کو دردناک عذاب دینے والا ہے۔ اب آگے مشرکین کے تین شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔

۴۱؎ ولو جعلنٰہ: یہ پہلے شبہے کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا یہ قرآن کسی عجمی (غیر عربی) زبان میں کیوں نازل نہیں کیا گیا۔ یہ تو محمد خود ہی عربی زبان میں بنا کر ہمیں سنا دیتا ہے۔ اس کا جواب ارشاد فرمایا، اگر قرآن کو عربی کے علاوہ کسی دوسری عجمی زبان میں نازل کرتے، تو پھر ان کا یہ اعتراض ہوتا کہ قرآن ایسی زبان میں نازل کیا گیا ہے جسے ہم سمجھتے ہی نہیں اسے ہماری زبان میں کیوں نازل نہ کیا گیا؟ تاکہ ہم اسے سمجھ لیتے بھلا یہ کیا تُک ہے۔ کہ کلام عجمی ہو اور اس کے مخاطبین عربی ہوں۔ قال الکفار اقتراحا وتعنتا ھلا انزل القراٰن بلغۃ العجم الخ (مظہری ج ۸ ص ۳۰۱)

۴۲؎ قل ھو۔ معاندین تو قرآن پر طرح طرح کے اعتراض کرتے رہیں گے اور اس کی ہدایت سے محروم رہیں گے البتہ مومنین اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ قرآن سے ان کو صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی ہوگی۔ اور اس کے مطالعہ سے ان کے دل شکوک و شبہات کی بیماری سے شفایاب ہوجائیں گے۔ والذین لا یؤمنون۔ اور جو لوگ اسے نہ ماننے کا تہیہ کرچکے ہیں۔ وہ اُسے سنتے ہی نہیں اور اگر کبھی سُن ہی لیں تو عناد و تعنت سے اس کا انکار کرتے ہیں اور اس طرح ان کی گمراہی میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔ یہ لوگ قریب ہونے کے باوجود قرآن کو نہیں سنتے۔ اور اس سے دُور بھاگتے ہیں۔ ان کی مثال اس آدمی کی سی ہے جو بہت دُور ہو اور اسے خواہ کتنی ہی بلند آواز سے پکاریں، وہ نہ سُن سکے گا۔ اور نہ کچھ سمجھے گا۔ یہی حال ان کا ہے کہ وہ پاس بیٹھے ہوئے بھی کچھ سُنتے اور سمجھتے نہیں۔ ای ھم کالمنادی من مکان بعید لا یسمع ولا یفھم ماینادی بہ (جلالین)

۴۳؎ ولقد اٰتینا موسٰی: یہ معاندین کے دوسرے شبہہ کا جواب ہے۔ مشرکین کہتے ہیں قرآن دفعۃً سارا کیوں نازل نہیں ہوا۔ شاید محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھوڑا تھوڑا کر کے خود ہی بنالاتا ہے۔ جیسا کہ سورۂ فرقان (رع ۳) میں ان کا قول نقل کیا گیا ہے۔ وقالوا لولا نزل علیہ القراٰن جملۃ واحدۃ نیز وہ کہتے اگر یہ قرآن سچا ہوتا تو سب لوگ اسے مان لیتے، لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ اکثر لوگ جن میں علماء اہل کتاب بھی شامل ہیں اس کو نہیں مانتے۔ اس کا جواب دیا گیا کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر جو کتاب نازل کی تھی وہ ساری ایک ہی بار نازل کی اور وہ تھی بھی سچی کتاب۔ لیکن پھر بھی اس میں اختلاف کیا گیا۔ اس لئے تمہارا انکار محض عناد اور ضد پر مبنی ہے۔

۴۴؎ ولولا کلمۃ۔ یہ تیسرے شبہے کا جواب ہے۔ معاندین کہتے اگر یہ قرآن سچا ہے اور ہم اس کو نہیں مانتے۔ تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا؟ فرمایا: عذاب کے لئے ایک وقت معیّن ہے، وہ اس سے پہلے نہیں آسکتا۔ اگر اس کا وقت معیّن نہ ہوتا تو ان کا قصہ کبھی کا پاک ہوچکا ہوتا۔ یہ لوگ عذاب کے بارے میں مسلسل شک میں پڑے ہیں اور انہیں اس پر یقین نہیں آتا۔

۴۵؎ من عمل: الآیہ۔ یہ بشارت و تخویف ہے۔ جو شخص نیک عمل کرے گا اس کا فائدہ اسی کو ملے گا۔ اور جو بُرے کام کرے گا ان کا وبال بھی اسی پر پڑے گا۔ نیک لوگوں کو نیکیوں کی جزا ملے گی۔ اور بُرے لوگوں کو ان کی برائیوں کی سزا۔ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم اور زیادتی نہیں فرماتا اور نہ کسی کی حق تلفی کرتا ہے۔ کسی شخص کی کوئی نیکی ضائع نہیں کی جائے گی اور کسی کو ناکردہ گناہ کی سزا نہیں ملے گی۔

۴۶؎ الیہ یرد: یہ تیسری عقلی دلیل ہے علیٰ سبیل الترقی الیہ کی تقدیم مفید حصر ہے۔ اس دلیل سے غیر اللہ سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔ یعنی جس طرح متصرف و کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جیسا کہ پہلی دونوں عقلی دلیلوں سے ثابت ہوچکا ہے۔ اسی طرح عالم الغیب بھی وہی ہے اور اس نے غیب کی کنجیاں کسی کو نہیں دیں۔ قیامت قائم ہونے کا معیّن وقت صرف اسی کو معلوم ہے اور یہ علم اسی کے حوالے کیا جاتا ہے۔ ای علم وقت قیامھا یرد الیہ یعنی یجب علی کل من سئل عنھا ان یقول اللہ اعلم اذ لا یعلمھا الا ھو (مظہری ج ۸ ص ۳۰۳) جو پھل اور میوے اپنے پردوں سے نمودار ہوتے ہیں۔ جو مادہ بارآور ہوتی ہے اور جو بچہ جنتی ہے یہ سب کچھ اللہ کے علم محیط میں ہے

اور اس کے سوا کوئی بھی ان امور پر حاوی نہیں ۔ ۴۷ھ ویوم ینادیھم : تیسری عقلی دلیل کے بعد تخویف اخروی ہے ۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مشرکین سے پُوچھے گا کہاں ہیں وہ جنہیں تم نے دنیا میں میرا شریک بنا رکھا تھا ۔ جواب دیں گے ۔ بارے الہا ، ہم تو عرض کر چکے کہ اب ہم میں سے کوئی بھی ان کی الوہیت کا قائل نہیں رہا ۔ اب جبکہ ہم نے اصل حقیقت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا ہے ، ہم ان سے بیزار ہو چکے ہیں اور صدقِ دل سے موحد بن چکے ہیں ۔ دنیا میں وہ جن کو کارساز سمجھ کر پکارا کرتے تھے ، قیامت کے دن سب غائب ہوں گے اور کوئی ان کے کام نہ آئے گا ۔ اور مشرکین کو یقین ہو جائے گا کہ آج عذاب الٰہی سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ۔ ای ما منا احد الیوم یشھد بان لك شریکا وما منا الا من موحد لك (مدارك ج ۴ ص ۵۷) ، ۴۸ھ لا یسئم الانسان : یہ چوتھا شکویٰ ہے ۔ انسان سے انسانِ کافر مراد ہے (مظہری) دعاء الخیر مصدر ، مفعول کی طرف مضاف ہے (روح) مشرک اور کافر انسان اپنے خود ساختہ معبودوں سے دنیوی نعمتیں مانگنے سے اکتاتا نہیں اور مسلسل مانگتا ہی چلا جاتا ہے ۔ لیکن اگر اُسے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور اس کی مصیبت بدستور باقی رہتی ہے ، تو اپنے معبودوں سے مایوس اور نا امید ہو جاتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے ۔ اور ان کے اختیار میں کچھ نہیں ۔ اس لیے معبودانِ باطلہ سے مایوس ہو کر اللہ تعالیٰ سے لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے تقنوط من الصنم ذو دعاء اللہ تعالےٰ - (مدارك ج ۴ ص ۵۷) ، (مظہری ج ۸ ص ۳۰۵) - ۴۹ھ ولئن اذقنٰہ : پھر اگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتِ واسعہ سے اس کو نعمت عطا فرما دیتا ہے اور اس کی تکلیف دُور کر دیتا ہے ۔ تو وہ اللہ کا شکر کرنے کے بجائے کہتا ہے کہ یہ نعمت تو مجھے ملنی ہی چاہیے تھی ، کیونکہ میں اس کا مستحق تھا ۔ اور میں نے فلاں فلاں حیلہ اور تدبیر اختیار کی ۔ اس لیے مجھے یہ نعمت میسر ہوئی ۔ میں نے فلاں معبود کو پکارا ۔ فلاں بزرگ کی نذر مانی ۔ میں نے یہ حیلہ کیا ۔ وہ حیلہ کیا وغیرہ وغیرہ ۔ ای ھذا من عندی (قرطبی) ای استحقہ بعملی (خازن) جیسا کہ دوسری جگہ وارد ہے انما اوتیتہ علی علم عندی (القصص ع ۸) تائید : ثم اذا خولہ نعمۃ منہ نسی ما کان یدعوا الیہ من قبل وجعل للہ اندادا (الزمر ع ۱) باقی رہا قیامت کا قصہ تو میرا خیال یہ ہے کہ قیامت نہیں آئے گی ۔ لیکن اگر بالفرض آ ہی گئی تو آخرت میں بھی میں خوشحال ہونگا جس طرح دنیا میں میں آرام و راحت اور عیش و عشرت کا مستحق ہوں اسی طرح آخرت میں بھی ان نعمتوں کا مستحق ہونگا یا آخرت میں میرے بزرگ اور میرے معبود میرے لیے سر راحت اور نعمت کا سامان بہم پہنچا دیں گے ۔ قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ۔ فلننبئن الذین کفروا الخ یہ شکوے کے درمیان تخویف اخروی ہے ۔ قیامت کے دن ہم ان مشرکین کو ان کے اعمال کی حقیقت سے آگاہ کریں گے ۔ اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اصل حقیقت ان کے زعمِ باطل کے خلاف ہے اور وہ نعمت و کرامت کے نہیں ، بلکہ ذلت اور اہانت کے مستحق ہیں ۔ اور ہم انھیں ایسے سخت عذاب میں گرفتار کریں گے ۔ جس سے ان کا چھٹکارا حاصل کرنا ناممکن ہوگا ۔ لنعلمنھم بحقیقۃ اعمالھم ولنبصرنھم بعکس ما اعتقدوا فیھا یظھر لھم انھم مستحقون للاھانۃ لا الکرامۃ کما توھموا (روح ج ۲۵ ص ۲)

مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَآءٍ عَرِيضٍ ﴿٥١﴾ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ

اس کو برائی تو دعائیں کرے چوڑی ف ۴۹ تو کہہ بھلا دیکھو تو ۵۰ھ اگر

كَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهِ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ

یہ ہو اللہ کے پاس سے پھر تم نے اس کو نہ مانا پھر اس سے گمراہ زیادہ کون جو

فِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿٥٢﴾ سَنُرِيهِمْ ءَايَٰتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي

دور چلا جائے مخالف ہو کر اب ہم دکھلائیں گے ان کو اپنے نمونے ۵۲ھ دنیا میں اور خود

أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَوَلَمْ يَكْفِ

ان کی جانوں میں یہاں تک کہ کھل جائے ان پر کہ یہ ٹھیک ہے کیا تیرا ۵۳ھ

بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٥٣﴾ أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ

رب تھوڑا ہے ہر چیز پر گواہ ہونے کے لئے سنتا ہے وہ ۵۴ھ دھوکے میں ہیں

مِنْ لِقَآءِ رَبِّهِمْ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطٌ ﴿٥٤﴾

اپنے رب کی ملاقات سے سنتا ہے وہ گھیر رہا ہے ہر چیز کو

سُورَةُ الشُّورَىٰ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلَٰثٌ وَخَمْسُونَ ءَايَةً وَخَمْسُ رُكُوعَاتٍ

ف ۱ سورۂ شوریٰ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ترپن آیتیں ہیں اور پانچ رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حمٓ ﴿١﴾ عٓسٓقٓ ﴿٢﴾ كَذَٰلِكَ يُوحِيٓ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ

اسی طرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اور تجھ سے

مِنْ قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣﴾ لَهُ مَا فِي السَّمَٰوَٰتِ

پہلوں کی طرف اللہ زبردست حکمتوں والا اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں

وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ﴿٤﴾ تَكَادُ السَّمَٰوَٰتُ

اور زمین میں اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا قریب ہے کہ

موضح قرآن ف ۱ یہ سب بیان ہے انسان کے نقصان کا نہ سختی میں صبر ہے اور نہ نرمی میں شکر ۔

۵۰ واذا انعمنا - یہ انسان کافر کا حال ہے۔ جب ہم اس کو دنیا میں انعام و راحت سے نوازتے ہیں تو شکر کرنے کے بجائے وہ حق سے اعراض کرتا اور تکبر و غرور سے اتراتا ہے۔ لیکن اس حال پر بھی قائم نہیں رہ سکتا۔ انعام و راحت کے بعد اگر اس پر کوئی مصیبت آجائے تو اس کی ساری شیخی دھری کی دھری رہ جاتی ہے، اور گڑگڑا کر خدا سے دعائیں مانگنے لگتا ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے، واذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ (بنی اسرائیل ع ۷)، اور فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین (عنکبوت ع ۷)۔ ۵۱ قل ارأیتم : الآیہ - یہ آیت چاروں شکووں سے متعلق ہے اور جواب محذوف ہے۔ ای افلا یھنکم ذلک یعنی یہ تو بتاؤ کہ اگر یہ قرآن واقعی اللہ کی طرف سے ہو لیکن تم اس کا انکار کرو، نہ خود اسے سنو، نہ اوروں کو سننے دو، اور اگر کبھی سن ہی لو، تو اس سے متاثر ہونے اور اسے ماننے کے بجائے از راہِ عناد اس پر طعن ہی کرتے رہو اور اس میں شبہات نکالتے رہو اور معبودانِ باطلہ کی دعا اور پکار کو ترک نہ کرو، تو کیا یہ چیز تمہارے حق میں مضر نہ ہوگی ؟ اس لیے تمہیں چاہیئے کہ اعراض نہ کرو۔ جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور شور نہ کرو اور طعن کرنے سے باز رہو اور غیر اللہ کی پکار چھوڑ دو اور دلائل و براہین کی روشنی میں چلو۔ من اضل یہ علیحدہ جملہ ہے یعنی اس سے بڑا گمراہ کون ہے جو سخت عناد اور ضد میں ہو اور محض عناد و تعنت سے حق کا انکار کرے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ۵۲ سنریھم اٰیٰتنا - یہ تخویف دنیوی ہے۔ ہم ان کو اپنے متصرف و مختار اور قادرِ مطلق ہونے کے دلائل و نشانات اطراف میں یعنی امم سابقہ کی تباہ شدہ بستیوں کے کھنڈرات میں یا زمین و آسمان اور ساری مخلوق کی تخلیق اور نظام کائنات کی تنسیق میں اور خود ان (دیکھنے والوں) کی اپنی جانوں میں دکھائیں گے۔ جس سے ان پر واضح ہو جائے گا کہ اَنَّہٗ وہ حکمنامہ توحید برحق ہے۔ جب دنیا میں ان پر اللہ کا عذاب آئے گا اور ان کے مزعومہ کارساز ان کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکیں گے، تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ واقعی اللہ کے سوا کوئی کارساز اور دعا و پکار کے لائق نہیں۔ فی الآفاق یعنی خراب منازل الامم الخالیۃ (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۷۴) یعنی فی اقطار السمٰوات والارض من الشمس والقمر والنجوم والنبات والاشجار والانھار (مظہری ج ۸ ص ۳۰۵) و فی انفسھم یعنی یوم بدر (مظہری)، قال قتادۃ فی الآفاق یعنی وقائع اللہ فی الامم و فی انفسھم یوم بدر (معالم ج ۶ ص ۱۱۵) ۵۳ اولم یکف : یہ چوتھی عقلی دلیل ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے لہٰذا مصائب و حاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہیئے۔ بربک پر باء زائدہ ہے اور یہ لم یکف کا فاعل ہے اور انہ فاعل سے بدل الاشتمال ہے۔ یعنی کیا ان کو گناہوں سے اور غیر اللہ کو پکارنے سے روکنے کے لیے یہ بات کافی نہیں کہ تیرا پروردگار ہر چیز سے باخبر ہے اور انہیں ان کے تمام گناہوں کی سزا دے گا۔ نیز جب وہ ہر چیز سے باخبر ہے اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں اور یہ صفت اس کے سوا کسی اور میں نہیں پائی جاتی تو کیا یہ حقیقت اس بات کے لئے کافی نہیں کہ اس کے سوا کسی اور کو مصائب میں مافوق الاسباب نہیں پکارنا چاہیئے۔ الم یکف الانسان رادعا عن المعاصی انہ تعالیٰ مطلع علی کل شئ لا یخفی علیہ خافیۃ (بیضاوی) یا بربک میں باء بمعنی فی ہے اور انہ الخ لم یکف کا فاعل ہے اولم یکف بربک ای فی توحید ربک کیا تیرے رب کی توحید اور اس کے لیے اخلاصِ عبادت و دعاء کے لیے یہ دلیل کافی نہیں کہ وہ ہر چیز سے باخبر ہے اور کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔ استفہام انکاری ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا اس بات کے لیے کافی دلیل ہے کہ اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی دعا اور پکار کے لائق ہے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ۵۴ الا انھم یہ چوتھی عقلی دلیل کے بعد تخویف اخروی ہے۔ یہ لوگ قیامت کے بارے میں شک و تردد اور نزاع و جدال میں پڑے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور کوئی چیز اس کے علم و قدرت سے باہر نہیں اور ان کے تمام اعمال پر بھی اس کا علم حاوی ہے اس لئے وہ ان کو ان کے تمام اعمالِ بد کی سزا دے گا۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ

سورۂ حٰم السجدہ میں آیاتِ توحید اور اس کی خصوصیات

۱ - قل ائنکم لتکفرون ___ تا ___ ذلک تقدیر العزیز العلیم ۰ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف۔
۲ - وقیضنا لھم قرناء ___ الآیہ ___ (ع ۳) شیاطین انسانوں کو بیداری میں اور خواب میں مختلف طریقوں سے گمراہ کرتے ہیں۔
۳ - ومن اٰیٰتہ الیل والنھار ___ تا ___ انہ علی کل شئ قدیر ۰ (ع ۵) نفی شرک فی التصرف واثبات حشر و نشر۔
۴ - الیہ یرد علم الساعۃ ___ تا ___ ولا تضع الا بعلمہ (ع ۶) نفی شرک فی العلم
۵ - اولم یکف بربک انہ علی کل شئ شھید ۰ (ع ۶) نفی شرک فی العلم

بحث متعلقہ مرکزی مضمون سورۂ حٰمٓ السجدۃ

سورۂ مؤمن میں مذکور ہوا کہ اللہ کے سوا حاجات میں کسی کو مت پکارو۔ اس پر یہ شبہہ ہو سکتا تھا کہ یہ دیکھا گیا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنے سے بعض اوقات انسان مصائب سے بچ جاتا ہے۔ نیز بعض اوقات جن کو پکارا جائے وہ خواب یا بیداری میں مل کر مدد کرتے ہیں۔ تو سورۂ حٰمٓ السجدہ میں اس کا جواب دیا گیا۔ وقیضنا لھم قرناء (الآیہ) جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ سب شیاطین کی کارستانی ہے جو مختلف شکلوں میں متمثل ہو کر ان کو گمراہ کرتے ہیں۔

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ مصیبت زدہ انسان دفع مصیبت کے لئے اپنے زندہ یا فوت شدہ پیر و مرشد کو پکارتا ہے۔ تو شیاطین اُس کی شکل میں متمثل ہو کر سامنے آجاتے ہیں اور اُسے مصیبت سے بچا لیتے ہیں۔ وہ آدمی سمجھتا ہے کہ سچ مچ اس کا پیر ظاہر ہو کر اس کی مدد کر گیا ہے۔ حالانکہ وہ شیطان تھا۔ اس کو مشرکانہ عقیدے میں پختہ کرنے کے لئے اس کے پیر کی شکل میں ظاہر ہوا تھا۔ جیسا کہ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ وکثیرا ما یستغیث الرجل بشیخہ الحی او المیت، فیأتونہ فی صورۃ ذلک الشیخ وقد یخلصونہ مما یکرہ، فلا یشک ان الشیخ نفسہ جاء ...... ولا یعلم ان ذلک الذی تمثل انما ھو الشیطان، لما اشرک باللہ اضلتہ الشیاطین (الفرقان بین الحق والباطل ص ۶۶)

عمدۃ المفسرین علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں۔ وقد یتمثل الشیطان للمستغیث فی صورۃ الذی استغاث بہ - فیظن ان ذلک کرامۃ لمن استغاث بہ، ھیہات ھیہات انما ھو شیطان اضلہ واغواہ، وزین لہ ھواہ (روح المعانی ج ۶ ص ۱۲۹)

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی آدمی اپنے شیخ کو غائبانہ پکارتا ہے تو شیطان اس کے کلام کو انسانی آواز اور لہجے میں اس کے پیر کے کانوں میں ڈالدیتا ہے جس سے اس کا پیر بھی دھوکہ کھا جاتا ہے کہ اس نے اتنی مسافت سے اپنے مرید کی بات سُن لی ہے اور جب پیر اس کی پکار کا جواب دیتا ہے اور اس کی مصیبت ٹالنے کے لئے کوئی اشارہ کرتا ہے تو شیطان اس کے کلام کو اس کی آواز کے مماثل آواز میں مرید کے کانوں میں ڈال دیتا ہے جس سے وہ سمجھ لیتا ہے کہ اس کے پیر و مرشد نے اس کی پکار سُن کر اس کی مدد کی ہے اور اس طرح دونوں پیر و مرشد اور مرید گمراہی میں پڑے رہتے ہیں چنانچہ امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔ وتارۃ یکون الذی قد نادی لشیخہ وھتف بہ یا سیدی فلان فینقل الجنی ذلک الکلام الی الشیخ بمثل صوت الانسی حتی یظن الشیخ انہ صوت الانسی بعینہ ثم ان الشیخ یقول نعم ویشیر اشارۃ یدفع بہا ذلک المکروہ، فیأتی الجنی بمثل ذلک الصوت والفعل یظن ذلک الشخص انہ شیخہ نفسہ وھو الذی اجابہ، وھو الذی فعل ذلک (الفرقان بین الحق والباطل ص ۶۱)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں بعض دفعہ بعض لوگوں کو صرف آواز سنائی دیتی ہے اور بعض اوقات آدمی بھی نظر آتا ہے۔ جو خلاف شریعت بات کہتا ہے۔ تو لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی ولی اللہ تھا۔ حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے۔ فمن ھؤلاء من یسمع خطابا او یری من یأمرہ بقضیۃ ویکون ذلک الخطاب من الشیطان ویکون ذلک الذی یخاطبہ الشیطان وھو یحسب انہ من اولیاء اللہ من رجال الغیب (الفرقان ص ۵۲)

بعض اوقات شیطان انسانی شکل میں نمودار ہو کر لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے دعویٰ کرتا ہے کہ وہ فلاں بزرگ ہے مثلاً کہتا ہے میں خضر ہوں۔ یا الیاس ہوں یا شیخ عبدالقادر جیلانی ہوں وغیرہ وغیرہ، تو اس طرح لوگ دھوکے میں آکر سمجھتے ہیں کہ اولیاء اللہ زندہ ہیں۔ اور ہر جگہ موجود ہیں۔ قالوا ھذا ھو الخضر وھذا ھو الیاس وھذا ھو ابو بکر وعمر وھذا ھو الشیخ عدی او الشیخ عبد القادر او الشیخ احمد الرفاعی او غیر ذلک ظن ان الامر کذلک فھنا لم یغلط، لکن غلط عقلہ حیث لم یعرف ان ھذہ شیاطین تمثلت علی صور ھؤلاء (الفرقان ص ۵۷)

اس سے معلوم ہوا کہ خوابوں، غیبی آوازوں اور اولیاء اللہ کی طرف منسوب اشکال و امثال سے جو غیر اللہ کی پکار پر استدلال کیا جاتا ہے۔ وہ سراسر باطل ہے اور یہ سب شیطانی افعال ہیں جن کے ذریعے سے شیاطین انسانوں کو گمراہ کرتے اور ان کو شرک سکھاتے ہیں۔

سُورۃ الشوریٰ

ربط سورۂ حٰمٓ السجدہ میں یہ شبہہ دور کیا گیا کہ خواب میں یا بیداری میں بعض دفعہ بزرگوں کی زیارت ہو جاتی ہے تو انکی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کو حاجات میں پکارنا اور انکی نذریں منتیں ماننا جائز ہے، تو اس کا جواب دیا گیا کہ یہ سب شیاطین کی شرارت ہے وہ خواب میں یا بیداری میں بزرگوں کی شکلوں میں متمثل ہو کر سامنے آتے اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اب سورۂ شوریٰ میں ایک دوسرے شبہے کا جواب دیا جائے گا۔ یعنی مشرکین کہتے ہیں کہ ہمیں کتب سابقہ میں ایسی عبارتیں ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنے کی اجازت ہے، تو اس کا جواب دیا گیا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کیطرف یہی وحی بھیجی گئی کہ سب کچھ کرنیوالا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لئے حاجات و مصائب میں صرف اسی کو پکارو۔ انبیاء علیہم السلام پر جو کتابیں نازل کی گئیں ان میں یہی مضمون تھا، لیکن اب اگر ان کتابوں میں اس کے خلاف کوئی چیز ملتی ہے جس سے شرک کی تائید ہوتی ہو، تو وہ خدا کی توحید اور انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات سے باغی علماء اور گمراہ کن پیشواؤں کی تحریف ہے اور انہوں نے خود ہی ایسے مشرکانہ مضامین لکھ کر ان کتابوں میں شامل کر دیئے ہیں، اس لئے بعد والے لوگ جو ان کی تحریفات کو دیکھ کر گمراہ ہوتے وہ معذور نہیں ہونگے۔

اس قسم کے تین شبہات کا جواب گذشتہ سورتوں میں گذر چکا ہے اوّل حضرت سلیمان علیہ السلام سے ایسے کلمات ملتے ہیں جن میں غیر اللہ کو پکارنا لکھا ہے تو سورۂ بقرہ ع ۱۲ میں اسکا جواب دیا گیا وما کفر سلیمٰن ولکن الشیاطین کفروا (الآیۃ) کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف غیر اللہ کو پکارنے اور جادوگری کی نسبت غلط ہے یہ شیاطین کی شرارت ہے کہ انہوں نے خود کتابیں تصنیف کر کے ان میں اپنی طرف سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق میں ایسے کلمات منسوب کر دیئے۔ اسی طرح اولیاء کرام کی طرف بعد کے مفسد لوگوں نے گمراہ کن اور مشرکانہ باتیں منسوب کر دی ہیں جن سے وہ بزرگ بری ہیں۔ دوم۔ عیسائیوں نے کہا تھا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام خود ہی ہمیں تعلیم دے گئے ہیں کہ حاجات میں مجھے پکارا کرنا۔ اس کا جواب سورۂ آل عمران (ع ۸) ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتٰب (الآیۃ) میں دیا گیا کہ یہ بھی عیسےٰ علیہ السلام پر بہتان ہے، وہ تو اللہ کے پیغمبر تھے اور اللہ کے پیغمبر سے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اللہ کی توحید کے خلاف لوگوں کو تعلیم دے۔ سوم حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بارے میں انجیل اور قرآن میں جو کلمات ملتے ہیں مثلاً ابن اللہ (انجیل)، کلمۃ اللہ، روح اللہ (قرآن) ان سے شبہہ ہوتا ہے کہ ان کو اللہ کی بارگاہ میں ایسا قرب حاصل ہے کہ شاید ان کو نظام کائنات میں کچھ اختیارات بھی دیئے گئے ہوں۔ اسکا جواب سورۂ آل عمران (ع ۱) ھو الذی انزل الکتاب منہ اٰیٰت محکمٰت ھن ام الکتٰب واخر متشٰبھٰتٌ ط (الآیۃ) میں دیا گیا کہ یہ کلمات متشابہات میں سے ہیں اور دین و شریعت کے احکام کی بنیاد محکمات ہیں، نہ کہ متشابہات اور متشابہات کی حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان جوابات کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر گذر چکی ہے۔

خلاصہ ازالۂ شبہہ اور اس کے بعد اس سے متعلق دونوں دعووں کے بارے میں آیات۔ پہلا دعویٰ تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی کی گئی تھی کہ عالم الغیب اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لئے صرف اسی کو پکارو۔ دوسرا دعویٰ انبیاء علیہم السلام کی اس متفق علیہ تعلیم کے خلاف جو کچھ ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ باغی اور گمراہ علماء کا کارنامہ ہے۔ یہ تحریفات بعد کے لوگوں کے لئے قابل عذر نہیں ہیں جس طرح گوسالۂ سامری کا آواز نکالنا گوسالہ پرستوں کے لئے قابل معذرت نہیں تھا پھر دونوں دعووں کے متعلق آیات ہونگی اور درمیان میں دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا بیان ہوگا آخر سورت میں تینوں دلائل عقلی، نقلی اور وحی

تفصیل

کذٰلک یوحی الیک ــــ تا ــــ وھو العلی العظیم ○ (ع ۱) انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی بھیجی گئی کہ اس سارے جہان میں اللہ تعالیٰ ہی منفرد و مختار اور کارساز ہے۔ تکاد السمٰوٰت یتفطرن ــــ تا ــــ ھو الغفور الرحیم ○ فرشتے بھی شرک سے اللہ تعالیٰ کی تقدیس کرتے ہیں اور اہل توحید کیلئے اللہ سے استغفار کرتے ہیں۔ والذین اتخذوا من دونہ (الآیۃ) مشرکین پر زجر مع تخویف ہے

وکذٰلک اوحینا الیک الخ ترغیب الی القرآن و بشارت و تخویف اخروی۔ ام اتخذوا من دونہ اولیآء الخ اعادۂ زجر۔ فاطر السمٰوٰت والارض ــــ تا ــــ انہ بکل شیء علیم ○ یہ لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض سے متعلق ہے یعنی یہ مضامین بھی تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی کئے گئے کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب اور مالک و مختار ہے اور اسکا کوئی شریک نہیں۔

شرع لکم من الدین ــــ تا ــــ ویھدی الیہ من ینیب ○ (ع ۲) تمام انبیاء علیہم السلام کو ایک ہی دین کو قائم کرنے یعنی اللہ کی توحید کی تبلیغ کرنے اور غیر اللہ کی پکار سے روکنے کا حکم دیا گیا۔ تمام پیغمبر اللہ کی توحید پر متفق تھے۔ وما تفرقوا الا من بعد الخ یہ اس سورت کے مرکزی

شبہہ کا جواب ہے۔ شبہہ یہ ہے کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام مسئلہ توحید پر متفق تھے، تو پھر کتب سابقہ میں اس کے خلاف لکھا ہوا کیوں ملتا ہے تو اسکا جواب دیا گیا کہ یہ بعد کے باغی پیشواؤں کی تحریف ہے، انہوں نے مسئلہ توحید کو سمجھنے اور جاننے کے بعد ضد وعناد کی وجہ سے توحید میں اختلاف ڈالا۔ ولو لا کلمۃ سبقت الخ یہ ایک سوال کا جواب ہے۔ ان باغیوں اور سرکشوں پر عذاب کیوں نہیں آتا جو توحید کا انکار کرتے ہیں۔ جواب دیا گیا کہ عذاب کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ اپنے وقت پر آئیگا۔ وان الذین اورثوا الکتب الخ ان گمراہ کن اور باغی علماء کے بعد جو لوگ آئے وہ انکی محرف کتابوں کو دیکھ کر توحید کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار ہوگئے۔ فلذلك فادع ۔ تا ۔ والیہ المصیر ○ یہ ماقبل پر چار امور متفرعہ ہیں۔ (۱) فلذلك فادع آپ اسی حکمنامہ کی دعوت دیتے رہیں (۲) واستقم کما امرت اسی پر قائم رہیں۔ (۳) ولا تتبع اھواءھم ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں۔ (۴) قل اٰمنت الخ میرا اسی پر ایمان ہے جو خدا نے نازل فرمایا۔ باغیوں کی تحریفات کو نہیں مانونگا۔ وامرت لاعدل بینکم مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں۔ حاصل یہ ہے کہ وہ لوگ شکوک میں پڑے رہیں اور باغیوں کی تحریرات کو مانتے رہیں، لیکن آپ مسئلہ توحید کی دعوت کو جاری رکھیں اور اسی پر قائم رہیں اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاجات میں پکاریں اور اسی کی تبلیغ کریں۔ اور اعلان کردیں کہ میں اسی چیز کو مانونگا جو اللہ نے نازل فرمائی ہے اور مجھے انصاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

والذین یحاجون فی اللہ الخ باغی اور گمراہ علماء کی تحریفات کی پیروی کرتے ہوئے جن لوگوں نے اللہ کی توحید کو چھوڑا وہ اس بارے میں معذور نہیں ہیں، کیونکہ اول تو اللہ تعالیٰ نے کتاب نازل فرمادی ہے جو حق وباطل کے درمیان میزان ہے۔ دوم اس مسئلہ کو انبیاء علیہم السلام اور علماءِ حق تسلیم کرچکے ہیں اس لئے ان مشرکین کا عذر قابل قبول نہیں جیسا کہ گوسالہ سامری کا آواز نکالنا گوسالہ پرستوں کے لئے معذور ہونے کا سبب نہ بن سکا۔ ومایدریك لعل الساعۃ قریب ۔ تا ۔ لفی ضلل بعید ○ یہ مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے۔

اللہ لطیف بعبادہ (الآیۃ) یہ آیت پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے، اس لئے غائبانہ اسی کو پکارو ومن کان یرید الخ (ع ۳) یہ ترغیب فی الآخرۃ وتزہید فی الدنیا ہے۔ ام لھم شرکاء الخ یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ خدا کی شریعت میں تو یہی تھا کہ صرف اللہ ہی کو پکارو، کیا تمہارے پیشواؤں اور معبودوں نے اسکی شریعت کے خلاف کوئی نئی شریعت بنالی ہے؟ ولو لا کلمۃ الفصل ۔ تا ۔ وھو واقع بھم ط تخویف اخروی ہے۔ والذین اٰمنوا ۔ تا ان اللہ غفور شکور ○ یہ بشارت اخرویہ ہے اور درمیان میں قل لا اسئلکم الخ سے ترغیب ہے۔ ام یقولون افتری۔ (الآیۃ) یہ شکوی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گذشتہ انبیاء علیہم السلام اور کتب سابقہ کے مطابق دعوت پیش کرتے ہیں، لیکن معاندین پھر بھی آپ کو مفتری کہتے ہیں۔ وھو الذی یقبل التوبۃ (الآیۃ) یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی معاف کنندہ اور غیب داں ہے، اسی سے گناہ بخشواؤ اور اسی کو پکارو۔ ویستجیب الذین اٰمنوا الخ بشارت اخرویہ والکفرون لھم عذاب شدید ○ تخویف اخروی ولو بسط اللہ الرزق (الآیۃ) یہ ایک سوال کا جواب ہے، وہ ایسا مہربان ہے تو سب کو فراخی سے رزق کیوں نہیں دیتا؟ اگر وہ سبکو فراخی سے رزق دیتا تو سب ہی اس کے احکام سے باغی ہوجاتے، اس لئے وہ اپنی حکمت سے ہر ایک کو ایک خاص اندازے سے دیتا ہے۔ وھو الذی ینزل الغیث ۔ تا ۔ اذا یشاء قدیر ○ یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ کارساز اور متصرف ومختار وہی ہے، اس لئے حاجات میں اسی کو پکارو یہ پہلے دعوی پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ وما اصابکم من مصیبۃ ۔ تا ۔ فمتاع الحیوۃ الدنیا (ع ۴) یہ تخویف دنیوی ہے۔ وما عند اللہ ۔ تا ۔ فاولئك ما علیھم من سبیل ○ یہ ایمان والوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ اور اس میں دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا بیان بھی ہے۔ (۱) شرک نہ کرو۔ للذین اٰمنوا وعلی ربھم یتوکلون (۲) ظلم نہ کرو الذین یجتنبون الخ اور (۳) احسان کرو واذا ما غضبوا ھم یغفرون۔ انما السبیل علی الذین یظلمون (الآیۃ) یہ تخویف اخروی ہے۔ ومن یضلل اللہ الخ (ع ۵) یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی جو شخص محض ضد وعناد کی وجہ سے باطل پرست علماء کی تحریفات کو مان کر گمراہ ہوگیا، اسے راہ راست پر کوئی نہیں لاسکتا۔ وتری الظلمین ۔ تا ۔ فما لہ من سبیل یہ تخویف اخروی ہے۔

استجیبوا لربکم ۔ تا ۔ وما لکم من نکیر ○ یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے اور تخویف اخروی بھی ہے۔ یعنی باغیوں اور گمراہوں کی تحریفات کی پیروی نہ کرو اور صرف اللہ ہی کو پکارو۔ فان اعرضوا الخ یہ زجر مع تسلیہ ہے۔ اگر معاندین اعراض کرتے ہیں، تو آپ غمگین نہ ہوں آپکا کام سنانا اور سمجھانا ہے نہ کہ منوانا۔ وانا اذا اذقنا (الآیۃ) یہ زجر ہے۔ للہ ملك السمٰوٰت ۔ تا ۔ انہ علیم قدیر ○ یہ پہلے دعویٰ پر عقلی دلیل ہے اور پہلے دعوی سے متعلق ہے۔ ساری کائنات میں وہی متصرف ومختار ہے اور اولاد دینا بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ اس لئے حاجات میں اسی کو پکارو۔ وما کان لبشر (الآیۃ) یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے اور شرع لکم من الدین کے ساتھ بھی اور دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے گذشتہ انبیاء علیہم السلام اور آپ کے ساتھ تین ہی طریقوں سے کلام کیا گیا۔ جو چیز اس وحی کے خلاف ہوگی وہ مفسد اور گمراہ کن پیشواؤں کی ایجاد اور تحریف ہوگی۔ وکذلك اوحینا الیك الخ یہ دلیل وحی ہے۔ ان ہی تین طریقوں سے ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی ہے اور انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح آپکو بھی توحید ہی کے لئے مبعوث کیا ہے۔ صراط اللہ الذی لہ ما فی السمٰوٰت (الآیۃ) یہ دلیل عقلی کی طرف اشارہ ہے ؎ کذلك یوحی الیك۔ اس سورت میں جو مضمون توحید نازل کیا گیا ہے یہی مضمون ہم اس سے پہلی سورتوں میں آپکی طرف نازل کرتے رہے ہیں، اور یہی مضمون توحید گذشتہ انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی کرتے رہے ہیں۔ کلام مستانف واسناد لتحقیق ان مضمون

السورة موافق لما فی تضاعیف الکتب المنزلۃ علی سائر الرسل المتقدمین فی الدعوۃ الی التوحید والارشاد الی الحق (روح ج ۲۵ ص ۱۰) کذلک یعنی اس کی مانند یہ تعبیر اس لئے اختیار کی گئی کہ عبارت وہ نہیں، البتہ مضمون وہی ہے۔ ای مثل ذلک الوحی (مدارک، جامع البیان) یوحی میں حال گذشتہ کو مضارع سے تعبیر کیا گیا تاکہ استمرار و دوام پر دلالت کرے۔ وذکر المضارع للاستمرار وبیان العادۃ (جامع البیان ص ۴۱۴) **۴۳** لہ ما فی السمٰوٰت۔ اس سے پہلے قولوا مقدر ہے یعنی انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی میں انھیں حکم دیا گیا کہ کہو، زمین و آسمان میں جو کچھ ہے، سب اللہ کا ہے اور ساری کائنات میں وہی متصرف و مختار ہے وھو العلی العظیم وہ نہایت بلند اور بڑی شان والا ہے، کوئی اس پر جبر نہیں کرسکتا اور کوئی اس سے اپنی مرضی کے مطابق کام نہیں کرا سکتا۔ قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یا یہ استیناف ہے اللہ تعالیٰ کی عظمت و حکمت کی تقریر و تبیین کیلئے۔ استیناف مقرر لعزتہ تعالی وحکمتہ عزوجل (روح ج ۲۵ ص ۱۱) **۴۴** تکاد السمٰوٰت (الایۃ) اس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت شان اور ہیبت و جلال کا بیان ہے۔ قریب ہے کہ اللہ کے خوف اور اسکی ہیبت و خشیت سے آسمان اوپر سے پھٹ پڑیں ای یتشققن من عظمۃ اللہ وجلالہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۴) اسکی عظمت شان کا یہ عالم ہے کہ فرشتے بھی ہر قسم شرک سے اسکی تنزیہ و تقدیس میں مصروف ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر حمد و ثنا کا مستحق اللہ تعالیٰ ہے، اسلئے کہ ہر نعمت اسی کے قبضہ و اختیار میں ہے اور وہ سب کا پروردگار ہے۔ بحمد ربھم میں باء برائے تلبس ہے (روح) اللہ کے فرشتے ایک طرف تو اللہ کی تسبیح و تحمید کر رہے ہیں اور دوسری طرف ان لوگوں کے لئے استغفار بھی کرتے ہیں جنہوں نے شرک سے توبہ کی اور اللہ کی توحید کا راستہ (صراط مستقیم) اختیار کیا۔ من فی الارض سے مومنین مراد ہیں جیسا کہ سورۂ مومن (ع ۱) میں گذر چکا ہے۔ فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک (الآیات) **۴۵** والذین اتخذوا (الآیات) یہ زجر مع تخویف ہے جن لوگوں نے اللہ کے سوا کئی اور کارساز بنا رکھے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے اعمال و احوال کا نگران ہے اور ان کے تمام اعمال اس کے احاطۂ علم میں ہیں، اس لئے وہ انھیں ان کے اعمال کی پوری پوری سزا دے گا۔ لیکن آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں، کیونکہ آپ تو انذار و تبلیغ کیلئے بھیجے گئے ہیں اور آپ نے اپنا فریضہ ادا کر دیا **۴۶** وکذلک اوحینا (الآیۃ) کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی ہم نے یوں اسقدر واضح کرکے یہ مضمون (توحید) عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ مکہ اور اس کے گرد و نواح کے لوگوں کو اس کے احکام سے خبردار کریں اور انکو قیامت کے دن سے ڈرائیں جس میں سب لوگوں کو اکٹھا کیا جائیگا اور جسکی آمد میں کوئی شک نہیں۔ اس دن تمام انسان دو جماعتوں میں تقسیم ہوں گے ایک ایمان والوں کی جماعت یہ جنت میں جائیگی اور دوسری کفار و مشرکین کی جماعت یہ جہنم کا ایندھن ہوگی۔ یہ مشرکین اگر ایسا واضح قرآن

زجر مع تخویف

کاف بیان کمال

زجر اعادہ زجر

يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

پھٹ پڑیں ف۳ آسمان اوپر سے ف۴ اور فرشتے پاکی بولتے ہیں خوبیاں اپنے رب کی

وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ

اور گناہ بخشواتے ہیں زمین والوں کے سنتا ہے وہی ہے معاف کرنیوالا

الرَّحِيْمُ ۝۵ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ

مہربان ف۱ اور جنھوں نے پکڑے ہیں ف۵ اس کے سوائے رفیق اللہ کو

حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝۶ وَكَذٰلِكَ

وہ سب یاد ہیں اور تجھ پر نہیں ان کا ذمہ اور ف۶ اسی طرح

اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ

اتارا ہم نے تجھ پر قرآن عربی زبان کا کہ تو ڈر سنا دے بڑے گاؤں کو اور اس کے

حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَرِيْقٌ فِي

آس پاس والوں کو اور خبر سنا دے جمع ہونیکے دن کی اس میں دھوکہ نہیں ایک فرقہ

الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝۷ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ

بہشت میں اور ایک فرقہ آگ میں ف۲ اور ف۷ اگر چاہتا اللہ تو سب لوگوں کو کر

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَاۗءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ

ایک ہی فرقہ ولیکن وہ داخل کرتا ہے جس کو چاہے اپنی رحمت میں

وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۸ اَمِ اتَّخَذُوْا

اور گنہگار جو ہیں ان کا کوئی نہیں رفیق اور نہ مددگار کیا ف۸ انھوں نے

مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ

پکڑے ہیں اس سے ورے کام بنانیوالے سو اللہ جو ہے وہ ہی ہے کام بنانیوالا اور وہی جلاتا ہے مُردوں کو

وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۹ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ ع ۲

اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے اور جس ف۹ بات میں جھگڑا کرتے ہو تم لوگ کوئی چیز

موضح قرآن ف آسمان پھٹ پڑیں رب کی عظمت کے زور سے۔ یا فرشتوں کے ذکر کی کثرت سے تاثیر ہو اور پھٹ پڑے حضرت نے فرمایا آسمانوں میں چار انگشت جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ سر نہیں رکھ رہا سجدے میں ف۲ بڑا گاؤں فرمایا مکے کو کہ سارے عرب کا مجمع وہاں ہوتا ہے اور ساری دنیا میں گھر اللہ کا وہیں اس پاس اول عرب بعد اسکے ...

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از ہیبت الٰہی ۱۲

کبھی نہیں مانتے، توجہنم کے لئے تیار رہیں ف۷ ولو شآء اللہ (الآیۃ) اللہ تعالیٰ قادر و متصرف ہے، اگر وہ چاہتا تو تمام بنی آدم کو جبراً توحید پر قائم کردیتا اور اس طرح ساری انسانیت ایک ہی امت ہوتی، لیکن جبری ایمان مطلوب نہیں، اس طرح جزاء و سزا کی حکمت فوت ہوجاتی ہے اور امتحان و ابتلاء کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے جسکی خاطر انسان کو پیدا فرمایا۔ الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا (ملک ع ۱) اور سورہ مائدہ (ع ۷) میں ارشاد ہے ولو شآء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ولکن لیبلوکم فی ما اٰتٰکم (الآیۃ) ولکن یدخل الخ یہ اسی امتحان و ابتلاء کی طرف اشارہ ہے۔یعنی انسان کو اختیار

فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ

اس کا فیصلہ ہے اللہ کے حوالے وہ اللہ ہے رب میرا اسی پر ہے مجھ کو بھروسہ اور اسی کی طرف

اُنِيْبُ ﴿١٠﴾ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ

میری رجوع ہے بنا نکالنے والا آسمانوں کا ف۱۰ اور زمین کا بنا دیئے تمہارے واسطے

اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ

تم ہی میں سے جوڑے اور چوپایوں میں سے جوڑے بکھیرتا ہے تم کو اسی

فِيْهِ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿١١﴾ لَهٗ

طرح نہیں ہے اسکی طرح کا سا کوئی اور وہی ہے سننے والا دیکھنے والا اسی کے پاس ہیں

مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

کنجیاں آسمانوں اور زمین کی ف۱۱ پھیلا دیتا ہے روزی جس کے واسطے

يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٢﴾ شَرَعَ لَكُمْ

چاہے اور ماپ کر دیتا ہے وہ ہر چیز کی خبر رکھتا ہے راہ ڈال دی تمہارے لئے

مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَ

دین میں ف۱۲ وہی جس کا حکم کیا تھا نوح کو اور جس کا حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور

مَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا

جس کا حکم کیا ہم نے ابراہیم کو اور موسیٰ کو اور عیسیٰ کو یہ کہ قائم رکھو

الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا

دین کو اور اختلاف نہ ڈالو اس میں بھاری ہے شرک کرنیوالوں کو وہ چیز

تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ

جس کی طرف تو ان کو بلاتا ہے اللہ چن لیتا ہے اپنی طرف سے جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے

اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿١٣﴾ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ

اپنی طرف اسکو جو رجوع لائے ف اور جنہوں نے اختلاف ڈالا سو سمجھ آچکنے کے بعد ف۱۳

منزل ۶

متعلق بلہ ما فی السموٰت وما فی الارض ۱۲

ایضاً ۱۲

اعادہ دعوی [illegible] ۱۲

تمام پیغمبروں کا دین ایک ہے ۱۲

جواب شبہہ [illegible] ۱۲

دیدیا اور دونوں راستے اس پر واضح کردیئے گئے۔ اب
وہ دونوں راستوں میں جو بھی اختیار کرے گا، اسی کے
مطابق اسکا انجام ہوگا۔ اگر صراط مستقیم کو اختیار کریگا
تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت میں داخل کریگا، کیونکہ
ایسے لوگوں ہی کو وہ اپنی رحمت میں داخل کرنا چاہتا
ہے۔ اور جو کفر و شرک اختیار کرے گا ایسے ظالم اور
بے انصاف اس کے غضب کے مستحق ہوں گے اور انکا
کوئی یار و مددگار نہیں ہوگا جو ان کو اللہ کے غضب
سے بچا سکے ف۸ ام اتخذوا من دونہ اولیآء۔
یہ زجر کا اعادہ ہے۔کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا اوروں
کو کارساز اور مددگار بنا رکھا ہے، تاکہ آڑے وقت
میں ان کے کام آئیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی سب کا
یار و مددگار اور سب کا کارساز ہے، اسکی شان یہ
ہے کہ وہ مُردوں کو بھی زندہ کرسکتا ہے اور ہر چیز اور
ہر کام پر قدرت رکھتا ہے۔ یہ صفات اللہ کے سوا کسی
میں نہیں پائی جاتیں۔ اس لئے اس کے سوا کسی اور
کو اپنا مددگار اور کارساز نہ سمجھو یعنی ان من یکون
بھذہ الصفۃ فھو الحقیق بان یتخذ ولیا
ومن لا یکون بھذہ الصفۃ فلیس بولی (خازن
ج ۶ ص ۱۱۷) ف۹ وما اختلفتم فیہ (الآیۃ) یہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی حکایت ہے،
آپ نے مسلمانوں سے فرمایا جن شرائع میں تمہارے
درمیان اور مشرکین اور اہل کتاب کے درمیان اختلاف
ہو جائے تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے اور اسمیں
اسی کا حکم قطعی ہے وہی اللہ میرا مالک و کارساز ہے
اسی پر میرا بھروسہ ہے میں ہر معاملے میں اسی کی طرف
رجوع کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ سچا دین
دین اسلام ہے جو توحید کی تعلیم دیتا ہے، نہ کہ دین
مشرکین۔ اسی طرح شریعت سازی اللہ کا کام ہے۔
احبار و رہبان کو اللہ کی شریعت میں ترمیم و اضافہ اور تحریف و تبدیل کا کوئی اختیار نہیں۔ ای ما خالفکم فیہ الکفار من اھل الکتاب والمشرکین من امر الدین، فقولوا لھم حکمہ الی اللہ لا الیکم وقد حکم ان الدین ھو الاسلام لا غیرہ، و امور الشرائع انما تتلقی من بیان اللہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۷) ف۱۰ فاطر السموت والارض۔ یہ لہ ما فی السموت وما فی الارض ہی سے متعلق ہے۔گویا مضمون کے اعتبار سے یہ سب یوحی کا مفعول بہ ہے۔یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی بھیجی گئی کہ کارساز اور عالم الغیب ہونے میں اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فطرۃ زمین و آسمان

موضح قرآن ف اصل دین ہمیشہ سے ایک ہی ہے اس کو قائم کرنے کے طریق ہر وقت میں اللہ نے جدا ٹھیرا دیئے ہیں۔ فتح الرحمٰن ف یعنی ہیچ حق حاصل آنست کہ انبیاء علیہم السلام در اصول دین متفق اند واختلاف شرائع در فروع است ولبس ۱۲۔

میں وہی تعلق رکھا ہے جو مادہ اور نر میں ہوتا ہے۔ جس طرح اس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور ان دونوں کے خواص کے ملاپ سے یہ ساری نعمتیں اور برکتیں رونما ہوئیں، اسی طرح اس نے انسانوں کی جنس ہی سے ان کی بیویاں پیدا کیں جیسا کہ سورہ نساء (ع ۱) میں ہے الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا ای من جنسہا اور سورۂ نحل (ع ۱۰) میں فرمایا واللہ جعل لکم من انفسکم ازواجا (الآیۃ) ای من جنس انفسکم۔ (جعل لکم من انفسکم) خلق لکم من جنسکم (مدارک ج ۴ ص ۷۷) اور اس نے چوپایوں کے بھی جوڑے (نر و مادہ) پیدا کئے۔ یذرؤکم فیہ۔ ضمیر غائب الجعل کی طرف راجع ہے جو جَعَلَ سے مفہوم ہے فکانہ قال یخلقکم ویکثرکم فی الجعل (قرطبی ج ۱۶ ص ۸) یعنی جوڑوں کی صورت میں وہ تمہیں نسلاً بعد نسل پھیلا رہا ہے۔ لیس کمثلہٖ شیئٌ وہ اپنی ذات و صفات میں تخلیق کائنات میں اور تدبیر عالم میں یگانہ، بے مثل اور بے نظیر ہے، کوئی بھی اس سے مشابہ اور اس کے مانند نہیں، کیونکہ وہ ہر بات کو سننے والا اور ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔ والذی یعتقد فی ھذا الباب ان اللہ جل اسمہ فی عظمتہ وکبریائہ وملکوتہ وحسنی اسمائہ وعلیٰ صفاتہ لا یشبہ شیئا من مخلوقاتہ ولا یشبّہ بہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۸) ۱۱ لہ مقالید السمٰوٰت (الآیۃ) یہ بھی لہ ما فی السمٰوٰت الخ سے متعلق ہے۔ جس طرح ساری کائنات کا خالق اور مالک وہی ہے، اسی طرح زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجیوں کا مالک بھی وہی ہے۔ تمام خزانۂ رحمت و رزق اسی کے ہاتھ میں ہیں، تندرستی، دولت، اولاد، عزت وغیرہ اور ان کے اضداد سب اسی کے قبضہ و اختیار میں ہیں، وہ جسے چاہتا ہے فراخی سے روزی دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے روزی تنگ کر دیتا ہے۔ وہ ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے، اس لئے جو کچھ بھی کرتا ہے اپنے علم و حکمت کے تقاضے کے مطابق کرتا ہے۔ ابتداء سورت سے یہاں تک واضح ہو گیا کہ سارے عالم میں اللہ تعالیٰ ہی متصرف و مختار ہے اور وہی غیب داں ہے، کوئی چیز اس کے علم و قدرت سے باہر نہیں اور ان صفات میں کوئی جن و بشر، کوئی ملک و مرسل اس کا شریک نہیں۔ اس سے واضح ہو گیا کہ جب وہی کارساز اور عالم الغیب ہے، تو حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارنا چاہیئے۔

۱۲ شرع لکم من الدین (الآیۃ) تمہارے لئے ہم نے وہی دین مقرر کیا ہے جس کو قائم کرنے کا نوح کو حکم دیا تھا، اور جس کا آپ کو وحی کے ذریعے سے حکم دیا ہے اور جسے قائم کرنے کا ابراہیم، موسیٰ اور عیسےٰ (علیہم السلام) کو حکم دیا تھا۔ ہم نے ان تمام اولوا العزم پیغمبروں کو حکم دیا تھا کہ اس دین (دین توحید) کو قائم کرو اور اس میں اختلاف نہ کرو۔ دین کو قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی توحید اور تمام ضروریاتِ دین پر ایمان لائیں اور اس کے احکام کی اطاعت کریں۔ ای دین الاسلام الذی ھو توحید اللہ تعالیٰ وطاعتہ والایمان بکتبہ ورسلہ وبیوم الجزاء وسائر مایکون العبد بہ مؤمنا (روح ج ۲۵ ص ۲۱) فیہ ای فی التوحید یعنی توحید جو تمام انبیاء علیہم السلام کا دین تھا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ ولا تکونوا من المشرکین ومن الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا (روم ع ۴) ماتدعوھم الیہ یعنی توحید کو مانو اور شرک کو چھوڑ دو ای من التوحید ورفض الاوثان (خازن ج ۶ ص ۱۱۹) مشرکین پر یہ بات نہایت گراں گذرتی ہے جب انھیں توحید کی دعوت دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور غیب داں نہیں، اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنے دین اور توحید کے لئے چن لیتا ہے اور اسے قبول حق کی توفیق دیدیتا ہے اور جتنا کس کو ہے اور قبول ہدایت کی توفیق کس کو دیتا ہے جو اخلاص اور صدق نیت سے اسکی طرف رجوع کرے اور انصاف سے راہِ حق کی تلاش کرے، ضد اور عناد سے دُور رہے۔ حاصل یہ ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اس کیساتھ شرک نہ کرو یہ تمام نبیوں کا دین ہے۔ وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحیٓ الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون (انبیاء ع ۲)

۱۳ وما تفرقوا۔ یہ ایک شبہہ کا جواب ہے کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا اور مسئلہ توحید سب کا اجماعی دین تھا، تو جو کتابیں اور صحیفے ان پر نازل ہوئے، ان میں مسئلہ توحید کے خلاف مضامین کیوں پائے جاتے ہیں؟ اسکا جواب دیا گیا کہ بے شک تمام انبیاء علیہم السلام مسئلہ توحید پر متفق تھے اور یہی مسئلہ ان کی طرف وحی کیا گیا، لیکن بعد میں دنیا پرست، باغی اور گمراہ کن علماء اور پیشواؤں نے حق کو سمجھنے کے بعد جان بوجھ کر کتب سابقہ میں تحریف کر ڈالی اور ان میں توحید کے خلاف عبارتیں اپنی طرف سے درج کر دیں اور یہ سب کچھ انہوں نے محض ضد و عناد کی وجہ سے کیا ہے۔ اس سے تین باتیں معلوم ہوئیں اوّل یہ کہ توحید میں اختلاف کس نے ڈالا؟ مشرک پیشواؤں اور گمراہ کن اور زر پرست علماء نے۔ دوم اختلاف کب ڈالا؟ جب ان کے پاس علم آگیا اور ان کو حق معلوم ہو گیا، گویا یہ اختلاف انہوں نے جان بوجھ کر ڈالا ہے، کسی غلط فہمی کی بنا پر نہیں ڈالا۔ سوم اختلاف کیوں ڈالا؟ محض ضد و عناد اور سرکشی کی وجہ سے۔ ولولا کلمۃ سبقت۔ یہ اس شبہہ کا جواب ہے کہ پھر ان معاندین پر فوراً عذاب کیوں نہ آیا؟ فرمایا:۔ عذاب کے لئے ایک وقت مقرر تھا (قیامت کا دن یا اواخر حیات) اگر وقت معین نہ ہوتا تو اسی وقت ہی ان کا قصہ تمام کر دیا جاتا۔ اجل مسمی ھو یوم القیامۃ او اٰخر اعمارھم المقدرۃ (بیضاوی) وان الذین اورثوا الکتاب الخ ان محرّف اور گمراہ کن پیشواؤں سے وہ کتابیں جب بعد میں آنے والے لوگوں کو ملیں، تو وہ بھی ان محرّف اور تبدیل شدہ کتابوں کو پڑھ کر مسئلہ توحید کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار ہو گئے۔ آگے چار امور مذکور ہیں جو ماقبل پر متفرع ہیں۔

---

۱۴ فلذلك فادع - یہ پہلا امر متفرع ہے یہ اصل میں فادع لذلك، لذلك فادع - پہلے جملے سے ادع حذف کر دیا گیا اور دوسرے سے لذلك کو تاکہ تکرار مع اختصار ہو جائے فبذلك فلیفرحوا کی ترکیب بھی یہی ہے - نقلہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ عن الرضی - جب تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت ایک ہی تھی، لیکن باغیوں نے اس میں ضد و عناد سے اختلاف ڈال دیا ہے، تو آپ اسی دینِ توحید کی دعوت دیتے رہیئے جس کی تمام انبیاء علیہم السلام کو تاکید کی گئی و استقم کما امرت یہ دوسرا امر متفرع ہے اور جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے، آپ اسی طرح دعوت پر قائم رہیں و لا تتبع اھواءھم یہ تیسرا امر متفرع ہے اور ان گمراہ کن پیشواؤں اور شرک کے رہنماؤں کی خواہشات کا اتباع نہ کریں - ای الی ما وصی اللہ تعالیٰ بہ الانبیاء من التوحید (معالم و خازن ج ۶ ص ۱۱۹) ۱۵ وقل امنت یہ چوتھا امر متفرع ہے اور آپ فرماویں میں تو صرف اسی کتاب پر ایمان لایا ہوں جو اللہ نے نازل فرمائی ہے، ان باغیوں اور گمراہی پھیلانے والوں کی تحریرات اور تحریفات کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہوں - و امرت لاعدل بینکم یہ پانچویں امر متفرع میں داخل ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تبلیغ توحید اور فصلِ احکام میں تمہارے درمیان برابری کروں یہ مسئلہ سب کو سناؤں اور کسی کی طرفداری نہ کروں - فی تبلیغ الشرائع و الحکم بین المتخاصمین (مظہری ج ۸ ص ۳۱۴) اللہ تعالیٰ ہی ہمارا مالک و کارساز ہے اور تمہارا بھی - ہم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں اور تم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہو - ہمارے اعمال خیر کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں اور تمہارے اعمال شرک کا ہمیں کوئی نقصان نہیں اسکا دوسرا مطلب یہ ہے کہ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں - یعنی شرک سے پاک ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں یعنی تمہارے اعمال سراسر مشرکانہ ہیں - رہا یہ کہ ہم تمہیں اسلام اور توحید کی دعوت کیوں دیتے ہیں تو محض تمہاری خیر خواہی کے لئے لاحجة بیننا و بینکم اس لئے خصومت اور جھگڑے کی کوئی وجہ نہیں - لان اعمالکم لا یضرنا و اعمالنا لا یضرکم انما ندعوکم الی الاسلام نصحا لکم، فلا وجہ للخصومة والعداوة (مظہری) یا مطلب یہ ہے کہ دینِ حق حجت و دلیل کے اعتبار سے غالب ہو چکا ہے اور تم پر حجتِ خداوندی قائم ہو چکی ہے، اس لئے اب تم پر احتجاج کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی اور تمہارے انکار کی عناد و مکابرہ کے سوا کوئی توجیہہ نہیں ہو سکتی - ای لا احتجاج ولاخصومة لان الحق قد ظہر، فلم یبق للاحتجاج حاجة ولا للمخالفة محمل سوی المکابرة والعناد (روح ج ۲۵ ص ۲۵) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمع کریگا اور سرِ محشر محق و مبطل کے درمیان آخری اور قطعی فیصلہ فرمائیگا - فریق فی

الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ إِلَىٰ
آپس کی ضد سے اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو نکل چکی ہے تیرے رب سے ایک
أَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتَابَ
مقررہ وعدہ تک تو فیصلہ ہو جاتا انہیں اور جن کو ملی ہے کتاب
مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ⑭ فَلِذَٰلِكَ فَادْعُ ۖ وَ
ان کے پیچھے وہ البتہ اُس کے دھوکے میں ہیں ف۱ سو تو اسی طرف بلا ف۲ اور
اسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ ۖ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ ۖ وَقُلْ
قائم رہ جیسا کہ فرما دیا ہے تجھ کو اور مت چل ان کی خواہشوں پر اور کہہ
آمَنتُ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِن كِتَابٍ ۖ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ
میں یقین لایا ف۳ ہر کتاب پر جو اتاری اللہ نے اور مجھ کو حکم ہے کہ انصاف کروں
بَيْنَكُمُ ۖ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۖ
تمہارے بیچ میں اللہ رب ہے ہمارا اور تمہارا ہم کو ملیں گے ہمارے کام اور تم کو تمہارے کام
لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ۖ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ⑮
کچھ جھگڑا نہیں ہم میں اور تم میں اللہ اکٹھا کرے گا ہم سب کو اور اسی کی طرف پھر جانا ہے ف۴
وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِن بَعْدِ مَا اسْتُجِيبَ لَهُ
اور جو لوگ جھگڑا ڈالتے ہیں ف۵ اللہ کی بات میں جب لوگ اسکو مان چکے ف۶ ان کا
حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ
جھگڑا باطل ہے ان کے رب کے یہاں اور ان پر غصہ ہے اور انکو
عَذَابٌ شَدِيدٌ ⑯ اللَّهُ الَّذِي أَنزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ
سخت عذاب ہے ف۷ اللہ وہی ہے جس نے اتاری کتاب سچے دین پر
وَالْمِيزَانَ ۗ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ ⑰
اور ترازو بھی اور تجھ کو کیا خبر ہے شاید وہ ف۸ گھڑی پاس ہو ف۹

را پہلا امر متفرع ۱۲ - ۲ دوسرا امر متفرع ۱۲ - ۳ تیسرا امر متفرع ۱۲ - ۴ چوتھا امر متفرع ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی پہلے لوگ تو ضد سے اپنی بات ثابت کرنے کو کتاب کے معنی بدل دیتے اور پیچھے والے مختلف معنے دیکھتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں کہ معنی اُس طرح یا اسطرح یہ اختلاف بُرا ہے جن معنوں میں خلاف نکلتا ہو اور کئی طرح معنے کئے جن میں خلاف نہیں نکلتا اسکا منع نہیں ف۲ پہلی کتاب والوں سے اسطرح کلام کرنا چاہیئے ف۳ یہ ان کتاب والوں کو کہا جو سمجھے لوگوں کو بہکاتے ہیں شبہے ڈالکر ف۴ ترازو فرمایا دینِ حق کو جسمیں بات پوری ہے نہ کم نہ زیادہ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی روز قیامت ۱۲ - ف۲ یعنی جمعی در اسلام داخل شدند ۱۲ -

نہ وفریق فی السعیر [16] والذین یحاجون۔ یہ ایک سوال کا جواب ہے کہ جب بعد کے لوگوں نے پہلے لوگوں کی تحریرات کو پڑھا اور گمراہ ہوگئے، تو کہ وہ اس معاملے میں معذور نہیں ہوں گے۔ فرمایا وہ معذور نہیں ہیں، ان کا یہ عذر اللہ کے نزدیک ساقط اور مردود ہے۔ فی اللہ ای فی توحید اللہ ان کا یہ عذر قبول نہ ہونیکی دو دلیلیں بیان کی گئی ہیں۔ دلیل اوّل من بعد ما استجیب لہ اس مسئلے کو تو علماء اہل کتاب بھی مان چکے ہیں، مراد وہ علما ہیں جو اسلام لا چکے تھے تو علماء ثقات کا اسے مان لینا اس کے حق ہونے کی دلیل ہے، تو ان لوگوں نے ان باغیوں اور گمراہوں کی بات کیوں مانی، ان علماء ثقات کے نقشِ قدم پر کیوں نہیں چلے؟ جب ان کے حق پر علماء مان چکے تو انکا انکار محض مکابرہ ہے۔ من بعد ما استجاب لہ اھل الکتاب بان اقروا بنبوتہ واستفتحوا بہ (بیضاوی) ایسے لوگوں پر جو ایسی حجتِ واضحہ کے باوجود نہیں مانتے، اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے سخت ترین عذاب تیار ہے تائید (۱) اولم یکن لھم اٰیۃ ان یعلمہ علمٰؤا بنی اسرائیل (شعراء ع ۱۱)۔ (۲) الذین اٰتینٰھم الکتٰب یتلونہ حق تلاوتہ ط اولئك یؤمنون بہ (بقرہ ع ۱۴) دلیل ثانی اللہ الذی نزل الخ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی عظیم الشان کتاب نازل فرما دی ہے جس میں حق (مسئلہ توحید اور دیگر ضروریاتِ دین) کو خوب واضح اور روشن کر کے بیان کر دیا گیا ہے اور ایک ایسی شریعت نازل فرما دی ہے، جو حق و باطل، عدل و انصاف اور تمام حقوق کیلئے ترازو ہے، تو ان لوگوں نے اس کتاب کی طرف کیوں توجہ نہ کی اور اس میں غور و فکر کر کے اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنیکی کوشش کیوں نہ کی؟ اس لئے ان کا عذر قابل قبول نہیں۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کا یہ شبہہ اور عذر قبول نہ ہوا کہ گوسالہ سامری آواز کرتا تھا چنانچہ ارشاد فرمایا الم یروا انہ لا یکلمھم ولا یھدیھم سبیلا اتخذوہ وکانوا ظٰلمین (اعراف ع ۱۸) اسی طرح آج بھی اگر کوئی عبارت یا روایت مسئلہ توحید کے خلاف مل جائے تو حجت نہیں ہو گی اور گوسالۂ سامری کی آواز سے زیادہ اسکی حیثیت نہیں ہو گی [17] وما یدریك۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت سر پہ کھڑی ہے اس لئے آپ اللہ کی کتاب پر عمل کریں، اپنی دعوت پیش کرنے میں مصروف رہیں، نہ ماننے والوں کے لئے آخرت کا عذاب تیار ہے۔ یستعجل بھا الخ جو لوگ قیامت کے آنے پر ایمان نہیں رکھتے وہ از راہ تمسخر و استہزاء کہتے ہیں قیامت کب آئیگی وہ جلدی کیوں نہیں آتی؟ لیکن ایمان والے قیامت کا نام سن کر کانپ اٹھتے ہیں کیونکہ وہ قیامت کے آنے پر اور اس کی ہولناکی پر ایمان رکھتے ہیں۔ جو لوگ قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور اس پر ایمان نہیں لاتے وہ ہدایت اور راہِ راست سے بہت ہی دور ہیں۔ یہاں تک دو دعوے بیان ہوئے۔ اوّل تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف اللہ تعالیٰ یہی وحی فرماتا رہا کہ کارساز اور غیب دان صرف اللہ ہی ہے، حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ دوم مسئلہ توحید

يَسۡتَعۡجِلُ بِهَا الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا
جلدی کرتے ہیں اس گھڑی کی وہ لوگ کہ یقین نہیں رکھتے اس پر اور جو یقین رکھتے ہیں
مُشۡفِقُوۡنَ مِنۡهَا ۙ وَيَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهَا الۡحَـقُّ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الَّذِيۡنَ
ان کو اس کا ڈر ہے اور جانتے ہیں کہ وہ ٹھیک ہے سنتا ہے جو لوگ
يُمَارُوۡنَ فِى السَّاعَةِ لَفِىۡ ضَلٰلٍ ۢ بَعِيۡدٍ ﴿۱۸﴾ اَللّٰهُ لَطِيۡفٌۢ
جھگڑتے ہیں اس گھڑی کے آنے میں وہ بہک کر دور جا پڑے ہے اللہ نرمی رکھتا ہے
بِعِبَادِهٖ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الۡقَوِىُّ الۡعَزِيۡزُ ﴿۱۹﴾
اپنے بندوں پر روزی دیتا ہے جس کو چاہے ف۱ اور وہی ہے زور آور زبردست
مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الۡاٰخِرَةِ نَزِدۡ لَهٗ فِىۡ حَرۡثِهٖ ۚ وَمَنۡ
جو کوئی چاہتا ہو آخرت والی کی کھیتی زیادہ کریں ہم اس کے واسطے اسکی کھیتی اور جو
كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الدُّنۡيَا نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا وَمَا لَهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ
کوئی چاہتا ہو دنیا کی کھیتی اسکو دیویں ہم کچھ اسمیں سے اور اس کے لئے نہیں آخرت
مِنۡ نَّصِيۡبٍ ﴿۲۰﴾ اَمۡ لَهُمۡ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوۡا لَهُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ
میں کچھ حصہ ف۲ کیا ان کے لئے اور شریک ہیں کہ راہ ڈالی ہے انہوں نے ان کے واسطے دین کی
مَا لَمۡ يَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ وَلَوۡلَا كَلِمَةُ الۡفَصۡلِ لَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ ؕ
کہ جس کا حکم نہیں دیا اللہ نے اور اگر نہ مقرر ہو چکی ہوتی ایک بات فیصلہ کی تو فیصلہ ہو جاتا
وَاِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۲۱﴾ تَرَى الظّٰلِمِيۡنَ
ان میں اور بیشک جو گنہگار ہیں ان کو عذاب ہے دردناک ف۳ تو دیکھے گا گنہگاروں کو
مُشۡفِقِيۡنَ مِمَّا كَسَبُوۡا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمۡ ؕ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا
کہ ڈرتے ہونگے اپنی کمائی سے اور وہ پڑ کر رہے گا ان پر اور جو لوگ یقین لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِىۡ رَوۡضٰتِ الۡجَـنّٰتِ ۚ لَهُمۡ مَّا يَشَآءُوۡنَ
اور بھلے کام کئے باغوں میں ہیں جنت کے ان کیلئے ہے جو وہ چاہیں

ع ۲

۱۲ استقلال بدعویٰ اولیٰ

۱۲ ترغیب آخرت

۱۲ متعلق بدعویٰ ثانیہ

۱۲ تخویف اخروی

۱۲ بشارت اخروی

موضح قرآن ف۱ جسکو چاہے جتنی چاہے ف۲ دنیا کے واسطے جو محنت کرے موافق قسمت کے ملے پھر اس محنت کا فائدہ آخرت میں نہیں ف۳ یعنی فیصلے کا وعدہ ہے اپنے وقت پر۔

کے خلاف جو کچھ لکھا گیا ہے وہ دنیا پرست اور گمراہ پیشواؤں نے محض ضد وعناد کی وجہ سے لکھا ہے جو دوسرے لوگوں کے لئے حجت نہیں۔ اب اس کے بعد آخر سورت تک جو آیات ہیں وہ بطور تنویر انہی دو دعووں سے متعلق ہیں ۱۸ اَللّٰهُ لطیف (الآیۃ) یہ آیت پہلے دعوے سے متعلق ہے اور اسکی تائید ہے۔ القوی القادر علی کل شیٔ، العزیز ای لا یغالب ولا یدافع قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے حسب حکمت کسی کو زیادہ اور کسی کو کم رزق دیتا ہے، وہ ہر چیز پر قادر اور سب پر غالب ہے۔ لہٰذا سب کچھ کرنے والا اور کارساز وہی ہے، اس لئے حاجات میں صرف

عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝۲۲ ذٰلِكَ الَّذِيْ
اپنے رب کے پاس یہی ہے بڑی بزرگی یہ ہے جو
يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ
خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے ایماندار بندوں کو جو کرتے ہیں بھلے کام
قُلْ لَّآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۭ
تو کہہ میں مانگتا نہیں ف۲۲ تم سے اس پر کچھ بدلا مگر دوستی چاہیے قرابت میں ف۱
وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ
اور جو کوئی کمائے گا نیکی ف۲۳ ہم اس کو بڑھا دیں اسکی خوبی بے شک اللہ
غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝۲۳ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ
معاف کرنیوالا حق ماننے والا ہے ف۱ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے ف۲۴ باندھا اللہ پر جھوٹ
فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰي قَلْبِكَ ۭ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَ
سو اگر اللہ چاہے مہر کردے تیرے دل پر اور مٹاتا ہے اللہ جھوٹ ف۲۵ کو اور
يُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۲۴ وَ
اور ثابت کرتا ہے سچ کو اپنی باتوں سے اس کو معلوم ہے جو دلوں میں ہے ف۲ اور
هُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ
وہی ہے جو قبول کرتا ہے توبہ ف۲۶ اپنے بندوں کی اور معاف کرتا ہے
السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲۵ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ
برائیاں اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف۳ اور دعا سنتا ہے ایمان
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَ
والوں کی جو بھلے کام کرتے ہیں اور زیادہ دیتا ہے ان کو اپنے فضل سے اور
الْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝۲۶ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ
جو منکر ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اگر پھیلادے اللہ ف۲۷ روزی

منزل ۶

۱ تصدیق رسالت اور اعمال صالحہ کی ترغیب ۱۲

۲ شکوی ۱۲

۳ جواب شکوی ۱۲

۴ متعلق بدعوی اول ۱۲

۵ جواب سوال مقدر ۱۲

اسی کو پکارو ۱۹ من کان یرید (الآیۃ) اس میں آخرت کی ترغیب اور دنیا سے تنفیر و تزہید ہے۔ جو شخص آخرت کی کھیتی چاہتا ہے اور اس کیلئے نیک کام کرتا ہے، تو ہم اس کے ثواب میں اضافہ کر دیتے ہیں، اور ایک نیکی کے بدلے دس سے لیکر سات سو گنا اور اس سے بھی زیادہ ثواب دیتے ہیں اور جو لوگ دنیا چاہتے ہیں اور آخرت سے انھیں کوئی واسطہ نہیں انھیں دنیا ہی میں سے تھوڑا سا حصہ دے دیتے ہیں لیکن آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا، وہاں جہنم کی آگ کے سوا ان کے حصے میں کچھ نہیں آئیگا تائید:۔ من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہ فیھا ما نشآء لمن نرید ثم جعلنا لہ جھنم (بنی اسرائیل ع ۲) ۲۰ ام لھم شرکآء۔ یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی شریعت تو یہی تھی کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو، تو کیا ان کے گمراہ پیشواؤں نے اللہ کی شریعت کے خلاف کوئی ایسی شریعت ان کے لئے بنا دی ہے اور ان کو غیر اللہ کو پکارنے کی اجازت دی ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی؟ حاصل یہ ہے کہ شریعت حقہ وہی ہے جو اللہ نے تمام رسولوں کے پاس بھیجی اس کے خلاف کسی کو اپنی طرف سے اختراع و ایجاد کی اجازت نہیں۔ ولولا کلمۃ الفصل۔ تا۔ وھو واقع بھم یہ تخویف اخروی ہے کلمۃ الفصل یعنی عذاب کے لئے اجل معین اگر ان کے عذاب کے لئے وقت معین نہ ہوتا، تو کبھی کا ان کا قصہ پاک کیا جا چکا ہوتا۔ ایسے ظالموں کیلئے جو خدا کی شریعت کے مقابلے میں احکام وضع کرتے ہیں اور جو ان پر عمل کرتے ہیں، نہایت ہی دردناک عذاب تیار ہے۔ قیامت کے دن تو ان مشرکین کو دیکھے گا کہ وہ اپنے کرتوتوں کی سزا سے خائف اور لرزاں ہوں گے، لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اور انکے اعمال کی سزا ان کو مل کر رہے گی ۲۱ والذین امنوا۔ تا۔ وعملوا الصّٰلحٰت یہ ایمان والوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ قیامت کے دن وہ جنت کے باغوں میں خوش و خرم ہوں گے، جنت میں وہ جو چاہیں گے، انھیں پروردگار کی طرف سے ملیگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا فضل و احسان ہے کہ حد بیان سے باہر ہے۔ یہ ہے اس کا فضل و احسان اور

موضح قرآن ف۱ یعنی قرآن پہنچانے پر نیگ نہیں چاہتا مگر قرابت کی دوستی یعنی میں تمہارا بھائی ہوں ذات کا مجھ سے بدی نہ کرو ف۲ یعنی اللہ اپنے اوپر کیوں جھوٹ بولنے دے دل کو بند کر دے مضمون نہ آوے جسکو باندھے اور چاہے تو کفر مٹا دے پر نہیں بھیجے مگر وہ اپنی باتوں سے دین ثابت کرتا ہے اسواسطے نبی پر کلام بھیجتا ہے ف۳ یعنی نبی پیغام پہنچاتا ہے اور بندوں کو سب معاملہ اپنے رب سے ہے۔ **فتح الرحمٰن** ف۱ یعنی بامن صلۂ رحمی کنید و ایذا نرسانید ۱۲۔

انعام و اکرام جسکی وہ اپنے ان بندوں کو خوشخبری دیتا ہے، جو اسکی توحید پر اور تمام اعتقادیات پر ایمان لائیں اور اس کے شرائع و احکام کی پیروی کریں ۲۲ قل لا اسئلکم. یہ تصدیق رسالت اور اعمال صالحہ کی ترغیب ہے۔ القربیٰ سے قرابت مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ تم میری قرابت اور رشتہ داری کا لحاظ کرو اور صلۂ رحمی کے طور پر میری تصدیق کرو یا کم از کم مجھے اذیت نہ پہنچاؤ اور میرے کام میں روڑے نہ اٹکاؤ۔ لا اسئلکم علے هذا البلاغ والنصح لکم مالا تعطونیہ وانما اطلب منکم ان تکفوا شرکم عنی وتذرونی ابلغ رسالات ربی ان لم تنصرونی فلا تؤذونی بما بینی وبینکم من القرابۃ (ابن کثیر ج ۴ ص ۱۱۲) عن ابن عباس یعنی ان تحفظونی لقرابتی وتودونی وتصلوا رحمی (مظہری ج ۸ ص ۳۱۷) ان تودونی فی قرابتی منکم، ای تراعوا ما بینی وبینکم فتصدقونی (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۱) جمہور مفسرین نے یہی معنی اختیار کیا ہے۔ یا القربیٰ مصدر ہے بمعنی القربۃ یعنی تقرب جیسا کہ الزلفی اور الزلفۃ ہے اور استثناء منقطع ہے یعنی میں تبلیغ پر تم سے کوئی اجرت اور تنخواہ نہیں مانگتا، میرا تم سے مطالبہ صرف یہ ہے کہ تم دین حق کو قبول کر لو اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے شوق و محبت سے اسکی اطاعت کرو۔ یہ قول ابن عباس، حسن بصری، قتادہ اور دوسرے مفسرین سے منقول ہے۔ الا ان تتوددوا الی اللہ وتتقربوا الیہ بطاعتہ (خازن ج ۶ ص ۱۲۲، قرطبی ج ۱۶ ص ۲۲) یا مطلب یہ ہے کہ میں تمہیں توحید کی تبلیغ کوئی اجر یا چندہ مانگنے کیلئے نہیں کرتا۔ بلکہ اس قرابت اور رشتہ داری کا لحاظ کرتے ہوئے جس کی وجہ سے تمام بنی آدم ایکدوسرے کے رشتہ دار ہیں، تمہیں تبلیغ کرتا ہوں تاکہ تم ہلاکت سے بچ جاؤ۔ تائید: وذکر بہ ان تبسل نفس بما کسبت (انعام ع ۸) قال الشیخ قدس سرہٗ بعض لوگوں نے القربیٰ سے ذوی القربیٰ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار اور اہل قرابت (اہل بیت) مراد لئے ہیں، لیکن یہ قول مرجوح ہے اول اس لئے کہ کسی صحابی سے منقول نہیں اور مذکورہ بالا پہلے دونوں معنی امام المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے باسانید صحیحہ ثابت ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ تبلیغ رسالت پر اپنے کنبے اور اہل بیت کی محبت کی اجرت مانگنا شان رسالت کے شایان نہیں۔ اور اس میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر کنبہ پروری اور قرابت نوازی کا الزام آتا ہے۔ علامہ آلوسیؒ نے یہ آخری مفہوم نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔ وقد ذهب الجمهور الی المعنی الاول وقیل فی هذا المعنی انه لا ینا سب شان النبوۃ لما فیه من التهمة فان اکثر طلبة الدنیا یفعلون شیئا و یسألون علیه ما یکون فیه نفع لاولادهم وقراباتهم (روح ج ۲۵ ص ۳۳) ۲۳ ومن یقترف (الآیۃ) آیت کے اس حصے سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ القربیٰ سے اعمال صالحہ اور حسنات مراد ہیں جن سے قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص رضائے الٰہی کے لئے نیکی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اجر و ثواب میں اضافہ فرما کر اس کو چار چاند لگا دیتا ہے کیونکہ وہ خطا کاروں کی خطائیں معاف کرنیوالا اور نیکیوں کا قدر شناس ہے ۲۴ ام یقولون. یہ شکوی ہے مشرکین ازراہ عناد و مکابرہ الزام لگاتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا پر افتراء کرتا ہے یعنی اس کا یہ کہنا کہ خدا نے مجھے اس بات کی تبلیغ کرنے کا حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کارساز نہیں اور اس کے سوا کسی کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو یہ خدا پر افتراء ہے۔ فان یشأ اللہ الخ یہ جواب شکوی ہے اور آپ کے مفتری ہونے کا رد ہے۔ اللہ پر افتراء وہی کر سکتا ہے جس کے دل پر مہر ثبت ہو یعنی وہ نور بصیرت اور معرفت الٰہیہ سے بے بہرہ ہو اور آپ نے جو دعوت پیش کی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں اور اس کے سوا کسی کو مت پکارو، یہ سراسر عقل کے مطابق اور انبیاء سابقین کی تعلیمات کے عین موافق ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو آپ کے دل پر مہر لگا دیتا اور آپ افتراء کرتے تو آپ کی زبان سے ایسی باتیں ہرگز نہ نکلتیں جو عقل و نقل کے عین مطابق ہوں اور جن سے توحید کے بارے میں مشرکین کے شبہات (کتب سابقہ سے غیر اللہ کی پکار کا جواز معلوم ہوتا ہے) زائل ہوتے ہوں۔ جملۃ معترضۃ اوردت استبعاد اللافتراء عن مثله بالاشعار علی انه لا یجتری علیه الا من کان مختوما علی قلبه جاهلا بربه، فاما من کان ذا بصیرۃ ومعرفۃ بربه فلا، وکانه قال ان یشأ اللہ خذلانك یختم علی قلبك لتجتریٔ بالافتراء علیه (مظہری ج ۸ ص ۳۲۱) ۲۵ ویمح اللہ الباطل. یہ استیناف ہے اور جزاء پر معطوف نہیں، اصل میں یمحو تھا کتابت میں واؤ ساقط ہے جیسا کہ ویدع الانسان میں ساقط ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعوت پیش کی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں اور اس کے سوا کسی کو نہ پکارو۔ یہ افتراء نہیں، بلکہ سراپا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعے سے شرک کو اور توحید پر کئے گئے شبہات کو (مثلاً یہ کہ ہمیں پہلے لوگوں کی تحریروں سے غیر اللہ کی پکار کا جواز ملتا ہے) مٹاتا اور توحید کو ثابت اور واضح کرتا ہے اور وہ دل کی باتوں کو بھی خوب جانتا ہے، توحید کے بارے میں مشرکین کے وہ شبہات جو ان کے دلوں میں پوشیدہ ہیں، قرآن میں ان کا بھی ازالہ کر دیا گیا ہے ۲۶ وھو الذی یقبل. یہ آیت پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ وہ اپنے بندوں پر ایسا مہربان ہے کہ ان کی توبہ قبول فرماتا اور ان کے گناہوں سے درگذر کرتا ہے اور ان کے تمام اعمال و افعال کو جانتا ہے۔ وہی کارساز اور غیب داں ہے، اس لئے حاجات میں اسی کو پکارنا چاہیئے۔ ویستجیب الذین آمنوا الخ. یہ بشارت دنیویہ و اخرویہ ہے۔ ایمان والے اللہ تعالیٰ سے جب دعاء مانگتے ہیں، تو وہ انکی دعائیں قبول فرماتا اور محض اپنے فضل و احسان سے ان کے سوال و استحقاق سے زیادہ عطاء فرماتا ہے۔ ای ویجیب اللہ تعالیٰ الذین آمنوا اذا دعوا وحاصله یجیب دعاءهم ...... (ویزیدهم) علی ما سألوا واستحقوا (من فضله) الواسع جل شانه (روح ج ۲۵ ص ۳۷) والکفرون لهم عذاب شدید ۰ یہ تخویف اخروی ہے اور کفار و مشرکین کیلئے سخت ترین عذاب تیار ہے ۲۷ ولو بسط اللہ. یہ سوال مقدر کا جواب ہے جب اللہ تعالیٰ اس قدر مہربان ہے کہ بندوں کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اور ان کو روزی بھی دیتا ہے، لیکن سب کی روزی فراخ اور وسیع کیوں نہیں کرتا، فرمایا اگر وہ سب کو وسعت اور فراخی سے دولت دیدے تو سب ہی حدود بندگی کو پھاند کر اللہ کے باغی ہو جائیں اور کبر و غرور میں

مست ہوکر شر وفساد پھیلاویں، لیکن اللہ تعالیٰ اپنی حکمت بالغہ سے ہر شخص کو جتنا چاہتا ہے دیتا ہے، وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے، اسے معلوم ہے کہ
کون کس مقدار کا مستحق ہے۔ بقدر موصوف مایشآء صفت، اور صلہ میں ضمیر عائد محذوف ہے ای یشآءہ **۲۸** وھوالذی ینزل۔ یہ آیت پہلے
دعوے سے متعلق ہے اور توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے جب لوگ بارش سے نا امید ہوجاتے ہیں اور انھیں خشک سالی کا اندیشہ لاحق ہوجاتا ہے، اس
وقت اللہ تعالیٰ ہی باران رحمت نازل فرماکر اپنی رحمت کو عام کردیتا ہے۔ وہی تمام صفات الوہیت کا مالک اور وہی سب کا کارساز ہے۔ ومن ایٰتہ الخ

لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا
اپنے بندوں کو تو دھوم اٹھادیں ملک میں ولیکن اتارتا ہے ماپ کر جتنی
یَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِیْ
چاہتا ہے بے شک وہ اپنے بندوں کی خبر رکھتا ہے دیکھتا ہے اور وہی ہے جو
یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَیَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَ
اتارتا ہے مینہ **۲۸** بعد اس کے کہ آس توڑ چکے اور پھیلاتا ہے اپنی رحمت اور
هُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۸﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ
وہی ہے کام بنانیوالا سب تعریفوں کے لائق اور ایک اسکی نشانی ہے بنانا آسمانوں کا اور
الْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِیْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰی جَمْعِهِمْ
زمین کا اور جس قدر بکھیرے ہیں ان میں جانور اور وہ جب چاہے ان سب
اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ ﴿۲۹﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا
کو اکٹھا کرسکتا ہے اور جو پڑے تم پر **۲۹** کوئی سختی سو وہ بدلا
كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ﴿۳۰﴾ وَمَآ اَنْتُمْ
ہے اسکا جو کمایا تمہارے ہاتھوں نے اور معاف کرتا ہے بہت سے گناہ ف۱ اور تم
بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ ۚۖ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ
تھکا دینے والے نہیں بھاگ کر زمین میں اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوائے
وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ﴿۳۱﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ
کام بنانے والا اور نہ مددگار اور ایک اسکی نشانی ہے کہ جہاز چلتے ہیں دریا میں
كَالْاَعْلَامِ ﴿۳۲﴾ اِنْ یَّشَاْ یُسْكِنِ الرِّیْحَ فَیَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ
جیسے پہاڑ **۳۰** اگر چاہے تھام دے ہوا کو پھر رہیں سارے دن ٹھہرے ہوئے
عَلٰی ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۳﴾
اسکی پیٹھ پر مقرر اس بات میں پتے ہیں ہر قائم رہنے والے کو جو احسان مانے

ع ۳ / ۴

۱؎ متعلق بدعویٰ اولیٰ، توحید پر پہلی عقلی دلیل ۱۲

۲؎ تخویف دنیوی ۱۲

اسکی وحدانیت اور قدرت کاملہ کے دلائل میں سے یہ بھی
ہے کہ اس نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا اور زمین
اور
جب چاہے سب کو اکٹھا بھی کرسکتا ہے اور جس طرح
اس نے سب کو پہلی بار پیدا کرلیا اسی طرح وہ موت
کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ فیھما ان
دونوں میں حالانکہ جس جاندار مخلوق پر لفظ دابہ
صادق آتا ہے وہ صرف زمین پر ہے۔ جو چیز دونوں
میں سے ایک پر ہو اس پر یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ چیز ان
میں ہے جیسا کہ فرمایا یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان
حالانکہ موتی اور مونگا دونوں سے نہیں نکلتے بلکہ صرف سمندر
شور سے نکلتا ہے۔ اور اسکی تائید سورہ بقرہ (ع ۲۰)
کی آیت سے ہوتی ہے اس میں ہے وبث فیھما
من کل دابۃ وما فی احد الشیئین یصدق
انہ فیھما فی الجملۃ، فالایۃ علی اسلوب (یخرج
منھما اللؤلؤ والمرجان) وذلک لقولہ تعالیٰ
فی البقرۃ (وبث فیھا من کل دابۃ)۔ (روح ج
۲۵ ص ۳۹) **۲۹** وما اصابکم۔ تا۔ فمتاع الحیٰوۃ
الدنیا۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ مصیبت سے مراد
مشرکین کے لئے عذاب دنیوی ہے جو ان کے عناد و
تعنت اور مشرکانہ اعمال کی سزا ہے اور مؤمن کے لئے
وہ تکلیفیں مراد ہیں جو بطور امتحان و ابتلاء یا بطور
کفارۂ گناہ اس پر آتی ہیں۔ یہ مضمون قرآن مجید کی متعدد
آیتوں میں مذکور ہے۔ (۱) ظھر الفساد فی البر والبحر
بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی
عملوا لعلھم یرجعون ۵ (روم ع ۵) (۲) ما اصاب
من مصیبۃ الا باذن اللہ (تغابن ع ۲) (۳) وما
اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الخ (حدید
ع ۳)۔ (۴) اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیھا

(آل عمران ع ۱۷)۔ (۵) وما اصابکم یوم التقی الجمعان فباذن اللہ ( ) ان تمام آیتوں سے مراد یا مشرکین کے لئے عذاب دنیوی ہے یا مؤمنوں
کے لئے تکالیف مراد ہیں جو بطور امتحان و ابتلاء ان پر آتی ہیں۔ لیکن وہ گناہ جن سے اللہ تعالیٰ درگذر فرماتا اور ان کی سزا دنیا میں نہیں دیتا وہ ان گناہوں
سے کہیں زیادہ ہیں جنکی سزا دنیا میں مل گئی۔ وما انتم بمعجزین۔ اور تم اللہ تعالیٰ کو مصائب و آفات سے عاجز و درماندہ نہیں کرسکتے اور جب اسکی
طرف سے مصائب آجائیں، تو اس کے سوا کوئی تمہارا حمایتی اور مددگار نہیں جو تمہیں ان مصائب سے نجات دلاسکے **۳۰** ومن ایٰتہ الجوار۔ یہ بظاہر تو

موضح قرآن ف۱ یہ خطاب عاقل بالغ لوگوں کو ہے گنہگار ہوں یا نیک مگر نبی نہیں داخل اور لڑکے انکو کچھ اور واسطے ہوگا اور سختی دنیا کی بھی آگئی اور قبر کی اور آخرت کی

اللہ کی قدرت کاملہ اور اس کی وحدانیت کے دلائل ہیں، لیکن اس میں تخویف دنیوی کا پہلو بھی نمایاں ہے۔ پہاڑوں کی مانند بلند بحری جہاز اور بادبانی کشتیاں جو سمندروں اور دریاؤں میں چلتی ہیں، اللہ کی قدرت کاملہ کی واضح دلیل ہے ان یشأ یسکن الریح۔ اگر وہ چاہے تو ہوا کو ساکن کردے اور کشتیاں دریا کی سطح پر کھڑی رہیں۔ ہر وہ شخص جو مصائب پر صابر ہو اور خوشحالی میں شکر گذار ہو، اس کیلئے اس میں اللہ کی قدرت وعظمت کے واضح دلائل ہیں ان المؤمنین لایخلو من ان یکون فی السراء والضراء، فان کان فی الضراء کان من الصابرین وان کان فی السراء کان من الشاکرین (کبیر) او یوبقھن الخ یہ یسکن پر معطوف ہے (روح) یا اگر چاہے تو تند و تیز طوفان سے انکی کشتیوں کو الٹ کر ان کو غرق کردے اور اس طرح انکو ان کے گناہوں کا مزہ چکھائے اور بہت سوں کو معاف کردے اور ان کو غرق سے بچالے یعف یوبق پر معطوف ہے اور بوجہ جزم واؤ ساقط ہے یا یوبق کا معطوف علیہ محذوف ہے یعصفھن یا یرسلھا عاصفۃ (روح) اس طرح یہ علفتھا تبنا وماءا باردا کے قبیل سے ہوگا لیکن یظلن پر معطوف نہیں ہوسکتا، کیونکہ ہلاکت کا تعلق سکون ریح سے نہیں ہوسکتا۔ ویعلم الخ یہ معطوف علیہ مقدر پر معطوف ہے۔ ای لینتقم منھم یا لیظھر عظیم قدرتہ (روح) تاکہ وہ مجرموں سے انتقام لے یا اپنی قدرت کاملہ کو ظاہر کرے اور ہماری آیتوں میں جدال کرنیوالوں اور توحید میں اختلاف ڈالنے والوں کو یعنی ان باغیوں کو جنہوں نے توحید کے خلاف لکھا ہے اور انکو جنہوں نے باغیوں کی تحریروں کو پڑھ کر غیر اللہ کو پکارنا شروع کردیا یقین ہوجائے کہ عذاب الٰہی سے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ فما اوتیتم الخ تخویف دنیوی کے بعد فرمایا کہ تم اس دنیا کی چند روزہ زندگی پر مغرور نہ رہو یہ آخرت کے مقابلے میں ہیچ ہے آؤ ایمان قبول کرو اللہ کے حکمنامے کو مان لو تاکہ آخرت کے عذاب سے بچ جاؤ ۳۱ وما عند اللہ۔ یہ بشارت اخرویہ ہے اور یہاں ان تین امور کا بیان بھی ہے جو عذاب خداوندی سے بچاتے ہیں (۱) شرک نہ کرو۔ (۲) ظلم نہ کرو۔ اور (۳) احسان کرو۔ اللہ کی توحید پر ایمان لانے والوں، شرک نہ کرنیوالوں اور ہر معاملے میں اپنے خدا پر بھروسہ کرنیوالوں کے لئے اللہ کے یہاں جو اجر و ثواب اور انعام و عطاء محفوظ ہے وہ دنیوی ساز و سامان سے کہیں بہتر اور پائیدار ہے۔ اس میں عذاب سے بچنے کیلئے امر اوّل کا بیان ہے۔ والذین یجتنبون الخ ان کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ کبائر اور فواحش سے اجتناب کرتے ہیں۔ ظلم بھی کبیرہ گناہ ہے اور ان کی تیسری صفت یہ ہے کہ جب ان کو غصہ آجائے تو احسان کرتے اور درگذر کرتے ہیں ۳۲ والذین استجابوا اس میں دوسرے عنوان سے امور ثلاثہ کا اعادہ کیا گیا ہے برائے تاکید۔ اپنے رب کا حکمنامہ قبول کرتے ہیں اور شرک نہیں کرتے۔ نماز قائم کرتے ہیں اور اپنے

اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ۝۳۴ وَّيَعْلَمَ
یا تباہ کردے انکو بسبب ان کی کمائی کے اور معاف بھی کرے بہتوں کو اور تاکہ جان لیویں
الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝۳۵ فَمَآ
وہ لوگ جو جھگڑتے ہیں ہماری قدرتوں میں کہ نہیں ان کے لئے بھاگنے کی جگہ ف سو جو کچھ
اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ
ملا ہے تم کو کوئی چیز ہو سو وہ برت لینا ہے دنیا کی زندگانی میں اور جو کچھ اللہ کے
اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۳۶
یہاں ہے بہتر ہے ف اور باقی رہنے والا واسطے ایمان والوں کے جو اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں
وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰۗىِٕرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا
اور جو لوگ کہ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائی سے اور جب
مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝۳۷ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ
غصہ آوے تو وہ معاف کردیتے ہیں اور جنہوں نے ہ حکم مانا اپنے رب کا
وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا
اور قائم کیا نماز کو اور کام کرتے ہیں مشورہ سے آپس کے اور ہمارا
رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳۸ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ
دیا کچھ خرچ کرتے ہیں ف اور وہ لوگ کہ جب ان پر ہووے چڑھائی
هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝۳۹ وَجَزٰۗؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ
تو وہ بدلا لیتے ہیں ف دا اور برائی کا بدلہ ہے ف برائی ویسی ہی
فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَي اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ
پھر جو کوئی معاف کرے اور صلح کرے سو اسکا ثواب ہے اللہ کے ذمے بیشک اس کو پسند نہیں آتے
الظّٰلِمِيْنَ ۝۴۰ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ مَا
گنہگار اور جو کوئی بدلا لے اپنے ف مظلوم ہونے کے بعد سو ان پر کچھ نہیں

۱؎ بشارت اخرویہ مع ذکر معنون ثلاثہ ۱۲
۲؎ اعادہ امور ثلاثہ ۱۲
۳؎ قانون انتقام کا ذکر ۱۲
۴؎ تنویر مضمون آیت سابقہ ۱۲

موضح قرآن ف جو لوگ ہر چیز اپنی تدبیر سے سمجھتے ہیں اسوقت عاجز رہ جاویں ف مشورت سے کام کرنا پسند ہے دین کا ہو یا دنیا کا ف یعنی کافروں سے جہاد کرتے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی اگر بر ضعیفی ظالم تعدی کند بزرگان قبیلہ متفق شدند و انتقام کشند واللہ اعلم ۱۲۔

تمام امور باہمی مشورے سے طے کرتے ہیں۔ یہ امر اول ہے اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور لوگوں پہ احسان کرتے ہیں۔ یہ امر ثانی ہے اور جب ان پر کوئی زیادتی کرے تو وہ صرف زیادتی کا بدلہ ہی لیتے ہیں لیکن اپنی طرف سے ظلم زیادتی نہیں کرتے ۴۳ وجزاء سیئة۔ اس میں قانون انتقام کا ذکر کیا گیا ہے جس شخص سے برائی کی جائے اگر وہ اس کا بدلہ لے لے تو جائز ہے لیکن زیادتی نہ کرے۔ اور جو شخص دوسرے کے ظلم و زیادتی کو معاف کر دے اور اس سے بدلہ نہ لے، بلکہ اس سے صلح کر لے تو اس کا اجر اللہ کے پاس ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اس کا اجر عطا فرمائیگا اور اس کا یہ عفو و احسان ضائع نہ ہوگا

عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ

کچھ الزام الزام تو ان پر ہے جو

يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ

ظلم کرتے ہیں لوگوں پر اور دھوم اٹھاتے ہیں ملک میں ناحق

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ

ان لوگوں کے لئے ہے عذاب دردناک اور البتہ جس نے سہا اور معاف کیا

اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

بے شک یہ کام ہمت کے ہیں ف۱ ف۲ اور جس کو راہ بھلاوے ف۳ اللہ

فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا

تو کوئی نہیں اسکا کام بنانیوالا اس کے سوا اور تو دیکھے گنہگاروں کو جس وقت

رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۴﴾

دیکھیں گے عذاب کہیں گے کسی طرح پھر جانیکی بھی ہو گی کوئی راہ

وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ

اور تو دیکھے ان کو کہ سامنے لائے جائیں آگ کے آنکھیں جھکائے ہوئے ذلت سے دیکھتے ہونگے

مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ

چھپی نگاہ سے اور کہیں وہ لوگ جو ایماندار تھے مقرر ٹوٹے والے وہی

الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ

ہیں جنہوں نے گنوایا اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن سنتا

اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ

ہے گنہگار پڑے ہیں سدا کے عذاب میں اور کوئی نہ ہوئے ان کے

اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

حمایتی ف۴ جو مدد کرتے ان کی اللہ کے سوائے اور جس کو بھٹکائے اللہ

منزل ۶

ع ۵

ف۱ متعلق بدعوی ثانیۃ ۱۲

ف۲ تخویف اخروی ۱۲

ف۳ متعلق بدعوی ۱۲

ایسے لوگوں کو اللہ پسند فرماتا ہے لیکن لوگوں پر ظلم و زیادتی کرنیوالوں کو اللہ پسند نہیں فرماتا۔ من ترک القصاص واصلح بینه وبین الظالم بالعفو (فاجره علی الله) ای ان الله یأجره علی ذلك (قرطبی ج ۱۶ ص ۴۰) ۴۴ ولمن انتصر بعد ظلمه۔ یہ گذشتہ آیت کے مضمون کی تنویر ہے۔ جو شخص مظلوم ہو اگر وہ ظالم سے ظلم کا بدلہ لے لے تو وہ طعن و ملامت کا مستحق نہیں، انما السبیل الخ یہ ظالم و طاغی کیلئے تخویف اخروی ہے اور یہ پہلی صورت کے مقابلہ میں انتقام کی دوسری صورت ہے۔ یا ابتدا ظلم و تعدی کرنیوالے مراد ہیں۔ جو لوگ اپنا انتقام لیتے وقت یا ابتداءً ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق شر و فساد برپا کرتے اور شرک پھیلاتے ہیں ایسے لوگ قابل مؤاخذہ ہیں اور ان کے لئے نہایت دردناک عذاب تیار ہے ولمن صبر وغفر الخ اس میں عفو و درگذر کی ترغیب ہے۔ جو شخص ظالم سے درگذر کرے اور صبر کرے اور اس سے انتقام نہ لے، تو یہ ایک عمل ہے جو شرعاً مطلوب ہے اور اللہ نے اسکا حکم دیا ہے (مظہری، جلالین) ۴۵ ومن یضلل الله یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے جو شخص انصاف کی آنکھیں بند کرکے اور محض ضد و عناد کی وجہ سے باغی اور گمراہی پھیلانیوالے پیشواؤں کی تحریفات کو دیکھ کر گمراہ ہوگیا، شرک کرنے لگا اور حاجات میں غیر اللہ کو پکارنے لگا اور اللہ نے اسے توفیق ہدایت سے محروم کردیا، تو اب اس کا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں جو اسے راہ راست پر لا سکے یا اسے اللہ کے عذاب سے بچا سکے۔ وتری الظلمین الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن تم یہ منظر دیکھو گے کہ جب مشرکین عذاب جہنم کا مشاہدہ کرینگے تو التجا کرینگے کہ کیا دنیا میں واپس جانے کی کوئی سبیل ہے۔ تاکہ ہم وہاں جا کر نیک عمل کریں؟ اور تم یہ بھی دیکھو گے کہ جب انکو دوزخ میں ڈالدیا جائیگا تو وہ ذلت و خواری سے سر جھکائے ہوں گے اور جھکی جھکی آنکھوں سے دیکھیں گے ان پر ذلت و رسوائی اسقدر غالب ہوگی کہ آنکھ اٹھا کر دیکھ بھی نہیں سکیں گے۔ وقال الذین امنوا الخ اس وقت ایمان والے خوش ہوں گے اور کہیں گے یا دنیا میں یوں کہتے رہیں۔ یوم القیامة، خسروا کے متعلق ہے (روح) یعنی دراصل تو خسارے میں وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن اپنی جانوں اور اپنے اہل و عیال کا خسارہ اٹھائیں گے جب خود بھی اور ان کے مشرک اہل و عیال

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید مغفرت در حق خود عزیمت است و انتقام رخصت۔ و در حق ضعفاء قوم انتقام لازم است مگر آنکہ آں ضعفاء درگذرند واللہ اعلم ۱۲

جہنم میں ڈالے جائیں گے اور دائمی عذاب میں گرفتار ہو جائیںگے سن لو، بیشک مشرکین دائمی عذاب میں مبتلا ہوں گے ۳۶ وما کان لھم (الآیۃ) قیامت کے دن جب مشرکین عذاب جہنم میں گرفتار ہوں گے تو اس وقت کوئی انکا حمایتی اور مددگار نہیں ہو گا جو اللہ کے عذاب سے بچاسکے۔ دنیا میں جن کو کارساز سمجھ کر پکارتے رہے وہاں ان میں سے کوئی بھی کام نہ آئیگا اور جس کو اللہ تعالیٰ اس کے عناد و تعنت کی وجہ سے اور مہر جباریت کی وجہ سے گمراہ کردے اور توفیق ہدایت سے محروم کردے تو دنیا میں راہ راست پر آنے کی اور آخرت میں جنت تک پہنچنے کی اس کیلئے کوئی سبیل نہیں۔ کوئی اس کا حمایتی اور مددگار اس سے یہ شقاوت دور نہیں کرسکتا

فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴿٤٦﴾ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ

اس کے لئے کہیں نہیں راہ مانو اپنے رب کا حکم اُس دن سے پہلے کہ

يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ

آئے وہ دن جس کو پھرنا نہیں اللہ کے یہاں سے نہیں ملے گا تم کو بچاؤ

يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿٤٧﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ

اس دن اور نہ ملے گا الوپ ہو جانا پھر اگر وہ ۳۸ منہ پھیریں تو

اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّآ

تجھ کو نہیں بھیجا ہم نے ان پر نگہبان تیرا ذمہ تو بس یہی ہے پہنچا دینا اور ہم

اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ

جب چکھاتے ہیں آدمی کو اپنی طرف سے رحمت اسپر پھولا نہیں سماتا اور اگر پہنچتی ہے

سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿٤٨﴾

کچھ برائی بدلے میں اپنی کمائی کے تو انسان بڑا ناشکرا ہے

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ

اللہ کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں ۳۹ پیدا کرتا ہے جو چاہے بخشتا ہے

لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿٤٩﴾ اَوْ

جس کو چاہے بیٹیاں اور بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹے یا

يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ

ان کو دیتا ہے جوڑے بیٹے اور بیٹیاں اور کر دیتا ہے جسکو چاہے بانجھ

اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿٥٠﴾ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ

وہ ہے سب کچھ جانتا کر سکتا اور ۴۰ کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اس سے باتیں کرے اللہ

اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا

مگر اشارہ سے یا پردہ کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا

۱ متعلق بدعوی ثانیہ بثمرہ وتخویف اخروی ۱۲-

۲ تسلیہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وزجر برائے مشرکین ۱۲

۳ متعلق بدعوی اولیٰ ودلیل عقلی ۱۲-

۴ متعلق بہر دو دعوی واشارہ بدلیل وحی ۱۲-

من سبیل ای وصول الی الحق فی الدنیا و الجنۃ فی العقبیٰ (معالم وخازن ج ۶ ص ۱۲۸) ۳۷ استجیبوا لربکم۔ یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے اور ثمرہ ہے اور تخویف اخروی بھی ہے یعنی جب باغیوں کی تحریریں حجت نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے احکام کو قبول کرو اور صرف اسی کی عبادت کرو اور اسی کو پکارو اور گمراہوں کی تحریفات کے پیچھے نہ جاؤ اجیبوہ بالتوحید والعبادۃ (جلالین) قبل اس کے کہ اللہ کی طرف سے وہ دن آجائے جسکی آمد کوئی روک نہیں سکتا۔ اور وہ لامحالہ آکر رہیگا۔ مراد قیامت کا دن ہے یا موت کا دن۔ ای لا یقدر احد علی دفعہ وھو یوم القیامۃ وقیل ھو یوم الموت (خازن ج ۶ ص ۱۲۸) من اللہ، یأتی کے متعلق ہے یا یوم کی صفت ہے۔ (روح) وہ دن نہایت ہولناک ہو گا اس دن نہ تو تم کہیں بھاگ کر جان بچا سکو گے اور نہ اپنے گناہوں کا انکار ہی کر سکو گے کیونکہ وہ تو تمہارے اعمالناموں میں محفوظ ہوں گے ۳۸ فان اعرضوا یہ زجر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے اگر مشرکین آپ کی دعوت کو نہیں مانتے اور اس سے اعراض ہی کرتے ہیں، تو آپ غم نہ کریں، کیونکہ آپ کو انکا نگران نہیں مقرر کیا گیا کہ ان کو کفر و شرک سے روک کر اسلام پر لائیں۔ آپ کا فریضہ تو صرف تبلیغ دعوت ہے۔ اگر مانتے ہیں تو بہتر، اس میں انہی کا فائدہ ہے اور اگر نہیں مانتے تو اس کی آپ سے بازپرس نہیں ہو گی۔ وانا اذا اذقنا الخ یہ زجر ہے۔ اور انسان سے کافر مراد ہے (قرطبی) انسان کافر کا یہ حال ہے کہ جب ہم اس کو اپنی نعمت و رحمت سے ہمکنار کرتے ہیں تو ناحق اور ناجائز قسم کی خوشی پر اتر آتا ہے۔ یعنی کبر و غرور سے اکڑ جاتا ہے اور غیر اللہ کی پکار پر خوش ہوتا ہے۔ تائید، ذلکم بما کنتم تفرحون فی الارض بغیر الحق (حٰم مومن ع ۸) فرح بھا بطر لاجلھا (مدارک ج ۴ ص ۵۸) لیکن اگر اس کے گناہوں کی شامت سے اس پر کوئی مصیبت آجائے تو ایسا ناشکر گذار اور احسان فراموش ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے گذشتہ انعام و احسان کو یکسر بھلا دیتا ہے اور مصیبتوں کو یاد رکھتا ہے (روح، قرطبی) حضرت شیخ فرماتے ہیں مشرک پر جب اللہ کی طرف سے کوئی نعمت آجائے تو اسے اپنے معبودان باطلہ کی مہربانی سمجھتا ہے، لیکن جب اس پر کوئی مصیبت آجائے تو اپنے معبودوں سے مایوس ہو کر انکا احسان فراموش ہو جاتا اور خدا کو پکارنے لگتا ہے ۳۹ للہ ملک السمٰوٰت یہ عقلی دلیل ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ زمین و آسمان میں وہی متصرف و مختار ہے اور وہی ہر چیز کا خالق ہے۔ اولاد دینا اور اولاد سے محروم کرنا بھی اسی کے اختیار میں ہے، اس معاملے میں، بلکہ ساری کائنات کے نظام میں کوئی دخیل نہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے صرف بیٹیاں عطا کرتا ہے جیسا کہ حضرت لوط اور حضرت

شعیب علیہما السلام اور جسے چاہتا ہے صرف بیٹے ہی عطا کرتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور جسے چاہتا ہے بیٹے اور بیٹیاں دونوں نعمتیں عطا فرما دیتا ہے جیسا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ کے چار صاحبزادے ابراہیم، قاسم، طیب اور طاہر تھے اور چار ہی صاحبزادیاں زینب، ام کلثوم رقیہ اور فاطمہ تھیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور جسے چاہتا ہے دونوں نعمتوں ہی سے محروم کر دیتا ہے اور وہ ساری عمر اس آرزو میں جیتے ہیں اور آخر اس آرزو کو اپنے سینوں ہی میں لیکر دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ زعم بعضهم ان الآية فی الانبياء علیهم الصلوٰة والسلام حيث وهب سبحانه شعيبا ولوطا عليهما السلام اناثا ولابراهيم عليه السلام ذكورا ولرسوله محمد صلی الله عليه وسلم ذكورا واناثا وجعل عيسیٰ ويحيیٰ عليهما السلام عقيمين (روح ج ۲۵ ص ۵۴) اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا[1] اور ہر چیز پر قادر ہے، وہ اپنی حکمت بالغہ[2] کے مطابق جو چاہتا ہے کرتا ہے [3] **۵۱** وما كان لبشر (الآیۃ) یہ آیت شرع لكم من الدين (الآیۃ) کی طرح دوسرے دعوے سے متعلق ہے اور دلیل نقلی[4] کی طرف اشارہ ہے۔ انبیاء سابقین علیہم السلام اور خود حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تین طریقوں سے کلام فرمایا ہے اور انہی تین طریقوں سے ان کی طرف احکام کی وحی فرماتی ہے اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ بیداری میں یا خواب میں کوئی بات دل میں ڈالدے دوسرے لفظوں میں اسے الہام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے ان روح القدس نفث فی روعی (قرطبی ج ۱۶ ص ۵۳) الا وحيا الهاما كما روی نفث فی روعی او رؤيا فی المنام كقوله عليه السلام رؤيا الانبياء وحی وهو كامر ابراهيم عليه السلام بذبح الولد (مدارک ج ۴ ص ۸۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذبح اسمٰعیل کے بارے میں وحی اسی نوع کی تھی۔ دوم یہ کہ درمیان میں کوئی واسطہ نہ ہو اور اللہ کا کلام پردے کے پیچھے سے سنائی دے جیسا کہ کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی ہوئی۔ سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ فرشتے کو انسان کی شکل میں بھیجکر اپنا پیغام دے جیسا کہ جبریل امین کی وساطت سے انبیاء علیہم السلام پر وحی نازل ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کی طرف انہی تین طریقوں سے مسئلہ توحید وحی فرماتا رہا ہے اور حکم دیتا رہا ہے کہ صرف میری ہی عبادت کرو اور صرف مجھے ہی پکارو۔

[1] دلیل ذکی ۱۲۔ [2] علت برائے ۔[3] ۔ ۱۲۔ [4] اشارہ بدلیل عقلی ۱۲۔

فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ﴿٥١﴾ وَكَذَٰلِكَ
پھر پہنچا دے اس کے حکم سے جو وہ چاہے تحقیق وہ سب سے اوپر ہے حکمتوں والا ف۱ اور اسی طرح
أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا ۚ مَا كُنتَ تَدْرِي مَا
بھیجا ہم نے ف۲ تیری طرف ایک فرشتہ اپنے حکم سے تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے
الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي
کتاب اور نہ ایمان ولیکن ہم نے رکھی ہے یہ روشنی اس کر راہ سجھا
بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ
دیتے ہیں جسکو چاہیں اپنے بندوں میں اور بے شک تو سجھاتا ہے سیدھی
مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٢﴾ صِرَاطِ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَ
راہ اللہ کی ف۳ اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں
مَا فِي الْأَرْضِ ۗ أَلَا إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ ﴿٥٣﴾
اور زمین میں سنتا ہے اللہ ہی تک پہنچتے ہیں سب کام

ع ۵ / ۶

سُورَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَثَمَانُونَ آيَةً وَسَبْعُ رُكُوعَاتٍ
سورۃ زخرف مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی نواسی آیتیں ہیں اور سات رکوع

عند المتقدمین ۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حم ﴿١﴾ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ﴿٢﴾ إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا
قسم ہے اس کتاب واضح کی ف۱ ہم نے رکھا اس کو قرآن عربی زبان کا

ع ۱۱

لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٣﴾ وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا
تاکہ تم سمجھو اور تحقیق یہ قرآن لوح محفوظ میں ہمارے پاس ہے
لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ ﴿٤﴾ أَفَنَضْرِبُ عَنكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَن
برتر مستحکم ف۲ کیا پھیر دینگے ہم تمہاری طرف سے یہ کتاب موڑ کر اس سبب سے

۱۲ تمہید مع ترغیب ۱۲۔ ۱۲ زجر ۵ تخویف ۵ انکاری بیجا

موضح قرآن ف۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام ہوئے تھے پردہ کے پیچھے سے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید اشارت عبارت از دیدن خواب است و از القائے علم در خاطر بطریق الہام و از پس پردہ عبارت از آنست کہ آواز شنود وکسی را نہ بیند و قسم ثالث آنست کہ فرشتہ بصورت آدمی متمثل شود و سخن گوید واللہ اعلم ۱۲۔ ف۲ مترجم گوید قسم خوردن بچیزی برائے اثبات ہماں چیز یا لازم آن چیز کنایت است بآنکہ این چیز خود دلیل است چنانکہ گویند قسم بلب میگون تو و زلف شبگون تو کہ تو معشوق دلربائی واللہ اعلم ۱۲۔

ف۱ حضرت عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام کی مثال دینا درست نہیں کیونکہ انہوں نے تو شادیاں ہی نہیں کی تھیں نیز انکو عقیم کہنا بھی درست نہیں جبکہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ ع نزول کے بعد نکاح کرینگے اور انکی اولاد پیدا ہوگی۔ بندہ ناظم

جو باتیں اس وحی ربانی کے خلاف محرفین نے وضع کی ہیں جن میں غیر اللہ کو پکارنے کی اجازت دی ہے وہ باطل اور مردود ہیں۔ اسکی ذات نہایت بلند ہے اور اس کی بات محکم اور پختہ ہے ۱۴۵ وکذلک اوحینا۔ یہ دلیل وحی ہے اور ہم نے انہی مین طریقوں سے آپ کی طرف روح کو وحی کیا ہے۔ روح سے مراد مسئلہ توحید ہے یا قرآن جسکی تعلیمات (توحید، رسالت، قیامت، احکام شریعت) دلوں کے لئے حیاتِ جاودانی کا باعث ہیں۔ وسماہ روحا لان القلوب تحیا بہ (بیضاوی)، ماکنت تدری الخ یہ ما قبل کے لئے علت ہے چونکہ آپ نزول وحی سے قبل قرآن کو اور ایمان کی تفصیل حقیقت کو نہیں جانتے تھے اسلئے ہم نے آپ پر وحی سے قرآن نازل کیا اور اس قرآن کو ہدایت کا چراغ روشن اور سراج منیر بنایا تاکہ اس کے ذریعے سے ہر اس شخص کو ہدایت کی راہ دکھائیں جسے ہم چاہیں یعنی جو اخلاص کے ساتھ حق کی تلاش کرے، ضد وعناد سے دور رہے اور نظر انصاف سے اس میں غور و فکر کرے۔ ایمان کی حقیقت میں جسطرح توحید، تقدیر، حشر نشر وغیرہ داخل ہیں، اسی طرح رسالت بھی ایمان کا جزو ہے۔ اور جسطرح دوسرے لوگوں پر دیگر ایمانیات کے ساتھ ساتھ رسالت پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اپنی رسالت پر ایمان لانا ضروری تھا اور وحی سے قبل چونکہ ابھی آپکو اپنی نبوت کا علم نہیں تھا، اس لئے فرمایا کہ آپ وحی سے پہلے ایمان کی تفصیلی حقیقت سے باخبر نہیں تھے الایمان ھو التصدیق باللہ تعالٰی وبرسولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام والنبی صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب بالایمان برسالۃ نفسہ کما ان امتہ مخاطبون بذلک ولاشک انہ علیہ السلام قبل الوحی لم یکن یعلم انہ رسول اللہ وما علم ذلک الا بالوحی (روح ملخصاً ج ۲۵ ص ۵۸) اور آپ بیشک صراط مستقیم کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ یعنی اللہ کی توحید کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور حاجات میں مافوق الاسباب اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو۔ اور دیگر شرائع اسلام ۱۴۶ صراط اللہ الخ۔ اس میں دلیل عقلی کی طرف اشارہ ہے یعنی صراط مستقیم (سیدھی راہ) اس اللہ کی راہ ہے جو زمین و آسمان اور ساری کائنات کا مالک اور اسمیں متصرف و مختار ہے۔ اس کائنات میں ہر معاملہ اسی کے علم و قدرت سے وابستہ ہے اور یہاں جو کچھ بھی ہوتا ہے اسی کے اختیار و تصرف سے ہوتا ہے۔ وہی متصرف و کارساز ہے اور وہی دعا اور پکار کا مستحق۔

سورۂ شوریٰ میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض ط وھو العلی العظیم ○ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف۔

۲۔ فاطر السمٰوٰت والارض ــــ تا ــــ انہ بکل شیء علیم ○ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف ونفی شرک فی العلم

۳۔ شرع لکم من الدین ــــ تا ــــ ولا تتفرقوا فیہ ط (ع ۲) تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی بھیجی گئی کہ صرف اللہ ہی کو پکارو تمام پیغمبروں کا دین ایک تھا۔

۴۔ وما تفرقوا الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا بینھم ط (ع ۲) باغیوں نے مسئلہ توحید کو سمجھنے کے بعد محض ضد و عناد کی وجہ سے اس میں اختلاف ڈالا۔

۵۔ وھو الذی ینزل الغیث ــــ تا ــــ اذا یشاء قدیر ○ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف۔

۶۔ للہ ملک السمٰوٰت والارض ــــ تا ــــ انہ علیم قدیر (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔

---

۲ سُورۃ زخرف

ربط سورۃ شوریٰ میں ذکر کیا گیا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ ہی متصرف و کارساز ہے۔ اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو انبیاء علیہم السلام کی متفق علیہ تعلیم کے خلاف کتب سابقہ میں جو مواد ملتا ہے، وہ باغی اور گمراہ کن پیشواؤں کی تحریفات ہیں جو انہوں نے محض ضد سے لکھ کر ان میں شامل کر دیں اور اس طرح لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ اب سورۃ زخرف میں مشرکین کے ایک اور شبہے کا جواب دیا گیا ہے کہ ہم نے مان لیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف و مختار نہیں اور ہمارے معبود حاجت روا نہیں ہیں کیونکہ سب کچھ کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور ہم اپنے معبودوں کی عبادت اس لئے کرتے اور انھیں اس لئے پکارتے ہیں کہ وہ خدا کی بارگاہ میں ہمارے شفیع (سفارشی) ہیں اور خدا سے ہمارے کام کرا دیتے ہیں۔ سورت کے آخر میں ولا یملك الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ (الآیۃ) میں اسکا جواب دیا گیا کہ اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب نہیں اور قیامت کے دن صرف انہی لوگوں کے حق میں شفاعت قبول ہوگی جنہوں نے دنیا میں توحید کی شہادت دی، اس لئے مشرکین کے حق میں کوئی شفاعت نہیں ہوگی۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب، تین عقلی دلیلیں جن میں سے دو علی سبیل الاعتراف من الخصم ہیں ایک شروع میں اور ایک آخر میں، چار نقلی دلیلیں۔ تین تفصیلی اور ایک اجمالی اور ایک دلیل وحی اور آخر سورت میں دعویٰ مذکور ہے یعنی شبہہ کا ازالہ اور درمیان میں ایک نہایت اہم زجر اور ایک شکویٰ۔ اس کے علاوہ تخویف و تبشیر اور عام زجریں اور شکوے۔

تفصیل

حٰمٓ ۝ والکتب ــــ تا ــــ لعلی حکیم ۝ تمہید مع ترغیب ہے اور عظمتِ کتاب کا بیان ہے۔ یہ روشن اور واضح کتاب جس کا نام لوح محفوظ میں علیٌ حَکِیمٌ ہے، اس کو سمجھو اور اس پر عمل کرو۔ أفنضرب عنکم الخ زجر ہے۔ وکم ارسلنا من نبی ــــ تا ــــ ومضی مثل الاولین ۝ تخویف دنیوی ہے۔ ہم نے گذشتہ امتوں میں پیغمبر بھیجے، انہوں نے ماننے کے بجائے ان کا مذاق اڑایا، تو ہم نے ان سرکشوں کو ہلاک کر دیا جو ان مشرکین قریش سے بھی زیادہ طاقتور اور تنومند تھے۔

ولئن سألتھم ــــ تا ــــ العزیز العلیم ۝ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف۔ اگر ان مشرکین سے پوچھو کہ زمین و آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے، تو کہیں گے کہ اللہ نے۔ جب ہر چیز کا خالق وہی ہے تو کارساز بھی وہی ہے

الذی جعل لکم الارض ــــ تا ــــ ما ترکبون ۝ یہ دلیل عقلی پر تنویرات ہیں۔ زمین و آسمان کا خالق وہی ہے جسنے زمین کو ہموار بنایا اور اس میں راستے بنائے اور آسمان سے مینہ برسا کر مردہ زمین کو زندہ کیا اور ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا اور سواری کے لئے کشتیاں اور چوپائے پیدا کئے یہ سب کچھ اس لئے کیا تاکہ تم کائنات کو دیکھ کر اس میں غور و فکر کرکے سمجھ لو کہ سب کچھ کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اور تم اس کی طرف رجوع کرو۔

وجعلوا لہ من عبادہ جزءا ــــ تا ــــ غیر مبین ۝ (ع ۲) یہ زجر ہے۔ دلیل عقلی اور اس کی تنویر سے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ سب کچھ کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے مشرکین کے اس عقیدے کا رد کیا گیا ہے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور کائنات میں اللہ کی طرف سے نائب متصرف ہیں اور پھر اللہ کی طرف نسبت کی تو بیٹیوں کی، حالانکہ خود بیٹیوں سے نفرت کرتے ہیں۔ وجعلوا الملئکۃ الخ یہ اعادۂ زجر ہے اور پہلے جعلوا کی تفسیر ہے۔ وقالوا لو شاء الرحمٰن الخ یہ شکویٰ ہے۔ مشرکین سے جب کوئی جواب نہیں بن پڑتا تو مشیتِ ایزدی کا سہارا لیتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے۔ حالانکہ یہ دلیل نہیں۔ شریعت دلیل عقلی، دلیل نقلی یا دلیل وحی سے ثابت ہوتی ہے۔ مالھم بذلك من علم الخ لیکن ان کے پاس کوئی عقلی دلیل نہیں۔ ام اٰتینٰھم کتٰبا الخ اور ان کے پاس کوئی نقلی دلیل بھی نہیں ہے۔ بل قالوا انا وجدنا اور دلیل وحی تو ان کے پاس ہو ہی نہیں سکتی۔ ان کے پاس اگر کوئی دلیل ہے تو صرف یہ کہ ہمارے باپ دادا چونکہ اسی دین (شرک) پر تھے، اس لئے ہم بھی انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ وکذلك ما ارسلنا من قبلك الخ یہ شکوے سے متعلق ہے۔ آپ سے پہلے ہم نے جس بستی میں بھی مسئلہ توحید پہنچانے کے لئے اپنا پیغمبر بھیجا، وہاں کے دنیادار اور دولتمند لوگوں نے بھی یہی جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی دین پر پایا ہے، اس لئے ہم انہی کے نقش قدم پر چلیں گے۔ فانتقمنا منھم الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ ہم نے ان معاندین سے دنیا ہی میں انتقام لے لیا اور ان کا انجام بد کسی سے پوشیدہ نہیں۔

و اذ قال ابراھیم لابیہ الخ (ع ۳) یہ پہلی دلیل نقلی تفصیلی ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس دعوے پر کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت، دعا اور پکار

کے لائق نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ میں تمہارے تمام معبودانِ باطلہ کی عبادت اور پکار سے بیزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دعوتِ ابراہیمی (دعوتِ توحید) کو ان کی اولاد میں جاری فرمادیا اور اسکی تبلیغ کے لئے پیغمبر مبعوث کئے۔ بل متعت ھٰؤلآء الخ یہ اہلِ مکہ کی طرف التفات ہے۔ دلائل قاہرہ سے اہلِ مکہ پر مسئلہ توحید واضح ہوچکا ہے، اس لئے اب شبہے کی تو کوئی گنجائش نہیں، بلکہ ان کے انکار کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو دنیا میں متاعِ عیش سے مالامال کردیا، تو دنیوی عیش اور دولت کے نشے میں مخمور ہوکر انہوں نے انکار کردیا۔ وقالوا لولا نزل الخ یہ شکوی ہے۔ دولتِ دنیا نے انہیں اسقدر مسحور کیا کہ وہ نبوت کو بھی اپنا حق سمجھنے لگے۔ اھم یقسمون رحمت ربك یہ جوابِ شکوی ہے۔ اگر ہم نے دنیا میں ان کو دولت زیادہ دیدی ہے، تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ کی رحمت (جس میں نبوت بھی داخل ہے) کی تقسیم بھی ان کے اختیار میں ہے۔ ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ الخ یہ وقالوا لولا نزل الخ (شکوی) سے متعلق ہے۔ یہ لوگ دولتِ دنیا پر مغرور ہوکر الٹے سیدھے سوال کرتے ہیں، حالانکہ اللہ کے نزدیک آخرت کے مقابلے میں دنیا کی کوئی وقعت ہی نہیں۔

ومن یعش عن ذکر الرحمٰن ــــ تا ــــ فی العذاب مشترکون ٥ (۴۶) زجر مع تخویف اخروی ہے اور مشرکین کے نہ ماننے کی وجہ۔ جو لوگ محض ضد وعناد کی وجہ سے توحید کو نہیں مانتے، ان پر شیاطین مسلط ہوجاتے ہیں جو انھیں سیدھی راہ سے روکتے اور شرک کو مزین کرکے ان کو دکھاتے ہیں اور وہ شرک کو ہدایت سمجھتے ہیں۔ لیکن قیامت کے دن جب انھیں اپنے انجام کا پتہ چلے گا تو اُن سے بیزار ہونگے۔ لیکن اسوقت اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ افانت تسمع الصم الخ یہ زجر ہے۔ ان کے دلوں پر مہرِ جباریت لگ چکی ہے، آپ ان کو راہ راست پر نہیں لاسکتے۔ فاما نذھبن بك الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ یہ لوگ انتقام سے نہیں بچ سکتے، خواہ دنیا سے آپ کے رخصت ہوجانے کے بعد خواہ آپ کی زندگی میں، بہرحال وہ دنیوی عذاب اور رسوائی سے نہیں بچ سکتے۔

فاستمسك بالذی اوحی الیك الخ یہ دلیل وحی ہے۔ آپ حق پر اور سیدھی راہ پر ہیں، اس لئے آپ کی طرف جو کچھ وحی کیا گیا ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو، آپ اسی پر قائم رہیں۔ وسئل من ارسلنا الخ یہ تمام انبیاء علیہم السلام سے دلیل نقلی اجمالی ہے۔ اپنے جدِ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حال تو تم نے سن ہی لیا، بھلا یہ بتاؤ کہ ان کے علاوہ جتنے بھی رسول ہم نے دنیا میں بھیجے ہیں کیا ان میں سے کسی کو ہم نے غیر اللہ کی عبادت کرنے اور غیر اللہ کو پکارنے کی اجازت دی تھی؟ ولقد ارسلنا موسیٰ ــــ تا ــــ ومثلا للاٰخرین ٥ (۵۶) دوسری دلیل نقلی تفصیلی از موسیٰ علیہ السلام نیز متعلق بہ شکوی وقالوا لولا نزل ھذا القراٰن الخ وتخویف دنیوی جس طرح مشرکینِ مکہ آپ پر اعتراض کرتے ہیں، فرعون نے بھی موسیٰ علیہ السلام پر اسی قسم کے اعتراضات کئے۔ آخر جب فرعون نے استکبار وعناد اور تحقیرِ حق وتوہینِ اہلِ حق سے اللہ کے غضب کو دعوت دی، تو اللہ تعالیٰ نے اسے ساری قوم کے ساتھ غرق کرکے ان سے انتقام لیا اور پچھلوں کیلئے عبرت ونصیحت کا ایک نمونہ بنادیا۔

ولما ضرب ابن مریم الخ (۶۶) جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آتا ہے تو مشرکینِ مکہ تالیاں بجاتے ہیں کہ ان کی بھی تو عبادت کی گئی تھی، اس کا جواب آگے آرہا ہے کہ انھوں نے تو یہی تعلیم دی تھی کہ اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو اور انھوں نے اپنی عبادت کا کسی کو حکم نہیں دیا تھا بلکہ ان کے رفع کے بعد باغیوں نے انکی عبادت شروع کردی۔ ولو نشآء لجعلنا منکم ملٰئکۃ الخ یہ ایک شبہہ کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا ہمارے معبود تو فرشتے ہیں نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ تو فرمایا فرشتہ ہونا معبود ہونے کا موجب نہیں، اگر ہم چاہیں تو تم میں سے فرشتے پیدا کردیں۔ ولما جآء عیسٰی بالبینٰت (الاٰیۃ) تیسری دلیل نقلی تفصیلی از حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دلائل وبینات کے ساتھ آئے، تو انھوں نے یہی اعلان فرمایا کہ میرا اور تم سب کا مالک اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لئے صرف اسی کی عبادت کرو اور حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔ یہی صراط مستقیم (سیدھی راہ) ہے۔ فاختلف الاحزاب الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف اللہ ہی کی عبادت کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں اور انھوں نے اپنی عبادت کرنے کا کسی کو حکم نہیں دیا تھا۔ تو پھر انکی عبادت کیوں کی گئی۔ تو اس کا جواب دیا گیا کہ بعد میں باغیوں نے توحید میں اختلاف ڈالا اور حضرت مسیح علیہ السلام کو معبود بنالیا۔ فویل للذین ظلموا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ یٰعباد لاخوف علیکم ــــ تا ــــ منھا تأکلون ٥ (۷۶) یہ بشارت اخرویہ ہے۔ ایمان والوں کو قیامت کے دن کوئی خوف اور غم نہیں ہوگا۔ جنت میں ان کو ہر نعمت ملیگی۔ وہاں ان کی ہر نعمت ملیگی اور وہاں ان کی ہر خواہش پوری کی جائیگی۔ ان المجرمین ــــ تا ــــ انکم مٰکثون ٥ یہ تخویف اخروی ہے۔ مجرمین عذاب جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ عذاب ان سے کبھی منقطع نہیں ہوگا اور نہ اس میں تخفیف ہی ہوگی۔

لقد جئنٰکم بالحق الخ یہ اہلِ مکہ کی طرف التفات ہے۔ ام ابرموا امرا فانا مبرمون یہ زجر ہے۔ مشرکین پیغمبر علیہ السلام کو ایذا پہنچانے کے منصوبے بنا رہے ہیں اور ہم نے آپ کی حفاظت کا فیصلہ کررکھا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ہم ان کے پوشیدہ پروگراموں سے بے خبر ہیں۔ حالانکہ ان کی ہر بات فرشتوں کے پاس محفوظ ہے۔ قل ان کان للرحمٰن ولد الخ یہ ابتداءِ سورت وجعلوا لہ من عبادہ جزءا سے متعلق ہے۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ کا کوئی نائب ہوتا، تو میں سب سے پہلے اس بات کو مانتا اور اسکی اطاعت کرتا، لیکن اللہ تعالیٰ جو زمین وآسمان اور عرشِ عظیم کا مالک ہے، وہ نائب سے پاک اور منزہ ہے۔ فذرھم یخوضوا الخ یہ زجر مع تخویف ہے۔ وھو الذی فی السمآء الٰہ ــــ تا ــــ والیہ ترجعون ٥ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ زمین وآسمان میں وہی معبودِ برحق اور متصرف وکارساز ہے، ساری کائنات اسی کے قبضہ واختیار میں ہے اور قیامت کا علم بھی صرف اسی کو ہے۔ جب

ساری کائنات میں وہی معبود اور متصرف و مختار ہے تو کوئی اس کا نائب بھی نہیں۔ ولا یملك الذین یدعون (الآیۃ) یہ سورت کا مرکزی دعویٰ ہے اور
مشرکین کے ایک شبہے کا جواب ہے کہ ہم نے مانا کہ اللہ کے سوا کوئی حاجت روا نہیں اور سب کچھ کرنیوالا اللہ ہی ہے، لیکن ہم اپنے معبودوں کی عبادت
صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمارے سفارشی ہیں۔ فرمایا مشرکین جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں انہیں ان کے حق میں شفاعت کا کوئی اختیار نہیں ہوگا۔ ولئن
سألتہم من خلقھم (الآیۃ) یہ تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم مشرکین اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان کا اور ان کے معبودان باطلہ کا

كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ⑤ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي
کہ تم ہو ایسے لوگ کہ حد پر نہیں رہتے ف۱ اور بہت بھیجے ہیں ہم نے نبی ۔ پہلوں
الْاَوَّلِيْنَ ⑥ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ
میں اور نہیں آتا لوگوں کے پاس کوئی پیغام لانیوالا جس سے
يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑦ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى
ٹھٹھا نہیں کرتے پھر برباد کر ڈالے ہم نے ان سے سخت زور والے ف۱ اور چلی آئی ہے
مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ⑧ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
مثال پہلوں کی اور اگر تو اُن سے پوچھے کس نے بنائے آسمان ف۵
وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ⑨ الَّذِيْ
اور زمین تو کہیں بنائے اُس زبردست خبردار نے وہی ہے
جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا
جس نے بنا دیا تمہارے لئے زمین کو ف۶ بچھونا اور رکھ دیں واسطے تمہارے اس میں راہیں
لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ⑩ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
تاکہ تم راہ پاؤ ف۱ اور جس نے اتارا آسمان سے پانی
بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ⑪
ماپ کر پھر ابھار کھڑا کیا ہم نے اس سے ایک دیس مردہ کو اسی طرح تم کو بھی نکالیں گے ف۲
وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ
اور جس نے بنائے ف۸ سب چیز کے جوڑے اور بنا دیا تمہارے واسطے
الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ⑫ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ
کشتیوں اور چوپایوں کو جس پر تم سوار ہوتے ہو تاکہ چڑھ بیٹھو تم اس کی پیٹھ پر ف۹
ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَ
پھر یاد کرو اپنے رب کا احسان جب بیٹھ چکو اس پر اور

خالق اللہ ہے، لیکن وہ پھر نہیں سمجھتے اور اللہ کیلئے ولد اور نائب تجویز کرتے ہیں۔ وقیلہ یرب الخ یہ تخویف ہے۔ یہ لوگ ایسے سرکش اور ضدی ہیں کہ ایمان لانے کا نام نہیں لیتے۔ آپ ان سے اعراض کریں۔ وہ عنقریب ہی دنیا میں اور پھر آخرت میں اپنا انجام دیکھ لیں گے اور حقیقت ان پر واضح ہوجائیگی ع۲ والکتٰب المبین یہ تمہید مع ترغیب ہے اور قرآن کی عظمت شان کا بیان ہے۔ واؤ قسمیہ ہے اور جواب محذوف ہے ای انك لمن المرسلین او انك لرسول صادق اور اناجعلنہ الخ استیناف ہے یعنی یہ واضح اور روشن کتاب اس پر شاہد ہے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ قال الشیخ رح یا اناجعلنہ الخ جواب قسم مذکور ہے۔ یعنی یہ کتاب جو واضح اور فصیح و بلیغ عربی زبان میں ہے بذات خود اس پر شاہد ہے کہ ہم نے اس کو عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ تم اسے اپنی مادری زبان میں اچھی طرح سمجھ سکو۔ (روح)۔ گویا یہ قرآن خود ہی اپنا شاہد ہے ع۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ تائید لکن اللہ یشھد بما انزل الیك انزلہ بعلمہ قسم کی دو قسمیں ہیں (۱) جس میں مقسم بہ کو مافوق الاسباب قادر اور عالم الغیب سمجھ کر قسم کھائی جاتی ہے اور اس میں یہ تصور ہوتا ہے کہ اگر اس کی مخالفت کی گئی تو وہ ضرر پہنچائیگا یہ قسم غیر اللہ کی جائز نہیں (۲) مقسم بہ کو جواب قسم پر بطور شاہد پیش کیا جاتا ہے یہاں قسم اسی قبیل سے ہے اور یہ قسم غیر اللہ کی جائز ہے۔ وانہ فی ام الکتٰب الخ ام الکتاب سے لوح محفوظ مراد ہے یعنی قرآن کی عظمت شان کا یہ حال ہے کہ لوح محفوظ میں وہ تمام کتابوں پر فائق اور حاکم ہے اور ہر قسم کی لفظی اور معنوی فساد و خلل سے پاک ہے۔ وھذا
فیہ تشریف للقرآن وترفیع بکونہ لدیہ علیا علی جمیع الکتب وعالیا عن وجوہ الفساد حکیما ای حاکما علی سائر الکتب او محکما بکونہ فی غایۃ البلاغۃ والفصاحۃ وصحۃ المعانی

ف۱ تخویف دنیوی عذاب ۱۲۔
ف۲ توحید پر پہلی عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ۱۲
ف۳ توضیح دلیل اول ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ یعنی اس سبب سے کہ تم نہیں مانتے کیا بھیجنا موقوف کریں گے حکم کا۔ ف۲ یعنی جہاں تک انسان بستے ہیں آپس میں مل سکیں ایک دوسرے تک راہ پادیں۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی عاد و ثمود از قریش قوی تر بودند ۱۲۔ ف۲ یعنی از قبور ۱۲

(بحرج ۸ص ۵) یامطلب یہ ہے کہ لوح محفوظ میں اس قرآن کا نام علیٌّ حکیمٌ ہے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ **سٓہ** افنضرب عنکم (الآیۃ) یہ زجر ہے اور الذکر سے
یا قرآن مراد ہے یا دعوت توحید یا تذکرہ و تخویف۔ (کبیر، بحر) اور صفحا، نضرب کا مفعول مطلق ہے من غیر لفظہ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ و کذا فی الدر
کنتم سے پہلے لام اجلیہ مقدر ہے ای لان کنتم (بیضاوی) مطلب یہ ہے کہ کیا ہم قرآن کا نازل کرنا بند کردیں اور تمہیں توحید کی دعوت دینا چھوڑ دیں محض
اس وجہ سے کہ تم انصاف کی حدوں کو پھاند چکے ہو اور ضد و عناد پر اتر آئے ہو اور خداوند قادر و قیوم کے لئے نائب تجویز کرنے لگے ہو؟ یا صفحا مفعول لہ ہے

تَقُولُوا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ
کہو پاک ذات ہے وہ جس نے بس میں کردیا ہمارے اسکو اور ہم نہ تھے اس کو
مُقْرِنِیْنَ ۱۳ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۱۴ وَجَعَلُوْا
قابو میں لا سکتے اور ہمکو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے ف ۹ اور ٹھہرائی ہے
لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِیْنٌ ۱۵
حق تعالیٰ کے واسطے اولاد اسکے بندوں میں سے تحقیق انسان بڑا ناشکرا ہے صریح
اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا یَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِیْنَ ۱۶ وَ
کیا اس نے رکھ لیں اپنی مخلوقات میں سے ف ۱ بیٹیاں اور تم کو چن کر دیدیے بیٹے اور
اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ
جب ان میں کسی کو خوشخبری ملے اُس چیز کی جس کو رحمٰن کے نام لگایا ف ۱ تو سارے دن
وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِیْمٌ ۱۷ اَوَمَنْ یُّنَشَّؤُا فِی
رہے منہ اس کا سیاہ اور وہ دل میں گھٹ رہا ہے کیا ایسا شخص کہ پرورش پاتا ہے ف ۱۲
الْحِلْیَةِ وَهُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ ۱۸ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓىِٕكَةَ
زیور میں اور وہ جھگڑے میں بات نہ کہہ سکے یہ اور ٹھہرایا انہوں نے فرشتوں
الَّذِیْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ۭ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ۭ
کو جو ف ۱۳ بندے ہیں رحمٰن کے عورتیں کیا دیکھتے تھے اُن کا بننا
سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَیُسْـَٔلُوْنَ ۱۹ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ
اب لکھ رکھیں گے ان کی گواہی اور ان سے پوچھ ہوگی ف اور کہتے ہیں اگر ف ۱۴ چاہتا
الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ۭ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۤ اِنْ
رحمٰن تو ہم نہ پوجتے ان کو کچھ خبر نہیں ان کو اس کی یہ
هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ۲۰ ۭ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ
سب اٹکلیں دوڑاتے ہیں ف کیا ہم نے ف ۱۵ کوئی کتاب دی ہے ان کو اس سے پہلے سو

ع ۱۵ / ۷

(حاشیہ: ۱ شکوی ۱۲ — ۲ استفہام انکاری — ۲ تعجب ۱۲ — ۳ اعادۂ شکوی ۱۲ — ۴ استفہام انکاری ۱۲ — ۵ شکوی ۱۲ — ۶ جواب شکوی اشارہ بدلیل عقلی ۱۲ — ۷ دلیل نقلی ۱۲)

مفعول لہ علی معنی افنعزل عنکم انزال القرآن والزام الحجۃ بہ اعراضا عنکم (بحر ج ۸ ص ۶) اور استفہام انکاری ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہوسکتا، بلکہ ہم تمہیں توحید کی دعوت دینگے اور نہ ماننے کی صورت میں سزا بھی دیں گے۔ وھذا استفہام علی سبیل الانکار یعنی انا لانترك هذا الاعذار والانذار بسبب کونکم مسرفین۔۔۔۔ بل نلزمکم العمل و ندعوکم الی الدین و نؤاخذکم متی اخللتم بالواجب وقدمتم علی القبیح (کبیر ج ۷ ص ۴۳۰) **سٓہ** وکم ارسلنا ـ تا ـ مثل الاولین ۰ یہ تخویف دنیوی ہے۔ اور اس سے مقصود ترغیب ہے۔ مشرکین مکہ کا انکار کوئی نئی بات نہیں، ان سے پہلے بھی ہم نے گذشتہ امتوں میں پیغمبر بھیجے۔ ان کے پاس جو پیغمبر بھی آیا انہوں نے اس کو جھٹلایا اور اس کا تمسخر اڑایا تو ہم نے شرک کے ان متمرد اور سرکش سرغنوں کو تباہ و برباد کردیا جو ان مشرکین قریش سے زیادہ سخت گیر، ان سے زیادہ طاقتور اور ان سے کہیں بڑے اور مضبوط جتھے والے تھے امم سابقہ کی مثال گذر چکی ہے اس لئے مشرکین قریش کو ڈرنا چاہیئے کہ کہیں ان پر بھی ویسا ہی عذاب نازل نہ ہو جائے جیسا کہ گذشتہ سرکش قوموں پر نازل ہوا۔ ای فلیحذر قریش ان یحل بهم مثل ما حل بالاولین مکذبی الرسل من العقوبۃ (بحر ج ۸ ص ۶) **سٓہ** ولئن سألتہم (الآیۃ) یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ یعنی اللہ کی توحید اور اس کے شریک و نائب متصرف سے منزہ ہونے پر ایک ایسی حقیقت سے استدلال کیا گیا ہے جسے مشرکین قریش تسلیم کرتے اور اسکا اعتراف کرتے تھے۔ یعنی ان سے پوچھو تو سہی کہ زمین و آسمان کا خالق اور موجد کون ہے؟ تو صاف اقرار کریں گے کہ اللہ تعالیٰ جو سب پر غالب اور سب کچھ جاننے والا ہے وہی
زمین و آسمان کا خالق ہے۔ جب تم نے تسلیم کرلیا کہ عالم علوی اور عالم سفلی کا خالق اور موجد اللہ تعالیٰ ہی ہے اور ساری کائنات کی ایجاد میں اس کا کوئی شریک اور معاون و مشیر نہیں ہے، تو معبودانِ باطلہ کو اس کائنات کے اندر تصرف و اختیار میں خدا کے شریک اور نائب ماننا تمہارے پہلے اقرار و اعتراف کے خلاف ہے۔ جب ایجاد

موضح قرآن ف اس سفر سے آخرت کا سفر یاد کرو حضرت سوار ہوتے تو یہ تسبیح کہتے۔ ف یہ جو فرمایا کہ بندے رحمٰن کے ہیں یعنی بیٹیاں نہیں اور معلوم ہوا کہ فرشتے اگرچہ نہ مرد نہ عورت پر بولی مردانی بولیں ف خبر نہیں یعنی یہ تو سچ ہے کہ بن چاہے خدا کے کوئی چیز نہیں پر اسکا بہتر ہونا نہیں نکلتا، اُسنے توت بھی پیدا کیا اور زہر بھی زہر کون کھاتا ہے۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی بتولد دختری ۱۲۔

کائنات میں اس کا کوئی شریک نہیں، تو تصرف و اختیار میں اس کا نائب بھی کوئی نہیں۔ خلقہن العزیز الحکیم یہ مشرکین کے جواب کی تعبیر بالمعنی ہے یہ مطلب نہیں
کہ انہوں نے یہی الفاظ کہے ہیں، کیونکہ دوسری جگہ لیقولن اللہ وارد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مشرکین زمین و آسمان کی تخلیق کو اس ذات کی طرف منسوب کرینگے جو ان
صفات سے متصف ہے ۶ الذی جعل لکم ۔ تا ۔ ما ترکبون ہ یہ پہلی عقلی دلیل پر تنویر ہے۔ یعنی یہ تمام اوصاف اسی خالق کائنات کے ساتھ مختص ہیں
اور یہ سب کام وہی کر سکتا ہے، اس کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔ الذی جعل لکم الارض مہدا الخ اس نے زمین کو ہمارے لئے آرام و راحت کی جگہ بنا دیا
جس سے ہمیں ہر ضرورت اور ہر آسائش آسانی سے میسر ہو سکتی ہے۔ اس پر چلنا پھرنا، مکانات تعمیر کرنا۔ کھیتی باڑی کرنا، نہریں کھودنا سب کچھ آسان ہے اور
پھر زمین میں راستے بنا دئیے جن کے ذریعے سے ہم بآسانی سفر طے کر سکتے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت و حکمت کا کرشمہ ہے۔ والذی نزل من السماء
ماء الخ وہی آسمان سے باران رحمت نازل فرما کر بیکار اور خشک زمین کو زرخیز بنا کر اسے حیات نو بخشتا ہے اس لئے کون ہے جو یہ کام کر سکتا ہے؟ کذلک
تخرجون ہ یہ جملہ معترضہ ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو زرخیز کر سکتا ہے، اسی طرح وہ انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ گویا یہ دلیل جس
طرح اللہ کے متصرف و کارساز اور قدیر و حکیم ہونے پر دلالت کرتی ہے اسی طرح اس دلیل سے حشر و نشر بھی ثابت ہوتا ہے ۷ والذی خلق الازواج
(الآیۃ) اسی ہی نے مخلوق کی یہ تمام انواع و اقسام پیدا کی ہیں، جو رنگ میں، بو میں، ذائقے میں اور جنس میں مختلف اور گوناگون ہیں۔ قال ابن عباس
الازواج الضروب و الانواع کالحلو والحامض و الابیض والاسود والذکر والانثی (روح ج ۲۵ ص ۶۷) اور اسی ہی نے کشتیاں اور سواری کے
جانور پیدا کئے تاکہ تم خشکی اور تری کا سفر آرام اور آسانی سے کر سکو۔ ان تمام افعال و صفات میں اللہ تعالیٰ یکتا اور منفرد ہے اور وہی تنہا متصرف و کارساز
ہے، اس لئے کوئی اس کا نائب نہیں ۸ لتستوا علی ظھورہ۔ اس میں مذکورہ بالا نعمت کا شکر ادا کرنے کے طریق کی تعلیم دی۔ یہ سواری کے چوپائے
اس لئے پیدا کئے تاکہ جب تم ان پر سواری کرو، تو اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو اور زبان سے اسکی یوں تسبیح و تقدیس کرو کہ وہ ہر شریک اور نائب سے اور
ہر نقص و عیب سے پاک اور منزہ ہے جس نے یہ دیو ہیکل اور گرانڈیل چوپائے ہمارے تابع کر دیئے ہیں، حالانکہ ہم میں ان کو اپنے تابع اور اپنے قبضے
میں کرنیکی قدرت نہیں ہے۔ جانوروں پر سواری کرتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیئے یعنی سبحٰن الذی سخر لنا ھذا و ما کنا لہ مقرنین ہ و انا الی
ربنا لمنقلبون ہ ۹ و انا الی ربنا لمنقلبون۔ یہ سب کچھ اللہ نے اس لئے پیدا کیا ہے، تاکہ تم ان کو دیکھو اور ان میں غور و فکر کرو اور سمجھ لو
کہ سب کچھ کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اور آخر کار سب اللہ کی طرف رجوع کرنیوالے ہیں اور قیامت کے دن اس کی عدالت میں حاضر ہونے
والے ہیں۔ اس سورت میں دو دعوے مذکور ہیں اوّل یہ کہ متصرف و کارساز اور خالق کائنات اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نائب نہیں۔ یہاں تک
ایک دعویٰ ثابت ہو گیا کہ سب کچھ پیدا کرنیوالا اور سب کچھ کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پہلا جزء مشرکین کے اعتراف سے اور دوسرا جزء دلیل عقلی پر لائی گئی تنویر سے
دوسرا دعویٰ آگے دلائل نقلیہ سے ثابت کیا جائیگا ۱۰ وجعلوا لہ ۔ تا ۔ عاقبۃ المکذبین ہ شکویٰ ہے۔ مشرکین کے اعتراف (دلیل عقلی) سے اور پھر دلیل
پر تنویر سے ثابت ہو گیا کہ ہر چیز کا خالق اور سب کچھ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اب مشرکین مکہ پر شکویٰ کیا گیا جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں اور اس کے نائب متصرف
مانتے تھے۔ جزءا ای ولدا۔ ولد کو جزء سے تعبیر کیا گیا اور مراد اس سے نائب متصرف ہے نہ کہ حقیقی ولد جیسا کہ کئی جگہوں میں اس مضمون کو اتخاذ ولد (بیٹا
بنا لینا) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ای قالوا الملائکۃ بنات اللہ (مدارک ج ۴ ص ۸۰) یا جزء کے معنی برابر اور ہمسر کے ہیں۔ امام قتادہ فرماتے ہیں جزء سے معبود غیر اللہ
مراد ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اس اعتراف کے باوجود کہ ساری کائنات کا خالق اللہ ہے، پھر بھی مشرکین اس کی مخلوق کو اور اس کے بندوں کو اسکی عبادت و
تعظیم میں اور اسکی صفات میں اسکا شریک بناتے ہیں۔ جزءا ای عدلا؟ عن قتادۃ یعنی ماعبد من دون اللہ عزوجل (قرطبی ج ۱۶ ص ۶۹) وقال قتادۃ
جزءا ای ندا (بحر ج ۸ ص ۸) بیشک انسان نہایت ہی ناشکر گذار ہے اور اسکی ناشکر گذاری بالکل واضح اور ظاہر ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کو اور ساری
کائنات کے بادشاہ کو بھی اپنی صفات میں یگانہ اور وحدہ لاشریک لہ نہیں مانتا اور العیاذ باللہ اسے نائبین کا محتاج سمجھتا ہے ۱۱ ام اتخذ مما یخلق (الآیۃ)
استفہام انکاری ہے برائے تعجب۔ کیا تمہارے خیال باطل کے مطابق اللہ نے اپنی مخلوق میں سے اپنے لئے بیٹیاں منتخب کر لیں اور بیٹوں کو تمہارے لئے
مختص کر دیا ہے۔ یہ مشرکین کی جہالت و سرکشی پر اظہار تعجب ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف ایک ایسی چیز (بیٹیوں) کی نسبت کی جسے وہ خود نہایت
ہی حقیر اور ذلیل سمجھتے ہیں واذا بشر احدھم الخ یہ انکی حماقت و جہالت کا مزید بیان ہے۔ ضرب ای جعل، مثلا ای صفۃ او حالا۔ قالہ الشیخ
رحمہ اللہ تعالیٰ یا مثلاً بمعنی شبہا ہے۔ ای بالجنس الذی جعلہ لہ مثلا ای شبہا (مدارک ج ۴ ص ۸۰) اور ان مشرکین کا اپنا حال یہ ہے کہ جس جنس
(اناث) کو انہوں نے خداوند تعالیٰ کے مماثل و مشابہ قرار دیا ہے اور اس کی طرف جس کی نسبت کی ہے جب وہ ان میں سے کسی کے گھر آ وارد ہو
اور اسے یہ خبر ملے کہ اس کے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی ہے تو حزن و ملال اور تاسف و ندامت سے اس کا چہرہ اتر جاتا اور وہ غم و اندوہ میں ڈوب جاتا
ہے ۱۲ او من ینشأ فی الحلیۃ (الآیۃ) یہ بھی مشرکین کے قول کی مزید شناعت و قباحت کا بیان ہے۔ کیا انہوں نے اس جنس کو خدا کی طرف منسوب کیا ہے
جس کی نشو و نما زیوروں میں ہوتی ہے یعنی بیٹیاں اور یہ ان کے نازک اور ضعیف ہونیکی دلیل ہے اور لڑائی جھگڑے میں وہ اپنے مدعا پر واضح دلیل اور
روشن برہان پیش نہیں کر سکتیں یہ ان کے عقلی اور ذہنی نقصان کی علامت ہے۔ مشرکین کا یہ قول کس قدر قبیح اور گستاخانہ ہے کہ انھوں نے ایک اخس و
اذل جنس کو خدا کی طرف منسوب کیا اور اسے خدا کا نائب متصرف ٹھہرایا ۱۳ وجعلوا الملئکۃ (الآیۃ) یہ اعادہ ہے اور وجعلوا لہ من عبادہ جزءا
کی تفسیر ہے۔ ان ظالموں نے فرشتوں کے بارے میں یہ کہا کہ وہ خدا کی بیٹیاں ہیں، حالانکہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور عبادت گذار بندے ہیں۔ بندگی

اور فرزندی میں تضاد واضح ہے جو بندہ ہو وہ فرزند اور ولد نہیں ہوسکتا۔ نیز جو خود ہر وقت اللہ کی عبادت و اطاعت میں لگا رہے وہ اس لائق نہیں ہو سکتا کہ اسے خدا کا نائب سمجھا جائے اور اسکی عبادت کی جائے۔ والعباد جمع عبد وھو الزم فی الحجاج مع اھل العناد لتضاد بین العبودیۃ والولاد (مدارک ج ۴ ص ۸۸) و ذکر العباد مدح لھم، ای کیف عبد و امن ھو فی نھایۃ العبادۃ (قرطبی ج ۱۶ ص ۷۲) اشھدوا خلقھم الخ کیا فرشتوں کی پیدائش کے وقت وہ وہاں حاضر اور موجود تھے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے ان کے اناث ہونے کا مشاہدہ کیا ہے؟ استفہام انکاری ہے یعنی ایسا نہیں ہے، لیکن وہ ظن و تخمین سے ایک بات کہے جا رہے ہیں جس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ فرشتوں کے بارے میں انکا یہ بیان کہ وہ اناث (عورتیں) ہیں لکھا جا چکا ہے اور قیامت کے دن ان سے اس پر باز پرس ہوگی۔ یہ تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے ۱۴ وقالوا لو شاء ۔ یہ شکوی ہے۔ جب مشرکین لاجواب ہو جاتے ہیں تو مشیت خداوندی کی آڑ لیتے ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ہم فرشتوں کی عبادت نہ کرتے اور انھیں خدا کے نائب نہ بناتے۔ یعنی اگر اللہ چاہتا تو ہمیں اس سے زبردستی روک دیتا جب وہ ہمارے اور انکی عبادت کے درمیان حائل نہیں ہوا، تو معلوم ہوا کہ وہ اس پر خوش ہے مالھم بذلك من علم الخ یہ جواب شکوی ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اسکا ارادہ کسی فعل کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا، کیونکہ اس کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ حسن و قبیح اور خیر و شر سب اس کے ارادے ہی سے ہو رہا ہے اس کے ارادے کے بغیر تو پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے سے اور دلائل انفس و آفاق سے حق و باطل کو واضح کر کے ہر انسان کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے اختیار سے دونوں میں سے ایک کو منتخب کرلے تاکہ امتحان و ابتلاء کا تقاضا پورا ہو، لیکن اسکی رضا اور خوشنودی صرف نیک کاموں ہی سے متعلق ہے۔ باقی رہا کسی فعل کے جواز کی دلیل کا سوال، تو دلیل، عقل و نقل اور وحی ہی سے پیش کی جا سکتی ہے۔ اور ان مشرکین کے پاس شرک کے حق میں ان تینوں دلیلوں میں سے کوئی بھی دلیل موجود نہیں۔ مالھم بذلك من علم الخ اس میں دلیل عقلی کی نفی کی گئی ہے کہ ان کے پاس فرشتوں کے معبود اور نائب خدا ہونے پر کوئی عقلی دلیل موجود نہیں، وہ جو کچھ کہتے ہیں محض اٹکل اور تخمین ہی سے کہتے ہیں۔ ای یقولون قولا باطلا بالظن و التخمین (مظہری ج ۸ ص ۳۴۳) ۱۵ ام اتینٰھم کتٰبا (الآیۃ) اس میں دلیل نقلی کی نفی کی گئی ہے اور استفہام انکاری ہے یعنی ان کے پاس کتب سابقہ میں بھی کوئی ایسی دلیل نہیں جس

بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿٢١﴾ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى
انہوں نے اسکو مضبوط پکڑ رکھا ہے ف بلکہ کہتے ہیں ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو ایک
اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَكَذٰلِكَ مَآ
راہ پر اور ہم انہی کے قدموں پر ہیں راہ پائے ہوئے اور اسی طرح جس کسی کو
اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ
ت۱ بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے ڈر سنانے والا کسی گاؤں میں سو کہنے لگے
مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى
وہاں کے خوش حال لوگ ہم نے تو پایا اپنے باپ دادوں کو ایک راہ پر اور ہم انہی کے
اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿٢٣﴾ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى
قدموں پر چلتے ہیں وہ بولا اور جو میں لا دوں تم کو اس سے زیادہ سوجھ کی
مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ
راہ جس پر تم نے پایا اپنے باپ دادوں کو تو یہی کہنے لگے ہم تمہارا لایا ہوا
بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿٢٤﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ
نہیں مانیں گے پھر ہم نے اُن سے بدلا لیا ت۲ سو دیکھ لے کیسا ہوا
عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٥﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ
انجام جھٹلانے والوں کا اور جب کہا ابراہیم نے ت۳ اپنے باپ کو
وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿٢٦﴾ اِلَّا الَّذِيْ
اور اس کی قوم کو میں الگ ہوں اُن چیزوں سے جنکو تم پوجتے ہو مگر جس نے
فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿٢٧﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً
مجھ کو بنایا سو وہ مجھ کو راہ سمجھائے گا ف۲ اور یہی بات ت۴ پیچھے چھوڑ گیا
فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٨﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَ
اپنی اولاد میں تاکہ وہ رجوع رہیں ف۱ کوئی نہیں پر میں نے برتنے دیا ان کو اور

ع ۲ / ۸

ربط: متعلق بہ شکوی، تنبیہ بر تخویف دنیوی ۱۲

۲ تخویف دنیوی ۱۲
۳ بیان دلیل نقلی تفصیلی ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی بہتر ہونا اس طرح ثابت ہوتا ہے ف۲ یہاں یہ قصہ اس پر کہا کہ تمہارے پیشوا نے باپ کی راہ غلط دیکھ کر چھوڑ دی تم بھی وہی کرو

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی انبیاء و اولیاء در اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا شدند ۱۲۔

سے تمسک کرکے وہ فرشتوں کو معبود ٹھہراتے ہوں۔ بان یعبدوا غیراللہ تعالیٰ وینسبوا الیہ الولد (جامع البیان ص۴۲۲) بل قالوا الخ دلیل عقلی اور نقلی کی نفی کے بعد دلیل وحی خود بخود منتفی ہو جاتی ہے، کیونکہ وحی ربانی بھی ان کے خلاف ہے۔ اس لئے ہر طرف سے لاجواب ہو کر وہ کہتے ہیں ہمارے پاس عقل و نقل اور وحی کی تو کوئی دلیل نہیں جس کا تم مطالبہ کرتے ہو، بلکہ ہم نے یہ عقیدہ اور عمل اپنے باپ دادا سے اخذ کیا ہے۔ ہم نے ان کو اسی دین اور طریقہ پر پایا ہے وہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے، ان کی عبادت و تعظیم بجالاتے تھے اور ان کو نائب خدا اور عنداللہ شفیع غالب سمجھتے تھے، اس لئے ہم بھی، آنکھیں بند کرکے ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

۱۶ وکذلک ما ارسلنا (الآیۃ) یہ متعلق بہ شکوی ہے اور تخویف دنیوی کی تمہید ہے۔ گذشتہ امتوں کا حال بعینہٖ مشرکین مکہ کی طرح ہے کہ ان کے پاس جو بھی اللہ کی طرف سے اللہ کی توحید کا داعی آیا، اسے یہی جواب دیا گیا۔ جب اللہ کا پیغمبر انھیں توحید کی دعوت دیتا اور اس کے عذاب سے ڈراتا، تو دولت و طاقت کے نشے میں مست، سرکش اور معاند طبقہ ان کی دعوت کے جواب میں کہتا: تیری بات تو ہم ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں، ہم نے اپنے باپ دادا کو جس دین اور طریقے پر پایا ہے ہم اسی کی پیروی کرینگے اور اسی راہ پر گامزن رہیں گے۔ قل اولو جئتکم۔ اس کے جواب میں پیغمبر علیہ السلام انھیں کہتے:۔ میں تمہارے سامنے ایک ایسا دین پیش کر رہا ہوں جو تمہارے باپ دادا کے دین سے اچھا اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت و رہنمائی کے عین مطابق ہے، تو کیا پھر بھی تم اس کے مقابلے میں اپنے باپ دادا کے جھوٹے دین ہی کو مانوگے؟ تو اس کے جواب میں مشرکین نہایت سرکشی اور بیباکی سے کہتے جو دین تم لیکر آئے ہو اس کو ہم کسی حال میں بھی نہیں مانیں گے اور اسکا تو ہم انکار ہی کرینگے۔

۱۷ فانتقمنا منھم (الآیۃ) یہ تخویف دنیوی ہے۔ جب ان کفار و مشرکین نے عناد و تعنت اور سرکشی کی انتہاء کر دی، دعوت توحید کو ٹھکرا دیا، انبیاء علیہم السلام کو ایذا دی اور انکا تمسخر اڑایا، تو ہم نے گوناگون مصائب و آفات سے اور مختلف انواع عذاب سے دنیا ہی میں ان کو تہس نہس کرکے ان سے انتقام لے لیا۔ اب دیکھ لو جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔ مشرکین قریش کو بھی اس قسم کے انجام سے ڈرنا چاہیئے۔ اور آپ کو ان کی تکذیب کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ اس میں آپ کیلئے ایک گونہ تسلی ہے۔ تسلیۃ لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وارشاد الی عدم الاکتراث بتکذیب قومہ ایاہ علیہ الصلوٰۃ والسلام (روح ج ۲۵ ص ۷۶)

۱۸ واذ قال ابراھیم۔ پہلی دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ الا الذی میں استثناء منقطع ہے (مدارک و بحر) حضرت ابراہیم علیہ السلام جو جد الانبیاء اور مشرکین قریش کے جد اعلیٰ تھے ان کی تعلیم یہ تھی کہ انہوں نے اپنے باپ آزر اور اپنی قوم کے سامنے واشگاف الفاظ میں اعلان فرما دیا تھا کہ تم جن معبودان باطلہ کی عبادت و تعظیم بجالاتے ہو اور جنہیں حاجات و مشکلات میں غائبانہ پکارتے ہو، میں ان سب سے سخت بیزار ہوں۔ البتہ وہ ذات پاک جس نے مجھے پیدا کیا ہے میں اسی کی عبادت کرتا ہوں اور اسی ہی کو حاجات میں پکارتا ہوں۔ وہی مجھے اس ہدایت پر قائم رکھے ہوئے ہے۔ سیھدین میں سین تاکید کے لئے ہے، استقبال کے لئے نہیں (روح)۔ یھدین ای یثبتنی علی الھدایۃ (مدارک)

۱۹ وجعلھا کلمۃ (الآیۃ) ضمیر مؤنث کلمۂ توحید یا دعوت توحید سے کنایہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے توحید کو ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں دوام و بقاء عطا فرمایا کہ ان کی اولاد میں توحید باقی رہے گی اور ان کی اولاد میں انبیاء اور علماء ہوتے رہیں گے جو توحید کی تبلیغ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو جائے گی، لیکن توحید کی دعوت و تبلیغ کا کام علماء کے ذریعے سے قیامت تک جاری رہے گا، تاکہ شرک کرنیوالے ان کی دعوت و تبلیغ سے متاثر ہو کر شرک سے باز آجائیں۔ والضمیر المنصوب لکلمۃ التوحید اعنی لا الہ الا اللہ کما روی عن قتادۃ ومجاھد والسدی (روح ج ۲۵ ص ۷۷) فی عقبہ ای فی ذریتہ۔ . . . فلا یزال فیھم من یوحد اللہ ویدعو الی توحیدہ (بحر ج ۸ ص ۱۲)

۲۰ بل متعت ھٰؤلاء۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں توحید کو اللہ تعالیٰ نے قائم و دائم کر دیا تو پھر یہ مشرکین مکہ جو ان کی اولاد میں سے ہیں، یہ کیونکر مشرک ہو گئے؟ کیا توحید کے بارے میں ان کے دلوں میں شبہات ہیں؟ اس کا جواب دیا گیا کہ توحید پر ایسے واضح اور روشن دلائل قائم ہو جانے کے بعد کوئی جائے شبہ ہی نہیں۔ قرآن تمام شبہات کو دور کرتا ہے بلکہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو دنیا کے مال و متاع اور ساز و سامان سے مالا مال کر دیا اور وہ دنیوی عیش اور لذت میں محو ہو کر توحید سے منحرف ہو گئے یہاں تک کہ اب پھر ان کے پاس حق (قرآن) کی دعوت پہنچ گئی اور توحید کو واضح اور روشن کرنے والا پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آگیا۔ آپ اسی دعوت ابراہیمیہ کو لے کر آئے ہیں۔ الحق ای القرآن ورسول ای محمد علیہ السلام (مدارک ج ۴ ص ۸۹) ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالتوحید والاسلام الذی ھو اصل دین ابراھیم وھو الکلمۃ التی بقاھا اللہ فی عقبہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۸۲) ولما جاءھم الحق الخ اور جب قرآن آگیا جو انھیں خواب غفلت سے بیدار کرنے والا اور دعوت توحید کا حامل ہے، تو تحقیر و عناد کے لہجے میں کہنے لگے یہ تو جادو ہے۔ اور ہم اسے نہیں مانتے۔

۲۱ وقالوا لولا نزل۔ یہ شکوی ہے۔ یہ مشرکین کی جہالت اور ان کے عناد و انکار کی ایک اور طرح ہے۔ وہ اپنی جہالت و نادانی سے یہ سمجھتے تھے کہ اول تو کوئی بشر پیغمبر ہو ہی نہیں سکتا اور اگر اللہ کو یہی منظور تھا کہ وہ کسی انسان و بشر ہی کو یہ رتبہ عطاء فرمائے، تو اس کے لئے کوئی ایسا آدمی منتخب ہونا چاہیئے جو دنیوی اعتبار سے بہت بڑا آدمی ہو یعنی اس کے پاس دولت زیادہ ہو اور وہ دنیوی شان و شوکت اور وجاہت میں سب پر فائق ہو۔ اسلئے یہ قرآن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کیوں نازل ہوا جس کے پاس دولت ہے نہ جائیداد اور مکہ و طائف دونوں شہروں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ ہوا؟ اھم یقسمون۔ یہ جواب شکوی ہے لیتخذ میں لام برائے عاقبت ہے۔ یعنی دنیا میں ان کی روزی تو ہمارے ہاتھ میں ہے اور روزی کی یہ تقسیم ہم ہی نے کی کسی کو زیادہ اور کسی کو کم تاکہ ہم امتحان لیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر مالدار اس امتحان میں ناکام رہے اور بجائے اللہ کا شکر کرنے کے غریبوں اور مسکینوں کا مذاق اڑانے لگے۔ ان کی روزی تو میرے قبضے میں ہے، تو کیا میری رحمت جس کا فرد اعلیٰ نبوت ہے ان کے ہاتھ میں ہے کہ وہ اسے تقسیم کریں اور جسے چاہیں دیدیں۔ استفہام انکاری ہے ان کا یہ خیال باطل ہے جس طرح روزی اور تمام خزائن رحمت اس کے اپنے ہی قبضے میں ہیں اسی طرح نبوت بھی اس کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے محض اپنی رحمت سے نبوت کیلئے منتخب فرمالے تائید:۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالته (انعام، ع ۱۵) المراد بها النبوة وهو الانسب كما قيل وعليه اكثر المفسرين (روح ج ۲۵ ص ۸۰) ورحمة ربك خير مما يجمعون اور اللہ کی رحمت و برکت ایمان اور توفیق ہدایت اور جنت دنیا کے مال و متاع سے کہیں زیادہ بہتر ہے ۲۲ ولولا ان یکون۔ یہ قالوا لولا نزل هذا القرآن الخ (شکوی) سے متعلق ہے امة واحدة سے امت کافرہ مراد ہے لولا كراهة ان يجتمعوا على الكفر ويطبقوا عليه (مدارک ج ۴ ص ۹۰) سُقُفًا، چھتیں یہ سَقْفٌ کی جمع ہے۔ معارج سیڑھیاں، سُرُرٌ، سریر کی جمع ہے بمعنی چارپائی، پلنگ۔ زخرف سونا الزخرف هنا الذهب عن ابن عباس وغيره (قرطبی ج ۱۶ ص ۸۰) اور زخرفا فعل محذوف کا مفعول ہے۔ ای ولاعطینا هم زخرفا قاله الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ان آیتوں میں دولت دنیا کی قلت و حقارت کا بیان ہے جس پر مغرور ہو کر مشرکین کہتے ہیں کہ وحی ان پر کیوں نازل نہ ہوئی، حالانکہ دنیا کی دولت اور زر و جواہر آخرت کے مقابلہ میں بالکل بے قدر اور ہیچ ہیں۔ سونا چاندی اور دنیوی زینت و آرائش ہمارے نزدیک اس قدر حقیر اور بے قدر ہے کہ اگر یہ بات

أَبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿٢٩﴾ وَ
ان کے باپ دادوں کو یہاں تک کہ پہنچا ان کے پاس دین سچا اور رسول کھول کر سنا دینے والا اور
لَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ
جب پہنچا ان کے پاس سچا دین کہنے لگے یہ جادو ہے اور ہم اس کو
كٰفِرُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى
نہ مانیں گے اور کہتے ہیں کیوں نہ اترا یہ قرآن کسی
رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿٣١﴾ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ
بڑے مرد پر ان دونوں بستیوں میں کے ف ۱ ف ۲ کیا وہ بانٹتے ہیں
رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ
تیرے رب کی رحمت کو ہم نے بانٹ دی ہے ان میں روزی ان کی دنیا کی زندگانی
الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ
میں اور بلند کر دیئے درجے بعض کے بعض پر کہ ٹھہراتا ہے
بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۭ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا
ایک دوسرے کو خدمت گار ف ۲ اور تیرے رب کی رحمت بہتر ہے ان چیزوں سے
يَجْمَعُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً
جو سمیٹتے ہیں ف ۳ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ہو جائیں ایک دین پر
لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ
تو ہم دیتے ان لوگوں کو جو منکر ہیں رحمٰن سے ان کے گھروں کے واسطے چھت
فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا
چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر چڑھیں اور ان کے گھروں کے واسطے دروازے
وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿٣٤﴾ وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ
اور تخت جن پر تکیہ لگا کر بیٹھیں اور سونے کے اور یہ سب کچھ نہیں ہے

ف ۱ شکوی ۱۲
ف ۲ جواب شکوی، استفہام انکاری ہے ۱۲
ف ۳ یہ شکوی مذکورہ سے متعلق ہے ۱۲
ف ۴ ماقبل کا ثمرہ ہے ۱۲

موضح قرآن ف ۱ یعنی مکے اور طائف کے کسی سردار پر ف ۲ یعنی اللہ نے روزی دنیا کی تو ان کی تجویز پر نہیں بانٹی، پیغمبری کیونکر دے ان کی تجویز پر۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی یکے از متمولان مکہ و طائف ۱۲ ف ۲ یعنی بچشم حقارت نگرد ۱۲۔

نہ ہوتی کہ لوگ کافروں کو عیش و تنعم میں دیکھ کر سب کفر ہی پر جمع ہو جائیں گے، تو ہم کافروں پر سونا چاندی بارش کی طرح برسا دیتے، ان کے گھروں کی چھتیں، اور چھتوں پر چڑھنے کی سیڑھیاں، ان کے گھروں کے دروازے اور ان کے پلنگ غرضیکہ ہر چیز چاندی کی ہوتی اور انھیں ہم سونا بھی اس قدر عطا کر دیتے کہ وہ چاہتے تو یہ تمام چیزیں سونے کی بنوا لیتے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر سب لوگوں کے کفر پر جمع ہو جانے کا احتمال نہ ہوتا تو یہ حقیر اور ناچیز دولت دنیا بدترین مخلوق (کفار و مشرکین) پر ہر لحاظ سے مکمل طور پر وسیع کر دی جاتی، لیکن اسی وجہ سے کفار پر کامل توسیع نہیں کی گئی۔ استیناف مبین لحقارۃ متاع الدنیا و دناءۃ قدارۃ عند اللہ عزوجل، والمعنی ان حقارۃ شأنہ بحیث لولا کراھۃ ان یجتمع الناس علی الکفر ویطبقوا علیہ لاعطیناہ علی اتم وجہ من ھو شر الخلائق و ادناھم منزلۃ فکراھۃ الاجتماع علی الکفر ھی المانعۃ من تمتیع کل کافر والبسط علیہ (روح ج ۲۵ ص ۸۷) ۲۳ وان کل ذلک (الآیۃ) یہ ماقبل کا ثمرہ ہے۔ اِنْ نافیہ اور لما بمعنی الا ہے۔ (بحر ج ۸ ص ۱۵) یہ سب کچھ چند روزہ دنیوی زندگی کی فانی متاع اور ایک عارضی نفع ہے اور دار آخرت کی دائمی اور لازوال نعمتیں ان لوگوں کے لئے مخصوص ہیں جنہوں نے تقوی کو اپنا شعار بنایا۔ شرک اور تمام معاصی سے اجتناب کیا اور امر الٰہی کی تعمیل میں سرگرم رہے ۲۴ ومن یعش۔ یہ زجر مع تخویف اخروی ہے اور مشرکین کے نہ ماننے کی وجہ کا بیان ہے۔ جو شخص جان بوجھ کر اللہ کے قرآن سے اندھا بن جائے اور محض ضد و عناد کی وجہ سے اس کا انکار کرے، تو ہم اس کی قبول حق کی صلاحیت سلب کر لیتے ہیں اور شیاطین کو ان پر مسلط کر دیتے ہیں جو ہر وقت ان کے ساتھ رہتے اور انھیں راہ توحید سے گمراہ کرتے ہیں مختلف حیلوں سے اور جھوٹی آرزوئیں دلا کر انھیں غیر اللہ کی عبادت اور پکار پر اکساتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں اور سیدھی راہ پر چل رہے ہیں۔ حتی اذا جاءنا الخ یعنی اب تو مشرکین آنکھیں بند کر کے شیاطین کی پیروی کر رہے ہیں اور حق کو نہیں مانتے اور اللہ کی توحید سے اعراض کرتے ہوئے اس کے لئے نائب تجویز کرتے ہیں، لیکن جب قیامت کے دن ہمارے سامنے حاضر ہوں گے

زجر مع تخویف ۱۲ | علت نفور بجز ۱۲ | زجر بیان شیطان انکاری ۱۲ | تخویف دنیوی ۱۲ | دلیل وحی ۱۲

ع ۳ ۹

لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ

مگر برتنا ۲۳ دنیا کی زندگانی کا اور آخرت تیرے رب کے یہاں

لِلْمُتَّقِيْنَ ۝۳۵ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ

انہیں کیلئے ہے جو ڈرتے ہیں ف اور جو کوئی آنکھیں چرائے ۲۴ رحمٰن کی یاد سے ہم اس پر مقرر کر

لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝۳۶ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ

دیں ایک شیطان پھر وہ رہے اس کا ساتھی اور وہ انکو روکتے رہتے ہیں راہ

السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۳۷ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا

سے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم راہ پر ہیں یہاں تک کہ جب ہمارے پاس

قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ

کہے کسی طرح مجھ میں اور تجھ میں فرق ہو مشرق مغرب کا سا کہ کیا برا

الْقَرِيْنُ ۝۳۸ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ

ساتھی ہے ف اور کچھ فائدہ نہیں تم کو ۲۵ آج کے دن جبکہ تم ظالم ٹھہر چکے اس بات سے

فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝۳۹ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ

کہ تم عذاب میں شامل ہو ف سو کیا تو سنائے گا ۲۶ بہروں کو یا

تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۴۰ فَاِمَّا

سمجھائے گا اندھوں کو اور صریح غلطی میں بھٹکتوں کو پھر کبھی

نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ۝۴۱ اَوْ نُرِيَنَّكَ

ہم تجھکو یہاں سے ۲۷ لے جائیں تو ہم کو ان سے بدلا لینا ہے یا تجھ کو دکھا دیں

الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ۝۴۲ فَاسْتَمْسِكْ

جو ان سے وعدہ ٹھہرایا ہے تو یہ ہمارے بس میں ہیں سو تو مضبوط ۲۸ پکڑے رہ

بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۴۳

اسی کو جو تجھ کو حکم پہنچا تو ہے بے شک سیدھی راہ پر

اور ان پر حقیقت حال واضح ہو جائے گی، تو ہر کافر اپنے شیطان قرین سے کہیگا اے کاش دنیا میں، میں تیرا منہ بھی نہ دیکھتا، میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا، تو کیسا ہی بدترین ساتھی تھا۔ تو نے مجھے گمراہ کر کے میری عاقبت برباد کر دی ۲۵ ولن ینفعکم (الآیۃ) اذ ظلمتم، مفعول جملہ کی علت ہے اور جملہ کے درمیان واقع ہے۔ اور انکم فی العذاب مشترکون جملہ بتأویل مفرد، لن ینفع کا فاعل ہے۔ (مدارک) قیامت کے دن مشرکین

موضح قرآن ف یعنی کا فر کو اللہ نے پیدا کیا۔ کہیں تو اس کو آرام دے۔ آخرت میں تو عذاب ہے دنیا ہی میں آرام ملتا۔ مگر ایسا ہو تو سب وہی کفر پکڑ لیں۔ ف۲ یعنی دنیا میں شیطان کے مشورے پر چلتا ہے اور وہاں اسکی صحبت سے پچھتاوے گا اس طرح کا ساتھی کسی کو جن ملتا ہے۔ کسی کو آدمی۔ ف۳ یعنی کافر کہیں گے خوب ہوا کہ انہوں نے ہمیں عذاب میں ڈلوایا یہ بھی نہ بچے۔ لیکن اس کو کیا فائدہ اگر دوسرا بھی پکڑا گیا۔

تمنا کرینگے کہ وہ شیاطین جن و انس جنہوں نے انھیں گمراہ کیا ہے انھیں بھی ان کے ساتھ عذاب میں شریک کیا جائے۔ ان سے کہا جائیگا چونکہ تم خود بھی ظالم اور مشرک ہو، اس لئے اس سے تمہیں کچھ بھی فائدہ نہیں ہوگا۔ کہ تمہارے ساتھ تمہارے پیشوایان شرک بھی شریک عذاب ہوں، کیونکہ ان کے شریک عذاب ہونے سے تم عذاب سے بچ نہیں جاؤگے اور نہ تمہارے عذاب میں کوئی تخفیف ہی ہوگی۔ یعنی لاینفعکم الاشتراك فی العذاب ولا یخفف الاشتراك عنکم العذاب لان لکل واحد من الکفار والشیاطین الحظ الاوفر من العذاب (معالم وخازن ج ۶ ص ۱۳۵) ف۲۶ افانت تسمع۔ الآیۃ۔ یہ زجر ہے

وَإِنَّهُۥ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۖ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُونَ ﴿٤٤﴾ وَ
اور یہ مذکور رہے گا تیرا اور تیری قوم کا اور آگے تم سے پوچھ ہوگی اور
سْـَٔلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رُّسُلِنَآ أَجَعَلْنَا
پوچھ دیکھ جو رسول بھیجے ہم نے ف۱ تجھ سے پہلے کبھی ہمنے رکھے
مِن دُونِ ٱلرَّحْمَٰنِ ءَالِهَةً يُعْبَدُونَ ﴿٤٥﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا
ہیں رحمٰن کے سوائے اور حاکم کہ پوجے جائیں ف اور ہم نے بھیجا
مُوسَىٰ بِـَٔايَٰتِنَآ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَإِي۟هِۦ فَقَالَ إِنِّى رَسُولُ
موسیٰ کو سنکے اپنی نشانیاں دیکر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس تو کہا میں بھیجا ہوا ہوں
رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٤٦﴾ فَلَمَّا جَآءَهُم بِـَٔايَٰتِنَآ إِذَا هُم مِّنْهَا
جہان کے رب کا پھر جب لایا ان کے پاس ہماری نشانیاں وہ تو لگے ان پر
يَضْحَكُونَ ﴿٤٧﴾ وَمَا نُرِيهِم مِّنْ ءَايَةٍ إِلَّا هِىَ أَكْبَرُ مِنْ
ہنسنے اور جو دکھلاتے گئے ہم انہیں نشانی سو پہلی سے
أُخْتِهَا ۖ وَأَخَذْنَٰهُم بِٱلْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤٨﴾
بڑی اور پکڑا ہم نے انکو تکلیف میں تا کہ وہ باز آئیں
وَقَالُوا۟ يَٰٓأَيُّهَ ٱلسَّاحِرُ ٱدْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِندَكَ ع
اور کہنے لگے اے جادوگر ف۳۱ پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسے سکھلا رکھا ہے تجھ کو
إِنَّنَا لَمُهْتَدُونَ ﴿٤٩﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ ٱلْعَذَابَ إِذَا هُمْ
ہم ضرور راہ پر آجائیں گے ف۱ پھر جب اٹھالی ہمنے ان پر سے تکلیف تبھی وہ
يَنكُثُونَ ﴿٥٠﴾ وَنَادَىٰ فِرْعَوْنُ فِى قَوْمِهِۦ قَالَ يَٰقَوْمِ
وعدہ توڑ ڈالتے اور پکارا فرعون نے اپنی قوم میں سنکے بولا اے میری قوم
أَلَيْسَ لِى مُلْكُ مِصْرَ وَهَٰذِهِ ٱلْأَنْهَٰرُ تَجْرِى مِن تَحْتِىٓ ۖ
بھلا میرے ہاتھ میں نہیں حکومت مصر کی اور یہ نہریں چل رہی ہیں میرے محل کے نیچے

ع ۱۰

دلیل نقلی اجمالی از انبیاء علیہم السلام ۱۲

دوسری دلیل نقلی تفصیلی ۱۲

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کو توحید کی دعوت دینے میں انتہائی کوشش فرماتے اور افہام و تفہیم کا ہر ممکن طریقہ اختیار کرتے مگر ان کی طرف سے انکار و جحود کے سوا کچھ بھی ظاہر نہ ہوتا۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا جو لوگ حق سے اعراض کی انتہا کو پہنچ چکے ہوں جن سے مہر جباریت کی وجہ سے حق کو سمجھنے کی صلاحیتیں ہی سلب کرلی گئی ہوں اور وہ کھلی اور خود اختیار کردہ گمراہی میں مستغرق ہوں، کیا آپ ان کو راہ راست پر لاسکتے ہیں؟ استفہام انکاری ہے۔ یہ لوگ حق کو سننے سے بہرے اور دیکھنے سے اندھے ہوچکے ہیں، اس لئے وہ ہدایت کو کبھی قبول نہیں کریں گے ف۲۷ فامانذ ھبن بك۔ (الآیتین) یہ تخویف دنیوی ہے۔ یہ معاندین اور کفر و شرک کے سرغنے دنیا میں بھی ہماری گرفت سے نہیں بچ سکتے ہم انہیں ان کے عناد و تعنت اور انکار و جحود کی دنیا ہی میں سخت سزا دیں گے اور اگر دنیا میں ہم نے کسی مصلحت سے کسی معاند و سرکش کو نہیں پکڑا تو آخرت کے عذاب سے تو کسی حال میں نہیں بچ سکے گا، اگر ہم آپ کو دنیا سے اٹھالیں اور آپ کے سامنے ان کو عذاب نہ دیں تو بھی ان سے دنیا یا آخرت میں انتقام لیکر چھوڑینگے اور اگر ہم چاہیں کہ ان پر آنے والا عذاب آپ کو دکھا دیں اور آپ انکو بچشم خود عذاب میں مبتلا دیکھ لیں، تو ہم ایسا بھی کرسکتے۔ جیسا کہ جنگ بدر کے موقع پر قتل اور قید و بند کا جو عذاب اللہ نے مشرکین پر مسلط فرمایا، اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اپنی آنکھوں سے دیکھا، بلکہ اپنے ہاتھوں سے اسکی تکمیل فرمائی۔ قال ابن عباس قد اراہ اللہ ذلك یوم بدر (قرطبی ج ۱۶ ص ۹۲) ف۲۸ فاستمسك (الآیتین) یہ دلیل وحی ہے۔ معاندین اگر نہیں مانتے، تو آپ اس سے غمگین نہ ہوں اور اس سے آپ کو یہ وہم بھی نہ ہو کہ شاید آپ صحیح راستے پر نہیں ہیں۔ آپ اللہ کی وحی سے تمسک کریں اور دعوت توحید کو نہ چھوڑیں، آپ سیدھی راہ پر ہیں، آپ کا دین سچا اور آپکی دعوت سراپا حق ہے اور معاندین اس لئے نہیں مانتے کہ ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے وانہ لذکر لك (الآیۃ) ذکر کے معنی شرف کے ہیں یا پند و نصیحت یعنی یہ قرآن آپ کیلئے

موضح قرآن ف یعنی کسی دین میں شرک روا نہیں رکھا اور پوچھ دیکھ یعنی جس وقت ان کی ارواح سے ملاقات ہو یا ان کے احوال کتابوں سے تحقیق کرو۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مسلمان شویم ۱۲۔

اور آپ کی قوم کے لئے ایک بہت بڑا شرف ہے کیونکہ یہ قرآن ان کی زبان میں اور انہی میں سے ایک فرد پر نازل ہوا ہے۔ اس لئے انہیں چاہیئے کہ وہ اسکو مان لیں تاکہ دنیا و آخرت میں اسکی برکات سے بہرہ یاب ہو سکیں۔ یہ قرآن آپ کے لئے اور آپکی قوم کے لئے پند و نصیحت اور صحیفۂ موعظت ہے جو تمام بنیادی عقائد اور ضروری شرائع و احکام پر مشتمل ہے۔ قیامت کے دن قرآن کے بارے میں تم سب سے سوال ہوگا کہ تم نے اس سے کیا برتاؤ کیا، اس پر عمل کرنے کا حق ادا کیا یا نہیں؟ یعنی القراٰن شرف لك ولقومك من قریش، اذ نزل بلغتهم و علی رجل منهم (قرطبی ج ۱۶ ص ۹۳) قال الحسن القوم هنا امته و المعنی و انه لتذکرة وموعظة (بحر ج ۸ ص ۱۸)

۲۹ و سئل من ارسلنا (الآیۃ) دلیل نقلی تفصیلی کے بعد یہ دلیل نقلی اجمالی ہے از جملہ انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ یعنی اپنے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حال تو تم نے سُن لیا کہ وہ توحید کے بہت بڑے داعی تھے۔ اب یہ بتاؤ کیا دیگر انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی کو ہم نے غیر اللہ کی عبادت اور پکار کا حکم دیا تھا؟ یعنی ہم نے تو اسکا حکم نہیں دیا تھا پھر تم نے یہ مسئلہ کہاں سے نکال لیا؟ انبیاء علیہم السلام سے سوال کرنے سے حقیقۃً سوال کرنا مراد نہیں، بلکہ مجازاً ان سے سوال کرنا مراد ہے جسکی دو صورتیں ہیں اوّل یہ کہ ان کی اصلی اور غیر محرّف کتابوں اور ان کے صحیفوں کی روشنی میں ان کے ادیان کی تحقیق و جستجو کرو۔ کیا ان میں کہیں غیر اللہ کی عبادت اور پکار کا کوئی حکم یا جواز موجود ہے؟ لیس المراد بسؤال الرسل حقیقة السؤال ولکنه مجاز عن النظر فی ادیانهم والفحص عن مللهم هل جاءت عبادة الاوثان قط فی ملة من ملل الانبیاء (مدارک ج ۴ ص ۹۱) دوم یہ کہ گذشتہ پیغمبروں کی امتوں اور ان کے انصاف پسند علماء (مومنین اہل کتاب) سے دریافت کیا کرو ان کے دینوں میں غیر اللہ کی عبادت اور پکار کی اجازت ہے؟ وقال اکثر المفسرین معناه واسئل امم من ارسلنا من قبلك وعلماء دینهم یعنی مؤمنی اهل الکتاب وهذا قول ابن عباس فی سائر الروایات ومجاهد وقتادة والضحاك والسدی والحسن والمقاتلین (مظہری ج ۸ ص ۳۵۳) اس سے اہل بدعت کا استدلال باطل ہو گیا کہ اس آیت میں تمام انبیاء علیہم السلام سے سوال کرنے کا حکم ہے اور سوال اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ سب آپ کے پاس موجود ہوں تو اس سے ثابت ہوا کہ تمام انبیاء علیہم السلام حاضر و ناظر تھے۔ گذشتہ تفصیل کر اس استدلال کا بطلان ظاہر ہے کیونکہ اس آیت میں انبیاء علیہم السلام سے حقیقۃً سوال کرنا مقصود نہیں بلکہ ان کی غیر محرّف کتابوں اور ان کی امتوں کے حق پسند علماء سے تحقیق کرنا مقصود ہے۔

۳۰ ولقد ارسلنا موسیٰ۔ یہ دوسری دلیل نقلی تفصیلی ہے از موسیٰ علیہ السلام اور لو لا نزل هذا القراٰن الخ سے متعلق ہے۔ جس طرح مشرکین عرب آپ پر از راہ عناد و مکابرہ اعتراض کرتے ہیں، اسی طرح کے اعتراضات فرعون نے موسےٰ علیہ السلام پر کئے تھے۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو دلائل و معجزات دے کر فرعون اور اس کے ارکان سلطنت کے پاس بھیجا، جب وہ ہماری آیات کے ساتھ ان کے پاس آئے تو وہ ان کو دیکھتے ہی استہزاء و تمسخر کے انداز میں ہنسنے لگے اور معجزات کو جادو کہنے لگے وما نریهم من اٰیة الخ ہم نے ان کو ایک سے ایک بڑھ کر اپنے نشانات اور معجزات دکھائے اور انھیں مختلف اقسام عذاب میں گرفتار کیا تاکہ وہ انکار و جحود سے باز آجائیں۔ والمراد وصف الکل بالکبر کقولك رأیت رجالا بعضهم افضل من بعض (بیضاوی)

۳۱ وقالوا یاٰیّه السحر (الآیۃ) ان کے عناد و استکبار کی انتہا تھی کہ جب وہ کسی عذاب میں مبتلا ہوجاتے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہہ کر پکارتے اور کہتے اپنے رب کو پکار کر وہ اپنا وعدہ پورا کرے کہ اگر یہ ایمان لے آئیں تو ان سے عذاب ہٹا لیا جائیگا۔ اس لئے اللہ سے دعا مانگ کہ اس عذاب کو ہٹالے تو ہم پختہ عہد کرتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئیں گے اور ہدایت قبول کرینگے۔ ای بما اخبرنا عن عهده الیك انا ان اٰمنا کشف عنا، فسله یکشف عنا انا لمهتدون ای فیما یستقبل (قرطبی ج ۱۶ ص ۹۸) فلما کشفنا عنهم (الآیۃ) یہ بار بار ان کی عہد شکنی کا بیان ہے۔ ہر عذاب کے بعد وہ موسیٰ علیہ السلام سے پختہ عہد کرتے کہ اگر یہ عذاب ہم سے اٹھا لیا جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے، لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالیٰ عذاب کو اٹھا لیتا تو وہ اپنا عہد پورا نہ کرتے اور ایمان لانے کے بجائے اپنے گذشتہ کفر و طغیان پر قائم رہتے۔ ینکثون ینقضون العهد بالایمان ولا یفون به (مدارک ج ۴ ص ۹۲)

۳۲ ونادیٰ فرعون ـــ تا ـــ مقترنین ٥ فرعون کے غرور و استکبار اور اسکی تعلّی کا بیان ہے۔ فرعون نے جب دیکھا کہ بار بار موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے عذاب ہٹ جاتا ہے، تو اسے خطرہ لاحق ہوا کہیں اسکی قوم کے دلوں میں اسکی عظمت نہ بیٹھ جائے اور ان کے دل اس کی طرف مائل نہ ہوجائیں اس لئے اپنی ساری رعیت میں یہ اعلان کرایا تاکہ اسکی حکومت و سلطنت اور شان و شوکت کا رعب قوم کے دلوں پر مضبوط ہو جائے۔ اور وہ موسےٰ علیہ السلام پر اسکو ترجیح دیں۔ میری قوم کے لوگو! کیا تم دیکھتے نہیں کہ میں ملک مصر کا مطلق العنان حکمران ہوں اور یہ نہریں میرے حکم سے چل رہی ہیں۔ کیا میں جو اس وسیع سلطنت کا بادشاہ اور اس ملک میں پورے اختیارات کا مالک ہوں تمہارے لئے بہتر ہوں۔ یا یہ موسیٰ جو میرے مقابلہ میں نہایت حقیر اور ناچیز ہے اور اپنے مدعا پر واضح اور روشن حجت بھی پیش نہیں کر سکتا۔ یا صاف اور روانی سے بول بھی نہیں سکتا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی زبان میں معمولی سی لکنت باقی تھی لیکن فرعون نے مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہوئے اور اپنی بات میں زور پیدا کرنے کے لئے ولا یکاد یبین کہہ دیا۔ یا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے مدعا پر واضح برہان نہیں لاسکتا اس صورت میں بھی یہ کلام محض عناد و مکابرہ پر مبنی ہے لایبین حجته الدالة علی صدقه فیما یدعی (بحر ج ۸ ص ۲۳)

أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٥١﴾ أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ
کیا تم نہیں دیکھتے ٹ بھلا میں ہوں بھی بہتر اس شخص سے جس کو کچھ
مَهِينٌ ۙ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ ﴿٥٢﴾ فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ
عزت نہیں اور صاف نہیں بول سکتا ف ١ پھر کیوں نہ آپڑے اس پر کنگن ٣٤
مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ﴿٥٣﴾
سونے کے یا آتے اس کے ساتھ فرشتے پرا باندھ کر ق
فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا
پھر عقل کھودی اپنی قوم کی ٣٤ پھر اسی کا کہنا مانا مقرر وہ تھے لوگ
فَاسِقِينَ ﴿٥٤﴾ فَلَمَّا آسَفُونَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ
نافرمان پھر جب ہم کو غصہ دلایا تو ہم نے ان سے بدلا لیا پھر ڈبو دیا ان
ع ٥ ١١
أَجْمَعِينَ ﴿٥٥﴾ فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَفًا وَمَثَلًا لِّلْآخِرِينَ ﴿٥٦﴾ وَ
سب کو پھر کر ڈالا انکو گئے گذرے اور ایک نظیر پچھلوں کے واسطے اور
لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ
جب مثال لائے مریم کے بیٹے کی ٣٥ تبھی قوم تیری اس سے
يَصِدُّونَ ﴿٥٧﴾ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ
چلانے لگتے ہیں ف ٢ اور کہتے ہیں ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ یہ مثال جو ڈالتے ہیں
لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ﴿٥٨﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا
تجھ پر سو جھگڑنے کو بلکہ یہ لوگ ہیں جھگڑالو وہ کیا ہے ایک
عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾
بندہ ہے کہ ہم نے اس پر فضل کیا اور کھڑا کر دیا اسکو بنی اسرائیل کے واسطے
وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ
اور اگر ہم چاہیں نکالیں تم میں سے فرشتے رہیں زمین میں

٣٤ فلو لا القی علیه (الآیۃ) امام مجاہدؒ فرماتے ہیں اس زمانے کا دستور تھا کہ جس شخص کو سرداری کیلئے منتخب کرتے اسے سونے کے کنگن اور سونے کا طوق پہناتے یہ چیز سیادت کی علامت سمجھی جاتی تھی۔ فرعون نے کہا اگر واقعی اللہ نے موسیٰ کو رسالت کے لئے چنا ہے جیسا کہ اس کا خیال ہے تو یہ تو بہت بڑی سیادت ہے پھر اس کو اس کے خدا نے سونے کے کنگن کیوں نہیں پہنائے ؟ گویا جو پیغمبر ہو اُسے دنیوی شان و شوکت بھی حاصل ہونی چاہیئے جیسا کہ مشرکین عرب کا خیال تھا کہ رسالت مکہ اور طائف کے کسی بڑے رئیس کو ملنی چاہیئے تھی۔ یا اگر وہ واقعی خدا کا رسول ہے تو فرشتوں کی ایک جماعت ہر وقت اس کے ساتھ رہتی۔ وہ اسکی تصدیق کرتے اور اس کے مخالفوں کے مقابلے میں اسکی مدد کرتے ٣٤ فاستخف قومه فرعون نے اپنی قوم کو جاہل اور خفیف العقل پایا۔ اور انہیں گمراہی پر اکسایا، تو ساری قوم اس کے پیچھے چل پڑی وہ سب تھے ہی فاسق اور بدکردار اس لئے فوراً ہی انہوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے اشاروں پر ناچنے لگے۔ استخف عقولهم فدعاهم الى الضلالة فاستجابوا له۔ (ابن کثیر ج ٤ ص ١٣٠) فلما اسفونا انتقمنا۔ جب فرعون اور اس کی قوم نے عناد و مکابرہ اور غرور و استکبار سے دعوت توحید کو ٹھکرا کر، ہمارے پیغمبر موسےٰ علیہ السلام کو اور ایمان والوں کو ہولناک اذیتیں پہنچا کر اور حق والوں کا تمسخر اڑا کر ہمارے غیظ و غضب کو دعوت دی تو ہم نے ان سب کو دریا میں غرق کر کے ان سے انتقام لیا۔ فجعلنهم سلفا (الآیۃ) اور ان کو بعد میں آنیوالے کفار و مشرکین کے لئے قصہ پارینہ اور عبرت و موعظت کا ایک نمونہ اور ضرب المثل بنا دیا۔ تاکہ بعد میں آنیوالے ان کے انجام سے عبرت حاصل کریں یعنی جعلنا المتقدمین الماضین عبرة و موعظة لمن یجئ من بعدهم (خازن ج ٦ ص ١٣٨) حدیثا عجیب الشان سائرا مسیر المثل یضرب بهم الامثال ویقال مثلکم مثل قوم فرعون (مدارک ج ٤ ص ٩٢) ٣٥ ولما ضرب ابن مریم مثلا ــ تا ــ من عذاب یوم الیم ۔ یصدون یصیحون و یضحکون (بحر، جلالین) یعنی شور مچاتے ہیں اور ہنستے ہیں۔ جب عیسیٰ ابن مریم کی مثال بیان کی جاتی ہے، تو آپ کی قوم یعنی مشرکین قریش مارے خوشی کے آپے سے باہر ہو جاتے ہیں ہنستے اور شور مچاتے ہیں۔ ان آیتوں کا ماقبل سے ربط چار طرح پر ہے۔ سب سے زیادہ مناسب شاہ ولی اللہ دہلوی رحؒ کا قول ہے، کیونکہ اس کے مطابق اس آیت کا ماقبل سے ربط واضح تر ہے۔ وسئل من ارسلنا من

موضح قرآن ف ١ اس گرد و پیش کے ملکوں میں مصر کا حاکم بڑا ہوتا تھا اور نہریں اسی نے بنائی تھیں۔ نیل دریا کا پانی اپنے باغ میں لایا تھا کاٹ کر ف ٢ یہ کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ف ٣ وہ آپ کنگن پہنتا تھا جواہر کے مکلف اور جس پر مہربان ہوتا سونے کے کنگن پہناتا اور اس کے سامنے فوج کھڑی ہوتی تھی پرا باندھ کر ف ٤ یعنی قرآن میں ان کا ذکر آوے تو اعتراض کرتے ہیں کہ ان کو بھی خلق پوجتے ہیں انھیں کیوں خوبی سے یاد کرتے ہو اور ہمارے پوجوں کو برا کہتے ہو۔

فتح الرحمٰن ف ١ یعنی در زبان حضرت موسیٰ علیہ السلام لکنت بود ١٢ ف ٢ مترجم گوید بدین مسئلہ کہ ہیچکس غیر خدا بتعالیٰ معبود نیست مشرکان ایراد کردند کہ ترسایان عیسیٰ را می پرستند و اگر وی نیز معبود نبود راضی شدیم کہ آلہہ ما با عیسیٰ باشند و گمان کردند کہ بحجت غالب آمدند خدا بتعالیٰ کشف شبہہ فرمود واللہ اعلم ١٢۔

قبذلك الخ سے ثابت ہو گیا کہ کسی پیغمبر کی شریعت میں غیر اللہ کی عبادت کی اجازت نہیں تھی، کیونکہ اللہ کے سوا کوئی معبود (لائق عبادت) نہیں۔ اس پر مشرکین نے اعتراض کیا کہ نصاریٰ عیسےٰ علیہ السلام کی پرستش کرتے ہیں، اگر حقیقت میں وہ بھی عبادت کے لائق نہیں تھے، جیسا کہ ہمارے معبودوں کے بارے میں تم کہتے ہو تو ہم راضی ہیں کہ ہمارے معبود اور عیسیٰ (علیہ السلام) ایک ہی جگہ میں ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے شبہے کا ازالہ فرمایا (فتح الرحمٰن) جواب شبہہ آگے آ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی عبادت کا کسی کو حکم نہیں دیا تھا، بعد میں باغیوں نے اُن کی عبادت شروع کر دی۔ دوم یہ ہے کہ جب آیت انکم

يَخْلُفُونَ ⓿٢٠ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا
تمہاری جگہ ف۱ اور وہ نشان ہے قیامت کا ف۲ سو اس میں شک مت کرو
وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ٢١ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ
اور میرا کہا مانو یہ ایک سیدھی راہ ہے ف۳ اور نہ روک دے تم کو
الشَّيْطَانُ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ٢٢ وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ
شیطان وہ تو تمہارا دشمن ہے صریح اور جب آیا عیسیٰ ف۴
بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم
نشانیاں لے کر بولا میں لایا ہوں تمہارے پاس پکی باتیں اور بتلانے کو
بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ٢٣
بعضی وہ چیز جس میں تم جھگڑتے تھے سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو
إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ
بیشک اللہ جو ہے وہی ہے ف۳ رب میرا اور رب تمہارا سو اسی کی بندگی کرو یہ ایک سیدھی
مُّسْتَقِيمٌ ٢٤ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِن بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ
راہ ہے پھر پھٹ گئے کتنے ف۵ فرقے ان کے بیچ سے سو خرابی ہے
لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ ٦٥ هَلْ
گنہگاروں کو آفت سے دکھ والے دن کی ف۶ اب یہی ہے
يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا
کہ راہ دیکھتے ہیں قیامت کی ف۷ کہ آ کھڑی ہو اُن پر اچانک اور ان کو
يَشْعُرُونَ ٦٦ الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ
خبر بھی نہ ہو جتنے دوست ہیں اُس دن ایک دوسرے کے
عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ٦٧ يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ
دشمن ہوں گے مگر جو لوگ ہیں ڈر والے ف۸ اے بندو لگے میرے نہ ڈر ہے تم پر آج کے دن

ع ۱۲

منزل ۶

حاشیہ: ۱۔ تخویف اخروی ۱۲ — ۲۔ تیسری دلیل نقلی تفصیلی ۱۲ — ۳۔ ازالہ شبہ تحریف ۱۲ — ۴۔ جواب سوال مقدر ۱۲ — ۵۔ تخویف اخروی ۱۲ — ۶۔ بشارت اخروی ۱۲

وما تعبدون من دون الله حصب جهنم انتم لها واردون ٥ (انبیاء ع ۷) نازل ہوئی، تو عبداللہ بن الزبعری نے کہا اگر یہ صحیح ہے کہ تمام معبود غیر اللہ بھی جہنم میں جائیں گے، تو نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کی اور یہود عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں، تو کیا وہ بھی دوزخ میں جائینگے؟ اس تمثیل پر مشرکین بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے ہمارے معبود اچھے ہیں یا عیسیٰ علیہ السلام اور اگر عیسےٰ معبود ہونے کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے (عیاذاً باللہ) تو ہمارے معبود اگر جہنم میں چلے گئے تو کوئی بات نہیں ہمیں منظور ہے ای ءالهتنا خير عندك ام عيسى عليه السلام، فان كان فى النار فلتكن ءالهتنا معه (بیضاوی)، اس کا جواب سورۂ انبیاء کی محولہ بالا آیات کے متصل بعد ہی مذکور ہے کما مر ملاحظہ ہو تفسیر سورۂ انبیا ص ۲۵، حاشیہ (۱۷) مشرکین نے یہ تمثیل حق سمجھنے اور حق و باطل میں تمیز کرنے کے لئے نہیں بیان کی بلکہ محض جدال و مخاصمت کی غرض سے بیان کی ہے اور یہ لوگ ہیں ہی نہایت جھگڑالو۔ ان هو الا عبد الخ عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نہایت ہی عظیم المرتبت رفیع المنزلت بندے ہیں جن پر ہم نے بڑے بڑے احسانات کئے اور ان کو بغیر باپ پیدا کر کے بنی اسرائیل کے لئے ان کی ذات کو ایک اعجوبۂ روزگار اور ضرب المثل بنا دیا مگر اس کے باوجود وہ معبودیت کے مستحق نہیں تھے۔ فهو مرفوع المنزلة على القدر لكن ليس له من استحقاق المعبودية من نصيب (روح ج ۲۵ ص ۹۳) سوم مشرکین کہتے ہم تو فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ہمارے معبود فرشتے ہیں۔ تو کیا ہمارے معبود اچھے ہیں یا عیسیٰ؟ تو اگر وہ معبود اور ابن اللہ ہو سکتا ہے تو ہمارے معبود بطریق اولیٰ خدا کی بیٹیاں ہیں۔ ءالهتنا الملائكة خير ام عيسى عليه السلام فاذا جاز ان يعبد ويكون ابن الله كانت ءالهتنا اولى بذلك (بیضاوی) اس کا جواب دیا گیا کہ ولو نشاء لجعلنا (الآیۃ) یعنی فرشتہ ہونا یا فرشتوں کے بعض آثار کا حامل ہونا تو معبود ہونے کی کوئی دلیل نہیں اگر ہم چاہیں تو تمہیں ہلاک کر کے زمین میں تمہاری جگہ فرشتے پیدا کر دیں منكم بدلكم (مدارک) اس صورت میں یہ تخویف دنیوی ہے یا اگر چاہیں تو تمہاری نسل سے فرشتے پیدا کر دیں۔ موضح قرآن

موضح قرآن ف۱ یعنی عیسےٰ میں آثار فرشتوں کے سے تھے اس سے معبود نہیں ہوتا ہم چاہیں تو تمہاری نسل سے ایسے لوگ پیدا کر دیں۔ ف۲ حضرت عیسیٰ کا آنا نشان قیامت کا ہے۔ ف۳ یہود اُن کے منکر ہوئے اور نصاریٰ قائل ہوئے۔ پھر نصاریٰ پیچھے کئی فرقے ہوئے کوئی خدا کا بیٹا بتاوے کوئی خدا کو تین جگہ کوئی اور کچھ کہیں۔ ف۴ اُس دن دوست سے دوست بھاگے گا کہ اس کے سبب سے کہیں میں نہ پکڑا جاؤں۔

میں ہے۔ یعنی عیسیٰ میں آثار فرشتوں کے سے تھے، اس سے معبود نہیں ہوتا، اگر چاہیں تمہاری نسل سے ایسے لوگ پیدا کریں۔ لجعلنا منکم ای لخلقنا منکم ای من الانس (مظہری ج ۸ ص ۳۵۹) فرشتے بھی چونکہ مخلوق ہی ہیں، اس لئے معبود نہیں ہو سکتے۔ چہارم شاہ عبدالقادر دہلوی رح فرماتے ہیں۔ مشرکین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے کہ تم ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہو، لیکن عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آتا ہے تو ان کو خوبی سے یاد کرتے ہو حالانکہ لوگ (نصاریٰ) ان کی بھی پوجا کرتے ہیں۔ اس کا جواب دیا گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو اپنی عبادت کا حکم نہیں دیا وہ تو توحید ہی کی تعلیم دیتے تھے اور قابل مذمت وہ معبود ہے جو اپنی عبادت آپ کرائے۔

۳۶ و انہ لعلم للساعۃ۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ انہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا قیامت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ جو عیسےٰ علیہ السلام کو بغیر باپ پیدا کر سکتا ہے وہ انسان کو موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانے میں نزول قربِ قیامت کی علامت ہے۔ وقال ابن عباس و مجاھد و قتادۃ والحسن والسدی و الضحاک و ابن زید ای وان خروجہ لعلم للساعۃ یدل علی قرب قیامہا اذ خروجہ شرط من اشراطہا وھو نزولہ من السماء فی اخر الزمان (بحر ج ۸ ص ۲۵) قیامت میں شک مت کرو۔ وہ ضرور آنیوالی ہے اور میری شریعت اور میرے احکام کی پیروی کرو یہی سیدھی راہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا مقولہ ہے یا واتبعون سے پہلے قل مقدر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ اعلان کریں کہ توحید میں اور تمام شرائع میں میرا اتباع کرو یہی صراط مستقیم اور سیدھا راستہ ہے۔ واتبعون واتبعوا ھدای او شرعی (بیضاوی) وقل لھم اتبعون علی التوحید ھذا الذی امرکم بہ صراط مستقیم (جلالین) واتبعون ای فی التوحید وفیما ابلغکم عن اللہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۰۷) اور دیکھنا شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے، اس سے خبردار رہنا، کہیں وہ تم کو اس سیدھی راہ سے ہٹا کر شرک وضلالت کی راہ پر نہ ڈالدے۔

۳۷ و لما جاء عیسیٰ ــــ تا ــــ ھذا صراط مستقیم ۔ تیسری دلیل نقلی تفصیلی از حضرت عیسیٰ علیہ السلام نیز جواب شبہۂ مشرکین۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب بنی اسرائیل کے پاس دلائل واضحہ اور معجزات قاہرہ لے کر آئے، تو فرمایا میں تمہارے پاس ایک ایسی کتاب (انجیل) لے کر آیا ہوں جو علم وحکمت سے لبریز اور شرائع و احکامِ الٰہیہ کی ترجمان ہے اور میں اس لئے آیا ہوں تاکہ تورات کے جن مسائل میں تم باہم مختلف ہو چکے ہو ان کو واضح کروں اور ان میں صحیح فیصلے سے تمہیں آگاہ کروں۔ بالحکمۃ ای الانجیل کما قال القشیری والماوردی (روح ج ۲۵ ص ۹۶) بالحکمۃ ای بالانجیل والشرائع (مدارک ج ۴ ص ۹۴) اس لئے اللہ سے ڈرو، میری مخالفت نہ کرو اور میری اطاعت کرو۔

۳۸ ان اللہ ربی (الآیۃ) یہ مشرکین کے شبہے کا جواب ہے۔ نیز یہ وہ حکم ہے جس میں انھوں نے بنی اسرائیل کو اپنی اطاعت کا حکم دیا تھا۔ یہ ہے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی تعلیم کہ اللہ تعالےٰ میرا اور تم سب کا مالک وکارساز ہے۔ اس لئے صرف اسی کی عبادت کرو اور حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو، اس کی عبادت اور پکار میں کسی کو شریک نہ بناؤ۔ یہی صراط مستقیم اور سیدھی راہ ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے کسی کو بھی اپنی عبادت کا حکم نہیں دیا تھا، بلکہ بعد میں مفسد اور گمراہ پادریوں نے ان کی عبادت کی اور لوگوں کو اس شرک کی تعلیم بھی دی۔ بیان لما امرھم بالطاعۃ فیہ وھو اعتقاد التوحید والتعبد بالشرائع (ھذا) ای ھذا التوحید والتعبد بالشرائع (صراط مستقیم) لا یضل سالکہ (روح ج ۲۵ ص ۹۷)

۳۹ فاختلف الاحزاب (الآیۃ) یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے۔ جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے خود اپنی عبادت کا حکم نہیں دیا تھا تو پھر انھیں کیوں پکارا گیا، تو جواب دیا گیا کہ ان کے رفع کے بعد ان کے متبعین میں اختلاف پڑ گیا اور وہ مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور ان میں سے بعض فرقوں نے ان کو معبود بنا لیا تو ایسے ظالموں کے لئے دردناک عذاب سے ہلاکت وتباہی ہے۔

۴۰ ھل ینظرون۔ یہ مشرکین قریش کے لئے تخویف اخروی ہے۔ یہ مشرکین ایمان نہیں لاتے۔ وہ قیامت کے انتظار میں ہیں کہ وہ اچانک ان پر آجائے۔ تمام مشرکین جو دنیا میں نہایت ہی گہرے دوست ہیں قیامت کے دن ایکدوسرے کے دشمن ہوں گے اور ایک دوسرے کو طعن و ملامت کریں گے۔ اور ہر ایک گمراہی کی ذمہ داری دوسرے پر ڈالے گا۔ یعادی بعضھم بعضا ویلعن بعضھم بعضا (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۰۹) البتہ ایمان والوں کی باہمی دوستی قائم رہے گی اور اس میں کوئی فرق رونما نہیں ہوگا۔ الا المتقین استثناء منقطع ہے اور الا بمعنی لکن ہے۔

۴۱ یٰعباد لاخوف ــــ تا ــــ تأکلون۔ بشارت اخرویہ ہے۔ قیامت کے دن جب میدان حشر میں سب لوگ جمع ہوں گے تو سب پریشان اور گھبرائے ہوں گے اس وقت اللہ کی طرف سے منادی کرنے والا اعلان کرے گا کہ اے میرے بندو! تم پر آج کوئی خوف نہیں اور نہ تمہیں کوئی غم ہوگا۔ آج تم ہر قسم کے خوف وہراس اور غم واندوہ سے آزاد ہو۔ یہ اعلان سن کر کافر بھی اس کے امیدواروں میں شامل ہو جائیں گے اس کا دوسرا اعلان ہوگا۔ الذین اٰمنوا باٰیٰتنا وکانوا مسلمین یعنی میرے وہ بندے خوف وغم سے آزاد ہیں جو دنیا میں میری وحدانیت اور تمام ایمانیات پر ایمان لائے اور میرے فرمانبردار رہے۔ یہ اعلان سن کر کفار مایوس ہو جائیں گے اور ایمان والے اللہ کی رحمت کے امیدوار ہوں گے۔ اس وقت انہیں حکم

ہوگا۔ ادخلوا الجنۃ (الآیۃ) تم اور تمہاری مومن بیویاں خوش وخرم جنت میں داخل ہوجاؤ۔ (کبیر۔ خازن۔ مدارک) ٤٢ یطاف علیھم۔ جنت میں خوبرو غلمان ان کی خدمت میں ہوں گے اور کھانے پینے کی اشیا سونے کی پلیٹوں اور پیالوں میں انھیں پیش کی جائیں گی۔ اس کے علاوہ انہیں جنت میں ہر وہ چیز میسر ہوگی جبکی ان کے دلوں میں خواہش پیدا ہوگی اور جس چیز کو دیکھنے کا ان کی آنکھوں کو شوق ہوگا اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ نہ ان پر موت آئیگی اور نہ جنت کی نعمتیں ہی فنا ہوں گی۔ اہل جنت سے کہا جائے گا دنیا میں جو تم نیک عمل کرتے رہے یہ جنت اور یہ تمام نعمتیں اسی وجہ سے تمہیں عطا ہوئیں۔ اس میں تمہارے لئے بے شمار انواع و اصناف کے میوے اور پھل ہیں جو کبھی ختم نہ ہوں گے خواہ کس قدر تم کھاؤ جس قدر تم کھاؤ گے اس سے دگنے اور پیدا ہوجائیں گے۔ فاکھۃ کثیرۃ بحسب الانواع والاصناف.... وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاینزع رجل فی الجنۃ من ثمرھا الا نبت مثلاھا مکانھا (ابوالسعود ج ٧، ص ٤٥٤) ٤٣ ان المجرمین ــ تا ــ انکم مکثون ۝ یہ تخویف اخروی ہے۔ مشرکین جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے، جہنم کا عذاب نہ کبھی ختم ہوگا اور نہ اس میں کوئی تخفیف اور کمی ہی ہوگی اور وہ عذاب میں نجات سے مایوس ہوکر خاموش ہونگے جس طرح ایک آدمی مایوس اور ناامید ہوکر خاموش ہوجاتا ہے۔ والمبلس الیائس الساکت سکوت یائس من فرج (کبیر ج ٧، ص ٤٥٥) اس دائمی عذاب میں مبتلا کرکے ہم نے ان پر کوئی زیادتی اور ان سے کوئی بے انصافی نہیں کی، بلکہ دنیا میں ہمارے احکام کی خلاف ورزی کرکے انہوں نے خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا اور یہ عذاب ان کے اپنے ہی گناہوں کی سزا ہے۔ جب وہ ہر طرف سے ناامید ہوجائیں گے تو خازن جہنم سے التجا کریں گے کہ اللہ کی بارگاہ میں درخواست کرے کہ وہ موت سے ہمارا خاتمہ کردے تاکہ ہم اس عذاب اور مصیبت سے بچ جائیں، تو وہ جواب دے گا کہ موت تمہیں نہیں آئیگی کیونکہ موت تو عذاب سے نجات کی ایک صورت ہے اور تمہارے لئے نجات نہیں ہے۔ انما لایفعلہ لانہ نجاۃ ولانجاۃ لکم (مہائمی ج ٢ ص ٢٥٩) ٤٤ لقد جئنکم التفات بسوئے اہل مکہ۔ ہم نے اپنا رسول تمہارے پاس حق و صداقت کا پیغام (توحید و شرائع دین) دے کر بھیجا ہے لیکن تم میں سے اکثر لوگ حق کو پسند نہیں کرتے اور توحید اور خدائے واحد کی عبادت اور پکار کے مقابلے میں غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اما الحق المعھود الذی ھو التوحید او القرآن ذکلھم کارھون لہ مشمئزون منہ (ابوالسعود ج ٧ ص ٤٥٤)

وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿٦٨﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا

اور نہ تم غمگین ہوگے جو یقین لائے ہماری باتوں پر اور رہے

مُسْلِمِيْنَ ﴿٦٩﴾ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ

حکم بردار چلے جاؤ بہشت میں تم اور تمہاری عورتیں

تُحْبَرُوْنَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّ

کہ تمہاری عزت کریں لئے پھریں گے ان کے پاس ٤٢ رکابیاں سونے کی اور

اَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ

آبخورے اور وہاں ہے جو دل چاہے اور جس سے آنکھیں آرام پائیں

وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٧١﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ

اور تم ان میں ہمیشہ رہوگے اور یہ وہی بہشت ہے جو

اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٧٢﴾ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ

میراث پائی تم نے بدلے میں ان کاموں کے جو کرتے تھے تمہارے واسطے ان میں بہت

كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٧٣﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ

میوے ہیں ان میں سے کھاتے رہو ف۱ البتہ جو لوگ کہ گنہگار ہیں ٤٣ وہ دوزخ کے

جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿٧٤﴾ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ

عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں نہ ہلکا ہوتا ہے ان پر سے اور وہ اسی میں پڑے

مُبْلِسُوْنَ ﴿٧٥﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٧٦﴾

ہیں آس توڑے اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن تھے وہی بے انصاف

وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿٧٧﴾

اور پکاریں گے اے مالک کہیں ہم پر فیصلہ کرچکے تیرا رب وہ کہے گا تم کو ہمیشہ رہنا ہے ف۲

لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿٧٨﴾

٤٤ ہم لائے ہیں تمہارے پاس سچا دین پر تم بہت لوگ سچی بات سے برا مانتے ہو

تخویف اخروی

التفات بسوئے اہل مکہ

موضح قرآن ف۱ یعنی چن چن کر۔ ف۲ مالک نام ہے فرشتے کا جو دوزخ کا داروغہ ہے۔ کہتے ہیں ہزار برس چلاویں گے تب وہ ایک جواب دیگا ناامیدی کا فیصلہ کرچکے یعنی مار ڈال چکے عذاب کرکر۔

۴۵ ام ابرموا امراً۔ یہ زجر ہے۔ یہ مشرکین مکہ ایک کام کا پختہ فیصلہ کرچکے ہیں یعنی وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے اور دین اسلام کو مٹانے کا منصوبہ بنا چکے ہیں، لیکن ہم ان کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملانے، پیغمبر علیہ السلام کو ان کے ناپاک ہاتھوں سے محفوظ رکھنے اور دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے کا فیصلہ کرچکے ہیں۔ ام یحسبون الخ کیا ان کا خیال ہے کہ ہم ان کی پوشیدہ باتوں اور سرگوشیوں کو نہیں جانتے اور سنتے؟ کیوں نہیں؟ ہم سنتے ہیں اور خوب جانتے ہیں اور اس کے علاوہ ہمارے فرشتے (کراماً کاتبین) بھی ان کے ساتھ ہوتے ہیں اور ان کی ہر بات لکھ رہے ہیں۔ اس لئے ان کا کوئی منصوبہ

اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا
کیا انہوں نے ٹھیرالی ۴۵ ہے ایک بات تو ہم بھی کچھ ٹھیرائیں گے ف کیا خیال رکھتے ہیں کہ ہم نہیں
نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ؕ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَیْهِمْ یَكْتُبُوْنَ ﴿۸۰﴾
سنتے ان کا بھید اور ان کا مشورہ کیوں نہیں اور ہمارے بھیجے ہوئے ان کے پاس لکھتے رہتے ہیں
قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖۗ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ﴿۸۱﴾
تو کہہ اگر ہو رحمٰن کے واسطے اولاد ۴۶ تو میں سب سے پہلے پوجوں
سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا
پاک ذات ہے وہ رب آسمانوں کا اور زمین کا صاحب عرش کا ان باتوں سے
یَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَذَرْهُمْ یَخُوْضُوْا وَیَلْعَبُوْا حَتّٰى یُلٰقُوْا
جو یہ بیان کرتے ہیں اب چھوڑ دے ۴۷ ان کو بک بک کریں اور کھیلیں یہاں تک کہ ملیں
یَوْمَهُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَهُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ
اپنے اس دن سے جس کا ان کو وعدہ دیا ہے اور وہی ہے جس کی بندگی ہے آسمان ۴۸ میں
وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ ؕ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ ﴿۸۴﴾ وَتَبٰرَكَ
اور اس کی بندگی ہے زمین میں اور وہی ہے حکمت والا سب خبردار اور بڑی برکت ہے
الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ۚ وَ
اس کی جس کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اور
عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَلَا یَمْلِكُ
اسی کے پاس ہے خبر قیامت کی اور اسی تک پھر کر پہنچ جاؤ گے اور اختیار نہیں رکھتے
الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ
ف ۳ وہ لوگ جن کو یہ پکارتے ہیں سفارش کا مگر جس نے گواہی دی
بِالْحَقِّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ
سچی اور ان کو خبر تھی ف ۴ اور اگر تو ان سے پوچھے ۴۹ کہ ان کو کس نے بنایا

زجر برائے مجرمین ۱۲

یہ متعلق بابتدائے سورت ۱۲

یہ زجر مع تخویف اخروی ۱۲

یہ دلیل عقلی ۱۲

دعوائے سورت و جواب شبہ مشرکین ۱۲

دلیل نقلی علی سبیل الاعتراف من الخصم ۱۲

کامیاب نہیں ہوگا ہم نے پیغمبر علیہ السلام کو ان کی نظروں سے بچا کر صحیح سلامت مدینہ پہنچایا اور پھر جنگ بدر میں مسلمانوں اور فرشتوں کے ہاتھوں مشرکین کو ذلت و رسوائی سے قتل کرایا اور بعض کو قیدی بنایا۔ کچھ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور ان میں اکثر اسلام کے حلقہ بگوش ہوگئے **۴۶** قل ان کان۔ یہ ابتدائے سورت میں وجعلوا لہ من عبادہ جزءا سے متعلق ہے۔ قرآن مجید کا یہ قاعدہ ہے کہ کبھی ابتدائے سورت کے مضمون کو آخر سورت میں بھی بانداز دیگر ذکر کیا جاتا ہے۔ تاکہ سورت کی ابتدا اور انتہا میں اتحاد و مناسبت ہوجائے۔ دلائل واضحہ اور براہین قاطعہ سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ولد اور نائب نہیں، لیکن اگر بالفرض مشرکین مکہ کے قول کے مطابق اللہ کے لئے ولد اور نائب ثابت ہوجائے تو میں سب سے پہلے اسے مانوں گا اور اسکی تعظیم بجا لاؤں گا۔ اور اس کے مطابق اللہ کی عبادت کروں گا یہ تمثیل نفی ولد میں بطور مبالغہ ذکر کی گئی ہے معنی الآیۃ ان کان للرحمٰن ولد وصح وثبت ذلک ببرھان صحیح توردونہ وحجۃ واضحۃ تدلون بھا فانا اول من یعظم ذلک الولد واسبقکم الی طاعتہ والانقیاد لہ کما یعظم الرجل ولد الملک لتعظیم ابیہ وھذا الکلام وارد علی سبیل الفرض والتمثیل لغرض وھو المبالغۃ فی نفی الولد والاطناب فیہ (کشاف) سبحٰن رب السمٰوٰت الخ لیکن اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان اور عرش عظیم کا مالک ہے اور ساری کائنات میں مدبر و متصرف ہے وہ ولد اور نائب سے پاک اور منزہ ہے **۴۷** فذرھم (الآیۃ) زجر مع تخویف اخروی ان معاندین کو انذار کا حق ادا ہوچکا اور حجت خداوندی ان پر قائم ہوچکی اب انکو کفر و شرک اور عناد و مکابرہ میں گھسنے دو اور دنیا میں لہو و لعب اور عیش و نشاط میں منہمک رہنے دو یہانتک کہ قیامت کے دن

موضح قرآن ف کافروں نے مل کر مشورہ کیا کہ تمہارے تغافل سے اس نبی کی بات بڑھی اب سے جو اس دین میں آوے اسی کے ناتے والے اُس کو مار مار کر الٹا پھیریں اور جو شہر میں اوپری آوے اس کو پہلے سُنا دو کہ اس شخص کے پاس نہ بیٹھے سو اللہ نے ٹھیرایا اُن کا خراب کرنا ف۲ ہر آدمی کے ساتھ فرشتے رہتے ہیں ہر کام اسکا لکھتے ہیں ف۳ یعنی اپنی سفارش کر سکتے ہیں کہ جس نے کلمۂ اسلام کہا انکی خبر میں اسکی گواہی دیتے ہیں بغیر کلمۂ اسلام کسی کے حق میں نہیں کہہ سکتے سو اتنی سفارش بھی جو نیک ہیں کریں گے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی توحید را شفاعت کنند ۱۲۔

کو پالیں جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے وہاں اپنے کئے کی پوری سزا پالیں گے ۴۸ھ وھو الذی ـــ تا ــ والیہ ترجعون ٥ یہ توحید پر دلیل عقلی ہے۔ اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق ہے وہی آسمان اور زمین میں معبود برحق ہے اور وہی ساری کائنات میں متصرف و کارساز ہے۔ وہی حکیم و مدبر ہے اور وہی غیب داں ہے اسلئے اُسے کسی نائب و متصرف کی ضرورت نہیں۔ و تبارک الخ زمین و آسمان میں متصرف اور غیب داں بھی وہی ہے اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ ساری کائنات کا بادشاہ وہی ہے اور قیامت کا علم بھی اس کے ساتھ مخصوص ہے۔ قیامت کے دن سب اُسی کے سامنے حاضر ہوں گے جب ساری کائنات میں متصرف بھی وہی ہے اور عالم الغیب بھی وہی ہے تو اُسے کسی نائب متصرف کی حاجت نہیں ۴۹ھ ولا یملک (الآیۃ) اس سورت میں چونکہ یہی ایک زائد مضمون مذکور ہے اس لئے یہی سورت کا دعویٰ ہے اور مشرکین کے شبہہ کا جواب ہے۔ کہ ہم نے مان لیا کہ ہمارے معبود حاجت روا نہیں ہیں اور ساری کائنات میں متصرف اور سب کچھ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن ہم ان کی عبادت صرف اس خیال سے کرتے ہیں کہ وہ ہمارے سفارشی ہیں اور خدا سے ہمارے کام کرا دیتے ہیں۔ تائید:- ویعبدون من دون اللہ مالا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھؤلآء شفعآؤنا عند اللہ (یونس ع ۴) تو جواب دیا گیا کہ مشرکین اللہ کے سوا جن کو حاجات میں پکارتے ہیں انھیں شفاعت کا کوئی اختیار نہیں الا من شھد الخ یہ استثناء منقطع ہے اور شہادت حق سے کلمۂ توحید کی شہادت مراد ہے اور من دون اللہ سے وہ معبود مراد ہیں جو اپنی عبادت پر خوش تھے اور اگر من دون اللہ کو عام کیا جائے تو اس میں فرشتے عیسیٰ اور عزیر علیہما السلام بھی شامل ہوں گے بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام جن کو معبود بنا لیا گیا، تو مستثنیٰ متصل ہوگا اور مطلب یہ ہوگا کہ شفاعت کرنے کی اجازت صرف ان لوگوں کو ہوگی جنہوں نے کلمۂ توحید کو مانا اور جو اپنی عبادت پر خوش تھے انہیں شفاعت کی اجازت ہی نہیں ملے گی وہ تو خود جہنم میں ہوں گے ای ولکن من شھد بالحق بکلمۃ التوحید وھم یعلمون ان اللہ ربھم حقا ویعتقدون ذلک ھو الذی یملک الشفاعۃ وھو استثناء منقطع او متصل لان فی جملۃ الذین یدعون من دون اللہ الملائکۃ (مدارک) اس صورت میں من شھد سے شفاعت کرنیوالے مراد ہوں گے اور شفاعت سے وہ شفاعت مراد ہے جو قیامت کے دن گنہگاروں کے حق میں اللہ کے اذن سے ہوگی یا الذین یدعون الخ سے مراد صرف نیک لوگ ہوں۔ جن کو ان کی مرضی

لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ۸۷ وَقِیْلِهٖ یٰرَبِّ اِنَّ

تو کہیں گے اللہ نے پھر کہاں سے الٹے جاتے ہیں قسم ہے رسول کے اس کہنے کی اشے کہ اے رب

هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ۸۸ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ

یہ لوگ ہیں کہ یقین نہیں لاتے ف سو تو منہ پھیر لے انکی طرف سے اور کہہ سلام ہے

فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ۸۹ ع

اب آخر کو معلوم کر لیں گے

سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ دخان مکہ میں نازل ہوئی اور اسمیں انسٹھ آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۱ وَالْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۲ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ

قسم ہے اس کتاب واضح کی ف۱ ہم نے اس کو اتارا ایک برکت کی

مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ ۳ فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ

رات میں ف۲ ہم ہیں کہ سنانے والے ف۳ اسی میں ف۴ جدا ہوتا ہے ہر کام

حَكِیْمٍ ۴ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ ۵ رَحْمَةً

جانچا ہوا ف۵ حکم ہو کر ہمارے پاس سے ف۶ ہم ہیں بھیجنے والے ف۷ ف۸ رحمت

مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۶ رَبِّ السَّمٰوٰتِ

سے تیرے رب کی وہی ہے سننے جاننے والا ف۹ رب آسمانوں کا

وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ۷ لَاۤ اِلٰهَ

اور زمین کا اور جو کچھ انکے بیچ ہے اگر تم کو یقین ہے کسی کی بندگی نہیں

اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ۸

سوائے اس کے ف۱۰ جلاتا ہے اور مارتا ہے رب تمہارا اور رب تمہارے اگلے باپ دادوں کا

موضح قرآن ف۱ اس کی قسم ہے۔ یعنی اس پر رحم کرتا ہے اللہ۔ ف۲ یعنی ہمیشہ دستور رہا ہے رات برکت کی شب قدر ہے جیسے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ میں فرمایا ف۳ جدا ہوتا ہے یعنی لوح محفوظ میں سے جدا کر کر اس کام والوں کو لکھ دیتے ہیں ف۴ یعنی فرشتوں کو ہر کام پر۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی لیلۃ القدر ۱۲۔ ف۲ یعنی پیغامبر را ۱۲

کے خلاف معبود بنایا گیا اور من شہد سے مشفوع لہ مراد ہوں یعنی وہ لوگ جن کے حق میں شفاعت ہوگی ای الا لمن شہد الخ اور مطلب یہ ہوگا کہ ان کو صرف ان لوگوں کے حق میں شفاعت کی اجازت ہوگی جنہوں نے کلمۂ توحید کو مانا لیکن ان مشرکین کے حق میں شفاعت کی اجازت کسی کو نہیں ملے گی۔ قیل المراد بالذین یدعون من دونہ عیسی وعزیر والملائکۃ فان اللہ لا یملک لاحد من ھٰؤلاء الشفاعۃ الا لمن شھد بالحق وھی کلمۃ الاخلاص وھی لا الہ الا اللہ (خازن ج ۶ ص ۱۱۹) **۵۰** ولئن سألتھم (الآیۃ) یہ عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ اگر ان مشرکین سے آپ پوچھیں کہ یہ تو بتاؤ کہ تمہیں اور تمہارے معبودوں کو جن کو تم عند اللہ شفیع سمجھتے ہو، کس نے پیدا کیا ہے، تو جواب دینگے کہ ان کو اللہ نے پیدا کیا ہے۔ پھر اس کی عبادت سے کیوں پھرے جاتے ہیں اور اس اقرار کے باوجود اللہ کی وحدانیت سے منہ موڑ کر کس طرف الٹے جا رہے ہیں **۵۱** وقیلہ۔ واؤ بمعنی رُبَّ ہے یعنی بہت بار پیغمبر علیہ السلام کا یہ کلمہ کہنا ہوا ان ھٰؤلاء قوم لا یؤمنون ○ مشرکین کے ایمان سے مایوس ہو کر آپ اللہ سے مشرکین کی شکایت کرتے تھے کہ میرے پروردگار یہ قوم ایسی سرکش ہو چکی ہے کہ اب وہ ایمان نہیں لائیگی۔ قال ابن عباس شکا الی اللہ تعالٰی تخلف قومہ عن الایمان وقال قتادۃ ھذا نبیکم یشکو قومہ الی ربہ (خازن ج ۶ ص ۱۱۹) حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں قسم ہے اس کے کہنے کی یعنی اس کے یہ کہنے اور دعاء مانگنے کے سبب سے میں ان کو سزا دوں گا۔ تائید:۔ فدعا ربہ ان ھٰؤلآء قوم مجرمون ○ یا واؤ قسمیہ ہے اور ان ھٰؤلآء قوم لا الخ جواب قسم ہے یعنی مجھے پیغمبر کے یارب کہنے اور مجھ سے دعاء مانگنے کی قسم یہ لوگ ایمان نہیں لائینگے اور پیغمبر علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے میں انہیں سزا دونگا۔ کانہ قیل واقسم بقیلہ یارب، ان ھٰؤلآء قوم لا یؤمنون (مدارک) فاصفح عنھم الخ اس میں مشرکین سے اعراض کرنے اور ضمناً بد دعا نہ کرنے کا حکم ہے، گویا وہ اپنے اعمال کی وجہ سے عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں بد دعا کرنے کی ضرورت ہی نہیں، عنقریب ہی وہ اپنا انجام بد دیکھ لیں گے۔ چنانچہ جلد ہی جنگ بدر میں انہوں نے اپنا انجام دیکھ لیا۔ اور سلام سے سلام متارکت مراد ہے جو تمام تعلقات منقطع کر لینے پر دلالت کرتا ہے۔ امرہ بان یصفح عنھم وفی ضمنہ منعہ من ان یدعو علیھم بالعذاب والصفح ھو الاعراض ثم قال وقل سلام قال سیبویہ انما معناہ المتارکۃ (کبیر ج ۷، ص ۴۶۲) و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سُورۂ زخرف میں آیاتِ توحید اور اسکی خُصُوصیات

۱۔ ولئن سألتھم ـــــ تا ـــــ ما ترکبون ○ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف

۲۔ وجعلوا لہ من عبادہ جزءا ـــــ تا ـــــ وانا علی اٰثارھم مھتدون ○ (ع ۲) ۔ نفی شرک فی التصرف

۳۔ واذ قال ابراھیم ـــــ تا ـــــ لعلھم یرجعون ○ (ع ۳) نفی شرک فی العبادۃ والدعاء

۴۔ وسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا (الآیۃ، ع ۴) کسی پیغمبر کی شریعت میں غیر اللہ کی عبادت اور پکار کو جائز نہیں رکھا گیا۔

۵۔ ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ھٰذا صراط مستقیم ○ (ع ۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم یہ تھی کہ صرف اللہ کی عبادت کرو، انہوں نے اپنی عبادت کا حکم نہیں دیا تھا۔

۶۔ وھو الذی فی السماء الٰہ ـــــ تا ـــــ والیہ ترجعون ○ (ع ۷) نفی شرک فی العبادۃ والتصرف ونفی شرک فی العلم۔

۷۔ ولا یملک الذین یدعون من دونہ (الآیۃ ع ۷) نفی شفاعتِ قہریہ ۔ ونفی شفاعت بحق مشرکین۔

سورۃ الدخان ۱۵

ربط سورۂ زخرف میں مشرکین کے اس شبہے کو دور کیا گیا ہے کہ ان کے معبودان باطلہ خدا کے نائب اور اس کی بارگاہ میں شفیع غالب ہیں وہاں دلائل عقل و نقل اور وحی سے ثابت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا خالق و مالک اور وہی ساری کائنات میں متصرف و کارساز ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں اور نہ اس کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب ہے۔ اب سورۂ دخان میں مشرکین کے ایک اور شبہے کا جواب دیا گیا ہے یعنی ہم نے مان لیا کہ ہمارے معبود خدا کے نائب اور شفیع غالب نہیں ہیں، لیکن وہ ہماری دعائیں پکاریں سنتے اور ہمارے حالات کو جانتے ہیں اسلئے اگر وہ ہماری پکاریں سنکر اللہ کی بارگاہ، میں ہماری سفارش کر ڈالیں، خواہ وہ قبول کرے یا نہ کرے، تو اس میں کیا حرج ہے؟ تو اسکا جواب دیا گیا۔ انہ ھو السمیع العلیم ۵ (۱۶) کہ سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی حاجت روا اور مشکل کُشا ہے اور کوئی نہیں۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب، دعوائے سورت (انہ ھو السمیع العلیم) تخویف دنیوی، تخویف اخروی، بشارت اخرویہ اور درمیان میں توحید پر ایک دلیل عقلی (وما خلقنا السمٰوٰت ــــ تا ــــ الا بالحق)

تفصیل

حٰمٓ ۵ والکتٰب المبین ۵ ــــ تا ــــ رحمۃ من ربك ط تمہید مع ترغیب۔ یہ ایک عظیم الشان حکمنامہ ہے جسے ہم نے برکت والی رات میں اتارا، جس سے مقصود انذار ہے اگر نہ مانوگے تو اللہ کا عذاب آئیگا وہ حکمنامہ کیا ہے؟ انہ ھو السمیع العلیم ۵ یہ ہے وہ حکمنامہ جو سُورت کا مقصودی دعویٰ ہے اور مشرکین کے ایک شبہے کا جواب ہے۔ فارتقب ــــ تا ــــ انا منتقمون ۵ تخویف دنیوی ہے۔ مشرکین مکہ پر عنقریب قحط سالی کیصورت میں عذاب الٰہی آنیوالا ہے، اسوقت خدا کو پکاریں گے کہ یہ عذاب دُور کردے تو ہم ایمان لے آئینگے، لیکن جب ہم عذاب دُور کر دینگے تو وہ پھر سرکشی کرینگے آخر میدانِ بدر میں ہم ان کو ہمیشہ کیلئے ختم کردیں گے۔ ولقد فتنا قبلھم ــــ تا ــــ وما کانوا منظرین ۵ تخویف دنیوی کا ایک نمونہ۔ فرعون اور اس کی قوم کا انجام دیکھ لو انھیں تکذیب، غرور و استکبار اور سرکشی کی کیا سزا ملی۔ جب ہمارا عذاب آیا تو کوئی چیز کام نہ آئی۔ دولت و سلطنت نہ لاؤ لشکر۔ ولقد نجینا بنی اسرائیل ــــ تا ــــ بلٰٓؤا مبین ۵ (۲۶) بشارت دنیویہ کا نمونہ۔ بنی اسرائیل کو صبر و استقلال کا پھل ملا۔ فرعون کے عذاب سے نجات ملی اور اپنے زمانے کے لوگوں پر اللہ نے ان کو فضیلت عطاء فرمائی۔

ان ھٰؤلآء لیقولون ــــ تا ــــ ان کنتم صدقین ۵ التفات بسوئے اہل مکہ، یہ شکوی ہے۔ نہ صرف یہ کہ وہ توحید کا انکار کرتے ہیں، بلکہ قیامت اور دوبارہ جی اٹھنے کو بھی نہیں مانتے۔ اھم خیر ام قوم تبع (الآیۃ) تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ۔ مشرکین مکہ قوم تُبّع سے زیادہ طاقتور اور دولتمند نہیں ہیں۔ جب انھیں شرک اور استکبار کے جُرم میں ہلاک کردیا، تو یہ بیچارے کس باغ کی مولی ہیں

وما خلقنا السمٰوٰت ــــ تا ــــ لا یعلمون ۵ یہ توحید پر دلیل عقلی ہے۔ زمین و آسمان اور اس سارے جہان کو ہم نے یونہی بیکار پیدا نہیں کیا، بلکہ ہر چیز کو اظہار حق کیلئے پیدا کیا ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ ہماری وحدانیت اور قدرت کاملہ کی دلیل ہے۔ ان یوم الفصل (الآیتین) تخویف و بشارت اخرویہ ہے۔ ان شجرت الزقوم ــــ تا ــــ ان ھذا ما کنتم بہ تمترون ۵ (۳۶) یہ تخویف اخروی ہے۔ کفار کو جہنم میں کھانے کو زقوم اور پینے کو کھولتا ہوا پانی دیا جائیگا۔ ان المتقین فی مقام امین ۵ ــــ تا ــــ ذلك ھو الفوز العظیم ۵ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ متقی لوگ جنت میں ہوں گے جو ایک پُرامن مقام ہوگا۔ پہننے کے لئے اعلیٰ درجہ کا لباس ہوگا، حوران بہشتی رفاقت میں ہوں گی، ہر میوہ میسّر ہوگا۔ اور یہ تمام نعمتیں دائمی اور غیرفانی ہوں گی۔

فانما یسرنٰہ (الآیۃ) یہ تمام سُورت سے متعلق ہے۔ فارتقب انھم مرتقبون ۵ یہ تخویف دنیوی، فارتقب یوم تأتی السمآء الخ کیساتھ متعلق ہے۔

۲ والکتٰب المبین۔ یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ کتاب سے یا تو قرآن مراد ہے۔ اس صورت میں قرآن کو لیلۂ مبارکہ میں نازل کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ اس رات میں قرآن کا نازل کرنا شروع ہوا۔ وقال غیر واحد المراد ابتداء انزالہ فی تلك اللیلۃ علی النجوز (روح ج ۲۵ ص ۱۱۱) بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس برکت والی رات میں سارا قرآن لوح محفوظ سے یکبارگی آسمان دنیا پر اترا اور وہاں سے تھوڑا تھوڑا حسب ضرورت تیئس سال میں اُترا لیکن اس بارے میں جو حدیث ذکر کی جاتی ہے وہ قوی نہیں یا سورت مراد ہے جیسا کہ فرمایا یتلوا صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ ۵ (البینۃ) یہاں کُتُب سے

سورتیں مراد ہیں۔ اس صورت میں انزلنٰہ فی لیلۃ مبٰرکۃ میں تاویل کی ضرورت نہ ہوگی اور مطلب یہ ہوگا کہ اس سورت کو ہم نے برکت والی رات میں نازل کیا ہے۔ تیسری توجیہہ یہ ہے کہ الکتاب سے سورت کا دعویٰ مراد ہے۔ یعنی انا انزلنا ھذا الحکم اللاتی فی لیلۃ مبارکۃ فعلیکم ان تأتمروا بہ و ننذرکم من مخالفتہ و فی ھذہ اللیلۃ افرق عذاب من لم یؤمن بھذا الحکم وانزلنا ھذا الحکم رحمۃ بکم وھو انہ ھو السمیع لکل شئ العلیم بکل شئ لا غیر (الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ) اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے یہ حکم بھیجا ہے، اسکی برکات کے آثار ہمیشہ کے لئے باقی ہیں چنانچہ لیلۃ القدر جس میں نزول قرآن کا آغاز ہوا ایک ہزار مہینے سے بہتر ہے، سال میں جب وہ رات آتی ہے تو آثار رحمت کا ظہور ہوتا ہے۔ والکتٰب المبین قسم ہے اور جواب قسم محذوف ہے ای ما بقی موضع شبھۃ یعنی یہ کتاب جو حق کو واضح اور روشن کرنیوالی ہے اس پر شاھد ہے کہ مسئلہ توحید ہر پہلو سے عیاں ہوچکا ہے اور اب کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہا۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یا انا انزلنٰہ الخ جواب قسم مذکور ہے (روح وغیرہ) یا یہ جملہ معترضہ ہے برائے بیان عظمت قرآن اور انا کنا منذرین جواب قسم ہے۔ قال ابن عطیۃ لا یحسن وقوع القسم علیہ ای علی انا انزلنا ہ وھو اعتراض یتضمن تفخیم الکتاب ویکون الذی وقع علیہ القسم انا کنا منذرین انتھی (بحر ج ۸ ص ۳۲) قرآن مجید میں جو قسمیں وارد ہوئی ہیں ان سے مقصود دلائل و شواہد ہیں جنہیں بصورت اقسام ذکر کیا گیا ہے۔ ان الایمان التی حلف اللہ تعالیٰ بھا کلھا دلائل اخرجھا فی صورۃ الایمان مثالہ قول القائل لمنعمہ وحق نعمك الکثیرۃ انی لا ازال اشکرک فذکر النعم وھی سبب مفید لدوام الشکر (کبیر ج ص الذاریات)

۳ھ لیلۃ مبارکۃ۔ جمہور کے نزدیک لیلۂ مبارکہ (برکت والی رات) سے لیلۃ القدر (شب قدر) مراد ہے جو رمضان میں آتی ہے بقرینہ انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر (القدر) و شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن (البقرۃ ع ۲۳) اس سے معلوم ہوا کہ لیلۃ البراءت یعنی شعبان کی پندرھویں رات مراد نہیں۔ قال ابوبکر بن العربی وجمھور العلماء علی انھا لیلۃ القدر ومنھم من قال انھا لیلۃ النصف من شعبان وھو باطل لان اللہ تعالیٰ قال فی کتابہ الصادق القاطع شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن۔ (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۲۷) ھی لیلۃ القدر علی ما روی عن ابن عباس وقتادۃ وابن جبیر ومجاھد وابن زید والحسن وعلیہ اکثر المفسرین والظواھر معھم (روح ج ۲۵ ص ۱۱۰) شب براءت کے بارے میں فضائل کی جو حدیثیں وارد ہیں ان میں سے بہت کم پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہیں اور باقی سب بے اصل ہیں بعض علما نے تو سب ہی کو غیر ثابت قرار دیا ہے۔ ولیس فی لیلۃ النصف من شعبان حدیث یعول علیہ لا فی فضلھا ولا فی نسخ الآجال فیھا فلا تلتفتوا الیھا (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۲۸) انا کنا منذرین اس کتاب کے انزال سے مقصود انذار ہے یعنی لوگوں کو پیغام توحید سنانا اور نہ ماننے والوں کو عذاب الٰہی سے خبردار کرنا۔ لیلۃ القدر امت محمدیہ کی خصوصیت ہے (موطا مالک، بحر، ابن کثیر) اور جمہور کے نزدیک یہ رات ہمیشہ رمضان ہی میں ہوتی ہے، پہلے یہ رات متعین تھی لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے اسکی تعیین اٹھا لی یعنی اب وہ رات ہمیشہ رمضان کی ایک متعین تاریخ کو نہیں ہوا کرے گی بلکہ رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں دائر رہیگی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ لیلۃ القدر کو رمضان کی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ اور ۲۹ میں تلاش کرو (ابن کثیر ج ۴ ص ۱۳۳)

۴ھ فیھا یفرق۔ اس رات میں ہر اہم معاملہ مثلاً آجال موت، ارزاق وغیرہ قحط اہل مکہ اور جنگ بدر میں ان کی رسوائی بھی ایسے امور میں داخل ہے ایسے اہم امور جو پہلے ہی سے اس سال کے لئے مقدر ہوتے ہیں وہ ان فرشتوں پر ظاہر کر دیئے اور انہیں لکھوا دیئے جاتے ہیں جن کے وہ فرائض ہوں ومعنی یفرق یفصل ویکتب کل امر من ارزاق العباد واٰجالھم (مدارک ج ۴ ص ۹۷) ومعنی ھذا ان اللہ یظھر لملائکتہ ویأمرھم بفعل ما ھو من وظیفتھم بان یکتب لھم ما قدرہ فی تلك السنۃ ویعرفھم ایاہ (خازن ج ۷ ص ۱۲۷، القدر) صرف بڑے بڑے امور ملائکہ کے حوالے کئے جاتے ہیں تمام امور چھوٹے بڑے امور مراد نہیں، کیونکہ فرشتوں کو تمام امور کا علم نہیں ہوتا۔ اس میں تخویف دنیوی کا پہلو بھی ہے کہ ہم نے یہ حکمنامہ برکت والی رات میں نازل کیا ہے۔ اب بھی اگر انہوں نے نہ مانا تو انھیں دنیا ہی میں عذاب دیا جائیگا اور یہ رات ایسی ہے کہ اس میں بڑے بڑے امور طے ہوتے ہیں مثلاً قحط اور قوموں کی تباہی وغیرہ، اس لئے مشرکین کو ڈرنا چاہیئے۔ اور دعوے کو مان لینا چاہیئے۔ چنانچہ مشرکین مکہ نے نہ مانا اور ان پر قحط سالی کا اور جنگ بدر میں قتل، قید و بند اور ذلت و رسوائی کا عذاب مسلط کیا گیا۔ امر حکیم محکم اور اٹل حکم جو واپس نہ ہو سکے الحکیم بمعنی المحکم لانہ لا یبدل ولا یغیر بعد ابرازہ للملائکۃ علیھم السلام (روح ج ۲۵ ص ۱۱۳)

۵ھ امرا من عندنا۔ امرا منصوب علی الاختصاص ہے اور اس سے مقصود ان طے شدہ امور کی اہمیت وعظمت کا اظہار ہے یعنی اس سے ہر عظیم اور اہم امر مراد ہے جو ہماری حکمت وتدبیر کے مطابق ہو۔ الزمخشری "امرا" نصب علی الاختصاص جعل کل امر جزلا فخما بان وصفہ بالحکیم، ثم زادہ جزالۃ وکسبہ فخامۃ بان قال اعنی بھذا الامر امرا حاصلا من عندنا، کائنا من لدنا، وکما اقتضاہ علمنا وتدبیرنا (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۲۹) **۶ھ** انا کنا مرسلین۔ اس کا تعلق یا تو والکتٰب المبین سے ہے بایں معنی کہ ہم ہی اس کتاب کے ساتھ اپنے پیغمبر کو بھیجنے والے ہیں جو تیرے پروردگار کی طرف سے محض رحمت ہے۔ یا یہ لیلۃ مبٰرکۃ سے متعلق ہے یعنی اس رات میں فرشتوں کو نئے فرائض سونپ کر اپنے اپنے کام پر بھیجتے ہیں یا مرسلین سے مراد یہ ہے کہ ہم اپنے بندوں کے پاس انبیاء و رسل بھیجتے رہے ہیں بندوں پر رحمت کے لئے تاکہ وہ ہدایت

پائیں رحمۃً مفعول بہ ہے مرسلین کا یہ مفعول لہ یا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا مفعول لہ علی معنی انا انزلنا القراٰن لان من شأننا وعادتنا ارسال الرسل بالکتب الی عبادنا لاجل الرحمۃ علیہم (مدارک ج ۴ ص ۹۷) وجوزوا فی رحمۃ ان یکون مصدرا ای رحمنا رحمۃ ...... وان یکون مفعولا بمرسلین و الرحمۃ توصف بالارسال (بحر ج ۸ ص ۳۳) ایک قراءت میں رحمۃٌ بالرفع ہے اس صورت میں وہ مبتدا محذوف کی خبر ہوگی۔ وقرأ الحسن رحمۃٌ علی تلك ھی رحمۃ (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۲۹) یعنی یہ کتاب تیرے رب کی طرف سے رحمت ہے ف۷ انہ ھو السمیع العلیم یہ سورت کا مقصودی دعوی ہے اور مشرکین

بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ ﴿٩﴾ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي
کوئی نہیں وہ دھوکے میں ہیں کھیلتے ف۱ سو تو انتظار کر اس دن کا کہ ف۲ لائے
السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ ﴿١٠﴾ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ
آسمان دھواں صریح جو گھیر لیوے لوگوں کو ف۳ یہ ہے عذاب
أَلِيمٌ ﴿١١﴾ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ﴿١٢﴾
دردناک اے رب کھول دے ہم پر سے یہ آفت ہم یقین لاتے ہیں
أَنَّى لَهُمُ الذِّكْرَى وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُبِينٌ ﴿١٣﴾ ثُمَّ
کہاں ملے ان کو سمجھنا ف۴ اور آچکا ان کے پاس رسول کھولکر سنانیوالا پھر
تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَجْنُونٌ ﴿١٤﴾ إِنَّا كَاشِفُو
اس سے پیٹھ پھیری اور کہنے لگے سکھایا ہوا ہے باؤلا ف۵ ہم کھولے دیتے ہیں
الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ﴿١٥﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ
یہ عذاب تھوڑی مدت تک تم پھر وہی کروگے ف۶ جس دن پکڑیں گے ہم
الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُونَ ﴿١٦﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا
بڑی پکڑ تحقیق ہم بدلہ لینے والے ہیں ف۷ فد۱ اور جانچ چکے ہیں ہم
قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ﴿١٧﴾ أَنْ
ان سے پہلے ف۸ فرعون کی قوم کو اور آیا ان کے پاس رسول عزت والا کہ
أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٨﴾ وَأَنْ
حوالے کرو میرے بندے خدا کے فد۲ میں تمہارے پاس آیا ہوں بھیجا ہوا معتبر اور یہ کہ
لَا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ إِنِّي آتِيكُمْ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿١٩﴾ وَإِنِّي
چڑھے نہ جاؤ اللہ کے مقابل میں لاتا ہوں تمہارے پاس سند کھلی ہوئی اور میں
عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُمُونِ ﴿٢٠﴾ وَإِنْ لَمْ تُؤْمِنُوا
پناہ لے چکا ہوں اپنے رب اور تمہارے رب کی اس بات سے کہ تم مجھے سنگسار کرو ف۹ اور اگر تم نہیں یقین کرتے

وقف لازم

کے ایک شبہے کا جواب ہے۔ جیسا کہ ربط میں ذکر کیا گیا ہے ف۸ رب السمٰوٰت۔ اس میں دو قراءتیں ہیں اول جر اس صورت میں یہ من ربك میں ربك سے بدل ہے۔ دوم رفع اس صورت میں یہ انّ کی دوسری خبر ہوگی یا مبتدا محذوف کی خبر ہوگی ای ھو رب السمٰوٰت الخ اس قراءت پر لا الٰہ الا ھو۔ یحیی و یمیت اور ربکم و رب اٰبائکم الاولین سب انّ کی خبریں ہوں گی یا جمل متأنفہ یا مبتداءات محذوفہ کی خبریں ہوں گی اور پہلی قراءت پر یہ جمل متأنفہ ہیں یا مبتداءات محذوفہ کی خبریں (کل ذلك من الروح) وہ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا مالک ہے اگر واقعی تمہارا اس پر ایمان ہے جیسا کہ تم اس کا اقرار کرتے ہو اور تمہارا اقرار ایمان و ایقان سے ناشی ہے تو پھر اس سے جو مدعا ثابت ہوتا ہے اسے بھی تمہیں ماننا چاہیے کہ اس کے سوا کوئی متصرف و کارساز اور عالم الغیب نہیں۔ ان ھذا الرب ھو السمیع العلیم الذی انتم مقرون بہ و معترفون بانہ رب السمٰوٰت والارض و ما بینھما ان کان اقرارکم عن علم و ایقان (مدارک ج ۴ ص ۹۷) ف۹ لا الٰہ الا ھو (الآیۃ) صفات بالا سے جو متصف ہے وہی الٰہ ہے، وہی متصرف و کارساز اور عالم الغیب ہے۔ زندگی اور موت اسی کے اختیار میں ہے۔ وہ تمہارا بھی مالک و کارساز ہے اور تمہارے باپ دادا کا مالک اور کارساز بھی وہی تھا جب سب کا مالک و خالق وہی ہے، تو اس کے سوا کوئی کارساز اور غیب داں بھی نہیں ف۱۰ بل ھم فی شك یلعبون۔ یہ مقدر سے استدراک ہے۔ ای ما بقی موضع شبھۃ۔ یعنی ان کو چاہیے تھا کہ مان لیتے کیونکہ مسئلہ اس قدر واضح ہوچکا ہے

موضح قرآن ف۱ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دھوئیں کا مذکور ہے کہ اس وقت سمجھنا کام نہیں آتا۔ قیامت میں یہ دھواں گھیرے گا نیک آدمی کو زکام ہوگا اور بد کو سر میں چڑھے گا بیہوش ہوکر گر پڑے گا۔ ف۲ یعنی عادت یونہی ہے ف۳ یعنی آخر کا عذاب نہیں ٹلتا۔ ف۴ یعنی بنی اسرائیل کو رخصت کرو۔ ف۵ شاید وہ ڈراتے ہوں گے اس سے۔

فتح الرحمٰن فد۱ مترجم گوید ایں وعدہ خدائے تعالیٰ محقق شد خدائے تعالیٰ در قریش قحط انداخت آنکہ از شدت جوع یا از کثرت ابخرہ چوں دودی محسوس میشد ایشان بہ خدائے تعالیٰ رجوع کردند۔ خدائے تعالیٰ قحط را دور فرمود باز بر کفر اصرار کردند خدائے تعالیٰ روز بدر از ایشان انتقام کشید کہ ہفتاد کس را از رؤسای ایشان کشت و ہفتاد کس را اسیر ساخت واللہ اعلم ۱۲ فد۲ یعنی بنی اسرائیل را بمن حوالہ کنید و بندہ مگیرید ۱۲۔

کہ شک وشبہہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی لیکن وہ پھر بھی نہیں مانتے، بلکہ شک و تردد میں لعب واستہزاء کر رہے ہیں۔ یعنی اس طرح استہزاء کر رہے ہیں گویا انھیں مسئلہ میں ابھی شک ہے۔ ای داخلین فی صورۃ الشك قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۱۱ فارتقب۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ دخان سے قحط مراد ہے کیونکہ بھوک کے آدمی کو شدت جوع سے فضا میں بادل اور آنکھوں کے سامنے ہوائیاں اڑتی نظر آتی ہیں۔ جب مشرکین قریش عناد وتمرد میں حد سے بڑھ گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بددعا کی کہ اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانے کے قحط کی طرح قحط مسلط فرمادے تو ان پر ایسا شدید قحط ڈالا گیا کہ وہ مردار تک کھانے پر مجبور ہو گئے۔ یعنی اگر وہ نہیں مانتے تو آپ اس وقت کا انتظار فرمائیں جب ان پر سخت قحط مسلط کر دیا جائے گا۔ قال عبد اللہ انما کان ھذا لان قریشا لما استعصت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا علیھم بسنین کسنی یوسف، فاصابھم قحط وجھد حتی اکلوا العظام، فجعل الرجل ینظر الی السماء فیری ما بینہ وبینھا کھیئۃ الدخان من الجھد (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۳۱)

۱۲ یغشی الناس۔ یعنی وہ قحط تمام مشرکین کو اپنی لپیٹ میں لے لیگا اور وہ کہیں گے یہ تو بڑا ہی دردناک عذاب ہے یا یہ ادخال الٰہی ہے اللہ کا ارشاد ہے کہ یہ ان کے لئے ایک دردناک عذاب ہے۔ ای یقولون ھذا الخ او یقال لھم ھذا (روح) جب مشرکین مارے بھوک کے مردار اور ہڈیاں کھانے لگے تو ابوسفیان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر صلہ رحمی کا واسطہ دیا اور عہد کیا کہ اگر یہ عذاب اٹھا لیا جائے تو ہم سب ایمان لے آئیں گے۔ ربنا اکشف عنا العذاب الخ ای یقولون۔ لما اشتد القحط بقریش مشی ابوسفیان الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وناشدہ الرحم وواعدہ ان دعا لھم وزال ما بھم امنوا (روح ج ۲۵ ص ۱۱۹)

۱۳ انی لھم الذکری۔ مشرکین کے نفاق اور ان کی دروغگوئی کا بیان ہے۔ یعنی وہ جھوٹا عہد کر رہے ہیں اس سے ان کا مقصود صرف عذاب ہٹوانا ہے۔ صرف اتنی سی بات سے وہ کس طرح نصیحت حاصل کریں گے حالانکہ ان کے پاس مسئلہ توحید کو کھول کھول کر بیان کرنے والا رسول آ چکا ہے۔ وہ اس کے وعظ وارشاد سے متاثر نہیں ہوتے، بلکہ اس سے اعراض کیا اور کبھی کہتے ہیں وہ کسی سے سیکھ کر آتا ہے اور کبھی اسے دیوانہ کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں ہی غلط ہیں۔ ایسے معاندین سے راہ راست پر آنے کی کیا توقع کی جاسکتی ہے۔ انا کاشفوا العذاب۔ اچھا ہم کچھ وقت کے لئے عذاب اٹھا لیتے ہیں لیکن تم حسب وعدہ ایمان نہیں لاؤ گے، بلکہ کفر ہی پر قائم رہو گے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء سے بارش ہوئی اور قحط دور ہو گیا، لیکن مشرکین ایمان نہ لائے۔ یوم نبطش الخ یہ دنیوی عذاب کے آخری فیصلے کا اعلان ہے اور اس سے یوم بدر کا عذاب مراد ہے (مدارک، بحر وغیرہ) یعنی بدر کے دن جب ہم ان کو بڑی سخت گرفت میں لیں گے اس دن ان سے انتقام لے کر چھوڑیں گے۔ یوم نبطش کا ناصب مقدر ہے ای ننتقم جس پر انا منتقمون قرینہ ہے۔ یوم نبطش ظرف لفعل دل علیہ انا منتقمون (بیضاوی)

۱۴ ولقد فتنا ـــ تا ـــ ما فیہ بلٰؤا مبین یہ تخویف دنیوی کا ایک نمونہ ہے اور فارتقب یوم الخ سے متعلق ہے جس طرح ان سے پہلے فرعون اور اسکی قوم کو دنیا ہی میں سرکشی کی سزا ملی اسی طرح ان کو بھی دنیا میں سزا ملے گی۔ ان سے پہلے ہم نے فرعون اور اس کی قوم کو آزمایا یعنے اپنے احکام کی اطاعت کا حکم دیا اور ان کے پاس ایک نہایت معزز رسول یہ پیغام لے کر آیا کہ اے اللہ کے بندو، جو حقوق تم پر واجب ہیں میری طرف ادا کرو۔ اس صورت میں عباد اللہ منادی ہوگا اور حرف ندا مقدر ہوگا۔ حقوق واجبہ سے ایمان اور قبول دعوت مراد ہے۔ ادوا الی حق اللہ تعالیٰ من الایمان وقبول الدعوۃ یا عباد اللہ علی ان مفعول (ادوا) محذوف وعباد منادی (روح ج ۲۵ ص ۱۲۱) یا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کرو اس صورت میں عباد اللہ، ادوا کا مفعول ہوگا اور اس سے مراد وہ اسرائیلی ہیں جنہیں قوم فرعون نے غلام بنا رکھا تھا اطلقوھم وسلموھم الی، والمراد بھم بنو اسرائیل الذین کان فرعون مستعبدھم (ایضا) انی لکم رسول امین میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور اسکی وحی پر امین ہوں، اس لئے میری پند ونصیحت کو قبول کرو اور مسئلہ توحید کو مان لو اور سرکشی اور غرور واستکبار نہ کرو اور اللہ کے احکام مت ٹھکراؤ۔ میں تمہارے پاس ایسے دلائل واضحہ لے کر آیا ہوں جو میرے دعوے کی سچائی کا کھلا ثبوت ہیں۔

۱۵ وانی عذت۔ اس سے پہلے ادماج ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سرکشی نہ کرو تو انہوں نے ان کو قتل کرنے کی دھمکی دی تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ لیتا ہوں کہ تم مجھے سنگسار کر سکو۔ مطلب یہ ہے کہ میں اپنے رب کی حفاظت میں ہوں۔ تم مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتے۔ لما قال ان لا تعلوا علی اللہ، توعدوہ بالقتل، فقال ذلك (روح) وان لم تؤمنوا الخ اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے ہو تو مجھ سے الگ ہو جاؤ اور میرے ساتھ کوئی سروکار نہ رکھو اور میری ایذاء رسانی سے باز آجاؤ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ خود ہی حق وباطل کا فیصلہ فرمادے۔ کیا ایک ناصح مہربان کی یہی جزا ہے کہ اسے ستایا جائے کونوا بمعزل منی وانا بمعزل منکم الی ان یحکم اللہ بیننا (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۳۵) ولاتتعرضوا لی بشرکم واذاکم فلیس جزاء من دعاکم الی ما فیہ فلاحکم ذلك (مدارک ج ۴ ص ۹۸)

ف۱۶ فدعا ربه۔ جب فرعون اور اسکی قوم تکذیب پر مصر ہوگئی اور عناد و سرکشی سے باز نہ آئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے ان کی شکایت کی یہ لوگ سخت مجرم ہیں اور اپنے جرم شرک سے باز آنے والے نہیں ہیں اس لئے انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔ مجرمون مشرکون (جلالین) ان ھؤلآء قوم مجرمون تناھی امرھم فی الکفر وانت اعلم بھم فافعل بھم ما یستحقونہ (روح ج ۲۵ ص ۱۲۲) فاسر بعبادی الخ اس سے پہلے حذف ہے یہ قاعدہ ہے کہ جب گذشتہ زمانے کے امر کی حکایت کی جائے تو اس سے پہلے قلنا یا کوئی اور مناسب فعل محذوف ہوتا ہے۔ ای فاجبنا دعاءہ واوحینا الیہ ان اسر بعبادی (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۳۶) ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے حکم دیا کہ میرے بندوں۔ مؤمنین بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر راتوں رات نکل جاؤ، تمہارا تعاقب کیا جائیگا۔ فرعون لاؤ لشکر سمیت تمہارے پیچھے تمہیں پکڑنے کے لئے نکلے گا۔ ف۱۷ واترک البحر رھوا ط رھوا ساکنا (بحر، روح، قرطبی) اس سے پہلے اندماج ہے یعنی القصہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر دریا کے کنارے پہنچا تو اللہ کے حکم سے اس پر اپنی لاٹھی ماری جس سے اس میں بارہ خشک راستے بن گئے، جب وہ ان راستوں سے گذر کر پار ہوگئے اس وقت فرعون بھی لاؤ لشکر کے ساتھ دریا پر پہنچ گیا تو موسیٰ علیہ السلام نے ارادہ کیا تاکہ وہ دریا پر دوبارہ لاٹھی ماریں تاکہ وہ جاری ہوجائے اور فرعون آگے نہ بڑھ سکے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ دریا کو ابھی ساکن ہی رہنے دو، کیونکہ ہم فرعون کے لشکر کو انہی راستوں میں گھیر کر غرق کرنا چاہتے ہیں۔ ف۱۸ کم ترکوا۔ فرعونی کس قدر عمدہ باغات اور چشمے، سرسبز و شاداب کھیتیاں، عالیشان محلات اور عیش و عشرت کا سامان چھوڑ گئے جس میں وہ خوش و خرم زندگی بسر کرتے تھے۔ کذلک بات یونہی ہے اور ہم نافرمانوں اور سرکشوں سے ایسا ہی معاملہ کیا کرتے ہیں۔ واورثنھا الخ قوما آخرین سے بنی اسرائیل مراد ہیں۔ جیسا کہ دوسری جگہ اس کی تصریح موجود ہے کذلک واورثنھا بنی اسرآئیل (شعراء ع ۴) یعنی فرعون کی حکومت اور تمام دولت کا ہم نے بنی اسرائیل کو وارث بنا دیا۔ اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ بنی اسرائیل ملک شام سے مصر کی طرف واپس آگئے ہوں جیسا کہ قتادہؒ اور حسنؒ نے کہا ہے ان بنی اسرائیل رجعوا الی مصر بعد ھلاک فرعون (بحر ج ۸ ص ۳۶) باقی یہ اعتراض کہ بنی اسرائیل کی مصر میں واپسی کا ذکر تاریخوں میں نہیں ملتا، قابل التفات نہیں، کیونکہ کتب تاریخ میں کذب و تحریف کا امکان ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان سراپا حق ہے۔ ولا اعتبار بالتواریخ فالکذب فیھا کثیر وکلام اللہ صدق، قال تعالیٰ فی سورۃ الشعراء کذلک واورثنھا بنی اسرآئیل (بحر) وقالوا لا اعتبار بالتواریخ وکذا الکتب التی بید الیھود الیوم لما ان الکذب

النّٰشِر

لِیْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿۲۱﴾ فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۲۲﴾

مجھ پر تو مجھ سے پرے ہو جاؤ ف پھر دعا کی اپنے رب سے ف۱۶ کہ یہ لوگ گنہگار ہیں

فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ

پھر لے نکل رات سے میرے بندوں کو البتہ تمہارا پیچھا کریں گے اور چھوڑ جا دریا کو

رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ

تھما ہوا ف۱۷ البتہ وہ لشکر ڈوبنے والے ہیں بہت سے چھوڑ گئے باغ ف۱۸

وَّعُیُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِیْمٍ ﴿۲۶﴾ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا

اور چشمے اور کھیتیاں اور گھر خاصے اور آرام کا سامان جس میں

فِیْهَا فٰكِهِیْنَ ﴿۲۷﴾ كَذٰلِكَ ۫ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ ﴿۲۸﴾

باتیں بنایا کرتے تھے یونہی ہوا اور وہ سب ہاتھ لگا دیا ہمنے ایک دوسری قوم کے ف

فَمَا بَكَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِیْنَ ﴿۲۹﴾ ع

پھر نہ رویا ان پر آسمان ف۱۹ اور زمین اور نہ ملی ان کو ڈھیل ف

وَلَقَدْ نَجَّیْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ ﴿۳۰﴾

اور ہمنے بچا نکالا ف۲۰ بنی اسرائیل کو ذلت کی مصیبت سے

مِنْ فِرْعَوْنَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَالِیًا مِّنَ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۳۱﴾ وَ

جو فرعون کی طرف سے تھی بے شک وہ تھا چڑھ رہا حد سے بڑھ جانے والا اور

لَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰی عِلْمٍ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۲﴾ ع وَاٰتَیْنٰهُمْ مِّنَ

ان کو ہم نے پسند کیا جان بوجھ کر جہان کے لوگوں سے ف اور دیں ہمنے ان کو

الْاٰیٰتِ مَا فِیْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِیْنٌ ﴿۳۳﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَیَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾

نشانیاں جن میں تھی مدد صریح ف یہ لوگ کہتے ہیں ف۲۱

اِنْ هِیَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰی وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِیْنَ ﴿۳۵﴾ فَاْتُوْا

اور کچھ نہیں ہمارا یہی مرنا ہے پہلا اور ہم کو پھر اٹھنا نہیں بھلا لے آؤ

منزل ۶

ع ۱۴ ۱۵

رکوع ۱

ربط ... التفات ... شکوی

موضح قرآن ف یعنی اپنی قوم کو لیجاؤ۔ ف تم راہ نہ روکو ف یعنی بنی اسرائیل کو جیسے سورۃ شعراء میں ہے معلوم ہوتا ہے فرعون کے غرق ہوئے پیچھے بنی اسرائیل کا دخل ہوا مصر میں ف۱۹ حدیث میں فرمایا مسلمان کے مرنے پر روتا ہے دروازہ آسمان کا جس سے اس کی روزی اترتی تھی اور زمین جہاں وہ نماز پڑھتا تھا ف۴ یعنی اگرچہ اُن میں یعنی بنی اسرائیل میں برائیاں بھی معلوم تھیں ف۵ یعنی حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے۔

فیھا کثیر وحسبنا کتاب اللہ تعالیٰ وھو سبحانہ اصدق القائلین وکتابہ جل وعلا مأمون من تحریف المحرفین (روح ج ۲۵ ص ۱۲۴) **۱۹** فما بکت یہ کنایہ ہے اس سے کہ فرعون کی ہلاکت کوئی اہم اور بڑا حادثہ نہیں ہے، بلکہ ایک حقیر اور معمولی سی بات تھی ان کی ہلاکت سے کوئی فرق نہیں آیا۔ مجاز عن عدم الاکتراث بھلاکھم والاعتداد بوجود ھم (بیضاوی) **۲۰** ولقد نجینا۔ فرعون اور اسکی قوم کو ہلاک کرکے ہم نے بنی اسرائیل کو اس رسوا کن اور ذلت آمیز عذاب سے نجات دی جو وہ فرعون کے ہاتھوں برداشت کرتے تھے۔ بیشک فرعون نہایت سرکش، مغرور اور حد سے زیادہ ظالم و جابر تھا من فرعون کا متعلق محذوف ہے اور یہ ماقبل سے حال ہے۔ حال من المھین بمعنی واقعا من جھتہ (بیضاوی) ولقد اخترنٰھم الخ اور ہم نے بنی اسرائیل کو اس وقت کی تمام اقوام پر شرف و فضیلت عطاء فرمائی، ان کو یہ امتیاز ان کے ایمان وعمل، اور صبر و استقلال کی وجہ سے حاصل ہوا علی علم یعنی ہمنے ان کو مستحق جان کر یہ شرف عطا کیا۔ و اٰتینٰھم الخ یہ مزید انعامات کا ذکر ہے جو بنی اسرائیل پر کئے گئے۔ ہم نے بنی اسرائیل کو ایسے نشانات دیئے جن میں انعام و احسان کا پہلو نمایاں اور امتحان وابتلاء کی صورت واضح تھی مثلاً دریا میں راستے بنانا۔ بادلوں کا ان پر سایہ کرنا، من و سلویٰ کا اتارنا وغیرہ یہ انعامات تھے اور ان میں ان کا امتحان بھی مقصود تھا کہ وہ کس طرح ان کا شکر ادا کرتے ہیں۔ بلآء مبین نعمۃ ظاھرۃ او اختیار ظاھر لننظر کیف تعملون (مدارک ج ۴ ص ۹۹) **۲۱** ان ھٰؤلآء۔ یہ اہل مکہ کی طرف التفات اور شکوی ہے۔ مشرکین مکہ کہتے ہیں کہ بس اس پہلی زندگی کے ختم ہو جانے سے قصہ تمام ہو جائیگا اور اس کے بعد پھر کوئی زندگی نہیں ہوگی اور ہمیں دوبارہ نہیں اٹھایا جائیگا۔ یعنی یہ جو پہلے آنیوالی موت ہے اس کو تو ہم مانتے ہیں، لیکن اس کے بعد جو دوسری زندگی بتائی جاتی ہے اسے ہم نہیں مانتے۔ اب یہ اعتراض نہ رہا کہ کفار موت کو تو مانتے تھے اور انکار دوسری حیاتی کا کرتے تھے اس لئے ان ھی الا حیاتنا الاولیٰ کہنا چاہئیے تھا۔ فاتوا باٰبآئنا الخ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین سے ہے یعنی اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوں گے تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کرکے ہمیں دکھا دو تو ہم مان لیں گے **۲۲** اھم خیر کیا یہ مشرکین مکہ قوم تبع اور ان سے پہلے مشرکین سے بہتر ہیں؟ نہیں۔ یہ بھی عذاب کے مستحق ہیں اور جس طرح اُن اقوام سابقہ کو ہلاک کیا گیا ان کو بھی ہلاک کیا جائیگا۔ ھذا استفھام انکار، ای انھم مستحقون فی ھذا القول العذاب اذ لیسوا خیرا من قوم تبع والامم المھلکۃ، واذا اھلکنا اولئک فکذا ھٰؤلآء (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۴۴) جب ہم نے قوم تبع اور ان سے پہلے مشرکین کو اس لئے ہلاک کیا کہ وہ مجرم تھے۔ تعلیل لاھلاکھم ای اھلکنا ھم بسبب کونھم مجرمین فلیحذر کفار قریش الاھلاک

بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٣٦﴾ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ
ہمارے باپ دادوں کو اگر تم سچے ہو — بھلا یہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم
وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ اَهْلَكْنٰهُمْ ۡ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿٣٧﴾
اور جو ۲۲ف ان سے پہلے تھے ہمنے انکو غارت کردیا بے شک وہ تھے گنہگار ف
وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿٣٨﴾
اور ہم نے جو بنایا آسمان ۲۳ف اور زمین اور جو ان کے بیچ ہے کھیل نہیں بنایا
مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٩﴾
ان کو تو بنایا ہم نے ٹھیک کام پر — بہت لوگ نہیں
اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٤٠﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ
تحقیق فیصلہ کا دن ۲۴ف وعدہ ہے اُن سب کا — جس دن کام نہ آئے
مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَـيْـــًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٤١﴾ اِلَّا مَنْ
کوئی رفیق کسی رفیق کے کچھ بھی اور نہ اُن کو مدد پہنچے — مگر جس پر
رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٤٢﴾ اِنَّ شَجَرَتَ
رحمت کرے اللہ بے شک وہی ہے زبردست رحم والا — مقرر درخت
الزَّقُّوْمِ ﴿٤٣﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿٤٤﴾ كَالْمُهْلِ ڔ يَغْلِيْ فِي
سیہنڈ کا ۲۵ف کھانا ہے گنہگار کا — جیسے پگھلا ہوا تانبا کھولتا ہے
الْبُطُوْنِ ﴿٤٥﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿٤٦﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى
پیٹوں میں جیسے کھولتا پانی — پکڑو اس کو اور دھکیل کرلے جاؤ بیچوں
سَوَاۗءِ الْجَحِيْمِ ﴿٤٧﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ
بیچ دوزخ کے — پھر ڈالو اس کے سر پر جلتے پانی کا
الْحَمِيْمِ ﴿٤٨﴾ ذُقْ ڌ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿٤٩﴾ اِنَّ
عذاب — یہ چکھ تو ہی ہے بڑا عزت والا سردار وقؔ — یہ

ع ۳ ۵ ع عند المتاخرین ۱۲

موضح قرآن ف تبع بادشاہ تھا یمن کا سب قوم اس کی بُت پرست۔ اسکو یقین آیا تورات پر اپنی قوم کے سامنے آزمایا کہ سچا دین کون سا بڑی آگ جلائی عالم یہود کے توراۃ بغل میں لیکر اس میں گھس گئے نہ جلے۔ وہ بُت پرست بُت کو بغل میں لیکر چلے، جلنے لگے، الٹے بھاگے۔ اُس کی قوم اس کی دشمن ہوئی۔ آخر خراب ہوئے۔ ف وہ آپ کو دنیا میں ایسا سمجھتا۔

لاجوامهم (روح ج ۲۵ ص ۱۳۰) تبع حمیری کا اصل نام اسعد یا سعد تھا اور کنیت ابو کرب تھی۔ یہ نیک اور صالح آدمی تھا، شرک سے بیزار اور توحید پرست تھا۔ اپنے زمانے کے علماء سے اس نے سنا تھا کہ مکہ میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوں گے اور مدینہ (یثرب) آپ کا دار الہجرت ہوگا تو وہ اسی وقت آپ پر ایمان لے آیا۔ اس نے بیت اللہ کا حج کیا اور وہ پہلا شخص ہے جس نے بیت اللہ کو غلاف پہنایا اور اپنے جانشینوں کو وصیت کی کہ اس کے بعد ہر سال خانہ کعبہ کو غلاف پہنایا جائے (قرطبی، روح وغیرہ) تبع کی زندگی کے بعد اس کی قوم مشرک ہوگئی، اسی قوم کا یہاں ذکر کیا گیا ہے **۲۳** وما خلقنا السموٰت. یہ توحید پر دلیل عقلی ہے۔ ہم نے زمین و آسمان اور ساری کائنات کو محض کھیل کے طور پر بے مقصد نہیں پیدا کیا، بلکہ اس ساری کائنات کو ایک نہایت اہم مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اور وہ مقصد اظہار حق ہے تاکہ اس کائنات کے ذرّے ذرّے سے اللہ کی وحدانیت اور اس کی قدرت کاملہ پر استدلال کیا جائے لیکن اکثر لوگ جاہل ہیں اور اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ بالحق ای لاظھار الحق۔ تائید (۱) ھل من خالق غیر اللہ (فاطر رکوع ۱) ۲۔ لو اردنا ان نتخذ لھوا لاتخذناہ من لدنا ان کنا فاعلین ہ بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق (انبیاء ع ۲) **۲۴** ان یوم الفصل۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ سب کے حساب کتاب اور جزاء و سزا کے لئے فیصلے کا دن مقرر ہے جس میں حق و باطل اور محق و مبطل کے درمیان آخری فیصلہ کیا جائیگا یوم لا یغنی مولی الخ اس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ بھی کام نہ آ سکے گا اور نہ ان کا کوئی حامی و ناصر ہی ہوگا جو انھیں اللہ کے عذاب سے چھڑا سکے۔ البتہ جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوگی وہ عفو و مغفرت سے یا نیک لوگوں کی شفاعت کے باعث عذاب سے بچ جائیں گے۔ یہ ینصرون کی ضمیر سے بدل ہے یا استثناء منقطع ہے اور اس سے مراد مومنین ہیں الا من رحم اللہ بالعفو وقبول الشفاعۃ فیہ ومحلہ الرفع علی البدل من الواو والنصب علی الاستثناء (روح۔ بیضاوی) بے شک اللہ تعالیٰ سب پر غالب اور مہربان ہے جسے وہ عذاب دینا چاہے اُسے کوئی چھڑا نہیں سکتا اور جسے چاہے اپنی مہربانی سے معاف کر دے **۲۵** ان شجرت الزقوم۔

هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ۞۵۰ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ
یہی ہے جس میں تم دھوکے میں پڑے تھے بے شک ڈرنے والے گھر میں ہیں
اَمِيْنٍ ۞۵۱ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۞۵۲ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ
چین کے **۲۶** باغوں میں اور چشموں میں پہنتے ہیں پوشاک ریشمی پتلی
وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۞۵۳ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ
اور گاڑھی ایکدوسرے کے سامنے اسیطرح ہوگا اور بیاہ دیں ہم انکو حوریں
عِيْنٍ ۞۵۴ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ۞۵۵ لَا
بڑی آنکھوں والیاں منگوائیں گے وہاں **۲۷** ہر میوہ دل جمعی سے نہ
يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى وَوَقٰهُمْ
چکھیں گے وہاں موت مگر جو پہلے آ چکی اور بچایا انکو
عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۞۵۶ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ
دوزخ کے عذاب سے فضل سے تیرے رب کے یہی ہے بڑی
الْعَظِيْمُ ۞۵۷ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۞۵۸
مراد ملنی سو یہ قرآن آسان کیا ہم نے **۲۸** تیری بولی میں تاکہ وہ یاد رکھیں
فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ۞۵۹
اب تو راہ دیکھ **۲۹** وہ بھی راہ دیکھتے ہیں

سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ
۱ سورہ جاثیہ مکہ میں نازل ہوئی اس میں سینتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۞۱ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۞۲ اِنَّ
اتارنا **۲** کتاب کا ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے حکمتوں والا بیشک

یہ تخویف اخروی ہے۔ زقوم دوزخ کا ایک نہایت ہی کریہہ المنظر اور خبیث درخت ہے جس کا ادنیٰ سا نمونہ دنیا کا خار دار تھوہر ہے۔ الاثیم سے مراد کافر ہے۔ (روح، ابن کثیر) المھل پگھلی ہوئی دھات (روح، بحر) دوزخ میں کافروں کی خوراک شجرۂ خبیثہ زقوم (تھوہر) ہوگی اور وہ پگھلی ہوئی دھات کیطرح گرم ہوگا اور ان کے پیٹ میں اس طرح کھولے گی جس طرح سخت گرم پانی کھولتا ہے۔ خذوہ الخ ای یقال للزبانیۃ (مدارک) فاعتلوہ اسے گھسیٹ کر لے جاؤ فجروہ بقھر (روح) دوزخ کے فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس مجرم کو گھسیٹ کر بھڑکتی آگ کے وسط میں لے جاؤ اور اس کے سر پر کھولتا ہوا پانی ڈالو تاکہ اوپر سے بھی وہ عذاب کا مزہ چکھے یا مطلب یہ ہے کہ ان کے سروں کے اوپر سے ان کے مونہوں میں کھولتا ہوا پانی ڈالو قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ذق ای و یقال (روح) اور اس سے کہا جائیگا اس عذاب کا مزہ چکھ تو دنیا میں بڑا عزیز و کریم بنا ہوا تھا اور کہا کرتا تھا بھلا عزت و عظمت اور شان و کرامت

ربط آیات ۱۲ تخلاصہ سورت ۳ ع ۱۶

میں مجھ سے بھی کوئی بڑا تھا۔ یا یہ اہانت وتحقیر اور استہزاء و تمسخر کے طور پر کہا جائیگا۔ و قیل علی معنی الاستخفاف والتوبیخ والاستھزاء والاھانۃ والتنقیص (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۵۱) ان ھذا ما کنتم بہ تمترون یہ وہی عذاب ہے جس سے دنیا میں تمہیں ڈرایا گیا، لیکن تم برابر اس میں شک کرتے رہے اور تمہیں ڈرانے والوں کی باتوں پر یقین نہ آیا ۲۶ ان المتقین ـــــ تا ـــــ ذلک ھو الفوز العظیم یہ بشارت اخرویہ ہے۔ فی جنّت وعیون، مقام امین سے بدل ہے متقی اور پرہیزگار لوگ اور شرک سے بچنے والے قیامت کے دن پر امن مقام یعنی باغات جنت اور چشموں میں ہوں گے جہاں وہ ہر قسم کے خوف و ہراس اور تکلیف وعذاب سے محفوظ و مأمون ہوں گے اور انھیں زندگی کی ہر راحت و آسائش میسر ہوگی یلبسون من سندس الخ وہاں وہ باریک اور موٹے ریشم کے کپڑے پہنیں گے یعنی جس قسم کا لباس چاہیں گے انھیں ملیگا۔ سندس باریک ریشم، استبرق موٹا ریشم سندس ما رق من الدیباج و استبرق ما غلظ منہ (مدارک ج ۴ ص ۱۰۰) وہ جنت میں محبت والفت اور مسرت وشادمانی کے اظہار کے لئے ایکدوسرے کے آمنے سامنے بیٹھیں گے متقابلین فی مجالسھم لیستأنس بعضھم ببعض (روح ج ۲۵ ص ۱۳۵) ایسی ہی بے شمار نعمتیں ان کو ملیں گی اور موٹی آنکھوں والی خوبصورت حوریں جنت میں ان کی رفیق حیات ہوں گی ۲۷ یدعون فیھا۔ وہ جنت میں جو میوہ چاہیں گے طلب کریں گے یعنی وہاں انھیں ہر منہ مانگا میوہ ملے گا اور وہ ہر ضرر و تکلیف سے محفوظ ہوں گے۔ لا یذوقون الخ جنت میں ان پر موت نہیں آئیگی ایکبار جو موت ان کے لئے مقدر تھی اس کا مزہ وہ دنیا میں چکھ چکے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ انھیں دوزخ کے عذاب سے بھی بچائیگا۔ یہ ساری نعمتیں انھیں محض اللہ کے فضل وکرم سے حاصل ہونگی۔ اور اصل میں یہی بڑی کامیابی ہے کہ جنت میں ہر نعمت میسر ہو، تکلیف کا شائبہ تک نہ ہو، نہ نعیم جنت کو زوال ہو، جنت والوں پر فنا آئے، دائمی راحت اور دائمی زندگی ۲۸ فانما یسرنہ یہ ساری سورت سے متعلق ہے گویا ساری سورت کا خلاصہ ہے۔ ہم نے اس (کتاب مبین) قرآن کو یا اس حکمنامے کو آپ کی زبان پر نہایت آسان زبان و اسلوب میں بیان کر دیا ہے تاکہ لوگ اسے آسانی سے سمجھ لیں اور اس کی تعلیمات پر عمل کریں۔ وھذا فذلکۃ و اجمال لما فی السورۃ بعد تفصیل تذکیرا لما سلف مشروحا فیھا فالمعنی ذکرھم بالکتاب المبین فانما یسرنہ بلسانک کی یفھموہ ویتذکروا بہ ویعملوا بموجبہ (روح ج ۵ ص ۱۳۷) ۲۹ فارتقب انھم مرتقبون ۰ یہ تخویف دنیوی ہے اور ابتداء سورت (فارتقب یوم تأتی الخ) سے متعلق ہے تاکہ سورت کا آخر ابتداء پر منطبق ہو جائے۔ آپ ان کے انجام اور اپنی کامیابی کا انتظار کریں اور وہ بھی انتظار میں ہیں کہ آپ کا انجام کیا ہوتا ہے اور ان کا حشر کیا ہوتا ہے۔ یہ ایک طرف مشرکین کے لئے تخویف دنیوی ہے اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے وعدہ نصرت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لرسولہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلیا لہ و واعدا لہ بالنصر و متوعدا لمن کذب بہ بالعطب والھلاک فارتقب انھم مرتقبون (ابن کثیر ج ۴ ص ۱۴۷)

سورۃ دخان میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ انّہٗ ھو السمیع العلیم ـــــ تا ـــــ ربکم ورب اٰبآئکم الاولین ۰ نفی شرک اعتقادی

۲۔ وما خلقنا السمٰوٰت والارض ـــ تا ـــ انہ ھو العزیز الرحیم ۰ (۴۲) نفی شفاعت قہریہ ودلیل عقلی برائے اثبات توحید

سُورۂ جاثیہ

ربط سورۂ دخان میں اس شبہ کا جواب دیا گیا کہ ہم ان معبودانِ باطلہ کو اس لئے پکارتے ہیں کہ وہ ہماری پکار سنکر خدا کی بارگاہ میں سفارش کرینگے۔ وہ سفارش قبول کرے یا نہ کرے یہ اس کی مرضی تو اس کا جواب دیا گیا کہ ہر بات کو سننے اور جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اب سورۂ جاثیہ میں ایک اور شبہے کا جواب دیا گیا ہے کہ ہم نے مان لیا کہ ہمارے معبود شفیع غالب بھی نہیں اور ہماری پکاریں بھی نہیں سنتے، لیکن ہم ان کو اس لئے پکارتے ہیں کہ ہمارے آباء و اجداد ان کو پکارا کرتے تھے اور اگر اللہ تعالیٰ ان کو ہماری پکار سنا دے اور وہ اللہ کی بارگاہ میں ہماری سفارش کردیں تو بہتر ورنہ زیادہ سے زیادہ ہمارا پکارنا لغو ہو جائے گا تو اس کا جواب دیا گیا کہ دلائل عقل ونقل سے ثابت ہو چکا ہے کہ سب کچھ سننے اور جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں، اس لئے صرف اسی کو پکارو اور غیر اللہ کو مت پکارو نیز ہم نے دین کی راہ واضح اور روشن کردی ہے اس پر چلو اور گمراہ لوگوں کی خواہشاتِ نفسانیہ کا اتباع کرتے ہوئے غیر اللہ کو نہ پکارو۔ ثم جعلنٰک علی شریعۃ من الامر فاتبعها۔ الآیۃ۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب، توحید پر پانچ عقلی دلیلیں اور ایک دلیل نقلی، زجریں، تخویفیں، بشارتیں اور شکوے اور درمیان میں ثم جعلنٰک علی شریعۃ الخ سورت کا مقصودی دعوے۔

تفصیل

حٰمٓ ۝ تنزیل الکتٰب الآیۃ، تمہید مع ترغیب۔ یہ حکمنامہ غالب اور حکمت والے بادشاہ کا ہے اسے مانو۔ ان فی السمٰوٰت والارض — تا — فبای حدیث بعد اللہ واٰیٰتہ یؤمنون ۝ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے علیٰ سبیل الترقی والتدریج۔ صرف زمین و آسمان ہی میں ایمان والوں کیلئے خوشخبری اللہ کی وحدانیت کے کافی دلائل موجود ہیں۔ پھر انسانوں اور دیگر تمام جانوروں کی پیدائش میں رات دن کی آمد ورفت میں آسمان اور زمین سے روزی کا سامان بہم پہنچانے میں اور مختلف قسم کی ہوائیں چلانے میں عقل و بصیرت والوں کے لئے اس کی قدرت و وحدانیت کے بے شمار نشانات موجود ہیں۔ اگر مشرکین ان آیات ونشانات کو دیکھ کر بھی اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہیں لائینگے، تو پھر اس سے واضح تر تو کوئی دلیل نہیں۔ ویل لکل افاک — تا — فبشرہ بعذاب الیم ۝ یہ زجر ہے مع تخویف اخروی۔ اس جھوٹے اور مجرم کے لئے ہلاکت ہے جو اللہ کی آیات بینات سنتا ہے اور غرور واستکبار سے اسطرح ان سے اعراض کرتا ہے گویا اس نے ان کو سنا ہی نہیں، ایسے مجرم کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ واذا علم من اٰیٰتنا — تا — لهم عذاب من رجز الیم ۝ یہ زجر ثانی ہے مع تخویف اخروی۔ یہ لوگ ایسے معاند ہیں کہ جب کوئی آیت سن پاتے ہیں تو اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے نہایت ذلت آمیز عذاب تیار ہے۔ اللہ کے عذاب سے نہ انھیں دنیا کی دولت بچاسکیگی اور نہ ان کے معبودانِ باطلہ ہی نجات دلاسکیں گے۔ ایسے لوگوں کے لئے نہایت ہی ذلت آمیز عذاب تیار ہے۔

اللہ الذی سخر لکم — تا — لقوم یتفکرون (ع ۲) یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے بطور ترقی۔ نہ صرف زمین میں بہنے والے دریا اور سمندر اس نے اپنے حکم سے تمہارے کام میں لگا رکھے ہیں، بلکہ اس کے علاوہ زمین و آسمان کی ہر چیز کو اس نے اپنے حکم سے تمہاری خدمت میں لگا رکھا ہے۔ غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں اللہ کی وحدانیت و قدرت کے کافی دلائل موجود ہیں۔ قل للذین اٰمنوا — تا — ثم الی ربکم ترجعون ۝ یہ تخویف دنیوی ہے۔ جو لوگ اللہ کے عذاب پر ایمان نہیں رکھتے اور بیباک ہو کر اللہ کے حکمنامے کا انکار کرتے ہیں ان پر دنیا ہی میں اللہ کا عذاب آئیگا۔

ولقد اٰتینا بنی اسرائیل — تا — یختلفون ۝ یہ دلیل نقلی ہے۔ ہم نے توراۃ میں بھی یہی حکم دیا تھا کہ میرے سوا کسی اور کو کارساز نہ بنانا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے بعد علماءِ سوء نے دیدہ دانستہ محض ضد کی وجہ سے اس مسئلے میں اختلاف کیا۔ ثم جعلنٰک علی شریعۃ — تا — واللہ ولی المتقین یہ سورت کا مقصودی دعویٰ ہے۔ ہم نے آپ کو واضح اور روشن شریعت عطا کی ہے آپ اس کی پیروی کریں اور ان نادانوں کی خواہشاتِ نفسانیہ کا اتباع نہ کریں جو اندھا دھند اپنے مشرک باپ دادا اور گمراہ پیروں اور رہنماؤں کی پیروی میں خود ساختہ معبودوں کو پکارتے ہیں۔ ان کی اطاعت میں کچھ فائدہ نہیں۔ ام حسب الذین اجترحوا السیئات (الآیۃ) یہ زجر ہے ان بدکردار اور منکرین کا خیال ہے کہ ہم ان کو مومنین صالحین کے برابر درجے دیں گے۔ یہ خیال محض باطل ہے۔

وخلق اللہ السمٰوٰت والارض۔ ع ۳ (الآیۃ) یہ تیسری عقلی دلیل ہے مع تخویف اخروی۔ زمین و آسمان کو اللہ تعالیٰ نے اظہار حق کے لئے پیدا فرمایا ہے اور ہر شخص کو اس کے اعمال کے موافق جزاء وسزاء ملیگی اور کسی پر زیادتی نہیں ہوگی۔ افرأیت من اتخذ الٰهه هواه (الآیۃ) یہ زجر ہے۔ یہ مشرکین اپنی خواہشات کی پیروی میں دلائل عقل ونقل کے بغیر ہی غیر اللہ کو معبود بنا کر پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے ضد وعناد کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کردی ہے، اس لئے وہ راہ راست پر نہیں آسکتے۔ وقالوا ما ھی الا حیاتنا الدنیا (الآیۃ) یہ شکویٰ اولیٰ ہے۔ یہ لوگ نہ صرف توحید باری تعالیٰ کے منکر ہیں بلکہ وہ قیامت کے بھی منکر ہیں اور نہ اس بات کو مانتے ہیں کہ یہ دنیوی عذاب ان کے گناہوں کی سزا ہے وہ اسے حوادثِ زمانہ کا

نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ واذا تتلیٰ علیھم ایٰتنا (الآیۃ) یہ شکوی ثانیہ ہے۔ جب ان کے سامنے بعث ونشور کے دلائل نقل کئے جاتے ہیں تو سوائے اس کے ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا کہ اگر تم سچے ہو کہ مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنا ہے تو ہمارے مرے ہوئے باپ دادا کو زندہ کر کے دکھا دو۔ قل اللّٰہ یحییکم ثم یمیتکم (الآیۃ) یہ دونوں شکووں کا جواب ہے۔ جس ذات قادر و قیوم نے تمہیں نیست سے ہست کیا اور جس کے اختیار میں موت ہے اس کو دوبارہ زندہ کرنے کی بھی قدرت ہے اور وہ لامحالہ سب کو دوبارہ زندہ کر کے میدان حشر میں جمع کرے گا۔ وللّٰہ ملک السمٰوٰت والارض ط (ع ۴) زمین و آسمان کی حکومت اللہ ہی کے لئے مختص ہے اور ساری کائنات میں وہی متصرف و مختار ہے، اس لئے اس کے سوا کوئی معبود، کارساز اور پکارے جانے کے لائق نہیں۔ ویوم تقوم الساعۃ ـــــ تا ـــــ ما کنتم تعملون o یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن باطل پرست بہت بڑے خسارے میں رہیں گے۔ ہر شخص کا اعمالنامہ جس میں اس کے تمام اعمال کا مکمل ریکارڈ ہوگا اسی کے مطابق سب کو سزائیں دی جائیں گی۔ فاما الذین اٰمنوا (الآیۃ) یہ بشارت اخرویہ ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے اور عذاب سے محفوظ ہوں گے۔ واما الذین کفروا ـــــ تا ـــــ ولا ھم یستعتبون o یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن کفار و مشرکین سے کہا جائیگا کہ کیا تمہیں اللہ کی آیتیں نہیں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں، لیکن تم غرور و استکبار سے ان کو جھٹلاتے تھے اور جب تم سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے، اور قیامت ضرور آئے گی تو تم کہتے تھے ہم قیامت کو کیا جانیں، ہم نہیں مانتے۔ قیامت کے دن ان کے تمام اعمال بد کا نتیجہ ظاہر ہو جائے گا اور ان کا خمیازہ بھگتیں گے وقیل الیوم ننسٰکم الخ قیامت کے دن اُن سے یہ بھی کہا جائیگا کہ جس طرح تم نے آخرت کی پروا نہ کرتے ہوئے اس کے لئے کوئی تیاری نہ کی اسی طرح آج تمہارے ساتھ بھی یہی سلوک ہوگا اور تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے۔ کیونکہ تم نے اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑایا اور دنیوی زندگی پر مغرور ہو گئے۔ آج تمہیں اللہ کے عذاب سے بچانیوالا کوئی نہیں فللّٰہ الحمد رب السمٰوٰت (الاٰیتین) یہ پانچویں دلیل عقلی ہے اور چوتھی دلیل پر متفرع ہے جب زمین و آسمان کی بادشاہی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ تو تمام صفات کارسازی بھی اسی کے ساتھ مختص ہیں کیونکہ وہ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق اور مربی ہے اس ساری کائنات میں بڑائی اور برتری بھی اسی ہی کی صفت ہے، عظمت و کبریا کا مالک وہی ہے ۳ تنزیل الکتٰب (الآیۃ) یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ یہ حکمنامہ اس شہنشاہ کا ہے جو سب پر غالب اور حکمت والا ہے، جس کا ہر حکم اور ہر فعل حکمت بالغہ کا آئینہ دار ہوتا ہے، اسے مانو اور اس پر عمل کرو ۳ ان فی السمٰوٰت ـــ تا ـــ فبای حدیث بعد اللّٰہ وایٰتہٖ یؤمنون o یہ توحید پر پہلی عقلی ہے۔ علی سبیل التدریج۔ اس میں درجہ بدرجہ ایسے امور بیان کئے گئے

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾ وَفِيْ
آسمانوں میں ۳ اور زمین میں بہت نشانیاں ہیں ماننے والوں کے واسطے اور
خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾
تمہارے بنانے میں ۴ اور جس قدر پھیلا رکھے ہیں جانور نشانیاں ہیں ان لوگوں کے واسطے جو یقین رکھتے ہیں
وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ
اور بدلنے میں رات دن کے اور وہ جو اتاری اللہ نے آسمان سے
مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ
روزی ۵ پھر زندہ کر دیا اس سے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد اور بدلنے میں
الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۵﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا
ہواؤں کے نشانیاں ہیں ان لوگوں کیواسطے جو سمجھ سے کام لیتے ہیں ۵ یہ باتیں ہیں اللہ کی ہم سناتے ہیں
عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾
تجھ کو ٹھیک ٹھیک پھر کونسی بات کو اللہ اور اسکی باتوں کو چھوڑ کر مانیں گے
وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۷﴾ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ
خرابی ہے ہر جھوٹے ۶ گنہگار کے لئے کہ سنتا ہے باتیں اللہ کی کہ اس کے پاس پڑھی جاتی
ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ
ہیں پھر ضد کرتا ہے غرور سے گویا سنا ہی نہیں سو خوشخبری سنادے اسکو ایک عذاب
اَلِيْمٍ ﴿۸﴾ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئَا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ
دردناک کی اور جب ۸ خبر پائے ہماری باتوں میں سے کسی کی اسکو ٹھہرائے ٹھٹھا
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹﴾ؕ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ
ایسوں کو ذلت کا عذاب ہے پرے ان کے دوزخ ہے
وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ
اور کام نہ آئے گا ان کے جو کمایا تھا ذرا بھی اور نہ وہ کہ جن کو پکڑا تھا

۱ زجر مع تخویف اخروی ۱۲
۲ زجر ثانی ۱۲

۳ فتح الرحمٰن ۵ یعنی باران را ۱۲۔

ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور اسکی وحدانیت کی دلیل ہیں۔ اس عظیم الشان سُورت کا مضمون یہ ہے کہ نفس آسمان و زمین ہی ایمان والوں کے لئے اللہ کی قدرت و وحدانیت پر کافی دلیل ہیں۔ زمین و آسمان میں عجائب المخلوقات اور کائنات کی ہر چیز ایک مستقل دلیل ہے ان انفسھما لآیات لما فیھما من فنون الآلاء علی القادر الحکیم جل شانہ (روح ج ۲۵ ص ۱۳۹) لآیت لدلالات علی وحدانیتہ (مدارک ج ۴ ص ۱۰۱) پھر آسمان کا ستونوں کے بغیر محض اس کے حکم سے قائم رہنا اور زمین کا فضا میں کسی ظاہری سہارے کے بغیر معلق رہنا یہ سب اسکی وحدانیت اور قدرت کے دلائل ہیں جیسا کہ فرمایا ومن آیٰتہ ان تقوم السماء

دُونِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ⑩ هٰذَا
اللہ کے سوائے رفیق اور اُن کیواسطے بڑا عذاب ہے یہ
هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ
سجھا دیا ۵ اور جو منکر ہیں اپنے رب کی باتوں سے اُن کے لئے عذاب
مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ⑪ اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ
ہے ایک بلا کا دردناک اللہ وہ ہے جسنے بس میں کر دیا ۵ تمہارے دریا کو
لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ
چلیں اس میں جہاز اس کے حکم سے اور تاکہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ⑫ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
تاکہ تم حق مانو اور کام میں لگا دیا تمہارے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور
مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
جو کچھ ہے زمین میں سب کو اپنی طرف سے اس میں نشانیاں ہیں
لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ⑬ قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا
اُن لوگوں کے واسطے جو دھیان کرتے ہیں کہدے ایمان والوں کو ۵ درگذر کریں
لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا
ان سے جو امید نہیں رکھتے اللہ کے ۵ دنوں کی تاکہ وہ سزا دے ایک قوم کو بدلا اُسکا
كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ⑭ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ
جو کماتے تھے ۵ جس نے بھلا کام کیا تو اپنے واسطے اور
مَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۡ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ⑮ وَ
جس نے بُرا کیا سو اپنے حق میں پھر اپنے رب کی طرف پھیرے جاؤ گے اور
لَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ
ہم نے دی بنی ۵ اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور پیغمبری

ع ۱ / ۱۷

۵ دوسری عقلی دلیل بطور ترقی ۱۲

۵ تخویف دنیوی ۱۲

۵ تخویف اخروی ۱۲

والارض بامرہ (روم ع ۳) ۴ ۵ وفی خلقکم الآیۃ۔ اس سے بڑھ کر تم خود اپنی پیدائش کو دیکھو کہ کس طرح اس نے اپنی قدرت کاملہ سے تمہیں ایک قطرۂ آب سے پیدا فرمایا اور پھر زمین میں بے شمار انواع و اقسام کے چوپائے پھیلا دیئے ماننے والوں کے لئے اس میں کھلے دلائل ہیں واختلاف الیل والنھار (الآیۃ) پھر اس سے آگے بڑھو اور رات دن کے یکے بعد دیگرے آنے جانے اور ان کے گھٹنے بڑھنے میں غور و فکر کرو اور دیکھو وہ آسمان سے مینہ برسا کر خشک اور ناکارہ زمین کو زرخیز بنا دیتا ہے اور ہوائیں اسکے حکم سے چلتی ہیں عقل و دانش رکھنے والوں کے لئے ان تمام چیزوں میں توحید الٰہی اور قدرتِ خداوندی کی عظیم الشان نشانات موجود ہیں۔ رزق سے مراد بارش ہے بطریق تسمیۃ الشئ باسم السبب من رزق من مطر سماہ مطر الانہ سببہ (بیضاوی) ۵ ۵ تلک اٰیٰت اللہ۔ الآیۃ۔ یہ اللہ کی وحدانیت کو دلائل و براہین ہیں جو ہم آپ کو سناتے ہے یہ سراپا حق و صدق ہیں اور ان میں کوئی بات غلط اور باطل نہیں۔ اگر یہ معاندین ان آیات کو دیکھ سُن کر بھی ایمان نہیں لاتے تو پھر وہ کونسا بیان ہے اور وہ کونسے دلائل ہیں جن کا وہ مطالبہ کرتے ہیں، کیونکہ اس سے واضح تر کوئی بیان نہیں اور ان سے مضبوط تر کوئی دلیل نہیں ای ھذہ اٰیٰت اللہ ؛ ای حججہ و براھینہ الدالۃ علی وحدانیتہ وقدرتہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۵۸) لابیان ازید من ھذا البیان ولا اٰیۃ ادل من ھذہ الاٰیۃ (روح ج ۲۵ ص ۱۴۲) ۶ ویل لکل افاک۔ یہ زجر ہے مع تخویف اخروی۔ اس بہت بڑے جھوٹے اور مجرم کے لئے ویل (ہلاکت یا جہنم کی ایک وادی) ہے جو اللہ کی آیتوں کو سُنتا ہے لیکن غرور و استکبار سے ان کی پرواہ نہیں کرتا اور اپنے کفر و عناد پر قائم رہتا ہے اور آیاتِ الٰہیہ سے اس طرح اعراض کرتا ہے گویا اس نے ان کو سُنا ہی نہیں ایسے معاندین و متکبرین کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے یہ عذاب اس کے غرور و استکبار، کفر پر اصرار اور آیاتِ الٰہیہ سے اعراض کی سزا ہے۔

موضح قرآن۔ ۵ معاف کریں یعنی بدلے کا فکر نہ کریں اللہ پر چھوڑیں۔

فتح الرحمٰن۔ ۵ یعنی معتقد نیستند کہ حوادث جزائی اعمال ایشان باشد ۱۲۔

۵۷ واذا علم۔ یہ زجر ثانی ہے۔ ہماری آیتوں کو ماننا تو درکنار جب ہماری آیات میں سے کوئی آیت اس تک پہنچ جاتی ہے تو اس سے استہزاء کرتا ہے۔ ایسے بدبختوں کے لئے ذلت آمیز اور رسوا کن عذاب تیار ہے۔ من ورائھم جہنم یہ لوگ دنیا کی عیش میں اور کفر و طغیان میں منہمک ہیں، لیکن اس سے غافل اور بے خبر ہیں کہ ان کے آگے ان کے لئے جہنم ہے جس کے عذاب سے ان کو نہ تو معبودان باطلہ کی پکار بچا سکیگی اور نہ ان کے خود ساختہ کارساز اور سفارشی ہی ان کو اس سے نجات دلا سکیں گے اور نہ دنیا میں کمائی ہوئی دولت ہی وہاں کچھ کام آئیگی۔ ما کسبوا سے مال و اولاد مراد ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے

وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾
اور کھلانے کو دیں ۱ ستھری چیزیں اور بزرگی دی انکو جہان پر

وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ
اور دیں انھیں کھلی باتیں دین کی پھر انہوں نے پھوٹ جو ڈالی تو

بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ
سمجھ آ چکنے کے بعد آپس کی ضد سے بے شک تیرا رب فیصلہ کریگا

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٧﴾ ثُمَّ
ان میں قیامت کے دن جس بات میں وہ جھگڑتے تھے پھر

جَعَلْنٰكَ عَلٰي شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ
تجھ کو رکھا ہم نے ایک رستہ پر ۳ دین کے کام کے سو تو اسی پر چل اور مت چل

اَهْوَاۗءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٨﴾ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ
خواہشوں پر نادانوں کی وہ ہرگز کام نہ آئینگے تیرے کام

مِنَ اللّٰهِ شَـيْـــًٔا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ
اللہ کے سامنے ذرا بھی اور بے انصاف ایک دوسرے کے رفیق

بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٩﴾ هٰذَا بَصَاۗىِٕرُ لِلنَّاسِ
میں اور اللہ رفیق ہے ڈرنے والوں کا یہ سوجھ کی باتیں ہیں لوگوں کیواسطے

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿٢٠﴾ اَمْ حَسِبَ
اور راہ کی اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو یقین لاتے ہیں کیا خیال رکھتے

الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ
ہیں جنھوں نے ۵ کمائی ہیں برائیاں کہ ہم کر دینگے ان کو برابر ان لوگوں کے

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَاۗءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ
کہ جو یقین لائے اور کئے بھلے کام ایک سا ہے ان کا جینا اور مرنا

نزدیک اس میں غیر اللہ کی پکار ما سوی اللہ کی نذر و منت بھی داخل ہے۔ اور ما اتخذوا من دون اللہ اولیاء سے معبودان باطلہ مراد ہیں۔ ای ولا تغنی عنھم الالھۃ التی عبدوھا من دون اللہ شیئا (ابن کثیر ج ۴ ص ۱۴۸، معالم و خازن ج ۶ ص ۱۵۱) یہ تخویف اخروی مقصود سورت سے متعلق ہے یعنی تمہارے خود ساختہ معبود اور سفارشی آخرت میں تمہیں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے ۵۸ ھذا ھدی۔ الآیۃ۔ ھذا یا تو اس سورت میں مذکورہ بالا مضامین کی طرف اشارہ ہے یا اس سے قرآن مراد ہے۔ جمہور مفسرین نے یہی لکھا ہے یہ قرآن سراپا رشد و ہدایت ہے۔ والذین کفروا الخ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات بینات کا انکار کرتے ہیں ان کے لئے سخت ترین اور دردناک عذاب کی سزا ہے ۵۹ اللہ الذی سخر ـــ تا ـــ لقوم یتفکرون ۝ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے بطور ترقی۔ پہلی دلیل میں عجائب قدرت اور غرائب فطرت کا ذکر تھا اب اس سے اگلا درجہ ذکر فرمایا کہ اس نے یہ ساری کائنات کیا علوی کیا سفلی پیدا فرما کر اپنے حکم و اختیار سے تمہارے کام میں لگا رکھی ہے دریاؤں اور سمندروں کو اس نے اپنے حکم سے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے کہ اس میں کشتیاں چلتی ہیں تاکہ اپنا سامان اور مال تجارت ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجا کر نفع کماؤ اور اس انعام الٰہی پر اس کا شکر بجا لاؤ۔ اس کے علاوہ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب ہی اللہ کے حکم سے تمہاری خدمت میں مصروف ہے جمیعا اور منہ دونوں ما فی السموٰت وما فی الارض سے حال ہیں (مدارک، روح) مطلب یہ ہے کہ اللہ نے ان تمام اشیاء کو مسخر کیا ہے اور یہ سب کچھ اسی کی طرف سے ہے اور وہی ہر چیز کا خالق ہے۔ اور یہ سب اسی کا انعام و احسان ہے۔ جمیعا منہ یعنی ان ذلک فعلہ وخلقہ واحسان منہ وانعام (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۶۰) والمعنی سخر ھذہ الاشیاء جمیعا کائنۃ منہ وحاصلۃ من عندہ یعنی انہ سبحانہ مکونھا وموجدھا بقدرتہ وحکمتہ ثم سخرھا لخلقہ (روح ج ۲۵ ص ۴۴، بحر ج ۸ ص ۴۵) اس میں سوچ بچار کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ، قدرت کاملہ اور اسکی وحدانیت کے بے شمار نشانات موجود ہیں ۶۰ قل للذین۔ الآیۃ۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ یغفروا ای یعفوا ویصفحوا (روح) لا یرجون لا یأمنون او لا یخافون (قرطبی) او لا یعتقدون (الشیخ قدس سرہ) ایام اللہ سے مجازاً وقائع و حوادث مراد ہیں جو اللہ اپنے دشمنوں پر لاتا ہے (بحر) لیجزی کا متعلق محذوف ہے لتأتین ایام اللہ (الشیخ رحمہ اللہ) یا یہ یغفروا سے متعلق ہے۔ (روح) مطلب یہ ہے کہ ایمان والوں سے

۱ وعدالقرآنی سورت و جواب شبہ ۱۲

۲ نفی توحید نقلی استفہام انکاری ۱۲

فرمادیں کہ وہ ان لوگوں سے نزاع وجدال نہ کریں بلکہ درگذر کریں جو دنیا میں اللہ کے عذاب کی توقع ہی نہیں رکھتے یا اس کے آنے پر ان کا ایمان ہی نہیں
اللہ کا عذاب مختلف وقائع وحوادث کی شکل میں ضرور آئے گا تاکہ ان منکرین کو ان کے کئے کی سزا دی جائے۔ یا مطلب یہ ہے کہ ایمان والے درگذر کریں تاکہ
اللہ ان مجادلین کو سزا دے من عمل صالحا فلنفسہ جو شخص نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے ہی لئے کرتا ہے اور اس کا فائدہ اسی کو ہوتا ہے ومن اساء
فعلیھا اور جو برُے کام کرے انکا وبال اور نقصان بھی اسی کو ہوتا ہے۔ پھر آخرت میں سب اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے اور وہ ہر ایک کو اس کے اعمال
کی جزاء سزا دے گا ١١ ولقد اٰتینا ـــ تا ـــ یختلفون ٥ یہ توحید پر دلیل نقلی ہے۔ ہم نے بنی اسرائیل کو ایک عظیم الشان کتاب (تورات) عطاء
فرمائی اور ان میں بادشاہ پیدا کئے جو لوگوں پر حکم چلاتے اور ان کے امور و معاملات کے فیصلے کرتے تھے اور ہم نے ان میں بہت سے انبیاء علیہم السلام مبعوث
کئے جو تورات ہی کے مطابق اپنی امتوں کو تبلیغ کرتے اور دین کی تعلیم دیتے تھے تورات جو تمام انبیاء بنی اسرائیل کے لئے دستور العمل تھی اس میں ہم نے
یہی حکم دیا تھا کہ میرے سوا کسی کو کارساز نہ بنانا۔ واٰتینا موسی الکتٰب وجعلنٰہ ھدی لبنی اسرآئیل الا تتخذوا من دونی وکیلا ٥
(بنی اسرائیل ع ۱) ١٢ ورزقنٰھم۔ بنی اسرائیل پر ہم نے بے پایاں احسانات کئے۔ انواع و اقسام کی حلال اور خوشگوار روزی عطاء کی جیسا کہ من وسلوی
وغیرہ اور اس وقت کی تمام اقوام عالم پر ان کو روحانی اور مادی لحاظ سے فوقیت دی۔ واٰتینٰھم بینٰت من الامر اور دین کے معاملے میں ہم
نے ان کو واضح دلائل و براہین دیکر امور دین کو خوب روشن کر دیا۔ لیکن دین کے واضح علم کے باوجود بعد میں دنیا پرست علماء نے محض حسد وعناد کی وجہ
سے تورات کی اصل تعلیم (توحید) کو بدل ڈالا اور بنی اسرائیل میں توحید کے بارے میں اختلاف کی ایک وسیع خلیج پیدا کر دی اور ہر فریق اپنے باطل نظریات کو
برحق قرار دینے لگا۔ اس اختلاف کا آخری فیصلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان باطل پرستوں کو جہنم میں ڈال کر فرمائے گا۔ یعنی ان کا آخری فیصلہ عذاب جہنم ہوگا اب
بھی آخری کتاب قرآن مجید نازل ہو چکا ہے جس میں مسئلہ توحید دلائل عقل و نقل اور وحی سے مدلل، واضح اور روشن ہو چکا ہے اس لئے اب جو لوگ اس
مسئلہ میں اختلاف کریں گے وہ بھی محض حسد وضد اور عناد و مکابرہ کی وجہ سے کرینگے ١٣ ثم جعلنٰک علی شریعۃ ـــ تا ـــ رحمۃ لقوم یؤمنون
یہ سورت کا مقصودی دعوی ہے اور اس شبہہ کا جواب ہے کہ ہم نے مان لیا کہ ہمارے معبود شفیع غالب نہیں اور ہماری پکاریں بھی نہیں سنتے لیکن ہم ان
کو صرف اس لئے پکارتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا، ہمارے پیر اور رہنما ایسا کرتے چلے آئے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ہماری پکار ان کو سنوا دے اور وہ ہماری سفارش
کر دیں تو بہتر ورنہ ہماری دعا اور پکار بے کار جائیگی۔ تو اس کا جواب ارشاد فرمایا کہ جب دلائل عقل و نقل سے ثابت ہو چکا کہ سب کچھ سننے اور جاننے
والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو صرف اسی کو پکارو اور غیر اللہ کو مت پکارو۔ نیز ہم نے دین اسلام کی راہ واضح اور روشن کر کے اس پر آپ کو گامزن کر دیا ہے
آپ اسی پر گامزن رہیں اور اس سے سر مو اِدھر اُدھر نہ ہوں اور ان نادانوں اور خواہشات کے بندوں کی خواہشات نفسانیہ کی پیروی کرتے ہوئے غیر اللہ
کو نہ پکاریں۔ تائیدات:۔ ۱۔ واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰباءنا الآیۃ (البقرہ ع ۲۱) ۲۔ ولا تتبعوا اھواء
قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل (مائدہ ع ۱۰) ۳۔ واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول
قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ اٰباءنا (مائدہ ع ۱۴) ۴۔ واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما وجدنا علیہ اٰباءنا (لقمان ع ۳)
۵۔ ذٰلکم اللہ ربکم لہ الملک ۰ والذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر ٥ ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا
ما استجابوا لکم ویوم القیٰمۃ یکفرون بشرککم ولا ینبئک مثل خبیر ٥ (فاطر ع ۲) ۶۔ ام اٰتینٰھم کتٰبا من قبلہ فھم بہ مستمسکون
بل قالوا انا وجدنا اٰباءنا علی امۃ وانا علی اٰثارھم مھتدون (زخرف ع ۲) ۷۔ ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب
لہ الی یوم القیٰمۃ وھم عن دعاءھم غٰفلون ٥ (احقاف ع ۱) ۸۔ واتل علیھم نبا ابراھیم اذ قال لابیہ وقومہ ما تعبدون ٥
قالوا نعبد اصناما فنظل لھا عٰکفین ٥ قال ھل یسمعونکم اذ تدعون ٥ او ینفعونکم او یضرون ٥ قالوا بل وجدنا
اٰباءنا کذٰلک یفعلون ٥ (شعراء ع ۵) ۹۔ ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم فادعوھم فلیستجیبوا لکم ان کنتم
صٰدقین ٥ (اعراف ع ۲۴) ١٤ انھم لن یغنوا۔ الآیۃ۔ جو لوگ اپنی خواہشات نفسانیہ اور آراء باطلہ کے بندے ہیں ان کی پیروی سے کچھ بھی
نفع نہیں ہوگا نہ ان کے اتباع سے اللہ کی راہ نصیب ہوگی اور نہ اتباع باطل کے خدائی عذاب ہی سے وہ بچا سکیں گے۔ ایمان والوں کو کیا پڑی ہے
کہ وہ ان ظالموں سے تعلق رکھیں اور ان کی پیروی کریں۔ ان مشرکین کی دوستی ان کے ہم جنس مشرکوں ہی سے ہو سکتی ہے اور وہی ان کے پیچھے چلینگے
جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ انما اتخذتم من دون اللہ اوثانا مودۃ بینکم فی الحیٰوۃ الدنیا (عنکبوت ع ۳) متقی اور شرک سے بچنے والے لوگوں
کی محبت کا مرکز ذات باری تعالیٰ ہے اس لئے انھیں اسی کے ارشادات کی اطاعت و تعمیل کرنی چاہیئے۔ ھذا بصائر للناس۔ الآیۃ۔ یہ قرآن یا مذکورہ بالا احکام
لوگوں کے قلوب و اذہان میں روشنی اور نور ہدایت پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں اور ماننے والوں کیلئے سراپا ہدایت اور رحمت خداوندی ہیں۔ ایمان والوں کو ان کی پیروی
کرنی چاہیئے اور بندگان نفس امارہ کی خواہشات اور ان کے خود تراشیدہ دین سے اجتناب کرنا چاہیئے ١٥ ام حسب الذین۔ الآیۃ۔ یہ زجر و شکوی ہے
استفہام انکاری ہے، اجترحوا، اکتسبوا سواء، کاف بمعنی مثل سے بدل ہے اور محیاھم ومماتھم سواء بمعنی مستو کا فاعل ہے (بحر
روح، مدارک) جو لوگ دین حق سے اعراض کر کے ہمہ تن عصیان وطغیان میں مصروف ہیں کیا ان کا خیال یہ ہے کہ ہم ان کو ان ایمان والوں کے برابر کر دینگے
جو ہر وقت اللہ کی اطاعت میں منہمک ہیں یعنی ہم ان کی دنیوی اور اخروی زندگی ایک جیسی بنا دینگے۔ ان کا یہ فیصلہ نہایت برا اور ان کا یہ خیال غلط ہے اور

انھیں یہ خیال کبھی بھی اپنے دل میں نہیں لانا چاہیئے۔ مومن و کافر اور مطیع و عاصی برابر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ مومن دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں اللہ کی رحمت کا مورد ہے لیکن مشرک، دنیا میں اگرچہ اللہ کی رحمت سے حصہ پاتا ہے مگر آخرت میں رحمتِ الٰہیہ سے بالکلیہ محروم ہوگا۔ نیز دنیا میں بھی دونوں کی زندگیاں، یکساں نہیں ہیں۔ ایک کی زندگی اللہ تعالیٰ کی محبت و اطاعت میں گذرتی ہے اور دوسرا اپنی ساری زندگی اللہ کی نافرمانی اور ناشکری میں گذار دیتا ہے والمعنی انکار ان یستوی المسیئون والمحسنون محیا وان یستووا مماتا لافتراق احوالھم احیاء حیث عاش ھؤلاء علی القیام بالطاعات و اولئك علی اقتراف السیئات، ومماتا حیث مات ھؤلاء علی البشری بالرحمۃ والکرامۃ و اولئك علی الیأس من الرحمۃ والندامۃ۔ (مدارک ج ۴ ص ۱۰۴) **۱۶** وخلق اللہ۔ الآیۃ یہ توحید کی تیسری عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور اس ساری کائنات کو اظہارِ حق کے لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اسکی قدرت کاملہ اور اسکی صفات کارسازی پر دلالت کرے اور اسطرح اسکی وحدانیت پر ذرہ کائنات سے ظاہر ہو۔ بالحق لیدل علی قدرتہ (مدارک ج ۴ ص ۱۰۴) ای لیدل علی وجودہ وقدرتہ وصفات کمالہ (مظہری ج ۸ ص ۳۸۶) ولتجزی کل نفس الخ یہ تخویف اخروی ہے اور بالحق پر معطوف ہے (روح) اس کائنات کو پیدا کرنے میں ایک حکمت یہ بھی ہے تاکہ بندوں کا امتحان ہو اور ان میں نیکوکار اور بدکار کے درمیان امتیاز ہو جائے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء و سزا دی جائے اور کسی کی حق تلفی نہ ہو اور کسی پر زیادتی نہ ہونے پائے۔ **۱۷** افرأیت۔ الآیۃ۔ یہ زجر ہے۔ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو محض اپنی خواہش نفس کا بندہ ہو جو دلیل عقل و نقل کے بغیر محض خواہش نفس سے غیر اللہ کو پکارتا ہے گویا اس نے اپنی خواہش ہی کو معبود بنا رکھا ہے۔ علی علم، اضلہ کی ضمیر منصوب سے حال ہے یعنی طریق ہدایت کو جانتے ہوئے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ جن کو وہ پکار رہا ہے وہ اسکی پکار نہیں سنتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو باوجود اس علم کے کہ جن کو وہ پکارتا ہے وہ سنتے نہیں، گمراہ کر دیا ہو اور اس کے کانوں پر اور اس کے دل پر مہر جباریت لگا دی ہو اور اسکی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہو، تو بتائیے اسے اب کون راہ راست پر لا سکتا ہے۔ یعنی اس کے راہ راست پر آنے کی کوئی صورت نہیں کیونکہ اس کی ضد اور اس کے عناد و مکابرہ کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے قہر کی زد میں آچکا ہے اور اس پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور اسے توفیق ہدایت اور قبول حق سے محروم کر دیا گیا ہے **۱۸** وقالوا ما ھی ــ تا ــ یظنون ٥ یہ شکوی اولیٰ ہے۔ یہ حشر و نشر کے بھی منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ زندگی صرف یہی دنیا کی زندگی ہی ہے، اس زندگی کے ختم ہو جانے کے بعد اور کوئی زندگی نہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ کچھ لوگ مر رہے ہیں اور کچھ لوگ پیدا ہو رہے ہیں بس

۱۔ توحید پر تیسری عقلی دلیل ۱۲۔ ۲۔ تخویف اخروی ۱۲۔
۳۔ زجر ۱۲۔
۴۔ شکوی اولیٰ ۱۲۔
۵۔ شکوی ثانیہ ۱۲۔
۶۔ جواب شکوی ۱۲۔

ع ۲ / ۱۸

سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ
برے دعوے ہیں جو کرتے ہیں اور بنائے اللہ نے آسمان ۱۶ اور زمین
بِالْحَقِّ وَ لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا
جیسے چاہیئیں اور تاکہ بدلہ پائے ہر کوئی اپنی کمائی کا اور ان پر ظلم
یُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَ
نہ ہوگا بھلا دیکھ تو ۱۷ جس نے ٹھہرا لیا اپنا حاکم اپنی خواہش کو اور
اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ
راہ سے بچلا دیا اسکو اللہ نے جانتا بوجھتا اور مہر لگا دی اس کے کان پر اور دل پر اور
جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ
ڈالدی اسکی آنکھ پر اندھیری پھر کون راہ پر لائے اسکو اللہ کے
اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَ قَالُوْا مَا هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا
سوائے سو کیا تم غور نہیں کرتے اور کہتے ہیں اور کچھ نہیں بس یہی ہے ۱۸ ہمارا
الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَ نَحْیَا وَ مَا یُهْلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَ
جینا دنیا کا ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم جو مرتے ہیں سو زمانہ سے اور
مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ
ان کو کچھ خبر نہیں اس کی محض اٹکلیں دوڑاتے ہیں ف۱ اور
اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّاۤ
جب سنائی جائیں ان کو ۱۹ ہماری آیتیں کھلی کھلی اور کچھ دلیل نہیں انکی مگر
اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآىِٕنَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۵﴾
یہی کہ کہتے ہیں لے آؤ ہمارے باپ دادوں کو اگر تم سچے ہو
قُلِ اللّٰهُ یُحْیِیْكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یَجْمَعُكُمْ اِلٰى
تو کہہ اللہ ہی جلاتا ہے تم کو پھر مارے گا تم کو پھر اکٹھا کریگا تم کو قیامت

موضح قرآن ف۱ یعنی زمانہ نام ہے دہر کا وہ کچھ کام کرنیوالا نہیں مگر کسی اور چیز کو کہتے ہیں جو معلوم نہیں ہوتی اور دنیا میں تصرف اس کا چلتا ہے پھر اللہ ہی کو کیوں نہ کہیں۔ اسی معنی پر حدیث میں آیا ہے کہ دہر اللہ ہے اس کو برا نہ کہیئے۔

یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا اور ہماری موت تو حوادث زمانہ اور نوازل دَہر کا نتیجہ ہے۔ یہ مشرکین کے ایک گروہ کا خیال ہے جو تمام وقائع و حوادث کو وقت اور زمانے کی طرف منسوب کرتے تھے و ھؤلاء معترفون بوجود اللہ تعالیٰ فھم غیر الدھریۃ ۔۔۔۔ والکل یقول باستقلال الدھر بالتأثیر (روح ج ۲۵ ص ۱۰۳) یہ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ محض بے علمی سے ناشی ہے۔ ان کے پاس کوئی عقلی یا نقلی دلیل نہیں۔ محض ظن و تخمین سے دعوی کر رہے ہیں **۱۹ ف** و اذا تتلیٰ۔ الآیۃ۔ یہ دوسرا شکویٰ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی آیات بینات ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور ان میں کہیں حشر و نشر کا ذکر آجاتا ہے تو اس کے انکار کیلئے ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ کٹ حجتی کے طور پر کہنے لگتے ہیں کہ اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ واقعی ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے تو ہمارے اطمینان کے لئے ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے دکھلا دو۔ قل اللہ یحییکم۔ الآیۃ۔ یہ دونوں شکووں کا جواب ہے کہ دنیا میں پیدا کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور عمر ختم ہو جانے کے بعد مارتا بھی وہی ہے اور تمام حوادث دَہر اسی کے اختیار و تصرف میں ہیں اور جب قیامت قائم ہونے کا وقت آئے گا جس کی آمد میں کوئی شک نہیں تو تم سب کو زندہ کر کے میدان حشر میں جمع کر دے گا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور یہ یقین نہیں کرتے حالانکہ یہ حقیقت ہے۔ باقی رہا ان کے مطالبے پر ان کے باپ دادا کو زندہ کرنا تو اللہ تعالیٰ اگرچہ اس پر بھی قادر ہے لیکن قیامت سے پہلے انکو زندہ کرنا اسکی حکمت تشریعیہ کے خلاف ہے **۲۰ ف** و للّٰہ ملک السمٰوٰت والارض ط یہ چوتھی عقلی دلیل ہے اور دلائل سابقہ کا خلاصہ ہے کہ زمین و آسمان کی بادشاہت اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ اور ساری کائنات میں بلا شرکت غیرے صرف وہی متصرف و مختار ہے، لہذا اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔ و یوم تقوم الساعۃ الخ یہ تخویف اخروی ہے اور جب قیامت قائم ہوگی اس دن باطل پرست (کفار و مشرکین) بہت بڑے نقصان اور خسارے میں رہیں گے کیونکہ انھیں جہنم میں دھکیل دیا جائیگا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہی سب سے بڑا خسارہ ہے وتری کل امۃ جاثیۃ۔ قیامت کے دن تم ہر ملت کے لوگوں کو دیکھو گے کہ خوف و ہراس کی وجہ سے گھٹنوں کے بل گرے پڑے ہیں اور ہر امت کے لوگوں کو ان کے صحائف اعمال کی طرف بلایا جائیگا کہ ادھر آؤ اور اپنے اعمالنامے خود ہی پڑھو، آج تمہیں تمہارے اعمال کی جزاء دی جائیگی۔ ھٰذا کتٰبنا ینطق الخ ہماری یہ کتاب تم پر سچی گواہی دے گی، کیونکہ جب تم دنیا میں کوئی عمل بجالاتے تھے، ہم اسی وقت فرشتوں سے لکھواتے جارہے تھے **۲۱ ف** فاما الذین

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
کے دن تک اس میں کچھ شک نہیں پر بہت

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
لوگ نہیں سمجھتے اور اللہ ہی کا راج ہے آسمانوں میں

وَالْاَرْضِ ۭ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ
اور زمین میں ف۸ اور جس دن قائم ہوگی قیامت اُس دن

يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ
خراب ہوں گے جھوٹے اور تو دیکھے ہر فرقہ کو

جَاثِيَةً ۣ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا
گرے بیٹھے ہیں گھٹنوں کے بل ہر ف۱ فرقہ بلایا جائے اپنے اپنے دفتر کے پاس

اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٨﴾ هٰذَا
آج بدلا پاؤ گے جیسا تم کرتے تھے ف۲ یہ

كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّا كُنَّا
ہمارا دفتر ہے بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک ہم لکھواتے

نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٩﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ
جاتے تھے جو کچھ تم کرتے تھے سو جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ
یقین لائے ہیں اور کئے بھلے کام سو ان کو داخل کریگا ان کا رب

فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿٣٠﴾ وَاَمَّا
اپنی رحمت میں یہ جو ہے یہی ہے صریح مراد ملنی اور جو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۣ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ
منکر ہوئے تھے کیا نہ تھیں سنائی جاتی تھیں باتیں میری

ع ۳ ۵ ۱۹

دلیل چوتھی عقلی ۱۲

بشارت اخروی ۱۲

تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف زانو پر بیٹھے عاجزی کرنے کو اور دفتر وہی اعمال جو لکھے گئے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی برائے سوال و جواب مہیا شد ۱۲۔

امنوا۔ الآیۃ۔ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ یعنی مومنین صالحین کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنی رحمت میں پناہ دے گا، ان کے گناہ معاف فرمائیگا اور انھیں جنت میں داخل کرے گا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہوجانا ہی نمایاں کامیابی ہے جو مومنین کو حاصل ہوگی **۲۲** و اما الذین کفروا تا ولا ھم یستعتبون ○ یہ تخویف اخروی ہے جس میں کچھ تفصیلات بھی مذکور ہیں۔ افلم تکن سے پہلے فیقال لھم محذوف ہے۔ قیامت کے دن اللہ کی طرف سے کفار و مشرکین سے سرزنش اور توبیخ کے طور پر کہا جائیگا:۔ کیا دنیا میں تمہیں میری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں، لیکن غرور و تکبر سے انکار انکار کرتے تھے اور تم عادی مجرم اور مشرک تھے۔ میرے پیغمبروں کی تبلیغ اور ان کے وعظ و نصیحت کے باوجود تم شرک اور دوسرے جرائم سے باز نہیں آتے تھے۔ مجرمین ای مشرکین تکسبون المعاصی (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۷۶) و اذا قیل۔ الآیۃ۔ اور جب تم سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور وہ ضرور بالضرور تمہیں دوبارہ زندہ کریگا اور قیامت لامحالہ آئیگی، اس میں کوئی شک نہیں، تو تم انتہائی سرکشی سے کہا کرتے تھے کہ ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہوتی ہے، تمہارے بار بار کہنے سے ہمارے دلوں میں ایک معمولی اور کمزور سا خیال تو کبھی آجاتا ہے لیکن اس کا یقین ہمیں کبھی نہیں آیا ان نظن الا ظنا ضعیفا (روح، بحر) یا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے بارے میں ہمارے دلوں میں سوائے شک اور تردد کے اور کوئی چیز نہیں اور اس میں ہمیں ایسا تردد ہے کہ ایسا تردد کسی اور چیز میں نہیں (روح) **۲۳** وبدا لھم۔ الآیۃ۔ سیئات بداعمالیوں کے نتائج بد یعنی بداعمالیوں کی سزائیں ظاہر ہوجائیں گی اور استہزا اور تمسخر کی سزا ان پر نازل ہوگی۔ وقیل الیوم ننسکم الخ چونکہ نسیان کے حقیقی معنی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف محال ہے، اس لئے مجازاً عذاب میں چھوڑ دینا مراد ہے از قبیل تسمیۃ المسبب باسم السبب یعنی جس طرح تم نے قیامت کے دن بارگاہ ایزدی میں پیشی کو بھلا دیا تھا اس سے بالکل ہی غافل ہوگئے تھے، اسی طرح آج ہم تمہیں دائمی عذاب میں داخل کرینگے اور ہمیشہ کے لئے تمہیں اس میں چھوڑ دیں گے، اس طرح جہنم تمہارا دائمی ٹھکانا ہوگا اور آج کوئی تمہارا یار و مددگار اور ناصر و غمگسار نہیں جو تمہیں اللہ کے عذاب سے بچا سکے۔ **۲۴** ذلکم بانکم اتخذتم۔ الآیۃ۔ یہ دائمی عذاب تمہیں اس لئے نصیب ہوا کہ تم اللہ کی آیتوں کو ماننے اور ان پر عمل کرنے کی بجائے ان کا مذاق اڑاتے اور ان پر لایعنی اعتراضات کیا کرتے تھے۔ اور دنیوی زندگی کی ظاہری شان و شوکت میں ایسے کھوگئے کہ اسی ہی کو اصل زندگی سمجھنے لگے اور آخرت کا انکار کردیا، اس لئے آج ان کو اس دائمی عذاب میں جھونک دیا جائے گا جس سے وہ کبھی نہ نکل سکیں گے اور نہ ان کو ایمان و عمل اور توبہ سے اللہ کو راضی کرنے ہی کا موقعہ میسر آسکے گا۔ ا ی لا

فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ (٣١) وَإِذَا
پھر تم نے غرور کیا اور ہو گئے تم لوگ گنہگار اور جب
قِيْلَ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا
کہئے کہ وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے اور قیامت میں کچھ شبہ نہیں
قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ إِنْ نَّظُنُّ إِلَّا ظَنًّا وَّمَا
تم کہتے تھے ہم نہیں سمجھتے کیا ہے قیامت ہم کو آتا تو ہے ایک خیال سا اور ہم کو
نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ (٣٢) وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا
یقین نہیں ہوتا اور کھل جائیں ان پر برائیاں ان کاموں کی
وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (٣٣) وَقِيْلَ
جو کئے تھے اور الٹ پڑے ان پر وہ چیز جس پر ٹھٹھا کرتے تھے اور حکم ہوگا
الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَ
کہ آج ہم تم کو بھلا دینگے جیسے تم نے بھلا دیا تھا اپنے اس دن کی ملاقات کو اور
مَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (٣٤) ذٰلِكُمْ
گھر تمہارا دوزخ ہے اور کوئی نہیں تمہارا مددگار ف یہ تم پر
بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ
اس واسطے کہ تم نے پکڑا اللہ کی باتوں کو ٹھٹھا اور بہکے رہے دنیا کی
الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ (٣٥)
زندگی پر سو آج نہ ان کو نکالنا منظور ہے وہاں سے اور نہ ان سے مطلوب توبہ ف
فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (٣٦)
سو اللہ ہی کو واسطے ہے خوبی جو رب ہے آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا رب سارے جہان کا
وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (٣٧)
اور اسی کے لئے بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا

رقم تقریبیہ، پانچویں عقلی دلیل ١٢

موضح قرآن ف۱ بھلاویں گے۔ یعنی تم پر مہربانی نہ کریں گے۔ ف۲ دنیا کے جینے پر بہکے جانا کہ جیسے ہم دنیا میں مسلمان اور کافر مقابل ہیں وہاں بھی ہمارا ایسی زور چلے گا۔

یطلب منہم ان یرضوا ربہم بالتوبۃ لغوات اوانہ (مظہری ج ۸ ص ۳۹۲)

۲۵ فللہ الحمد رب السموٰت ۔ الآیتین۔ فاء تفریعیہ ہے۔ اور یہ پانچویں عقلی دلیل ہے اور دلیل چہارم پر متفرع ہے۔ جب زمین و آسمان کی بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کے قبضے میں ہے تو تمام صفات کارسازی کا مالک بھی وہی ہے، زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق و مالک اور سب کا پروردگار وہی ہے، ساری کائنات میں برتری، بڑائی، عظمت اور شان کبریائی اسی کا حصہ ہے اس میں کوئی اس کا شریک و سہیم نہیں۔ وہ سب پر غالب ہے اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔

سورۂ جاثیہ کی خصوصیات

اور

اسمیں آیات توحید ۴

۱۔ وَفِیۡ خَلۡقِكُمۡ وَمَا يَبُثُّ مِنۡ دَآبَّةٍ ـــــ تا ـــ اٰيٰتٌ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ۝ (ع۱) نفی شرک فی التصرف

۲۔ اَللّٰهُ الَّذِىۡ سَخَّرَ لَـكُمُ الۡبَحۡرَ ـــــ تا ـــ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ۝ (ع۲) نفی شرک فی التصرف

۳۔ وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ۔ (ع۴) نفی شرک فی التصرف۔

۴۔ فَلِلّٰهِ الۡحَمۡدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ ـــــ تا ـــ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝ (ع۴) نفی شرک فی التصرف و اثبات تمام صفاتِ کارسازی برائے اللہ تعالیٰ۔

سُورۃ الاحقاف

ربط سورۂ جاثیہ میں یہ شبہہ دُور کیا گیا کہ ہمارے معبود بے شک سنتے نہیں، اگر اللہ چاہے اور ہماری پکار ان کو سنوا دے اور وہ ہمارے لئے سفارش کر دیں تو فبہا ورنہ زیادہ سے زیادہ ہماری پکار لغو جائیگی۔ تو اس کا جواب دیا گیا ثم جعلنٰك علی شریعة (الآیۃ) ہم نے آپ کو ایک واضح قانون دیا ہے کہ وہ نہیں سنتے آپ اس کا اتباع کریں اور مشرکین کی خواہشات نفسانیہ کا اتباع نہ کریں۔ اب سورۂ احقاف میں اس شبہہ کا جواب دیا گیا ہے کہ مانا ہمارے معبود سنتے نہیں لیکن ان کی پکار میں تاثیر اور برکت ضرور ہے، کیونکہ جب ہم ان کو پکارتے ہیں اور ان کے نام کے وظیفے پڑھتے ہیں تو ہم تمام مصائب سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور ہمارے کام درست ہو جاتے ہیں۔ سُورت کے آخر میں اس کا جواب دیا گیا ان کی پکار میں اگر کوئی تاثیر اور برکت ہوتی، تو ہماری گرفت سے وہ ان کو خلاصی دلا دیتے۔ فلولا نصرهم الذین اتخذ وا من دون الله قربانا اٰلهة۔

خلاصہ دعوائے سورت پر چار تفصیلی دلائل، ایک دلیل عقلی اور ایک دلیل وحی۔ ابتدا میں تمہید مع ترغیب کے بعد مشرکین سے دلیل عقل و نقل کا مطالبہ اور آخر میں سورت کے مرکزی مضمون کا ذکر، زجر و تخویف، شکوی، تخویف و تبشیر اور آخر میں ایک دلیل عقلی برائے اثبات قیامت، خاتمہ میں ایک آیت متعلقہ تمام حوامیم۔

تفصیل

تنزیل الکتٰب۔ الآیۃ۔ تمہید مع ترغیب۔ یہ حکمنامہ غالب و حکیم بادشاہ کا ہے اسے مانو۔ ماخلقنا السمٰوات۔ دلیل توحید عقلی۔ اس ساری کائنات کو ہم نے اظہار حق کے لئے پیدا کیا ہے، کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ، اس کی صفات کارسازی اور اسکی وحدانیت کی دلیل ہے۔ والذین کفروا الخ یہ زجر ہے، لیکن اس کے باوجود کفار اعراض کرتے ہیں۔ قل ارءیتم۔ الآیۃ۔ اس میں مشرکین سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ غیر اللہ کی الوہیت اور پکار کے لائق ہونے پر کوئی عقلی یا نقلی دلیل پیش کریں۔ جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں کیا وہ کسی چیز کے خالق ہیں، یا کسی آسمانی کتاب یا کسی پیغمبر کے ارشاد و عمل سے ان کا دعویٰ ثابت ہے، تو پیش کریں۔ ومن اضل ممن ــــ تا ــــ بعبادتهم کٰفرین ۰ یہ مذکورہ مطالبے کا ثمرہ ہے، جب تمہارے پاس کوئی عقلی اور نقلی دلیل موجود نہیں تو پھر ان کو کیوں پکارتے ہو۔ جو شخص ایسے خود ساختہ معبودوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک بھی کسی کی پکار کا جواب نہ دے سکیں اور پکارنے والوں کی پکار سے بے خبر ہوں، اس سے بڑا گمراہ کون ہوسکتا ہے۔ واذا تتلیٰ علیهم۔ الآیۃ۔ یہ پہلا شکوی ہے۔ جب ان کے سامنے ہماری واضح اور روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کو جادو بتاتے ہیں۔ ام یقولون افتراہ۔ یہ دوسرا شکوی ہے۔ کہتے ہیں یہ قرآن عیاذاً باللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خود ساختہ ہے۔ قل ان افتریته۔ الآیۃ۔ یہ دوسرے شکوے کا جواب ہے اور ضمناً دلیل وحی ہے۔ میں اپنے پاس سے نہیں کہہ رہا، بلکہ اللہ کی وحی سے کہہ رہا ہوں اور اگر میں نے اللہ پر افترا کیا ہے، تو تم مجھے اللہ کی گرفت سے نہیں چھڑا سکتے۔ قل ماکنت بدعا۔ الآیۃ۔ یہ دلیل وحی پر ایک سوال کا جواب ہے کہ اگر تمہارے پاس وحی آتی ہے تو بتاؤ ہمارے ساتھ کیا ہوگا جواب دیا گیا کہ فرما دیجئے مجھے تو اپنے حال کی بھی خبر نہیں بجز اس کے کہ اللہ کی طرف سے وحی آئے۔ قل ارءیتم ان کان۔ الآیۃ۔ یہ زجر ہے اور اس کے ضمن میں پہلی دلیل نقلی تفصیلی کا ذکر ہے۔ اے منکرین! یہ بتاؤ اگر یہ قرآن فی الواقع اللہ کی طرف سے ہو اور علماء اہل کتاب بھی اسکی تصدیق کر چکے ہوں، لیکن پھر بھی تم ایمان نہ لاؤ تو کیا تم سب سے بڑے گمراہ نہیں ہوگے؟ وقال الذین کفروا۔ الآیۃ۔ یہ شکوی ہے۔ مشرکین، ایمان والوں کے بارے میں کہتے ہیں اگر توحید اور قرآن کوئی اچھی چیز ہوتی تو وہ اسے قبول کرنے میں ہم پر سبقت نہ لیجاتے کیونکہ ہم ہمیشہ نیک کاموں میں آگے آگے ہوتے ہیں یہ ان کا زعم باطل تھا۔ حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو قبول حق کی توفیق ہی نہیں دی اس لئے وہ اس کو افترا بتاتے ہیں۔

ومن قبله کتٰب موسیٰ اماما ورحمة ط یہ پہلی تفصیلی نقلی دلیل ہے از تورات۔ اور اس سے پہلے تورات میں بھی یہی مضمون بیان کیا جا چکا ہے۔ اس لئے قرآن نے اسکی تصدیق کی ہے کوئی نئی بات پیش نہیں کی۔ ان الذین قالوا ــــ تا ــــ کانوا یعملون ۰ (۲۶) یہ بشارت اخرویہ ہے۔ جن لوگوں نے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور پھر تا دم واپسیں اس پر قائم رہے انھیں آخرت میں کوئی خوف و غم نہیں ہوگا۔ اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ ووصینا الانسان بوالدیه ــــ تا ــــ الذی کانوا یوعدون اگر کوئی شخص چالیس برس کی عمر میں کفر و شرک سے توبہ کرلے، تو اس کے بھی گناہ معاف کر دیئے جائینگے اور اسے جنت میں داخل کر دیا جائیگا۔ والذی قال لوالدیه ــــ تا ــــ انهم کانوا خٰسرین ۰ یہ زجر ہے مع تخویف اخروی۔ لیکن جو لوگ اپنے توحید پرست والدین کی بات نہیں مانتے، شرک اور انکار آخرت پر اڑے رہتے ہیں ان کے لئے آخرت میں دائمی خسارہ ہے۔ ویوم یعرض الذین کفروا۔ الآیۃ۔ یہ بھی تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن مشرکین و کفار سے کہا جائیگا تم دنیا میں عیش و عشرت کے مزے اڑا چکے اور تمام لذات سے دنیا میں متمتع ہو چکے ہو اس لئے آج تمہیں کبر و غرور اور عناد و استکبار کی سزا میں رسواکن عذاب دیا جائیگا۔

واذکر اخا عاد ــــ تا ــــ ما کانوا به یستهزءون ۰ (۳۶) یہ دوسری تفصیلی نقلی دلیل ہے از ہود علیہ السلام مع تخویف دنیوی۔ قوم عاد کے پاس حضرت ہود علیہ السلام آئے، انھیں اللہ کا پیغام پہنچایا، لیکن وہ انکار و استکبار پر قائم رہے تو اللہ نے ان کو عذاب سے ہلاک کر دیا۔ لیکن ان کے خود ساختہ

معبودوں نے ان کی کوئی مدد نہ کی۔ ولقد اھلکنا ما حولکم ــــ تا ــــ وما کانوا یفترون ○ (۴۶) یہ سورت کا مرکزی مضمون ہے۔ ہم نے مکہ کے گرد ونواح
میں بہت سی بستیوں کو ہلاک کیا مثلاً قوم عاد، قوم ثمود اور اصحاب حجر کی بستیاں۔ جب ان قوموں پر ہمارا عذاب آیا تو جن معبودوں کو انہوں نے کارساز اور
متصرف ومختار سمجھ رکھا تھا ان میں سے کوئی بھی ان کی مدد کو نہ پہنچا اور کسی نے بھی ان کو خدا کے عذاب سے نہ چھڑایا۔ و اذ صرفنا الیک ــــ تا ــــ اولئک
فی ضلل مبین ○ یہ تیسری تفصیلی نقلی دلیل ہے از جنات۔ جنات کو دیکھو کہ وہ بھی کلام الٰہی سن کر نہ صرف خود اس پر ایمان لے آئے بلکہ واپس جا کر اپنی قوم کو بھی

الجزء السادس والعشرون ۲۶

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ احقاف مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پینتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۞ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ②

اتارنا کتاب کا ہے ۞ اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ

ہم نے جو بنائے آسمان اور زمین ۞ اور جو ان کے بیچ میں ہے سو ٹھیک کام

وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا

پر اور ایک ٹھہرے وعدہ پر اور جو لوگ منکر ہیں وہ ڈر کو سن کر

مُعْرِضُوْنَ ③ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

منہ پھیر لیتے ہیں ۞ تو کہہ بھلا دیکھو تو جن کو تم پکارتے ہو ۞ اللہ کے

اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ

سوائے دکھلاؤ تو مجھ کو انہوں نے کیا بنایا زمین میں یا انکا کچھ ساجھا ہے

فِي السَّمٰوٰتِ ؕ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ

آسمانوں میں لاؤ میرے پاس کوئی کتاب اس سے پہلے کی یا کوئی علم

مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ④ وَمَنْ اَضَلُّ

جو چلا آتا ہو اگر ہو تم سچے ۞ اور اس سے زیادہ گمراہ کون جو

مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ

پکارے اللہ کے سوائے ایسے کو کہ نہ پہنچے اس کی پکار کو

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ⑤ وَ

دن قیامت تک اور ان کو خبر نہیں ان کے پکارنے کی اور

۱ تمہید مع ترغیب ۱۲۔

۲ توحید پر عقلی دلیل ۱۲۔

۳ مطالبہ دلیل از مشرکین ۱۲

دعوت دینے لگے کہ تم بھی اللہ کی اس آخری کتاب پر
ایمان لے آؤ۔ اولم یروا ان اللہ۔ الآیۃ۔ یہ حیات
بعد الممات کے اثبات پر عقلی دلیل ہے جس ذات پاک
نے زمین و آسمان ایسی بڑی چیزوں کو پیدا فرما لیا ہے
کیا وہ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں، وہ تو ہر چیز
پر قادر ہے۔ ویوم یعرض۔ الآیۃ۔ یہ تخویف اخروی
ہے فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ الآیۃ۔ یہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلیہ ہے۔ آپ انبیاء اولی العزم
علیہم السلام کی طرح صبر وتحمل سے کام لیں اور معاندین
کے لئے جلدی عذاب نہ مانگیں۔ ہمارا عذاب ضرور آئیگا
جب وہ عذاب میں مبتلا ہوں گے تو انھیں اپنی زندگی کی
ساری خوشیاں اور عشرتیں بھول جائینگی ۲ تنزیل
الکتب۔ الآیۃ۔ یہ تمہید مع ترغیب ہے تنزیل الکتب
مبتدا اور من اللہ العزیز الحکیم خبر ہے۔ یہ عظیم الشان
کتاب عزت وعظمت کے مالک شہنشاہ کی طرف سے ہے
جس کا کوئی حکم اور کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں، اس
لئے اسے مانو اور اس پر عمل کرو ۳ ماخلقنا
السموات۔ یہ توحید پر عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان
اور ان کے درمیان ساری مخلوق کو ہم نے یونہی بیکار
پیدا نہیں کیا بلکہ ہر چیز کو اظہار حق (توحید) کیلئے پیدا کیا
ہے، کیونکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت
اسکی قدرت کاملہ، حکمت بالغہ اور اسکی صفت کارسازی
پر دلالت کرتا ہے۔ وفیہ من الدلالۃ علی
وجود الصانع وصفات کمالہ و ابتناء افعالہ
علی حکم بالغۃ (روح ج ۲۶ ص ۴) اس کائنات کی
ہر چیز کی ایک انتہا ہے۔ یہ کائنات اظہار حق کے لئے
سمجھانے اور عبرت دلانے کے لئے پیدا کی گئی ہے
اور اس کے لئے آخر فنا ہے اسے ہمیشہ قائم رکھنے کے
لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ اس میں یہود کے قول لولا عزیر

لماخلقت السموات والارض اور نصاریٰ کے قول لولا عیسی لماخلقت السموات والارض کا بھی رد ہے نیز شیعوں کی خود ساختہ حدیث لولا علی
لماخلقت السموات اور موضوع حدیث لولاک لماخلقت الافلاک بھی اس آیت کے خلاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو اظہار حق کی خاطر پیدا فرمایا
ہے۔ لولاک لماخلقت الافلاک کی اگر یہ توجیہ کی جائے کہ اگر آپکو خاتم النبیین بنا کر آپ پر آخری کتاب نازل کر کے آپ کے ذریعے توحید کی تکمیل اور تمام ادیان
باطلہ پر دین حق کا اظہار مقصود نہ ہوتا تو میں کچھ بھی پیدا نہ کرتا۔ تو معنی درست ہوتا، لیکن یہ الفاظ بہر حال موضوع ہیں۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ عن العارف الرومی
قدس سرہٗ۔ والذین کفروا الخ یہ زجر ہے، لیکن کفار اس کائنات میں غور نہیں کرتے اور اس عالم کے فنا کے بعد آنیوالی قیامت جس سے ان کو ڈرایا جاتا ہے
اس سے اعراض کرتے ہیں ۴ قل ارءیتم۔ الآیۃ۔ اس آیت میں مشرکین سے دو قسم کی دلیلوں کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ مشرکین! تم اللہ کے سوا جن کو پکارتے

اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ
جب لوگ جمع ہوں گے وہ ہوں گے ان کے دشمن اور ہوں گے ان کے پوجنے
كٰفِرِيْنَ ﴿٦﴾ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ
سے منکر اور جب سنائی جائیں ان کو ہماری باتیں کھلی کھلی کہتے ہیں
كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧﴾ اَمْ
منکر سچی بات کو جب ان کے پاس پہنچی یہ جادو ہے صریح کیا
يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ
کہتے ہیں یہ بنا لایا ہے تو کہہ اگر میں یہ بنا لایا ہوں تو تم میرا بھلا نہیں کر
لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ
سکتے اللہ کے سامنے ذرا بھی اس کو خوب خبر ہے جن باتوں میں تم لگ رہے ہو
كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ ؕ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٨﴾
وہ کافی ہے حق بتانے والا میرے اور تمہارے بیچ اور وہی ہے بخشنے والا مہربان
قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَ مَاۤ اَدْرِيْ مَا
تو کہہ میں کچھ نیا رسول نہیں آیا اور مجھ کو معلوم نہیں کیا
يُفْعَلُ بِيْ وَ لَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ وَ مَاۤ
ہونا ہے مجھ سے اور تم سے میں اسی پر چلتا ہوں جو حکم آتا ہے مجھ کو اور میرا کام تو
اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ
یہی ہے ڈر سنا دینا کھول کر تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر یہ آیا ہو
عِنْدِ اللّٰهِ وَ كَفَرْتُمْ بِهٖ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْۤ
اللہ کے یہاں سے اور تم نے اس کو نہیں مانا اور گواہی دے چکا ایک گواہ بنی اسرائیل
اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَ اسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
کا ایک ایسی کتاب کی پھر وہ یقین لایا اور تم نے غرور کیا بیشک اللہ

١۔ شکویٰ ١٢۔

٢۔ شکویٰ ١٢۔

٣۔ جواب شکویٰ و تمہید اشارہ بسوئے دلیل وحی ١٢۔

٤۔ دلیل وحی پر سوال کا جواب ١٢۔

٥۔ زجر و دلیل نقلی اول ١٢۔

ہوگیا ان کی الوہیت اور پکار کے لائق ہونے پر تمہارے پاس کوئی عقلی یا نقلی دلیل ہے تو پیش کرو۔ عقلی دلیل کا مطالبہ۔ ارونی ماذا خلقوا الخ مجھے دکھاؤ تو سہی انہوں نے زمین کا کوئی حصہ پیدا کیا ہے یا آسمانوں کے پیدا کرنے میں ان کا کوئی عمل دخل ہے؟ اگر وہ کسی ایک چیز کے بھی خالق نہیں تو پکارے جانے کے لائق بھی نہیں۔ نقلی دلیل از کتب سابقہ و انبیاء سابقین علیہم السلام کا مطالبہ۔ ایتونی بکتٰب الخ اگر دلیل عقلی نہیں تو کتب سابقہ میں سے کوئی ایک حوالہ ہی پیش کر دو یا اولین کے علوم میں سے کوئی علمی ثبوت ہی مہیا کر دو جس سے غیر اللہ کو پکارنے کا جواز نکلتا ہو۔ والمراد نفی استحقاق الھتھم للعبودیۃ علی اتم وجہ (روح ج ٢٦ ص ٥) ای لا دلیل لکم لا نقلیا و لا عقلیا علی ذٰلک (ابن کثیر ج ٤ ص ١٥٤) ۵ ومن اضل۔ یہ سابقہ آیت میں مذکور مطالبہ پورا کرنے میں ناکامی کا ثمرہ اور نتیجہ ہے جب کسی عقلی یا نقلی دلیل سے یہ ثابت نہیں کہ جن کو مشرکین اللہ کے سوا پکارتے ہیں، وہ پکاریں سنتے اور حاجات برآری کر سکتے ہیں۔ تو اسکا واضح نتیجہ یہ ہے کہ وہ شخص سب سے بڑا گمراہ ہے جو ایسوں کو پکارے جو قیامت تک بھی اس کی حاجت برآری نہ کر سکیں، بلکہ اسکی دعا اور پکار سے سرا سر ہوں ہی بے خبر و اذا حشر الناس۔ الآیۃ۔ پکارنے والوں کی پکار سے مزعومہ معبودوں کی بے خبری اور اس فعل پر ان کی ناراضی کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن میدان حشر میں جب سب لوگ جمع ہوں گے تو جن مقبولان بارگاہِ الٰہی کو دنیا میں پکارا گیا، وہ پکارنے والوں کے سخت خلاف ہوں گے اور پکارنے والوں کو جھٹلائیں گے اور ان کی عبادت سے بیزاری اور براءت کا اعلان کریں گے۔ مکذبین قائلین تبرأنا الیک ما کانوا ایانا یعبدون (مظہری ج ٨ ص ٣٩٠) تائید ا۔ فکفی باللّٰہ شھیدا بیننا و بینکم ان کنا عن عبادتکم لغفلین ہ (یونس ع ٣)۔ ٢۔ و یوم یحشرھم جمیعا ثم یقول للملئکۃ اھٰؤلاء ایاکم کانوا یعبدون ہ قالوا سبحٰنک انت ولینا من دونھم بل کانوا یعبدون الجن اکثرھم بھم مؤمنون ہ (سبا ع ٤)۔ ٣۔ ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم و یوم القیٰمۃ یکفرون بشرککم (فاطر ع ٢) ۶ و اذا تتلیٰ۔ الآیۃ یہ شکویٰ ہے جب مشرکین کو قرآن کی واضح اور روشن آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں جو سراپا حق و صداقت ہیں اور جن کا مثل پیش کرنا قوت بشر سے باہر ہے تو وہ کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ تو کھلا جادو ہے یعنی وہ آیتوں میں غور و فکر کرکے ان کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے، بلکہ سنتے ہی بلا تأمل محض ضد و عناد سے ان کو جادو کا نام دیدیتے ہیں۔ انھم لم یتأملوا ما یتلیٰ علیھم، بل بادروا اول سماعہ الیٰ نسبتہ الی السحر عنادا و ظلما (بحر ج ٨ ص ٥٦) ۷ ام یقولون افترٰہ۔ یہ بھی شکویٰ ہے اور اس میں مشرکین کا پہلے سے بھی شنیع قول ذکر کیا گیا ہے یعنی یہ جادو بھی نہیں، بلکہ یہ خدا کی ذات پر افتراء ہے۔ اس میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خدا کی طرف ایسی باتیں منسوب کر دی ہیں جو اس نے نہیں فرمائیں۔ العیاذ باللہ قل ان افتریتہ الخ یہ اس شکوے کا جواب ہے اور ضمناً دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے یعنی میں جو کچھ کہتا ہوں اپنے پاس سے نہیں کہتا ہوں بلکہ وحی سے کہتا ہوں۔ اگر

موضح قرآن ف یعنی اب بھی باز آؤ تو بخشے جاؤ۔

بالفرض میں نے اللہ پر افتراء کیا ہے تو وہ جلد ہی مجھے اس کی سزا دے گا۔ لیکن تم میں سے کوئی بھی مجھے اسکی گرفت سے نہیں بچا سکیگا۔ تو کیا میں جان بوجھ کر خدا پر افترا کرکے اس کے عذاب کو دعوت دے رہا ہوں، حالانکہ کوئی ایسے اقدام کی ہمت نہیں کر سکتا۔ جبکہ کسی طرف سے مدد کی کوئی توقع بھی نہ ہو۔ ای لا تقدرون ان تردوا عنی شیئا من عذاب اللّٰہ فکیف اجترئ علی اللّٰہ و اعرض نفسی للعقاب من غیر توقع نفع ولا دفع ضرر من قبلکم (مظہری ج ۸ ص ۳۹۵)
۵۸ هو اعلم جس جھگڑے میں تم پڑے ہوئے ہو اس سے جو تمہارا مقصد ہے اسے اللہ خوب جانتا ہے۔ قرآن کو جادو یا افتراء کہنا یہ تو محض باتیں ہیں ان سے تمہارا مقصد تکذیب ہے۔ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کافی اور بہتر شاہد ہے جو میری صداقت اور تمہاری تکذیب کی شہادت دے رہا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ وہ منکرین کو فوراً کیوں نہیں پکڑتا تو یہ اسکی شان غفران و رحمت ہے کہ وہ مجرموں کو مہلت دیتا ہے تاکہ انھیں غور و فکر کا مزید موقع مل جائے۔ انکار بسیار کے بعد بھی جو مان لے اور سچی توبہ کر لے وہ اس کے گناہ معاف فرما کر اسے اپنی رحمت سے نواز دیتا ہے ۵۹ قل ما کنت الآیۃ میں کوئی نئی بات لیکر نہیں آیا، نہ انبیاء سابقین علیہم السلام کی تعلیمات کے خلاف کوئی چیز میں نے پیش کی۔ میں نے وہی دعوت توحید پیش کی ہے جو پہلے پیغمبروں کی دعوت تھی یعنی لست مبتدعا امرا یخالف امورهم بل جئت بما جاءوا به من الدعوة الی التوحید (روح ج ۲۶ ص ۸) وما ادری ما یفعل بی الخ یہ دلیل وحی پر سوال کا جواب ہے سوال یہ تھا کہ اگر تم پر وحی آتی ہے تو ہمیں بتاؤ ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے، تو جواب دیا گیا کہ مجھے تو ابھی تک اپنے بارے میں بھی علم نہیں کہ دنیا میں میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے، کیونکہ اس بارے میں ابھی تک کوئی وحی نہیں آئی۔ نمیدانم چہ کردہ شود با من و شما در دنیا (فتح الرحمٰن) عن الحسن وما ادری ما یفعل بی ولا بکم فی الدنیا (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۸۶) قال ابوجعفر و هذا اصح قول و احسنه لا یدری صلی اللہ علیہ وسلم ما یلحقه و ایاهم من مرض و صحة و رخص و غلاء و غنی و فقر (ابن جریر) آپکو اپنا اخروی انجام تو بالیقین معلوم تھا اس لئے یہاں وہ مراد نہیں عن الحسن اما فی الآخرة فمعاذ اللّٰہ تعالیٰ، قد علم صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما یلحقه الجنة (روح ج ۲۶ ص ۹)

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝١٠ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

راہ نہیں دیتا گنہگاروں کو ف اور کہنے لگے ۱۱ منکر

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ۭ وَاِذْ لَمْ

ایمان والوں کو اگر یہ دین بہتر ہوتا تو یہ نہ دوڑتے اسپر ہم سے پہلے اور جب راہ

يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ۝١١ وَمِنْ

پر نہیں آئے اس کے بتلانے سے تو یہ اب کہیں گے یہ جھوٹ ہے بہت پرانا ۱۲ اور اس سے

قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ وَهٰذَا كِتٰبٌ

پہلے کتاب ۱۲ موسیٰ کی تھی راہ ڈالنے والی اور رحمت اور یہ کتاب ہے

مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ڰ وَ

اس کی تصدیق کرتی عربی زبان میں تاکہ ڈر سنائے گنہگاروں کو اور

بُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝١٢ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ

خوشخبری نیکی والوں کو مقرر جنھوں نے ۱۳ کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر

اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝١٣

ثابت قدم رہے تو نہ ڈر ہے اُن پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا

وہ لوگ ہیں بہشت والے سدا رہیں گے اس میں بدلا ہے اُن کاموں

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝١٤ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ

کا جو کرتے تھے اور ہم نے حکم کر دیا انسان کو ۱۵ اپنے ماں باپ سے

اِحْسٰنًا ۭ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ وَ

بھلائی کا پیٹ میں رکھا اسکو اسکی ماں نے تکلیف سے اور جنا اس کو تکلیف سے اور

حَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ

حمل میں رہنا اسکا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے میں ہے یہاں تک کہ جب پہنچا اپنی قوت کو

ع ۱

۱ شکوی ۱۲

۲ دلیل نقلی دوم ۱۲

۳ بشارت اخرویہ ۱۲

۴ متعلق بشارت اخرویہ ۱۲

ان اتبع الخ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا، جو کچھ بھی کہتا یا کرتا ہوں وہ وحی ربانی کے اتباع ہی میں کرتا ہوں اور میرا کام یہ ہے کہ میں تمہیں اللہ کا پیغام پہنچاؤں اور نہ ماننے والوں کو اس کے عذاب سے ڈراؤں۔ اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ یہ آیت محکم ہے اور اسے منسوخ ماننے کی ضرورت ہی نہیں منسوخ ماننے کی ضرورت اس صورت میں پیش آسکتی ہے کہ آیت سے امور آخرت مراد ہوں جیسا کہ حضرت ابن عباس سے ایک روایت ہے لیکن یہ قول اکثر محققین کے نزدیک روایت و درایت دونوں پہلوؤں سے ضعیف ہے۔ (کبیر) ۶۰ قل ارأیتم الآیۃ۔ یہ زجر ہے اور ایک عالم بنی اسرائیل سے پہلی دلیل نقلی تفصیلی کا بیان ہے۔ ان کان شرط کی جزاء محذوف ہے فمن اضل منکم (روح) اور شاہد بنی اسرائیل

موضح قرآن ف مکے میں کوئی عالم یہود کا آیا تھا کام کو اس سے پوچھا کا فروں نے اس نے بتایا ایک رسول اور کتاب آنی مقرر ہے اس شہر میں اور یہ وہی لگتا ہے ۲ مدت کا یعنی ہمیشہ لوگ ایسی باتیں کہا کرتے ہیں۔

سے عبداللہ بن سلام مراد نہیں کیونکہ وہ مدینہ میں اسلام لائے تھے اور یہ سورت مکیہ ہے، بلکہ اس سے مراد تو بادشاہ حبشہ ہے جو اپنے ملک ہی میں
مسلمان ہو گیا تھا یا وہ یہودی مراد ہے جو مکہ میں کسی کام کو آیا اور آپ پر ایمان لے آیا تھا۔ لیکن جمہور مفسرین کے نزدیک شاہد سے مراد عبداللہ بن سلام
ہیں اور یہ آیت مدنیہ ہے اگرچہ باقی تمام سورت مکیہ ہے (روح۔ قرطبی۔ ابن کثیر۔ مدارک وغیرہ) یعنی یہ بتاؤ اگر یہ قرآن فی الواقع اللہ کی طرف سے ہو اور پھر
بھی تم اس کا انکار کرو اور بنی اسرائیل کا عالم بھی اس کی سچائی کی گواہی دے اور اس پر ایمان بھی لے آئے، لیکن تم اسے ماننے اور اس پر ایمان لانے سے
استکبار ہی کرتے رہو تو خود ہی بتاؤ تم سے بڑا گمراہ کون ہو گا۔ کیونکہ تم محض ضد و عناد کی وجہ سے انکار کر رہے ہو اور ایسے ظالموں اور بے انصافوں کو اللہ تعالیٰ قبول ہدایت کی توفیق ہی نہیں دیتا **۱۱ھ** وقال الذین۔ الآیۃ۔ یہ بھی شکوی ہے۔ للذین اٰمنوا ای فی شانھم (روح) مشرکین اس زعم باطل میں مبتلا تھے کہ دینی برکات دُنیوی عزت و شان اور مال و دولت کے تابع ہوتی ہیں اس لئے وہ ایمان والے غرباء کے بارے میں کہتے تھے کہ اگر قرآن پر ایمان لانا کوئی خیر و برکت کا کام ہوتا تو یہ غرباء اسے قبول کرنے میں ہم پر سبقت نہ لیجاتے، بلکہ ہم ان سے پہلے اسے قبول کرتے۔ واذ لم یھتدوا بہ الخ اور وہ چونکہ قرآن پر ایمان لانے کی توفیق سے محروم کر دیئے گئے ہیں، اس لئے کہتے ہیں کہ یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ تو پرانا جھوٹ ہے۔ یعنی پہلے لوگوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں جنہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنا لیا ہے۔ یعنی اختلق ھذا الا ھل الزمان السابق ثم تلقاہ منھم محمد (مظہری ج ۸ ص ۴۰۱)
۱۲ھ ومن قبلہ۔ الآیۃ۔ یہ دوسری تفصیلی نقلی دلیل ہے از تورات۔ یہ مسئلہ توحید کوئی نیا مسئلہ نہیں جسے قرآن نے بیان کیا ہو بلکہ اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات میں بھی یہی مسئلہ ذکر کیا گیا تھا جو اپنے زمانے میں دین کی رہنما تھی اور اللہ کی رحمت کا باعث تھی جیسا کہ ارشاد ہے:۔ واٰتینا موسی الکتٰب وجعلنٰہ ھدی لبنی اسرائیل ان لا تتخذوا من دونی وکیلا (بنی اسرائیل ع ۱) اور یہ کتاب یعنی قرآن بھی مسئلہ توحید اور دیگر اصول دین میں تورات کی تصدیق کر رہا ہے اور فصیح و بلیغ عربی زبان میں مشرکین کو اللہ کے

وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ
اور پہنچ گیا چالیس برس کو کہنے لگا اے رب میرے میری قسمت میں کر کہ شکر کروں
نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ
تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر کیا اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں
صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ
نیک کام جس سے تو راضی ہو اور مجھ کو دے نیک اولاد میری میں نے توبہ کی
اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ⑮ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
تیری طرف اور میں ہوں حکمبردار ف یہ وہ لوگ ہیں جن سے
نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ
ہم قبول کرتے ہیں بہتر سے بہتر کام جو کئے ہیں اور معاف کرتے ہیں ہم برائیاں انکی
فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا
رہنے والے جنت کے لوگوں میں سچا وعدہ جو ان سے
يُوْعَدُوْنَ ⑯ وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ
کیا جاتا تھا اور جس شخص نے کہا اپنے ماں باپ کو ف۱ میں بیزار ہوں تم سے
اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ
کیا مجھ کو وعدہ دیتے ہو کہ میں نکالا جاؤنگا قبر سے اور ف۱ گذر چکی ہیں بہت جماعتیں مجھ سے پہلے
وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ڰ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
اور وہ دونوں ف۲ فریاد کرتے ہیں اللہ سے کہ اے خرابی تیری تو ایمان لے آ بے شک وعدہ اللہ کا
حَقٌّ ښ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ⑰
ٹھیک ہے پھر کہتا ہے یہ سب نقلیں ہیں پہلوں کی ف۲
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ
یہ وہ لوگ ہیں ف۱ کہ جن پر ثابت ہوئی بات عذاب کی شامل اور فرقوں میں جو گذر چکے

م۱ ترجمہ مع تحریف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے میں لڑکا اس قدر قوی ہو تو اکیس مہینے میں دودھ چھوڑتا ہے اور نو مہینے ہیں حمل کے یہ آیت کسی حال کا بیان نہیں حضرت نے ماں باپ کے حق میں دعا نہیں کی۔ صدیق اکبر چالیس برس کی عمر میں مسلمان ہوتے اور ان کے ماں باپ بھی مسلمان ہوئے، یہ بات اور کسی صحابی کو میسر نہیں ہوئی۔ لیکن باپ اس وقت نہیں مسلمان ہوا تو یہ احوال فرضی ہے یعنی سعادتمند لوگ ایسے ہوتے ہیں ف۲ یہ اسکا حال ہے جو کافر ہے اور ماں باپ سمجھاتے ہیں ایمان کی بات وہ نہیں سمجھتا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از قبر ۱۲ ف۲ یعنی ہیچکس از ایشان باز زندہ نشد ۱۲۔

عذاب سے ڈرانا اور ایمان والوں کو جنت کی خوش خبری دیتا ہے۔ ف۱۳ ان الذین ۔ الآیۃ ۔ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور زندگی بھر اس پر قائم رہے اور اس کے عملی تقاضے پورے کرتے رہے قیامت کے دن وہ ہر قسم کے خوف و ہراس اور اندوہ وغم سے محفوظ رہیں گے، ان کا ٹھکانہ جنت میں ہوگا اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ انعام و اکرام انھیں ایمان و عمل کی جزا کے طور پر حاصل ہو گا۔ ف۱۴ و وصینا الانسان ۔ یہ بھی بشارت اخرویہ میں داخل ہے۔ انسان پر اپنے ماں باپ کا بھی حق ہے۔ اگر کوئی شخص والدین کے کہنے پر جوانی نہیں بلکہ چالیس برس کی عمر میں بھی شرک سے توبہ کرکے توحید کو قبول کرلے تو بھی اس کی توبہ قبول ہوگی اور وہ اہل جنت میں شامل ہو جائے گا انسان کو ہم نے والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا اور پھر والدہ کا تو بہت ہی زیادہ حق ہے۔ کیونکہ وہ ایام حمل میں بچے کی وجہ سے بہت تکلیف اٹھاتی ہے، پھر پیدائش کے وقت بھی مشقت برداشت کرتی ہے اور پھر اس کے بعد اڑھائی سال تک اسے دودھ پلاتی اور اسے ہاتھوں میں اٹھا کر کھلاتی ہے۔ وقال ابوحنیفۃ رضی اللہ عنہ المراد بہ الحمل بالاکف (مدارک ج ۴ ص ۱۰۸) امام ابویوسف اور امام محمد کے نزدیک حمل سے اصطلاحی معنی مراد ہے۔ اور تیس ماہ میں اقل مدت حمل چھ ماہ اور اکثر مدت رضاع دو سال کا ذکر ہے۔ (مدارک) اس کی بنا ایک خبر واحد پر ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ اور بعض کے نزدیک یہاں حمل اور رضاع دونوں کی مدت تیس تیس ماہ مراد ہے جو خلاف متبادر ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول راجح ہے۔ حتے اذا بلغ اس کے بعد زندہ رہا یہاں تک کہ جوانی کو بلکہ چالیس سال کی عمر کو پہنچ گیا تو اب اللہ تعالیٰ سے یوں دعا مانگتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجھے ہمت دے اور توفیق عطا فرما کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائی ہیں، نیز مجھے توفیق عطا فرما کہ میں نیک کام کروں جن پر تو راضی ہو۔ اور میری اولاد کو نیک اور صالح بنا۔ میں اب تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اولئك الذین نتقبل الآیۃ ایسے لوگوں کے نیک اعمال کو ہم قبول کر لیتے ہیں اور ان کے گناہوں سے درگذر فرما کر انہیں اہل جنت میں شامل کر لیتے ہیں یہ ایک سچا وعدہ ہے جو ان سے کیا

مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ (18)
ہیں ان سے پہلے جنوں کے اور آدمیوں کے بیشک وہ تھے ٹوٹے میں پڑنے
وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ
اور ہر فرقہ کے کئی درجے ہیں اپنے کئے ف۱ کاموں کے موافق اور تاکہ پورے دے ان کو کام ان کے اور ان
لَا يُظْلَمُوْنَ (19) وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ
پر ظلم نہ ہوگا ف اور جس دن لائے جائینگے ف۲ منکر آگ کے کنارہ پر
اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ
ضائع کر چکے تم اپنے مزے دنیا کی زندگانی میں اور ان کو برت چکے
بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ
اب آج سزا پاؤ گے ذلت کا عذاب بدلا اسکا جو تم
تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ
غرور کرتے تھے ملک میں ناحق اور اسکا جو تم
تَفْسُقُوْنَ (20) ع وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۭ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ
نافرمانی کرتے تھے ف۱ ف۲ اور یاد کر ف۳ عاد کے بھائی کو جب ڈرایا اپنی قوم کو
بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ
احقاف میں اور گذر چکے تھے ڈرانے والے اس کے آگے سے اور
مِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ
پیچھے سے ف۴ کہ بندگی نہ کرو کسی کی اللہ کے سوائے میں ڈرتا ہوں تم پر
عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (21) قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ
آفت سے ایک بڑے دن کی ف۳ بولے کیا تو آیا ہے ف۲ ہمارے پاس کہ پھیر دے ہم کو ہمارے
اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (22)
معبودوں سے سو لے آ ہم پر جو وعدہ کرتا ہے اگر ہے تو سچا

منزل ۶

۲ ع ۲

ر۱ متعلق بہ ہر دو فریق مومنین و کفار ۱۲

ر۲ تخویف اخروی ۱۲

ر۳ تبیین و تفصیل نقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف۱ یہ جنت والے بھی کئی درجے میں ہیں اور دوزخ والے بھی اسی طرح اپنے اعمال سے ف۲ جن لوگوں نے آخرت نہ چاہی فقط دنیا ہی چاہی ان کی نیکیوں کا بدلا اسی دنیا میں مل چکا ف۳ یعنی حضرت ہود علیہ السلام نے عاد کو ڈرایا احقاف ایک ضلع ہے یمن میں اس کے معنی ریت کی ٹھل۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید این تصویر است حال سعید و شقی را پس سعید حق خدا تعالیٰ و حق ابوین بجامی آرد و با نواع نعم محظوظ میشود و در جمیع امور بحق تعالیٰ رجوع میکند و شقی جمع میکند میان کفر و عقوق والدین و انکار معاد و صورت سعید منطبق است بر حضرت ابوبکر صدیق رض و بر غیر ایشان نیز واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی از ہر جانب ۱۲۔

جارہا ہے۔

۱۵ے والذی قال۔ یہ زجر مع تخویف اخروی ہے۔ مؤمن بیٹے کے ذکر کے بعد والدین کے اس بیٹے کا ذکر ہے جو والدین کے کہنے پر ایمان نہیں لاتا اور شرک و کفر پر قائم رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے اس شخص کا ذکر ہے جو والدین کے کہنے پر ایمان لے آئے یعنی ایک بیٹا تو وہ ہے جو والدین کے کہنے پر ایمان لے آتے اور ایک وہ ہے جو والدین کی مشفقانہ پند ونصیحت کے جواب میں نہایت گستاخانہ روّیہ اختیار کرکے کہتا ہے تم نے مجھے کس قدر دق کر رکھا ہے، تم کہتے ہو کہ میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے قرنوں کے قرن گذر چکے ہیں، لیکن آج تک کسی مرنے کو زندہ ہوتے تو ہم نے نہیں دیکھا وھما یستغیثان اللہ۔ ایک طرف گستاخ بیٹے کی معاندانہ گفتگو ہے، لیکن دوسری طرف والدین نہایت دلسوزی سے اس کو ایمان کی طرف بلاتے اور اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ اُسے ہدایت کی توفیق عطا فرمائے اور اسے مسلسل ایمان کی دعوت دیئے جا رہے ہیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت ضرور آئیگی لیکن وہ کہے جا رہا ہے کہ یہ وعدۂ قیامت اگلے لوگوں کی خود ساختہ باتوں میں سے ایک ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

۱۶ے اولئك الذین الآیۃ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کا فیصلہ ثابت ہو چکا ہے کہ ان کو جہنم کا ایندھن بنایا جاتے گا جن و انس کی ان سرکش اور معاند امتوں کے ساتھ جو پہلے گذر چکی ہیں۔ یہ لوگ بہت بڑے خسارے میں ہیں فی امم ای مع امم (قرطبی) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ظرف کا متعلق یدخلون مقدر ہے۔ اللہ کے فیصلے سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ ارشاد ہے جو ابلیس سے خطاب کرکے فرمایا۔ لاملئن جھنم منك و ممن تبعك منھم اجمعین (روح)

۱۷ے و لکل درجٰت۔ یہ دونوں فریقوں سے متعلق ہے۔ مومنین اور کفار میں سے ہر ایک کے لئے اس کے اعمال خیر اور افعالِ شر کے مطابق جزا و سزا کے مختلف درجات ومنازل ہوں گے۔ منازلِ جنت بھی اعمالِ حسنہ کی کمی بیشی کے مطابق بلند و پست ہونگے۔ اسی طرح درکاتِ عذاب بھی گناہوں کی کثرت و قلت کے مطابق مختلف ہوں گے۔ تفاوت درجات و درکات عین عدل و انصاف ہے کہ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء و سزا دی جائے اور کسی پر زیادتی نہ ہونے پائے۔ اور نہ کسی کی حق تلفی ہی ہو۔

۱۸ے و یوم یعرض۔ الآیۃ۔ تخویف اخروی۔ قیامت کے دن جب کفار و مشرکین کو دوزخ میں ڈالا جائیگا تو ان سے کہا جائیگا کہ تم عیش وعشرت کی تمام لذتوں سے دنیا میں لطف اندوز ہو چکے ہو اور احکامِ الٰہیہ سے باغی ہو کر ان سے پورا پورا فائدہ اٹھا چکے ہو۔ اس لئے اب آخرت میں تمہارے لئے کوئی راحت ولذت نہیں۔ دنیا میں تم نے قبول حق سے استکبار کیا اور محض وساوس شیطانیہ اور شبہات واہیہ کے درپے ہو کر توحید کو ٹھکرایا اور خدا کی نافرمانیوں اور فسق وفجور پر کمربستہ رہے۔ اس لئے آج تمہیں ان بد اعمالیوں کا بدلہ ذلت آمیز اور رسواکن عذاب کی شکل میں دیا جائیگا۔

۱۹ے واذکر اخا عاد۔ یہ تیسری تفصیلی نقلی دلیل ہے از ہود علیہ السلام مع تخویف دنیوی۔ الاحقاف، حقف کی جمع ہے جس کے معنی ریت کے ٹیلے کے ہیں۔ قوم عاد ریت کے ٹیلوں پر سکونت پذیر تھی۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کا پیغام پہنچایا اور اسے اللہ کے عذاب سے ڈرایا قوم ہود سے پہلے اور اس کے بعد جتنے بھی اللہ کی طرف سے پیغمبر آئے سب نے اپنی اپنی قوم کو یہی دعوت دی۔ ان لا نعبدوا الا اللہ کہ اللہ کے سوا کسی کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔ اگر پیغام توحید کو ٹھکراؤ گے تو ایک بہت بڑے اور دردناک عذاب کا خطرہ ہے۔

۲۰ے قالوا اجئتنا۔ قوم کے سرکش افراد نے نہایت معاندانہ جواب دیا کہ لے ہود! کیا تو ہمیں ہمارے معبود سے ہٹانے کے لئے آیا ہے؟ تو خوب سن لے ہم ان کو کبھی نہیں چھوڑیں گے اور جس عذاب کی تو ہمیں دھمکیاں دیتا ہے اگر سچا ہے تو اسے لے آ۔ دیر کیوں کر رہا ہے۔ قال انما العلم الآیۃ۔ ہود علیہ السلام نے فرمایا عذاب لانا میرے اختیار میں نہیں، مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ عذاب کب آئیگا، اسکی آمد کا معین وقت صرف اللہ ہی کو معلوم ہے، البتہ میرا کام یہ ہے کہ میں خدا کا پیغام تم تک پہنچاؤں وہ میں نے پہنچا دیا، لیکن تم ایسے نادان ہو اور جاہلوں کی سی باتیں کرتے ہو اور مجھ سے ایسے مطالبے کرتے ہو جو نہ میرے فرائض میں شامل ہیں اور نہ میرے بس اور اختیار میں ہیں شانکم الجھل و من آثار ذلك انکم تقترحون علی ما لیس من وظائف الرسل من الاتیان بالعذاب (روح ج ۲۶ ص ۲۵)

قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَ اُبَلِّغُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ
کہا یہ خبر تو اللہ ہی کو ہے اور میں تو پہنچا دیتا ہوں جو کچھ بھیجا میرے ہاتھ
وَلٰكِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا
لیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ نادانی کرتے ہو پھر جب دیکھا اس کو ابر ۲۱ف
مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ
سامنے آیا ان کے نالوں کے بولے یہ ابر ہے ہم پر برسے گا کوئی نہیں
هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِیْحٌ فِیْهَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ
یہ تو وہ چیز ہے جس کی تم جلدی کرتے تھے ہوا ہے جس میں عذاب ہے دردناک اکھاڑ پھینکے
كُلَّ شَیْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا یُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ
ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے پھر کل کو رہ گئے کہ کوئی نظر نہیں آتا تھا سوائے ان کے گھروں کے
كَذٰلِكَ نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِیْمَاۤ
یوں ہم سزا دیتے ہیں گنہگار لوگوں کو اور ہم نے مقدور دیا تھا ان کو ۲۲ف
اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِیْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّ اَبْصَارًا وَّ
ان چیزوں کا جتنا تم کو مقدور نہیں دیا اور ہم نے ان کو دیے تھے کان اور آنکھیں اور
اَفْـِٕدَةً ۖ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَاۤ اَبْصَارُهُمْ وَ
دل پھر کام نہ آئے ان کے کان ان کے اور نہ آنکھیں ان کی اور
لَاۤ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَیْءٍ اِذْ كَانُوْا یَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ
نہ دل ان کے کسی چیز میں اس لئے کہ منکر ہوتے تھے اللہ کی باتوں سے اور
حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲۶﴾ ع وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا
الٹ پڑی ان پر جس بات سے کہ وہ ٹھٹھا کرتے تھے ف اور ہم غارت کر چکے ہیں ۲۳ف
مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَ صَرَّفْنَا الْاٰیٰتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾
جتنی تمہارے آس پاس ہیں بستیاں اور طرح طرح سے پھیر کر سنائیں ان کو باتیں تاکہ وہ لوٹ آئیں

ع ۳ / ۴

۲۱ف فلما راوه - جب عذاب کا وقت آگیا اور سیاہ بادل کی صورت میں اس کے آثار نمودار ہونے لگے اور بادل ان کی وادیوں پر منڈلانے لگے تو وہ بہت خوش ہوئے کیونکہ عرصہ سے بارش نہیں ہوئی تھی اس لئے بادلوں کو دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ بادل آگئے ہیں اور آج خوب بارش ہوگی بل ھو ما استعجلتم به تو زبان حال نے ان سے کہا نہیں نہیں، یہ باران رحمت لیکر نہیں آئے، بلکہ ان بادلوں میں وہ عذاب ہے جس کے جلدی آنے کا تم مطالبہ کیا کرتے تھے۔ یہ ایک ہولناک طوفان باد ہے جو اللہ کے قہر و عذاب کو لے کر آرہا ہے جو اللہ کے حکم سے ہر چیز کو تہس نہس کرتا چلا جائیگا، چنانچہ وہ اس طرح مٹ مٹا گئے کہ ان کے مکانوں کے سوا کوئی چیز وہاں نظر نہیں آتی تھی مجرموں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ قوم ہود پر جب ہمارا عذاب آیا تو جن معبودان باطلہ کو وہ پکارا کرتے تھے ان میں سے کسی نے بھی ان کی مدد نہ کی اور اللہ کے عذاب سے ان کو نہ چھڑایا ۲۲ف ولقد مکنھم۔ الآیۃ۔ یہ اہل مکہ کی طرف التفات ہے۔ ان نافیہ ہے۔ اے اہل مکہ! قوم ہود کو ہم نے جو دنیوی قوت و دولت اور شان و شوکت دی تھی وہ تمہیں نہیں دی، وہ تم سے زیادہ طاقتور اور دولتمند تھے، ان کو ہم نے سننے کے لئے کان، دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سوچنے کے لئے دل دئیے۔ لیکن ان نعمتوں سے انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوا کیونکہ کانوں سے انہوں نے حق بات کو نہ سنا اور آنکھوں سے خدا کی قدرت و وحدانیت کے تکوینی دلائل کو بغور نہ دیکھا اور دلوں کو معرفت خداوندی کی تحصیل میں استعمال نہ کیا، اس لئے ان ساری قوتوں کے باوجود وہ دولت ایمان سے محروم رہے اور اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس عذاب کا وہ مذاق اڑاتے تھے آخر اس کی لپیٹ میں آکر اور ہلاک ہو کر رہے مکہ والو! تم بھی قوم عاد کی ڈگر پر چل رہے ہو، یاد رکھو تمہارا بھی وہی حشر ہوگا ۲۳ف ولقد اھلکنا۔ تخویف دنیوی۔ یہ بھی مکے والوں ہی سے خطاب ہے گردو نواح سے قوم ہود، قوم ثمود اور اصحاب حجر وغیرہ کی بستیاں مراد ہیں۔ ہم نے ان کے پاس اپنے پیغمبر بھیجے اور گوناں گوں طریقوں سے ان کو سمجھایا۔ مگر وہ شرک و کفر سے باز نہ آئے اور آخر ہم نے ان کو ہلاک کر دیا۔ فلولا نصرھم الآیۃ۔ یہ سورت کا مقصودی مضمون ہے۔ اس میں مشرکین کی اس بات کا جواب ہے کہ ہم نے مان لیا کہ ہمارے معبود سنتے نہیں اور ان کو پکارنا جائز نہیں، لیکن ان کے پکارنے میں تاثیر اور برکت ضرور ہے، کیونکہ ان کو پکارنے سے کاموں میں برکت ہو جاتی ہے تو جواب دیا گیا کہ جن لوگوں نے معبودان باطلہ کو قرب خداوندی کا وسیلہ اور ذریعہ بنا رکھا تھا اور مصائب و حاجات میں ان کو پکارتے تھے جب ہم نے ان کو پکڑا تو انہوں نے ان کی کوئی مدد نہ کی اور نہ ان کی پکار سے ان پر کوئی تاثیر و برکت ہی ظاہر ہوئی، بلکہ دور دور تک ان کے خود ساختہ کارسازوں کا نام و نشان تک نہ ملا یہ ایک محض جھوٹ تھا اور خود ساختہ بات تھی کہ وہ کارساز ہیں اور ان کی پکار میں برکت ہے۔ ھلا نصرھم الھتھم التی تقربوا بھا بزعمھم الی اللہ لتشفع لھم حیث قالوا ھؤلاء شفعاؤنا

رالتفات بسوئے اہل مکہ

تخویف دنیوی

موضح قرآن ف ان کو دل کان اور آنکھ دیئے تھے یعنی دنیا کے کام میں عقلمند تھے وہ عقل نہ آئی جس میں آخرت بھلی ہو۔

عند اللہ) و منعتھم من الھلاک الواقع بھم (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۰۹) ف ۲۴ واذ صرفنا۔ یہ چوتھی تفصیلی نقلی دلیل ہے از جنات۔ جنات نے بھی کلام الٰہی سنکر اس کو مان لیا اور اللہ کی توحید پر ایمان لے آئے اور واپس جا کر اپنی قوم کو بھی تبلیغ کرنے لگے اور دلائل عقل و نقل اور وحی سے قوم کے سامنے مسئلہ بیان کرنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوق عکاظ کی طرف جاتے ہوئے راستے میں وادی نخلہ میں فجر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ جنوں کی ایک جماعت جو سات یا نو افراد پر مشتمل تھی وہاں سے گذری، جب تلاوت قرآن کی آواز ان کے کانوں میں پڑی تو نہایت خاموشی سے اسے سننے لگے (ابن کثیر) جب تلاوت ختم ہوئی تو ان کے سینے نور ایمان سے روشن ہو چکے تھے اس لئے اب وہ واپس پہنچ کر از راہ خیر خواہی و ہمدردی اپنی قوم کو بھی اسلام کی دعوت دینے لگے۔

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا
پھر کیوں نہ مدد پہنچی انکو ان لوگوں کی طرف سے جنکو پکڑا تھا اللہ سے ورے معبود
اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا
بڑے درجہ پانے کو کوئی نہیں گم ہو گئے ان سے اور یہ جھوٹ تھا ان کا اور جو اپنے جی سے
يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ
باندھتے تھے ف۱ اور جس وقت متوجہ کر دیئے ہم نے تیری طرف کتنے اک لوگ جنوں میں سے
يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ
ف ۲ سننے لگے قرآن پھر جب وہاں پہنچ گئے بولے چپ رہو
فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ
پھر جب ختم ہوا الٹے پھرے اپنی قوم کو ڈر سناتے ہوئے ف۱ بولے اے قوم ہماری
اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا
ہم نے سنی ف۲ ایک کتاب جو اتری ہے موسےٰ کے بعد سچا کرنیوالی سب
بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾
اگلی کتابوں کو سمجھاتی ہے سچا دین اور ایک راہ سیدھی ف۳
يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ
اے قوم ہماری مانو اللہ کے بلانے والے کو اور اس پر یقین لاؤ کہ بخشے تم کو کچھ
ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ
تمہارے گناہ اور بچاوے تم کو ایک عذاب دردناک سے اور جو کوئی نہ مانے گا
دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ
اللہ کے بلانے والے کو تو وہ نہ تھکا سکے گا بھاگ کر زمین میں اور کوئی نہیں اس کا
مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾ اَوَلَمْ
اس کے سوائے مددگار وہ لوگ بھٹکتے ہیں صریح ف ۱ کیا

۱ چوتھی تفصیلی نقلی دلیل ۲ دلیل عقلی بلکہ اثبات قیامت ۱۲

ف ۲۵ قالوا یٰقومنا۔ جنات نے اپنی قوم کو ہر قسم کے دلائل سے سمجھانے کی کوشش کی انا سمعنا کتابا یہ دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے اور انزل من بعد موسےٰ یہ دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے اور یھدی الی الحق الخ یہ دلیل عقلی کی طرف اشارہ ہے یہ جن حضرت موسےٰ علیہ السلام کی امت میں سے تھے اس لئے انہوں نے ان کا نام لیا۔ (روح) اے ہماری قوم! ہم ایک ایسی عظیم کتاب سن کر آئے ہیں جو موسےٰ علیہ السلام کے بعد نازل ہوئی ہے اور پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور عقائد حقہ اور سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ یٰقومنا اجیبوا الاٰیۃ اے ہماری قوم! اللہ کے اس داعی قرآن کو مان لو اور اس پر ایمان لے آؤ اللہ تمہارے گناہ معاف فرما دیگا اور تمہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیگا۔ ومن لا یجب داعی اللہ الاٰیۃ۔ جو شخص اللہ کے داعی کو قبول نہیں کرے گا وہ کھلا گمراہ ہے اور عذاب جہنم کا مستحق ہے، وہ نہ تو کہیں بھاگ کر اللہ کے عذاب سے بچ سکتا ہے اور نہ کوئی اس کا حامی و ناصر اور اسکا کوئی خود ساختہ معبود و کارساز ہی اس کو اللہ کی گرفت سے چھڑا سکتا ہے۔

موضح قرآن ف۱ حضرت نکلے تھے حج کے دنوں میں شہر سے باہر نماز صبح پڑھنے لگے اپنے یاروں کے ساتھ اس وقت کتنے جن سن گئے اور مسلمان ہوئے پھر اپنی قوم کو جا کر سمجھایا اس بار حضرت سے نہیں ملے پھر بہت لوگ مسلمان ہو کر ایک رات مکہ سے باہر آئے حضرت اکیلے باہر گئے سب نے قرآن سیکھا اور دین قبول کیا۔ سورۂ جن میں ان کی باتیں مفصل ہیں اور جب سے حضرت کو وحی آتی تب سے جنوں پر خبر آسمان کی بند ہوئی ان کو سبب معلوم نہ تھا قرآن جب سنا تو جانا کہ اس کا نزول ہوتا ہے اس سے خبر بند کی ہے۔ ف۲ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وقت سے توریت مشہور تھی ف۳ بھاگ کر زمین میں اوپر سے فرشتے مارتے ہیں تو زمین ہی کو بھاگتے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید چند کس از جن پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمدند و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در آنحالت نماز فجر می گذارد در بطن نخل و قرآن استماع کردند و چون باز گشتند قوم خود را انذار نمودند اشارت باینست کہ قصہ است در این آیات واللہ اعلم ۱۲

۲۶ اولم یروا۔ الآیۃ۔ یہ قیامت اور بعث بعد الموت پر عقلی دلیل ہے۔ استفہام انکاری ہے کیا وہ اسبات کو نہیں جانتے اور اس میں غور نہیں کرتے جس خدائے ذوالجلال مالک صفاتِ کمال نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے تھک ہار کر بیٹھ نہیں گیا اور نہ اسکی قوت وطاقت میں اس سے کوئی ضعف ہی پیدا ہوا ہے فان قدرتہ ذاتیۃ لاینقص ولاینقطع بالایجاد ابد الآبدین (مظہری ج ۸ ص ۴۱۶) کیا وہ مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ بلٰی کیوں نہیں، نہ صرف مُردوں کو زندہ کرنے پر بلکہ وہ تو ایسی قدرت کاملہ کا مالک ہے کہ ہر چیز پر قادر ہے اور کوئی چیز اسکی قدرت سے باہر نہیں ۲۷ و یوم یعرض یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن جب کافروں کو دوزخ میں داخل کیا جائیگا تو ان سے کہا جائیگا کہ دنیا میں تم اس عذاب کا انکار کیا کرتے تھے اور وعدۂ عذاب کا مذاق اڑایا کرتے تھے اب بتاؤ

يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ
نہیں دیکھتے ۲۶ کہ وہ اللہ جس نے بنائے آسمان اور زمین اور نہ
يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ
تھکا ان کے بنانے میں وہ قدرت رکھتا ہے کہ زندہ کرے مردوں کو کیوں نہیں وہ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
ہر چیز کر سکتا ہے اور جس دن سامنے لائیں ۲۷ منکروں کو
عَلَى النَّارِ ۭ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ
آگ کے کیا یہ ٹھیک نہیں کہیں گے کیوں نہیں قسم ہے ہمارے رب کی کہا
فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾ فَاصْبِرْ
تو چکھو عذاب بدلہ اسکا جو تم منکر ہوتے تھے سو تو ٹھہرا رہ
كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۭ
جیسے ٹھہرے رہے ہیں ہمت والے ۲۸ رسول اور جلدی نہ کر ان کے معاملہ
كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا
میں یہ لوگ ۲۹ جس دن دیکھ لیں گے اس چیز کو جس کا ان سے وعدہ ہے جیسے ڈھیل نہ پائی تھی مگر
سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۭ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ
ایک گھڑی بھر دن کی یہ پہنچا دینا ہے اب وہی غارت ہوں گے جو لوگ
الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۵﴾
نافرمان ہیں ۱

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٍ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ
سورۂ محمد ۱ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں اڑتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

کیا یہ عذاب برحق نہیں ہے اور وہ وعدۂ عذاب سچا نہیں تھا؟ قالوا بلٰی و ربنا اس کے جواب میں کافر کہیں گے کہ کیوں نہیں، ہمارے پروردگار کی قسم وہ سراپا حق ہے۔ پھر آواز آئیگی اچھا اب اپنے کفروانکار کا مزہ چکھو ۲۸ فاصبر۔ الآیۃ۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ اولوا العزم انبیاء سے حضرت نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام مراد ہیں (ابن کثیر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کی مسلسل مخالفت اور ان کے معاندانہ رویہ سے سخت آزردہ خاطر تھے اور آپ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ ان پر عذاب نازل ہو تو آپ کو تسلی دی گئی کہ آپ حوصلہ کریں اور اولوا العزم پیغمبروں کی طرح صبر وتحمل سے کام لیں اور ان معاندین کے لئے فوری عذاب کی دعا نہ فرمائیں۔ ان پر عذاب ضرور آئیگا لیکن اپنے وقت پر آئیگا۔ ای لاتدع علی کفار قریش بنزول العذاب علیہم فانا بہم فی وقتہ لامحالۃ۔ کانہ ضجر وضاق قلبہ سکثرۃ مخالفات قومہ فاحب ان ینزل العذاب بمن ابیٰ منہم فامر بالصبر وترک الاستعجال (مظہری ج ۸ ص ۴۱۸) ۲۹ کانہم یوم یرونہا۔ یہ معاندین دنیا میں بھی عذاب کا مزہ چکھیں گے اور قیامت بھی تو کوئی دور نہیں جب وہ سخت ترین عذاب میں مبتلا کئے جائینگے جب وہ قیامت کے ہولناک عذاب میں مبتلا ہونگے تو انھیں دنیا کا آرام وسکون بھول جائیگا اور انہیں دنیا کی زندگی محض چند روزہ معلوم ہوگی اور انہیں ایسا محسوس ہوگا کہ دنیا میں وہ صرف ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے۔ بلغ۔ ای ھذا بلغ یہ تمام حوامیم کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ مضامین جو تمہیں سنائے گئے ہیں یہ کافی دعوت وتبلیغ ہے اور ان سے اتمام حجت ہو چکی ہے اب اسکے بعد نہ ماننے والے فساق وفجار اور خدا کے باغیوں کیلئے دنیا میں تباہی کے سوا کچھ نہیں۔

۲۶ تخویف اخروی ۱۲
۲۸ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲
۲۹ تخویف دنیوی ۱۲

موضح قرآن ۱ ڈھیل نہ پائی تھی دنیا میں یعنی اب تو دیر سمجھتے ہیں کہ عذاب جلد کیوں نہیں آتا اس دن جانیں گے کہ بہت شتاب آیا دنیا میں ہم ایک ہی گھڑی رہے یا عالم قبر کا رہنا ایک گھڑی معلوم ہوگا یہ دستور ہے کہ گذری مدت تھوڑی معلوم ہوتی ہے۔ **فتح الرحمٰن** ۱ یعنی در دنیا ۱۲۔

سُورۃ احقاف میں آیاتِ توحید

۱۔ قل ارءیتم ماتدعون من دون اللہ ـ تا ـ وھم عن دعائہم غفلون ۵ (ع ۱) نفی شرک اعتقادی۔
۲۔ قل ماکنت بدعا من الرسل۔ الآیۃ۔ نفی علم غیب از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
۳۔ الاتعبدوا الا اللہ۔ (ع ۳) نفی شرک فی العبادۃ۔ ۴۔ فلولا نصرھم الذین اتخذوا من دون اللہ۔ الآیۃ (ع ۴) نفی شرک فی التصرف۔

۱ سُورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ربط سورۃ احقاف میں واضح کر دیا گیا کہ مشرکین جن مزعومہ شفعاء کو پکارتے ہیں، وہ کسی چیز کے مالک نہیں نہ متصرف و مختار ہیں، نہ انکی دعاء پکار ہی سنتے ہیں۔ اب سورۃ محمد ص میں فرمایا مرد بنو اور مسئلہ توحید کی خاطر جہاد کرو۔

خلاصہ مسئلہ توحید کا مفصل اور واضح بیان سورۃ احقاف تک ہوچکا ہے اب اگلی سورتوں میں زیادہ تر قیامت کا بیان ہوگا اور مسئلہ توحید چونکہ مقصود اصلی ہے، اس لئے تھوڑا تھوڑا ذکر اس کا بھی آتا رہیگا اور جہاد کا ذکر بھی ہوگا۔ اس لئے اگر سورۃ محمدؐ سے آخر تک کو قرآن مجید کا پانچواں حصّہ قرار دے دیا جائے تو یہ بھی درست ہے۔

سورہ محمد، فتح اور حجرات تینوں باہم مرتبط ہیں گویا تینوں میں ایک ہی مضمون مذکور ہے۔ اگلی سورتوں میں بھی ایسا ہوگا کہ ایک مضمون متعدد سورتوں میں بیان کیا جائے گا۔ سورۃ محمدؐ میں قتال کا حکم ہے کہ مرد بنو اور جہاد کرو اور سورۃ فتح میں فتوحات کا وعدہ ہے اور سورۃ حجرات میں نظم ونسق کے قواعد وضوابط اور اصول وآداب ذکر کیے گئے ہیں یعنی اگر جہاد کروگے تو اللہ تمہیں فتوحات عطا فرمائے گا اور جب فتوحات ہوجائیں تو ان قواعد وضوابط کے مطابق نظم ونسق چلاؤ۔ سورہ محمدؐ کے مضمون کے اعتبار سے دو حصّے ہیں۔ پہلا حصّہ ابتداء سے لے کر واللہ یعلم متقلبکم ومثوٰکم (ع ۲) تک ہے اور دوسرا حصّہ ویقول الذین امنوا (۳۶) سے لیکر آخر سورت تک ہے۔

پہلے حصّے میں مومنین اور مشرکین کی صفات کا مقابلہ اور دونوں کی جزاء مذکور ہے نیز حکم جہاد ترغیب الی الجہاد کی علتیں اور وہ مقصد یعنی مسئلہ توحید جس کی خاطر جہاد فرض ہے۔

دوسرے حصّے میں منافقین پر زجریں ہوں گی جو نہ جہاد میں شریک ہونا چاہتے تھے اور نہ جہاد میں مال ہی خرچ کرنا چاہتے تھے۔ اور آخر میں احوال مشرکین کا بیان۔

حصّہ اوّل تقابل احوال مومنین وکفار وحکم قتال

۲ الذین کفروا۔ الآیۃ۔ بیان حال مشرکین۔ صدوا لازم ومتعدی دونوں طرح مستعمل ہے۔ خود اللہ کی راہ سے رک گئے اور اس پر نہ چلے یا دوسروں کو اللہ کی راہ پر چلنے سے روک دیا۔ اللہ کی راہ سے مراد اسلام ہے۔ ای اعرضوا عن الاسلام وسلوک طریقۃ او منعوا غیرھم عن ذلک علی ان صدّ لازم او متعد (روح ج ۲۶ ص ۳۶) جن لوگوں نے توحید کا انکار کیا، قبول اسلام سے اعراض کیا یا اوروں کو توحید اور اسلام سے روکا ان کے اعمال رائیگاں ہیں۔ ان سے مراد اہل مکہ ہیں قال ابن عباس ومجاھد: ھم اھل مکۃ کفروا بتوحید اللہ، وصدوا انفسھم والمؤمنین عن دین اللہ وھو الاسلام بنھیھم عن الدخول فیہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۲۳) حاصل یہ ہے کہ مشرکین کی نیکیاں حق سے اعراض اور شرک کی وجہ سے برباد ہیں اور مومنوں کی برائیاں ایمان اور اعمال صالحہ کی برکت سے معاف ہوں گی۔

۳ والذین امنوا الآیۃ۔ مقابلے میں مومنین کے حال کا ذکر اور بشارت ہے۔ اور جو لوگ اللہ کی وحدانیت پر ایمان لائے اور نیک کام کئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ بھی نازل کیا گیا ہے (قرآن اور تمام دیگر احکام) سب پر ایمان لائے، ہر بات پر آپکی تصدیق کی اور کسی چیز میں آپ کی مخالفت نہ کی۔ آپ پر جو کچھ بھی نازل کیا گیا ہے وہ سراپا حق ہے اور اللہ کی طرف سے ہے۔ ایسے لوگوں کے اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرمائیگا اور دنیا و آخرت میں ان کے احوال ومعاملات درست کرے گا۔

۴ ذلک بان۔ الآیۃ۔ یہ بطریق لف ونشر مرتب ما قبل کی علت ہے۔ باء سببیہ ہے اور اس کا متعلق محذوف ہے یعنی مشرکین کی نیکیوں کا ضائع ہونا اس لئے ہے کہ انہوں نے حق سے اعراض کرکے باطل کا اتباع کیا اور مومنوں کے گناہوں کا معاف ہونا اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے باطل سے منہ موڑ کر حق کو قبول کیا اور اسکی پیروی کی۔ ای ذلک کائن بسبب اتباع الاولین الباطل، واتباع الاٰخرین الحق (روح ج ۲۶ ص ۳۸) یا بالتستیقنوا سے متعلق ہے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یعنی تمہیں یقین ہوجائے کہ مختلف جزاء اس لئے دی جائے گی کہ کفار نے باطل کی پیروی کی اور مومنوں نے حق کا اتباع کیا۔ اس لئے کفار کے اعمال برباد اور مومنوں کے گناہ معاف ہوں گے اس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کو سمجھانے کے لئے فریقین (مومنین وکفار) کے احوال بیان فرماتا ہے۔

۵ فاذا لقیتم۔ الآیۃ۔ بیان احوال فریقین کے بعد جہاد کا حکم دیا گیا۔ فضرب یہ اصل میں فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے جسے حذف فعل کے بعد اس کے مفعول بہ کی طرف مضاف کر دیا گیا ہے۔ ای فاضربوا الرقاب ضربا (مدارک ج ۴ ص ۱۱۳) اور ضرب رقاب (گردنیں مارنا) قتل سے کنایہ ہے (بحر) اے ایمان والو! مذکورہ بیان سے جب تمہیں معلوم ہوگیا کہ مشرکین توحید کے دشمن اور شرک و باطل کے پجاری ہیں اور دوسروں کو بھی اسلام وتوحید سے روکتے

ہیں تو دنیا میں ان سے وہی معاملہ کرو جس کے وہ مستحق ہیں۔ جب میدان جنگ میں ان سے آمنا سامنا ہو جائے تو انھیں ہرگز معاف نہ کرو، جہاد میں کمزوری نہ دکھاؤ، ہمت نہ ہارو بلکہ مرد بنو اور میدان جہاد میں مشرکین کی کثیر تعداد کو تہ تیغ کر چکو تو جو باقی بچیں ان کو قید کر لو اور مضبوطی سے انھیں باندھ لو اس کے بعد تمہیں اختیار ہے کہ چاہو تو ان پر احسان کر کے بلا فدیہ انہیں آزاد کر دو یا ان سے فدیہ لے کر انھیں چھوڑ دو۔ یہ احکام جہاد اس وقت تک نافذ رہیں گے جب تک کہ مشرکین مغلوب و مقہور ہو کر ہتھیار نہ ڈالدیں۔ اور کفر کی قوت و شوکت ختم نہ ہو جائے۔ منًّا اور فدا ۱ء دونوں مفعول مطلق ہیں اور ان کے افعال مقدر ہیں۔ ای فاما تمنون منا و اما تفدون فدا ۱ء (روح ج ۲۶ ص ۳۹) تضع الحرب۔ الحرب سے اہل الحرب مراد ہیں۔ یعنی لڑنے والے کفار و مشرکین ہتھیار ڈالدیں اور ضعیف و مغلوب ہو کر جنگ کرنے سے باز رہیں۔ ذٰلك۔ ای الامر ذلك الذی ذکرت و بینت (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۲۹) یعنی حکم وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے اگر اللہ چاہتا تو ویسے ہی کسی آفت ناگہانی سے ان کو ہلاک کر کے ان سے انتقام لے لیتا، لیکن جہاد کا حکم دے کر وہ تمہیں آزمانا چاہتا ہے کہ کون جہاد میں شریک ہوتا ہے اور کون اس سے جی چراتا ہے۔ نیز جہاد کرنیوالوں کو وہ دنیا و آخرت میں اجر و ثواب دینا چاہتا ہے والذین قتلوا الخ یہ ترغیب الی الجہاد کی پہلی علت ہے اور شہداء کے لئے بشارت دنیویہ ہے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جائینگے ان کے اعمال ضائع نہیں ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں ہر نیک عمل کی احسن جزاء عطا فرمائے گا ۔ ۶ سیھدیھم۔ شہداء کے لئے بشارت اخرویہ ۱۲۔ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو وہ جنت کی راہ دکھائیگا بقرینہ ویدخلھم الجنۃ الخ کیونکہ شہید ہو جانے کے بعد ہدایت کا معروف معنی تو مراد ہو ہی نہیں سکتا۔ یا مطلب یہ ہے کہ منکر و نکیر کے سوال کے وقت درست جواب تلقین فرمائے گا اور ان کو جنت میں داخل کریگا جہاں ہر ایک کو اپنا اپنا مقام معلوم ہوگا۔ ہر آدمی کسی سے پوچھے بغیر ہی اپنی منزل میں چلا جائے گا گویا وہ اپنے اس گھر کو پہلے ہی سے جانتا ہے۔ (سیھدیھم) الی طریق الجنۃ او الی الصواب فی جواب منکر و نکیر و یصلح بالھم یرضی خصماءھم و یقبل اعمالھم (مدارک ج ۴ ص ۱۱۴)

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ①
جو لوگ کہ منکر ہوئے ۱ اور روکا اوروں کو اللہ کی راہ سے کھو دیئے اللہ نے انکے کام
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ
اور جو ۲ یقین لائے اور کئے بھلے کام اور مانا اسکو جو اترا
مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَ
محمد پر اور وہی ہے سچا دین ان کے رب کی طرف سے اُن پر سے اتاریں اُن کی برائیاں اور
أَصْلَحَ بَالَهُمْ ② ذَٰلِكَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ
سنوارا ان کا حال ف یہ اس لئے کہ جو ۳ منکر ہیں وہ چلے جھوٹی بات پر
وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَبِّهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ
اور جو یقین لائے انہوں نے مانی سچی بات اپنے رب کی طرف سے یوں
يَضْرِبُ اللَّهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ ③ فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ
بتلاتا ہے اللہ لوگوں کو ان کے احوال سو جب تم سامنے ہو منکروں
كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا
کے ۴ تو مارو گردنیں یہاں تک کہ جب خوب قتل کر چکو ان کو تو مضبوط
الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ
باندھ لو قید پھر یا احسان کیجیو یا معاوضہ لیجیو جب تک کہ رکھدے لڑائی
أَوْزَارَهَا ۚ ذَٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلَٰكِنْ
اپنے ہتھیار ف۱ یہ سن چکے اور اگر چاہے اللہ تو بدلا لے ان سے پر
لِيَبْلُوَ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
جانچنا چاہتا ہے تمہارے ایک سے دوسرے کو اور جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں
فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ ④ سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ⑤
تو نہ ضائع کریگا وہ ان کے کئے کام ان کو راہ دیگا اور ۵ سنواریگا انکا حال

منزل ۶

۱ بیان احوال کفار ۱۲

۲ ذکر احوال مؤمنین ۱۲

۳ علت تقابل بطریق لف و نشر مرتب ۱۲

۴ امر بالجہاد ۱۲

۵ ترغیب الی الجہاد کی پہلی علت و بشارت دنیوی ۱۲ و بشارت اخرویہ ۱۲ شہداء فی سبیل اللہ

موضح قرآن ف پہلے زمانے میں سب خلق کو تکلیف نہ تھی۔ ایک شرع کی۔ اس وقت سب جہان کو ایک حکم ہے اب سچا دین یہی ہے اور کام بھلے برے مسلمان بھی کرتے ہیں اور کافر بھی لیکن سچا دین ماننے سے یہ قبولیت ہے کہ نیکی ثابت اور برائی معاف اور نہ ماننے کی یہ سزا ہے کہ نیکی برباد اور گناہ لازم۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی جنگ موقوف شود و احتیاج بسلاح نماند ۱۲۔

۷ یٰاَیُّھا الذین۔الآیۃ۔ بیان حال مؤمنین دشمن کے مقابلے میں ایمان والوں کی فتح وظفر کا راز بیان فرمایا۔ اللہ کی مدد کرنے سے مجازًا اللہ کے دین اور
کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا مراد ہے۔ (روح) اے ایمان والو! اگر تم مال وجان سے اللہ کے دین اور اللہ کے رسول کی مدد کروگے، اور محض
رضائے الٰہی اور اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر جہاد کروگے، تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا دشمن کے مقابلے میں تمہیں ثبات واستقلال عطا فرمائیگا اور فتح وظفر سے
تمہیں ہمکنار فرمائے گا۔ ۸ والذین کفروا۔ الآیۃ۔ بیان حال کفار۔ مؤمنین کے مقابلے میں کفار کے لئے دنیا میں قتل وہلاکت اور آخرت میں رسوا کن عذاب

وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝٦ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اور داخل کرے گا ان کو بہشت میں جو معلوم کرادی ہے انکو ف اے ایمان والو ف
اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝٧ وَالَّذِيْنَ
اگر تم مدد کروگے اللہ کی تو وہ تمہاری مدد کریگا اور جمادے گا تمہارے پاؤں اور جو لوگ کہ
كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝٨ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
منکر ہوئے سو وہ گرے منہ کے بل اور کھوئے ان کے کئے کام وہ یہ اس لئے کہ ان کو
كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝٩ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا
پسند نہ ہوا جو اتارا اللہ نے پھر اکارت کردئیے ان کے کئے کام کیا وہ پھرے نہیں
فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ
ف ملک میں کہ دیکھیں کیسا ہوا انجام ان کا جو
قَبْلِهِمْ ۭ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۡ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝١٠ ذٰلِكَ
ان سے پہلے تھے ہلاکی ڈالی اللہ نے ان پر اور منکروں کو ملنی رہتی ہیں ایسی چیزیں یہ اس لئے
بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى
کہ اللہ رفیق ہے انکا جو یقین لائے اور یہ کہ جو منکر ہیں ان کا رفیق
لَهُمْ ۝١١ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
نہیں کوئی مقرر اللہ داخل کریگا ان کو جو یقین لائے اور کئے بھلے کام
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں اور جو لوگ منکر ہیں
يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ
برت لیتے ہیں اور کھاتے ہیں جیسے کہ کھائیں چوپائے اور آگ ہے
مَثْوًى لَّهُمْ ۝١٢ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً
گھر ان کا ف اور کتنی تھیں بستیاں جو زیادہ تھیں زور میں

ع ۱ ۱۱ ۵

ہے اور ان کے اعمال بیکار ورائیگاں ہیں۔ ذٰلک بانھم الخ یہ مشرکین کے انجام کا سبب ہے۔ ان کا یہ انجام اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے توحید اور دیگر احکام پر مشتمل اللہ کی کتاب کو نفرت وکراہیت کی نگاہوں سے دیکھا اس لئے ان کے تمام اعمال ضائع کردیئے اگر ان کے اعمال کے ساتھ ایمان کی دولت بھی ہوتی، تو ان پر اجر وثواب ملتا۔ ما انزل اللہ من القران لما فیہ من التوحید وسائر الاحکام المخالفۃ لما الفوہ واشتھتہ انفسھم الامارۃ (روح ج ۲۶ ص ۴۵) ۹ افلم یسیروا۔ الآیۃ۔ احوال مشرکین وتخویف دنیوی ہے۔ یہ سرکش لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں تاکہ اپنے سے پہلے سرکش لوگوں کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے۔ اللہ نے ان کو اور ان کے اہل وعیال اور اموال کو تباہ کردیا۔ ان سرکشوں کے لئے ایسے انجام بد کی بہت سی مثالیں ہیں۔ گذشتہ اقوام متمردہ کی ہلاکت وتباہی میں ان کے لئے بیشمار عبرتیں ہیں۔ ذٰلک۔ معاملہ اسی طرح ہے۔ بان اللہ الخ یہ لیستیقنوا کے متعلق ہے اور ترغیب الی الجہاد کی دوسری علت ہے یعنی اللہ تعالیٰ مومنوں کا مددگار ہے اور کافروں کا کوئی یار ومددگار نہیں۔ ۱۰ ان اللہ۔ بشارت اخرویہ وبیان احوال مؤمنین۔ جو مؤمنین زیور عمل صالح سے آراستہ ہوں گے ان کو اللہ تعالیٰ جنت کے ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن میں نہریں جاری ہونگی والذین کفروا۔ تخویف اخروی مع بیان احوال مشرکین۔ کفار آخرت سے ایسے غافل ہیں کہ ہر وقت دنیوی منافع حاصل کرنے اور عیش اڑانے میں مشغول ہیں اور چوپایوں کی طرح فکر آخرت اور انجام عاقبت سے بے خبر ہوکر کھانے پینے میں منہمک رہتے ہیں۔

۱۲ بیان مومنین

۱۲ بیان حال کفار و تخویف اخروی

۱۲ تخویف دنیوی

۱۲ ترغیب الی الجہاد دوسری علت

بشارت اخرویہ و بیان احوال مومنین ۱۲

تخویف اخروی ۱۲

تخویف دنیوی ۱۲

ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ وکاین من قریۃ۔ الآیۃ۔ یہ مشرکین کیلئے تخویف دنیوی ہے اور ضمنًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے قریۃ سے مجازًا اہل قریہ مراد ہیں۔ بہت سی بستیاں جن میں سے ہر بستی والے آپ کی اس بستی (مکہ) والوں سے زیادہ طاقت ور تھے۔ جنہوں نے آپ کو اس بستی سے نکالا

موضح قرآن ف جب تک کافر کا زور نہیں ٹوٹا تب تک قتل ہی چاہیئے اور جب زور ٹوٹ چکا تب قید بھی کفایت ہے تا ڈر کر مسلمان ہوں یا احسان کر کر چھوڑ دیجیئے تو ہمیشہ احسان مانیں اور دین کی محبت آوے یا اپنے چھڑوائی لیکر چھوڑ دیجیے۔ تو دو فائدے اب اختلاف ہے کہ کافر قید میں آوے تو اسکو پھر اپنے گھر جانے دیجیئے یا نہیں۔ اگر چھوڑ دیجیے تو اس طرح کہ رعیت ہو کر رہے ف۲ اللہ چاہے تو ابھی کافروں کو مسلمان کر ڈالے۔ پر یہ بھی منظور نہیں جانچنا منظور ہے سو بندے کی طرف سے کمر باندھنی اور اللہ کی طرف سے کام بنانا ف۳ جانور کا سا کھانا یعنی حرص سے اور مسلمان کھاوے دفع حاجت کو۔

ہے نے ان کو ہلاک کر دیا مگر ان کا کوئی یار و مددگار ان کی مدد کو نہ آیا۔ آپ گھبرائیں نہیں آخرکار ان سرکشوں کی بھی جڑ کاٹ دی جائیگی اور انجام کار غلبہ آپ ہی کو نصیب ہوگا ۱۱ ؎ افمن کان۔ بیان حال اہل ایمان و اہل طغیان۔ وہ مؤمن جس کے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے ایک واضح بیان (قرآن) موجود ہے اور وہ اسکی روشنی میں چلتا اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے کیا وہ اس مشرک کے برابر ہوسکتا ہے جو کفر و شرک کو اچھا اور نیک کام سمجھتا ہو اور خواہشات نفسانیہ کی پیروی کرتا ہو توحید اور حق کو جھٹلاتا ہو۔ استفہام انکاری ہے یعنی یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے ۱۲ ؎ مثل الجنۃ بشارت اخرویہ اور نعیم جنت کی صفت کا بیان ہے۔ متقی اور پرہیزگار لوگوں کیلئے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اسکی صفت اور اسکی نعمتوں کا حال یہ ہے کہ اس میں بہنے والی پانی کی نہروں کا پانی ہمیشہ خوش رنگ اور خوشذائقہ رہے گا اور اس کے رنگ و بو میں کبھی تبدیلی نہیں آئیگی۔ اسی طرح ایسے دودھ کی نہریں جاری ہونگی جس کا مزہ کبھی نہیں بگڑے گا۔ حالانکہ دنیا کا دودھ تھوڑی دیر میں متغیر ہوجاتا ہے۔ جنت میں شراب کی بھی نہریں جاری ہوں گی لیکن دنیوی شرابوں کے برعکس جنت کی شراب نہایت لذیذ اور پرلطف ہوگی، بدبو، بدمزگی اور نشہ سے پاک ہوگی اور صاف شفاف شہد کی نہریں ہونگی جو ہر قسم کے فضلات اور کثافت سے پاک صاف ہوگا۔ مشروبات کے علاوہ کھانے کیلئے ہر قسم کے پھل اور میوے ہونگے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے گناہوں پر پردہ ڈالدیا جائیگا ان پر نہ مؤاخذہ ہوگا اور نہ کبھی ان سے ان کا ذکر ہی کیا جائیگا تاکہ وہ شرمسار نہ ہوں اور ان کے عیش و سکون میں فرق نہ آئے۔ کمن ھو خالد الخ یہ حال کفار و تخویف اخروی۔ ایک وہ شخص ہے جسے جنت میں مذکورہ بالا نعمتیں نصیب ہونگی کیا ایسا سعادتمند انسان اس شخص کے برابر ہوسکتا ہے جو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور جسے وہاں پینے کے لئے سخت ترین گرم پانی دیا جائیگا جو پیتے ہی اسکی انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا؟ ۱۳ ؎ ومنھم الآیۃ زجر و بیان حال منافقین۔ منافقین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور عدم توجہ اور بے اعتنائی سے آپ کی باتیں سنتے اور جب آپ کی مجلس سے اٹھ کر آتے تو اہل علم صحابہ رضی اللہ عنہم سے بطور استہزاء و تمسخر سوال کرتے کہ ابھی ابھی آپ نے کیا فرمایا ہے؟ میں اچھی طرح سن نہیں سکا۔ علی جھۃ الاستھزاء، ای انا لم التفت الی قولہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۳۸) فرمایا اصل بات یہ ہے کہ ہم نے ان کے تعنت و عناد کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگادی ہے اور ان کو توفیق ہدایت سے محروم کر دیا ہے، اس لئے وہ آپ کے کلام ہدایت التیام کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے اور خواہشات نفسانیہ کے

مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ

اس تیری بستی سے جس نے تجھ کو نکالا ہم نے ان کو غارت کر دیا پھر کوئی نہیں انکا

لَهُمْ ⑬ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ

مددگار بھلا ایک جو چلتا ہے واضح راستہ پر ۱۱ ؎ اپنے رب کے برابر ہے اسکے جسکو بھلا دکھلایا

لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ ⑭ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ

اسکا برا کام اور چلتے ہیں اپنی خواہشوں پر احوال اس بہشت کا جس کا

وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّاۗءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ

وعدہ ۱۲ ؎ ہوا ہے ڈرنے والوں سے اسمیں نہریں ہیں پانی کی جو بو نہیں کر گیا اور نہریں ہیں

مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ

دودھ کی جس کا مزہ نہیں پھرا اور نہریں ہیں شراب کی جس میں مزہ ہے

لِّلشّٰرِبِيْنَ ڬ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا

پینے والوں کے واسطے اور نہریں ہیں شہد کی جھاگ اتارا ہوا ۱ ؎ اور ان کیلئے وہاں

مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ

سب طرح کے میوے ہیں اور معافی ہے ان کے رب سے یہ برابر ہے اسکے جو سدا رہے

فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَاۗءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاۗءَهُمْ ⑮ وَ

آگ میں اور پلایا جائے انکو کھولتا پانی تو کاٹ نکالے ان کی آنتیں ۱۳ ؎ ف اور

مِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓي اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ

بعضے انمیں ۱۳ ؎ ہیں کہ کان رکھتے ہیں تیری طرف یہاں تک کہ جب نکلیں تیرے پاس سے

قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۣ اُولٰۗىِٕكَ

کہتے ہیں انکو جن کو علم ملا ہے کیا کہا تھا اس شخص نے ابھی یہ وہی ہیں

الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ ⑯

جن کے دلوں پر مہر لگادی ہے اللہ نے اور چلتے ہیں اپنی خواہشوں پر ف۲

۱۱ ؎ بیان حال اہل ایمان و اہل طغیان ۱۲
۱۲ ؎ بشارت اخرویہ ۱۲
۱۳ ؎ تخویف اخروی ۱۲
۱۴ ؎ زجر و بیان حال منافقین ۱۲

موضح قرآن ف۱ وہاں کا شراب بامزہ ہے جیسا یہاں بے مزہ بہشت میں ہر کسی کے گھر میں چار نہریں مقرر ہیں اور بعضوں کے زیادہ۔ ف۲ یعنے کندذہن جن کو سمجھ نہ یاد۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید از ینجا تا آخر سورہ در باب تہدید مردم ضعیف الایمان نازل شد ۱۲۔

ہیرو کار بن چکے ہیں، اس لئے ہر بری بات اور ہر برُے کام کی طرف فوراً متوجہ ہو جاتے ہیں **۱۴** والذین اھتدوا۔ بیان حال مؤمنین۔ اور جو لوگ ہدایت قبول کر چکے ہیں جب وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے کلام الٰہی اور آپ کا وعظ و نصیحت سنتے ہیں تو ان کی بصیرت اور ان کے علم و یقین کو تقویت ملتی ہے اور انھیں اللہ سے ڈرنے اور اس کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطاء ہوتی ہے زادھم ھدی ای بصیرۃ وعلما (مدارک ج ۴ ص ۱۱۶) **۱۵** فھل ینظرون۔ تخویف دنیوی۔ جو امور عبرت و نصیحت حاصل کرنے کا موجب تھے وہ تو سب سامنے آ چکے مثلا قرآن، معجزات وغیرہ، لیکن ان منافقین اور مشرکین نے عبرت حاصل نہیں کی اور ہدایت کو قبول نہیں کیا اب صرف ایک چیز باقی رہ گئی ہے کہ اچانک قیامت آ جائے مگر علامات تو قیامت کی بھی ظاہر ہو چکی ہیں مثلاً بعثت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم اجمعین اور شق قمر، لیکن اس کے باوجود وہ ایمان نہیں لائے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ضد و حسد اور بغض و عناد کی وجہ سے ایمان نہ لانے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ قال المفسرون من اشراط الساعۃ انشقاق القمر وبعثۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خازن ج ۶ ص ۱۷۹، ابن کثیر ج ۴ ص ۱۷۷) انی لھم خبر مقدم ہے اور ذکراھم مبتدا موخر اور اذا جاءتھم جملہ معترضہ ہے (روح) یعنی جب قیامت آ پہنچے گی تو پھر وہ کس طرح عبرت حاصل کریں گے اس وقت تو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا **۱۶** فاعلم انہ۔ بنیادی دعویٰ اور مسئلہ توحید کا ذکر ہے جس کی خاطر جہاد فرض ہے یعنی اس بات کا دل سے یقین کر اور اس یقین پر قائم رہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود اور الٰہ نہیں۔ اس کے سوا کوئی مالک و مختار، عالم الغیب اور دعا و پکار کے لائق نہیں۔ واستغفر لذنبک۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ معصوم ہیں اس لئے استغفار سے یہاں گناہوں سے معافی مانگنا مراد نہیں بلکہ اس سے تواضع، کسر نفس کا اظہار اور قصور کا اعتراف مراد ہے الاستغفار کنایۃ عن عما یلزمہ من التواضع و ھضم النفس والاعتراف بالتقصیر لانہ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم او مغفور (روح ج ۲۶ ص ۵۵) یہی وجہ ہے کہ آپ روزانہ سو بار استغفار کرتے تھے۔ جیسا کہ صحاح ستہ میں موجود ہے وانی لاستغفر اللہ کل یوم مائۃ مرۃ۔ (النسائی، ترمذی، ابوداؤد ابن ماجہ) یا اس سے زلات (معمولی لغزشیں) اور امور

وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ ﴿١٧﴾

اور جو لوگ راہ پر آئے ہیں انکو اور بڑھ گئی اس سے سوجھ ف۱۴ اور انکو اس نے ملا بچ کر چلنا ف

فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً ۖ فَقَدْ

اب یہی انتظار کرتے ہیں قیامت کا ف۱۵ کہ آ کھڑی ہو ان پر اچانک سو

جَاءَ أَشْرَاطُهَا ۚ فَأَنَّىٰ لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ ﴿١٨﴾

آ چکی ہیں اس کی نشانیاں پھر کہاں نصیب ہوگا انکو جب وہ آ پہنچے ان پر سمجھ پکڑنا ف

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَ

سو تو جان لے کہ ف۱۶ کسی کی بندگی نہیں سوائے اللہ کے اور معافی مانگ اپنے گناہوں کے واسطے

لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ

اور ایماندار مردوں اور عورتوں کے لئے اور اللہ کو معلوم ہے بازگشت تمہاری اور

مَثْوَاكُمْ ﴿١٩﴾ ع۲ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۖ

گھر تمہارا ف۱ اور کہتے ہیں ایمان والے ف۲ کیوں نہ اتری ایک سورت

فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ۙ

پھر جب اتری ایک سورت جانچی ہوئی اور ذکر ہوا اس میں لڑائی کا

رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ

تو تو دیکھتا ہے انکو جن کے دل میں روگ ہے تکتے ہیں تیری طرف

نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٠﴾ طَاعَةٌ

جیسے تکتا ہے کوئی بیہوش پڑا ہوا مرنے کے وقت سو خرابی ہے انکی ف۴ حکم ماننا ہے

وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ ۚ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا

اور بھلی بات کہنی ف۵ پھر جب تاکید ہو کام کی تو اگر سچے رہیں

اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿٢١﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ

اللہ سے تو ان کا بھلا ہے ف۱ پھر تم سے یہ بھی توقع ہے ف۲ کہ اگر تمکو حکومت ملجائے

۱۴ بیان حال مؤمنین ۱۲

۱۵ تخویف دنیوی ۱۲

۱۶ بنیادی دعویٰ یعنی مسئلہ توحید کا ذکر ۱۲

۴ سورت کا دوسرا حصہ بیان احوال منافقین ۱۲

۵ خطاب بہ منافقین ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی حضرتؐ کے کلام سے اثر پایا اور گناہوں سے بچ چلنے لگے ف۲ بڑی نشانی قیامت کی ہمارے نبی کا پیدا ہونا سب نبی راہ دیکھتے تھے خاتم النبیین کی جب وہ آ چکے اب قیامت ہی رہی باقی ف۳ یعنی جتنے پردوں میں پھرو گے پھر بہشت یا دوزخ میں پہنچو گے اپنے گھر ہیں ف۴ مسلمان سورت مانگتے تھے یعنی کافروں کی ایذا سے عاجز ہو کر آرزو کرتے تھے کہ اللہ حکم دے جہاد کا تو جو ہو سکے کر گذریئے جب حکم آیا جہاد کا تو کچے لوگوں پر بھاری پڑا مرنے کی طرح بے رونق آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ کاش ہمکو اس حکم سے معاف رکھیں۔ بیحد خوف میں بھی آنکھ کی رونق نہیں رہتی جیسے مرتے وقت ف۵ یعنی حکم شرع کو نہ ماننے سے کافر ہو ہر طرح سے ماننا ہی چاہیئے۔ پھر رسول بھی جانتا ہے کہ نامردوں کو کیوں لڑوائیے اور جو بہت ہی تاکید آ پڑی اسی وقت ضرور ہوگا لڑنا تو لڑنے والے بہت ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ حاصل این آیات ذم آن شخص است کہ بمجلس علم در آید و بفہم حقیقت آن نرسد بسبب ہجوم ہوائی نفس بزدل او محتاج استفسار دیگران گردد و تخویف است بقیامت مثل

خلاف اولیٰ مراد ہیں جو حقیقت میں گناہ نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دنیوی انجام اور اخروی مقام کو خوب جانتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے اور تمہارا کوئی حال اس سے پوشیدہ نہیں، اس لئے ہر حال میں اس سے ڈرو۔ ف۱۷ ویقول الذین۔ یہ سورت کا دوسرا حصہ ہے اور منافقین کے احوال کا بیان ہے ایمان والوں کی یہ خواہش اور آرزو تھی کہ قرآن میں جہاد کا حکم نازل ہوتا کہ وہ جہاد کر کے مشرکین سے انتقام لیں، اللہ کے دین کو سربلند کریں اور اجر و ثواب حاصل کریں تو جب کوئی ایسی سورت نازل ہوتی جس میں واضح اور غیر مبہم الفاظ میں جہاد و قتال کا حکم ہوتا، تو منافقوں پر سکتہ طاری ہو جاتا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾ أُولَٰئِكَ
تو خرابی ڈالو ملک میں اور قطع کرو اپنی قرابتیں ف ایسے
الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾ أَفَلَا
لوگ ہیں جن پر ۱۲ لعنت کی اللہ نے پھر کر دیا ان کو بہرا اور اندھی کر دیں ان کی آنکھیں ف کیا
يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾ إِنَّ
دھیان نہیں کرتے ۱۲ قرآن میں یا دلوں پر لگ رہے ہیں انکے قفل بے شک
الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ
جو لوگ الٹے پھر گئے اپنی پیٹھ پر بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکی ان پر
الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٥﴾ ذَٰلِكَ
سیدھی راہ شیطان نے بات بنائی ان کے دل میں اور دیر کے وعدے کئے ف یہ اس واسطے
بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ
کہ انہوں نے کہا ان ۱۲ لوگوں سے جو بیزار ہیں اللہ کی اتاری کتاب سے ف ہم تمہاری بات بھی مانیں گے
فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾ فَكَيْفَ إِذَا
بعضے کاموں میں اور اللہ جانتا ہے ان کا مشورہ کرنا ف پھر کیسا ہوگا حال ۱۲
تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ﴿٢٧﴾
جب کہ فرشتے جان نکالیں گے انکی مارتے جاتے ہوں ان کے منہ پر اور پیٹھ پر ف
ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ
یہ اس لئے کہ وہ چلے اس راہ جس سے اللہ بیزار ہے اور ناپسند کی اسکی خوشی
فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ﴿٢٨﴾ ع أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ
پھر اس نے اکارت کر دیئے ان کے کئے کام کیا خیال رکھتے ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں
مَرَضٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ ﴿٢٩﴾ وَلَوْ نَشَاءُ
روگ ہے ۱۲ کہ اللہ ظاہر نہ کر دے گا ان کے کینے اور اگر ہم چاہیں

طرف اس طرح دیکھتے جیسے کسی پر موت کی غشی طاری ہو اور اس کے اوسان خطا ہو چکے ہوں، کیونکہ بظاہر مسلمانوں میں شامل ہونے کی وجہ سے ان کیلئے دو ہی راستے ہیں یا تو بادل ناخواستہ جہاد میں شریک ہو کر جن مشرکین کے ساتھ ان کی دلی ہمدردیاں ہیں، ان سے لڑیں یا پھر جہاد میں شریک نہ ہوں اور منافقت کا الزام لیکر ذلیل و رسوا ہوں (روح، بحر، قرطبی) فاولیٰ لھم یہ کلمہ بددعا کے طور پر استعمال ہوتا ہے ھو فی الاصل دعاء علیھم بان یرجع امرھم الی الھلاك، والمراد اھلکھم اللہ تعالیٰ الا ان الترکیب مبتدأ وخبر (روح ج ۲۶ ص ۶۷) اس سے معلوم ہوا کہ الذین اٰمنوا سے مخلص مومنین مراد ہیں اور الذین فی قلوبھم مرض سے منافقین مراد ہیں لیکن حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ الذین اٰمنوا سے اٰمنوا باللسان یعنی منافقین مراد ہیں۔ منافقین بطور منافقت فرضیت جہاد کی آرزو کا اظہار کرتے تھے ف۱۸ طاعة معطوف مع معطوف علیہ مبتدا ہے اور اسکی خبر محذوف ہے ای طاعة وقول معروف خیر لھم او امثل (روح ج ۲۶ ص ۶۸، بحر ج ۸ ص ۸۱) ان کے لئے بہتر اور اچھا تو یہی تھا کہ وہ مخلصین کی طرح اطاعت کو اپنا شعار بناتے اور دل سے سچی بات کہتے اور زبانوں سے جہاد کی سچی آرزو کا اظہار کرتے۔ فاذا عزم۔ یہ شرط ہے اور جملہ شرطیہ فلو صدقوا الخ اسکی جزا ہے۔ صدقوا سچ کہتے صدق بمعنی راست گفتن و راست کردن (صراح) یعنی جب معاملہ پختہ ہو گیا اور جہاد کا اعلان ہو گیا تھا تو اسوقت اگر یہ لوگ قول و فعل میں راستبازی اختیار کرتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا ف۱۹ فہل عسیتم۔ خطاب منافقین سے ہے جب تم پر جہاد فرض کر دیا گیا جو بیشمار دینی فوائد رکھتا ہے مثلاً اللہ کے دین کی سربلندی، باطل کی شکست اور ثواب آخرت وغیرہ مگر اس سے تم نے اعراض کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم محض دنیا پرست ہو تو کیا پھر تم سے یہی توقع کی جائے کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین میں شر و فساد برپا کرو، رعایا کی حق تلفی کرو اور ان پر ظلم ڈھاؤ اور اپنے رشتہ داروں کے حقوق بھی پامال کرو ف۲۰ اولئک۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے اپنی رحمت

موضح قرآن ف آرزو کرتے ہو جہاد کی جان سے تنگ ہو کر اور اگر اللہ تمہی کو غالب کرے تو فساد نہ کرو ف۲ یعنی حکومت کے غرور میں ظلم کرنے لگے پھر کسی کا سمجھایا نہ سمجھے ف۳ یعنی منافق قرآن کو نہیں سمجھے کہ جہاد میں کئی فائدے ہیں اور اقرار ایمان سے پھرے جاتے ہیں کہ لڑائی میں نہ جاویں گے تو دیر تک جیویں گے ف۴ صاحب نے کافروں سے کہا کہ ہم مسلمان ہوئے ہیں لیکن تم سے نزدیک ہیں ف۵ یعنی تب موت سے کیونکر بچیں گے اور تب نفاق کا مزہ چکھیں گے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی منافقان با یہود میگفتند ۱۲۔

سے دور کرکے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگاکر انہیں ہدایت سے محروم کردیا ہے انہیں حق سننے سے بہرہ کردیا ہے اور ان کی آنکھوں کو اندھا کردیا ہے وہ انفس و آفاق میں بے شمار دلائل توحید دیکھتے ہیں، لیکن ان میں اور ایک نابینا میں کوئی فرق نہیں جیسے نابینا راہ نہیں دیکھ سکتا اسی طرح وہ بھی راہِ ہدایت نہیں دیکھتے **۲۱** افلا یتدبرون۔ یہ منافقین پر زجر ہے کیا یہ لوگ قرآن کی آیات بینات میں غور و تدبر ہی نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہیں اور وہ ایسے بے شعور ہیں کہ ان میں تدبر و تفکیر کی صلاحیت ہی نہیں۔ اگر یہ لوگ حکم جہاد میں ذرا غور سے کام لیتے تو جہاد کے دینی اور دنیوی فوائد ان پر واضح ہوجاتے۔ ان الذین ارتدوا۔ الآیۃ۔

لَأَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمٰهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ
تجھ کو دکھلادیں وہ لوگ سو تو پہچان تو چکا ہے انکو ان کے چہرے سے ۱ اور آگے پہچان لے گا بات کے
الْقَوْلِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٠﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ
ڈھب سے اور اللہ کو معلوم ہیں تمہارے سب کام اور البتہ ہم تمکو جانچیں گے تا معلوم کرلیں ۲۵
الْمُجٰهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِينَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ أَخْبَارَكُمْ ﴿٣١﴾
جو تم میں لڑائی کرنے والے ہیں اور قائم رہنے والے اور تحقیق کرلیں تمہاری خبریں
إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَشَاقُّوا
جو لوگ منکر ہوئے اور روکا انھوں نے اللہ کی راہ سے ۲۶ اور مخالف ہو
الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَضُرُّوا
گئے رسول سے بعد اس کے کہ ظاہر ہوچکی ان پر سیدھی راہ نہ بگاڑ سکیں گے
اللّٰهَ شَيْئًا ۗ وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ ﴿٣٢﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
اللہ کا کچھ اور وہ اکارت کردیگا ان کے سب کام اے ایمان والو
أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾
حکم پر چلو اللہ کے ۲۷ اور حکم پر چلو رسول کے اور ضائع مت کرو اپنے کئے ہوئے کام ف۱
إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوا
جو لوگ منکر ہوئے ۲۸ اور روکا لوگوں کو اللہ کی راہ سے پھر مر گئے
وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿٣٤﴾ فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوٓا
اور وہ منکر ہی رہے تو ہرگز نہ بخشے گا ان کو اللہ سو تم بودے نہ ہو جاؤ اور لگو بلانے
إِلَى السَّلْمِ ۖ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ
صلح ۲۹ اور تم ہی رہو گے غالب اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور
يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٥﴾ إِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ ۚ
نقصان نہ دیگا تمکو تمہارے کاموں میں ف۲ یہ دنیا کا جینا تو کھیل ہے اور تماشا ۳۰

منزل ۶

منافقین اسلام کا اقرار کرنے کے بعد جہاد میں شرکت نہیں کرتے اور اپنے قول و اقرار سے پھرے جاتے ہیں شیطان نے ان کے دلوں میں یہ بات ڈالدی ہے کہ جہاد میں جاؤ گے تو قتل ہوجاؤ گے اور ان کی امیدوں میں یہ کہہ کر اضافہ کیا کہ گھر میں ہوگے تو زیادہ عرصہ تک زندہ رہو گے اس لئے چھوڑ دو جہاد کو۔ المعنی وعدھم بالبقاء الطویل (روح ج ۲۶ ص ۷۵) **۲۲** ذٰلک بانھم الآیۃ۔ الذین کرھوا الخ سے یہود اور مشرکین مراد ہیں منافقوں نے جب ظاہری طور پر اسلام قبول کرلیا تو انہوں نے یہود اور مشرکین کو یقین دلایا کہ اگرچہ بظاہر ہم مسلمان ہیں لیکن مسلمانوں کے ساتھ مل کر تم سے نہیں لڑیں گے بلکہ جب موقع پائیں گے تمہاری مدد کرینگے اللہ تعالیٰ ان کی ان سرگوشیوں اور خفیہ سازشوں کو خوب جانتا ہے **۲۳** فکیف اذا۔ یہ تخویف دنیوی ہے جب فرشتے ان کی جانیں قبض کریں گے تو ان کے چہروں اور ان کی پیٹھوں کو خوب پیٹیں گے اور جس موت اور مار سے بھاگے تھے اس کا خوب مزہ چکھیں گے۔ ذٰلک بانھم الآیۃ۔ مرتے وقت یہ ہولناک سزا انہیں اس لئے دی جائیگی کہ انہوں نے کفر و شرک اور عصیان و طغیان کی راہ اختیار کی جو سراسر اللہ کے غضب اور اسکی ناراضی کا باعث تھی اور اللہ کی خوشنودی و رضاجوئی کا راستہ ترک کیا اس لئے ان کے سب اعمال بیکار کر دیئے گئے آخرت کی زندگی میں ان کو ان سے کوئی فائدہ نہ پہنچیگا **۲۴** ام حسب۔ الآیۃ۔ منافقین پر زجر ہے۔ انکا یہ خیال غلط ہے کہ اسلام پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کے دلوں میں جو کینہ و عداوت پوشیدہ ہے اللہ اس کو ظاہر نہیں کرے گا اور ان کے مکر و فریب اور ان کی منافقت کا پردہ چاک نہیں کریگا۔ ضرور کریگا اور ایسے حالات پیدا فرمائے گا کہ ان کا خبث باطن خود کھل کر سامنے آجائے۔ ولو نشاء۔ الآیۃ۔ اگر ہم چاہیں تو منافقین کو آپ کے سامنے کردیں اور آپ ان کو دیکھ کر ان کی صورتیں پہچان لیں کہ یہ منافق ہیں لیکن ابھی اس قسم کے دو ٹوک فیصلے کو ہماری حکمت مقتضی نہیں۔ ویسے آپ انکو ان کے انداز گفتگو سے پہچان لینگے کیونکہ منافق خواہ کتنی ہی چاپلوسی کرے اور چکنی چپڑی باتیں

۱ بیان احوال منافقین ۱۲

۲ تشجیع علی القتال ۱۲

۳ بیان حال کفار و تخویف اخروی ۱۲

۴ ترغیب مومنین بہ ثبات در جہاد ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی جہاد کرنا یا کچھ محنت کرنی اللہ کی راہ میں جب قبول ہے کہ موافق ہو حکم کے اپنی چاؤ پر کوئی کام نہ کرے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ محنت سے بھاگ کر صلح نہ چاہیئے اور اگر بھلائی نظر آوے تو اس میں تو درست ہے آگے آویگا سورہ فتح میں ۱۲ منہ رحمہ اللہ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ظلمت نفاق بر روئے ایشان ظاہر میشود ۱۲ ف۲ یعنی بارتداد و بریا و سمعہ ۱۲۔

کرے اس کے کلام میں وہ خلوص نہیں پیدا ہو سکتا جو ایک مخلص مومن کی سیدھی سادھی باتوں میں پایا جا سکتا ہے ۲۵ف ولنبلونکم۔ الآیۃ۔ ہم حکم جہاد سے تمہاری آزمائش کرنا چاہتے ہیں اور ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ کون تم میں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہتا اور راہ حق میں مصائب برداشت کرنا چاہتا ہے اور کون ایسا نہیں کرنا چاہتا اس سے بھی مخلص و منافق میں امتیاز ہو جائیگا اور مخلص و منافق کے عمل سے اسکی اندرون دل کیفیت ظاہر ہو جائیگی۔ یعنی انا نامرکم بالجہاد حتے یظھر المجاھد ویتبین من یبادر منکم ویصبر علیہ من غیرہ (خازن ج ۶ ص ۱۸۴) ۲۶ف ان الذین کفروا۔ یہ آخر سورت میں پھر احوال مشرکین کا ذکر ہے۔ جو لوگ راہ ہدایت کے بالکل واضح اور روشن ہو جانے کے بعد بھی توحید کا انکار کرتے اور اسلام سے لوگوں کو روکتے ہیں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں حد سے گذر چکے ہیں اور آپ کے احکام کی نافرمانی کرتے ہیں، وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے وہ سراسر اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسلام پیغمبر اسلام اور اہل ایمان کے خلاف ان کے تمام منصوبوں کو ناکام کر کے ان کی تمام آرزوؤں کو خاک میں ملا دیگا (سیحبط اعمالھم) التی عملوھا فی مشاقۃ الرسول ای سیبطلھا فلا یصلون منھا الی اغراضھم (مدارک ج ۴ ص ۱۱۸) ۲۷ف یایھا الذین امنوا۔ الآیۃ۔ یہ تشجیع علی القتال ہے۔ امر جہاد میں اللہ اور رسول کے احکام کی پیروی کرو۔ جہاد میں اور راہ دین میں اپنی مرضی اور صوابدید پر نہ چلو، بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر چلو اور ان کے احکام کی اطاعت کرو۔ اللہ اور اس کے

وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْئَلْكُمْ

اور اگر تم یقین لاؤگے اور بچکر چلوگے دے گا تمکو تمہارا بدلہ اور نہ مانگے گا تم سے

اَمْوَالَكُمْ ﴿٣٦﴾ اِنْ يَّسْئَلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ

مال تمہارے ف ۲۷ اگر مانگے تم سے وہ مال پھر تمکو تنگ کرے تو بخل کرنے لگو اور ظاہر کر

اَضْغَانَكُمْ ﴿٣٧﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ

دے تمہارے دل کی خفگیاں سنتے ہو تم لوگ تمکو بلاتے ہیں کہ خرچ کرو اللہ

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا

کی راہ میں پھر تم میں کوئی ایسا ہے کہ نہیں دیتا اور جو کوئی نہ دیگا سو وہ

يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ

نہ دے گا آپ کو ف ۲۸ اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو اور اگر

تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿٣٨﴾ ع

تم پھر جاؤگے تو بدل لے گا اور لوگ تمہارے سوائے پھر وہ نہ ہوں گے تمہاری طرح کے ف

سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ فتح ف ۱ مدینہ میں نازل ہوئی اسکی انتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ف ۲

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴿١﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ

ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ ف ۳ تا معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے

مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ

تیرے گناہ ف ۵ اور جو پیچھے رہے اور پورا کرے تجھ پر اپنا احسان اور چلائے تجھ کو

صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٢﴾ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿٣﴾

سیدھی راہ اور مدد کرے اللہ تیری زبردست مدد ف ۶

زجر بر منافقین ۱۲

بشارت فتح مکہ ۱۲

موضح قرآن ف ۱ حقتعالیٰ نے ملک فتح کر دیئے اور مسلمانوں کو زر خرچ کرنا تھوڑے دنوں ہی پڑا۔ سو جتنا خرچ کیا تھا اس سے سو سو برابر ہاتھ لگا۔ اسواسطے فرمایا ہے کہ اللہ کو قرض دو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف ۲ تاکید جو سنتے ہو مال خرچ کرنیکی یہ نہ جانو کہ اللہ مانگتا ہے یا رسول یہ تمہارے بھلے کو فرماتا ہے پھر ایک ایک کے ہزار ہزار پاؤگے اور اللہ کو کیا پروا ہے اور اسکے رسول کو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف ۳ ہجرت سے چھ برس پر حضرت نے خواب دیکھا کہ مکہ میں گئے ہیں عمرے کو فراغت سے حلق کرتے ہیں ارادہ کیا عمرے کا اگرچہ قریش سے دشمنی تھی لیکن دستور تھا کہ دشمن کو بھی حج اور عمرے سے مانع نہ ہوتے تھے اور حرم میں بیر نہ لیتے پندرہ سو آدمی کے ساتھ چلے قریش نے لوگ جمع کئے شہر سے باہر جا پڑے لڑنے کو جب حضرت پہنچے قریب جہاں سے مکہ نظر آیا سواری کی اونٹنی بیٹھ گئی ہر گز نہ اٹھی جب حضرت نے قسم کھائی، میں ادب کعبہ رکھونگا، اگرچہ یہ لوگ چڑھ چڑھ بولیں تب وہ اٹھی، حضرت مقابلہ چھوڑ کر حدیبیہ کے میدان میں اترے پیغام دیا کہ اگر چاہو مجھ کو صلح کر وا یک مدت دم لو، اتنے میں ہم اوروں کو مسلمان کریں پھر چاہو کہ مسلمان میں ہو جیو چاہو گے لڑلو۔ آخر صلح ہوئی لیکن اس برس عمرہ نہ کرنے دیا اگلے سال قضا کیا، اس صلح کے بعد یہ سورت اتری ۱۲ منہ

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی جمیع مال را ۱۲ ف ۲ یعنی منفعت انفاق را از خود باز میدارد ۱۲ ف ۳ مترجم گوید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدند گویا آنحضرت با اصحاب در مکہ داخل شدند و با طمینان خاطر بحلق و قصر مشغول اند پس آن سال بقصد عمرہ متوجہ کعبہ شدند و چون بحدیبیہ رسیدند کفار قریش از وصول بکعبہ مانع آمدند و بعد تشویش بسیار با کفار صلح کردہ بغیر از وصول بکعبہ بازگشتند خدا تعالیٰ آن عمل را از ایشان قبول فرمود و از ان بیعت کہ اثنا تشویش بجہت تاکید عزم با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردہ بودند راضی شد و ثواب آن عمل فتوح بسیار نصیب ایشان گردانید بتخصیص فتح خیبر کہ بعد از ین سفر بلا تراخی واقع شد و غنائم خیبر را مخصوص بحاضران بیعت گردانید و غیر ایشان را از ان غزوہ منع نمود و مضمون رؤیا سال آئندہ بظہور رسید۔ پس در باب وعدہ فتوح در دو ...

رسول کی مخالفت کرتے اور اپنی مرضی سے کام کر کے اپنی محنت اور اپنے عمل کو برباد نہ کرو۔ اس آیت سے فقہاء نے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے کہ اگر کوئی شخص نفلی نماز یا روزہ شروع کر کے توڑ دے تو ان کی قضاء لازم ہے۔ (مظہری وغیرہ) اگر صرف لا تبطلوا اعمالکم کے الفاظ سے یہ استنباط کیا جائے تب درست ہے۔ لیکن آیت کا سیاق و سباق اس کا متحمل نہیں۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ **۲۸** ان الذین کفروا۔ الآیۃ۔ بیان حال مشرکین مع تخویف اخروی۔ جن لوگوں نے خود کفر و شرک اختیار کیا اور دوسروں کو اسلام سے روکا اور پھر اسی کفر و شرک کی حالت میں مر گئے تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہرگز معاف نہیں فرمائیگا اور وہ لامحالہ جہنم کے دائمی عذاب میں مبتلا کئے جائینگے۔

۲۹ فلا تھنوا۔ الآیۃ۔ یہ ایمان والوں کو جہاد میں ثابت قدم رہنے کی ترغیب ہے تدعوا، تھنوا پر معطوف ہے یعنی جہاد میں سستی اور بزدلی مت دکھاؤ اور دب کر صلح کا ہاتھ مشرکین کی طرف مت بڑھاؤ۔ جب تک تمہارا پلہ بھاری ہے ہمت نہ ہارو، اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہے، وہ تمہاری محنت کو ضائع نہیں کرے گا، بلکہ تمہیں ثابت قدم فرما کر تمہیں فتح و غلبہ عطا کرے گا۔ لیکن اگر صورت حال ایسی پیش آجائے کہ مادی اعتبار سے مسلمان کفار کے مقابلے میں کمزور ہوں اور صلح میں اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ ہو تو صلح کر لینے میں مضائقہ نہیں۔ فاما اذا الکفار فیھم قوۃ وکثرۃ بالنسبۃ الی جمیع المسلمین ورأی الامام فی المھادنۃ والمعاھدۃ مصلحۃ فلہ ان یفعل ذلک کما فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین صدہ کفار قریش عن مکۃ دعوہ الی الصلح ووضع الحرب الخ (ابن کثیر ج ۴ ص ۱۸۰) **۳۰** انما الحیوۃ الدنیا۔ راہ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب ہے۔ یہ دنیا تو محض ایک کھیل تماشا ہے اور آخرت کے مقابلے میں کوئی چیز ہی نہیں اگر تم ایمان و تقویٰ اختیار کرو گے اور اس کھیل تماشے سے بچ کر رہو گے، تو اللہ تمہیں نہایت عمدہ اجر دے گا اور وہ تم سے سارا مال بھی طلب نہیں فرماتا۔ بلکہ سارے مال میں سے تھوڑا سا حصہ طلب کرتا ہے اور وہ بھی تمہارے ہی فائدے میں خرچ ہوتا ہے۔ ان یسئلکموھا الخ یحفکم، یسئلکموھا پر معطوف ہے۔ یہ بھی اللہ کی مہربانی ہے کہ یہ سب کچھ اسی نے دیا ہے مگر پھر بھی سارا مال خرچ کرنے کا حکم نہیں فرماتا۔ اور اگر وہ تمہیں سارا مال خرچ کرنے کا حکم دے بھی دے، تو کوئی بھی اس پر عمل نہ کرے گا بلکہ بخل کر کے اپنی تنگدلی کا مظاہرہ کرے گا۔ الا ماشاء اللہ۔

۳۱ ھانتم۔ زجر برائے منافقین۔ تمہیں جب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو تم میں سے بعض بخل کرتے ہیں حالانکہ اپنے ہی فائدے کے کام میں خرچ کرنا ہے۔ اس لئے جو خرچ نہیں کرتا وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور خرچ نہ کر کے بہت سے دینی اور دنیوی فوائد سے محروم رہتا ہے۔ اور اللہ جو خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھو کہ وہ تمہارے مال کا محتاج ہے، وہ تو بے نیاز ہے اور تم سب محتاج اور ضرورتمند ہو اور وہ تمہاری حاجات و ضروریات ہی میں تمہیں خرچ کرنے کا حکم فرماتا ہے۔ اور یاد رکھو! اللہ تعالیٰ جن مقاصد کی تکمیل کے لئے تمہیں خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے وہ تم پر منحصر نہیں۔ اگر تم سب بخیل ہو جاؤ اور اسکی راہ میں خرچ نہ کرو، تو وہ تمہاری جگہ کسی دوسری قوم کو کھڑا کر دے گا جو تمہاری طرح بخیل نہ ہوگی اور فراخدلی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے گی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ ان مصالح کی تکمیل فرما لیگا، لیکن تم اس کار خیر میں حصہ لینے کی سعادت سے محروم ہو جاؤ گے۔

سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات اور اسمیں آیات توحید

۱۔ مومنوں اور کافروں کی صفات کا تقابل۔
۲۔ ترغیب الی الجہاد اور اسکی علتیں۔
۳۔ فاعلم انہ لا الہ الا اللہ۔ نفی شرک ہمہ انواع و اثبات ہمہ صفات کارسازی برائے اللہ تعالیٰ جل شانہ وعز برہانہ۔

۱۱ ۴۸

سورۂ فتح

ربط سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اعلان جہاد کیا گیا تھا۔ اب سورۂ فتح میں، فتح کی خوشخبری سنائی جا رہی ہے کہ جب تم جہاد کروگے تو اللہ تمہیں فتح دے گا۔

خلاصہ مضمون کے اعتبار سے اس سورت کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ از ابتداء تا عذابا الیما آخر رکوع ۲۔ اس میں دو بشارتیں اور ان کی علتیں مذکور ہیں۔ اور ترغیب الی الجہاد اور زجر برائے منافقین سورۂ محمد سے بطور ترقی مسئلہ توحید کا بیان یعنی تسبحوہ شرک کی نفی کرو۔ اور دوسرا حصہ لقد رضی اللہ ابتداء رکوع ۳ تا آخر سورت اعادہ مضامین حصہ اوّل اور آخر میں لقد صدق اللہ الخ سے ایک شبہے کا ازالہ۔

تفصیل ۔ پہلا حصہ

انا فتحنا لك ۔ یہ پہلی خوشخبری ہے۔ صلح حدیبیہ کی ظاہری شرائط کو دیکھ کر اسے شکست نہ سمجھو یہ حقیقت میں تمہاری فتح عظیم ہے۔ ھو الذی انزل السکینۃ ۔ یہ دوسری بشارت ہے اللہ نے مومنوں کے دل پر طمانیت نازل فرما کر ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔ لیزدادوا ایمانا الخ یہ دوسری بشارت کی پہلی علت ہے یعنی تاکہ ان کا ایمان مضبوط ہو جائے۔ لیدخل المومنین الخ یہ دوسری بشارت کی دوسری علت ہے۔ درمیان میں و للہ جنود السمٰوٰت الخ جملہ معترضہ ہے برائے اتمام بشارت یعنی وہ فتح دینا اور سکینہ اتارنا اس کے اختیار میں ہے۔ ویعذب المنٰفقین الخ یدخل پر معطوف ہے و للہ جنود السمٰوٰت الخ اعادہ، جملہ معترضہ برائے تاکید۔ انا ارسلنٰک الخ بیان توحید بطور ترقی از سورۂ محمد بعد بیان دو بشارت۔ ان الذین یبایعونك الخ ترغیب فی الجہاد۔ آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسے پورا کرنیوالے بڑا اجر و ثواب پائینگے۔ سیقول لك الخ یہ ان منافقین پر زجر ہے جو واقعہ حدیبیہ میں شریک نہیں ہوئے۔ یہ لوگ آپ کے پاس آکر لنگڑے بہانے بنائیں گے اور جھوٹ بولیں گے۔ یہ لوگ مصائب و تکالیف سے بچنے کیلئے ساتھ نہیں گئے تو اگر اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے گھروں ہی میں مصیبت ڈالدے تو تمہیں ان سے کون بچائے گا۔ بل ظننتم الخ یقولون بالسنتھم کی تفسیر ہے۔ تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ رسول اور مومنین زندہ سلامت واپس نہیں آئینگے۔ مشرکین ان کا تکہ بوٹی کر دینگے۔ ومن لم یؤمن ۔ الآیۃ۔ تخویف اخروی۔ و للہ ملك السمٰوٰت الخ جملہ معترضہ سیقول المخلفون ۔ الآیۃ۔ زجر برائے منافقین ۔ یہ لوگ سفر مکہ میں آپ کے ساتھ نہیں گئے کیونکہ جان کا خطرہ تھا۔ لیکن جنگ خیبر میں شریک ہونا چاہتے ہیں، کیونکہ مسلمانوں کا پلہ بھاری ہے اور انہیں مال غنیمت سے حصہ مل جانے کی توقع ہے انہیں فرما دیجئے تمہیں ہمارے ساتھ شریک ہونے کی اجازت نہیں۔ قل للمخلفین من الاعراب ۔ الآیۃ تمہیں عنقریب ایک اور موقع دیا جائیگا جس میں تمہاری آزمائش ہو گی اگر اس میں تم نے اخلاص و اطاعت کا ثبوت دیا تو تمہیں بہت اچھا بدلہ دیا جائے گا لیس علی الاعمٰی ۔ الآیۃ ۔ یہ لوگ معذور ہیں جہاد میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے ان پر کوئی گناہ نہیں۔

تفصیل ۔ دوسرا حصہ

لقد رضی اللہ عن المؤمنین ــــ تا ــــ وکان اللہ بکل شیءٍ علیما (۳۶) مضامین حصہ اوّل میں سے مومنین کے لئے بشارت اخرویہ اور مشرکین پر غلبہ حاصل ہونے کی خوشخبری کا اعادہ۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کا ذکر۔ لقد صدق اللہ ــــ تا ــــ فتحا قریبا ٥ جواب شبہہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ صحابہ کی معیت میں مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہ ہو سکا اور آپ کو صحابہ رضؓ سمیت مقام حدیبیہ سے واپس مدینہ جانا پڑا تو جواب دیا گیا کہ خواب سچا ہو کر رہے گا اور آپ مع صحابہ رضؓ ضرور مسجد حرام میں داخل ہوں گے اور عمرہ ادا کرینگے اس سال نہ سہی اگلے سال یہ خواب پورا ہوگا۔ کیونکہ خواب میں سال کی کوئی تعیین نہیں کی گئی تھی۔ ھو الذی ارسل رسولہ ــــ تا ــــ محمد رسول اللہ ۔ جواب شبہہ کے بعد اتباع رسول اور مسئلہ توحید کی ترغیب والذین معہ ۔ الآیۃ ۔ مدح و بیان اوصاف صحابہ رضی اللہ عنہم تاکہ بعد والے ان کا اتباع کریں۔

پہلا حصہ

۲ انا فتحنا ۔ سنہ ۶ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ صحابہ رضؓ کی ایک جماعت کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے ہیں، کچھ لوگ سر منڈا رہے ہیں اور کچھ بال چھوٹے کرا رہے ہیں۔ آپ نے یہ خواب صحابہ رضؓ کو سنایا تو وہ بہت خوش ہوئے اس کے بعد ماہ ذیقعدہ میں آپ صحابہ کرام رضؓ کی ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ زیارت بیت اللہ کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ مقام حدیبیہ میں موجود صحابہ رضؓ کی تعداد چودہ سو تھی۔ جب آپ یہاں پہنچے تو آپ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا پیغام دے کر مکہ روانہ فرمایا تاکہ وہ آپکا پیغام قریش کو پہنچائیں۔ پیغام یہ تھا کہ میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بیت اللہ کی زیارت کے لئے آیا ہوں، لڑائی اور جنگ کی خاطر نہیں آیا ہوں، اس لئے تم مزاحمت نہ کرنا۔ قریش نے زیارت بیت اللہ کی اجازت نہ دی اور حضرت عثمان رضؓ

سے کہا اگر تم چاہو تو بیت اللہ کا طواف کر سکتے ہو، لیکن انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر اکیلا طواف کر لوں چنانچہ حضرت عثمان رضؓ طواف کئے بغیر واپس چلے گئے۔ آخر قریش کی طرف سے سہیل بن عمرو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جس کی شرطیں یہ تھیں ۱۔ مشرکین کا کوئی آدمی اگر مسلمانوں کے پاس چلا جائے تو اسے واپس کر دیا جائے گا ۲۔ اگر کوئی مسلمان مشرکین کے پاس پہنچ جائے تو وہ واپس نہیں کرینگے ۳۔ مسلمان امسال بیت اللہ کی زیارت نہیں کر سکیں گے، بلکہ آئندہ سال آئینگے اور شرط یہ ہے کہ ہتھیاروں کے بغیر مکہ میں داخل ہوں۔ صلح کی شرائط بظاہر مسلمانوں کی کمزوری ظاہر کر رہی تھیں۔ اسلئے اکثر مسلمانوں کے چہرے اداس ہو گئے۔ صلح کے بعد جب آپ مقام حدیبیہ سے روانہ ہوئے تو راستے میں یہ سورت نازل ہوئی۔ (روح خازن، معالم وغیرہ) انا فتحنا۔ یہ پہلی بشارت ہے ای حکمنا لك بالفتح یعنی ہم نے آپکو عظیم الشان فتح عطا کرنیکا فیصلہ کر لیا ہے اور فتح مبین سے فتح مکہ مراد ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ ہم نے آپ کو ایک شاندار فتح عطاء فرمائی ہے اور اس سے صلح حدیبیہ مراد ہے۔ صلح حدیبیہ حقیقت میں ایک عظیم الشان فتح تھی جو فتح مکہ کا سبب بنی اور جس کی بناء پر مشرکین کو مسلمانوں کے اندر رہ کر ان کے احوال و اطوار کا مطالعہ و مشاہدہ کرنے کا موقع ملا اور اسلام کی خوبیاں ان کے دلوں میں جاگزیں ہو گئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ سے لیکر فتح مکہ تک دو سالوں میں اس قدر لوگ اسلام میں داخل ہوئے کہ فتح مکہ میں آپ کے ہمراہیوں کی تعداد دس ہزار سے زیادہ تھی قال الزهری لم یکن فتح اعظم من صلح الحدیبیة اختلط المشرکون بالمسلمین وسمعوا کلامهم وتمکن الاسلام فی قلوبهم واسلم فی ثلاث سنین خلق کثیر وکثر بهم سواد الاسلام (روح ج ۲۶ ص ۸۴) قال الزهری لقد کان الحدیبیة اعظم الفتوح وذلك ان النبی صلی اللہ علیه وسلم جاء الیها فی الف واربعمائة فلما وقع الصلح مشی الناس بعضهم فی بعض وعلموا وسمعوا عن اللہ، فما اراد احد الاسلام الا تمکن منه، فما مضت تلك السنتان الا والمسلمون قد جاءوا الی مكة فی عشرة الاف (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۶۱)

٣ لیغفر لك۔ ذنب (گناہ) سے اسکا حقیقی معنی مراد نہیں، کیونکہ گناہ کا صدور انبیاء علیہم السلام سے محال ہے۔ اس لئے ذنب سے یہاں ترک اولیٰ مراد ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام عالی کے اعتبار سے وہ ذنب ہے اگرچہ حقیقت میں ذنب نہیں۔ از قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین یا وہ امور مراد ہیں جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نظروں میں ذنب (گناہ) سمجھتے تھے اگرچہ وہ حقیقت میں گناہ نہ تھے بلکہ خلاف اولیٰ بھی نہ تھے۔ والمراد بالذنب ما فرط من خلاف الاولی بالنسبة الی مقامه علیه الصلوة والسلام فهو من قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین وقد یقال المراد ما هو ذنب فی نظره العالی صلی اللہ تعالی علیه وسلم وان لم یکن ذنبا ولا خلاف الاولی عنده تعالی (روح ج ۲۶ ص ۹۱) حضرت علامہ انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ذنب سے مراد الزام ہے یعنی آپ پر لگائے گئے مشرکین و منافقین کے تمام جھوٹے الزامات سے بری اور پاک فرمائے۔ لیغفر میں لام ارادہ کا ہے اور اس کے بعد فعل اَرَادَ اور اَنْ مصدریہ مقدر ہے ای اراد غفران ذنوبك اور یهدیك میں ہدایت سے معنی موضوع لہ مراد نہیں، بلکہ اثبات علی الهدایة مراد ہے ای یثبتك علی الهدایة یعنی آپ کو راہ راست پر قائم رکھے۔ قاله الشیخ رحمه اللہ تعالی ای یثبتك علی الهدی الی ان یقبضك الیه (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۶۳) یا لام برائے عاقبت یا علت غائیہ ہے۔ (روح۔ جلالین) اتمام نعمت سے دین کا غلبہ، اسلام کی ملک بھر میں نشر و اشاعت اور آئندہ معرکوں میں فتح و نصرت اور دیگر دینی و دنیوی نعمتیں مراد ہیں۔ (بحر، روح) نصرا عزیزا ایسی مدد جس سے آپ کو دشمن پر غلبہ حاصل ہو جائے اور آپ کو کوئی مغلوب نہ کر سکے (مدارک، روح) یعنی یہ فتح مبین ہم نے آپ کو اس لئے عطا فرمائی ہے تاکہ اس سے آپ کو یہ چاروں مقصد حاصل ہو جائیں۔ اس کی خاطر آپ نے جو مصائب و شدائد برداشت کئے ہیں ان کی بدولت آپ کے تمام گناہ (بتفسیر مذکور) معاف کر دئیے جائیں اور اس کے نتیجہ میں دین اسلام کو اور آپ کو دشمنوں پر غلبہ عطا کیا جائے اور آپ کو صراط مستقیم پر قائم و دائم رکھا جائے اور اس کے اندرون پردہ آپکی اس طرح مدد و نصرت کی جائے کہ آئندہ آپ ہی غالب رہیں اور آپ پر کوئی غلبہ نہ پا سکے۔ (بحر۔ روح۔ قرطبی وغیرہ)

٤ هو الذی۔ یہ دوسری بشارت ہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ ہی نے اس صلح کے ذریعے تمہارے دلوں کو سکون و اطمینان کی نعمت عطا کی اور تمہیں ثابت قدم رکھا یعنی انتہائی جوش و خروش اور مشرکین کے خلاف فرط غیظ کے باوجود تمہارے دلوں کو مضبوط کر دیا اور تمہیں جنگ کرنے سے باز رکھا۔ جس کا ثمرہ یہ ہوگا کہ اس کی وجہ سے مشرکین کے دلوں پر تمہاری جرأت و شجاعت کا رعب بیٹھ جائیگا۔ تائید۔ سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب (انفال ع ۲) لیزدادوا ایمانا مع ایمانهم یہ دوسری بشارت کا ثمرہ ہے۔ ہم نے ایمان والوں کے دلوں میں سکون و اطمینان اس لئے ڈال دیا تاکہ ان کے یقین و ایمان میں مزید قوت و شدت پیدا ہو جائے اور وہ دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہ سکیں۔ یقینا مع یقینهم برسوخ العقیدة و اطمینان النفس علیها (بیضاوی)

٥ وللہ جنود السموٰت۔ یہ جملہ معترضہ ہے۔ یہ ترغیب الی الجہاد اور بشارت فتح کی طرف اشارہ ہے یعنی زمین و آسمان کی تمام فوجیں اللہ کے قبضے میں اور اس کے حکم کے تابع ہیں اور وہ سب کچھ جانتا ہے اور اسکا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ وہ مومنوں کے دلوں میں سکون و اطمینان نازل فرما سکتا اور ان کو فتح دے سکتا ہے۔

٦ لیدخل۔ الآیة۔ یہ دوسری بشارت کا دوسرا ثمرہ ہے۔ اللہ نے مومنوں کے دلوں میں سکون و طمانیت کا جذبہ پیدا کیا تاکہ وہ ثابت قدم رہیں اور جم کر دشمن کا مقابلہ کریں اور اللہ کی اس نعمت کا شکر ادا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ انھیں جنت کی پر تکلف اور دائمی نعمتیں عطا فرمائے اور ان کے سارے گناہ معاف کرے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ دوزخ سے بچکر جنت میں داخل ہو جائے۔ من زحزح عن النار

وادخل الجنة فقد فاز (آل عمران ۱۸۵ پ ۴) اس سے مراد وہ مومنین ہیں جو اس صلح کے دوران ایمان لائینگے یعنی ہم نے مومنوں کے دلوں میں لڑائی نہ کرنے
کا خیال مضبوط کر دیا تاکہ صلح ہوجائے اور اس طرح اللہ بہت سے مشرکین کو اسلام کی توفیق دے کر جنت میں داخل فرمائے ۵۷ و یعذب المنٰفقین
الآیۃ۔ یہ یدخل پر معطوف ہے اور دوسری بشارت کا تیسرا ثمرہ ہے اور وہ منافقوں اور مشرکوں کے دلوں کو تمہارے خلاف غیظ و حسد سے بھر دے گا اور
ساتھ ہی ان پر تمہاری بہادری اور تمہارے ثبات و استقلال کا ان کے دلوں پر رعب طاری کر دے گا اور تمہارے ہاتھوں ذلت آمیز شکست دے کر ان کو رسوا کن

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ
وہی ہے جس نے اتارا ۵۸ اطمینان دل میں ایمان والوں کے
لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ
تاکہ اور بڑھ جائے انکو ایمان اپنے ایمان کے ساتھ اور اللہ کے ہیں سب لشکر ۵۹ آسمانوں کے
وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ
اور زمین کے اور اللہ ہے خبردار حکمت والا ف تاکہ پہنچا دے ۶۰ ایمان والے
وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں نیچے بہتی ہیں ان کے نہریں ہمیشہ رہیں ان
فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ
میں اور اتار دی ان پر سے انکی برائیاں اور یہ ہے اللہ کے یہاں
فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَ
بڑی مراد ملنی ف اور تاکہ عذاب کرے ۶۱ دغاباز مردوں کو اور دغاباز عورتوں کو اور
الْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ
شرک والے مردوں کو اور شرک والی عورتوں کو جو اٹکلیں کرتے ہیں اللہ پر بری اٹکلیں
عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ
انہیں پر پڑے پھیر مصیبت کا اور غصہ ہوا اللہ ان پر اور لعنت کی انکو
وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ
اور تیار کی ان کیواسطے دوزخ اور بری جگہ پہنچے ف اور اللہ کے ہیں سب لشکر
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ اِنَّآ
آسمانوں کے اور زمین کے اور ہے اللہ زبردست حکمت والا ہم نے
اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ
تجھ کو بھیجا ۶۲ احوال بتانے والا اور خوشی اور ڈر سنانے والا تاکہ تم لوگ یقین لاؤ اللہ پر

سزا دے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا سے بدگمانی کرتے ہیں۔ اور جن کا خیال یہ ہے کہ اللہ اپنے پیغمبر (علیہ السلام) اور مومنوں کی مدد نہیں کرے گا۔ لیکن اس بدگمانی کا نتیجہ خود ان ہی کو بھگتنا پڑے گا۔ دنیا میں اللہ ان کو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب و مقہور فرمائے گا اور وہ اللہ کے غضب و لعنت کا مورد بنیں گے اور انکا دائمی ٹھکانا جہنم میں ہوگا جو نہایت ہی برا ٹھکانا ہے۔ و للہ جنود السمٰوٰت۔ یہ سابقہ جملہ معترضہ کا اعادہ ہے برائے تاکید۔ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی فوجوں کا مالک ہے اور سب پر غالب اور حکمت کا بادشاہ ہے وہ منافقوں اور مشرکوں کو مغلوب و رسوا اور اہل ایمان کو غالب و معزز کر سکتا ہے۔ فلو اراد اهلاك المنافقين والمشركين لم يعجزه ذلك ولكن يؤخرهم الى اجل مسمى (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۶۶)۔
۵۸ انا ارسلنك۔ الآیۃ۔ ایمان اور نصرت پیغمبر علیہ السلام کی ترغیب ہے شاھد کے معنی بتانے والے اور بیان کرنے والے کے ہیں (شاہ ولی اللہ رح و شاہ عبدالقادر رح) نہ کہ حاضر و ناظر۔ لہذا اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر استدلال درست نہیں لتؤمنوا باللہ۔ امام ابن کثیر اور ابوعمرو کی قراءت میں چاروں افعال بصیغۂ غائب ہیں اس صورت میں مفہوم واضح ہے۔ باقی ائمۂ قراءت کی روایتوں میں چاروں افعال بصیغۂ خطاب ہیں۔ لتؤمنوا الخ میں خطاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور امت سے ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ یا یھا النبی اذا طلقتم النساء (الطلاق ع ۱) یہ تغلیب مخاطب علی الغائب کے قبیل سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی رسالت پر ایمان لانے کے مکلف ہیں۔ الخطاب للنبی صلی اللہ علیہ
وسلم و امتہ کقولہ سبحانہ (یا یھا النبی اذا طلقتم النساء) وھو من باب التغلیب غلب فیه المخاطب علی الغیب فیفید ان النبی علیه
الصلوٰۃ والسلام مخاطب بالایمان برسالتہ کالامۃ وھو کذلك (روح ج ۲۶ ص ۹۵) تعزروه یعنی اس کی مدد کرو توقروہ یعنی اس کی تعظیم

۱ دوسری دنیوی بشارت ۱۲۔
۲ دوسری بشارت دنیویہ کا پہلا ثمرہ دنیویہ ۱۲۔
۳ دوسرا ثمرہ ۱۲۔
یہ معطوف ہے لیدخل پر تیسرا ثمرہ ۱۲۔
۵ بیان توحید بطور ترقی از ادنیٰ ... ترغیب ایمان و نصرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔

موضح قرآن ف چین اتارا یعنی رسول کے حکم پر رہے۔ ضدیوں کے ساتھ ضد نہ کرنے لگے اس میں انکو ایمان کا درجہ بڑھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۲ لوگ جو کہتے ہیں جنت کی طلب نقصان ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے یہاں یہی بڑا کمال ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ بڑی اٹکلیں یہ کہ مدینہ سے چلتے وقت منافق بہانے کر کر بیٹھ رہے جانا کہ یہ لڑائی میں تباہ ہونگے وطن سے دور ہیں اور فوج کم اور دشمن کا دیس اور کافروں نے جانا کہ عمرے کے نام سے آئے ہیں دغا سے چاہتے ہیں کہ شہر مکہ لے لیں ۱۲ منہ رح

وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ

اور اس کے رسول پر اور اس کی مدد کرو اور اسکی عظمت رکھو اور اسکی پاکی بولتے رہو صبح اور

اَصِيْلًا ⑨ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ

شام تحقیق جو لوگ ف۹ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى

اللہ کا ہاتھ ہے اوپر ان کے ہاتھ کے پھر جو کوئی قول توڑے سو توڑتا ہے اپنے

نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا

نقصان کو اور جو کوئی پورا کرے اس چیز کو جس پر اقرار کیا اللہ سے تو وہ اسکو دیگا بدلہ

عَظِيْمًا ⑩ سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ

بہت بڑا ف۱۰ اب کہیں گے تجھ سے پیچھے رہ جانے والے ف۱۱ گنوار ہم کو

شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ

ہم کام میں لگے رہ گئے اپنے مالوں کے اور گھر والوں کے سو ہمارا گناہ بخشوا وہ کہتے ہیں

بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ

اپنی زبان سے جو ان کے دل میں نہیں تو کہہ کس کا کچھ بس چلتا ہے ف۱۲

مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ؕ

اللہ کے تمہارے واسطے اگر وہ چاہے تمہارا نقصان یا چاہے تمہارا فائدہ

بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ⑪ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ

بلکہ اللہ ہے تمہارے سب کاموں سے خبردار کوئی نہیں تم نے تو خیال کیا تھا

لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا

کہ پھر کر نہ آئیگا رسول اور مسلمان اپنے گھر کبھی

وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۚۖ وَكُنْتُمْ

اور کھب گیا تمہارے دل میں یہ خیال اور اٹکل کی تم نے بری اٹکلیں اور تم

ع ۱ / ۹

کرو دونوں جگہ ضمیر غائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کنایہ ہے اور اس میں خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہے اور تسبحوہ میں ضمیر غائب لفظ جلالت کیطرف راجع ہے۔ یہ توحید اور رسالت کا بیان ہے۔ ہم نے آپکو بیان کرنے والا اور بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے تاکہ سب لوگ اللہ کی وحدانیت پر ایمان لائیں، اسکی تسبیح و تقدیس کریں اور شرک سے اسکی پاکیزگی بیان کریں اور اللہ کے رسول پر ایمان لائیں اور مشرکین کے مقابلے میں اسکی مدد کریں اور اس کا اکرام و احترام کریں۔ آپ کے اکرام و احترام کے کچھ آداب سورۂ حجرات میں آرہے ہیں۔ یہ احکام پہلی دونوں بشارتوں پر مبنی ہیں یعنی جب اللہ نے تمہیں مذکورہ بالا دو بشارتیں دی ہیں تو تم اس کا شکر کرو اسکی تسبیح و تنزیہ میں رطب اللسان رہو اور اس کو ہر شریک سے پاک سمجھو اور عبادت اور پکار میں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ بناؤ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرو اور آپ کی تعظیم بجا لاؤ، کیونکہ یہ سارے انعامات آپ ہی کی وساطت سے تمہیں ملے ہیں۔ نیز تسبحوہ میں مسئلہ توحید بطور ترقی مذکور ہے۔ سورۂ محمد میں فرمایا کہ اللہ کے سوا پکار کے لائق کوئی نہیں اور سورۂ فتح میں فرمایا وتسبحوہ یعنی پکار میں اس کو شریکوں سے پاک سمجھیں ف۹ ان الذین۔ یہ جہاد اور بیعت میں ثابت قدم رہنے کی ترغیب ہے۔ بیعت سے بیعت رضوان مراد ہے جس کا ذکر آرہا ہے۔ جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں حقیقت میں وہ اللہ سے بیعت کر رہے ہیں۔ کیونکہ اس بیعت اور اطاعت پیغمبر علیہ السلام سے اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (النساء رکوع ۵) ید اللہ فوق ایدیھم یہ پہلے مضمون کی دوسری تعبیر ہے اور اسی کی تاکید ہے بطریق تخییل کیونکہ اللہ تعالیٰ جوارح سے منزہ ہے اور مفہوم یہ ہے کہ عقد بیعت حقیقت میں اللہ سے ہے۔ لما قال سبحانہ (انما یبایعون اللہ) اکدہ علی طریقۃ التخییل فقال تعالیٰ (ید اللہ فوق ایدیھم) وانہ سبحانہ منزہ عن الجوارح وصفات الاجسام وانما المعنی تقریر ان عقد المیثاق مع الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کعقدہ مع اللہ تعالیٰ من غیر تفاوت بینھما (مدارک ج ۴ ص ۱۲۰، روح ج ۲۶ ص ۹۶، بحر ج ۸ ص ۹۱ بحوالہ کشاف) گویا یہ عقد بیعت کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ یہ ایک نہایت ہی پختہ اور محکم عقد ہے جسکی پاسداری نہایت ضروری اور لابدی ہے۔ اب جو شخص اس بیعت کو توڑیگا اس کا وبال اسی پر پڑے گا اور وہی اس جرم کی سزا پائے گا۔ اور اجر ایفاء سے محروم رہیگا اور جو اس عہد پر قائم رہیگا اسے اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطاء فرمائیگا ف۱۰ سیقول۔ یہاں سے لیکر لا یفقھون الا قلیلا تک ان منافقین پر زجر ہے جو صلح حدیبیہ میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ المخلفون یعنی جو لوگ اللہ کے قہر سے پیچھے چھوڑ دیئے گئے۔ اور رفاقت پیغمبر علیہ السلام سے محروم کردیئے گئے۔ جب آپ اس سفر سے واپس مدینہ پہنچیں گے تو منافقین آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر ساتھ نہ جانے کے لئے کئی بہانے تراشیں گے مثلاً کہیں گے کہ حضرت ہمارے اموال اور

ترغیب جہاد ۱۲

ترغیب جہاد ۱۲

۳ بمنزلہ تعلیم برائے سیقول لك المخلفون ۱۲

موضح قرآن ف ہاتھ ملاتے تھے قول کے وقت اول مسلمانوں کا قول ہوتا تھا۔ پھر جس بات کا تقید منظور ہوا لڑائیوں میں قول مرنے تک نہ بھاگنے کا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی آنانکہ در سفر حدیبیہ موافقت نہ کردند ۱۲۔

اہل وعیال کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں تھا اس لئے ہم آپ کے ہمراہ نہ جاسکے، بیشک ہم سے یہ گناہ سرزد ہوا ہے، اب آپ بھی ہم پر راضی ہوجائیں اور اللہ سے بھی ہمارے لئے معافی کی درخواست کریں۔ تائید۔ یقولون ان بیوتنا عورۃ وما ھی بعورۃ (احزاب ع ۲) یقولون بالسنتھم جو بہانے وہ زبان سے بیان کررہے ہیں وہ حقیقت کے خلاف ہیں۔ نہ جانے کی اصل وجہ انہوں نے دلوں میں چھپا رکھی ہے، لیکن زبانوں سے اس کے خلاف کہہ رہے ہیں۔ اصل وجہ کا ذکر اگلی آیات میں آرہا ہے **۱۱** قل فمن یملک۔ یہ مفسَّر اور مفسِّر کے درمیان منافقین کے خیال کو رد کرنے کے لئے جملہ معترضہ ہے۔ فمن یملک لکم من اللہ ای من عذاب اللہ

قَوْمًۢا بُوْرًا ⑫ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ
لوگ تھے تباہ ہونے والے اور جو کوئی یقین نہ لائے **۱۳** اللہ پر اور اس کے رسول پر تو ہم نے
اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ⑬ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ
تیار کر رکھی ہے منکروں کیواسطے دہکتی آگ اور اللہ کیلئے ہے راج آسمانوں کا اور
الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَ
زمین کا بخشے جس کو چاہے اور عذاب میں ڈالے جس کو چاہے اور
كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ⑭ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا
ہے اللہ بخشنے والا مہربان اب کہیں گے پیچھے رہ گئے ہوئے **۱۴** جب
انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ
تم چلو گے غنیمتیں لینے کو ف۱ چھوڑو ہم بھی چلیں تمہارے ساتھ
يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ
چاہتے ہیں کہ بدل دیں اللہ کا کہا تو کہدے تم ہمارے ساتھ ہرگز نہ چلو گے یونہی
قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۭ بَلْ
کہدیا اللہ نے پہلے سے پھر اب کہیں گے نہیں تم تو جلتے ہو ہمارے فائدہ سے کوئی نہیں
كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ⑮ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ
پر وہ نہیں سمجھتے ہیں مگر تھوڑا سا ف کہہ دیجئے پیچھے رہ جانیوالے **۱۵** گنواروں
الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ
سے آئندہ تم کو بلائیں گے ایک قوم پر بڑے سخت لڑنے والے ف۲
تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا
تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہوں گے پھر اگر حکم مانو گے دے گا تم کو اللہ بدلہ
حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ
اچھا اور اگر پلٹ جاؤ گے جیسے پلٹ گئے تھے پہلی بار دے گا تمکو ایک عذاب

مـ تخویف اخروی ۱۲
مـ زجر برائے منافقین ۱۲

یعنی نفع وضرر اللہ کے اختیار میں ہے۔ اگر وہ تمہیں ضرر (تکلیف) میں ڈالنا چاہے تو اس سے تمہیں کون بچا سکتا ہے؟ تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ اگر تم جہاد میں شریک نہ ہوگے تو تکلیف ومشقت سے بچ جاؤ گے (وہ گھروں میں بیٹھ رہنے والوں کو بھی مبتلائے عذاب کرسکتا ہے اور اگر وہ تمہیں نفع دینا چاہے تو بھی اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ وہ میدان جہاد میں تیروں کی بارش میں بھی حفاظت کرسکتا ہے وہ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اور پوری پوری جزا دے گا۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اراد بکم نفعا سے پہلے من یمنع النفع مقدر ہے بقرینہ سیاق قال الشیخ قدس سرہٗ **۱۲** بل ظننتم۔ الآیۃ۔ یقولون بالسنتھم الخ کیلئے بمنزلہ تفسیر ہے۔ ان کے دلوں میں کچھ اور ہے لیکن زبانوں سے کچھ اور ہی کہتے ہیں۔ اصل میں یہ لوگ اس خیال کی بناء پر سفر عمرہ میں آپ کے ہمراہ نہیں گئے تھے کہ مشرکین کے تمام قبائل مل کر پیغمبر (علیہ السلام) اور مسلمانوں کا وہیں خاتمہ کردیں گے اور ان میں سے کوئی بھی اپنے گھروں کو زندہ سلامت واپس نہیں آسکیگا۔ اس لئے اگر ہم بھی ان کے ہمراہ گئے تو ہم بھی مارے جائیں گے۔ اور اس خیال کو انھوں نے نہایت معقول سمجھا اور یہ بات ان کے دلوں میں جاگزیں ہوگئی اور وہ اس بدگمانی میں مبتلا ہوگئے کہ اللہ پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں کی مدد نہیں کرے گا۔ اصل میں یہ لوگ تباہ شدہ اور عذاب الٰہی کے مستوجب ہیں۔ یہ سارے شکوک ان کے فساد عقیدہ اور سُوءِ نیت سے پیدا ہو رہے تھے۔ قوما بورا ھالکین لفساد عقیدتکم وسوء نیتکم مستوجبین سخطہ تعالیٰ وعقابہ جل شانہ (روح ج ۲۶ ص ۱۰۰) **۱۳** ومن لم یؤمن الآیۃ۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ ان پیچھے رہ جانیوالوں کی طرح جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائیں ان کے لئے ہم نے جہنم کی آگ تیار کر رکھی ہے، کیونکہ وہ کافر ہیں اور کافروں کی یہی سزا ہے۔ وللہ ملک السمٰوٰت۔ الآیۃ۔ زمین وآسمان کی بادشاہی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اس کائنات میں وہی متصرف ومختار ہے۔ وہ ایمان والوں اور معافی مانگنے والوں کو معاف فرماتا اور کفار ومشرکین اور منافقین کو سزا دیتا ہے اور وہ ایسا مہربان ہے

موضح قرآن ف جب مکہ سے پھرے وہاں ہی سے حکم ہوا خیبر پر چلو اور ان کے سوا کوئی ساتھ نہ چلے۔ مدینہ میں تین دن رہ کر ارادہ کیا جو لوگ پہلے سفر میں ٹل کر رہ گئے تھے اس سفر میں لالچ کو تیار ہوئے ان کو اللہ کا منع سنا دیا۔ خیبر میں یہود تھے جو جنگ احزاب میں قوموں کو چڑھا لائے تھے۔ ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی غنیمتہائے خیبر ۱۲ ف۲ یعنی فارس وروم واین معنی در زمان حضرت ابوبکر رض وحضرت عمر رض متحقق شد ۱۲۔

کہ توبہ کرنے والوں کو معاف فرما کر ان پر مزید مہربانیاں فرماتا ہے۔
۱۵ سیقول المخلفون۔ یہ بھی منافقین کے لئے زجر ہے۔ مغانم سے غنائم خیبر مراد ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے بیعۃ الرضوان میں شریک ہونیوالوں سے وعدہ فرمایا تھا جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ و اثابھم فتحا قریبا و مغانم کثیرۃ یاخذونھا۔ اور کلام اللہ سے یہی وعدہ الٰہی مراد ہے۔ معناہ ان یغیروا وعدہ لاھل الحدیبیۃ بغنیمۃ خیبر و ذلک انہ وعد ھم ان یعوضھم من مغانم مکۃ خیبر

عَذَابًا اَلِيْمًا ⑯ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ
دردناک ف۱ اندھے پر ف۱۶ تکلیف نہیں اور نہ لنگڑے پر
حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف ف۱ اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اسکے رسول کا
يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ
اس کو داخل کریگا باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں اور جو کوئی پلٹ جائیگا
يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ⑰ ع لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ
اسکو عذاب دے گا دردناک ف تحقیق اللہ خوش ہوا ف۱۷ ایمان والوں سے
اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ
جب بیعت کرنے لگے تجھ سے اس درخت کے نیچے پھر معلوم کیا جو ان کے جی میں تھا
فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ⑱
پھر اتارا ان پر اطمینان اور انعام دیا ان کو ایک فتح نزدیک ف
وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ⑲
اور بہت غنیمتیں جن کو لیں گے ف۲ اور ہے اللہ زبردست حکمت والا ف
وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ
وعدہ کیا ہے تم سے اللہ نے بہت غنیمتوں کا کہ تم ان کو لو گے سو جلدی پہنچا دی تمکو
هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ
یہ غنیمت ف۳ اور روک دیا لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے ف۴ اور تاکہ ایک نمونہ ہو قدرت کا ایمان والوں
وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ⑳ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا
کیواسطے اور چلائے تم کو سیدھی راہ ف ف۵ اور ایک فتح اور جو تمہارے بس میں نہ آئی
عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ㉑
وہ اللہ کے قابو میں ہے اور اللہ ہر چیز کر سکتا ہے ف۶

ع ۲ ۱۰ النصف

اذا قفلوا مرادعین لا یصیبون منھا شیئا۔ قالہ مجاھد وقتادہ وعلیہ علمۃ اھل التاویل (بحر ج۸ ص ۹۳) یا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی غیر متلو کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی ہو کہ غنائم خیبر خالصۃً اہل حدیبیہ کے لئے ہیں اور مخلفین کا ان میں کوئی حصہ نہیں۔ قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ یعنی جب آپ غزوۂ خیبر کے لئے روانہ ہوں گے تو منافقین اہل خیبر کی کمزوری کے پیش نظر آپ کے ساتھ اس غزوے میں شریک ہونے کی درخواست کریں گے کہ حضرت! ہمیں بھی اس مہم میں اپنے ساتھ جانے کی اجازت مرحمت فرمائیے اصل میں یہ درخواست اخلاص پر مبنی نہیں ہوگی بلکہ اس سے ان کا مقصد محنت و مشقت کے بغیر مال غنیمت حاصل کرنا ہوگا وہ اللہ کے اس فیصلے کو بدلنا چاہتے ہیں کہ غنائم خیبر صرف اہل حدیبیہ کے لئے ہیں۔ جب وہ درخواست کریں، تو آپ ان سے فرما دیں کہ تم اس غزوے میں ہمارے ساتھ ہرگز نہیں جا سکو گے یعنی تمہیں ہمارے ساتھ جانے کی اجازت ہرگز نہیں دی جائیگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہماری حدیبیہ سے واپسی سے پہلے ہی یہ فیصلہ فرما چکا ہے کہ غنائم خیبر اہل حدیبیہ کے ساتھ

۱۶ ترغیب بہ استثناء معذورین و ترغیب ۱۲
۱۷ اعادہ بشارت مومنین ۱۲
۱۸ اعادہ بشارت دنیویہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ بڑی لڑائی حق تعالیٰ فرماتا ہے فارس کے لوگوں کی انکی سلطنت ہمیشہ سے زبردست رہی ہے۔ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے وقت فارس کا ملک فتح ہوا اور کچھ مسلمان بچے بن لڑے وہاں سے غنیمت بہت ہاتھ لگی ۱۲ منہ رح۔
ف۲ یعنی جہاد ان معذور لوگوں پر فرض نہیں ۱۲ منہ۔
ف۳ جب صلح کا سوال جواب تھا حضرت نے بھیجا مکہ میں حضرت عثمان کو یہاں خبر جھوٹی اڑی کہ ان کو مار ڈالا، حضرت نے فرمایا کہ اب مجھ کو لڑنا ان سے حلال ہوا کہ پہل انہوں نے کی اور وہ خبر جھوٹ تھی اور یہ بھی کہ اسی آدمی مکہ کے لشکر کے گرد آئے کہ اکیلے دکیلے کو ماریں وہ سب جیتے پکڑ لئے۔ اسپر حضرت نے ارادہ کیا لڑنے کا تو ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھے اور کہا کہ مجھ سے قول کرو کہ مرنے تک کوتاہی نہ کرو سب نے قول دیا۔ ایک منافق تھا جد بن قیس اس کے سوا کوئی نہ رہا وہ بیعت اللہ کے یہاں قبول پڑی۔ اللہ نے جانا جو ان کے دل میں تھا یعنی ظاہر کا اندیشہ اور دل کا توکل اور انعام میں دیا یہ فتح خیبر اس سے مسلمان آسودہ ہوئے ۱۲ منہ رح ف۴ یہ بھی انعام میں داخل ہے حضرت نے فرمایا اس جگہ کا بیعت کرنیوالا دوزخ میں نہ جاویگا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۵ روکے لوگوں کے ہاتھ یعنی لڑائی نہ ہونے دی ۱۲ منہ رح
ف۶ یعنی اس بیعت کے انعام میں فتح خیبر دی اور مکہ کی فتح جو اسوقت ہاتھ نہ لگی وہ بھی مل ہی چکی ہے ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در تخلف از مثل این سفر ۱۲ ف۲ یعنی غنائم خیبر و غیر آن تا روز قیامت ۱۲ ف۳ یعنی غنائم خیبر ۱۲۔ ف۴ یعنی در حدیبیہ ۱۲ ف۵ یعنی کفار قریش جمع شدند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را تشویشی رسانند خدا تعالیٰ دست ایشان را از قتال باز داشت و مهم بصلح انجامید ۱۲ ف۶ یعنی غنائم فارس و روم ۱۲۔

مستثنیٰ ہیں۔ ای من قبل سا جوعنا من الحدیبیۃ ان غنیمۃ خیبر لمن شھد الحدیبیۃ خاصۃ (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۷۱) فسیقولون الخ جب آپ ان کو ساتھ جانے کی اجازت نہیں دینگے تو وہ از راہ جہالت تم پر حسد کا طعن دھریں گے کہ اصل میں تم ہمارا حسد کرتے ہو کہ مبادا یہ لوگ مال غنیمت میں ہمارے ساتھ حصّہ دار بن جائیں۔ لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ منافقین محض جہل و نادانی کی وجہ سے تمہیں حسد کا طعن دینگے، کیونکہ اللہ تعالیٰ انھیں شریک نہ کرنے کا خود ہی فیصلہ فرما چکا ہے مگر یہ کم فہم اسے سمجھتے نہیں۔ سوائے دنیوی حرص اور لالچ کے انھیں سوجھتا ہی کچھ نہیں **۱۵** قل للمخلفین حدیبیہ میں شریک نہ ہونے والوں کو غزوۂ خیبر میں شریک ہونے سے روکدیا گیا کیونکہ اس میں شرکت سے ان کے ایمان کا امتحان نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے ان سے وعدہ کیا گیا کہ عنقریب ہی تمہیں ایک نہایت ہی جنگجو اور بہادر قوم کے مقابلے میں جہاد کے لئے دعوت دی جائیگی تاکہ تم ان سے لڑو یہانتک کہ وہ اسلام قبول کرلیں او بمعنی الی ان ہے اور اس قوم سے اہل طائف مراد ہیں جن کا آپ نے ۸ھ میں غزوۂ حنین کے بعد محاصرہ کیا تھا۔ یا اس سے ہوازن اور ثقیف مراد ہیں جن سے مقام حنین میں جنگ ہوئی اگر تم نے اس وقت اطاعت کی اور جہاد میں شریک ہو گئے تو اللہ تمہیں بہت اچھی جزا دے گا اور اگر حدیبیہ کی طرح اس میں بھی شریک نہ ہوئے تو تمہیں سخت ترین سزا دے گا۔ چنانچہ غزوۂ خیبر کے بعد جن منافقین نے نفاق سے توبہ کرلی اور مخلصانہ ایمان لے آئے وہ ان بعد والے غزوات میں شریک ہوئے۔ اور کوئی منافق ان میں شریک نہ ہوا۔ ان الذین غزوا بعد لم یغزوا حتی اخلصوا ولم یبقوا منافقین۔ واللہ تعالیٰ اعلم (روح ج ۲۶ ص ۱۰۲) **۱۶** لیس علی الاعمیٰ۔ یہ لوگ معذور ہونے کی وجہ سے زجر و عتاب سے مستثنیٰ ہیں۔ اندھے۔ لنگڑے اور بیمار۔ جو لوگ پورے اخلاص کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں ان کے لئے جنت کی دائمی اور ابدی نعمتیں ہیں اور جو اطاعت سے اعراض کریں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

حصّہ دوم

۱۷ لقد رضی اللہ۔ حصّہ اوّل کے مضامین میں سے بشارت مؤمنین کا اعادہ ہے۔ اور المؤمنین سے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں جنہوں نے مقام حدیبیہ کے ایک درخت کے نیچے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ یہ بیعت، بیعۃ الرضوان کے نام سے مشہور ہے، کیونکہ اس بیعت میں شریک ہونیوالوں کے لئے اللہ کی رضا اور خوشنودی کا پروانہ نازل ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضؓ کو اہل مکہ کے پاس اپنا پیغام دے کر بھیجا تھا۔ ان کی واپسی میں دیر ہو گئی اور یہ خبر پھیل گئی کہ مشرکین نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا ہے جب یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا قتل عثمان کا فوری بدلہ لئے بغیر ہم یہاں سے نہیں ہٹیں گے۔ چنانچہ آپ نے تمام صحابہ رضؓ کو بیعت کے لئے بلایا اور کیکر کے درخت کے نیچے چودہ سو جاں نثاروں اور سرفروشوں نے پورے اخلاص کے ساتھ میدان جہاد میں ثبات و استقلال بلکہ جان تک دے دینے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نبرح حتی نناجز القوم ودعا الناس الی البیعۃ، فبایعوہ علی ان یناجزوا قریشا ولا یفروا تحت الشجرۃ وکانت سمرۃ وکان عدد المبایعین الفا وا ربعمائۃ (مدارک ج ۴ ص ۱۲۲) ما فی قلوبھم یعنی ان کا ایمان و اخلاص، صدق نیت دین سے محبت اور مشرکین کے مقابلے میں شدت وجلادت (روح) السکینۃ۔ اطمینان اور **ربط قلب**۔ فتحا قریبا، فتح خیبر مغانم کثیرۃ غنائم خیبر۔ (بحر، روح، قرطبی، کبیر) اللہ تعالیٰ کو اصحاب شجرہ کی، ایمان و اخلاص۔ صدق نیت اور جذبۂ جاں نثاری کے ساتھ پیغمبر علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنیکی ادا اس قدر پسند آئی کہ ان کے لئے اپنی رضاء و خوشنودی کا پروانہ نازل فرما کر ان کے اہل جنّت ہونے کا اعلان فرما دیا، کیونکہ آخرت میں رضائے الٰہی کا مظہر اور مقام جنت ہی ہے۔ آخرت میں اہل جنت کو جو سب سے بڑی نعمت حاصل ہو گی وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے جس کا دوسرے مومنوں کے لئے جنت میں داخل ہونے کے بعد اعلان ہو گا مگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیلئے رضائے خداوندی کا اعلان دنیا ہی میں کردیا گیا۔ فیالہ من شرف۔ اور دنیا میں بھی انھیں ایک فتح قریب اور بہت سے اموال غنیمت (فتح خیبر اور غنائم خیبر) عطا کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اور یہ وعدہ بہت جلد یعنی ماہ صفر ۷ھ، ہجری میں پورا ہوا اہل شجرہ سے اللہ تعالیٰ کی یہ رضامندی کوئی وقتی نہ تھی، بلکہ دائمی تھی، کیونکہ اس کی بنیاد ان کے ایمان و اخلاص پر تھی اور ایمان و اخلاص کو اللہ تعالیٰ نے ان کی صفت لازمہ بنا دیا تھا جو زندگی بھر ان سے جدا نہیں ہو سکتی تھی جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ و الزمھم کلمۃ التقوی (فتح ع ۳) اور سورۂ حجرات ع ۱ میں فرمایا ولکن اللہ حبب الیکم الایمان و زینہ فی قلوبکم۔ الآیۃ۔ یہی وجہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اس بیعت میں شریک تھے انھیں سے کوئی ایک بھی دوزخ میں نہیں جائیگا۔ لا یدخل النار ان شاء اللہ من اصحاب الشجرۃ احد من الذین بایعوا تحتھا (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۰۳)

امام نووی رح اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ آپؐ کا انشاء اللہ کہنا محض بطور تبرک تھا نہ کہ بطور شک اس لئے علماء اہل سنّت نے کہا ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اصحاب شجرہ میں سے قطعًا اور یقینًا کوئی بھی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ قال العلماء معناہ لا یدخلھا احد منھم قطعا کما صرح بہ فی الحدیث الذی قبلہ حدیث حاطب، وانما قال ان شاء اللہ للتبرک لا للشک (نووی شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۰۳) مغانم فتحا پر معطوف ہے یا اس کا ناصب وعدکم محذوف ہے بقرینہ ما بعد۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ وکان اللہ عزیزا حکیما ۰ اگر اللہ چاہتا تو صلح کے بجائے تمہیں قریش سے بھڑا کر غالب کر سکتا تھا، لیکن اس نے صلح کرا دی جو اسکی حکمت بالغہ کی رو سے لڑائی کی نسبت اسلام اور اہل اسلام کے لئے زیادہ مفید اور نافع تھی۔ چنانچہ ہوا بھی ایسا ہی کما مر۔ اس موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جو اعزازات نصیب ہوئے وہ کسی اور کو نہ مل سکے اول یہ کہ یہ بیعت ان کے قتل

کا بدلہ لینے کیلئے لی گئی۔ دوم یہ کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان رضؓ کے ایمان و اخلاص اور ان کے جذبۂ ایثار و قربانی پر اس قدر اعتماد تھا کہ اپنے بائیں ہاتھ کو حضرت عثمان رضؓ کا ہاتھ قرار دے کر اپنے دائیں ہاتھ پر ان کی طرف سے خود بیعت فرمائی، کیونکہ آپ کو یقین تھا کہ اگر وہ یہاں زندہ موجود ہوتے تو ضرور بیعت کرتے اس طرح ان کو وہاں موجود نہ ہونے کے باوجود بیعۃ الرضوان کی فضیلت حاصل ہوگئی **۱۸** وعدکم اللہ۔ یہاں مغانم کثیرۃ سے وہ تمام اموال غنیمت مراد ہیں جو قیامت تک مسلمانوں کو حاصل ہوتے رہیں گے۔ ھی علی ما قال ابن عباس ومجاھد وجمھور المفسرین ما وعد اللہ تعالی المومنین من الغنائم الی یوم القیامۃ (روح ج ۲۶ ص ۱۰۹) اور ھذہ سے غنائم خیبر کی طرف اشارہ ہے ایدی الناس۔ ناس سے اہل خیبر اور ان کے حلفاء بنی اسد و غطفان مراد ہیں۔ اہل خیبر کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا ایسا رعب ڈالدیا کہ انہیں مقابلے کی ہمت نہ ہوئی اور جب ان کے حلفاء بنی اسد و غطفان ان کی مدد کے لئے آئے تو وہ بھی مرعوب اور خوفزدہ ہو کر واپس چلے گئے (خازن، مدارک) یا اس سے اہل مکہ کے اسّی آدمیوں کی وہ جماعت مراد ہے جو حدیبیہ کے دن ہتھیاروں سے لیس ہو کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئی۔ مسلمانوں نے ان کو پکڑ لیا اور آپ نے انہیں معافی دے کر چھوڑ دیا (روح) ولتکون کا معطوف علیہ محذوف ہے ای لتنتفعوا ولتکون (روح) و اُخریٰ یہ ھٰذہ پر معطوف ہے اور اسکا موصوف مقدر ہے ای مغانم اخری (مدارک، روح) غنائم خیبر جو بہت جلد تمہارے ہاتھ آنے والی ہیں ان کے علاوہ کچھ اور غنائم ہیں جن پر تاحال تم قابض نہیں ہو سکے لیکن وہ اللہ کے احاطۂ اختیار و قدرت میں ہیں اور وہ ان پر بھی تمہیں قابض فرمائیگا۔ اس سے وہ فتوحات مراد ہیں جو خیبر کے بعد ہوئیں مثلاً حنین وغیرہ (قرطبی، روح) ہم نے پروانۂ خوشنودی عطاء کرنے کے علاوہ تمہیں دنیوی نعمتوں سے بھی مالا مال کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے چنانچہ تمہیں بہت سے اموال غنیمت ملنے کا وعدہ دیا ہے جن میں سے یہ غنائم خیبر تو بہت جلدی تمہیں مل جائینگے اور اہل خیبر اور ان کے حلفاء کے ہاتھ تم سے روک دیئے جائینگے اور وہ تم سے لڑنے کی جرأت نہیں کر سکیں گے تاکہ تم ان غنائم سے فائدہ اٹھاؤ اور ایمان والوں کیلئے یہ صدق پیغمبر علیہ السلام کی دلیل ہو اور تاکہ تمہیں صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔ اور کچھ اور غنائم ہیں جن پر تم ابھی تک قابض نہیں ہو سکے وہ اللہ کے احاطۂ قدرت

ا جنگ رکنے کی پہلی حکمت ۱۲۔

۲ جنگ رکنے کی دوسری حکمت ۱۲۔

۳ جنگ رکنے کی تیسری حکمت ۱۲۔

وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ
اور اگر لڑتے تم سے وہ کافر تو پھیرتے پیٹھ پھر نہ پاتے کوئی
وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿٢٢﴾ سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ
حمایتی اور نہ مددگار رسم پڑی ہوئی اللہ کی جو چلی آتی ہے پہلے سے
وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ
اور تو ہرگز نہ دیکھے گا اللہ کی رسم کو بدلتے اور وہی ہے جس نے روک رکھا انکے ہاتھوں کو
عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ
تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے بیچ شہر مکہ کے بعد اس کے کہ
أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿٢٤﴾ هُمُ
تمہارے ہاتھ لگا دیا ان کو اور ہے اللہ جو تم کرتے ہو دیکھتا وہ وہی
الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ
لوگ ہیں جو منکر ہوئے اور روکا تم کو مسجد حرام سے اور نیاز کی قربانی
مَعْكُوفًا أَنْ يَبْلُغَ مَحِلَّهُ ۚ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ
کو بھی بند پڑی ہوئی اس بات سے کہ پہنچے اپنی جگہ تک اور اگر نہ ہوتے کتنے ایک مرد ایمان والے اور کتنی عورتیں
مُؤْمِنَاتٌ لَمْ تَعْلَمُوهُمْ أَنْ تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُمْ مِنْهُمْ
ایمان والیاں جو تم کو معلوم نہیں یہ خطرہ کہ تم ان کو پیس ڈالتے پھر تم پر انکی وجہ
مَعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ لِيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ
سے خرابی پڑ جاتی بیخبری سے تو کہ اللہ کو داخل کرنا ہے اپنی رحمت میں جس کو چاہے
لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٢٥﴾
اگر وہ لوگ ایک طرف ہو جاتے تو آفت ڈالتے ہم منکروں پر عذاب دردناک کی ف
إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ
جب رکھی منکروں نے ۲ اپنے دلوں میں کد نادانی کی ضد

موضح قرآن ف ۱ یعنی اسّی آدمی جو پکڑے گئے بیچ میں شہر مکہ کے یعنی قریب شہر کے گویا شہر کا بیچ ہی ہے ۱۲ منہ رح ف ۲ یعنی اس ماجرے میں ساری ضد اور بے ادبی کعبے کی انہیں سے ہوئی۔ تم باادب رہے۔ انہوں نے عمرے والوں کو منع کیا اور قربانی نہ پہنچنے دی۔ وہ جگہ قابل تھی کہ اسی وقت تمہارے ہاتھ سے فتح ہوتی مگر بعضے مسلمان چھپے ہوئے تھے مرد و زن اور بعضے کو جو آپ مسلمان ہونا مقدور تھا اس روز کی فتح مکے میں وہ پیسے جاتے آخر دو برس کی صلح میں جتنے مسلمان ہونے کو تھے ہو چکے اور نکلنے والے نکل آئے۔ تب اللہ نے مکہ فتح کر دیا۔

فتح الرحمٰن ف ۱ اتعریض است بآن قصہ کہ بعد انعقاد صلح ہفتاد تن از اوباش قریش خواستند کہ بے خبر بر صحابہ تاخت آرند صحابہ ہمہ را اسیر کردہ پیش آنحضرت آوردند و آنحضرت عفو فرمود واللہ اعلم۔ ظاہر نزدیک بندہ ضعیف آنست کہ این آیت بشارت است بفتح مکہ و آوردن لفظ ماضی راجہت تحقق وقوع بشارت است ۱۲ ف ۲ یعنی تصدیق کرد یا بالفعل متحقق شد و فتح عاجلاً میسر گشتی ۱۲

میں ہیں ان پر بھی وہ تمہیں قابض فرمائیگا، کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور کوئی چیز اسکی قدرت سے باہر نہیں ۱۹ ولو قاتلکم الذین کفروا سے اہل مکہ مراد ہیں۔
صلح کے بجائے اگر کفار مکہ آپ سے برسرپیکار ہوجاتے تو انہیں شکست فاش ہوتی اور وہ میدان میں جم کر لڑنے کے بجائے پیٹھ پھیر کر میدان سے بھاگ نکلتے اور کوئی مددگار
اور حمایتی ان کو ذلت آمیز شکست سے نہ بچا سکتا۔ سنۃ اللہ۔ الآیۃ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا دستور قدیم ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے پیغمبروں کو دشمنوں پر غالب فرمایا کرتا ہے اور اس کا
یہ دستور بدل نہیں سکتا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی (المجادلۃ ع ۳) ۲۰ وھو الذی کف۔ الآیۃ۔ لبطن مکہ سے مقام حدیبیہ مراد

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ
پھر اتارا اللہ نے اپنی طرف کا اطمینان اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر اور
اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ؕ وَ
قائم رکھا انکو ادب کی بات پر اور وہی تھے اس کے لائق اور اس کام کے اور
كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۲۶﴾ ع لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ
ہے اللہ ہر چیز سے خبردار ف۱ اللہ نے سچ دکھلایا اپنے رسول کو
الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ
خواب تحقیق کہ تم داخل ہو رہوگے مسجد حرام میں اگر اللہ نے چاہا
اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ
آرام سے بال مونڈتے ہوئے اپنے سروں کے اور کترتے ہوئے بے کھٹکے
فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾
پھر جانا وہ جو تم نہیں جانتے پھر مقرر کر دی اس سے ورے ایک فتح نزدیک
هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ
وہی ہے جس نے بھیجا ف۲ اپنا رسول سیدھی راہ پر اور سچے دین پر تاکہ اوپر رکھے اس کو
عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۸﴾ ؕ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ
ہر دین سے اور کافی ہے اللہ حق ثابت کرنے والا ف۳ محمد رسول اللہ کا
وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ
اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں ف۴ کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں
تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ
تو دیکھے ان کو رکوع میں اور سجدے میں ف۵ ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی
سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ
نشانی ان کی ان کے منہ پر ہے سجدہ کے اثر سے یہ شان ہے ان کی

ع ۳
۱۱

۱ ازالۂ شبہ متعلق بہ رؤیائے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۲

۲ تحقیق غیب سے ... پیغمبر توحید و تبلیغ علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۲

۳ صفات شان انبیاء پیغمبر علیہ السلام و نرمی صحابہ رضی اللہ عنہم وسائل سے قدر دین حاصل ہوا ۱۲

ہے اور یہ اہل مکہ کے ان ستر اسی آدمیوں کی طرف اشارہ ہے جو ہتھیار پہن کر مقام حدیبیہ میں مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے مسلمانوں نے ان کو پکڑ لیا، حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس حرکت سے درگذر فرمایا اور انہیں چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ یعنی اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی لطیف حکمت تھی کہ اس نے مقام حدیبیہ میں لڑائی نہیں ہونے دی حالانکہ مشرکین حملہ آور ہو چکے تھے اور تم ان پر غلبہ و قبضہ بھی حاصل کر چکے تھے، کیونکہ اگر لڑائی ہو جاتی تو پھر صلح معرض وجود میں نہ آتی جو بے شمار دینی برکات اور دنیوی منافع کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ یہ جنگ کو روکنے کی پہلی حکمت تھی ۲۱ ھم الذین والھدی، کم ضمیر خطاب پر معطوف ہے معکوفا الھدی سے حال ہے یعنی رکی ہوئی۔ ان یبلغ محلہ یہ الھدی سے بدل الاشتمال ہے (روح) ان مشرکین نے تمہیں بیت اللہ تک پہنچنے سے روکا۔ اور قربانی کے جانور جو مقام حدیبیہ میں رکے ہوئے تھے ان کو قربان گاہ یعنی مقام منیٰ میں پہنچنے سے روکا۔ اس لحاظ سے مشرکین مکہ مجرم اور ظالم ہیں، اور اس لائق نہیں تھے کہ انہیں معاف کیا جاتا اور ان سے جنگ نہ کیجاتی لیکن مکہ میں کچھ ایسے مسلمان مرد اور عورتیں موجود تھیں جنہیں تم نہیں جانتے تھے، بصورت قتال وہ بیچارے بھی جنگ میں کچل دیئے جاتے اور بعد میں تمہیں اس پر افسوس اور پشیمانی لاحق ہوتی۔ اگر یہ مسلمان ان میں نہ ہوتے تو تمہیں اہل مکہ سے بھڑا کر تمہارے ہاتھوں ان کو قتل و قید کی صورت میں ہم دردناک سزا دیتے۔ یہ جنگ کو روکنے کی دوسری حکمت تھی۔ رجال مؤمنون الخ موصوف مبدل منہ لم تعلموھم صفت۔ ان تطؤھم بدل الاشتمال ہے یعنی مکہ میں

منزل ۷

ان کا ہونا بایں معنی کہ تمہارے پاؤں تلے ان کے کچلے جانیکا احتمال نہ ہوتا۔ فتصیبکم الخ تمہارے ان کو روندنے کی وجہ سے تمہیں دلی رنج ہوتا۔ اور تم تکلیف و مشقت میں پڑ جاتے۔ لو تزیلوا یہ لعد عہد کی وجہ سے لولا رجال الخ کا اعادہ ہے اور لعذبنا۔ لولا کا جواب ہے۔ اور لیدخل اللہ الخ درمیان میں ترک عذاب کی علت کا بیان ہے اور اس کا تعلق

موضح قرآن ف۱ ایک ضد یہ کہ اب کی برس عمرہ نہ کرنے دیا اور یہ کہ جو مسلمان ہجرت کر کے جاوے اس کو پھر بھیجو اور اگلے سال عمرے کو آؤ۔ تین دن سے زیادہ نہ ہو اور ہتھیار کھلے نہ لاؤ۔ حضرت نے یہ سب قبول کر لیا ۱۲ منہ رح ف۲ اس دین کو اللہ نے ظاہر میں بھی سب دین پر غالب کر دیا ایک مدت تک اور دلیل سے ہمیشہ غالب ہے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی جماعۂ از مسلمانان این صلح را کارہ بودند آخر الامر خدا تعالیٰ اطمینان را بدل ایشان انداخت تا برضی صلی اللہ علیہ وسلم رضا دادند ۱۲۔

محذوف ہے کفھالیدخل یا ترکنا العذاب لیدخل۔ یہ کفِ قتال کی تیسری حکمت ہے، یعنی جنگ کو روک کر اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ میں سے بہت بڑی تعداد کو اسلام کی توفیق عطاء فرما کر اپنی رحمت میں لے لیا۔ (من الروح والمدارک)

۲۲ اذجعل۔ الآیۃ ظرف عذبنا سے متعلق ہے یعنی اگر ہم نے ان کو عذاب دینا ہوتا تو ہم مسلمانوں کے ہاتھوں کو ان سے نہ روکتے اور ان کو اس وقت عذاب دیتے جب وہ جاہلیت کا کبر و غرور دلوں میں لئے غیر شریفانہ حرکات پر اتر آتے تھے، لیکن ہم نے ان کی نخوت اور حمیّت جاہلیت کی وجہ سے اپنے پیغمبر (علیہ السلام) اور مسلمانوں کو اشتعال میں آنے نہیں دیا اور ان کے دلوں پر سکون و اطمینان نازل کر کے ان کو پُر وقار بنا دیا اور جنگ کرنے کا خیال ان کے دلوں سے نکال دیا اور کلمۂ تقویٰ کو ان کے لئے لازم کر دیا اور ان کے دلوں میں اس کو جاگزیں کر دیا۔ کیونکہ وہ اس کلمۂ تقویٰ کے سب سے زیادہ مستحق اور اہل تھے اس لئے ان کو اس کے اختیار کرنے کی توفیق دیگئی اور مشرکین کو اس کے اختیار سے محروم کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے اسے معلوم ہے کہ کون اس کا مستحق ہے۔ اور کون اس کا اہل نہیں کلمۃ التقوٰی سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کلمہ کے اختیار کرنے اور اس پر قائم رہنے کا حکم دیا، اس لئے انہوں نے مشرکین کے متکبرانہ رویے کے جواب میں سکون و وقار سے کام لیا اور کوئی ناشائستہ حرکت نہ کی، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انھیں جوابی کارروائی کرنے کا کوئی حکم نہیں تھا۔ المراد بالزامھم ایاھا ثباتھم علیھا بترک الحمیۃ (مظہری ج ۹ ص ۴۳) یا کلمۃ التقوی سے جنگ نہ کرنے کا عزم مراد ہے یعنی اللہ نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون و اطمینان ڈالدیا اور ان کو آمادۂ پیکار نہ ہونے دیا۔ کیونکہ مسلمان ہی سکینہ و وقار کے لائق اور طمانیتِ قلب کے مستحق تھے۔

۲۳ لقد صدق۔ یہ ایک شبہہ کا جواب ہے، شبہہ یہ تھا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیت اللہ میں داخل ہوتے اور سر منڈاتے اور بال کٹواتے آپ نے یہ خواب صحابہ رضہ کے سامنے بیان کیا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ یہ خواب آپ نے سفر عمرہ سے پہلے دیکھا تھا، اس لئے صحابہ رضہ نے یہی سمجھا کہ آپ کا خواب اسی سال پورا ہوگا لیکن ایسا نہ ہوسکا۔ آپ کو مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقام حدیبیہ سے واپس ہونا پڑا تو جواب ارشاد فرمایا کہ اللہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا خواب دکھایا تھا اور وہ خواب لامحالہ پورا ہو کر رہے گا۔ اراہ الرؤیا الصادقۃ (روح) تم نے یہ سمجھ لیا کہ خواب اسی سال پورا ہوگا، حالانکہ اس کیلئے سال کی کوئی تعیین نہیں کی گئی تھی۔ یہ خواب آئندہ سال پورا ہوگا اور تم سب بلاخوف و ہراس، امن و امان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوگے اور مناسک عمرہ بغیر کسی روک ٹوک کے ادا کروگے اور مناسک عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام سے نکلنے کے لئے سر منڈاؤگے اور بال کٹواؤگے تحلیق کو تقصیر پر مقدم کر کے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ تحلیق، تقصیر سے افضل ہے۔ فعلم مالم تعلموا الخ خواب کی تعبیر کے ظہور کی تاخیر میں جو حکمت ہے وہ تمہیں معلوم نہیں، لیکن اللہ کو معلوم ہے اور وہ یہ ہے کہ خواب کا مصداق ظاہر ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ تمہیں بہت جلد ایک فتح عطاء فرمانا چاہتا ہے۔ اس فتح سے مراد فتح خیبر ہے جو صلح حدیبیہ سے فوراً بعد ماہ صفر میں ہوئی تاکہ اس فتح سے مسلمانوں کے دل میں سکون پیدا ہو اور موعودہ فتح عظیم (فتح مکہ) کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ وھو فتح خیبر لتستروح الیہ قلوب المؤمنین الی ان یتیسر الفتح الموعود (مدارک ج ۴ ص ۱۲۴)

۲۴ ھو الذی۔ جواب شبہہ کے بعد توحید اور اتباع رسول کی ترغیب۔ الھُدیٰ۔ توحید، دین الحق۔ دین اسلام (مدارک) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام توحید اور دین اسلام دے کر بھیجا ہے تاکہ توحید اور دین اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غالب و فائق کرے اور اللہ تعالیٰ اس وعدے پر خود شاہد ہے اور وہ اس وعدے کو ضرور پورا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا اور اسکی جھلک خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی زندگی میں دیکھ لی۔ دین اسلام نے گذشتہ ادیان کو منسوخ کر دیا، اسلام کو علمی اور دلائل کے اعتبار سے باقی دینوں پر غالب فرمایا اور جس غیر مسلم قوم نے مسلمانوں سے ٹکر لی اسے مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب و مقہور کر دیا۔ لیعلیہ علی جنس الدین کلہ بنسخ ما کان حقا و اظہار فساد ما کان باطلا او بتسلیط المسلمین علی اھلہ اذ ما من اھل دین الا وقد قھرھم المسلمون (بیضاوی) دین اسلام کو اللہ نے اس اعتبار سے بھی باقی تمام دینوں پر غالب فرمایا کہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں مثلاً عبادت، معاشرت، معیشت، سیاست، حکومت، عدالت وغیرہ کے مسائل کا جو حل اسلام نے پیش کیا ہے وہ ہر لحاظ سے باقی تمام ازموں کے پروگرام سے بہتر اور سب پر فائق ہے۔ اسلامی نظام حیات کی باقی نظامہائے زندگی پر برتری اور فوقیت عقل و تجربہ کی روشنی میں ثابت ہو چکی ہے۔

۲۵ محمد رسول اللہ۔ جس عظیم الشان رسول کی وساطت سے دین حق کو غلبہ عطا کرنا ہے اس کے اسم گرامی کی تصریح اور ان جاں نثار اور سر فروش صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب کا بیان جنہوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی معیّت میں دین اسلام کو پھیلانے اور اسکو باقی دینوں پر غالب کرنے کے لئے تن من دھن کی بازی لگادی تاکہ آنے والی نسلیں ان کے نقش قدم پر چلیں اور اپنے اندر ایسی صفات پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ محمد، مبتدا مقدر کی خبر ہے اور رسول اللہ عطف بیان ہے یا نعت یا بدل۔ اور یہ جملہ ھو الذی ارسل رسولہ الآیۃ کا بیان ہے ای ھو او ذلک الرسول المرسل بالھدیٰ و دین الحق محمد، علی ان الاسم الشریف خبر مبتدا محذوف و (رسول اللہ) عطف بیان او نعت او بدل، والجملۃ استناف مبین لقولہ تعالیٰ (ھو الذی ارسل رسولہ) وھذا ھو الوجہ الارجح الانسب بالمساق کما فی الکشف (روح ج ۲۶ ص ۱۲۳)

۲۶ والذین معہ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اس سے وہ صحابہ مراد ہیں جو صلح حدیبیہ میں آپ کے ہمراہ تھے۔ قال ابن عباس: اھل الحدیبیۃ اشداء علی الکفار، ای غلاظ علیھم کالاسد علی فریستہ۔ (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۹۲) یعنی وہ کافروں پر اس طرح سخت گیر ہیں جس طرح شیر

اپنے شکار پر۔لیکن جمہور مفسرین کے نزدیک اس سے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔ وقال الجمهور جميع اصحابه صلى الله تعالى عليه وسلم ورضى الله تعالے عنهم (روح) وكون الصفات فى جملة اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم هو الاشبه (قرطبی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضؓ کی شان یہ ہے کہ کہ کافروں پر وہ بہت سخت ہیں، دین کے معاملے میں کفار کیلئے رأفت و رحمت کا جذبہ ان کے دامنگیر نہیں ہوتا، جب وہ اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو کفر کی حمایت میں میدان کارزار میں اپنے سامنے دیکھتے ہیں تو شیر کی طرح ان پر جھپٹ پڑتے ہیں، لیکن آپس میں ایک دوسرے کیلئے نہایت مہربان اور رحمدل ہیں۔ اسلام نے ان کو ایک

فِي التَّوْرٰىةِ ۛۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ

تورات میں اور مثال ان ؔکی انجیل میں جیسے کھیتی نے نکالا

شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ

اپنا پٹھا پھر اسکی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا پھر کھڑا ہو گیا اپنی نال پر خوش لگتا ہے

الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

کھیتی والوں کو ف۱ تاکہ جلائے ان سے جی کافروں کا وعدہ کیا ہے ف۲ اللہ نے ان سے جو یقین لائے ہیں اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا (٢٩) ع

کئے ہیں بھلے کام معافی کا اور بڑے ثواب کا ف۱

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ حجرات ۱ مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی اٹھارہ آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ف۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اے ایمان والو ؔسے آگے نہ بڑھو اللہ ۳ سے اور اسکے رسول

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (١) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

سے اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ سنتا ہے جانتا ہے ف۲ اے ایمان

اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا

والو ؔ بلند نہ کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر اور اس

تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ

سے نہ بولو تڑخ کر جیسے تڑختے ہو ایک دوسرے پر کہیں اکارت نہ ہو

اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (٢) اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ

جائیں تمہارے کام اور تم کو خبر بھی نہ ہو ف۳ جو لوگ ف۴ دبی آواز سے

ایسی دینی برادری اور اخوت کے سلسلے میں جوڑ دیا ہے کہ ان کی باہمی محبت والفت اور شفقت ورحمت حقیقی بھائیوں کی محبت وشفقت سے بھی زیادہ مضبوط اور گہری ہے اور زمانۂ جاہلیت کی عداوتیں اور دشمنیاں ان کے دلوں سے حرف غلط کی طرح محو ہو چکی ہیں۔ اس آیت نے ان لوگوں کی آرزوں کو خاک میں ملا دیا جو بے اصل اور باطل تاریخی روایتوں کی بناء پر صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان باہمی بغض وعداوت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ رغم انف الروافض الذين يزعمون ان اصحاب محمد كانوا يتباغضون بينهم (مظہری ج ۹ ص ۳۶) ۲۷ تراهم ركعا۔ یہ صحابہ رضؓ کی کثرت نماز کی طرف اشارہ ہے کہ تو اکثر ان کو نماز میں مصروف پائیگا۔ اور پھر نماز سے ان کا مقصود ریاکاری نہیں، بلکہ وہ اللہ کے فضل ورحمت اور اسکی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے نمازیں پڑھتے ہیں۔ یہ ان کے صدق نیت اور اخلاص باطن کی شہادت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام کس قدر بلند ہے کہ خود اللہ تعالیٰ گواہی دے رہا ہے کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں محض میری رضا جوئی اور خوشنودی کی خاطر کر رہے ہیں۔ وكفى بذلك شرفا. سيماهم الخ ان کے صدق واخلاص کی علامات انکے

۱ بشارت اخرویہ برائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ۱۲۔

۲ پہلا قانون معاشرت ۱۲۔

۳ دوسرا قانون معاشرت ۱۲۔

۴ بشارت اخرویہ ۱۲۔

۵ زجر برائے اعراب ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ جو تندی اور نرمی اپنی خو ہو وہ سب جگہ برابر چلے اور جو ایمان سے سنور کر کرآوے وہ تندی اپنی جگہ اور نرمی اپنی جگہ ہے ان کا ماننا یعنی تہجد کی نمازوں سے صاف نیت سے چہرے پر ان کے نور ہے۔ حضرت کے اصحاب اور لوگوں میں پہچانے پڑتے چہرے کے نور سے اور کھیتی کی کہاوت یہ کہ اول ایک آدمی تھا اس دین پر پھر دو ہوئے پھر قوت بڑھتی گئی حضرت کے وقت اور خلیفوں کے وقت اور یہ وعدہ دیا ان کو جو ایمان لاتے ہیں اور بھلے کام کرتے حضرت کے اصحاب سب ایسے ہی ہیں مگر خاتمے کا اندیشہ چاہیئے۔ حق تعالیٰ بندوں کو ایسی خوشخبری نہیں دیتا کہ نڈر ہو جاویں مالک سے اتنی شاباش بھی غنیمت ہے ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی مجلس میں اگر کوئی کچھ پوچھے تو حضرت کی راہ دیکھو کہ کیا فرماویں تم اپنی عقل سے آگے جواب نہ دے بیٹھو ۱۲ منہ رح ف۳ اس سورہ میں حق تعالیٰ نے آداب سکھائے رسول کے اور آپس کے۔ ایک ادب یہ ہے کہ مجلس میں شور نہ کرو کہ حضرت کی بات سنی نہ جاوے دوسرا یہ کہ خطاب کرو ادب سے گہک کر نہ بولو ۱۲ منہ رح

فتح الرحمن ف۱ حاصل این مثل آنست کہ اسلام در اول حال ضعیف بود و مسلمانان کم بودند رفتہ رفتہ غالب و بسیار شدند ۱۲ ف۲ خدا تعالیٰ این سورہ برائی تعلیم ادب فرود آورد کہ از حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم در امر و نہی پیش دستی نکنند و با آنحضرت بآواز بلند خطاب نکنند و اگر فاسق چیزی گوید بغیر تفتیش حال مقتضائی عزیمت نمایند و در صورتیکہ میان ایشان خانہ جنگی واقع شود اصلاح آن بچہ قسم کنند و از استہزاء بایکدیگر و لقب بد نہادن و غیبت کردن و ظن بد مقرر کردن و بعلو نسب بر دیگران فخر کردن منع کرد و ضعیف الایمان را بضعف ایمان تنبیہہ فرمود ۱۲

چہروں میں، کثرتِ سجود اور عبادت پر مداومت کی برکت سے، نورانیت، وقار اور خشوع و تواضع کی صورت میں نمایاں ہیں قال قوم هو السمت الحسن والخشوع والتواضع وهي رواية الوالبي عن ابن عباس (مظہری) اس سے ماتھے کا وہ نشان مراد نہیں جو اکثر نمازیوں کی پیشانیوں پر نمودار ہو جاتا ہے جسے عرفِ عام میں ماتھے کا محراب کہتے ہیں کیونکہ، یہ نشان کوئی حقیقی علامت نہیں ہے ذلك مثلهم الخ صحابہ رضی اللہ عنہم کے یہ اوصاف جو اُوپر بیان کئے گئے ہیں اسی طرح تورات میں بھی مذکور ہیں۔

۲۸ ومثلهم في الانجيل۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے ایک تمثیل ہے۔ کزرع مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ ای هم کزرع یعنی انکی مثال ایسی ہے۔ جیسے کھیت میں ایک پودا پھوٹتا ہے پھر کچھ دنوں کے بعد اس کا کمزور تنا مضبوط ہو جاتا ہے، پھر آہستہ آہستہ تنا اس قدر موٹا ہو جاتا ہے کہ پودا اس پر کھڑا ہو جاتا ہے تو کاشتکار اور کھیت کے مالک اسے دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں۔ یہی مثال صحابہ رض کی ہے کہ ابتداء اسلام میں بہت کم تھے پھر ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ ایک نہایت مضبوط اور مستحکم جماعت معرض وجود میں آگئی جسے دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے۔ وهو مثل ضربه الله تعالى للصحابة رضى الله تعالى عنهم بدء الاسلام ثم كثروا واستحكموا فترقى امرهم يوما فيوما بحيث اعجب الناس (روح ج ۲۶ ص ۱۲۷) يغيظ الخ اس کا متعلق محذوف ہے ای فعل الله هذا لمحمد صلى الله عليه وسلم واصحابه يغيظ بهم الكفار (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۹۵) اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رض کو ضعف کے بعد قوت عطاء فرمائی اور قلّت کے بعد ان کی جماعت میں اس قدر اضافہ فرمایا کہ وہ ایک ناقابل تسخیر قوت بن گئے، تاکہ کفار و مشرکین حسد اور غیظ و غضب کی آگ میں جل اٹھیں۔

۲۹ وعد الله الآیۃ۔ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے بشارت اخروی ہے اور منهم میں مِنْ بعضیہ نہیں، بلکہ مؤکدہ ہے یا بیانیہ۔ من مؤكدة للكلام والمعنى وعدهم الله كلهم مغفرة واجرا عظيما (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۹۶) ابن عطية وقوله منهم، لبيان الجنس وليست للتبعيض لانه وعد مرح الجميع (بحر ج ۸ ص ۱۰۳)

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ جس شخص کے دل میں کسی صحابی کے بارے میں ذرّہ بھر بغض ہو گا وہ لیغیظ بهم الکفار کا مصداق ٹھہرے گا۔ قال مالك من اصبح من الناس في قلبه غيظ من اصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقد اصابته هذه الاية (روح ج ۲۶ ص ۲۲۸) تمام صحابہ رض عدول و ثقات ہیں، ان کی دیانت و امانت شک و شبہ سے بالا ہے، وہ سارے کے سارے اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کے بعد اللہ کی ساری مخلوق سے برگزیدہ ہیں۔ اہل سنت کا یہی مسلک ہے۔ فالصحابة كلهم عدول، اولياء الله تعالى واصفيائه وخيرته من ائمة هذه الامة (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۹۹)

سورۃ فتح میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات؛

۱۔ انا ارسلنك شاهدا ومبشرا ـــــ تا ـــــ وتسبحوه بكرة واصيلا ۝ نفی شرک ہر قسم۔
قل فمن يملك لكم من الله۔ الآیۃ نفی شرک فی التصرف۔
ولله ملك السموٰت والارض۔ الآیۃ۔ نفی شرک فی التصرف۔

سُورۂ الحجرات

ربط سورۂ فتح میں اعلان فتح کے بعد سورۂ حجرات میں مسلمانوں کو منظم اور متفق رکھنے کے لئے آداب بیان کئے گئے ہیں۔

خلاصہ حصّہ اوّل میں آداب پیغمبر علیہ السلام۔ تنویر مسلمانوں کو باہمی معاشرت کے آداب کی تعلیم۔ حصّہ دوم میں اعراب پر شکوی اور بیان توحید بر سبیل ترقی سورہ محمد میں فرمایا لا الٰہ الا اللہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر سورہ فتح میں فرمایا تسبحوہ یعنی معبود وہی ہے کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ کیونکہ عالم الغیب وہی ہے اور کوئی نہیں یہ حجرات کے آخر میں فرمایا ان اللہ یعلم غیب السمٰوٰت والارض

تفصیل

اس سورت کے دو حصّے ہیں۔ پہلا حصّہ ابتدائے سورت سے لیکر ان اللہ علیم خبیر ۰ تک ہے اور دوسرا حصّہ قالت الاعراب سے لیکر آخر سورت تک ہے۔

پہلا حصّہ

اس میں سات معاشرتی قوانین مذکور ہیں جن میں سے پہلے دو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب سے متعلق ہیں اور باقی پانچ عام معاشرہ سے متعلق ہیں۔ **پہلا قانون** یا یہا الذین امنوا لا تقدموا۔ الآیۃ اے ایمان والو! اللہ اور رسول صلعم کی اطاعت کرو اور مخالفت نہ کرو۔ **دوسرا قانون** یا یہا الذین امنوا لا ترفعوا ــــ تا ــــ واجر عظیم ۰ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گفتگو کرتے وقت تمہاری آواز آپؐ کی آواز سے بلند نہ ہونے پائے اور آپؐ کی مجلس میں پست آواز میں گفتگو کرو۔ ان الذین ینادونک ــــ تا ــــ واللہ غفور رحیم ۰ یہ ان دیہاتیوں پر زجر ہے جنہوں نے آپؐ کے حجرات مبارکہ سے باہر کھڑے ہو کر آپؐ کو بلند آواز سے پکارنا شروع کیا۔ **تیسرا قانون**۔ یا یہا الذین امنوا ان جاءکم۔ الآیۃ کسی خبر کی بناء پر کوئی اقدام کرنے سے پہلے اس کی پوری تحقیق کرلو۔ تاکہ بعد میں اپنے اقدام پر پشیمان ہونا پڑے۔ واعلموا ان فیکم رسول اللہ ــــ تا ــــ واللہ علیم حکیم ۰ یہ قانون اوّل سے متعلق ہے یعنی تم پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے نہ کہ آپؐ پر تمہاری اطاعت۔ چونکہ تمہارے دلوں میں ایمان کو محبوب کرنا، کفر وفسق اور عصیان سے تمہیں دور رکھنا مقصود ہے اس لئے تم پر پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی اطاعت فرض کی گئی ہے۔

چوتھا قانون۔ وان طائفتٰن من المؤمنین اقتتلوا ــــ تا ــــ لعلکم ترحمون ۰ اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادو۔ اگر دونوں میں سے کوئی ایک فریق صلح پر آمادہ نہ ہو تو اس سے قتال کرو یہاں تک کہ وہ حکم الٰہی کے سامنے جھک جائے۔ **پانچواں قانون** یا یہا الذین امنوا لا یسخر قوم۔ الآیۃ۔ آپس میں ایکدوسرے کا مذاق نہ اڑاؤ، نہ ایکدوسرے کے عیبوں کا طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کا نام بگاڑو۔

چھٹا قانون یا یہا الذین امنوا اجتنبوا ــــ تا ــــ ان اللہ تواب رحیم ۰ کسی کے بارے میں بلا وجہ بدگمانی نہ کرو۔ دوسروں کی عیب جوئی نہ کرو اور کسی کی پس پشت بدگوئی (غیبت) نہ کرو۔ **ساتواں قانون**۔ یا یہا الناس انا خلقنکم۔ الآیۃ۔ شرف نفس پر فخر نہ کرو عظمت شان کا مدار نسب نہیں، بلکہ ایمان و تقویٰ ہے۔

دوسرا حصّہ

قالت الاعراب امنا۔ الآیۃ۔ یہ ان دیہاتیوں پر زجر ہے جنہوں نے اپنے ایمان کا اظہار کرکے پیغمبر علیہ السلام پر احسان کرنا چاہا۔ فرمایا ایمان کامل یہ ہے کہ ایمان کے بعد شک پیدا نہ ہو اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کیا جائے اور پھر یہ تمہارا کونسا احسان ہے۔ احسان تو اللہ تعالیٰ کا ہے جس نے تمہیں ایمان کی راہ دکھائی اور اسلام قبول کرنے کی توفیق عطاء فرمائی۔ ان اللہ یعلم غیب السمٰوٰت۔ الآیۃ۔ آخر میں مسئلہ توحید کا بیان ہے علی سبیل الترقی۔ چونکہ عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لئے اس کے سوا کوئی معبود اور پکارے جانے کے لائق نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

پہلا حصّہ

۲۵ یا یہا الذین امنوا لا تقدموا۔ الآیۃ۔ بشارت فتح کے بعد آداب و قوانین کا بیان ہے تاکہ نظم ونسق درست رہے۔ یہ پہلا قانون ہے جو باقی قوانین

کی بنیاد اور اساس ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ؐ کے آگے پیشقدمی نہ کرو یعنی اللہ و رسول کے احکام کی مخالفت نہ کرو بلکہ انکی اطاعت کرو۔ المراد النهی عن مخالفة الكتاب والسنة (روح ج ۲۶ ص ۱۳۲) اور اللہ سے ڈرو یعنی اس کے احکام کی مخالفت نہ کرو اور اس کی اطاعت کرو۔ وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے تمہارے اقوال و افعال سے وہ اچھی طرح باخبر ہے، وہ مطیع و عاصی کو خوب جانتا ہے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا اور سزا دے گا۔ یہ قانون تمام قوانین کا اصل الاصول ہے کیونکہ تمام قوانین اللہ و رسول ؐ کے احکام ہی تو ہیں **۳ے** یاایها الذین اٰمنوا لا ترفعوا۔ یہ دوسرا قانون ہے اور اس میں

أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ
بولتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہی ہیں جن کے دل کو
اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿٣﴾ إِنَّ
جانچ لیا ہے اللہ نے ادب کیواسطے ان کے لئے معافی ہے اور ثواب بڑا جو
الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٤﴾
لوگ پکارتے ہیں تجھ کو ؎ دیوار کے پیچھے سے وہ اکثر عقل نہیں رکھتے ؎
وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۚ وَ
اور اگر وہ صبر کرتے جب تک تو نکلتا ان کی طرف تو ان کے حق میں بہتر ہوتا اور
اللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٥﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ
اللہ بخشنے والا مہربان ہے ؎ اے ایمان والو ؎ اگر آئے تمہارے پاس
فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا
کوئی گنہگار خبر لے کر تو تحقیق کر لو کہیں جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو
عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ﴿٦﴾ وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ
اپنے کئے پر لگو پچھتانے ؎ اور جان لو ؎ کہ تم میں رسول ہے
اللَّهِ ۚ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ
اللہ کا اگر وہ تمہاری بات مان لیا کرے بہت کاموں میں تو تم پر مشکل پڑے پر اللہ نے
حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ
محبت ڈالدی تمہارے دل میں ایمان کی اور کھبا دیا اسکو تمہارے دلوں میں اور نفرت ڈالدی تمہارے
الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ﴿٧﴾
دل میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی وہ لوگ وہی ہیں نیک راہ پر
فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٨﴾ وَإِنْ
اللہ کے فضل اور احسان سے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے حکمتوں والا ؎ اور اگر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے اور آپکی مجلس میں باہم باتیں کرنے کا ادب سکھایا گیا ہے فرمایا جب تم پیغمبر علیہ السلام سے گفتگو کرو تو تمہاری آواز آپ ؐ کی آواز سے اونچی نہ ہونے پائے، بلکہ تمہاری آواز آپ ؐ کی آواز سے پست رہے۔ نیز جب تم آپ ؐ کی مجلس میں باہم باتیں کرو تو اس وقت بھی پست آواز سے باتیں کرو اور تمہاری آوازیں آپ کی مجلس میں بلند نہ ہونے پائیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ آپ سے خطاب کرتے وقت بلند آواز سے باتیں نہ کرو جس طرح تم آپس میں ایکدوسرے سے اونچی آواز میں باتیں کرتے ہو۔ اور آپکو آپ کے نام سے بھی نہ پکارو بلکہ اوصاف سے پکارو جس طرح بادشاہوں کے درباروں میں آوازیں بلند نہیں کی جاتیں۔ یہ بادشاہوں کے درباروں کے آداب میں سے ہے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بادشاہوں کے بھی مقتداء ہیں یہ بات آپ کی مجلس کے بھی آداب میں سے ہے۔ یعنی لا ترفعوا اصواتکم عندہ ولا تنادوہ کما ینادی بعضکم بعضا بان تخاطبوہ باسمه او کنیته بل یجب علیکم تبجیله وتعظیمه ومراعاة اٰدابه وخفض الصوت بحضرته وخطابه بالنبی والرسول ونحو ذٰلك (مظہری ج ۹ ص ۱۲) کانه قیل لا ترفعوا اصواتکم فوق صوته اذا نطق ونطقتم ولا تجهروا له بالقول اذا سکت وتکلمتم (روح ج ۲۶ ص ۱۳۵) ان تحبط الخ یہ ماقبل کی علت ہے اور لا ترفعوا اور لا تجهروا کا علیٰ سبیل التنازع مفعول لہ ہے وان تحبط مفعول له والعامل

۱ نتیجہ عدم ادب ۱۲

۲ تیسرا قانون معاشرت ۱۲

۳ متعلق بہ قانون اول ۱۲

۴ چوتھا قانون مسلّم ۱۲

موضح قرآن ؎ بنی تمیم آئے ملنے کو حضرت گھر میں تھے باہر سے لگے پکارنے چاہیئے آدمی کی زبانی خبر کرنا ۱۲ منہ رح ؎ ایک شخص کو حضرت نے بھیجا ایک قوم پر زکوٰۃ لینے کو وہ نکلے اس کے استقبال کو اسلام سے پہلے اس قوم میں بیر تھا۔ یہ ڈرا کہ میرے مارنے کو نکلے الٹا بھاگا مدینہ میں آکر مشہور کر دیا کہ فلانی قوم مرتد ہوئی۔ حضرت ان پر فوج بھیجنے پر ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ شہادت فاسق کی قبول نہیں۔ فاسق وہ جس پر بے شرع کام عیاں ہوں ۱۲ منہ رح ؎ یعنی تمہاری مشورت قبول نہ ہو تو برا نہ مانو، رسول عمل کرتا ہے اللہ کے حکم پر اس میں تمہارا بھلا ہے، اگر تمہاری بات مانا کرے تو ہر کوئی اپنے بھلے کی کہے کس کس کی بات پر چلے ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ؎ مترجم گوید این تعریض است بحال قومی از بنی تمیم کہ بجہت مہمی پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمدند و چون در مسجد نیافتند و نمیدانستند کہ در کدام حجرہ تشریف دارند نزدیک حجرہ ہا بآواز بلند ندا کردن شروع کردند واللہ اعلم ۱۲۔

فيه و لا تجهروا على مذهب البصريين فى الاختيار ولا ترفعوا على مذاهب الكوفيين فى الاختيار (بحر ج ٨ ص ١٠٦) مقصد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رفع اصوات اور شور و غوغا سے آپ کی اذیت کا اندیشہ ہے اور آپکو اذیت دینا کفر اور حبطِ اعمال کا موجب ہے۔ گویا یہ نہی سدِ ذریعہ کے طور پر ہے اور یہ ضروری نہیں کہ رفعِ صوت اور ہر جہر موجب ایذا رسول ﷺ ہو۔ کیونکہ یہ صرف اسی وقت ہوگا جب رفعِ صوت اہانت و استخفاف کے طور پر ہو۔ النهى عن الفعل المعلل باعتبار التأدية لان فى الجهر و الرفع استخفافا قد يؤدى الى الكفر المحبط وذلك اذا انضم اليه قصد الاهانة وعدم المبالاة (بيضاوى) فورد النهى عما هو مظنة لاذى النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم سواء وجد هذا المعنى او لا حسما للذريعة وحسما للمادة (روح ج ٢٦ ص ١٣٦) ٤ ان الذين يغضون۔ یہ آواز پست رکھنے والوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ امتحن الله الخ اللہ نے ان کے دلوں کو امتحان و ابتلا میں ڈال کر غل و غش اور کھوٹ سے پاک اور نکھار کر کے ان کو تقوی اور خوفِ خدا کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ قال الفراء اى اخلصها للتقوى و قال ابن عباس طهرهم من كل قبيح، وجعل فى قلوبهم الخوف من الله والتقوى (قرطبی ج ١٦ ص ٣٠٨) جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کے سامنے آواز پست رکھتے ہیں ان کے دلوں کو اللہ نے تقوی سے لبریز کر دیا ہے اور آدابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس اور لحاظ ان کے دلوں کی اسی قلبی کیفیت ہی کا نتیجہ ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے گناہوں کی معافی ہے اور ان کے لئے بہت بڑا اجر و ثواب ہے ٥ ان الذين ينادونك۔ یہ دیہاتیوں کی ایک جماعت پر زجر ہے۔ بنی تمیم کے اعرابیوں کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوا۔ جب وہ لوگ مسجد نبوی میں پہنچے اس وقت آپ اپنے کسی حجرے میں تشریف فرما تھے انہوں نے آپ کی حجرۂ شریفہ سے باہر تشریف آوری کا انتظار کئے بغیر ہی باہر سے یا محمد اخرج الینا کہنا شروع کر دیا یعنی اے محمد! آپ باہر آئیں۔ ان کی تنبیہ کیلئے یہ آیتیں نازل ہوئیں (روح) جو لوگ حجروں سے باہر کھڑے ہوکر آوازیں دیتے ہیں ان میں اکثر نادان ہیں اور آدابِ نبوت سے بے خبر ہیں۔ اگر وہ ذرا صبر و تحمل سے کام لیتے اور آپؐ کی باہر تشریف آوری کا انتظار کرتے تو یہ ان کے لئے بہت بہتر بات تھی جس کی وجہ سے ان کا وقار اور انکی عزت بھی قائم رہتی اور وہ ثواب کے مستحق بھی ہوتے۔ لیکن بے خبری اور نادانی میں جب کسی سے کوئی گناہ ہوجائے اور علم کے بعد انسان اس سے اجتناب کرے، تو اللہ تعالیٰ پہلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ یہ اسکی انتہائی رحمت اور مہربانی ہے۔

٦ يا يها الذين امنوا ان جاءكم۔ یہ تیسرا قانون ہے کہ جب تمہیں کسی قوم کے بارے میں مخالفت کی خبر ملے تو اس کے خلاف کسی قسم کی جنگی کارروائی کرنے سے پہلے اس خبر کی پوری تحقیق کر لو ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کسی قوم کو نقصان پہنچا دو اور بعد میں تمہیں اپنے کئے پر نادم و پشیمان ہونا پڑے۔ ان تصيبوا اى لئلا تصيبوا او كراهية ان تصيبوا (روح) بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ولید بن عقبہ رضؓ کو بنی مصطلق میں صدقات وصول کرنے کا کیلئے بھیجا۔ جب بنی مصطلق کو ان کی آمد کا علم ہوا تو وہ استقبال کے لئے گاؤں سے باہر نکل آئے۔ اسلام سے پہلے ان کے اور ولید بن عقبہ رضؓ کے درمیان مخالفت تھی۔ انہوں نے سمجھا شاید یہ لوگ مجھے مارنے پر آمادہ ہیں چنانچہ وہیں سے واپس آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا ماجرا بیان کیا لیکن تحقیق حال کے بعد حقیقت اس کے برعکس نکلی اور ولید بن عقبہ رضؓ کو محض غلط فہمی ہوئی تھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ بعض لوگوں نے اس سے یہ غلط نتیجہ نکالا کہ اس آیت میں ولید بن عقبہ رضؓ کو فاسق کہا گیا ہے۔ لیکن یہ بات کئی وجوہ سے درست نہیں۔ اوّل اس لئے کہ جن روایتوں میں ولید بن عقبہ رضؓ کا نام مذکور ہے ان میں سے کوئی روایت بھی صحیح اور جرح سے خالی نہیں وہ سب روایتیں منقطع ہیں (العواصم۔ حواشی از محب الدین خطیب) دوم صحیح روایت سے ثابت ہے کہ فتح مکہ کے دن ولید بن عقبہ رضؓ خود دسالہ بچوں میں تبریک کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے گئے، آپ نے سب کے سروں پر ہاتھ پھیرا مگر ان کے سر پر ہاتھ نہ پھیرا، کیونکہ ان کے سر میں خلوق (ایک قسم کی خوشبو) لگی تھی اور وہ آپ کو ناپسند تھی۔ جو شخص فتح مکہ کے دن بچوں میں شامل ہے وہ چند ماہ بعد اس قابل کس طرح ہوگیا کہ اسے بنی مصطلق میں عامل بنا کر بھیجا جاتا۔ عن الوليد بن عقبة قال لما فتح رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة جعل اهل مكة يأتونه بصبيانهم فيمسح على رؤسهم ويدعولهم فجئ بى اليه و انى مطيب بالخلوق ولم يمسح على رأسى ولم يمنعه من ذلك الا ان امى خلّقتنى بالخلوق فلم يمسنى من اجل الخلوق (مسند احمد ج ٤ ص ٣٢، سنن ابی داؤد ج ٢ ص ٥٧٦) سوم اس لئے کہ یا یها الذين امنوا میں خطاب عام مومنین سے ہے اور فاسق سے بھی عام فاسقین مراد ہیں اور فاسق کا ذکر مبالغہ فی الحکم کے لئے ہے یہ مقصود نہیں کہ جس قصہ میں اسکا نزول ہوا ہے اس سے متعلق شخص کو فاسق کہا گیا ہے لہذا اس سے حضرت ولید رضؓ کا فاسق ہونا لازم نہیں آتا۔ افادہ الشیخ التھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

٧ واعلموا ان فيكم۔ یہ پہلے قانون سے متعلق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہ کرو۔ آپ پر تمہاری اطاعت ضروری نہیں، بلکہ تم پر آپ کی اطاعت لازم و فرض ہے۔ اگر پیغمبر علیہ السلام تم میں سے ہر ایک کے مشورے پر عمل کرنے لگیں تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے بعض خلافِ صواب مشوروں پر عمل کرنے کی وجہ سے تم کئی مشقتوں میں پڑ جاؤ گے۔ تم میں اللہ کا رسول موجود ہے اس لئے تم آپ کے احکام کی پیروی کرو اور اپنی ہر بات منوانے پر زور نہ دو۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی مصطلق کے ارتداد کی خبر ملی جو خلافِ واقع تھی۔ اس وقت بہت سے صحابہ رضؓ نے یہ رائے دی کہ فوراً ان پر چڑھائی کرنی چاہیئے، لیکن آپ نے پہلے کشفِ حقیقت اور تحقیق حال کا حکم فرمایا اس آیت میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ ولكن الله الخ ان کی طرف سے اس فوری اقدام کے مشورے کا عذر بیان کیا گیا ہے کہ ایمان سے فرطِ محبت اور کفر و عصیان سے دلی نفرت کی وجہ سے انہوں نے یہ مشورہ دیا تھا مگر حقیقت میں صحیح اقدام وہی تھا جس کا پیغمبر علیہ السلام نے حکم دیا تھا کہ تحقیق حال سے پہلے حملہ نہ کیا جائے۔ ومعنى الاية لكن ما صدر منكم من ترك التثبت انما كان لحبكم الايمان وبغضكم الكفر فلا لوم عليكم ولا اثم (مظہری ج ٩ ص ٤٧) استدراك ببيان عذرهم وهو ان فرط حبهم الايمان وكراهتهم الكفر

حملہم علی ذٰلک (بیضاوی) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ لکن معنی موضوع لہ کے اعتبار سے ماقبل کے ساتھ مرتبط نہیں ہو سکتا اس لئے سباق وسیاق کے اعتبار سے معنی یہ ہوگا کہ لیکن اللہ تعالیٰ کو تمہارے دلوں میں ایمان کو محبوب بنانا اور تمہیں کفر اور فسوق وعصیان سے متنفر کرنا مقصود ہے اس لئے اس نے تم پر پیغمبر علیہ السلام کی اطاعت فرض کی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نہایت بلند مناقب بیان فرمائے ہیں۔ ایمان کو ان کے دلوں کا محبوب بنا دیا اور ایمان سے ان کے دلوں کو منور و مزین فرما دیا۔ اور ان کے دلوں کو کفر اور فسوق وعصیان سے متنفر کر دیا۔ پھر فرمایا یہ لوگ ہی درحقیقت رُشد و ہدایت کی راہ

طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ
دو فریق ف۱ مسلمانوں کے آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں ملاپ کرا دو
فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ
پھر اگر چڑھا چلا جائے ایک ان میں سے دوسرے پر تو تم سب لڑو اس چڑھائی والے سے
حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا
یہاں تک کہ پھر آئے اللہ کے حکم پر پھر اگر پھر آیا تو ملاپ کرا دو ان میں
بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ ٩ اِنَّمَا
برابر اور انصاف کرو بےشک اللہ کو خوش آتے ہیں انصاف والے ف۲ مسلمان
الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا
جو ہیں سو بھائی ہیں ف۳ سو ملاپ کرادو اپنے دو بھائیوں میں اور ڈرتے رہو
اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ ١٠ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ
اللہ سے تاکہ تم پر رحم ہو اے ایمان والو ف۴ ٹھٹھا نہ کریں
قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ
ایک لوگ دوسروں سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور نہ عورتیں
مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا
دوسری عورتوں سے شاید وہ بہتر ہوں اُن سے اور عیب نہ لگاؤ
اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ
ایک دوسرے کو اور نام نہ ڈالو چڑانے کو ایک دوسرے کے برا نام ہے گنہگاری
بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ١١
پیچھے ایمان کے اور جو کوئی توبہ نہ کرے تو وہی ہیں بےانصاف ف۵ ف۱
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ
اے ایمان والو بچتے رہو ف۶ بہت تہمتیں کرنے سے مقرر

۱ متعلق بہ قانون چہارم اصلاح احوال کی ترغیب ۱۲

ع ۱ / ۱۳

۲ پانچواں قانون معاشرت ۱۲

۳ چھٹا قانون معاشرت ۱۲

پر گامزن ہیں۔ اور یہ ان پر اللہ کا فضل و انعام ہے کہ اس نے ان کو ایمان کے اس بلند مقام پر فائز فرمایا یہ سب کچھ ان کے ایمان و اخلاص، اطاعت و جاں نثاری اور ظاہر و باطن کی سچائی کا ثمرہ ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ سب کچھ جاننے والا ہے اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ۵ وان طائفتٰن۔ یہ چوتھا قانون ہے پیغمبر علیہ السلام کی اطاعت کے بعد تم پر لازم ہے کہ تم مسلمانوں کے درمیان اصلاح کی کوشش کرو، تاکہ مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق قائم رہے۔ اگر مسلمانوں کی دو جماعتوں میں لڑائی جھگڑا ہو جائے تو ان کے درمیان صلح صفائی کرا دو۔ اگر دونوں میں ایک جماعت پند و نصیحت کو قبول نہیں کرتی اور صلح پر آمادہ نہیں ہوتی، بلکہ ناحق زیادتی پر اتر آتی ہے تو اس باغی جماعت سے یہاں تک قتال کرو کہ وہ اللہ کے حکم یعنی صلح پر آمادہ ہو جائے اگر باغی جماعت صلح پر آمادہ ہو جاتے تو دونوں کے درمیان عدل و انصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور کسی پر زیادتی نہ ہونے دو۔ اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے ۹ انما المؤمنون۔ یہ ماقبل سے متعلق ہے اور اصلاح احوال کی ترغیب و تلقین ہے تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں ان کے درمیان اسلامی اخوت کا جو رشتہ ہے وہ ناقابل انقطاع ہے۔ اس لئے اگر دو مسلمان بھائیوں کے درمیان کبھی تلخی پیدا ہو جائے تو اس کی اصلاح کرنیکی کوشش کرو اور اسے ہوا دینے کی کوشش نہ کرو۔ اور ہمیشہ خدا سے ڈرتے رہو اور مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے میں کبھی کوتاہی اور سستی نہ کرو تاکہ تم پر اللہ کی رحمت نازل ہو ۱۰ یاایہا الذین اٰمنوا لا یسخر۔ الاٰیۃ۔ یہ پانچواں قانون ہے جس میں معاشرت کے کئی آداب ذکر کئے گئے ہیں۔ اوّل یہ کہ مردوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کی تحقیر و توہین نہ کریں اور ان کا مذاق نہ اڑائیں اور نہ ان کے عیوب و نقائص کو اس انداز میں بیان کریں جس سے ان کی تحقیر ہو اور وہ لوگوں کے لئے ہنسی مذاق بن جائیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جن کا وہ مذاق اڑائیں وہ ایمان و عمل صالح کی وجہ سے خدا کے نزدیک ان سے بہتر ہوں۔ اسی طرح عورتوں کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنی

موضح قرآن ف۱ یعنی جب حکم شرع کے تابع ہوں تو انصاف سے صلح کرا دو، ایک کی طرفداری نہ کرو یہ حکم ہے خانہ جنگی کا جو مسلمان آپس میں لڑ پڑیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۲ جہاں کسی پر برا نام پڑ گیا فاسق آگے تھا مومن اس پر عیب لگایا نہ لگا ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بگناہی کہ در جاہلیت کردہ باشند بعد از اسلام نشان مند نباید ساخت ۱۲۔

بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ
بعضی تہمت گناہ ہے اور بھید نہ ٹٹولو کسی کا اور برا نہ کہو پیٹھ پیچھے ایک
بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا
دوسرے کو بھلا خوش لگتا ہے تم میں سے کسی کو کہ کھائے گوشت اپنے بھائی کا جو مردہ ہو
فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾
سو گھن آتا ہے تمکو اس سے اور ڈرتے رہو اللہ سے بے شک اللہ معاف کرنے والا ہے مہربان ف
يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَ
اے آدمیو ہم نے تم کو بنایا ایک مرد اور ایک عورت سے اور
جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ
رکھیں تمہاری ذاتیں اور قبیلے تاکہ آپس کی پہچان ہو تحقیق عزت اللہ
عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾ قَالَتِ
کے یہاں اسی کو بڑی جسکو ادب بڑا اللہ سب کچھ جانتا ہے خبردار ف کہتے ہیں
الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا
گنوار کہ ہم ایمان لائے تو کہہ تم ایمان نہیں لائے پر تم کہو ہم مسلمان ہوئے
وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا
اور ابھی نہیں گھسا ایمان تمہارے دلوں میں اور اگر حکم پر چلو گے
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اللہ کے اور اس کے رسول کے کاٹ نہ لیگا تمہارے کاموں میں سے کچھ اللہ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بخشتا ہے مہربان ہے ف ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ف ایمان لائے
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
اللہ پر اور اس کے رسول پر پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال

مسلمان بہنوں کا مذاق نہ اڑائیں۔ ہوسکتا ہے کہ جن کی تحقیر کر رہی ہوں وہ اللہ کے نزدیک ان سے بہت بہتر ہوں۔ او جو اپنے سے بہتر ہو اس کو حقیر سمجھنا بہت بڑا جرم ہے، بلکہ ایک مسلمان کی یہ شان ہی نہیں۔ دوم ولا تلمزوا انفسکم، انفسکم سے مومنین مراد ہیں گویا تمام مسلمان ایک جان کی مانند ہیں اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو طعنہ دیتا ہے گویا وہ خود اپنی ذات کو طعنہ دے رہا ہے یعنی ایک دوسرے کو طعنے مت دو۔ اور اگر کسی میں کوئی عیب دیکھو تو اچھے طریقے سے اسکی اصلاح کرو۔ لا یعب بعضکم بعضا او اشارۃ لان المؤمنین کنفس واحدۃ فمتی عاب المؤمن المؤمن فکانہ عاب نفسہ (روح ج ۲۶ ص ۱۵۳) سوم ولا تنابزوا بالالقاب۔ اپنے بھائیوں کو بُرے ناموں سے نہ بلاؤ اور نہ ان کے ناموں کو بگاڑو کسی شخص کو ایسے لقب سے پکارنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو یا اس کے نام کو بگاڑنا ناجائز اور حرام ہے والنبز لقب السوء والتلقیب المنھی عنہ ھو ما یتداخل المدعو بہ کراھۃ لکونہ تقصیرا بہ وذما لہ و اما ما یحبہ فلا باس بہ (مدارک ج ۴ ص ۱۳۰) وہ لقب بہت ہی بُرا ہے جس سے ایک مسلمان کو یاد کیا جائے جو ایمان کے بعد قائل کے فسق کا موجب ہو یعنی جسکی وجہ سے کہنے والا فاسق ہو جائے اس لئے مسلمانوں کو اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ اور جن لوگوں نے ان مذکورہ بالا تینوں افعال مذمومہ سے توبہ نہ کی وہ ظالم اور بے انصاف ہیں اور اپنے آپ کو عذاب خداوندی کا نشانہ بنا رہے ہیں ﷲ یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا۔ الآیۃ۔ یہ چھٹا قانون ہے۔ اس میں بھی تین آداب معاشرت مذکور ہیں۔ اول یہ کہ بدگمانی سے اجتناب کرو اور محض ظن وتخمین کی بناء پر کوئی حکم نہ لگاؤ اور نہ کسی کو الزام دو، کیونکہ بعض گمان غلط اور موجب گناہ ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ایسے قرائن موجود ہوں جو ظن کو غالب اور یقین کے قریب کر دیں اور اس کے خلاف کوئی قرینہ بھی موجود نہ ہو تو اسپر عمل کیا جائیگا۔ باقی صلحاء امت خصوصًا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تو ہر حال میں حُسنِ ظن رکھنے کا حکم ہے۔ ان کے بارے میں بدگمانی کرنا جائز نہیں۔ دوم ولا تجسسوا یعنی ایک دوسرے کی جاسوسی نہ کرو۔ مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے عیوب ونقائص نہ تلاش کرو اور ان کے پوشیدہ احوال کی جستجو نہ کرو۔ والمراد ھٰھنا لا تبحثوا عن عیوب الناس ولا تتبعوا عوراتھم حتی لا یظھر علیکم ما سترہ اللہ منھا (مظہری ج ۹ ص ۵۴) سوم۔ ولا یغتب بعضکم بعضا اور پس پشت کسی کی برائی اور غیبت نہ کرو۔ مسلمان بھائی کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا اور اسکی عزت و آبرو کو پامال کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا لیا۔ جس طرح تم اسکو ناپسند کروگے اس طرح مسلمان بھائی کی غیبت اور پس پشت بدگوئی سے بھی نفرت کرو۔ اللہ کے ان احکام کی تعمیل کرو اور اس کی نافرمانی سے بچو، جو لوگ اسکی اطاعت کرتے اور اس کی نافرمانی سے بچتے ہیں ان پر وہ بہت ہی مہربان ہے اور جو گناہ ہو

موضح قرآن ف تہمت لگانی اور بھید ٹٹولنا اور پیٹھ پیچھے بد کہنا کسی جگہ نہیں بہتر مگر اسمیں جہاں کچھ دین کا فائدہ ہو اور نفسانیت کی غرض نہ ہو ۱۲ منہ رح ف یعنی بڑائیاں قوم کی اور ذات کی عیب ہیں صفت نیک چاہیئے بڑی ذات کس کام کی ۱۲ منہ رح ف ایک کہتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں یعنی دین مسلمانی ہم نے قبول کیا۔ اس کا مضائقہ نہیں اور ایک کہنا ہے کہ ہمکو پورا یقین ہے جو یقین پورا ہے تو اس کے آثار کہاں جسکو سچ یقین ہوا اسکو دعویٰ کرتے ڈر آتا ہے۔ کاٹ نہ رکھے گا یعنی تمہارے عملوں سے کم نہ کریگا ۱۲ منہ۔

سے توبہ کرتے ہیں ان کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ لانہ تعالیٰ تواب رحیم لمن اتقی واجتنب ما نھی عنہ وتاب مما فرط منہ (روح ج ۲۶ ص ۱۵۹)

۱۲ ف یٰایھا الناس۔ الآیۃ۔ یہ ساتواں قانون ہے۔ اس میں نسبی تفاخر سے منع فرمایا کہ اللہ کی بارگاہ میں عزت وکرامت کا مدار حسب ونسب نہیں بلکہ ایمان و تقویٰ اور عمل صالح ہے۔ شعوب، شعب کی جمع ہے یعنی بڑا خاندان جس کے نیچے کئی چھوٹے چھوٹے قبیلے ہوں۔ قبائل، قبیلہ کی جمع ہے یعنی بڑے خاندان کی شاخیں۔ کسی انسان کو کسی انسان پر آدمی اور انسان ہونے کی حیثیت سے کوئی امتیاز حاصل نہیں، کیونکہ سب ایک ہی ماں باپ یعنی آدم و حوّا علیہما السلام

وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (۱۵)

اور اپنی جان سے وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں سچے

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِیْنِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِی

تو کہہ کیا تم جتلاتے ہو اللہ کو اپنی دینداری ف۱ اور اللہ کو تو خبر ہے جو کچھ ہے

السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (۱۶)

آسمانوں میں اور زمین میں اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے ف۲

یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ

تجھ پر احسان ف۳ رکھتے ہیں کہ مسلمان ہوئے تو کہہ مجھ پر احسان نہ رکھو

اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ

اپنے اسلام لانے کا بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تم کو راہ دی

لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (۱۷) اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ

ایمان کی اگر سچ کہو ف۴ اللہ جانتا ہے چھپے

غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (۱۸)

بھید آسمانوں کے ف۵ اور زمین کے اور اللہ دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو

سُوْرَةُ قٓ مَكِّیَّةٌ وَّ هِیَ خَمْسٌ وَّ اَرْبَعُوْنَ اٰیَةً وَّ ثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

ف۱ سورۂ قٓ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پینتالیس آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ (۱) بَلْ عَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ

ف۲ قسم ہے اس قرآن بڑی شان والے کی بلکہ ان کو تعجب ہوا ہے کہ آیا ان کے پاس

مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ

ڈر سنانے والا ان ہی میں کا تو کہنے لگے منکر یہ تعجب کی چیز ہے

ع ۲ ۱۴

المنزل السابع

سے زجر برائے اعراب ۱۲

سے زجر ایضاً ۱۲

سے بیان منزہ توجہ علی وجہ التزکی ۱۲

سے ترغیب مع زجر بیان عظمت قرآن ۱۲

سے شکوی ۱۲

کی اولاد ہیں باقی رہے قبیلے اور خاندان تو وہ محض اس لئے بنائے گئے ہیں تاکہ باہمی جان پہچان ہو، صلہ رحمی کا احساس ہو اور وراثت و ولدیت کا سلسلہ قائم رہے۔ اس لئے شعوب وقبائل عظمت وحقارت کا سبب نہیں ہیں اور نہ ان کی وجہ سے تفاخر کرنا چاہیئے ای جعلنکم کذلک لیعرف بعضکم بعضا فتصلوا الارحام وتبینوا الانساب والتوارث، لا لتفاخروا بالاباء و القبائل (روح ج ۲۶ ص ۱۶۲) باقی رہا خدا کے یہاں شرف وکرامت اور فضل وعظمت کا مدار تو وہ خاندانی اور نسبی امتیاز پر نہیں بلکہ اللہ کی اطاعت اور ایمان وتقویٰ پر ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوگا وہی اس کی بارگاہ میں سب سے زیادہ مکرم ومحترم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سب کے ظاہری اعمال اور باطنی احوال سے اچھی طرح باخبر ہے وہ خوب جانتا ہے کہ کس کا باطن ظاہر کے مطابق ہے اور صحیح معنوں میں کون متقی اور پرہیزگار ہے۔

دوسرا حصّہ

۱۳ ف قالت الاعراب۔ الآیۃ۔ یہاں اعراب پر شکویٰ ہے جو اپنے ایمان کے اظہار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ممنون کرنا چاہتے تھے۔ فرمایا تم لوگ ایمان کامل کا دعویٰ نہ کرو، البتہ یوں کہو کہ ہم اسلام لے آئے ہیں کیونکہ تم نے ابھی صرف ظاہری طور پر ہی اسلام انقیاد کا اعتراف کیا ہے اور ابھی تک ایمان ویقین تمہارے دل کی گہرائیوں میں نہیں اترا۔ یہ آیت بنی اسد بن خزیمہ کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جو قحط سے متاثر ہو کر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کا اظہار کیا، لیکن ان کے دل دولت ایمان سے خالی تھے۔ انہوں نے اموال غنیمت اور دنیوی منافع کی خاطر اسلام کا اظہار کیا تھا اور آپ پر احسان دھرنے کیلئے کہنے لگے کہ عرب کے تمام قبائل نے آپ سے لڑائی کی ہے مگر صرف ہم ہی ایسے لوگ ہیں جنہوں نے جدال وقتال کے بغیر ہی آپ کی اطاعت کو اور دین اسلام کو قبول کر لیا ہے (روح، ابن کثیر، خازن، معالم) وان تطیعوا۔ الآیۃ۔ اگر تم اپنے دلوں کو نفاق اور دنیوی اغراض سے پاک کر کے پورے اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو گے تو تمہیں اپنے عملوں کا پورا پورا اجر وثواب ملیگا اور اس سے پہلے تم سے جو کوتاہیاں اور نافرمانیاں ہوئی ہیں ان سے اللہ تعالیٰ درگذر فرمائے گا۔ ۱۴ ف انما المؤمنون۔ الآیۃ۔ ان اعراب کے ادعائے ایمان کے مقابلے میں مومنین کاملین کی صفات کا ذکر ہے۔ صرف زبانی

موضح قرآن ف یعنی اگر سچا دین تم کو ہے تو کہنے سے کیا ہوگا جس سے معاملہ ہے وہ آپ خبردار ہے ۱۲ منہ رح ف۲ جو نیکی اپنے ہاتھ سے ہو اپنی تعریف نہیں رب کی تعریف ہے جس نے وہ نیکی کروائی ۱۲ منہ رح

اظہار ایمان سے آدمی مومن نہیں بن جاتا، بلکہ مؤمنین کاملین تو وہ ہیں جو دل و جان سے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں اور پھر توحید و رسالت اور تمام ضروریاتِ دین کے بارے میں ان کے دلوں میں کوئی شک وشبہ یا کھٹکا پیدا نہ ہو۔ اور جب کبھی ضرورت پیش آجائے تو اللہ کی راہ میں مال و جان سے جہاد کرنے میں پیش پیش ہوں۔ یہ لوگ ہیں حقیقت میں سچے اور پکے مومن۔ ای ھم الذین ایمانھم ایمان صدق وحق (مدارک ج ۴ ص ۱۳۳)

۱۵ قل اتعلمون۔ الآیۃ۔ زجر برائے اعراب۔ آپ ان سے فرمادیں کیا تم (امنا ہم ایمان لے آئے ہیں) کہہ کر خدا کو بتانا چاہتے ہو کہ تم ایمان لا چکے ہو؟ تو کیا اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان کی ہر چیز کو جانتا ہے اور جسے ہر بات معلوم ہے، وہ تمہارے دلوں کے پوشیدہ نفاق کو نہیں جانتا؟ وہ خوب جانتا ہے کہ تمہارا یہ دعوائے ایمان محض زبانی ہے اور تمہارے دلوں میں ابھی تک ایمان نہیں اترا۔

۱۶ یمنون علیک۔ الآیۃ۔ یہ بھی زجر ہے۔ یہ اعرابی اپنے اسلام لانے سے آپ کو اپنا ممنونِ احسان بنانا چاہتے ہیں۔ آپ فرمادیں اپنے اسلام کا مجھ پر احسان نہ رکھو، بلکہ اگر واقعی تم ادعائے ایمان میں سچے ہو، تو پھر تو اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہے جس نے تمہیں ایمان لانے کی توفیق دی، اس لئے تم مجھ پر احسان رکھنے کے بجائے تمہیں اللہ کا شکر بجا لانا چاہئیے جو تمہیں کفر سے نکال کر اسلام میں لے آیا۔

۱۷ ان اللہ۔ الآیۃ۔ آخر میں مسئلہ توحید کا علی وجہ الترقی بیان ہے سورۂ محمد میں فرمایا لا الہ الا اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے بعد سورۂ فتح میں فرمایا تسبحوہ یعنی معبود وہی ہے کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور یہاں سورۂ حجرات میں فرمایا ان اللہ یعلم (الآیۃ) یعنی عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا معبود اور کارساز بھی وہی ہے کسی کو اسکی عبادت میں شریک نہ بناؤ اور حاجات و مشکلات میں اس کے سوا کسی کو غائبانہ مت پکارو۔

سورۂ حجرات میں آیت توحید

۱۔ ان اللہ یعلم غیب السمٰوٰت والارض ط واللہ بصیر بما تعملون o نفی شرک اعتقادی۔

سورۃ ق

ربط | سورۃ محمدؐ، فتح اور حجرات ایک حصّہ تھا جس میں مسئلہ جہاد کا ذکر تھا اب سورۃ ق، الذاریات اور الطور ایک الگ حصّہ ہے جس میں حشر و نشر اور جزاء و سزاء کا ذکر ہوگا۔ دوسرے حصّے کا پہلے حصّے کے ساتھ ربط یہ ہے کہ پہلے حصّے کا مضمون یہ تھا کہ مشرکین سے جہاد کرو، اس لئے کہ وہ شرک کرتے ہیں اور انہوں نے اللہ کے سوا کئی اور الٰہ بنا رکھے ہیں۔ اب دوسرے حصّے میں یہ مذکور ہوگا کہ شرک کرنے کے علاوہ وہ قیامت اور جزاء و سزا کا بھی انکار کرتے ہیں۔ مشرکین توحید کا بھی انکار کرتے تھے اور قیامت کا بھی۔

خلاصہ | دعویٰ سورت یعنی حشر و نشر پر دو عقلی دلیلیں پہلی مفصل اور دوسری مختصر۔ ابتداء میں کفار کے لئے زجر اور آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ اور درمیان میں دعویٰ توحید کا ذکر علی سبیل الترقی بنسبت سُوَر سابقہ، منکرین دعویٰ (کذالك الخروج) کیلئے تخویف دنیوی و اخروی اور ماننے والوں کیلئے بشارت اور ذکر واقعات اشارۃً۔

تفصیل

سورۃ ق، الذاریات اور الطور تینوں سُورتوں میں ایک ہی مضمون مذکور ہے یعنی ثبوت قیامت پھر اس مضمون کے تین حصّے ہیں اوّل حشر و نشر یہ سورۃ قٓ میں کذالك الخروج (ع ۲۶) میں مذکور ہے۔ دوم جزاء سوم سزا۔ سورہ الذاریات میں جزاء و سزاء کا وقوع ثابت کیا گیا ہے۔ وان الدین لواقع (ع ۱) اور سورۃ الطور میں سزاء کا ذکر ہے۔ ان عذاب ربك لواقع (ع ۱)

قٓ والقرآن المجید یہ ترغیب مع زجر ہے۔ یہ جلال و عظمت والا قرآن شاہد ہے کہ آپ سچے رسول ہیں اور قیامت ضرور آئیگی اس کے بعد شبے کی تو کوئی گنجائش نہ تھی، لیکن وہ محض از راہِ عناد اعتراض کرتے ہیں کہ رسول بشر ہے اس لئے ہم نہیں مانتے فقال الکفرون الخ یہ شکویٰ ہے۔ کافر کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنا بڑی ہی عجیب بات ہے جب ہم مر کر مٹی ہوجائیں گے تو پھر دوبارہ زندگی حاصل کرنا تو بعید از فہم بات ہے قد علمنا ما تنقص الخ جواب شکویٰ ہے۔ مرنے والوں کو ہم خوب جانتے ہیں ان کے ابدان کا ذرّہ ذرّہ ہمیں معلوم ہے۔ ہم ایک ایک کو دوبارہ زندہ کرلیں گے بل کذبوا بالحق الآیۃ۔ انہوں نے حشر و نشر کا انکار کیا ہے جو کہ حق صریح ہے اور انکار کی ان کے پاس کوئی معقول دلیل نہیں۔

افلم ینظروا الی السماء ــــ تا ــــ واحیینا بہ بلدۃ میتا (ع ۱) یہ حشر نشر پر پہلی اور مفصل عقلی دلیل ہے یہ منکرین قیامت اس میں غور نہیں کرتے کہ ہم نے آسمانوں کو کس طرح محفوظ و محکم بنایا، زمین کو پیدا کرکے اس پر پہاڑ رکھدیئے اور اس میں ترو تازہ پھل پیدا کئے، ہم آسمان سے مینہ برسا کر باغات اور غلّے پیدا کرتے ہیں اور بارش سے مردہ زمین کو زندگی اور تازگی عطاء فرماتے ہیں۔ کذالك الخروج یہ سورت کا دعویٰ ہے۔ یعنی جس طرح ہم مذکورہ بالا کاموں پر قدرت رکھتے ہیں اسی طرح مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہیں اور جس طرح ہم نے مینہ برسا کر مردہ اور بنجر زمین میں جان ڈالدی اور اس سے طرح طرح کی سبزیاں اور درخت اگائے، اسی طرح ہم مردوں کو دوبارہ زندہ کرکے زمین سے نکال لیں گے۔

کذبت قبلھم ــ تا ــ فحق وعید ○ یہ تخویف دنیوی ہر بل کذبوا بالحق سے متعلق ہے۔ کفار قریش سے پہلے بہت سی قومیں گذر چکی ہیں مثلاً قوم نوح ع، اصحاب الرس، ثمود، عاد، قوم فرعون، قوم لوط، اصحاب الایکہ اور قوم تبّع ان سب نے پیغمبروں کی تکذیب کی، اللہ کی توحید اور حشر و نشر کا انکار کیا تو دنیا ہی میں سب پر اللہ کی گرفت آگئی۔ افعیینا بالخلق الاول الخ یہ زجر ہے۔ کیا ہم پہلی بار انسانوں کو پیدا کرکے تھک گئے ہیں کہ اب دوبارہ انھیں پیدا کرنے کی ہم میں قدرت باقی نہیں رہی؟ نہیں یہ بات نہیں، بلکہ کافروں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندگی میں شک ہے۔

ولقد خلقنا الانسان ــــ تا ــــ وتقول ھل من مزید ○ (ع ۳) یہ تخویف اخروی ہے۔ ہم انسان کی پیدائش سے لیکر اس کے تمام ظاہری اور باطنی اعمال کو جانتے ہیں، اسکی ہر بات کو قلمبند کرنے کے لئے دائیں بائیں فرشتے متعین ہیں جب اس پر موت کا وقت آئیگا تو اسے کہا جائیگا یہی وہ چیز ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔ قیامت کے دن جب اسے دوبارہ زندہ کیا جائیگا تو اس سے کہا جائیگا کہ تو آج کے دن سے غافل تھا۔ آج تیری آنکھوں سے پردہ اٹھا دیا گیا ہے اور حقیقت تیرے سامنے عیاں ہے پھر حکم ہوگا کہ ایسے سرکشوں، شریروں اور حق کے دشمنوں کو جنہوں نے اللہ کے سوا اور الٰہ بنائے، سخت ترین عذاب میں ڈالدو الذی جعل مع اللہ الٰھا اٰخر میں مسئلہ توحید کا بیان ہے علی سبیل الترقی۔ جب ان سرکش کفار و مشرکین کو جہنم میں ڈالدیا جائیگا تو جہنم ھل من مزید کا نعرہ لگائیگا کہ میرا پیٹ ابھی نہیں بھرا مجھے اور سرکش چاہئیں۔

وازلفت الجنۃ ــــ تا ــــ ولدینا مزید ○ یہ ایمان والوں کیلئے بشارت اخرویہ ہے۔ جنّت کو شرک سے بچنے والوں کے قریب کردیا جائیگا اور ان سے کہا جائیگا کہ یہ ہے جنّت جس کا اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ہر مومن سے وعدہ کیا گیا تھا اے خدا سے ڈرنے والو! امن و سلامتی کے ساتھ ان میں داخل ہوجاؤ اور اس میں ہمیشہ رہو۔ ان کو جنت میں خواہش کی ہر چیز ملے گی اور وہاں ان کی خواہشوں سے بڑھ کر نعمتیں ہوں گی۔

وکم اھلکنا قبلھم ـــــ تا ـــــ وھو شھید ٥ یہ بھی تخویف دنیوی ہے۔ ہم نے ان مکے والوں سے زیادہ طاقتور قوموں کو تباہ و برباد کیا مگر کوئی ان کو ہماری گرفت سے چھڑا نہ سکا۔ اس میں ہر عقلمند اور توجہ سے کام لینے والے کیلئے عبرت و نصیحت ہے۔ ولقد خلقنا السمٰوٰت۔ الآیۃ۔ یہ ثبوت قیامت پر دوسری اور مختصر عقلی دلیل ہے۔ ہم نے اس ساری کائنات کو صرف چھ دنوں میں پیدا کر لیا اور ہم تھکے نہیں تو انسانوں کو دوبارہ پیدا کر لینا کونسا مشکل کام ہے جو ہم سے نہ ہو سکے گا۔ ؟ فاصبر علی ما یقولون۔ الآیتین۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے۔ آپ منکرین کے طعن و تشنیع پر صبر کریں اور اللہ کی عبادت اور اسکی تسبیح و تحمید میں مصروف رہیں اور

عَجِيبٌ ۝٢ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ
ہے کیا جب ہم مرچکیں اور ہو جائیں مٹی یہ پھر آنا

بَعِيدٌ ۝٣ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَ
بہت دور ہے ہم کو ؎۱ معلوم ہے جتنا گھٹاتی ہے زمین ان میں سے ف۱ اور

عِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيظٌ ۝٤ بَلْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا
ہمارے پاس کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے ف۲ کوئی نہیں پر جھٹلاتے ہیں ؎۲ سچے دین کو جب

جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيجٍ ۝٥ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى
ان تک پہنچا سو وہ پڑ رہے ہیں الجھی ہوئی بات میں کیا نہیں دیکھتے ؎۳ آسمان

السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ
کو اپنے اوپر کیسا ہم نے اسکو بنایا اور رونق دی اور اس میں نہیں کوئی

فُرُوجٍ ۝٦ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ
سوراخ اور زمین کو پھیلایا اور ڈالے اس میں بوجھ

وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيجٍ ۝٧ تَبْصِرَةً وَّ
اور اگائی اس میں ہر ہر قسم کی رونق کی چیز سمجھانے کو اور

ذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۝٨ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ
یاد دلانے کو اس بندہ کے لئے جو رجوع کرے اور اتارا ہم نے ؎۴ آسمان سے

مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيدِ ۝٩
پانی برکت کا پھر اگائے ہم نے اس سے باغ اور اناج جس کا کھیت کاٹا جاتا ہے ف۲

وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ ۝١٠ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ
اور کھجوریں لمبی ان کا خوشہ ہے تہ پر تہ روزی دینے کو بندوں کے

وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوجُ ۝١١ كَذَّبَتْ
اور زندہ کیا ہم نے اس سے ایک مردہ دیس کو یونہی ہوگا نکل کھڑے ہونا ف۳ جھٹلا چکے ؎۵

انتظار کریں کہ قیامت کے دن ان کا کیا حشر ہوگا جب صور پھونکا جائیگا تو سب اٹھ کھڑے ہونگے۔ انا نحن نحی الخ موت وحیات ہمارے اختیار میں ہے۔ قیامت کے دن زمین پھٹ جائیگی اور سب لوگ تیزی سے نکلتے آئینگے ہمارے لئے تو یہ بہت ہی آسان ہے نحن اعلم بما یقولون۔ الآیۃ۔ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے۔ ہم ان کی باتوں کو خوب جانتے ہیں آپ ان کی پرواہ نہ کریں اور ایمان والوں کو قرآن سے نصیحت فرماتے رہیں ؎۱ قٓ والقرآن المجید ٥ یہ ترغیب مع زجر ہے۔ المجید ذو المجد والشرف (مدارک، روح) بزرگی اور شرف والا۔ ایسا کلام، جو صفاتِ جلالیہ کا حامل ہے اور جس سے صاحبِ کلام کا جلال و جبروت اور کبریائی و عظمت نمایاں ہے جواب قسم محذوف ہے۔ اخفش، مبرد اور زجاج کے نزدیک لتبعثن (خازن) ابوحیان کے نزدیک انك جئتهم منذرا بالبعث (بحر ج ۸ ص ۱۲۰) حضرت شیخ رحمہ اللہ کے نزدیک انك لرسول حق وان الساعة لاتية۔ یعنی یہ صفاتِ جلالیہ کا حامل قرآن شاہد ہے کہ قیامت ضرور آئیگی اور آپ سچے رسول ہیں ؎۲ بل عجبوا۔ یہ شکوی ہے بل اضراب کے لئے ہے اور اس کا معطوف علیہ محذوف ہے ای فشکوا بل عجبوا الخ (روح ج ۲۶ ص ۱۷۲) یعنی قرآن کی شہادت کے باوجود ان کو قیامت میں شک ہے، نہیں شک بھی نہیں، بلکہ صرف اس لئے نہیں مانتے کہ انہیں ایک بشر کے رسول ہونے پر حیرت و تعجب ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ما بقی موضع شبهة بل عجبوا الخ یعنی ان کا انکار کسی شبہے پر مبنی نہیں کیونکہ شبہے کی گنجائش ہی نہیں بلکہ انھیں تعجب ہے کہ انہی میں سے ایک بشر ان کے پاس رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ فقال الکٰفرون الخ یہ ان کے تعجب کی تفسیر اور محل تعجب کا بیان ہے۔ جب کفار سے کہا گیا کہ تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو کہنے لگے یہ تو بڑی ہی حیرت انگیز بات ہے۔ ءاذا متنا الخ اذا کی جزا مقدر ہے ای نخشر (الشیخ) یا نرجع (روح) کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو پھر بھی اٹھائے

؎۱ جواب شکوی ۱۲۔
؎۲ اضراب از بل عجبوا۔ ۱۲۔
؎۳ حشر و نشر پر پہلی اور مفصل عقلی دلیل ۱۲۔
؎۴ ... ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ یعنی سارے مٹی نہیں ہو جاتے جان سلامت رہتی ہے ۱۲ منہ رح ف۲ اناج وہی جس کے ساتھ اس کا کھیت کبھی کٹ جاوے اور درخت پھل ٹوٹ کر قائم رہتا ہے ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی قبر سے نکلنا ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی آنچہ میخورد از جثۂ ایشان ۱۲۔ ف۲ یعنی لوح محفوظ ۱۲۔

جائیں گے؟ یہ بات تو بالکل ناممکن اور غیر معقول ہے اور عقل و امکان سے بہت دُور ہے بعید عن العقل (السّراج) بعید عن الامکان (بیضاوی، روح)

۵۴ قد علمنا۔ الآیۃ۔ یہ جواب شکوی ہے۔ یہ کفار کے اس استبعاد کا رد ہے کہ جب ہم مرکر مٹی ہوجائیں گے تو پھر کس طرح زندہ ہوں گے۔ فرمایا مُردوں کے اجساد کے جو حصّے زمین کھا جاتی ہے وہ ہمیں خوب معلوم ہیں کوئی ذرّہ ہمارے علم سے باہر نہیں۔ اس لئے انکو دوبارہ زندہ کرلینا ہمارے لئے کوئی مشکل نہیں ای ما تاکل الارض من لحومھم و دمائھم وعظامھم لا یعزب عن علمنا شئی (معالم وخازن ج ۶ ص ۲۳۴) رد لاستبعادھم الرجع لان من لطف علمہ حتی علم ما تنقص الارض من اجساد الموتی و تأکلہ من لحومھم وعظامھم کان قادرا علی رجعھم احیاء کما کانوا (مدارک ج ۴ ص ۱۴۴) ہمارے پاس ایک ایسی کتاب بھی ہے جس میں تمام تفاصیل اشیاء اور اعمال بنی آدم محفوظ ہیں۔ اس سے مراد لوح محفوظ اور علم الٰہی ہے حاصل یہ ہے کہ ہر چیز علم الٰہی میں موجود ہے۔

۵۵ بل کذبوا۔ الآیۃ۔ یہ بل عجبوا سے اضراب ہے۔ الحق الامر الظاھر البین اور اس سے مراد بعث بعد الموت ہے المراد بالحق الاخبار بالبعث (روح ج ۲۶ ص ۱۷۵) مریج مضطرب، ملبس، مختلط (خازن، روح) مریج فاسد یقال مرجت امانات الناس ای فسدت (صراح) قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ انہوں نے حشر و نشر پر نہ صرف تعجب و حیرت کا اظہار کیا ہے بلکہ اس واضح اور روشن حقیقت کا صاف صاف انکار کیا ہے اور وہ اس بارے میں مضطرب اور متردد ہیں کبھی شک و تعجب کا اظہار کرتے ہیں اور کبھی صاف انکار کر دیتے ہیں یا وہ ایک غلط اور باطل خیال پر قائم ہیں۔

۵۶ افلم ینظروا ــــ تا ــــ و احیینا بہ بلدۃ میتا ط یہ ثبوت قیامت اور حشر نشر پر پہلی اور مفصل عقلی دلیل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو ان تمام امور پر قادر ہے، وہ مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ افلم ینظروا الی السماء الخ یہ عالم علوی سے استدلال ہے۔ کیا ان منکرین نے اپنے اوپر آسمان کی طرف کبھی نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے کس خوبی سے محکم بنایا اور ستونوں کے بغیر اسے تھام رکھا ہے۔ اور جگمگاتے ستاروں سے اسے زینت و آرائش بخشی ہے اور اس میں کوئی سوراخ اور شگاف نہیں۔ والارض مددنھا۔ الآیۃ۔ یہ عالم سفلی کی طرف اشارہ ہے اور زمین کو ہم نے کس طرح بچھا دیا ہے اور اس پر پہاڑ رکھ دیئے ہیں تاکہ اس میں اضطراب پیدا نہ ہو اور اس میں ہم نے ہر قسم کا تر و تازہ سبزہ پیدا کیا جس سے زمین کی خوبصورتی اور رونق میں اضافہ ہوگیا۔

تبصرۃ و ذکری۔ الآیۃ۔ یہ مذکورہ بالا افعال کی علت ہے یعنی ہم نے یہ سب کچھ اس لئے کیا ہے تاکہ خدا کی طرف رجوع کرنیوالے اور سمجھنے کا ارادہ رکھنے والے ہر بندے کو سمجھائیں اور نصیحت کریں۔

۵۷ و نزلنا من السماء۔ یہاں پھر عالم علوی کا ذکر ہے۔ مبارکا۔ کثیر المنافع۔ الحصید کھیتی جو پکنے کے بعد کاٹی جاتی ہے۔ باسقات، بلند۔ طلع نضید پھل کے تہ بتہ گچھے۔ اور ہم نے آسمان سے مینہ برسایا جس میں بے شمار برکات و منافع ہیں اور اس کے ذریعے سے لہلہاتے باغات اور مختلف اقسام کے غلوں کے سرسبز و شاداب کھیت پیدا کئے اور کھجور کے بلند و بالا درخت پیدا کئے۔ پھل کے تہ بتہ خوشوں سے لدے ہوتے ہیں۔ یہ سب بندوں کی روزی کا سامان ہے۔ و احیینا بہ الخ یہاں پھر عالم سفلی سے دلیل لائی گئی ہے اور اس باران رحمت سے ہم مردہ اور بنجر زمین میں جان ڈال دیتے ہیں اور اسے زرخیز اور قابل کاشت بنا دیتے ہیں۔ کذلک الخروج ۵ یہ سورت کا مرکزی دعوی ہے۔ جس طرح بارش سے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے اسی طرح مُردے زندہ ہوکر زمین سے نکلیں گے۔ ای کما حییت ھذہ البلدۃ المیتۃ کذلک تخرجون احیاء بعد موتکم (مدارک ج ۴ ص ۱۴۴)

۵۸ کذبت قبلھم ــــ تا ــــ فحق وعید ۵ یہ تخویف دنیوی ہے برائے مکذبین رسل و منکرین قیامت۔ اور یہ بل کذبوا بالحق سے متعلق ہے یعنی اقوام گذشتہ کی طرح کفار قریش بھی قیامت اور حشر و نشر کا انکار کر رہے ہیں۔ جس طرح ان سرکش قوموں پر اللہ کا عذاب آیا۔ اسی طرح کفار قریش پر بھی آئے گا۔ اصحاب الرس یہ لوگ ایک کنوئیں پر آباد تھے اور بُت پرستی کرتے تھے۔ ان کی طرف حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام مبعوث ہوئے (بیضاوی، روح) اصحاب الایکۃ۔ ان کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ قوم تبع۔ تبع حمیری مراد ہے جو ایمان لا چکا تھا، لیکن اس کی دعوت اور کوشش کے باوجود اسکی قوم ایمان نہ لائی۔ کل کذب الرسل الخ ان میں سے ہر قوم نے اپنے اپنے پیغمبر کو جھٹلایا اور ان کے آوردہ پیغام توحید اور حشر و نشر وغیرہ کا انکار کیا تو وعدۂ عذاب ان پر ثابت ہو گیا اور ان کو مختلف انواع عذاب سے دنیا میں تباہ و برباد کر دیا گیا۔

ف۹ افعیینا ۔ الآیۃ۔ یہ زجر ہے۔ منکرین قیامت بعث بعد الموت کو نہیں مانتے۔ کیا ان کا خیال ہے کہ ہم مخلوق کو پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے اور اب دوبارہ پیدا کرنیکی ہم میں قدرت باقی نہیں رہی۔ ؟ بل ھم فی لبس الخ نہیں یہ بات نہیں، ہماری قدرت میں تو کوئی فرق نہیں آیا۔ بلکہ وہ خود ہی دوسری پیدائش یعنی بعث بعد الموت کے بارے میں شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں اور اسے بعید از قیاس سمجھے بیٹھے ہیں ف۱۰ ولقد خلقنا ــــ تا ــــ وتقول ھل من مزید یہ تخویف اخروی ہے نفسہ کے بعد محاسبہ مقدر ہے قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ یعنی ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم اس کے دل کے وساوس و خطرات کو بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ ہم اس کا محاسبہ کریں گے حبل الورید میں اضافت بیانی ہے اور اس سے مراد رگِ حیات ہے جو سر سے شروع ہو کر حلق سے گذرتی ہوئی دل تک پہنچتی ہے اذ یتلقی میں اذ، اقرب سے متعلق ہے۔ یعنی جب آدمی کے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے کراماً کاتبین اسکی باتیں لکھ رہے ہوتے ہیں اس وقت ہم اسکی رگِ حیات سے بھی زیادہ اس کے قریب ہوتے ہیں۔ مایلفظ من قول الخ آدمی جو بات بھی زبان سے نکالتا ہے اسے لکھنے کیلئے ایک نگران ہر وقت تیار رہتا ہے۔ نیک بات ہو تو صاحب الیمین (دائیں جانب والا) اور اگر گناہ کی بات ہو تو صاحب الشمال (بائیں جانب والا) لکھ لیتا ہے۔

قبلهم قوم نوح واصحب الرس وثمود ﴿۱۲﴾ وعاد

جھٹلا چکے ہیں ان سے پہلے نوح کی قوم اور کنوئیں والے اور ثمود اور عاد

وفرعون واخوان لوط ﴿۱۳﴾ واصحب الايكة و

اور فرعون اور لوط کے بھائی اور بن کے رہنے والے اور

قوم تبع كل كذب الرسل فحق وعيد ﴿۱۴﴾

تبع کی قوم ان سب نے جھٹلایا رسولوں کو پھر ٹھیک پڑا میرا ڈرانا

افعيينا بالخلق الاول بل هم في لبس من خلق

اب کیا ہم تھک گئے پہلی بار بنا کر ف۹ کوئی نہیں ان کو دھوکہ ہے ایک نئے بنانے

جديد ﴿۱۵﴾ ع ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس

میں اور البتہ ہم نے بنایا انسان کو ف۱۰ اور ہم جانتے ہیں جو باتیں آتی رہتی

ع ۱۵ / ۱۵

به نفسه ونحن اقرب اليه من حبل الوريد ﴿۱۶﴾

ہیں اس کے جی میں اور ہم اس سے نزدیک ہیں دھڑکتی رگ سے زیادہ ف۱

اذ يتلقى المتلقيان عن اليمين وعن الشمال

جب لیتے جاتے ہیں دو لینے والے داہنے بیٹھا اور بائیں

قعيد ﴿۱۷﴾ ما يلفظ من قول الا لديه رقيب

بیٹھا ف۲ ف۱ نہیں بولتا کچھ بات جو نہیں ہوتا اس کے پاس ایک راہ دیکھنے

عتيد ﴿۱۸﴾ وجاءت سكرة الموت بالحق ذلك

والا تیار ف۳ ف۲ اور وہ آئی بیہوشی موت کی ف۱۱ تحقیق یہ وہ

ما كنت منه تحيد ﴿۱۹﴾ ونفخ في الصور ذلك يوم

ہے جس سے تو ٹلتا رہتا تھا اور پھونکا گیا صور یہ ہے دن

الوعيد ﴿۲۰﴾ وجاءت كل نفس معها سائق وشهيد ﴿۲۱﴾

ڈرانے کا اور آیا ہر ایک جی اس کے ساتھ ہے ایک ہانکنے والا اور ایک احوال بتلانے والا ف۱

ف۱ زجر ۱۲۔

ف۲ تخویف اخروی ۱۲۔

ف۱۱ وجاءت ۔ الآیۃ۔ یہ سکرات الموت کا منظر ہے ذلک سے پہلے یقال لہ مقدر ہے۔ بالحق ای حقیقۃ الامر (بیضاوی) یعنی موت کی شدت حقیقتہً اور واقعۃً ضرور آئیگی اس وقت منکرین بعث سے کہا جائے گا کہ یہی وہ موت ہے جس سے تم بھاگتے تھے اور جو قیامت اور حشر و نشر کا دیباچہ ہے۔ ونفخ فی الصور الخ اس کے بعد صور پھونکا جائیگا اور یہ وعید عذاب کے پورا ہونے کا دن ہوگا۔ اس سے مراد نفخہ ثانیہ ہے جس سے ساری مخلوق ایک دم جی اٹھے گی۔ وجاءت کل نفس۔ الآیۃ۔ اس کے بعد ہر شخص میدان حشر میں حاضر ہوگا اور ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے ایک اسے میدان حشر کی طرف لیکر جائیگا اور دوسرا اس کے اعمال کا گواہ ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے اس سے نیکیاں اور برائیاں لکھنے والے دو فرشتے مراد ہیں ایک سائق ہوگا اور دوسرا شہید۔ وفی حدیث اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ عن جابر مرفوعا تصریح بان ملک الحسنات وملک السیئات احدھما سائق والاخر شھید (روح ج ۲۶ ص ۱۸۳)

موضح قرآن ف۱ گردن کی رگ مراد ہے جس میں جان پھرتی ہے دل سے دماغ تک اس کے کٹنے سے موت ہے اللہ اندر سے نزدیک ہے اور رگ آخر باہر ہے جان سے ۱۲ منہ رح ف۲ جو اس کے منہ سے نکلے وہ لکھ لیتے ہیں نیکی داہنے والا اور بدی بائیں والا ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی لکھنے کو تیار ہے ۱۲ منہ ف۴ ایک فرشتہ ہانکے لاتا ہے اور ایک پاس نامۂ اعمال ساتھ ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی کرام الکاتبین ۱۲ ف۲ مترجم گوید یعنی اگر کلمۂ حق باشد فرشتہ دستِ راست می نویسد و اگر کلمۂ باطل باشد فرشتہ دست چپ مینویسد، واللہ اعلم ۱۲ ف۳ مراد جنس روان کنندہ و گواہی دہندہ است ۱۲۔

ف۱۲ لقد کنت۔ الآیۃ۔ اس سے پہلے یقال لہ مقدر ہے (روح) ھذا سے کتاب اعمال (حضرت الشیخ) یا یوم حشر مراد ہے مجرم کے ہاتھ میں اس کا اعمالنامہ تھما کر اس
سے کہا جائیگا کہ تو اب تک اس سے بے خبر رہا یا یوم حشر سے غافل رہا آج ہم نے تیری آنکھوں سے پردہ ہٹا دیا ہے اور تیری نظر تیز ہو چکی ہے اور تو اپنا اعمالنامہ
خود پڑھ سکتا ہے اور شدائد حشر اور انواع عذاب کا خود مشاہدہ کر رہا ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ہر کافر کو بھی بصیرت حاصل ہو جائیگی اور وہ حق کو مان لیں گے
لیکن باوجود کل احد یکون یوم القیامۃ مستبصرا حتی الکفار فی الدنیا یکونون یوم القیامۃ علی الاستقامۃ لکن لا ینفعھم ذلک (ابن کثیر ج

لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ
تو بے خبر رہا ۱۲ اس دن سے اب کھولدی ہم نے تجھ پر سے تیری اندھیری
فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿٢٢﴾ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ
سو تیری نگاہ آج تیز ہے اور بولا فرشتہ اس کے ۱۳ ساتھ والا یہ جو میرے پاس
عَتِيْدٌ ﴿٢٣﴾ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿٢٤﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ
تھا حاضر ف۱ ڈالدو تم دونوں دوزخ میں ہر ناشکر مخالف کو ف۲ نیکی سے روکنے
مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ﴿٢٥﴾ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ
والا حد سے بڑھنے والا شبہ ڈالنے والا جس نے ٹھہرایا ۱۴ اللہ کے ساتھ اور کو پوجنا سو ڈالدو اس کو
فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ﴿٢٦﴾ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَ
سخت عذاب میں بولا شیطان ف۲ اسکا ساتھی اے رب ہمارے میں نے اسکو شرارت میں نہیں ڈالا
لٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ﴿٢٧﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ
پر یہ تھا راہ کو بھولا دور پڑا ہوا ف۳ فرمایا جھگڑا نہ کرو ۱۵ میرے پاس
وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿٢٨﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ
اور میں پہلے ہی ڈرا چکا تھا تمکو عذاب سے بدلتی نہیں بات میرے پاس
وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٢٩﴾ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ
اور میں ظلم نہیں کرتا بندوں پر ف۴ جس دن ہم کہیں دوزخ کو ۱۶ تو
امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿٣٠﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ
بھر بھی چکی اور وہ بولے کچھ اور بھی ہے ف۵ ف۳ اور نزدیک لائی جائے ۱۷ بہشت
لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿٣١﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ
ڈرنے والوں کے واسطے دور نہیں یہ ہے جسکا وعدہ ہوا تھا تم سے ہر ایک رجوع رہنے والے یاد
حَفِيْظٍ ﴿٣٢﴾ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ﴿٣٣﴾
رکھنے والے کیواسطے جو ڈرا رحمٰن سے ۱۸ بن دیکھے اور لایا دل رجوع ہونیوالا

ع ۱۴ / ۱۶

منزل ۷

(حاشیہ:) ۱۔ بیان توحید یعنی سبیل الترقی ۱۲۔
(حاشیہ:) ۲۔ بشارت اخروی ۱۲۔

۴ ص ۳۲۵) ف۱۳ وقال قرینہ۔ الآیۃ۔ قرین سے مراد فرشتہ ہے جو آدمی کے اعمال پر مؤکل ہے وہ کافر کا اعمالنامہ پیش کر کے عرض کرے گا کہ میرے پاس تو یہی اس کے اعمال ہیں جو کمی بیشی کے بغیر حاضر ہیں۔ القیا فی جھنم۔ بعض کے نزدیک القیا صیغہ واحد ہے اور الف نون ثقیلہ سے مبدل ہے۔ اور بعض کے نزدیک تثنیہ تکرار کے لئے ہے برائے افادۂ تاکید (روح) اور بعض کے نزدیک صیغہ تثنیہ ہے لیکن خطاب واحد کو ہے کیونکہ عرب عام طور پر واحد کو صیغہ تثنیہ سے خطاب کرتے ہیں (ابن کثیر) امام ابن جریر اور دیگر حضرات کے نزدیک خطاب تثنیہ سائق اور شہید سے ہے (ابن جریر) اور حضرت الشیخ قدس سرہ فرماتے ہیں تثنیہ حقیقت پر محمول ہے اور اس سے تکرار وغیرہ مراد نہیں بلکہ اس سے وہ دونوں فرشتے مراد ہیں جو سر اور پاؤں سے پکڑ کر اسے دوزخ میں پھینکیں گے جیسا کہ ارشاد ہے۔ یعرف المجرمون بسیمٰھم فیؤخذ بالنواصی والاقدام (الرحمٰن ع ۲) للہ در الشیخ رح افاد فاجاد۔ عنید۔ سرکش، مناع للخیر اسلام سے شدت کے ساتھ روکنے والا، معتد بے انصاف حدود حق سے تجاوز کرنے والا اور توحید کا منکر۔ مریب اللہ کی وحدانیت اور حشر ونشر میں شک کرنیوالا اور دوسروں کو شبہات میں ڈالنے والا (ابن کثیر، بیضاوی، مظہری خازن) ان دونوں فرشتوں کو حکم ہوگا کہ ان بدبختوں کو جہنم کے سخت ترین عذاب میں ڈالدو۔ یہ ان تمام برائیوں سے بڑھ کر خدا کے ساتھ شرک بھی کیا کرتے تھے۔

ف۱۴ الذی جعل۔ الآیۃ۔ مسئلہ توحید کا ذکر ہے علی سبیل الترقی بنسبت شور سابقہ یعنی جس نے اللہ کے سوا کسی اور کو معبود اور کارساز بنایا اور غیر اللہ متصرف ومختار جان کر حاجات ومصائب میں پکارا اسے سخت ترین عذاب میں پھینک دو۔ قال قرینہ۔ الآیۃ
یہاں قرین سے شیطان مراد ہے یہ ایک کلام مقدر کا جواب ہے۔ کافر معذرت کرے گا کہ بارے الہا! میرا کوئی قصور نہیں، مجھے تو شیطان نے گمراہ کیا ہے تو شیطان (قرین) جواب دیگا ہمارے پروردگار! میں نے اسے گمراہ نہیں کیا، بلکہ وہ خود گمراہ تھا اور راہ ہدایت سے کوسوں دور تھا (مدارک، روح) ف۱۵ قال لا تختصموا

موضح قرآن ف۱ وہ فرشتہ اعمال حاضر کرے گا۔ ف۲ یہ ساتھی شیطان ہے آپ کو بے گناہ کیا چاہتا ہے ف۳ بدلتی نہیں بات یعنی کافر بخشا نہیں جاتا ۱۲ منہ رح ف۴ دوزخ کا پھیلاؤ اس قدر لوگوں سے نہ بھریگا۔ ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ف۱ عادت پادشاہان است کہ اسیر را پیش ایشان دو دو کس گرفتہ می آرند ازین جہت دو فرشتہ را خطاب شود ۱۲ ف۲ یعنی از شیاطین الانس والجن ۱۲ ف۳ یعنی ہر چند در و اندازند زیادہ طلب کند ۱۲۔

حکم ہوگا اب مت جھگڑو، اب جھگڑنے سے کوئی فائدہ نہیں، میں تم سب کیلئے دنیا ہی میں عذاب کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ اس سے لاملئن جھنم منك وممن تبعك منهم اجمعين (سورہ ص) مراد ہے (خازن، روح) اس لئے تم سب تابع و متبوع جہنم میں جاؤ گے مایبدل القول لدی۔ الآیۃ۔ میرے یہاں فیصلے تبدیل نہیں ہوا کرتے۔ میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ ابلیس کی پیروی کرنے والوں کو جہنم کا ایندھن بناؤنگا اور میں بندوں پر ظلم بھی نہیں کرتا اور کسی کو ناکردہ گناہ کی سزا نہیں دیتا ہوں۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں القول میں الف لام عہد خارجی کے لئے ہے اور اس سے القیا فی جھنم الخ والا قول مراد ہے

ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ۖ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ﴿٣٤﴾ لَهُم مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا وَ
چلے جاؤ اس میں سلامت یہ دن ہے ہمیشہ رہنے کا ف ان کو واسطے ہے وہاں جو وہ چاہیں اور
لَدَيْنَا مَزِيدٌ ﴿٣٥﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُم
ہمارے پاس ہے کچھ زیادہ بھی ف اور کتنی تباہ کر چکے ہم ان سے پہلے جماعتیں کہ انکی قوت زبردست تھی
بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِن مَّحِيصٍ ﴿٣٦﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
ان سے پھر لگے کریدنے شہروں میں کہیں ہے بھاگ جانیکو ٹھکانا اس میں
لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ﴿٣٧﴾
سوچنے کی جگہ ہے ف اس کو جس کے اندر دل ہے یا لگائے کان دل لگا کر
وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ
اور ہم نے بنائے ف آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں
وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ ﴿٣٨﴾ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ
اور ہم کو نہ ہوا کچھ تکان سو تو سہتا رہ جو کچھ ف وہ کہتے ہیں اور پاکی بولتا رہ خوبیاں
رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ﴿٣٩﴾ وَمِنَ
اپنے رب کی پہلے سورج کے نکلنے سے اور پہلے ڈوبنے سے ف اور کچھ
اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ﴿٤٠﴾ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ
رات میں بول اسکی پاکی اور پیچھے سجدہ کے ف اور کان رکھ جس دن پکارے ف
الْمُنَادِ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿٤١﴾ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ
پکارنے والا نزدیک کی جگہ سے ف جس دن سنیں گے چنگھاڑ
بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ﴿٤٢﴾ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَ
تحقیق وہ ہے دن نکل پڑنے کا ہم ہیں جلاتے ف اور
نُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ ﴿٤٣﴾ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ
مارتے اور ہم تک ہے سب کو پہنچنا جس دن زمین پھٹ کر نکل پڑیں وہ

یعنی میں ان مجرموں کو جہنم میں ڈالنے کا حکم دے چکا ہوں اور اب اس میں تبدیلی نہیں ہوسکتی ف ١٦ یوم نقول الآیۃ۔ یوم فعل مقدر انذر کا مفعول ہے یا ظلام سے متعلق ہے یعنی اس دن سے لوگوں کو ڈرا دیا جس دن ہم جہنم سے پوچھیں گے کیا کفار و مشرکین سے تیرا پیٹ بھر گیا ہے اور تو سیر ہوگئی ہے اور وہ عرض کرے گی میرا پیٹ تو ابھی نہیں بھرا کیا ابھی مزید کفار و مشرکین ہیں؟ اس دن ہم بندوں سے بے انصافی نہیں کریں گے۔ اور کسی کو بلاقصور سزا نہیں دیں گے ف ١٧ وازلفت ــــ تا ــــ ولدینا مزید ٥ یہ بشارت اخرویہ ہے غیر بعید، مصدر محذوف کی صفت ہے اور ازلفت کا مفعول مطلق ہے برائے تاکید۔ ای ازلافا غیر بعید (روح) جو لوگ شرک اور معاصی سے بچنے والے ہیں جنت بالکل ان کے قریب اور سامنے کر دی جائیگی ھذا ما توعدون۔ الآیۃ۔ اس سے پہلے ویقال لھم مقدر ہے اور ان سے کہا جائیگا یہ ہے وہ جنت جس کا تم میں سے ہر اللہ کی طرف رجوع کرنیوالے اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے توبہ کرنے والے کے لئے وعدہ کیا جاتا تھا۔ قال لی مجاھد: الا انبئك بالاواب الحفیظ؟ ھو الرجل یذکر ذنبه اذا خلا فیستغفر الله تعالیٰ منه (روح ج ٢٦ ص ١٨٩) ف ١٨ من خشی الآیۃ یہ المتقین یا اواب سے بدل ہے (بحر، روح) اس صورت میں ادخلوھا سے پہلے یقال لھم مقدر ہوگا یا مبتدا ہے اور ادخلوھا بتقدیر یقال لھم اسکی خبر ہے (مدارک) یا یہ منادی ہے اور حرف نداء محذوف ہے ای یا من خشی الرحمٰن الخ اور ادخلوھا الخ مقصود بالنداء ہے (الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ) بالغیب یعنی اللہ کو دیکھے بغیر اس کے عذاب سے ڈرتا رہا یعنی خشی عقابه وھو غائب من الله تعالیٰ یعنی فی الدنیا حین لم یرہ (مظہری ج ٩ ص ٧٣) قلب منیب اللہ کی طرف رجوع و انابت کرنیوالا دل۔ یعنی یہ جنت ان لوگوں کے لئے ہے جو بغیر دیکھے

موضح قرآن ف اس دن جس کو جو کچھ ملا سو ہمیشہ رہے گا۔ اس سے پہلے ایک بات پر ٹھہراؤ نہ تھا ١٢ منہ رح ف ٢ جو نعمتیں ان کے خیال میں نہیں ١٢ منہ رح۔ ف ٣ یہ دو وقت یاد کے ہیں اس وقت دعا اور عبادت بہت قبول ہوتی ہے۔ ف ٤ یعنی نماز کے بعد ١٢ منہ رح ف ٥ کہتے ہیں صور پھونکا جاویگا بیت المقدس کے پتھر پر یا اس کی آواز ہر جگہ نزدیک لگے گی ١٢ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف ١ وایں تصویر است آنرا کہ ہمہ در استماع ندا مساوی باشند ١٢۔

خدا کے عذاب سے ڈرتے رہے اور اللہ ہی سے لَو لگائے رکھی، اس کے اوامر کی اطاعت کرتے رہے اور معاصی سے مجتنب رہے۔ بسلام یعنی جنت میں سلامتی کے ساتھ
داخل ہو جاؤ۔ یہاں عذاب اور ہر فکر و غم سے محفوظ و سلامت رہو گے، جنت کی نعمتیں زوال سے محفوظ ہوں گی اور تم موت سے محفوظ ہو گے۔ ذلک یوم الخلود اس
طرح آج کا دن خلود اور دائمی زندگی کی ابتداء ہے۔ لھم ما یشآؤن۔ الآیۃ۔ جنت میں انھیں ہر وہ چیز ملے گی جس کی وہ خواہش کرینگے بلکہ وہاں اور بھی بے شمار نعمتیں
ہوں گی جو اُن کے وہم و خیال اور انکی خواہش سے باہر ہوں گی ۱۹ وکم اھلکنا۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ بطشا۔ قوت یا شدید گرفت۔ نقبوا فی البلاد انہوں
نے مختلف حیلوں اور تدبیروں سے شہروں پر قبضہ جمایا
اور ان کو تابع کر لیا۔ اس صورت میں ھل من محیص
علیحدہ جملہ ہوگا یعنی انہوں نے شہروں کو تو تابع کر لیا لیکن
کیا ہمارے عذاب سے بھی بچ سکے؟ یا مطلب یہ ہے کہ
ہمارے عذاب کے وقت اس سے بچنے کے لئے بہت
حیلے کئے، لیکن کیا ہمارے عذاب سے خلاصی ہوئی ؟
اب یہ جملہ ماقبل کے ساتھ مرتبط ہوگا۔ دُور دراز شہروں
کے سفر کرتے رہے۔ ساروا فیھا یبتغون الارزاق و
والمتاجر والمکاسب اکثر مما تخاطفتم انتم بھا؟
(ابن کثیر ج ۴ ص ۲۲۹) مکے والوں سے پہلے ہم نے
بہت سی قوموں کو ہلاک کیا ہے جو قوت و شوکت میں
ان سے زیادہ تھیں اور ذرائع دولت بھی ان کے پاس
زیادہ تھے اور عذاب سے بچنے کے لئے بھی انہوں نے
بہت بھاگ دوڑ کی اور بہت حیلے کئے تو کیا کسی چیز نے
قوت و شوکت نے، مال و دولت نے یا حیلہ سازی نے
ان کو اللہ کی قضاء سے اور اس کے عذاب سے بچا لیا؟
استفہام انکاری ہے یعنی کوئی چیز بھی ان کو اللہ کے
عذاب سے نہ بچا سکی ۲۰ ان فی ذلک۔ الآیۃ۔ قلب
عقل، القی السمع۔ غور سے سنا۔ اقوام گذشتہ کی
تباہی میں ہر اس شخص کے لئے عبرت و نصیحت ہے
جو صاحب عقل و ہوش ہو اور دل کو حاضر کر کے
غور سے سننے کا عادی ہو (خازن) ۲۱ ولقد خلقنا
الآیۃ۔ یہ ثبوت قیامت کے لئے دوسری اور مختصر عقلی
دلیل ہے۔ لغوب۔ تھکاوٹ۔ ہم نے آسمانوں اور
زمین کو اور ان کے درمیان جو مخلوق ہے سب کو چھ
دنوں میں پیدا کیا اور اس سے ہمیں کسی قسم کی تھکن
اور کمزوری لاحق نہیں ہوئی۔ جو ذات قادر و توانا
ساری کائنات کو پیدا کر کے بھی نہ تھکے اور کمزور نہ ہو
وہ مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے بمن
قدر علی خلق العالم فھو قادر علی بعثھم والانتقام منھم (مظہری ج ۹ ص ۷۵) ۲۲ فاصبر۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔

ع ۳ / ۱۷

سِرَاعًا ؕ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴿٤٤﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ
سب دوڑ تے ہوئے یہ اکٹھا کرنا ہمکو آسان ہے ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ وہ کہتے ہیں اور
اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۫ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿٤٥﴾
تو نہیں ہے ان پر زور کرنیوالا سو تو سمجھا قرآن سے اسکو جو ڈرے میرے ڈرانے سے

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ
سورۃ ذاریات مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی ساٹھ آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۙ﴿١﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۙ﴿٢﴾ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۙ﴿٣﴾
قسم ہے ان ہواؤں کی جو بکھیرتی ہیں اڑا کر پھر اٹھانیوالیاں بوجھ کو پھر چلنے والیاں نرمی سے
فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۙ﴿٤﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۙ﴿٥﴾ وَّاِنَّ
پھر بانٹنے والیاں حکم سے بیشک جو وعدہ کیا ہے تم سے سو سچ ہے اور بیشک
الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿٦﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۙ﴿٧﴾ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ
انصاف ہونا ضروری ہے قسم ہے آسمان جالدار کی تم پڑ رہے ہو ایک
مُّخْتَلِفٍ ۙ﴿٨﴾ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ؕ﴿٩﴾ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ﴿١٠﴾ الَّذِيْنَ
جھگڑے کی بات میں اس سے باز رہے وہی جو پھیرا گیا مارے پڑے اٹکل دوڑانیوالے وہ
هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ﴿١١﴾ يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿١٢﴾ يَوْمَ هُمْ عَلَى
جو غفلت میں ہیں بھول رہے ہیں پوچھتے ہیں کب ہے دن انصاف کا جس دن وہ آگ
النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ﴿١٣﴾ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ؕ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٤﴾
پر الٹے سیدھے پڑینگے چکھو مزہ اپنی شرارت کا یہ ہے جس کی تم جلدی کرتے تھے
اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿١٥﴾ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ
البتہ ڈرنیوالے باغوں میں ہیں اور چشموں میں لیتے ہیں جو دیا انکو ان کے رب نے وہ

منزل ۷

موضح قرآن
ف۱ یہ قسم ہے باؤں کی کہ اوّل آندھی چلتی ہے کہ غبار اڑتا ہے اور بادل بنتے ہیں پھر ان میں پانی بنتا ہے اس بوجھ کو لئے پھرتیاں ہیں پھر برسنے
کے قریب نرم باؤ چلتی ہے پھر ہانک کر اور جگہ کا حصّہ وہاں پہنچاتی ہیں حکم کے موافق ۱۲ منہ رح ف۲ آسمان جالیدار یعنی تارے ہیں اس میں جال سے
اور جھگڑے کی بات آخرت کا جینا، جو اسکو نہ مانے وہ درگاہ سے پھیر اگیا ۱۲ منہ رح ف۳ دین کی بات میں اٹکل دوڑاتے ہیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمن
ف۱ یعنی ارزاق و بلایا را ۱۲۔ ف۲ یعنی صور تہائے مختلف وارد مانند شکل شیر و شکل برہ و شکل عقرب ۱۲۔

طلوع آفتاب سے قبل نماز فجر، غروب آفتاب سے قبل نماز ظہر اور عصر۔ اور من اللیل نماز مغرب اور عشاء اور ادبار السجود، فرائض کے بعد سنن و نوافل (خازن، مظہری، مدارک وغیرہ) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کے وقت صرف دو نمازیں فجر اور عصر اور رات کو نماز تہجد مشروع تھی قبل طلوع الشمس سے نماز فجر، قبل الغروب سے نماز عصر، من اللیل سے نماز تہجد اور ادبار السجود سے نوافل مراد ہیں۔ یعنی مشرکین کی بے تکی باتوں اور ان کے بے جا مطاعن و اعتراضات پر آپ صبر کریں اور اللہ کی تسبیح و تحمید بجا لاتے رہیں۔ سبح بحمد ربك میں عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے توحید کا بیان ہے۔

۴۳ واستمع۔ یوم، استمع سے متعلق ہے۔ المناد۔ منادی کرنے والا، جبریل علیہ السلام (روح) مکان قریب۔ ہر شخص یہ خیال کرے گا کہ منادی کرنے والا یہاں کہیں نزدیک ہی ہے اور اس کی آواز ہر شخص سن سکیگا۔ بالحق۔ یعنی صیحہ (نفخ صور) کی آواز واقعی اور حقیقی ہوگی، وہم و خیال نہیں ہوگا۔ ذلك یوم الخروج یہ استمع کا مفعول ہے اور انتظار کرو جب حشر و نشر کیلئے اسرافیل علیہ السلام دوسری بار صُور پھونکیں گے جسے ہر آدمی حقیقۃً سُنے گا۔ اس دن ان کے اس اعلان کو غور سے سنناکہ آج کا دن قبروں سے زندہ ہو کر نکلنے کا دن ہے۔ اور یہ وہی دن ہے جس کا کفار و مشرکین انکار کیا کرتے تھے۔

۴۴ انا نحن نحی۔ جس طرح دنیا میں موت و حیات ہمارے اختیار میں تھی اور اس میں کسی دوسرے کا کوئی دخل نہ تھا اسی طرح اب دوبارہ زندہ ہونے کے بعد سب کی پیشی بھی ہمارے ہی آگے ہوگی۔ یوم تشقق الخ ظرف المصیر کے متعلق ہے یعنی جس دن زمین پھٹ جائیگی اور سب لوگ دوڑ کر قبروں سے نکلیں گے اس دن سب ہمارے ہی سامنے پیش ہوں گے۔ اور یہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنا ہمارے لئے ایک آسان بات ہے

۴۵ نحن اعلم۔ الآیۃ۔ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے۔ معاندین کی باتوں سے ہم بخوبی آگاہ ہیں ان کی طرف سے توحید و رسالت اور بعث و نشور کا انکار ہم سے پوشیدہ نہیں، اسکی سزا دینا ہمارا کام ہے اور آپ ان پر جبر کر کے تو ان کو منوا نہیں سکتے کیونکہ آپ جبار نہیں ہیں، بلکہ مبلغ و ناصح ہیں اسلئے جو لوگ ہمارے عذاب سے ڈرتے ہیں یعنی مومنین آپ ان کو قرآن سناتے رہیں اور پند و نصیحت فرماتے رہیں، معاندین نہیں مانیں گے، تو ایمان والوں کو تو اس سے ضرور فائدہ پہنچے گا۔ فذکر فان الذکری تنفع المؤمنین قرآن جو جلال و عظمت اور شوکت و ہیبت سے لبریز اللہ کا کلام ہے اور توحید و رسالت اور حشر و نشر پر شاہد ہے آپ اسکی تبلیغ میں مصروف رہیں۔ جو لوگ خداوند تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں وہ اس سے مستفید ہوں گے اور اس سے نصیحت حاصل کریں گے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

سورۂ قٓ میں آیت توحید

۱۔ الذی جعل مع اللہ الٰھاً اٰخر۔ نفی شرک ہر قسم۔

سورۃ الذاریات

ربط | سورۃ قٓ میں مذکور ہوا کہ قیامت اور قبروں سے زندہ ہو کر نکلنا اور حشر ونشر برحق ہے اب سورۃ الذاریات میں لبطور ترقی مذکور ہو گا کہ صرف حشر ونشر ہی نہیں بلکہ جزاء وسزا بھی ہوگی انما توعدون لصادق ٥ وان الدین لواقع ٥

خلاصہ | ابتداء میں جزاء وسزا پر ایک شاہد اور حشر ونشر کا ایک نمونہ۔ اثبات دعویٰ کیلئے دو عقلی دلیلیں۔ دونوں دلیلوں کے درمیان تخویف دنیوی کے پانچ نمونے اور دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا بیان۔

تفصیل

والذاریات ذروا ـــ تا ـــ فالمقسمت امرا ٥ یہ جزاء وسزا پر شاہد ہے جس طرح ہوائیں بادلوں کو اٹھا کر چلتی ہیں، کہیں باران رحمت ہوتی ہے اور کہیں اولے پڑتے ہیں اسی طرح قیامت کے دن مومنوں پر اللہ کی رحمت ہوگی اور کافروں پر اس کا عذاب ہوگا۔ والسماء ذات الحبك یہ حشر ونشر کا نمونہ ہے جس طرح رات کو آسمان پر ستاروں کا ایک وسیع جال نمودار ہو جاتا ہے اسی طرح مردے زمین سے نمودار ہوں گے۔ انکم لفی قول ـــ تا ـــ من افك یہ زجر ہے ایسے دلائل وشواہد کے باوجود تم پھر بھی باطل پر قائم ہو۔ قتل الخراصون ـــ تا ـــ تستعجلون ٥ یہ تخویف اخروی ہے اٹکل پچو سے باتیں کرنے والے اور جزاء وسزا میں شک کرنے والے خدا کی رحمت سے دور ہو کر جہنم کا ایندھن بنیں گے ان المتقین۔ الآیۃ۔ یہ بشارت اخرویہ ہے متقی اور شرک سے بچنے والے لوگ جنت میں ہوں گے اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے متمتع ہوں گے۔ انھم کانوا ـــ تا ـــ والمحروم یہ متقین کی صفات ہیں کہ وہ احسان کیا کرتے تھے راتوں کو کم سوتے تھے۔ رات کا اکثر حصہ عبادت واستغفار میں گذارتے تھے اور ہر سائل ومحتاج کی مالی اعانت کرتے تھے۔ یہاں دفع عذاب کیلئے امور ثلاثہ کا ذکر ہے یعنی شرک نہ کرنا۔ ظلم نہ کرنا اور احسان کرنا۔

وفی الارض ایٰت ـــ تا ـــ افلا تبصرون ٥ یہ ثبوت قیامت پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ یعنی زمین میں اور خود تمہاری اپنی جانوں میں نشانیاں موجود ہیں ذرا غور وفکر کی ضرورت ہے

وفی السماء ـــ تا ـــ تنطقون ٥ آسمان سے بارش بھی نازل ہوتی ہے اور اولے بھی برستے ہیں یہ جزاء وسزا کا نمونہ ہے۔ زمین وآسمان کے رب کی قسم حشر ونشر برحق ہے جس طرح تم اپنے مونہوں سے الفاظ نکالتے ہو اسی طرح تم بھی زمین سے نکالے جاؤ گے۔

ھل اتٰک ـــ تا ـــ العذاب العلیم ٥ (۳۷) یہ تخویف دنیوی کے پانچ نمونوں میں سے پہلا نمونہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ لبطور تمہید ہے اور قوم لوط علیہ السلام کا عبرتناک حشر تخویف دنیوی کا پہلا نمونہ ہے۔ یہ لوگ آخرت کی جزاء وسزا سے غافل ہو کر گناہوں میں منہمک تھے کہ اللہ نے دردناک عذاب سے ان کو ہلاک کر دیا۔ وفی موسی ـــ تا ـــ وھو ملیم ٥ یہ تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ ہے۔ فرعون اور اسکی قوم کو کفر وشرک اور انکار وعناد کی پاداش میں غرق کر دیا گیا۔ وفی عاد ـــ تا ـــ کالرمیم ٥ یہ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ ہے۔ قوم عاد کو تند وتیز طوفان باد سے ہلاک کیا گیا۔ وفی ثمود ـــ تا ـــ منتصرین ٥ یہ تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ ہے۔ قوم ثمود کو ایک دلدوز کڑک سے تباہ کیا گیا جس کے سامنے وہ ایک لمحہ نہ ٹھہر سکے۔ وقوم نوح۔ الآیۃ۔ یہ تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ ہے ان سب سے پہلے قوم نوح علیہ السلام کے سرکشوں کو طوفان میں غرق کر دیا گیا۔

والسماء بنینٰھا ـــ تا ـــ لعلکم تذکرون ٥ تخویف دنیوی کے پانچ نمونے ذکر کرنے کے بعد دعوائے سورت پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ ایسا وسیع وعریض آسمان پیدا کرنا، زمین کو بچھونے کی مانند ہموار بنانا اور ہر چیز کی کئی کئی قسمیں پیدا کرنا ہماری قدرت کاملہ کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ اس لئے انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنا بھی ہماری قدرت سے بعید نہیں۔ ففروا الی اللہ۔ الآیتین۔ بیان توحید علی سبیل الترقی۔ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ کذٰلك ما اتی ـــ تا ـــ قوم طاغون ٥ شکویٰ برائے مشرکین۔ ان سے پہلے جو مشرکین وکفار گذرے ہیں ان کا بھی یہی حال تھا کہ جب بھی ان کے پاس کوئی رسول آیا اسے جادوگر اور مجنون کہنے لگے کیا وہ اپنی نسلوں کو بھی اس بات کی وصیت کر گئے تھے؟ نہیں، بلکہ یہ بھی سرکش اور طاغی ہیں اور خود ہی ایسی باتیں کر رہے ہیں۔ فتول عنھم۔ الآیتین۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے۔ آپ نے ان کو تبلیغ کا حق ادا کر دیا ہے آپ مومنین کو پند ونصیحت فرماتے رہیے، کیونکہ اس سے ان کو فائدہ پہنچتا ہے وما خلقت الجن۔ الآیۃ۔ یہ ما قبل کے لئے علت ہے۔ آپ ان کو عبادت کرنے کی تلقین فرماتے رہیں، اس لئے کہ ان کو اسی مقصد کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ ان کو پیدا کرنے سے مجھے کوئی ذاتی غرض مقصود نہیں، بلکہ میں خود ان کی سب کی اغراض وحاجات پوری کرتا ہوں۔ فان للذین ظلموا۔ الآیتین۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ ان ظالموں کو بھی پہلے ظالموں کی طرح عذاب کا حصہ ضرور ملیگا۔ انہیں جلدی نہیں کرنی چاہیئے۔ جس دن ان پر موعود عذاب آئے گا وہ دن ان کے لئے نہایت ہلاکت وتباہی کا دن ہوگا۔

ف۲ والذاریات ذروا ــــ تا ــــ فالمقسمٰت امرا یہ حشر و نشر اور جزاء پر شاہد ہے۔ قسم ہے ہواؤں کی جو اٹھاتی اور پھیلاتی ہیں۔ پھر بوجھ (پانی بادلوں کی شکل میں) کو اٹھاتی اور آہستہ آہستہ چلتی ہیں پھر اللہ کے حکم سے امر الٰہی کو تقسیم کرتی ہیں۔ یعنی کہیں بارش برستی ہے اور کہیں اولے پڑتے ہیں۔ انما توعدون ــــ تا ــــ لواقع یہ جواب قسم ہے جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے یعنی حشر و نشر وہ حق ہے اور قیامت کے دن جزاء و سزا ضرور ہوگی۔ انما توعدون لصادق پہلے دو قسموں سے متعلق ہے یعنی جس طرح ہوا بادلوں کو اٹھاتی ہے اسی طرح تم بھی اٹھائے جاؤ گے یہ دنیا میں حشر و نشر کا ایک نمونہ ہے وان الدین

كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ⑯ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا
تھے اس سے پہلے نیکی والے وہ تھے رات کو تھوڑا
يَهْجَعُوْنَ ⑰ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ⑱ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ
سوتے اور صبح کے وقتوں میں معافی مانگتے اور ان کے مال میں
حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ⑲ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ⑳ وَ
حصہ تھا مانگنے والوں کا اور ہارے ہوؤں کا ف۱ اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین لانیوالوں کیواسطے
فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ㉑ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ㉒
اور خود تمہارے اندر سو کیا تم کو سوجھتا نہیں اور آسمان میں ہے روزی تمہاری اور جو تم سے وعدہ کیا گیا ف۲
فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ㉓ ع هَلْ
سو قسم ہے رب آسمان اور زمین کی کہ یہ بات تحقیق ہے جیسے کہ تم بولتے ہو ف۳ ف۴ کیا
اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ㉔ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ
پہنچی ہے تجھ کو بات ف۵ ابراہیم کے مہمانوں کی جو عزت والے تھے جب اندر پہنچے اسکے پاس
فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ㉕ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ
تو بولے سلام وہ بولا سلام ہے یہ لوگ ہیں اوپرے پھر دوڑا اپنے گھر کو
فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ㉖ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ㉗
تو لے آیا ایک بچھڑا گھی میں تلا ہوا پھر ان کے سامنے رکھا کہا کیوں تم کھاتے نہیں
فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۭ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ㉘
پھر جی میں گھبرایا ان کے ڈر سے بولے تو مت ڈر اور خوشخبری دی اسکو ایک لڑکے ہوشیار کی
فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ
پھر سامنے سے آئی اسکی عورت بولتی ہوئی ف۶ پھر پیٹا اپنا ماتھا اور کہنے لگی کہیں بڑھیا
عَقِيْمٌ ㉙ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ㉚
بانجھ ف۷ وہ بولے یوں ہی کہا تیرے رب نے وہ جو ہے وہی ہے حکمت والا خبردار

ع ۱ ۱۸ وقف لازم

ف۱ اثبات قیامت پر عقلی دلیل ۱۲۔
ف۲ تخویف زجری کا پہلا نمونہ ۱۲۔

لواقع یہ دوسری دونوں قسموں سے متعلق ہے جسطرح ہوائیں بادلوں کو لیکر چلتی ہیں اور اللہ کے حکم سے کہیں باران رحمت ہوتی ہے اور کہیں اولے پڑتے ہیں اسی طرح قیامت کے دن جزاء و سزا ہوگی مومنوں پر بارش کی طرح اللہ کی رحمت ہوگی اور کافروں پر اولوں کی طرح اللہ کا عذاب نازل ہوگا۔ یہ دنیا میں جزاء و سزا کا نمونہ ہے ف۳ والسماء ذات الحبك۔ زینت و آرائش یا ستارے (بیضاوی، مدارک) جواب قسم محذوف ہے۔ ای انکم لتحشرون ○ اس آسمان کی قسم جس پر ستاروں کی زینت و آرائش کا جال بچھا ہے تم ضرور مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے۔ یہ حشر و نشر پر شاہد ہے یعنی جس طرح رات کو آسمان پر اچانک ستارے نمودار ہو جاتے ہیں اسی طرح تم بھی اچانک زمین سے نکل آؤ گے۔ یہاں تک دعوٰی ثبوت قیامت و جزاء و سزا مکمل ہو گیا ف۴ انکم لفی یہ زجر ہے کافروں کے لئے جو ایسے واضح نمونے دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے یہ لوگ ایک مختلف بات پر قائم ہیں کوئی حشر و نشر میں شک کرتا ہے اور کوئی اسکا انکار کرتا ہے وہ خود کسی ایک متفق علیہ اور باہم موافق بات پر قائم نہیں ہیں۔ ہر وہ شخص جس کو اللہ نے حق سے پھیر دیا ہے وہ قیامت پر ایمان لانے سے بھی پھیر دیا گیا ہے۔ انھم فی قول مختلف فی وقوعه فمنهم شاك ومنهم جاحد ثم قال یؤفك عن الاقرار بامر القيامة من هو المأفوك (مدارک ج ۴ ص ۱۳۹) ف۵ قتل الخراصون ــــ تا ــــ تستعجلون ○ یہ منکرین قیامت کے لئے تخویف اخروی ہے۔ قتل۔ لعن الخراصون۔ جھوٹے اور ظن و تخمین سے حکم لگانے والے۔ غمرۃ جہالت و غفلت، یفتنون۔ آگ میں جلائے جائینگے (مظہری، روح، مدارک) قیامت کو محض ظن و تخمین سے جھٹلانے والے جو جہالت و غفلت میں بے ہوش و بے خبر پڑے ہیں ملعون اور خدا کی رحمت سے محروم ہیں۔ اور محض استہزاء و انکار کی غرض سے سوال کرتے ہیں کہ جزاء و سزا کا دن کب آئیگا۔ یوم کا عامل مقدر ہے۔ ای هو كائن یعنی الجزاء (بحر) یعنی جزاء و سزا لامحالہ اس دن ہونے والی ہے جس دن وہ

موضح قرآن ف۱ یارا وہ جو محتاج ہے اور مانگتا نہیں پھرتا ۱۲ منہ رح ف۲ آنیوالی جو بات ہے اس کا حکم آسمان ہی سے اترتا ہے ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی جیسا اپنے بولنے کا شبہ نہیں دیتا اس کلام میں شبہ نہیں ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی کیونکر جنے گی ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی پیش از وجود خارجی در عالم ملکوت رزق و عقوبت و امثال آن متصور میشود ۱۲۔ ف۲ یعنی چنانکہ در گفتن خود یقین دارید کہ ما البتہ میگوئیم ہمچنین بایں خبر یقین باید آورد ۱۲۔

آگ میں جلائے جائیں گے اور ان سے کہا جائیگا آج اپنے کئے کی سزا چکھو یہ وہی عذاب ہے جس کے جلدی آنے کا تم مطالبہ کیا کرتے تھے۔ ذوقوا سے پہلے یقال لھم
۵۶ ان المتقین ـــ تا ـــ والمحروم یہ بشارت اخرویہ ہے اور دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا بیان ہے یعنی شرک نہ کرو، ظلم نہ کرو اور احسان کرو
المتقین شرک سے بچنے والے۔ یہ امر اول کا بیان ہے۔ یہ لوگ جنت کے باغوں اور چشموں میں ہوں گے اور وہاں اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو حاصل کریں گے اور
ان سے متمتع ہوں گے انھم کانوا قبل ذلك محسنین یہ امر دوم کا بیان ہے یعنی وہ اس سے پہلے دنیا میں ظلم نہیں کرتے تھے۔ کانوا قلیلا۔ الآیۃ
ما زائدہ ہے وہ رات کو اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے اور نیند کم کیا کرتے تھے۔ وبالاسحار۔ الآیۃ۔ اور بوقت سحر اٹھ اٹھ کر خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگا کرتے تھے۔ وفی اموالھم۔ الآیۃ۔ اور ان کے مال میں ہر سائل اور سوال نہ کرنے والے پر محتاج کا حصہ تھا یعنی محتاجوں اور مسکینوں پر احسان کیا کرتے تھے **۵۷** وفی الارض ـــ تا ـــ تنطقون یہ ثبوت قیامت پر عقلی دلیل ہے۔ زمین میں اور خود تمہاری جانوں میں بھی یقین لانے والوں کے لئے دلائل موجود ہیں تم غور و فکر کر کے انہیں سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟ اللہ نے زمین کو کیسی قدرت و حکمت سے پیدا فرمایا وہ دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے وفی السماء رزقکم الخ یعنی آسمان سے باران رحمت نازل فرماتا ہے جس سے مختلف انواع و اقسام کا رزق پیدا ہوتا ہے وما توعدون یعنی اولے بھی آسمان ہی سے گرتے ہیں۔ فورب السماء۔ الآیۃ۔ زمین و آسمان کے رب کی قسم حشر و نشر اسی طرح حق ہے جس طرح تم بولتے اور منہ سے الفاظ نکالتے ہو اسی طرح تم بھی قبروں سے نکالے جاؤ گے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یا مطلب یہ ہے کہ بولتے وقت جس طرح تمہیں یہ یقین ہوتا ہے کہ تم بول رہے ہو اسی طرح حشر و نشر بھی قطعی اور یقینی ہے۔ کما انہ لا شك لکم فی انکم تنطقون ینبغی ان لا تشکوا فی تحقق ذلك (بیضاوی)
۵۸ ھل اتنك ـــ تا ـــ العذاب الالیم یہ تخویف دنیوی کے پانچ نمونوں میں سے پہلا نمونہ ہے اصل نمونہ تو قوم لوط علیہ السلام کی ہلاکت ہے اور اس سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ اسکی تمہید ہے۔ کیا ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں کا قصہ آپ تک نہیں پہنچا؟ یہ معزز مہمان فرشتے تھے جو خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں ان کے پاس آئے۔ اذ دخلوا۔ الآیۃ۔ جب وہ مہمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچے تو سلام کہا۔ انہوں نے بھی سلام کا جواب دیا اور دل میں کہا یہ اجنبی ہیں معلوم نہیں کون ہیں۔ خیال آیا پہلے ان کے کھانے پینے کا انتظام کر لیا جائے بعد میں ان کا اتہ پتہ معلوم کر لیا جائیگا۔ فراغ الی اھلہ الخ چنانچہ فوراً

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ (۳۱) قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ
ابراہیمؑ بولا پھر کیا مطلب ہے تمہارا اے بھیجے ہوؤ وہ بولے ہم کو بھیجا ہے
اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ (۳۲) لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ (۳۳)
ایک گنہگار قوم پر کہ چھوڑیں ہم ان پر پتھر مٹی کے
مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ (۳۴) فَاَخْرَجْنَا مَنْ
نشان پڑے ہوئے تیرے رب کے یہاں سے حد سے نکل چلنے والوں کیلئے پھر بچا نکالا ہم نے جو
كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (۳۵) فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ
تھا وہاں ایمان والا پھر نہ پایا ہم نے اس جگہ سوائے ایک گھر کے
مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ (۳۶) وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ
مسلمانوں سے اور باقی رکھا ہے اس میں نشان ان لوگوں کے لئے جو ڈرتے ہیں
الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (۳۷) وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى
عذاب دردناک سے۱ اور ۲ نشانی ہے موسیٰ کے حال میں جب بھیجا ہم نے اس کو فرعون
فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ (۳۸) فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ
کے پاس دے کر کھلی سند پھر اس نے منہ موڑ لیا اپنے زور پر اور بولا یہ جادوگر ہے
اَوْ مَجْنُوْنٌ (۳۹) فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ
یا دیوانہ پھر پکڑا ہم نے اسکو اور اسکے لشکروں کو پھر پھینک دیا انکو دریا میں
وَهُوَ مُلِيْمٌ (۴۰) وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ (۴۱)
اور اس پر لگا الزام اور نشانی ہے عاد میں ۳ جب بھیجی ہم نے ان پر ہوا خیر سے خالی ۱
مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ (۴۲)
نہیں چھوڑتی کسی چیز کو جس پر گذرے کہ نہ کر ڈالے اسکو جیسے چورا
وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ (۴۳) فَعَتَوْا عَنْ
اور نشانی ہے ثمود میں ۴ جب کہا انکو برت لو ایک وقت تک پھر شرارت کرنے لگے

۱ تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ ۱۲
۲ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ ۱۲۔
۳ چوتھا نمونہ۔

موضح قرآن ۱ نشانی ہے عاد میں یعنی عاد کے ہلاک ہونے میں۔

فتح الرحمٰن ۱ یعنی آثار آن سنگ باران موجود است ۱۲۔

گھر تشریف لے گئے اور بہت جلد ایک موٹا تازہ بچھڑا بھون تل کر لے آئے۔ اور ان کے سامنے رکھ دیا۔ لیکن جب دیکھا کہ وہ کھانے کے لئے بچھڑے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھا رہے، تو فرمایا تم کھاتے کیوں نہیں؟ اور دل میں ڈرے بھی کیونکہ اس زمانے کا دستور تھا جو شخص کسی کو نقصان پہنچانا چاہتا یا اس کے یہاں چوری کرنے کا ارادہ رکھتا تھا وہ اس کے گھر کی روٹی نہیں کھاتا تھا تاکہ نمک حرامی نہ ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھے کہ شاید یہ کسی بُرے ارادے سے آئے ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس عظمت شان کے باوجود غیب دان نہ تھے جب تک فرشتوں نے بتایا نہیں، ہم اللہ کے فرشتے ہیں اور ساتھ ہی ایک ذی علم فرزند کی خوشخبری بھی دیدی۔ یہ فرزند حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں۔

۹ فاقبلت امرأتہ۔ صرۃ چیخ۔ اونچی آواز۔ جب یہ خوشخبری حضرت سارہ علیہا السلام نے سُنی تو چیخ کر بولیں اور تعجب سے ہاتھ کی انگلیاں منہ پر رکھیں کہ میں مرگئی!! میں بڑھیا اور بانجھ ہو کر بچہ جنوں گی؟ یویلتیٰ ءالد وانا عجوز وھذا بعلی شیخا (ضربت باطراف اصابعھا جبھتھا فعل التعجب (مدارک ج ۴ ص ۱۴۱) جہلائے شیعہ اس سے ماتم ثابت کرتے ہیں جو سراسر جہالت و حماقت ہے۔ ماتم شیعہ سے حضرت سارہ کے اس فعل کو ادنیٰ تعلق بھی نہیں۔ ماتم اظہار غم و اندوہ کے لئے میت پر کیا جاتا ہے لیکن حضرت سارہ کا فعل بیٹے کی خوشخبری سن کر اظہار تعجب کے لئے تھا۔ نیز ماتم میں منہ اور سینہ پیٹا جاتا ہے۔ لیکن انھوں نے عورتوں کی عادت کے مطابق ہاتھ تیزی سے منہ پر رکھ کر تعجب کیا تھا۔ قالوا کذلک الآیۃ۔ فرشتوں نے مائی صاحبہ کو جواب دیا بی بی! تیرے رب نے یوں ہی فرمایا ہے کہ آپ کے اسی حالت میں فرزند ہوگا وہ بڑی حکمتوں کا مالک اور سب کچھ جاننے والا ہے وہ ایک بوڑھے خاوند سے ایک بانجھ عورت کے فرزند پیدا کر سکتا ہے اس کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں۔

۱۰ قال فما خطبکم۔ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا اے اللہ کے فرستادو! تم کس مہم پر جا رہے ہو؟ قالوا انا ارسلنا الخ کہا ہمیں ایک مجرم قوم (قوم لوط) کی طرف بھیجا گیا ہے۔ تاکہ ان حدود سے تجاوز کرنے والوں پر مٹی کی پختہ اینٹوں کی بارش برسائیں جن پر ان کے نام لکھے ہوں اور اس طرح ان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں۔ مسومۃ معلمۃ علی کل واحد منھا اسم من یھلک بہ (مظہری ج ۹ ص ۸۷)

۱۱ فاخرجنا۔ الآیۃ۔ عذاب نازل کرنے سے پہلے ہم نے قوم لوط کی بستیوں سے مومنوں کو باہر نکال لیا۔ فما وجدنا فیھا۔ الآیۃ۔ ان بستیوں میں مسلمان تھے کتنے؟ سوا ایک گھر والوں کے ہم نے کوئی مسلمان وہاں نہیں پایا اور وہ بھی لوط علیہ السلام کا گھر تھا۔ وترکنا فیھا اٰیتا۔ الآیۃ۔ جو لوگ خدا کے دردناک عذاب سے ڈرتے اور آثار عذاب دیکھ کر عبرت حاصل کرتے ہیں ان کے لئے ہم نے قوم لوط کی تباہ شدہ بستیوں میں عذاب کی بعض نشانیاں باقی رہنے دیں، تاکہ لوگ اس سے عبرت حاصل کریں۔ نشانی سے مراد وہ پتھر ہیں جو ان پر برسائے گئے ہیں یا سیاہ رنگ کا بدبودار پانی مراد ہے جو ان بستیوں میں پھیل گیا۔ (ابن کثیر۔ مظہری) یا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اس دردناک عذاب ہی کو ڈرنے والوں کے لئے عبرت و نصیحت کی علامت بنا دیا (خازن و معالم)

۱۲ وفی موسیٰ۔ یہ تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ ہے اور فیھا پر معطوف ہے ای وترکنا فی موسیٰ اٰیتا (روح، مدارک) موسیٰ علیہ السلام کے قصے کو ہم نے عبرت و نصیحت کا سامان بنا دیا۔ جب ہم نے ان کو فرعون کے پاس دلائل واضحہ اور معجزات قاہرہ دے کر بھیجا تو اس نے اپنے ارکین سلطنت اور لاؤ لشکر سمیت انکار و اعراض کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر اور مجنوں کہنے لگا۔ معجزات و خوارق دیکھ کر کہنے لگا یہ تو جادوگر ہے اور جب توحید اور حشر و نشر کی باتیں سنیں جو اسکی عقل ناقص سے بالاتر تھیں تو انھیں مجنون قرار دے دیا۔ (مظہری) فاخذناہ۔ الآیۃ۔ چنانچہ ہم نے اسکو، اس کے ارکان دولت کو اور اس کے لاؤ لشکر کو پکڑ کر دریا میں ڈال کر غرق کر دیا۔ فرعون اپنے کفر و عناد اور غرور و استکبار کی وجہ سے تھا ہی قابل ملامت اور لائق مذمت چنانچہ اس کو دنیا میں بھی اسکی سزا مل گئی۔

۱۳ وفی عاد۔ یہ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ ہے اور معطوف علیہ سابق پر معطوف ہے۔ قوم عاد کی ہلاکت کو بھی ہم نے عبرت کا نشان بنا دیا جب کہ ہم نے ان پر ایک ہوا مسلط کی جو ہر قسم کی خیر و برکت اور ہر نوع نفع سے خالی تھی اور تند و تیز اس غضب کی کہ جس چیز پر اس کا گذر ہو گیا اسے چورہ کر کے رکھ دیا۔

۱۴ وفی ثمود۔ یہ تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ ہے۔ قوم ثمود کی تباہی بھی عبرتناک تھی جب ان سے کہا گیا اللہ کی نعمتوں سے زندگی فائدہ اٹھاؤ اور اللہ کے پیغمبر کا اتباع کرو، لیکن انھوں نے اللہ کے حکم سے سرکشی کی تو دیکھتے ہی دیکھتے ایک خوفناک گرج اور کڑک نے انھیں آلیا اور وہ اس کے سامنے ایک لمحہ بھی نہ ٹھہر سکے اور اس سے اپنے کو نہ بچا سکے، نہ اس عذاب کا مقابلہ ہی کر سکے۔

۱۵ وقوم نوح۔ الآیۃ۔ یہ تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ ہے۔ قوم نوح فعل مقدر کا مفعول ہے۔ ای واھلکنا قوم نوح۔ (مظہری ج ۹ ص ۸۹) اور ان تمام سرکش قوموں سے پہلے قوم نوح ع کو ہلاک کیا وہ لوگ بھی سرکش اور خدا کے باغی اور نافرمان تھے۔

١٦ والسمآء تا تذکرون ○ تخویف دنیوی کے پانچ نمونے ذکر کرنے کے بعد دعوی سورت پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ ایید۔ طاقت و قوت، موسعون۔ قادرون (مدارک) ہم نے آسمان کو اپنی قدرت و قوت سے پیدا کیا ہے اور ہماری قدرت ہر چیز پر حاوی ہے۔ زمین کو ہم نے بچھونے کی طرح ہموار بنایا۔ کون ہے جو اس کام کو ہم سے بہتر سر انجام دے سکے ؟ ہم نے ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا۔ حیوانات میں نر و مادہ اور باقی اشیاء میں مختلف انواع و اقسام مثلاً رنگ، ذائقہ اور بو کی قسمیں، میووں، پھلوں اور غلوں، ترکاریوں کی مختلف اجناس لیس المراد تعین تعدد التثنیۃ بل المراد اصناف المخلوقات یعنی خلقنا من کل شیٔ اصناف ذات عدد فوق الواحد (مظہری ج ۹ ص ۸۹) یہ سب کچھ اس لئے کیا تاکہ تم عبرت حاصل کرو۔ عجائب المخلوقات میں غور کر کے اپنے خالق اور معبود حقیقی کو پہچانو اور اس کی قدرت کاملہ اور حکمت غامضہ پر ایمان لاؤ کہ جس قادر مطلق نے یہ سب کچھ پیدا کیا ہے وہ مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے ١٧ ففروا الی اللہ۔ یہ بیان توحید ہے علیٰ سبیل الترقی دلائل بالا میں غور و فکر کرو اور اللہ کی طرف دوڑو یعنی شرک کو چھوڑ کر اللہ کی توحید کو مانو، کفر و انکار سے باز آؤ، شیطان کی اطاعت ترک کرو اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے احکام کی تعمیل کرو۔ ای من الشرک الی الایمان باللہ او من طاعۃ الشیطان الی طاعۃ الرحمٰن (مدارک ج ۴ ص ۱۴۳) میں اللہ کی طرف سے کھول کر بیان کرنے والا اور اس کے عذاب سے ڈرانے والا ہوں ولا تجعلوا مع اللہ۔ الآیۃ۔ اللہ کے ساتھ ساتھ خود ساختہ معبودوں کو شریک نہ بناؤ اور حاجات میں اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو میں اللہ کی طرف کھلا ڈرانے والا ہوں اور ہر بات کو واضح اور روشن کر کے بیان کرتا ہوں ١٨ کذلک ما اتی۔ یہ مشرکین پر شکوی اور آنحضرت کیلئے تسلیہ ہے۔ مشرکین کا ہمیشہ سے یہی طریقہ رہا ہے کہ جب بھی ان کے پاس کوئی پیغمبر آیا اُسے جادوگر اور دیوانہ کہنے لگے۔ اتواصوا بہ الآیۃ۔ کیا پہلے زمانے کے مشرکین اپنی نسلوں کو وصیّت کر گئے ہیں کہ وہ ہر پیغمبر کو انہی القاب سے یاد کریں؟ نہیں، بلکہ یہ پچھلی نسلیں خود ہی سرکش اور باغی ہیں اور خود ہی خبث باطن کی وجہ سے ایسی بیہودہ باتیں کر رہے ہیں۔ فتول عنھم۔ آپ ان کی باتوں کی پروا نہ کریں اور ان سے اعراض فرمائیں آپ پر کوئی طعن و ملامت نہیں، کیونکہ آپ نے افہام و تفہیم اور وعظ و تبلیغ کا حق ادا کر دیا ہے اور ان پر حجت خداوندی قائم کر دی ہے البتہ مومنوں کو وعظ و تذکیر فرماتے رہا کریں، کیونکہ اس سے ان کو بہت فائدہ ہوتا ہے اس سے ان کا ایمان تازہ اور یقین محکم ہو جاتا ہے۔

أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنظُرُونَ ﴿٤٤﴾ فَمَا
اپنے رب کے حکم سے پھر پکڑا ان کو کڑک نے اور وہ دیکھتے تھے پھر نہ
اسْتَطَٰعُوا مِن قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنتَصِرِينَ ﴿٤٥﴾ وَقَوْمَ
ہو سکا ان سے کہ اٹھیں اور نہ ہوئے کہ بدلا لیں اور
نُوحٍ مِّن قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَٰسِقِينَ ﴿٤٦﴾ وَالسَّمَآءَ
ہلاک کیا ١٥ نوح کی قوم کو اس سے پہلے تحقیق وہ تھے لوگ نافرمان اور بنایا ہم نے ١٦
بَنَيْنَٰهَا بِأَيْيدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ ﴿٤٧﴾ وَالْأَرْضَ فَرَشْنَٰهَا
آسمان ہاتھ کے بل سے اور ہم کو سب مقدور ہے اور زمین کو بچھایا ہم نے
فَنِعْمَ الْمَٰهِدُونَ ﴿٤٨﴾ وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ
سو کیا خوب بچھانا جانتے ہیں ہم اور ہر چیز کے بنائے ہم نے جوڑے
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٤٩﴾ فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ
تاکہ تم دھیان کرو ١ سو بھاگو اللہ کی طرف ١٧ میں تم کو اس کی طرف سے ڈر
مُّبِينٌ ﴿٥٠﴾ وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۖ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ
سناتا ہوں کھول کر اور مت ٹھہراؤ اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود میں تم کو اس کی طرف
نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٥١﴾ كَذَٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّن
سے ڈر سناتا ہوں کھول کر اسی طرح ان سے پہلے ١٨ لوگوں کے پاس جو
رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿٥٢﴾ أَتَوَاصَوْا بِهِ ۚ
رسول آیا اس کو یہی کہا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ کیا یہی وصیت کر مرے ہیں
بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٥٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَا أَنتَ
ایک دوسرے کو کوئی نہیں پر یہ لوگ شریر ہیں سو تو الٹ آ ان کی طرف سے اب تجھ پر نہیں
بِمَلُومٍ ﴿٥٤﴾ وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٥﴾
ہے الزام اور سمجھاتا رہ کہ سمجھانا کام آتا ہے ایمان والوں کو

١٣ پانچوں نمونے ١٢

١٤ دعوے کی دوسری عقلی دلیل ١٢

١٥ بیان توحید علیٰ سبیل الترقی ١٢

١٦ شکوی مع تسلیہ ١٢

ع ٢ ٣ ١

فتح الرحمٰن ١ یعنی اعلیٰ و ادنیٰ ١٢۔

۱۹ وما خلقت ۔ یہ ماقبل کی علت ہے یعنی ان کو پند و نصیحت کرنا اور دعوت توحید دینا اس لئے ہے کہ ان کو اور ان کے علاوہ جنّوں کو میں نے پیدا ہی اس لئے کیا ہے تاکہ وہ میری اطاعت کریں اور میری عبادت بجالائیں اور میری عبادت اور پکار میں کسی کو شریک نہ بنائیں۔ ان کی تخلیق میں میرا کوئی ذاتی مفاد نہیں تھا۔ ما ارید منھم۔ ان کے پیدا کرنے سے میرا مقصد یہ نہیں تھا کہ میں تحصیل رزق اور کسب معاش میں ان سے تعاون حاصل کروں جس طرح دنیوی آقاؤں کا دستور ہے میں تو رزق و معیشت سے بے نیاز ہوں (کشاف، بحر) یا مطلب یہ ہے کہ میں نے انکو اس لئے پیدا نہیں کیا تاکہ وہ اپنی اور میری دوسری مخلوق کے رزق و معاش کا انتظام کریں بلکہ انکو میں نے اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے اور مخلوق کی روزی کا کفیل میں آپ ہوں اس صورت میں یطعمون میں حذف مضاف ہوگا۔ ای یطعموا عبیدی (ابن کثیر، خازن) **۲۰** ان اللہ ۔ الآیۃ ۔ اللہ تعالیٰ خود ہی ساری مخلوق کا رزاق اور سب کی روزی کا کفیل ہے وہ بڑی قوت کا مالک اور صاحب اقتدار ہے۔ ساری مخلوقات کے رزق کی کفالت اس کیلئے معمولی بات ہے **۲۱** فان للذین ۔ الآیۃ ۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ مکہ کے ان ظالموں اور مشرکوں کے لئے عذاب کا ایک حصّہ مخصوص ہے جس طرح اقوام سابقہ کے ان جیسے ظالموں کو عذاب کا حصّہ چکھایا گیا اس لئے وہ جلدی نہ کریں ان کے حصّے کا عذاب ان کو مل کر رہیگا۔ عذاب کا معین وقت آنے کی دیر ہے فویل للذین کفروا۔ الآیۃ ۔ جس یوم عذاب کا ان کافروں سے وعدہ کیا گیا ہے وہ دن ان کے لئے نہایت ہی ہلاکت خیز اور ان کی تباہی و بربادی کا دن ہوگا۔ اس دن سے جنگ بدر کا دن مراد ہے۔ جس میں کفر و شرک کے سرغنوں نے مٹھی بھر اور بے ہتھیار مسلمانوں کے ہاتھوں قتل اور قید و بند کے ذلّت آمیز عذاب کا مزہ چکھا۔ یا اس سے قیامت کا دن مراد ہے (بحر، خازن) اس صورت میں یہ تخویف اخروی ہوگی۔ یعنی آخرت میں موجودہ اور گذشتہ ظالموں اور سرکشوں کے لئے ایک ہی جیسا عذاب ہے، اس لئے وہ جلدی نہ کریں۔ قیامت کے دن سب اگلے پچھلے مشرکین و ظالمین عذاب کا مزہ چکھ لیں گے۔ وہ دن ان کی ہلاکت و تباہی کا دن ہوگا۔

ربط علت برائے ماقبل ۱۲

۲ تخویف ۱۲

۱ دعوی صورت پہلی ۔ ۲ نقلی دلیل ۱۲ ۔ ۳ دوسری نقلی دلیل ۱۲ ۔ ۴ دلیل وحی ۱۲ ۔ ۵ پہلی عقلی دلیل ۱۲ ۔ ۶ دوسری عقلی دلیل ۱۲ ۔ ۷ تخویف اخروی ۱۲

سُورۃ الذاریات میں آیات توحید

ا۔ ولا تجعلوا مع اللہ الٰھا اٰخر ۔ نفی شرک ہر قسم ۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿۵۶﴾ مَا أُرِيدُ

اور میں نے جو بنائے جن اور آدمی ف۱ سو اپنی بندگی کو میں نہیں چاہتا

مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ ﴿۵۷﴾ إِنَّ اللَّهَ

ان سے روزینہ اور نہیں چاہتا کہ مجھ کو کھلاویں اللہ جو ہے

هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ﴿۵۸﴾ فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا

وہی ہے روزی دینے والا ف۲ زور آور مضبوط ف۳ سو ان گنہگاروں کا بھی ڈول

ذَنُوبًا مِثْلَ ذَنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونِ ﴿۵۹﴾ فَوَيْلٌ

بھر چکا ہے ایسے جیسے ڈول بھرا ان کے ساتھیوں کا اب مجھ سے جلدی نہ کریں سو خرابی ہے

لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿۶۰﴾ ع

منکروں کو ان کے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ ہو چکا ہے

۳ ع ۴ ۲

سُورَةُ الطُّورِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَأَرْبَعُونَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

سورۃ طور مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی ف۱ انچاس آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالطُّورِ ﴿۱﴾ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ ﴿۲﴾ فِي رَقٍّ مَنْشُورٍ ﴿۳﴾ وَ

قسم ہے طور کی ف۲ اور لکھی ہوئی کتاب کی کشادہ ورق میں ف۳ اور

الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ ﴿۴﴾ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ ﴿۵﴾ وَالْبَحْرِ

آباد گھر کی ف۴ اور اونچی چھت کی ف۵ ف۶ اور اُبلتے ہوئے

الْمَسْجُورِ ﴿۶﴾ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ مَا لَهُ مِنْ

دریا کی ف۷ بے شک عذاب ف۸ تیرے رب کا ہو کر رہے گا اس کو کوئی نہیں

دَافِعٍ ﴿۸﴾ يَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءُ مَوْرًا ﴿۹﴾ وَتَسِيرُ الْجِبَالُ

ہٹانے والا جس دن لرزے آسمان کپکپا کر ف۹ اور پھریں پہاڑ

موضح قرآن ف۱ شاید لوح محفوظ کو کہا ۱۲ منہ رح ف۲ کعبہ کو کہا یا ساتویں آسمان پر کعبہ ہے فرشتوں کے طواف کرنے کا ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی آسمان کی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۔ ف۴ او پر ایک دریا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی آدمیان بندہ میگیرند تا در مأکل و مشرب معاونت کنند بخلاف خدا ۔ واللہ اعلم ۱۲ ۔ ف۲ یعنی توریت یا قرآن ۱۲ ۔ ف۳ یعنی آسمان ۱۲ ۔

۱ سُورۃ الطور

ربط سورۃ الذاریات میں فرمایا تھا ان الدین لواقع یعنی جزاء و سزا ضرور ہو گی اب سورۃ الطور میں بطور ترقی فرمایا ان عذاب ربك لواقع ٥ ماله من دافع ٥ منکرین پر قیامت کے دن اللہ کا عذاب واقع ہو گا اور اللہ کے عذاب اور جزاء و سزا کو کوئی روک نہ سکے گا اور نہ کوئی اس سے بھاگ کر اپنی جان بچا سکیگا۔

خلاصہ دعوای سورت پر دو عقلی اور دو نقلی دلیلیں (ایک موسی علیہ السلام سے اور ایک کتب سابقہ سے) اور ایک دلیل وحی۔ درمیان میں اور آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی۔ باقی تخویف و بشارت اور زجرات۔

تفصیل

والطور یہ دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے یعنی کوہ طور گواہ ہے جہاں موسے علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی۔ وکتب مسطور۔ یہ دلیل نقلی کتب سابقہ سے ہے یعنی کتب سابقہ بھی شاہد ہیں کہ جزاء و سزا واقع ہو گی اور اسے کوئی روکنے والا نہیں والبیت المعمور یہ دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے۔ بیت معمور جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تھی وہ بھی گواہ ہے وہاں آپ پر یہی حکم نازل ہوا تھا۔ والسقف المرفوع یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ آسمان بلند کے احاطہ سے تم باہر نہیں نکل سکتے۔ سمندر نے تمہیں ہر طرف سے گھیر رکھا ہے اسی طرح تم اللہ کے حیطۂ قدرت سے باہر نہیں جا سکتے۔ اور سمندر کی طرح اللہ کا عذاب تمہیں ہر طرف سے گھیر لے گا۔ اسی طرح عذاب ربك ــــ تا ــــ دافع ٥ یہ جواب قسم ہے اور مذکورہ بالا پانچوں شاہد ہیں کہ جزاء و سزا ضرور واقع ہو گی اور اسے کوئی نہیں ہٹا سکتا۔

یوم تمور السماء ــــ تا ــــ ماکنتم تعملون ٥ یہ جزاء و سزا میں سے ایک شق یعنی تخویف اخروی کا بیان ہے۔ جس دن آسمان لرز اٹھیگا۔ اور پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں گے۔ وہ جھٹلانیوالوں کی ہلاکت کا دن ہو گا۔ جنہوں نے اپنی ساری عمر بیہودگیوں میں گذار دی۔ اس دن ان کو جہنم میں دھکیل کر ان سے کہا جائیگا یہ وہی جہنم ہے جسے تم مانتے نہ تھے کیا یہ بھی جادو ہے؟ کیا یہ بھی تمہیں دکھائی نہیں دے رہا۔ جس طرح دنیا میں حق کو جادو کہا اور دلائل واضحہ دیکھنے کے باوجود کہا ہمیں تو کچھ نظر آتا ہی نہیں۔ اب صبر کرو یا بے صبری کا اظہار کرو، اپنے اعمال بد کی سزا کا مزہ تو چکھنا ہی ہو گا۔

ان المتقین ــــ تا ــــ هو البر الرحیم ٥ (۱۶) یہ جزاء و سزا کی دوسری شق یعنی بشارت اخروی کا بیان ہے۔ شرک سے بچنے والے جنت کی نعمتوں میں خوش و خرم ہوں گے اور عذاب سے محفوظ ہوں گے۔ ہر قسم کے ماکولات و مشروبات حاضر ہوں گے۔ تختوں پر آرام کریں گے۔ حوران بہشتی کی رفاقت ہو گی۔ اونچے رتبے والے مومنوں کی کم درجہ کی مومن اولاد کو جنت میں ان کے آباء و اجداد کے اونچے درجے میں جگہ دیجائیگی ہر قسم کے میوے اور ہر قسم کا گوشت مہیا ہو گا۔ شراب طہور کا دور چلتا ہو گا۔ سچے موتیوں کی طرح حسین و جمیل خدام حاضر خدمت ہوں گے اہل جنت آپس میں گفتگو کریں گے کہ ہمیں تو بہت خطرہ اور ڈر تھا۔ لیکن اللہ نے محض اپنے فضل و احسان سے ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا لیا۔ کیونکہ ہم دنیا میں صرف اسی محسن و مہربان کو پکارتے تھے اور اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ کرتے تھے۔ اس آیت میں بیان توحید ہے علی سبیل الترقی اور ثمرۂ توحید ہے۔

فذکر فما انت۔ الآیۃ۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے۔ آپ وعظ و تبلیغ میں مصروف رہیں آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اللہ کی مہربانی سے آپ نہ کاہن ہیں نہ مجنون جیسا کہ معاندین کہتے ہیں

ام یقولون۔ الآیۃ۔ یہ شکوی ہے۔ کبھی کہتے ہیں وہ شاعر ہے، اچھا صبر کرو آخر موت اس کا خاتمہ کر دے گی۔

قل تربصوا۔ الآیۃ۔ جواب شکوی۔ تم بھی انتظار کرو میں بھی منتظر ہوں عنقریب دونوں کا انجام ظاہر ہو جائے گا۔ ام تأمرھم الآیۃ۔ پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں وہ جو کچھ کہتے ہیں اس کا منشا عقل و فہم نہیں، بلکہ ان کی سرکشی اور عناد کا نتیجہ ہے۔

ام یقولون تقوله۔ الآیۃ۔ شکوی۔ کبھی کہتے ہیں یہ اپنے پاس سے بناتا ہے۔ فلیأتوا۔ الآیۃ۔ جواب شکوی۔ اگر وہ اس دعوے میں سچے ہیں تو ایسا کلام وہ بھی بنا کر لے آئیں۔

مخلقوا من غیر شئ ــــ تا ــــ سحاب مرکوم ٥ یہ زجرات ہیں۔ مشرکین کے مختلف خیالات باطلہ پر ان کو تنبیہ کی گئی ہے۔ کیا انھیں کسی مقصد کے بغیر پیدا کیا گیا ہے یا وہ خود ہی اپنے خالق ہیں کہ وہ خالق حقیقی کی عبادت نہیں کرتے؟ یا وہ زمین و آسمان کے خالق ہیں کہ اصل خالق کی عبادت سے اعراض کرتے ہیں؟ کیا وہ خدا کے خزانوں کے مالک اور نگران ہیں کہ نبوت اور رزق وغیرہ جسے چاہیں عطا کریں؟ یا ان کو آسمان پر جا کر فرشتوں کا کلام سننے اور امور غیبیہ کا علم حاصل کرنے پر قدرت حاصل ہے اور وہ معلوم کر آتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ان سے پہلے موت آئیگی؟ ان کی سفاہت و جہالت کا حال یہ ہے کہ خود تو بیٹیوں کو پسند نہیں کرتے، لیکن فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں۔ کیا آپ ان سے تبلیغ پر تنخواہ مانگتے ہیں کہ وہ اس مالی بوجھ کی وجہ سے آپ کا اتباع نہیں کرتے؟ کیا وہ غیب جانتے ہیں کہ دعوے کرتے ہیں کہ قیامت نہیں آئیگی؟ کیا وہ پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں کے خلاف کوئی منصوبہ بنا رہے ہیں؟ یاد رکھیں کافروں کے منصوبے خود انہی پر الٹ دیئے جاتے ہیں۔ کیا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور الٰہ (کارساز) ہے جو انھیں اللہ کے عذاب سے بچا لیگا؟ ان کی سرکشی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اگر آسمان کا ایک ٹکڑا بصورت عذاب ان پر نازل کر دیا جائے تو اسے دیکھ کر کہیں گے کہ یہ عذاب نہیں، بلکہ بارانِ رحمت سے لبریز بادل ہے۔

فذرھم حتی یلقوا۔ آپ ان معاندین سے اعراض فرمائیں اور اس دن کا انتظار فرمائیں۔ جب ان پر بیہوشی طاری ہو گی اور ان کا کوئی حیلہ ان کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکیگا اور نہ کوئی انکی مدد ہی کرے گا۔ و ان للذین ظلموا۔ الآیۃ یہ تخویف دنیوی ہے ان ظالموں اور سرکشوں کے لئے اس سے پہلے دنیا میں بھی عذاب ہے۔ واصبر لحکم ربک۔ الآیۃ۔ یہ آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دوسری بار تسلّی کا ذکر ہے۔ آپ اللہ کے حکم کا انتظار فرمائیں ہم آپ کے محافظ و نگہبان ہیں اور اوقات نماز میں اللہ کی تسبیح و تحمید میں مصروف رہا کریں۔

٢ـه والطور یہ دعوی سورت پر پہلی نقلی دلیل ہے از موسیٰ علیہ السلام یعنی وہ کوہ طور بھی شاہد ہے کہ حشر و نشر اور جزاء و سزا حق ہے۔ جہاں موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی تھی کہ ان الساعۃ اٰتیۃ اکاد اخفیھا لتجزی کل نفس بما تسعی (طٰہٰ ع ١) یہ ذکر مکان اور ارادۂ مکین کے قبیل سے ہے۔ وکتاب مسطور فی رق منشور یہ دوسری نقلی دلیل ہے از کتب سابقہ رق باریک چمڑا وغیرہ جس پر وہ لکھی جاتی ہیں۔ یعنی کتب سابقہ بھی شاہد ہیں کہ جزاء و سزا واقع ہوگی کیونکہ ان میں بھی یہ مضمون نازل کیا جا چکا ہے۔ والبیت المعمور یہ دلیل وحی ہے بیت معمور ساتویں آسمان پر خانۂ کعبہ کے بالمقابل فرشتوں کا عبادتخانہ ہے جہاں روزانہ ستّر ہزار فرشتے عبادت کیلئے آتے ہیں۔ جو ایک بار آچکے پھر قیامت تک ان کی باری نہیں آئیگی (صحیحین) یعنی بیت اللہ بھی گواہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر وحی نازل ہوئی تھی یعنی بیت معمور میں بھی یہی حکم ہوا تھا۔

٣ـه والسقف المرفوع ٥ یہ پہلی عقلی دلیل ہے اور سقف مرفوع سے آسمان بلند مراد ہے یعنی آسمان بلند جو تم سب کو محیط ہے، بھی گواہ ہے کہ تم احاطہ سے نکل کر بھاگ نہیں سکتے۔ تائید:۔ یٰمعشر الجن و الانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السمٰوٰت والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان ٥ (٢٦) والبحر المسجور ٥ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ المسجور پانی سے لبریز قال قتادۃ البحر المسجور المملوء وھذا معروف من اللغۃ رجحہ الطبری (طبری، بحر) یہ پانی سے بھرا ہوا سمندر بھی گواہ ہے کہ جس طرح اس نے تم کو ہر طرف سے گھیرا ہوا ہے، اسی طرح قیامت کے دن اللہ کا عذاب تم کو ہر جانب سے گھیر لے گا۔

٤ـه ان عذاب۔ یہ مذکورہ بالا پانچ شواہد بصورت اقسام کا جواب ہے یعنی حشر و نشر کے بعد جزاء و سزا بھی ہوگی اور اللہ کے عذاب سے کوئی بھاگ نہیں سکیگا اور نہ کوئی کسی سے عذاب کو ہٹا ہی سکیگا۔

٥ـه یوم تمور۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ تمور، تدور و تضطرب (ابن کثیر، روح) آسمان گھومیگا اور لڑکھڑا اٹھیگا اور پھر ریزہ ریزہ ہو کر زمین پر گر پڑیگا۔ یوم، فویل مؤخر کیساتھ متعلق ہے۔ یعنی جب آسمان چکنا چور ہو کر گر پڑینگے اور پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل کر زمین کے ساتھ ہموار ہو جائیں گے، اس دن توحید، قیامت اور دیگر اعتقادیات کو جھٹلانیوالوں کے لئے ہلاکت و تباہی ہو گی جنہوں نے اپنی زندگیاں بیہودگیوں اور خرافات میں گنوا دیں اور ہمیشہ تائید باطل اور تکذیب حق میں مشغول و منہمک رہے۔

ف۵ یوم یدعون۔ یُدَعُّوْنَ انہیں دھکا دیکر پھینکا جائیگا یدفعون الیہا بعنف (بیضاوی) ھٰذہ النار سے پہلے فیقال لھم مقدر ہے (مدارک) جس دن جھٹلانے والوں کو دھکے دے دے کر جہنم میں پھینکا جائے گا اس وقت ان سے کہا جائیگا یہ وہی جہنم ہے جس سے ہمارے پیغمبر (علیہم الصلوٰۃ والسلام) تمہیں ڈراتے تھے لیکن تم اس کو نہ مانتے تھے افسحر ھٰذا۔ الآیۃ۔ اب بتاؤ کیا یہ بھی جادو ہی ہے اور تمہاری نظر بندی کر دی گئی ہے جس کی وجہ سے تمہیں یہ دوزخ نظر آ رہا ہے، لیکن حقیقت میں کچھ بھی نہیں؟ جس طرح دنیا میں تم معجزات انبیاء علیہم السلام کو جادو اور نظر بندی سے تعبیر کیا کرتے تھے کیا یہ جہنم بھی تمہیں نظر نہیں آ رہا؟ جس طرح دنیا میں دلائل و معجزات دیکھ کر بھی تم کہا کرتے تھے کہ ہمیں تو کچھ سنائی نہیں دیتا اور نہ ہمیں کچھ نظر ہی آتا ہے۔ یہ بطور استہزاء و تہکم ان سے کہا جائیگا۔ یعنی اب بھی کہو ناں کہ یہ سب جادو ہے اور ہمیں کچھ نظر نہیں آتا کنتم تقولون للوحی ھٰذا سحر افھٰذا المصداق ایضا سحر (ام انتم لا تبصرون) ھٰذا ایضا کما کنتم لا تبصرون فی الدنیا مایدل علیہ وتقریع وتھکم (بیضاوی)

ف۶ اصلوھا۔ الآیۃ۔ اب صبر کرو یا بے صبری کر واویلا کرو اور چیخو چلاؤ، تمہارے لئے برابر ہے اس سے تمہیں کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اب تو تمہیں اس عذاب جہنم میں داخل ہونا ہی ہوگا۔ اس میں تم سے کوئی زیادتی اور بے انصافی نہیں کی گئی یہ تمہارے اپنے ہی اعمال یعنی کفر و شرک اور عناد و تکذیب کی سزا ہے جن میں تم عمر بھر لگے رہے

ف۸ ان المتقین۔ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ شرک و تکذیب سے اور اللہ کی نافرمانیوں سے بچنے والے قیامت کے دن جنت کے باغوں میں اور انواع و اقسام نعمت میں مصروف عیش ہونگے فٰکھین۔ اللہ کی دی ہوئی عزت و کرامت اور انعامات بے پایاں میں خوش و خرم ہوں گے اور جہنم کے عذاب سے بھی محفوظ ہوں گے کلوا واشربوا۔ اس سے پہلے یقال لھم مقدر ہے۔ ان سے کہا جائیگا کہ جنت کے ماکولات و مشروبات میں سے جو چاہو کھاؤ اور پیو یہاں کی ہر چیز خوشگوار اور صحت افزا ہے۔ یہ تمہارے اعمال صالحہ کا انعام ہے۔ متکئین یہ کلوا کی ضمیر سے حال ہے حال من الضمیر فی کلوا واشربوا (مدارک ج ۴ ص ۵۴۱) قطار در قطار تختوں پر عزت و اکرام اور راحت و آرام پر تکیہ لگائے۔ حور، حوراء کی جمع ہے یعنی ایسی آنکھوں والی جس کی سیاہ جگہ کی سیاہی اور سفید جگہ کی سفیدی بہت زیادہ ہو۔ عین، عیناء کی جمع ہے یعنی موٹی آنکھوں والی۔ یعنی جنت میں ہم ایسی حسین و جمیل حوروں کو ان کی بیویاں بنا دیں گے۔ حاصل یہ کہ جنت میں ان کو ہر قسم کی لذت و عیش حاصل ہو گی

ف۹ والذین اٰمنوا۔ الآیۃ۔ ما التنٰھم ای ما نقصناھم (خازن، روح) یعنی ہم کم نہیں کریں گے۔ جو مؤمنین اپنے ایمان و عمل کی وجہ سے جنت کے بہت اونچے درجات میں ہوں گے ہم ان کی اولاد جو ایمان و عمل میں انکا اتباع کرتی رہی، لیکن ان کے رتبے کو نہ پہنچ سکی، ہم انکو

سَيْرًا ⑩ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ⑪ الَّذِيْنَ هُمْ
چل کر سو خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کو جو باتیں
فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ⑫ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ
ہیں کھیلتے ہوئے جس دن کہ دھکیلے جائیں دوزخ کی طرف
دَعًّا ⑬ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ⑭
دھکیل کر یہ ہے وہ آگ جس کو تم جھوٹ جانتے تھے
اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ⑮ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا
اب کیا یہ جادو ہے یا تم کو نہیں سوجھتا چلے جاؤ اس کے اندر پھر تم صبر کرو
اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ
یا نہ صبر کرو تم کو برابر ہے وہی بدلا پاؤ گے جو کچھ تم
تَعْمَلُوْنَ ⑯ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ⑰ فٰكِهِيْنَ
کرتے تھے جو ڈرنے والے ہیں وہ باغوں میں ہیں اور نعمت میں میوے کھاتے ہوئے
بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ⑱
جو ان کو دیے ان کے رب نے اور بچایا ان کے رب نے دوزخ کے عذاب سے
كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑲ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى
اور کھاؤ پیو رچتا ہوا بدلہ ان کاموں کا جو تم کرتے تھے تکیہ لگائے بیٹھے
سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ⑳ وَالَّذِيْنَ
تختوں پر برابر بچھے ہوئے قطار باندھ کر اور بیاہ دیں ہم نے انکو عورتیں بڑی آنکھوں والیاں اور جو لوگ
اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ
یقین لائے ف۹ اور انکی راہ پر چلی ان کی اولاد ایمان سے پہنچا دیا ہم نے ان تک ان کی اولاد کو
وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ
اور گھٹایا نہیں ہم نے ان سے ان کا کیا ذرا بھی ہر آدمی اپنی کمائی میں

وقف لازم

بشارات اخرویہ ۱۴

بھی جنت میں ان کے آباء واجداد کے درجات میں جگہ دے دیں گے۔ اور اسکی وجہ سے ان کے آباء واجداد کے درجہ و رتبہ میں کسی قسم کی کمی نہیں کریں گے اور نہ ان کے کسی عمل کا ثواب ہی کم کریں گے لیکن ہر کافر و مشرک اپنے اعمال مشرکانہ کی وجہ سے جہنم میں گرا ہوگا خواہ اس کے ماں باپ کتنے ہی نیک اور صالح ہوں۔ مشرک اور کافر اولاد کو ماں باپ کی نیکی سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ کل امرئ کافر بما عمل من الشرک مرتھن فی النار (معالم ج ۶ ص ۲۵۱) قال الجمھور وابن عباس وابن جبیر وغیرھما ان المومنین الذین اتبعتھم ذریتھم فی الایمان یکونوا

رَهِيْنٌ ﴿٢١﴾ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٢٢﴾
پھنسا ہے ف۱ اور تار لگا دیا ہم نے ان پر میووں کا اور گوشت کا جس چیز کو جی چاہے
يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ﴿٢٣﴾ وَيَطُوْفُ
جھپٹتے ہیں وہاں پیالہ نہ بکنا ہے اس شراب میں اور نہ گناہ میں ڈالنا اور پھرتے ہیں ف۱۱
عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿٢٤﴾ وَاَقْبَلَ
ہیں ان کے پاس چھوکرے ان کے گویا وہ موتی ہیں اپنے غلاف کے اندر اور منہ کیا
بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿٢٥﴾ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ
بعضوں نے ف۱۲ دوسروں کی طرف آپس میں پوچھتے ہوئے بولے ہم بھی تھے اس سے پہلے
فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿٢٦﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ
اپنے گھروں میں ڈرتے رہتے پھر احسان کیا اللہ نے ہم پر اور بچا دیا ہم کو لُو کے
السَّمُوْمِ ﴿٢٧﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ
عذاب سے ف۲ ہم بھی پہلے سے پکارتے تھے اسکو ف۱۳ بیشک وہی ہے نیک سلوک والا
الرَّحِيْمُ ﴿٢٨﴾ ع فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّ
مہربان اب تو سمجھائے کہ تو اپنے رب کے فضل سے ف۱۴ نہ جنوں سے خبر لینے والا
لَا مَجْنُوْنٍ ﴿٢٩﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ
ہے اور نہ دیوانہ کیا کہتے ہیں یہ شاعر ہے ف۱۵ ہم منتظر ہیں اس پر گردش
الْمَنُوْنِ ﴿٣٠﴾ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿٣١﴾
زمانہ کے تو کہہ تم منتظر رہو کہ میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں
اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿٣٢﴾
کیا ان کی عقلیں یہی سکھلاتی ہیں انکو یا یہ لوگ شرارت پر ہیں
اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٣﴾ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ
یا کہتے ہیں یہ قرآن خود بنا لایا ف۱۶ کوئی نہیں پر وہ یقین نہیں کرتے پھر چاہیئے کہ لے آئیں کوئی بات

ع ۲۸ ۱ ۲

فی مراتب اٰبائھم وان لم یکونوا فی التقوی والاعمال مثلھم کرامۃ لاٰبائھم فبایمان متعلق بقولہ واتبعتھم (بحر ج ۸ ص ۱۴۸) بایمان کے اتبعتھم کے ساتھ متعلق ہونے کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے ومن صلح من اٰبائھم وازواجھم وذریتھم (مؤمن ع ۱) **نله** وامددنھم اہل جنت کے لئے مزید نعمتوں کا ذکر ہے۔ مذکورہ نعمتوں کے علاوہ ہم ان کو ان کی مرضی اور خواہش کے میوہ جات اور مختلف انواع گوشت بھی مہیا کریں گے اور وہاں شراب طہور کے ساغر پہ ساغر چلیں گے۔ وہ شراب ایسی پاکیزہ ہوگی جو نشہ اور بدمزگی سے مبرا ہوگی۔ اور اس کے پینے سے کوئی بیہودگی، کوئی لغو بات اور کوئی گناہ کی چیز ظاہر نہیں ہوگی جیسا کہ دنیا کی شراب بیہودگی اور گناہ کا سرچشمہ ہے ای لا یکون فیھا ما یؤثمھم ولا یجری بینھم ما فیہ لغو واثم کما یجری بین شربۃ الخمر فی الدنیا (خازن ج ۶ ص ۲۵۱) **لله** ویطوف۔ الآیۃ۔ وہاں ان کی خدمت کیلئے ایسے نوجوان موجود ہوں گے جو حسن و جمال میں ایسے سچے اور آبدار موتیوں کی طرح ہوں گے جنہیں چھپا کر رکھا گیا ہو، اور انسانی ہاتھوں نے ان کو چھوا تک نہ ہو **۱۲له** واقبل بعضھم۔ یہ اہل جنت کی باہمی گفتگو ہے جس میں وہ اللہ کے انعام و اکرام کا اعتراف اور اس کے احسان کا شکر کریں گے۔ یتسآءلون۔ آپس میں گفتگو کریں گے اور دنیا کے بعض احوال کا ذکر کریں گے۔ وہ کہیں گے دنیا میں تو ہم بہت ہی خائف تھے اور ہمیں ڈر تھا کہ ہم بڑے گنہگار ہیں، اللہ کے عذاب سے کس طرح بچیں گے۔ فمن اللہ الآیۃ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم گنہگاروں پر کتنا بڑا احسان فرمایا کہ محض اپنی رحمت سے ہمارے گناہ معاف فرما دیئے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا لیا **۱۳له** انا کنا من۔ الآیۃ۔ یہ ماقبل کی علت ہے اور بیان توحید ہے علی سبیل الترقی از سورِ سابقہ اور بہ ثمرۂ توحید۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمارے گناہ معاف فرمائے۔ اور ہمیں جہنم سے بچا لیا، اس لئے کہ ہم دنیا میں صرف حاجات و مصائب میں اُسی کو پکارتے تھے اور اس کی پکار میں کسی کو شریک نہیں کرتے تھے۔ یہ عذاب سے محفوظ رہنا توحید پر قائم رہنے ہی کا ثمرہ و نتیجہ ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا ہی محسن و مہربان ہے **۱۴له** فذکر۔ الآیۃ۔ یہ آنحضرت

موضح قرآن ف۱ نیکوں کی اولاد کو یہ فائدہ ہے کہ اگر ایمان رکھیں اور ان کی راہ پر چلیں تو ان کے درجے میں پہنچیں نیکوں کا عمل انکو نہیں بانٹ دیتے پر انکی خوشی کو ان پر مہر کی اور ان کی راہ نہ چلیں تو جیسے اور ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی دوزخ کی بھاپ کبھی نہ لگی۔ ۱۲ منہ رح۔

صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے۔ فرمایا آپ وعظ وتبلیغ کا سلسلہ جاری رکھیں اور مشرکین کے آپ کو کاہن اور مجنون کہنے سے افسردہ خاطر نہ ہوں۔ آپ اللہ کی مہربانی سے نہ کاہن ہیں نہ مجنون آپ پر اللہ کا بہت بڑا احسان ہے اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں، اس لئے آپ اپنے فرض منصبی کو ادا فرماتے رہیں۔
۱۵ ام یقولون۔ یہ شکوی ہے۔ ریب المنون حوادث زمانہ یا حادثۂ موت (خازن، مدارک) معاندین کبھی تو کہتے کہ وہ شاعر ہے جب تک زندہ ہے اس کے اشعار کو عروج ہے اور ہم اس کی موت کے منتظر ہیں جونہی اس نے آنکھیں بند کیں یہ سارا کھیل ختم ہو جائیگا۔ قل تربصوا۔ الآیۃ۔ جواب شکوی ہے۔ آپ فرما دیجئے ہاں تم بھی انتظار کرو میں بھی انتظار کرتا ہوں موت تو سب پر آئیگی، لیکن، تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ عزت کی موت کس کی ہو گی اور ذلت و رسوائی کی موت کس کے حصے میں آئیگی چنانچہ ان معاندین نے میدان بدر میں دیکھ لیا کہ آخر ذلت و رسوائی ان ہی کیلئے مقدر تھی (مظہری، خازن) ام تأمرھم۔ الآیۃ۔ مشرکین عقل وفہم کے مدعی تھے اور اپنے کو حلماء (عقلاء) کہتے تھے۔ ام منقطعہ ہے بمعنی بل۔ یعنی کیا ان کی عقلیں انہیں اس تضاد بیانی پر آمادہ کرتی ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام کو کبھی کاہن و مجنون اور کبھی شاعر کہتے ہیں۔ نہیں! بلکہ یہ لوگ سرکشی اور عناد میں حد سے گذر چکے ہیں اور یہ سب بیہودگیاں ان کے عناد و استکبار اور طغیان وعدوان سے ناشی ہیں **۱۶** ام یقولون تقولہ یہ بھی شکوی ہے کبھی کہتے ہیں اس نے یہ قرآن اپنے پاس سے بنا لیا ہے، یہ بات نہیں، بلکہ وہ چونکہ ایمان نہیں لانا چاہتے، اس لئے محض ضد وعناد کر ایسی باتیں کرتے ہیں۔ فلکفرھم وعنادھم یرمونہ بھذہ المطاعن مع علمھم ببطلان قولھم وانہ لیس بمتقول لعجز العرب عنہ (مدارک ج ۴ ص ۱۴۶) فلیأتوا بحدیث۔ الآیۃ۔ یہ جواب شکوی ہے۔ اگر وہ اس دعوے میں سچے ہیں کہ یہ قرآن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے پاس سے بنایا ہے۔ تو وہ بھی ایسا ہی کلام بنا کر لے آئیں۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم محض اہل زبان ہونے کی وجہ سے ایسا کلام بنا سکتے ہیں تو یہ بھی اہل زبان ہیں۔ ایسا کلام بنا کر لے آئیں، لیکن یہ بات ان کی طاقت وقدرت سے باہر ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور کسی بشر کا ساختہ نہیں **۱۷** ام خلقوا۔ تا۔ مرکوم ۵ زجرات ہیں، مشرکین کو ان کے ضد وعناد پر متنبہ کیا گیا ہے۔ من غیر شیئ ای من اجل لا شیئ من العبادۃ والمجازاۃ (مظہری ج ۹ ص ۹۹) کیا انہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ انھیں عبادت اور جزاء وسزا کے لئے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ انھیں بالکل ہی بے مقصد پیدا کیا گیا ہے؟ اور اسی وجہ سے نیک کاموں میں انھیں کوئی رغبت نہیں یا وہ خود ہی کو اپنا خالق سمجھتے ہیں؟ اور اسی لئے اپنے خالق کا حق نہیں پہچانتے ام خلقوا السمٰوٰت الخ کیا زمین و آسمان کو خود انہوں نے پیدا کیا ہے اور اس لئے خالق حقیقی کا شکر اور

مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝۳۴ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ
اسی طرح کی اگر وہ سچے ہیں کیا وہ بن گئے ہیں آپ ہی آپ ۱۷ یا
هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ۝۳۵ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا
وہی ہیں بنانے والے یا انہوں نے بنایا آسمانوں کو اور زمین کو کوئی نہیں
يُوْقِنُوْنَ ۝۳۶ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ
پر وہ یقین نہیں کرتے کیا ان کے پاس ہیں خزانے تیرے رب کے ۱۸ یا وہی
الْمُصَيْطِرُوْنَ ۝۳۷ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ فَلْيَاْتِ
داروغہ ہیں کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر سن آتے ہیں تو چاہیے لے آئے
مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۳۸ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ
جو سنتا ہے ان میں ایک سند کھلی ہوئی کیا اس کے یہاں بیٹیاں ۱۹ ہیں اور تمہارے یہاں
الْبَنُوْنَ ۝۳۹ اَمْ تَسْئَلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۝۴۰
بیٹے کیا تو مانگتا ہے ان سے کچھ بدلا سو ان پر تاوان کا بوجھ ہے
اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ۝۴۱ اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ۭ
کیا ان کو خبر ہے بھید کی ۲۰ سو وہ لکھ رکھتے ہیں کیا چاہتے ہیں کچھ داؤ کرنا
فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ۝۴۲ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ
سو جو منکر ہیں وہی آتے ہیں داؤں میں کیا ان کا کوئی حاکم ہے اللہ
اللّٰهِ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۴۳ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا
کے سوائے وہ اللہ پاک ہے ۲۱ ان کے شریک بنانے سے اور اگر دیکھیں ایک تختہ
مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ۝۴۴ فَذَرْهُمْ
آسمان سے گرتا ہوا کہیں یہ بادل ہے گاڑھا سو تو چھوڑ دے ان کو
حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ۝۴۵ يَوْمَ لَا
یہاں تک کہ دیکھ لیں ۲۲ اپنے اس دن کو جس میں ان پر پڑے گی بجلی کی کڑک وا جس دن

موضح قرآن ف چھوڑ دے ان کو یعنی باتیں بنا دیں اور کھیلیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اس کی عبادت نہیں کرتے ؟ بل بلکہ وہ یقین لانا چاہتے ہی نہیں۔ اس لئے دلائل قدرت میں غور وفکر ہی نہیں کرتے تاکہ بات انکی سمجھ میں آجائے (مدارک) یعنی ان باتوں میں سے کوئی بات بھی نہیں مانتے۔

ف۱۸ ام عندھم۔ کیا وہ اللہ کے خزانوں کے مالک ہیں۔ کیا اللہ کی رحمت، نبوت اور رزق وغیرہ ان کے ہاتھ میں ہے یا وہ خدائی خزانوں کے نگران اور تقسیم کنندگان ہیں کہ جسے چاہیں جو چیز چاہیں دیں اور جسے چاہیں نہ دیں۔ کیا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اس لئے انکار کرتے ہیں کہ نبوت کی تقسیم ان کے ہاتھ میں ہے اور انہوں نے آپکو نبوت نہیں دی ؟ نہیں انکا محض عناداً ہے۔ ام لھم سلم الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے منتظر ہیں اور انھوں نے سمجھ رکھا ہے کہ آپ کی وفات ان سے پہلے ہو گی۔ کیا انہوں نے آسمان میں سیڑھی لگا رکھی ہے اور وہ آسمان پر چڑھ کر فرشتوں کی باتیں اور ان پر اللہ کی طرف سے جو احکام نازل ہوتے ہیں وہاں سے سن لیتے ہیں اور انھیں اس طرح معلوم ہو چکا ہے کہ آپ کی وفات ان سے پہلے ہو گی ؟ (مدارک) اگر واقعی ایسا ہے تو ان میں سے جو وہاں سے سنکر آیا ہے وہ اسکا ثبوت پیش کرے۔

ف۱۹ ام لہ البنات۔ الآیۃ۔ یہ ان کی جہالت وحماقت کا بیان ہے کہ بیٹیوں کو اپنے لئے تو پسند نہیں کرتے، لیکن فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں اور ان کو خدا کی بارگاہ میں سفارشی سمجھ کر پکارتے ہیں۔ ام تسئلھم اجرا۔ الآیۃ۔ کیا ان کے انکار کی وجہ یہ ہے کہ آپ تعلیم وتبلیغ اور وعظ ونصیحت پر ان سے تنخواہ یا کوئی معاوضہ مانگتے ہیں ؟ اور انھیں اس تاوان کے بوجھ تلے دب جانے کا اندیشہ ہے کہ اگر مان لیا تو تنخواہ دینی پڑے گی۔ بات اصل وہی ہے کہ عناد وطغیان کی وجہ سے نہیں مانتے۔

ف۲۰ ام عندھم۔ الآیۃ۔ کیا وہ غیب جانتے ہیں اور انھوں نے آئندہ واقع ہونے والی غیب کی باتیں لوح محفوظ سے نوٹ کر لی ہیں ؟ کہ دعوے کرتے پھر رہے ہیں کہ اول تو قیامت آئے گی ہی نہیں اور اگر آ بھی گئی تو ہم عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ ام یریدون کیدا۔ الآیۃ کیا وہ پیغمبر علیہ السلام کے خلاف کوئی منصوبہ بنا رہے ہیں ؟ یاد رکھیں کافروں کے منصوبے انہی پر الٹ دیئے جاتے ہیں اور پیغمبروں کو ان سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنیکا ان کا منصوبہ ناکام کر دیا گیا اور خود ان کو جنگ بدر میں قتل اور قید وبند کی سزا دی گئی۔

ف۲۱ ام لھم الہ۔ الآیۃ۔ کیا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور کارساز ہے ؟ جو ان کو روزی دیتا ہے، ان کی مدد کرتا ہے یا اللہ کے عذاب سے ان کو بچاتا ہے ؟ نہیں ! نہیں !! اللہ شرک سے پاک ہے اور اس کے سوا کوئی کارساز نہیں۔ کوئی رازق، کوئی ناصر اور کوئی اس کے عذاب سے بچانے والا نہیں۔ وان یروا۔ الآیۃ۔ ان کے عناد وتعنت کا یہ حال ہے کہ اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی ٹکڑا بغرض عذاب گرادیں تب بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے اور اسے دیکھ کر کہیں گے یہ تو بادل آ رہا ہے اور ابھی ہم پر بادل برسائے گا بارانِ رحمت۔ وہ اس کے نیچے دب کر ہلاک ہو جائیں گے لیکن ایمان نہیں لائیں گے یعنی لو عذبناھم باسقاط بعض من السماء علیھم لم ینتھوا عن کفرھم حتے یھلکوا (مظہری ج ۹ ص ۱۰۰)۔

ف۲۲ فذرھم۔ یومھم سے نفخۂ اولیٰ کا دن مراد ہے جسے سنکر سب پر بیہوشی طاری ہو جائے گی (مدارک) آپ انسے اعراض فرمائیں اور اس دن کا انتظار فرمائیں۔ جب دہشت وخوف سے ان پر حقیقت طاری ہو گی اس دن ان پر حقیقت حال واضح ہو جائے گی لیکن اب اس سے ان کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اس دن عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے ان کا کوئی حیلہ کامیاب نہ ہو سکے گا اور نہ ان کو اپنے خودساختہ معبودوں، گمراہ کرنے والے پیشواؤں اور دیگر سفارشیوں کی طرف ہی سے کچھ مدد مل سکے گی اور وہ کسی بھی طرح سے خدا کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔

سے پہلے یعنی قیامت کے عذاب سے پہلے بھی عذاب دردناک ہے لیکن یہ جانتے نہیں اس سے جنگ بدر میں قتل و قید، قحط سالی اور قبر کا عذاب مراد ہے۔ وھو القتل ببدر والقحط سبع سنین و عذاب القبر (مدارک ج ۴ ص ۱۴۷، خازن ج ۶ ص ۲۵۴) ۲۴ واصبر لحکم ربک الآیۃ۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دوسری بار تسلی کا ذکر ہے آپ ان کی ایذاؤں پر صبر کریں اور ان کی پرواہ نہ کریں اور اللہ کے فیصلے کے مطابق ان پر آنے والے عذاب کا انتظار کریں وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے، کیونکہ آپ ہماری حفاظت اور نگرانی میں ہیں۔ ای اصبر علی اذاھم ولا تبال لھم فانک بمرأی منا و تحت کلائتنا واللہ یعصمک من الناس (ابن کثیر ج ۴ ص ۲۴۵) حین تقوم یعنی جب دن کو اٹھو دن بھر حسب اوقات فرصت اللہ کی تسبیح و تحمید کرو۔ اور شرک سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کرو۔

ومن اللیل اور پھر اگلی رات میں بھی۔ وادبار النجوم اور اس کے بعد آنے والے دن میں بھی الغرض ہر وقت اللہ کی یاد اور اسکی تسبیح و تحمید میں مصروف رہو۔ وہی آپ کا ناصر و حامی ہے دشمن آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ وہ خود عنقریب ہی اللہ کی گرفت میں آنے والے ہیں۔ ادبار النجوم سے دوسرا دن مراد ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ وھو الذی یتوفاکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنہار ثم یبعثکم فیہ (انعام ع ۷) یہاں فیہ سے دوسرا دن مراد ہے۔

سورۂ والطور میں آیات توحید

۱:۔ ام لھم الہ غیر اللہ (ع ۲) نفی شرک ہر قسم۔
۲:۔ وسبح بحمد ربک حین تقوم و من اللیل فسبحہ و ادبار النجوم ۵

(حاشیہ: ۱ تخویف دنیوی ۱۲۔ ۲ بار دیگر تسلی ۱۲۔ ۲ ع ۲۱ ۴ ۔ ۳ تمہید برائے بیان صداقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔)

يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿٤٦﴾ وَإِنَّ
کام نہ آئے گا ان کو انکا داؤ ذرا بھی اور نہ ان کو مدد پہنچے گی اور ان
لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا
گنہگاروں ۲۳ کے لئے عذاب ہے اس سے ورے پر بہت اُن میں کے نہیں
يَعْلَمُونَ ﴿٤٧﴾ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ
جانتے اور تو ٹھہرا رہ ۲۴ منتظر اپنے رب کے حکم کا تو تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور
بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٤٨﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ
بیان کر اپنے رب کی خوبیاں جسوقت تو اٹھتا ہے اور کچھ رات میں بول اس کی پاکی اور
إِدْبَارَ النُّجُومِ ﴿٤٩﴾
پیٹھ پھیرتے وقت تاروں کے

سُورَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَسِتُّونَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوعَاتٍ
۱ سورۃ نجم مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی باسٹھ آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے

۳ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى ﴿١﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿٢﴾
۲ قسم ہے تارے کی جب گرے ف۱ بہکا نہیں تمہارا رفیق و۱ اور نہ بے راہ چلا
وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿٣﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى ﴿٤﴾
اور نہیں بولتا ۳ اپنے نفس کی خواہش سے یہ تو حکم ہے بھیجا ہوا
عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوٰى ﴿٥﴾ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ﴿٦﴾ وَهُوَ
اسکو سکھایا ہے سخت قوتوں والے نے ۴ زور آور نے پھر سیدھا بیٹھا اور وہ
بِالْأُفُقِ الْأَعْلٰى ﴿٧﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿٨﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ
تھا اونچے کنارے پر ۵ آسمان کے پھر نزدیک آیا اور لٹک آیا پھر رہ گیا فرق دو کمان کی برابر

نفی شرک ہر قسم۔

موضح قرآن ف۱ یعنی ڈوبے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن و۱ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔

سورۃ النجم[1]

ربط سورۃ طور میں مذکور ہوا کہ جزاء و سزا برحق ہے اور قیامت کے دن کوئی کسی سے عذاب کو دفع نہیں کر سکے گا۔ اب سورۃ النجم میں فرمایا کہ خدا کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب نہیں جو کسی کو عذاب الٰہی سے محفوظ رکھ سکے نہ لات و منوٰۃ اور عزّٰی اور نہ فرشتے اور نہ یہ پکار کے لائق ہیں

خلاصہ یہ سورت پہلی سورتوں پر متفرع ہے اور اس کا مقصود بالذات مضمون شفاعت قہریہ کی نفی ہے تمہید مع ترغیب۔ دعویٰ اولیٰ لات، منات اور عزّٰی کو مت پکارو۔ دعویٰ ثانیہ فرشتوں کو شفیع غالب مت سمجھو۔ اعادہ ہر دو دعوی بطریق لف و نشر مرتب۔ آخر میں تسلی زجر اور دلیل نقلی از انبیاء علیہم السلام۔ آخر میں دعوی سورت کا اعادہ۔

تفصیل

والنجم اذا ھوی ـــ تا ـــ لقد رأی من اٰیٰت ربہ الکبریٰ ○ یہ تمہید ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا بیان ہے۔ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں، جو کچھ کہتے ہیں اللہ کی طرف سے وحی کی بنا پر کہتے ہیں۔ جبریل علیہ السلام ایسا قوی و امین فرشتہ ان پر وحی لاتا ہے، اور وہ اس کو دوبارہ اس کی اصل صورت میں بھی دیکھ چکے ہیں اس سے معلوم ہوا آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ پر اللہ کی وحی نازل ہوتی ہے لہٰذا اس کو مانو۔

افرأیتم اللّٰت والعزّٰی ○ ومنٰوۃ الثالثۃ الاخریٰ۔ یہ سورت کا پہلا دعویٰ ہے کہ ان معبودان باطلہ کو حاجات میں مت پکارو۔ اَلکم الذکر ـــ تا ـــ ضیزیٰ ○ یہ دوسرا دعوی ہے کہ فرشتوں کو شفیع غالب مت سمجھو اور ان کو حاجات میں نہ پکارو۔ ان ھی الا اسمآء ـــ تا ـــ والاولیٰ ○ یہ پہلے دعوے کا اعادہ ہے بطریق لف و نشر مرتب۔ مشرکین نے اپنے خود ساختہ معبودوں کو یہ القاب خود دے رکھے ہیں کہ وہ حاجت روا، کارساز اور نافع و ضار ہیں حالانکہ وہ حقیقت میں ان صفات سے عاری ہیں۔ مشرکین کے کہنے سے وہ حاجت روا اور کارساز نہیں بن سکتے۔ وکم من ملک ـــ تا ـــ من الحق شیئا ○ (۲۶) یہ دوسرے دعوی کا اعادہ ہے یعنی فرشتے شفیع غالب نہیں ہیں۔ وہ تو اللہ کے حکم کے بغیر زبان بھی نہیں کھول سکتے۔ یہ مشرکین کا محض زعم باطل ہے کہ فرشتے شفیع قاہر ہیں۔

فاعرض ـــ تا ـــ اعلم بمن اھتدیٰ ○ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور مشرکین پر زجر ہے اور ان ربک ھو اعلم۔ الآیۃ۔ جملہ معترضہ برائے بیان وسعت علم الٰہی یعنی اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔ وللہ ما فی السمٰوٰت والارض جملہ معترضہ برائے بیان توحید لیجزی الذین اساءوا تخویف اخروی۔ ویجزی الذین احسنوا ـــ تا ـــ واسع المغفرۃ بشارت اخرویہ۔ افرأیت الذی تولی ـــ تا ـــ فھو یری یہ زجر ہے۔ کیا یہ مشرکین غیب سے جانتے ہیں کہ فرشتے انکی شفاعت کریں گے۔

ام لم ینبأ بما ـــ تا ـــ فغشّٰھا ما غشّٰی ○ یہ دلیل نقلی ہے صحف موسٰے و ابراہیم علیہما السلام سے۔ فبای اٰلآء ربک تتماریٰ ○ یہ زجر ہے۔ ھذا نذیر ـــ تا ـــ کاشفۃ ○ یہ تخویف اخروی ہے۔ افمن ھذا ـــ تا ـــ سٰمدون ○ یہ زجر ہے۔ فاسجدوا للہ واعبدوا یہ سورت کا خلاصہ ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو اور لات و منات اور عزّٰی کو نہ پکارو اور نہ فرشتوں کو شفیع غالب سمجھو۔

۲ والنجم ـــ تا ـــ الکبریٰ ○ یہ تمہید ہے برائے اثبات صداقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ضل جواب قسم ہے۔ ضلال یعنی راستہ نہ ملنا اور غوایۃ راستہ ملنے کے بعد بھٹک جانا الضلال ضد الھدایۃ والغی ضد الرشد یعنی ھو مھتد راشد (مظہری ج ۹ ص ۱۰۱) قسم ہے ستارے کی جب وہ نیچے گرتا ہے یعنی غروب ہوتا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غلط راہ پر نہیں ہیں، بلکہ راہ راست پر قائم ہیں۔ یعنی ستارے کا نیچے آنا شاہد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر آسمان سے فرشتہ اترتا اور وحی لاتا ہے اور آپکا یہ فرمانا کہ مجھ پر وحی آتی ہے غلط نہیں اور نہ بعید از قیاس ہے۔

۳ وما ینطق۔ الآیۃ۔ اللہ کی طرف سے آپ جو قرآن پیش کرتے ہیں وہ اپنی رائے اور خواہش سے بنا کر نہیں لاتے، بلکہ اللہ کی طرف سے آپ پر اس کی باقاعدہ وحی ہوتی ہے۔ ای ما یصدر نطقہ فما اٰتاکم بہ من جھتہ عزوجل کالقراٰن او من القراٰن عن ھوی نفسہ ورأیہ اصلا (روح ج ۲۷ ص ۴۴) ان ھو۔ الآیۃ۔ ھو سے مراد قرآن ہے یعنی یہ قرآن وحی ہے جو اللہ کی طرف سے آپ کے پاس بھیجی جاتی ہے (بیضاوی روح۔ وغیرہما۔

ک ۵ علمه شدید القوی۔ شدید القویٰ مضبوط قوتوں والا مراد جبریل علیہ السلام ہیں جن کی قوتوں کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ انہوں نے قوم لوط علیہ السلام کی بستیوں کو اٹھا کر بلندی سے الٹا کر پھینک دیا اور ملا اعلیٰ سے زمین تک کا سفر آنکھ جھپکنے میں طے کر لیتے تھے۔ اور ان کی ایک دلدوز چیخ سے قوم ثمود کے جگر پھٹ گئے (قرطبی) ذو مرۃ عقل و فہم میں کامل یا حسین و جمیل اور خوش منظر و طویل القامۃ ذو منظر حسن (مدارک ج ۴ ص ۱۸۷) ذو ھیئۃ حسنۃ قیل ھو جسم طویل حسن (بحر ج ۸ ص ۱۵۷) ذو مرۃ حصافۃ فی عقله و رأیه (بیضاوی) حاصل یہ ہے کہ یہ قرآن آپ نے اپنے پاس سے نہیں بنایا ہے۔ بلکہ جبریل علیہ السلام ایسے شدید و قوی عقیل و فہیم اور حسین و جمیل فرشتہ نے اللہ کی طرف سے آپ پر اتارا ہے ک ۵ فاستوی۔ یہ غار حراء کے پاس پیش آنے والے واقعہ کی طرف اشارہ ہے الافق الاعلیٰ آسمان کا وہ حصہ جو دور سے زمین کے ساتھ ملا ہوا نظر آتا ہے قاب وہ فاصلہ جو کمان کے وسط سے وتر تک ہوتا ہے اس طرح ہر کمان میں صرف ایک قاب ہوا۔ اس لئے ترکیب میں قلب ماننے کی ضرورت نہیں جیسا کہ بعض نے کہا ہے کہ یہ اصل میں قابی قوس تھا عن مجاهد والحسن ان قاب القوس ما بین وترها ومقبضها، ولا حاجة الی القلب (روح ج ۲۷ ص ۴۸) حضرت شیخ رح فرماتے ہیں یہ اصل میں قاب قوسٍ تھا پھر اسکو تثنیہ کیا گیا اور جب مرکب کا تثنیہ بنایا جائے تو علامت تثنیہ کبھی صرف ایک حرف کے ساتھ اور کبھی دونوں جزؤں کے ساتھ لگائی جاتی ہے یہاں علامت تثنیہ دوسرے جزء کے ساتھ لگائی گئی ہے (رضی) اس طرح اس کا اصل قابی قوسین ماننے کی ضرورت نہیں اہل عرب کا طریقہ تھا کہ جب دو آدمی آپس میں دوستی اور بھائی چارہ بناتے تو اپنی اپنی کمانوں کو ایکدوسرے کے ساتھ ملا دیتے اس طرح کہ ایک کا قاب دوسری کے قاب پر منطبق ہو جاتا اور پھر ان کو جدا کر کے ان سے ایک ایک تیر چلاتے جس سے انکا مقصد یہ ہوتا کہ آج وہ دونوں بھائی ہیں اور ایک کی رضا دوسرے کی رضا ہے اور ایک کی ناراضی دوسرے کی ناراضی ہے۔ (روح) او بمعنی بل ہے (مدارک۔ روح) یعنی جبریل علیہ السلام اپنی اصلی اور حقیقی صورت میں افق آسمانی پر سیدھے کھڑے ہوئے نمودار ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انکو دیکھا تو بیہوش ہو گئے۔ جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں

أَوْ أَدْنَىٰ ﴿٩﴾ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ﴿١٠﴾ مَا كَذَبَ
برابر اس سے بھی نزدیک ، پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا ، جھوٹ نہیں کہا
الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ﴿١١﴾ أَفَتُمَارُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ
رسول کے دل نے جو دیکھا ، اب کیا تم اس سے جھگڑتے ہو اس پر جو اس نے دیکھا ف ، اور
رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ﴿١٣﴾ عِندَ سِدْرَةِ الْمُنتَهَىٰ ﴿١٤﴾ عِندَهَا
اس کو اس نے دیکھا ہے ف اترتے ہوئے ایک بار اور بھی ، سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ، اس کے پاس ہے
جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ ﴿١٥﴾ إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَىٰ ﴿١٦﴾ مَا زَاغَ
بہشت آرام سے رہنے کی ، جب چھا رہا تھا اس بیری پر جو کچھ چھا رہا تھا ف ، بہکی نہیں
الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ ﴿١٧﴾ لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ ﴿١٨﴾
نگاہ اور نہ حد سے بڑھی ، بے شک دیکھے ف اس نے اپنے رب کے بڑے نمونے ف
أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ ﴿١٩﴾ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ ﴿٢٠﴾
بھلا تم دیکھو تو ف لات اور عزیٰ کو ، اور منات اور تیسرے پچھلے کو
أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنثَىٰ ﴿٢١﴾ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ ﴿٢٢﴾
کیا تم کو تو ملے بیٹے اور اس کو بیٹیاں ف ، یہ بانٹا تو بہت بھونڈا ف
إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ
یہ سب نام ہیں جو رکھ لئے ہیں ف تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ، اللہ نے
اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا
نہیں اتاری ان کی کوئی سند ، محض اٹکل پر چلتے ہیں ف اور جیسے جی کی
تَهْوَى الْأَنفُسُ ۖ وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّن رَّبِّهِمُ الْهُدَىٰ ﴿٢٣﴾
امنگ ہے ، اور پہنچی ہے ان کو ان کے رب سے راہ کی سوجھ
أَمْ لِلْإِنسَانِ مَا تَمَنَّىٰ ﴿٢٤﴾ فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولَىٰ ﴿٢٥﴾ وَ
کہیں آدمی کو ملتا ہے جو کچھ چاہے ف سو اللہ کے ہاتھ ہے سب بھلائی پچھلی اور پہلی ف اور

ع ۵

سورت کا ربط ... ۱۲

ک ۔ اعادہ دعویٰ ... ۱۲

لا علت ... ۱۲

موضح قرآن ف حضرت کو اول نبوت میں حضرت جبریل نظر آئے اپنی اصل صورت پر ایک کرسی پر بیٹھے آسمان اُن سے بھر رہا کنارے سے کنارے تک یہ دیکھ کر گھبرائے تو سورۂ مدثر اتری۔ شدید القوی ذو مرۃ کی صفتیں سورۂ کورت میں حضرت جبریل کی کہی ہیں ف دوسری بار جبریل کو اپنی صورت دیکھا معراج کی رات میں سات آسمان سے اوپر جہاں درخت ہے بیری کا وہ حد ہے نیچے اور اوپر کی نیچے کے لوگ اوپر نہیں پہنچتے اور اوپر کے لوگ نیچے نہیں اترتے اس کے پاس بہشت کو دیکھا اس بیری پر چھا رہے پروانے سنہرے ایسے خوش رنگ جس کے دیکھنے سے دل کھنچا جائے اور نمونے جو دیکھے سو اللہ ہی کو خبر ہے ف یہ نام ہیں بتوں کے کافر کہتے تھے یہ بیٹیاں ہیں اللہ کی انکی ماں جنوں کی بیٹیاں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف یعنی بت پوجنے سے کیا ملتا ہے وہی جو اللہ دے پچھلی اور پہلی یعنی آخرت اور دنیا کی بادشاہی ۱۲۔

فتح الرحمٰن ف یعنی وقتیکہ نور الٰہی از ہر جانب سدرہ را احاطہ کرد و این در شب معراج بود ۱۲۔

آگے بڑھے اور آپ کے قریب سے قریب تر ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ دو کمانوں کی مقدار، بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب ہو گئے اور آپ کو سینے سے لگا کر دبایا جب آپ ہوش میں آئے تو فرمایا اے جبریل! میرے تو خیال میں بھی نہیں تھا کہ اللہ کی کوئی مخلوق ایسی شکل و صورت پر بھی ہے۔ یہ پہلی وحی کے بعد کا واقعہ ہے۔ وکانت هٰذه الرؤية الاولى فی اوائل البعثة بعد ما جاءه جبريل عليه السلام اول مرة فاوحى الله اليه صدر سورة (اقرأ) ثم فتر الوحى ..... حتى تبدى له جبريل و رسول الله صلى الله عليه وسلم بالابطح فی صورته التی خلقه الله عليها (ابن کثیر ج ۴ ص ۲۴۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو اپنی زندگی میں دو بار اس کی اصلی صورت میں دیکھا ہے ایکبار زمین میں جس کا زیر تفسیر آیتوں میں ذکر ہے اور ایکبار آسمان میں جس کا ذکر آگے ولقد راٰه نزلة اخرىٰ میں آ رہا ہے آپ کے علاوہ کسی پیغمبر ع نے جبریل ع کو اصلی صورت میں نہیں دیکھا قیل ما راٰه احد من الانبياء فی صورته غير محمد عليه الصلوٰة والسلام مرتين، مرة فی السماء و مرة فی الارض (بیضاوی)

۶ فاوحی۔ اوحی کا فاعل جبریل علیہ السلام ہے۔ عبدہ کی ضمیر مجرور ذات باری تعالیٰ سے کنایہ ہے (فاوحی) جبريل عليه السلام (الى عبدہٖ) الى عبد الله (مدارک ج ۴ ص ۱۴۸) جبریل ع نے اللہ کے عظیم الشان اور جلیل القدر بندے کو وحی پہنچائی۔ وحی کا ابہام تفخیم و تعظیم کے لئے ہے (روح، قرطبی) مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ۔ الآیۃ۔ آپ نے اپنی آنکھوں سے جس چیز کا مشاہدہ کیا آپ کے دل نے اسے پہچان لیا کہ یہ جبریل امین ہے آپ کے دل نے یہ نہیں کہا کہ میں نے اس کو پہچانا نہیں۔ حاصل یہ ہے کہ آپ نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں پورے یقین اور وثوق سے دیکھا ہے۔ اور اس بارے میں آپ کے دل میں کوئی شک و شبہ واقع نہیں ہوا۔ یعنی انه راٰه بعينه وعرفه بقلبه ولم يشك فی ان ما راٰه حق (مدارک) اَفَتُمٰرُوْنَهٗ۔ الآیۃ۔ اس میں خطاب مشرکین سے ہے جو کہتے تھے کہ یہ سب خواب و خیال ہے بیداری میں اس نے کچھ نہیں دیکھا تمارونه، مراء سے ہے ای تجادلونه (روح) یعنی جس چیز کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر چکے ہیں کیا اس چیز کے بارے میں تم اس سے جھگڑتے اور بحث کرتے ہو؟ کوئی مشکوک اور مشتبہ بات ہوتی تو بحث و جدال کی کوئی گنجائش بھی تھی لیکن یہ ایک مشاہدہ تھا جو ہر قسم کے شک و شبہ سے بالا تھا۔

۷ ولقد راٰہ۔ یہ جبریل علیہ السلام کو دوسری بار اصلی صورت میں دیکھنے کا ذکر ہے۔ یہ واقعہ شب معراج میں پیش آیا۔ عند اور اذ ظروف راٰی سے متعلق ہیں۔ سدرة المنتهىٰ بیری کے مانند ساتویں آسمان پر ایک درخت ہے جس کا پھل بڑے بڑے مشکوں کے برابر ہے۔ اسی کے قریب جبریل علیہ السلام کا مقام ہے اور یہی اس کے پرواز کی منتہاء ہے ما یغشی سے اللہ کا نور اور فرشتے مراد ہیں۔ اس پر اس قدر فرشتے تھے کہ درخت ان میں چھپ گیا تھا۔ غشيها نور الرب والملائكة تقع عليها كما يقع الغربان على الشجرة (قرطبی ج ۱۷ ص ۹۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین کو اسکی اصلی صورت میں صرف زمین پر ایک ہی بار نہیں دیکھا بلکہ دوسری بار آسمان میں سدرة المنتهىٰ کے پاس بھی اس کو اصلی صورت میں دیکھا ہے، وہاں سدرة المنتهیٰ کے پاس ہی جنة الماویٰ بھی ہے جو متقین کا مقام ہے۔ اس وقت سدرة المنتهیٰ نور ربی اور تجلی الٰہی سے جگمگا رہا تھا اور اس پر فرشتوں کا اس قدر جھرمٹ تھا کہ درخت ان کے نیچے چھپ گیا تھا وہاں بھی آپ نے جبریل کو صاف صاف دیکھا اس کے دیکھنے میں آپ کی نگاہ نہ اِدھر اُدھر ہٹی اور نہ اس سے آگے بڑھ کر کسی دوسری چیز کی طرف اٹھی۔ گویا یہاں بھی آپ نے جبریل ع کو پورے یقین و وثوق سے دیکھا۔ قال ابن عباس ای ما عدل يمينا ولا شمالا ولا تجاوز الحد الذی راٰی (ابن کثیر، قرطبی) ای اثبت ما راٰه اثباتا مستيقنا صحيحا من غير ان يزيغ بصره او يتجاوزه (کشاف)

۸ لقد راٰی۔ الآیۃ۔ اس کے علاوہ بھی آپ نے بہت سے قدرت کے بڑے بڑے اور عظیم الشان نشانات کا مشاہدہ کیا۔ ان تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ آپ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں، کیونکہ یہ مشاہدات صرف ایک پیغمبر ہی کو نصیب ہو سکتے ہیں اور غیر پیغمبر تو ان کی تاب ہی نہیں لا سکتا اور جبریل امین آپ پر اللہ کی طرف سے وحی لاتے ہیں، اس لئے آپ کی رسالت پر ایمان لاؤ اور اللہ کی وحی کو مانو اور اس پر عمل کرو۔

۹ افرأیتم۔ تمہید کے بعد سورت کے پہلے دعوے کا ذکر ہے یعنی حاجات و مصائب میں ان خودساختہ معبودوں کو غائبانہ مت پکارو۔ جب ثابت ہو گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ پر وحی آتی ہے تو اس وحی ربانی کو مانو جو یہ کہتی ہے کہ مصائب و حاجات میں معبودانِ باطلہ کو مت پکارو۔ اللات اس میں دو قراءتیں ہیں اول بتخفیف تاء دوم بتشدید تاء۔ پہلی صورت میں یہ لوی سے مشتق ہے جس کے معنی لپٹنے اور گھومنے کے ہیں۔ مشرکین اس بت کے پاس عبادت کے لئے اعتکاف کرتے تھے اور اس کا طواف کرتے تھے اس لئے وہ اس نام سے موسوم کیا گیا۔ والاصل لوية بزنة فعلة من لوى لانهم كانوا يلوون عليه ويعتكفون للعبادة، او يلتون عليه ای يطوفون مخفف بحذف الياء وبدل التاء واو الفا، وعوض عن الياء تاء فصارت كتاء اخت وبنت (روح ج ۲۷ ص ۵۵) دوسری قراءت کے مطابق یہ لَتَّ يَلُتُّ کا اسم فاعل ہو گا اور اس کے معنی ہونگے گھولنے والا۔ عرب میں ایک آدمی تھا حج کے موسم میں حاجیوں کو گھی میں ستو ملا کر کھلاتا تھا اور اللاتّ اس لئے لوگ اس کو اچھا سمجھتے تھے جب وہ فوت ہو گیا تو اس کی شکل کا بت بنا کر اسکی پوجا پاٹ شروع کر دی اور اسے پکارنے لگے۔ اللات بالتشديد على انه سمى به لانه صورة رجل كان يلت السويق بالسمن و يطعم الحاج (بیضاوی) العُزّٰی یہ ایک شیطانہ (مادہ جن) تھی جو وادی نخلہ میں واقع کیکر کے تین درختوں میں رہتی تھی، وہاں مشرکین نے ایک عبادتگاہ بھی بنا رکھی تھی اور عزّٰی کے نام پر کئی بت بھی تراش کر مختلف جگہوں میں رکھ لئے تھے۔ مشرکین جب وادی نخلہ میں عزّٰی کی عبادتگاہ میں

اسکی عبادت اور پکار کے لئے آتے تو وہ شیطانہ ان سے باتیں بھی کرتی تھی۔ وکانت بوادی نخلۃ الشامیۃ فوق ذات عرق فبنوا علیھا بیتا وکانوا یسمعون منھا الصوت۔۔۔۔۔ عن ابن عباس کانت العزی شیطانۃ تأتی ثلاث سمرات ببطن نخلۃ (قرطبی ج ۱۷ص ۹۹)

فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو حکم دیا کہ وہ ان تینوں درختوں کو کاٹ ڈالیں چنانچہ جب وہ دو درختوں کو کاٹ کر تیسرے کو کاٹنے لگے تو اس سے ایک ڈائن نمودار ہوئی جس کے بال پراگندہ تھے اور واویلا کرنے لگی۔ حضرت خالد بن ولید نے اسے قتل کر دیا۔ (لوح خازن، قرطبی) مناۃ یہ ایک بت تھا جس کا استھان مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع تھا۔ مشرکین اس کی قربان گاہ پر اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے قربانیاں دیتے اور اس کی برکت سے بارش طلب کرتے تھے۔ کانوا یریقون عندہ الدماء یتقربون بذلك الیہ (قرطبی ج ۱۷ص ۱۰۱)

ایک قراءت میں مناءۃ ہے۔ ومناءۃ مکی مفعلۃ من النوء کانھم کانوا یستمطرون عندھا الانواء تبرکا بھا (مدارک ج ۴ص ۱۴۹)

أفرأیتم بمعنی اخبرونی ہے یعنی مجھے بتاؤ تو سہی یہ لات وعزّی اور منات جن کو تم پکارتے ہو کیا وہ تمہارے نفع نقصان کا اختیار رکھتے ہیں؟ کیا وہ قادر ومتصرف ہیں؟ کہ تم نے ان کو عبادت اور پکار میں خدا کا شریک بنا رکھا ہے۔ افرأیتم ھذہ الالھۃ ھل نفعت اوضرت حتی تکون شرکاء للہ (قرطبی ج ۱۷ص ۱۰۲)

أخبرونی عن الھتکم ھل لھا شیٔ من القدرۃ والعظمۃ التی وصف بھا رب العزۃ فی الآی السابقۃ وقیل المعنی أظننتم ان ھذہ الاصنام التی تعبدونھا تنفعکم (روح ج ۲۷ص ۵۶) استفہام انکاری ہے یعنی وہ نہ قادر ومتصرف ہیں نہ نفع ونقصان کے مختار، اس لئے مصائب وحاجات میں ان کو مت پکارو۔

ف۱۰ الکم الذکر۔ یہ سورت کے دوسرے دعوے کا بیان ہے یعنی اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب نہیں۔ مشرکین اپنے لئے تو بیٹے پسند کرتے لیکن اس کے ساتھ ہی فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے یعنی فرشتے اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب ہیں جس طرح ایک باپ کو بیٹیاں محبوب ہوتی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ فرشتوں کی شفارش کو ہرگز رد نہیں کرتا۔ فرمایا یہ تقسیم تو سراسر بے انصافی پر مبنی اور عدل وانصاف سے ہٹی ہوئی ہے، کیونکہ وہ جس چیز کو خود ناپسند کرتے ہیں اس کی نسبت خدا کی طرف کرنے میں کوئی باک محسوس نہ کرتے۔ اس لئے انکا یہ کہنا غلط ہے اور بے انصافی پر مبنی ہے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں اور اس کی بارگاہ میں شفیع قاہر ہیں۔

ف۱۱ ان ھی۔ یہ پہلے دعوے کا اعادہ ہے بطریق لف ونشر مرتب۔ یہ معبودان باطلہ محض نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے اپنی خواہشات کے مطابق تجویز کر رکھے ہیں۔ ان کو معبود، کارساز، حاجت روا کہنا محض تمہارے الفاظ ہیں لیکن حقیقت میں وہ ان صفات سے سراسر عاری ہیں۔ وہ نہ معبود و کارساز ہیں، نہ شفیع وحاجت روا ان کو ان ناموں سے موسوم کرنا صریح گمراہی ہے۔ کیونکہ ان خود ساختہ معبودوں کے معبود ہونے پر اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ ماجعل اللہ علی الوھیتھا واستحقاقھا للعبادۃ حجۃ (مظہری ج ۹ص ۱۱۸)

ف۱۲ ان یتبعون۔ خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہے یہ اس طرف اشارہ ہے کہ یہ سفہاء لائق خطاب ہی نہیں ہیں جیسا کہ بعد میں ارشاد ہے فاعرض عن من تولی الخ ان معبودان باطلہ کو ان صفات سے پکارنے کے لئے مشرکین کے پاس کوئی دلیل نہیں وہ محض ظن وتخمین سے اور، باپ دادا کی دیکھا دیکھی اور خواہشات نفس کی پیروی میں یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ ولقد جاءھم۔ الآیۃ۔ حالانکہ ان کے پاس اللہ کی طرف سے ہدایت آچکی ہے۔ اللہ کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی کتاب کے سامنے رشد وہدایت کی روشنی کے مینار ہیں، مگر وہ ان سے روشنی حاصل کرنے کے بجائے اپنی خواہشات کے پیچھے دوڑتے ہیں۔

ف۱۳ ام للانسان۔ الآیۃ۔ ام منقطعہ ہے اور استفہام انکار کے لئے ہے (بیضاوی) یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ انسان جس چیز کی آرزو اور تمنا کرے وہ اسے مل جائے یا اسکی تمنا کے مطابق ہوجائے لہذا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ مشرکین اپنی خواہشات سے لات ومنات اور عزّی وغیرہا کو معبود، کارساز، حاجت روا اور سفارشی بنالیں تو ان کے بنانے سے وہ یہ سب کچھ بن جائیں اور ان کی یہ تمنا اور آرزو پوری ہوجائے کہ یہ معبود خدا کی بارگاہ میں ان کی سفارش کریں اور قرب خداوندی کا وسیلہ بنیں۔ ای لیست الاشیاء والشھوات تحصل بالامانی بل للہ الامر وقولکم ان الھتکم تشفع وتقرب زلفی لیس لکم ذلك (بحر ج ۸ص ۱۶۳) والمراد نفی ان یکون للکفرۃ ماکانوا یطمعون فیہ من شفاعۃ الآلھۃ والظفر بالحسنی عند اللہ تعالی یوم القیامۃ (روح ج ۲۷ص ۵۸)

ف۱۴ فللہ الآخرۃ والاولی۔ یہ ماقبل کی علت ہے یعنی دنیا اور آخرت کے تمام امور ومعاملات اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص اور اسی کے ہاتھ میں ہیں اور وہی بلاشرکت غیرے ان میں متصرف ومختار ہے، تو پھر یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ اللہ کے فیصلے کے خلاف انکی یہ تمنا پوری ہو کہ ان کے خود ساختہ معبود خدا کی بارگاہ میں انکی سفارش کریں گے۔

ف۱۵ وکم من ملك ۔ الآیۃ ۔ یہ سورت کے دوسرے دعوے کا اعادہ ہے ۔ اللہ کے بے شمار فرشتے جو آسمانوں میں رہتے ہیں اور ہر وقت اللہ کی عبادت میں مصروف
اور اس کی اطاعت پر کمربستہ ہیں ، اس قرب و تقدس کے باوجود وہ بھی اللہ کے اذن کے بغیر کسی کی سفارش نہیں کر سکتے ، اس لئے وہ بھی شفیع قاہر نہیں ہیں بلکہ
اللہ کے حکم کے پابند ہیں ۔ فرشتے صرف ان لوگوں کی شفاعت کرینگے جن کی شفاعت اللہ کو پسند ہوگی اور وہ صرف اہل توحید ہیں جن سے گناہ سرزد ہوئے ۔ مشرکین کے حق
تو فرشتوں کو شفاعت کی اجازت ہی نہیں ملے گی ۔ لمن یشاء و یرضی ای من اھل التوحید (معالم وخازن ج ۶ ص ۲۶۴) ان الذین ۔ یہ مشرکین کے

كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا
بہت فرشتے ہیں آسمانوں میں ف۱۵ کچھ کام نہیں آتی ان کی سفارش مگر
مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿٢٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
جب حکم دے اللہ جس کے واسطے چاہے اور پسند کرے جو لوگ ف۱۶
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿٢٧﴾
یقین نہیں رکھتے آخرت کا وہ نام رکھتے ہیں فرشتوں کے زنانے نام
وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ
اور ان کو اسکی کچھ خبر نہیں محض اٹکل پر چلتے ہیں اور
الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿٢٨﴾ۚ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ
اٹکل کچھ کام نہ آئے ٹھیک بات میں سو تو دھیان نہ کر اس پر جو
تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٢٩﴾ۭ ذٰلِكَ
منہ موڑے ہماری یاد سے ف۱۷ اور کچھ نہ چاہے مگر دنیا کا جینا بس یہیں
مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ
تک پہنچی ان کی سمجھ ف۱ تحقیق تیرا رب ہی ف۱۸ خوب جانے اس کو جو بہکا اسکی راہ
سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿٣٠﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
سے اور وہی خوب جانے اس کو جو راہ پر آیا اور اللہ کا ہے ف۱۹ جو کچھ آسمانوں
وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَ
میں اور زمین میں تاکہ وہ بدلا دے برائی والوں کو ان کے کئے کا ف۲۰ اور
يَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿٣١﴾ۚ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ
بدلا دے بھلائی والوں کو بھلائی سے جو کہ بچتے ہیں
كَبٰۗىِٕرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ
بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے مگر کچھ آلودگی بے شک تیرے رب کی بخشش

لئے زجر ہے ۔ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ
فرشتوں کو عورتوں کی صفات سے متصف کرتے ہیں اور
کہتے ہیں فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں ۔ عیاذا باللہ ۔ ان
کا یہ دعوےٰ سراسر بے دلیل اور ان کی جہالت و سفاہت
پر مبنی ہے ، وہ محض ایک خیال باطل اور وہم فاسد کے
پیچھے دوڑ رہے ہیں جو انہوں نے اپنے مشرک باپ دادا
سے حاصل کئے ہیں ۔ بھلا وہم و خیال سے بھی حقیقت
ثابت ہو سکتی ہے ؟ حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے تو
یقینی اور قطعی دلیلوں کی ضرورت ہے **ف۱۷** فاعرض
الآیۃ ۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے اور
مشرکین کے لئے زجر ہے ۔ ذکر سے مراد قرآن ہے (اشتمل)
جو لوگ قرآنی تعلیمات سے اعراض کرتے ہیں ، توحید و
رسالت اور حشر و نشر کے منکر ہیں ان سے اعراض کریں
آپ حق تبلیغ ادا کر چکے ہیں لیکن یہ لوگ محض ضد و عناد
کی وجہ سے انکار و جحود پر تل گئے ہیں اور آخرت کے
مقابلہ میں دنیوی زندگی ہی کو اصل زندگی سمجھتے ہیں انکا
مبلغ علم یہی ہے انکی عقل و فہم کی رسائی بس یہیں
تک ہے ۔ ان کی نظریں دنیائے فانی کی چہل پہل ، زرق
و آرائش اور چند روزہ عیش و تنعم پر مرکوز ہو کر رہ گئی
ہیں اور عالم آخرت ان کی نگاہوں سے اوجھل ہے
ایسے لوگوں کو آپ جتنی تبلیغ کرینگے اس سے ان کے
عناد و تعنت میں مزید اضافہ ہوگا ، اس لئے آپ ان
سے اعراض فرمائیں **ف۱۸** ان ربك ۔ یہ جملہ
معترضہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ سب کو اچھی طرح جانتا ہے جو
لوگ گمراہی پر مُصِر ہیں اور ہدایت قبول نہیں کرنا چاہتے
وہ ان کو بھی جانتا ہے اور وہ بھی اس کے علم میں جو
ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ۔ یہ لوگ
قبیل اول سے ہیں ، اس لئے آپ انکی خاطر اپنی جان نہ
ماریں اور مشقت نہ اٹھائیں ۔ ھو جل شانہ المبالغ
فی العلم بمن لا یرعوی عن الضلال ابدا ، و بمن یقبل الاھتداء فی الجملۃ لا غیرہ سبحانہ فلا تتعب نفسك فی دعوتھم
ولا تبالغ فی الحرص علیھا فانھم من القبیل الاول (روح ج ۲۷ ص ۶۰) **ف۱۹** وللہ ما فی السمٰوت وما فی الارض یہ جملہ معترضہ برائے
بیان توحید ہے ساری کائنات فرش سے لیکر عرش تک اللہ کی مخلوق و مملوک ہے وہی اس میں متصرف و مختار ہے اور تصرف و اختیار میں کوئی اسکا شریک نہیں ، وہ
اپنے ارادے اور اپنی مرضی سے جو چاہتا ہے کرتا ہے ، کسی کو اس کے آگے دم مارنے کی جرأت نہیں اور نہ کوئی اس کی بارگاہ میں شفیع غالب ہے **ف۲۰** لیجزی الذین

ف۱ اعادہ دعویٰ ثانیہ ۱۲
ف۲ زجر برائے مشرکین ۱۲
ف۳ زجر مع تسلیہ ۱۲
ف۴ جملہ معترضہ ۱۲
ف۵ جملہ معترضہ برائے بیان توحید ۱۲
ف۶ لا مرائے عاقبت ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی این است نہایت علم ایشان ۱۲ ۔

لام عاقبت کیلئے ہے اور یہ اعلم بمن ضل کے ساتھ اور یجزی الذین احسنوا۔ اعلم بمن اھتدی کیساتھ متعلق ہے بطریق لف ونشر مرتب۔ اللہ تعالیٰ گمراہوں کو اور ہدایت والوں کو خوب جانتا ہے جس کا انجام یہ ہے کہ وہ گمراہوں اور بُرے لوگوں کو ان کے اعمال کی سزا دے گا اور نیک لوگوں کو ان کے اچھے کاموں کی ضرور جزا دے گا۔ الذین یجتنبون۔ الآیۃ۔ یہ الذین احسنوا سے بدل ہے یا اسکی صفت ہے یعنی محسنین وہ لوگ ہیں جو کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے کلی اجتناب کرتے ہیں، لیکن صغائر اور معمولی لغزشیں ان سے سرزد ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بخشش و رحمت اس قدر وسیع ہے کہ وہ کبیرہ گناہوں

الْمَغْفِرَةِ ۚ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ
میں بڑی سمائی ہے وہ تم کو خوب جانتا ہے جب بنا نکالا تم کو زمین سے اور جب تم

اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ
بچے تھے ماں کے پیٹ میں سو مت بیان کرو اپنی خوبیاں وہ

اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾ ع اَفَرَءَيْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾ وَاَعْطٰى
خوب جانتا ہے اسکو جو بچکر چلا بھلا تو نے دیکھا اس کو [1] جسنے منہ پھیر لیا اور لایا

قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾ اَمْ
تھوڑا سا اور سخت نکلا [ف] کیا اس کے پاس خبر ہے غیب کی [۲۲] سو وہ دیکھتا ہے کیا

لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِیْ وَفّٰٓى ﴿۳۷﴾
اسکو خبر نہیں پہنچی اسکی جو ہے ورقوں میں [۲۳] موسیٰ کے اور ابراہیم کے جسنے کہ اپنا قول پورا اتارا [ف]

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ
کہ اٹھاتا نہیں [۲۴] کوئی اٹھانے والا بوجھ کسی دوسرے کا اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے

اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾ ثُمَّ يُجْزٰىهُ
جو اس نے کمایا اور یہ کہ اس کی کمائی اسکو دکھائی ضرور ہے پھر اسکو بدلا ملنا ہے

الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾ وَاَنَّهٗ
پورا بدلا اور یہ کہ تیرے رب تک سبکو پہنچنا ہے اور یہ کہ وہی

هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿۴۴﴾ وَاَنَّهٗ
ہے ہنساتا [۲۵] اور رلاتا اور یہ کہ وہی ہے مارتا اور جلاتا اور یہ کہ

خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا
اس نے بنایا جوڑا نر اور مادہ ایک بوند سے جب

تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ
ٹپکائی جائے اور یہ کہ اس کے ذمہ ہے دوسری دفعہ اٹھانا اور یہ کہ اس نے

ع ۲ / ۷

[۲۱] زجر ۱۲۔

[۲۲] تنبیہ صحیح۔

[۲۳] دلیل نقلی از صحف ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام ۱۲۔

[۲۵] اللہ تعالیٰ کی عظمت شان اور قدرت کاملہ کا بیان ۱۲۔

سے بچنے والوں کے صغیرہ گناہوں کو محض اپنی مہربانی سے معاف فرما دیتا ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ شرک سے بچنے والوں کے چاہے تو کبائر بھی معاف فرمادے۔ ھو اعلم بکم۔ الآیۃ۔ اللہ تعالیٰ تم سب کو اس وقت سے جانتا ہے جب اس نے تمہارے جد اعلیٰ آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا، پھر تم اپنی ماؤں کے رحموں میں بصورت جنین ہوتے ہو اس وقت بھی وہ تم کو جانتا ہے یعنی وہ تمہاری ساری حقیقت سے باخبر ہے اور تمہاری کوئی چیز اور تمہارا کوئی عمل اس سے پوشیدہ نہیں اس لئے تم خود اپنی بزرگی اور تقویٰ و طہارت کے دعوے نہ کرو۔ جو لوگ واقعی متقی ہیں اور اپنے اللہ کے احکام کی پابندی کرکے اپنے ظاہر و باطن کو رذائل و خبائث سے پاک کر چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے اسے کسی کے بتانے کی ضرورت نہیں [۲۱] افرأیت — تا — یری یہ معاندین کے لئے زجر ہے۔ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی۔ شروع میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھتا اور وعظ و نصیحت سنتا تھا اور اسلام سے متاثر ہو چلا تھا۔ قرآن کی تعریف بھی کرتا تھا۔ بعض، مشرکین نے اسکو حق گوئی اور اسلام میں رغبت کا طعنہ دیا اور کہا اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر انہیں گمراہ قرار دیتا ہے اس نے جواب دیا میں تو اللہ کے عذاب سے ڈرتا ہوں اس پر اس مشرک نے کہا عذاب سے تمہیں بچانے کی میں ذمہ داری لیتا ہوں۔ چنانچہ وہ پھر گیا اور زبان سے جو حق بات کہتا تھا اس سے رُک گیا۔ کان الولید مدح القرآن ثم امسك عنه فنزل (واعطی قلیلا) ای من الخیر بلسانه (واکدی) ای قطع ذلك و امسك عنه (قرطبی ج ۷، ص ۱۱۱) [۲۲] أعنده۔ الآیۃ۔ کیا وہ غیب جانتا ہے اور پردۂ غیب کے ورے دیکھ رہا ہے اور اسے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ کسی کی سفارش اور حمایت سے اللہ کے عذاب سے بچ جائیگا؟ استفہام انکاری ہے یعنی وہ غیب نہیں جانتا اور فرشتوں کی شفاعت سے یا کسی کی ضمانت و حمایت کی بناء پر عذاب الٰہی سے نہیں بچ سکتا [۲۳] ام لم ینبأ — تا — ما غشی ٥ یہ دلیل نقلی ہے۔ ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں سے ان لا تزر وازرۃ سے لیکر اظلم و اطغیٰ تک دونوں صحیفوں کا مشترکہ بیان ہے اور والمؤتفکۃ۔ الآیۃ۔ ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں نہیں کیونکہ یہ قوم لوط کی بستیاں ہیں جو صحف ابراہیم علیہ السلام کے بعد تباہ ہوئیں۔ الذی وفی وہ ابراہیم جس نے اللہ کے احکام کو پورا کیا اور ان تمام

موضح قرآن ف[۱] یعنی تھوڑا سا ایمان لانے لگا اس کا دل سخت ہو گیا ف[۲] یعنی اللہ کا حق ۱۲ منہ رح

عہود و مواعید سے عہدہ برآ ہوئے جو اللہ نے ان سے لئے تھے ۲۴؎ ان لا تزر ان صحیفوں کا مضمون یہ ہے کہ کوئی نفس کسی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائیگا۔ جس طرح ہر انسان کو اپنی ہی کمائی کی نیکیوں کا ثواب ملیگا اور دوسرے شخص کی نیکیاں اس کے اعمالنامے میں درج نہیں ہوں گی۔ قیامت کے دن ہر آدمی کی سعی و کوشش کا نتیجہ سامنے ہوگا اور ہر شخص کو اس کے اپنے ہی اعمال کے مطابق پوری پوری جزاء و سزا دی جائے گی۔ اور قیامت کے دن سب کا منتہا، اللہ کی ذات ہوگی اور سب اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔ اس آیت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ایک انسان کی دعا بھی دوسرے کے حق میں فائدہ مند نہیں ہو سکتی حالانکہ قرآن اور حدیث سے دوسروں کے لئے دعا کرنے کی ترغیب ثابت ہے۔ حضرت ابن عباس رضہ فرماتے ہیں یہ حکم پہلی امتوں میں تھا اب امت محمدیہ کے حق میں منسوخ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد الحقنا بھم ذریتھم الآیۃ۔ (الطور ع ۱) یعنی باپ دادا کی نیکی سے ان کی اولاد کو ان کے درجات عطا ہوں گے قال ابن عباس رضہ ھذا منسوخ الحکم فی ھذہ الشریعۃ بقولہ (الحقنا بھم ذریتھم ..... قال عکرمۃ کان ذلک لقوم ابراھیم وموسی فاما ھذہ الامۃ فلھم ما سعوا وما سعی لھم غیرھم (معالم و خازن ج ۶ ص ۲۶) اور اگر ما سعٰی سے مراد ایمان ہو جیسا کہ سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے تو اس صورت میں منسوخ ماننے کی ضرورت نہیں۔ یعنی کسی انسان کو اس کے ایمان کے بغیر کسی چیز کا کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ ایمان کے بغیر کسی کی نہ دعا مفید ہے نہ اپنا کوئی نیک عمل۔ تحقیق یہ ہے کہ ایک شخص کے دعا و استغفار کے دوسرے مومن کے حق میں کوئی نزاع و اختلاف نہیں یہ سب کے نزدیک جائز اور مفید ہے اور قرآن سے ثابت ہے (۱) وصل علیھم ان صلوٰتک سکن لھم (۲) ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان (حشر، ع ۲) اختلاف اس میں ہے کہ ایک شخص کے عمل کا ثواب دوسرے شخص کو ملتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ معتزلہ اور شوافع اس کے قائل نہیں، علامہ ابن قیم رح نے اس حدیث کا جواب دیتے ہوئے جس میں دوسرے شخص کی طرف سے غلام آزاد کرنے کا ذکر ہے، لکھا ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ دوسرے شخص کی طرف سے غلام آزاد کر کے اس کیلئے دعا کی جائے۔ البتہ عبادتِ مالیہ کا ثواب احناف، شوافع وغیرہ سب کے نزدیک دوسرے کو بخشنا جائز ہے۔ باقی رہا تلاوتِ قرآن کا ثواب تو حنفیہ کے نزدیک اسکا ہبہ جائز ہے لیکن شافعیہ کے نزدیک جائز نہیں۔ امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں اس پر متعدد حدیثیں پیش کی ہیں باقی رہا یہ شبہہ کہ مال مویشی کا ثواب کسی میّت کو ہبہ کرنا وجعلوا للہ مما ذرأ من الحرث والانعام

اَغْنٰى وَاَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ وَاَنَّهٗۤ اَهْلَكَ
دولت دی اور خزانہ اور یہ کہ وہی ہے رب ۲۶؎ شعری کا ف۱ اور یہ کہ اُسنے غارت کیا

عَادَا ۨالْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ وَثَمُوْدَا۟ فَمَاۤ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ
عاد ۲۷؎ پہلے کو اور ثمود کو پھر کسی کو باقی نہ چھوڑا اور نوح کی قوم کو پہلے کو

قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ
پہلے ان سے وہ تو تھے ظالم اور شریر اور الٹی بستی کو ۲۸؎

اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾
پٹک دیا پھر آ پڑا اس پر جو کچھ کہ آ پڑا ف۲ اب تو کیا کیا نعمتیں اپنے ۲۹؎ رب کی جھٹلائیگا

هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾
یہ ایک ڈرسنانیوالا ہے پہلے سنانے والوں میں کا آ پہنچی آنے والی ۳۰؎

لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ
کوئی نہیں اسکو اللہ کے سوائے کھول کر دکھانے والا کیا تم کو اس بات سے ۳۱؎

تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾
تعجب ہوتا ہے اور ہنستے ہو اور روتے نہیں اور تم کھلاڑیاں کرتے ہو

فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾ السجدۃ
سو سجدہ کرو اللہ کے آگے اور بندگی ۳۲؎

ع ۳

سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ
۱؎ سورۂ قمر مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی پچپن آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً
پاس آ لگی ۲؎ قیامت اور پھٹ گیا چاند ۳؎ اور ۴؎ اگر وہ دیکھیں کوئی نشانی

موضح قرآن ف۱ شعریٰ ایک تارا ہے بہت بڑا۔ اسکو بعضے عرب پوجتے تھے۔ ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی پتھروں کا مینہ ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی سنگباران کرد ۱۲۔ ف۲ اشارت است بآن قصہ کہ کافران از حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم معجزہ طلب کردند خدا یتعالیٰ ماہ را دو قطعہ ساخت یکی بر کوہ ابوقبیس و دیگر بر کوہ قیقعان ۱۲۔

نصیبا فقالوا ھذا للہ بزعمھم وھذا لشرکائنا۔ الآیۃ (ع۱۶۔ سورۂ انعام) کے خلاف ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس آیت کا ایصال ثواب سے کوئی ٹکراؤ نہیں کیونکہ اس کا مطلب تو یہ
ہے کہ مشرکین اپنے معبودان باطلہ کو حاجت روا، کارساز اور مافوق الاسباب نافع وضار سمجھ کر انکی خوشنودی اور انکا تقرب حاصل کرنے کے لئے جانوروں میں ان کے حصے مقرر
کرتے تھے جو صریح شرک ہے لیکن ایصال ثواب میں یہ چیز نہیں پائی جاتی (۲۵) و انہ ھو۔ یہاں سے اللہ تعالیٰ کی عظمت شان اور اسکی قدرت کاملہ کا بیان ہے۔ ہر چیز اسی کے تصرف
اختیار میں اور اسی کے زیر اقتدار ہے ہنسانا اور رلانا اسی کے اختیار میں ہے جسے چاہتا ہے آرام وراحت اور خوشی عطاء کرکے ہنساتا ہے اور جسے چاہتا ہے مصائب و آلام میں مبتلا کرکے خون
کے آنسو رلاتا ہے۔ موت وحیات بھی اسی کے قبضہ وتصرف میں ہے وانہ خلق الزوجین۔ تمنیٰ یعنی نطفہ رحم مادہ میں ڈالا جاتا ہے۔ ای تدفق فی الرحم (روح) جب نر کا نطفہ
رحم مادہ میں پہنچ جاتا ہے تو محض اپنی قدرت کاملہ سے وہ اسی نطفہ سے نر اور اسی سے مادہ کو پیدا فرمالیتا ہے وان علیہ۔ الآیۃ۔ پھر قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرنا بھی اسی کا کام ہے جس نے
ایک نطفۂ بے جان سے نر و مادہ کو پیدا کرلیا وہ انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ وانہ ھو اغنی واقنی۔ پیدا بھی اسی نے کیا پھر زندگی میں دولت کی تقسیم
بھی اسی کے ہاتھ میں ہے وہ اپنی حکمت بالغہ کے مطابق جسے چاہتا ہے غنی اور دولت مند کردیتا ہے اور جسے چاہتا ہے فقیر اور تنگدست کردیتا ہے۔ قال الاخفش اقنی افقر۔
(روح، قرطبی) قال ابن زید اغنی من شاء وافقر من شاء (قرطبی ج ۱۷ ص ۱۱۸، ابن کثیر ج ۴ ص ۲۵۹) (۲۶) وانہ ھو رب الشعری۔ الشعریٰ ایک روشن
ستارہ ہے جسکی بعض قبائل عرب پرستش کرتے تھے یعنی شعریٰ ستارے کا خالق ومالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے اس عاجز مخلوق کے بجائے اس کے خالق کی عبادت کرنی
چاہئیے اور لات ومنات کی طرح شعریٰ بھی عبادت اور پکار کا مستحق نہیں۔ ھو کوکب یطلع بعد الجوزاء فی شدۃ الحر وکانت خزاعۃ تعبدھا (مدارک ج ۴
ص ۱۵۱) وتخصیصھا فی الذکر ھھنا للاشعار بانھا مخلوقۃ للہ تعالیٰ لا یستحق العبادۃ مثل اللات والعزیٰ ولعل قوما عبدوھا فی
زمن ابراھیم علیہ السلام ایضا ولذلک ورد التخصیص بذکرھا فی صحف ابراھیم وموسیٰ (مظہری ج ۹ ص ۱۳۲) (۲۷) وانہ اھلک۔ عاد اولیٰ سے
قوم ہود علیہ السلام مراد ہے کیونکہ وہ قوم نوح (علیہ السلام) کے بعد باقی تمام سرکش قوموں سے پہلے ہلاک ہوئی۔ اسی لئے اسے الاولیٰ کہا گیا۔ یا یہ صفت عاد ثانیہ سے ممتاز کرنے کیلئے ہے جس سے یا تو قوم ثمود مراد
ہے یا عمالقہ کا قبیلہ بنو سقیم بن ہزال (روح) یعنی گذشتہ سرکش اور کافر قوموں مثلاً عاد وثمود اور ان سے پہلے قوم نوح ع کو اللہ تعالیٰ ہی نے ہلاک کیا ہے اور ان میں سے کسی کو
بھی نہیں چھوڑا اس لئے کہ وہ بڑے بے انصاف اور حد سے تجاوز کرنیوالے تھے انکی بے انصافی یہ تھی کہ وہ خدا کی عاجز مخلوق کو خدائے قادر وقیوم کا شریک بناتے اور خدا
کے سوا ان کو پکارتے تھے اور ان کے عناد وطغیان کا یہ حال تھا کہ حق کو سمجھ لینے کے باوجود محض ضد وحسد کی وجہ سے ٹھکراتے تھے (۲۸) والمؤتفکۃ۔ اس سے قوم
لوط کی بستیاں مراد ہیں اور یہ صحف موسیٰ کا مضمون ہے۔ المؤتفکۃ جسے الٹا کر گرا دیا گیا ہو۔ قوم لوط ع کی بستیوں کو نیچے سے اوپر اٹھا کر اور الٹا کر زمین پر پھینکدیا یعنی مدائن قوم
لوط علیہ السلام ائتفکت بھم ای انقلبت وصار عالیھا سافلھا (قرطبی ج ۱۷ ص ۱۲۰) فغشھا۔ الآیۃ۔ ان بستیوں کو الٹا کر ان پر پتھروں کی بارش کی گئی۔ اسقدر پتھر برسائے
گئے بس کیا پوچھنا ان کی تمام بستیاں ان کے نیچے دب گئیں۔ کیسا عبرتناک انجام تھا ان قوموں کا! (۲۹) فبای الاء۔ الآیۃ۔ تخویف دنیوی۔ یہ خطاب ہر سرکش اور مکذب سے ہے تو
اللہ کی کونسی نعمت میں شک کرتا ہے اور اسے اللہ کی طرف سے نہیں سمجھتا اور غیر اللہ کو پکارتا ہے۔ ھذا نذیر۔ الآیۃ۔ اشارہ قرآن یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے۔ حضرت محمد
گذشتہ ڈرانے والے پیغمبروں کے قافلہ کے آخری رکن ہیں۔ جس طرح گذشتہ سرکش قوموں نے اپنے اپنے زمانے کے پیغمبروں کو جھٹلایا اور تباہ وبرباد ہوئیں اے مشرکین مکہ! سن لو، ہمارے
آخری پیغمبر علیہ السلام کو جھٹلانیوالو! اگر تم ضد وعناد سے باز نہ آئے تو تمہارا حشر بھی انہی قوموں کا سا ہوگا (۳۰) ازفت الازفۃ۔ یہ تخویف اخروی ہے الازفۃ بہت جلد آنیوالی
یہ قیامت کا نام ہے کاشفۃ یا نفس مقدر کی صفت ہے یا مصدر ہے۔ (روح) یعنی قیامت سر پر پہنچ چکی ہے اور اللہ کے سوا اس کے معین وقت پر سے کوئی پردہ نہیں
اٹھا سکتا۔ باوجودیکہ قیامت بہت ہی قریب ہے، لیکن اس کے ظہور کا معین وقت اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں (۳۱) یہ منکرین کیلئے زجر ہے۔ اے قریش مکہ تم اس قرآن
پر متحیر ہو اور کج فہمی کی وجہ سے اسکا انکار کرتے اور اسکا مذاق اڑاتے ہو، لیکن اسمیں آیات وعدو وعید سنکر اپنی سرکشی پر اور بدعنوانیوں پر تمہیں کبھی رونا نہیں آیا اور تم حق سے منہ پھیرے
سراسر غفلت میں پڑے ہو (افمن ھذا الحدیث) ای القرآن (تعجبون) انکارا (وتضحکون) استھزاء (ولا تبکون) تحزنا علی ما فرطتم (بیضاوی) ولا تبکون لسماع
وعدہ ووعیدہ (جلالین) (۳۲) فاسجدوا للہ واعبدوا۔ یہ آخر میں سورت کا خلاصہ ہے یعنی صرف اللہ ہی کو سجدہ اور صرف اسی کی عبادت کرو، مصائب وحاجات میں فرشتوں
لات وعزیٰ اور منات وغیرہ کو مت پکارو اور نہ کسی کو اللہ کی بارگاہ میں شفیع قاہر سمجھو۔ فاسجدوا للہ خاصۃ واعبدوا للہ خاصۃ (الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ) ای اعبدوہ دون
غیرہ (مظہری ج ۹ ص ۱۳۴) واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین والہ واصحابہ اجمعین۔

سورۂ النجم میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ افرأیتم اللات والعزیٰ ومنوۃ الثالثۃ الاخریٰ (ع۱) نفی شرک فی التصرف۔ ۲۔ الکم الذکر ولہ الانثیٰ تلک اذا قسمۃ ضیزیٰ نفی شفاعت
قہریہ از ملائکہ علیہم السلام ۳۔ ان ھی الا اسماء سمیتموھا ___ تا ___ فللہ الاخرۃ والاولیٰ نفی شرک اعتقادی ونفی شفاعت قہریہ از معبودان باطلہ ۴ وکم
من ملک فی السموت ___ ___ وان الظن لا یغنی من الحق شیئا (ع۲) نفی شفاعت قہریہ از ملائکہ کرام علیہم السلام۔ ۵۔ وانہ ھو اضحک وابکی ___
___ فغشھا ما غشی (ع۳) نفی شرک فی التصرف وبیان قدرت وتصرف واختیار باری تعالیٰ۔ ۶۔ فاسجدوا للہ واعبدوا نفی شرک ہر قسم وامر اخلاص عبادت برائے
ذات حق جل شانہ۔ ___

(آج بتاریخ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۷۰ء بروز جمعہ بعد نماز جمعہ بوقت ۱/۲ ۳ بجے سورۃ النجم کی تفسیر ختم کی۔ فللہ الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ والصلوۃ و
السلام علی الشفیع المشفع یوم الاخرۃ وعلی الہ وصحبہ الذین کانوا اتقی الامۃ واھدی الائمۃ۔ سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ)

سُورۃ القمر

ربط | سورۃ النجم میں یہ مذکور تھا کہ اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو اور کسی کو اس کی بارگاہ میں شفیع غالب نہ سمجھو اب سورۃ القمر میں اس کی علت اور دلیل ذکر کی گئی ہے یعنی اس لئے کہ کارساز اور ہر چیز کو ایک اندازے سے پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ سورۃ قمر کا یہ دعویٰ سورت کے آخر میں انا کل شئ خلقنٰہ بقدر ہ میں مذکور ہے۔ سورۃ قمر سے لیکر سورۃ حدید تک ہر سورت کا دعویٰ اس کے آخر میں مذکور ہے۔

خلاصہ | ابتدا میں اور آخر میں شکویٰ، تسلی، زجر، تخویف اخروی، بشارت اخرویہ اور درمیان میں تخویف دنیوی کے پانچ نمونے اور اس کے بعد التفات بسوئے اہل مکہ بغرض تنبیہہ اور آخر میں دعویٰ سورت۔

تفصیل

اقتربت الساعۃ وانشق القمر تمہید برائے تخویف اخروی مع زجر وان یروا ۔۔۔ تا ۔۔۔ فما تغن النذر ہ یہ شکویٰ ہے۔ معجزہ شق قمر ظاہر ہوچکا ہے جو قرب قیامت کی دلیل ہے لیکن مشرکین سرکشی میں سرگرداں ہیں۔ معجزات کو جادو کہتے ہیں اور اپنی خواہشات کے پیچھے دوڑ رہے ہیں حالانکہ ان کے پاس قرآن ایسی حکمت و ہدایت سے لبریز کتاب آچکی ہے اور وہ گذشتہ سرکش قوموں کے عبرتناک انجام کے قصے بھی سن چکے ہیں فتول عنھم تسلی برائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان متمردین پر حجت خداوندی قائم ہوچکی ہے اب انذار وتبلیغ سے انھیں کوئی فائدہ نہیں، اس لئے آپ ان سے اعراض فرمائیں۔

یوم یدع الداع ۔۔۔ تا ۔۔۔ ھذا یوم عسر ہ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن جب صور پھونکا جائیگا تو سب لوگ قبروں سے نکل کر خوف وہراس کے عالم میں ٹڈی دَل کی طرح بلانے والے کی طرف دوڑیں گے۔ اس دن کفار کہیں گے آج کا دن بہت ہی کٹھن اور دشوار ہے۔ کذبت قبلھم قوم نوح ۔۔۔ تا ۔۔۔ فھل من مدکر ہ یہ تخویف دنیوی کا پہلا نمونہ ہے۔ مشرکین قریش سے پہلے قوم نوح علیہ السلام نے ہمارے پیغمبر نوح علیہ السلام کو جھٹلایا اور انکو طرح طرح سے مطعون کیا۔ آخر اس سرکش اور طاغی قوم کو طوفان سے ہلاک کردیا گیا۔ یہ قصہ پچھلوں کے لئے باعث عبرت ہے۔ اس لئے قرآن کی نصیحت پر عمل کرو تاکہ ان جیسے انجام سے بچ جاؤ۔

کذبت عاد ۔۔۔ تا ۔۔۔ فھل من مدکر ہ یہ تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ ہے۔ قوم عاد نے بھی ہمارے پیغمبر ہود علیہ السلام کو جھٹلایا تو دیکھا ہم نے ان پر کیسا دردناک عذاب مسلط کیا۔ ہوا کے ایک تند و تیز طوفان سے انکا صفایا کردیا گیا اور آنے والی نسلوں کیلئے ان کو عبرت بنا دیا۔ کذبت ثمود ۔۔۔ تا ۔۔۔ فھل من مدکر ہ یہ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ ہے۔ قوم ثمود نے بھی پیغمبروں کا انکار کیا ہماری ہدایت کیلئے بشر ہی رہ گئے تھے کہ ہم ان کی پیروی کریں۔ یہ تو دیوانگی اور حماقت ہوگی۔ آخر کار انھیں پتھر سے اونٹنی کے نکلنے کا معجزہ بھی دکھایا گیا، لیکن پھر بھی عناد و انکار پر قائم رہے اور اونٹنی کو قتل کردیا اور خدا کے عذاب سے تباہ و برباد کردیئے گئے۔

کذبت قوم لوط ۔۔۔ تا ۔۔۔ فھل من مدکر ہ یہ تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ ہے۔ قوم لوط نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی اور حضرت لوط علیہ السلام کو ان کے مہمانوں کے بارے میں پریشان کیا تو ان کو بھی ایک ہولناک عذاب سے ختم کردیا گیا۔ ولقد جاء اٰل فرعون ۔۔۔ تا ۔۔۔ عزیز مقتدر ہ یہ پانچواں نمونہ ہے۔ فرعون اور اس کی قوم نے بھی تکذیب کی اور تمام معجزات کو جھٹلایا تو اُن پر بھی شدید گرفت آئی اور ان کو دریا میں غرق کردیا گیا۔

اکفارکم خیر۔ الاٰیۃ۔ التفات بسوئے اہل مکہ یہ زجر ہے۔ مشرکین مکہ نہ تو پہلے کفار سے اچھے ہیں اور نہ ان کے لئے عذاب سے کوئی براءت نامہ ہے اس لئے ان کا انجام بھی وہی ہوگا جو پہلی سرکش قوموں کا ہوچکا ہے۔ ام یقولون ۔۔۔ تا ۔۔۔ امر ہ یہ شکویٰ ہے۔ مشرکین کہتے ہیں کہ ہمارا جتھا انتقام لے گا لیکن بہت جلد شکست کھا کر بھاگیں گے۔ یہ تو معمولی عذاب ہے اصل عذاب تو قیامت کے دن ہوگا جو نہایت ہی ہولناک ہے۔ ان المجرمین ۔۔۔ تا ۔۔۔ مس سقر ہ یہ تخویف اخروی ہے۔ مجرمین جو دنیا میں گمراہی اور سرکشی کے نشہ میں گم رہے جب انھیں جہنم میں گھسیٹا جائے گا اس وقت ان سے کہا جائیگا۔ اب ذرا یہ بھڑکتی آگ بھی تاپ لو۔

انا کل شئ خلقنٰہ ۔۔۔ تا ۔۔۔ بالبصر ہ یہ سورت کا دعویٰ ہے یعنی ہر چیز کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور ساری کائنات میں وہی منصرف و مختار اور کارساز ہے۔ لہٰذا اس کے سوا حاجات میں کسی اور کو مت پکارو اور نہ کسی کو اس کے آگے شفیع قاہر سمجھو۔ ولقد اھلکنا ۔۔۔ تا ۔۔۔ مستطر ہ یہ تخویف دنیوی و اخروی ہے۔ تم جیسے سرکشوں اور طاغیوں کو ہم پہلے ہلاک کرچکے ہیں، ان کے انجام بد سے عبرت حاصل کرو اور تمہاری ہر بات لکھی جارہی ہے، قیامت کے دن ہر عمل کی پوری پوری جزاء و سزا ملیگی۔ ان المتقین ۔۔۔ تا ۔۔۔ ملیک مقتدر ہ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ متقی اور پرہیزگار لوگ جنت کی نعمتوں میں اللہ تعالیٰ کے پاس خوش و خرم ہوں گے۔

ٹ اقتربت الساعۃ ــــ تا ــــ فما تغن النذر ۵ یہ تخویف اخروی کیلئے تمہید اور زجر مع شکوی ہے یعنی جس طرح چاند دو ٹکڑے ہوگیا اسی طرح تم بھی فنا ہو جاؤ گے اور جس طرح چاند کے دونوں ٹکڑے دوبارہ مل گئے اسی طرح تم بھی دوبارہ زندہ کرکے اٹھائے جاؤ گے انشق القمر سے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ مراد ہے جو مشرکین مکہ کے مطالبے پر اللہ نے ظاہر فرمایا۔ جب مشرکین نے اس کا مطالبہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ ان کو یہ معجزہ دکھایا جائے شاید وہ ایمان لے آئیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے چودھویں رات کے چاند کو دو ٹکڑے کرکے توحید و رسالت کی سچائی پر ایک نہایت ہی روشن اور واضح دلیل

يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝۲ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا
تو ٹلا جائیں اور کہیں یہ جادو ہے پہلے سے چلا آتا ف اور جھٹلایا اور چلے ٹ اپنی
اَهْوَاۗءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝۳ وَلَقَدْ جَاۗءَهُمْ مِّنَ
خوشی پر اور ہر کام ٹھہرا رکھا ہے وقت پر ف۲ اور پہنچ چکے ہیں ۵ ان کے پاس
الْاَنْۢبَاۗءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝۴ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ
احوال جن میں ڈانٹ ہو سکتی ہے پوری عقل کی بات ہے پھر ان میں کام نہیں
النُّذُرُ ۝۵ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ
کرتے ڈر سنانے والے سو تو ہٹ آ انکی طرف سے جس دن پکارے پکارنے والا ٹ ایک ناگوار
نُّكُرٍ ۝۶ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ
چیز کی طرف ف۳ آنکھیں جھکائے نکل پڑیں قبروں سے
كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝۷ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ
جیسے ٹڈی پھیلی ہوئی دوڑتے جائیں اس پکارنے والے کے پاس کہتے جائیں
الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝۸ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ
منکر یہ دن مشکل آیا جھٹلا چکی ہے ٹ ان سے پہلے نوح کی
فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ۝۹ فَدَعَا
قوم پھر جھوٹا کہا ہمارے بندے کو اور بولے دیوانہ ہے اور جھڑک لیا اسکو پھر پکارا
رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝۱۰ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَاۗءِ
اپنے رب کو ۵ کہ میں عاجز ہو گیا ہوں تو بدلہ لے پھر ہم نے کھول دیئے دہانے آسمان کے
بِمَاۗءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝۱۱ ڮ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَاۗءُ
پانی ٹوٹ کر برسنے والے سے اور بہا دیئے زمین سے چشمے پھر مل گیا سب پانی
عَلٰٓي اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝۱۲ ۚ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰي ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝۱۳
ایک کام پر جو ٹھہر چکا تھا ف۱ اور ہم نے اسکو سوار کر دیا ۹ ایک تختوں اور کیلوں والی پر

وقف لازم

ربط تخویف اخروی ۱۲

ربط تخویف دنیوی کا پہلا نمونہ ۱۲

منزل ۷

قائم فرمادی۔ انشق القمر وذلك على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل الهجرة بنحو خمس سنين فقد صح من رواية الشيخين وابن جرير عن انس ان اهل مكة سألوه عليه الصلوٰة والسلام ان يريهم اٰية فاراهم القمر شقين حتى رأوا حراء بينهما (روح ج ۲۷ ص ۷۴) وكانت ليلة البدر، فسأل رسول الله صلى الله عليه وسلم ربه ان يعطيه ما قالوا فانشق القمر فرقتين (قرطبی ج ۱۷ ص ۱۲۶) ٣ وان يروا۔ الآیۃ۔ مستمر مضبوط اور پختہ یا چلتا ہوا۔ مستمر قوی شدید يعلو كل سحر (مظہری ج ۹ ص ۱۳۵) ای مار ذاهب يزول ولا يبقى (مدارک ج ۴ ص ۱۵۲) مشرکین کا عناد و تعنت اور ضد وحسد اس حد کو پہنچ چکا تھا کہ ایسا حیرت انگیز معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے اور اسے بہت مضبوط اور لاجواب جادو قرار دیا۔ ان کی تو عادت ہی یہی تھی کہ جب بھی کوئی معجزہ دیکھتے اسے چلتا ہوا جادو قرار دیتے اور کہتے کہ یہ کوئی پائیدار چیز نہیں ابھی اس کا اثر زائل ہونے والا ہے ٤ وکذبوا۔ الآیۃ۔ ان سرکشوں نے ایسے عظیم معجزے کو بھی جھٹلا دیا اور اپنی خواہشات کے پیچھے ہی دوڑے، لیکن ان کی تکذیب سے اللہ کے فیصلے پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما چکا ہے کہ دین حق کو غالب اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو کامیاب فرمائے اور دشمنانِ اسلام کو ذلیل و رسوا کرے اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ہر فیصلہ اپنے منتہا کو پہنچ کر رہے گا۔ ای وكل امر من الامور منته الى غاية يستقر عليها لا محالة ومن جملتها امر النبى صلى الله عليه وسلم فسيصير الى غاية يتبين عندها حقيقته وعلو شانه (روح ج ۲۷ ص ۷۸) ۵ ولقد جاءهم۔ مزدجر۔ رک جانے کا مقام اور جائے عبرت۔ حکمۃ بالغۃ یہ ما سے بدل ہے یا مبتدا محذوف

موضح قرآن ف جج کے دنوں میں آدھی رات کو کافر جمع تھے حضرت ان کو سمجھاتے تھے انہوں نے مانگی کچھ نشانی، حضرت نے فرمایا دیکھو آسمان کی طرف چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ان میں سے مشرق کو آیا۔ ایک مغرب کو جب تک خوب دیکھ لیا۔ پھر آپس میں مل گیا یہ نشانی تھی قیامت کی کہ آگے سب کچھ یوں ہی پھٹے گا۔ ف۲ یعنی انکا عذاب بھی ایک وقت آویگا ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی حساب کو ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی ہلاکت قوم ۱۲۔

کی خبر ہے بدل من ما او علی ھو حکمۃ (مدارک ج ۴ ص ۱۰۳) یعنی ان معاندین کے پاس قرآن میں گذشتہ سرکش قوموں کے عبرتناک انجام کے اس قدر واقعات آچکے ہیں کہ ان میں کافی سامانِ عبرت ہے اور جو شخص اخلاص کے ساتھ سرکشی اور عناد سے باز آنا چاہے اس کے لئے ان واقعات میں زجر وتہدید کا کافی مواد موجود ہے اور وہ سراپا حکمت ودانش ہے اور اسکی ہر بات حکمتِ زجر کی انتہاء کو پہنچی ہوئی ہے یعنی القراٰن حکمۃ تامۃ قد بلغت الغایۃ فی الزجر (معالم وخازن ج ۶ ص ۲۷۴) فما تغن النذر مصدر ہے بمعنی الانذار یعنی جو لوگ ایسے عظیم معجزات دیکھے اور قرآن ایسی حکمت سے لبریز کتاب سننے اور گذشتہ سرکش قوموں کا عبرتناک انجام جاننے کے باوجود ایمان نہیں لاتے اب انکو تبلیغ وانذار سے کچھ بھی فائدہ نہیں ہوگا۔ فتول عنھم یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے یعنی آپ نے تبلیغ وانذار کا حق ادا کر دیا ہے اور مشرکین پر حجتِ خداوندی قائم فرمادی ہے اب مزید وعظ ونصیحت کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوگا کیونکہ ان کے دلوں پر مہرِ جباریت لگ چکی ہے اس لئے اب آپ ان سے اعراض کر یعنی ای شئ تغنی النذار عمن کتب اللہ علیہ الشقاوۃ وختم علی قلبہ (ابن کثیر ج ۴ ص ۲۶۳) فتول عنھم لعلمک ان الانذار لایغنی فیھم (مدارک ج ۴ ص ۱۰۳) جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ فاعرض عمن تولی عن ذکرنا (النجم ع ۲)

۶ یوم یدع۔ یہ تخویفِ اخروی ہے اور ظرف یخرجون متاخر کے ساتھ متعلق ہے اور خشعا ابصارھم جملہ یخرجون کی ضمیر سے حال ہے نکر ایک دہشتناک چیز جس سے پہلے کبھی واسطہ نہ پڑا ہو قیامت کا ہول اور خوف وہراس مراد ہے (مدارک) اور داعی سے مراد حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں۔ (روح) جسدن حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اور سب کو میدان حشر میں قیامت کے ہولناک اور دہشت انگیز منظر کی طرف بلائیں گے تو سب لوگ قبروں سے نکل آئینگے، دہشت وخوف سے ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی اور وہ ٹڈی دل کی طرح زمین پر پھیلے ہوں گے اور بلانے والے کی طرف دوڑ رہے ہوں گے کفار ومشرکین اسوقت پکار اٹھیں گے کہ آج کا دن نہایت ہی دشوار اور کٹھن ہے کیونکہ انھیں اپنا انجام نظر آجائے گا۔ قیامت کا دن بلاشبہ کفار کے لئے نہایت شدید ہوگا لیکن مومنین اس دن کی شدت سے محفوظ ہوں گے اگرچہ منظرِ قیامت کی ہولناکی سے وقتی گھبراہٹ ان پر بھی طاری ہوجائیگی وفیہ اشارۃ الی ان ذلک الیوم یوم شدید علی الکافرین لا علی المؤمنین (خازن ج ۶ ص ۲۷۴)

۷ کذبت قبلھم۔ یہ تخویفِ دنیوی کا پہلا نمونہ ہے۔ گذشتہ سرکش قوموں کا حال بیان کرکے معاندین قریش کو عبرت دلانا مقصود ہے۔ پہلی قوموں نے اپنے اپنے وقت کے پیغمبروں اور صحیفوں کو جھٹلایا آخر اسی جرم کی پاداش میں تباہ وبرباد کر دیئے گئے۔ مشرکین قریش کے پاس اللہ کا آخری پیغمبر اور اسکی آخری کتاب آچکی ہے جسکا سمجھنا ہم نے ان کے لئے آسان کر دیا ہے۔ اگر وہ اپنی موجودہ روشِ عناد پر قائم رہے تو انکا حشر بھی اقوامِ سابقہ کا سا ہوگا۔ کفار قریش سے پہلے قوم نوح ہمارے بندے نوح علیہ السلام کی تکذیب کر چکی ہے۔ اور صرف تکذیب ہی نہیں کی بلکہ از راہ عناد وسرکشی ان کو تحقیر واستہزاء کا نشانہ بھی بنایا اور ان کی شان میں گستاخیاں بھی کیں انہیں دیوانہ بتایا کیونکہ وہ سینکڑوں برس سے صرف ایک ہی بات (اللہ کی توحید) کی رٹ لگا رہا ہے اسکی عقل ٹھکانے نہیں رہی معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے جن معبودوں کی مخالفت کرتا ہے انھوں نے ناراض ہوکر اسکی عقل وفہم سلب کرلی ہے۔ عیاذا باللہ تعالیٰ۔ جس طرح قوم عاد کے طاغیوں نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا تھا ان نقول الا اعترٰک بعض اٰلھتنا بسوء (ہود ع ۵) قال مجاھد وازدجر استطیر جنونا (ابن کثیر، بحر)

۸ فدعا ربہ۔ جب نوح علیہ السلام اپنی قوم سے مایوس ہوگئے تو اللہ سے دعا کی کہ میں ان کے عناد وتعنت کی وجہ سے مغلوب ہوچکا ہوں اور اب وہ ایمان نہیں لائینگے، اس لئے اب ان کو ہلاک کر دے اور ان سے انتقام لے لے، کیونکہ میں تو ان سے انتقام نہیں لے سکتا۔ ففتحنا ابواب السماء الخ تو ہم نے آسمان کے دروازے کھولدیئے اور پرنالوں کی طرح آسمان سے پانی بہنے لگا۔ آسمان کے دروازے کھولنا کثرتِ بارش سے کنایہ ہے۔ اور زمین سے پانی کے چشمے جاری کر دیئے۔ فالتقی الماء الخ زمین وآسمان کا پانی مل کر اس اندازے کو پہنچ گیا جو اللہ نے مقرر فرمایا تھا یعنی پانی کی سطح اس قدر بلند ہوگئی جتنی اللہ کو منظور تھی۔ یا علی تعلیلیہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ زمین وآسمان کا پانی اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے مل گیا جو اللہ نے پہلے سے مقدر کر رکھا تھا یعنی قوم نوح علیہ السلام کی ہلاکت اور تباہی۔ او علی امر قدرہ اللہ تعالیٰ وکتبہ فی اللوح المحفوظ وھو ھلاک قوم نوح بالطوفان و (علیٰ) علیہ للتعلیل (روح ج ۲۷ ص ۸۲)

۹ وحملنہ۔ دُسُر، دسار کی جمع ہے یعنی میخیں۔ تختوں اور میخوں والی سے مراد کشتی ہے جو لکڑی کے تختوں کو میخوں سے باہم جوڑ کر تیار کی گئی تھی۔ باعیننا ہماری آنکھوں کے سامنے یعنی ہماری حفاظت اور نگرانی میں۔ (بیضاوی، مدارک) نوح اور اس کے ساتھ ایمان والوں کو ہم نے کشتی میں سوار کر دیا جو ہماری حفاظت اور نگرانی میں چل رہی تھی، اس طرح ان کو طوفان سے محفوظ رکھا اور تمام مشرکین کو غرق کر دیا یہ ہم نے ان سے اس شخص کا انتقام لیا جس کی انہوں نے ناشکری کی تھی۔ اس سے مراد نوح علیہ السلام ہیں، کیونکہ ہر پیغمبر اپنی قوم کے لئے اللہ کی نعمت ہوتا ہے جس کی قدر دانی یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے اور اسکی اطاعت کی جائے۔ ای فعلنا ذلک جزاءً لنوح علیہ السلام فانہ کان نعمۃ انعمھا اللہ تعالیٰ علی قومہ فکفروھا وکذا کل نبی نعمۃ من اللہ تعالیٰ علی امتہ (روح ج ۲۷ ص ۸۳)

تَجۡرِیۡ بِاَعۡیُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنۡ کَانَ کُفِرَ ﴿۱۴﴾ وَ لَقَدۡ تَّرَکۡنٰهَاۤ
بہتی تھی ہماری آنکھوں کے سامنے بدلا لینے کو اس کی طرف سے جس کی قدر نہ جانی تھی ف اور اسکو ہم نے رہنے دیا
اٰیَۃً فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ ﴿۱۵﴾ فَکَیۡفَ کَانَ عَذَابِیۡ وَ نُذُرِ ﴿۱۶﴾
نشانی کیلئے پھر کوئی ہے سوچنے والا ف پھر کیسا تھا میرا عذاب اور میرا کھڑکھڑانا
وَ لَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ ﴿۱۷﴾ کَذَّبَتۡ
اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا جھٹلایا
عَادٌ فَکَیۡفَ کَانَ عَذَابِیۡ وَ نُذُرِ ﴿۱۸﴾ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَا عَلَیۡهِمۡ
عاد نے ف۲ پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا کھڑکھڑانا ہم نے بھیجی ان پر
رِیۡحًا صَرۡصَرًا فِیۡ یَوۡمِ نَحۡسٍ مُّسۡتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ تَنۡزِعُ النَّاسَ ۙ
ہوا تند ایک نحوست کے دن جو چلے گئے ف۳ اکھاڑ مارا لوگوں کو
کَاَنَّهُمۡ اَعۡجَازُ نَخۡلٍ مُّنۡقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَکَیۡفَ کَانَ عَذَابِیۡ وَ
گویا وہ جڑیں ہیں کھجور کی اکھڑی پڑی پھر کیسا رہا میرا عذاب اور
نُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَ لَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ ﴿۲۲﴾ ع
میرا کھڑکھڑانا اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا
کَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾ فَقَالُوۡۤا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا
جھٹلایا ثمود نے ڈر سنانیوالوں کو ف۱ پھر کہنے لگے کیا ایک آدمی ہم میں کا اکیلا
نَّتَّبِعُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّفِیۡ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَاُلۡقِیَ الذِّکۡرُ
ہم اس کے کہے پر چلیں گے تو تو ہم غلطی میں پڑے اور سودا میں کیا اتری ف۲ اسی پر نصیحت
عَلَیۡهِ مِنۡۢ بَیۡنِنَا بَلۡ هُوَ کَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَیَعۡلَمُوۡنَ غَدًا
ہم سب میں سے کوئی نہیں یہ جھوٹا ہے بڑائی مارتا ہے اب جان لیں گے کل کو
مَّنِ الۡکَذَّابُ الۡاَشِرُ ﴿۲۶﴾ اِنَّا مُرۡسِلُوا النَّاقَۃِ فِتۡنَۃً لَّهُمۡ
کون ہے جھوٹا بڑائی مارنے والا ہم بھیجتے ہیں ف۴ اونٹنی ان کے جانچنے کیواسطے

ع ۱ ۲۲ ۸

منزل ۷

(حاشیہ: ۲ تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ ۱۲)
(حاشیہ: ۳ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ ۱۲)

ف۱۲ و لقد ترکنٰھا۔ ہم نے اس قصّے کو عبرت و نصیحت کی ایک دلیل اور نشانی بنا دیا، کیا ہے کوئی اس سے عبرت حاصل کرنے والا ہے نذر مصدر ہے بمعنی انذار اور استفہام تعظیم و تعجیب کیلئے یعنی میرا ڈرانا اور میرا عذاب کس قدر ہولناک اور عبرت آموز ہے ولقد یسرنا القراٰن۔ الآیۃ۔ چاروں قصّوں کے بعد یہ مذکور ہے گویا ہر قصّہ کے بعد ولقد جآءھم من الانبآء۔ الآیۃ۔ کا مضمون یاد دلایا اور متنبہ فرمایا کہ ہر قصہ اپنی جگہ عبرت آموزی میں کافی اور مستقل ہے۔ ہم نے قرآن کو ان کی زبان میں نازل کر کے، اس میں دلائل، اخبار امم ماضیہ اور وعد و وعید ذکر کر کے پند و نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے، کیا ہے کوئی جو اس سے نصیحت حاصل کرے اور اس کے انوار و برکات سے اپنا سینہ روشن کر لے ف۱۱ کذبت عاد۔ یہ تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ ہے۔ قوم عاد کا انجام بھی نہایت ہی عبرتناک ہے۔ ہم نے کس طرح پیغمبر بھیجکر ان کو ڈرایا اور تکذیب و انکار پر پھر کس قدر ہولناک عذاب سے ان کو ہلاک کیا۔ صرصر نہایت تند و تیز طوفان باد۔ یوم نحس مستمر وہ دن اس قوم کے لئے دائمی بدبختی کا دن تھا کیونکہ اس دن سے لیکر قیامت تک عالم برزخ کے عذاب میں رہیں گے اور اس کے بعد عذاب جہنم میں ہمیشہ کیلئے داخل ہوں گے۔ مستمر، یوم کی صفت ہے یا نحس کی۔ نخل اسم جنس ہے اسلئے مذکر و مونث دونوں طرح مستعمل ہے باعتبار لفظ مذکر ہے جیسا کہ یہاں ہے نخل منقعر اور باعتبار معنی مونث ہے جیسا کہ سورہ الحاقہ میں کانھم اعجاز نخل خاویۃ۔ منقعر۔ اکھڑا ہوا۔ ہم نے قوم عاد پر نہایت ہی تند و تیز طوفانی ہوا کو مسلط کیا اور وہ دن ان کی دائمی بدبختی کا دن ثابت ہوا۔ ہوا کا طوفان ایسا تیز اور زوردار تھا کہ انسانوں کو زمین سے اٹھا اٹھا کر پھینک رہا تھا اور وہ کھجور کے اکھڑے ہوئے تنوں کی طرح ہوا میں اڑ اڑ کر گر رہے تھے۔ فکیف کان عذابی ــــ تا ــــ فھل من مدکر ہمارا عذاب کیسا ہولناک تھا، اس طرح ہم قرآن میں گذشتہ قوموں کے احوال بیان کرتے ہیں تاکہ کوئی ان سے عبرت حاصل کرے قرآن سے پند و نصیحت سیکھنا آسان ہے لیکن کوئی سیکھنے والا تو ہو ف۱۲ کذبت ثمود۔ یہ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ ہے۔ النذر نذیر کی جمع ہے تمام انبیاء علیہم السلام کا چونکہ پیغام ایک ہی ہے اس لئے ایک پیغمبر کی تکذیب گویا سب کی تکذیب ہے۔ فان تکذیب احدھم وھو صالح علیہ السلام ھنا تکذیب للکل لا تفاقھم علی اصول الشرائع (روح ج ۲۷ ص ۸۷) بشرا کا ناصب محذوف علی شریطۃ التفسیر ہے (مدارک، روح) سُعُر جنون اور دیوانگی (قرطبی) قوم ثمود کے سرکش اور مغرور سرداروں نے

موضح قرآن ف۱ یعنی حضرت نوح ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی دنیا میں تب سے کشتی رہی یا وہ کشتی رہ گئی جودی پہاڑ پر نظر آتی۔ قرنوں تک اس امت کے لوگوں نے بھی دیکھی ۱۲ منہ رح۔ ف۳ یعنی نحوست نہ اٹھی جب تک تمام نہ ہو چکے۔ نحوست کا دن انھیں پر تھا یہ نہیں کہ ہمیشہ کو ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی برائی انتقام حضرت نوح علیہ السلام ۱۲

نے کہا کیا ہم اپنی قوم کے ایک بشر کو پیغامبر مان لیں اور اس کے حکم بردار بن جائیں ؟ اگر ہم ایسا کریں گے تو ہمارا یہ فعل سراسر غلط ہوگا اور یہ کھلی دیوانگی
ہوگی۔ کہ ہم ایک بشر کے پیروکار اور فرمانبردار بن جائیں، کیونکہ اس میں ہماری صریح توہین وتذلیل ہے اور یہ سب سے بڑا خسارہ ہے۔ یقولون لقد خبنا
وخسرنا ان سلمنا کلنا قیادنا لواحد منا (ابن کثیر ج ۴ ص ۲۶۵) ۱۳ء القی الذکر۔ اپنی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کیا یہ
صالح ہی رہ گیا تھا کہ اس پر وحی بھیجی جاتی حالانکہ ہم میں بہت سے "بڑے لوگ" موجود ہیں جو صالح (علیہ السلام) کے مقابلے میں مہبط وحی بننے کے زیادہ مستحق
ہیں اس لئے وہ العیاذ باللہ۔ غلط بیانی کر رہا ہے
اور ہم پر بڑائی چاہتا ہے۔ وہ کند ذہن دنیوی دولت
اور شان وشوکت کو استحقاق نبوت کی دلیل سمجھتے تھے
سیعلمون غدا۔ الآیۃ۔ اس سے پہلے قیل مقدر
ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام سے فرمایا
کل جب ان پر عذاب آئیگا تو انھیں معلوم ہو جائے گا
کہ کذاب اور متکبر کون ہے۔ حکایۃ لما قالہ سبحانہ
وتعالیٰ لصالح علیہ السلام وعدا لہ ووعیدا
لقومہ (روح ج ۲۷ ص ۸۸) ۱۴ء انا مرسلوا
الناقۃ۔ ہم اونٹنی کو ان کے ابتلاء وامتحان کے لئے
بھیجنے والے ہیں، آپ انتظار کریں اور ان کی ایذاؤں
پر صبر کریں اور دیکھیں وہ اونٹنی سے کیا سلوک
کرتے ہیں۔ ونبئھم ان الماء۔ الآیۃ۔ شرب
پانی کا حصہ یا پانی پینے کی باری۔ اور آپ ان کو مطلع
کردیں کہ کنوئیں کے پانی پر اب باری مقرر ہوگی اور
ہر فریق اپنی نوبت میں حاضر ہو کر پانی حاصل کرے گا۔
ایک دن اونٹنی پانی پیئے گی اور اس کی باری کے دن
تم لوگ اپنے مویشیوں کو پانی نہیں پلاؤ گے اور تمہاری
نوبت کے دن میں اونٹنی پانی نہیں پیئے گی۔ فنادوا
صاحبھم۔ الآیۃ۔ لیکن زیادہ عرصہ تک وہ اس پر
قائم نہ رہ سکے اور اونٹنی کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا
اور ایک جوان کو بلا کر اس کام پر آمادہ کیا چنانچہ اس
نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اونٹنی کی ٹانگیں
کاٹ کر اسکو قتل کردیا۔ فتعاطی فاجترأ علی تعاطی
الامر العظیم غیر مکترث ..... او فتعاطی
الناقۃ فعقرھا او فتعاطی السیف (مدارک
ج ۴ ص ۱۰۰) فکیف کان عذابی ونذر ۵
۱۵ء انا ارسلنا علیھم۔ الآیۃ۔ ہم نے ان پر ایک
دلدوز چیخ بھیجی جس سے وہ روندے ہوئے خشک
چارے کی مانند چورہ چورہ ہوگئے۔ ولقد یسرنا القراٰن للذکر فھل من مدکر ۵ ۱۶ء کذبت قوم لوط۔ یہ تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ
ہے۔ حاصب پتھر جو قوم لوط کی بستیوں پر برسائے گئے۔ قوم لوط علیہ السلام نے بھی انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی تو ہم نے ان کی بستیوں کو الٹ کر

فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ
سو انتظار کر انکا اور سہتا رہ اور سنا دے ان کو کہ پانی کا بانٹا ہے ان میں
كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾
ہر باری پر پہنچنا چاہیے ف پھر پکارا انہوں نے اپنے رفیق کو پھر ہاتھ چلایا اور کاٹ ڈالا
فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً
پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا کھڑکھڑانا ہم نے بھیجی ان پر ۱۵ء ایک چنگھاڑ
وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ
پھر رہ گئے جیسے روندی ہوئی باڑ کانٹوں کی ف۲ اور ہم نے آسان کردیا قرآن
لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ ۢ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾
سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا جھٹلایا لوط کی قوم ۱۶ء نے ڈر سنانیوالوں کو
اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾
ہم نے بھیجی ان پر آندھی پتھر برسانے والی سوائے لوط کے گھر کے انکو ہم نے بچا دیا پچھلی رات سے
نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِىْ مَنْ شَكَرَ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ
فضل سے اپنی طرف کے ہم یوں بدلا دیتے ہیں اسکو جو حق مانے اور
اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ
ڈرا چکا تھا ان کو ہماری پکڑ سے پھر لگے مکرانے ڈرانے کو اور اس سے لینے لگے
عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِىْ وَنُذُرِ ﴿۳۷﴾
اس کے مہمانوں کو ف۳ پس ہم نے مٹا دیں انکی آنکھیں اب چکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا
وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾ ۚ فَذُوْقُوْا عَذَابِىْ
اور پڑا ان پر صبح سویرے عذاب جو ٹھہر چکا تھا اب چکھو میرا عذاب
وَنُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ ع
اور میرا ڈرانا اور ہم نے آسان کردیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا

ع ۲ ۱۸ ۹

۱۔ تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ وہ اونٹنی جس پانی پر جاتی سب جانور بھاگتے تو اللہ نے باری ٹھہرا دی کہ ایک دن وہ جاوے اور ایک دن سب جانور ۱۲ منہ رح ف۲ ایک بدکار عورت تھی اس کے مواشی بہت تھے اپنے ایک آشنا کو سکھایا۔ اس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمن ف۱ حظیرہ احاطہ است کہ از شاخہائے خشک وخار برائے گوسفند بنا کنند وآن بمرور زمان پائمال مواشی میگردد خدایتعالی بآن پائمال شدہ تشبیہ فرمود ۱۲۔

ان پر پتھروں کی بارش کی اور اس سے پہلے صبح صبح ہی لوط علیہ السلام اور مؤمنوں کو بستی سے نکل جانے کا حکم دے کر ان کو اس عذاب سے محفوظ رکھا۔ یہ ان پر ہمارا انعام و احسان تھا، کیونکہ وہ ہمارے شکرگزار بندے تھے اور شکر کرنیوالوں کو ہم ایسی جزاء دیا کرتے ہیں۔ ولقد انذرھم۔ الآیۃ۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو ہماری پکڑ سے خبردار کیا لیکن انھوں نے ان کے انذار کو جھٹلایا اور اس میں شک کیا اور اس پر یقین نہ لائے۔ ای شکوا فیما انذرھم بہ الرسول ولم یصدقوہ (قرطبی ج ۱۷ ص ۱۴۴) ۱۷ ولقد راودوہ۔ الآیۃ۔ جب حضرت لوط علیہ السلام کے پاس خوبصورت نوجوانوں کی شکلوں میں فرشتے آئے تو قوم لوط

وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا

اور پہنچے فرعون والوں کے پاس ڈرانیوالے ۔ جھٹلایا انہوں نے ہماری نشانیوں کو سب کو

فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ

پھر پکڑا ہمنے ان کو پکڑنا زبردست کا قابو میں لے کر ۔ اب تم میں جو منکر ہیں کیا یہ بہتر ہیں

اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِى الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ

ان سب مذکورہ سے یا تمہارے لئے فارغ خطی لکھدی گئی ورقوں میں ۔ کیا کہتے ہیں ہم سب کا مجمع ہے

مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ بَلِ السَّاعَةُ

بدلا لینے والے کا ۔ اب شکست کھائیگا یہ مجمع بھاگیں پیٹھ پھیر کر ۔ بلکہ قیامت ہے

مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿۴۶﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ

ان کے وعدہ کا وقت اور وہ گھڑی بڑی آفت ہے اور بہت کڑوی ۔ جو لوگ گنہگار ہیں غلطی

فِىْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِى النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ

میں پڑے ہیں اور سودا میں ۔ جس دن گھسیٹے جائینگے آگ میں اوندھے منہ

ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَىْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَمَآ

چکھو مزہ آگ کا ۔ ہم نے ہر چیز بنائی پہلے ٹھہرا کر ۔ اور

اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ

ہمارا کام تو یہی ایک دم کی بات ہے جیسے لپک نگاہ کی ۔ اور ہم برباد کر چکے ہیں

اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾ وَكُلُّ شَىْءٍ فَعَلُوْهُ فِى

تمہارے ساتھ والوں کو پھر ہے کوئی سوچنے والا ۔ اور جو چیز انہوں نے کی ہے لکھی

الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ

گئی ورقوں میں ۔ اور ہر چھوٹا اور بڑا لکھا جاچکا ۔ جو لوگ ڈرنیوالے ہیں

فِىْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِىْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾

باغوں میں ہیں اور نہروں میں بیٹھے سچی بیٹھک میں نزدیک بادشاہ کے جسکا سب پر قبضہ ہے

وقف لازم

ع ۳ ۵ ۱۰

حاشیہ: ۱ تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ ۱۲۔ ۲ التفات بسوئے اہل مکہ و زجر برائے ایشان ۱۲۔ ۳ شکوی ۱۲ ۴ جواب شکوی ۱۲۔ ۵ ذکر دعوی سورت ۱۲ ۶ تخویف دنیوی ۱۲۔ ۷ بشارت اخرویہ ۱۲۔

کے بدکردار لوگوں نے ان مہمانوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کی خاطر حضرت لوط علیہ السلام سے مطالبہ کیا وہ ان کے کام میں حائل نہ ہوں اور اپنے مہمانوں کی ان سے حفاظت نہ کریں جب وہ بُری نیت سے ان کے گھر میں گھس آئے تو جبرائیل علیہ السلام نے ان پر اپنا بازو مارا جس سے وہ سب اندھے ہو گئے اور ہم نے فرمایا ابھی وہ عذاب تمھیں چکھنا ہے جس سے لوط علیہ السلام تمہیں ڈراتے تھے۔ ولقد صبحھم۔ الآیۃ۔ چنانچہ علی الصباح ان پر وہ عذاب آپہنچا اور ان کو ختم کرکے چھوڑا فذوقوا عذابی ونذر ٥ اب اس عذاب کا مزہ چکھو جس سے لوط علیہ السلام تمھیں ڈرایا کرتے تھے ای ما انذرتکم بہ علی لسان لوط من العذاب (مظہری ج ۹ ص ۱۴۱) ولقد یسرنا۔ الآیۃ۔ ہم نے قرآن کو پند و نصیحت کے لئے آسان کردیا ہے کیا کوئی ہے جو اس سے نصیحت سیکھے؟ ۱۸ ولقد جاء آل فرعون النذر ٥ یہ تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ ہے۔ فرعون اور اسکی قوم کے پاس بھی ہم نے ڈرانے والے بھیجے اور دلائل و معجزات سے انکو سمجھایا، لیکن اس نے ہمارے تمام معجزات کا انکار کیا تو ہمنے انکو دریا میں غرق کرکے جہنم میں ڈالا اور ان کو اس طرح پکڑا جس طرح ایک بڑا ہی طاقتور اور صاحب اقتدار بادشاہ مجرموں کو پکڑتا ہے جسے نہ کوئی مغلوب کرسکے اور نہ کوئی اسے انتقام سے روک سکے ۱۹ اکفارکم۔ الآیۃ۔ یہ التفات اہل مکہ کی طرف ہے اور زجر ہے اے عرب کے لوگو! کیا تمہاری قوم کے کفار قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور قوم فرعون کے کفار سے اچھے ہیں اور ان سے زیادہ زور آور اور طاقتور ہیں کہ اپنی قوت و طاقت اور دنیوی شان و شوکت کے بل بوتے پر وہ ہمارے عذاب سے بچ جائیں گے۔ یا کسی آسمانی کتاب میں ان کے لئے عذاب سے معافی کا کوئی پروانہ نازل ہو چکا ہے؟ استفہام انکاری ہے یعنی دونوں میں سے کوئی بات بھی نہیں اس لئے اے کفار عرب تم اللہ کے عذاب سے ہرگز نہیں بچ سکو گے ۲۰ ام یقولون الآیۃ۔ یہ شکوی ہے کیا کفار عرب اپنی قوت و شوکت پر مغرور ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ایک مضبوط جماعت ہیں اس لئے ہم مغلوب و مقہور نہیں ہو سکتے اور اپنے دشمنوں سے بدلہ لے سکتے ہیں۔ سیھزم الجمع۔ الآیۃ۔ یہ جواب شکوی ہے اور مشرکین کے قول کا رد ہے نیز تسلی ہے برائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب وقت آنے والا ہے کہ انکا کبر و غرور خاک میں مل جائیگا اور وہ ذلت آمیز شکست اٹھائیں گے اور میدان میں ان کے پاؤں جم نہ سکیں گے اور وہ بزدلوں کی طرح پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلیں گے۔

فتح الرحمن ف ۱ یعنی در سرعت وجود مراد آسان بودن ۱۲۔

یہ آیت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی جب ابھی جہاد فرض بھی نہیں ہوا تھا اور ہجرت کے بعد میدان بدر میں یہ سچی پیشگوئی ظاہر ہوئی۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق کی دلیل ہے وقد کان ھذا یوم بدر وھو من دلائل النبوۃ لان الآیۃ مکیۃ وقد نزلت حیث لم یفرض جہاد ولا کان قتال (روح ج ۲۷ ص ۹۲)

۲۱ھ بل الساعۃ۔ الآیۃ۔ یہ تو معمولی عذاب ہوگا اور یہ ان کے کرتوتوں کی پوری سزا نہیں، ان کی پوری سزا کا دن تو قیامت کا دن ہے جسکی دہشت وہیبت اور جس کے عذاب کی شدت سب سے زیادہ ہوگی اور جس کا عذاب ہر عذاب اور سزا سے زیادہ تلخ اور سب سے بڑھ کر المناک ہوگا۔ ان المجرمین۔ الآیۃ۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن تمام مجرمین ہلاکت اور بھڑکتی آگ میں ہوں گے یا دنیا میں خسارے اور جنون میں ہیں۔ قرآن ایسی روشن کتاب سے ہدایت حاصل نہ کرنا سراسر جنون اور خسارہ ہے فی ضلال و سعر فی ھلاک ونیران (مدارک ج ۴ ص ۱۰۶) وقال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما: فی خسران وجنون (روح ج ۲۷ ص ۹۳)

۲۲ھ یوم یسحبون۔ الآیۃ۔ اس سے پہلے یقال لھم مقدر ہے۔ قیامت کے دن جب مجرمین کو مونہوں کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈالا جائیگا اسوقت ان سے کہا جائیگا دنیا میں عیش و آرام کے مزے لیتے رہے آج بھڑکتی آگ کے درد و الم کا مزہ بھی چکھو۔

۲۳ھ انا کل شیٔ۔ الآیۃ۔ یہ آخر میں سورت کا دعویٰ ہے کہ ہر چیز کو اندازے کے ساتھ پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا وہی کارساز ہے اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ وما امرنا۔ الآیۃ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا بیان ہے۔ فرمایا ہر چیز کے بارے میں ہمارا حکم صرف ایک کلمۂ کن ہوتا ہے یعنی آنکھ کے اشارے کی مانند۔ یعنی جب ہم کسی کام کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ کام اسی لمحہ مکمل ہو جاتا ہے۔ وما امرنا لشیٔ نرید تکوینہ الا ان نقول لہ کن فیکون (مدارک ج ۴ ص ۱۵۶)

۲۴ھ ولقد اھلکنا۔ الآیۃ۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ اشیاعکم ای اشباھکم فی الکفر من الامم الخالیۃ (قرطبی ج ۱۷ ص ۱۴۹) اے مشرکین عرب! تم سے پہلے ہم ایسی سرکش اور متمرد قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں۔ کیا ان کے عبرتناک انجام سے بھی تم کوئی سبق نہیں سیکھتے۔ وکل شیٔ فعلوہ۔ الآیۃ۔ یہ کفار جو کچھ بھی کر رہے ہیں ان کی ہر بات اور ان کا ہر کام ان کے اعمالناموں میں لکھا جا رہا ہے۔ اس لئے انہیں ان کے ہر عمل کی سزا ملیگی۔ وکل صغیر۔ الآیۃ۔ ہر چھوٹی اور بڑی بات لوح محفوظ میں تحریر ہے۔ اس لئے قضا و قدر کا کوئی فیصلہ ٹل نہیں سکتا۔

۲۵ھ ان المتقین۔ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ مقعد صدق وہ مقام جو اھل صدق و صفا کیلئے مقرر ہے متقی اور پرہیزگار لوگ قیامت کے دن عظیم الشان باغوں میں ہوں گے جس میں ہر چیز کی نہریں بہتی ہونگی یہ مقام جنت ہے جو اہل صدق و صفا کیلئے تیار ہے جہاں عظیم الشان اور جلیل القدر شاہنشاہ کا انھیں قرب بھی نصیب ہوگا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

سورۂ القمر میں آیت توحید

۱۔ انا کل شیٔ خلقنٰہ بقدر ٥ دلیل بر نفی شرک اعتقادی۔

۱ سُورۃ الرحمٰن

ربط سورۂ قمر میں مذکور ہوا کہ ساری کائنات کا خالق اور سب کا کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اب سورہ الرحمٰن میں اس سے ترقی کرکے فرمایا کہ جب کارساز وہی ہے تو برکت والا نام بھی اسی کا ہے اور اسی کو برکات کا سرچشمہ سمجھو۔ سورت کا یہ دعویٰ اس کے آخر میں تبرک اسم ربك ذی الجلال والاکرام ہ میں مذکور ہے

خلاصہ ابتداء میں دعوی پر نو عقلی دلیلیں ایک خاص انداز سے علی سبیل التفصیل ذکر کی گئی ہیں۔ دوسرے رکوع میں منکرین دعوی کے لئے تخویف دنیوی و اخروی اور آخری رکوع میں ماننے والوں کے لئے بشارت اخرویہ مذکور ہے۔ اس سورت میں اللہ نے اپنی بے شمار نعمتیں یاد دلا کر فرمایا کہ بتاؤ ان میں سے کونسی نعمت کا تم انکار کرو گے کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں اگر اس دعوے کو نہیں مانوگے تو آخرت میں سخت عذاب ہوگا اور اگر مان لو گے تو آخرت میں جنت کی نعمتیں عطاء ہونگی۔

تفصیل

الرحمٰن ـــ تا ـــ والریحان ہ یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اسکی رحمت وقدرت اور اسکی نعمتوں کا بیان ہے ہر چیز کو اسی نے پیدا کیا اور ہر نعمت اسی نے عطاء کی۔ الرحمٰن ہ علم القرآن ہ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ اس مہربان نے انسان کو قرآن سکھایا خلق الانسان الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اور اس کو مافی الضمیر کے اظہار کی استعداد عطاء فرمائی۔ والسماء رفعھا الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ تمام علویات وسفلیات اس کے سامنے عاجز و درماندہ ہیں۔ اس نے انسان کو عقل دی کہ ہر چیز کا مقام پہچان کر اس کے مناسب سلوک کرے۔ اس نے زمین کو اپنی مخلوق کیلئے بنایا تاکہ اس میں پھل میوے پھول اور غلے پیدا ہوں۔ خلق الانسان ـــ تا ـــ من نار ہ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے۔ جس نے انسان کو مٹی سے اور جنات کو آگ سے پیدا کیا شان اور برکت والا اسی کا نام ہے۔ رب المشرقین ورب المغربین ہ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے۔ مشرق ومغرب یعنی ساری کائنات کا مالک بھی وہی ہے۔ مرج البحرین ـــ تا ـــ والمرجان ہ یہ چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اس نے میٹھے اور کڑوے پانی کے دو دریا ایک ساتھ بہا دیئے جو آپس میں ساتھ ساتھ ہونے کے باوجود ایک دوسرے میں خلط ملط نہیں ہوتے اور ان سے بڑے اور چھوٹے حجم کے موتی برآمد ہوتے ہیں۔ ولہ الجوار المنشئٰت فی البحر کالاعلام ہ یہ ساتویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت سے دریاؤں اور سمندروں میں پہاڑوں کی طرح اونچے جہاز امن وسلامتی سے رواں دواں ہیں۔ کل من علیہا ـــ تا ـــ والاکرام ہ (ع ۲) یہ آٹھویں عقلی دلیل ہے۔ یہ ساری مخلوق فناء ہونے والی ہے۔ صرف ایک ذات ذی الجلال ہی باقی رہیگی۔ یسئلہ من فی السمٰوٰت۔ الآیۃ۔ یہ نویں عقلی دلیل ہے۔ زمین وآسمان کی ساری مخلوق اللہ کی محتاج اور اسکی سائل ہے اور ساری کائنات میں وہ خود ہی اپنی مرضی سے تصرف کرتا رہتا ہے۔ ان تمام دلائل سے ثابت اور واضح ہے کہ جس کی قدرت ورحمت کا یہ حال ہو برکات کا سرچشمہ اسی کی پاک ذات ہو سکتی ہے۔

سنفرغ لکم ایہا الثقلٰن ہ یہ تخویف کی تمہید ہے۔ یٰمعشر الجن والانس۔ الآیۃ۔ یہ تخویف دنیوی کی طرف اشارہ ہے۔ اگر تم اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے زمین وآسمان کی سرحدوں کو پار کرکے کہیں جانے کی کوشش کرو تو تم ایسا نہیں کر سکتے۔ یرسل علیکما ـــ تا ـــ حمیم اٰن ہ منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن تمہیں آگ کے شعلوں میں جھونک دیا جائیگا اور تم ان سے محفوظ نہیں رہ سکوگے۔ قیامت کے دن جب آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا اس وقت اس کا رنگ لال سرخ ہوگا۔ قیامت کے دن جن وانس سے ان کے گناہوں کے بارے میں سوال کی ضرورت ہی نہیں ہوگی، کیوں کہ مجرموں کی پہچان ان کے چہروں ہی سے ہو جائیگی اور ان کے اعضاء وجوارح خود بول کر سارے گناہوں کی تفصیل بتا دیں گے۔ ھٰذہ جھنم الخ یہی ہے وہ جہنم جس سے مشرکین کو ڈرایا جاتا تھا اور وہ اس کو نہیں مانتے تھے۔ اب جہنم کی آگ اور کھولتے پانی کے درمیان ہی چکر کاٹتے رہیں گے۔

ولمن خاف ـــ تا ـــ وعبقری حسان ہ (ع ۳) یہ بشارت اخرویہ ہے۔ جو لوگ قیامت کے دن خدا کی عدالت میں پیشی سے ڈرتے ہیں اور اسکی نافرمانیوں سے بچتے ہیں ان کے لئے قسم قسم کے باغ ہوں گے جن میں ہر قسم کے میوہ دار درخت ہوں گے اور ان میں مشروبات کے چشمے رواں ہوں گے۔ ہر میوہ کئی انواع واقسام میں ہوگا۔ متکئین الخ اعلیٰ قسم کے ریشمی بستروں پر آرام کریں گے اور درختوں کے میوے اس قدر قریب ہوں گے۔ کہ بستروں سے بھی ان تک ہاتھ پہنچ سکیں فیھن قٰصرٰت الطرف الخ جنت میں ان کے لئے ایسی حوریں ہوگی جو شرم وحیاء سے آنکھیں جھکائے ہوگی اور ان سے پہلے کسی جن و انس نے انھیں چھوا تک نہیں ہوگا۔ حسن صورت اور صفاء رنگ میں یاقوت ومرجان کی مانند ہونگی۔ دنیا میں انہوں نے اچھے کام کئے تو اس کی جزاء بھی

انھیں اچھی ملی۔ ومن دونہما جنتٰن الخ اس کے علاوہ انہیں اور بھی باغ ملیں گے جن میں چشمے جاری ہوں گے۔ حسن و جمال کا مرقع اور پاکدامن حوریں ہوں گی، اعلیٰ قسم کے فروش اور غالیچوں پر آرام کریں گے۔ تبٰرک اسم ربک ذی الجلال والاکرام ۵ آخر میں سورت کے مرکزی دعوے کا ذکر ہے یعنی برکت دینے والا اللہ ہی ہے اور برکت اسی کے نام میں ہے ۲ الرحمٰن ۵ ـ تا ـ والریحان ۵ اللہ کی وحدانیت کا بیان ہے جس نے یہ سب کچھ پیدا کیا اور یہ ساری نعمتیں عطا کیں وہی کارساز اور برکات دہندہ ہے۔ یہ صفت اللہ تعالیٰ کی رحمت عامہ پر دلالت کرتی ہے۔ ایسی رحمت عامہ جس میں مومن

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

ؒ سورہ رحمٰن مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی اٹھتر آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلرَّحْمٰنُ ۝۱ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝۲ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝۳ عَلَّمَهُ

ؒ رحمٰن نے سکھلایا قرآن بنایا آدمی پھر سکھایا اسکو

الْبَيَانَ ۝۴ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝۵ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ

بات کرنا سورج ؒ اور چاند کے لئے ایک حساب ہے اور جھاڑ اور درخت

يَسْجُدٰنِ ۝۶ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝۷ اَلَّا تَطْغَوْا

مشغول ہیں سجدہ میں اور آسمانوں کو ؒ اونچا کیا اور رکھی ترازو کہ زیادتی نہ کرو

فِي الْمِيْزَانِ ۝۸ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا

ترازو میں اور سیدھی ترازو تولو انصاف سے اور مت گھٹاؤ

الْمِيْزَانَ ۝۹ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝۱۰ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّ

تول کو اور زمین کو ؒ بچھایا واسطے خلق کے اس میں میوہ ہے اور

النَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝۱۱ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَ

کھجوریں جن کے میوہ پر غلاف اور اس میں اناج ہے جس کے ساتھ بھس ہے اور

الرَّيْحَانُ ۝۱۲ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۱۳ خَلَقَ الْاِنْسَانَ

پھول خوشبودار ؒ پھر تم کیا کیا نعمتیں ؒ رب اپنے کی جھٹلاؤ گے تم دونوں ؒ بنایا آدمی کو ؒ

مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝۱۴ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ

کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکرا اور بنایا جن کو آگ کی لپٹ

مِّنْ نَّارٍ ۝۱۵ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۱۶ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ

سے پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے تم دونوں مالک دو مشرق کا ؒ

منزل ۷

اور دشمن و دوست کے درمیان کوئی امتیاز نہ ہو چنانچہ الرحمٰن کے بعد جن انعامات کا ذکر ہے وہ سب کیلئے مشترک ہیں اور ان کے ذکر میں ایک خاص ترتیب ملحوظ ہے۔ تمام علویات و سفلیات کا خالق و مالک وہی ہے اور یہ سارے انعامات بھی اسی کی طرف سے ہیں اس لئے دونوں کو ساتھ ساتھ یکے بعد دیگرے ذکر فرمایا۔ الرحمٰن ۵ علم القرآن ۵ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اس بادشاہ نے جو بڑا ہی مہربان ہے اوپر سے قرآن نازل فرمایا اور اپنے پیغمبر کو اسکی تعلیم دی اور آپ کی وساطت سے تمام انسانوں تک پہنچایا۔ جو بنی آدم کے لئے اس کا سب سے بڑا انعام و احسان ہے اور جس پر دینی و دنیوی سعادت کا مدار ہے ای علمہ نبیہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حتی اداہ الی جمیع الناس (قرطبی ج ۱۷ ص ۱۰۲) خلق الانسان ۵ علمہ البیان ۵ یہ توحید کی دوسری عقلی دلیل ہے۔ نیچے زمین پر انسان کو پیدا کیا اور اپنے دل کی بات کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے اس کو بیان کا ملکہ اور سلیقہ عطا فرمایا تاکہ جس طرح اس نے خود قرآن کو سمجھا ہے اسی طرح دوسروں کو بھی سمجھا سکے لان البیان ھو الذی بہ یتمکن عادۃً من تعلم القرآن وتعلیمہ (روح ج ۲۷ ص ۹۹)۔ ۴ الشمس والقمر۔ الآیۃ۔ یہ توحید کی تیسری عقلی دلیل ہے۔ جو اشیاء اس کی قدرت کاملہ اور صنعت غریبہ پر دلیل ہیں ان کو اسی ترتیب سے ذکر فرمایا پہلے اوپر والی چیزیں۔ بحسبان کا متعلق محذوف ہے ای یجریان بحسبان (روح) سورج اور چاند ایک حساب اور مقرر اندازے کے مطابق چل رہے ہیں ان کی رفتار معین، ان کا راستہ متعین اور انکی مسافت معلوم جسے انہوں نے ایک مدت متعینہ سال یا مہینے

۱ بیان توحید ۱۲۔
۲ توحید پر پہلی عقلی دلیل ۱۲۔
۳ دوسری عقلی دلیل ۱۲۔
۴ تیسری عقلی دلیل ۱۲۔
۵ چوتھی عقلی دلیل ۱۲۔
۶ پانچویں عقلی دلیل ۱۲۔

موضح قرآن اس سورت کے نازل ہونے کا سبب جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو رحمٰن کے نام کی خبر دی انہوں نے کہا کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے اور کہتے ہیں کہ مکہ کے لوگ طعنہ مارتے تھے کہ فلانے فلانے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرآن پہنچاتے ہیں ان کے قول کے رد کو یہ سورت اتری، تفسیر حسینی میں یوں لکھا ہے۔ . . . . . ف یعنی جن اور انس ۱۲ منہ رحمہ ۱۲۔

فتح الرحمٰن ف۱ اشارہ بآنست کہ برگ حبوب غاذیہ علف دواب ایشان میشود پس این علاوہ نعمت است ۱۲۔

میں طے کرتا ہے۔ اس کے بعد پھر نیچے والی چیزوں کا ذکر فرمایا۔ والنجم والشجر یسجدان۔ النجم سے وہ نباتات مراد ہے جو زمین سے نکل کر زمین کی سطح پر ہی پھیل جاتی ہے اور تنے پر نہیں اٹھتی یعنی بیل اور الشجر وہ نباتات ہے جو تنے پر اٹھتی اور قدآور ہو جاتی ہے۔ یعنی درخت یا پودا (مدارک، روح، بحر) یعنی تمام اقسام نبات بھی اللہ کے سامنے سربسجود اور اس کے حکم کی مطیع و منقاد ہیں سجود نبات کامل انقیاد اور کلی طور پر زیر تصرف ہونے سے کنایہ ہے یعنی زمین پر جس قدر سبزہ اور روئیدگی ہے سب اللہ کے تکوینی احکام کی پابند ہے ینقاد ان للہ فیما یرید بہما طبعا انقیاد الساجد من المکلفین طوعا (بیضاوی) لما ذکر تعالیٰ ما انعم بہ من منفعۃ الشمس والقمر وکان ذٰلک من الآیات العلویۃ ذکر فی مقابلتہما من الآثار السفلیۃ النجم والشجر (بحر ج ۸ ص ۱۸۹) اُوپر سورج چاند رواں دواں ہیں اور نیچے جڑی بوٹیاں اور درخت پیدا کر دیئے اور ان میں سورج چاند سے اثر قبول کرنے کی استعداد رکھ دی ۴ھ والسماء۔ علویات کا ذکر۔ اوپر آسمان کو بلند کیا اور اس کی بلندی کا ایک انداز مقرر کیا۔ المیزان سے عدل و انصاف مراد ہے عن مجاھد وقتادۃ والسدی ای وضع فی الارض العدل الذی امر بہ (قرطبی ج ۱۷ ص ۱۰۴) یعنی اس نے حکم دیا ہے کہ ہر کام میں عدل و انصاف سے کام لو اس صورت میں عدل کا معیار قرآن ہوگا کیونکہ اس معاملے میں قرآن ہی میزان اور معیار ہو سکتا ہے علی ھذا المیزان القرآن لان فیہ بیان ما یحتاج الیہ وھو قول الحسین بن الفضل (قرطبی) اس صورت میں ان آیتوں کا حاصل یہ ہوگا کہ دنیا میں قرآن میزان عدل ہے ہر بات کو اس کی روشنی میں جانچو اور اس میزان کو نظر انداز نہ کرو اور اس میزان کے فیصلے سے تجاوز نہ کرو۔ واقیموا الوزن الایۃ۔ ہر چیز کو نیک نیتی سے اس میزان پر ٹھیک ٹھیک تولو اور اس میں کمی نہ کرو۔

حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ المیزان سے مراد عقل ہے اور یہ ایک تمثیل ہے۔ انسان تولنے میں تین طریقوں سے نقصان کرتا ہے۔ اوّل یہ کہ میزان یعنی ترازو ہی میں کوئی نقص ڈالتا ہے۔ دوم یہ کہ ترازو تو درست ہوتا ہے لیکن ہاتھ سے ترازو کو ایک طرف جھکا دیتا ہے۔ سوم یہ کہ ہاتھ سے جھٹکا بھی نہیں دیتا لیکن کسی اور تدبیر سے کم تولتا ہے یہاں ان تینوں طریقوں سے منع فرمایا۔ حاصل تمثیل یہ ہے کہ جس طرح ترازو اس لئے ہے کہ اس سے ہر چیز کو عدل و انصاف سے تولا جائے اسی طرح عقل و انصاف کے ترازو سے ان تمام امور کو تولو اور فیصلہ کرو جس ذات پاک کے صفات و افعال وہ ہوں جو یہاں مذکور ہیں کیا اس کے سوا کوئی اور برکات دہندہ ہو سکتا ہے۔

۵ھ والارض وضعہا۔ سفلیات کا ذکر۔ اور اللہ نے زمین کو لوگوں کے لئے پیدا کر کے رکھ دیا ہے تاکہ وہ اس سے ہر قسم کا فائدہ اٹھائیں۔ جس میں ہر قسم کے پھل اور میوے پیدا ہوتے ہیں خصوصاً کھجور کے درخت جس کے بھاری بھرکم گچھے آویزاں ہیں۔ والحب ذوالعصف اور ہر قسم کے غلے پیدا ہوتے ہیں جن کے باقی اجزاء بھوسے کی شکل میں مویشیوں کے چارے میں کارآمد ہیں۔ والریحان غذائی اجناس اور میووں کے علاوہ زمین میں خوشبودار پودے بھی ہوتے ہیں جن کی خوشبو دل و دماغ کو معطر اور تازہ کر دیتی ہے۔ ھو کل مشموم طیب الریح من النبات (روح ج ۲۷ ص ۱۰۳)

۶ھ فبای الآء۔ الآیۃ۔ یہ آیت اس سورت میں بار بار آئی ہے اور اس میں جنوں اور انسانوں سے خطاب ہے۔ ہر نعمت کے ذکر کے بعد اس آیت کو دہرا کر جن و انس کو متنبہ کیا گیا ہے کہ یہ ساری نعمتیں اللہ کی طرف سے ہیں اور تم کونسی نعمت کا انکار کر سکتے ہو کہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں۔ حاصل یہ ہے کہ ہر نعمت اسی کی طرف سے ہے لہٰذا وہی برکات دہندہ ہے اور اسی کے نام میں برکت ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الرحمٰن صحابہ رضؓ کو پڑھ کر سنائی تو وہ خاموش رہے۔ آپ نے فرمایا تم سے جنوں ہی نے اچھا جواب دیا۔ جب میں نے ان پر یہ سورت پڑھی اور جب میں فبای الاء ربکما تکذبان پر پہنچتا تو وہ ہر بار جواب دیتے لا بشیء من نعمک ربنا نکذب فلک الحمد اے ہمارے پروردگار! ہم تیری کسی بھی نعمت کا انکار نہیں کرتے تمام صفتیں تیرے ہی لئے ہیں۔ اس کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اسی طرح جواب دینے لگے (ابن کثیر، روح)

۷ھ خلق الانسان۔ یہ توحید کی چوتھی عقلی دلیل ہے۔ الانسان سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں صلصال خشک مٹی جو بجانے سے آواز دے الفخار ٹھیکری یعنی وہ مٹی جو آگ میں پکا لی گئی ہو۔ مارج آگ کا شعلہ جس میں دھواں نہ ہو۔ اللہ نے انسان کو مٹی سے پیدا فرمایا اور جانّ جنوں کے جد اعلیٰ کو آگ کے شعلے سے پیدا فرمایا۔ اے جن و انس ذرا سوچو تو سہی تمہاری تخلیق بھی اللہ کا تم پر انعام ہے تم اسکی کونسی نعمت کو نہیں مانو گے پھر یہ اسکی قدرت و صنعت کا کمال کہ مٹی اور آگ سے اس نے کس خوبی سے پیدا فرمایا یہ اسکی قدرت و وحدانیت کی دلیل ہے۔

۸ھ رب المشرقین ورب المغربین ۰ یہ توحید کی پانچویں عقلی دلیل ہے دو مشرق اور دو مغرب سے موسم سرما اور موسم گرما کے مشرق و مغرب مراد ہیں۔ سورج کو سال بھر کے دوران میں مختلف جگہوں سے نکالنا اور مختلف جگہوں میں غروب کرنا یہ بھی اللہ ہی کا کام ہے نیز اس سے چونکہ موسم بدلتے ہیں اس لئے یہ مشرق و مغرب کی تبدیلی میں انسانوں کے لئے بے شمار منافع ہیں اور یہ تبدیلی بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ساری برکتیں اور نعمتیں اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں۔

۹ مرج البحرین۔ یہ توحید کی چھٹی دلیل ہے مرج ای سل و اجری بہادیا۔ جاری کردیا۔ دو دریا میٹھا اور کھاری۔ اسکی قدرت کاملہ کا کرشمہ دیکھو کہ اس نے دو دریا ساتھ ساتھ چلائے ہیں جن کا پانی ساتھ ساتھ جارہا ہے اور ان کے درمیان ظاہری طور پر کوئی حجاب حاجز بھی نہیں محض اللہ کی قدرت کا پردہ ہے جو ان کو آپس میں ملنے نہیں دیتا اور دونوں دریا اپنی حدوں سے نکل کر ایکدوسرے کی حد میں داخل نہیں ہوسکتے۔ ان دونوں سے ہر حجم میں چھوٹے اور بڑے سچے موتی نکلتے ہیں۔ اللؤلؤ بڑے موتی۔ المرجان چھوٹے موتی۔ اللؤلؤ والمرجان کبار الدر وصغارہ (بیضاوی، ابن کثیر) ۱۰ ولہ الجوار۔ الآیۃ۔ یہ توحید کی ساتویں عقلی دلیل ہے۔ یہ کشتیاں اور پہاڑوں کی مانند اونچے اونچے بحری جہاز اللہ تعالیٰ ہی کے تصرف اور قبضۂ اختیار میں ہیں وہی ان کو اپنی قدرت تامہ اور تدبیر صائب سے چلاتا اور منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔ بتاؤ اللہ کی کونسی نعمت سے آنکھیں بند کروگے۔ اسی قادر و مختار اور منعم و محسن کے نام میں برکت ہے ۱۱ کل من علیہا فان۔ یہ توحید کی آٹھویں عقلی دلیل ہے۔ یہ ساری مخلوق آخر فنا ہوجائیگی صرف اللہ اپنی شان بے نیازی اور صفت فضل و انعام کے ساتھ باقی رہے گا۔ فسر بعض المحققین (الجلال) بالاستغناء المطلق و (الاکرام) بالفضل التام (روح ج ۲۷ ص ۱۰۹) جو فانی ہیں وہ کسی طرح بھی مستحق ربوبیت نہیں ہوسکتے، اس لئے صرف اللہ تعالیٰ ہی کارساز اور برکات دہندہ ہے جو سب سے بے نیاز لیکن سب کا منعم و مربی ہے جس کی نعمتیں حد و حساب سے باہر ہیں ۱۲ یسئلہ۔ الآیۃ۔ یہ توحید کی نویں عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان کی ساری مخلوق فرشتے، پیغمبر، اولیاء اللہ، جن اور ان کے علاوہ سب اپنے وجود و بقاء میں اللہ کے محتاج ہیں اور ہر حاجت اسی سے مانگتے ہیں اور وہ ہر لمحہ کسی نہ کسی شان میں ہوتا ہے۔ ساری کائنات کا نظام اسی کے ہاتھ میں ہے اور یہ نظم و نسق مسلسل بلا انقطاع چل رہا ہے اس طرح ہر لمحہ بے شمار شئون و افعال اس کی ذات سے وابستہ ہیں۔ جس ذات بے چون و چگون کے سب محتاج و سائل ہیں اور جس کی بے پایاں نعمتوں کے بوجھ کے نیچے سب دبے پڑے ہیں وہی سب کا کارساز اور وہی برکات کا سرچشمہ ہے۔ یوم سے مراد مطلق وقت ہے ای کل وقت وحین یحدث امورا و یجدد احوالا کما روی انہ علیہ السلام تلاھا فقیل لہ وما ذلک الشأن فقال من شأنہ ان یغفر ذنبا و یفرج کربا و یرفع قوما و یضع آخرین (مدارک ج ۴ ص ۱۰۹) ۱۳ سنفرغ لکم۔ الآیۃ۔ یہ تخویف کے لئے تمہید ہے۔ یہ ایک کام سے دوسرے کام میں مشغول ہونے سے کنایہ ہے

وَرَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾ مَرَجَ
اور مالک دو مغرب کا ہے ٹ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے تم دونوں چلائے
الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ ﴿۱۹﴾ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَیِّ
دو دریا ۹ ملکر چلنے والے ان دونوں میں ہے ایک پردہ جو ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے پھر کیا
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾
کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے نکلتا ہے ان دونوں سے موتی اور مونگا
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِی
پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اور اسی کے ہیں ۱۰ جہاز اونچے کھڑے
الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ
دریا میں جیسے پہاڑ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے جو کوئی
مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾
ہے زمین پر ۱۱ فنا ہونیوالا ہے اور باقی رہیگا منہ تیرے رب کا بزرگی اور عظمت والا
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ یَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ
پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اس سے مانگتے ہیں ۱۲ جو کوئی ہے آسمانوں میں اور
الْاَرْضِ كُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
زمین میں ہر روز اس کو ایک دھندا ہے ف۲ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی
تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ
جھٹلاؤ گے ہم جلد فارغ ہونیوالے ۱۳ ہیں تمہاری طرف اے دو بھاری قافلو ف۲ پھر کیا کیا نعمتیں
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾ یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ
اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اے گروہ جنوں کے اور انسانوں کے اگر تم سے ہو سکے
اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا
کہ نکل بھاگو آسمانوں اور زمین کے کناروں سے تو نکل بھاگو

النصف ع ۲۵/۱ ۱۱

۱۰ چھٹی عقلی دلیل ۱۲
۱۱ ساتویں عقلی دلیل ۱۲
۱۲ آٹھویں عقلی دلیل ۱۲
۱۳ نویں عقلی دلیل ۱۲
۱۴ تمہید برائے تخویف ۱۲

موضح قرآن ف یعنی جاڑے۔ گرمی کے دو مشرقین اسی طرح دو مغربین ف۲ یعنی تمہارے حساب کرنیکا جلد قصد کریں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در زمستان آفتاب مشرق و مغرب دیگر و در تابستان مشرق و مغرب دیگر ۱۲ ف۲ یعنی تعذیب یا تنعیم اسعاد یا اشقاء احیاء یا اماتہ ۱۲۔

اور یہاں اس سے محض تہدید مراد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایک شغل دوسرے شغل سے مانع نہیں ہے۔ یعنی اے جن و انس میں عنقریب ہی تمہیں سزا دینے والا اور
تم سے انتقام لینے والا ہوں۔ یٰمعشر الجن۔ الآیۃ۔ یہ تخویف دنیوی ہے اے جن و انس اگر تم میں یہ قدرت و استطاعت موجود ہے کہ تم موت سے اور میرے عذاب سے
بچنے کے لئے زمین و آسمان کی سرحدوں کو پار کر کے کسی محفوظ مقام میں پہنچ جاؤ تو ذرا نکل کر دکھاؤ تو سہی، لیکن یاد رکھو! خدا کے مقابلے میں قوّت و شوکت اور قہر و غلبہ
کے بغیر تم کہیں نہیں جا سکتے مگر یہ قوت و غلبہ تمہیں کہاں سے نصیب ہوگا اس لئے جہاں بھی جاؤ گے خدا کے ملک ہی میں رہو گے اور پکڑے جاؤ گے ۱۴ف یرسل

لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۳۳ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۳۴
نہیں نکل سکنے کے بدون سند کے ف۱ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے
یُرْسَلُ عَلَیْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ۬ وَّ نُحَاسٌ فَلَا
چھوڑے جائیں گے ۱۴ تم پر شعلے آگ کے صاف اور دھواں ملے ہوئے پھر
تَنْتَصِرٰنِ ۳۵ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۳۶ فَاِذَا انْشَقَّتِ
تم بدلا نہیں لے سکتے پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے پھر جب پھٹ ۱۵ جائے
السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۳۷ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
آسمان تو ہو جائے گلابی جیسے نری پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی
تُكَذِّبٰنِ ۳۸ فَیَوْمَىِٕذٍ لَّا یُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّ لَا
جھٹلاؤ گے پھر اس دن ۱۶ پوچھ نہیں اس کے گناہ کی کسی آدمی سے اور نہ
جَآنٌّ ۳۹ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۴۰ یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ
جن سے پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے پہچانے پڑیں گے گنہگار
بِسِیْمٰهُمْ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَ الْاَقْدَامِ ۴۱ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ
اپنے چہرے سے پھر پکڑا جائیگا پیشانی کے بال سے اور پاؤں سے پھر کیا کیا نعمتیں
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۴۲ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُكَذِّبُ بِهَا
اپنے رب کی جھٹلاؤ گے یہ دوزخ ہے ۱۷ جس کو جھوٹ بتاتے تھے
الْمُجْرِمُوْنَ ۴۳ یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَ بَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ۴۴ فَبِاَیِّ
گنہگار پھریں گے بیچ اس کے اور کھولتے پانی کے پھر کیا کیا
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۴۵ وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ
نعمتیں اپنے رب کی تم جھٹلاؤ گے اور جو کوئی ڈرا ۱۸ کھڑے ہونے سے اپنے رب کے آگے
جَنَّتٰنِ ۴۶ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۴۷ ذَوَاتَاۤ اَفْنَانٍ ۴۸
اس کیلئے ہیں دو باغ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے جن میں بہت شاخیں ف۱

منزل ۷

تخویف اخروی ۱۲

ع ۲ وقف لازم ۱۲

بشارت اخرویہ ۱۲

علیکما۔ الآیۃ۔ یہ تخویف اخروی ہے اے جن و انس کے منکرین قیامت کے دن تم پر بھڑکتی آگ کے شعلے مسلط کئے جائینگے اور تمہارے سروں پر پگھلا ہوا تانبہ ڈالا جائیگا اور تم کسی بھی حیلے اس المناک عذاب سے اپنے کو محفوظ نہیں رکھ سکو گے نہ کوئی تمہارا خود ساختہ سفارشی تمہاری کوئی مدد کر سکیگا۔ لامحالہ تمہیں یہ عذاب چکھنا ہی ہوگا۔ ای فلا تمتنعان من اللہ ولا یکون لکم ناصر (خازن ج ۷ ص ۷) ۱۵ف فاذا انشقت۔ الآیۃ۔ وردۃ گلاب کا پھول۔ الدھان سرخ چمڑا۔ قیامت کے دن جب آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا اس وقت وہ شدّت حرارت سے گلاب کے پھول کی مانند بلکہ اس سے بھی زیادہ سرخ رنگ کے چمڑے کی طرح ہو جائیگا۔ وردۃ کالدھان دونوں کان کی خبریں ہیں یا کالدھان وردۃ کی صفت ہے (روح) یہ ہولناک منظر قیامت بپا ہونے کے وقت ہوگا ۱۶ف فیومئذ۔ الآیۃ ظرف یعرف سے متعلق ہے اور اصل میں فاء یعرف پر تھی ظرف کو مقدم کیا گیا تو فاء اس پر رکھ دی گئی (رضی) حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن مجرم جنوں اور انسانوں سے ان کے گناہوں کے بارے میں پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی بلکہ مجرمین اپنی مخصوص علامات سے پہچان لئے جائینگے اور انکو پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ کر جہنم میں ڈالدیا جائیگا ایک فرشتہ بالوں سے اور دوسرا پاؤں سے پکڑیگا جیسا کہ سورہ قٓ میں ارشاد ہے القیا فی جھنم۔ الآیۃ۔ صیغہ تثنیہ دو پر دلالت کرتا ہے اور حقیقت پر محمول ہے تثنیہ سے تکرار مراد نہیں۔ سیماھم ان کے چہروں پر اہل جہنم کی مخصوص علامات ہوں گی جن سے وہ پہچانے جائیں گے مثلاً چہروں کی سیاہی آنکھوں کا نیلاپن اور حزن و ملال کے آثار وغیرہ وسیماھم علی ما روی عن الحسن سواد الوجوہ و زرقۃ العیون وقیل ما یعلوھم من الکابۃ والحزن (روح ج ۲۷ ص ۱۱۴) ۱۷ف ھذہ جھنم۔ اس سے پہلے یقال مقدر ہے۔ جب مجرمین کو گھسیٹ کر جہنم میں پھینکا جائے گا اس وقت کہا جائیگا یہ وہی جہنم ہے جس کو مجرمین نہیں مانتے تھے۔ اب جہنم کی آگ اور انتہائی گرم اور کھولتے ہوئے پانی سے ان کی تواضع کی جائیگی ان ایسا

موضح قرآن ف۱ یعنی دو باغ ہیں جن میں درخت میوہ دار ہیں ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی وآں قوت کجا است ۱۲۔

گرم پانی جو حرارت کے انتہائی درجہ تک گرم ہو "ان منتاه اناه وطبخه بالغ فی الحرارة اقصاھا..... اذا استغاثوا من النار جعل غیاثھم الحمیم (روح ج ۲۷ ص ۱۱۵) ف۱۸ ولمن خاف۔ یہ ماننے والوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے مقام سے قیامت کے دن حساب کتاب کے لئے بارگاہ خداوندی میں کھڑے ہونے کی جگہ مراد ہے۔ ظاہر ہے جس کو حساب کتاب کا ڈر ہوگا وہ اپنی کتاب اعمال کو برائیوں سے پاک رکھنے کی کوشش کریگا۔ موقفه الذی یقف فیه العباد للحساب یوم القیامة فترک المعاصی (مدارک ج ۴ ص ۱۶۰) جنتان سے دو باغ مراد نہیں بلکہ تثنیہ تکرار کے لئے ہے یعنی قسم قسم کے باغات (رضی) اور ضمائر کا تثنیہ باعتبار لفظ ہے۔ جو شخص آخرت کے حساب کتاب سے ڈر کر اللہ کی اطاعت کو اپنا دستور زندگی بنا لے قیامت کے دن اسکو کئی باغات ملیں گے جن میں ہر قسم کی نعمتیں موجود ہونگی۔ ذواتا افنان ٥ یہ فنن کی جمع ہے جس کے معنی نوع اور قسم کے ہیں۔ یا یہ فنن بمعنی شاخ (ٹہنی) کی جمع ہے۔ یعنی ان باغوں میں مختلف انواع واقسام کے میوہ دار درخت ہوں گے۔ یا مطلب یہ ہے کہ جنت کے درخت لمبی لمبی شاخوں والے ہوں گے جس کی وجہ سے سایہ اور پھل بکثرت ہوگا۔ ای ذواتا انواع من الاشجار والثمار...... و تفسیرہ بالاغصان علی نہ جمع فنن روی عن ابن عباس ایضا (روح ج ۲۷ ص ۱۱۷) ف۱۹ فیھما عینٰن تجریان ٥ ان باغوں میں دو چشمے جاری ہوں گے جن کا پانی صاف شفاف میٹھا اور خوشبودار ہوگا اس سے مراد تسنیم اور سلسبیل ہیں قال الحسن البصری احدھما یقال لھا تسنیم والاخری السلسبیل (ابن کثیر ج ۴ ص ۲۷۷) فیھما من کل فاکھة زوجٰن۔ جنت کا ہر میوہ کم از کم دو قسم کا ہوگا ہر ایک کی لذت جداگانہ ہوگی۔ متکئین علی فرش۔ بطائن، بطانة کی جمع ہے مراد اندرونی حصہ ہے۔ استبرق موٹا ریشم جن بستروں پر وہ آرام کریں گے انکا اندرونی حصہ اعلیٰ قسم کے موٹے ریشم کا ہوگا اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ پھر وہ بستروں کے غلاف تو اس سے زیادہ اعلیٰ قسم کے ہوں گے۔ (من استبرق من دیباج ثخین و اذا کانت البطائن کذلک فما ظنک بالظھائر (بیضاوی) وجنی الجنتین دان۔ اور ان باغوں کے درختوں کا میوہ نہایت ہی قریب ہوگا کہ بیٹھے اور لیٹے بھی اس تک ہاتھ پہنچ سکے ف۲۰ فیھن قٰصرٰت الطرف۔ الآیة۔ کھانے پینے کی چیزوں کے علاوہ جنت میں جنسی تسکین کی خاطر حوریں بھی ہونگی جن میں ایک اچھی رفیقۂ حیات کے تمام اوصاف موجود ہوں گے وہ سراپا شرم وحیا ہونگی اور اپنے شوہروں کے علاوہ کسی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھیں گی اور وہ کنواری ہونگی۔ جن کو ملیں گی ان سے پہلے کسی دوسرے جن یا انسان نے انھیں چھوا تک نہیں ہوگا۔ کانھن

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ﴿۵۰﴾
پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ان دونوں ف۱۹ میں دو چشمے بہتے ہیں
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِیْهِمَا مِنْ کُلِّ فَاکِهَةٍ
پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی تم جھٹلاؤ گے ان دونوں میں ہر میوہ قسم قسم
زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّکِـِٕیْنَ عَلٰی
کا ہوگا پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے تکیہ لگائے بیٹھے
فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾
بچھونوں پر جن کے استر تافتے کے اور میوہ ان باغوں کا جھک رہا ف۲۰
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾ فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ
پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ان میں ف۲۱ عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں
لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ
نہیں قربت کی ان سے کسی آدمی نے ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے پھر کیا کیا نعمتیں
رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ کَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾
اپنے رب کی جھٹلاؤ گے وہ کیسی جیسے کہ لعل اور مونگا
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ
پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اور کیا بدلہ ہے ف۲۲ نیکی کا
اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾ وَمِنْ
مگر نیکی ف پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اور ان
دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾
دو کے سوائے ف۲۳ اور دو باغ ہیں پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے
مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾ فِیْهِمَا
گہرے سبز جیسے سیاہ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ان میں

موضح قرآن ف۱ نیک بندگی اسکا بدلہ نیک ثواب ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بسہولت توان گرفت ۱۲۔

الیاقوت والمرجان ٥ اخلاقی حُسن کے علاوہ وہ ظاہری حسن وجمال کی بھی تصویر ہونگی۔ وہ حُسن صورت میں، رنگ رُوپ میں، چہرے کی چمک دمک میں اور رنگت کی آب وتاب میں یاقوت و مرجان اور لعل وجواہر کی مانند ہوں گی۔ یہ بے شمار نعمتیں اہل جنت کو ملیں گی یہ سب اللہ کا انعام واحسان ہوگا ف۲۱ ھل جزاء الاحسان۔ الآیۃ۔ پہلے احسان سے احسان عقیدہ واحسان عمل مراد ہے اور دوسرے احسان سے ثواب اور جنت۔ عقیدے اور عمل کو درست رکھنے کی جزا ثواب آخرت اور جنت کے سوا کچھ نہیں۔ ای ما جزاء الاحسان فی العمل الا الاحسان فی الثواب وقیل المراد ما جزاء التوحید الا الجنۃ (روح ج ۲۷ ص ۱۲۰)

عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿٦٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٧﴾ فِيْهِمَا

دو چشمے ہیں ابلتے ہوئے پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ان میں

فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿٦٨﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٩﴾

میوے ہیں اور کھجوریں ف۲۳ اور انار پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿٧٠﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧١﴾

ان سب باغوں میں عورتیں ہیں خوبصورت پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا

حوریں ہیں رکی رہنے والیاں خیموں میں پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی

تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٣﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَاۗنٌّ ﴿٧٤﴾ فَبِاَيِّ

جھٹلاؤ گے نہیں ہاتھ لگایا ان کو کسی آدمی نے ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے پھر کیا کیا

اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٥﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰي رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّ

نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے تکیہ لگائے بیٹھے ف۲۴ سبز مسندوں پر اور

عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٧﴾ تَبٰرَكَ

قیمتی بچھونے نفیس پر پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے بڑی برکت ہے

اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٧٨﴾

نام کو تیرے رب کی جو ف۲۵ بڑائی والا اور عظمت والا ہے ف

ع ۳ / ۱۳

لہ خلاصہ سورت۔ ۱۲

۲ تمہید برائے بیان احوال جماعات ثلاثہ ۱۲

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

لہ سورہ واقعہ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی چھیانوے آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿٢﴾ خَافِضَةٌ

جب ہو پڑے ہو پڑنے والی ف۲ نہیں ہے اس کے ہو پڑنے میں کچھ جھوٹ ذلیت کرنیوالی ہے

وقف لازم

منزل ۷

ف۲۲ ومن دونہما جنتٰن ٥ یہاں بھی تثنیہ تکرار کے لئے ہے جیسا کہ ثم ارجع البصر کرتین۔ الآیۃ (ملک ع ۱) یعنی مذکورہ بالا باغوں کے علاوہ ان کو اور باغات بھی ملیں گے۔ مدھامتٰن ان باغوں کے درخت نہایت ہی سبز ہونگے اور شدت رنگ کی وجہ سے سیاہی مائل نظر آئینگے یہ انکی شادابی کی دلیل ہوگی ای سودا وان من شدۃ الخضرۃ من الری (قرطبی ج ۱۷ ص ۱۸۵) نضاختٰن ابلنے والے یعنی ان باغوں میں فواروں کی طرح چشمے ابلتے ہوں گے۔ فوارتان بالماء لاینقطعان (مدارک ج ۴ ص ۱۶۱) ف۲۳ فیہما فاکہۃ۔ الآیۃ۔ ان باغوں میں ہر قسم کے میوے ہوں گے اور ان کے علاوہ کھجور اور انار کے درخت بھی ہوں گے۔ فیہن خیرات حسان ٥ ان میں ایسی حوریں بھی ان کے لئے ہوں گی جو ظاہری اور باطنی حسن وجمال سے آراستہ ہوں گی خیرات حسن اخلاق اور حسان حسن وجمال ظاہری کی طرف اشارہ ہے فسر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لام سلمۃ ذلک فقال خیرات الاخلاق حسان الوجوہ (بحر ج ۸ ص ۱۹۹) حور مقصورات فی الخیام ٥ خیام خیمۃ کی جمع ہے یہ خیمہ ایک ہی بہت بڑے سُچّے موتی کا ہوگا جو اندر سے خالی ہوگا اور اسکی اندرونی وسعت کئی فرسخ ہوگی (روح وغیرہ) یعنی وہ حوریں ان خیموں میں پردہ نشین ہوں گی۔ حور الخ خیرات سے بدل ہے (روح) لم یطمثہن۔ الآیۃ۔ ان سے پہلے کسی جن یا انسان نے انھیں ہاتھ تک نہیں لگایا، ہوگا اور وہ پہلی بار انہی کو ملیں گی ف۲۴ متکئین الآیۃ۔ رفرف۔ سبز رنگ کی چادر جو بستر پر ڈالی جاتی ہے فی الصحاح الرفرف ثیاب خضر تتخذ منہا المجالس الواحد الرفرفۃ (قرطبی ج ۱۷ ص ۱۹۰) عبقری موٹے ریشم کی چادریں یا فرش پر بچھانے کیلئے منقش مفروشات یعنی غالیچے اور قالین وغیرہ۔ عن مجاہد انہ الدیباج الغلیظ (روح)

موضح قرآن ف ہر آیت میں نعمت جتائی کوئی اب نعمت ہے اور کسی کی خبر دینی نعمت ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ہمہ مسلمان شوند کفر و افتراء آنجا نباشد ۱۲۔

العبقری ثیاب منقوشۃ تبسط ... والعبقری الطنافس الثخان (قرطبی) جہاں وہ آرام کریں گے وہاں فرش پر سبز دریاں اور ان پر اعلیٰ قسم کے خوبصورت قالین بچھے ہوں گے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں نیچے سبز دریاں ہوں گی اور اوپر پتلے غالیچے ہوں گے یہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں ان میں سے کونسی نعمت کا انکار کروگے۔ یہ انعام و اکرام ان لوگوں کو نصیب ہوگا جنہوں نے دعوت کو مان لیا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ نہیں اور برکت اسی کے نام میں ہے۔

۲۵ تبرک اسم ربك۔ الآیۃ۔ آخر میں سورت کا دعویٰ مذکور ہے یعنی برکت دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اسی کے نام میں برکت ہے۔ اور یہ دعویٰ سورت میں مذکورہ تمام دلائل اور انواع نعمت کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا مالک اور سارے عالم میں متصرف و مختار ہے۔ اور یہ تمام نعمتیں بھی اسی ہی نے عطا کی ہیں اس لئے وہی ساری کائنات میں کارساز ہے اور وہی برکات دہندہ ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۵

سُورۃ الرحمٰن میں آیاتِ توحید

اور

اس کی خصوصیات

۱۔ الرحمٰن ۵ علم القراٰن ــــ تا ــــ کل یوم ھو فی شأن ۵ نفی شرک اعتقادی پر دلائل عقلیہ۔

۲۔ تبرک اسم ربك ذی الجلال والاکرام ۵ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

سورۃ الواقعہ

ربط سورۃ الرحمٰن میں فرمایا تھا تبٰرک اسم ربك ذی الجلل والاکرام ٥ یعنی برکت والا نام اللہ تعالیٰ کا ہے اور وہی برکات دہندہ ہے اب سورۃ الواقعہ میں دو بار ارشاد فرمایا فسبح باسم ربك العظیم ٥ یعنی اس صفت (برکت دینے) میں اللہ تعالیٰ کو شریکوں سے پاک سمجھو۔

خلاصہ

اذا وقعت الواقعۃ ـــ تا ـــ فکانت ھباءً منبثا ٥ احوال قیامت بطور تمہید برائے بیان احوال گروہائے سہ گانہ۔ وکنتم ازواجا ثلثۃ ـــ تا ـــ والسّٰبقون السابقون ٥ تینوں جماعتوں کا اجمالی ذکر یعنی اصحاب المیمنۃ (دائیں جانب والے) اور السابقون (سب پر سبقت لے جانے والے) اولئك المقربون ـــ تا ـــ الا قیلا سلما سلما ٥ یہ السابقون کے احوال کا بیان ہے بطریق لف و نشر غیر مرتب۔ ان لوگوں کو خصوصی قرب حاصل ہوگا اور وہ نعمتوں کے باغوں میں ہوں گے۔ اس جماعت میں امت کے پہلے لوگوں سے زیادہ ہوں گے اور پچھلوں میں سے کچھ لوگوں کو بھی یہ رتبہ نصیب ہوگا۔ ان کے لئے تخت بچھے ہوں گے اور کم عمر لڑکے ان کی خدمت میں مختلف قسم کے مشروبات پیش کریں گے۔ مرضی کے میوے اور گوشت حاضر ہوگا۔ سچے موتیوں کی مانند خوبصورت حوروں کی رفاقت ہوگی۔ وہاں کوئی بیہودہ بات نہیں ہوگی اور ان کو ہر طرف سے سلام کا تحفہ ملیگا۔

واصحٰب الیمین ـــ تا ـــ وثلۃ من الاٰخرین ٥ یہ پہلی جماعت کے احوال کا بیان ہے۔ جن لوگوں کو دائیں ہاتھ میں اعمالنامے ملیں گے ان کو ایسے باغوں میں سکونت میسر ہوگی جن میں بے شمار اور عجیب و غریب میوے ہوں گے۔ وہاں کی بیریاں کانٹوں کے بغیر ہوں گی ٥ میوے نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ کبھی ان کے تناول کی ممانعت ہوگی۔ وسیع سایہ وافر پانی اور ہمعمر حوریں زوجیت میں ہوں گی۔ اس فریق میں پہلوں اور پچھلوں میں سے جماعتوں کی جماعتیں شامل ہوں گی۔

واصحٰب الشمال ـــ تا ـــ ھذا نزلھم یوم الدین ٥ (ع ۲) یہ دوسرے فریق کے احوال کا بیان ہے۔ اصحاب الشمال کو گرم ہوا اور کھولتا ہوا پانی ملیگا اور یہ سایہ بھی نصیب نہیں ہوگا۔ وہ دنیا میں اکڑتے تھے اور گناہوں پر اصرار کرتے تھے اور قیامت کو نہیں مانتے تھے۔ بے شک قیامت کے دن تمام اولین و آخرین کو جمع کیا جائے گا اور گمراہوں کو جہنم میں کھانے کے لئے زقوم دیا جائیگا جس سے وہ پیٹ بھر کر کھائیں گے اور اوپر سے پیاسے اونٹ کی مانند کھولتا ہوا پانی پئیں گے۔ قیامت کے دن ان کی اس طرح تواضع کی جائیگی۔

نحن خلقنکم ـــ تا ـــ فلو لا تذکرون ٥ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ میں ہی تم سب کا خالق ہوں پھر تم کیوں نہیں مانتے؟ یہ بتاؤ! نطفہ بے جان سے خوبصورت انسان کس نے پیدا کیا؟ اور پھر موت کس کے قبضہ و اختیار میں ہے؟ ہم تمہاری جگہ تمہاری مانند اور مخلوق پیدا کرنے پر بھی قادر ہیں اور اسی طرح قیامت کے دن دوبارہ پیدا کرنے کی بھی قدرت رکھتے ہیں۔

افرأیتم ما تحرثون ـــ تا ـــ بل نحن محرومون ٥ (ع ۲) یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ بتاؤ یہ لہلہاتے کھیت کون اگاتا ہے؟ اگر ہم چاہیں تو کھیتوں کو ویران کر ڈالیں اور تم باتیں ہی بناتے رہ جاؤ۔

افرأیتم الماء الذی تشربون ـــ تا ـــ فلو لا تشکرون ٥ یہ توحید کی تیسری عقلی دلیل ہے۔ اچھا یہ بتاؤ یہ پانی جو تم پیتے ہو اسے تم نے اتارا ہے یا ہم نے؟ اگر ہم چاہیں تو اسے کڑوا بنا دیں، ہماری ان نعمتوں کا تم شکر کیوں نہیں بجالاتے اور ہماری دی ہوئی برکات کو غیروں کی طرف کیوں منسوب کرتے ہو؟

افرأیتم النار التی تورون ٥ ـــ تا ـــ ومتاعا للمقوین ٥ یہ توحید کی چوتھی عقلی دلیل ہے۔ نیز یہ تو بتاؤ کہ یہ آگ جسے تم روشن کرتے ہو اسکا درخت کس نے پیدا کیا ہے۔ آگ کو لکڑیوں کی باہم رگڑ سے پیدا کرنا باعث عبرت ہے اور مسافروں کے لئے فائدے کی چیز ہے کہ جنگل میں بھی آگ حاصل کر سکتے ہیں

فسبح باسم ربك العظیم ٥ دلائل کے بعد دعویٰ سورت کا ذکر ہے۔ اپنے عظمت والے رب کے نام کی تسبیح کر اور برکت دینے میں اس کو ہر شریک سے پاک سمجھ۔

فلا اقسم بمواقع النجوم ٥ ـــ تا ـــ انکم تکذبون ٥ (ع ۳) عظمت قرآن کا بیان اور تصدیق بالقرآن کی ترغیب ہے یہ قرآن ایک نہایت ہی عظیم الشان کتاب ہے، لوح محفوظ میں مکتوب ہے، اسے صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں وہ رب العٰلمین کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ کیا ایسی عظیم کتاب کی تم پرواہ نہیں کرتے ہو اور اسکو جھٹلانے پر کمر باندھ چکے ہو؟ فلو لا اذا بلغت الحلقوم ٥ ـــ تا ـــ ان کنتم صدقین ٥ یہ زجر ہے

اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ قیامت نہیں آئیگی اور جزاء وسزا نہیں ہوگی، تو تمہارے سامنے جب کسی کی جان نکل رہی ہو تو اسے ہی اس کے بدن میں واپس لوٹا کر دکھادو۔ واما ان کان ۔۔۔ تا ۔۔۔ اصحٰب الیمین ۰ یہ پہلی جماعت کے حال کا اعادہ ہے۔ عام اہل جنت کو جنت میں سلام کا تحفہ ملیگا۔ واما ان کان ۔۔۔ تا ۔۔۔ تصلیۃ جحیم ۰ یہ دوسری جماعت کے حال کا اعادہ ہے۔ گمراہوں کو کھولتا ہوا پانی نصیب ہوگا اور جہنم میں جلنا ہوگا ان ھذا لھو حق الیقین ۰ یہ سب کچھ حق ہے اور یقینی ہے۔ فسبح باسم ربك العظیم آخر میں دعوی سورت کا اعادہ ہے یعنی برکت دینے میں اللہ کو شریکوں سے پاک سمجھو۔

رَافِعَةٌ ﴿۳﴾ إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ﴿۴﴾ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ
کے بلند کرنیوالی ف جب لرزے زمین کے کپکپا کر اور ریزہ ریزہ ہوں پہاڑ
بَسًّا ﴿۵﴾ فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا ﴿۶﴾ وَّكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾
ٹوٹ پھوٹ کر پھر ہو جائیں غبار اڑتا ہوا اور تم ہو جاؤ ۳ تین قسم پر
فَأَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَا أَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۸﴾ وَأَصْحٰبُ
پھر داہنے والے کیا خوب ہیں داہنے والے اور بائیں
الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَا أَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ﴿۹﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ
والے کیا برے لوگ ہیں بائیں والے اور اگاڑی والے ف۲
السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ أُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۱۲﴾
تو اگاڑی والے وہ لوگ ہیں ف۳ مقرب ف۴ باغوں میں نعمت کے
ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ عَلٰى
انبوہ ہے ۶ پہلے میں سے ف۱ اور تھوڑے ہیں پچھلوں میں سے ف۲ ف۳ بیٹھے
سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۶﴾ يَطُوْفُ
ہیں ۷ جڑاؤ تختوں پر تکیہ لگائے ان پر ایکدوسرے کے سامنے لئے پھرتے ہیں
عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِأَكْوَابٍ وَّأَبَارِيْقَ ۙ وَ
ان کے پاس لڑکے سدا رہنے والے آبخورے اور کوزے اور
كَأْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾
پیالہ ستھری شراب کا جس سے نہ ۹ سر دکھے اور نہ بکواس لگے
وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾
اور میوہ ۱۰ جونسا پسند کر لیں اور گوشت اڑتے جانوروں کا جس قسم کو جی چاہے
وَحُوْرٌ عِيْنٌ ﴿۲۲﴾ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾ جَزَاءًۢ بِمَا
اور عورتیں گوری بڑی آنکھوں والیاں جیسے موتی کے دانے اپنے غلاف کے اندر ف۵ بدلہ ان کاموں کا

لے تیسری جماعت کا ذکر ۱۲

مختصر خلاصہ

ابتدا میں تینوں جماعتوں کا اجمالی ذکر اصحاب المیمنۃ اصحاب المشئمۃ، السابقون۔ پھران جماعتوں کے احوال کا تفصیلی بیان بطریق لف ونشر غیر مرتب اور آخر میں تینوں کے احوال کا اجمالی اعادہ۔ درمیان میں توحید کے چار عقلی دلائل کا بیان۔ اس کے بعد عظمت قرآن کا بیان اور تصدیق بالقرآن کی ترغیب اور اس کے بعد زجر۔ دوبار دعوی سورت کا ذکر۔ ایکبار درمیان میں اور ایکبار آخر میں ۲ اذا وقعت ۔۔ تا ۔۔ ھبآء منبثا ۰ یہ تینوں جماعتوں کے احوال کی تمہید ہے یعنی جب لوگ تین جماعتوں میں منقسم ہونگے اس وقت کیا سماں ہوگا۔ حاصل یہ ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی اور حشر بپا ہوگا اس وقت سب لوگ تین جماعتوں میں تقسیم ہو جائینگے۔ الواقعۃ سے قیامت مراد ہے۔ کاذبۃ فاعل بمعنی مصدر ہے یہ جملہ معترضہ ہے برائے تاکید جملۂ اولی یعنی اسکا وقوع جھوٹ نہیں بلکہ حق ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں۔ ویجوز جعل الکاذبۃ بمعنی الکذب علی معنی لیس للوقعۃ کذب بل ھی وقعۃ صادقۃ .... او علی معنی لیس ھی فی وقت وقوعھا کذب لانہ حق لاشبھۃ فیہ (روح ج ۲۷ ص ۱۳۰) ۳ خافضۃ رافعۃ یہ مبتدا محذوف کی خبر بعد خبر ہے یعنی قیامت کچھ لوگوں کو پست اور ذلیل وخوار کرنے والی ہے ان سے اصحاب الشمال (کفار ومشرکین) مراد ہیں اور کچھ لوگوں کو بلند کرنیوالی ہوگی اس سے السابقون اور اصحٰب الیمین مراد ہیں۔ ای ھی خافضۃ رافعۃ ترفع اقواما وتضع اٰخرین (مدارک ج ۴ ص ۱۶۲) ۴ اذا رجت ۔ الآیۃ۔ یہ اذا وقعت سے بدل ہے۔ رج نہایت ہی شدت سے ہلانا قیامت کے دن زمین کو اس شدت سے ہلایا جائیگا کہ زمین پر کوئی چیز کھڑی نہ رہیگی، تمام عمارتیں گر جائینگی یہانتک کہ پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو کر ہموار ہو جائینگے۔ بسّ باریک کرنا، پہاڑوں کو اس طرح باریک کر دیا جائے گا کہ وہ غبار کی طرح متفرق ہو

موضح قرآن ف۱ یعنی ایک گروہ کو نیچے لے جاتی ہے اور ایک کو اوپر اٹھاتی ہے۔ ف۲ یعنی سبقت لے جانیوالے وہی ہیں جو ایمان میں سبقت لے گئے۔ ف۳ یعنی اللہ کی رحمت میں مقرب ہیں ف۴ پہلے کہا پہلی امتوں کو اور پچھلی یہ امت یا پہلے پچھلے اسی امت کے یعنی اعلیٰ درجہ کے لوگ پہلے بہت ہو چکے ہیں پیچھے کم ہوتے ہیں۔ ف۵ یعنی حور عین گرد پھیریں صدف میں چھپے موتی کے مانند۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از امم سابقہ ۱۲ ف۲ یعنی از امت محمدیہ ۱۲۔

جائینگے۔ ای حرکت تحریکا شدیدا بحیث ینہدم ما فوقہا من بناء وجبل (وبست) فتت فتاحتی صارت کالسویق المبسوس وھو الملتوت (مظہری ج ۹ ص ۱۶۵)

۵ وکنتم ازواجاً ثلثة اس وقت تم لوگ تین قسموں میں بٹ جاؤگے فاصحٰب المیمنة ـــ تا ـــ السبقون ہ یہ تینوں قسموں کا اجمالی ذکر ہے فاصحٰب المیمنة مرکب اضافی مبتدا ہے ما اصحٰب المیمنة جملہ خبر ہے اور استفہام تعجب کے لئے ہے۔ علیٰ ہذا القیاس و اصحٰب المشئمة۔ الآیۃ۔ یہ اور والسابقون السابقون ہ دونوں اصحٰب المیمنة پر معطوف ہیں اور معطوف علیہ مع معطوفین اذا وقعت کی جزاء ہے (روح) شرط اور جزا کا حاصل مفہوم یہ ہوگا۔ جب قیامت قائم ہوجائیگی جس کے قیام میں کوئی شک وشبہ نہیں جو بعض کو اونچا کرنیوالی اور بعض کو نیچا کرنیوالی ہوگی جب زمین کو نہایت شدت سے ہلایا جائیگا۔ اور پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کرکے غبار کی مانند بنادیا جائیگا اور سب لوگ تین جماعتوں میں بٹ جائینگے، اس وقت اصحٰب الیمین کا حال نہایت اعلیٰ اور اکمل ہو گا۔ اور اصحاب الشمال نہایت ہی بدترین حال میں ہوں گے اور سابقین کا کیا کہنا وہ تو ہیں ہی سابقین ان کا تو حساب کتاب بھی نہیں ہوگا۔ والمراد تعجیب السامع من شأن الفریقین فی الفخامة والفظاعة کانہ قیل (فاصحٰب المیمنة) فی غایة حسن الحال (واصحٰب المشئمة) فی نہایة سوء الحال (روح ج ۲۷ ص ۱۳۱) اصحٰب المیمنة سے ہر امت کے عام مؤمنین مراد ہیں جن کو اعمالنامے دائیں ہاتھوں میں دیئیے جائیں گے اور اصحاب المشئمة سے کفار و مشرکین مراد ہیں جن کے اعمالنامے ان کے بائیں ہاتھوں میں ہوں گے قال عطاء و محمد بن کعب اصحٰب المیمنة من اوتی کتابہ بیمینہ و اصحٰب المشئمة من اوتی کتابہ بشمالہ (قرطبی ج ۱۷ ص ۱۹۸) السابقون وہ نیک لوگ جو ہر نیکی اور طاعت میں پیش پیش ہوں یہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے کامل متبعین ہیں۔ السابقون الی الاسلام والطاعة ومراتب القرب الی اللہ تعالیٰ وھم الانبیاء علیہم السلام..... ومن لحقہم من الامم بکمال متابعتہم (مظہری ج ۹ ص ۱۶۶)

۶ اولئک۔ یہ تیسری جماعت یعنی السابقون کے احوال کا بیان ہے بطریق لف و نشر غیر مرتب۔ فی جنّٰت المقربون کے متعلق ہے۔ نعمتوں کے باغوں میں یعنی جنت میں اللہ تعالیٰ کا اصل قرب تو ان سابقین ہی کو حاصل ہوگا۔ قرب خداوندی کا جو درجہ ان کو ملیگا وہ اور کسی کو نصیب نہیں ہوگا

۷ ثلة من الاولین۔ الآیۃ۔ ثلة کثیرة یعنی بکثرت۔ یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ خبر مبتدأ محذوف ای ھم ثلة (مظہری ج ۹ ص ۱۶۷) ای ھم ثلة والثلة الامة من الناس کثیرة (مدارک ج ۴ ص ۱۶۳) اوّلین سے مراد امت محمدیہ کے اولین اور آخرین سے امت محمدیہ کے آخرین مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ امت محمدیہ سے جو لوگ سابقین کا رتبہ پائیں گے وہ اکثر اور زیادہ تر صدر اول کے مومنین (صحابہ، تابعین اور اتباع تابعین رضی اللہ عنہم) ہوں گے اور بعد والوں میں یہ رتبہ پانے والے تھوڑے ہوں گے کیونکہ یہ مرتبہ کامل اتباع سے ملتا ہے اور کمال اتباع صدر اوّل ہی میں تھا اور اس کے بعد مرور ایام کے ساتھ ساتھ اتباع میں ضعف آتا چلا گیا لیکن اس کے باوجود بعد کے کچھ لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ اتباع کامل کی توفیق عطا فرمائیگا اور وہ سابقین میں شامل ہوں گے۔ فالقول الثانی فی ھذا المقام ھو الراجح وھو ان یکون المراد بقولہ تعالیٰ (ثلة من الاولین) ای من صدر ھذہ الامة (وقلیل من الاٰخرین) ای من ھذہ الامة (ابن کثیر ج ۴ ص ۲۸۴) یعنی من الصدر الاوّل من ھذہ الامة وھم القرون الثلاثة الصحابة والتابعین واتباعھم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم الخ (مظہری ج ۹ ص ۱۶۷)

۸ علی سرر۔ یہ ضمیر مقدر کی خبر بعد خبر ہے۔ موضونة زربافتہ ایسی چارپائیاں جو سونے کی تاروں سے بنی ہوں اور ان میں ہیرے جواہرات جڑے ہوں۔ خبر اٰخر للضمیر المحذوف ۔۔ الموضونة المنسوجة بالذھب مشبکة بالدر والیاقوت (بیضاوی) متکئین اور متقابلین دونوں علی سرر کے متعلق کے فاعل سے حال ہیں۔ وہ جنت میں زربافتہ چارپائیوں پر تکیہ لگائے آمنے سامنے بیٹھیں گے۔ یطوف علیہم۔ ولدان مخلدون ان کی خدمت کیلئے اور انھیں کھلانے پلانے پر جو خدام مقرر ہیں وہ نہایت خوبصورت کم عمر لڑکے ہوں گے اور ہمیشہ اسی عمر میں رہیں گے بڑے نہیں ہونگے انھم یبقون دائما فی سن الولدان لا یکبرون ولا یتحولون عن شکل الوصافة (بحر ج ۸ ص ۲۰۵) باکواب واباریق۔ الآیۃ۔ جار مجرور یطوف کے متعلق ہے۔ اکواب، کوب کی جمع ہے یعنی پیالے جن کے ٹونٹی بھی نہ ہو اور دستہ بھی۔ اباریق، ابریق کی جمع ہے وہ برتن جس کے ٹونٹی بھی ہو اور دستہ بھی۔ یہ شراب پینے کے مخصوص برتن ہیں (باکواب) بآنیة لا عری لہا ولا خراطیم والظاھر انہا الاقداح وبذلک فسرھا عکرمة وھی جمع کوب (واباریق) جمع ابریق وھو اناء لہ خرطوم قیل وعروة وفی البحر انہ من اوانی الخمر (روح ج ۲۷ ص ۱۳۶) معین جاری مراد شراب ہے جس کے جنت میں چشمے جاری ہوں گے اور اگر معن سے فعیل ہو تو بمعنی کثیر اور وافر ہوگا۔ المراد فی ھذا الموضع الخمر الجاریة من العیون..... وقیل ھو فعیل من المعن وھو الکثرة (قرطبی ج ۱۷ ص ۲۰۳)

۹ لا یصدعون۔ الآیۃ۔ شراب جنت دنیا کی شراب سے بالکل مختلف ہوگی۔ لا یصدعون عنہا شراب جنت سے نہ تو سر کا درد ہوگا ولا ینزفون اور نہ اس سے نشہ کی کیفیت طاری ہوگی۔ ای لا تصدع رؤسہم من شربہا ولا یغلب علی عقولہم ولا یسکرون منہا (خازن ج ۷ ص ۱۶)

۱۰ وفاکھة۔ فاکھة اور لحم دونوں اکواب پر معطوف ہیں۔ وہ غلمان جنت میں سابقین کی خدمت میں ان کی مرضی اور پسند کے میوے پیش

کریں گے اور ان کی خواہش کے مطابق پرندوں کا گوشت حاضر کریں گے وحور عین الخ یہ ولدان پر معطوف ہے یا یہ مبتدأ ہے اور اسکی خبر محذوف ہے۔ ای لهم حور کامثال اللؤلؤ الخ یہ حور کی صفت ہے یا اس سے حال ہے (روح) حوروں کی سچے موتیوں سے تشبیہ چہرے کی چمک دمک اور صفاء بشرہ میں ہے۔ جنت میں ان کے لئے ایسی عورتیں ہونگی جن کی آنکھیں سیاہ اور موٹی ہوں گی اور وہ حسن وجمال اور چہرے کی چمک دمک میں ان سچے موتیوں کی مانند ہوں گی جن کو گرد و غبار سے بچاکر بحفاظت رکھا گیا ہو۔ جزاء بما کانوا یعملون ٥ جزآء فعل مقدر کا مفعول لہ ہے یا مفعول مطلق ہے۔ مفعول لہ ای

كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَّلَا تَأْثِيمًا ﴿٢٥﴾
جو کرتے تھے نہیں سنیں گے ۱؎ وہاں بکواس اور نہ گناہ کی بات

إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ﴿٢٦﴾ وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ ۙ مَا أَصْحَابُ
مگر ایک بولنا سلام سلام اور داہنے ۲؎ والے کیا کہنے داہنے

الْيَمِينِ ﴿٢٧﴾ فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ﴿٢٨﴾ وَطَلْحٍ مَّنضُودٍ ﴿٢٩﴾ وَ
والوں کے رہتے ہیں بیری کے درختوں میں جن میں کانٹا نہیں اور کیلے تہ پر تہ اور

ظِلٍّ مَّمْدُودٍ ﴿٣٠﴾ وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ ﴿٣١﴾ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ﴿٣٢﴾
سایہ لمبا اور پانی بہتا ہوا اور میوہ ۳؎ بہت

لَّا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ ﴿٣٣﴾ وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ﴿٣٤﴾
نہ اسمیں ٹوٹا اور نہ روکا ہوا اور بچھونے اونچے

إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً ﴿٣٥﴾ فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا ﴿٣٦﴾ عُرُبًا
ہمنے اٹھایا ان عورتوں کو ایک اچھے اٹھان پر پھر کیا انکو کنواریاں پیار دلانیوالیاں

أَتْرَابًا ﴿٣٧﴾ لِّأَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿٣٨﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٩﴾
ہمعمر واسطے داہنے والوں کے انبوہ ہے ۱؎ پہلوں میں سے

وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ﴿٤٠﴾ وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ ۙ مَا أَصْحَابُ
اور انبوہ ہے پچھلوں میں سے ۲؎ اور ۵؎ بائیں والے کیسے بائیں

الشِّمَالِ ﴿٤١﴾ فِي سَمُومٍ وَحَمِيمٍ ﴿٤٢﴾ وَظِلٍّ مِّن يَحْمُومٍ ﴿٤٣﴾
والے تیز بھاپ میں اور جلتے پانی میں اور سایہ میں دھوئیں کے جلے

لَّا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ ﴿٤٤﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُتْرَفِينَ ﴿٤٥﴾
نہ ٹھنڈا اور نہ عزت کا وہ لوگ تھے ۱؎ اس سے پہلے خوش حال

وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الْحِنثِ الْعَظِيمِ ﴿٤٦﴾ وَكَانُوا يَقُولُونَ
اور ضد کرتے تھے اس ۲؎ بڑے گناہ پر اور کہا کرتے تھے

ع ۱۴/۴۸

۱؎ پہلی جماعت کا ذکر ۱۲۔

۲؎ دوسری جماعت کا ذکر ۱۲۔

یفعل بهم ذلك كله لجزاء اعمالهم او مصدر ای یجزون جزاء (مدارک ج ۴ ص ۱۶۳) یہ سارے انعامات ان کے اعمال صالحہ کا صلہ ہوں گے **۱۱؎** لا یسمعون۔ جنت ہر لحاظ سے پرامن اور سلامتی کی جگہ ہوگی، وہاں کوئی جسمانی اور ذہنی اذیت نہیں ہوگی، وہاں جس طرح کام و دہن کی لذتیں حاصل ہوں گی اسی طرح اہل جنت کے کان بھی پسندیدہ آوازوں سے لطف اندوز ہوں گے اور ہر ایذا رساں آواز سے ان کے کان محفوظ ہوں گے۔ وہاں کوئی بیہودہ بات اور خلاف طبع ہذیان وغیرہ سنائی نہیں دے گا۔ وہاں ہر طرف سے سلام کی آوازیں آئیں گی فرشتے اہل جنت کو سلام کا تحفہ پیش کریں گے اور اہل جنت آپس میں بھی ایکدوسرے کا اسی تحیہ سے خیر مقدم کریں گے۔ (ابن کثیر، مظہری) **۱۲؎** واصحٰب الیمین ٥ یہ پہلی جماعت یعنی اصحاب المیمنہ کے احوال کا بیان ہے۔ اصحاب الیمین کا کیا کہنا انکا حال نہایت اچھا اور اعلیٰ ہوگا فی سدر مخضود ٥ مخضود کانٹوں کے بغیر۔ جنت کے میوہ دار درخت کانٹوں سے عاری ہوں گے تاکہ میوہ تناول کرتے وقت کانٹے رنگ میں بھنگ نہ ملادیں۔ چنانچہ بیری کا درخت دنیا میں کانٹوں سے لیس ہوتا ہے، لیکن جنت میں جو بیری کے مشابہ درخت ہوں گے وہ کانٹوں سے عاری ہوں گے اور انکا پھل حجم میں مٹکوں کے برابر ہوگا اور نہایت خوش ذائقہ اور خوشبودار ہوگا۔ سدر فی الجنة شجر علی خلقه له ثمر کقلال هجر طیب الطعم والریح (مخضود ای) من الشوک (بحر ج ۸ ص ۲۰۶) وطلح منضود اور کیلے کی پھلیاں تہ بتہ ہوں گی زمین سے لیکر سارا درخت پھلیوں سے لدا ہوگا۔ اشارہ کثرت کی طرف ہے۔ وظل ممدود دوہا سایہ وسیع اور دائمی ہوگا اور کبھی گرمی محسوس نہ ہوگی وماء مسکوب اور پانی جنت میں ہر جگہ دستیاب اور جاری ہوگا اور اس کے حاصل کرنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی **۱۳؎** وفاکهة۔ تمام انواع واقسام کے میوے بکثرت ہوں لامقطوعة ہمیشہ دستیاب ہوں گے اور کسی بھی وقت منقطع نہیں ہوں گے۔ ولا ممنوعة جب چاہیں گے کسی بھی وقت کوئی ممانعت اور پابندی نہیں ہوگی۔ وفرش مرفوعة اور نہایت عالیشان اور پرتکلف فرش اور بچھونے ہوں گے۔ امام ابو عبیدہ کے نزدیک فرش سے مراد عورتیں (حوریں) ہر

موضح قرآن ف۱ یعنی اس میں سے کچھ نہیں ٹوٹ چکا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ داہنا اور بایاں یہ کہ کاغذ اعمال کا جس کے داہنے میں آیا وہ بہشتی اور بائیں میں آیا تو دوزخی ۱۲ منہ رحمہ اللہ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بغنج و دلال ہمعمر بایکدیگر ۱۲ ف۲ یعنی شرک ۱۲۔

کیونکہ عرف میں عورت کو فراش کہا جاتا ہے اور مرفوعۃ سے قدر و منزلت کی بلندی مراد ہے۔ انا انشأنٰھن اس پر قرینہ ہے۔ (روح) حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں یہاں مضاف مقدر ہے ای ذوات فرش اور مراد حوریں ہیں انا انشأنٰھن اس پر شاہد ہے۔ انشأنٰھن ہم نے حوروں کو از سر نو پیدا کیا ہے۔ اس طرح حوریں ایک جدید مخلوق ہوں گی جنہیں ولادت کے بغیر اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے گا۔ فالمعنی انا ابتدأنٰھن ابتداءً جدیدًا من غیر ولادۃ ولا خلق اول (روح ج ۲۷ ص ۱۴۲) اس سے بعض زائغین کے خیال کا بطلان واضح ہو گیا جو کہتے ہیں کہ مشرکین کی بلوغ سے پہلے مرنے والی لڑکیوں کو حوریں بنایا جائے گا۔

أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ (۴۷)
کیا جب ہم مرگئے اور ہو چکے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے

أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ (۴۸) قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ (۴۹)
اور کیا ہمارے اگلے باپ دادے بھی تو کہہ دے ۱؎ اگلے اور پچھلے

لَمَجْمُوعُونَ إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ مَعْلُومٍ (۵۰) ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا
سب اکٹھے ہونیوالے ہیں ایک دن مقرر کے وقت پر پھر تم جو ہو اے

الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ (۵۱) لَآكِلُونَ مِنْ شَجَرٍ مِنْ زَقُّومٍ (۵۲)
بہکے ہوؤ جھٹلانے والو البتہ کھاؤ گے ایک درخت سینڈ کے سے

فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ (۵۳) فَشَارِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ (۵۴)
پھر بھرو گے اس سے پیٹ پھر پیو گے اس پر ایک جلتا پانی

فَشَارِبُونَ شُرْبَ الْهِيمِ (۵۵) هَٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ (۵۶)
پھر پیو گے جیسے پئیں اونٹ تونسے ہوئے مہمانی ہے ۱؎ انکی انصاف کے دن

نَحْنُ خَلَقْنَاكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُونَ (۵۷) أَفَرَأَيْتُمْ مَا تُمْنُونَ (۵۸)
ہمنے تم کو بنایا ۲؎ پھر کیوں نہیں سچ مانتے ف ۱ بھلا دیکھو جو ۲؎ پانی تم ٹپکاتے ہو

أَأَنْتُمْ تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ (۵۹) نَحْنُ قَدَّرْنَا
اب تم اس کو بناتے ہو یا ہم ہیں بنانے والے ف ۳ ہم ٹھہرا چکے

بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ (۶۰) عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ
تم میں مرنا اور ہم عاجز نہیں اس بات سے کہ بدلے میں لے آئیں

أَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ (۶۱) وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ
تمہاری طرح کے لوگ اور اٹھا کھڑا کریں تمکو وہاں جہاں تم نہیں جانتے ف اور تم جان چکے ہو

النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ (۶۲) أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ (۶۳)
پہلا اٹھان پھر کیوں نہیں یاد کرتے بھلا دیکھو تو جو ۲؎ تم بوتے ہو

ابکارًا کنواری ہونگی عُرُبًا۔ عروب کی جمع ہے یعنی وہ اپنے شوہروں سے بہت محبت کریں گی۔

اترابًا، ترب کی جمع ہے یعنی ہمعمر۔ اصحاب الیمین کیلئے ہم از سر نو جنت میں حوریں پیدا کریں گے جو کنواری اور شوہروں کو اپنے حسن و جمال اور حسن اخلاق کی وجہ سے نہایت محبوب ہونگی اور عمر میں ان کے برابر ہونگی

۱۴ ثلۃ من الاولین۔ اصحاب الیمین میں امت محمدیہ کے صدر اوّل اور صدر آخر کے مؤمنین بکثرت ہونگے

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھما جمیعا من امتی (ابن کثیر ج ۴ ص ۲۹۴) ۱۵ واصحٰب الشمال۔ یہ دوسری جماعت کے احوال کا بیان ہے۔ اصحاب الشمال کا کیا پوچھتے ہو ان کا حال نہایت بُرا اور ناگفتہ بہ ہوگا۔

فی سموم الخ مبتدا "ھم" محذوف ہے اور یہ اصحاب الشمال کے حال بد کا بیان ہے۔ ان کو ٹھنڈی ہوا اور ٹھنڈے پانی کے بجائے نہایت ہی گرم اور زہریلی ہوا اور کھولتا ہوا پانی نصیب ہوگا اور گرمی سے بچنے کے لئے کوئی سایہ نہ ہوگا سوا اس دھواں کے جو جہنم کی آگ سے اٹھیگا۔ اہل دوزخ دوڑ کر اس کے سائے میں پناہ لینے کی کوشش کریں گے۔ لابارد ولاکریم مگر وہ سایہ نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ کسی حد تک مفید ہوگا۔ اس سے ان کے عذاب میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوگی

السموم الریح الحارۃ التی تؤثر تاثیر السم (مفردات راغب) حمیم وھو الماء الشدید الحرارۃ (روح ج ۲۷ ص ۱۴۳) (یحموم) ای دخان شدید السواد...... (لابارد) کسائر الظل (ولا کریم) ای لانافع بوجہ ما (مظہری ج ۹ ص ۱۷۶) ۱۶ انھم۔ مترفین۔ عیش و عشرت اور شہوات نفسانیہ کے اتباع میں منہمک۔ الحنث العظیم بہت بڑا گناہ یعنی شرک و کفر۔ یہ لوگ دنیا میں عیش و عشرت اور خواہشات نفسانیہ کے پیچھے پڑے رہے اور شرک و کفر ایسے عظیم گناہ پر بضد رہے اور قیامت کا انکار کرتے رہے اور اس کو عقل و قیاس سے بعید سمجھ کر کہتے تھے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم اور ہمارے باپ دادا مر کر مٹی ہو جائیں اور ہماری ہڈیاں

۱؎ توحید پر عقلی دلیل ۲ ۔۱۲

۲؎ دوسری عقلی دلیل ۔۱۲

موضح قرآن ف ۱ یعنی دوسرا بنانا ۱۲ منہ رح ف ۲ یعنی تم کو اور جہان میں لے جاویں تمہاری جگہ یہاں اور خلقت بسا دیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمن ف ۱ یعنی اعادہ را ۱۲۔ ف ۲ یعنی منی را ۱۲۔ ف ۳ یعنی تقلیب می کنیم منی را از حال بحال تا آدمی پیدا شود ۱۲۔

بوسیدہ ہو جائیں اور پھر بھی ہم دوبارہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں۔ قل ان الاولین ہ یہ مشرکین کے انکار و تعجب کا جواب ہے۔ آپ فرمادیں اللہ تعالیٰ کیلئے یہ کوئی مشکل نہیں وہ تمام اگلے اور پچھلے لوگوں کو اس معلوم و متعین دن میں ضرور جمع کریگا۔ ثم انکم۔ الآیۃ۔ یہ اہل جہنم کی طرف التفات ہے اے گمراہو اور جھٹلانیوالو! قیامت قائم ہونے کے بعد تم سب کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اور وہاں تمہیں زقوم ایسا پُرخار اور نہایت ہی تلخ درخت کھانے کیلئے ملیگا۔ جسے تم خوب پیٹ بھر کر کھاؤ گے۔ پھر جب شدت کی پیاس لگیگی تو اس پر نہایت ہی گرم کھولتا ہوا پانی پینے کو ملیگا جسے تم اس طرح پیو گے جس طرح پیاسے اونٹ پیتے ہیں۔ پیاسا اونٹ خوب سیر ہو کر پانی پیتا ہے اور پھر اپنے پیٹ میں پانی کا ذخیرہ بھی کر لیتا ہے تاکہ بعد میں کام آئے حاصل یہ ہے کہ دوزخی پیاس کے مارے کھولتے ہوئے پانی پر پیاسے اونٹ کی طرح ٹوٹ پڑینگے لیکن اس سے کچھ بھی تسکین نہ ہوگی، بلکہ وہ پانی ان کی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گا۔ ف۱۸ ھذا نزلھم۔ الآیۃ

ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿٦٤﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ

کیا تم اسکو کرتے ہو کھیتی یا ہم ہیں کھیتی کر دینے والے اگر ہم چاہیں تو کر ڈالیں اسکو

حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ بَلْ نَحْنُ

روندا ہوا گھاس پھر تم سارے دن رہو باتیں بناتے ہم تو قرضدار رہ گئے بلکہ ہم

مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٦٧﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿٦٨﴾ ءَاَنْتُمْ

بے نصیب ہو گئے ف بھلا دیکھو تو پانی کو ۲۳ف جو تم پیتے ہو کیا تم نے

اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَآءُ

اتارا اس کو بادل سے یا ہم ہیں اتارنے والے اگر ہم چاہیں

جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ

کر ڈالیں اسکو کھارا پھر کیوں نہیں احسان مانتے بھلا دیکھو تو آگ ۲۴ف جس کو

تُوْرُوْنَ ﴿٧١﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿٧٢﴾

تم سلگاتے ہو کیا تم نے پیدا کیا اس کا درخت یا ہم ہیں پیدا کرنے والے ف۲

نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿٧٣﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ

ہمنے ہی تو بنایا وہ درخت یاد دلانے کو اور برتنے کو جنگل والوں کے ف سو بول پاکی اپنے

رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٧٤﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿٧٥﴾ وَ

رب کے نام کی ۲۵ف جو سب سے بڑا سو میں قسم کھاتا ہوں ۲۶ف تاروں کے ڈوبنے کی جگہ ف اور

اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿٧٦﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿٧٧﴾

یہ قسم ہے ۲۷ف سمجھو تو بڑی قسم بے شک یہ قرآن ہے عزت والا

فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿٧٨﴾ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿٧٩﴾

لکھا ہوا ہے ایک پوشیدہ کتاب میں اسکو وہی چھوتے ہیں جو پاک بنائے گئے ہیں ف ف

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٠﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ

اتارا ہوا ہے ۲۸ف پروردگار عالم کی طرف سے اب کیا اس بات میں تم

ع ۲ ۱۵

منزل ۷

قیامت کے دن دوزخ میں کفار و مشرکین (اصحاب الشمال) کی اس طرح تواضع اور مہمان نوازی کی جائیگی۔ کھانے کیلئے زقوم اور پینے کیلئے کھولتا ہوا پانی، اسے مہمانی استہزاء و تہکم کے طور پر کہا گیا ای رزقھم الذی یعدلھم، کالنزل الذی یعد للاضیاف تکرمۃ لھم، وفیہ تھکم (قرطبی ج ۱۷ ص ۲۱۵) ف۱۹ نحن خلقنکم۔ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ نیز قیامت کی دلیل ہے۔ ہر دلیل میں افرءیتم سے متنبہ کیا گیا ہے کہ ہر دلیل بالکل واضح اور روشن ہے تم خود ہی سوچ کر بتاؤ کہ دلائل میں جو حقائق مذکور ہیں وہ درست ہیں یا نہیں پہلی دلیل میں فرمایا تم خوب جانتے ہو کہ پہلی بار ہم نے تمکو پیدا کیا ہے تو پھر دوبارہ زندہ ہونے کو کیوں نہیں مانتے ہو؟ جسنے تمہیں پہلی بار پیدا کر لیا ہے وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے اور جو تم سب کا خالق ہے وہی برکات دہندہ ہے اور کوئی نہیں۔ افرءیتم۔ یہ اس دلیل کی تفصیل ہے۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ بیویوں کے رحموں میں تم جو مادہ منویہ ڈالتے ہو کیا اس سے کامل و مکمل انسان تم پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں؟ مشرکین اس بات کے معترف تھے کہ خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ نحن قدرنا الخ اور ہمنے تم میں سے ہر ایک کی موت کا ایک وقت مقرر کر دیا ہے جسمیں کوئی تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی جس طرح تمکو پیدا ہمنے کیا ہے اسی طرح تمہاری موت بھی ہمارے ہی اختیار میں ہے وما نحن بمسبوقین الخ مسبوقین مغلوبین یعنی اس سے ہم عاجز و مغلوب نہیں کہ تمہاری جگہ تمہاری مانند اور انسانوں کو پیدا کر لیں اور تمہاری انسانی شکلیں مسخ کر کے تمہیں ایسی شکلوں میں منتقل کر دیں جنکا تمہیں وہم و گمان بھی نہ ہو۔ اظہار قدرت کیساتھ تہدید و تخویف کیطرف بھی اشارہ ہے ای لا یغلبنا احد علی ان نذھبکم و ناتی مکانکم اشباھکم من الخلق (روح ج ۲۷ ص ۱۴۸) قال الحسن ای نجعلکم قردۃ و خنازیر کما فعلنا باقوام قبلکم (قرطبی ج ۱۷ ص ۲۱۷) ف۲۱ و لقد علمتم الآیۃ پہلی پیدائش کو تو تم خوب جانتے ہو اور مانتے ہو کہ پہلی بار تمہیں اللہ ہی نے پیدا کیا ہے تو پھر اس سے کیوں عبرت نہیں پکڑتے ہو؟ کہ جو ابتداءً پیدا کرتا ہے وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے (فلولا تذکرون) ای بانی قادر علی اعادتکم کما قدرت علی ابداءکم اول مرۃ (خازن و معالم ج ۷ ص ۲۳) ف۲۲ افرءیتم ما تحرثون۔ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اب یہ بتاؤ یہ جو تم زمین میں ہل چلا کر بیج ڈالدیتے ہو کیا ان دانوں کو سرسبز و شاداب اور لہلہاتے کھیت تم خود ہی پیدا کر لیتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں؟ اگر تمہارے اختیار میں ہو تو تم کوئی موسم نہ دیکھو اور ہر وقت ہی ہر چیز

موضح قرآن: ف یعنی تم کھو کر ہمنے تاوان اٹھایا بلکہ ہم محروم ہیں ف کئی درخت ہیں سبز جن کو رگڑنے سے آگ نکلتی ہے آگے سورہ یٰسین میں اسکا بیان ہو چکا ہے ف یا دیہ کہ اس آگ سے دوزخ کی آگ یاد آوے اور جنگل والو نکو آگ سو بہت کام ہو جاڑوں میں اور سبھی کام چلتا ہے اس سو کی ایک معنی یہ کہ آیتیں اترنے کی پیغمبروں کے دل میں ۱۲ منہ ف یعنی فرشتے اس کتاب کو ہاتھ لگاتے ہیں وہ کتاب یہی قرآن لکھا ہو ہے فرشتوں کے ہاتھ میں یا لوح محفوظ ۱۲م

فتح الرحمٰن: ف۱ یعنی شہب ۱۲۔ ف۲ یعنی در لوح محفوظ ۱۲۔

مسئلہ تیسری عقلی دلیل ۱۲۔

مسئلہ چوتھی عقلی دلیل ۱۲۔

مسئلہ ذکر دعویٰ یا ناول ۱۲

مسئلہ بیان عظمت قرآن ۱۲۔

اگاتے رہو۔ مشرکین کو اس کا بھی اقرار تھا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ اگاتا ہے اور وہی کھیتوں اور باغوں کو پروان چڑھاتا ہے۔ لونشآء۔ الآیۃ اگر ہم چاہیں تو لہلہاتے کھیتوں کو ناگہانی آفتوں سے چورہ کرکے رکھدیں تو تم باتیں ہی بناتے رہ جاؤ کہ ہم تو مارے گئے، بلکہ سال بھر کی روزی سے بھی محروم ہو گئے۔ التفکہ التکلم فیما لایعنیؔ (قرطبی ج ۱۷ ص ۲۱۹)

۲۳ افرأیتم الماء الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ یہ میٹھا اور خوشگوار پانی جو تم پیتے ہو یہ بادلوں سے تم نے اتارا ہے یا ہم ہی اسے اتارتے ہیں؟ اگر تم خود مینہ برسا سکتے ہو تو خشک سالی میں خود ہی بارش برسالیا کرو، خدا سے کیوں دعائیں مانگتے ہو؟ مشرکین کو اس کا بھی اعتراف تھا کہ بارش اللہ ہی برساتا ہے۔ لونشآء الآیۃ۔ اگر ہم چاہیں تو پانی کو بدمزہ اور کڑوا بنا دیں جو پینے کے قابل نہ رہے تو بتاؤ کیا تم مجھے ایسا کرنے سے روک سکتے ہو؟ ہرگز نہیں، تو پھر اللہ کی ان نعمتوں کا شکر کیوں نہیں بجالاتے ہو؟ اور صرف اسی ہی کو منعم و محسن اور برکات دہندہ کیوں نہیں سمجھتے ہو؟ اور غیر اللہ کو برکت دینے میں اسکا شریک کیوں بناتے ہو؟ یہ تو انتہائی سفاہت و شقاوت ہے۔

۲۴ افرأیتم النار الخ یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے بعض درخت ایسے ہیں کہ اگر ان کی لکڑیوں کو ایکدوسری پر رگڑا جائے تو ان سے آگ نمودار ہو جاتی ہے۔ قدیم زمانے میں آگ حاصل کرنیکا یہی طریقہ تھا۔ عرب میں مَرْخ اور عَفَار نامی دو درخت مشہور تھے۔ جن میں آگ پیدا کرنے کی صلاحیت دوسرے درختوں کی نسبت زیادہ تھی۔ اب آخر میں یہ بتاؤ کہ یہ جو لکڑیوں کو باہم رگڑ کر تم روشن کر لیتے ہو کیا یہ درخت تم نے پیدا کئے ہیں یا ہم نے؟ ظاہر ہے کہ ہر نبات اور ہر نجم و شجر کا خالق وہی ہے۔ نحن جعلنٰھا۔ الآیۃ ہم نے اس دنیا کی آگ کو عبرت بنا دیا ہے کہ اس سے آخرت میں دوزخ کی آگ کا اندازہ لگا لیا جائے جو اس سے کئی گنا زیادہ سخت ہوگی۔ اور مسافروں کیلئے جو جنگلوں اور بیابانوں میں پڑاؤ ڈالیں آگ کو ایک نہایت ہی مفید اور ضرورت کی چیز بنا دیا ہے۔ آگ کی ضرورت تو ہر جگہ ہے لیکن مسافروں کو اس کی زیادہ ضرورت رہتی ہے کیونکہ دوران سفر جنگلوں میں پکا پکایا کھانا انہیں میسر نہیں آسکتا۔

۲۵ فسبح باسم ربک الآیۃ۔ دلائل اربعہ کے بعد پہلی بار دعوی سورت کا ذکر ہے۔ خطاب ہر مخاطب سے ہے ہر وہ شخص جو مذکورہ بالا دلائل عقلیہ میں غور و فکر کرے اس پر لازم ہے کہ وہ ان سے اللہ کی قدرت کاملہ اور اسکی وحدانیت کا سبق حاصل کرے اور ایسے عظیم مالک اور اعلیٰ صفات پروردگار کو ہر شریک سے پاک سمجھے اسی کو کارساز اور برکات دہندہ مانے۔

۲۶ فلا اقسم۔ یہاں سے عظمت قرآن کا بیان شروع ہوتا ہے نیز اس میں تصدیق بالقرآن کی ترغیب دی گئی ہے۔ فلا اقسم میں لا زائدہ ہے محاورات میں قسم پر اکثر لا زائدہ استعمال ہوتا ہے جیسا کہ لا واللہ وغیرہ۔ امام آلوسی نے فرمایا ہے کہ یہ لا زائدہ ہے برائے تاکید (روح) اور مواقع النجوم سے ستاروں کے غروب ہونے کی جگہیں مراد ہیں۔ ستاروں کا غروب ان کے فنا اور زوال کی دلیل ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی بالاتر طاقت کے زیر تصرف ہیں جس طرح آسمان کے جگمگاتے ستارے چھپ جاتے اور ان کی روشنی زائل ہو جاتی ہے اسی طرح یہ سارا جہان ایک وقت فنا ہو جائے گا۔ لا مزیدۃ مؤکدۃ (مدارک) بمواقع النجوم ای بمساقط کواکب السماء و مغاربھا ...... تخصیصھا بالقسم لما فی غروبھا من زوال اثرھا والدلالۃ علی وجود مؤثر دائم لایتغیر۔ ولذا استدل الخلیل علیہ بالافول علی وجود الصانع جل وعلا (روح ج ۲۷ ص ۱۵۲)

۲۷ وانہ لقسم۔ یہ قسم اور جواب قسم کے درمیان جملہ معترضہ ہے۔ برائے بیان عظمت قسم یعنی اگر تمہیں اسکی حقیقت کا علم ہو تو یہ ایک نہایت عظیم الشان قسم اور شاہد ہے۔ انہ لقرآن الخ یہ جواب قسم ہے یہ قرآن نہایت اعلیٰ اور احسن کتاب ہے جو دینی اور دنیوی منافع کا بیش بہا خزینہ ہے فی کتب مکنون ٥ وہ لوح محفوظ میں محفوظ اور ہر قسم کے تغیر و تبدل سے مامون و مصون ہے۔ لا یمسہ الا المطھرون ٥ جملہ کتاب مکنون کی صفت ہے اور المطھرون سے مراد فرشتے ہیں جو ہر قسم کے گناہوں اور نجاستوں سے پاک ہیں۔ اور مس کنایہ ہے لوح محفوظ کے علوم پر اطلاع سے حاصل یہ ہوا کہ لوح محفوظ کے علوم پر فرشتوں کے سوا کوئی مطلع نہیں ہو سکتا۔ ونفی مسہ کنایۃ عن لازمہ وھو نفی الاطلاع علیہ وعلی ما فیہ (روح ج ۲۷ ص ۱۵۴) یا یہ قرآن کی صفت ہے اور المطھرون سے وہ لوگ مراد ہیں جو حدث اصغر اور حدث اکبر سے پاک ہوں اور نفی بمعنی نہی ہے اور مراد یہ ہے قرآن مجید کو صرف وہی لوگ ہاتھ لگائیں جو باوضو ہوں۔ المراد بالمطھرون المطھرون عن الحدث الاصغر والحدث الاکبر والمعنی لا ینبغی ان یمس القرآن الا من ھو علی طہارۃ من الناس فالنفی بمعنی النہی بل ابلغ من النہی الصریح (روح ملخصاً) اسی بناء پر جمہور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ بے وضو آدمی قرآن مجید کو ہاتھ نہ لگائے امام بخاری رح اسکی اجازت دیتے ہیں۔

۲۸ تنزیل۔ یہ بھی قرآن کی صفت ہے یہ قرآن اُس شہنشاہ کی طرف سے نازل ہوا ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور ساری کائنات کا مالک ہے۔ افبھذا الحدیث انتم مدھنون ٥ تو کیا تم ایسی خوبیوں والی کتاب اور مالک کائنات کے ایسے عظیم الشان حکمنامے سے بے اعتنائی برت رہے ہو؟ اور بجائے اس کے کہ تم اس نعمت عظمیٰ کی قدر کرتے۔ اس کا شکر بجالاتے اور اس پر ایمان لاکر اس پر عمل کرتے، تم نے اسے جھٹلا دیا ہے اور اس کا انکار کر دیا ہے۔ یہ انتہائی نادانی اور بدبختی ہے۔ رزقکم ای شکرکم قال ابن عباس: تجعلون شکرکم التکذیب (قرطبی ج ۱۷، ص ۲۲۸)

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:۔

" تم تکذیب قرآن کو اپنا نصیب (حصہ) بناتے ہو۔"

۲۹ فلولا اذا بلغت الحلقوم - یہ معاندین پر زجر ہے۔ اذ ا ترجعون مؤخر سے متعلق ہے اور یہی لولا کا جواب ہے حینئذ تنظرون اور ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لاتبصرون دونوں جملہ سابقہ کے مضمون سے حال ہیں۔ اور فلولا ثانی، بعد عہد کی وجہ سے لولا اوّل کا اعادہ ہے۔ اور ان کنتم صٰدقین ہ ان کنتم غیر مدینین ہ کا اعادہ ہے غیر مدینین ای غیر مملوکین ولا مقھورین (قرطبی ج ۱۷ ص ۲۳۱) غیر مجزیین (روح) وترجعونھا جواب لقولہ تعالیٰ فلولا اذا بلغت الحلقوم الخ، (ایضاً) اب ترتیب عبارت یوں ہوگی فلولا ترجعونھا اذا بلغت الحلقوم ان کنتم غیر مدینین، (کشاف) حاصل معنی یہ ہوا کہ اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ تم

مُدْهِنُونَ (۸۱) وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ (۸۲)
سستی کرتے ہو اور اپنا حصہ تم یہی لیتے ہو کہ اسکو جھٹلاتے ہو

فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ (۸۳) وَأَنْتُمْ حِينَئِذٍ تَنْظُرُونَ (۸۴)
پھر کیوں نہیں ۱ جس وقت جان پہنچے حلق کو اور تم اس وقت دیکھ رہے ہو

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَٰكِنْ لَا تُبْصِرُونَ (۸۵) فَلَوْلَا
اور ہم اس کے پاس ہیں تم سے زیادہ پر تم نہیں دیکھتے پھر کیوں نہیں

إِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ (۸۶) تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنْتُمْ
اگر تم نہیں ہو کسی کے حکم میں تو کیوں نہیں پھیر لیتے اس روح کو اگر ہو تم

صَادِقِينَ (۸۷) فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ (۸۸)
سچے ف۱ سو جو اگر ۲ وہ ہوا مقرب لوگوں میں

فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ ۵ وَجَنَّتُ نَعِيمٍ (۸۹) وَأَمَّا إِنْ
تو راحت ہے اور روزی ہے اور باغ نعمت کا اور جو ۳ اگر

كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ (۹۰) فَسَلَامٌ لَكَ مِنْ
وہ ہوا داہنے والوں میں تو سلامتی پہنچے تجھ کو داہنے

أَصْحَابِ الْيَمِينِ (۹۱) وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِينَ
والوں سے ف اور جو اگر وہ ہوا ۳۲ جھٹلانے والوں

الضَّالِّينَ (۹۲) فَنُزُلٌ مِنْ حَمِيمٍ (۹۳) وَتَصْلِيَةُ
بہکنے والوں میں سے تو مہمانی ہے جلتا پانی اور ڈالنا

جَحِيمٍ (۹۴) إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِينِ (۹۵) فَسَبِّحْ
آگ میں بے شک یہ بات یہی ہے لائق یقین کے سو بول پاکی

بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ (۹۶)
اپنے رب کے نام سے ۳۳ جو سب سے بڑا

ع ۳ ۲۲ ۱۶

منزل ۷

اللہ کے مملوک اور اسکی قدرت کے آگے مغلوب و مقہور نہیں ہو اور جزاء و سزا کا دن نہیں آئیگا تو جب تم میں سے کسی کی جان نکلنے لگے اور حلقوم تک پہنچ جائے تو اسکو واپس کیوں نہیں لوٹا لیتے۔ حالانکہ تم اسوقت وہاں موجود ہوتے ہو لیکن ہم اس مرنے والے آدمی سے تمہاری نسبت زیادہ نزدیک ہوتے ہیں مگر تم دیکھ نہیں سکتے اور اس وقت ہماری گرفت کے سامنے تم سب عاجز ہوتے ہو۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تم سب اللہ تعالیٰ کے مملوک اور اس کے سامنے مقہور و مغلوب ہو قیامت ضرور آئیگی اور ہر شخص اپنے اعمال کی جزاء و سزا پائیگا۔ ۳۰ فاما ان کان من المقربین یہ تیسری جماعت کے حال کا اعادہ ہے فروح و ریحان یہ خبر مقدم محذوف کا مبتدا ہے ای فلہ روح (روح) روح رحمت ریحان رزق (روح، بحر، قرطبی) یا روح راحت اور آرام اور ریحان بوئے خوش (قرطبی) مقربین کو آخرت میں نعموں سے مالا مال ایسے باغ ملینگے جن میں ہر قسم کی راحت ہو گی مختلف اقسام کا پاکیزہ رزق اور گلہائے رنگا رنگ سے ان کے مشام دماغ مسرور و معطر ہونگے یہ سب اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اسکا فضل ہوگا ۳۱ واما ان کان من اصحاب الیمین یہ پہلی جماعت کے حال کا اعادہ ہے فسلام سے پہلے یقال مقدر ہے اور من ابتدائیہ ہے یعنی جب کوئی اصحاب الیمین کا آدمی فوت ہوتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ اصحاب الیمین کی طرف سے تجھے سلام ہو۔ ای فیقال لذلک المتوفی منھم سلام لک یا صاحب الیمین من اخوانک اصحاب الیمین ای یسلمون علیک (روح ج ۲۷ ص ۱۶۰) یا من اصحاب الیمین مبتدا محذوف کی خبر ہے یعنی اسے فرشتوں کی طرف سے سلام کا تحفہ ملتا ہے اور اسے یہ خوشخبری بھی سناتے ہیں کہ تو اصحاب الیمین میں سے ہے معناہ فسلام لک، انت من اصحاب الیمین (طبری) ۳۲ واما ان کان من الخ یہ دوسری جماعت کے حال کا اعادہ ہے۔ اگر وہ جھٹلانے والوں اور گمراہوں میں سے ہوگا تو کھولتے ہوئے پانی سے اسکی تواضع کی جائیگی اور اسے جہنم میں داخل کیا جائیگا جس میں وہ ہمیشہ کیلئے رہیگا اور اسے اسکو کبھی نکلنا نصیب نہ ہوگا۔ ان ھذا لھو حق الیقین ہ یہ سب کچھ برحق اور یقینی ہے ۳۳ فسبح باسم ربک العظیم ہ آخر میں دعویٰ سورت کا اعادہ ہے برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اس لئے برکت دینے میں اسکو شریکوں سے پاک سمجھو اور ہر قسم کے شرک سے اسکی پاکیزگی اور تنزیہہ بیان کرو۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

۱ زجر برائے معاندین ۱۲

۲ اعادہ ذکر جماعت سوم ۱۲

۳ اعادہ ذکر جماعت اوّل ۱۲

۴ اعادہ ذکر جماعت دوم ۱۲

۵ اعادہ دعویٰ سورت ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی خاطر جمع رکھو ان کی طرف سے ۱۲ منہ رح۔ فتح الرحمٰن ف۱ لفظ لولا داخل است بر ترجعونھا و اعادہ آن برائے تاکید است ۱۲۔

سورۂ واقعہ میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات :- فسبح باسم ربک العظیم دو مرتبہ

سُورۃ الحَدِید

ربط سورۃ النجم میں واضح کیا گیا کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی حاجات میں پکار کے لائق ہے۔ اس کے بعد سورۃ القمر میں بیان کیا گیا کہ ہر چیز کو اندازے کے ساتھ پیدا کرنے والا بھی وہی ہے پھر سورۃ الرحمٰن میں بطور ترقی فرمایا گیا کہ جب خالق و مالک اور کارساز بھی وہی ہے . . تو برکات دہندہ بھی وہی ہے پھر سورۃ واقعہ میں کہا گیا کہ صرف اللہ ہی کو برکات دہندہ سمجھو اور اس صفت میں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ اب سورۃ الحدید میں مذکور ہوگا کہ جب تم اس مسئلے کو سمجھ چکے ہو تو اب اسکی اشاعت کیلئے اپنا مال بھی خرچ کرو اور جہاد بھی کرو۔

سورۃ مجادلہ سے لیکر سورہ تحریم تک مضمون کے اعتبار سے تمام سورتیں، سورہ الحدید ہی سے متعلق ہیں۔ سورہ الحدید میں دو مضمون مذکور ہیں اوّل اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنیکا۔ حکم دوّم جہاد کی ترغیب۔ اس کے بعد چار سورتیں المجادلہ، الحشر، الممتحنہ اور الصف) سورہ الحدید کے دوسرے مضمون (ترغیب الی القتال فی سبیل اللہ) پر لبطور لف ونشر غیر مرتب متفرع ہوں گی۔ اور اگلی چار سورتیں (الجمعہ، المنافقون) التغابن اور الطلاق) سورہ الحدید کے پہلے مضمون (النفاق فی سبیل اللہ) پر متفرع ہیں اس کے بعد سورۃ التحریم میں سورہ الحدید کے دونوں مضمونوں کا بطریق لف ونشر مرتب بمنزلہ تتمہ اعادہ کیا گیا ہے۔ پہلی چار دل سورتوں میں سے ہر دوسری سورت کو اور دوسری چاروں سورتوں میں سے ہر پہلی سورت کو تسبیح سے شروع کیا گیا ہے تاکہ اصل مسئلہ یعنی نفی شرک ذہن میں رہے اور اس سے ذہول نہ ہونے پائے اور معلوم ہوجائے کہ جہاد اسی مسئلہ کے لئے کیا جارہا ہے۔ پہلے مجموعے کی آخری سورت (الصف) اور دوسرے مجموعے کی پہلی سورت (الجمعہ) میں تسبیح کو جمع کردیا گیا اس لئے سورۃ الجمعہ سے سورۃ الحدید کا دوسرا مضمون شروع ہونے والا تھا اس طرح ایک مضمون کے اختتام اور دوسرے مضمون کی ابتدا میں امتیاز ہوگیا۔

خلاصہ تمہید، انفاق فی سبیل اللہ کا حکم، اسکے پانچ وجوہ۔ ترغیب الی القتال، بشارت فتح۔

تفصیل

سورۃ الحدید میں دو مضمون مذکور ہیں اوّل اشاعتِ توحید کی خاطر مال خرچ کرنیکا حکم دوّم۔ اللہ کی راہ میں جہاد کی ترغیب سبح للہ ما فی السمٰوٰت والارض ــــ تا ــــ وھو علیم بذات الصدور ۝ میں بطور تمہید مسئلہ توحید کا ذکر ہے جس کی خاطر انفاق اور جہاد ہوگا۔ یہاں توحید کو تینوں مراتب مذکور ہیں۔ دو صراحتًہ اور ایک ضمنًا۔ پہلا مرتبہ ساری کائنات کا خالق تعالیٰ ہی ہے یحی و یمیت وھو علی کل شیٔ قدیر۔ دوسرا مرتبہ تحت بادشاہی پر وہ خود ہی مستوی ہے اور کوئی اختیار اس نے کسی کو سپرد نہیں کر رکھا ثم استوی علی العرش۔ تیسرا مرتبہ جب خالق و مالک اور متصرف و مختار وہی ہے تو کارساز اور معبود بھی وہی ہے۔ اٰمنوا باللہ۔ الآیۃ۔ یہ پہلا مضمون ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنیکا حکم اور خرچ کرنے والوں کے لئے بشارت۔ وانفقوا مما جعلکم ــــ تا ــــ ان کنتم مومنین ۝ یہ انفاق کی پہلی وجہ ہے۔ یہ مال میرا ہے، میں نے چند روز کے لئے تمہارے تصرف میں دیا ہے اور تم اللہ سے عہد کرچکے ہو کہ اس کے احکام مانوگے۔ اب اسکا حکم آگیا ہے کہ اس کی راہ میں مال خرچ کرو۔ لہٰذا اسکا حکم مانو اور مال خرچ کرو، وہ خرچ کرنے پر تمہیں اجر بھی دے گا۔ ھوالذی ینزل۔ الآیۃ۔ یہ ترغیب ہے یعنی ایسے رحیم و کریم بادشاہ کا حکم مانو۔ دوسری وجہ۔ وما لکم الا تنفقوا فی سبیل اللہ وجہ اول سے بطور ترقی فرمایا گیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہو حالانکہ تمہیں مرنا ہے اور سب کچھ یہیں چھوڑ جانا ہے۔ اب وقت ہے خرچ کرلو۔ جب وقت ہاتھ سے نکل گیا تو افسوس کروگے۔ تیسری وجہ من ذاالذی یقرض اللہ۔ الآیۃ۔ (رع ۲) مان لیا کہ مال تمہارا ہی ہے اور تم نے خود کمایا ہے، لیکن دنیا میں بطور قرض دیدو میں دنیا ہی میں اس سے کئی گنا زیادہ دیدونگا۔

یوم تری المومنین والمؤمنات۔ الآیۃ۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے انفاق فی سبیل اللہ کی وجہ سے قیامت کے دن ان کے آگے پیچھے نور ہوگا اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

یوم یقول المنٰفقون والمنٰفقٰت ــــ تا ــــ وبئس المصیر ۝ یہ منافقین کے لئے تخویف اخروی ہے وہ نور انفاق سے محروم ہونگے وہ مومنین سے توجہ کا مطالبہ کرینگے تاکہ انھیں کچھ روشنی نصیب ہو۔ لیکن فریقین کے درمیان دیوار حائل کردی جائیگی اور منافقین عذاب میں مبتلا ہوں گے اور فدیہ وغیرہ کسی حیلے سے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔

الم یأن للذین اٰمنوا۔ الآیۃ۔ یہ ایمان والوں کے لئے زجر ہے اور قبول حق اور حق پر قائم رہنے کی ترغیب ہے۔ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام

کئے گئے ہر تسلیم خم کردینا چاہیئے اور اہل کتاب کی طرح سنگدل نہیں ہوجانا چاہیئے۔ اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتہا۔ الآیۃ۔ یہ انفاق کی تیسری وجہ سے متعلق ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنیوالوں کی دولت میں اس طرح کئی گنا اضافہ ہوتا ہے جس طرح زمین میں ایک دانہ بودینے سے کئی سو گنا دانے پیدا ہوتے ہیں ان المصدقین والمصدقات۔ الآیۃ ترغیب الی الانفاق۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنیوالوں کی دولت میں کئی گنا اضافہ کے علاوہ وہ بہت بڑے اجر و ثواب کے بھی مستحق ہیں۔ والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ۔ الآیۃ اللہ کی راہ میں خرچ کرنیوالے مومنین کے لئے بشارت اخرویہ۔ ان لوگوں کو صدیقوں اور شہیدوں کا مرتبہ نصیب ہوگا۔ والذین کفروا

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

۵۷ سورۂ حدید مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی انیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۱)

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۲) هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۳) هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (۴) لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (۵)

اسی کیلئے ہے سلطنت آسمانوں کا اور زمین کا جلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے وہی ہے سب سے پہلا اور سب سے پچھلا اور باہر اور اندر اور وہ سب کچھ جانتا ہے وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں پھر قائم ہوا تخت پر جانتا ہے جو اندر جاتا ہے زمین کے اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ اترتا ہے آسمان سے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو اور اللہ جو تم کرتے ہو اسکو دیکھتا ہے اسی کے لئے ہے سلطنت آسمانوں کا اور زمین کا اور اللہ ہی تک پہنچتے ہیں سب کام

منزل ۷

وکذبوا۔ الآیۃ۔ یہ کفار کے لئے تخویف اخروی ہے
انفاق کی چوتھی وجہ:۔ اعلموا انما الحیٰوۃ الدنیا
الآیۃ (ع ۳) اگر دنیا میں اس کا بدلہ نہ بھی ملا تو غم نہ کرنا
چاہیئے یہ دنیا چیز ہی کیا؟ یہ محض چند روزہ زینت و
آرائش اور فخر و نمائش کی جگہ ہے جس طرح لہلہاتے
کھیت آن کی آن میں تباہ ہوجاتے ہیں دنیا کی چہل
پہل بھی اسی طرح فانی ہے۔ سابقوا الی مغفرۃ
من ربکم۔ الآیۃ۔ اگر دنیا میں کچھ نہ ملا تو آخرت
میں اسکا بے حساب اجر و ثواب ملیگا اور جنت میں زمین و
آسمان کی وسعت سے بھی زیادہ مربعے ملیں گے۔ پانچویں
وجہ:۔ ما اصاب من مصیبۃ فی الارض۔ الآیۃ
اگر تم اللہ کی راہ میں اس لئے مال خرچ نہیں کرتے ہو
تاکہ وہ مصیبتوں میں کام آئے تو یہ خیال بھی غلط ہے کیونکہ
جو مصیبت مقدر ہوچکی ہے وہ ضرور آئیگی دولت
سے دفع نہیں کی جاسکتی۔ لکیلا تاسوا علی ما فاتکم
ـــ تا ـــ ھو الغنی الحمید ۥ مذکورہ بالا
توضیح کی علت ہے اور بخیلوں اور دوسروں کو بخل
پر اکسانے والوں کے لئے تخویف و تہدید ہے۔ لقد
ارسلنا رسلنا بالبینٰت ـــ تا ـــ ان اللہ قوی
عزیز ۥ یہ سورت کے دوسرے مضمون یعنی جہاد فی سبیل اللہ
کا بیان ہے۔ ہم نے بنی آدم کی ہدایت کیلئے پیغمبر بھیجے اور
ان پر کتابیں نازل کیں اور لوہے ایسی نہایت مفید اور
اہم دھات پیدا کی تاکہ لوگ اس سے گوناگوں فوائد حاصل
کریں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس سے مختلف قسم کے
ہتھیار بنا کر اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور اس طرح اللہ
کے دین کی مدد کرنے والے دوسروں سے ممتاز ہوجائیں
ولقد ارسلنا نوحا وابراھیم ـــ تا ـــ و
کثیر منھم فسقون ۥ (ع ۴) ہم نے نوح و ابراہیم
(علیہما السلام) کی اولاد میں مسلسل پیغمبر مبعوث کئے
یہاں تک کہ عیسیٰ (علیہ السلام) آئے مسئلہ توحید میں مشرکین سے مقابلہ ہوا تو حواریین نے عیسیٰ (علیہ السلام) کا ساتھ دیا اور ہم نے بھی ان کو مشرکین پر فتحیاب اور غالب کیا۔ لیکن بعد کے لوگوں نے گوشہ نشینی اختیار کرلی، مگر اس پر بھی پورے نہ اترے اور فسق و فجور کی راہ اختیار کرلی۔ یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ۔ الآیۃ۔ اہل کتاب کو ایمان لانے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے کی ترغیب ہے۔ اے اہل کتاب جو عیسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لاچکے ہو! خدا سے ڈرو اور اس کے آخری رسول پر بھی ایمان لے آؤ اور اس کا اسی طرح ساتھ جس طرح حواریوں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کا ساتھ دیا تھا، اللہ تعالیٰ تمہیں دوگنا ثواب عطا فرمائیگا لئلا یقدرون الآیۃ تاکہ اہل کتاب یہ نہ سمجھیں کہ اب وہ جہاد نہیں کرسکتے۔ کیونکہ ان کا امام اور امیر کوئی نہیں۔ لہذا اب میرا آخری پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) امام اور امیر ہے، اب وہ اسپر ایمان لاکر، اس کے ساتھ مل کر جہاد کریں ۵۷ سبح للہ۔ الآیۃ۔ اس آیت میں مسئلہ توحید کا بیان ہے جس کی خاطر مال خرچ کرنے اور جہاد کرنیکا حکم آگے

۱ بیان توحید ۱۲
۲ توحید کا پہلا مرتبہ ۱۲
۳ دوسرا مرتبہ ۱۲
۴ توحید کے تیسرے مرتبے کا اعادہ ۱۲

آرہا ہے۔ ما فی السمٰوٰت والارض زمین و آسمان کی ساری مخلوق اور پورا نظامِ کائنات ہر قسم کے شرک سے اللہ تعالیٰ کے تنزہ و تقدس پر شاہد ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ زبانِ حال اور زبانِ قال سے گواہی دے رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔ علم و قدرت میں، حکمت و صنعت میں، اختیار و تصرف میں اور تمام صفاتِ کارسازی میں کوئی اس کا شریک نہیں اس کے بعد توحید کے تین مراتب کا ذکر ہے۔ دو کا صراحۃً اور ایک کا تبعًا۔ ٣ له ملك السمٰوٰت والارض الآیۃ توحید کا پہلا مرتبہ ہے۔ یعنی سب کا خالق اور پروردگار اللہ تعالیٰ ہی ہے، موت و حیات اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ کوئی چیز اس کے تصرف و اقتدار سے باہر نہیں۔ وہ علی الاطلاق موجودِ اوّل ہے اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی۔ وہ ازلی ہے اس کی کوئی ابتدا نہیں۔ وہ آخر ہے۔ ہر چیز فنا ہو گی مگر وہ ابدی ہے اس پر فنا نہیں آئے گی۔ والظاہر وہ سب پر غالب اور سب سے برتر ہے اس سے اوپر کوئی نہیں اور اس کے سوا کائنات میں کوئی متصرف و مختار نہیں والباطن وہ ہر پوشیدہ بات کو جانتا ہے۔ کوئی چیز اس سے مخفی نہیں۔ یا اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے سوا کوئی ملجأ و ماویٰ اور جائے پناہ نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان الفاظ کی تفسیر اس طرح منقول ہے۔ اللھم رب السمٰوٰت السبع ورب العرش الکریم..... انت الاوّل فلیس قبلک شئ وانت الاٰخر فلیس بعدک شئ وانت الظاہر فلیس فوقک شئ وانت الباطن فلیس دونک شئ اقض عنا الدین واغننا من الفقر وقال الطیبی المعنی بالظاہر فی التفسیر النبوی الغالب الذی یغلب ولا یغلب فیتصرف فی المکونات علی سبیل الغلبۃ والاستیلاء اذ لیس فوقہ احد یمنعہ و بالباطن من لا ملجأ ولا منجی دونہ یلتجئ الیہ ملتجئ (روح ج ٢٧ ص ١٧٢) عنی بالظاہر الغالب و بالباطن العالم (قرطبی ج ١٧ ص ٢٣٦) وھو بکل شئ علیم کائنات کی کوئی چیز اسکے علم سے باہر نہیں ٤ ھو الذی خلق السمٰوٰت۔ یہ توحید کے دوسرے مرتبے کا بیان ہے یعنی ساری کائنات کو پیدا کرنے کے بعد تختِ بادشاہی پر خود ہی مستوی ہے کائنات کا تمام نظم و نسق اسکے اپنے ہاتھ میں ہے اور کوئی معاملہ اسنے کسی کے حوالے نہیں کر رکھا، نہ اختیار و تصرف میں اسکا کوئی حصہ دار ہے اور نہ علمِ غیب میں اسکا کوئی شریک ہے۔ وہ زمین و آسمان کی ہر چیز کو جانتا ہے علم و قدرت کے اعتبار سے ہر شخص کے ساتھ ہے اور ہر فردِ بشر کا ہر عمل اس کی نگاہوں میں ہے ٥ له ملك السمٰوٰت۔ یہ توحید کے تیسرے مرتبے کا اعادہ ہے خالق و مالک بھی وہی ہے اور تختِ بادشاہی پر بھی وہی مستوی ہے اور کائنات کے تمام معاملات اسی کی طرف راجع ہیں اور کائنات میں وہی متصرف و مختار ہے۔ یولج الیل فی النہار۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف کا ایک نمونہ ہے یعنی رات دن کا آنا جانا اور ان کا گھٹنا اور بڑھنا اللہ کے اختیار میں ہے اور اس کا علم اس قدر محیط اور کامل ہے کہ وہ سینوں کے پوشیدہ رازوں کو بھی اچھی طرح جانتا ہے۔ جب ساری کائنات کا خالق و مربی اور ساری کائنات میں بلا شرکت غیرے متصرف و مختار وہی ہے تو

يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَهُوَ
داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور اس کو
عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ٦ اٰمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَ
خبر ہے جیوں کی بات کی یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر
اَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا
اور خرچ کرو اس میں سے جو تمہارے ہاتھ میں دیا ہے اپنا نائب کر کر سو جو لوگ
مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ٧ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ
تم میں یقین لائے ہیں اور خرچ کرتے ہیں انکو بڑا ثواب ہے اور تم کو کیا ہوا کہ یقین نہیں لاتے
بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ
اللہ پر اور رسول بلاتا ہے تم کو کہ یقین لاؤ اپنے رب پر اور لے چکا ہے
مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ٨ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى
تم سے عہد ف پکا اگر ہو تم ماننے والے ف وہی ہے جو اتارتا ہے اپنے
عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ
بندے پر آیتیں صاف کہ نکال لائے تم کو اندھیروں سے اجالے میں
وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ٩ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا
اور اللہ تم پر نرمی کرنے والا ہے مہربان اور کیا تم کو ہوا ہے کہ خرچ نہیں
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا
کرتے اللہ کی راہ میں اور اللہ ہی کو بچ رہتی ہر شے آسمانوں میں اور زمین میں ف برابر
يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۭ
نہیں تم میں جس نے کہ خرچ کیا فتح مکہ سے پہلے اور لڑائی کی
اُولٰۗىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ
ان لوگوں کا درجہ بڑا ہے ان سے جو کہ خرچ کریں اس کے بعد

ا ؎ ذکر مضمون انفاق و ترغیب انفاق بطریق خبر ۱۲
۲ ؎ طریق اول ۱۲
۳ ؎ ترغیب انفاق و بشارت ۱۲
۴ ؎ طریق دوم ۱۲

موضح قرآن۔ ف اللہ قرار لے چکا ہے دنیا میں آنے سے پہلے اور اس کا اثر رکھ دیا ہے دل میں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن ف یعنی روز اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ۱۲ ف ۲ مترجم گوید یعنی ہر کہ بمیرد آنچہ بگذارد در ملک خدا باشد پس بآن بخل کردن نہایت شنیع است واللہ اعلم ۱۲۔

لامحالہ وہی سب کا کارساز ہے۔ اور حاجات و مصائب میں ما فوق الاسباب پکار کے لائق بھی وہی ہے۔ یہ توحید کا تیسرا مرتبہ ہے۔ توحید کے یہ تینوں مراتب سُورۂ انعام کی ابتداء میں بھی مذکور ہوئے ہیں اور اسی طرح سورۂ حشر کی آخری آیتوں اور پھر سورۃ الناس کی ابتدائی آیتوں میں بھی مذکور ہوں گے۔

۶ اٰمنوا باللّٰہ۔ یہ سورۃ الحدید کے پہلے مضمون یعنی انفاق فی سبیل اللہ کا بیان ہے اور پانچ طریقوں سے خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ یہ خطاب چونکہ مؤمنین کو ہے اس لئے یہاں اٰمنوا حقیقت پر محمول نہیں ہوگا یعنی "ایمان لاؤ" بلکہ مراد یہ ہے کہ ایمان پر قائم رہو، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام مانو اور ان پر عمل کرو، کیونکہ یہی ایمان کا تقاضا ہے۔ وانفقوا یہ اٰمنوا پر معطوف ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے نزدیک یہ عطف تفسیری ہے اور ایمان کے بعض تقاضوں کی تفسیر ہے حاصل یہ ہے کہ اللہ کے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تعمیل کرو جن میں سے فی الوقت سب سے زیادہ ضروری اور اہم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی، توحید کی اشاعت اور کفر و شرک کو مٹانے کے لئے مال خرچ کرو۔ امر تعالیٰ عبادہ المؤمنین بالثبات علی الایمان و ادامتہ والنفقۃ فی سبیل اللہ (بحر ج ۸ ص ۲۱۸)

۷ مما جعلکم مستخلفین فیہ یہ ترغیب الی الانفاق کا پہلا طریق ہے۔ حاصل یہ ہے کہ درحقیقت یہ مال تو ہے ہی میرا میں نے چند دنوں کیلئے تم کو اس میں جانشین اور متصرف بنایا ہے۔ اب اگر تم اس مال میں سے کچھ میری راہ میں خرچ کروگے تو اپنے پاس سے تو کچھ بھی نہیں دو گے، بلکہ میری اپنی ہی چیز مجھے واپس دو گے اس انداز بیان میں حکمت یہ ہے کہ اگر یہ بات لوگوں کے ذہنوں میں اتر جائے تو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ان پر دشوار نہیں رہیگا بلکہ آسان ہو جائے گا اور وہ خوشی سے دین کی خدمت میں مال خرچ کریں گے۔ عبر جل شانہ عما بایدیھم من الاموال بذلک تحقیقا للحق و ترغیبا فی الانفاق، فان من علم انھا للہ تعالیٰ و انما ھو بمنزلۃ الوکیل یصرفھا الی ما عینہ اللہ تعالیٰ من المصارف ھان علیہ الانفاق (روح ج ۲۷ ص ۱۶۹)

۸ فالذین اٰمنوا۔ یہ ترغیب الی الانفاق اور بشارت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کس قدر مہربانی اور نوازش ہے کہ لوگوں کے پاس جو مال ہے وہ ہر بھی اُسی کا، لیکن پھر بھی جو لوگ اس کی راہ میں خرچ کریں گے انہیں دنیا اور آخرت میں ثواب اور جنت مرحمت فرمائیگا۔ وما لکم لا تؤمنون الآیۃ خطاب مومنوں سے ہے اور ایمان سے حاصل معنی مراد ہے یعنی انفاق فی سبیل اللہ ای و ما لکم لا تنفقون فی سبیل اللہ۔ اسی طرح لتؤمنوا بربکم ای لتنفقوا فی سبیل ربکم۔ اور میثاق سے عہد الست مراد نہیں بلکہ اس سے وہ عہد مراد ہے جو انھوں نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کرتے وقت باندھا تھا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکام کو مانیں گے۔ حاصل یہ ہوا کہ کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہو؟ حالانکہ خدا کا پیغمبر تمہیں خرچ کرنے کی ترغیب دے رہا ہے اور حکم فرما رہا ہے اور تم سمع اور طاعت کا عہد بھی کر چکے ہو۔ اگر تم واقعی سچے مومن ہو تو اس حکم کی تعمیل کرو اور اللہ کی راہ میں بڑھ چڑھ کر خرچ کرلو۔ ہذا ماقالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۹ ھو الذی ینزل۔ یہ ایک دوسرے انداز سے انفاق کی ترغیب ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندۂ خاص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر واضح آیتیں اور روشن دلیلیں نازل فرما رہا ہے تاکہ تمہیں کفر و شرک اور جاہلیت کے گھٹاٹوپ اندھیروں سے نکال کر ایمان و توحید کی روشنی میں داخل فرمائے۔ اللہ جو کیسا مہربان اور رحیم و کریم بادشاہ ہے اسکا حکم ضرور مانو اور ایمان و توحید کی روشنی کو سارے جہان میں پھیلانے کیلئے بے دریغ مال خرچ کرو۔

۱۰ وما لکم الا تنفقوا۔ یہ ترغیب الی الانفاق کا دوسرا طریق ہے۔ پہلے بطور ترقی فرمایا یہ مال و دولت یہیں رہیگا لیکن تم نہ رہوگے اب وقت ہے خرچ کر لو جب یہ موقع ہاتھ سے نکل جائیگا تو پچھتاؤ گے خرچ کروگے تو اس کے بدلے اور اجر ملے گا اور اگر خرچ نہیں کرو گے تو اصل مال بھی آخر ہاتھ سے چلا جائیگا ان اللہ یرث کل شئی فیھا ولا یبقی لاحد مال واذا کان کذلک فانفاقہ بحیث انہ یستخلف عوضا وھو الثواب اولیٰ (مظہری ج ۹ ص ۱۹) یہ زمین جو مختلف شکلوں میں دولت اگلتی ہے اور یہ آسمان جہاں سے بارش، گرمی اور روشنی وغیرہ آکر دولت اگلنے میں زمین سے تعاون کرتی ہیں میرے پاس رہ جائینگی اور تم دنیا سے رخصت ہو جاؤگے۔

۱۱ لا یستوی منکم۔ فتح سے غلبۂ اسلام مراد ہے۔ خاص فتح مراد نہیں۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ اور بعض کے نزدیک اس سے صلح حدیبیہ مراد ہے۔ لیکن جمہور مفسرین کے نزدیک اس سے فتح مکہ مراد ہے۔ فتح مکہ سے پہلے چونکہ عرب میں ہر طرف کفر کا غلبہ تھا اور اسلام قبول کرنا گویا اپنے کو مصائب و آفات میں جھونک دینے کے مرادف تھا اور اس دور میں اسلام کی خاطر مالی اور جانی قربانیوں کی ضرورت بھی زیادہ تھی اور فتح مکہ کے بعد اسلام کو غلبہ حاصل ہو گیا اور حالات کا رُخ یکسر بدل گیا۔ اس لئے فرمایا جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا۔ اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا وہ رتبہ میں اور اجر و ثواب میں ان لوگوں سے بڑھ کر اور ان پر فائق ہیں جو فتح مکہ کے بعد اسلام لائے اور مال خرچ کیا اور جہاد میں شریک ہوئے لیکن اس فرق مراتب کے باوجود ایک انعام میں سب شریک ہیں اور وہ جنت کا وعدہ ہے اور وہ سب جنت کے مستحق ہیں۔ یہ آیت تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اہل جنت قرار دیتی ہے اور یہ ان حضرات کی بہت بڑی فضیلت ہے اس لئے ان کے بارے میں زبانِ طعن کھولنے کی اجازت نہیں (وکلا وعد اللہ الحسنیٰ) ای المتقدمون المتناھون السابقون والمتأخرون اللاحقون وعدھم اللہ جمیعا الجنۃ مع تفاوت الدرجات (قرطبی ج ۱۷ ص ۲۴۱)۔

۱۲ من ذا الذی ۔ یہ ترغیب انفاق کا تیسرا طریق ہے ۔ فیضٰعِفَهٗ جواب استفہام ہے ۔ اس لئے منصوب ہے ۔ اور قرأت رفع میں یقرض پر معطوف ہے قال ابن عطیة هنا الرفع یعنی فی یضاعفه علی العطف .... و قرأ عاصم فیضاعفه بالنصب بالفاء علی جواب الاستفهام (بحر ج ۸ ص ۲۱۹) حاصل یہ ہے کہ فرض کر لیا مال تمہارا ہی ہے ، تم نے خود کمایا ہے اور باپ دادا سے میراث میں پایا ہے ، تو چلو بطور قرض ہی دے دو ۔ دنیا ہی میں اس سے کئی گنا زیادہ واپس کر دوں گا اور آخرت کا اجر و ثواب اس کے علاوہ ہوگا ۱۳ یوم تری ۔ ظرف ، له اجر کریم کے متعلق مقدر سے متعلق ہے اور یہ مومنوں کے لئے بشارت اخروی ہے جو اللہ کی راہ

وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
اور لڑائی کریں اور سب سے وعدہ کیا ہے اللہ نے خوبی کا اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے
خَبِیْرٌ ﴿۱۰﴾ع مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا
ہو ف کون ہے ایسا کہ ف قرض دے ۱۲ اللہ کو اچھی طرح
فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَ لَهٗۤ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ﴿۱۱﴾ یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِیْنَ
پھر وہ اسکو دونا کر دے اس کیواسطے اور اسکیلئے ثواب عزت کا جس دن تو دیکھے ایمان والے مردوں
وَ الْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ
کو اور ایمان والی عورتوں کو دوڑتی ہوئی چلتی ہے انکی روشنی ان کے آگے اور ان کے داہنے
بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ
خوشخبری ہے تم کو آج کے دن باغ ہیں کہ نیچے بہتی ہیں جنکے نہریں سدا رہو
فِیْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۲﴾ج یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ
ان میں یہ جو ہے یہی ہے بڑی مراد ملنی ف جس دن کہیں گے ۱۲ دغاباز مرد اور
وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ
عورتیں ایمان والوں کو راہ دیکھو ہماری ہم بھی روشنی لے لیں تمہارے نور سے
قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ
کوئی کہے گا لوٹ جاؤ پیچھے پھر ڈھونڈھ لو روشنی ف پھر کھڑی کر دی
بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ وَ ظَاهِرُهٗ
جائے انکے بیچ میں ایک دیوار جسمیں ہوگا دروازہ اس کے اندر رحمت ہو گی اور باہر
مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ؕ ﴿۱۳﴾ یُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ
کی طرف عذاب یہ ان کو پکاریں گے کیا ہم نہ تھے ۱۲ تمہارے ساتھ
قَالُوْا بَلٰى وَ لٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَ تَرَبَّصْتُمْ وَ
کہینگے کیوں نہیں لیکن تم نے بچلا دیا اپنے آپ کو اور راہ دیکھتے رہے ف۲ اور

ع ۱۷

ترغیب برائے انفاق ۱۲

زجر و تخویف برائے منافقین ۱۲

میں دل کھول کر مال خرچ کرتے ہیں ۔ قیامت کے دن جب مومنین پلصراط پر سے گذریں گے اس وقت ان کے آگے اور ان کی دائیں جانب روشنی ہوگی جس میں وہ پلصراط پر سے صحیح سلامت گذر جائیں گے یہ روشنی ایمان اور اعمال صالحہ نماز ، روزہ ، حج ، زکوٰۃ ، انفاق فی سبیل اللہ وغیرہ کی ہوگی ، اس لئے اعمال صالحہ کے مطابق ان کی روشنی کم و بیش ہوگی عن ابن مسعود یؤتون نورهم علی قدر اعمالهم (قرطبی ج ۱۷ ص ۲۴۴)۔

بشرٰىكم الیوم اس سے پہلے یقال لهم مقدر ہے ۔ جنت کے دروازوں پر فرشتے ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہوں گے اور ان سے کہیں گے تمہیں نعمتوں کو باغات مبارک ہوں جن میں ہر قسم کے مشروبات کی نہریں بہہ رہی ہیں اور یہ تمہارا دائمی ٹھکانہ ہے تم ان میں ہمیشہ رہو گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے ۔ ای یقال لهم ذلك والقائل الملائكة الذین یتلقونهم (روح ج ۲۷ ص ۱۷۵) ۱۴ یوم یقول الآیة ۔ یہ پہلے یوم سے بدل ہے اور یہ منافقین کے لئے زجر و تخویف ہے ۔ انظرونا منافقین ، مومنین سے کہیں گے ہماری طرف دیکھو تاکہ تمہارے نورانی چہروں سے نور کی شعاع ہم تک پہنچے اور ہم بھی اس کی روشنی میں راستہ دیکھ سکیں یا انظرونا کے معنی ہیں انتظرونا یعنی جلدی جلدی نہ چلو ذرا ٹھہر جاؤ تاکہ تمہاری روشنی میں ہم بھی پلصراط عبور کر سکیں ۔ نقتبس ۔ انظروا ۔ امر کا جواب ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے ۔ (مظہری) قیل ارجعوا ۔ جس طرح منافقین دنیا میں مومنوں سے استہزا کیا کرتے تھے ۔ اسی طرح قیامت کے دن مومنین بطور استہزا منافقوں سے کہیں گے کہ اب اس طرح مانگنے سے روشنی نہیں ملتی ۔ جاؤ واپس دنیا میں اور وہاں ایمان لاؤ ۔ نیک عمل کرو ، صدقہ خیرات دو تو روشنی حاصل ہوگی ، لیکن اب دنیا میں واپس

موضح قرآن ف ہر کچھ بچ رہتا ہے یعنی مالک فنا ہوتا ہے اور ملک اللہ کو بچ رہتی ہے اور ہمیشہ اسی کا مال تھا فتح سے پہلے یعنی فتح مکہ سے پہلے جنہوں نے خرچ کیا اور جہاد کیا وہ بڑے درجے لے گئے ۱۲ منہ رح ف۲ قرض کے معنی یہ کہ اس وقت خرچ کرو جہاد میں پھر تمہیں دولتیں برتو گے اور یہی معنی دونے کے مالک میں اور غلام میں بیاج نہیں جو دیا سو اسکا اور جو نہ دیا سو اس کا ۱۲ منہ رح ف۳ جس وقت پلصراط پر چلیں گے سخت اندھیرا ہوگا اپنے ایمان کی روشنی ساتھ ہوگی آگے اور داہنے کہ نیک عمل داہنی طرف جمع ہوتے ہیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی در دنیا روید و تحصیل نور کنید کہ اینجا تحصیل نور نیست واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی عزیمت مسلمانانرا

جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔فضرب بینھم اس کے بعد دونوں جماعتوں کے درمیان دیوار حائل کر دی جائیگی۔ یہ جنّت اور دوزخ کے درمیان ہوگی جس میں دروازہ ہوگا اس دیوار کے اندر کی طرف اللہ کی رحمت ہوگی اور باہر کی جانب عذاب ہوگا فضرب بینھم بسور ای بجا ئط حائل بین شق الجنۃ وشق النار (مدارک ج ۴ ص ۱۷۰) ۱۵ ینادونھم۔ منافقین مومنوں سے کہیں گے کیا دنیا میں ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ دنیا میں ہم تمہارے دین پر تھے اور تمہارے ساتھ مل کر نماز بھی پڑھا کرتے تھے اس لئے آج کچھ تو ہماری مدد کرو۔ قالوا بلیٰ۔ مومنین جواب دیں گے بے شک تم ہمارے ساتھ تھے لیکن تم نے منافقت کر کے اپنی

اُرْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ
دھوکے میں پڑے اور بہک گئے اپنے خیالوں پر یہاں تک کہ آ پہنچا حکم اللہ کا اور تمکو بہکا دیا
بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ⑭ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا
اللہ کے نام سے اس دغا باز نے ف سو آج تم سے قبول نہ ہوگا فدیہ دینا اور نہ
مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَ
منکروں سے تم سب کا گھر دوزخ ہے وہی ہے رفیق تمہاری اور
بِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑮ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ
بری جگہ جا پہنچے کیا وقت نہیں آیا ایمان والوں کو کہ گڑگڑائیں
قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا
ان کے دل اللہ کی یاد سے اور جو اترا ہے سچا دین اور نہ ہوں
كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ
ان جیسے جن کو کتاب ملی تھی اس سے پہلے پھر دراز گذری ان پر
الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ⑯
مدت پھر سخت ہو گئے ان کے دل اور بہت ان میں نافرمان ہیں ف
اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَيَّنَّا
جان رکھو کہ اللہ زندہ کرتا ہے زمین کو اسکے مرجانے کے بعد ہم نے کھول کر سنا
لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ⑰ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ
دیئے تمکو پتے اگر تم کو سمجھ ہے ف تحقیق جو لوگ خیرات کرنیوالے ہیں مرد
وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ
اور عورتیں ۱۹ اور قرض دیتے ہیں اللہ کو اچھی طرح انکو ملتا ہے دونا
لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ⑱ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ
اور ان کو ثواب ہے عزت کا اور جو لوگ یقین لائے اللہ

جانوں کو ہلاکت میں ڈال لیا۔ تم کہلاتے تو مسلمان تھے لیکن ہمیشہ مسلمانوں کے مصائب میں مبتلا ہونے کے منتظر اور آرزومند رہتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ تمہیں اللہ کی توحید میں اور دین اسلام کی صداقت میں شک تھا اور تم دل سے مسلمان تھے ہی نہیں وغرتکم الامانی تمہیں مختلف جھوٹی آرزوں نے دھوکے میں ڈالے رکھا تم نے یہ سمجھا کہ ابھی چند دنوں کے اندر اندر اسلام کا نام و نشان مٹنے والا ہے اس لئے تم نے دو غلی پالیسی اختیار کئے رکھی یہاں تک کہ موت نے تمہیں آ لیا الامانی الفارغۃ التی من جملتھا الطمع فی انتکاس الاسلام (روح ج ۲۷ ص ۱۷۷) وغرکم باللہ الغرور الغرور بفتح غین صفت مشبہ ہے اور اس سے مراد شیطان ہے۔ شیطان نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں تمہیں دھوکے میں رکھا اور تمہیں باور کرا تا رہا کہ کوئی حشر ونشر اور حساب کتاب نہیں اور اگر بالفرض کچھ ہوا بھی تو اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے معاف فرمادے گا۔ وغرکم الشیطان بان اللہ عفو کریم لا یعذبکم او بانہ لا بعث ولا حساب (مدارک ج ۴ ص ۱۷۰) ۱۶ فالیوم۔ اس لئے آج تم کسی صورت جہنم سے نہیں بچ سکتے۔ آج تم سے اور کافروں سے کسی قسم کا فدیہ اور معاوضہ قبول نہیں کیا جائیگا اور نہ تمہارا کوئی حامی اور مددگار ہی تمہیں عذاب سے بچا سکے گا۔ آج لامحالہ تمہیں جہنم میں جانا ہے، وہی تمہارا دائمی ٹھکانہ ہے اور آج جہنم ہی تمہاری حامی اور مددگار ہے اور وہی تمہاری جائے پناہ ہے جو نہایت ہی بدترین ٹھکانا ہے ۱۷ الم یأن۔ یہ زجر ہے بعض مسلمانوں میں انفاق کے معاملے میں کچھ تکاسل آگیا تھا یہ ان پر زجر و عتاب ہے یا یہ منافقین پر زجر ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے کتراتے تھے

موضح قرآن ف پلصراط پر کا فر نہ چلیں گے۔ وہ پہلے ہی دوزخ میں پڑینگے مگر جو امت ہے کسی نبی کی سچی یا کچی جب اندھیرا گھیرے گا ایمان والوں کیسا تھ روشنی ہو گی منافق روشنی میں چلنے لگے مومن شتاب نکل گئے یہ پیچھے رہے پکارتے کہ ہم کو بھی روشنی دو کسی نے کہا پیچھے سے روشنی لاؤ وہ پیچھے ہٹے ان کے انکے بیچ دیوار کھڑی ہوگئی یعنی روشنی دنیا میں کمائی جاتی ہے وہ جگہ پیچھے چھوڑ آئے ۱۲ منہ ف۲ یعنی ایمان وہی ہے کہ دل نرم ہو پیغمبروں کی صحبت میں یہ پاتے تھے مدت کے بعد سخت ہو گئے اور اب یہ صفت مسلمانوں کو چاہیئے ۱۲ منہ ف۳ یعنی عرب لوگ جاہل تھے جیسے مردہ زمین اب ان کو جلایا ان میں سب کمال پیدا کر دیئے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

نسخ الرحمٰن ف۱ یعنی اجل ۱۲ ۔

اس صورت میں آمنوا سے آمنوا باللسان مراد ہوں گے لیکن سیاق وسباق سے مناسب یہی ہے کہ اس سے بعض مخلص مومنین ہی مراد ہیں کیونکہ اکثر مخلصین تو ہمیشہ ہی اللہ تعالیٰ کے احکام کے آگے سرنگوں رہے ہیں۔ والمعاتب علی ماقاله الزجاج طائفة من المؤمنین والا فمنهم من لم یزل خاشعا منذ اسلم الی ان ذهب الی ربه (روح ج ۲۷ ص ۱۷۸) الم یأن من انی الامر یأنی اذا جاء اناه ای وقته (مدارک) اور ولا یکونوا، تخشع پر معطوف ہے یا استیناف ہے بصیغہ امر غائب (بحر، مظہری) ان تخشع میں ان مصدریہ ہے اور جملہ بتأویل مفرد لم یأن کا فاعل ہے اور وما نزل، ذکر اللہ پر معطوف ہے۔ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ یعنی ان کے اور ان کے پیغمبروں کے درمیان زیادہ وقفہ گذر گیا یا کفر ومعاصی میں ڈوبے ان کو کافی زمانہ گذر گیا۔ حاصل یہ ہے کہ کیا ایمان والوں کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر قرآن کی آیتوں کے آگے یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے ان کے دل تسلیم و رضاء کے ساتھ عاجز ہو جائیں اور ان کا سر اطاعت ان کے آگے جھک جائے اور وہ ان اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی مانند نہ ہو جائیں جو کفر وعصیان میں انہماک یا انبیاء علیہم السلام کی اصل تعلیمات اور ان کی صحبت سے محروم ہو جانے کی وجہ سے ایسے سنگدل ہو چکے ہیں کہ اللہ کے کسی حکم کا، زجر وتہدید کا اور تبشیر وتخویف کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا، بلکہ ان میں سے بہت سے تو صریح طور پر خدا کے نافرمان اور باغی ہو چکے ہیں۔ اور ایمان والوں میں تو اللہ کا رسول موجود ہے اور اللہ کے تازہ بتازہ احکام نازل ہو رہے ہیں اس لئے انھیں تو اللہ کے احکام کے آگے سراپا تسلیم ورضا بن جانا چاہیئے۔ بعض روایتوں میں موجود ہے کہ جن مسلمانوں سے احکام الٰہیہ کی تعمیل میں کچھ سستی ہوئی تھی اس آیت کے نزول کے بعد انہوں نے اس کی تلافی کر لی۔

ف۱۸ اعلموا ان اللہ۔ یہ ترغیب انفاق کے تیسرے طریق سے متعلق ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے مال کے بدلے کئی گنا واپس دینے کی ایک تمثیل ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ مردہ اور خشک زمین پر مینہ برسا کر اسے تازگی اور زندگی عطاء فرماتا اور اس میں بوئے ہوئے دانہ سے کئی سو گنا دانے حاصل ہوتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں خرچ کئے ہوئے مال میں اضافہ فرماتا ہے۔ یہ آیتیں اور یہ مضامین ہم اس لئے کھول کر بیان کرتے ہیں تاکہ تم ان کو سمجھو اور ان پر عمل کرو۔

ف۱۹ ان المصدقین۔ یہ ترغیب فی الانفاق ہے۔ المصدقین اور المصدقات میں الف لام اسم موصول ہے۔ بالترتیب بمعنیٰ الذین اور اللاتی اور دونوں اسم فاعل بمعنی ماضی ہیں یعنی تصدقوا اور تصدقن بقرینہ معطوف " اقرضوا "۔ اسم موصول ہمیشہ جملہ پر داخل ہوتا ہے اور یہاں اسم فاعل پر اس کا داخل ہونا بظاہر خلاف قاعدہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ ان اسماء موصولہ کے لئے ہے جو صورۃً و معنیً اسماء ہیں اور الف لام موصولہ چونکہ صورۃً حرف ہے اور معنیً اسم ہے، اس لئے مدخول بھی اگرچہ صورۃً مفرد (اسم فاعل) ہے لیکن معنیً جملہ اور بمعنی فعل ماضی ہے بقرینہ معطوف " اقرضوا " اب اصل عبارت یوں ہوگی ان الذین اصّدّقوا و اقرضوا اللہ الخ (کشاف روح، مدارک) جو مرد اور عورتیں اللہ کی راہ میں خرچ کر رہی ہیں وہ گویا خدا کو قرض دے رہی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس کا کئی گنا معاوضہ عطاء فرمائے گا۔ اور آخرت کا اجر و ثواب اس کے علاوہ ہے۔

ف۲۰ والذین آمنوا۔ جو لوگ صدق دل سے اللہ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور ان کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور دین حق کی سربلندی اور توحید کی اشاعت کے لئے دل کھول کر مال خرچ کیا، ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیقین اور شہداء کے رتبے میں ہوں گے اور آخرت میں ان کو وہی اجر و ثواب اور نور عطاء ہوگا جو صدیقین اور شہداء کے لئے ہوگا۔ یرید ان المؤمنین باللہ ورسوله هم عند اللہ بمنزلة الصدیقین والشهداء وهم الذین سبقوا الی التصدیق واستشهدوا فی سبیل اللہ (مدارک ج ۴ ص ۱۷۱) چونکہ

چونکہ ایک شخص صدق دل سے ایمان لا کر، اللہ کی کمال اطاعت بجا لا کر اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کر کے صدیق اور شہید کا مرتبہ حاصل کر سکتا ہے۔ اس لئے یہاں فرمایا هم الصدیقون والشهداء لیکن کوئی شخص ایمان اور عمل صالح میں انتہائی اخلاص کے باوجود نبی نہیں بن سکتا۔ البتہ نبیوں کی معیت حاصل کر سکتا ہے اس لئے سورۂ نساء ع ۹ میں فرمایا:

ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیهم من النبیین والصدیقین۔ الآیۃ:

۱۹ە والذین کفروا ۔ یہ کفار کے لئے تخویف اخروی ہے ۔ توحید و رسالت اور دیگر ضروریات دین کا انکار کرنے والے اور اللہ کی آیتوں کو جھٹلانے والے جہنم کا ایندھن ہوں گے **۲۲ە** اعلموا انما الحیٰوۃ ۔ یہ ترغیب انفاق کا چوتھا طریق ہے ۔ مصدروں پر تنوین تنکیر، ان افعال کی حقارت اور قلت کے اظہار کے لئے ہے ۔ تائید ۔ متاع قلیل ثم ماوٰھم جھنم ۔ (آل عمران ع ۲۰) تنوین تنکیر تحقیر و تقلیل کے لئے کلام میں اکثر آتی ہے (رضی) اللہ کی راہ میں خرچ کی ہوئی دولت کا معاوضہ اگر دنیا میں بصورت اضافہ دولت نہ ملا تو بھی مضائقہ نہیں ۔ یہ دنیا چیز ہی کیا ہے ۔ محض چند روزہ کھیل تماشا ہے، وقتی زینت و آرائش ہے اور یہاں حسب و نسب کی شرافت اور مال و اولاد کی کثرت و فراوانی پر ایک دوسرے کے مقابلے میں اپنی برتری ثابت کرنے اور اپنی بڑائی پر فخر کے سوا کیا ہے ؟ اگر تمہیں دنیا ہی میں اس کا عوض مل جاتا تو تم اپنی فضول باتوں میں اس کو اڑا دیتے ۔ اس کا اجر و ثواب محفوظ ہے جو آخرت میں تمہیں ملے گا دنیا کی یہ چہل پہل آنی فانی ہے اس میں دل نہ لگاؤ آخرت کی فکر کرو **۲۳ە** کمثل غیث ۔ یہ دنیا کی حقارت اور فانی ہونے کی تمثیل ہے ۔ الکفار سے کاشت کار مراد ہیں کیونکہ انہیں اپنا کھیت سرسبز و شاداب دیکھ کر انتہائی خوشی ہوتی ہے ۔ اس صورت میں یہ لفظ اپنے لغوی معنوں پر محمول ہوگا یعنی بیج کو زمین میں چھپانے والے ۔ علی ما روی عن ابن مسعود، لانھم یکفرون ای یسترون البذر فی الارض (روح ج ۲۷ ص ۱۸۹) یا اس سے کافر لوگ مراد ہیں اور ان کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ کفار دنیا کی زینت کو دیکھ کر اس میں گم ہو جاتے ہیں لیکن مومنین دنیا کی ہر خوبصورت چیز سے اللہ تعالیٰ کی قدرت و وحدانیت پر استدلال کرتے ہیں ۔ جیسا کہ ابو نواس نے گل نرگس کی تعریف میں کہا ہے ؎

عیون من لجین شاخصات علی اطرافھا ذھب سبیک
علی قضب الزبرجد شاھدات بان اللہ لیس لہ شریک (روح)

دنیا کی ناپائیداری کی مثال ایسی ہے جیسے بارش کی وجہ سے زمین پر سرسبز و شاداب نباتات لہلہانے لگے اور دیکھنے والے انہیں دیکھ کر خوشی سے پھولے نہ سمائیں ۔ یہاں تک کہ نباتات اپنے جوبن پر پہنچ جائے ۔ اس کے بعد تم دیکھو گے کہ اس کا رنگ زرد ہو رہا ہے آخر جب وہ پک جائے گی تو کاٹ ڈالی جائے گی اسی طرح اس دنیا کی زینت و آرائش بھی چند روزہ ہے ۔ وفی الاخرۃ عذاب شدید ۔ جو لوگ آخرت سے بے خبر ہو کر دنیا میں منہمک ہو جائیں گے ۔ آخرت میں ان کے لئے سخت ترین عذاب ہوگا ۔ ومغفرۃ من اللہ ورضوان ۔ اور جن لوگوں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی، اللہ کے احکام کے سامنے سر جھکا دیا اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا ان کو اللہ کی طرف سے بخشش اور رضائے الٰہی کا پروانہ ملے گا ۔ وما الحیٰوۃ الدنیا ۔ جو شخص دنیا کی زندگی کو عیش و طرب میں گذار دے اور آخرت سے غافل ہو جائے اس کے لئے دنیا فریب کا سامان ہے اور اگر حیات دنیا میں آخرت کے لئے تیاری کرتا رہا تو یہ زندگی ایک بہتر زندگی تک پہنچانے کا ذریعہ بن جائے گی ۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖۗ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ
وہی ہیں سچے ایمان والے اور لوگوں کا احوال بتلانے والے اپنے رب کے پاس ان کو ملے
اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ
ہے انکا ثواب اور انکی روشنی اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلایا انہوں نے ہماری باتوں کو وہ ہیں
اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۞ ۱۹ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ
دوزخ کے لوگ جان رکھو کہ دنیا کی زندگانی یہی ہے کھیل
وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى الْاَمْوَالِ وَ
اور تماشا اور بناؤ اور بڑائیاں کرنی آپس میں اور بہتات ڈھونڈنی مال کی اور
الْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ
اولاد کی جیسے حالت ایک مینہ کی جو خوش لگا کسانوں کو اس کا سبزہ پھر زور پر آتا ہے پھر تو دیکھے
مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ؕ وَفِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ
زرد ہو گیا پھر ہو جاتا ہے روندا ہوا گھاس اور آخرت میں سخت عذاب ہے
وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ
اور معافی بھی ہے اللہ سے اور رضامندی اور دنیا کی زندگانی تو یہی ہے مال
الْغُرُوْرِ ۞ ۲۰ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا
دغا کا ف دوڑو اپنے رب کی معافی کی طرف کو اور بہشت کو جس کا پھیلاؤ
كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ
ہے جیسے پھیلاؤ آسمان اور زمین کا تیار کر رکھی ہے واسطے ان کے جو یقین لائے اللہ پر
وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو
اور اسکے رسولوں پر یہ فضل اللہ کا ہے دے اس کو جس کو چاہے اور اللہ کا
الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۞ ۲۱ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ
فضل بڑا ہے کوئی آفت نہیں پڑتی ملک میں

ع ۲ / ۱۸

۱ تخویف اخروی ۱۲
۲ طریق چہارم برائے ترغیب انفاق ۱۲
۳ تمثیل فنائے دنیا ۱۲
۴ ترغیب انفاق ۱۲
۵ طریق پنجم برائے ترغیب انفاق ۱۲

موضح قرآن ف آدمی کو اول عمر میں کھیل چاہیے پھر تماشا پھر بناؤ درست کرنا ۔ پھر ساکھے کرنے اور نام حاصل کرنا اور مرنا قریب آوے تو فکر مال اور اولاد کی کہ پیچھے میرا گھر بار بنا رہے آسودہ ۔ یہ سب دغا کی جنس ہے آگے کام آوے گا اور ہی کچھ اور یہ کچھ کام نہ آویگا ۔

متاع الغرور) ای لمن عمل لها ولم یعمل للآخرۃ فمن اشتغل فی الدنیا بطلب الآخرۃ فھی لہ بلاغ الی ما ھو خیر منه (خازن ج ۷، ص ۲۶)
۲۴ سابقوا الی مغفرۃ۔ انفاق فی سبیل اللہ کی مزید ترغیب ہے۔ اگر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا عوض تمہیں دنیا میں نہیں ملا تو کیا ہوا، اللہ تعالیٰ آخرت میں تمہیں اس کا اجر دے گا، تمہارے گناہ معاف فرمائیگا اور جنت میں تمہیں مرتبے عطا فرمائیگا۔ تمہیں اتنا وسیع و عریض جنت عطا ہوگا جس کی صرف چوڑائی زمین و آسمان کی مجموعی چوڑائی کے برابر ہوگی اور لمبائی تو بہرحال اس سے بھی زیادہ ہوگی۔ یا عرض سے مطلق وسعت مراد ہے یعنی اس جنت کی وسعت زمین و آسمان کی مجموعی وسعت کے برابر ہوگی۔ یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو اللہ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔ اور ان کے احکام کی دل و جان سے تعمیل کریں۔ یہ اللہ کا فضل و احسان ہے وہ جسے چاہے اس سے نواز دے اور بڑے فضل و کرم کا مالک ہے اس کے یہاں کوئی کمی نہیں **۲۵** ما اصاب۔ یہ ترغیب انفاق کا پانچواں طریق ہے۔ یعنی اگر تم مال اس لئے خرچ نہیں کرتے ہو کہ مصیبتوں اور تکلیفوں میں کام آئے تو یہ بھی خام خیالی ہے۔ کیونکہ جو آفتیں زمین پر آنے والی ہیں مثلاً قحط سالی، کھیتوں کی تباہی، زلزلے وغیرہ یا جو مصیبتیں انسانوں پر آنے والی ہیں مثلاً بیماری تنگدستی وغیرہ یہ سب روز ازل میں مقدر ہو چکی ہیں اور وقوع ہونے سے پہلے ہی لوح محفوظ میں ثبت اور علم الٰہی میں موجود ہیں، اس لئے ان حوادث و بلیات کو مال و دولت یا کسی دوسرے وسائل سے روکنا ناممکن ہے اور ہر چیز کو مقدر کر لینا اللہ تعالیٰ کے لئے نہایت آسان ہے۔ کیونکہ اس کا علم کان وما یکون پر حاوی اور محیط ہے۔ لکیلا تاسوا۔ جار مجرور کا متعلق محذوف ہے۔ ای اخبرناکم بذلک لئلا تحزنوا (روح ج ۲۷ ص ۱۸۷) یعنی ہم نے تمہیں اس حقیقت سے اس لئے باخبر کر دیا ہے تاکہ تم اپنے نقصانات پر غم نہ کرو اور منافع حاصل ہونے پر آپے سے باہر نہ ہو جاؤ، کیونکہ سب کچھ اللہ کی طرف سے مقدر ہے اس میں تمہارے اختیار کو کچھ دخل نہیں **۲۶** واللہ لا یحب۔ یہ متکبروں اور بخیلوں کے لئے زجر و تہدید ہے۔ مختال اکڑ کر چلنے والا۔ فخور ڈینگیں مارنیوالا۔ اللہ تعالیٰ کبر و بڑائی سے اکڑنے والوں اور ڈینگیں مارنے والوں کو پسند نہیں کرتا جو نہ خود نیکی کے راستے میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو خرچ کرنے دیتے ہیں۔ بلکہ ان کو بخل کرنیکی تلقین کرتے ہیں۔ اصل میں بخل یہی ہے کہ آدمی اللہ کے دین اور توحید کی اشاعت میں خرچ نہ کرے۔ ومن یتول۔ یہ مذکورہ بالا پانچ وجوہ انفاق سے متعلق ہے شرط کی جزاء مقدر ہے اور فان اللہ ھو الغنی الحمید جزائے محذوف کی علت ہے مثلاً ومن یتول فاثم لہ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ یعنی جو شخص اس قدر واضح بیان کے بعد بھی نہ مانے، بلکہ اعراض کرے اور اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرے تو اس پر تُف ہے کیونکہ خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کو تو کوئی نفع نہیں ہوگا وہ تو ساری کائنات سے بے نیاز ہے اور ہر خوبی کا مالک ہے اور اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں **۲۷** لقد ارسلنا

وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ
اور نہ تمہاری جانوں میں جو لکھی نہ ہو ایک کتاب میں، پہلے اس سے کہ پیدا کریں ہم اسکو دنیا
اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ۟ۚ (۲۲) لِّكَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا
بیشک یہ اللہ پر آسان ہے، تاکہ تم غم نہ کھایا کرو اسپر جو
فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ
ہاتھ نہ آیا اور نہ شیخی کیا کرو اسپر جو تم کو اسنے دیا اور اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی
مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۟ۙ (۲۳) الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ
اترانے والا بڑائی مارنیوالا، وہ جو کہ آپ نہ دیں اور سکھلائیں
النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ
لوگوں کو بھی نہ دینا، اور جو کوئی منہ موڑے تو اللہ آپ ہے بے پروا
الْحَمِیْدُ (۲۴) لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا
سب خوبیوں کیساتھ موصوف، ہم نے بھیجے ہیں اپنے رسول نشانیاں دیکر اور اتاری
مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ
ان کے ساتھ کتاب اور ترازو تاکہ لوگ سیدھے رہیں انصاف پر
وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ
اور ہم نے اتارا لوہا اس میں سخت لڑائی ہے اور لوگوں کے
لِلنَّاسِ وَلِیَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَیْبِ ؕ
کام چلتے ہیں، اور تاکہ معلوم کرے اللہ کون مدد کرتا ہے اسکی اور اس کے رسولوں کی بن دیکھے
اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ (۲۵) ؑ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِیْمَ
بیشک اللہ زور آور ہے زبردست ف، اور ہم نے بھیجا نوح کو اور ابراہیم کو
وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ
اور ٹھہرادی دونوں کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب پھر کوئی ان میں راہ پر ہے

ع ۳

۲۳ زجر بر متکبران و بخیلان ۱۲

۲۴ ذکر مضمون جہاد ۱۲

۲۵ تفصیل اجمال آیت سابقہ ۱۲

موضح قرآن ف کتاب اور ترازو شاید اسی ترازو کو کہا تولنے کی یہ بھی اسباب ہے انصاف کا یا شریعت کو فرمایا جس سے جھوٹا سچا کھل جائے۔

یہاں سے سورت کے دوسرے مضمون یعنی جہاد فی سبیل اللہ کا بیان شروع ہوتا ہے البینٰت معجزاتِ واضحہ، الکتاب سے جنس مراد ہے اور تمام کتب سماویہ کو شامل ہے المیزان کا عطف الکتاب پر تفسیری ہے از قبیل عطف الاسم علی الاسم یعنی یہ دونوں ایک ہی چیز کے نام ہیں اور تغایر محض لفظی اور اعتباری ہے جیسا کہ امام طحاوی رح نے فرمایا ہے کہ حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی اور ایک قراءت میں اس کے بعد وصلوۃ العصر وارد ہے۔ امام طحاوی اسے عطف الاسم علی الاسم قرار دیتے ہیں۔ حاصل یہ کہ یہ عطف تفسیری ہے ایک ہی چیز کے دو ناموں میں سے ایک کو دوسرے پر معطوف کیا گیا ہے کتب

وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم

اور بہت ان میں نافرمان ہیں پھر پیچھے بھیجے ان کے قدموں پر ف۲۹

بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ

اپنے رسول اور پیچھے بھیجا ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو اور اسکو ہم نے دی انجیل

وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً ط

اور رکھ دی اس کے ساتھ چلنے والوں کے دل میں نرمی اور مہربانی

وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ

اور ایک ترک کرنا دنیا کا جو انہوں نے نئی بات نکالی تھی ہم نے نہیں لکھا تھا یہ ان پر مگر کیا چاہنے کو

رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ج فَآتَيْنَا الَّذِينَ

اللہ کی رضامندی پھر نہ نباہا اسکو جیسا چاہیے تھا نباہنا پھر دیا ہم نے ان لوگوں کو

آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ ج وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٢٧﴾ يَا أَيُّهَا

جو ان میں ایماندار تھے انکا بدلا ف۱ اور بہت ان میں نافرمان ہیں ف اے

الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ

ایمان والو ف۳ ڈرتے رہو اللہ سے اور یقین لاؤ اس کے رسول پر ف۲ دیگا تمکو دو حصے

مِن رَّحْمَتِهِ وَيَجْعَل لَّكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ

اپنی رحمت سے اور رکھ دے گا تم میں روشنی جسکو لئے پھرو اور تمکو معاف

لَكُمْ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٨﴾ لِّئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَلَّا

کریگا اور اللہ معاف کرنیوالا ہے مہربان ف تاکہ نہ جانیں ف۳ کتاب والے کہ

يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّن فَضْلِ اللَّهِ وَأَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ

نہیں سکتے کوئی چیز اللہ کے فضل میں سے اور یہ کہ بزرگی اللہ کے ہاتھ

ع ۴

اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ط وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٢٩﴾

ہے دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے ف

سماویہ چونکہ حق و باطل اور شرائع الٰہیہ کے لئے میزان ہیں اس لئے ان کو میزان کہا گیا۔ انزلنا الحدید یعنی ہم نے لوہا پیدا کیا۔ (انزلنا الحدید) ای انشأناہ وخلقناہ۔ کقولہ تعالیٰ: وانزل لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج (قرطبی ج ۱۷ ص ۲۶۱) باسٌ شدید لوہا شدت کی جنگ کا ذریعہ ہے کیونکہ تمام آلات حرب لوہے سے بنتے ہیں۔ واما الحدید ففیہ الباس الشدید فان آلات الحروب متخذۃ منہ (کبیر) فرمایا ہم نے بنی آدم میں بہت سے پیغمبر بھیجے جنہیں کھلے معجزات اور روشن نشانات دیئے اور ان پر کتابیں نازل کیں جو شرائع سماویہ کا معیار و میزان تھیں تاکہ لوگ ان پر عمل کر کے دنیا میں عادلانہ نظام زندگی قائم کر سکیں اور ہم نے لوہا پیدا کیا جس میں لوگوں کے لئے گوناگوں فائدے ہیں اور سب سے اہم فائدہ یہ ہے کہ اس سے سامانِ جنگ تیار ہوتا ہے۔ لیعلم اللہ مجاز اظہارِ حقیقت مراد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز کو جانتا ہے۔ ہم نے لوہا پیدا کیا جس سے آلات حرب اور سامان جنگ تیار کرتے ہیں تاکہ ہم دیکھیں اور ظاہر کریں کہ ان آلات حرب سے اللہ کے دین کو سربلند اور باطل کو سرنگوں کرنے کے لئے کون جہاد کرتا ہے اور کون سر دھڑ کی بازی لگا کر اللہ کے دین اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ ان اللہ قوی عزیز اللہ ایسا طاقتور اور غالب ہے کہ وہ دشمنان اسلام کو آن کی آن میں ختم کر سکتا ہے مگر ابتلاء و امتحان کیلئے اس نے اہل ایمان پر کفار سے جہاد کو فرض قرار دیا۔ **۲۵** ولقد ارسلنا نوحا۔ یہ گذشتہ آیت میں اجمال کی تفصیل ہے ہم نے نوح ع اور ابراہیم ع کو رسالت سے سرفراز فرمایا اور پھر ان کی اولاد میں بھی رسالت و نبوت اور وحی کا سلسلہ جاری کر دیا اور ان کی اولاد میں ہزاروں پیغمبر مبعوث کئے، لیکن اس کے باوجود انکی ساری اولاد ہدایت پر قائم نہ رہی۔ ان میں سے کچھ تو انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کے مطابق ہدایت اور توحید پر قائم

موضح قرآن ف یہ فقیری اور تارک دنیا بننا نصاریٰ نے رسم نکالی جنگل میں تکیہ بنا کر بیٹھتے نہ جورو رکھتے نہ بیٹا نہ کماتے نہ جوڑتے محض عبادت میں رہتے خلق سے نہ ملتے۔ اللہ نے بندوں پر یہ حکم نہیں رکھا مگر جب اپنے اوپر نام رکھا ترک دنیا کا پھر اُس پردے میں دنیا چاہنی بڑا وبال ہے ف۲ یعنی اس رسول کے تابع رہو کہ یہ نعمتیں پاؤ اوروں سے دونا ثواب ہر عمل کا اور روشنی لئے پھرو یعنی تمہارا وجود نورانی ہو جاوے ف۳ یعنی اہل کتاب پیغمبروں کا احوال سن کر پچھتاتے کہ ہم ان سے دور پڑے ہم کو وہ درجے ملنے محال ہیں، سو یہ رسول اللہ نے کھڑا کیا اسکی صحبت میں آگے سے دونا کمال مل سکتا ہے اور اللہ کا فضل بند نہیں ہو گیا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ف۲ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔

رہے مگر اکثر صراطِ مستقیم سے بھٹک کر کفر و شرک اور گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔ ای خارجون عن الصراط المستقیم (روح) ۲۹ ثم قفینا۔ ان کے بعد ہم پے درپے پیغمبر بھیجتے رہے یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سب کے بعد ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور اس پر کتاب انجیل نازل کی جس میں مسئلہ توحید اور دیگر احکام شریعت کا بیان تھا جن لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی کی ہم نے ان کے دلوں میں محبت و الفت پیدا کر دی اور وہ آپس میں ایک دوسرے سے نہایت محبت و مودّت کا سلوک کرتے تھے۔ ورھبانیة ابتدعوھا۔ رھبانیة، عزلت، ریاضت، لوگوں سے علیحدگی اختیار کر کے اللہ کی عبادت میں مصروف ہو جانا، اس کا ناصب علی شریطة التفسیر محذوف ہے منصوب بفعل مضمر یفسرہ الظاہر ای وابتدعوا رھبانیة۔ (روح ج ۲۷ ص ۱۹۰) الا ابتغاء وجہ اللہ کتبنا ھا میں ضمیر مفعول سے بدل ہے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین میں سے ایک جماعت نے رہبانیت از خود اختراع کی تھی ہم نے سرے سے ان پر فرض کی ہی نہ تھی ہم نے تو ان پر اللہ کی رضاجوئی فرض کی تھی لیکن جو چیز انہوں نے اپنی طرف سے اپنے اُوپر لازم کر لی تھی آخر وہ اس کا بھی حق ادا نہ کر سکے اور رہبانیت پر پورے نہ اتر سکے والمعنی ماکتبنا علیھم الا ابتغاء رضوان اللہ (قرطبی ج ۱۷ ص ۲۶۳) یا استثناء منقطع ہے۔ یعنی رہبانیت کو ہم نے ان پر فرض نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے خود ہی اللہ کی رضاجوئی کے لئے اسے اپنے اُوپر لازم کر لیا تھا، لیکن پھر اس کا حق ادا نہ کر سکے۔ استثناء منقطع ای ما فرضناھا نحن علیھم رأسا ولکن ابتدعوھا والزموا انفسھم بھا ابتغاء رضوان اللہ تعالیٰ (روح) یا استثناء متصل ہے یعنی رہبانیت کو انہوں نے اختراع کیا اور ہم نے رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے ان پر اسکو مقرر کر دیا۔ استثناء متصل والمعنی انما تعبدناھم بھا الا علی وجہ ابتغاء مرضاة اللہ تعالیٰ (کبیر) ابتدا میں جن لوگوں نے رہبانیت اختیار کی تھی اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ نہ تو جہاد کی طاقت رکھتے تھے اور نہ امر بالمعروف کی تو انہوں نے عزلت اختیار کر لی مگر بعد میں لوگ اسکی رعایت نہ کر سکے ۳۰ فاتینا الذین اٰمنوا۔ اس سے عیسیٰ علیہ السلام کے مخلص جان نثار حواریین مراد ہیں جنہوں نے دین حق کی خاطر جہاد کیا اور لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے رہے اور دین عیسوی کے سچے متبع تھے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن مسعود! بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے ان میں سے صرف تین فرقے بچے باقی سب ہلاک اور جہنمی ہوئے اوّل وہ جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت کو قبول کیا اور دشمنوں کے مقابلے میں انکی مدد کی اور کفار سے جہاد کیا۔ ان لوگوں کے بارے میں وارد ہے فایدنا الذین اٰمنوا علی عدوھم فاصبحوا ظٰھرین (صف ع ۲) دوّم وہ جو جہاد کی طاقت نہیں رکھتے، لیکن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے۔ سوّم وہ جو ان دونوں کاموں کی طاقت نہیں رکھتے۔ انہوں نے عزلت اور رہبانیت اختیار کی اور اللہ کی عبادت میں مصروف ہو گئے۔ یا ابن مسعود اما علمت ان بنی اسرائیل تفرقوا اثنتین و سبعین فرقة کلھا فی النار الا ثلاث فرق، فرقة اٰمنت بعیسٰی علیہ السلام، وقاتلوا اعداء اللہ فی نصرتہ حتی قتلوا، و فرقة لم یکن لھا طاقة بالقتال، فامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر، و فرقة لم یکن لھا طاقة بالامرین، فلبسوا العباء وخرجوا الی القفار والفیافی (روح ج ۲۷ ص ۱۹۲ و کبیر ج ۸ ص ۱۲۵ واللفظ لہ بتغییر) وکثیر منھم فٰسقون ان تینوں فرقوں کے علاوہ باقی اکثریت راہِ راست سے ہٹ کر کفر و شرک اور تثلیث میں مبتلا ہو گئی ۳۱ یا ایھا الذین اٰمنوا۔ یہ خطاب یہود و نصاریٰ سے ہے جو موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام پر ایمان لا چکے تھے ان سے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور حق بات کو مت چھپاؤ اور اللہ کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ، اللہ تمہیں دوگنا رحمت سے ہمکنار کریگا اور دوگنا اجر و ثواب عطا فرمائیگا۔ اور قیامت کے دن تمہیں روشنی عطا کریگا جس میں تم چل سکو گے اور تمہارے تمام گذشتہ گناہ معاف فرما دے گا۔ کیونکہ وہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت ہی مہربان ہے۔ دوگنا اجر و ثواب اس لئے کہ ایک ثواب تو ہو گا پہلے پیغمبر پر ایمان لانے کا اور دوسرا ثواب ہو گا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا۔ المعنی یا ایھا الذین اٰمنوا بموسی وعیسٰی علیھما السلام، اٰمنوا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم... یؤتکم نصیبین من رحمتہ نصیبا علی ایمانکم بمن اٰمنتم بہ اولا ونصیبا علی ایمانکم بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم اٰخرا۔ (روح ج ۲۷ ص ۱۹۴) ۳۲ لئلا یعلم۔ لا میں دو قول ہیں۔ اوّل یہ کہ لا زائدہ برائے تاکید۔ اہل کتاب کا زعم تھا کہ رسالت و نبوت اور وحی ربانی کے مستحق صرف بنی اسرائیل ہی ہیں اور کوئی نہیں، اس لئے اب بھی اگر کوئی پیغمبر آسکتا ہے تو صرف بنی اسرائیل سے مبعوث ہو سکتا ہے تو ان کے زعم باطل کا رد فرمایا کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور دوہرا ثواب دینے کا اس لئے وعدہ کیا ہے تاکہ اہل کتاب کو آپکی نبوت کا یقین ہو جائے اور انہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ کے فضل و احسان کی تقسیم ان کے اختیار و قدرت میں نہیں اور نبوت و رسالت جو اللہ کا سب سے بڑا فضل ہے ان کے تصرف میں نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے وہ جسے چاہے اُس کو نوازے اسے کوئی روکنے والا نہیں۔ دوّم یہ کہ لا زائدہ نہیں۔ اس صورت میں یقدرون کی ضمیر فاعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین سے کنایہ ہو گی یعنی تاکہ اہل کتاب یہ نہ سمجھیں کہ پیغمبرؐ اور اہل اسلام اللہ کے فضل و احسان کے مستحق نہیں ہیں۔ والتقدیر: لئلا یعلموا اھل الکتاب ان النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) والمؤمنین لا یقدرون علی شیٔ من فضل اللہ (کبیر) لیکن حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں بھی یقدرون کی ضمیر اہل کتاب کیطرف راجع ہے اور مطلب یہ کہ اہل کتاب یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ اب ہمارا کوئی امام نہیں اسلئے اب ہم جہاد کر کے اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسکی رضامندی حاصل نہیں کر سکتے تو اب خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا چکے ہیں، لہٰذا ان پر ایمان لاؤ اور ان کے ساتھ ملکر اللہ کے دین کی سربلندی اور توحید کی اشاعت کیلئے جہاد کرو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے فضل و رحمت سے نوازیگا اس کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں اور اس کے فضل و احسان کا کوئی کنارہ نہیں۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

سورة الحدید میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

سبح للہ ما فی السمٰوٰت والارض ـــ تا ـــ وھو علیم بذات الصدور نفی شرک اعتقادی و بیان مراتب ثلاثہ برائے توحید۔ دو کا صراحةً اور ایک کا تبعاً۔

سُورۃ المجادلۃ

ربط سورۂ مجادلہ، حشر، ممتحنہ اور صف یہ چاروں سُورۂ حدید کے مضمون ثانی یعنی ترغیب الی القتال فی سبیل اللہ پر متفرع ہیں۔ اور دوسری سورت کو مسئلہ توحید کے بیان سے شروع کیا گیا ہے تاکہ اصل مقصود پیش نظر رہے۔

خلاصہ بطور تمہید مسئلہ ظہار کا بیان۔ چوٹی کے منافقین پر زجریں۔ اصلاح منافقین کیلئے تین قوانین۔ ابتداء و انتہاء میں منافقوں کے لئے تخویف دنیوی واخروی۔

تفصیل

قد سمع اللہ ـــ تا ـــ وللکفرین عذاب الیم ہ بطور تمہید مسئلہ ظہار کا بیان ہے جو کافروں اور منافقوں کے لئے مبدأ طعن تھا۔ وہ کہنے لگے دیکھو جی یہ کیسا پیغمبر ہے کہ اس نے منہ بولی ماں سے نکاح جائز کر دیا ہے۔ ان الذین یحادون اللہ ـــ تا ـــ واللہ علی کل شیئ شہید ہ زجر و تخویف دنیوی و اخروی برائے کفار و منافقین۔ جو کفار و منافقین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر طعن کرتے اور ان کی مخالفت کرتے ہیں وہ دنیا میں بھی ذلیل و رسوا ہوں گے اور آخرت میں بھی ان کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار ہے۔

الم تر ان اللہ یعلم ۔الآیۃ۔ (۳۴) زجر اوّل برائے منافقین۔ یہ زجریں اوّل درجہ اور چوٹی کے منافقین کے لئے ہیں۔ یہ لوگ جہاد کو ناکام بنانے کے لئے خفیہ مشورے کرتے اور پروگرام بناتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ سے ان کا کوئی مشورہ اور پروگرام مخفی نہیں۔ الم تر الی الذین نھوا عن النجوی ۔الآیۃ زجر ثانی برائے منافقین۔ ان کا خبثِ باطن اور عنادِ قلبی اس حد تک بڑھ چکا ہے کہ باوجود اس کے کہ انہیں ایسے مشورے سے منع کر دیا گیا ہے لیکن پھر بھی باز نہیں آتے اور باقاعدہ اسلام، پیغمبر علیہ السلام اور جہاد کے خلاف منصوبے بناتے رہتے ہیں اور پھر پیغمبر علیہ السلام کی مجلس میں حاضری کے وقت بھی نہایت بدتمیزی کرتے ہیں۔

یا یھا الذین اٰمنوا ـــ تا ـــ وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون ہ قانون اوّل برائے اصلاحِ منافقین۔ ان آیتوں میں خطاب مؤمنین سے ہے لیکن مقصود اصلاحِ منافقین ہے۔ فرمایا جب بھی کوئی مشورہ کرو تو نیک کاموں کا مشورہ کیا کرو اور شر و فساد پھیلانے، عداوتِ اسلام اور مخالفتِ پیغمبر علیہ السلام کے منصوبے نہ بنایا کرو۔ یا یھا الذین اٰمنوا اذا قیل لکم ۔الآیۃ یہ دوسرا قانون ہے۔ منافقین حضور علیہ السلام کی مجلس میں آپ کے بالکل قریب آکر بیٹھ جاتے اور مخلصین اور اکابر صحابہ کی آمد پر بھی ان کو جگہ نہ دیتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجلس میں آنے والوں کو جگہ دے دیا کرو۔ یایھا الذین اٰمنوا اذا ناجیتم ـــ تا ـــ واللہ خبیر بما تعملون ہ یہ تیسرا قانون ہے۔ بعض منافقین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجلس سے علیحدہ لے جا کر آپ کے ساتھ سرگوشیاں کرتے تاکہ لوگ سمجھیں کہ یہ بڑے خاص اور مخلص لوگ ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا کہ جب پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ کوئی مشورہ کرنا ہو تو پہلے اللہ کی راہ میں صدقہ دے لیا کرو۔ تاکہ تمہارے کاموں میں برکت ہو۔

الم تر الی الذین تولوا ـــ تا ـــ الا ان حزب الشیطٰن ھم الخٰسرون ہ (۳۴) آخر میں پھر منافقین کے لئے زجر اور تخویف دنیوی و اخروی ہے۔ ان بدبخت منافقوں کی دلی دوستی مسلمانوں کے ساتھ نہیں، بلکہ خدا کے دشمنوں کے ساتھ ہے۔ اس دوغلی روش سے انھیں کچھ فائدہ نہیں ہوگا بلکہ دنیا اور آخرت میں خسارہ اٹھائینگے۔ ان الذین یحآدون اللہ ۔الآیۃ۔ اس کا تعلق ابتداء سورت سے ہے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ الآیۃ۔ بشارت فتح برائے مؤمنین۔ لا تجد قوما یؤمنون باللہ۔ الآیۃ۔ مدح مخلصین و بشارت اخرویہ۔ مخلص مومنوں کی شان یہ ہے کہ دشمنان اللہ و رسول سے وہ دوستی نہیں رکھ سکتے اگرچہ وہ ان کے قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے۔ اور انھیں اسقدر انعام و اکرام سے نوازے گا کہ وہ بھی اس سے راضی ہو جائینگے۔

لہ قد سمع اللہ ۔ بیان حکم ظہار بطور تمہید برائے زجرات منافقین۔ ظہار سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو اپنی والدہ یا کسی اور ذی رحم محرم پشت سے تشبیہہ دیدے۔ زمانہ جاہلیت میں ظہار کو طلاق قرار دیا جاتا تھا۔ اور ظہار کے بعد بالکل بیوی کو الگ کر دیا جاتا۔ حکم ظہار کے نزول سے پہلے اسلام میں بھی سے طلاق ہی سمجھا جاتا تھا۔ وکان الظھار بالمعنی السابق طلاقا فی الجاھلیۃ، قیل واول الاسلام (روح ج ۲۸ ص ۲) ایک شخص اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کی اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ بن مالک رضی اللہ عنہا سے کسی معاملہ میں تکرار ہو گئی تو انہوں نے اس سے ظہار کر کے بعد میں پشیمان ہوئے۔ ان کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عرض کیا یا رسول اللہ! اوس رضہ نے جوانی میں مجھ سے

شادی کی اور اب جبکہ میں بوڑھی ہوچکی ہوں اور بہت سے بچوں کی ماں بن چکی ہوں اس نے مجھے اپنی ماں سے تشبیہ دیکر مجھے چھوڑ دیا ہے۔ میری حالت نہایت قابل رحم ہے آپ نے فرمایا: میری رائے تو یہی ہے کہ اب تو اس پر حرام ہوچکی ہے ما اراك الا قد حرمت علیه ولم اؤمر فی شانك بشیٔ۔ خازن ومعالم، ص ۲۴۴) وہ بار بار عرض کرتی یا رسول اللہ! میرے لئے کوئی صورت ہو کہ میں دوبارہ اوس رضؓ کے گھر آباد ہوسکوں، لیکن ہر بار آپ وہی جواب دیتے اور وہ بیچاری مجبور ہوکر اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی وزاری سے اپنے دکھ کا اظہار کرنے لگتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اس عورت کے درمیان بار بار

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

ف سورۂ مجادلہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی بائیس آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ

١ سن لی اللہ نے ف بات اس عورت کی جو جھگڑتی تھی تجھسے اپنے خاوند کے حق اور جھینکتی تھی

اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ①

اللہ کے آگے اور اللہ سنتا تھا سوال وجواب تم دونوں کا بے شک اللہ سنتا ہے دیکھتا ہے ف

الَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ

جو لوگ ف ماں کہہ بیٹھیں تم میں سے اپنی ف عورتوں کو وہ نہیں ہوجاتیں انکی مائیں

اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا

ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا اور وہ بولتے ہیں ایک ناپسند

مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ② وَالَّذِيْنَ

بات اور جھوٹی اور اللہ معاف کرنیوالا بخشنے والا ہے اور جو لوگ

يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ

ماں کہہ بیٹھیں ف اپنی عورتوں کو پھر کرنا چاہیں وہی کام جسکو کہا ہے تو آزاد کرنا

رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَ

چاہیئے ایک بردہ پہلے اس سے کہ آپس میں ہاتھ لگائیں اس سے تمکو نصیحت ہوگی اور

اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ③ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ

اللہ خبر رکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف پھر جو کوئی نہ پائے تو روزے ہیں ف

شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۚ فَمَنْ

دو مہینے کے لگاتار پہلے اس سے کہ آپس میں چھوئیں پھر جو کوئی

سوال وجواب ہوا اور اس عورت نے ہر بار اللہ تعالیٰ سے التجا کی آخر اللہ تعالیٰ نے اس کی آہ وزاری کو قبول فرمایا اور کفارۂ ظہار کا حکم نازل فرمایا کہ کفارہ ظہار کے بعد وہ دوبارہ اپنے خاوند کے پاس رہ سکتی ہے سَمِعَ میں سماع سے مجازاً قبول واجابت مراد ہے والسماع مجاز عن القبول والاجابۃ (روح)

۱ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی دعاء والتجا قبول فرما لی جو اپنے خاوند کے بارے میں آپ سے تکرار کررہی تھی اور اللہ کے سامنے اپنے حال زار کا اظہار کررہی تھی اور اللہ تعالیٰ بھی تمہارا سوال وجواب سن رہا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ یسمع مضارع برائے ماضی استمراری ہے اور ان اللہ سمیع بصیر جملہ ماقبل کیلئے بمنزلہ علت ہے

۳ الذین یظہرون۔ یہ ظہار کرنے والوں کو تنبیہہ اور اصل حقیقت کا اظہار ہے۔ جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرلیتے ہیں اور پھر یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ اب وہ ان پر ماؤں کی طرح ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی ہیں یہ خیال غلط ہے ظہار سے بیویاں مائیں نہیں بن جاتیں، مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنم دیا ہے وہ بیویوں کو اپنی ماؤں سے تشبیہہ دے کر ایک خلاف شریعت، خلاف عقل اور سراسر غلط بات منہ سے نکالتے ہیں۔ ہاں جو لوگ توبہ کرلیں اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی سے انکا گناہ معاف فرمادے گا (منکرا من القول) ینکرہ الشرع والعقل والطبع ایضا (وزورا) وکذبا باطلا منحرفا عن الحق (روح، مدارک) اس پر کفار ومنافقین نے ازراہ عناد طعن کیا کہ یہ اچھی شریعت کہ جس کو ایک دفعہ ماں کہہ لیا اس کو پھر بیوی بنا لیا۔ لیکن یہ اعتراض سراسر باطل ہے کیونکہ زبان سے ایک سراسر غلط اور خلاف واقعہ بات کہہ دینے

۲ بیان کفارۂ ظہار ۱۲

۳ کفارہ کی پہلی صورت ۱۲

۴ دوسری صورت ۱۲

۵ تیسری صورت ۱۲

موضح قرآن ف اسلام سے پہلے مرد اگر عورت کو کہتا کہ تو میری ماں ہے تو ساری عمر وہ اس پر حرام گنتے حضرت کے وقت میں ایک مسلمان کہہ بیٹھا یہی عورت کو پھر دونوں پچتائے عورت آئی حضرت کے پاس حضرت نے فرمایا۔ اب کیونکر مل سکتے ہو، وہ شکوہ اور زاری کرنے لگی کہ گھر ویران ہوتا ہے اولاد پریشان ہوتی ہے تب یہ حکم اترا فرمایا کہ جن نے جنا نہیں وہ ماں کیونکر ہو۔ مگر اپنی گستاخی کا بدلہ کفارہ دے تو اس عورت کے پاس جاوے نہیں تو نہ جاوے پر عورت اُسی کی رہی، اس ماں بہن کہنے کو ظہار کہتے ہیں ف۲ پھر وہی کام جس کو کہا ہے۔ یعنی یہ غلط کہا ہے صحبت موقوف کرنے کو صحبت کیا چاہیں تو پہلے بردہ آزاد کریں۔

فتح الرحمٰن ف زنی را شوہر او گفت انت علی کظہر امی تو بر من مانند پشت مادر منی آن زن پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمد و این ماجرا عرض کرد فرمودند حرام شدی۔ آن زن کثرت عیال وقلت مال عرض کرد خدا تعالیٰ این آیت فرستاد ف۲ یعنی تشبیہ می دہند زنان خود را بہ پشت مادر ۱۲۔

سے حقیقت نہیں بدل سکتی **ف۴** والذین یظھرون یہ کفارۂ ظہار کا بیان ہے۔ کفارۂ ظہار کی تین صورتیں ہیں۔ اس آیت میں پہلی صورت کا بیان ہے۔ لما قالوا ای لنقض ما قالوا (مدارک) فتحریر رقبۃ یہ خبر مقدر کا مبتدا ہے ای فعلیھم تحریر رقبۃ (مظہری) یعنی جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کر بیٹھیں لیکن اس کے بعد وہ اپنی کہی ہوئی بات کو کالعدم اور اسکی تلافی کرنا چاہیں تو ان پر بطور کفارہ ایک غلام کا آزاد کرنا لازم ہے لیکن اس کیلئے شرط یہ ہے کہ ظہار کے بعد بیوی کے پاس جانے سے پہلے غلام آزاد کریں۔ یہ کفارہ ادا کرنے کا حکم تمہیں تنبیہہ کے لئے کیا جارہا ہے تاکہ تم آئندہ اس فعل شنیع کا ارتکاب نہ کرو اور

لَمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا

پھر نہ کر سکے **ف۶** تو کھانا دینا ہے ساٹھ محتاجوں کا یہ حکم اس واسطے کہ تابعدار

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ

ہو جاؤ اللہ کے اور اس کے رسول کے اور یہ حدیں باندھی ہیں اللہ کی اور منکروں کیواسطے عذاب ہے

اَلِيْمٌ ④ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَاۗدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا

دردناک **ف۷** جو لوگ کہ مخالفت کرتے ہیں اللہ کی اور اسکے رسول کی وہ خوار ہوئے

كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ

جیسے کہ خوار ہوئے ہیں وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے اور ہم نے اتاری ہیں آیتیں

بَيِّنٰتٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑤ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ

بہت صاف اور منکروں کے واسطے عذاب ہے ذلت کا جس دن کہ اٹھائیگا

اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۭ

اللہ ان سب کو پھر جتلا ئیگا انکو ان کے کئے کام اللہ نے وہ سب گن رکھے ہیں اور وہ بھول

وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ⑥ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا

گئے اور اللہ کے سامنے ہے ہر چیز تو نے نہیں دیکھا **ف۸** کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى

ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں کہیں نہیں ہوتا مشورہ

ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ

تین کا جہاں وہ نہیں ہوتا انمیں چوتھا اور نہ پانچ کا جہاں وہ نہیں ہوتا انمیں چھٹا

وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ

اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ جہاں وہ نہیں ہوتا ان کیساتھ جہاں

مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ

کہیں ہوں پھر جتلا دے گا انکو جو کچھ انہوں نے کیا قیامت کے دن بے شک

ع ۱ | ۱

ف۷ زجر برائے کفار و منافقین و تخویف اخروی و دنیوی ۱۲

ف۸ ربط نزول ۱۲

اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے وہ خوب جانتا ہے کون اسکی شریعت کا اتباع کرتا ہے اور کون نہیں کرتا ذٰلکم توعظون بہ ای تزجرون بہ (ابن کثیر ج ۴ ص ۳۲۱) **ف۵** فمن لم یجد کفارۂ ظہار کی دوسری صورت، جس کی مالی حالت کمزور ہو اور وہ غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اسے دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنے لازم ہیں۔ اسمیں ایک شرط تو وہی ہے کہ بیوی کے پاس جانے سے پہلے دو ماہ کے روزے رکھے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ روزے لگاتار رکھے درمیان میں ناغہ نہ کرے۔ اگر کسی شخص نے دو ماہ کے دوران ایک دن کا روزہ ناغہ کر دیا، یا اس دوران میں رات کو اس بیوی سے صحبت کرلی جس سے ظہار کیا ہے تو دونوں صورتوں میں از سر نو دو ماہ کے متواتر روزے رکھنے لازم ہوں گے **ف۶** فمن لم یستطع۔ یہ کفارۂ ظہار کی تیسری صورت ہے۔ اگر کوئی شخص بیماری یا بڑھاپے یا کسی دوسری مانع کی وجہ سے روزے رکھنے سے قاصر ہو تو اس کیلئے کفارۂ ظہار ادا کرنے کی صورت یہ ہے کہ وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے اسکی کئی صورتیں ہیں۔ اوّل ایک مسکین کو ساٹھ دن دو وقت پیٹ بھر کھانا کھلاوے دوم، ساٹھ مسکینوں کو ایک ہی دن میں دو وقت پیٹ بھر کھانا کھلاوے۔ سوم، ساٹھ آدمیوں کو فی کس دو سیر گندم یا گندم کا آٹا یا فی کس چار سیر جَو یا جَو کا آٹا دیدے۔ ان صورتوں میں سے جو صورت چاہے اختیار کرے کفارہ ادا ہو جائیگا۔ کفارۂ ظہار کی تیسری صورت میں مجامعت پر اسکی تقدیم شرط نہیں۔ اگر کسی شخص نے ایک مسکین کو ایک ماہ یا کم و بیش کھانا کھلانے کے بعد بیوی سے صحبت کرلی تو اس میں کوئی حرج نہیں کھانا کھلانا از سر نو لازم نہیں ہوگا۔ ذٰلک لتؤمنوا باللہ و رسولہ یہ حدود و احکام اس لئے بیان کئے گئے ہیں تاکہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا ایمان قائم رکھو اور ان کے احکام کی تعمیل کرو۔ یہ احکام و شرائع اللہ کی حدود ہیں جن کی پابندی کرنا اہل ایمان کا شیوہ ہے۔ لیکن کفار جو اللہ کی حدود کو توڑتے اور شرائع الٰہیہ پر طعن کرتے ہیں ان کے لئے نہایت دردناک عذاب تیار ہے **ف۷** ان الذین یحآدون۔ یہ ان کفار و منافقین کے لئے زجر اور تخویف دنیوی و اخروی ہے جو خدا اور رسول ؐ کے احکام کی مخالفت کرتے اور احکام شریعت پر طعن کرتے ہیں۔ ان کو دنیا میں ذلیل و رسوا کیا جائیگا۔ جس طرح گذشتہ امتوں کے کافروں کو کیا

موضح قرآن ف۱ بردے کا مقدور ہو تو روزہ نہیں۔ روزہ ہو سکے تو کھانا نہیں آخر کو کھانا ہے اگر پکا کر کھلاوے تو سالن روٹی دو وقت کھلاوے پیٹ بھر کر اور اگر اناج دے تو ہر ہر کو دو دو سیر گیہوں۔

گیا۔ حالانکہ ہم اسلام، قرآن اور پیغمبر علیہ السلام کی صداقت پر واضح اور روشن دلائل قائم کرچکے ہیں کہ انکار و مخالفت کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان معاندین کو دنیا میں مسلمانوں کے ہاتھوں مختلف مواقع پر نہایت ذلیل و رسوا کیا۔ جنگ بدر یا جنگ احزاب میں یا دونوں ہی مراد ہوں (بحر، روح) وللکفرین عذاب مھین ۸ دنیا میں اس ذلت و ناکامی کے علاوہ آخرت میں ان کے لئے اس سے بھی زیادہ رسواکن عذاب تیار ہے یوم یبعثھم اللہ۔ ظرف مھین سے متعلق ہے یا متعلق لام سے منصوب بالظرف المستقر اعنی للکافرین او بمھین (مظہری ج ۹ ص ۲۲۱) قیامت کے دن جب اللہ ان سب کو میدان حشر میں جمع کرے گا، تو انہیں ان کی تمام بداعمالیوں سے آگاہ فرمائے گا جن کو وہ بھول چکے ہوں گے، لیکن اللہ تعالیٰ کے پاس ان کی تمام تفصیلات محفوظ ہوں گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ علم و قدرت کے اعتبار سے ہر جگہ موجود ہے اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ اور اوجھل نہیں ۵ الم تر ان اللہ یعلم۔ یہ نہایت ہی سرکش اور بدترین قسم کے منافقوں پر پہلی زجر ہے۔ یہ منافقین اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سرگوشیاں کرتے اور سمجھتے کہ ان کی ان پوشیدہ باتوں کا کسی کو علم نہیں، حالانکہ ان کی کوئی خفیہ سازش اللہ تعالیٰ سے چھپ نہیں سکتی اللہ تعالیٰ تو زمین و آسمان کی ہر بات اور چیز کو جانتا ہے اور کوئی بات اس سے چھپی نہیں رہ سکتی۔ اگر کسی جگہ تین آدمی چھپ کر کوئی مشورہ کریں تو چوتھا اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور اگر پانچ آدمی کوئی خفیہ پروگرام بنائیں تو ان کے پاس بھی وہ موجود ہوتا ہے۔ الغرض اس سے کم ہوں یا اس سے زیادہ جہاں کہیں بھی چھپ کر کوئی مشورہ کریں اللہ تعالیٰ ان کے پاس موجود اور ان کی ہر بات سے باخبر ہوتا ہے۔ ثم ینبئھم بما عملوا۔ دنیا میں تو وہ مکر جائیں گے کہ ہم نے کوئی مخالفانہ پروگرام نہیں بنایا لیکن قیامت کے دن انکار نہیں کرسکیں گے۔ اس دن اللہ ان کو علی رؤس الاشہاد ذلیل و رسوا کرنے کے لئے ان کے تمام کرتوت ظاہر کردے گا کیونکہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور کوئی بات اس سے مخفی نہیں ۹ الم تر الی الذین زجر ثانی برائے منافقین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت یہود اور منافقین کے بارے میں نازل ہوئی۔ قال ابن عباس نزلت فی الیھود والمنافقین (قرطبی ج ۱۷ ص ۲۹۱) جب مسلمانوں کی ایک جماعت کہیں جہاد میں شریک ہوتی تو منافقین دوسرے مسلمانوں کے سامنے الگ ٹولی بنا کر کھسر پھسر کرتے اور آنکھوں اور ہاتھوں سے مسلمانوں کی طرف اشارے کرکے ان کے وہم

۱ زجر یہود و منافقین ۱۲

اللّٰہَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۷ اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ نُہُوۡا عَنِ
اللہ کو معلوم ہے ہر چیز تو نے نہ دیکھا ف ان لوگوں کو جنکو منع ہوئی

۲ تقبیح سرگوشی شرارت یہود ۱۲

النَّجۡوٰی ثُمَّ یَعُوۡدُوۡنَ لِمَا نُہُوۡا عَنۡہُ وَ یَتَنٰجَوۡنَ بِالۡاِثۡمِ
کانا پھوسی ف پھر بھی وہی کرتے ہیں جو منع ہو چکا ہے اور کان میں باتیں کرتے ہیں گناہ

وَ الۡعُدۡوَانِ وَ مَعۡصِیَتِ الرَّسُوۡلِ ۫ وَ اِذَا جَآءُوۡکَ
کی اور زیادتی کی اور رسول کی نافرمانی کی اور جب آئیں تیرے پاس

حَیَّوۡکَ بِمَا لَمۡ یُحَیِّکَ بِہِ اللّٰہُ ۙ وَ یَقُوۡلُوۡنَ فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ
تجھکو وہ دعا دیں ف جو دعا نہیں دی تجھ کو اللہ نے اور کہتے ہیں ف۲ اپنے دل میں

لَوۡ لَا یُعَذِّبُنَا اللّٰہُ بِمَا نَقُوۡلُ ؕ حَسۡبُہُمۡ جَہَنَّمُ ۚ یَصۡلَوۡنَہَا ۚ
کیوں نہیں عذاب کرتا ہمکو اللہ اس پر جو ہم کہتے ہیں ف۳ کافی ہے انکو دوزخ داخل ہوں گے اس میں

۳ قانون اول برائے اصلاح منافقین ۱۲

فَبِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ ۸ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا تَنَاجَیۡتُمۡ
سو بری جگہ پہنچے ف اے ۲ ایمان والو جب تم کان میں بات کرو

فَلَا تَتَنَاجَوۡا بِالۡاِثۡمِ وَ الۡعُدۡوَانِ وَ مَعۡصِیَتِ الرَّسُوۡلِ
تو مت کرو بات گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی نافرمانی کی

وَ تَنَاجَوۡا بِالۡبِرِّ وَ التَّقۡوٰی ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیۡۤ اِلَیۡہِ
اور بات کرو احسان کی اور پرہیزگاری کی اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے پاس

تُحۡشَرُوۡنَ ۹ اِنَّمَا النَّجۡوٰی مِنَ الشَّیۡطٰنِ لِیَحۡزُنَ
تمکو جمع ہونا ہے ف یہ جو ہے کانا پھوسی ۳ سو شیطان کا کام ہے تاکہ دلگیر کرے

۴ دوسرا قانون ۱۲

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ لَیۡسَ بِضَآرِّہِمۡ شَیۡئًا اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ
ایمان والوں کو اور وہ انکا کچھ نہ بگاڑے گا بدون اللہ کے حکم کے

وَ عَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۱۰ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ
اور اللہ پر چاہیے کہ بھروسہ کریں ایمان والے ف اے ایمان والو ف۴

منزل ۷

موضح قرآن ف حضرت کی مجلس میں بیٹھ کر منافق کان میں باتیں کرتے مجلس کے لوگوں پر ٹھٹھے کرتے اور عیب پکڑتے اور حضرت کی بات سن کر کہتے یہ مشکل کام ہم سے کب ہوسکے گا پہلے سورہ نساء میں اسکا منع آچکا تھا، پھر وہی کرتے تھے اور دعا یہ کہ یہود آتے تو سلام علیک کے بدلے السام علیک کہتے یہ بددعا ہے کہ تجھ پر پڑے مرگ۔ پھر آپس میں کہتے... کہ اگر یہ رسول ہے تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا اور کوئی منافق بھی کہتا ہوگا۔ ف سورہ نساء میں ہوچکا کہ کان میں کونسی بات کہنی چاہیے ف مجلس میں دو شخص کان میں بات کریں تو دیکھنے والے کو غم ہو کہ مجھ سے کیا حرکت ہوئی جو یہ چھپ کر کہتے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی یہود کہ از ایشان در ایذاء مسلمین بود ۱۲ ف۲ یعنی بجائے سلام علیک السام علیک گویند یعنی مرگ بر تو باد ۱۲۔ ف۳ یعنی اگر پیغامبر راست است بایستی کہ مارا عذاب رسیدی ۱۲۔

میں ڈالتے کہ ان کے اقارب تو وہاں کام آچکے ہیں اب وہ واپس نہیں آئیں گے اور اگر وہ کسی مسلمان کو تنہا گذرتے دیکھتے تو فوراً سر جوڑ کر اور اس کی طرف سر اور آنکھوں سے اشارے کر کے سرگوشی شروع کر دیتے جس سے وہ سمجھے کہ یہ میرے قتل کا پروگرام بنا رہے ہیں اور خوف زدہ ہو جائے۔ ان کی ایسی شرارتوں سے مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچتا اور ایذاء ہوتی تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا شکوہ کیا اس پر آپ نے ان منافقین کو ڈانٹا اور اس طرح سرگوشیاں کرنے سے ان کو روکا مگر وہ پھر بھی باز نہ آئے چنانچہ اس آیت میں ان پر زجر کیا گیا۔ (روح، ابن کثیر) یہ لوگ کیسے معاند اور بدطینت ہیں

اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا

جب کوئی تم کو کہے کہ کھل کر بیٹھو مجلسوں میں تو کھل جاؤ

يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ

اللہ کشادگی دے تم کو اور جب کوئی کہے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو اللہ

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ

بلند کریگا ان کے لئے جو کہ ایمان رکھتے ہیں تم میں سے اور جنھیں دیا گیا علم اچھے درجے

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ⑪ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا

اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف۱ اے ایمان والو ۱۱ جب

نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ

تم کان میں بات کہنا چاہو رسول سے تو آگے بھیجو اپنی بات کہنے سے پہلے خیرات

ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اور بہت ستھرا پھر اگر نہ پاؤ تو اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑫ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ

بخشنے والا مہربان ہے ف۲ کیا تم ڈر گئے ۱۲ کہ آگے بھیجا کرو کان کی

نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ

بات سے پہلے خیراتیں سو جب تم نے نہ کیا اور اللہ نے معاف کر دیا تم کو

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ

تو اب قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم پر چلو اللہ کے اور

رَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑬ اَلَمْ تَرَ اِلَى

اس کے رسول کے اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف۳ کیا تو نے نہ دیکھا ان

الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ مَا هُمْ مِّنْكُمْ

لوگوں کو ۱۲ جو دوست ہوتے ہیں اس قوم کے جن پر غصہ ہوا ہے اللہ کا ف۴ نہ وہ تم میں ہیں

ع ۲

تیسرا قانون ۱۲

منافقین یہود سے دوستی رکھتے ہیں ۱۲

کہ جس جرم و گناہ سے ان کو منع کیا گیا وہ پہلے سے بڑھ چڑھ کر اس کا ارتکاب کر رہے ہیں ا لنجوی الف لام عہد خارجی کے لئے ہے یعنی خلاف اسلام مشورے۔ لما نھوا عنہ ای لفعل ما نھوا عنہ ان کو منع کیا گیا تھا کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مشورے نہ کیا کریں لیکن وہ اس سے باز نہیں آئے اور بدستور ایسے منصوبے بناتے ہیں جو سراسر خلاف اسلام اور گناہ ہیں اور جن کا مقصد مسلمانوں پر ظلم و زیادتی کرنا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت و عداوت پر اکسانا ہے ۱۰ واذا جاءوک۔ یہ یہود اور منافقین کی ایک اور شرارت کا ذکر ہے۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو السلام علیک کی بجائے السام علیک کہتے۔ السام کے معنی موت کے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحیۂ سلام نازل ہوتا ہے اور امت کو بھی تحیۂ سلام پیش کرنیکا حکم ہے لیکن یہود و منافقین اپنے کمال خبث باطن کا اظہار کرتے ہوئے السام علیک کہتے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان کی اس شرارت و خباثت پر زجر فرمائی ۱۱ ویقولون فی انفسھم اور پھر آپس میں کہتے ہیں کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اس طرح تحقیر و توہین کرتے ہیں اگر واقعی وہ اللہ کا پیغمبر ہے تو اللہ ہمیں اس کی سزا کیوں نہیں دیتا اور ہم سے انتقام کیوں نہیں لیتا ای یقولون فیما بینھم لو کان نبیا لعاقبنا اللہ بما نقولہ (مدارک ج ۴ ص ۱۷۷) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا حسبھم جھنم الخ اگر دنیا میں ان کو ان شرارتوں کی سزا نہیں ملی تو کیا ہوا آخرت میں انکی سزا کے لئے جہنم ہی کافی ہے جس میں وہ داخل ہوں گے جو نہایت ہی برا ٹھکانا ہے ۱۲ یا یھا الذین امنوا اذا ناجیتم یہ اصلاح منافقین کیلئے پہلا قانون ہے اور خطاب منافقین سے ہے اور ایمان سے ایمان باللسان مراد ہے۔ ای امنوا بالسنتھم و ھو خطاب للمنافقین

موضح قرآن ف۱ یہ آداب ہیں مجلس کے کوئی آوے اور جگہ نہ پاوے تو سب تھوڑا تھوڑا ہٹیں تا مکان حلقہ کا کشادہ ہو جاوے یا اٹھ کر پرے حلقہ کر لیں اتنی حرکت کرنے میں غرور نہ کریں خوئے نیک پر اللہ مہربان ہے اور بدخو سے اللہ بیزار ف۲ منافق بیفائدہ باتیں حضرت سے کان میں کرتے کہ لوگوں میں اپنی بڑائی جتاویں حضرت خلق کے سبب منع نہ کرتے، جب یہ حکم اترا منافقوں نے مارے بخل کے وہ عادت چھوڑی پھر وہ حکم تو موقوف ہوا ف۳ یعنی وہ حکم جو ہرگز موقوف نہیں انھیں پر لگے رہو معلوم ہو کہ کسی نے یہ

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید این حکم منسوخ است بآیتی کہ می آید واللہ اعلم ۱۲۔ ف۲ یعنی منافقان با یہود دوستی کردند واللہ اعلم ۱۲۔

(مدارک) یا مؤمنین کو تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ وہ کفار و منافقین کی طرح نہ ہوں۔ قال اللہ تعالیٰ مؤدبا عبادہ المؤمنین ان لایکونوا مثل الکفرۃ و المنافقین (ابن کثیر ج ۴ ص ۳۲۳) کوئی ایسا پروگرام نہ بناؤ اور ایسا مشورہ نہ کرو جو سراسر گناہ ہو یا جس کا مقصد مسلمانوں پر ظلم و تعدی کرنا یا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی مخالفت ہو۔ بلکہ ہمیشہ ایسے کاموں کے باہم مشورے کرو جو نیکی اور تقوی کے کام ہوں یعنی احکام شریعت کی تکمیل اور مخالفت شریعت سے اجتناب۔ اور ہمیشہ اللہ سے ڈرتے ہو جس کی عدالت میں تم سب جمع کرکے پیش کئے جاؤگے۔ (وتناجوا بالبر) باداء الفرائض والطاعات وما يتضمن خير المؤمنين (والتقوى) اى الاحتراز من معصية الرسول (مظہری ج ۹ ص ۲۲۳) **۱۳** انما النجوی الف لام عہد خارجی کیلئے ہے یعنی وہ مشورہ جو مؤمنوں کو ایذا دینے کیلئے کیا جائے یعنی ایسے مشوروں پر شیطان اکساتا ہے، تاکہ اس سے مؤمنین کو دکھ پہنچے اور وہ آزردہ ہوں لیکن ایمان والوں کو نقصان پہنچانا شیطان کے بس کی بات نہیں، انھیں وہی ضرر پہنچ سکتا ہے جو اللہ نے مقدر فرمایا ہے اور ایمان والوں کا بھروسہ اور اعتماد ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے کیونکہ اس کے حکم کے بغیر کچھ بھی نقصان نہیں ہو سکتا **۱۴** یایھا الذین اٰمنوا اذا قیل۔ یہ اصلاح منافقین کیلئے دوسرا قانون ہے۔ منافقین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آپ کے قریب آکر بیٹھ جاتے اور جگہ روک لیتے یہاں تک کہ اکابر صحابہ رض کی آمد پر بھی وہ ان کے لئے جگہ خالی نہ کرتے اور بدستور آپ کے قریب بیٹھے رہتے اور بعض اوقات اکابر صحابہ رض کو جگہ نہ ملنے کی وجہ سے کھڑے رہنا پڑتا۔ اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔ فرمایا جب مجلس میں جگہ کافی ہو اور تمہیں کھلے ہوکر بیٹھنے کا حکم دیا جائے تو کھلے ہوکر بیٹھ جایا کرو تم میں سے جو مخلص مؤمن ہیں اللہ تعالیٰ اس تعمیل حکم پر ان کے درجات بلند فرمائیگا اور ان میں سے جو اہل علم ہیں ان کے درجات اور بھی بلند ہوں گے حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں چونکہ منافقین بھی ہوتے تھے اور بعض دفعہ امور خاصہ کا اظہار ان کے سامنے مضر ہوتا اس لئے فرمایا جب تم کو اٹھ جانے کا حکم دیا جائے تو اٹھ جایا کرو تاکہ منافقین بھی مجلس سے چلے جایا کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکابر صحابہ کے ساتھ امور مہمہ پر تبادلۂ خیالات فرمالیا کریں **۱۵** یایھا الذین اٰمنوا اذا ناجیتم۔ یہ اصلاح منافقین کے لئے تیسرا قانون ہے۔ بعض منافقین جو بظاہر مسلمانوں ہی میں شمار ہوتے تھے۔ ریاکاری کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے لوگوں سے الگ لیجاکر آپ کے ساتھ بلا مقصد طویل سرگوشیاں کرنے لگتے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ بڑے مخلص لوگ ہیں اور حضور علیہ السلام کے خاص آدمی ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلندیٔ اخلاق اور وسعت ظرف کی وجہ سے کسی کو رد نہ فرماتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمادیا کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی مشورہ کرنا ہو تو پہلے مشورہ کرلیا کرو اس حکم کے نزول کے بعد ریاکاروں اور منافقوں نے آپ کے ساتھ سرگوشیاں کرنا چھوڑ دیں روی عن ابن عباس وقتادۃ ان قوما من المسلمین کثرت مناجاتھم للرسول علیہ الصلوۃ والسلام فی غیر حاجۃ الا لتظھر منزلتھم وکان صلی اللہ علیہ وسلم سمحا لا یرد احدا فنزلت ھذہ الاٰیۃ (روح ج ۲۸ ص ۳۰) مناجات رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے صدقہ دینا تمہارے لئے بہتر ہے اور نفوس کی بھی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔ فان لم تجدوا لیکن جس کے پاس صدقہ کرنے کے لئے کوئی چیز نہ ہو تو وہ صدقہ دئے بغیر ہی آپ سے مشورہ کرلے۔ اللہ تعالیٰ مہربان ہے اسے معاف فرمائیگا۔ اس سے بظاہر صدقہ دینے کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ قبل مشورہ صدقہ نہ دینے کی رخصت صرف ان کو دی گئی ہے جن کے پاس مال نہ ہو (روح) یہ حکم صرف چند یوم یا صرف ایک ساعت جاری رہا اس کے بعد منسوخ ہوگیا۔ قیل کان ذلک عشر لیال ثم نسخ وقیل ما کان الا ساعۃ من نھار ثم نسخ (مدارک ج ۴ ص ۱۷۸) اس دوران میں صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کو اس آیت پر عمل کرنے کا موقع ملا۔ قبل اس کے کہ کوئی دوسرا آدمی اس پر عمل کرے اس آیت کا حکم منسوخ ہوگیا (ابن کثیر، مدارک وغیرہما) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حکم صدقہ کے بعد منافقین، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے مقصد سرگوشیاں کرنے سے رک گئے تھے اس لئے مسلمانوں پر آسانی کے لئے اس حکم کو اٹھا لیا۔ کیونکہ اب منافقین حسب سابق سرگوشیاں کرنے سے شرماتے تھے کہ حکم صدقہ کے دوران مشورے نہیں کرتے تھے، لہذا اب بھی نہ کریں۔ حضرت شیخ رح کے نزدیک یہ آیت منسوخ نہیں کیونکہ یہ حکم استحبابی تھا اور اس کا استحباب اب بھی باقی ہے اگر باہمی مشورے سے قبل صدقہ کردیا جائے تو بہتر ہے۔

۱۶ ءاشفقتم۔ کیا تمہیں ڈر ہے کہ مشورے سے پہلے صدقہ دینے سے تم محتاج ہوجاؤگے؟ اچھا اگر تم اس حکم صدقہ پر عمل نہیں کرسکے اور اللہ نے بلا وجہ مشورہ کرنے کی اجازت دیدی ہے، تو اب فرائض میں کوتاہی نہ کرنا۔ نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ دینا، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر تمام احکام کی پیروی کرنا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اور ہر عمل کی پوری پوری جزا و سزا دے گا۔

۱۷ الم تر الی الذین تولوا۔ یہ منافقین پر تیسرا زجر ہے مغضوب علیھم (جن پر اللہ کا غضب ہوا) سے یہود مراد ہیں۔ الکذب جھوٹ اور خلاف حقیقت بات، اس سے منافقین کا ادعائے اسلام مراد ہے وہ دعویٰ کرتے کہ ہم مؤمن ہیں لیکن ان کے دلوں میں بدستور کفر جاگزیں تھا اور ایمان کا ان کے دلوں میں شائبہ تک نہ تھا۔ (الکذب) وھو ادعاء الاسلام (مظہری ج ۹ ص ۲۲۷) منافقین کا اسلام چونکہ دنیوی منافع اور وقتی مصالح کی بنا پر تھا، اس لئے درپردہ ان کا گٹھ جوڑ یہودیوں سے تھا جو اپنی سرکشی اور شرارتوں کی وجہ سے غضب خداوندی کے مستحق ٹھہر چکے تھے دوسری طرف مسلمانوں کے سامنے قسمیں کھاتے کہ وہ مخلص مؤمن ہیں۔ فرمایا کیا آپ نے ان لوگوں کا حال ملاحظہ نہیں فرمایا جن کی دوستی ان یہودیوں کے ساتھ ہے جن پر اللہ کا غضب مقدر ہوچکا ہے۔ حقیقت میں پرلے درجہ کے مکار ہیں وہ نہ تمہارے دوست ہیں اور نہ یہودیوں کے وہ دونوں فریقوں کو دھوکہ دے کر اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہیں اور جان بوجھ کر جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔ کہ وہ مؤمن ہیں اور تمہارے ساتھ ہیں حالانکہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔

وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُونَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۱۴﴾
اور نہ ان میں ہیں اور قسمیں کھاتے ہیں جھوٹ بات پر اور ان کو خبر ہے ف
أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا
تیار رکھا ہے شلہ اللہ نے ان کیلئے سخت عذاب بے شک وہ برے کام ہیں جو وہ
يَعْمَلُونَ ﴿۱۵﴾ اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ
کرتے ہیں بنا رکھا ہے اپنی قسموں کو ڈھال پھر روکتے ہیں اللہ
سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ﴿۱۶﴾ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ
کی راہ سے تو انکو ذلت کا عذاب ہے کام نہ آئیں گے ان کو
أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ أُولَٰئِكَ
ان کے ولہ مال اور نہ انکی اولاد اللہ کے ہاتھ سے کچھ بھی وہ لوگ ہیں
أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۱۷﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ
دوزخ کے وہ اسی میں پڑے رہیں گے جس دن جمع کریگا اللہ
جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ ۖ وَيَحْسَبُونَ
ان سب کو پھر قسمیں کھائینگے اس کے آگے جیسے کھاتے ہیں تمہارے آگے اور خیال رکھتے ہیں
أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿۱۸﴾ اسْتَحْوَذَ
کہ وہ کچھ بھلی راہ پر ہیں سنتا ہے وہی ہیں اصل جھوٹے قابو کر لیا ہے
عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنْسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ
ن۲ ان پر شیطان نے پھر بھلا دی انکو اللہ کی یاد وہ لوگ ہیں گروہ
الشَّيْطَانِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿۱۹﴾
شیطان کا سنتا ہے جو گروہ ہے شیطان کا وہی خراب ہوتے ہیں
إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي
جو لوگ خلاف کرتے ہیں ۲۱ اللہ کا اور اس کے رسول کا وہ لوگ ہیں

منزل ۷

۱۸ تخویف اخروی برائے اہل ایمان ۱۲

متعلق بآغاز سورت زجر و تخویف برائے منافقین و کفار

۱۸ اعد اللہ۔ یہ منافقین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ دنیا میں وقتی منافع حاصل کرلیں، لیکن آخرت میں ان کے لئے نہایت ہی سخت سزا تیار ہے کیونکہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں نہایت ہی برا کر رہے ہیں اتخذوا ایمانہم جنۃ۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے کہ جب کبھی ان کی کسی شرارت پران کا مؤاخذہ ہوتا ہے تو قسمیں کھا کھا کر اپنے اخلاص ایمان اور اپنی براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور جب انھیں ان قسموں کی آڑ میں امن مل جاتا ہے تو طرح طرح سے مسلمانوں کو دین اسلام سے برگشتہ کرتے ہیں اور جو لوگ اسلام میں داخل ہونا چاہیں ان کو اسلام میں داخل ہونے سے روکتے ہیں۔ ان خبثار کے لئے نہایت ہی ذلت آمیز اور رسواکن عذاب تیار ہے (فصدوا الناس (عن سبیل اللہ) فی خلال امنھم بتثبیط من لقوا عن الدخول فی الاسلام وتضعیف امر المسلمین عندھم (روح ج ۲۸ ص ۳۳) ۱۹ لن تغنی عنھم۔ ان کے اموال و اولاد جن پر انکو فخر و غرور ہے عذاب الٰہی کے مقابلہ میں ان کے کسی کام نہیں آئینگے ان کی سزا جہنم ہے اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ یوم یبعثھم اللہ۔ ظرف لن تغنی سے متعلق ہے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ یا فلھم عذاب مھین سے متعلق ہے (مظہری) خالدون سے متعلق نہیں، کیونکہ اس سے مفہوم درست نہیں ہوتا۔ یہ منافقین جس طرح مسلمانوں کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا کر دنیا میں مؤاخذے سے بچ جاتے ہیں اسی طرح قیامت کے دن خداوند تعالیٰ کے سامنے بھی قسمیں کھائیں گے اور سمجھیں گے کہ ان جھوٹی قسموں سے انھیں کچھ فائدہ ہو جائیگا جیسا کہ دنیا میں پہنچ جاتا تھا لیکن بے سود قیامت کے دن خدا کی عدالت میں بھی وہ جھوٹی قسمیں کھائیں گے۔ یہ جھوٹ بولنے پر انکی جسارت کی انتہا ہوگی ۲۰ استحوذ علیھم الشیطن۔ شیطان ان کے دل و دماغ پر غالب آچکا ہے اور وہ اس کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔ اس نے ان کو یاد الٰہی سے بالکلیہ غافل کر رکھا ہے اور وہ شیطان کے پورے پورے فرمانبردار اور اسکی ٹولی بن چکے ہیں۔ اور یاد رکھو شیطان کی ٹولی انتہائی خسارے میں رہیگی کیونکہ آخرت میں اس کو نعیم مقیم (دائمی نعمتوں) کے بجائے عذاب الیم (ابدی اور دردناک عذاب) نصیب ہوگا ۲۱ ان الذین یحادون۔ یہ ابتدائے سورت کے ساتھ متعلق ہے اور کفار و منافقین کیلئے زجر و تخویف ہے جو خدا تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ کی ذلیل ترین اور مبغوض ترین مخلوق میں شامل ہیں اس لئے شدید ترین عذاب کے مستحق ہیں ۲۲ کتب اللہ۔ یہ اہل اسلام کے لئے بشارت فتح ہے اللہ تعالیٰ لوح محفوظ میں لکھ چکا یا فیصلہ فرما چکا ہے کہ آخر غلبہ میرے پیغمبر اور ان کے متبعین ہی کو نصیب ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی قوت و شوکت اور عزت و غلبہ کا مالک ہے اور وہ ہمیشہ اپنی جماعت (حزب اللہ) کو شیطانی جماعتوں (حزب الشیطان) پر غلبہ عطا فرماتا ہے۔ اثبت فی اللوح المحفوظ او قضی وحکم (روح)

موضح قرآن ف اللہ غصے ہوا کافروں پر خصوصاً یہود پر اور ان کے رفیق منافق۔

۲۳ف لاتجد قوما. آخر میں حزب الشیطان (شیطانی ٹولے) کے مقابلے میں حزب اللہ (اللہ کی جماعت) یعنی مخلص مؤمنین کی مدح اور ان کے لئے دنیوی و اخروی بشارت کا ذکر ہے۔ یہ منافقین جن کا گٹھ جوڑ اور جن کی درپردہ دوستی کفار و یہود سے ہے جو خدا اور رسول کے سخت دشمن ہیں، کیا یہ مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں؟ حالانکہ تم دنیا میں کہیں بھی ایسے لوگ نہیں پاؤ گے جو دل و جان سے مؤمن ہوں اور پھر ایسے لوگوں سے دوستی بھی کریں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہوں اگرچہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی اور قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ کتب فی قلوبھم الایمان ایمان کو ان کے

الْاَذَلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
سب بیقدر لوگوں میں اللہ لکھ چکا کہ میں غالب ہونگا ۲۲ف اور میرے رسول بے شک اللہ
قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۱﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
زور آور ہے زبردست تو نہ پائے گا کسی قوم کو ۲۳ف جو یقین رکھتے ہوں اللہ پر اور پچھلے
الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا
دن پر کہ دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ کے اور اس کے رسول کے خواہ
اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ
وہ اپنے باپ ہوں یا اپنے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے گھرانے کے
اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ
ان کے دلوں میں اللہ نے لکھ دیا ہے ایمان اور ان کی مدد کی ہے اپنے غیبی فیض سے
وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
اور داخل کریگا انکو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ۲۴ف ہمیشہ رہیں
فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ
ان میں اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی وہ لوگ ہیں گروہ
اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾ ع ۳
اللہ کا سنتا ہے جو گروہ ہے اللہ کا وہی مراد کو پہنچے ف

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ
ف۱ سورۂ حشر مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی چوبیس آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ
اللہ کی پاکی بیان کرتا ۲ف ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی

۲۲ بشارت فتح و نصرت ۱۲
۲۳ مدح مؤمنین و بشارت دنیوی و اخروی برائے ایشان ۱۲
۳ اعادہ دعوائے توحید ۱۲

دلوں میں محکم کر دیا۔ روح سے مراد وحی الٰہی (قرآن) ہے۔ کتب فی قلوبھم الایمان ای اثبتہ فیھا..... وایدھم بروح منہ ای بکتاب انزلہ فیہ حیاۃ لھم (مدارک ج ۴ ص ۱۷۹) حضرت شیخ رح فرماتے ہیں روح سے فیض غیبی مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے فیض غیبی سے ان کی تائید کی ہے۔ انکے دلوں میں اطمینان پیدا کر دیا ہے والمراد بالروح نور القلب وھو نور یقذفہ اللہ تعالیٰ فی قلب من یشاء من عبادہ تحصل بہ الطمانینۃ (روح ج ۲۸ ص ۳۶) جن لوگوں کے دلوں میں ایمان اس طرح محکم ہو اور توحید خالص ان کے دلوں میں جاگزیں ہو وہ خدا تعالیٰ و رسول صلعم کے دشمنوں سے انھیں ہرگز اُنس نہیں ہو سکتا۔ قال سھل: من صحح ایمانہ واخلص توحیدہ فانہ لا یأنس بمبتدع ولا یجالسہ و یظھر لہ من نفسہ العداوۃ (مدارک) ۲۴ف ویدخلھم۔ ان مخلصین کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائیگا جس میں ہر قسم مشروب کی نہریں جاری ہونگی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان کے ایمان محکم، انکی توحید خالص اور انکی مخلصانہ اطاعت کی وجہ سے اللہ ان سے راضی ہے اور آخرت میں بے حد و حساب اجر و ثواب پاکر وہ بھی اللہ سے راضی ہو جائیں گے اور انہیں کوئی شکوہ باقی نہ رہے گا کہ ان کے اجر میں کوئی کمی ہوئی ہے یہ اللہ کی جماعت ہے اور یاد رکھو اللہ کی جماعت ہی کامیاب و کامران ہے اللہ کی یہ جماعت دنیا میں اللہ کے دین کی داعی اور مددگار رہی اسلئے سعادت دارین بھی اسی جماعت کا حصہ ہے والفائزون بخیر الدنیا والاخرۃ الاٰمنون من کل مرھوب (مظہری ج ۹ ص ۲۲۸) وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

موضح قرآن ف یعنی جو دوستی نہیں رکھتے اللہ کے مخالف سے اگرچہ باپ بیٹے ہوں وہی سچے ایمان والے ہیں انکو یہ درجے ہیں۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چون بمدینہ آمدند با بنی نضیر صلح کردند ایشان از شقاوت ازلی سعی در عداوت آنحضرت پیش گرفتند آنحضرت ارادہ فرمود کہ آن جماعہ را جلاء وطن فرماید، منافقان آن ملاعین را پیغام فرستادند کہ شما قتال کنید و در جنگ استواری ورزید کہ ما رفیق شمائیم خدا تعالی برخلاف ارادہ منافقان در اول جمع کردن لشکر رعب بر یہود القا فرمود تا عاجز آمدند و جلاء وطنی اختیار کردند و سخن اہل نفاق را نشنیدند و بکرات جمع رجال احتیاج نیفتاد و اموال ایشان فی شد و فی آنرا گویند کہ بغیر قتال بدست مسلمانان افتد خدا تعالی منت بر مسلمانان نہاد و حکم فی بیان فرمود از ارادہ منافقان خبر داد واللہ اعلم ۱۲۔

سورة الحشر

ربط | سورۂ مجادلہ میں بدترین قسم کے منافقوں پر زجریں تھیں اب سورۂ حشر میں علی سبیل التنزل ان سے کمتر درجہ کے منافقوں پر زجریں ہوں گی۔

خلاصہ

اعادۂ دعویٰ، تخویف دنیوی، تقسیم فیٔ، زجرات منافقین، اعادۂ دعوی توحید مع دلائل۔

تفصیل

سبح للہ۔ الآیۃ۔ دعوی توحید جو اصل مقصود ہے کا اعادہ۔ تاکہ اصل مسئلہ کی طرف دھیان رہے ھو الذی اخرج الذین کفروا ۔تا۔ ولیخزی الفسقین تخویف دنیوی کا ایک نمونہ۔ یہود بنی النضیر جو اپنے زعم میں نہایت مضبوط قلعوں میں اپنے کو خدا کے عذاب سے محفوظ کئے ہوئے تھے، مسلمانوں کے ایک ہی حملے کی تاب نہ لا سکے اور انھیں اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ جلاوطن ہونا پڑا۔ اس دنیوی سزا کے علاوہ آخرت میں بھی ان کے لئے دردناک سزا تیار ہے۔ وما افآء اللہ علی رسولہ ــــ تا ــــ انک رؤف رحیم ۵ اموال بنی نضیر بطور فیٔ مسلمان کو ہاتھ آئے تھے اس لئے ان کی تقسیم کا طریق کار بیان فرمایا۔ الم تر الی الذین نافقوا ــــ تا ــــ وذلک جزؤ الظلمین ۵ (ع ۲) یہ منافقین کے لئے زجر و تخویف ہے۔ یہ منافقین بنی قریظہ یہود سے وعدے کرتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھی اور مددگار ہیں۔ ان کے وعدے سراسر جھوٹ ہیں اور وقت آنے پر یہ پیچھے ہٹ جائیں گے اور ان کا ساتھ نہیں دیں گے اور ساتھ ہی مسلمانوں کو خوشخبری دی گئی کہ اب کفر کی طاقت منتشر ہو چکی ہے اور اب کفار متحد ہو کر اور جم کر کہیں بھی مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور ان پر مسلمانوں کا رعب طاری رہے گا۔ جب یہود بنی نضیر جو نہایت محکم قلعوں میں محفوظ تھے مسلمانوں کے ایک حملے کی بھی تاب نہ لا سکے۔ تو یہ بیچارے کیا چیز ہیں۔ یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ ــــ تا ــــ لعلھم یتفکرون ۵ (ع ۳) یہ پہلے سے کمتر منافقین کے لئے زجر ہے اور مومنوں کو ترغیب الی القتال ہے۔

ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو ــــ تا ــــ وھو العزیز الحکیم ۵ یہ اصل دعوی یعنی سبح للہ۔ الایۃ سے متعلق ہے۔ ان آیتوں میں توحید کے تینوں مراتب مذکور ہیں۔ پہلی آیت میں تیسرا مرتبہ، دوسری میں دوسرا مرتبہ اور تیسری آیت میں توحید کا پہلا مرتبہ مذکور ہے۔

۲ سبح للہ ما فی السموت۔ یہ دعوائے توحید کا اعادہ ہے تاکہ یہ حقیقت مسلمانوں کے ذہنوں میں رہے کہ جہاد و قتال سب اسی مسئلہ کی خاطر ہے اور جہاد سے کوئی دنیوی غرض مقصود نہیں۔ زمین و آسمان اور ساری کائنات کی ہر چیز اللہ کی وحدانیت پر شاہد ہے اور ہر چیز زبان حال و قال سے اللہ کی تسبیح تنزیہ میں مصروف ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور وہ شریکوں سے پاک ہے۔ وہ سب پر غالب اور تدبیر محکم کا مالک ہے۔ اے بنی آدم! جس طرح کائنات کا ہر ذرہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا معترف اور اسکی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہے تم بھی صرف اس ہی کو اپنا معبود اور کارساز سمجھو اور صفات کارسازی میں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور اس مسئلے کی خاطر جہاد کرو۔ آگے جہاد سے جی چرانے والے منافقوں پر زجریں ہوں گی

۳ ھو الذی اخرج۔ یہ تخویف دنیوی کا ایک نمونہ ہے اور الذین کفروا سے یہود بنی نضیر مراد ہیں جو خیبر اور مدینہ کے نواح میں آباد تھے یہ اللہ تعالیٰ ہی کا تصرف تھا کہ اس نے اپنی قدرتِ کاملہ اور تدبیر عمیق سے یہود بنی نضیر کو مسلمانوں کے ایک ہی حملے سے ان کے گھروں سے نکال دیا اور انکو مسلمانوں کے سامنے ہتھیار ڈالدینے پر مجبور کر دیا۔ یہود بنی نضیر کی قوت و کثرت، دولت و ثروت، سامان جنگ اور مضبوط قلعوں کی وجہ سے مسلمانوں کو یہ گمان بھی نہیں تھا کہ وہ اپنے قلعوں سے بیدخل ہو سکیں گے اور خود یہود کو بھی یہی گمان تھا کہ ان کے محکم قلعے ان کو اللہ کے عذاب سے بچا لیں گے۔ من اللہ یعنی اللہ کے عذاب سے جو مسلمانوں کے ہاتھوں ان پر آنیوالا تھا لیکن ان پر اللہ کا عذاب اسی طرف سے آیا جس طرف سے انکو وہم و گمان بھی نہیں تھا یعنی مسلمانوں کے ہاتھوں اور ان کے دلوں میں مسلمانوں کی ہیبت ڈالدی اور وہ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہ کر سکے اور خود ہی اپنے گھروں کو ویران کرنے لگے اور مسلمانوں نے بھی ان کے گھروں کو ویران کیا۔ جب یہود خیبر کا مسلمانوں نے محاصرہ کر لیا تو یہودی اپنے گھروں کی چھتیں اور دروازے اکھیڑ کر شہتیروں اور کواڑوں سے گلیوں کو بند کرنے لگے تاکہ مسلمان اندر نہ گھس آئیں اور باہر سے مسلمان ان کے مکانوں کو توڑ پھوڑ رہے تھے تاکہ وہ بستی کے اندر داخل ہو سکیں۔

اولِ الحشر سے مسلمانوں کا پہلا حملہ مراد ہے۔ کیونکہ یہود پر مسلمانوں کا یہ پہلا حملہ تھا۔ المعنی اخرجھم من دیارھم لاول جمع حشرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم او حشرہ اللہ عزوجل لقتالھم لانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن قبل قصد قتالھم، وفیہ من المناسبۃ لوصف العزۃ ما لا یخفی (روح ج ۲۸ ص ۴۰) (روح ج ۲۸ ص ۴۰) یہودی مسلمانوں کے اس ایک حملے کی بھی تاب نہ لاسکے اور دوسرے حملے کی ضرورت ہی نہ رہی۔ بعض نے اول الحشر سے یہود کی پہلی جلاوطنی مراد لی ہے اور دوسری جلاوطنی سے حضرت عمرؓ کا یہود کو نکالنا مراد ہے، لیکن حضرت شیخ رح فرماتے ہیں اول تو یہ محاورے کے خلاف ہے۔ دوم یہ کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں یہود صرف خیبر سے نکالے گئے تھے اور مدینہ کے اطراف سے نہیں نکالے گئے تھے فاعتبروا اے عقل و بصیرت رکھنے والو، اس سے عبرت حاصل کرو کہ اللہ تعالیٰ کے تصرف و اقتدار کے سامنے ظاہری اسباب بیکار ہو جاتے ہیں اور تمرد و سرکشی کا انجام ایسا بُرا ہوتا ہے **ڪ** ولولا ان کتب۔ یہود کو جلاوطن ہونا پڑا اگر دنیا میں جلاوطنی کی ذلت و رسوائی ان کے لئے مقدر نہ ہوتی تو دنیا میں ان کو کسی دوسری نوع کے ذلت آمیز عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا اور آخرت میں ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔ ذلک بانھم۔ دنیا اور آخرت میں ان یہودیوں کے لئے ذلت آمیز اور دردناک عذاب اس لئے مقدر کیا گیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری مخالفت کی ہے، دعوتِ اسلام کو ٹھکرا دیا ہے، اسلام، پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں کے خلاف خطرناک سازشیں کی ہیں اور ایسے سرکش لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا عذاب نہایت سخت ہے۔ **۵** ما قطعتم۔ جب بنی نضیر کا محاصرہ کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ یہودیوں کے باغوں کو اجاڑ دیں چنانچہ مسلمانوں نے کھجوروں کے درخت کاٹنے شروع کر دیئے بعض صحابہؓ نے خراب خراب درخت کاٹے اور بعض نے اچھے اچھے۔ یہودیوں نے اعتراض کیا کہ اے محمدؐ، تم تو فساد سے منع کرتے ہو اور باغوں کو اجاڑنا سراسر فساد ہے۔ ممکن ہے اس قسم کا وسوسہ بعض مسلمانوں کے دلوں میں بھی پیدا ہوا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے بطور تسلیہ فرمایا تم نے جو کچھ کیا ہے سب ٹھیک ہے۔ تم نے جو کھجور کے درخت کاٹے ہیں اور جو کھڑے چھوڑ دیئے ہیں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اس کی مشیت سے ہوا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے تم سے اس لئے کرایا ہے تاکہ اس سے مسلمانوں کو عزت عطا فرمائے اور ان بدکردار یہودیوں کو رسوا کرے۔ لینۃ کھجور کا درخت، اللینۃ

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ① هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ

ہے زبردست حکمت والا وہی ہے جس نے نکال دیا ف۱ ان کو جو منکر ہیں

أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ ۚ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ

کتاب والوں میں ان کے گھروں سے پہلے ہی اجتماع پر لشکر کے تم نہ اٹکل کرتے تھے کہ

يَخْرُجُوا ۖ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُمْ مِنَ اللَّهِ

نکلیں گے اور وہ خیال رکھتے تھے کہ ان کو بچا لیں گے ان کے قلعے اللہ کے ہاتھ سے

فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا ۖ وَقَذَفَ فِي

پھر پہنچا ان پر اللہ جہاں سے ان کو خیال نہ تھا اور ڈال دی ان کے

قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ ۚ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَ

دلوں میں دھاک اجاڑنے لگے اپنے گھر اپنے ہاتھوں اور

أَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ② وَ

مسلمانوں کے ہاتھوں سو عبرت پکڑو اے آنکھ والو ف اور

لَوْلَا أَنْ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۖ

اگر نہ ہوتی یہ بات کہ لکھ دیا تھا اللہ نے ان پر جلاوطن ہونا تو ان کو عذاب دیتا دنیا میں ف

وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ③ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا

اور آخرت میں ہے ان کے لئے آگ کا عذاب ف یہ اس لئے کہ وہ مخالف ہوئے

اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۖ وَمَنْ يُشَاقِّ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ

اللہ سے اور اس کے رسول سے اور جو کوئی مخالف ہو اللہ سے تو اللہ کا عذاب سخت

الْعِقَابِ ④ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً

ہے جو کاٹ ڈالا ف۲ تم نے کھجور کا درخت یا رہنے دیا کھڑا

عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ ⑤ وَمَا

اپنی جڑ پر سو اللہ کے حکم سے اور تاکہ رسوا کرے نافرمانوں کو ف۲ ف اور جو

تخویف دنیوی ۱ تخویف اخروی ۲ — بیان نسائی فی ۱۲

[illegible]

موضح قرآن ف مدینے کے چار پانچ کوس ایک قوم یہود کے گروہ تھے بنی نضیر انکا نام اول حضرت سے صلح رکھتے تھے مکے کے کافروں سے پیغام کرنے لگے اور حضرت جہاں بیٹھے تھے اوپر سے بھاری چکی ڈالدی اگر لگے تو آدمی مر جاوے۔ اللہ نے بچا دیا۔ حضرت نے مسلمانوں کو جمع کیا۔ ارادہ یہ کہ ان سے لڑیے جب ان کے گرد گھیر لیے وہ ڈر گئے التجا کی حضرت نے ان کی جان بخشی اور جو مال اٹھا سکے اور باغ اور کھیت قبضے میں آئے حق تعالیٰ نے وہ زمین غنیمت کی طرح تقسیم کروائی۔ حضرت کے اختیار پر رکھی حضرت نے مہاجرین کو جن کا خرچ انصار کے ذمہ تھا اکثر تقسیم کی مہاجر اور انصار دونوں کو فائدہ ہوا اور اپنے گھر کا خرچ اس پر مقرر رکھا وہی ذکر ہے اس سورت میں ف۲ اپنے گھر اجاڑنے لگے کڑی تختے کواڑ لگے اکھاڑنے لیجانے کو اور مسلمانوں نے بھی مدد کی اللہ پہنچا جہاں نہ خیال تھا یعنی دل کے اندر سے ف۳ جب یہ قوم شام کے ملک سے بھاگی تھی نصاریٰ کے غلبہ میں تو ان کے بڑوں نے کہا تھا کہ تم کو یہاں سے ویران ہو کر پھر جانا ہوگا شام میں سو وقت اجڑ کر خیبر میں رہے پھر وہاں سے اجڑ کر شام کو گئے ف۴ جب وہ قلعہ میں بند ہوئے حضرت نے حکم کیا کہ ان کے باغ کاٹو اور کھیت اجاڑو تاکہ اس کے درد سے باہر نکلکر لڑیں۔ پھر کاٹنے لگے وہ لگے طعن کرنے کہ تم کو تو کافر کہتے ہو اسلئے مارتے ہو کیا درخت بھی کافر ہے جو کاٹتے ہو۔ بعضے مسلمانوں کو شبہ آنے لگا یہ آیت اتری۔

لیخذلہ من الالوان (مدارک ج ۴ ص ۱۸۱) ولیخزی میں واؤ زائدہ ہے اور لیخزی اَذِنَ مقدر کے متعلق ہے یا واؤ عاطفہ ہے اور لیخزی کا معطوف علیہ مقدر ہے جو اَذِنَ مقدر کے متعلق ہے۔ (ولیجزی الفٰسقین) متعلق بمقدر علی انہ علۃ لہ و ذلک عطف علی مقدر اخرای اذن لهم فی القطع والترک لیعز المؤمنین ولیخزی الفاسقین (روح) ف۶ وما افآء یہ مبتداء ہے اور ما افآء اللہ بُعدعہد کی وجہ سے اعادہ ہے اور درمیان میں فما اوجفتم سے فئ کی تشریح کی گئی ہے اور فللہ وللرسول الخ اسکی خبر ہے۔ یہاں سے لیکر انک رؤف

أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنْهُمْ فَمَآ أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ
مال کہ لوٹا دیا اللہ نے ف۶ اپنے رسول پر ان سے سو تم نے نہیں دوڑائے اس پر
خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُۥ عَلَىٰ مَن
گھوڑے اور نہ اونٹ ولیکن اللہ غلبہ دیتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر
يَشَآءُ ۚ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ⑥ مَّآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ
چاہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ف جو مال لوٹایا اللہ نے اپنے
رَسُولِهِۦ مِنْ أَهْلِ ٱلْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِى
رسول پر بستیوں والوں سے ف۷ سو اللہ کے واسطے اور رسول کے اور
ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَٰمَىٰ وَٱلْمَسَٰكِينِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ كَىْ لَا
قرابت والے کے ف۱ اور یتیموں کے اور محتاجوں کے اور مسافر کے تاکہ نہ
يَكُونَ دُولَةًۢ بَيْنَ ٱلْأَغْنِيَآءِ مِنكُمْ ۚ وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ
آئے لینے دینے میں دولتمندوں کے تم میں سے اور جو دے تم کو رسول
فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟ ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ
سو لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک
ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلْعِقَابِ ⑦ لِلْفُقَرَآءِ ٱلْمُهَٰجِرِينَ ٱلَّذِينَ
اللہ کا عذاب سخت ہے ف واسطے ان مفلسوں ف۸ وطن چھوڑنے والے کے
أُخْرِجُوا۟ مِن دِيَٰرِهِمْ وَأَمْوَٰلِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ
جو نکالے ہوئے آئے ہیں اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے ڈھونڈتے آئے ہیں اللہ کا فضل
ٱللَّهِ وَرِضْوَٰنًا وَيَنصُرُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ
اور اس کی رضامندی اور مدد کرنے کو اللہ کی اور اسکے رسول کی وہ ف لوگ
هُمُ ٱلصَّٰدِقُونَ ⑧ وَٱلَّذِينَ تَبَوَّءُو ٱلدَّارَ وَٱلْإِيمَٰنَ
وہی ہیں سچے اور جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہیں ف۹ ف۲ اس گھر میں اور ایمان

وقف لازم

منزل ۷

تقسیم فئ کا دستور العمل ۱۲

مہاجرین و انصار کی ... انفاق فی سبیل اللہ ۱۲

رحیم ۵ تک مال فئ کی تقسیم کا دستور بیان کیا گیا ہے۔ بنی نضیر کے اموال چونکہ بطور فئ حاصل ہوئے اس لئے انکی تقسیم کار کا دستور بیان فرمایا۔ مال فئ اس مال کو کہا جاتا ہے جو قتال وجہاد کے بغیر کفار سے مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ جیسا کہ یہود بنی نضیر نے مسلمانوں کے حملے سے مرعوب ہو کر صلح کر لی اور اپنے اموال بلا قتال مسلمانوں کے حوالے کر دیئے اسکا ذکر وما افاء اللہ علی رسولہ منھم میں ہے یہود بنی نضیر کے علاوہ اور کئی بستیوں کے یہودیوں نے بھی اسی طرح صلح کر کے اپنے اموال مسلمانوں کے حوالے کر دیئے تھے۔ مثلاً اہل فدک، عرینہ اور بنی قریظہ وغیرہ۔ اس کا ذکر ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری میں ہے دستور تقسیم سب کا ایک ہے (من اھل القری) قال ابن عباس ھی قریظۃ والنضیر وھما بالمدینۃ، وفدک وھی علی ثلاثۃ ایام من المدینۃ وخیبر وقری عرینۃ وینبع (قرطبی ج ۱۸ ص ۱۲) بنی نضیر، اہل فدک، اہل عرینہ وغیرہ کے جو اموال اللہ نے بطور فئ اپنے پیغمبر علیہ السلام کو دیئے ہیں تم نے ان پر اونٹ اور گھوڑے نہیں دوڑائے اور وہ قتال کے بغیر ہی حاصل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نہایت ہی قادر و توانا ہے وہ جس پر چاہتا ہے اپنے پیغمبروں علیہم السلام کو مسلط فرما دیتا ہے جس طرح اس نے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں کی ان بستیوں پر مسلط فرما کر ان کی ساری دولت آپ کے قدموں پر ڈال دی۔ ف۷ فللہ وللرسول۔ یہ تقسیم فئ کا دستور العمل ہے۔ للہ اللہ کیلئے، اللہ تعالیٰ کا ذکر تبرک و تشرف کیلئے ہے اور مقصد یہ ہے کہ اس مال کا مالک حقیقی اللہ ہے وہ جس طرح چاہے اس کی تقسیم کا حکم نافذ فرمائے اور بعض کے نزدیک ایک حصہ اللہ کے نام کا نکالا جائے جو خانہ کعبہ اور دوسری مسجدوں پر صرف کیا جائے۔ یصرف سھم اللہ فی عمارۃ الکعبۃ وسائر المساجد وقیل ذکر اللہ للتعظیم (بیضاوی)

موضح قرآن ف یہی فرق رکھا غنیمت اور فئ میں جو مال لڑائی سے ہاتھ لگا وہ غنیمت ہے اس میں پانچواں حصہ اللہ کی نیاز اور چار حصے لشکر کو بانٹے اور جو بغیر جنگ ہاتھ لگا وہ سارا خزانے میں مسلمانوں کے رہے جو کام ضرور ہوا اسپر خرچ ہو۔ ف یعنی فتح پر قبضہ رسول کا اور رسول کے پیچھے سردار کا کہ سردار پر یہ خرچ پڑتے ہیں۔ اللہ سب ہی کا مالک ہے مگر کعبہ کا خرچ اور مسجدوں کا بھی اس میں آگیا اور ناتے والے حضرت کے روبرو انکے ناتے والے اور پیچھے بھی وہی لوگ انپر چاہئے خرچ کرنا دولتمند کو اگر سردار دے تو لینے منع نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی خویشاوندان پیغامبر را ۱۲۔ ف۲ یعنی بمدینہ ۱۲۔

و للرسول۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ آپ کی زندگی میں تھا جسے آپ اپنی ذات پر، اور ازواج مطہرات پر خرچ فرماتے جو بچ جاتا اسے رفاہ مسلمین پر خرچ فرمادیتے۔ آپ کی زندگی کے بعد آپ کا حصہ ختم ہوچکا ہے اور ازواج مطہرات کے لئے بیت المال سے وظائف مقرر کردیئے گئے۔ ولذی القربی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار جن پر صدقات واجبہ حرام ہیں اور اس سے بنی ہاشم اور بنی المطلب مراد ہیں۔ (ولذی القربی یعنی بنی ھاشم و بنی المطلب (خازن ج ۷ ص ۶۰) ان کے علاوہ یتامی، مساکین اور وہ مسافر جو دوران سفر حاجت مند ہوجائے۔ کی لایکون دولۃ یہ فعل مقدر کی علت ہے۔ ان اموال فئ کی تقسیم کا حکم اس لئے دیا گیا تاکہ یہ دولت ایک ہی خاندان کے اغنیاء میں نہ گھومتی رہے، بلکہ فقراء اور مساکین بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔ ما اتکم الرسول۔ یہ دین و شریعت کا ایک نہایت ہی اہم اصول ہے۔ اللہ کا رسول، اللہ کی طرف سے جو حکم بھی لائے اسے بسروچشم قبول کرو جن میں سے ایک تقسیم فئ کا حکم ہے۔ اور جس کام سے وہ منع فرمادے اس سے باز آجایا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اس کے احکام کی نافرمانی نہ کرو، نافرمانوں کے لئے اللہ کا عذاب نہایت سخت ہے۔

۸ للفقراء۔ ای انفقوا للفقراء یہاں تبعًا ان جماعتوں پر انفاق کی ترغیب ہے۔ یا یہ مع المعطوفین، لذی القربی مع المعطوفات سے بدل الکل ہے یعنی ان انواع اربعہ سے فقرائے مہاجرین و انصار مراد ہیں۔ فکأنہ قیل أعنی باولئك الاربعۃ ھؤلاء الفقراء و المھاجرین (کبیر) بدل من قولہ تعالیٰ (لذی القربی) والمعطوف علیہ (کشاف) اس ضمن میں مہاجرین اور انصار کے فضائل بھی ذکر کئے گئے ہیں۔ الذین اخرجوا۔ وہ مہاجرین جن کو مشرکین مکہ نے اپنے گھروں سے نکلنے اور اپنے مالوں کو چھوڑنے پر مجبور کیا۔ چونکہ وہ بے وطن ہیں اور سارا مال چھوڑ کر آگئے ہیں اس لئے مال فئ میں ان کا بھی حصہ ہے۔ اس کے بعد ان کی عظمت شان کا ذکر ہے۔ یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا یہ اخرجوا کے نائب فاعل سے حال ہے مہاجرین نے اپنے گھروں کو اور اپنے اموال و املاک کو محض اللہ کی رضاجوئی کے لئے چھوڑا اس میں ان کی کوئی دنیوی غرض نہیں تھی اپنی قوم سے ان کی مخالفت ذاتی نہ تھی، بلکہ محض خدا کے لئے تھی۔ ای خرجوا من دیارھم و خالفوا قومھم ابتغاء مرضاۃ اللہ و رضوانہ۔ (ابن کثیر ج ۴ ص ۳۳۷) وینصرون اللہ۔ یہ یبتغون پر معطوف ہے یہ مہاجرین کی ایک اور صفت ہے۔ ان کا اپنے گھروں سے نکلنا اور اپنی جائیدادوں کو چھوڑنا محض اللہ کے دین اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد اور تائید کے لئے تھا۔ ای ینصرون دین اللہ و یعینون رسولہ مدارک) اولئک ھم الصدقون۔ یہ مہاجرین اپنے دعوائے ایمان میں سچے اور جہاد و انفاق میں اور دین حق کی حمایت و تائید میں مخلص ہیں الکاملون فی الصدق فی دعواھم الایمان (روح) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہاجرین کے ایمان و اخلاص کی شہادت ہے کہ انہوں نے اپنی جان پر جس قدر تکلیفیں اٹھائیں اور جس قدر مالی نقصان اٹھایا اور اپنے رشتہ داروں سے مخالفت مول لی یہ سب کچھ انہوں نے کسی دنیوی لالچ کے لئے نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لئے کیا ہے۔ قال قتادۃ المھاجرون الذین ترکوا الدیار و الاموال و العشائر و خرجوا حبًّا للہ و لرسولہ و اختاروا الاسلام علی ما کانوا فیہ من شدۃ۔ (خازن و معالم ج ۷ ص ۶۲) مہاجرین میں سے کسی شخص کے بارے میں منافقت کا اعتقاد رکھنا اس آیت کا صریح انکار اور کفر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تمام مہاجرین کو ایمان و عمل میں مخلص اور صادق فرمایا ہے۔ الصدقون فی ادعاء ایمانھم و حالھم علی ضد دعواھم فمن قال من الروافض انھم کانوا منافقین و کانوا کاذبین فی ادعاء الایمان کفر لاستلزام انکارہ ھذہ الآیۃ (مظہری ج ۹ ص ۲۴۲)

۹ والذین تبوؤ الدار۔ یہ الفقراء پر معطوف ہے اور اس میں انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضل و شرف کا ذکر ہے۔ الدار سے مدینہ منورہ مراد ہے جو دار الہجرت ہے۔ الایمان کا عامل مقدر ہے۔ ای حصلوا (الشیخ رح) یا اخلصوا۔ (روح) اور یہ علفتھا تبنا و ماء باردا کے قبیل سے ہے۔ الکلام من باب. علفتھا تبنا و ماء باردا۔ ای تبوؤا الدار و اخلصوا الایمان (روح ج ۲۸ ص ۵۱) مہاجرین کے علاوہ اس مال فئ سے انصار پر بھی خرچ کرو جو مہاجرین کی مدینہ میں آمد سے پہلے اس میں سکونت پذیر تھے اور انکے آنے سے پہلے مخلصانہ ایمان لاچکے تھے۔ یحبون من ھاجر الیھم مہاجرین سے ان کو دلی محبت ہے اور ان کے دلوں میں مہاجرین کے لئے ہمدردی اور غمگساری کا جذبہ موجزن ہے۔ چنانچہ مہاجرین کو جو کچھ دیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے وہ آزردہ نہیں ہوتے اور اس سے ان کے دلوں میں تنگی نہیں آتی۔ بلکہ وہ اپنی ذات پر مہاجرین کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ خود بھی ضرورت مند کیوں نہ ہوں۔ حاجۃ تنگی اور حسد حاجۃ حسدا (مدارک) خصاصۃ۔ حاجت، ضرورت، (روح) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دل دنیوی لالچ اور بخل کی بیماری سے پاک تھے۔ اور جو لالچ اور بخل سے بچ گیا وہ کامیاب ہوگیا اصل میں الشح۔ یہ ہے کہ آدمی دولت کے لالچ اور طمع میں اس قدر منہمک ہو کہ ظلم و زیادتی سے دوسروں کے مال پر قبضہ کرلے۔ انما الشح الذی ذکرہ اللہ تعالیٰ فی القرآن ان تأکل مال اخیك ظلما (قرطبی ج ۱۸ ص ۳۰)

فلہ والذین جاءو من بعدھم۔ یہ بھی الفقراء پر معطوف ہے۔ مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کے بعد جو اہل ایمان مستحق ہوں گے ان کو بھی اس مال سے حصّہ دیا جاتے لیکن ان کے لئے ضروری ہے کہ مہاجرین و انصار رضؓ کے بغض سے ان کے دل پاک ہوں بلکہ ان کی محبت سے لبریز ہوں اور وہ ہمیشہ مہاجرینؓ انصار رضؓ کو دعاءِ خیر سے یاد کریں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بغض سے دل کو صاف رکھنا اور ان کے حق میں دعاء کرنا بعد والوں کے لئے لازم ہے۔ یہانتک کہ امام مالک رح فرماتے ہیں جس شخص کے دل میں کسی بھی صحابی کا بغض ہوگا مال فئی میں اسکا کوئی حصّہ نہیں۔ و فی الایۃ حث علی الدعاء للصحابۃ و تصفیۃ القلوب من بغض احد منھم (روح ج ۲۸ ص ۵۴) و ما احسن ما استنبط الامام مالک رحمہ اللہ من ھذہ الایۃ الکریمۃ ان الرافضی الذی یسب الصحابۃ لیس لہ فی مال الفیٔ نصیب لعدم اتصافہ بما مدح ھؤلاء فی قولھم ربنا اغفر لنا ولاخواننا الخ (ابن کثیر ج ۴ ص ۳۳۹) ؔلہ الم تر۔ تمہید کے بعد ان منافقین پر زجر ہے جو سورۂ مجادلہ میں مذکور منافقین سے کمتر تھے۔ اہل کتاب سے یہود بنی قریظہ مراد ہیں، کیونکہ بنی نضیر تو وہاں سے پہلے نکالے جا چکے تھے منافقین اگرچہ زبان سے اسلام کے دعویدار تھے لیکن ان کے دلوں میں بدستور کفر موجود تھا اس لئے کفار اہل کتاب کو ان کے بھائی فرمایا۔ نیز یہ منافقین بھی اکثر یہود ہی میں سے تھے۔ منافقین جھوٹے وعدوں سے یہود بنی قریظہ کو مسلمانوں کے خلاف اکساتے تھے منافقین جس طرح اسلام میں مخلص نہیں تھے اسی طرح یہودیوں سے کئے گئے وعدوں میں بھی مخلص نہ تھے۔ وہ یہ وعدے محض پیش بندی کے طور پر کرتے تھے کہ اگر بالفرض بنی قریظہ کا پلہ بھاری ہوگیا تو ان کی مدد کریں گے اور اگر مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا تو ان کا ساتھ دیں گے۔ منافقین یہودیوں سے کہتے کہ اگر بنی نضیر کی طرح تم کو بھی اپنے گھروں سے نکالا گیا تو ہم بھی یہاں نہیں رہیں گے۔ بلکہ جہاں تم جاؤ گے وہاں تمہارے ساتھ ہی جائیں گے اور تمہارے بارے میں ہم کسی کی کوئی بات نہیں مانیں گے۔ مثلاً اگر مسلمانوں نے ہم سے کہا کہ ہم تمہارا ساتھ چھوڑ دیں یا تم سے جنگ کریں تو ہم ان کا یہ حکم ہرگز نہیں مانیں گے بلکہ اگر مسلمانوں نے تم سے لڑائی چھیڑ دی تو ہم الٹا تمہاری مدد کریں گے۔ واللہ یشھد انھم لکذبون اللہ نے منافقین کی تکذیب فرمادی کہ وہ ان وعدوں میں جھوٹے ہیں اور انہیں پورا نہیں کریں گے اور ایسا ہی ہوا قبل از وقت آئندہ بات کی اطلاع دینا

مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ
ہیں ان سے پہلے سے وہ محبت کرتے ہیں اس سے جو وطن چھوڑ کر آئے انکے پاس اور نہیں پاتے اپنے
صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ
دل میں تنگی اس چیز سے جو مہاجرین کو دیا جائے اور مقدم رکھتے ہیں انکو اپنی جان کر
وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ
اور اگرچہ ہو اپنے اوپر فاقہ اور جو بچایا گیا اپنے جی کے لالچ سے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑨ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ
تو وہی لوگ ہیں مراد پانے والے فلہ اور واسطے ان لوگوں کے جو آئے ان
بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ
کے بعد کہتے ہوئے اے رب بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو جو
سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا
ہم سے پہلے داخل ہوئے ایمان میں اور نہ رکھ ہمارے دلوں میں بیر
لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ⑩ اَلَمْ تَرَ
ایمان والوں کا اے رب تو ہی ہے نرمی والا مہربان فلہ کیا تو نے نہیں
ع ۱
اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
دیکھا ان لوگوں کو جو دغاباز ہیں کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو جو کافر ہیں
مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَ
اہل کتاب میں سے اگر تم کو کوئی نکال دیگا تو ہم بھی نکلیں گے تمہارے ساتھ اور
لَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ
کہا نہ مانیں گے کسی کا تمہارے معاملہ میں کبھی اور اگر تم سے لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے
وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ⑪ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا
اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں فلہ اگر وہ نکالے جائیں گے

موضح قرآن ف پہلی آیت سے مہاجرین مراد ہیں اور اس آیت سے انصار جو اس گھر میں رہتے ہیں پہلے سے یعنی مدینہ میں اور مہاجرین کی خدمت کرتے ہیں اپنی حاجت بند رکھ کر اور ان کو ملے تو حسد نہیں کرتے بلکہ خوش ہوتے ہیں۔۔۔ اول رکھتے ہیں اپنی جانوں سے اگرچہ ہو انکو بھوک یعنی صدقہ کرتے ہیں اپنی جانوں پر اگرچہ ان کو احتیاج ہو ف۲ یہ آیت سب مسلمانوں کے واسطے ہے جو اگلوں کا حق مانیں اور انکیں کے پیچھے چلیں اور ان سے بیر نہ رکھیں ف۳ یہ منافق ان کافروں کو چھپے چھپے پیغام دیتے تھے آخر وہ نکلے گئے

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید از این آیت معلوم شد کہ در فئی ہر مسلمان را حق است پس احوج فالاحوج را باید داد تا آنکہ مال فئی کفایت کند واللہ اعلم ۱۲۔

اور اس اطلاع کے مطابق اس کا واقع ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل ہے کہ واقعی آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ پر وحی آتی ہے۔ (الکاذبون) فی مواعیدھم للیھود وفیہ دلیل علی صحۃ النبوۃ لانہ اخبار بالغیب (مدارک ج ۴ ص ۱۸۳) ۱۲ لئن اخرجوا۔ یہ منافقین کے جھوٹ کی تفصیل ہے یعنی ان کے دونوں وعدے ہی جھوٹے ہیں۔ اگر یہودیوں کو ان کے گھروں سے نکالا گیا تو یہ ہرگز ان کے ساتھ نہیں جائیں گے اور اگر ان یہودیوں سے جنگ چھڑ گئی تو یہ ہرگز ان کی مدد نہیں کرینگے اور اگر بالفرض وہ ان کی مدد کیلئے نکلے بھی تو شکست خوردہ ہو کر بھاگیں گے اور پھر کہیں سے بھی انھیں کمک اور نصرت حاصل نہیں ہوگی۔ جب یہود بنی نضیر کو جلا وطن کیا گیا تو منافقین عبداللہ بن ابی وغیرہ ان کے ساتھ نہ نکلے اور جب یہود بنی قریظہ سے مسلمانوں کی لڑائی ہوئی اور پھر ان کو قتل کیا گیا تو منافقین نے بنی قریظہ کی کوئی مدد نہ کی۔ وفیہ معجزۃ حیث کان الامر فی المستقبل کذلک فان بنی نضیر اخرجوا ولم یخرج معھم عبداللہ بن ابی ابن سلول واوامنا فقوقیر نضیرۃ قریظۃ قوتلوا وقتلوا لم ینصرھم منافقوا مدینۃ (مظہری ج ۹ ص ۲۵۰) ۱۳ لانتم اشد۔ یہ مؤمنین کے لئے تسلی ہے۔ یہود اگرچہ مسلمانوں کے سامنے اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتے ہیں لیکن اے اہل ایمان حقیقت میں خوف خدا کے مقابلے میں تمہارا رعب و دبدبہ اور تمہاری ہیبت ان کے دلوں میں زیادہ ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ دین کے فہم سے عاری اور اللہ تعالیٰ کی عظمت شان سے بے خبر ہیں اور انھیں یہ حقیقت معلوم نہیں کہ دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف سب سے زیادہ ہونا چاہیے۔ یعنی انھم یظھرون لکم فی العلانیۃ خوف اللہ و انتم اھیب فی صدورھم (ذلک بانھم قوم لا یفقھون) لا یعلمون اللہ وعظمتہ حتی یخشوہ حق خشیتہ (مدارک ج ۴ ص ۱۸۳) ۱۴ لا یقاتلونکم جمیعا۔ یہ مؤمنین کیلئے مزید تسلیہ اور تشجیع ہے۔ فرمایا۔ اے اہل ایمان! یہ منافقین اور یہود متحد ہو کر کبھی بھی تمہارے مقابلے میں نہیں آئینگے وہ تمہاری قوت و شوکت اور تمہارے اتحاد و اتفاق سے اس قدر مرعوب ہیں کہ کھلے میدان میں تم سے لڑنے کی ہرگز جرأت نہیں کریں گے، البتہ وہ محفوظ بستیوں میں اور دیواروں کی اوٹ میں چھپ کر تم سے لڑنے کی جرأت کر سکتے ہیں۔ بأسھم بینھم شدید لیکن یہ خیال نہ کرنا کہ وہ اپنی کمزوری اور بزدلی کی وجہ سے تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتے کیونکہ جب وہ آپس میں لڑتے ہیں تو ان کی باہمی لڑائی نہایت شدید ہوتی ہے اور تمہارے سامنے انکی کمزوری محض تمہارے رعب کی وجہ سے ہے۔ بظاہر تمہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپس میں متحد ہیں، لیکن ان کے دلوں میں مکمل افتراق ہے۔ ان میں

يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِن قُوتِلُوا لَا يَنصُرُونَهُمْ وَلَئِن
نکلیں گے ان کے ساتھ اور اگر ان سے لڑائی ہوئی یہ مدد نہ کرینگے ان کی اور اگر
نَّصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ ⑫ لَأَنتُمْ
مدد کریں گے تو بھاگیں گے پیٹھ پھیر کر پھر کہیں مدد نہ پائیں گے البتہ ۱۳ تمہارا
أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِم مِّنَ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ
ڈر زیادہ ہے ان کے دلوں میں اللہ کے ڈر سے یہ اس لئے کہ وہ
قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ⑬ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى
لوگ سمجھ نہیں رکھتے ف۱ لڑ نہ سکیں گے تم سے ۱۴ سب مل کر مگر بستیوں کے کوٹ
مُّحَصَّنَةٍ أَوْ مِن وَرَاءِ جُدُرٍ ۚ بَأْسُهُم بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ
میں یا دیواروں کی اوٹ میں ان کی لڑائی آپس میں سخت ہے
تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ
تو سمجھے وہ اکٹھے ہیں اور ان کے دل جدا جدا ہو رہے ہیں یہ اس لئے کہ وہ لوگ
لَّا يَعْقِلُونَ ⑭ كَمَثَلِ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ۖ ذَاقُوا
عقل نہیں رکھتے ف۲ جیسے قصہ ان لوگوں کا ۱۵ جو ہو چکے ہیں ان سے پہلے قریب ہی چکھی
وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ⑮ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ
انہوں نے سزا اپنے کام کی اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے ف۳ جیسے قصہ ۱۶ شیطان کا
إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ
جب کہے انسان کو تو منکر ہو پھر جب وہ منکر ہو گیا کہے میں الگ ہوں
مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ⑯ فَكَانَ
تجھ سے میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب سارے جہان کا ف۴ پھر
عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ
انجام ۱۷ ان دونوں کا یہی کہ وہ دونوں ہیں آگ میں ہمیشہ رہیں اسی میں اور یہی ہے

موضح قرآن ف۱ یعنی نزدیک ہی کے مکے والے بدر کے دن سزا پا چکے ہیں وہی ڈول انکا بھی ہوگا ف۲ شیطان آخرت میں یہ کہے گا اور بدر کے دن بھی ایک کافر کی صورت بنکر لوگوں کو لڑا دیا جب فرشتے نظر آئے تو بھاگا، سورۂ انفال میں بیان ہو چکا یہ کہاوت ہے منافقوں کی ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از عذاب خدا کہ مؤجل است پروا ندارند ۱۲ ف۲ یعنی بایکدیگر خانہ جنگیہا دارند و مصلحت ایشان یکی نیست ۱۲ ف۳ یعنی چنانکہ اہل بدر مغلوب و منہزم شدند ایشان نیز گشتند ۱۲۔

اس قدر عقل وفہم ہی نہیں کہ وہ باہمی اتحاد والفت کی اہمیت کو سمجھ سکیں وھذا تجسیر للمؤمنین و تشجیع لقلوبھم علی قتالھم (روح ج ۲۸ ص ۵۸) **ف۱۵** کمثل الذین۔ یہ یہود اور منافقین کے لئے تمثیل اور تخویف ہے اور یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے اور الذین من قبلھم سے بنی قینقاع یا مقتولین بدر یا دونوں مراد ہیں (روح) ان منافقین کا حال اور انجام وہی ہونیوالا ہے جو ماضی قریب میں بنی قینقاع اور صنادید قریش کا میدان بدر میں ہوا جو اپنے کفر وعصیان کا مزہ چکھ چکے ہیں اور آخرت میں بھی ان کے لئے دردناک عذاب ہے **ف۱۶** کمثل الشیطن۔ یہ منافقین اور یہود کے لئے دوسری تمثیل ہے منافقین

جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ

سزا گنہگاروں کی اے ایمان ۱۸ والو ڈرتے رہو اللہ سے

لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

چاہیئے کہ دیکھ لے ہر ایک جی کیا بھیجتا ہے کل کے واسطے ف۱ اور ڈرتے رہو اللہ سے بے شک اللہ

خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ

کو خبر ہے جو تم کرتے ہو اور مت ہو ۱۹ ان جیسے جنہوں نے بھلا دیا اللہ

فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿١٩﴾ لَا يَسْتَوِيْٓ

کو پھر اللہ نے بھلا دئیے ان کو ان کے جی وہ لوگ وہی ہیں نافرمان ف برابر نہیں ہیں

اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ

دوزخ والے اور بہشت والے بہشت والے جو ہیں وہی ہیں

الْفَآئِزُوْنَ ﴿٢٠﴾ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ

مراد پانے والے اگر ۲۰ ہم اتارتے یہ قرآن ایک پہاڑ پر

لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ

تو تو دیکھ لیتا کہ وہ دب جاتا پھٹ جاتا اللہ کے ڈر سے اور یہ

الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢١﴾ هُوَ

مثالیں ہم سناتے ہیں لوگوں کو تاکہ وہ غور کریں ف وہ

اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ

اللہ ہے جس کے ۲۲ سوائے بندگی نہیں کسی کی جانتا ہے جو پوشیدہ ہے اور جو ظاہر ہے

هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿٢٢﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

وہ ہے بڑا مہربان رحم والا وہ اللہ ۲۳ ہے جس کے سوائے بندگی نہیں کسی

هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ

کی وہ بادشاہ ہے پاک ذات سب عیبوں سے سالم امان دینے والا پناہ میں لینے والا

کے یہود سے وعدوں کی مثال شیطان کے وعدوں کی سی ہے جو انسان کو مختلف آرزوئیں دلا کر اور اسے سبز باغ دکھا کر کفر وشرک پر آمادہ کرتا ہے اور جب آدمی اس کی چالوں میں آ کر کفر کر لیتا ہے اور اس کی پاداش میں عذاب خداوندی میں مبتلا ہو جاتا ہے تو شیطان اسکا ساتھ چھوڑ دیتا ہے اور صاف کہدیتا ہے کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ پروردگار عالم سے ڈر لگتا ہے اس لئے میں تم سے بری الذمہ ہوں اور تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ یہود سے کئے گئے منافقین کے وعدے بھی اسی طرح پُر فریب ہیں۔ آڑے وقت میں وہ بھی ان کی مدد نہیں کرینگے اور مختلف حیلوں بہانوں سے کنی کترا جائینگے **ف۱۷** فکان عاقبتھما۔ یہ شیطان اور کافر کا انجام ہے۔ دنیا میں تو شیطان انسان کو گمراہ کر کے الگ ہو جاتا ہے لیکن آخرت میں دونوں کا انجام جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ایسے ظالموں کی یہی سزا ہے بعینہٖ یہی انجام ان منافقوں اور یہودیوں کا ہوگا **ف۱۸** یایھا الذین اٰمنوا۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے نزدیک یہ پہلے منافقین سے کمتر منافقوں پر زجر ہے۔ اس صورت میں ایمان سے ایمان باللسان مراد ہوگا۔ یا خطاب ایمان والوں سے ہے اور تنبیہ منافقین کو مقصود ہے یا یہ منافقین کے زجر وتنبیہ کے بعد مخلصین کے لئے وعظ وارشاد ہے اپنے تمام ظاہر و باطن اعمال وافعال میں اللہ سے ڈرو، اس کے اوامر کی تعمیل کرو اور اس کے نواہی سے اجتناب کرو۔ اور ہر فرد بشر یہ دیکھے کہ وہ آخرت کیلئے کیا سامان تیار کر رہا ہے۔ جہاں اس کے ہر نیک و بد عمل کی پوری پوری جزاء ملیگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام ظاہر و باطن اعمال سے باخبر ہے اور کوئی چیز اس سے چھپی نہیں **ف۱۹** ولا تکونوا۔ اور ان لوگوں کی مانند نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ کے ذکر اور اس کے احکام کی تعمیل کو چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت سے اپنے نفسوں کو خسارۂ آخرت سے بچانے کی تدبیر نہ کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی انکو فضل ورحمت اور انعام واکرام سے یاد نہ فرمایا۔ یہ لوگ سرکش اور احکام الٰہیہ کے باغی ہیں اور اسی سزا کے مستحق ہیں کہ رحمتِ

موضح قرآن ف ان کے جی بہلا دیئے یعنی اپنے جی کے بچاؤ کا فکر نہ کیا ۱۲ منہ رح ف یعنی کافروں کے دل بڑے سخت ہیں کہ یہ کلام سنکر کبھی ایمان نہیں لاتے اگر پہاڑ سمجھے تو وہ بھی دب جاوے ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی برائے روز قیامت ۱۲۔

خداوندی سے محروم ہوں۔ (نسوا اللہ) ترکوا ذکر اللہ عز وجل وما أمرھم بہ (فانساھم انفسھم) فترکھم من ذکرہ بالرحمۃ والتوفیق۔
(مدارک ج ۴ ص ۱۸۴) **۲۰ف** لا یستوی۔ ان فساق و فجار کے ذہن اس قدر مسخ ہوچکے ہیں کہ ان کے نزدیک نیک و بد میں کوئی تمیز ہی باقی نہیں رہی حالانکہ
ایسے بدکردار اور بدگفتار لوگ جو جہنم کا ایندھن ہوں گے ان مومنین صالحین کے برابر نہیں ہوسکتے جو جنت کے باسی ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے
۲۱ف لو انزلنا۔ یہ قرآن مجید میں فکر و تامل کی ترغیب ہے اور پہاڑوں پر قرآن نازل کرنے سے یا تمثیل مراد ہے یا مقصد یہ ہے کہ اگر ہم پہاڑوں ایسی سخت چیز کو

الۡعَزِيۡزُ الۡجَبَّارُ الۡمُتَكَبِّرُ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۲۳﴾
زبردست دباؤ والا صاحب عظمت پاک ہے اللہ ان کے شریک بتلانے سے

هُوَ اللّٰهُ الۡخَالِقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ لَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى ؕ
وہ اللہ ہے بنانے والا ٹھیک نکال کھڑا کرنیوالا صورت کھینچنے والا اسی کے ہیں سب نام خاصے

يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۲۴﴾
پاکی بول رہا ہے اس کی جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا

۳ ع ۶

سُوۡرَةُ الۡمُمۡتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثَ عَشۡرَةَ اٰيَةً وَفِيۡهَا رُكُوۡعَانِ
سورۂ ممتحنہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی تیرہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا عَدُوِّىۡ وَعَدُوَّكُمۡ
اے وہ ایمان والو نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو

اَوۡلِيَآءَ تُلۡقُوۡنَ اِلَيۡهِمۡ بِالۡمَوَدَّةِ وَقَدۡ كَفَرُوۡا بِمَا
دوست تم ان کو پیغام بھیجتے ہو دوستی سے اور وہ منکر ہوئے ہیں اس کو

جَآءَكُمۡ مِّنَ الۡحَـقِّ ۚ يُخۡرِجُوۡنَ الرَّسُوۡلَ وَاِيَّاكُمۡ ۙ اَنۡ
جو تمہارے پاس آیا سچا دین نکالتے ہیں رسول کو اور تم کو اس بات

تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ رَبِّكُمۡ ؕ اِنۡ كُنۡتُمۡ خَرَجۡتُمۡ جِهَادًا فِىۡ
پر کہ تم مانتے ہو اللہ کو جو رب ہے تمہارا اگر تم نکلے ہو لڑنے کو میری

سَبِيۡلِىۡ وَابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِىۡ ۖ تُسِرُّوۡنَ اِلَيۡهِمۡ بِالۡمَوَدَّةِ ۖ
راہ میں اور طلب کرنے کو میری رضامندی تم ان کو چھپا کر بھیجتے ہو دوستی کے پیغام

وَاَنَا اَعۡلَمُ بِمَاۤ اَخۡفَيۡتُمۡ وَمَاۤ اَعۡلَنۡتُمۡ ؕ وَمَنۡ يَّفۡعَلۡهُ
اور مجھ کو خوب معلوم ہے جو چھپایا تم نے اور جو ظاہر کیا تم نے اور جو کوئی تم میں یہ کام کرے

ربوعہ تشبیہی ریل ۲/۱۰

عقل دے کر ان پر اس قرآن کو نازل کردیتے تو قرآن کی اثر انگیزی سے وہ اس قدر متاثر ہوتے کہ خوف سے لرزا ٹھتے اور ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتے لیکن ان منافقین کے دل اس قدر سخت ہیں کہ قرآنی مواعظ کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ حث علی تامل مواعظ القرآن وبیّن انہ لا عذر فی ترک التدبر، فانہ لو خوطب بھذا القرآن الجبال مع ترکیب العقل فیھا لانقادت لمواعظہ ولرأیتھا علی صلابتھا ورزانتھا خاشعۃ متصدعۃ (قرطبی ج ۱۸ ص ۴۴) یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے اس لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ ان میں غور و فکر کرکے عبرت و نصیحت حاصل کریں **۲۲ف** ھو اللہ الذی۔ آخر میں توحید کے تینوں مراتب کا ذکر ہے۔ اس آیت کے پہلے حصے میں توحید کا تیسرا مرتبہ مذکور ہے یعنی دعوائے توحید کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔ علم الغیب والشھادۃ یہ دعوائے توحید کی علت ہے اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں کیونکہ وہی عالم الغیب ہے اور وہی رحمن و رحیم ہے تمام دین و دنیا کی نعمتیں اسی کی طرف سے ہیں۔ علم الغیب الخ اس سے پہلے ھو مبتدا محذوف ہے **۲۳ف** ھو اللہ الذی یہ توحید کا دوسرا مرتبہ ہے اور شروع میں دعوئے توحید کا اعادہ ہے اور اس کے بعد دعوے کی دوسری علت مذکور ہے الملک القدوس ای ھو الملک الخ الملک بادشاہ اور متصرف و مختار، القدوس کامل الصفات جس کی ہر صفت کامل ہو (روح) جس کی بادشاہی میں زمانۂ ماضی میں کوئی فرق نہ آیا ہو (الشیخ رحمہ اللہ) السلام جو ہر عیب سے پاک ہو (روح) جس کی بادشاہی مستقبل

موضح قرآن ف حضرت کو مکے والوں سے صلح ہوئی (انا فتحنا میں آچکا) دو برس رہی پھر کافروں کی طرف سے ٹوٹی تب حضرت نے فوج جمع کر کر ارادہ کیا مکے کا اور خبر بند کی کہ کبھی کافر پھر نہ لڑنے لگیں کہ حرم میں لڑنا ضرور ہو۔ ایک مسلمان تھے حاطب مکے والوں کو خط لکھ بھیجا۔ حضرت کو وحی سے معلوم ہوا اس کو راہ سے پکڑ منگایا، حاطب نے عذر میں کہا کہ میرے اہل و عیال ہیں مکے میں ان کافروں سے سلوک رکھتا ہوں تا عیال کی خبر لیتے رہیں یہ خطا بڑی ہوئی لیکن حاطب بہشتی ہیں بدر کے لوگوں میں یا سیرۃ سورت اتری ۱۲ منہ

فتح الرحمٰن ف ا مترجم گوید کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواستند کہ بفتح مکہ متوجہ شوند و مرضی شریف آن بود کہ کسی اہل مکہ را بقصد آنحضرت مطلع نکنند تا ناگہان برسر ایشان رسند یکی از صحابہ بطرف ایشان نامہ نوشت و بر قصد آنحضرت مطلع ساخت خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را اطلاع داد تا آن نامہ از راہ باز آوردند خدا تعالیٰ در باب منع از دوستی کفار نازل ساخت واللہ اعلم ۱۲۔

میں بھی ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رہے گی (الشیخ رح) المؤمن امن و سلامتی عطا کرنیوالا۔ المھیمن نگہبان اور محافظ الجبار مخلوق کی اصلاح کرنیوالا المتکبر عظمت و کبریا میں سب پر فائق (روح) حاصل یہ کہ ساری کائنات میں متصرف و مختار وہی ہے اور خود ہی تختِ شاہی پر متمکن ہے اسکی حکومت و سلطنت ہر قسم کے ضعف و نقصان سے پاک ہے اور حکومت میں اور اختیار و تصرف میں کوئی اس کا شریک اور مشیر نہیں اور نہ کوئی نائب معین۔

۲۴ ھو اللہ الخالق۔ یہ توحید کا پہلا مرتبہ اور دعوائے توحید کی تیسری علت ہے۔ پیدائش کے تین مراتب ہیں۔ اوّل خلق ہر چیز کی پیدائش کا حسب حکمت منصوبہ تیار کرنا دوم برء عدم سے وجود میں لانا۔ سوم صورت عطا کرنا (الخالق) المقدر لما یوجدہ (البارئ) المخترع المنشئ للاعیان من العدم الی الوجود (المصور) ای یخلق صورۃ الخلق علی ما یریدہ .... فاولا یکون خلقًا ثم برأ ثم تصویرا (خازن و معالم ج ۷، ص ۳۷) اس کے علاوہ بھی اس کی بہت سی صفتیں ہیں۔ حاصل یہ کہ ساری کائنات کا خالق بھی وہی ہے اور وہی سب کا حاجت روا اور کارساز ہے۔ اس لئے حاجات و مشکلات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔

۲۵ یسبح لہ۔ یہ ابتداء سورت میں مذکور دعوے کا اعادہ ہے۔ ابتداء میں بصیغۂ ماضی اور یہاں بصیغۂ مضارع تاکہ استمرار تجددی پر دلالت کرے۔ یعنی زمین و آسمان کی ہر چیز مسلسل اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں لگی ہوئی ہے اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا کیونکہ وہ جامع کمالات ہے، ہر نقص و عیب سے منزّہ اور علم و قدرت میں کامل ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سورۂ حشر میں آیات توحید

اور اسکی خصوصیات

۱۔ سبح للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض الآیۃ۔ نفی شرک ہر قسم۔

۲۔ ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الآیۃ۔ توحید کا تیسرا مرتبہ یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔

۳۔ ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو۔ الآیۃ۔ دوسرا مرتبہ۔ وہی متصرف و مختار ہے۔

۴۔ ھو اللہ الخالق البارئ۔ الآیۃ۔ توحید کا پہلا مرتبہ، وہی سب کا خالق ہے۔

سورۃ الممتحنہ

ربط سورۃ مجادلہ اور حشر میں منافقین پر زجریں تھیں۔ اب الممتحنہ میں علی سبیل التنزیل اُن مومنین کاملین پر زجر ہوگا جن سے جہاد کے بارے میں کوتاہی ہوئی۔

خلاصہ | مؤمنین کاملین پر زجر، قانون برائے مؤمنات مہاجرات، قانون برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دربارہ بیعتِ زنان۔ زجر برائے مؤمنین۔

تفصیل

یاایھاالذین اٰمنوا لا تتخذوا عدوی ـــ تا ـــ واللہ بما تعملون بصیر ہ یہ ان مومنین کاملین پر زجر ہے جن سے جہاد کے بارے میں منافقوں کا سا فعل سرزد ہوچکا تھا۔ جیسا کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے غلطی ہوئی کہ انہوں نے ایک مصلحت کی بنا پر مسلمانوں کا ایک اہم جنگی راز مشرکین مکہ کو پہنچانے کی کوشش کی۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ مشرکین ان کے ممنون ہوکر ان کے اہل وعیال کی حفاظت کریں گے فرمایا:۔ اے اہل ایمان، جو لوگ میرے اور تمہارے دشمن ہیں ان سے دوستی کا برتاؤ مت کرو۔ یہ وہی لوگ ہیں جو کل ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اور خود تم کو مکہ سے نکال رہے ہیں۔ ان کی عداوت و دشمنی کا یہ عالم ہے کہ اگر وہ تمہیں کہیں پالیں تو پورے پورے بغض کا اظہار کریں اور تمہیں ہاتھوں اور زبانوں سے ایذاء دینے کی کوشش کریں اور یہ آرزو کریں کہ تم دینِ اسلام سے پھر جاؤ۔ تو کیا ایسے لوگ کسی قسم کی دوستی کے لائق ہیں؟ اور جس اہل وعیال کی خاطر تم نے ایسا کیا ہے قیامت کے دن وہ تمہارے کچھ کام نہ آئینگے۔

قد کانت لکم اسوۃ ـــ تا ـــ فان اللہ ھو الغنی الحمید ہ تمہارے لئے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کے متبعین میں بہت عمدہ نمونہ تھا تمہیں ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے تمام کافروں سے مکمل قطع تعلق کرنا چاہیئے تھا جیسا کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ ہم تم سے اور تمہارے خود ساختہ معبودوں سے بیزار ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان اس وقت تک بغض و عداوت قائم رہیگی جب تک تم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان نہ لے آؤ، البتہ ابراہیم (علیہ السلام) حسبِ وعدہ اپنے باپ کے لئے ہدایت کی دعا مانگتے رہے۔ لیکن جب انہیں معلوم ہوگیا کہ اسے ہدایت نصیب نہیں ہوسکتی تو اس کے لئے دعا مانگنا چھوڑ دیا۔

عسی اللہ ان یجعل۔ الآیۃ۔ مسلمانوں کو امید دلائی ہوسکتا ہے کہ دشمنانِ اسلام کو اللہ تعالیٰ اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔ اور اس طرح تمہارے اور ان کے درمیان دوستی کی راہ ہموار ہوجائے۔

لاینھٰکم اللہ الآیۃ۔ ان کافروں کا ذکر ہے جن پر احسان کرنے کی ممانعت نہیں یعنی وہ کفار جنہوں نے آج تک دینِ اسلام کو مٹانے کے لئے تم سے لڑائی نہیں کی اور نہ تمہیں گھروں سے نکالا۔

انما ینھٰکم اللہ۔ الآیۃ۔ البتہ ان کافروں سے دوستی اور احسان کا برتاؤ کرنے سے اللہ منع فرماتا ہے جو دین کی وجہ سے تمہارے ساتھ لڑتے رہے ہیں۔ اور جنہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکال یا نکالنے میں مدد دی ہے۔

یٰایھا الذین اٰمنوا اذا جآءکم المؤمنات ـــ تا ـــ واتقوا اللہ الذی انتم بہ مؤمنون ہ قانون اول برائے مؤمنات مہاجرات۔ اگر کوئی عورت ایمان قبول کرنے کے بعد ہجرت کرکے تمہارے پاس آجاتے تو اطمینان کرلو کہ واقعی وہ مؤمنہ ہے اگر تمہیں اس کے مؤمنہ ہونے کا یقین ہوجائے تو اب اسے کافروں کی طرف نہ بھیجو، کیونکہ اب نہ وہ کافروں کے لئے حلال ہے اور نہ کافر ہی اس کے لئے حلال ہیں اگر وہ دار الحرب میں شادی شدہ تھی تو اس کے خاوند نے اس پر جو مہر وغیرہ خرچ کیا تھا اسے واپس کردو۔ اس طرح اگر تمہاری کافرہ عورتیں مشرکین کے یہاں چلی جائیں تو تم اپنے اخراجات ان سے طلب کرلو۔ اور اگر تم میں سے کسی کے اخراجات کافروں کی طرف رہ جائیں اور وہ ادا نہ کریں تو جب تمہارے دینے کی باری آئے تو تم ان کو دینے سے پہلے اس مسلمان کا حق اس سے وضع کرلو جس کا کافروں کے ذمہ بقایا ہے۔

یٰایھا النبی اذا جآءک المؤمنات ـــ تا ـــ ان اللہ غفور رحیم ہ یہ دوسرا قانون ہے برائے بیعتِ زنان۔ جب آپ کے پاس عورتیں بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوں تو آپ ان شرائط پر انہیں بیعت فرمالیا کریں۔ (۱) اللہ کے ساتھ شرک نہ کریں (۲) چوری نہ کریں (۳) بدکاری نہ کریں (۴) اولاد کو قتل نہ کریں (۵) کسی پر بہتان نہ باندھیں اور (۶) آپ کی نافرمانی نہ کریں۔

یاایھا الذین امنوا۔ الآیۃ۔ یہ مؤمنین پر زجر ہے۔ ان کافروں سے دوستی نہ کرو جو کفر و شرک کی وجہ سے آخرت کے اجر و ثواب سے اسی طرح محروم و مایوس ہیں جس طرح وہ کافر جو مر چکے ہیں۔

۲؎ یاایھا الذین امنوا لا تتخذوا۔ زجر برائے مؤمنین کاملین۔ ان آیتوں کا شان نزول یہ ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ جو ایک جلیل القدر بدری صحابی ہیں ان کی والدہ، ان کے بیٹے اور بھائی مکہ میں تھے اور مکہ میں کوئی ان کا ایسا رشتہ دار نہیں تھا جو ان کی حفاظت کر سکتا۔ اس لئے انہوں نے مشرکین مکہ کو ایک خط لکھا جس میں انکو اطلاع دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لشکر عظیم لیکر تم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ مشرکین پر انکا احسان ہو جائیگا اور وہ ان کے اہل وعیال کا خیال رکھیں گے۔ لیکن اس کے ساتھ انکا یہ بھی ایمان تھا کہ اگر مشرکین کو قبل از وقت یہ معلوم ہو گیا تو اس سے فتح اسلام میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔ کیونکہ اللہ فتح عظیم عطا فرمانے کا وعدہ کر چکا ہے اور یہ وعدہ پورا ہو کر رہے گا اور کوئی طاقت اس فتح کو نہیں روک سکتی چنانچہ اپنے خط میں بھی یہ حقیقت انہوں نے مشرکین پر واضح کر دی اور خط کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ کسی راسخ الایمان ہی کے قلم سے نکلے ہیں۔ خط کا متن یہ تھا۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توجہ الیکم بجیش کاللیل یسیر کالسیل، واقسم باللہ لو سار الیکم وحدہ لنصرہ اللہ علیکم فانہ منجز لہ ما وعدہ (روح ج ۲۸ ص ۶۷) ترجمہ:- "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لشکر عظیم لیکر تم پر حملہ آور ہو رہے ہیں یہ لشکر سیلاب کی طرح امنڈا چلا آئیگا۔ اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر آپ تن تنہا تم پر حملہ آور ہوں تو بھی اللہ تعالی تمہارے مقابلے میں آپ کی مدد فرمائیگا اور آپ کو تم پر فتح دے گا، کیونکہ اللہ تعالی اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے گئے وعدے کو ضرور پورا کرنیوالا ہے"

یہ خط ایک عورت ام سارہ کے ذریعہ مکہ پہنچایا جا رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے اسکی اطلاع ہو گئی، تو آپ نے حضرت علی، زبیر، ابو مرثد غنوی اور کئی دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اسکے پیچھے بھیجا اور فرمایا روضہ خاخ کے مقام پر تم اسے پاؤ گے۔ چنانچہ یہ حضرات وہاں پہنچے اور اس سے خط لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر پیش کیا۔ آپ نے حاطب رضی اللہ عنہ کو طلب کر کے اس خط کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اقرار کیا کہ یہ خط میرا ہی ہے آپ نے فرمایا یا حاطب، ما ھذا؟ اے حاطب، یہ کیا معاملہ ہے؟ اور تم نے یہ خط کیوں لکھا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا عذر بیان کیا اور ساتھ ہی عرض کیا کہ اس نے کفر و ارتداد کی وجہ سے ایسا نہیں کیا۔ آپ نے اس کا جواب سنکر تصدیق فرمائی۔ ولم افعلہ کفرا ولا ارتدادا عن دینی ولا رضی بالکفر بعد الاسلام، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: صدق (قرطبی ج ۱۸ ص ۵۰) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے عمر، کیا وہ اہل بدر سے نہیں؟ اور تمہیں کیا معلوم کہ اللہ تعالی نے بدر میں شریک ہونیوالوں پر جھانک کر اعلان فرما دیا ہو کہ تم جو چاہو کرو جنت تمہارے لئے لازم ہو چکی ہے اور میں نے تمہارے سارے قصور معاف کر دیئے ہیں۔ یہ سنکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور سارا جوش ٹھنڈا ہو گیا اور کہنے لگے اس معاملے کو اللہ تعالی اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ فقال، الیس من اھل بدر؟ فقال: لعل اللہ اطلع الی اھل بدر، فقال: اعملوا ما شئتم فقد وجبت لکم الجنۃ، او، فقد غفرت لکم، فدمعت عینا عمر، وقال اللہ و رسولہ اعلم (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۶۷ غزوۂ بدر) اس سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی غلطیوں کی بناء پر طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا جائز نہیں اور انکو ہمیشہ ان کی خوبیوں سے یاد کرنا لازم ہے۔

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی نیت میں اگرچہ کوئی فتور نہ تھا اور نہ انہوں نے یہ حرکت اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے کی تھی لیکن بظاہر یہ ایک منافقین کے کاموں سے ملتا جلتا فعل تھا اور یہ بھی ممکن تھا کہ اگر اس طرح مصلحت بینی کا دروازہ کھول دیا جائے تو اس سے کسی وقت اسلام کو سخت نقصان پہنچ جائے۔ اس لئے اللہ تعالی کو بات پسند نہ آئی اور اس پر زجر فرمایا۔

یاایھا الذین امنوا۔ اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ اور انھیں کسی قسم کا پیغام دوستی نہ پہنچاؤ۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت حاطب رض بہت خوش ہوئے کہ اللہ نے انکو ایمان کی صفت سے یاد فرمایا ہے اور فرط مسرت سے ان پر غشی طاری ہو گئی۔ ذکر ان حاطبا لما سمع (یاایھا الذین امنوا) غشی علیہ من الفرح بخطاب الایمان (قرطبی ج ۱۸ ص ۵۲)

۳؎ تلقون الیھم۔ یہ ماقبل کا بیان ہے یعنی کافروں کو دوستی کا پیغام نہ بھیجو۔ حالانکہ جو دین حق تمہارے پاس آچکا ہے اور جسے تم قبول کر چکے ہو وہ اس کے منکر ہیں۔ یخرجون الرسول۔ اور ابھی کل کی بات ہے کہ وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اور تم کو تمہارے گھروں سے نکال رہے ہیں محض اس لئے کہ تم اللہ تعالی کی وحدانیت پر ایمان لا چکے ہو۔ یعنی وہ تمہارے ایمان کے دشمن ہیں اور تم ان کو پیغام مودت بھیج رہے ہو۔ ان تؤمنوا میں ان مصدریہ ہے اور اس سے پہلے لام تعلیل مقدر ہے ای لایمانکم (روح)

۴؎ ان کنتم۔ اس شرط کی جزا محذوف ہے بقرینہ ماقبل یعنی لا تتخذوا۔ شرط جوابہ محذوف لدلالۃ ما تقدم علیہ وھو قولہ لا تتخذوا عدوی (بحر ج ۸ ص ۲۵۳) یعنی جب تم جہاد کے لئے اور میری رضا جوئی کے لئے گھروں سے نکلنے لگو تو احتیاط سے کام لو اور دشمنوں کو اپنا کوئی جنگی راز نہ بتاؤ۔ تسرون الیھم الخ یہ تلقون کا بیان اور اس سے بدل ہے (روح) یا استیناف ہے یعنی ایسا نہ کرو کہ ان سے پوشیدہ طور پر دوستی رکھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز انکو پہنچاؤ۔ ای تعضون الیھم بمودتکم سرا او تسرون الیھم اسرار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسبب المودۃ وھو استیناف (مدارک ج ۴ ص ۱۸۶) وانا اعلم الخ میں تمہاری ہر بات کو جانتا ہوں خواہ تم اسے چھپاؤ یا ظاہر کرو۔ اس تنبیہ کے بعد اب جس نے ایسا کام کیا وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔

مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيلِ ① إِن يَثْقَفُوكُمْ
وہ بھول گیا سیدھی راہ اگر تم انکے ہاتھ آجاؤ
يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَآءً وَيَبْسُطُوٓا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَ
ہو جائیں تمہارے دشمن اور چلائیں تم پر اپنے ہاتھ اور
أَلْسِنَتَهُم بِالسُّوٓءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ② لَن تَنفَعَكُمْ
اپنی زبانیں برائی کے ساتھ اور چاہیں کہ کسی طرح تم بھی منکر ہو جاؤ ہرگز کام نہ آئینگے تمہارے
أَرْحَامُكُمْ وَلَآ أَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيَـٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۚ
کنبے والے اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن وہ فیصلہ کریگا تم میں
وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ③ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ
اور اللہ جو تم کرتے ہو دیکھتا ہے تم کو تھی چال چلنی چاہیے
حَسَنَةٌ فِىٓ إِبْرَٰهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُۥٓ ۚ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ
اچھی ابراہیم کی اور جو اسکے ساتھ تھے جب انہوں نے کہا اپنی قوم کو
إِنَّا بُرَءَٰٓؤُا مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا
ہم الگ ہیں تم سے اور ان سے جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے ہم منکر ہو
بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَٰوَةُ وَالْبَغْضَآءُ أَبَدًا
تم سے اور کھل پڑی ہم میں اور تم میں دشمنی اور بیر ہمیشہ کو
حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُۥٓ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَٰهِيمَ لِأَبِيهِ
یہاں تک کہ تم یقین لاؤ اللہ اکیلے پر مگر ایک کہنا ابراہیم کا اپنے باپ کو
لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن شَىْءٍ ۖ
کہ میں مانگونگا معافی تیرے لئے اور مالک نہیں تیرے نفع کا اللہ کے ہاتھ سے کسی چیز کا
رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ④
اے رب ہمارے ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع ہوئے اور تیری طرف ہے سب کو پھر آنا

ع ۶

منزل ۷

۵ ان یثقفوکم ۔ یہ کفار کی کھلی عداوت اور دشمنی کا بیان ہے ۔ اگر کہیں تم ان کے ہاتھ آجاؤ تو تمہارے بدستور دشمن ہی ہوں گے اور تمہارے پیغامات مودت کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کریں گے اور ہاتھ اور زبان سے قتل و ضرب ، گالی گلوچ اور بد زبانی سے تمہیں ایذا پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے ۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ تمہیں مسلمان دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے اور ان کی خواہش ہے کہ تم دین اسلام کو چھوڑ کر پھر سے کافر ہو جاؤ ۔ دوسرے لفظوں میں وہ تمہیں دین و دنیا کی مضرتوں میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں یعنی انھم یریدون ان یلحقوا بکم مضار الدنیا والدین جمیعا ۔ . . . . . (کشاف / بحر) تو کیا ایسے بدترین دشمن اس لائق ہو سکتے ہیں کہ ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کئے جائیں ؟ ۶ لن تنفعکم جن رشتہ داروں اور جس اولاد کی خاطر تم مشرکین پر احسانات کر رہے ہو قیامت کے دن وہ تمہارے کام نہیں آسکیں گے ۔ قیامت کے دن اللہ تعالے تمہارے اور تمہاری آل اولاد اور خویش و اقارب کے درمیان جدائی ڈال دے گا ۔ اگر اولاد و اقارب کافر ہوں تو جدائی کا حکم ظاہر ہے اور اگر مسلمان ہوں تو ہول محشر کی وجہ سے ہر ایک اپنے رشتہ داروں سے جدا ہوگا ۔ جیسا کہ ارشاد ہے ۔ یوم یفر المرء من اخیہ و امہ و ابیہ وصاحبتہ وبنیہ (عبس) ای یفرق اللہ تعالی بینکم بما یکون من الھول الموجب لفرار کل منکم من الآخر ۔ (روح ج ۲۸ ص ۶۹) اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اور تمہیں اعمال کی پوری جزا و سزا دے گا ۷ قد کانت لکم ۔ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے متبعین کے عمل میں تمہارے لئے اقتداء و اتباع کا بہت عمدہ نمونہ تھا ۔ انہوں نے اپنے مشرک اعزہ و اقارب سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ ہمارے تمہارے تعلقات اب ختم ہیں اور ہم تم سے اور تمہارے خود ساختہ معبودوں سے بیزار ہیں ۔ اور جن معبودوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو ان کی معبودیت اور کارسازی کا انکار کرتے ہیں اور اب ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے بغض و عداوت قائم ہو چکی ہے ۔ ہاں اگر تم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو مان لو اور ہمارا دین قبول کر لو تو تم ہمارے بھائی ہو ۔ البتہ ابراہیم (علیہ السلام) حسب وعدہ اپنے باپ کیلئے ہدایت کی دعا مانگتے رہے ۔ ساستغفر لک ربی انہ کان بی حفیا (مریم ع ۳) لیکن جب ان کو معلوم ہو گیا کہ ان کے باپ کے دل پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور اب اسے ہدایت کی توفیق نہیں مل سکتی تو اس کے لئے ہدایت و مغفرت کی دعا مانگنا ترک کر دیا ۔ وما کان استغفار ابراھیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدھا ایاہ ۔ الآیۃ (توبہ ع) قالہ ابن قتیبۃ ۔ امام مجاہدؒ اور قتادہؒ اور ابن الانباری کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے ہر فعل کی اقتداء کرو لیکن ان کے اس قول لاستغفرن لک یعنی مشرک باپ کے لئے دعاء مغفرت کرنے میں ان کی اقتدا نہ کرو ۔ المعنی قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی کل شئی الا فی قولہ لاستغفرن لک (کبیر ج ۸ ص ۱۸۷) تو تمہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے متبعین کے نقش قدم پر چلنا چاہیے تھا ۔ اور مشرکین سے بالکلیہ تعلقات ختم کر دینے چاہئیں تھے ۸ وما املک ۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے یعنی میں تو صرف تیرے لئے اللہ تعالیٰ

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی درین قول اقتداء بابراہیم نشاید کردن و استغفار برائے کافر درست نیست ۱۲ ۔

سے التجا ہی کر سکتا ہوں کہ وہ تجھے ہدایت عطاء فرما کر تیری بخشش کا سامان فراہم کرے، لیکن اس کے سوا میرے اختیار میں کچھ نہیں۔ لاستغفرن لك
وما نی طاقتی الا ھذا (روح) ہمارے پروردگار! ہمارا توکل اور بھروسہ تجھ ہی پر ہے۔ ہر معاملے میں ہم تیری ہی طرف راغب و راجع ہیں اور ہر چیز
کی انتہا تیری ہی جانب ہے۔ سب کچھ تیرے ہی تصرّف و اختیار میں ہے کسی اور کے اختیار میں نہیں۔ ربنا علیك توکلنا الخ تینوں جگہوں میں جار
مجرور کی تقدیم حصر کے لئے ہے (روح) ربنا ولا تجعلنا الخ اے ہمارے پروردگار! ہمیں مشرکین کے لئے فتنہ نہ بنا دینا یعنی ان کو ہم پر مسلط نہ کر دینا

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ
اے رب ہمارے مت جانچ ہم پر کافروں کو اور ہم کو معاف کر اے رب ہمارے
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٥﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ
تو ہی ہے زبردست حکمت والا ف البتہ ف۹ تم کو بھلی چال
حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ؕ وَمَنْ
چلنی چاہئے ان کی جو کوئی امید رکھتا ہو اللہ کی اور پچھلے دن کی اور جو کوئی
يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿٦﴾ ع عَسَى اللّٰهُ اَنْ
منہ پھیرے تو اللہ وہی ہے بے پروا تعریفوں والا امید ہے کہ ف۱ کر دے
يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَ
اللہ تم میں اور جو دشمن ہیں تمہارے ان میں دوستی ف۲ اور
اللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧﴾ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ
اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف اللہ تم کو منع ف۱۱ کرتا ہے ان
الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ
لوگوں سے جو لڑے نہیں تم سے دین پر اور نکالا نہیں تم کو تمہارے
دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
گھروں سے کہ ان سے کرو بھلائی اور انصاف کا سلوک بے شک اللہ چاہتا ہے
الْمُقْسِطِيْنَ ﴿٨﴾ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ
انصاف والوں کو ف۲ اللہ تو منع ف۱۳ کرتا ہے تم کو ان سے جو لڑے تم سے
فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى
دین پر اور نکالا تم کو تمہارے گھروں سے اور شریک ہوئے تمہارے
اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
نکالنے میں کہ ان سے کرو دوستی اور جو کوئی ان سے دوستی کرے سو وہ لوگ وہی

ع ٦ ٧

کہ وہ ہمیں ہر طرح تکالیف و مصائب میں مبتلا کر
دیں اور ہمارے قصور معاف فرما بے شک تو سب
پر غالب اور حکمت والا ہے لا تسلطھم علینا
فیفتنونا و یعذ بونا (قرطبی ج ۱۸ ص ۵۷) ف۹
لقد کان لکم۔ یرجوا۔ یخاف (جلالین) جس
مؤمن کے دل میں خدا کا خوف ہو اور جسے مجازات
آخرت کا ڈر ہو اس سے تو یہی توقع ہے کہ وہ
مشرک رشتہ داروں اور دوستوں کے بارے میں
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے متبعین کے
نقشِ قدم پر چلے گا۔ ومن یتولھم الخ مؤمن کامل
کی شان تو یہی ہے کہ کافروں سے بالکلیہ قطع تعلق
کرے لیکن اس واضح بیان کے بعد بھی جو اس سے
باز نہ آئے تو اس پر تُف ہے اور اس سے وہ
اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا بلکہ اپنا ہی نقصان
کریگا اور اگر وہ کافروں کی دوستی سے باز آگیا تو
اس سے اللہ کو کچھ فائدہ نہیں پہنچیگا بلکہ وہ اپنی
عاقبت ہی سنوارے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز
اور ہر خوبی و کمال کا مالک ہے ومن یتولھم شرط
کی جزاء محذوف ہے ای فاف لہ اور فان اللہ الخ
ماقبل یعنی جزاء مقدر کی علت ہے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ
تعالیٰ ف۱ عسی اللہ۔ یہ مؤمنین کو ان کے مشرک
اقارب کے ایمان لانے کی بشارت ہے یعنی جب تک
اہل مکہ اپنے کفر پر قائم ہیں اس وقت تک تم اُن سے
دوستی نہیں کر سکتے۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے
اور تمہارے ان کافر رشتہ داروں کے درمیان جن
سے تمہیں دین کی وجہ سے عداوت ہے، دوستی
اور محبت کا رشتہ قائم کر دے یعنی انکو قبول اسلام
کی توفیق دے دے۔ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے اور
سچی توبہ کرنے والوں کے تمام گناہ معاف فرمانیوالا
ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فتح مکہ کے موقع پر پورا فرمایا اور ان کافروں کو قبول اسلام سے مشرف فرمایا۔ فلما یسیر فتح مکة اظفرھم اللہ

موضح قرآن ف یعنی ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کی پھر اپنی قوم کی طرف منہ نہ کیا تم بھی وہی کرو ایک ابراہیمؑ نے دعا چاہی تھی باپ کے واسطے جب تک معلوم نہ تھا تمکو معلوم ہو چکا تم کافر کی بخشش نہ مانگو، نہ جانچ ہم پر کافروں کو یعنی ہم پر کافروں کے واسطے محل آزمائش نہ کر ف۲ یعنی انکو مسلمان کر دے پھر تمہاری دوستی بجا ہے ایسا ہی ہوا اس سفر میں مکے کے لوگ سارے مسلمان ہوئے ف۳ مکہ کے لوگوں میں بعضے ایسے بھی تھے کہ آپ مسلمان نہ ہوتے اور رہنے والوں سے ضد بھی نہ کی ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ایشان را توفیق اسلام دہد ۱۲۔

بامنیتھم فاسلم قومھم وتم بینھم التخاب (مدارک ج ۴ ص ۱۸۷) ۱۱ـــہ لاینھٰکم۔ یہ ایک قانون کا بیان ہے جو زجر مذکور سے متعلق ہے اور ان کافروں کا ذکر ہے جن پر احسان کرنے اور جن سے عدل و انصاف کا برتاؤ کرنے کی ممانعت نہیں۔ کیونکہ عدل کرنیوالوں کو اللہ پسند فرماتا ہے اور ان سے مراد وہ کافر ہیں، جنہوں نے مسلمانوں سے دین کی وجہ سے عداوت نہیں کی اور نہ ان سے لڑے ہیں اور ان کو گھروں سے نکالنے میں مشرکین مکہ کی مدد نہیں کی ہے۔ یہ وہ قبائل عرب تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کر رکھا تھا کہ وہ نہ خود ان سے لڑینگے اور نہ ان کے دشمنوں کی مدد کریں گے۔ نزلت الاٰیۃ فی خزاعۃ و

الظّٰلِمُوْنَ ۝۹ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ

ہیں گنہگار ف اے ف ۱ سلہ ایمان والو جب آئیں تمہارے پاس ایمان والی عورتیں

مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ

وطن چھوڑ کر تو ان کو جانچ لو ف ۲ اللہ خوب جانتا ہے ان کے ایمان کو پھر اگر

عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ۭ لَا

جانو کہ وہ ایمان پر ہیں تو مت پھیرو ان کو کافروں کی طرف نہ

هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۭ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ

یہ عورتیں حلال ہیں ان کافروں کو اور نہ وہ کافر حلال ہیں ان عورتوں کو اور سکلہ دیدو ان کافروں کو

اَنْفَقُوْا ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ

جو انکا خرچ ہوا ف ۳ ہو اور گناہ نہیں تم کو کہ نکاح کر لو ان عورتوں سے جب انکو دو

اُجُوْرَهُنَّ ۭ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔــلُوْا مَآ

ان کے مہر اور نہ رکھو اپنے قبضہ میں ناموس کافر عورتوں کے اور تم مانگ لو جو

اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔــلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ۭ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ۭ يَحْكُمُ

تم نے خرچ کیا اور وہ کافر مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا ف ۴ یہ اللہ کا فیصلہ ہے تم میں فیصلہ

بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ

کرتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف اور اگر سلہ جاتی رہیں تمہارے ہاتھ سے کے

اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ

عورتیں کافروں کی طرف پھر تم ہاتھ مارو ف ۵ تو دیدو ان کو جن کی

اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ

عورتیں جاتی رہی ہیں جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر تم کو

بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ

یقین ہے ف ۶ ف اے سلہ نبی جب آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں

۔ قانون اول برتنے ممتحنین ۱۳۰

۔ قانون ثانی برتنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

بنی الحارث بن کعب وکنانۃ ومزینۃ و قبائل من العرب کانوا صالحوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ان لا یقاتلوہ ولا یعینوا علیہ (روح ج ۲۸ ص ۷۵) ۱۲ـــہ انما ینھٰکم۔ یہ ان کافروں کا بیان ہے جن سے موالات اور دوستی جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ان کافروں کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رکھنے سے منع فرماتا ہے جو دین کی وجہ سے تمہارے ساتھ برسرپیکار رہے ہیں اور جنہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے یا نکالنے میں مدد دی ہے اس سے مراد مشرکین مکہ ہیں۔ وھم الرجال المشرکون من اھل مکۃ بعضھم سعوا فی اخراج المؤمنین وبعضھم اعانوا المخرجین (مظہری ج ۹ ص ۲۶۲)

موضح قرآن ف ۱ اس صلح کے وقت قرار ہوا تھا کہ جو کوئی ہمارا تمہارے پاس جاوے اسکو پھیر بھیجو۔ حضرت نے قبول کیا تھا کئی مرد آئے انکو پھیر دیا۔ پھر کئی عورتیں آئیں ان کو پھیریں تو کافر مرد کے گھر مسلمان عورتیں حرام میں پڑیں تب یہ اگلی آیت اتری ۱۲ منہ رح ف ۲ یہ حکم ہوا کہ اگر کسی کافر کی عورت مسلمان ہو کر آوے اس مرد نے جو اس پر خرچ کیا تھا وہ پھیر دینا چاہیئے جو مسلمان اس کو نکاح کرے وہ پھیر دے اور اس عورت کو جدا مہر دے تب نکاح کرے اور اس کے مقابل یہ حکم ہوا کہ جس مسلمان کی عورت کافر رہ گئی ہے وہ اس کو چھوڑ دے پھر جو کافر اس کو نکاح کرے اس مسلمان کا خرچ کیا ہوا پھیر دے یہ حکم اترا تو مسلمان موجود ہوئے دینے کو بھی اور لینے کو بھی لیکن کافروں نے دینا قبول نہ کیا تب اگلی آیت اتری ۱۲ منہ رح ف ۳ یعنی جس مسلمان کی عورت گئی اور کافر اسکا خرچ کیا ہوا نہیں پھیرتے تو جس کافر کی عورت آئی اس کا خرچ دینا تھا اس کو نہ دیں اسی مسلمان کو دیں یہ مال گنتی میں رکھا، اس مال کے یہ حکم جب تھا کہ کافروں سے صلح ٹھہر گئی تھی پھیر دینے پر اب یہ حکم نہیں اگر کہیں ایسی صلح کا اتفاق ہو جاوے اور عورتوں کا جانچنا فرمایا کہ دل کی خبر اللہ کو ہے مگر ظاہر میں جانچنا یہ کہ اگلی آیت میں جو حکم ہیں وہ قبول کریں تو انکا ایمان ثابت رکھو یہ آیت ہے بیعت کی حضرت کے پاس بیعت کرتیاں تھیں تو یہی اقرار کر لیتے تھے۔ ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ف ۱ در صلح بعض نساء کفار ہجرت کردہ بمدینہ می آمدند و بعض نساء مسلمین مرتد گشتہ بکفار ملحق می شدند خدا تعالیٰ حکم آن جماعۃ بیان می فرمود ۱۲ ف ۲ یعنی قسم دہید کہ بسبب ناخوشی شوہران خود یا بسبب عشق مردان دیگر نیامدہ اند ۱۲ ف ۳ یعنی مہری کہ شوہران کفار دادہ بودند باز گردانید ۱۲ ف ۴ یعنی بر نکاح کافر اقامت نباید کرد ۱۲ ف ۵ یعنی اگر زنی مرتد شدہ بامشرکان ملحق شود مہر او را باید طلبید ۱۲ و اگر زنی مسلمان شدہ ہجرت کند مہر او را باید داد ۱۲ ف ۶ یعنی غنیمت ستانید از ایشان ۱۲ ف ۷ اگر کفار معاہد باشند و زنی مرتدہ بایشان ملحق گردد از ایشان مہر باید طلبید چنانچہ در آیت سابقہ معلوم شد و اگر کفار حربیان باشند از غنائم اموال ایشان شوہران مرتدہ را مہر باید داد و بعد فتح مکہ این ہمہ احکام مرتفع شد نزدیک این فقیر نسخ این احکام ثابت نشدہ است پس اگر مثل حالتی کہ در صلح حدیبیہ بود باز روی دہد محتمل کہ بر ہمین احکام عمل کردہ شود واللہ اعلم ۱۲۔

جو لوگ ایسے دشمنان اسلام سے دوستانہ تعلقات رکھیں گے وہ بہت بڑے ظالم ہیں اور اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں ف۱۳ یاایھا الذین امنوا۔ یہ مؤمنات مہاجرات کے بارے میں قانون ہے۔ صلح حدیبیہ کے شرائط میں مردوں کے بارے میں مذکور تھا کہ اگر کوئی کافر مرد مسلمان ہو کر مسلمانوں کے پاس آجائیگا تو اسکو واپس کر دیا جائیگا لیکن اگر کوئی مسلمان کافروں کے یہاں چلا گیا تو اسکو واپس نہیں کیا جائیگا مگر عورتوں کے بارے میں اس صلحنامہ میں کوئی شرط مذکور نہیں تھی اس لئے عورتوں کے بارے میں قانون بیان کیا گیا یعنی اگر مؤمنات مکہ سے ہجرت کر کے تمہارے پاس آجائیں تو ان کے ایمان کا امتحان کر لو۔ ان سے پوچھ لو کہ وہ مؤمنہ ہیں اگر وہ زبان سے ضروریات دین کا اقرار کر لیں تو یہی کافی ہے، کیونکہ ان کے دل کا ایمان تو اللہ کو معلوم ہے۔ اگر تمہیں اطمینان ہو جائے کہ وہ مؤمنہ ہیں تو ان کو کافروں کے پاس واپس نہ بھیجو۔ اس لئے کہ ان کا ان کے ساتھ نکاح حلال نہیں ای لاحل بین المومنۃ والمشرک لوقوع الفرقۃ بینھما بخروجھا مسلمۃ (مدارک ج ۴ ص ۱۰۸) ف۱۴ واٰتوھم۔ جن مشرکین کی بیویاں مسلمان ہو کر تمہارے پاس آچکی ہیں انہوں نے جو مہر وغیرہ ان پر خرچ کیا تھا وہ ان کو واپس کر دو۔ اور اگر تم ان عورتوں سے نکاح کرنا چاہو تو ان کے مہر ادا کر کے تم ایسا کر سکتے ہو۔ اس میں کوئی حرج اور گناہ نہیں۔ ولا تمسکوا بعصم الکوافر عصمت سے مراد نکاح ہے والمراد بالعصمۃ ھنا النکاح (قرطبی ج ۱۸ ص ۶۵) جس طرح مؤمنہ عورتوں کو کافروں کے پاس واپس بھیجنا جائز نہیں اسی طرح تمہارے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ تم کافرہ عورتوں کے اپنے ساتھ نکاحوں کو باقی رکھو۔ بلکہ ان سے علیحدگی اختیار کر لو اور ان کو مشرکین کے پاس واپس بھیجدو اور جو کچھ تم نے ان پر خرچ کیا تھا وہ ان سے طلب کر لو اور وہ تم سے اپنے اخراجات طلب کر لیں۔ یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے مؤمنہ اور کافرہ عورتوں کے بارے میں نافذ کیا ہے جو سراپا علم و حکمت پر مبنی ہے۔

ف۱۵ وان فاتکم۔ عاقبتم یہ العقبۃ سے ماخوذ ہے جس کے معنی باری کے ہیں یعنی جب تمہارے دینے کی باری آئے یا یہ عقاب سے اور اس کے معنی ہیں تم کافروں کو سزا دو اور ان سے قتال کرو اور مال غنیمت ہاتھ آئے۔ ای فجاءت عقبتکم ای نوبتکم من اداء المھر...... فاصبتم فی القتال بعقوبۃ حتی غنمتم (روح ج ۲۸ ص ۷۹) پہلی صورت میں مطلب یہ ہے کہ اگر تمہاری عورتوں کا مہر کافروں کے پاس ہی رہ جائے اور وہ ادا نہ کریں تو جس وقت تمہارے دینے کی باری آئے تو تم کافروں کو نہ دو بلکہ اس مسلمان کو دیدو جس کا حق کافروں کے پاس رہ گیا ہے اور دوسری صورت میں مطلب یہ ہے کہ جب کبھی مال غنیمت ہاتھ آئے تو اس میں سے ان مسلمانوں کا حق ادا کرو جن کا حق کافروں کے پاس باقی رہ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ جس پر تمہارا ایمان ہے اس سے ڈرو اور اس کے احکام و حدود کی خلاف ورزی نہ کرو۔

ف۱۶ یاایھا النبی۔ یہ عورتوں کی بیعت کا قانون ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جب مؤمنہ عورتیں آپ سے بیعت کرنے آئیں تو آپ شرائط ذیل کے مطابق انکو بیعت فرما لیا کریں۔ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عورتوں سے بیعت لی تو ان میں ابوسفیان رضؓ کی بیوی ہندہ بنت عتبہ بھی موجود تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرائط بیعت پڑھ کر سنائے تو وہ ہر شرط پر تبصرہ کرتی جاتی تھی۔ ابتداء میں آپ نے اس کو نہ پہچانا لیکن دوران گفتگو قرائن سے آپ نے اس کو پہچان لیا۔ پہلی شرط۔ لا یشرکن باللہ شیئا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں۔ اللہ کے سوا کسی نبی و ولی، فرشتہ، جن وغیرہ کو حاجت روا سمجھ کر مافوق الاسباب نہ پکاریں۔ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہ کریں اور اس کے سوا کسی کی نذر و منت نہ دیں اس پر حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا بولی یہ شرط نہایت ضروری اور اہم ہے اس سے نہ مرد مستثنیٰ ہیں نہ عورتیں۔ دوسری شرط۔ ولا یسرقن چوری نہ کریں۔ اس پر ہندہ رضی اللہ عنہا بولی یا رسول اللہ، میرا خاوند ابوسفیان مجھے کھلا خرچ نہیں دیتا تو میں اسکی اجازت کے بغیر تھوڑا بہت اس کے مال سے لے لیتی ہوں تو کیا یہ میرے لئے جائز ہے؟ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہچان لیا اور اس کی بات سنکر مسکرائے اور فرمایا تو ہند بنت عتبہ ہے؟ عرض کیا؛ ہاں، یا رسول اللہ اب ہمارے گذشتہ قصوروں سے درگذر فرمائیے۔ اسی ہندہ رضؓ نے کفر کی حالت میں شیر خدا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرایا تھا۔ ہند رضی اللہ عنہا اسی قصور کی طرف اشارہ فرما رہی تھی۔ تیسری شرط:۔ ولا یزنین۔ زنا نہ کریں۔ اس پر ہندہ رضؓ بولی بدکاری شریف عورتوں کا کام ہی نہیں یہ تو لونڈیوں اور کمینہ عورتوں کا کام ہے۔ چوتھی شرط۔ ولا یقتلن اولادھن اور اپنی اولاد کو قتل نہ کریں جسطرح دور جاہلیت میں تنگدستی کی وجہ سے بچوں کو مار ڈالتے یا دامادی کے طعن سے بچنے کے لئے لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے اس پر ہندہ رضؓ بولی۔ اب ہم کس کو ماریں ہم نے تو بچوں کو پال پوس کر جوان کیا اور آپ نے جنگ بدر میں ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پانچویں شرط:۔ ولا یأتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن۔ یہ کنایہ ہے آمنے سامنے سے یعنی آپس میں آمنے سامنے بیٹھ کر بہتان تراش کر کسی پر مت لگاؤ۔ ہندہ رضی اللہ عنہا نے کہا بہتان باندھنا تو نہایت ہی برا فعل ہے اور اللہ تعالیٰ مکارم اخلاق کی تعلیم فرماتا ہے۔

چھٹی شرط:۔ ولا یعصینک فی معروف اور آپ جن معروف اور نیک کاموں کا حکم دیں اور جن برے کاموں سے آپ منع فرمائیں اس میں آپ کی نافرمانی نہ کریں۔ ہند رضی اللہ عنہا نے کہا خدا کی قسم جب ہم آپ کی مجلس میں آکر بیٹھی ہیں تو اپنے دلوں سے یہ خیال نکال کر آئی ہیں کہ کسی بھی معاملے میں آپ کی نافرمانی کریں، بلکہ آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کا دل و جان سے تہیہ کر کے بیٹھی ہیں (روح، مظہری وغیرہما)۔

فبایعھن۔ فرمایا جب وہ ان شرائط کو مان لیں تو آپ ان کو بیعت فرما لیں اور ان کی غلطیوں اور کوتاہیوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور مخلصین کی لغزشوں سے درگذر فرماتا ہے۔

۱۷ یایھا الذین امنوا۔ آخر میں مومنین پر زجر ہے تاکہ انتہائے سورت ابتدا سے مرتبط ہوجائے۔ مغضوب علیہم سے یہود یا یہود و نصاریٰ یا تمام کفار مراد ہیں۔ (قرطبی، روح) من اصحاب القبور میں من بیانیہ ہے یا ابتدائیہ پہلی صورت میں الآخرۃ سے پہلے ثواب مضاف مقدر ہوگا اور مطلب یہ ہوگا کہ اے ایمان والو! ایسے کفار سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا قہر و غضب نازل ہوچکا ہے اور وہ آخرت کے اجر و ثواب سے بالکل اسی طرح محروم و مایوس ہو چکے ہیں جس طرح وہ کفار جو مر کر قبروں میں پہنچ چکے ہیں اور دوسری صورت میں الکفار وضع مظہر موضع مضمر کے قبیل سے ہوگا اور مفہوم یہ ہوگا کہ یہ کفار آخرت کی آمد سے اسی طرح مایوس ہیں جس طرح وہ اپنے مرے ہوئے اسلاف کے دوبارہ زندہ ہونے سے مایوس ہیں

يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰٓ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ

بیعت کرنے کو اس بات پر کہ شریک نہ ٹھہرائیں اللہ کا کسی کو اور چوری نہ کریں

وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَٰدَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ

اور بدکاری نہ کریں اور اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں اور طوفان نہ لائیں

بِبُهْتَٰنٍ يَفْتَرِينَهُۥ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا

باندھ کر اپنے ہاتھوں اور پاؤں میں اور

يَعْصِينَكَ فِى مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ

تیری نافرمانی نہ کریں کسی بھلے کام میں تو ان کو بیعت کرلے اور معافی مانگ ان کیواسطے

اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا

اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف اے ایمان والے والو مت

تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوا مِنَ الْـَٔاخِرَةِ

دوستی کرو ان لوگوں سے کہ غصہ ہوا ہے اللہ ان پر وہ آس توڑ چکے ہیں پچھلے گھر سے

كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَٰبِ الْقُبُورِ ﴿١٣﴾ ع

جیسے آس توڑی منکروں نے قبروں والوں سے ف۲

سورۃ الصّفّ مدنیّۃ وّھی اربع عشرۃ اٰیۃ وفیھا رکوعان

سورۃ صف مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی چودہ آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِى السَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى الْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور وہی ہے زبردست

الْحَكِيمُ ﴿١﴾ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا

حکمت والا اے ایمان والو کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں

ع ۲/۸ الصف

قد یئسوا من خیر الاخرۃ وثوابھا.... کما یئس الذین ھم اصحاب القبور ای الکفار الموتی....... وکون (من) بیانیۃ روی عن مجاھد وابن زید وابن جبیر وابن وھو اختیار ابن عطیۃ وجماعۃ واختار ابوحیان کونھا لابتداء الغایۃ والمعنی ان ھؤلاء القوم المغضوب علیھم قد یئسوا من الاخرۃ کما یئسوا من موتاھم ان یبعثوا ویلقوا فی دار الدنیا وھو مروی عن ابن عباس والحسن وقتادۃ۔ والمراد بالکفار اولئک القوم (روح ج ۲۸ ص ۸۲)

موضح قرآن ف طوفان باندھنا۔ ہاتھ پاؤں میں یہ کہ کسی پر جھوٹا دعوے کریں یا جھوٹی گواہی دیں یا کسی معاملہ میں جھوٹی قسم کھا جاویں اپنی عقل سے بنا کر اور ایک معنی یہ کہ بیٹا جنا کسی اور سے اور لگا دیں کسی اور پر یا بن جنا ڈال لیویں اور باپ پر لگا دیں حدیث میں فرمایا ہے جو عورت بیٹا لگا دے کسی کا کسی کو تو اس پر بہشت کی بو حرام ہے ۱۲ منہ رح ف۲ منکروں کو توقع نہیں کہ قبر سے کوئی اٹھے گا۔ یہ کافر بھی ویسے ہی ناامید ہیں۔ ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی خدا تعالیٰ حکم بعذاب ایشان کردہ است پس ہرگز ایمان نیارند و ثواب نیابند چنانکہ کافران بعد مرگ بر کفر توقع ثواب ندارند ۱۲۔

۱۷ زجر برائے مومنین

۲ اعادہ مضمون توحید ۱۲۔
۳ زجر برائے مومنین بر سبیل تنزیل از ترک تخویف ۱۲

سورۃ الممتحنہ میں آیات توحید

اور اسکی خصوصیات

۱۔ کفار سے دوستی کی ممانعت۔ ۲۔ احکام نسار مومنات مہاجرات و نسار مومنین کہ نزد کفار اند ۳۔ شرائط بیعت زنان۔

سُورۃ الصّف

ربط سورۂ ممتحنہ میں نہایت ہی بُلند پایہ مؤمنین پر زجریں تھیں اب سورۂ صف میں ان سے کمتر رتبہ کے مؤمنوں پر زجریں ہوں گی جن سے جہاد کے بارے میں کوئی کوتاہی ہوئی۔

خلاصہ بیان توحید، زجر، ترغیب الی الجہاد، نمونہ از بنی اسرائیل، بشارت فتح۔

تفصیل

سبح للہ ما فی السموٰت۔ الآیۃ۔ بیان مسئلہ توحید جس کی خاطر جہاد لازم کیا گیا۔ یا یھا الذین امنوا ــــ تا ــــ بنیان مرصوص خطاب اوّل برائے مؤمنین بطور زجر۔ تم کہتے تھے ہمیں وہ امور معلوم ہوجائیں جن کو بجالانے سے خدا راضی ہو تو ہم ان کی تعمیل کریں گے۔ اب جب اللہ نے جہاد فرض کردیا ہے جو رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے تو اس سے کیوں جی چراتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ہرگز پسند نہیں کہ جو کچھ کہو اس پر عمل نہ کرو۔ اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو اسکی راہ میں دیوار آہنی بن کر لڑیں۔ و اذ قال موسٰے۔ الآیۃ قصّہ یہود برائے زجر۔ دیکھو قوم موسیٰ علیہ السلام نے ان کے ساتھ جہاد کے معاملے میں کجروی اختیار کی تو ان پر غضب کی مہر ماردی گئی۔ تم ان کی مانند نہ بنو۔ واذ قال عیسٰی ــــ تا ــــ ولوکرہ المشرکون ۵ قصّہ عیسیٰ ؑ برائے ترغیب الی القتال۔ عیسیٰ علیہ السلام نے جس آخری نبی کی بشارت دی تھی وہ دلائل و بینات کے ساتھ آچکا ہے لیکن ان معاندین نے اسے جادو اور افتراء قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ دین حق کو غالب و منصور کرنا چاہتا ہے لہذا ان معاندین کے ساتھ جہاد کرو۔ اللہ تمہیں فتح دے گا۔

یا یھا الذین امنوا ــــ تا ــــ وبشر المؤمنین ۵ خطاب ثانی برائے مومنین۔ ترغیب الی القتال عذاب خداوندی سے بچنے کے لئے سب سے اعلےٰ کاروبار یہ ہے کہ تم ایمان لانے کے بعد اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ اللہ تمہیں دشمنوں پر فتح دے گا، تمہارے گناہ معاف فرمائے گا اور دائمی باغوں میں داخل کرے گا۔

یا یھا الذین امنوا ــــ تا ــــ فاصبحوا ظٰھرین ۵ خطاب سوم برائے مومنین۔ ترغیب الی القتال۔ جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کے حواریّین نے ان کا ساتھ دیا اور توحید کی خاطر جہاد کیا تو اللہ نے ان کو دشمن پر فتح دی۔ اسی طرح تم بھی خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کرو۔ اللہ تمہیں فتح عطا فرمائے گا۔ خطاب اوّل پہلے قصّے کے ساتھ متعلق ہے اور خطاب دوم و سوم دوسرے قصّے کے ساتھ متعلق ہے۔

۲ سبح للہ۔ ابتدا میں مضمون توحید کا اعادہ کیا گیا تاکہ یہ بات ذہن میں رہے کہ جہاد و قتال اسی مسئلہ کی خاطر ہے۔ اس آیت کی تفسیر کئی بار گذر چکی ہے۔

۳ یا یھا الذین امنوا۔ خطاب اوّل برائے مؤمنین۔ یہ سورۂ ممتحنہ میں مذکور مسلمانوں سے کمتر درجہ کے مسلمانوں پر زجر ہے۔ تم کہتے تھے کہ اگر ہمیں وہ باتیں معلوم ہوجائیں جن پر عمل کرنے سے خدا راضی ہوتا ہے تو ہم ان پر ضرور عمل کریں۔ اب جبکہ تم پر قتال فرض کیا گیا ہے جس سے اللہ راضی ہوتا ہے اور جو دین و دنیا کی بھلائی کا وسیلہ ہے تو تم اس سے جی چرانے لگے ہو۔ یعنی جو کچھ زبان سے کہتے تھے اب اس پر عمل نہیں کرتے ہو کبر مقتا۔ یہ بات اللہ کے یہاں نہایت مبغوض اور ناپسندیدہ ہے کہ تم جو کچھ کہو اس پر عمل نہ کرو۔ ان اللہ یحب۔ اللہ تعالیٰ تو انکو چاہتا اور پسند فرماتا ہے جو اس کی راہ میں آہنی دیوار کی مانند صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں۔ مرصوص سیسہ پلائی دیوار مراد نہایت محکم اور مضبوط ھو المعقود بالرصاص ویراد بہ المحکم (روح ج ۲۸ ص ۸۴)

۴ وا ذقال موسٰی۔ قصّہ اوّل متعلقہ زجر۔ بنی اسرائیل کی کجروی مشہور ہے وہ اکثر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت اور نافرمانی کرتے۔ جب انہوں نے ان کو عمالقہ کے ساتھ جہاد کرنیکا حکم دیا تو انہوں نے نہایت ڈھٹائی اور گستاخی سے جواب دیا۔ فاذھب انت و ربك فقاتلا انا ھٰھنا قٰعدون ۵ فلما زاغوا۔ زاغوا یعنی انہوں نے انحراف اور کجروی پر اصرار کیا۔ ازاغ اللہ۔ اللہ نے ان کے دلوں کو حق سے پھیر دیا۔ ای اصرّوا علی الزیغ والانحراف (روح ج ۲۸ ص ۸۵) صرفہا عن قبول الحق والمیل الی الصواب (مظہری ج ۹ ص ۲۷۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی کجروی اور ان کے عناد سے تنگ آکر فرمایا اے میری قوم! تم میری مخالفت اور نافرمانی کرکے مجھے ایذاء کیوں دیتے ہو۔ حالانکہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ

اللہ کا رسول ہوں۔ اور تمہاری طرف مبعوث ہوا ہوں۔ لیکن ان پر اس تقریر کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اور بدستور کجروی اور مخالفت پر مصر رہے تو اللہ نے ان کے دلوں کو حق سے پھیر کر ان کو ہدایت سے محروم کر دیا اور ان کے دلوں پر مہر غضب ثبت کر دی۔ ایسے فاسق و فاجر لوگوں کو اللہ تعالے ہدایت کی توفیق ہی نہیں دیتا۔ یہ قصہ مسلمانوں کو تنبیہہ و زجر کے طور پر سنایا گیا کہ دیکھنا تم بنی اسرائیل کا سا رویہ اختیار نہ کرنا ورنہ تمہیں بھی وہی سزا ملے گی اور اللہ تعالے کے قہر و غضب کے نیچے آجاؤ گے

تَفْعَلُوْنَ ﴿۲﴾ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۳﴾

نہ کرو ف۱ جو چیز کہو وہ یہاں کے اللہ کی بات ہے بیزاری کی بڑی کرتے

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا

اللہ چاہتا ہے ان لوگوں کو جو لڑتے ہیں اس کی راہ میں قطار باندھ کر

كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ﴿۴﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ

گویا وہ دیواریں ہیں سیسہ پلائی ہوئی اور جب کہا ف۴ موسیٰ نے اپنی قوم کو

يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

اے قوم میری کیوں ستاتے ہو مجھ کو اور تم کو معلوم ہے کہ میں اللہ کا بھیجا آیا ہوں

اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا

تمہارے پاس پھر جب وہ پھر گئے تو پھیر دیئے اللہ نے ان کے دل اور اللہ راہ

يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۵﴾ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ

نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو ف اور جب کہا ف۵ عیسیٰ مریم کے بیٹے

مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ

نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوا آیا ہوں اللہ کا تمہارے پاس

مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا

یقین کرنیوالا اس پر جو مجھ سے آگے ہے توریت اور خوشخبری سنانیوالا

بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ

ایک رسول کی جو آئیگا میرے بعد اسکا نام ہے احمد پھر جب آیا ان کے پاس

بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ

کھلی نشانیاں لیکر کہنے لگے یہ جادو ہے صریح ف اور اس سے زیادہ بے انصاف

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى

کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ اور اس کو بلاتے ہیں

ترغیب الی القتال ۱۲

قصہ متعلق بہ دعوت ۱۲

ف۵ واذ قال عیسیٰ یہ دوسرا قصہ ہے اور ترغیب الی القتال سے متعلق ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا۔ میں تمہاری طرف اللہ تعالے کا رسول ہوں اور تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد ایک عظیم الشان رسول کی خوش خبری دینے والا ہوں جس کا نام نامی احمد ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی خوش خبری کے مطابق جب حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم دلائل و معجزات کے ساتھ آگئے تو مشرکین نے ان کو جادوگر کہہ کر جھٹلا دیا۔ ومن اظلم ممن افترٰی۔ وہ شخص سب سے بڑا ظالم ہے جسے اسلام کی طرف دعوت دی جائے جو دنیا و آخرت کی سعادت کا ذریعہ ہے تو قبول کرنے کے بجائے وہ پیغمبر علیہ السلام کو جھٹلا کر اور معجزات کو جادو کہہ کر خدا پر افتراء کرنے لگے۔ جس طرح غیر ثابت چیز کو خدا کے لئے ثابت کرنا افتراء ہے۔ اسی طرح ثابت کی نفی بھی افتراء ہے۔ فان الافتراء علی اللہ تعالیٰ یعم نفی الثابت واثبات المنفی۔

(روح ج ۸ ص ۸۷)

ایسے ظالم اور بے انصاف لوگوں کو اللہ ہدایت کی توفیق نہیں دیتا جو محض ضد و عناد سے حق کا انکار کریں۔ اور حق کو سمجھنے کی طرف متوجہ نہ ہوں۔

موضح قرآن ف۱ بندے کو دعوے کی بات سے ڈرنا چاہیئے کہ اس کے پیچھے مشکل پڑتی ہے ایک جگہ مسلمان جمع تھے کہنے لگے ہم اگر جانیں کہ اللہ تعالے کو کیا کام بہت بھاتا ہے تو وہی اختیار کریں۔ تب یہ آیت اتری اگلی ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی بنی اسرائیل ہر بات میں ضد کرتے اپنے رسول سے آخر مردود ہو گئے ۱۲ منہ رح ف۳ حضرت کا نام دنیا میں محمد اور فرشتوں کے درمیان احمد ہے ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ص۱ یعنی با خدا عہد کنید و بو فا رسانید ۱۲۔

ف ٦ یریدون ۔ یہ لوگ اپنے موہنوں کی پھونکوں سے اللہ کے نور (دین حق) کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ تعالے اپنے اس نور اور دین حق کو عروج پر پہنچانا چاہتا ہے اگرچہ کافر اس بات کو ناپسند کریں ۔
اسلام کے خلاف مشرکین کے تمام حربوں اور منصوبوں کو پھونکوں سے تعبیر کیا گیا ہے جسطرح سورج کی روشنی پھونکوں سے نہیں بجھ سکتی اسی طرح مشرکین کی ان تمام تدبیروں سے اسلام نہیں مٹ سکتا ۔

اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑦ يُرِيْدُوْنَ
مسلمان ہونے کو اور اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو ف چاہتے ہیں
لِيُطْفِـــُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ
کہ بجھا دیں اللہ کی روشنی اپنے منہ سے اور اللہ کو پوری کرنی ہے اپنی روشنی اور
كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ⑧ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى
پڑے برا مانیں منکر وہی ہے جس نے ف بھیجا اپنا رسول راہ کی سوجھ دیکر
وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ
اور سچا دین کہ اس کو اوپر کرے سب دینوں سے اور پڑے برا مانیں
الْمُشْرِكُوْنَ ⑨ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي
شرک کرنے والے اے ایمان والو ف میں بتلاؤں تم کو ایسی
تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ⑩ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ
سوداگری جو بچائے تم کو ایک عذاب دردناک سے ایمان لاؤ اللہ پر
وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ
اور اس کے رسول پر اور لڑو اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور
اَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ⑪
اپنی جان سے یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو
يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
بخشے گا وہ تمہارے گناہ اور داخل کریگا تمکو باغوں میں جن کے نیچے بہتی
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ
ہیں نہریں اور ستھرے گھروں میں بسنے کے باغوں کے اندر یہ ہے
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑫ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ
بڑی مراد ملنی اور ایک اور چیز جسکو تم چاہتے ہو مدد اللہ کی طرف سے

ع ١ ٩ ٩

ف ٧ ھو الذی ۔ الھدی یعنی قرآن ۔
اللہ تعالے نے قرآن اور دین حق کے ساتھ اپنے پیغمبر کو بھیجا ہی اسی لئے ہے تاکہ اس کو دنیا کے تمام ادیان پر غالب کرے اگرچہ مشرکین اس کو گوارا نہ کریں اور غیظ و غضب میں جل بھن جائیں ۔ جس دین کو اللہ تعالیٰ غالب فرمانے کا فیصلہ کر چکا ہو اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں مٹا سکتی ۔ حاصل یہ کہ بشارت مسیح علیہ السلام کے مطابق خاتم النبیین، صلی اللہ علیہ وسلم آیات بینات کے ساتھ آچکے ہیں لیکن معاندین اور سفہاء نے ان کو جادو کہہ کر جھٹلا دیا ہے اور اب دین اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں اس لئے ان کے ساتھ جہاد فرض ہے ۔ تم ان کے مقابلے میں نکلو ۔ اللہ تعالے تم کو فتح و غلبہ عطا فرمائیگا اور اسلام کو سربلند کریگا ۔

ف ٨ یایھا الذین اٰمنوا ۔ یہ مؤمنین سے دوسرا خطاب ہے برائے ترغیب الی القتال ۔ مومنو ! کیا میں تمہیں ایک کاروبار بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے ؟ وہ یہ ہے کہ تم اللہ کی وحدانیت پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ میں مال اور جان سے جہاد کرو ۔ اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہے ۔ اس سے اللہ تمہارے گناہ معاف فرمادیگا اور تم کو جنت کے باغوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہ رہی ہوں گی اور صاف ستھرے مکانات میں داخل فرمائے گا جو بہشت ہائے جاودانی میں تیار ہیں اور آخرت میں دوزخ سے بچکر ایسے بہشتوں میں داخل ہونا ہی بڑی کامیابی ہے ۔
اور ایک اور چیز بھی تمہیں عطاء ہو گی ۔ جسے تم پسند کرتے ہو یعنی " دنیا میں کفار کے مقابلہ میں تمہیں اللہ کی طرف سے مدد نصیب ہوگی اور بہت جلد تمہاری فتح ہوگی ۔ اس کے بعد پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کرکے فرمایا ۔ یہ خوشخبری مومنوں کو سنا دو ۔ واخری سے دنیا میں فتح و نصرت مراد ہے ۔ و لکم خلة اخری سوی ذلك فی الدنیا ؛ نصر من اللہ لکم علی اعداءکم و فتح قریب یعجله لکم (طبری ج ٢٨ ص ٩١) ۔

موضح قرآن ف یہ فرمایا احوال کتاب والوں کا جو حضرت کی خبر چھپاتے ہیں ١٢ منہ رح

ف۹ یایھا الذین امنوا۔ یہ مومنوں سے تیسرا خطاب ہے اور اس سے بھی جہاد کی ترغیب مقصود ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین با اثر اور امراء تھے۔ اللہ نے ان کو ایمان لانے کی توفیق دی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نصرت و تائید کا بھی ان کو شرف عطا فرمایا۔ ایمان والوں سے فرمایا جس طرح حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دیا اور کافروں کا مقابلہ کیا اسی طرح تم بھی اللہ کے دین کے انصار بن جاؤ اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر کفار سے جہاد کرو۔ آخر کار اللہ تمہیں ان پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ اللہ کی طرف بلانے اور دعوتِ توحید کے اعلان و اظہار میں میری مدد کون کرے گا؟

اس پر ان حواریین نے کہا: "ہم ہیں اللہ کے دین کے مددگار اور دعوتِ توحید کے لئے ہر قسم کا تعاون کرنے کے لئے تیار۔ چنانچہ بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ تو ایمان لے آیا اور ایک گروہ کافر ہی رہا۔ آخر کار ہم نے ایمان والوں کو ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد دی اور وہ غالب و فتحیاب ہوئے۔ اس آیت سے مترشح ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی مومنوں اور کافروں میں قتال و مقابلہ ہوا ہے لیکن اکثر مفسرین کے نزدیک یہ رفع عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کا واقعہ ہے ای قوینا ھم بالحجۃ او بالسیف و ذٰلك بعد رفع عیسی علیہ السلام (ابوالسعود ج ۸ ص ۲۰۱) یہ حواریین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخلص اور اخص الخواص مومنین تھے۔ الحواریون ھم صفوۃ الانبیاء الذین خلصوا و اخلصوا فی التصدیق بھم و فی نصرتھم (کبیر ج ۲ ص ۶۸۵)

وفتح قريب ۗ وبشر المؤمنين ﴿١٣﴾ يا أيها الذين
اور فتح جلدی اور خوشی سنا دے ایمان والوں کو اے ف۹ ایمان
آمنوا كونوا أنصار الله كما قال عيسى ابن مريم
والو تم ہو جاؤ مددگار اللہ کے جیسے کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے
للحواريين من أنصاري إلى الله ۖ قال الحواريون
اپنے یاروں کو کون ہے کہ مدد کرے میری اللہ کی راہ میں بولے یار
نحن أنصار الله ۖ فآمنت طائفة من بني إسرائيل
ہم ہیں مددگار اللہ کے ف۱ پھر ایمان لایا ایک فرقہ بنی اسرائیل سے
وكفرت طائفة ۖ فأيدنا الذين آمنوا على
اور منکر ہوا ایک فرقہ پھر قوت دی ہم نے ان کو جو ایمان لائے تھے ان کے
عدوهم فأصبحوا ظاهرين ﴿١٤﴾ ع
دشمنوں پر پھر ہو رہے غالب ف

ع ۲ / ۵ / ۱۰

سورة الجمعة مدنية وهي إحدى عشرة آية وفيها ركوعان
ف۱ سورہ جمعہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی گیارہ آیتیں ہیں اور دو رکوع

بسم الله الرحمن الرحيم
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يسبح لله ما في السماوات وما في الأرض الملك
اللہ کی پاکی ف۲ بولتا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ کہ ہے زمین میں بادشاہ
القدوس العزيز الحكيم ﴿١﴾ هو الذي بعث في
پاک ذات زبردست حکمتوں والوں کو وہی ہے جس نے ف۳ اٹھایا
الأميين رسولا منهم يتلو عليهم آياته ويزكيهم
ان پڑھوں ف۴ میں ایک رسول انہی میں کا پڑھ کر سناتا ہے ان کو اسکی آیتیں اور ان کو سنوارتا ہے

منزل ۷

مومنوں سے تیسرا خطاب ۱۲

۲ بیان توحید۔ ۱۲
۳ دلیل وحی و بیان صداقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

موضح قرآن ف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے یاروں نے بڑی محنتیں کی ہیں۔ تب ان کا دین نشر ہوا۔ ہمارے حضرت کے پیچھے بھی خلیفوں نے اس سے زیادہ کیا۔

فتح الرحمٰن ف۱ پس در ترویج دین عیسے سعی کردند ۱۲۔ ف۲ یعنی عرب ۱۲

سورۃ الصّف میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ سبح للہ ما فی السمٰوت۔ الآیۃ۔ نفی شرک ہر قسم۔

سُورۂ جُمعَہ

ربط سورۂ جمعہ سے لیکر سورۂ تحریم تک، سورۂ حدید کے مضمون اوّل یعنی انفاق فی سبیل اللہ کا اعادہ ہے جبکہ سورۂ صف تک دوسرا مضمون یعنی جہاد فی سبیل اللہ مذکور تھا۔ سورۂ صف کے بعد سورۂ جمعہ بھی تسبیح کے عنوان سے شروع کی گئی ہے۔ کیونکہ اس سُورت سے نئے مضمون کی ابتداء ہوئی ہے۔ ان چاروں سورتوں میں مقصودی مضمون ہر سورت کے آخری حصے میں ذکر کیا گیا ہے اور ہر پچھلی سُورت پہلی سورت کے مضمون کی تفسیر ہے۔ مثلاً سورہ جمعہ میں فرمایا فاسعوا الی ذکر اللہ اور سورۂ منافقون و انفقوا مما رزقنکم سے اس کی تفسیر کردی اور تغابن میں اس سے ترقی کرکے فرمایا ان تقرضوا اللہ قرضا حسنا۔

خلاصہ مسئلہ توحید کا اعادہ۔ توحید پر دلیل وحی اور ضمناً صداقتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان۔ مشرکین کے لئے زجر۔ یہود کو دعوت مباہلہ۔ ترغیب الی الانفاق فی الجہاد۔

تفصیل

یسبح للہ ما فی السمٰوٰت۔ الآیۃ۔ بیان توحید۔ ھو الذی بعث فی الامیّٖن ——— تا ——— واللہ ذو الفضل العظیم ۝ توحید پر دلیل وحی اور بیان صداقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مثل الذین حملوا التورٰۃ۔ الآیۃ۔ زجر برائے مشرکین۔ تم یہودیوں کی مانند نہ ہو جاؤ جن کو تورات دی گئی مگر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا وہ اس گدھے کی مانند ہیں جس پر کتابیں لدی ہوں۔ قل یایھا الذین ھادوا ——— تا ——— واللہ علیم بالظلمین ۝ یہود کو دعوت مباہلہ قل ان الموت الذی تفرون منہ۔ الآیۃ۔ ترغیب الی الجہاد۔ یایھا الذین اٰمنوا ——— تا ——— لعلکم تفلحون ۝ ترغیب الی الذکر و التعلّم۔ نماز جمعہ میں شمولیت کرو اور انفاق فی سبیل اللہ کے احکام سیکھو۔ و اذا راَوا تجارۃ۔ الآیۃ۔ ان مؤمنین پر شکوی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت خطبہ چھوڑ کر غلہ خریدنے چلے گئے تھے۔

۲ یسبح للہ الخ مضمون توحید کا اعادہ ہے۔ اس سورت سے چونکہ نئے مضمون یعنی انفاق فی سبیل اللہ کی ابتداء ہوئی ہے اس لئے شروع میں مسئلہ توحید کا اعادہ کیا گیا تاکہ یہ حقیقت ذہن میں رہے کہ انفاق اور جہاد مسئلہ توحید کی خاطر ہیں۔ اس آیت کی تفسیر اور الفاظ کے معنی پہلے گذر چکے ہیں۔ کائنات کی ہر چیز اللہ کی توحید کا اقرار کرتی اور اسکی تسبیح و تنزیہ بجا لاتی ہے۔ یہانتک کہ جمادات اپنی مخصوص حیات اور شعور کی بنا پر تسبیح و تقدیس میں مصروف ہیں۔ کل شئ و ان کان جمادا فلہ نوع من الحیاۃ و الشعور فیقر بوحدانیتہ ویسبحہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم (مظہری ج ۹ ص ۲۷۵)

۳ ھو الذی بعث۔ یہ دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے یعنی ہمارا پیغمبر دعوائے توحید اپنی طرف سے اور اپنے پاس سے پیش نہیں کررہا بلکہ اللہ نے اسکو مبعوث کیا ہے اور مسئلہ توحید اور اسکی تبلیغ کا حکم وحی کے ذریعے اس پر نازل فرمایا ہے اور وہ جو کچھ کہتا ہے وہ کتب سابقہ کے بھی مطابق ہے۔ یہ آیت ضمناً صداقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی دلیل ہے۔ آپ جو بیان فرماتے ہیں وہ کتب سابقہ کے مطابق ہے ساحر اور مجنون ایسی سچی خبریں دینے سے عاجز ہوتے ہیں جو واقع کے عین مطابق ہوں۔ یہاں مومنوں کے دو فریق مذکور ہیں اعلیٰ اور ادنیٰ۔ یزکیھم میں فریق اعلیٰ کا ذکر یعنی ان کو عقائد باطلہ خصائل قبیحہ اور خبث جاہلیّت سے پاک کرتا ہے۔ و یعلمھم الکتب والحکمۃ میں فریق ادنیٰ کا ذکر ہے جیسا کہ دوسری جگہ ان دونوں مرتبوں کا ذکر اس طرح فرمایا۔ لعلہ یزّکیّٰ میں مرتبہ اولیٰ اور یذکر میں مرتبہ ثانیہ کا ذکر ہے۔ فریق اوّل کے بارے میں ارشاد ہے اللہ یجتبی الیہ من یشآء اور فریق ثانی کے بارے میں فرمایا و یھدی الیہ من ینیب ——— ھذا ما افادہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۴ و اٰخرین منھم۔ اس میں ان مومنوں کا ذکر ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست تعلیم و تزکیہ حاصل نہیں کیا۔ و اٰخرین، الامیّین پر معطوف ہے۔ کیونکہ آپ بعد والوں کی طرف بھی مبعوث ہیں۔ یا یہ یعلمھم کی ضمیر منصوب پر معطوف ہے۔ کیونکہ تعلیم کا سلسلہ معلّم اوّل ہی کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ لان التعلیم اذا تناسق الی اٰخر الزمان کان کلہ مسندا (الخ)

اولہ الخ (قرطبی ج ۱۸ ص ۹۳) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اخرین فعل مقدر یظھر کا مفعول ہے از قبیل علفتھا تبنا و ماء و بارد ا۔ کیونکہ بعد میں آنیوالوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تزکیہ نصیب نہیں ہوا۔ ای یظھر اکتابہ اخرین **ف۵** ذلک فضل اللہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا افضل و احسان ہے وہ جسے چاہے اسے سرفراز فرمائے اور اس کے فضل عظیم کے سامنے دنیا کی ہر نعمت حقیر اور ہیچ ہے **ف۶** مثل الذین حملوا۔ یہ یہودیوں کی بدعملی کی تمثیل ہے اور مشرکین کے لئے زجر ہے کہ تم ان یہودیوں کی مانند نہ ہو جاؤ جنہیں

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ
اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور عقلمندی ف اور اس سے پہلے وہ
لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۚ
پڑے ہوئے تھے صریح بھول میں اور اٹھایا اس رسول کو ایک دوسرے لوگوں کے واسطے بھی انہی میں سے جو ابھی نہیں ملے انہیں
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳﴾ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ
اور وہی ہے زبردست حکمت والا ف۲ یہ بڑائی ف۵ اللہ کی ہے دیتا ہے جس کو
يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۴﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا
چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے ف۳ مثال ان لوگوں کی جن پر لادی
التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ
توریت پھر نہ اٹھائی انہوں نے جیسے مثال گدھے کی ف۳ کہ پیٹھ پر لیجلتا ہے کتابیں
بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا
بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی باتوں کو اور اللہ راہ نہیں
يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا
دیتا بے انصاف لوگوں کو ف۲ تو کہہ اے یہودی ف۵ ہونیوالو
اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا
اگر تم کو دعوی ہے کہ تم دوست ہو اللہ کے سب لوگوں کے سوائے تو مناؤ
الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶﴾ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا
اپنے مرنے کو اگر تم سچے ہو ف۳ اور وہ کبھی نہ منائینگے اپنا مرنا
بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۷﴾ قُلْ
ان کاموں کی وجہ سے جنکو آگے بھیج چکے ہیں انکے ہاتھ اور اللہ کو سب معلوم ہیں گنہگار تو کہہ
اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ
موت ف۵ جس سے تم بھاگتے ہو سو وہ تم سے ضرور ملنے والی ہے پھر

تورات دی گئی مگر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس کی پیٹھ پر کتابیں لاد دی جائیں تو اس سے اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اے اہل عرب! تم اس حمار کی مانند نہ بنو اور اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید کا دعوے مان لو۔ تمہارے پاس اللہ کا سچا رسول آیا اور اللہ کی طرف سے اپنے ساتھ کتاب بھی لایا ہے اس پر ایمان لے آؤ اور یہودیوں کی طرح بدعملی کی راہ اختیار کرکے حمار نہ بنو **ف۷** قل یا یھا الذین ھادوا۔ یہ یہود کو دعوت مباہلہ ہے تم خاتم النبیین کی بعثت سے پہلے فخر کیا کرتے تھے اب وہی رسول آگیا ہے، تو محض اپنی دنیوی ریاست کے تحفظ کی خاطر اس پر ایمان نہیں لاتے ہو، اور دعوی کرتے ہو کہ تم ہی حق پر ہو اور تم اللہ کے محبوب اور برگزیدہ بندے ہو تو آؤ مباہلہ کرلو۔ دونوں فریق ایک کھلے میدان میں نکل کر ایکدوسرے پر بددعا کریں کہ اللہ جھوٹے کو ہلاک کردے۔ مگر یہود مباہلہ کے لئے ہرگز تیار نہ ہوں گے۔ کیونکہ انہیں اپنے کرتوت معلوم ہیں، اور وہ خوب جانتے ہیں کہ اگر پیغمبر علیہ السلام کے مقابلہ میں مباہلہ کے لئے نکلے تو ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچ سکیگا۔ فادعوا بالموت علی الضال من الفئتین ان کنتم صدقین (ابن کثیر ج ۴ ص ۳۶۴) سورۂ بقرہ میں اس سے ملتی جلتی ایک آیت گذر چکی ہے۔ قل ان کانت لکم الدار الاخرۃ۔ الآیۃ (بقرہ ع ۱۱) اس آیت کی تفسیر میں تمنی موت سے مباہلہ کا مراد ہونا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ ملاحظہ تفسیر ابن جریر ج ۱ ص ۴۲۴) حضرت عبداللہ بن عباس رض بھی یہی تفسیر کرتے ہیں۔ ای ادعوا بالموت علی الفریقین اکذب (ابن جریر ج ۱ ص ۲۵۴) اسی طرح امام قتادہ رح، ابو العالیہ اور ربیع بن انس رح سے بھی یہی تفسیر منقول ہے۔ امام

یہود کو دعوت مباہلہ ۱۲

ترغیب جہاد ۱۲

موضح قرآن ف ان پڑھے عرب لوگ تھے جن کے پاس نبی کی کتاب نہ تھی ف۲ یعنی یہی رسول دوسرے ان پڑھوں کے واسطے بھی ہے وہ فارس کے لوگ جو نبی کی کتاب نہ رکھتے تھے حق تعالیٰ نے اول عرب پیدا کئے اس دین کے تھامنے والے پیچھے عجم میں ایسے کامل لوگ اٹھے۔ ف۳ یہود کے عالم ایسے تھے کتاب پڑھی اور دل میں کچھ اثر نہ ہوا اللہ ہمکو پناہ دے ف۴ جسکو معلوم ہوا کہ مجھ کو اللہ کے ہاں درجہ ہے اور خطرہ نہیں تو بیشک وہ مرنے سے خوش ہوا اور نہ ڈرے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی فارس و سائر عجم ۱۲۔ ف۲ یعنی بر وفق آں عمل نہ کردند ۱۲۔

امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ یہی تفسیر متعین ہے۔ ثم هٰذا الذی فسّر به ابن عباس الآیة هو المتعین وهو الدعاء علی ای الفریقین اکذب منهم او من المسلمین علی وجه المباهلة ونقله ابن جریر عن قتادة وابی العالیة والربیع بن انس رحمهم الله تعالیٰ (ابن کثیر ج ۱ ص ۷ ۱۲) **ف۸** قل ان الموت الذی۔ یہ آیت ماقبل سے متعلق ہے یعنی جس موت سے تم ڈر رہے ہو اور اس سے بچنے کی لئے مباہلہ کی طرف نہیں آتے ہو اس سے تم کبھی بچ نہیں سکتے۔ موت تو بہرحال آ کر رہے گی، اس کے بعد تم اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جاؤ گے جو تمہاری ہر بات کو جانتا ہے

تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تم پھیرے جاؤ گے اس چھپے اور کھلے جاننے والے کے پاس پھر جتلا دیگا تمکو جو تم

ع ۱ ۸ ۱۱

تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ

کرتے تھے ۔ اے ایمان والو **ف۹** جب اذان ہو نماز کی

مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا

جمعہ کے دن تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو

الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹﴾ فَاِذَا

خرید و فروخت یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے ف پھر جب

قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا

تمام ہو چکے **ف۱۰** نماز تو پھیل پڑو زمین میں اور ڈھونڈو

مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰﴾

فضل اللہ کا اور یاد کرو اللہ کو بہت سا تاکہ تمہارا بھلا ہو ف۲

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْۤا اِلَیْهَا وَتَرَكُوْكَ

اور جب دیکھیں **ف۱۱** سودا بکتا یا کچھ تماشا متفرق ہو جائیں اس کی طرف اور تجھ کو چھوڑ

قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ

جائیں کھڑا ف۳ تو کہہ جو اللہ کے پاس ہے سو بہتر ہے تماشے سے اور

ع ۲ ۳ ۱۲

التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۱۱﴾ ع

سوداگری سے اور اللہ بہتر ہے روزی دینے والا ف۴

سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِیَّةٌ وَّهِیَ اِحْدٰی عَشْرَةَ اٰیَةً وَّفِیْهَا رُكُوْعَانِ

ف۱ سورۂ منافقون مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی گیارہ آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

منزل ۷

ف۹ یٰایها الذین اٰمنوا۔ ترغیب الی الذکر ہے۔ جمعہ کا اجتماع چونکہ سات دنوں میں ایک بار ہوتا تھا اور سب لوگ اکٹھے ہوتے تھے اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبۂ جمعہ میں زیادہ اہمیت کے مسائل بیان فرماتے تھے مثلاً جہاد میں خروج کرنے اور جہاد میں شمولیت کی ترغیب وغیرہ اس لئے ارشاد فرمایا جب جمعہ کی اذان ہو جائے تو تجارت اور دیگر کاروبار چھوڑ کر خطبہ کی طرف دوڑو اور زیادہ اہمیت کے احکام سنو اور ان پر عمل کرو تمہاری دینی اور دنیوی بہتری اسی میں ہے وذروا البیع اور خرید و فروخت کو چھوڑ دو، سے ایک لطیف اشارہ نکلتا ہے کہ نماز جمعہ اسی جگہ قائم کی جائے جہاں تجارتی کاروبار ہوتا ہو، اور ایسی جگہ قصبات یا بڑے شہر ہیں۔ دیہات پر یہ بات صادق نہیں آتی۔ ذکر سے مراد خطبہ ہے یا نماز یا خطبہ مع نماز اکثر مفسرین نے ان تینوں معنوں میں سے کسی ایک کو اختیار کیا ہے **ف۱۰** فاذا قضیت۔ جب نماز جمعہ سے فارغ ہو جاؤ تو بدستور خرید و فروخت اور دیگر کاروبار میں لگ جاؤ اور اپنی روزی تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد رکھو۔ اللہ کی یاد کو صرف نماز ہی سے مختص نہ کرو بلکہ ہر وقت اس کو یاد کرتے رہو۔ اللہ کی یاد زبان سے یاد کرنے ہی میں منحصر نہیں اگر کوئی شخص اپنے کاروبار میں اللہ کو یاد رکھتا ہے تو وہ بھی ذکر اللہ میں مصروف ہے۔ واذکروا اللہ کثیرا فی مجامع احوالکم ولا تخصوا

مراد ترغیب الی الذکر والتعظیم ۱۲

موضح قرآن ف یہود کی خرابی یہی تھی کہ دین سمجھے بوجھتے دنیا کے واسطے چھوڑ دیتے ایسی بات سے ہم کو منع کیا جمعہ کا تقید بھی ایسا ہی ہے کہ اسوقت دنیا کے کام میں نہ لگو ف۲ ہر اذان کا یہ حکم نہیں کیونکہ جماعت پھر بھی ملے گی اور جمعہ ایک ہی جگہ ہوتا تھا پھر کہاں ملے گا۔ اللہ کی یاد کہا خطبہ کو ایسے وقت جاوے کہ خطبہ سنے ف۳ یہود کے یہاں عبادت کا دن ہفتہ تھا سارے دن سودا منع تھا اس واسطے فرمایا کہ تم نماز کے بعد روزی تلاش کرو اور روزی کی تلاش میں بھی اللہ کی یاد نہ بھولو۔ ف۴ ایک بار جمعہ میں حضرت خطبہ فرماتے تھے اسی وقت بنجارا آیا اس کے ساتھ نقارہ بجتا تھا پہلے سے شہر میں اناج کی کمی تھی لوگ دوڑے کہ اسکو ٹھہرا دیں نماز کو پھر پڑھ لینگے۔ حضرت کے ساتھ بارہ آدمی رہ گئے حضرت نے انہی سے نماز پڑھی یہ اس پر اترا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در خطبہ ۱۲ ف۲ مترجم گوید این آیت عتاب ست بر اصحاب اشارہ است بآں قصہ کہ کاروانی از شام آمد در اثنا خطبہ ایشاں آنرا دیدہ متفرق شدند و در خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماند مگر دوازدہ شخص کہ حضرت ابوبکر و عمر از انجملہ بودند و اللہ اعلم ۱۲۔

ذکرہ بالصلوٰۃ الخ (مظہری ج ۹ ص ۲۹۸) اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنا فلاح دارین کا ذریعہ و وسیلہ ہے

۱۱ و اذا راَوا۔ یہ مومنین پر زجر ہے۔ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں خوراک کی قلت اور نایابی کی وجہ سے لوگوں کو فاقوں کا شکار ہونا پڑا، کیونکہ کیونکہ خوراک کی قیمتیں اس قدر چڑھ گئیں کہ عام لوگوں کی قوت خرید سے باہر ہوگئیں۔ ایک دن آپ جمعہ کا خطبہ فرما رہے تھے کہ اچانک ڈھنڈورہ پیٹنے کی آواز سنائی دی جس کا مطلب یہ تھا کہ کوئی تاجر اشیاء خوردنی لے کر مدینہ میں آوارد ہوا ہے۔ تو بہت سے مسلمان بھی آپ کو بحالت خطبہ چھوڑ کر بازار چلے گئے تاکہ وہ ضرورت کی چیزیں خرید لیں۔ انہیں ڈر تھا کہ اگر وہ نماز ختم ہونے کا انتظار کرتے ہیں تو سارا مال بِک جائے گا اور وہ اس قحط کے زمانے میں اشیاء ضرورت سے محروم رہ جائینگے۔ اللہ تعالےٰ کو مسلمانوں کا یہ فعل پسند نہ آیا اس لئے ان کو بغرض تادیب عتاب فرمایا۔ بارہ مرد اور ایک عورت مسجد میں باقی رہ گئے۔ فرمایا ان کو بتادو کہ اس لہو و لعب اور تجارت کے مقابلہ میں پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ نماز ادا کرنے کا اجر و ثواب کہیں زیادہ بہتر ہے۔ رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے، اس لئے اس کی اطاعت کرو اور اس کی خوشنودی کی تلاش کرو۔ وہ روزی کے وسائل خود مہیا فرمائے گا۔ امام ابو حبان رح کہتے ہیں کہ خطبہ چھوڑ کر جانے کی ابتداء منافقین کی طرف سے ہوئی پھر ان کے بعد بہت سے مسلمان بھی اُٹھ کر چلے گئے۔ یہ استماع خطبہ کے وجوب سے پہلے کا واقعہ ہے۔ ان آیتوں کے نزول کے بعد ثابت نہیں کہ کوئی صحابی خطبہ چھوڑ کر کہیں چلا گیا ہو۔ ان آیتوں کے نزول کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ حال تھا کہ جونہی اذان کی آواز کانوں میں پڑتی ہاتھوں کو کاموں سے روک لیتے اور سب کام چھوڑ کر مسجد کی طرف روانہ ہو جاتے۔

سُورۂ جمعہ میں آیت توحید

اور

اُس کی خصُوصیّت

۱۔ یسبح للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض۔ الآیۃ ۔ نفی شرک پر قتم ۔

سُورۃ المنافقون

رابطہ سورۃ جمعہ میں فرمایا تھا کہ خطبۂ جمعہ میں حاضر ہو کر انفاق فی سبیل اللہ کے مسائل سنو۔ اب سورۃ منافقون میں ان منافقوں کا شکوی کیا گیا جو کہتے تھے پیغمبر کے ساتھیوں پر خرچ نہ کرو اور جو عزت والے ہیں وہ ذلت والوں کو مدینے سے نکال دیں گے نیز مسلمانوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ خود خرچ کریں اور منافقوں کے محتاج نہ ہوں۔

خلاصہ منافقوں پر زجریں اور شکوے اور ان کے احوالِ خبیثہ کا بیان۔ مومنوں کو زجر کہ تم اپنے بھائیوں پر خود کیوں خرچ نہیں کرتے ہو اور منافقوں کے کیوں محتاج ہوتے ہو۔ تنفیر مومنین از منافقین۔

تفصیل

اذا جاءك المنافقون ۔ الآیۃ ۔ منافقوں پر شکوی۔ ان کا دعوائے ایمان محض زبانی ہے اور وہ سراسر جھوٹے ہیں۔

اتخذوا ایمانهم جنة ۔ تا ۔ فهم لا یفقهون ○ منافقوں پر زجر اور ان کی خباثت کا بیان۔ وہ جھوٹی قسمیں کھا کر اپنے ایمان کا یقین دلاتے اور اپنے بن کر لوگوں کو اللہ کے دین سے روکتے ہیں۔

و اذا رأیتهم تعجبك اجسامهم ۔ الآیۃ ۔ یہ بھی زجر ہے۔ وہ بظاہر تندرست و توانا اور خیر خواہ معلوم ہوتے ہیں۔ مگر درحقیقت وہ بدترین دشمن ہیں ان سے بچ کر رہئے۔

و اذا قیل لهم تعالوا ۔ الآیتین ۔ جب ان سے کہا جاتا ہے آؤ توبہ کر لو، خدا کا پیغمبر بھی تمہارے لئے استغفار کرے گا۔ تو غرور و استکبار سے سر ملاتے ہیں کہ ہمیں کچھ نہ کہو۔

هم الذین یقولون لا تنفقوا ۔ تا ۔ لیخرجن الاعز منها الاذل ۔ یہی وہ باتیں ہیں جو انہوں نے کہی تھیں اور پھر ان سے صاف مکر گئے تھے جس کی وجہ سے اللہ نے سُورت کی ابتداء میں فرمایا واللہ یشهد ان المنافقین لکٰذبون ۔ تمہید کے بعد اصل مقصود کا بیان یعنی منافقین پر دو شکوے ہیں۔ پہلا شکوی یہ ہے کہ منافقین کا خیال ہے کہ یہ مسلمان ہمارے دست نگر ہیں، اگر ہم ان کی مالی امداد بند کر دیں گے تو وہ خود بخود پیغمبر (علیہ السلام) کو چھوڑ دیں گے۔ دوسرا شکوی یہ ہے کہ ان منافقین کی خباثت اس حد کو پہنچ چکی ہے کہ وہ مسلمانوں کو نہایت حقیر اور ذلیل سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں ہم ان کو مدینہ سے نکال دیں گے۔

وللہ خزائن السمٰوٰت والارض ــــــ وللہ العزۃ ولرسوله وللمومنین ۔ منافقین کی ان باتوں کا جواب ہے۔ دولت کے خزانے اللہ کے تصرف میں ہیں۔ اگر منافقین، مومنوں پر خرچ کرنا بند کر دیں، تو اللہ تعالیٰ مومنوں کو دیگر وسائل سے دولت عطا فرمادے گا۔ اور عزت و ذلت بھی اللہ کے اختیار میں ہے اور اللہ کے یہاں معزز اس کا رسولؐ اور مومنین ہی ہیں۔

یٰایها الذین اٰمنوا لا تلهکم اموالکم ۔ الی آخر السورۃ ۔ مومنوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب اور ضمناً زجر ہے۔

ع اذا جاءك المنافقون ۔ تا ۔ ان اللہ لا یهدی القوم الفاسقین ○ منافقین پر شکوی ہے۔

منافقین کے اعمال خبیثہ اور ان کے ناپاک عزائم کو واشگاف کر کے مسلمانوں کو ان سے متنفر کیا گیا ہے، تاکہ وہ ان سے دور رہیں۔

قالوا نشهد انك لرسول اللہ ۔ منافقین جب آپ کے پاس آتے ہیں تو قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ ہم دل و جان سے آپ کو اللہ کا سچا رسول مانتے ہیں۔ منافقین کا یہ دعوی چونکہ حق و صداقت کے خلاف تھا، کیونکہ وہ صرف زبان ہی سے رسالت کا اقرار کرتے تھے، لیکن ان کے دل ایمان و تصدیق سے خالی تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دعوے کی تکذیب فرمائی۔

واللہ یشهد انهم لکٰذبون ○ کہ اللہ تعالیٰ اعلان فرماتا ہے کہ منافقین اپنے اس دعوے میں سراسر جھوٹے ہیں۔ درمیان میں واللہ یعلم انك لرسوله ۔ جملۂ معترضہ لایا گیا تاکہ یہ وہم نہ کیا جاسکے کہ لکٰذبون کا تعلق نفس خبر انك لرسول اللہ سے ہے۔ تو اب معلوم ہو گیا کہ منافقین کو نفس خبر

میں جھوٹا نہیں کہا گیا، بلکہ انہیں ان کے اس دعوے میں جھوٹا کہا گیا ہے کہ ان کا یہ زبانی قول دل کے اعتقاد کے مطابق ہے۔ فالتکذیب راجع الیٰ (نشھد) باعتبار الخبر الضمنی الذی دل علیہ التاکید وھو دعوی المواطاۃ فی الشھادۃ ای واللہ یشھد انھم لکاذبون فیما ضمنوہ قولھم (نشھد) من دعوی المواطاۃ وتوافق اللسان والقلب فی ھذہ الشھادۃ (روح، ج ۲۸ ص ۱۰۸) یا لکٰذبون کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی اس صفائی میں جھوٹے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے خلاف کوئی بات نہیں کہی۔ (روح) ظاہر قرآن سے اسی مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ **۳ے** اتخذوا ایمانھم یہ منافقین پر زجر ہے۔ یہ ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ غزوۂ مریسیع میں منافقین نے بھی شرکت کی۔ میں نے عبداللہ بن اُبی رئیس المنافقین کو اپنے ساتھیوں سے یہ کہتے سُنا کہ پیغمبر (علیہ السلام) کے ساتھیوں کی مالی امداد کرنا بند کردو تو وہ بھوکوں مرتے خود بخود اسے چھوڑ کر اس سے الگ ہوجائیں گے اور جب ہم مدینہ میں واپس جائیں گے (عیاذاً باللہ) ان ذلیلوں کو مدینہ سے نکال باہر کریں گے۔ میں چونکہ چھوٹا تھا اس لئے براہِ راست حضور علیہ السلام کی خدمت میں حقیقتِ حال واضح کرنے کے بجائے اپنے چچا کو صورتِ حال سے آگاہ کردیا جنھوں نے سارا ماجرا حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کردیا۔ آپؐ نے مجھے طلب فرمایا اور عبداللہ بن اُبی اور اُس کے ساتھیوں کو بھی بُلا بھیجا۔ منافقین صاف مُکر گئے اور قسمیں کھا کھا کر حضور علیہ السلام کو اپنی سچائی کا یقین دلایا، چنانچہ آپؐ نے مجھے جھٹلا دیا اور انکو سچا سمجھ لیا۔ اس سے مجھے شدید صدمہ ہوا۔ آخر اللہ نے اس سورت کی ابتدائی آیتیں نازل فرما کر منافقین کی خباثت اور کذب بیانی ظاہر فرمادی۔ یہ بھی دلیل ہے کہ لکٰذبون کا دوسرا مفہوم راجح اور اصح ہے۔ جُنّۃ ڈھال۔ انہوں نے جھوٹی قسموں کو دنیوی سزا سے بچنے کیلئے ڈھال بنا رکھا ہے اور لوگوں کو دینِ اسلام اور توحید سے روکتے ہیں۔ ان کا یہ کردار نہایت بُرا ہے۔ **۴ے** ذٰلک بانھم۔ یہ اس لئے کہ زبان سے تو انہوں نے ایمان کا اقرار کیا، لیکن دل میں کفر رکھا جو آخر ان کے کردار و گفتار سے ظاہر ہوکر رہا۔ تو اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی اور ان کو ایمانِ خالص کی توفیق اور حقیقتِ ایمان کے فہم سے محروم کردیا

إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُنَٰفِقُونَ قَالُوا۟ نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ ٱللَّهِ ۗ
جب آئیں تیرے پاس منافق کہیں ہم قائل ہیں تو رسول ہے اللہ کا
وَٱللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُۥ وَٱللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ
اور اللہ جانتا ہے کہ تو اس کا رسول ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق
لَكَٰذِبُونَ ﴿۱﴾ ٱتَّخَذُوٓا۟ أَيْمَٰنَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا۟ عَن
جھوٹے ہیں ف۱ انہوں نے رکھا ہے اپنی قسموں کو ڈھال بناکر پھر روکتے ہیں اللہ
سَبِيلِ ٱللَّهِ ۚ إِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿۲﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ
کی راہ سے یہ لوگ بُرے کام ہیں جو کر رہے ہیں ف۲ یہ اس لئے کہ وہ
ءَامَنُوا۟ ثُمَّ كَفَرُوا۟ فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ﴿۳﴾
ایمان لائے پھر منکر ہو گئے پھر مہر لگ گئی ان کے دلوں پر سو وہ اب کچھ نہیں سمجھتے
وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۖ وَإِن يَقُولُوا۟ تَسْمَعْ
اور جب تو دیکھے ان کو تو اچھے لگیں تجھ کو ان کے ڈیل اور اگر بات کہیں سنے تو
لِقَوْلِهِمْ ۖ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۖ يَحْسَبُونَ كُلَّ
ان کی بات کیسے ہیں جیسے کہ لکڑی لگا دی دیوار سے جو کوئی چیخے جانیں
صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ ٱلْعَدُوُّ فَٱحْذَرْهُمْ ۚ قَٰتَلَهُمُ ٱللَّهُ ۖ
ہم ہی پر بلا آئی وہی ہیں دشمن ان سے بچتا رہ گردن مارے انکی اللہ
أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿۴﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا۟ يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ
کہاں سے پھرے جاتے ہیں ف۳ اور جب کہئے ان کو آؤ معاف کرا دے تم کو
رَسُولُ ٱللَّهِ لَوَّوْا۟ رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَ
رسول اللہ کا مٹکاتے ہیں اپنے سر اور تو دیکھے کہ وہ رکتے ہیں اور
هُم مُّسْتَكْبِرُونَ ﴿۵﴾ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ
وہ غرور کرتے ہیں برابر ہے ان پر تو معافی چاہے ان کی

وقف لازم

۵ے واذا رأیتھم۔ یہ بھی زجر ہے۔ جب منافقین کو آپ دیکھتے ہیں تو حسن و جمال اور جسمانی ڈیل ڈول کی وجہ سے وہ آپ کو بھلے معلوم ہوتے ہیں اور ان کی باتیں بھی آپ بغور سنتے ہیں، کیونکہ وہ فصاحت و بلاغت، شیریں کلامی اور چرب زبانی میں ماہر ہیں اور اپنی دلیری اور بہادری کی ڈینگیں مارتے ہیں۔ کانّھم

موضح القرآن ف۱ یعنی وہ قائل نہیں غرض کو کہتے ہیں ف۲ اپنی مجلس میں منافق طعن اور عیب مسلمانوں کا کہتے جب ان پر پکڑ ہوتی منکر ہوکر قسم کھا جاتے کہ ہم نے یہ بات نہیں کہی ف۳ یعنی دیکھنے کے مرد آدمی اور دل میں نامرد دغاباز۔

فتح الرحمٰن ۱؎ مترجم گوید رئیس منافقان در بعض اسفار بکلمات نفاق متکلم شد آنرا شخصی از انصار بعرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسانید۔ منافقان بمجلس شریف آمدہ قسم خوردند کہ مرتکب آن کلمات نشدہ ایم۔ این سورت در حکایت آن اقوال و تہدید و تکذیب ایشان نازل شد واللہ اعلم ۱۲

خشب مسندۃ یہ کلام مستأنف ہے اور اس میں منافقین کے ایمان سے خالی ہونے کا بیان ہے جس طرح بیکار لکڑی دیوار کے ساتھ کھڑی کردی جاتی ہے جو نہ ستون ہو نہ شہتیر نہ کڑی الغرض فائدے سے خالی ہو اسی طرح یہ منافقین جو آپ کی مجلسوں میں دیواروں سے تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں محض بیکار اور ایمان سے خالی ہیں شبھو فی جلوسھم مجالس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستندین فیھا وما ھم الا اجرام خالیۃ عن الایمان والخیر بخشب منصوبۃ مسندۃ الی الحائط فی کونھم اشباحا خالیۃ عن الفائدۃ الخ (روح ج ۸ ص ۱۱۱) ف۶ یحسبون منافقین کے دلوں میں چونکہ

أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا
یا نہ معافی چاہے ہرگز نہ معاف کریگا انکو اللہ بیشک اللہ راہ
يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑥ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ
نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو وہی ہیں جو ف۹ کہتے ہیں
لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ۭ
مت خرچ کرو ان پر جو پاس رہتے ہیں رسول اللہ کے یہانتک کہ متفرق ہوجائیں
وَلِلّٰهِ خَزَاۗىِٕنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ
اور اللہ کے ہیں خزانے آسمانوں اور زمین کے ولیکن منافق
لَا يَفْقَهُوْنَ ⑦ يَقُوْلُوْنَ لَىِٕنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ
نہیں سمجھتے کہتے ہیں ف۱۰ البتہ اگر ہم پھر گئے مدینہ کو
لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۭ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ
تو نکال دیگا جس کا زور ہے وہاں سے کمزور لوگوں کو ف۲ اور زور تو اللہ کا ہے اور اسکے رسول کا
وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ⑧ يٰٓاَيُّهَا
اور ایمان والوں کا لیکن منافق نہیں جانتے ف اے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ
ایمان والو ف۱۱ غافل نہ کردیں تمکو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی
ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ⑨
یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں ٹوٹے میں
وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ
اور خرچ کرو ف۱۳ کچھ ہمارا دیا ہوا اس سے پہلے کہ آپہنچے تم میں کسی کو
الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ
موت تب کہے اے رب کیوں نہ ڈھیل دی تو نے مجھ کو ایک تھوڑی سی مدت

ع ۱ ۸ ۱۲

چور ہے اور وہ اپنی خباثتوں کو خوب جانتے ہیں اسلئے ہر وقت خوفزدہ اور ہراساں رہتے ہیں اور جب کبھی کوئی آواز سنتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ ہماری خیر نہیں اور یہ ہماری ہی موت کا پیغام اور ہمارے ہی خلاف کوئی اعلان ہے یہ ملعون آپ کے سب سے بڑے دشمن ہیں ان سے بچئے اور ان کی چالوں سے خبردار رہیئے وہ کس طرح حق سے کفر وضلال کی طرف پھیرے جارہے ہیں۔ ف۷ و اذا قیل لھم۔ یہ بھی منافقین پر زجر ہے۔ جب منافقین کی تکذیب نازل ہوئی تو تمام مسلمانوں نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو ملامت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کرنے کا مشورہ دیا، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا تاکہ وہ سچے دل کر ایمان لے آئیں اور نفاق سے توبہ کرلیں تو آپ ان کے لئے اللہ سے استغفار کریں اور ان کے لئے معافی کی درخواست کریں۔ تو انہوں نے کمال بے اعتنائی سی کبر و غرور کے ساتھ اس سے اعراض کیا اور خدمت عالیہ میں حاضر ہونے سے انکار کردیا ف۸ سواء علیہم یہ منافقین، نفاق اور ضد وعناد کی انتہاء کو پہنچ چکے ہیں، اس لئے ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت ہو چکی ہے اور ان سے توبہ کرنے اور راہ راست پر آنے کی توفیق سلب کرلی گئی ہے، اس لئے آپ ان کیلئے استغفار کریں یا نہ کریں، اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں فرمائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے فساق و فجار کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا جو راہ راست پر نہ آنا چاہیں ف۹ ھم الذین۔ تمہید کے بعد اصل مقصود کا بیان ہے اور یہ پہلا شکوی ہے۔ منافقین جن باتوں سے انکار کر رہے ہیں کہ انہوں نے نہیں کہی ہیں بے شک انہوں ہی نے وہ باتیں کہی ہیں لیکن اب جھوٹ بول رہے ہیں۔ انہوں نے ہی کہا تھا کہ جو لوگ پیغمبر علیہ السلام کے ارد گرد جمع ہوتے ہیں ہم ہی ان کو کھلاتے پلاتے ہیں اس لئے ان پر خرچ کرنا چھوڑ دو تاکہ وہ

موضح قرآن ف ایک سفر میں دو شخص لڑ پڑے، ایک مہاجرین میں کا ایک انصار کا پھر ان کو حضرت نے ملا دیا منافق پیٹھ پیچھے کہنے لگے ہم انکو اپنے شہر میں جگہ نہ دیتے تو ہم سے مقابلہ کیوں کرتے ایک نے کہا تمہیں خبر گیری کرتے ہو تو لوگ رسول کے ساتھ جمع رہتے ہیں خبر گیری چھوڑ دو آپ ہی متفرق ہو جاویں ایک نے کہا اب کے سفر سے ہم مدینے پہنچیں تو جس کا اس شہر میں زور ہے چاہیے بے قدروں کو نکالدے۔ ایک صحابی نے یہ باتیں سنیں حضرت پاس نقل کیں، حضرت نے بلا کر پوچھا تو قسمیں کھا گئے کہ اس نے ہماری دشمنی سے جھوٹ کہا اللہ نے یہ نازل کیا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بر فقراء مہاجرین ۱۲۔ ف۲ یعنی توانگران اہل نفاق فقراء مسلمین را ۱۲۔

اس کے پاس سے منتشر ہو جائیں، انہیں یہاں کھانے پینے کو کچھ نہیں ملیگا، تو خود بخود اسکا ساتھ چھوڑدیں گے **ف۱۰** وللّٰہ خزائن السمٰوٰت جملہ معترضہ برائے ابطال قول منافقین۔ منافقین کا یہ خیال باطل ہے کہ اگر وہ خرچ نہ کرینگے تو مسلمان بھوکوں مرتے پیغمبر علیہ السلام سے الگ ہو جائینگے۔ وہ کسی کے روزی رساں نہیں ہیں۔ روزی رساں تو اللہ ہے، زمین و آسمان کے تمام خزانے اور روزی کے تمام وسائل اسی کے ہاتھ میں ہیں وہ جسے چاہے اور جتنا چاہے دے اور جسے نہ چاہے نہ دے مگر یہ منافقین ایسے کم فہم واقع ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف سوچتے اور کہتے ہیں **ف۱۱** یقولون لئن رجعنا۔ یہ دوسرا شکوی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو ذلیل و حقیر سمجھا اور اپنے کو معزز اور اشراف قرار دیا اور کہا ہمیں مدینہ میں واپس تو جا لینے دو، ہم (عیاذا باللہ) ان کمینوں اور ذلیلوں کو مدینہ سے نکال باہر کریں گے وللّٰہ العزۃ الخ یہ منافقین کے قول خبیث کا جواب ہے۔ فرمایا عزت۔ غلبہ اور قوت تو اللہ کیلئے ہے اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کیلئے ہے جن کو اللہ نے عزت اور غلبہ عطا فرمایا ہے اور ان منافقین کیلئے دنیا اور آخرت میں ذلت و رسوائی مقدر ہے ای وللّٰہ تعالٰی الغلبۃ والقوۃ ولمن اعزہ اللّٰہ تعالٰی من رسولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم والمؤمنین لا لغیرہم (روح ج ۲۸ ص ۱۱۶) لیکن منافقین فرط جہالت کی وجہ سے اس حقیقت کو نہیں جانتے اس لئے اس قسم کے ہذیان کا ارتکاب کر رہے ہیں **ف۱۲** یا یہا الذین اٰمنوا یہ مومنوں کو انفاق فی سبیل کی ترغیب ہے۔ ذکر اللّٰہ سے تمام عبادات خصوصًا جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ مراد ہے۔ مومنوں کو ارشاد فرمایا مال و اولاد کی تدبیر و اصلاح میں اشتغال و انہماک تمہیں جہاد و انفاق اور دیگر عبادات سے غافل نہ کر دے جو لوگ دنیوی امور میں منہمک ہو کر ذکر اللہ سے غافل ہو جائیں وہ انتہائی خسارے میں ہیں **ف۱۳** وانفقوا من ما رزقنکم یہ ذکر اللہ کی تفسیر ہے نیز سورۂ جمعہ کی آخری آیتوں کی تفصیل ہے مقصد یہ ہے کہ عبادت کے وقت عبادت کرو اور فارغ وقت میں تجارت اور دوسرے کاروبار کرو اپنے ہاتھ سے کما کر خود کھاؤ، فقراء مسلمین پر اور جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرو تاکہ منافقین کی مالی امداد کی تمہیں حاجت ہی نہ رہے۔ اپنی زندگی میں موت سے پہلے خرچ کرلو، ورنہ پچھتاؤ گے اور موت کے وقت آرزو کرو گے کہ بار الہا! تھوڑی سی مہلت ہی دیدے تاکہ میں خیرات کرلوں اور نیک بن جاؤں اکن مجزوم ہے فاصدق کے محل پر معطوف ہے گویا اصل عبارت اس طرح ہے اخرتنی اصدق واکن۔ یا مجزوم کا عطف منصوب پر ہے جیسا کہ بعض نحویوں کے نزدیک جائز ہے من الروح و المتن المتین **ف۱۴** ولن یؤخر اللّٰہ۔ اور جب کسی کی موت کا معین وقت آجائیگا تو اللہ تعالیٰ اس میں ایک لمحہ کی تاخیر بھی نہیں فرمائیگا اور وہ سب کے تمام اعمال سے باخبر ہے، ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا۔

فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ⑩ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ
میں خیرات کرتا اور ہو جاتا نیک لوگوں میں اور ہرگز نہ ڈھیل دیگا اللہ
ع ۲ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑪ ۱۴
کسی جی کو جب آ پہنچا اُس کا وعدہ اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ
ف۱ سورۂ تغابن مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی اٹھارہ آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ
پاکی بولتا ہے ف۲ اللہ کی جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اسی کا راج ہے
وَلَهُ الْحَمْدُ ۡ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ① هُوَ الَّذِيْ
اور اسی کو تعریف ہے اور وہی ہر چیز کر سکتا ہے وہی ہے جس نے
خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
تم کو بنایا ف۳ پھر کوئی تم میں منکر ہے اور کوئی تم میں ایماندار اور اللہ جو تم کرتے ہو
بَصِيْرٌ ② خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ
دیکھتا ہے بنایا آسمانوں کو ف۴ اور زمین کو تدبیر سے اور صورت کھینچی
فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③ يَعْلَمُ مَا فِي
تمہاری پھر اچھی بنائی تمہاری صورت اور اسکی طرف سب کو پھر جانا ہے ف جانتا ہے جو کچھ ہے
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ
آسمانوں ف۵ میں اور زمین میں اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو کھول کر کرتے ہو
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ④ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا
اور اللہ کو معلوم ہے جیوں کی بات کیا پہنچی نہیں ف۶ تمکو خبر

منزل ۷

۱ اعادہ دعوائی توحید ۱۲
۲ توحید پر عقلی دلیل ۱۲
۳ شکوی ضمنی ۱۲
۴ تخویف دنیوی و اخروی ۱۲

موضح قرآن ف سب جانوروں سے انسان کی خلقت اچھی ہے۔ ۱۲ منہ رح۔

سورۂ منافقون کی خصوصیات } مؤمنین کو انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب۔ منافقین کی خباثتوں کا بیان۔

سورۃ تغابن

ربط | سورۂ منافقون میں فرمایا ہماری دی ہوئی دولت میں سے جہاد وغیرہ میں خرچ کرو۔ سورۂ تغابن میں بطور ترقی فرمایا چلو مان لیتے ہیں یہ دولت تمہاری ہی سہی لیکن تم اللہ کو قرض دیدو اور اسکی راہ میں خرچ کرو، وہ تمہیں اس کا کئی گنا زیادہ اجر وثواب عطاء فرمائے گا۔

خلاصہ | مسئلہ توحید کا اعادہ، توحید پر عقلی دلیل، تخویف دنیوی و اخروی، دعوائے توحید جس کی خاطر انفاق اور جہاد کا حکم دیا گیا۔ بیان انفاق علی سبیل الترقی۔

تفصیل

یسبح للہ۔ الآیۃ۔ دعوائے توحید کا اعادہ، تاکہ اصل مقصود سے غفلت نہ ہونے پائے اور یہ بات ذہن میں رہے کہ انفاق اسی مسئلہ کی خاطر ہے۔ ھو الذی خلقکم ـــــ تا ـــــ واللہ علیم بذات الصدور ۵ توحید پر عقلی دلیل۔ اللہ تعالیٰ کو شریک سے پاک سمجھو، کیونکہ سب کا خالق ومالک اور سب کچھ جاننے والا وہی ہے فمنکم کافر ومنکم مؤمن پر ضمناً شکوی ہے۔ الم یأتکم نبؤا الذین کفروا ـــــ تا ـــــ واللہ غنی حمید ۵ تخویف دنیوی و اخروی۔ کیا تمہیں پہلے مشرکین کا حال معلوم نہیں کہ کفر وانکار اور شرک کی ان کو کیا سزا ملی؟ زعم الذین کفروا ان لن یبعثوا تخویف اخروی وشکوی۔ فامنوا باللہ ورسولہ ترغیب الی الایمان یوم یجمعکم تخویف اخروی۔ ومن یؤمن باللہ بشارت اخرویہ۔ والذین کفروا وکذبوا بایٰتنا تخویف اخروی اللہ لا الٰہ الا ھو دعوائے توحید کا ذکر جس کی خاطر انفاق اور جہاد کا حکم دیا گیا یایھا الذین اٰمنوا ان من ازواجکم اصلاح احوال اور نظم ونسق قائم رکھنے کا حکم ان تقرضوا اللہ الخ آخر میں انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب باسلوب بدیع۔

۲ یسبح للہ۔ مقصود اصلی مسئلہ توحید کا اعادہ کیا گیا تاکہ قارئین اس سے غافل نہ ہو جائیں اور سمجھ لیں کہ قتال اور انفاق فی القتال اسی مسئلہ کی خاطر ہے۔ زمین وآسمان کی ہر چیز اپنے حال کے مناسب اللہ کی تنزیہ وتقدیس میں مصروف ہے اور اس کے ہر شریک سے پاک ہونے کی مُقر ومعترف ہے۔ لہ الملک ولہ الحمد کیوں نہ ہو؟ ساری کائنات میں اسی کا تصرف واختیار نافذ ہے اس کے علاوہ تمام صفات کارسازی بھی اسی کے ساتھ مختص ہیں اور ہر چیز پر قدرت اور دسترس بھی اسی کو حاصل ہے۔ لہٰذا اس کائنات میں صرف وہی معبود برحق اور وہی کارساز ہے اور کوئی نہیں۔ لہ الملک ولہ الحمد میں چونکہ حصر ہے، اس لئے وھو علی کل شیء قدیر میں حصر ہوگا، کیونکہ جب کلام کے ایک جزء میں حصر ہو تو اس کے باقی اجزاء میں بھی حصر کا مفہوم ملحوظ ہوگا۔

۳ ھو الذی خلقکم۔ توحید پر عقلی دلیل ہے۔ پہلے بیان سے معلوم ہوگیا کہ ساری کائنات میں متصرف وکارساز اور فاعل علی الاطلاق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہاں بیان ہوگا کہ ساری کائنات کا پیدا کرنے والا اور زمین وآسمان کی ہر ہر چیز کو جاننے والا بھی وہی ہے۔ اسی لئے وہی سب کا کارساز ہے۔ فمنکم کافر ومنکم مؤمن یہ درمیان میں ضمناً شکوی ہے۔ تم سب کو اللہ نے پیدا فرمایا، اس لئے چاہیئے تو یہ تھا کہ تم سب اس کے فرمانبردار اور شکرگذار بندے بن جاتے مگر تم میں سے کچھ لوگ کافر بھی نکلے کہ اللہ کی توحید اور اسکے رسولوں کا انکار کیا اور اس کے احکام سے بغاوت کی لیکن وہ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے اس لئے تمہیں ان عملوں کی پوری پوری سزا ملے گی۔

۴ خلق السمٰوٰت۔ اس ساری کائنات کو اس نے اظہار حق کیلئے پیدا فرمایا ہے اور کائنات کا ذرّہ ذرّہ اسکی وحدانیت اور اس کی قدرت کاملہ کی دلیل ہے۔ وصورکم فاحسن صورکم۔ منجملہ صنائع قدرت وبدائع صنعت خود تمہاری پیدائش اور تمہاری صورت سازی ہے کہ اس نے تمام مخلوقات میں تمہیں سب سے زیادہ حسن وجمال عطا فرمایا اور ظاہری جمال وکمال کے ساتھ ساتھ تمہارے باطن کی تکمیل وتحسین کے لئے دستور ہدایت نازل فرمایا۔ چونکہ تم سب آخر کار اللہ کی بارگاہ میں حاضر کئے جاؤگے، اس لئے توحید اور دیگر احکام خداوندی سے سرتابی کرکے اپنے باطن کو نہ بگاڑو تاکہ عذاب جہنم سے تمہارا ظاہری حسن وجمال بھی نہ بگڑ جائے۔ (والیہ المصیر) فاحسنوا سرائرکم حتی لا تمسخ بالعذاب ظواھرکم (بیضاوی ج ۲ ص ۳۷۹)

۵ یعلم ما فی السمٰوٰت۔ جس طرح خالق ومتصرف اور قادر ومختار وہی ہے، اسی طرح عالم الغیب بھی وہی ہے لہٰذا وہی سب کا حاجت روا اور کارساز ہے۔ وہ زمین وآسمان کی ہر چیز تمہارے ظاہری اور باطنی اقوال وافعال اور تمہارے دلوں کی باتیں بھی جانتا ہے۔

۶ الم یأتکم۔ یہ تخویف دنیوی و اخروی ہے۔ خطاب مشرکین عرب سے ہے۔ کیا تمہیں ان کافر قوموں کا حال معلوم نہیں جو تم سے پہلے گذرے ہیں

انہوں نے توحید کا انکار کیا اور خدا سے بغاوت کی، توان کو دنیا ہی میں انواع و اقسام عذاب سے تباہ کر کے کفر و شرک اور انکار وجحود کا مزہ چکھا دیا گیا۔ اور آخرت میں بھی ان کیلئے دردناک عذاب تیار ہے ذٰلك بانه كانت تاتيهم۔ دنیا اور آخرت میں وہ اس سزا کے مستحق کیوں ہوئے؟ اس لئے کہ ان کے پاس پیغمبر دلائل و براہین لیکر آئے اور ہر اسلوب و انداز سے مسئلہ توحید کو ان پر واضح کیا، مگر انھوں نے ان کی ایک نہ مانی اور کہنے لگے کیا بشر ہمارے ہادی بن کر آئے ہیں؟ اس لئے انہوں نے از راہِ عناد ان کا انکار کیا اور ان سے منہ موڑا، تو اللہ نے بھی انکی کوئی پرواہ نہ کی، کیونکہ وہ تو ہر خوبی کا مالک اور بے نیاز ہے، اسے ان کے ایمان و اسلام کی کوئی ضرورت نہیں فقالوا ابشر یهدوننا ہر قوم کے مشرکین نے اس پر تعجب کیا ہے کہ بشر ہو اور پھر ہادی و رسول بن کر آئے۔ انکروا وتعجبوا من کون البشر رسلا من الله هداة اليه (مظہری ج ۹ ص ۳۱۲) ان کے نزدیک بشریت اور نبوت میں تضاد ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ پیغمبروں کو بشر کہنے کی وجہ سے کافر ہوگئے جیسا کہ بعض غالی قسم کے اہل بدعت بیان کرتے ہیں **۷** زعم الذین کفروا۔ یہ مشرکین مکہ کے لئے تخویف اخروی اور ان پر شکوی ہے۔ ان مشرکین کا خیال ہے۔ جو سراسر باطل ہے کہ انہیں موت کے بعد دوبارہ ہرگز زندہ نہیں کیا جائے گا۔ قل بلیٰ و ربی۔ یہ ان کے زعم باطل کا جواب ہے۔ فرمایا آپ ان سے فرما دیں کیوں نہیں تمہیں یقیناً دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ اور تمہیں تمہارے تمام اعمال سے آگاہ کیا جائے گا۔ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنا اور سب کے اعمال کا مکمل ریکارڈ محفوظ رکھنا اللہ تعالیٰ کے لئے نہایت آسان ہے **۸** فامنوا بالله۔ یہ گذشتہ بیان پر متفرع ہے۔ جب دلائل واضحہ اور براہین قاطعہ سے ثابت ہوگیا کہ ساری کائنات میں متصرف و مختار اور سب کا کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے نیز معلوم ہوگیا کہ توحید کا انکار کرنے والوں کا دنیا میں بھی بدترین حشر ہوگا اور آخرت میں بھی، لہٰذا تم اللہ کی وحدانیت پر اور اس کے رسول علیہ السلام پر ایمان لے آؤ اور اس کتاب پر بھی ایمان لاؤ جو اللہ نے نازل فرمائی ہے اور جو کفر و شرک اور جاہلیت کے اندھیروں میں سراپا نورِ ہدایت ہے اگر یہ خطاب مومنوں سے ہے، تو مطلب یہ ہوگا کہ ایمان پر قائم رہو۔ اور اللہ کے احکام کی پوری پوری اطاعت کرو **۹** یوم یجمعکم ظرف لتنبئون سے متعلق ہے (روح) یا اس کا متعلق محذوف ہے ای ینغابنون بقرینہ ذلك يوم التغابن قاله الشيخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یعنی اس دن تم خسارے میں رہوگے اور افسوس کروگے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کی۔ ومن یؤمن باللہ مومنین صالحین کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ فرمایا جو لوگ ایمان لے آئیں اور نیک کام کریں، اللہ انکے گناہ معاف فرمائیگا اور ان کو ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن میں نہریں بہتی ہوں گی۔ اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان میں رہیں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ جہنم سے بچکر جنت میں داخل ہو جائیں۔ والذین کفروا

الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ فَذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ
ان لوگوں کی جو منکر ہو چکے ہیں پہلے پھر انہوں نے چکھی سزا اپنے کام کی اور انکو

عَذَابٌ أَلِيمٌ ٥ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُ كَانَت تَّأْتِيهِمْ رُسُلُهُم
عذاب دردناک ہے یہ اس لئے کہ لاتے تھے ان کے پاس ان کے رسول

بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالُوا أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا فَكَفَرُوا وَتَوَلَّوا
نشانیاں پھر کہتے کیا آدمی ہم کو راہ سمجھائینگے پھر منکر ہوئے اور منہ موڑ لیا

وَّاسْتَغْنَى اللَّهُ ۚ وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ٦ زَعَمَ الَّذِينَ
اور اللہ نے بے پروائی کی اور اللہ بے پروا ہے سب تعریفوں والا دعویٰ **۷** کرتے ہیں

كَفَرُوا أَن لَّن يُبْعَثُوا ۚ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ
منکر کہ ہرگز انکو کوئی نہ اٹھائیگا تو کہہ کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی تمکو بیشک اٹھانا ہے پھر

لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۚ وَذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ٧ فَآمِنُوا
تم کو جتلانا ہے جو کچھ تم نے کیا اور یہ اللہ پر آسان ہے سو ایمان لاؤ

بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنزَلْنَا ۚ وَاللَّهُ بِمَا
اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے اتارا اور اللہ کو تمہارے

تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ٨ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ۖ ذَٰلِكَ
سب کاموں کی خبر ہے جس دن تم کو اکٹھا کریگا **۹** جمع ہونے کے دن وہ

يَوْمُ التَّغَابُنِ ۗ وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا
دن ہے ہار جیت کا اور جو کوئی یقین لائے اللہ پر اور کرے کام بھلا

يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن
اتار دیگا اس پر سے اس کی برائیاں اور داخل کریگا اسکو باغوں میں جن کے نیچے بہتی

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ
ہیں ندیاں رہا کریں ان میں ہمیشہ یہی ہے بڑی

۱ تخویف اخروی و شکوی ۱۲

۲ تخویف اخروی ۱۲

۳ بشارت اخرویہ ۱۲

فتح الرحمٰن ۱ یعنی قرآن ۱۲۔

كذبوا بآياتنا ۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں اور جہنم میں ہمیشہ رہیں گے، جو نہایت ہی بُرا ٹھکانہ ہے **نلہ** ما اصاب من مصيبة ۔ یہ مسلمانوں کے لئے تسلیہ ہے۔ اگر کفار و مشرکین کے ہاتھوں تمہیں تکلیفیں پہنچیں تو اس سے گھبرانا نہیں، یہ سب بطور آزمائش اللہ کی جانب سے ہے اس لئے اللہ پر بھروسہ کرو اور ایمان پر ثابت قدم رہو، اللہ تمہارے دلوں میں عزم و ثبات کا جذبہ پیدا فرمائے گا اور تمہیں مصائب و آلام پر صبر کرنے کی توفیق دے گا وہ سب کچھ جاننے والا ہے اور مومنوں کے دلوں کا حال اس پر پوشیدہ نہیں۔ اس لئے مصیبت کے وقت ان

الْعَظِيمُ ﴿٩﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ

مراد ملنی اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلائیں انہوں نے ہماری آیتیں وہ لوگ

أَصْحَابُ النَّارِ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٠﴾ مَا

ہیں دوزخ والے رہا کریں اسی میں اور بُری جگہ جا پہنچے ف۱ نہیں

أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَمَن يُؤْمِن

پہنچتی نلہ کوئی تکلیف بدون حکم اللہ کے اور جو کوئی یقین لائے

بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١١﴾ وَأَطِيعُوا

اللہ پر وہ راہ بتلائے اس کے دل کو اور اللہ کو ہر چیز معلوم ہے ف۱ اور حکم مانو

اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۚ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَىٰ

اللہ کا ؎ اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم منہ موڑو تو ہمارے رسول کا

رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿١٢﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَ

یہی کام ہے پہنچا دینا کھول کر اللہ ؎ اس کے سوائے کسی کی بندگی نہیں اور

عَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

اللہ پر چاہیئے بھروسہ کریں ایمان والے اے ؎ ایمان

آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ

والو تمہاری بعض جوروئیں اور اولاد دشمن ہیں تمہارے

فَاحْذَرُوهُمْ ۚ وَإِن تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا

سو ان سے بچتے رہو ف۲ اور اگر معاف کرو اور درگذر کرو اور بخشو

فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤﴾ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ

تو اللہ ہے بخشنے والا مہربان ف۳ تمہارے مال ؎ اور تمہاری اولاد

فِتْنَةٌ ۚ وَاللَّهُ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا

یہی ہیں جانچنے کو اور اللہ جو ہے اس کے پاس ہے ثواب بڑا سو ڈرو اللہ سے

منزل ۷

ع ۱ / ۱۵

کے دلوں کو تقویت پہنچاتا اور برداشت کی طاقت عطا فرماتا ہے، مومن پر جب مصیبت آتی ہے تو وہ اسے من جانب اللہ سمجھ کر سر تسلیم خم کر دیتا اور راضی برضا ہو جاتا ہے (یهد قلبه) عند اصابتها للصبر والاسترجاع على ما قيل وعن علقمة للعلم بانها من عند الله تعالىٰ فيسلم لامر الله تعالىٰ ويرضى بها (روح ج ۲۸ ص ۱۲۴) **ساله** واطيعوا الله ۔ ترغیب الی الطاعۃ ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو، اگر تم اطاعت سے روگردانی کرو گے تو اس سے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا تو کچھ نقصان نہیں، کیونکہ آپ کے ذمہ تو ہے تبلیغ جس کا آپ نے حق ادا کر دیا بلکہ اس سے تم اپنے دین و دنیا ہی کا نقصان کرو گے **۱۲ ہ** الله لا اله الا هو ۔ اصل مقصود دعوائے توحید کا اعادہ ہے جس کی خاطر انفاق اور جہاد کے احکام نازل کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ اور کارساز نہیں اس لئے مومنوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے، مصائب و بلیات میں اسی سے مدد کی امید رکھنا اور مدد کے لئے صرف اسی کو پکارنا چاہیئے یہاں تک مضمون توحید کا بیان تھا **۱۳ ہ** يا يها الذين امنوا ۔ مسئلہ توحید کی تفصیل کے بعد مسلمانوں کو جماعتی نظم و نسق قائم رکھنے اور باہم اتحاد و اتفاق سے رہنے کی تلقین فرمائی تاکہ وہ دشمنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کر سکیں۔ اولاد اور بیویوں کے دشمن ہونے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ حقیقت ہی میں تمہاری بعض بیویاں اور بعض اولاد تمہاری دشمن ہے اس لئے ان سے ہوشیار رہو۔ بعض بیویاں یا اولاد کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے جسے پورا کرنے کے لئے انسان محرمات و معاصی کے ارتکاب پر مجبور ہو جاتا ہے وقد يحملونهم على السعي في اكتساب الحرام وارتكاب الآثام لمنفعة انفسهم (روح ج ۲۸ ص ۱۲۶) دوسرا مطلب یہ ہے کہ اولاد

موضح قرآن ف۱ دن ہار جیت کا یہ کہ ہر آدمی کا ایک گھر ہے بہشت میں ایک دوزخ میں بہشت والوں نے اپنے گھر لئے اور دوزخیوں نے بھی دوزخی ہارے بہشتی جیتے۔ ف۲ یعنی آدمی جورو بیٹے کے واسطے بہت نیکی کھوتا ہے اور بہت برائی میں پڑتا ہے مگر تو بھی چاہیئے کہ سلوک ان سے نیک ہی رکھے اور آپ بچتا رہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از انکہ بر بخل عمل کنند ۱۲۔

وازواج بعض دفعہ دوسروں سے دشمنی کا باعث بن جاتے ہیں مثلاً کسی مسلمان بھائی نے تمہارے اہل وعیال کے بارے میں گستاخی کرڈالی، ان کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرلئے تو اس سے بر سرِ پیکار نہ ہو جاؤ بلکہ درگذر کرو اور معافی دیدو۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ان تعفوا یعنی مقابلہ نہ کرو۔ وتصفحوا زبانی سرزنش سے بھی اعراض کرو اور اغماض سے کام لو۔ وتغفروا دل سے بھی درگذر کرو اور کدورت نہ رکھو۔ اگر تم مسلمان بھائیوں کو معاف کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے گا اور درگذر فرمائے گا **۱۴ے** انما اموالکم۔ یہ مال و اولاد تو آزمائش کے لئے ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون انکی محبت کو مال و اولاد کی محبت پر ترجیح دے گا اللہ کے یہاں اس کیلئے بڑا اجر و ثواب ہے۔ فاتقوا اللہ ما استطعتم لہذا جہاں تک ہوسکے اللہ سے ڈرو اس کے احکام بغور سنو اور ان کو بجا لاؤ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔ خیرا یا فعل ناقص مقدر کی خبر ہے یا فعل امر مقدر کا مفعول ہے یا مصدر محذوف کی صفت ہے۔ ای یکن خیرا۔ او قصدوا خیرا۔ او انفقوا انفاقا خیرا (روح، بیضاوی) ومن یوق شح نفسہ اور جو لوگ اللہ کی توفیق سے بخل اور کنجوسی کی بیماری سے بچا لئے گئے اور جنہیں اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنیکی توفیق مل گئی، دنیا اور آخرت میں ایسے ہی لوگ کامیاب اور فائز المرام ہوتے ہیں **۱۵ے** ان تقرضوا اللہ۔ آخر میں انفاق فی سبیل اللہ کا بیان ہے اور سورۂ منافقون میں امر انفاق سے بطور ترقی فرمایا کہ تم اللہ کو قرض دیدو وہ تمہیں اس سے کئی گنا زیادہ اجر و ثواب عطا فرمائے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف کردے گا۔ اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوا مال ضائع نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ مال تم اس ذات بابرکات کو دوگے جو قدرشناس اور تھوڑی سی قربانی کا زیادہ بدلہ دینے والی ہے یعطی الجزیل بمقابلۃ النزر القلیل (روح) **۱۶ے** عالم الغیب۔ وہ عالم غیب وشہادت ہے، اس سے کوئی چیز مخفی نہیں، وہ دلوں کے اخلاص کو بخوبی جانتا ہے اس لئے ہر شخص کو اس کے اخلاص کے مطابق اس کے عمل کی جزا دے گا وہ قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کا مالک ہے کوئی چیز اسکی قدرت سے باہر نہیں اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہے۔

ترغیب انفاق فی سبیل اللہ ۱۲۔

طلاق کے بعد عدت اور دیگر احکام کا بیان ۱۲۔

اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ
جہاں تک ہوسکے اور سنو اور مانو اور خرچ کرو اپنے بھلے کو

وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑯
اور جس کو بچا دیا اپنے جی کے لالچ سے سو وہ لوگ وہی مراد کو پہنچے

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَیَغْفِرْ
اگر قرض دو ۱۵ے اللہ کو اچھی طرح پر قرض دینا وہ دونا کردے تمکو اور تم کو

لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِیْمٌ ۙ⑰ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ
بخشے اور اللہ قدردان ہے تحمل والا جاننے والا پوشیدہ ۱۶ے اور ظاہر کا

الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ⑱
زبردست حکمت والا

ع ۲
۸
۱۶

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِیَّةٌ وَّهِیَ اثْنَتَا عَشْرَةَ اٰیَةً وَّفِیْهَا رُكُوْعَانِ
۱ے سورۂ طلاق مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی بارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ
اے ۲ے نبی جب تم طلاق دو عورتوں کو تو ان کو طلاق دو

لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ
انکی عدت پر ۱ے اور گنتے رہو عدت کو اور ڈرو اللہ سے جو رب ہے تمہارا

لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُیُوْتِهِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ
مت نکالو ان کو ۳ے ان کے گھروں سے اور وہ بھی نہ نکلیں مگر جو

یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ
کریں صریح بے حیائی اور یہ حدیں ہیں باندھی ہوئی اللہ کی اور

ف ۱ یعنی در طہری کہ مساس نہ کردہ، فتح الرحمٰن بحاشیہ ۱۲۔

سورۂ تغابن میں آیات توحید

۱۔ یسبح للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض۔ الآیۃ۔ نفی شرک ہر قسم۔
۲۔ خلق السمٰوٰت والارض بالحق تا واللہ علیم بذات الصدور ۵ نفی شرک فی التصرف۔
۳۔ اللہ لا الٰہ الا ھو۔ نفی شرک ہر قسم۔

سُورۂ طلاق

ربط | اس سورت کا تعلق سورۂ تغابن کے آخری حصّہ کے ساتھ ہے۔ وہاں مؤمنوں کے لئے امورانتظامیہ بیان کئے گئے تھے، تاکہ وہ اپنے جماعتی نظم ونسق کو درست کرکے کافروں کا بخوبی مقابلہ کرسکیں۔ اس کے بعد سورۃ الطلاق میں خانگی امورانتظامیہ ذکر کئے گئے تاکہ گھروں کا انتظام درست ہوجائے اور خانگی تنازعات باہم عداوت اور مخالفت کا باعث نہ بن جائیں۔

خلاصہ | طلاق، عدت، نفقہ اور سکنٰی کے مسائل، تخویف دنیوی، بشارت، توحید پر عقلی دلیل۔

تفصیل

یایھا النبی اذا طلقتم النساء ــــ تا ــــ قد جعل اللہ لکل شیئ قدرا ۱۷ **طلاق کے بعد وجوب عدت کا بیان**، معتدہ کو گھر سے نکالنے کی ممانعت، طلاق کے بعد مطلّقہ کو اچھے طریقہ سے دوبارہ اپنے پاس رکھنے یا اچھے طریقہ سے چھوڑ دینے کا بیان یعنی کسی حال میں عورت کو تنگ کرنا مقصود نہ ہو۔ والّٰئی یئسن من المحیض الآیۃ۔ **آئسہ، صغیرہ اور حاملہ کی عدت کی تفصیل**۔ اسکنوھن من حیث سکنتم۔ **معتدہ کیلئے سکنٰی اور حاملہ اور مرضعہ کے نفقہ کا بیان**۔ وکاین من قریۃ عتت عن امرھا **تخویف دنیوی**۔ سورت کا یہ حصّہ، سورۂ تغابن کے پہلے حصّہ سے متعلق ہے۔ ومن یومن باللہ۔ الآیۃ **مومنین کے لئے بشارت اخروی**۔ اللہ الذی خلق سبع سمٰوٰت۔ الآیۃ **توحید پر دلیل عقلی**۔ اللہ تعالیٰ جو ساری کائنات کا خالق ہے، وہی قادر مطلق عالم الغیب اور کارساز ہے، اور کوئی نہیں۔

۲ یایھا النبی۔ **مطلّقہ کے لئے عدت کا اثبات**۔ نداء سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مختص کیا گیا، لیکن حکم کا خطاب ساری امت سے فرمایا کیونکہ آپ امت کے امام ہیں یا اصل عبارت اس طرح ہے۔ یایھا النبی قل لامتک اذا طلقتم الآیۃ۔ (روح) حنفیہ اور شافعیہ کا اس پر تو اتفاق ہے کہ طلاق طہر کی حالت میں دینی چاہیئے، البتہ اس میں ان کا اختلاف ہے کہ عدّت کا شمار حیض سے ہوگا یا طہر سے۔ حنفیہ کے نزدیک عدّت تین حیض ہے اور شافعیہ کے نزدیک تین طہر۔ اسی اختلاف کی بنا پر لعدتھن میں لام کے مفہوم میں اختلاف ہے۔ شافعیہؒ کے نزدیک لام توقیت کے لئے ہے ای فی وقت عدتھن اور حنفیہ کے نزدیک لام بمعنی قبل ہے۔ ای قبل عدتھن لیکن حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ یہ لام عاقبت کا ہے جیسا کہ، لیکون لھم عدوا وحزنا میں ہے۔ مطلب یہ ہوگا کہ جب تم ان کو طلاق دیدو تو طلاق عدت سے ملابس ہو، یعنی انکو گھروں سے نہ نکالو، بلکہ عدّت گذارنے کے لئے ان کو بٹھاؤ۔ اور عدّت کو باقاعدہ شمار کرو اور اس کی مدت پوری کرو۔ اور خدا سے ڈرو اور اپنے طرز عمل سے معتدّہ کو ضرر نہ پہنچاؤ۔

۳ لا تخرجوھن۔ عدّت گذارنے والی عورتوں کو گھروں سے نکالنے کی ممانعت فرمائی، البتہ اگر وہ اپنی مرضی سے خود بخود نکل جائیں تو تم پر کوئی الزام نہیں۔ فاحشۃ مبینۃ سے معتدّات کا خود بخود گھروں سے نکل جانا مراد ہے۔ ھی نفس الخروج قبل انقضاء العدۃ (روح ج ۲۸ ص ۱۳۳) یہ تفسیر حضرت عبداللہ بن عمرؓ، سدّیؒ، ابن السائبؒ، نخعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں جو اس نے اپنے بندوں کیلئے مقرر کی ہیں، جو شخص انکو توڑتا ہے وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔ لا تدری لعل اللہ۔ کسی کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ آئندہ کیسے حالات پیدا کرنے والا ہے، اس لئے طلاق، عدّت اور سکنٰی وغیرہ خداوند تعالیٰ کے احکام سے تجاوز نہ کرو اور نہ عورتوں کو ظلم وتعدّی کا نشانہ بناؤ، ممکن ہے طلاق دینے کے بعد تم پشیمان ہوجاؤ اور بیوی سے رجوع کا ارادہ ہوجائے تو آسانی سے مافات کی تلافی کرسکو۔ اگر تم نے بیوی کو مغلظہ طلاق دیدی یا طلاق کے بعد اس سے بدسلوکی کا برتاؤ کیا تو رجوع مشکل ہوجائے گا۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں یہ ماقبل کی علّت ہے۔ معتدّہ کو گھر سے نکالنے کی ممانعت اس لئے کی گئی کہ ہوسکتا ہے کہ اس کے پیٹ میں اپنے خاوند کا حمل ہو۔ اگر اسے گھر سے نکلنے کی اجازت دیدی جائے تو حمل ظاہر ہونے پر تہمت آنیکا اندیشہ ہے۔

۴ فاذا بلغن۔ ای قاربن انقضاء العدۃ (قرطبی) جب ان کی عدت اختتام کے قریب ہو، تو اب بھی موقعہ ہے سوچ سمجھ کر آخری فیصلہ کرلو۔ اگر رجوع کرکے اسے اپنے پاس رکھنا چاہو تو رکھ لو، مگر مقصد حسن معاشرت ہو نہ کہ اسے ایذاء دینا۔ اور اگر رجوع کرنے کا ارادہ نہ ہو تو بھی اسے اچھے برتاؤ کے ساتھ عدّت گذارنے کا موقع دو، تاکہ انقضاء عدّت کے بعد وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے نکاح کرلے۔ اس وقت جو بھی فیصلہ کرلو رجعت کا یا فرقت کا، دو قابل اعتماد آدمیوں کو اس پر گواہ بنالو اور ان کو اپنے فیصلے سے آگاہ کردو تاکہ تمہارا فیصلہ شک وریب سے بالاتر ہوجائے اور بعد نزاع کا اندیشہ نہ رہے۔ واقیموا الشھادۃ للہ یہ گواہوں کو حکم ہے کہ جب ان کی گواہی کی ضرورت پڑے تو وہ کسی دباؤ یا لالچ کے تحت گواہی کو نہ چھپائیں، بلکہ محض اللہ کی رضا کے لئے صحیح صحیح گواہی ادا کریں۔ یہ پند ونصیحت اس شخص کے لئے ہے جو خدا پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، کیونکہ اس

فائدہ وہی اٹھائے گا ۵ ومن یتق اللہ۔ اس کا تعلق طلاق سے ہے یعنی جو شخص خدا سے ڈرے اور طلاق دیتے وقت حدود اللہ کی پابندی کرے تو اس کے لئے عدت میں رجوع کا موقع موجود ہے۔ قال ابن عباس والشعبی والضحاک ھذا فی الطلاق خاصۃ ؛ ای من طلق کما امرہ اللہ یکن لہ مخرج فی الرجعۃ فی العدۃ (قرطبی ج ۱۸ ص ۱۵۹) جو شخص حسن معاشرت کی نیت سے بیوی کو آباد کرنا چاہے وہ روزی کی فکر نہ کرے اللہ اسے ایسی جگہ سے روزی مہیا فرمائے گا جہاں سے لسے وہم وگمان بھی نہیں ہوگا۔ جو شخص بھی اللہ پر بھروسہ کرلے اسے اللہ ہی کافی ہے اور اسے کسی اور کی ضرورت نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسا قادر و متصرف ہے کہ وہ جس کام کا ارادہ فرمالیتا ہے اسے پورا کرلیتا ہے اور کوئی چیز اس کے ارادے کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتی۔ ای یبلغ ما یریدہ عزوجل ولا یفوتہ مراد (روح ج ۲۸ ص ۱۳۶)

من یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ ط لا تدری

جو کوئی بڑھے اللہ کی حدوں سے تو اس نے برا کیا اپنا اسکو خبر نہیں

لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا (۱) فاذا بلغن

شاید اللہ پیدا کردے اس طلاق کے بعد نئی صورت ف۱ ف پھر جب پہنچیں

اجلہن فامسکوہن بمعروف او فارقوہن

اپنے وعدہ کو تو رکھ لو ان کو دستور کے موافق یا چھوڑ دو ان کو

بمعروف واشہدوا ذوی عدل منکم واقیموا

دستور کے موافق اور گواہ کرلو دو معتبر اپنے میں کے اور سیدھی

الشہادۃ للہ ط ذلکم یوعظ بہ من کان یؤمن باللہ

ادا کرو گواہی اللہ کیواسطے یہ بات جو ہے اس کو سمجھ جائیگا جو کوئی یقین رکھتا ہوگا اللہ

والیوم الاخر ط ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا (۲)

پر اور پچھلے دن پر اور جو کوئی ف۵ ڈرتا ہے اللہ سے وہ کردے اس کا گزارہ

ویرزقہ من حیث لا یحتسب ط ومن یتوکل علی

اور روزی دے اسکو جہاں سے اسکو خیال بھی نہ ہو اور جو کوئی بھروسہ رکھے اللہ

اللہ فہو حسبہ ط ان اللہ بالغ امرہ ط قد جعل اللہ

پر تو وہ اسکو کافی ہے تحقیق اللہ پورا کرلیتا ہے اپنا کام اللہ نے رکھا ہے

لکل شیء قدرا (۳) والئی یئسن من المحیض من

ہر چیز کا اندازہ ف۶ اور جو عورتیں ف۶ مایوس ہوگئیں حیض سے

نسائکم ان ارتبتم فعدتہن ثلثۃ اشہر لا و

تمہاری عورتوں میں اگر تم کو شبہ رہ گیا تو انکی عدت ہے تین مہینے اور

الئی لم یحضن ط واولات الاحمال اجلہن ان

ایسے ہی جنکو حیض نہیں آیا اور جن کے پیٹ میں بچہ ہے انکی عدت یہ کہ جن

منزل ۷

یا آئسہ، صغیرہ اور حاملہ کی عدت کا بیان ۱۲

ف قد جعل اللہ۔ ہر چیز کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اندازہ مقرر فرما دیا خواہ طلاق ہو یا عدت یا کوئی اور چیز اس کی عدت کی مختلف میعادوں کا بیان ہے۔

ف۶ والّئی یئسن۔ اس آیت میں عدت کی دو میعادوں کا بیان ہے۔ ایک تین ماہ اور دوم وضع حمل۔ ہر میعاد دو دو قسم کی عورتوں کے لئے پہلی میعاد ان دو عورتوں کے لئے (۱) آئسہ یعنی وہ عورت جس کو بڑھاپے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو (۲) وہ عورت جس کو ابھی تک حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو، خواہ صغیرہ ہو یا مراہقہ یا بالغہ بالسن۔ اسی طرح دوسری میعاد یعنی وضع حمل ان دو عورتوں کے لئے (۱) وہ حاملہ جس کو حالت حمل میں طلاق ہوگئی (۲) وہ حاملہ جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو۔ ان ارتبتم ای فی مقدار عدتہن۔ والّئی مبتدا ہے اور فعدتہن الخ اس کی خبر ہے یعنی اگر ان کی مقدار عدت میں تمہیں شک ہو اور والمطلقٰت یتربصن بانفسہن ثلٰثۃ قروء سے تم ان کی عدت نہیں سمجھ سکے ہو تو سن لو انکی عدت تین ماہ ہے۔

موضح قرآن ف طلاق دو عدت پر عدت تین حیض، تین حیض سے پہلے طلاق دو کہ سارا حیض گنتی میں آوے اور اس پاکی میں نزدیکی نہوا اور جس جگہ وہ عورت رہتی تھی طلاق کے وقت اسی گھر میں عدت پوری کرے نہ آپ نکلے نہ کوئی نکالے یہ نکلنا بے حیائی ہے اللہ نیا کام نکالے یہ فرمایا اسواسطے کہ شاید پھر دونوں میں صلح ہو جاوے ف۲ طلاق دیکر عدت ہوچکنے سے پہلے اگر چاہے رکھ لینا تو رجعت پر دو گواہ کرلے تا کہ متہم نہ ہو۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی موافقت پدید آید و مراجعت کند ۱۲ ف۱ یعنی از مطلقات ۱۲۔

ے ومن یتق اللہ۔ جوشخص اللہ کے احکام میں اس سے ڈرے اور ان کو بجالائے تو اللہ اس کے کام آسان کردے گا اور ایسے نیک کاموں کی توفیق عطا فرمائیگا
ذلک امر اللہ۔ یہ مذکورہ احکام اللہ نے تم پر نازل فرمائے ہیں جوشخص اللہ سے ڈرے اور اس کے احکام کی اطاعت کرے، تو اللہ اس کے گناہ معاف فرمائے
گا اور اسے بہت بڑا اجر دے گا **ث** اسکنوھن معتدہ کے لئے انقضار عدت تک رہائش کا انتظام خاوند کے ذمہ ہے۔ خاوند اپنی مالی حیثیت کے مطابق رہائش
کا انتظام کرے اور اس پر لازم ہے کہ اسے تنگ نہ کرے اور تکلیف نہ دے تاکہ وہ مکان چھوڑنے پر مجبور ہو جائے۔ معتدہ رجعیہ ہو یا بائنہ اس کا نفقہ بھی خاوند

یَضَعۡنَ حَمۡلَهُنَّ ؕ وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجۡعَلۡ لَّهٗ مِنۡ اَمۡرِهٖ
جنیں پیٹ کا بچہ اور جو کوئی ڈرتا ہے اللہ سے کردے وہ اس کے کام میں
یُسۡرًا ﴿۴﴾ ذٰلِكَ اَمۡرُ اللّٰهِ اَنۡزَلَهٗۤ اِلَیۡكُمۡ ؕ وَمَنۡ یَّتَّقِ
آسانی ف یہ حکم ہے اللہ کا جو اتارا تمہاری طرف اور جو کوئی ڈرتا ہے
اللّٰهَ یُكَفِّرۡ عَنۡهُ سَیِّاٰتِهٖ وَیُعۡظِمۡ لَهٗۤ اَجۡرًا ﴿۵﴾ اَسۡكِنُوۡهُنَّ
اللہ سے اتار دے اس پر سے اسکی برائیاں اور بڑا دے اسکو ثواب انکو گھر دو رہنے کیواسطے
مِنۡ حَیۡثُ سَكَنۡتُمۡ مِّنۡ وُّجۡدِكُمۡ وَلَا تُضَآرُّوۡهُنَّ
ث جہاں تم آپ رہو اپنے مقدور کے موافق اور ایذا دینا نہ چاہو ان کو
لِتُضَیِّقُوۡا عَلَیۡهِنَّ ؕ وَاِنۡ كُنَّ اُولَاتِ حَمۡلٍ فَاَنۡفِقُوۡا
تاکہ تنگ پکڑو ان کو اور اگر رکھتی ہوں پیٹ میں بچہ تو ان پر
عَلَیۡهِنَّ حَتّٰی یَضَعۡنَ حَمۡلَهُنَّ ۚ فَاِنۡ اَرۡضَعۡنَ لَكُمۡ
خرچ کرو جب تک جنیں پیٹ کا بچہ پھر اگر ف دودھ پلائیں تمہاری خاطر
فَاٰتُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ ۚ وَاۡتَمِرُوۡا بَیۡنَكُمۡ بِمَعۡرُوۡفٍ ۚ وَ
تو دو ان کو انکا بدلہ اور سکھاؤ آپس میں نیکی اور
اِنۡ تَعَاسَرۡتُمۡ فَسَتُرۡضِعُ لَهٗۤ اُخۡرٰی ﴿۶﴾ لِیُنۡفِقۡ ذُوۡ
اگر ضد کرو آپس میں تو دودھ پلائیگی اسکی خاطر اور کوئی عورت ف چاہیے خرچ کرے
سَعَةٍ مِّنۡ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنۡ قُدِرَ عَلَیۡهِ رِزۡقُهٗ فَلۡیُنۡفِقۡ
وسعت والا اپنی وسعت کیموافق اور جس کو ملتی ہے نپی تلی اسکی روزی تو خرچ کرے
مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ سَیَجۡعَلُ
جیسا کہ دیا ہے اسکو اللہ نے اللہ کسی پر تکلیف نہیں رکھتا مگر اسی قدر جو اسکو دیا اب کردیگا
ع ۱ ۱۷ اللّٰهُ بَعۡدَ عُسۡرٍ یُّسۡرًا ﴿۷﴾ وَكَاَیِّنۡ مِّنۡ قَرۡیَةٍ عَتَتۡ عَنۡ
اللہ سختی کے پیچھے کچھ آسانی اور کتنی نله بستیاں کہ نکل چکیں حکم سے

کے ذمہ ہے اور سکنیٰ بھی امام ابوحنیفہ رح اور امام ثوری رح کا یہی مسلک ہے وان کن اولات حمل اگر معتدہ حامل ہو تو اسے خرچ بھی دو۔ شرط کا مفہوم مخالف حجت نہیں۔ اس کے علاوہ شرط کا فائدہ یہ ہے کہ وہم ہوسکتا تھا کہ حاملہ کے لئے نفقہ نہ ہو، کیونکہ بعض اوقات مدت حمل بہت طویل ہوتی ہے، تو حاملہ کے لئے نفقہ ثابت ہوگیا تو غیر حاملہ کے لئے بطریق اولیٰ ثابت ہوگا (روح) **ف** فان ارضعن لکم مطلقہ حاملہ وضع حمل کے بعد اگر تمہارے بچے کو دودھ پلاتی اور اس کی پرورش کرتی ہے تو اسے اس کا معاوضہ ادا کرو اور آپس میں حکم شریعت کے مطابق معاملہ کرو نہ باپ کنجوسی سے کام لے اور نہ والدہ جائز حق سے زائد کا مطالبہ کرے اور اگر خاوند تنگدست ہو اور والدہ اسکی وسعت سے زیادہ معاوضہ طلب کرے، تو اسے چھوڑ دو۔ دودھ پلانے والیاں تمہیں اور بہت مل جائیں گی۔ لینفق ذوسعۃ۔ جو شخص خوشحال ہو وہ اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے اور جو تنگدست ہو وہ اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اسکی وسعت سے زیادہ کوئی تکلیف نہیں دیتا۔ اگر کوئی تنگدست ہو تو ہوسکتا ہے کہ اللہ اس کے رزق میں فراخی عطا فرمادے۔

مطلقہ معتدہ کیلئے سکنیٰ کا بیان ۱۲

نله وکاین من قریۃ۔ خانگی امور انتظامیہ طلاق، عدت، سکنیٰ، نفقہ اور اضاعت کے احکام بیان کرنے کے بعد تخویف دنیوی و اخروی سنائی گئی، تاکہ احکام خداوندی سے بغاوت کرنیوالوں کو اپنے انجام بد کا علم ہوجائے اور نیک لوگ بھی اس سے عبرت حاصل کریں۔ فرمایا بہت سی بستیاں ایسی تھیں جن کے باشندوں نے اپنے پروردگار اور اس کے رسولوں کے احکام سے سرکشی کی اور روگردانی کی تو ہم نے ان کا سخت محاسبہ کیا اور ان کو نہایت دردناک سزادی، اس طرح انہوں نے اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھ لیا اور انجام کار دین و دنیا کا خسارہ اٹھایا اور پھر آخرت میں بھی اللہ نے ان کے لئے شدید ترین عذاب تیار کر رکھا ہے۔

موضح قرآن ف حضرت نے ایک حرم اپنی موقوف کردی یا ایک بی بی کے ہاں سے شہد پینا موقوف کردیا خاطر سے اور بیبیوں کی اس پر اللہ نے یہ فرمایا اور قسم کا کھولنا کفارہ دینا اب جو کوئی اپنے مال کو کہے مجھ پر حرام ہے تو قسم ہوگئی کفارہ دے تو اس کو کام میں لاوے کھانا ہو یا کپڑا یا لونڈی۔

۱۱ فاتقوا اللّٰہ ۔ اے عقلمند مؤمنین! اللہ سے ڈرو اور اس کے احکام کی اطاعت کرو۔ اس نے تمہاری رہنمائی کے لئے ایک عظیم الشان کتاب نازل فرمائی ہے جو سراپا نصیحت ہے اور ایک عظیم الشان رسول بھیجا ہے جو اس کی واضح اور روشن آیتیں پڑھ کر سناتا ہے تاکہ مؤمنین صالحین کو گمراہی کے اندھیرو سے نکال کر رشد و ہدایت کی روشنی سے ہمکنار کرے۔ رسولا، ذکرا سے بدل ہے، تلاوت قرآن پر مواظبت کی وجہ سے آپ کو ذکر فرمایا یا رسولا کا فعل ناصب مقدر ہے ای ارسل رسولا سدی رح اور ابن عطیہ رح نے اسی کو اختیار کیا ہے (روح) امام زجاج رح (قرطبی) اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رح (مظہری)

اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ
اپنے رب کے اور اسکے رسولوں کے پھر ہم نے حساب میں پکڑا انکو سخت حساب میں

وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ⑧ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا
اور آفت ڈالی ان پر بن دیکھی آفت پھر چکھی انہوں نے سزا اپنے کام کی

وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ⑨ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ
اور آخر کو ان کے کام میں ٹوٹا آگیا تیار رکھا ہے اللہ نے واسطے انکے

عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚۖ
سخت عذاب سو ۱۱ ڈرتے رہو اللہ سے اے عقل والو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ⑩ ۙ
جن کو یقین ہے بے شک اللہ نے اتاری ہے تم پر نصیحت

رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ
رسول ہے جو پڑھ کر سناتا ہے تم کو اللہ کی آیتیں کھول کر سنانیوالی تاکہ نکالے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ
ان لوگوں کو جو کہ یقین لائے اور کئے بھلے کام اندھیروں سے

اِلَى النُّوْرِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا
اجالے میں اور جو کوئی ۱۲ یقین لائے اللہ پر اور کرے کچھ بھلائی

يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
اس کو داخل کرے باغوں میں نیچے بہتی ہیں جن کے نہریں سدا رہیں

فِيْهَآ اَبَدًا ۭ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ⑪ اَللّٰهُ الَّذِيْ
ان میں ہمیشہ البتہ خوب دی اللہ نے اسکو روزی اللہ ۱۳ وہ

خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ
ہے جس نے بنائے سات آسمان اور زمین بھی اتنی ہی اترتا ہے

ع

اور حضرت شیخ قدس سرہ کے نزدیک بھی یہی مختار ہے اور یہ ترکیب علفتہا تبنا و ماء باردا کے قبیل سے ہے **۱۲** ومن یؤمن باللّٰہ ۔ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ جو شخص ایمان لائے اور نیک عمل کرے اسے اللہ ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن میں ہر اعلیٰ مشروب کی ندیاں بہتی ہوں گی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان میں رہیں گے وہاں انہیں جو رزق ملیگا وہ بھی نہایت عمدہ، لذیذ اور اعلیٰ درجہ کا ہوگا **۱۳** اللّٰہ الذی ۔ یہ توحید پر عقلی دلیل ہے۔ اس سورت کے آخر میں توحید کا بیان آگیا تاکہ دیگر احکام کے ساتھ ساتھ توحید کی طرف بھی توجہ باقی رہے۔ کیونکہ اصل مقصود یہی ہے۔ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور زمین و آسمان کے درمیان وہی متصرف و مختار ہے اور اسی کا حکم چلتا ہے لتعلموا کا متعلق مقدر ہے ای اخبرتکم او اعلمتکم بذلک لتعلموا (روح ج ۲۸ ص ۱۴۶) یعنی میں نے تمہیں یہ اس لئے بتایا ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کا علم کائنات کے ذرے ذرے پر حاوی ہے، لہٰذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے۔ ومن الارض مثلھن جیسے آسمان سات ہیں اسی طرح زمینیں بھی سات ہیں لیکن سات آسمان تو تہ بہ تہ ہیں کیونکہ آسمانوں کے لئے قرآن میں طباقا وارد ہے لیکن زمینیں، اس طرح نہیں ہیں بلکہ اس سے روئے زمین کے سات حصے مراد ہیں مثلاً ایشیا، یورپ، شمالی افریقہ جنوبی افریقہ، امریکہ۔ نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا۔ سات منبسط زمینوں کا مراد ہونا حضرت ابن عباس اور ابوصالح رح سے مروی ہے۔ قال ابوصالح ھی فی کونھا سبعا لاغیر فی سبع ارضین منبسطۃ لیس بعضھا فوق بعض یفرق بینھا البحار ویظل جمیعھا السماء وروی بذلک عن ابن عباس الخ (روح ج ۲۸ ص ۱۴۴) واللہ تعالیٰ اعلم

سورۂ طلاق میں آیت توحید

اللّٰہ الذی خلق سبع سمٰوٰت ۔ الآیۃ ۔ نفی شرک فی التصرف ۔

سورۂ تحریم

ربط | سورۂ تحریم میں سورۂ حدید کے دونوں مضمون لف ونشر مرتب کے طریق پر مذکور ہیں پہلے انفاق فی سبیل اللہ اور پھر جہاد فی سبیل اللہ۔

خلاصہ | تمہید، خلافِ رضا کاموں سے ممانعت۔ خطاب بمومنین۔ ذکر انفاق بطور اشارہ۔ امر بالجہاد۔ تمثیل برائے کفار و مومنین۔

تفصیل

یا ایہا النبی لم تحرم ــ تا ــ ثیبٰت وابکارا ۵ تمہید۔ خطاب بہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ازواج کو ایسے کاموں سے روک دو جو رضائے الٰہی کے خلاف ہوں۔ یا ایہا الذین اٰمنوا قوا انفسکم۔ الآیۃ۔ خطاب بہ مومنین۔ اہل وعیال کو ایسے کاموں سے بچاؤ جو موجب عذابِ نار ہوں یٰایہا الذین کفروا۔ الآیۃ تخویف اخروی یا یہا الذین اٰمنوا توبوا۔ الآیۃ۔ بشارت اخرویہ برائے مومنین اور ذکر انفاق ضمناً واشارۃً۔ انفاق فی سبیل اللہ کی وجہ سے قیامت کے دن کو نور عطا ہوگا۔ یا یہا الذین جاھد الکفار والمنافقین۔ الآیۃ مضمون جہاد کا ذکر۔ ضرب اللہ مثلاً للذین کفروا۔ الآیۃ۔ کافروں کے لئے دو تمثیلیں۔ نوح علیہ السلام کی بیوی اور لوط علیہ السلام کی بیوی۔ دونوں کافرہ تھیں، مگر ان کے پیغمبر خاوندوں کے اعمال صالحہ سے ان کو کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ وضرب اللہ مثلاً للذین اٰمنوا۔ الآیتین۔ مومنین کے لئے تمثیل۔ فرعون کا کفر۔ اس کی بیوی کو اور حضرت مریم صدیقہ کے طاعنین کا طعن ان کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکا۔

ع ۲ یا یہا النبی۔ ذکر آداب بطور تمہید۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حلال چیزوں سے قسم کھا کر اجتناب کی ممانعت اور ازواج مطہرات کو خلاف رضاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امور سے اجتناب کی تلقین فرمائی۔ یہ ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد بہت مرغوب تھا اور آپ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضؓ کے یہاں روزانہ شہد تناول فرماتے۔ حضرت عائشہ رضؓ اور حضرت حفصہ رضؓ نے ازراہ رقابت سوچا کہ زینب رضؓ کو یہ شرف کیوں حاصل ہو۔ کسی ترکیب سے آپ کو شہد سے متنفر کیا جائے۔ چنانچہ دونوں نے طے کیا کہ آپ جس کے پاس بھی آئیں وہ کہہ دے کہ حضرت! آج آپ کے پاس سے مغافیر کی بو آرہی ہے، کیا آپ نے مغافیر تناول فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ پہلے حضرت حفصہ رضؓ کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے وہی بات کہی جو طے ہوچکی تھی، آپ نے فرمایا نہیں، میں نے زینب رضؓ کے پاس سے شہد استعمال کیا ہے عرض کی گئی ممکن ہے مکھیوں نے عرفط کا رس چوسا ہو۔ مغافیر ایک قسم کا گوند تھا بدبودار جو عرفط درخت سے نکلتا تھا۔ آپ کو بدبودار چیز نہایت ناپسند تھی، اس لئے آپ نے قسم کھالی کہ میں آئندہ شہد نہیں پیوں گا۔ حضرت حفصہ رضؓ کو آپ نے یہ بھی فرمادیا کہ یہ بات کسی کو نہ بتانا، اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں (روح، خازن، معالم، قرطبی، مظہری، ابن کثیر)

فرمایا: اے پیغمبر! جس چیز کو اللہ نے تیرے لئے حلال کیا ہے، تو اس کو حرام کیوں کرتا ہے؟ کیا اپنی بیویوں کی رضاجوئی کی خاطر ایسا کرتا ہے تو یہ چیز آپ کی شان کے زیبا نہیں۔ آپ کے حلف کا مقصد صرف یہ تھا کہ آپ نے ایک حلال چیز سے اجتناب کا پختہ اور مؤکد بالحلف فیصلہ کرلیا تھا یہ مقصد نہیں کہ حلال کو حرام قرار دے کر اسکو ترک کردیا تھا۔ یہ چیز اگرچہ فی نفسہٖ مباح تھی مگر خلاف اولیٰ ہونے کی وجہ سے آپ کی شانِ رفیع کے خلاف تھی کہ ازواج کی رضاجوئی کے لئے آپ مرغوبات کو ترک کردیں۔ آپ کی رفعت شان اور علوِ مرتبت کے پیشِ نظر خلافِ اولیٰ کو بمنزلۂ ذنب قرار دے کر فرمایا واللہ غفور رحیم یعنی توبہ کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ ایسا مہربان ہے کہ ان کے گناہ معاف فرما دیتا ہے فیہ تعظیم شانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بان ترک الاولی بالنسبۃ الی مقامہ العالی الکریم یعد کالذنب وان لم یکن فی نفسہ کذلک (روح ج ۲۸ ص ۱۴۷)

ع ۳ قد فرض اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی قسموں کو توڑنے کی اجازت دے دی ہے جو ترک حلال پر کھائی گئی ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارا ناصر و مددگار ہے جو ایسی مشکل صورتوں میں آسانی کا راستہ بتاتا ہے اور ایسی تحریمات کو کفارۂ یمین ادا کرکے اٹھا دینے کی اجازت دیتا ہے۔ ولیکم و ناصرکم بازالۃ الحظر فیما تحرمونہ علی انفسکم و بالترخیص لکم فی تحلیل ایمانکم بالکفارۃ وبالثواب علی ما تخرجونہ فی الکفارۃ (قرطبی ج ۱۸ ص ۱۸۶)

ع ۴ واذ اسر النبی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کونسی پوشیدہ بات فرمائی اور ازواج مطہرات میں سے کسی سے فرمائی؟ اس

الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوٓا أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۙ

اس کا حکم ان کے اندر تاکہ تم جانو کہ اللہ ہر چیز کر سکتا ہے

وَّأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿١٢﴾ ع ٢ ٥ ١٨

اور اللہ کے علم میں سمائی ہے ہر چیز

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

ف۱ سورۂ تحریم ف۱ مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی بارہ آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ

اے ف۲ نبی تو کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا اللہ نے تجھ پر

تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ۗ وَاللّٰهُ غَفُورٌ

چاہتا ہے تو رضامندی اپنی عورتوں کی اور اللہ بخشنے والا ہے

رَّحِيمٌ ﴿١﴾ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ ۚ

مہربان ف۳ مقرر کر دیا ہے اللہ نے تمہارے لئے ف۲ کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا

وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿٢﴾ وَإِذْ

اور اللہ مالک ہے تمہارا اور وہی ہے سب کچھ جانتا حکمت والا ف اور جب

أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلٰى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا ۚ فَلَمَّا

چھپا کر کہی نبی نے اپنی کسی عورت سے ایک بات پھر جب

نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ

اس نے خبر کر دی اسکی اور اور اللہ نے جتلا دی نبی کو وہ بات تو جتلائی نبی نے اس میں سے

وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۖ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ

کچھ اور ٹلا دی کچھ پھر جب وہ جتلائی عورت کو بولی

میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ صحیح تر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد شہد کی تحریم ہے جس کا ذکر آپ نے حضرت حفصہ رض سے کہا تھا اور ساتھ ہی فرما دیا تھا کہ اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا چنانچہ علامہ آلوسی رح نے بخاری رح، ابن سعد رح عبد بن حمید رح، ابن المنذر رح اور ابن مردویہ رح کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ فقال: لا بل شربت عسلا عند زینب بنت جحش ولن اعود وفی روایۃ: وقد حلفت فلا تخبری بذلک احدا الخ (روح ج ٢٨ ص ١٤٦، ١٥٠) مگر حضرت حفصہ رض سے نہ رہا گیا اور انہوں نے اس کا ذکر حضرت عائشہ رض سے کر دیا۔ اُدھر اللہ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس افشار راز پر آگاہ فرما دیا، تو آپ نے حضرت حفصہ رض کو جتا دیا کہ تم نے فلاں بات ظاہر کر دی ہے مگر کچھ حصہ نہ جتلایا اور اس سے اعراض فرمایا، تاکہ وہ زیادہ شرمسار نہ ہوں۔ حضرت حفصہ رض نے عرض کیا: آپ کو کس نے بتایا ہے کہ میں نے راز فاش کر دیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہے کہ مجھے علیم و خبیر نے بتایا ہے۔

موضح قرآن ف حضرت نے ایک حرم اپنی موقوف کر دی یا ایک بی بی کے ہاں سے شہد پینا موقوف کر دیا خاطر سے اور بیبیوں کی اس پر اللہ نے یہ فرمایا اور قسم کا کھولنا کفارہ دینا اب جو کوئی اپنے مال کو کہے مجھ پر حرام ہے تو قسم ہو گئی، کفارہ دے تو اسکو کام میں لاوے کھانا ہو یا کپڑا یا لونڈی

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماریہ قبطیہ را سریہ خود ساختہ و ازواج مطہرات غیرت کردند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے خاطر داشت ایشان ماریہ بر خود حرام گردانیدو آنحضرت سری از اسرار خود بابعض ازواج اظہار فرمود و در کتمان آن مبالغہ کرد آن زوجہ بدیگری اظہار نمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطریق وحی بر افشاء آن سر مطلع شدند و بنوعی از رمز آن قصہ درمیان نہادند و عتاب فرمودند۔ خدا تعالیٰ در باب پند ازواج طاہرات و تہدید ایشان ساخت۔ واللہ اعلم ١٢۔ ف۲ یعنی باداۓ کفارہ ١٢۔

ف٥ ان تتوبا۔ جزاء شرط محذوف ہے اور فقد صغت ماقبل کی علت ہے قائم مقام جزاء۔ جزاء محذوف یا توکان خیرا لکھا ہے (قرطبی) یا تقبلا (جلالین) یا یمح اثمکما یا فقد ادیتما ما یجب علیکما او اتیتما بما یحق لکما (روح) یا فذلك یلیق بکما (حضرت شیخ قدس سرہٗ) فقد صغت قلوبکما، کیونکہ تمہارے دل حق بات سے ہٹ چکے ہیں یعنی تم نے اس چیز کو پسند کیا ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند فرماتے تھے، مراد ہے شہد کو اجتناب۔ یا صغت قلوبکما کے معنی ہیں تمہارے دل توبہ کی طرف یا حق کی طرف مائل ہو چکے ہیں۔ حضرت عائشہ رضہ اور حفصہ رضہ کو اپنی غلطی اور کوتاہی

مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ③

تجھ کو کس نے بتلادی یہ کہا مجھ کو بتایا خبر والے واقف نے ف

اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ

اگر شہ دا تم دونوں توبہ کرتی ہو تو جھک پڑے ہیں دل تمہارے

وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ

اور اگر تم دونوں چڑھائی سلہ کروگی اس پر تو اللہ ہے اس کا رفیق

وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ

اور جبرائیل اور نیک بخت ایمان والے اور فرشتے

بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ④ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ

اس کے پیچھے مددگار ہیں ف اگر نبی شہ چھوڑ دے تم سب کو ابھی

اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ

اسکا رب بدلے میں دیدے اس کو عورتیں تم سے بہتر حکمبردار

مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰۗىِٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰۗىِٕحٰتٍ

یقین رکھنے والیاں نماز میں کھڑی ہونے والیاں توبہ کرنیوالیاں بندگی بجالانیوالیاں روزہ رکھنے والیاں

ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ⑤ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

بیاہیاں اور کنواریاں اے ایمان شہ والو

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ

بچاؤ اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے جس کی چھپٹیاں ہیں آدمی

وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰۗىِٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا

اور پتھر اس پر مقرر ہیں فرشتے تند خو زبردست نافرمانی

يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا

نہیں کرتے اللہ کی جو بات فرمائے ان کو اور وہی کام کرتے ہیں جو

منزل ۷

کا احساس ہو گیا اور ان کے دلوں میں اس غلطی سے توبہ کرنے اور آئندہ کے لئے ادار حق واجب کا جذبہ پیدا ہو گیا وقیل فقد مالت قلوبکما الی التوبۃ (قرطبی ج ١٨ ص ١٨٨) **ف٦** وان تظھرا لیکن اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف مشورے کرتی رہو گی اور اس کام میں باہم تعاون کرتی رہو گی، تو آپ کو کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہے جبرائیل امین، خیار المومنین اور تمام فرشتے آپ کے حامی اور معاون ہیں۔ صالح المومنین سے جنس مراد ہے اور اس سے خیار المومنین مراد ہیں جن میں خلفاء راشدین بطریق اولیٰ داخل ہیں۔ والمراد بالصالح الجنس ولذلك عم بالاضافۃ (بیضاوی ج ٢ ص ٣٤٨) وانا اقول العموم اولی، وھما (ابوبکر وعمر) وکن اعلی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ یدخلون دخولا اولیا (روح ج ٢٨ ص ١٥٤) **ف٧** عسی ربہ۔ یہ ازواج مطہرات کو تنبیہ ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ و السلام کے گھر کی آبادی اور رونق کوئی تم پر منحصر نہیں کہ اگر تم نہیں ہو گی تو آپ کا گھر غیر آباد ہو جائیگا۔ اگر آپ تم سب کو طلاق دے کر سبکدوش فرما دیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو تمہاری جگہ تم سے بہتر بیویاں عطا فرمائیگا جو ایمان و عمل صلاح و تقویٰ اور جسمانی و روحانی خوبیوں سے متصف اور آراستہ ہوں قٰنتٰت ہمیشہ عبادت و طاعت میں رہنے والیاں تٰئبٰت گناہوں سے باز رہنے والیاں۔ عٰبدٰت عبادت گذار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے سامنے جھکنے والیاں۔ سٰئحٰت۔ روزہ رکھنے والیاں (روح، قرطبی) **ف٨** یایھا الذین اٰمنوا۔ یہ مومنوں سے خطاب ہے۔ فرمایا اے اہل ایمان اپنے کو اور اپنے اہل و عیال کو ان کاموں سے بچاؤ جو عذاب جہنم کا موجب ہوں۔ جہنم کی آگ نہایت سخت ہو

موضح قرآن ف بعضے کہتے ہیں اس حرم کا موقوف کرنا حضرت حفصہ کو کہا اور خبر کرنے سے منع کیا اور اس کے ساتھ کچھ اور بھی تھا۔ پھر انہوں نے حضرت عائشہ رضہ کو خبر دی کہ دونوں باتوں میں مطلب تھا دونوں کا پھر وحی سے معلوم کر کر حضرت نے بی بی حفصہ کو الزام دیا حرم کی بات کا اور دوسری بات ذکر میں نہ لائے۔ دوسری بات کیا تھی شاید یہ تھی کہ تیرا باپ خلیفہ ہو گا بعد اس کے باپ کے الغیب عند اللہ جو بات اللہ اور رسول نے ٹلادی ہم کیا جانیں اسی واسطے ٹلادی کہ پہلے میں آوے تا اور لوگ برا نہ مانیں ف٢ جھک پڑے ہیں دل تمہارے یعنی توبہ ضرور ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی حفصہ و عائشہ ۱۲۔

ہو گی اور اس کی تیزی اور تندھی کو بڑھانے کے لئے ایندھن کے طور پر پتھروں کو جلایا جائیگا۔ یا الحجارۃ سے پتھر کے وہ بت مراد ہیں جو مشرکین نے اپنے معبودوں کے ناموں پر بنا رکھے تھے جس طرح " الناس" سے مشرک لوگ مراد ہیں۔ غلاظ۔ تند خو۔ شداد۔ سخت گیر۔ جہنم پر جو فرشتے مقرر ہوں گے وہ نہایت تند خو اور سخت گیر ہوں گے وہ کسی دوزخی کی خوشامد اور منت سماجت پر کان نہیں دھریں گے اور نہ ان کو دوزخیوں کی چیخ و پکار اور نالہ وزاری پر رحم ہی آئیگا وہ تو بس اللہ تعالیٰ کے حکم کے بندے ہوں گے جو اُن کو حکم ہوگا اسے بجا لائیں گے اور اس سے سرمُو انحراف نہیں کرینگے **۹** یا یھا الذین کفروا

يُؤْمَرُوْنَ ۝٦ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا

انکو حکم ہو ف اے منکر ہونے والو ۹ مت بہانے بتلاؤ

الْيَوْمَ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٧

آج کے دن وہی بدلہ پاؤگے جو تم کرتے تھے

ع ۱ ۱۹

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً

اے ایمان والو ۱۰ توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دل

نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ

کی توبہ امید ہے تمہارا رب اتار دے تم پر سے

سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

تمہاری برائیاں اور داخل کرے تمکو باغوں میں جن کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ

بہتی ہیں نہریں جس دن کہ اللہ ذلیل نہ کریگا نبی کو

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ

اور ان لوگوں کو جو یقین لائے ہیں اس کیساتھ ان کی روشنی ۱۱ دوڑتی ہے ان

اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا

کے آگے اور ان کے داہنے کہتے ہیں اے رب ہمارے پوری کردے ہمکو

نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٨

ہماری روشنی اور معاف کر ہمکو بے شک تو سب کچھ کرسکتا ہے ف۲

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ

اے نبی لڑائی کر ۱۲ منکروں سے اور دغابازوں سے اور سختی کر

عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝٩

اُن پر اور انکا گھر دوزخ ہے اور بری جگہ جا پہنچے ف۳

تخویف اخروی۔ قیامت کے دن کفار و مشرکین جہنم کے عذاب سے بچنے کے لئے حیلے بہانے کریں گے اور قبول حق سے اپنی کئی معذوریاں بیان کریں گے، تو جواب ملیگا آج کوئی عذر مت پیش کرو، آج کوئی عذر معذرت قبول نہ ہوگی۔ آج تمہیں صرف انہی عملوں کی سزا دی جائیگی جو تم کیا کرتے تھے اور کسی بھی صورت سے تم اس سزا سے بچ نہیں سکتے **۱۰** یا ایھا الذین امنوا۔ بشارت اخروی برائے تائبین صادقین نصوح۔ خالص یعنی سچی توبہ جس میں گناہوں پر ندامت ہو اور آئندہ کیلئے گناہوں سے بچنے کا پختہ ارادہ ہو تفسیر حضرت ابن عباس رضؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور حضرت عمر رضؓ، ابن مسعود رضؓ، ابی بن کعب رضؓ، حسن رحؒ اور مجاہد رحؒ سے بھی یہی منقول ہے۔ قال معاذ بن جبل: یا رسول اللہ ما التوبۃ النصوح؟ قال: ان یندم العبد علی الذنب الذی اصاب فیعتذر الی اللہ تعالیٰ ثم لا یعود الیہ کما لا یعود اللبن الی الضرع وروی تفسیرھا بما ذکر عن عمر وابن مسعود وابی والحسن ومجاھد وغیرھم (روح ج ۲۸ ص ۱۵۷) ایسی سچی توبہ کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ گناہ معاف کرکے ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن میں انواع و اقسام مشروبات کی نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ اس دن میں ہوگا جس دن کفار و مشرکین سر محشر ذلیل و رسوا ہوں گے اور اللہ تعالیٰ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کو ذلت و رسوائی سے محفوظ رکھیگا **۱۱** نورھم یسعیٰ قیامت کے دن مومنین کے چاروں طرف نور اور اجالا ہوگا اور وہ پل صراط اور گھاٹیوں سے بخیر و خوبی گذر جائیںگے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں مزید نور عطا کر کیونکہ تجھے ہر چیز پر قدرت ہے۔ سورۃ " الحدید" میں ارشاد ہے یوم تری المؤمنین والمؤمنات یسعیٰ نورھم بین ایدیھم وبایمانھم۔ الآیۃ۔ یہ نور ان کو انفاق فی سبیل اللہ کی وجہ سے حاصل ہوگا۔ اسی کا یہاں اعادہ فرمایا نورھم یسعیٰ بین ایدیھم وبایمانھم۔ اس طرح اس آیت میں ضمناً انفاق فی سبیل اللہ کا مضمون آگیا **۱۲** یا یھا النبی جاھد مضمون

موضح قرآن ف ہر مسلمان کو لازم ہے اپنے گھر والوں کو دین کی راہ پر لائے لالچ دیکر، ڈر دکھا کر پیار سے مار سے اس پر بھی اگر نہ آویں راہ پر تو انکی کمبختی یہ بیگناہ ہے ف۲ صاف دل کی توبہ یہ کہ دل میں پھر خیال نہ رہے اس گناہ کا روشنی ایمان کی دل میں ہے دل سے بڑھے تو سارے بدن میں پھر گوشت پوست میں ف۳ حضرت کا خلق یہانتک ہے کہ اللہ صاحب اوروں کو فرماتا ہے تحمل۔ انکو فرماتا ہے سختی کرو۔

جہاد کا ذکر ہے جو سورۂ حدید کا دوسرا مضمون ہے۔ کفار اور منافقین دونوں فریقوں سے جہاد کا حکم فرمایا مگر دونوں کے ساتھ جہاد کی کیفیت مختلف ہو کافروں کے ساتھ سیف و سنان سے جہاد کرو اور منافقین سے حجت و برہان سے (بیضاوی، مظہری، روح) جہاد اور اقامت حجت میں جہاں سختی اور شدت کو ضرورت ہو وہاں ان پر سختی بھی کریں۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہے جو نہایت بری جگہ ہے ۱۰ ضرب اللہ مثلاً۔ یہ کافروں کے لئے تمثیل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت نوح اور لوط علیہما السلام دونوں جلیل القدر پیغمبر تھے اور ان کی بیویاں کافرہ اور مشرکہ تھیں اور اپنے خاوندوں کی مخالفت

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ
اللہ نے ف بتلائی ایک مثل منکروں کے واسطے عورت نوح کی
وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۭ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ
اور عورت لوط کی گھر میں تھیں دونوں دو نیک بندوں کے
عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا
ہمارے نیک بندوں میں سے پھر انہوں نے انسے چوری کی پھر وہ کام نہ آئے
عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ
ان کے اللہ کے ہاتھ سے کچھ بھی اور حکم ہوا کہ چلی جاؤ دوزخ میں
مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ⑩ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ
جانے والوں کے ساتھ ف اور اللہ نے ف بتلائی ایک مثل ایمان
اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ
والوں کیلئے عورت فرعون کی جب بولی اے رب بنا
لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ
میرے واسطے اپنے پاس ایک گھر بہشت میں اور بچا نکال مجھ کو
فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ⑪
فرعون سے اور اس کے کام سے اور بچا نکال مجھ کو ظالم لوگوں سے ف
وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا
اور مریم بیٹی ف عمران کی جس نے روکے رکھا اپنی شہوت کی جگہ کو
فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ
پھر ہم نے پھونکدی اس میں ایک اپنی طرف سے جان اور سچا جانا
بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ⑫
اپنے رب کی باتوں کو اور اسکی کتابوں کو اور وہ تھی بندگی کرنے والوں میں ف

وقف لازم

ع ۲ / ۲۰

میں درپردہ کافروں کی ہمنوا تھیں تو پیغمبروں کی پیغمبری اور ان کے اعمال صالحہ انکی کافرہ بیویوں کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے۔ اور آخرکار ان کو دوزخیوں کے ساتھ دوزخ میں داخل ہونے کا حکم دیدیا گیا خیانت سے مخالفت میں کافروں کی ہمنوائی اور اپنے خاوندوں کے رازوں کا کافروں پر افشاء مراد ہے خیانت سے بدکاری مراد نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہما السلام کی بیویوں کو اس فعل سے محفوظ رکھا ہے ولیس المراد بقولہ (فخانتاھما) فاحشۃ بل فی الدین فان نساء الانبیاء معصومات عن الوقوع فی الفاحشۃ لحرمۃ الانبیاء (ابن کثیر ج ۴ ص ۳۹۳) ۱۱ وضرب اللہ مثلاً۔ یہ مومنوں کے لئے تمثیل ہے۔ جس طرح خاوند کی نیکی کافرہ بیوی کو مفید نہیں اسی طرح کافر خاوند کا کفر مومنہ بیوی کے لئے مضر نہیں۔ فرعون کے کفر سے اسکی بیوی آسیہ مومنہ کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ آسیہ بنت مزاحم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے میرے پروردگار! اپنے پاس جنت میں میرا گھر بنا اور فرعون کے نفس خبیثہ اور اس کے عمل سے مجھے نجات عطا فرما اور ان ظالموں سے مجھے بچا عمل فرعون سے اسکا ظلم و تشدد مراد ہے جو وہ ایمان کی وجہ سے اپنی بیوی پر کرتا تھا۔ حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے کہ اس سے صحبت اور جماع مراد ہے (قرطبی روح) ۱۲ و مریم ابنت عمران۔ مومنوں کے لئے دوسری تمثیل ہے۔ حضرت مریم صدیقہ کا حال سنو جنکو پاکبازی، صلاح و تقویٰ اور عبادت و طاعت کی بدولت ایسا مرتبۂ بلند عطا ہوا، مگر ان کے طاعنین کے کفر اور ان کے طعن سے انکو کوئی ضرر نہ پہنچ سکا۔ وہ پاکدامن تھی اور اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں اور صحیفوں پر ایمان رکھتی تھی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت فرمانبردار اور عبادت گذار تھی۔ ہم نے محض اپنی قدرت سے اس میں روح پھونکدی جس سے وہ ماردار ہوگئی اور اس طرح ہم نے خاوند کے بغیر اس کو بیٹا عطا فرما دیا۔

موضح قرآن ف یعنی اپنا ایمان درست کرو نہ خاوند بچا سکے نہ جورو یہ سب کو سنا دیا ہے نہ جانیو کہ حضرت کی بیبیوں پر کہا ان پر وہ کہا ہے۔ اللطیبات للطیبین چوری کی یعنی منافق رہیاں ف۲ حضرت موسیٰ کو انہوں نے پالا اور انکی مددگار تھیں ایماندار کہتے ہیں آخر انکو فرعون نے قتل کیا سیاست سے شہید ہوگئیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنے روح حضرت عیسیٰ در رحم مریم در آمد و فرج کنایہ تیست از رحم ۱۲۔

سورۂ تحریم میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات ۱۔ یاایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک الخ تحلیل و تحریم کا اختیار اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔
۲۔ مسئلہ توحید کی انفاق اور جہاد فی سبیل اللہ کا حکم۔

سورۂ ملک

ربط سورۃ الحدید سے التحریم تک مسئلہ توحید کی خاطر انفاق اور جہاد کا ذکر کیا گیا۔ اب سورۃ ملک سے لیکر سورۃ جن تک اسی مسئلہ کا ایک دوسرا پہلو بیان ہوگا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں سورہ ملک میں دلائل عقلیہ مذکور ہوں گے اس کے بعد سورۃ القلم" میں ارشاد ہوگا۔ کہ مشرکین نرم ہو رہے ہیں تاکہ آپ بھی مسئلہ کے بیان میں نرمی اختیار کریں لیکن اب مسئلہ کے بیان میں ہرگز نرم نہ ہوں تو مداہنت سے کام نہ لیں ودوا لو تدھن فیدھنون پھر سورۃ الحاقۃ" میں اس مسئلہ کو نہ ماننے پر تخویف اخروی ہوگی۔ "سورۃ المعارج" میں مشرکین پر زجر کا ذکر ہوگا کہ وہ ماننے کے بجائے اس عذاب کے جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد سورہ نوح علیہ السلام سے دلیل نقلی مذکور ہوگی۔ اور پھر سورۃ الجن" میں جنات سے دلیل نقلی ذکر کی جائیگی۔ اس طرح سورۂ ملک سے لیکر سورۂ جن تک گویا ایک ہی سورت ہے جس میں مسئلہ کو گیارہ دلائل نقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے۔

خلاصہ تین دلائل عقلیہ عامہ اور آٹھ دلائل عقلیہ خاصہ۔ تخویف و تبشیر اور بیان طرق تبلیغ۔

تفصیل

تبارک الذی بیدہ الملک۔ دعوائے سورت کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور پہلی دلیل عقلی عام یعنی ساری کائنات کی بادشاہی اور سلطنت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وھو علی کل شیء قدیر ہ دوسری دلیل عقلی عام وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔ الذی خلق الموت والحیوۃ۔ تیسری دلیل عقلی عام۔ اسی نے موت و حیات کو پیدا کیا ہے اور وہی آزمائش کرتا ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا ؟

الذی خلق سبع سمٰوٰت طباقاً ــــــ تا ــــــ وھو حسیر ہ پہلی دلیل عقلی خاص آسمانوں کو تہ بہ تہ پیدا کرنے والا اور ان کو ہر عیب اور شگاف سے محفوظ بنانے والا وہی ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا۔ ولقد زینا السماء الدنیا۔ الآیۃ۔ دوسری دلیل عقلی خاص آسمانوں کو تو میں نے پیدا کیا تو کیا آسمان دنیا کو ستاروں سے زینت کسی اور نے دی ہے ؟ نہیں ہم ہی نے ان کو زینت دی ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا وجعلنٰھا رجوما للشیٰطین تیسری دلیل عقلی خاص اچھا مزین تو ہمنے کیا اور شیاطین کے لئے ان کو رجوم کس نے بنایا۔ تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا ؟

وللذین کفروا بربھم ــــــ تا ــــــ فسحقا لاصحٰب السعیر۔ تخویف اخروی۔ کفار و مشرکین کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔ جب ان کو جہنم میں ڈال جائے گا تو وہ غیظ و غضب سے بپھر جائے گا۔ اس وقت وہ کفِ افسوس ملیں گے اور کہیں گے ہائے کاش ! اگر ہم دنیا میں ہدایت کی باتیں سنکر یا خود سمجھ کر ان پر عمل کرتے تو آج جہنم میں نہ جاتے

ان الذین یخشون ربھم۔ الآیۃ۔ یہ مومنین کیلئے بشارت اخرویہ ہے۔ واسروا قولکم او اجھروا بہ۔ الآیتین۔ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے چونکہ وہ ہر چیز کا خالق ہے اس لئے ہر چیز کو جاننے والا ہے اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔

ھو الذی جعل لکم الارض۔ الآیۃ۔ چوتھی دلیل عقلی خاص۔ اوپر کا حال تم نے سن لیا، اب نیچے دیکھو زمین کو تو ہم نے پیدا کیا، تو اس کو ذلول کس نے بنایا، تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا۔ ؟

ءامنتم من فی السماء ــــــ تا ــــــ فکیف کان نکیر ہ یہ تخویف دنیوی ہے۔ کیا تم اللہ سے نڈر ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے یا آسمان سے تم پر پتھروں کی بارش برسا کر تمہیں ہلاک کردے۔ جس طرح اس نے تم سے پہلی قوموں کے مکذبین کو انواع عذاب سے ہلاک کیا۔

اولم یروا الی الطیر۔ الآیۃ۔ یہ پانچویں دلیل عقلی خاص ہے۔ اوپر اور نیچے کا حال تم نے سن لیا اب درمیان کا حال سنو۔ ان پرندوں کو پیدا تو ہم نے کیا۔ لیکن فضا میں ان کو تھامنے والا کوئی اور ہے، ہرگز نہیں۔ خدائے رحمٰن ہی کا کام ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا ؟ امن ھٰذا الذی ھو جند لکم ــــــ تا ــــــ بل لجوا فی عتو ونفور ہ تخویف دنیوی بطور ثمرہ۔ حاصل یہ ہے کہ جن کو تم نے اپنا برکات دہندہ سمجھ رکھا ہے، وہ خدا کے عذاب سے تمہیں نہیں بچا سکتے اور اگر اللہ تعالیٰ تمہاری روزی بند کردے، تو وہ تمہیں روزی نہیں دے سکتے۔

قل ھو الذی انشاکم۔ الآیۃ۔ زمین و آسمان کے بعد اب اپنی طرف دیکھو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا فرمایا لیکن تمہیں سننے، دیکھنے اور سمجھنے کی قوتیں کسی اور نے عطا کیں ؟ نہیں یہ سب اللہ ہی کی عطا ہے۔ تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہے ؟

قل ھو الذی ذراکم۔ الآیۃ۔ ساتویں عقلی دلیل خاص۔ اسی ہی نے زمین میں تم کو پھیلا دیا ہے اور قیامت کے دن پھر اسی کے پاس اکٹھے کئے جاؤگے۔ و

و یقولون متی ھذا الوعد ۔ الآیۃ شکویٰ مشرکین کہتے ہیں جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو وہ کب آئے گا ؟ قل انما العلم عند اللہ ۔ الآیۃ جواب شکویٰ ۔ فرما دیجئے اس کے معین وقت کا علم تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے ، میں تو صرف ڈرانے والا ہوں ۔ فلما رأوہ زلفۃ ۔ الآیۃ ۔ تخویف اخروی ۔ جب اللہ کا عذاب دیکھ لیں گے تو ان کے چہرے بگڑ جائیںگے ۔ قل ارأیتم ان اھلکنی اللہ ۔ الآیۃ ۔ پہلا طریق تبلیغ یہ تو بتاؤ کہ اگر اللہ ہمیں ہلاک کرے یا ہم پر رحم فرمائے تو کافروں کو اللہ کے عذاب سے کون بچائے گا ؟ قل ھو الرحمٰن اٰمنا بہ ۔ الآیۃ ۔ دوسرا طریق تبلیغ ہمارا معبود خدائے رحمٰن ہے ، ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے ۔ تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ گمراہ کون ہے ۔ قل ارأیتم ان اصبح ماؤکم غورا ۔ الآیۃ ۔ آٹھویں دلیل عقلی خاص ۔ اگر اللہ تعالیٰ پانی کو زمین کی انتہائی گہرائی میں لے جائے تو پھر تازہ پانی تمہیں کون مہیا کریگا

سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ ملک ؎ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی تیس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

بڑی برکت ہے ؎ اسکی جس کے ہاتھ میں ہے ؎ راج اور وہ سب کچھ

قَدِيْرُ ۝ ١ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ

کرسکتا ہے جسنے بنایا ؎ مرنا اور جینا تاکہ تمکو جانچے

اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝ ٢ الَّذِيْ

کون تم میں اچھا کرتا ہے کام اور وہ زبردست ہے بخشنے والا ؎ جس نے

خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ

بنائے ؎ سات آسمان تہ بر تہ کیا دیکھتا ہے تو رحمٰن کے بنانے میں

مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ٣

کچھ فرق پھر دوبارہ نگاہ کر کہیں نظر آتی ہے تجھ کو دراڑ

ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ

پھر لوٹا کر نگاہ کر دو دو بار لوٹ آئیگی تیرے پاس تیری نگاہ

خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝ ٤ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا

رد ہو کر تھک کر اور ہم نے رونق دی ؎ سب سے ورلے آسمان کو

بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا

چراغوں سے اور ان سے کر رکھی ہے ہمنے پھینک مار شیطانوں کے واسطے اور رکھا ہے

لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝ ٥ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ

ان کے واسطے عذاب دہکتی آگ کا اور جو لوگ ؎ منکر ہوئے اپنے رب کے انکو عذاب ہے

منزل ۷

الجزء التاسع والعشرون ۲۹

۱؎ دعوائے سورت ۱۲

۲؎ پہلی دلیل عقلی عام ۱۲ ۔

۳؎ دوسری دلیل عقلی عام ۱۲ ۔

۴؎ تیسری دلیل عقلی عام ۱۲ ۔

۵؎ پہلی دلیل عقلی خاص ۱۲ ۔

۶؎ دوسری دلیل عقلی خاص ۱۲ ۔

۷؎ تیسری دلیل عقلی خاص ۱۲ ۔

۸؎ تخویف اخروی ۱۲ ۔

۲ؐ تبٰرک الذی ۔ یہ سورت کا دعویٰ ہے کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور ہر نعمت اسی کی طرف سے ہے ۔ تائید وما بکم من نعمۃ فمن اللہ ( ) ۲ ۔ و ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا ( ) شاہ ولی اللہ دہلوی رح یوں تعبیر فرماتے ہیں ۔ برکت از وست ہر برکت و خیر اسی کی طرف سے ہے ۔ ھو الذی جاء بکل برکۃ و خیر ۔ یہی دعویٰ "سورۃ الفرقان" کی ابتداء میں اس عنوان سے مذکور ہے ۔ تبٰرک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ ۔ الآیۃ ۔ "سورۃ الرحمٰن" میں فرمایا تبٰرک اسم ربک ذی الجلٰل والاکرام ۔ یعنی برکت دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اسی کے نام میں برکت ہے ۔ ۳ؐ بیدہ الملک ۔ یہ سورت کے دعوے پر پہلی دلیل عقلی عام ہے کہ ساری کائنات کی سلطنت اور اس میں تصرف و اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ہے ۔ و ھو علیٰ کل شیء قدیر ۔ دوسری دلیل عقلی عام اور اسکی قدرت ہر چیز پر حاوی ہے ، اسلئے ہر نعمت و برکت اسی ہی کی طرف سے ہے بیدہ الملک ای ھو المتصرف فی جمیع المخلوقات بما یشاء لا معقب لحکمہ و لا یسئل عما یفعل لقھرہ و حکمتہ و عدلہ (ابن کثیر ج ۴ ص) جب ساری کائنات کا مالک وہی ہے اور ہر چیز پر قادر بھی وہی ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہو گا ؟ ۴ؐ الذی خلق الموت ۔ یہ تیسری دلیل عقلی عام ہے ۔ یہ موت و حیات کا سلسلہ اسی نے پیدا فرمایا تاکہ آزمائش کرے کہ کون نیک عمل کرتا ہے اور کون نہیں اور پھر حساب کتاب بھی وہی لیگا ۔ پھر وہ ایسا غالب ہے کہ نہ ماننے والوں کو سزا دے گا اور ایسا مہربان ہے کہ ماننے والوں سے اگر خطائیں ہو جائیں تو ان سے اپنے انعامات چھین نہیں لیتا بلکہ استغفار پر درگذر فرماتا ہے اور معافی عطا کرتا ہے ، تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہو گا ۔ ؟ ۵ؐ الذی خلق یہ پہلی دلیل عقلی خاص ہے ۔ طباقا ۔ تہ بہ تہ ، یہ قید مدار کلام ہے جیسا کہ علم معانی میں مذکور ہے کہ مدار کلام قید زائد پر ہوتا ہے ۔ تفاوت ۔ اختلاف اور عدم

موضح قرآن ؎ یعنی مرنا نہ ہوتا تو بھلے برُے کام کا بدلہ کہاں ملتا ؎ فرق یعنی جیسے چاہیے ویسا نہ ہو ۔

تناسب (روح) فطور شگاف خاسئ ناکام، عاجز۔ حسیر تھکی ہوئی۔ حاصل یہ کہ اوپر آسمانوں کو دیکھو ہم ہی نے ان کو تہ بہ تہ پیدا کیا۔ جو خوبی صنعت میں برابر ہیں، ان کی طرف بار بار غور سے دیکھو کیا کہیں کوئی شگاف نظر آتا ہے؟ جتنی بار پھر دیکھو گے تمہاری نگاہیں تھک ہار کر واپس آجائینگی مگر ہماری صنعت میں نہیں کوئی عیب نظر نہیں آئیگا اس سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے یہ سب کچھ ہمارے لئے پیدا فرمایا ۵۶ ولقد زینا۔ دوسری دلیل عقلی خاص۔ دلیل اوّل سے بطور ترقی فرمایا کہ آسمانوں کو تو میں نے پیدا کر دیا، لیکن کیا پہلے آسمان کو ستاروں سے مزین کسی اور نے کیا ہے؟ نہیں نہیں یہ بھی ہم ہی نے

جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٦﴾ إِذَا أُلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا
عذاب دوزخ کا اور بُری جگہ جا پہنچے جب اس میں ڈالے جائینگے سنیں گے
لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورُ ﴿٧﴾ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۖ
اس کا ڈھاڑنا اور وہ اچھل رہی ہوگی ایسا لگتا ہے کہ پھٹ پڑیگی جوش سے
كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ
جس وقت پڑے اس میں ایک گروہ پوچھیں ان سے دوزخ کے دار وغہ کیا نہ پہنچا تھا تمہارے پاس
نَذِيرٌ ﴿٨﴾ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَ
کوئی ڈرسنانیوالا وہ بولیں کیوں نہیں ہمارے پاس پہنچا تھا ڈرسنانیوالا پھر ہم نے جھٹلایا اور
قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ ۚ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي
کہا نہیں اتاری اللہ نے کوئی چیز تم تو پڑے ہوئے ہو
ضَلَالٍ كَبِيرٍ ﴿٩﴾ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا
بڑے بہکاوے میں اور کہینگے اگر ہم ہوتے سنتے یا سمجھتے تو
كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ﴿١٠﴾ فَاعْتَرَفُوا بِذَنْبِهِمْ فَسُحْقًا
ہوتے دوزخ والوں میں سو قائل ہوگئے اپنے گناہ کے اب دفع ہو
لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ ﴿١١﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ
جائیں دوزخ والے جو لوگ ڈرتے ہیں اپنے رب سے
بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿١٢﴾ وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ
بن دیکھے ان کے لئے معافی ہے اور ثواب بڑا اور تم چھپا کر کہو اپنی بات
أَوِ اجْهَرُوا بِهِ ۖ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿١٣﴾ أَلَا
یا کھول کر وہ خوب جانتا ہے جیوں کے بھید بھلا
يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿١٤﴾ هُوَ الَّذِي
وہ نہ جانے جس نے بنایا اور وہی ہے بھید جاننے والا خبردار وہی ہے

ع ١

١ بشارت اخرویہ ۱۲

۲ ثمرہ دلائل سابقہ ۱۲

۳ چوتھی دلیل عقلی خاص ۱۲

کیا ہے۔ اسی طرح وجعلنٰہا رجوما للشیٰطین تیسری دلیل عقلی خاص۔ ستاروں کو شیاطین کیلئے رجوم اور ان کی تیز آگ والوں کے لئے عذاب ہم ہی نے بنایا کیا یہ کام کسی دوسرے کا ہے، ہرگز نہیں، اسی طرح برکات دہندہ بھی کوئی اور نہیں عذاب سعیر سے عذاب جہنم نہیں بلکہ شہاب ثاقب کا عذاب مراد ہے یہ تینوں دلائل آسمانی حالات سے متعلق ہیں ۵۷ وللذین کفروا۔ تخویف اخروی۔ جو لوگ اپنے رب سے کفر کرتے ہیں یعنی اللہ کے سوا اپنے خود ساختہ معبودوں کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے جو نہایت ہی بُرا انجام ہے۔ جب ان کفار و مشرکین کو جہنم میں ڈالا جائیگا تو وہ سخت جوش میں آجائیگی اور اس کی ہیبتناک غراہٹ ہوگی۔ وہ دشمنان خدا پر اس قدر غضبناک ہوگی کہ قریب ہوگا کہ غیظ و غضب سے پھٹ جائے کلما القی فیہا فوج جب بھی مشرکین کی کوئی جماعت جہنم میں ڈالی جائیگی تو خازنان جہنم ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس ڈرانیوالے نہیں آئے تھے؟ جنہوں نے تمہیں آج کے عذاب سے خبردار کیا ہو۔ قالوا بلیٰ۔ جواب دیں گے کیوں نہیں؟ ہمارے پاس ڈرانیوالے آئے مگر ہم نے ان کو جھٹلایا اور صاف صاف کہہ دیا کہ اللہ نے تمہیں کوئی حکم دے کر نہیں بھیجا اور تمہارا دعوائے نبوت صحیح نہیں ۵۸ وقالوا لو کنا نسمع۔ اب مشرکین حسرت و ندامت کا اظہار کرتے ہوئے کہیں گے کاش! اگر ہم اللہ کی آیتیں سنکر بلا تفکر و تأمل مان لیتے یا سمجھ سوچ کر ان کو قبول کر لیتے تو آج دوزخیوں کے ساتھ نہ ہوتے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ اگر داعیٔ حق کی بات محض سنکر بحث و تمحیص کے بغیر ہی اسکی دیانت و امانت پر اعتماد کرکے اس کی دعوت کو قبول کیا جائے تو یہ بھی ذریعۂ نجات ہے۔

ای لو کنا نسمع کلام النذیر فنقبلہ جملۃ من غیر بحث وتفتیش اعتماداعلی ما لاح صدقہ بالمعجز الخ (روح ج ۲۹ ص ۱۲) فاعترفوا بذنبہم۔ اس طرح مشرکین و کفار اپنے جرم کا اقبال کر لینگے اور ان جہنمیوں کے لئے خدا کی رحمت سے دوری اور محرومی ہوگی۔ ۵۹ ان الذین یخشون۔ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ جو لوگ اللہ کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں حالانکہ عذاب آنکھوں سے دیکھا بھی نہیں، ان کے لئے گناہوں کی معافی کے علاوہ بہت بڑا اجر و ثواب تیار ہے۔ واسروا قولکم۔ یہ دلائل سابقہ کا ثمرہ ہے انہ علیم بذات الصدور جملہ تعلیلیہ ہے، یہ ماقبل کی علت ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو آہستہ پکارو یا اونچی آواز سے پکارو وہ سنتا ہے، کیونکہ وہ تو دل کی باتیں بھی جانتا ہے قالہ الشیخ رحمہ۔ یا یہ خطاب مشرکین سے مخصوص ہے جو کفر و عداوت کی باتیں کرتے اور آپس میں کہتے آہستہ باتیں کرو کہیں محمدؐ کا رب سن کر اس کو اطلاع نہ دیدے

تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ قال ابن عباس و سببه ان بعض المشركين قال لبعض اسروا قولكم لا يسمعكم اله محمد
بحر ج ۸ ص ۳۰۰) الا يعلم من خلق. بھلا جس نے پیدا کیا ہے وہ جانتا نہیں اور ساتھ ہی وہ ظاہر و باطن اور نہاں وعیاں کو جاننے والا بھی ہے؟
استفہام انکاری ہے یعنی وہ سب کچھ جانتا ہے اور اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں **ناہ** هو الذی جعل. یہ چوتھی دلیل عقلی خاص ہے۔ اوپر کا
حال تو دیکھ لیا اچھا اب نیچے کی طرف دیکھو۔ یہاں ذلولا مدار کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی نے اس زمین کو تمہارے لئے عاجز بنا دیا ہے کہ اسکی راہوں میں چلتے ہو

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِىْ مَنَاكِبِهَا وَ
کیا تمہارے آگے زمین کو پست اب چلو پھرو اس کے کندھوں پر اور
كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَ اِلَيْهِ النُّشُوْرُ ﴿۱۵﴾ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ
کھاؤ کچھ اسکی دی ہوئی روزی اور اسی کی طرف جی اٹھنا ہے کیا تم نڈر ہو گئے ۱۱ اس سے
فِى السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِىَ
جو آسمان میں ہے اس سے کہ دھنسا دے تم کو زمین میں پھر تبھی وہ
تَمُوْرُ ﴿۱۶﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِى السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ
لرزنے لگے یا نڈر ہو گئے ہو اس کرجو آسمان میں ہے اس بات سے کہ برسادے
عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَقَدْ
تم پر مینہ پتھروں کا سو جان لوگے کیسا ہے میرا ڈرانا اور
كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۱۸﴾
جھٹلا چکے ہیں جو ان سے پہلے تھے پھر کیسا ہوا میرا انکار
اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّ يَقْبِضْنَ ؔ
اور کیا نہیں دیکھتے ہو ۱۲ اڑتے جانوروں کو اپنے اوپر پر کھولے ہوئے اور پر جھپکتے ہوئے
مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىْءٍ بَصِيْرٌ ﴿۱۹﴾
ان کو کوئی نہیں تھام رہا رحمٰن کے سوائے اس کی نگاہ میں ہے ہر چیز
اَمَّنْ هٰذَا الَّذِىْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ
بھلا وہ کون ہے ۱۳ جو فوج ہے تمہاری مدد کرے تمہاری رحمٰن کے
الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِىْ غُرُوْرٍ ﴿۲۰﴾ ۚ اَمَّنْ
سوائے منکر پڑے ہیں بڑے بہکاوے میں بھلا وہ
هٰذَا الَّذِىْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ
کون ہے جو روزی دے تم کو اگر وہ رکھ چھوڑے اپنی روزی کوئی نہیں

اور اس میں پیدا ہونے والا رزق کھاتے ہو اور پھر آخر اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے جس نے زمین کو ذلول بنایا وہی برکات دہندہ ہے اور کوئی نہیں۔ ذلول یعنی نہ ایسی سخت اور درشت کہ پاؤں کو چھیل ڈالے اور نہ ایسی نرم کہ پاؤں اس میں دھنس جائیں والیه النشور۔ یہ تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے **۱۱ہ** ءامنتم من فی السماء — تا — فکیف کان نکیر ہ تخویف دنیوی من فی السماء سے اللہ تعالیٰ مراد ہے اور اللہ تعالیٰ کے آسمانوں میں ہونے سے اللہ تعالیٰ کی جو مراد ہے وہ حق ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور کیفیت سے بحث کرنا جائز نہیں۔ الاٰیۃ من المتشابہات لکونه تعالیٰ منزھا عن التمکین فی السماء فمذھب السلف السکوت (مظہری ج ۱۰ ص ۲۵) والائمۃ السلف لم یذھبوا الی غیرہ تعالیٰ والاٰیۃ عند ھم من المتشابه وقد قال صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم آمنوا بمتشابھه ولم یقل اولوہ فھم مؤمنون بانه عزوجل فی السماء علی المعنی الذی ارادہ سبحانه مع کمال التنزیه (روح ج ۲۹ ص ۱۵) فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ سے نڈر ہو گئے ہو اور اس پر مطمئن ہو چکے ہو کہ وہ تمہیں زمین میں نہیں دھنسا دے گا یا آسمان سے پتھر برسا کر تمہیں ہلاک نہیں کریگا۔ جب اس کا عذاب کسی شکل میں آ گیا تو تمہیں میرے ڈرانے کا حال معلوم ہو جائیگا اور تم جان لوگے کہ میں کس طرح عذاب لاتا ہوں نذیر مصدر ہے بمعنی انذار (روح) ان سے پہلے بھی گذشتہ قوموں کے کافروں نے تکذیب کی تو ان پر میرا انکار کیسا رہا۔ نکیر بمعنی انکار ہے اور یائے متکلم محذوف ہے جس پر کسرۂ راء دال ہے

۱۱ تخویف دنیوی ۱۲۔

۱۲ پانچویں دلیل عقلی خاص ۱۲۔

۱۳ تخویف دنیوی ۱۲۔

مقصد عذاب کی شدت و فظاعت کا اظہار ہے **۱۲ہ** اولم یروا۔ پانچویں دلیل عقلی خاص۔ مدار کلام صٰفّٰت و یقبضن کیا وہ دیکھتے نہیں کہ فضاء میں پرندے صف در صف پرواز کر رہے ہیں، کبھی پروں کو پھیلا لیتے ہیں اور کبھی سمیٹ لیتے ہیں، فضا میں ان کو تھامنا بھی اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کا کرشمہ ہے اور پھر کوئی چیز اسکی نگاہوں سے اوجھل نہیں۔ جب یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے تو برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں **۱۳ہ** امن ھذا۔ یہ تخویف دنیوی ہے اور یہ دونوں آیتیں ما قبل کا ثمرہ ہے۔ یہ بتاؤ کہ تمہارے یہ خود ساختہ معبود جن کو تم برکات دہندہ سمجھتے ہو کیا یہ خدائے رحمٰن کے سوا تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا اس کے عذاب سے تم کو پناہ دے سکتے ہیں؟ استفہام انکاری ہے یعنی وہ مدد نہیں کر سکتے۔ یہ مشرکین جو ان عاجزوں کو مددگار اور برکات دہندہ سمجھتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ وہ ان معبودوں کے حفظ و امان میں ہیں، وہ بہت بڑے دھوکہ میں ہیں۔ وھو استفھام انکار ای لا جند لکم

لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُکِبًّا عَلٰی
پر اڑ رہے ہیں شرارت اور بدکنے پر بھلا ایک جو چلے ؎۱۵ اوندھا اپنے
وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ
منہ کے بل وہ سیدھی راہ پائے یا وہ شخص جو چلے سیدھا ایک سیدھی
مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۲﴾ قُلْ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ وَ جَعَلَ لَكُمُ
راہ پر ؎۱۶ تو کہہ وہی ہے جس نے ؎۱۶ تم کو بنا کھڑا کیا اور بنا دیئے تمہارے واسطے
السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾
کان اور آنکھیں اور دل تم بہت تھوڑا حق مانتے ہو
قُلْ هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾
تو کہہ وہی ہے جس نے کھنڈا دیا تم کو زمین میں اور اسی کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے
وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۵﴾
اور کہتے ہیں ؎۱۷ کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو
قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۶﴾
تو کہہ خبر تو ہے اللہ ہی کے پاس اور میرا کام تو یہی ڈر سنا دینا ہے کھول کر
فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ
پھر جب دیکھیں گے ؎۱۸ کہ وہ پاس آ لگا تو ؎۱ بگڑ جاویں گے منہ منکروں کے اور
قِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ
کہے گا یہی ہے جس کو تم مانگتے تھے تو کہہ بھلا دیکھو تو
اِنْ اَهْلَكَنِیَ اللّٰهُ وَ مَنْ مَّعِیَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ یُّجِیْرُ
اگر ہلاک کردے مجھ کو اللہ اور میرے ساتھ والوں کو یا ہم پر رحم کرے پھر وہ کون ہے جو بچا دے
الْكٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ
منکروں کو عذاب دردناک سے تو کہہ وہی ؎۱۹ رحمٰن ہے

یدل نعم عنکم عذاب اللہ (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۱۸) ای ما ھم فی زعمھم انھم محفوظون فی النوائب بحفظ الٰھتھم لا بحفظه تعالیٰ فقط و ان الٰھتھم تحفظھم من بأس اللہ تعالی الا فی غرٍ ورعظیم وضلال فاحش الخ (روح ج ۲۹ ص ۱۸) **۱۴** اَمّن ھذا الذی یرزقکم. یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ جو تمہیں روزی دیتا ہے اگر وہ روزی بند کر دے تو پھر تمہیں کون روزی دے گا؟ یعنی اس کے سوا کوئی روزی رساں نہیں اس لئے اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ بل لجوا فی عتو۔ یہ مقدر سے متعلق ہے ای لم یتأثروا بذلك ولم یذعنوا للحق (روح) اس بیان سے وہ نہ متاثر ہوئے اور نہ حق کو قبول کیا، بلکہ سرکشی اور نفرت میں پوری قوت سے اور آگے بڑھ گئے ہیں **۱۵** افمن یمشی مکبا۔ یہ پہلی دو آیتوں پر متفرع ہے اور اس میں مشرک اور موحد کی مثال بیان کی گئی ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ عذاب سے پناہ دینے والا اور رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں، تو جو شخص اس کے باوجود پھر اللہ تعالیٰ کے احکام سے سرتابی کرے اور شرک کا راستہ اختیار کرے اس کی مثال اس شخص کی مانند ہے جو سر جھکا کر ادھر ادھر دیکھے بغیر جدھر اس کا منہ آجائے اُدھر ہی چلا جائے اور اس طرح سیدھی راہ سے ہٹ کر بھٹکتا رہے یہ مشرک کی مثال ہے جو سوچ بچار کے بغیر ہی مشرک باپ دادا کی راہ چلتا ہے اس کے مقابلے میں وہ شخص ہے جو سوچ سمجھ کر قدم رکھتا ہے اور سیدھا صراط مستقیم پر چل رہا ہے۔ یہ مومن کی مثال ہے بعض مفسرین نے اس آیت کو احوال قیامت سے متعلق قرار دیا ہے بے شک یہ قیامت کے احوال میں سے ایک حال ضرور ہے کہ مشرکین سروں کے بل چلیں گے لیکن یہ اس آیت سے متعلق نہیں دونوں تمثیلوں میں تقابل ہے یمشی مکبا۔ یعنی باپ دادا کے باطل دین پر آنکھیں بند کر کے چلتا ہے اس کے مقابلے میں ہے سویا یعنی توحید کی راہ پر چلتا ہے علی وجهه بلا تامل و فکر جس طرف اس کا منہ آجائے ادھر ہی چل پڑتا ہے۔ علی صراط مستقیم یعنی سوچ سمجھ کر سیدھی راہ پر چلتا ہے **۱۶** قل ھو الذی انشاکم۔ چھٹی دلیل عقلی خاص۔ زمین و آسمان کے احوال کے بعد اب اپنی طرف دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا فرمایا اور تمہیں سننے، دیکھنے اور سمجھنے کی قوتیں عطا کیں، مگر تم اس کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے ہو۔ جعل لکم السمع الخ مدار کلام ہے۔ جب یہ قوتیں عطا کرنے والا کوئی اور نہیں، تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا؟ قل ھو الذی ذرأکم۔ ساتویں دلیل عقلی خاص۔ تمہیں پیدا بھی میں نے کیا اور پھر زمین میں تم کو پھیلایا اور آباد کیا اور پھر آخر سب اسی کے پاس اکٹھے کئے جاؤ گے کیا یہ سب کچھ کسی دوسرے نے کیا ہے؟ نہیں، نہیں! میں ہی نے کیا ہے تو برکات دہندہ کوئی اور رہے گا؟ **۱۷** ویقولون۔ یہ شکوی ہے

چھٹی دلیل عقلی خاص ۱۲

شکوی ۱۲

فتح الرحمٰن ؎۱ مترجم گوید این مثل است کافر و مؤمن را واللہ اعلم ۱۲ ؎۲ یعنی سیاہ کردہ شود ۱۲۔

مشرکین از راہِ تعنت و عناد سوال کرتے ہیں کہ وہ (قیامت کا یا عذاب کا) وعدہ کب پورا ہوگا ؟ اگر تم سچے ہو تو اس کی متعین تاریخ بتاؤ۔ قل انما العلم عند اللہ جواب شکوی ہے۔ آپ جواب میں فرمادیں اس کے معیّن وقت کا علم تو صرف اللہ ہی کو ہے۔ میں تو اس کی خبر دینے والا ہوں۔ میں نے جو خبر دی ہے۔ اور اس کے مطابق اللہ کا عذاب ضرور آئیگا **۱۸** فلما رأوہ۔ تخویف اخروی۔ جب مشرکین اللہ کے عذاب کو اپنے قریب دیکھ لیں گے تو خوف و ہراس سے ان کے چہرے بگڑ جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا یہ وہی عذاب ہے جس کا تم مطالبہ کرتے تھے۔ قل ارأیتم۔ تخویف دنیوی و طریق تبلیغ اوّل۔ شرط کی جزا محذوف ہے ای لیس لنا غیرہ من عذابہ۔ حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا عذاب دینے والا اور رحم کرنے والا کوئی نہیں۔ اے مشرکین یہ بتاؤ کہ اگر مجھے اور میرے ساتھیوں کو اللہ ہلاک کر ڈالے جس طرح تمہاری تمنّا ہے یا وہ ہم پر مہربانی اور ہمیں عذاب سے محفوظ رکھے تو بتاؤ تمہیں اس کے دردناک عذاب سے کون پناہ دے گا ؟ کیونکہ تمہارے معبود تو عاجز اور بے بس ہیں۔ اس لئے تمہارا فائدہ اسی میں ہے کہ تم پیغمبر علیہ السلام کی پیروی کرو جسکا اتباع تمہیں اللہ کے عذاب سے بچا سکتا ہے۔ والحاصل انہ لا فائدۃ لکم فی ھلاکنا حتی تطلبونہ انما یفید کم ان تتبعوا من یجیرکم من عذاب اللہ الخ (مظہری ج ۱۰ ص ۲۸) **۱۹** قل ھو الرحمٰن طریق تبلیغ دوم۔ فرما دیجئے عذاب سے پناہ دینے والا رحمٰن ہی ہے، اس لئے ہم اسکی توحید پر ایمان لائے ہیں اور مصائب و مشکلات میں اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔ اے مشرکین تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ ہدایت پر کون ہے ؟ کیونکہ جب اللہ کا عذاب تم پر نازل ہو گا تو تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی **۲۰** قل ارأیتم۔ آٹھویں دلیل عقلی خاص۔ معین بروزن فعیل معن سے مأخوذ ہے یعنی جاری اور بہتا ہوا۔ یا یہ عین سے اسم مفعول ہے یعنی جو آنکھوں سے نظر آئے۔ عن ابن عباس (بماء معین) ای ظاھر تراہ العیون فھو مفعول وقیل ھو من معن الماء ای کثر، فھو علی ھذا فعیل (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۲۲) یہ بتاؤ ! اگر یہ پانی زمین کی گہرائی میں چلا جائے، تو تازہ اور جاری پانی تمہیں کون لا کر دے گا ؟ وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تمہیں تازہ اور میٹھا پانی عطا فرماتا ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہو گا ؟ یہ سب اللہ کی مہربانی ہے، تمہارے خود ساختہ معبود یہ کام نہیں کر سکتے۔ **موضح قرآن** ف یعنی تو ان کے بتوں کو بھلا کہہ تو تیری باتوں کو پسند کریں

اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ
ہم نے اسکو مانا اور اسی پر بھروسہ کیا سو اب تم جان لوگے کون پڑا ہے
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۲۹ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ
صریح بہکاوے میں تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر ہو جائے صبح کو پانی تمہارا
غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ۝۳۰ ع
خشک پھر کون ہے جو لائے تمہارے پاس پانی نتھرا
سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ
سورہ قلم مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی باون آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے
نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝۱ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ
قسم ہے قلم کی اور جو کچھ لکھتے ہیں تو نہیں اپنے رب کے فضل سے
بِمَجْنُوْنٍ ۝۲ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝۳ وَاِنَّكَ
دیوانہ اور تیرے واسطے بدلہ ہے بے انتہا اور تو
لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝۴ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝۵ بِاَيِّكُمُ
پیدا ہوا ہے بڑے خلق پر سو اب تو بھی دیکھ لیگا اور وہ بھی دیکھ لینگے کہ کون ہے تم میں
الْمَفْتُوْنُ ۝۶ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ
جو بچل رہا ہے بیشک تیرا رب وہی خوب جانے اسکو جو بہکا اس
سَبِيْلِهٖ ۠ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝۷ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۸
کی راہ سے اور وہی خوب جانتا ہے راہ پانیوالوں کو سو تو کہنا مت مان جھٹلانیوالوں
وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝۹ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ
کا وہ چاہتے ہیں کسی طرح تو ڈھیلا ہو تو وہ بھی ڈھیلے ہوں اور تو کہا مت مان کسی قسمیں کھانیوالے

سورۂ ملک میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

تبٰرک الذی بیدہ الملک ۔ چھ عقلی دلیلوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔

سُورۃ قلم

ربط | سورۂ تبارک الذی میں ثابت کیا گیا تھا کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس صفت میں اس کا کوئی شریک نہیں اب سورۂ قلم میں خبردار کیا گیا کہ مشرکین کوشش کریں گے کہ آپ اس مسئلہ میں نرم ہو جائیں، تاکہ وہ بھی آپ کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں یا یہ کہ وہ نرم ہو رہے ہیں تاکہ آپ بھی نرم ہو جائیں ان کا مقصد یہ ہے کہ آپ بے شک اللہ تعالیٰ کو برکات دہندہ مانیں، مگر ان کے معبودوں کا ذکر نہ کریں۔ مگر آپ اس میں ہرگز نرم نہ ہوں اور مداہنت نہ کریں ودوا لو تدھن فیدھنون ۝

خلاصہ | زجر، تسلیہ، دعوائے سورت، تخویف دنیوی، بشارت، تخویف اخروی۔ تعلق انتہاء بابتداء۔

تفصیل

نٓ والقلم وما یسطرون ــــ تا ــــ فلا تطع المکذبین ۝ زجر برائے مشرکین اور تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اہل علم اس پر شاہد ہیں کہ آپ مجنون نہیں ہیں، کیونکہ ایسے علوم و معارف کسی مجنون کی زبان سے نہیں نکل سکتے۔ ان مشرکین کو بہت جلد معلوم ہو جائیگا کہ دیوانہ کون ہے۔ ودوا لو تدھن فیدھنون ۝ یہ سورت کا دعویٰ ہے۔ مشرکین کی خواہش ہے کہ آپ نرمی اختیار کریں تو وہ بھی نرم ہو جائیں یا یہ کہ وہ نرمی اختیار کر رہے ہیں تاکہ آپ بھی نرم ہو جائیں ولا تطع کل حلاف مھین ــــ تا ــــ سنسمہ علی الخرطوم ۝ لیکن آپ ان کی کوئی بات نہ مانیں اور مسئلہ کی تبلیغ کرتے رہیں اور صاف صاف ان کے معبودوں کے برکات دہندہ ہونے کی نفی کرتے رہیں

انا بلونٰھم کما بلونا اصحٰب الجنۃ ــــ تا ــــ انا الی ربنا راغبون ۝ تخویف دنیوی کا ایک نمونہ۔ جس طرح ان باغ والوں کے خود ساختہ برکات دہندگان انکے باغ کو تباہی سے نہ بچا سکے اسی طرح اہل مکہ اپنے خود ساختہ برکات دہندہ معبودوں کو پکاریں کہ وہ ان سے قحط کو رفع کریں جو ہم نے ان پر مسلط کیا ہے۔ کذٰلک العذاب۔ الآیۃ۔ یہ اہل مکہ کو تنبیہ ہے کہ یہ عذاب تو دنیا میں ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بڑا ہے۔

ان للمتقین الآیۃ۔ بشارت اخرویہ برائے مؤمنین۔ افنجعل المسلمین کالمجرمین ۝ ــــ تا ــــ فلیاتوا بشرکائھم ان کانوا صٰدقین ۝ زجر برائے مشرکین۔ کیا ہم مسلمانوں کو ان مجرموں کے برابر کر دینگے؟ ہرگز نہیں۔ کیا ان کے پاس کوئی کتاب ہے جس میں ان کی مرضی کی باتیں تحریر ہیں یا ہم نے ان سے کوئی وعدے کر رکھے ہیں۔ یا ان کے شرکاء ہیں تو وہ انہی کا کوئی کمال دکھائیں؟ کچھ نہیں، ان میں سے کوئی بات بھی نہیں یوم یکشف عن ساق ــــ تا ــــ وھم سالمون ۝ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن مشرکین کو سجدہ کرنے کو کہا جائے گا تو وہ سجدہ کرنے کی کوشش کریں گے، مگر سجدہ نہیں کر سکیں گے، دنیا میں جب انکو سجدہ کرنے کا حکم دیا جاتا تھا تو وہ سجدہ نہیں کرتے تھے۔

فذرنی ومن یکذب ــــ تا ــــ ان کیدی متین ۝ مجھے چھوڑو! میں ان جھٹلانیوالوں کو مزید مہلت دوں گا اور پھر ان کو اچانک پکڑ لونگا۔ ام تسئلھم اجرا۔ الآیتین۔ زجر۔ کیا آپ ان سے اُجرت مانگتے ہیں جسے وہ بوجھ سمجھتے ہیں اس لئے نہیں مانتے یا ان کے پاس غیبی علوم ہیں جن سے ان کے معبودوں کا برکات دہندہ ہونا ثابت ہوتا ہے اس لئے وہ قرآن کو نہیں مانتے اور اس سے بے نیاز ہیں؟ فاصبر لحکم ربک ــــ تا ــــ فجعلہ من الصٰلحین ۝ آخر میں تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح ابتداء میں تھا۔ فرمایا آپ مشرکین کی تکلیفوں سے تنگ آکر عجلت نہ کریں اور ابھی صبر و تحمل سے کام لیں اور ہمارے احکام کا انتظار کریں۔ مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) کی طرح جلدی نہ کریں۔ وان یکاد الذین کفروا۔ الیٰ آخرہ۔ یہ سورت کی ابتداء سے متعلق ہے۔ جب آپ قرآن کی تلاوت کرتے اور اسکی تبلیغ فرماتے ہیں تو مشرکین غضب آلود نگاہوں سے گھور کر آپ کو دیکھتے تاکہ آپ ڈر کر تبلیغ چھوڑ دیں اور پھر یہ پروپیگنڈا بھی کرتے ہیں کہ (معاذ اللہ) آپ مجنون ہیں، حالانکہ یہ قرآن ساری دنیا کے لئے پند و نصیحت ہے ایسی کتاب کسی دیوانے سے صادر نہیں ہو سکتی جو علم و حکمت اور عبرت و موعظت سے لبریز ہو۔

۲ نٓ والقلم ــــ تا ــــ لعلیٰ خلق عظیم ۝ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ والقلم مع معطوف قسم ہے اور ما انت بنعمۃ ربک بمجنون جواب قسم ہے اور اس کے بعد کا مضمون متأنف ہے ما یسطرون سے مراد کراماً کاتبین ہیں یا اہل علم مراد ہیں جو علوم دین کو قید تحریر میں لاتے ہیں۔ ای الحفظۃ الذین یکتبون اعمال بنی آدم او العلماء الذین یکتبون علوم الدین (مظہری ج ۱۰ ص ۳۰) قلم جس سے علوم دین

جاتے ہیں نیز علماء دین اس پر گواہ ہیں کہ آپؐ بحمد اللہ تعالیٰ مجنون نہیں ہیں، کیونکہ آپ کی باتیں علم و حکمت سے لبریز ہوتی ہیں اور دیوانوں سے ایسی باتوں کا صدور نہیں ہوسکتا۔ نیز آپ نے جو قرآن پیش کیا ہے وہ علوم و معارف کا خزینہ اور اپنی لفظی اور معنوی خوبیوں کے اعتبار سے معجز اور بے مثل ہے۔ کیا کوئی دیوانہ بھی ایسی کتاب لاسکتا ہے ؟

۳ وان لك۔ آپ اپنے کام میں ثابت قدم رہیں، راہِ حق اور تبلیغ توحید میں آپ نے جو شدائد برداشت کئے ہیں ان کا آپ کو ایسا اجر و ثواب ملے گا جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔ ای ثوابا علی ما تحملت من اثقال النبوة (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۲۶) وانك لعلی خلق عظيم ہ خلق سے اخلاق و عادات مراد ہیں آپ کے خلق کو "عظیم" فرمایا، کیونکہ آپ کی ذاتِ گرامی میں تمام مکارم اخلاق علی الوجہ الاتم موجود تھے اور آپ قرآنی اخلاق و آداب کا مجسّم نمونہ تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب آپ کے خلق کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کان خلقه القرآن کہ آپ کا خلق قرآن ہے یعنی آپ کے تمام اعمال و افعال اور اخلاق و عادات قرآنی تعلیم کے عین مطابق تھے۔ یا خلق سے دین اسلام مراد ہے جو تمام دینوں سے افضل اور خدا کے یہاں سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ یہ حضرت ابن عباس رضؓ اور مجاہدؒ سے منقول ہے۔ قال ابن عباس و مجاهد: علی خلق علی دین عظيم من الاديان ليس دين احب الی الله تعالیٰ ولا ارضی عنده منه (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۲۷) و هو دين الاسلام (مظہری ج ۱۰ ص ۳۱)

۴ فستبصرون ويبصرون۔ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ المفتون مصدر ہے۔ یعنی الفتنة بمعنی الجنون (روح) بہت جلد دنیا ہی میں جب اسلام کو غلبہ حاصل ہو جائے گا اور یہ صنادید کفر اور اراکین شرک مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب و مقہور ہوں گے تو ان کا سارا غرور خاک میں مل جائے گا اس وقت آپ بھی مشاہدہ کرلیں گے اور وہ خود بھی دیکھ لیں گے کہ حقیقت میں دیوانہ اور مجنون کون ہے ؟

حاصل یہ ہے کہ اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ حقیقت میں دیوانے تو وہ خود ہیں۔ جنہوں نے دین حق سے اعراض کر کے دنیا اور آخرت میں ذلت و رسوائی مول لی اور اللہ کے سچے پیغمبر علیہ السلام کو جھوٹے طعنوں کا نشانہ بناتے رہے۔

۵ ان ربك۔ اللہ تعالیٰ دونوں جماعتوں کو خوب جانتا ہے جو سیدھی راہ سے گمراہ ہیں ان کو بھی جانتا ہے اور جو لوگ سیدھی راہ پر گامزن ہیں ان کو بھی، وہ دنیا و آخرت میں ہر ایک کے ساتھ اس کے حال کے موافق معاملہ فرمائے گا۔ جو لوگ حق سے منحرف ہیں حقیقت میں وہی مجانین ہیں اور اہل ایمان کمال عقل سے متّصف ہیں کیونکہ انہوں نے سیدھی راہ اختیار کی ہے۔

۶ فلا تطع المكذبين۔ فا تفریعیہ ہے۔ جب یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ بحمد اللہ مجنون نہیں ہیں، بلکہ یہ آپ کے مخالفین مجانین ہیں۔ اسلئے آپ ان حق کا انکار کرنے والوں کی اطاعت نہ کریں اور ان کی کوئی بات نہ مانیں۔

ودوا لو تدهن فيدهنون۔ یہ سُورت کا دعویٰ ہے۔ فيدهنون تمنی کا جواب نہیں ورنہ فيدهنوا ...... ہوتا۔ اس لئے یہ اصل میں فهم يدهنون ہے۔ مشرکین کی تمنّا اور خواہش ہے کہ آپ توحید کے معاملے میں نرم ہو جائیں یعنی ان کو شرک سے نہ روکیں اور ان کے معبودوں کی عاجزی اور بے بسی کا ذکر نہ کیا کریں، ویسے خود بڑی خوشی سے اپنے معبود کی عبادت کریں اور اس کے صفات و کمالات بیان کیا کریں اور اس کو برکات دہندہ سمجھیں لیکن ان کے معبودوں کو کچھ نہ کہیں اور یہ صراحت نہ کریں کہ وہ برکات دہندہ نہیں ہیں۔ تو اس صورت میں وہ بھی نرم ہو جائیں گے اور آپ پر طعن نہیں کرینگے اور نہ آپ کو تبلیغ اور خدائے واحد کی عبادت سے روکیں گے یا مطلب یہ ہے کہ وہ تو اب نرم ہو رہے ہیں اس خواہش میں کہ شاید آپ بھی نرم ہو جائیں۔ مگر یاد رکھئے مسئلۂ توحید میں ادنیٰ مداہنت کی بھی اجازت نہیں۔ آپ اس میں نرم نہ ہونا اور صاف صاف بیان کرنا کہ تمہارے خود ساختہ معبود عاجز ہیں اور کچھ نہیں کرسکتے۔ ای فهم يدهنون حينئذ او فهم الان يدهنون طمعا فی ادهانك (روح ج ۲۹ ص ۲۶)

۷ ولا تطع كل حلاف۔ اعادۂ صیغۂ نہی بُعدِ عہد کی وجہ سے ہے۔ حلاّف بات بات پر جھُوٹی قسمیں کھانے والا دنیوی کاموں میں بھی اور دینی امور میں بھی مثلاً غیر اللہ کو پکارتا ہے اور پھر قسمیں کھاتا ہے کہ میں نے اپنے فلاں معبود کو پکارا تھا اس لئے میرا کام ہوگیا۔ مهين گھٹیا اور پست ذہنیت رکھنے والا۔ هماز۔ اہل توحید کی عیب چینی کرنے والا۔ مشاء بنميم۔ اہل توحید کی چغلی کھانے والا۔ مناع للخير۔ بھلائی سے روکنے والا۔ معتد حد سے گذرنے والا۔ اثيم بہت بڑا مجرم۔ عتل بدزبان، کج خلق بعد ذلك یعنی اس کے علاوہ زنیم شر و فساد میں معروف۔ من الروح والبيضاوی۔

یہ مکذبین کی صفات ہیں جنکی بات ماننے سے آپ کو منع کیا گیا ہے۔ ان كان ذا مال وبنين۔ لامِ تعلیلیہ مقدر ہے۔ ای لان كان اور یہ لا تطع کی علت ہے۔

حاصل یہ ہے کہ ایسی برائیوں کے حامل کی اس لئے بھی اطاعت نہ کر کہ وہ بڑا مال دار اور کثیر آل اولاد والا ہے۔ ان کی باتوں کی پرواہ مت کر اور اپنا کام "تبلیغ" کئے جا۔

ف۸ اذا تتلی علیہ۔ یہ شکوی ہے، جب ایسے زنیم اور بہ بدی موصوف کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہہ دیتا ہے کچھ نہیں یہ تو محض گذشتہ لوگوں کے قصے کہانیاں ہی ہیں۔ سنسمہ علی الخرطوم۔ ان بد قماشوں کے لئے وعید ہے دنیوی۔ یہ لوگ پیغمبر علیہ السلام کے اتباع سے ناک بھوں چڑھاتے اور آپ کی پیروی میں شرم و عار محسوس کرتے۔ اس لئے ہم دنیا ہی میں ان کو ذلیل و رسوا کرکے ان کی بڑائی خاک میں ملادیں گے اس طرح یہ تذلیل وتحقیر سے کنایہ ہے۔ وقیل المعنی سنلحق بہ عارا وسبۃ حتی یکون کمن وسم علی انفہ (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۳۷) یا یہ وعید اخروی ہے یعنی جس ناک سے وہ پھوں پھوں کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی سے ناک کٹتی ہے قیامت کے دن ہم اس کی وہی ناک کاٹیں گے اور جہنم کی آگ میں اس کو داغ دینگے۔ وقال بعض ھو فی الاخرۃ ومن القائلین بان ھذا وعید بامر یکون فیہما من قال ھو تعذیب بنار علی انفہ فی جہنم (روح ج ۲۹ ص ۲۹) تنبیہ۔ یہ آیتیں کسی مخصوص آدمی کے حق میں نہیں ہیں، بلکہ اس سے تمام وہ کفار مراد ہیں جو ان اوصاف سے متصف ہوں۔ شان نزول میں مخصوص شخص کے ذکر کا مطلب یہ ہے کہ وہ مخصوص فرد بھی اس میں شامل ہے، یہ مطلب نہیں کہ یہ آیتیں اس کے ساتھ مخصوص ہیں اور کسی اور کو شامل نہیں ہیں

ف۹ انا بلونٰھم۔ یہ تخویف دنیوی کا نمونہ ہے ضمیر منصوب اہل مکہ سے کنایہ ہے۔ "اصحاب الجنۃ" سے گذشتہ زمانے کے وہ بھائی مراد ہیں جنہوں نے ایک نہایت عمدہ باغ اپنے باپ سے وراثت میں پایا تھا۔ صنعاء الیمن کے قرب وجوار میں ایک شخص رہتا تھا جس کا ایک بہت اچھا باغ تھا جس میں ہر قسم کے میووں اور پھلوں کے درخت تھے یہ شخص بہت نیک تھا اور صرف خدا ہی کو برکات دہندہ سمجھتا تھا باغ کی پیداوار میں سے دل کھول کر خدا کی راہ میں خرچ کرتا اور مساکین کو کھلاتا تھا۔ مساکین صبح صبح ہی اس کے باغ میں پہنچ جاتے اور پھل توڑ کر ان کو کھلاتا اور ساتھ لے جانے کے لئے بھی دیتا اس کی وفات ہوئی تو اس کے بیٹوں نے سوچا کہ ہمارا باپ کوئی عقلمند نہیں تھا۔ وہ اپنی دولت فضول مسکینوں اور غریبوں میں بانٹ دیتا تھا اب انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ راتوں رات ہی پھل توڑ کر لے آئیں

مَّهِينٍ ﴿١٠﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيمٍ ﴿١١﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ
بیقدر کا / طعنے دے / چغلی کھاتا پھرے / بھلے کام سے روکے حد کو بڑھے

أَثِيمٍ ﴿١٢﴾ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ﴿١٣﴾ أَن كَانَ ذَا مَالٍ
بڑا گنہگار / اجڈ / ان سب کے پیچھے بدنام وہ ف۱ / اس واسطے کہ رکھتا ہے مال

وَبَنِينَ ﴿١٤﴾ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ ءَايَٰتُنَا قَالَ أَسَٰطِيرُ ٱلْأَوَّلِينَ ﴿١٥﴾
اور بیٹے ف۲ / جب سنائے شہ اس کو ہماری باتیں کہے یہ نقلیں ہیں پہلوں کی

سَنَسِمُهُۥ عَلَى ٱلْخُرْطُومِ ﴿١٦﴾ إِنَّا بَلَوْنَٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ
اب داغ دینگے ہم اسکو سونڈ پر ف۳ / ہم نے ان کو جانچا شہ ہے جیسا جانچا تھا

أَصْحَٰبَ ٱلْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا۟ لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ﴿١٧﴾
باغ والوں کو / جب ان سب نے شہ قسم کھائی کہ اسکا میوہ توڑینگے صبح ہوتے

وَلَا يَسْتَثْنُونَ ﴿١٨﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّن رَّبِّكَ
اور انشاء اللہ نہ کہا ف۶ / پھر پھیرا کر گیا شہ اس پر کوئی پھیرے والا تیرے رب کی طرف سے

وَهُمْ نَآئِمُونَ ﴿١٩﴾ فَأَصْبَحَتْ كَٱلصَّرِيمِ ﴿٢٠﴾ فَتَنَادَوْا۟
اور وہ سوتے ہی رہے / پھر صبح تک ہو رہا جیسے ٹوٹ چکا ف۸ / پھر آپس میں

مُصْبِحِينَ ﴿٢١﴾ أَنِ ٱغْدُوا۟ عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ
بولے صبح ہوتے / کہ سویرے چلو اپنے کھیت پر اگر تم

صَٰرِمِينَ ﴿٢٢﴾ فَٱنطَلَقُوا۟ وَهُمْ يَتَخَٰفَتُونَ ﴿٢٣﴾ أَن
توڑنا ہے / پھر چلے / اور آپس میں کہتے تھے چپکے چپکے / کہ

لَّا يَدْخُلَنَّهَا ٱلْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ ﴿٢٤﴾ وَغَدَوْا۟
اندر نہ آنے پائے اس میں آج تمہارے پاس کوئی محتاج / اور سویرے چلے

عَلَىٰ حَرْدٍ قَٰدِرِينَ ﴿٢٥﴾ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوٓا۟ إِنَّا
لپکتے ہوئے زور کے ساتھ / پھر جب اسکو شہ دیکھا بولے ہم

موضح قرآن ف۱ یہ کافر کے وصف ہیں آدمی اپنے اندر دیکھے اور یہ خصلتیں چھوڑے بدنام یعنی بدی کر مشہور ف۲ یعنی دنیا میں طالع مند ہے ف۳ کہتے ہیں یہ ولید بن مغیرہ تھا قریش میں ایک سردار ناک پر داغ شاید دنیا میں پڑا ہو یا آخرت میں پڑے گا جلنے کا ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۴ پانچ بھائی تھے ان کا باپ چھوڑ مرا ایک باغ میوے کا اس کی پیدائش سے سارا گھر آسودہ تھا جس دن میوہ توڑنا ٹھہراتا شہر کے فقیر سب جمع ہو آتے سب کو کچھ کچھ دیتا اسی سے برکت تھی پیچھے بیٹوں نے سمجھا کہ اتنا جو فقیر لے جاویں اپنا ہی کام آوے پھر مشورہ کیا کہ سویرے ہی توڑ کر گھر لے آویں فقیر جاوینگے تو وہاں کچھ بھی نہ پاوینگے اور اس پر ایسا یقین کیا کہ انشاء اللہ بھی نہ کہا ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۵ رات کو آگ لگی یا دہاڑ ن پڑی سب صاف ہو رہا

معانی الرحمٰن ف۱ یعنی سنت اللہ آنست کہ مردم بد اصل غالبا متصف باین صفات رذیلہ باشند ۱۲۔

کہ جب مساکین وہاں پہنچیں تو وہ پھل سمیٹ کر واپس آچکے ہوں۔ ایک کے سوا یہ تمام بھائی مشرک تھے اور اپنے خود ساختہ معبودوں کو برکات دہندہ سمجھتے تھے چنانچہ انہوں نے قسمیں کھا کر یہ فیصلہ کیا اور جب وہ یہ فیصلہ کر رہے تھے اس وقت وہ استثناء نہیں کر رہے تھے یعنی شرک سے اللہ تعالیٰ کی تقدیس وتنزیہ نہیں کر رہے تھے اور برکات دینے میں اللہ کو وحدہٗ لاشریک نہیں سمجھ رہے تھے اور انہیں یہ خیال نہیں آرہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی مشیت کے بغیر وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ قال ابوصالح: کان استثنائھم قولھم سبحان اللہ ربنا (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۴۱) مگر ان میں سے ایک جو علم وفہم اور عقل واعتقاد کے اعتبار

لَضَآلُّوْنَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ
تو راہ بھول آئے ف۱ نہیں ہماری تو قسمت پھوٹ گئی بولا بھلا ان کا
اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ
میں نے تم کو نہ کہا تھا کہ کیوں نہیں پاکی بولتے ف۲ اللہ کی بولے ف۱۳ پاک ذات ہے ہمارے رب
اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ
کی ہم ہی تقصیروار تھے پھر منہ کر کر ایکدوسرے کی طرف لگے
يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾
الاہنا دینے بولے ہائے خرابی ہماری ہم ہی تھے حد سے بڑھنے والے
عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا
شاید ہمارا رب بدل دے ہم کو اس سے بہتر ہم اپنے رب سے
رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ
آرزو رکھتے ہیں یوں آتی ہے ف۱۴ آفت اور آخرت کی آفت تو
اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ
سب سے بڑی ہے اگر ان کو سمجھ ہوتی البتہ ف۱۵ ڈرنے والوں کو
رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ
ان کے رب کے پاس باغ ہیں نعمت کے کیا ہم کردینگے ف۱۶ حکم برداروں کو
كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ
برابر گنہگاروں کے کیا ہوگیا تمکو کیسے ٹھہراتے ہو بات کیا
لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا
تمہارے پاس ف۱۷ کوئی کتاب ہے جس میں پڑھ لیتے ہو اس میں ملتا ہے تم کو جو تم
تَخَيَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى
پسند کر لو کیا تم نے ہم سے قسمیں لے لی ہیں ٹھیک پہنچنے والی

سے سب پر فائق تھا اس نے ان کو اس حرکت سے منع کیا تھا اور انہیں سمجھایا تھا کہ وہ خدا کی تسبیح وتقدیس کریں اور اللہ کے سوا کسی اور کو برکات دہندہ نہ سمجھیں مگر انہوں نے اس کی ایک نہ سنی۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کے باغ میں پہنچنے سے پہلے ہی اسکو آفت سماویہ سے تباہ وبرباد کردیا۔ فرمایا ہم نے ان باغ والوں کو دنیوی نعمتوں سے مالا مال کرکے آزمایا۔ مگر انہوں نے ناشکری کی اور اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ سمجھنے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو ان نعمتوں سے محروم کردیا گیا اسی طرح اہل مکہ کو ہم نے تمام دنیوی نعمتیں اور آسائشیں دیں اور سب سے بڑی نعمت ہم نے ان کو یہ عطا کی کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم کو ان میں مبعوث فرمایا مگر انہوں نے ان تمام نعمتوں کی بے قدری اور ناشکری کی اور اپنے معبودان باطلہ کو برکات دہندہ سمجھا تو ہم نے ان پر سخت ترین قحط مسلط کردیا ہے ف۱۰ اذ اقسموا۔ انہوں نے قسمیں کھا کر پختہ فیصلہ کرلیا کہ بالکل علی الصبح باغ میں پہنچ کر پھل توڑ لیں گے۔ مقصد یہ تھا کہ مساکین کے پہنچنے سے پہلے ہی اپنا کام ختم کرکے واپس آجائیں۔ ولا یستثنون ای ولا یسبحون بقرینۃ لولا تسبحون۔ اور قالوا سبحان ربنا۔ یعنی وہ شرک سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ وتقدیس نہیں کر رہے تھے اور برکات دہندہ ہونے میں اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک نہیں مانتے تھے بلکہ اپنے خود ساختہ معبودوں کو بھی برکات دہندہ سمجھتے تھے ف۱۱ فطاف علیھا۔ طائف سے جبریل علیہ السلام مراد ہیں جو عذاب الٰہی لے کر آئے تھے۔ یہ فیصلہ کرکے وہ سو گئے، رات کو اللہ نے اس پر ایسا عذاب نازل فرمایا کہ سارا باغ تباہ وبرباد ہو گیا اور زمین اس طرح صاف ہوگئی جس طرح وہاں سے سب کچھ کاٹ لیا گیا ہو۔ فتنادوا مصبحین۔ صبح ہونے کو ہوئی تو سب نے ایکدوسرے کو آواز دی کہ پھل توڑنا ہے تو جلدی جلدی باغ میں پہنچو چنانچہ سب روانہ ہوئے اور آہستہ آہستہ ایکدوسرے سے کہتے جارہے تھے کہ آج کوئی مسکین ہمارے قریب نہ آنے پائے وغدوا علی حرد قدرین۔ حَرْد کے روکنا اور نہ دینا۔ چنانچہ جب وہ وہاں پہنچے تو وہ خوش تھے اور اپنے زعم میں سمجھ رہے تھے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہیں اور آج وہ مسکینوں کو کچھ بھی نہیں دینگے ۱۲ ف فلما رأوھا۔ جب وہ باغ کی جگہ پہنچے تو اسے اُجڑا ہوا دیکھ کر بولے رات کے اندھیرے میں ہم راستہ بھول گئے ہیں اور اپنے باغ کے بجائے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بوستان دیگر است بوستان مانیست ۱۲۔ ف۲ یعنی رجوع رجوع سجدا کنید ۱۲۔

کسی دوسری جگہ پہنچ گئے بل نحن محرومون لیکن جب انہوں نے آس پاس کے کھیتوں اور زمینوں کا بغور جائزہ لیا تو سمجھ گئے کہ یہ جگہ تو ہمارے ہی
باغ کی ہے اور ہم راستہ نہیں بھولے بلکہ اللہ نے اس کو اجاڑ کر ہمیں اس کے پھل سے محروم کر دیا ہے قال اوسطہم۔ اب ان میں جو سب سے اچھا بھائی
تھا، وہ بولا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم خدا کی تسبیح و تقدیس کیوں نہیں کرتے ہو اور برکات دینے میں اس کو وحدہ لاشریک کیوں نہیں سمجھتے ہو؟
۱۳ قالوا سبحٰن ربنا۔ اب ان کے ہوش ٹھکانے آئے اور فوراً بول اٹھے ہمارا پروردگار شرک سے پاک ہے بے شک ہم غیر اللہ کو برکات دہندہ سمجھ

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ
قیامت کے دن تک کہ تم کو ملے گا جو کچھ تم ٹھہراؤ گے پوچھ ان سے کونسا ان
بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۚ فَلْيَاْتُوْا
میں اس کا ذمہ لیتا ہے کیا ان کے واسطے کوئی شریک ہیں پھر تو چاہیئے لے آئیں
بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۴۱﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ
اپنے اپنے شریکوں کو اگر وہ سچے ہیں جس دن کہ کھولی جائے
عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾
پنڈلی اور وہ بلائے جائیں سجدہ کرنے کو پھر نہ کر سکیں
خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ وَقَدْ كَانُوْا
جھکی پڑتی ہونگی ان کی آنکھیں چڑھی آتی ہوگی ان پر ذلت اور پہلے ان
يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَذَرْنِيْ
کو بلاتے تھے سجدہ کرنے کو اور وہ تھے اچھے خاصے اب چھوڑ دے مجھ کو
وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ؕ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ
اور ان کو جو کہ جھٹلائیں اس بات کو اب ہم سیڑھی سیڑھی اتاریں گے
مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ
ان کو جہاں سے ان کو پتہ بھی نہیں اور ان کو ڈھیل دیتے جاتا ہوں بیشک میرا داؤ
مَتِيْنٌ ﴿۴۵﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ
پکا ہے کیا تو مانگتا ہے ان سے کچھ حق سو ان پر تاوان کا بوجھ
مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۷﴾
پڑ رہا ہے کیا ان کے پاس خبر ہے غیب کی سو وہ لکھ لاتے ہیں
فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ
اب تو استقلال سے راہ دیکھتا رہ اپنے رب کے حکم کی اور مت ہو جیسا وہ مچھلی والا

کر اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔ فاقبل بعضھم
اب وہ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور آخر
انہوں نے اعتراف کر لیا کہ انہوں نے جو کچھ بھی کیا
ہے وہ حدود اللہ سے تجاوز تھا۔ عسٰی ربنا ان
یبدلنا ہم اپنے کیے پر نادم ہیں اور اپنے پروردگار
سے امید رکھتے ہیں کہ اب جبکہ ہم اپنے کئے سے توبہ کر
چکے ہیں، وہ ہمیں اس کے عوض بہتر باغ عطا فرمائیگا
کیونکہ اب ہم توبہ کر کے اللہ کی طرف راغب ہو چکے ہیں
اور اس کی بارگاہ سے عفو و درگذر کی امید رکھتے ہیں
۱۴ کذلك العذاب۔ یہ اہل مکہ کو تنبیہ ہے یعنی
دنیا کا عذاب ایسا ہے جس میں تم کو مبتلا کیا گیا ہے
اور آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ سخت اور ہولناک
ہے۔ اگر وہ اس حقیقت کو جان لیں تو کفر و شرک اور
تکذیب و انکار سے باز آجائیں ۱۵ ان للمتقین
یہ مومنوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ جو لوگ کفر و شرک
سے بچنے والے ہیں ان کے لئے نعمتوں کے باغ ہیں جہاں
انھیں ہر قسم کی راحت و آسائش اور ہر نعمت میسر ہو گی۔
۱۶ افنجعل المسلمین۔ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ مشرکین
جب آخرت اور جنت و دوزخ کا ذکر سنتے تو کہتے اگر بالفرض
قیامت آ بھی گئی تو ہمارا اور مسلمانوں کا حال بعینہٖ وہی
ہو گا جو آج دنیا میں ہے یعنی ہم ان سے زیادہ دولت و ثروت
کے مالک ہونگے اور انکو ہم پر کوئی فوقیت اور بڑائی حاصل
نہیں ہو گی بلکہ زیادہ سے زیادہ وہ ہمارے برابر ہی ہونگے
اس پر ارشاد فرمایا: کیا ہم مسلمانوں کو ان سرکش اور باغی
و طاغی مجرموں کے برابر کر دیں گے؟ ہرگز نہیں، ایسا
نہیں ہو گا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے تم کیسی بے تکی اور
بے عقلی کی باتیں کرتے ہو۔ استفہام انکاری ہے ۱۷
ام لکم کتٰب۔ خطاب مشرکین سے ہے۔ کیا تمہارے پاس
کوئی آسمانی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو کہ اس میں
تمہاری مرضی کی باتیں موجود ہیں یعنی کیا اس میں لکھا ہے کہ ان کے معبود برکات دہندہ ہیں یا یہ کہ قیامت کے دن مسلمان ان کے برابر ہوں گے؟ ام لکم ایمان

موضح قرآن ف۱ پہلے اپنا مکان پہچانا کہیں اور جا نکلے۔ پیچھے سمجھا کہ ہم بدنصیب ہوئے۔ ف۲ یعنی اللہ کی طرف سے سمجھے یہ نعمت اور فقیر سے دریغ نہ رکھتے۔ ف۳
حشر کے دن ہر امت جس کو پوجتے تھے اس کے ساتھ جاوینگے مسلمان کھڑے رہ جاوینگے پروردگار آویگا۔ جس صورت میں نہ پہچانیں گے فرماوے گا میں
تمہارا رب ہوں میرے ساتھ آؤ کہیں گے نعوذ باللہ ہمارا رب آویگا تو ہم پہچان لینگے فرماویگا کچھ اسکا نشان جانتے ہو کہینگے جانتے ہیں پھر ظاہر ہوگا انکی پہچان کیموافق اور
پنڈلی کھولیگا تو سجدے میں گرینگے جو سچی نیت سے سجدہ نہ کرتا تھا اسکی پیٹھ نہ مڑے گی الٹا گر پڑیگا۔ یہ انکا اعتقاد توحید آزمانے کو تھا کہ صورت پوجنے کو ایسے بیزار ہیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ این کلہ کنایت است از شدت حال ۱۲ ف۲ یعنی یونس علیہ السلام ۱۲

یا ہم نے تمہارے ساتھ پختہ وعدے کر رکھے ہیں جن کو پورا کرنا قیامت تک ہمارے ذمہ ہے اور جو کچھ تم کہہ رہے ہو، ہم اس کو ضرور پورا کریں گے کہ قیامت کے دن تم مسلمانوں کے برابر ہو گے (بالغۃ) ای ثابتۃ لکم الی یوم القیامۃ لا نخرج عن عھدھا الا یومئذ اذا حکمنا لکم و اعطینا کم ما تحکمون (روح ج ۲۹ ص ۳۴)

۱۸ھ سلھم۔ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، فرمایا آپ ان دعویداروں سے سوال تو کریں کہ ان کے اس دعوے کا ضامن کون ہے کہ قیامت کے دن ان کا انجام بھی ویسا ہی ہوگا جیسا کہ مسلمانوں کا ہوگا۔ ای سل یا محمد ھؤلاء المتقولین علی ایھم کفیل بما تقدم ذکرہ وھو ان لھم من الخیر ما للمسلمین (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۴۷)

۱۹ھ ام لھم شرکاء۔ اچھا اگر مذکورہ بالا باتوں میں سے کوئی بات نہیں تو کیا ان کے شرکاء ہیں جو ان کے اس دعوے کو صحیح کر دکھائیں گے تو وہ اپنے ان شرکاء کو لے آئیں اور ان کا کوئی کمال تو دکھائیں جس سے ثابت ہو کہ وہ واقعی برکات دہندہ ہیں۔

۲۰ھ یوم یکشف۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ الکشف عن ساق، پنڈلی کھولنا شدتِ امر اور صعوبتِ کار سے کنایہ ہے کیونکہ جب انسان کوئی کٹھن کام کرتا ہے تو پنڈلی سے تہبند سمیٹ لیتا ہے۔ قیامت کے دن جب شدتِ ہول اور افراتفری کا دور دورہ ہوگا اس وقت ان مشرکین سے سجدہ کرنے کو کہا جائے گا تو وہ فوراً سجدہ کرنے کے لئے جھکنے کی کوشش کریں گے مگر ان کی پیٹھوں کو تختوں کی مانند سخت کر دیا جائے گا اور وہ سجدہ نہیں کر سکیں گے۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی اور ان کے چہروں پر ذلت و رسوائی کے آثار نمایاں ہوں گے۔ مومنوں کے چہرے روشن اور درخشاں ہوں گے لیکن کفار و مشرکین کے چہرے نہایت سیاہ ہوں گے۔ دنیا میں ان کو خدائے واحد کی بارگاہ میں سجدہ کرنے کی دعوت دی جاتی تھی تو وہ اکڑتے تھے حالانکہ اس وقت وہ صحیح سالم تھے اور سجدہ کر سکتے تھے۔ دنیا میں وہ سجدہ سے استکبار کرتے تھے تو قیامت میں بھی ان کو سجدہ کرنے کی استطاعت سے محروم کر دیا جائے گا۔

۲۱ھ فذرنی۔ یہ سزا دینے پر تمکن و قدرت سے کنایہ ہے۔ مجھے چھوڑ دو تو سہی میں ان جھٹلانے والوں کے لئے کافی ہوں اور میں ان کو ٹھیک کر لونگا۔ ہم ان کو مہلت دیں گے اور ان کو نعمتوں سے نوازیں گے اور ان کو معلوم بھی نہ ہوگا کہ یہ ان کے لئے استدراج ہے اور پھر ہم ان کو اچانک پکڑ لیں۔ میری تدبیر ایسی محکم ہے کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی کید سے مراد انتقام ہے بصورت انعام و امہال فالکید من اللہ الانتقام بصورۃ الانعام (مظہری ج ۱۰ ص ۴۳)

۲۲ھ ام تسئلھم۔ یہ معاندین کیوں نہیں مانتے، کیا آپ تبلیغ و ارشاد پر ان سے کوئی معاوضہ طلب کرتے اور وہ اس تاوان کو بوجھ سمجھ کر آپ سے اعراض کرتے ہیں؟ استفہام انکاری ہے یعنی ایسا نہیں ہے۔ آپ ان سے کسی معاوضہ یا مالی تعاون کا مطالبہ نہیں کرتے، تو پھر ان کے انکار و جحود کی کیا وجہ ہے؟ ام عندھم الغیب یا ان کے پاس غیب سے علم آتا ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ ان کے معبود برکات دہندہ ہیں جسے وہ لکھ لیتے ہیں اور پھر اس کے مطابق من مانی باتیں کرتے رہتے ہیں اور اس کی وجہ سے آپ کے علم سے بے نیاز ہیں اور اسی لئے آپ کو نہیں مانتے؟ استفہام انکاری ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہے (ام عندھم الغیب فھم یکتبون) ما یحکمون بہ ویستغنون بذلک من علمک (روح ج ۲۹ ص ۳۷)

حاصل یہ ہے کہ آپ ان کو بلا معاوضہ توحید کی دعوت دیتے ہیں اور وہ محض جہالت اور ضد و عناد کی وجہ سے آپ کی تکذیب کر رہے ہیں۔

۲۳ھ فاصبر۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ آپ مشرکین کی تکذیب اور ایذاء سے تنگ آ کر کوئی اقدام نہ کریں بلکہ صبر و تحمل سے سب کچھ برداشت کریں اور اللہ کے حکم کا انتظار کریں اور مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) کی مانند نہ ہوں، ورنہ کسی اور مصیبت میں گرفتار ہو جائیں گے۔ جس طرح یونس علیہ السلام نے عجلت سے کام لیا اور احوال و قرائن سے ہجرت کا جواز سمجھ کر اللہ کے حکم کا انتظار کئے بغیر ہی شہر سے نکل کھڑے ہوئے تو ہم نے بطور تنبیہ ان کو مچھلی کے پیٹ میں قید کر دیا، جہاں انہوں نے کرب و الم کی حالت میں ہم سے فریاد کی اور اپنی لغزش کا اعتراف کیا تو ہم نے محض اپنی رحمت سے ان کو رنج و الم سے نجات دی مکظوم۔ مغموم و مکروب۔

۲۴ھ لولا ان تدارکہ۔ اگر اللہ کی نعمت و رحمت اس کی دستگیری نہ کرتی تو اسے کرامت و حرمت سے محروم کر کے چٹیل میدان میں پھینک دیا جاتا، لیکن اللہ کی رحمت نے اس کی دستگیری کی، تو اللہ نے ان کے اعتراف اور تسبیح کی بدولت ان کے درجات میں مزید ترقی عطا فرمائی اور ان کو کاملین میں داخل فرمایا۔ یہاں تک کہ اس کے بعد کوئی ان سے خلافِ اولیٰ کام سرزد نہ ہوا (من الصلحین) من الکاملین فی الصلاح

بان عصمه من ان یفعل ما ترکه اولی (بیضاوی ج ۲ ص ۳۹۳) ف۲۵ وان یکادوا۔ یہ سورت کی ابتداء سے متعلق ہے۔ جب آپ قرآن کی تلاوت فرماتے اور توحید کی تبلیغ اور صرف اللہ کے برکات دہندہ ہونے کا اعلان کرتے ہیں، تو مشرکین قہر آلود نگاہوں سے آپ کو گھورتے ہیں تاکہ آپ مرعوب ہوکر تبلیغ کا کام چھوڑ دیں اور آپ کو مجنون بھی کہتے ہیں، مگر آپ ثابت قدم رہیں اور تبلیغ کا کام کئے جائیں۔ اللہ آپ کا حافظ و ناصر ہے السدی وسعید بن جبیر: یصرفونک عما انت علیہ من تبلیغ الرسالۃ (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۵۶) یصرفونک عما انت علیہ من تبلیغ الرسالۃ وانما اراد انہم ینظرون الیک اذا قرأت القرآن نظرا شدیدا بالعداوۃ والبغضاء یکاد یسقطک (خازن ج ۷ ص ۱۴۱) ف۲۶ وما ھو۔ حالانکہ یہ قرآن تمام دنیا جہان والوں کے لئے نصیحت ہے اور اس میں ان کے تمام ضروری امور کا بیان ہے اور اس کی تعلیمات ان کے لئے فلاحِ دارین کی ضامن ہیں، تو کیا ایسی عظیم الشان کتاب کے حامل کو اس کی تبلیغ سے روکنا اور اسے دیوانگی کا طعن دینا کہاں کی عقلمندی ہے؟

إِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿٤٨﴾ لَوْلَآ أَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ
جب پکارا اس نے اور وہ غصہ میں بھرا تھا ف۱ اگر نہ سنبھالتا ف۲ اسکو احسان تیرے
مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿٤٩﴾ فَاجْتَبٰهُ
رب کا تو پھینکا گیا ہی تھا چٹیل میدان میں الزام کھاکر ف۱ پھر نوازا اسکو
رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَإِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ
اس کے رب نے پھر کردیا اس کو نیکوں میں ف۲ اور ف۲۵ منکر تو
كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ
لگ ہی رہے ہیں کہ پھسلا دیں تجھکو اپنی نگاہوں سے جب سنتے ہیں قرآن
وَيَقُوْلُوْنَ إِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٥٢﴾ ع
اور کہتے ہیں ف۳ وہ تو باولا ہے ف۴ اور یہ ف۲۶ قرآن تو یہی نصیحت ہے سارے جہان والوں کو

ع ۲ ۱۹ ۴

سُوْرَةُ الْحَآقَّةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ
ف۱ سورہ حاقہ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی باون آیتیں ہیں اور اسمیں دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

الْحَآقَّةُ ﴿١﴾ مَا الْحَآقَّةُ ﴿٢﴾ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ﴿٣﴾
وہ ثابت ہوچکنے والی ف۱ کیا ہے وہ ثابت ہوچکنے والی ف۲ اور تونے کیا سوچا ہے وہ ثابت ہوچکنے والی
كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ﴿٤﴾ فَأَمَّا ثَمُوْدُ
جھٹلایا ف۳ ثمود اور ف۴ عاد نے اس کوٹ ڈالنے والی کو سو وہ جو ف۵ ثمود تھے
فَأُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ﴿٥﴾ وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ
غارت کردیے گئے ف۶ اچھال کر اور وہ جو عاد تھے سو برباد ہوئے ٹھنڈی
صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿٦﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ
سناٹے کی ہوا سے نکلی جائے ہاتھوں سے مقرر کردیا اسکو ان پر سات رات ف۷ اور آٹھ ف

موضح قرآن

ف یعنی اللہ کا حکم دیکھے تو بد دعا کر اور دیری کے سبب جھنجھلا کر نہ کر حضرت یونس کی طرح ۱۲ منہ ف۲ حضرت نے فرمایا جو کوئی کہے میں بہتر ہوں یونس سے وہ جھوٹا ہے ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی گھور گھور کر دیکھتے ہیں کہ ڈر کر چھوڑ دے ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی قیامت ۱۲ منہ رح ف۵ یعنی بھونچال سے ۱۲ منہ رح ف۶ یعنی فرشتوں کے ۱۲ منہ رح ف کٹتے یعنے رات دن لگتے تار۔

فتح الرحمٰن

ف۱ یعنی لیکن رحمت دررسید و بدحال نشد ۱۲۔ ف۲ و این کنایت است از شدت عداوت ایشان ۱۲ ف۳ مترجم گوید ظاہر نزدیک بندہ آنست کہ معنی آیت این است عقوبت ثابت چیست آن عقوبت ثابت و چہ چیز مطلع ساخت ترا کہ چیست آن عقوبت ثابت بعد ازان چند عقوبت گذشتہ را بیان فرمود۔ واللہ اعلم ۱۲۔

سورۃ القلم کی خصوصیّت

مسئلہ توحید کے بیان میں نرمی اور مداہنت سے ممانعت اور توحید کی خاطر تکلیفیں برداشت کرنے اور صبر و تحمل اختیار کرنے کی تلقین۔

۱

سُورۃ الحاقّۃ

ربط سورۃ القلم میں فرمایا تھا کہ تبارک کے دعویٰ میں آپ کو نرم کرنے کے لئے مشرکین نرمی کریں گے مگر آپ اس میں نرم نہ ہوں۔ اب سُورت میں اس دعوے کو نہ ماننے والوں کے لئے تخویفات ہیں دنیویہ بھی اور اخرویہ بھی۔

خلاصہ تخویف دنیوی کے پانچ نمونے، تخویف اخروی، بشارت اخرویہ، تخویف اخروی، حقانیت وحی پر استدلال۔ دعوائے سُورت۔

تفصیل

الحاقۃ ○ ما الحاقۃ ○ دعوی تبارک کو نہ ماننے والوں کے لئے تخویف، کذبت ثمود و عاد ــــ تا ــــ فھل ترٰی لھم من باقیۃ تخویف دنیوی کا پہلا اور دوسرا نمونہ۔ قوم ثمود اور قوم عاد نے جب اس دعوے کو نہ مانا اور اپنے خود ساختہ معبودوں کو برکات دہندہ سمجھنے پر اڑے رہے تو ان کو سخت ترین عذابوں سے دنیا میں تباہ و برباد کر دیا گیا وجاء فرعون ومن قبلہ والمؤتفکٰت بالخاطئۃ۔ تخویف دنیوی کا تیسرا اور چوتھا نمونہ۔ قوم فرعون اور قوم لوط علیہ السلام نے اپنے اپنے زمانے کے پیغمبروں کی نافرمانی کی تو اللہ نے انہیں سخت عذاب میں پکڑ لیا۔ انا لما طغا الماء حملنٰکم فی الجاریۃ۔ تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ۔ قوم نوح علیہ السلام کے سرکشوں اور منکروں کو طوفان میں غرق کر دیا اور مومنین کو کشتی میں سوار کر کے طوفان سے بچا لیا۔

فاذا نفخ فی الصور نفخۃ واحدۃ ــــ تا ــــ لا تخفٰی منکم خافیۃ۔ تخویف اخروی ہے فاما من اوتی کتٰبہ بیمینہ ــــ تا ــــ فی الایام الخالیۃ۔ بشارت اخرویہ۔ اہل جنت کو اعمالنامے داہنے ہاتھوں میں دیئے جائیں گے اور وہ خوشی سے پھولے نہ سمائیں گے اور فرطِ مسرت سے ہر ایک کو اپنا اپنا اعمالنامہ دکھائیں گے۔ ان کو جنت میں ہر قسم کی راحت و آسائش میسر ہو گی۔ واما من اوتی کتٰبہ بشمالہ ــــ تا ــــ لا یاکلہ الا الخاطئون۔ تخویف اخروی۔ مشرکین کو بائیں ہاتھوں میں اعمالنامے دیئے جائیں گے، وہ اپنے اعمالنامے دیکھ کر حسرت و تأسف سے کہیں گے ہائے کاش! انہیں اعمالنامے نہ دیئے جاتے اور اپنا حساب نہ جانتے ان کو جہنم کے اندر زنجیروں میں جکڑ کر ڈال دیا جائے گا۔

فلا اقسم بما تبصرون۔ قیامت کی دلیل یہ ہے کہ دنیا میں بہت سی چیزیں نظر نہیں آتیں مگر پھر بھی تم ان کے وجود پر یقین رکھتے ہو۔ اسی طرح اگر تم قیامت کا مشاہدہ نہیں کر سکتے، تو اس کا بھی انکار نہ کرو بے شک یہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو رب العٰلمین نے اپنے سچے رسول پر نازل فرمایا ہے۔ اگر یہ رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم پر افتراء کرے تو ہم اس کو پکڑ لیں اور اسکی رگِ حیات کاٹ ڈالیں اور کوئی ہمکو اس کام سے روک نہ سکے یہ قرآن ڈرنے والوں کے لئے نصیحت ہے اور جھٹلانے والوں کے لئے باعثِ حسرت ہے فسبح باسم ربك العظیم ○ آخر میں ذکر دعوے ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو برکات دہندہ سمجھو، صرف اسی کے نام میں برکت ہے اس لئے حاجات و مصائب میں صرف اسی کے نام کا وظیفہ پڑھو۔

۲ الحاقۃ۔ وہ آفت جو سچ مچ آنے والی ہے اور اس پر آنے والی ہے جو اسکا مستحق ہے اور جس کے آنے میں کوئی شک نہیں، وہ کیا ہے؟ اور تجھے کون بتائے وہ کس قدر ہولناک ہے؟ اس کے بعد تخویف دنیوی کے نمونے ذکر کئے گئے ہیں۔

۳ کذبت ثمود۔ یہ تخویف دنیوی کا پہلا اور دوسرا نمونہ ہے۔ قوم ثمود اور قوم عاد نے دیگر ضروریاتِ ایمان اور توحید و رسالت وغیرہ کے علاوہ قیامت کا بھی انکار کیا۔ القارعۃ، قیامت، کیونکہ وہ اپنے اہوال و شدائد کی وجہ سے لوگوں کو ہلا دے گی۔ والقارعۃ القیامۃ لانھا تقرع الناس باھوالھا (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۵۷) اس کے بعد دونوں قوموں کی ہلاکت کی تفصیل بیان فرمائی۔

۴ فاما ثمود۔ الطاغیۃ موصوف مقدر کی صفت ہے ای بالصیحۃ الطاغیۃ یعنی ایسی سخت چنگھاڑ جو شدت و فظاعت میں حد سے گذر چکی ہو۔ ای بالصیحۃ المجاوزۃ للحد فی الشدۃ (جلالین) واما عاد فاھلکوا۔ یہ قوم عاد کی ہلاکت کی تفصیل ہے۔ صَرصَرٍ۔ سخت ٹھنڈی۔ شدت برودت سے جلانیوالی عاتیۃ۔ سخت تند و تیز اور قابو سے باہر۔ حُسومٌ۔ متواتر یا جڑوں سے اکھاڑنے والی یا اس کے معنی ہیں۔ مشئوم یعنی نحس بدلیل فی ایام نحسات (حٰمٓ السجدہ ع ۲) مطلب یہ ہوگا کہ یہ ایام اس قوم کے حق میں نحس تھے، کیونکہ تمام دن برابر ہیں ان میں سعد

اَیَّامٍ لا حُسُوْمًا لا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى لا كَاَنَّهُمْ
دن تک لگاتار پھر تو دیکھے کہ وہ لوگ اس میں پچھڑ گئے گویا وہ
اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ﴿٧﴾ ج فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ﴿٨﴾
ڈھنڈ ہیں کھجور کے کھوکھلے پھر تو دیکھتا ہے کوئی ان میں کا بچا ﴿٩﴾
وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ
اور آیا فرعون اور جو اس سے پہلے تھے اور الٹ جانیوالی بستیاں خطائیں کرتے ہوئے
فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ﴿١٠﴾
پھر حکم نہ مانا اپنے رب کے رسول کا پھر پکڑا ان کو پکڑنا سخت
اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِى الْجَارِيَةِ ﴿١١﴾ لا لِنَجْعَلَهَا
ہم نے جوقت پانی اُبلا لاد لیا تم کو کشتی چلتی میں تاکہ رکھیں اس
لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿١٢﴾ فَاِذَا نُفِخَ
کو تمہاری یادگاری کیواسطے اور سنیت کر رکھے اس کو کان سنیت کر رکھنے والا پھر جب کہ پھونکا
فِى الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿١٣﴾ لا وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ
جائے صور میں ایک بار پھونکنا اور اٹھائی جاوے زمین اور
الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿١٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ
پہاڑ پھر کوٹ دیے جائیں ایک بار پھر اس دن ہو پڑے
الْوَاقِعَةُ ﴿١٥﴾ لا وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴿١٦﴾
ہو پڑنے والی اور پھٹ جائے شہ آسمان پھر وہ اس دن بکھر رہا ہے
وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ط وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ
اور فرشتے ہونگے اس کے کناروں پر اور اٹھائیں گے تخت تیرے رب کا اپنے اوپر
يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿١٧﴾ ط يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ
اس دن آٹھ شخص ف اس دن سامنے کئے جاؤگے چھپی نہ رہے گی تمہاری

نحس کی کوئی تفریق نہیں۔ خاویۃ بوسیدہ، کھوکھلی، اندر سے خالی۔ جیساکہ دوسری جگہ فرمایا کانھم اعجاز نخل منقعر (القمر ع ۱) قوم عاد کو اس تند و تیز ہوا سے ہلاک کیا گیا جو سخت ٹھنڈی اور بے قابو تھی اور سات راتیں اور آٹھ دن ان پر مسلّط رہی۔ وہ لوگ مردہ ہو کر زمین پر اس طرح گر پڑے جس طرح کھجوروں کے بوسیدہ اور کھوکھلے تنے زمین پر گرے پڑے ہوں ان میں سے کوئی زندہ نہ بچ سکا۔ باقیۃ ای نفس باقیۃ یا بمعنی مصدر ہے۔ ای بقاء ۵ وجاء فرعون ومن قبلہ۔ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ۔ والمؤتفکٰت۔ تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ۔ وہ بستیاں جو الٹ دی گئیں مراد اھل المؤتفکٰت ہیں یعنی ان بستیوں کے باشندے، مراد قوم لوط ہے کیونکہ ان کی بستیوں کو تہ و بالا کر دیا گیا تھا (قرطبی بیضاوی، روح) الخاطئۃ مصدر ہے بمعنی الخطا اور اس سے تکذیب رسل مراد ہے جیساکہ فعصوا رسول ربھم سے اس کی تفصیل کی گئی ہے رابیۃ فائق اور بڑھ کر یعنی قوم فرعون اور اس سے پہلے مکذبین اور قوم لوط علیہ السلام نے اپنے اپنے وقت کے پیغمبروں کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسی سخت گرفت کی جو بہت سی سرکش قوموں کی گرفت سے زیادہ شدید اور ہولناک تھی ۶ انا لما طغا المآء۔ یہ تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ ہے۔ طغا المآء۔ یعنی اپنی حد معتاد سے تجاوز کر گیا یہانتک کہ اونچے اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں سے بھی کئی گز اوپر چڑھ گیا۔ جاوز الحد المعتاد حتی انہ علا علی اعلی جبل خمس عشرۃ ذراعا (روح ج ۹ ص ۴۴) مراد طوفان نوح علیہ السلام ہے۔ حملنٰکم میں تجوز ہے یعنی تمہارے آبا و اجداد کو کشتی میں اٹھایا اور تم ان کی صلبوں میں تھے حملنٰکم ای فی اصلاب اٰباءکم فی الجاریۃ (بحر ج ۸ ص ۳۲۲) واللفظ لہ بیضاوی ج ۲ ص ۳۹۴) ہم نے طوفان نوح میں تمام مشرکین کو غرق کر دیا اور تمہارے باپ دادوں کو کشتی نوح ؑ میں سوار کر کے طوفان سے بچا لیا تاکہ ہم اس واقعہ کو تمہارے لئے عبرت و نصیحت بنا دیں اور کام کی باتیں یاد رکھنے والے کان اس کو سن کر یاد رکھیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اے اہل مکہ تمہیں چاہئے تھا کہ اس مشہور و معروف واقعہ سے عبرت حاصل کرتے اور سبق سیکھتے کہ کہیں اس تمرد و سرکشی اور کفر و شرک میں انہماک پر کسی اسی ہی قسم کے ہولناک عذاب سے دوچار نہ ہونا پڑے ۷ فاذا نفخ۔ یہ تخویف اخروی ہے نفخۃ سے نفخۂ اولیٰ مراد ہے جس سے سارا نظام کائنات درہم برہم ہو جائیگا یہی وہ وقت ہے جب قیامت قائم ہوگی، زلزلۂ قیامت اس قدر شدید ہوگا کہ زمین اور پہاڑ اپنی اپنی جگہوں سے ہٹ جائینگے اور قدرت الٰہیہ سے دونوں کو یکبارگی ایک زبردست جھٹکے سے ایکدوسرے پر اس شدت سے مار دیا جائیگا کہ زمین کے تمام

موضح قرآن ف ۱ اب چار کے کندھے پر ہے۔ اس دن چار اور لگیں گے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ

خَافِيَةٌ ١٨ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ
چھپی بات ـ سو جس کو ملا ف۵ اسکا لکھا داہنے ہاتھ میں وہ کہتا ہے
هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ١٩ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ
لیجیو پڑھیو میرا لکھا ف۱ میں نے خیال رکھا اس بات کا کہ مجھ کو ملیگا
حِسَابِيَهْ ٢٠ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ٢١ فِيْ جَنَّةٍ
میرا حساب سو وہ ہیں من مانتے گزران میں او نچے باغ
عَالِيَةٍ ٢٢ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ٢٣ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا
میں جس کے میوے جھکے پڑتے ہیں کھاؤ اور پیو رچ کر
بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ٢٤ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ
بدلا اسکا جو آگے بھیج چکے ہو تم پہلے دنوں میں اور جس کو ملا
كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ٢٥
اسکا لکھا ف۲ بائیں ہاتھ میں وہ کہتا ہے کیا اچھا ہوتا جو مجھ کو نہ ملتا میرا لکھا
وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ٢٦ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ٢٧
اور مجھ کو خبر نہ ہوتی کہ کیا ہے حساب میرا کسی طرح وہی موت ختم کر جاتی
مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ٢٨ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ٢٩
کچھ کام نہ آیا مجھ کو میرا مال برباد ہوئی مجھ سے حکومت میری ف۳
خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ٣٠ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ٣١ ثُمَّ فِيْ
اس کو پکڑو ف۱ پھر طوق ڈالو پھر آگ کے ڈھیر میں اس کو ڈالو پھر ایک
سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ٣٢ اِنَّهٗ
زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے اس کو جکڑ دو وہ تھا
كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ٣٣ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى
کہ یقین نہ ۱۲ه لاتا تھا اللہ پر جو سب سے بڑا اور تاکید نہ کرتا تھا

نشیب و فراز کوہ و دریا اور بحر و بر بالکل ہموار اور برابر ہو جائیں گے اور کہیں بلندی و پستی نظر نہیں آئے گی۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا فیذرھا قاعا صفصفا لا تری فیہا عوجا ولا امتا (طٰہٰ ع ۶) ف۸ وانشقت السماء۔ اس دن شدتِ زلزلہ کی وجہ سے آسمان نہایت کمزور ہوں گے اور ان میں شگاف پڑ جائیں گے اور جو فرشتے آسمانوں میں رہتے ہیں وہ آسمانوں کے ان اطراف و جوانب میں ہوں گے جہاں شگاف نہیں ہوں گے۔ ای جوانب السماء و اطرافہا التی بقیت بعد الانشقاق (مظہری ج۱۰ ص ۵۲) ویحمل عرش ربک اس دن اللہ تعالیٰ کے عرش کو فرشتوں کی آٹھ صفیں اٹھائے ہوں گی جن کی مجموعی تعداد کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں یہ حضرت ابن عباس رضؓ سے منقول ہے بعض نے کہا مراد آٹھ فرشتے ہیں۔ قال ابن عباس ثمانیۃ صفوف من الملائکۃ لا یعلم عددھم الا اللہ۔ و قال ابن زید ھم ثمانیۃ املاک (قرطبی ج۱۸ ص ۲۶۶) قیامت کے دن کسی شخص کی کوئی بات اور کسی کا کوئی عمل چھپا نہ رہے گی، بلکہ سب کچھ سامنے آجائیگا۔ کسی کی حق تلفی نہ ہوگی، نہ کسی پر زیادتی ہوگی اور ہر ایک کو اس کے عملوں کی پوری پوری جزاء و سزا ملے گی ف۹ فاما من اوتی کتبہ بیمینہ۔ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے ھآؤم اقرءوا کتابیہ سے تنازع فعلین میں بصریوں کے مذہب کی تائید ہوتی ہے۔ بصریوں کے نزدیک عمل دوسرے فعل کو دیا جاتا ہے اور پہلے فعل کا معمول مقدر ہوتا ہے اور کوفیوں کے نزدیک اس کے برعکس۔ یہاں بصریوں کے مذہب کے مطابق کتابیہ، اقرءوا کا مفعول ہے اگر وہ ھآؤم کا مفعول ہوتا تو اقرءوا کا مفعول ضمیر ہوتا اور اصل عبارت اقرءوہ ہوتی، کیونکہ جہاں مفعول کا اضمار ممکن ہو وہاں ترکِ اضمار اولیٰ اور مختار کے خلاف ہے۔ اس طرح کوفیوں کا مذہب اختیار کرنے میں خلافِ مختار کا ارتکاب لازم آتا ہے (مظہری۔ روح۔ بیضاوی) کتابیہ، حسابیہ، مالیہ اور سلطانیہ میں یا متکلم کی ہے اور ہا وقف کی ہے۔ مومن کو جب اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائیگا تو وہ مسرت و شادمانی سے ہر ایک کو اپنا اعمالنامہ دکھا کر کہے گا یہ لیجئے میرا اعمالنامہ ملاحظہ فرمائیے۔ وہ کہے گا: میرا تو خیال تھا کہ مجھے کسی سخت حساب کتاب کا سامنا کرنا پڑے گا، مگر اللہ کی مہربانی سے کام آسان ہوگیا ہے۔ تو وہ عالیشان باغ میں خوش و خرم زندگی بسر کرے گا۔ جنت کے درختوں کے میوے اگرچہ نہایت قریب ہوں گے لیکن جب اہل جنت ان کو توڑنا چاہیں گے تو درختوں کی ٹہنیاں جھک جائیں گی اور وہ بیٹھ کر بلکہ لیٹ کر بھی ہاتھ پھیلا کر میوے توڑ لیں گے کلوا واشربوا۔ اس سے پہلے یقال لھم مقدر ہے۔ اہل جنت سے کہا جائے گا جنت کے خوشگوار ماکولات و مشروبات کا لطف اٹھاؤ

موضح قرآن ف۱ یعنی خوشی سے ہر کسی کو دکھاتا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ ہر ایک کے اعمال کے کاغذ اڑا دینگے جس کے داہنے ہاتھ میں آیا نشان ہوا بھلائی کا اور جو بائیں ہاتھ میں آیا پیٹھ کی طرف سے تو نشان ہوا برائی کا۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اور یہ تمہارے ان نیک کاموں کا انعام ہے جو تم نے دنیا کی زندگی میں کئے ف۱۰ و اما من اوتی کتبہ بشمالہ ۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ کافر اور مشرک کو جب اعمالنامہ بائیں میں دیا جائے گا تو وہ حسرت و یاس سے کہیگا کاش! مجھے اعمالنامہ دیا ہی نہ جاتا اور نہ میں اپنا حساب کتاب ہی جانتا اے کاش! موت ہی فیصلہ کن ہوتی اور اس کے بعد مجھے دوبارہ نہ اٹھایا جاتا اور میں اپنے اعمالنامے کو نہ دیکھتا۔ آج نہ مال میرے کسی کام آیا اور سلطنت ہی باقی رہی۔ الغرض اس پر مکمل مایوسی اور نا امیدی چھائی ہوگی۔ یہ معاملہ جزاء و سزا کے فیصلہ سے پہلے کا ہے ف۱۱ خذ وہ ۔ جزاء و سزا کا فیصلہ ہوجانے کے بعد فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس کی گردن میں طوق ڈالدو اور اسے ستر گز لمبے زنجیر میں باندھ کر اس کو لٹکاؤ اور اسے جہنم میں پھینک دو۔ اس صورت میں ثم تعقیب ذکری کے لئے ہوگا۔ یا مطلب یہ ہے کہ اسے زنجیروں میں جکڑو اور جہنم میں پھینک دو اور پھر ستر گز لمبے زنجیر میں اسے جہنم کے اندر جکڑ دو تاکہ وہ ہل جل نہ سکے ف۱۲ انہ کان لا یؤمن ۔ یہ ماقبل کی علت ہے۔ کافر اور مشرک کی یہ سزا اس لئے ہوگی کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے تھے، بلکہ اس کے سوا اپنے خود ساختہ معبودوں کی بھی عبادت کرتے اور ان کو برکات دہندہ سمجھتے تھے نیز وہ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی نہ دوسروں کو ترغیب دیتے تھے نہ اپنے مال سے مسکینوں کو خود کھلاتے اور نہ اپنے خادموں کو اس کا حکم دیتے۔ فلیس لہ الیوم۔ اس لئے آج یہاں ان کا کوئی دوست اور غمخوار نہیں۔ نہ آج ان کے لئے کوئی عمدہ خوراک ہے البتہ پیپ ہے جو جہنمیوں کے زخموں سے بہتی ہوگی۔ یہی ان کی خوراک ہوگی اور ان مجرموں کے سوا کوئی اسے نہیں کھائیگا ف۱۳ فلا اقسم جواب قسم محذوف ہے۔ لا تبصرون میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جو نظر نہیں آتیں مثلاً جن، اور فرشتے، یہ قیامت کے ثبوت پر استدلال ہے یعنی جس طرح دنیا میں بہت سی چیزیں تمہیں نظر نہیں آتیں مگر اس کے باوجود تم ان کا وجود تسلیم کرتے ہو۔ اس لئے آخرت جو نظر نہیں آتی اس کا بھی انکار نہ کرو بلکہ یہ دیکھو کہ آخرت کی خبر دینے والا کون ہے؟ انہ لقول رسول کریم یہ علیحدہ جملہ ہے۔ یہ ایک مکرم محترم رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبان سے نکلی ہوئی بات ہے جسے وہ اپنے پروردگار کی طرف سے تم تک پہنچا رہا ہے یہ اس کی اپنی بنائی ہوئی بات نہیں، نہ کسی شاعر کا قول ہے نہ کاہن کا۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں وہ نہ شاعر ہیں، نہ کاہن مگر اس کے باوجود تم بہت کم مانتے اور نصیحت پکڑتے ہو۔ یہ کلام رب العالمین کی طرف سے اترا ہے ف۱ انہ لقول رسول کریم

طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳۴﴾ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿۳۵﴾
فقیر کے کھانے پر سو کوئی نہیں آج اسکا یہاں دوستدار
وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾ لَّا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا
اور کچھ نہ ملے کھانا مگر زخموں کا دھوون کوئی نہ کھائے اس کو مگر
الْخَاطِئُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَا لَا
وہی گنہگار سو قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جو دیکھتے ہو اور جو چیزیں کہ
ع ۱ ۳۷ ۵
تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾ وَّمَا هُوَ
تم نہیں دیکھتے یہ کہا ہے ایک پیغام لانے والے سردار کا اور نہیں ہے یہ
بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَا بِقَوْلِ
کہا کسی شاعر کا تم تھوڑا یقین کرتے ہو اور نہیں ہے کہا
كَاهِنٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ
پریوں والے کا تم بہت کم دھیان کرتے ہو یہ اتارا ہوا ہے
رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾
جہان کے رب کا اور اگر یہ بنا لاتا کوئی بات ہم پر
لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾
تو ہم پکڑ لیتے اس کا داہنا ہاتھ پھر کاٹ ڈالتے اسکی گردن ف۱
فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ
پھر تم میں کوئی ایسا نہیں جو اس سے بچا لے ف۲ اور یہ نصیحت ہے
لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾
ڈرنے والوں کو اور ہم کو معلوم ہے کہ تم میں بعضے جھٹلاتے ہیں
وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ
اور وہ جو ہے پچھتاوا ہے منکروں پر اور وہ جو ہے یقین

موضح قرآن ف یعنی اگر جھوٹ بنا لاتا اللہ پر تو اول اس کا دشمن اللہ ہوتا۔ ہاتھ پکڑنا یہ دستور ہے گردن مارنے کا کہ جلاد اس کا داہنا ہاتھ پکڑ رکھتا ہے اپنے بائیں میں تا سرک نہ جاوے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید عادت سیاف آنست کہ دست اسیر را بدست چپ خود بگیر د و شمشیر بگردن او حوالہ کند لہذا بایں اسلوب گفتہ شد ۱۲۔

جواب قسم ہے۔ اور یہ قرآن کے کلام اللہ اور وحی الٰہی ہونے پر استدلال ہے۔ تم بہت سی چیزوں کا مشاہدہ کئے بغیر ہی ان کو تسلیم کرتے ہو، تو وحی کا بھی انکار نہ کرو، اگر تم اس کے نزول کو آنکھوں سے نہیں دیکھتے ہو۔

۴۴ ولو تقول۔ یہ صداقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل ہے۔ یمین کے معنی قوت و قدرت کے ہیں۔ اگر بالفرض محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ذمہ کوئی جھوٹی بات لگا دیتے، تو ہم ان کو پوری قوت کے ساتھ مواخذہ کرتے اور ان کی رگ حیات کاٹ دیتے اور پھر تم میں سے کوئی بھی ان کو ہماری گرفت سے نہ بچا سکتا۔ چونکہ اللہ کی طرف سے آپ پر کسی قسم کا عذاب نازل نہیں ہوا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ جو کچھ بھی بیان فرماتے ہیں وہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔

دجالِ قادیان مرزا غلام احمد نے اس آیت سے اپنی صداقت پر استدلال کیا ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہوتا تو اسکی رگ حیات کاٹ دی جاتی۔ مگر ایسا نہیں ہوا، لہذا وہ اپنے دعوئ میں مفتری نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کو اگر قانون کی بنیاد بنایا جائے تو اس سے جو قانون اخذ ہوتا ہے وہ سچے پیغمبروں کے لئے ہے کہ اگر وہ خدا پر افترار کریں تو ان کی رگِ حیات کاٹ دی جاتی ہے۔ اس آیت کو نبوت کے جھوٹے دعویداروں سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ جھوٹے دعویداروں کو تو بطور استدراج مہلت دی جاتی ہے، تاکہ اپنی روسیاہی اور بدبختی میں مزید اضافہ کرلیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ کا مرزا غلام احمد قادیانی اور اس قسم کے دوسرے دجالوں اور مفتریوں کو مہلت دینا بطور استدراج ہے اور یہ ان کی سچائی کی دلیل نہیں، بلکہ ان کے کاذب اور مفتری ہونے کی واضح برہان ہے۔

۴۸ وانہ لتذکرۃ۔ یہ قرآن خدا سے ڈرنے والوں کے لئے سراپا عبرت و نصیحت ہے وانا لنعلم۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ تم میں اس قرآن کو جھٹلانے والے بھی ہیں، ہم ان کو اس پر سخت سزا دیں گے اور یہ جھٹلانے والے آخر کفِ افسوس ملیں گے۔ جب وہ مومنوں کا ثواب اور کافروں کا عذاب دیکھیں گے تو انہیں سخت حسرت ہوگی کہ انہوں نے قرآن پر ایمان لاکر اس پر عمل کیوں نہ کیا۔ لحسرۃ یعنی سبب حسرت۔

۵۱ وانہ لحق الیقین۔ یہ قرآن ایسا یقینی ہے کہ اس میں کسی شک و ریب کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ اس کے مضامین نہایت محکم اور دلائل نہایت پختہ ہیں۔ فسبح باسم ربك العظیم۔ یہ سورت کا دعوی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر عیب سے اور ہر نوع شرک سے تنزیہ و تقدیس کرو اور اس کے سوا کسی کو برکات دہندہ نہ سمجھو۔

سُورۃ الحاقہ کی خصوصیّت

۱۔ دعوائ تبارک کو نہ ماننے والوں کے لئے تخویف اخروی۔

۲۔ اللہ تعالٰے کے سچے پیغمبر خدا پر افترار نہیں کرتے۔

سُورۃ المعارج

ربط | سُورۃ الحاقہ میں دعوائے تبارک کو نہ ماننے والوں کے لئے دنیوی اور اخروی تخویف سُنائی گئی اب چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ اس دعوے کے انکار سے باز آجاتے اور توحید و رسالت پر ایمان لے آتے، مگر اس کے بجائے وہ الٹا اللہ تعالیٰ سے عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں۔ سأل سائل بعذاب واقع (المعارج)۔

خلاصہ | زجر، تخویف اخروی، بشارت اخرویہ، زجر برائے مشرکین۔

تفصیل

سأل سائل ـــــ تا ـــــ ونرٰہ قریبًا ٥ یہ معاندین اس بڑی شان والے بادشاہ سے عذاب مانگتے ہیں، حالانکہ وہ عذاب تو ہر حال میں آئے ہی گا۔ اتنے بڑے عظیم شہنشاہ سے تو ان کو فضل و رحمت اور عفو و مغفرت کی درخواست کرنا چاہیئے تھی۔ واہ رے عقلمندو!

یوم تکون السماء ـــــ تا ـــــ وجمع فاوعیٰ ٥ تخویف اخروی۔ یہ عذاب قیامت کے دن واقع ہوگا۔ جبکہ کوئی دوست اور کوئی رشتہ دار کام نہ آسکے گا۔ ان الانسان خلق ھلوعا ـــــ تا ـــــ واذا مسہ الخیر منوعا ٥ یہ زجر ہے۔ الا المصلین ٥ الذین ھم علی صلاتھم دآئمون ٥ ـــــ تا ـــــ اولٰئک فی جنّٰت مکرمون ٥ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ مؤمنین ان صفتوں اور خوبیوں سے متصف ہوں گے وہ خدا کے عذاب سے محفوظ رہیں گے اور جنت کے باغوں میں اعزاز و اکرام کی زندگی بسر کریں گے۔

فمال الذین کفروا ـــــ تا ـــــ وما نحن بمسبوقین ٥ زجر۔ یہ معاندین حق سے روگردانی کرتے ہیں اور پھر یہ امید بھی رکھتے ہیں کہ انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا۔ فذرھم یخوضوا ـــــ تا ـــــ ذٰلک الیوم الذی کانوا یوعدون زجر مع تخویف اخروی، ان کو چھوڑ دیجئے لہو لعب میں اپنا وقت ضائع کرلیں، یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن ذلّت و رسوائی سے اپنے کئے کا مزہ چکھ لیں گے۔

ف ۲ سأل سائل۔ للکٰفرین، واقع سے متعلق ہے من اللہ، دافع سے متعلق ہے یعنی اس عذاب کے اللہ کی طرف سے وقوع کو کوئی روکنے والا نہیں یا واقع سے متعلق ہے۔ ذی المعارج سیڑھیوں والا مراد آسمان ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت شان کی طرف اشارہ ہے۔ فی یوم، تعرج سے متعلق ہے۔ فرشتے جب اپنے اپنے مخصوص مقامات میں واپس جاتے ہیں، تو ان کو اتنا فاصلہ طے کرنا ہوتا ہے جسے طے کرنے کے لئے انسانوں کو پچاس ہزار سال کا عرصہ درکار ہو، لیکن فرشتے اس فاصلے کو چند لمحوں میں طے کرلیتے ہیں۔ ای عروج الملائکۃ الی المکان الذی ھو محلھم فی وقت کان مقدارہ علی غیرھم لو صعد خمسین الف سنۃ (قرطبی ج ۸ اص ۲۸۱) الروح سے جبریل امین علیہ السلام مراد ہیں (روح) یہ معاندین اللہ سے عذاب مانگتے ہیں، وہ عذاب جو لامحالہ کا فروں پر آنے والا ہے جسے کوئی روکنے والا نہیں۔ بڑی عظمت و شان والے اللہ کی طرف سے۔ جس کی جانب فرشتے انسانوں کے حساب سے پچاس ہزار سال کا فاصلہ طے کرکے پہنچتے ہیں یا فی یوم، واقع سے یا یقع مقدر سے متعلق ہے اور مراد قیامت کا دن ہے یعنی وہ عذاب اس دن میں واقع ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی ای یقع العذاب بھم فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ یعنی یوم القیامۃ (مظہری ج ۱۰ص ۶۱)

حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں یہ بطور تہکم و استہزاء فرمایا کہ اس عظیم الشان بادشاہ سے مانگنے والے نے کیا مانگا؟ عذاب، جو ان پر آنے ہی والا ہے اس کو مانگیں یا نہ مانگیں۔ واہ! شاباش! کیا ایسے شہنشاہ سے ایسی چیزیں مانگی جاتی ہیں؟

ف ۳ فاصبر صبرا۔ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ مشرکین کا مطالبۂ عذاب ازراہ عناد و استہزاء ہے۔ آپ ان کے تعنت و عناد اور تکذیب و انکار پر صبر و تحمل سے کام لیں۔ وہ عذاب کو عقل و امکان سے بعید سمجھتے ہیں لیکن ہم اسے بالکل نزدیک دیکھ رہے ہیں جو چیز لامحالہ آنے والی ہو وہ قریب ہی ہوتی ہے۔

ف ۴ یوم تکون السماء۔ تخویف اخروی۔ ظرف کا متعلق محذوف ہے جو سوال مقدر کا جواب ہے۔ یعنی وہ عذاب کب آئیگا؟ جواب دیا گیا جب آسمان تانبہ گداختہ کی مانند ہو جائیں گے۔ کانہ قیل متی یقع ذٰلک العذاب؟ یقع یوم تکون السماء الخ۔ افادہ الشیخ قدس سرہٗ۔ یا یقریبا سے متعلق ہے یا یقع مقدر سے۔ مراد اس سے قیامت کا دن ہے۔ قیامت کا منظر نہایت ہولناک ہوگا۔ قیامت کے دن آسمان پگھلی ہوئی دھات کی مانند سرخ ہو جائیں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی روئی کے گالوں کی مانند ہوں گے۔ اس دن کوئی مخلص سے مخلص دوست بھی اپنے کسی دوست کی خبر نہیں لے گا، حالانکہ سب دوست سامنے سامنے

ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے مگر کچھ کر نہیں سکیں گے

۵ یود المجرم لو یفتدی سے لے کر ثم ینجیہ تک یودّ کا مفعول ہے۔ قیامت کا منظر ایسا ہولناک اور عبرتناک ہوگا کہ اس دن مشرک کی تمنّا ہوگی کہ آج وہ اپنے بیٹوں کو، اپنی بیوی کو، اپنے بھائی کو، اپنے خاندان کو جو دنیا میں اس کا ناصر و حامی تھا، بلکہ دنیا میں رہنے والی ساری مخلوق کو بطور فدیہ دے کر عذاب سے اپنی جان بچالے۔ کلا۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں ہوگا اور عذاب سے کسی طرح بھی چھٹکارہ نہیں ہوسکیگا۔ انہا لظی وہ دوزخ کی آگ بھڑکتا ہوا شعلہ ہوگی اور دوزخیوں کی کھال ادھیڑ دے گی جنہوں نے دنیا میں دینِ حق سے منہ پھیرا اور اعراض کیا مال و دولت کا ذخیرہ کیا اور راہِ حق میں اس کو خرچ نہ کیا، وہ ان کو اپنی طرف بلائے گی اور کہے گی " او مشرک، او منافق، ادھر آ۔ فتقول النار الیّ یا مشرک، الیّ یا منافق، الیّ الیّ (مظہری ج ۱۰ ص ۷۴)

۶ ان الانسان۔ یہ زجر ہے۔ الانسان سے جنس انسان مراد ہے۔ کافر دل کا نہایت کمزور اور ضعیف ہوتا ہے۔ خیر و شر میں آپے سے باہر ہوجاتا ہے۔ چنانچہ جب اس کا حال بُرا ہو تو بُری طرح جزع فزع کرتا اور نا امید ہوجاتا ہے اور جب خوشحال ہو تو اتراتا ہے اور کارِ خیر میں خرچ نہیں کرتا۔ پچھلی دونوں آیتیں پہلی آیت کی تفسیر ہیں۔ (ان الانسان خلق ھلوعا) ثم فسرہ بقولہ (اذا مسہ الشر جزوعا) ای اذا اصابہ الضر فزع و جزع وانخلع قلبہ من شدۃ الرعب و أیس ان یحصل لہ بعد ذلک خیر (واذا مسہ الخیر منوعا) ای اذا حصلت لہ نعمۃ من اللہ بخل بہا علی غیرہ و منع حق اللہ تعالیٰ فیہا (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۲۱)

۷ الا المصلین۔ الا بمعنی لکنّ ہے اور استثناء منقطع ہے۔ الا بمعنی لکنّ، ناصبِ اسم اور رافعِ خبر ہوا کرتا ہے، اس کی خبر کبھی محذوف ہوتی ہے، کبھی مذکور۔ یہاں مذکور ہے۔ المصلین الخ اس کا اسم ہے اور اولٰئک فی جنّٰت مکرمون اس کی خبر ہے (رضی شرح کافیہ) اور یہ بعذاب واقع کے ساتھ متعلق ہے یعنی کافروں پر عذاب واقع ہوگا لیکن مصلّین (نمازی) جو اللہ کے مقبول بندے ہیں وہ جنّاتِ نعیم میں ہوں گے۔ یہ ان الانسان خلق ھلوعا کے ساتھ متعلق نہیں، تاکہ یہ معنی بن جائے کہ انسان دل کے خام ہیں، مگر نمازی

سورت کا موضوع ۱۲

الْيَقِينِ ﴿٥١﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٥٢﴾ ع ۵ ۲ ۶

کرنے کے قابل ہے اب بول پاکی اپنے رب کے نام کی جو ہے سب سے بڑا

سُورَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّاَرْبَعُونَ اٰيَةً وَّفِيهَا رُكُوعَانِ

لہ سورۂ معارج مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی چوالیس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ﴿١﴾ لِّلْكٰفِرِينَ لَيْسَ لَهٗ

مانگا لہ ایک مانگنے والے نے عذاب پڑنے والا منکروں کے واسطے کوئی نہیں اسکو

دَافِعٌ ﴿٢﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ﴿٣﴾ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ

ہٹانے والا آئے اللہ کی طرف سے جو چڑھتے درجوں والا ہے چڑھیں گے اس کی طرف فرشتے اور

الرُّوحُ اِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِينَ اَلْفَ

روح اس دن میں جس کا لہ لمباؤ پچاس ھزار

سَنَةٍ ﴿٤﴾ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا ﴿٥﴾ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ

برس ہے سو تو صبر کر لہ بھلی طرح کا صبر کرنا لہ وہ دیکھتے ہیں اس کو

بَعِيدًا ﴿٦﴾ وَّنَرٰىهُ قَرِيبًا ﴿٧﴾ يَوْمَ تَكُونُ السَّمَآءُ

دُور اور ہم دیکھتے ہیں اسکو نزدیک جس دن لہ ہوگا آسمان

كَالْمُهْلِ ﴿٨﴾ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ﴿٩﴾ وَلَا يَسْـَٔلُ

جیسے تانبا پگھلا ہوا اور ہونگے پہاڑ جیسے اون رنگی ہوئی اور نہ پوچھے گا

حَمِيمٌ حَمِيمًا ﴿١٠﴾ يُّبَصَّرُونَهُمْ ۭ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي

دوستدار دوستدار کو سب نظر آجائینگے ان کو چاہے گا لہ گنہگار کسی طرح چھڑوائی دیکر

مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ﴿١١﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيهِ ﴿١٢﴾

اس دن کے عذاب سے اپنے بیٹے کو اور اپنی ساتھ والی کو اور اپنے بھائی کو

موضح قرآن لہ یعنی پیغمبر نے تم پر عذاب مانگا ہے وہ کسی سے نہ ہٹایا جاوے گا اور پچاس ہزار برس کا دن قیامت ہے جب قبروں سے نکلیں اور جبتک دوزخ بہشت بھر چکے

فتح الرحمٰن لہ یعنی گفتند متی ہذا الوعد ان کنتم صادقین ۱۲ لہ یعنی جبرئیل ۱۲۔

اس سے مستثنیٰ ہیں، کیونکہ دل کے خام تو سب ہیں۔ افادہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یہاں دفعِ عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا بیان ہے اس سے محفوظ رہنے والے اللہ کے مقبول بندوں کی صفتیں حسب ذیل ہیں۔

ﮯ الذین ھم علیٰ صلاتھم دائمون۔ وہ نمازوں کو قائم کرتے ہیں یعنی نمازوں کو تمام آداب و فرائض کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ دائمون ای مواظبون (روح) دائمون ای مقیمون (صراح) ان کے اموال و مواشی میں فقراء و مساکین کا معیّن حق ہے۔ مراد زکوٰۃ فریضہ ہے وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں یعنی احسان کرتے ہیں السائل وہ فقیر جو سوال کرکے لے لے اور المحروم سے مراد وہ فقیر ہے جو کسی سے سوال نہیں کرتا اور محروم رہتا ہے۔ اس لئے ایسے مستحقین کی جستجو رکھنی چاہیئے اور خود بخود ان کو دینا چاہیئے والذین یصدقون۔ وہ قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور خدا کے عذاب سے ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔ ان عذاب ربھم غیر مامون ٥ جملہ معترضہ ہے جس میں عذابِ خداوندی کی شدت و عظمت کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا عذاب ایک ایسی چیز ہے جس سے کسی کو بھی بے خوف نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ہر ایک کو خواہ وہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو اس سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔

ﮱ والذین ھم لفروجھم حٰفظون ٥ وہ اپنی شرمگاہوں کو بدکاری سے محفوظ رکھتے ہیں اور ناجائز طریق پر ان کو استعمال نہیں کرتے، البتہ اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے استمتاع کرتے ہیں۔ جو شخص بیویوں اور لونڈیوں کے علاوہ شہوت رانی کی کوئی اور راہ تلاش کرے گا وہ حد سے تجاوز کرے گا۔ استمنار بالید، وطی فی الدبر اور نکاح متعہ وغیرہ ناجائز طریقوں میں داخل ہیں۔ نکاح متعہ کی تحقیق سورۂ مؤمنون کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ص ۷۵۴، حاشیہ ۷۔

ﯓ والذین ھم لامٰنتھم وعھدھم راعون وہ امانتوں کی حفاظت اور عہد و پیمان کو پورا کرتے ہیں۔ یعنی ظلم نہیں کرتے اور وہ اپنی شہادتیں پوری پوری ادا کرتے ہیں اور گواہی میں کمی بیشی اور ہیر پھیر نہیں کرتے اور وہ نمازوں کی پوری پوری حفاظت کرتے ہیں۔ اولٰئک فی جنّت مکرمون۔ یہ الا بمعنیٰ لکنّ کی خبر ہے۔ ان صفتوں سے متصف اللہ کے مقبول بندے جنت کے باغوں میں نہایت عزت و شان سے رہیں گے۔

وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا

اور گھرانے کو جس میں رہتا تھا اور جتنے زمین پر ہیں سب کو

ثُمَّ يُنْجِيهِ ﴿۱۴﴾ كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً لِلشَّوَىٰ ﴿۱۶﴾

پھر اپنے آپ کو بچالے ؎ ہرگز نہیں وہ تپتی ہوئی آگ ہے کھینچ لینے والی کلیجہ

تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ﴿۱۷﴾ وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ ﴿۱۸﴾ إِنَّ

پکارتی ہے اس کو جسنے پیٹھ پھیری اور پھیر کر چلا گیا اور جوڑا اور سینت کر رکھا بے شک

الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ﴿۱۹﴾ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ﴿۲۰﴾

آدمی ہے بنا ہے جی کا کچا جب پہنچے ان کو برائی تو بے صبرا

وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ﴿۲۱﴾ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ﴿۲۲﴾ الَّذِينَ

اور جب پہنچے ان کو بھلائی تو بے توفیقا مگر وہ ؎ نمازی جو

هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ﴿۲۳﴾ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ

؎ اپنی نماز پر قائم ہیں اور جن کے مال میں

حَقٌّ مَعْلُومٌ ﴿۲۴﴾ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ﴿۲۵﴾ وَالَّذِينَ

حصہ مقرر ہے مانگنے والے اور ہارے ہوئے کا اور جو

يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِينَ هُمْ مِنْ

یقین کرتے ہیں انصاف کے دن پر اور جو لوگ کہ اپنے

عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ﴿۲۷﴾ إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ

رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک ان کے رب کے عذاب کو کسی کو ڈر

مَأْمُونٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ﴿۲۹﴾ إِلَّا

نہ ہونا چاہیئے اور جو اپنی ؎ شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں مگر

عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ

اپنی جوروؤں سے یا اپنے ہاتھ کے مال سے سو ان پر نہیں کچھ

و نجیہ ۱۲

بشارت رحمۃ ۱۲

موضح قرآن ؎ سب نظر آجاویں گے یعنی دوستی انکی نکمی تھی۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۱۱ فمال الذین۔ زجر برائے کفار۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں نماز پڑھتے اور قرآن کی تلاوت فرماتے تو مشرکین دوڑتے ہوئے آتے اور ٹولیوں کی صورت میں آپ کے ارد گرد جمع ہوکر استہزاء کرتے اور کہتے اگر یہ لوگ جنت میں چلے گئے تو ہم ان سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں مہطعین ای مسرعین۔ عزین، عِزۃ کی جمع ہے ای جماعات فی تفرقۃ۔ مہطعین اور عزین، الذین کفروا سے حال ہیں۔ عزین مہطعین کی ضمیر سے حال ہے یا یہ کان محذوف کی خبر ہے ای کانوا عن الیمین الخ اہل عرب بسا اوقات کان کو مع اسم حذف کرکے خبر کو باقی رکھتے ہیں۔ کما قال

مَلُوْمِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

الاہنا — پھر جو کوئی ڈھونڈے اس کے سوائے سو وہی ہیں

الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ

حد سے بڑھنے والے اور جو لوگ کہ اپنی امانتوں اور اپنے قول کو

رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾

نباہتے ہیں اور جو اپنی گواہیوں پر سیدھے ہیں

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓئِكَ

اور جو اپنی نماز سے باخبر ہیں وہ لوگ ہیں

فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ

باغوں میں عزت سے — پھر کیا ۱۱ ہوا ہے منکروں کو تیری طرف

مُهْطِعِيْنَ ﴿۳۶﴾ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾

دوڑتے ہوتے آتے ہیں داہنے سے اور بائیں سے غول کے غول

اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ﴿۳۸﴾

کیا طمع ۱۲ رکھتا ہے ہر ایک شخص ان میں کہ داخل ہو جائے نعمت کے باغ میں

كَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ

ہرگز نہیں ہمنے ان کو بنایا ہے جس سے وہ بھی جانتے ہیں ف۱ ف۱ سو ۱۳ میں قسم کھاتا ہوں

الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَلٰٓى اَنْ

مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی تحقیق ہم کرسکتے ہیں کہ

نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۴۱﴾ فَذَرْهُمْ

بدل کر لے آئیں ان سے بہتر اور ہمارے قابو سے نکل نہ جائیں گے ۱۴ سو چھوڑ

يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۲﴾

دے ان کو کہ باتیں بنائیں اور کھیلا کریں یہاں تک کہ مل جائیں اپنے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ ہے

ع ۲ / ۴۵ / ۷

زجر برائے کفار ۱۲

مشرکین کے قول باطل کا جواب ۱۲

زجر مع تخویف دنیوی ۱۲

ابن مالك في الالفية ـ
يحذفونها ويبقون الخبر ۞ بعد إن ولو كثيرا اشتهر

افادہ الشیخ قدس سرہٗ۔ یعنی ان کافروں کو کیا ہوا ہے کہ آپ کی طرف دوڑ دوڑ کر آتے اور چاروں طرف سے ٹولیاں بن کر گھیر ڈال لیتے ہیں اور کلام الٰہی کا تمسخر اڑاتے ہیں ۱۲ ایطمع۔ یہ مشرکین کے قول باطل کا جواب ہے کہ اگر یہ لوگ جنت میں گئے تو ہم ان سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ کیا ان میں کا ہر آدمی یہ امید رکھتا ہے کہ وہ دوزخ سے بچکر جنت میں داخل ہوجائیگا؟ ہرگز نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔ وہ ہم سے بھاگ کر جنت میں نہیں داخل ہوسکینگے۔ حالانکہ ہمنے انکو ایک چیز سے پیدا کیا ہے جسے وہ خوب جانتے ہیں یعنی ناپاک نطفہ سے تو یہ ناپاک نطفہ جب تک ایمان اور عمل صالح سے اپنی حد کمال کو نہ پہنچ جائے جنت میں داخل نہیں ہوسکتا (روح) ۱۳ فلا اقسم قدرت کاملہ کا بیان ہے۔ مشرق و مغرب کے مالک کی قسم ہم اس پر قادر ہیں کہ ان کو ہلاک کردیں اور انکی جگہ ایسے انسانوں کو لے آئیں جو ایمان و عمل میں ان کی بہتر ہوں اور اس کام سے ہم عاجز اور درماندہ نہیں ہیں ۱۴ فذرھم۔ زجر مع تخویف دنیوی۔ فرمایا آپ ان مشرکین کے عناد و تعنت اور استکبار و انکار کی پرواہ نہ کریں اور انکو استہزاء و انکار اور لہو و لعب میں منہمک ہونے دیں یہانتک کہ وہ اس دن کو پالیں جسکا انسے وعدہ کیا جارہا ہے۔ مراد قیامت کا دن ہے یعنی اب تو لہو و لعب میں کھوئے ہوئے ہیں اور حق کو نہیں مانتے قیامت کو دن سیدھے ہوجائینگے۔ یوم یخرجون۔ یہ وہ دن ہے جب وہ قبروں سے نکلکر جلدی جلدی چلیں گے گویا کہ نشانے کیطرف دوڑ رہے ہیں۔ جیسے انسان نشانے کی طرف سیدھا اور تیز دوڑتا ہے اسی طرح وہ بھی داعی کی طرف سیدھے دوڑینگے یوفضون ای یسرعون (روح) خاشعۃ ابصارھم انکی آنکھیں مارے خوف کے جھکی ہونگی اور ان پر ذلت و رسوائی چھائی ہوگی اور تبکیت و تحقیر کے طور پر ان سے کہا جائیگا کہ یہ ہے وہ دن جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا کہ اگر نہیں مانو گے تو قیامت کے دن دردناک اور رسوا کن عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ ذلک الیوم سے پہلے یقال لھم محذوف ہے۔

موضح قرآن ف۱ یعنی منی گہن کی چیز سے وہ کہاں لائق بہشت کے مگر جب ایمان سے پاک ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از منی ۱۲۔

سورہ نوح علیہ السلام

ربط سورۂ ملک سے لے کر سورۂ جن تک مضمون کے اعتبار سے گویا ایک ہی سورت ہے۔ سورۂ ملک" میں عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی اور برکات دہندہ نہیں۔ پھر سورۃ "القلم" میں فرمایا اس مسئلہ میں نرمی نہ کریں۔ اس کے بعد "الحاقۃ" میں اس دعوے کو نہ ماننے والوں کے لئے تخویفات اور ماننے والوں کے لئے تبشیرات کا بیان ہوا۔ پھر "المعارج" میں معاندین پر زجر کیا گیا کہ وہ عذاب سے ڈر کر ماننے کے بجائے الٹا عذاب طلب کر رہے ہیں۔ اب سورۂ نوح علیہ السلام اور سورۂ جن میں دلائل نقلیہ کا بیان ہوگا۔ سورۂ نوح علیہ السلام میں دلیل نقلی تفصیلی از حضرت نوح علیہ السلام مذکور ہے۔

خلاصہ

حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت۔ قوم کا انکار و استکبار۔ استیصال کفار کا ایک نمونہ اور حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ کے ضمن میں دلائل عقلیہ۔ حاصل یہ کہ تبلیغ توحید میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھو۔ اور مشرکین کی مخالفت اور ایذاء پر صبر کرو اور تبلیغ کا کام جاری رکھو۔

تفصیل

انا ارسلنا نوحا ــــــ تا ــــــ لو کنتم تعلمون ۰ دلیل نقلی تفصیلی از حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اور انکار و استکبار کی صورت میں ان کو خدا کے عذاب سے ڈرایا۔

قال رب انی دعوت قومی ــــــ تا ــــــ ومکروا مکرا کبارا ۰ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت نوح علیہ السلام کی طرف سے اپنی قوم کی شکایت۔ میرے پروردگار، میں نے اپنی قوم کو ہر ممکن طریق سے توحید کی دعوت دی۔ ان کو سمجھانے میں رات دن ایک کر دیا، بھری محفلوں میں بھی ان کو دعوت دی۔ اور فرداً فرداً بھی ان کو سمجھایا اور پھر دلائل عقلیہ کے ساتھ مسئلہ کو واضح کر کے پیش کیا۔ مگر باایں ہمہ ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ میں نے جتنا ان کو سمجھایا وہ اتنا ہی انکار و استکبار میں آگے بڑھے۔ وقالوا لا تذرن اٰلھتکم یہ قوم کے عناد و استکبار کا بیان ہے۔ مما خطیٰٓتھم اغرقوا تخویف دنیوی ہے۔ جب اللہ کا عذاب ان پر آیا تو ان کے مزعومہ معبودوں میں سے کوئی بھی ان کی مدد کو نہ پہنچا۔

وقال نوح رب لا تذر الخ آخر حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مشرکین میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ کیونکہ وہ ایمان والوں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔ اور ان کی نسل بھی فاجر اور مشرک ہوگی۔

۲ انا ارسلنا دلیل نقلی تفصیلی از نوح علیہ السلام۔ ہم نے نوح ع کو ان کی قوم کی طرف مبعوث کیا تاکہ وہ اپنی قوم کو سمجھائیں کہ دردناک عذاب کے آنے سے پہلے ہی دعوت توحید کو مان لو۔
قال یٰقوم۔ چنانچہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ میں تم کو واضح اور کھلے لفظوں میں خبردار کرنے آیا ہوں کہ اعبدوا اللہ واتقوہ تم صرف اللہ کی عبادت کرو۔ صرف اسی کو برکات دہندہ سمجھو اور حاجات و مصائب میں صرف اسی کو پکارو۔ اس کے عذاب سے ڈرو اور میری اطاعت کرو

يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى
جس دن نکل پڑیں گے قبروں سے دوڑتے ہوئے جیسے کسی
نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿٤٣﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ
نشانی پر دوڑتے جاتے ہیں جھکی ہوں گی ان کی آنکھیں چڑھی آتی ہوگی
ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿٤٤﴾
ان پر ذلت یہ ہے وہ دن جس کا ان سے وعدہ تھا

رکوع ۲ / ۸

سُوْرَةُ نُوْحٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٍ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ
سورہ نوح مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی اٹھائیس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ
ہم نے بھیجا ۲ نوح کو اس کی قوم کی طرف کہ ڈرا اپنی قوم کو اس
قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ
سے پہلے کہ پہنچے ان پر عذاب دردناک بولا اے قوم میری میں
لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٢﴾ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَ
تم کو ڈر سناتا ہوں کھول کر کہ بندگی کرو اللہ کی اور اس سے ڈرو اور
اَطِيْعُوْنِ ﴿٣﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ
میرا کہنا مانو تاکہ بخشے وہ ۳ تم کو کچھ گناہ تمہارے اور ڈھیل دے تم کو
اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ
ایک مقرر وعدہ تک وہ جو وعدہ کیا ہے اللہ نے جب آپہنچے گا اسکو ڈھیل نہ ہوگی
لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٤﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ
اگر تم کو سمجھ ہے ف بولا ۴ اے رب میں بلاتا رہا اپنی قوم کو

وقف لازم

۲ تخویف اخروی ۱۲

۲ دلیل نقلی تفصیلی از نوح علیہ السلام ۱۲

حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو مسئلہ سمجھایا مگر انہوں نے نہ مانا آخر ہلاک کردیئے گئے۔ اے اہل مکہ، آؤ مسئلہ مان لو ورنہ تم پر بھی خدا کا عذاب آئیگا۔

۳ یغفر لکم۔ مجزوم بوجہ جواب امر۔ اگر تم ایمان لے آؤ گے تو اللہ تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اجل مسمّٰی یعنی موت تک تم کو بلا عذاب مہلت دے گا۔ لیکن اگر تم ایمان نہ لائے تو خدا کا عذاب آجائے گا اور پھر کسی صورت ٹل نہیں سکیگا۔ اجل مسمّٰی سے مراد موت ہے۔ اور اجل اللہ سے دنیوی عذاب کا معین وقت مراد ہے (جلالین)۔ فرشتوں کے یہاں بطور تقدیر معلق لکھا ہوتا ہے کہ اگر مان لیں تو بہتر، ورنہ ان پر فلاں وقت میں عذاب نازل ہوگا۔ ومعناہ ان اللہ تعالٰی کان قضی قبل خلقھم انھم ان اٰمنوا بارك فی اعمارھم، وان لم یؤمنوا عوجلوا بالعذاب (قرطبی ج ۸ اص ۲۹۹) لو کنتم تعلمون اگر تم جانتے ہوتے کہ ایمان نہ لانے کی صورت میں جب اللہ کا عذاب آگیا تو وہ ٹل نہیں سکے گا تو ایمان کی طرف دوڑتے اور اس میں ذرا تاخیر نہ کرتے۔ لو بمعنی ان ہے یا اپنے اصل پر بمعنی تمنّی ہے، اس صورت میں جواب کی ضرورت نہیں۔

۴ قال رب۔ حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں اپنی تبلیغی جدوجہد اور مشرکین کے عناد و تعنت کا ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی قوم کو دعوت توحید دینے میں نہ دن دیکھا ہے، نہ رات۔ جب انھیں موقع ملا انھوں نے ان کو سمجھانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ مگر میں جتنا ان کو توحید کی طرف بلاتا ہوں۔ وہ اتنا ہی دور بھاگتے ہیں۔ وانی کلما دعوتھم میں نے جب بھی ان کو توحید کی طرف دعوت دی تاکہ وہ ایمان لے آئیں اور تو ان کے گناہ معاف فرمادے تو غور سے سننے اور ماننے کے بجائے انہوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں تاکہ وہ میری آواز سن ہی نہ پائیں اور اپنے معبودوں کی توہین نہ سن سکیں اور اپنے اوپر کپڑے لپیٹ کر اپنے کو خوب ڈھانپ لیا کہیں مجھ پر ان کی نظر نہ پڑ جائے کیونکہ جو شخص انکے معبودوں

موضح قرآن ف یعنی بندگی کرو کہ نوع انسان دنیا میں قیامت تک رہے اور قیامت کو تو دیر نہ لگے گی اور جو سب مل کر بندگی چھوڑ دو تو سارے ابھی ہلاک ہوجاؤ طوفان ایسا ہی آیا تھا کہ ایک آدمی نہ بچے حضرت نوح کی بندگی سے ان کا بچاؤ ہوگیا۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالٰی۔

کے بارے میں کہتا ہو کہ وہ برکات دہندہ نہیں ہیں وہ اسکی شکل بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتے یہ ان کے خیال میں ان کے معبودوں کی بے حرمتی ہے یعنی
ماننا تو درکنار انہیں تو مجھ سے اس قدر نفرت ہے کہ وہ میری بات سننا اور میری طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ کفر و شرک پر مُصر ہیں اور میری دعوت
کو قبول کرنے اور میری بات کو ماننے سے ناک بھوں چڑھاتے ہیں ف۵ ثم انی دعوتہم۔ عموم وقت کے بعد عموم کیفیت کا ذکر کرتے ہیں۔ یعنی جس طرح
میں نے دعوت کے لئے کوئی وقت نہیں چھوڑا اسی طرح میں نے دعوت و تبلیغ کا ہر طریقہ اور ہر انداز اختیار کیا تاکہ وہ کسی نہ کسی طرح مان لیں۔ چنانچہ میں نے منادی

لَيْلًا وَّنَهَارًا ﴿۵﴾ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ﴿۶﴾
رات اور دن پھر میرے بلانے سے اور زیادہ بھاگنے لگے
وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ
اور میں نے جب کبھی ان کو بلایا تاکہ تو ان کو بخشے ڈالنے لگے انگلیاں اپنے
فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا
کانوں میں اور پیٹنے لگے اپنے اوپر کپڑے اور ضد کی اور غرور کیا
اسْتِكْبَارًا ﴿۷﴾ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ﴿۸﴾ ثُمَّ اِنِّيْٓ
بڑا غرور ف۱ پھر ف۵ میں نے ان کو بلایا برملا پھر میں نے
اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ﴿۹﴾ فَقُلْتُ
ان کو کھول کر کہا اور چھپ کر کہا چپکے سے تو میں نے کہا
اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ﴿۱۰﴾ يُّرْسِلِ
گناہ بخشواؤ ف۶ اپنے رب سے بے شک وہ ہے بخشنے والا چھوڑ دیگا
السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ﴿۱۱﴾ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ
آسمان کی تم پر دھاریں اور بڑھا دیگا تمکو مال اور
بَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿۱۲﴾ مَا
بیٹوں سے اور بنا دیگا تمہارے واسطے باغ اور بنا دیگا تمہارے لئے نہریں کیا
لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿۱۳﴾ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿۱۴﴾
ہوا ہے تمکو کیوں ف۷ نہیں امید رکھتے اللہ سے بڑائی کی اور اسی نے ف۸ بنایا تمکو طرح طرح سے ف۲
اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾ وَّ
کیا تم نے نہیں دیکھا کیسے بنائے اللہ نے سات آسمان تہ پر تہ اور
جَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾
رکھا چاند کو ان میں اجالا اور رکھا سورج کو چراغ جلتا ہوا

کے ذریعے ان کو ایک جگہ جمع کر کے بھی ان کے سامنے دعوتِ توحید پیش کی۔ ثم انی اعلنت لھم پھر انکی بھری مجلسوں میں خود جا جا کر بھی ان کو سمجھایا واسررت لھم اسرارا۔ پھر ایک ایک کو فرداً فرداً سمجھانے کی بھی کوشش کی۔ میں نے دعوت و تبلیغ میں ترغیب و ترہیب سے بھی کام لیا اور عقلی دلائل سے بھی مسئلہ واضح کیا مگر اس کے باوجود وہ ایمان نہیں لاتے۔

ف۶ فقلت استغفروا۔ یہ ترغیب ہے۔ مدرارا یرسل کا مفعول مطلق ہے۔ من غیر لفظہ یا یہ صیغہ مبالغہ ہے اور السماء سے حال ہو السماء سے مراد بادل یا بارش ہے (مظہری، روح) میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ ایمان لے آؤ اور اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو، وہ معاف کرنیوالا ہے وہ تم پر موسلا دھار بارانِ رحمت نازل فرمائے گا۔ ویمددکم باموال۔ تمہارے مال و اولاد میں برکت عطاء فرمائے گا، تمہارے لئے پھلوں اور میووں کے سرسبز و شاداب باغات پیدا فرمائے گا اور نہریں جاری کرے گا

ف۷ مالکم لا ترجون۔ یہ ترہیب اور دلائل عقلیہ کا ذکر ہے ترجون کے معنی ہیں، تخافون یا تعتقدون اور وقار کے معنی ہیں عظمت و جلالت۔ تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم اللہ کی عظمت کا اعتقاد نہیں رکھتے ہو جسنے تمہیں اس قدر نعمتوں سے مالا مال فرمایا ہے اور معبودانِ باطلہ کو کیوں نہیں چھوڑتے ہو اور ان کو برکات دہندہ کیوں سمجھتے ہو۔

ترجمہ دلائل عقلیہ کا بیان ۱۲

ف۸ وقد خلقکم۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ان عقلی دلائل کی طرف بھی قوم کو متوجہ کیا کہ اپنی
پیدائش پر غور کرو اور دیکھو اللہ نے تمہیں کس طرح مختلف احوال سے گذار کر پیدا فرمایا۔ الم تروا کیف خلق اللہ۔ اپنی پیدائش کے علاوہ ذرا اوپر
کی طرف آسمانوں کو تو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی قدرت و صنعت سے تہ بتہ سات آسمانوں کو پیدا فرمایا اور ان میں چاند اور سورج کو روشن کیا قمر
کو نور اور شمس کو سراج (چراغ) فرما کر اس طرف اشارہ کیا کہ چاند کی روشنی سورج سے مستفاد ہے، کیونکہ اندھیرے میں روشنی چراغ سے مستفاد

موضح قرآن ف۱ کپڑا اوڑھنے لگے کہ اس کی بات ہمارے دل میں نہ لگ جائے۔ ف۲ یعنی ایسے کام کیوں نہیں کرتے کہ وہ اپنی بڑائی سے تم پر عذاب نہ بھیجے اور طرح طرح بنایا یعنی ماں کے پیٹ میں بھانت بھانت رنگ بدلے۔

ہوتی ہے اور چراغ کی روشنی خود اس کے اندر ہوتی ہے کسی دوسری چیز سے مستفاد نہیں ہوتی ولعلہ فی قولہ تعالیٰ جعل القمر فیھن نوراً وجعل الشمس سراجا اشعار بان نور القمر مستفاد من الشمس فان النور انما یستفاد من السراج (مظہری ج ۱۰ ص ۷۵) **ف۹** واللہ انبتکم۔ نباتا مفعول مطلق ہے۔ من غیر بابہ جیسا کہ تبتل الیہ تبتیلا میں ہے انسانوں کو زمین سے پیدا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سب کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ یا مطلب یہ ہے کہ جن نطفوں سے تم کو پیدا کیا گیا ہے وہ زمین سے حاصل ہونیوالی غذا سے پیدا ہوتے ہیں پھر

وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿۱۷﴾ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا

اور اللہ **ف۹** نے اگایا تم کو زمین سے جما کر پھر دوبارہ ڈالیگا تم کو اس میں

وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

اور نکالے گا تم کو باہر اور اللہ نے بنا دیا تمہارے لئے زمین کو

بِسَاطًا ﴿۱۹﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ قَالَ نُوْحٌ

بچھونا تاکہ چلو اس میں کشادہ رستے کہا **ف۱** نوح نے

۱ ع ۲ ۹

رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ

اے رب میرے انہوں نے میرا کہا نہ مانا اور مانا ایسے کا جس کو اس کے مال اور

وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾ وَ

اولاد سے اور زیادہ ہو ٹوٹا **ف۱** اور داؤ کیا **ف۲** ہے بڑا داؤ **ف۳** اور

قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا

بولے **ف۳** ہرگز نہ چھوڑیو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑیو ود کو اور نہ

سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا

سواع کو اور نہ یغوث کو اور یعوق اور نسر کو **ف۲** اور بہکا دیا

كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ

بہتوں کو اور تو نہ زیادہ کرنا بے انصافوں کو مگر بھٹکنا **ف۴** کچھ وہ **ف۳** اپنے گناہوں

اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ

سے ڈبائے گئے پھر ڈالے گئے آگ میں پھر نہ پائے اپنے واسطے انہوں نے اللہ

اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى

کے سوائے کوئی مددگار اور کہا **ف۴** نوح نے اے رب نہ چھوڑیو زمین

الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ

پر منکروں کا ایک گھر بسنے والا مقرر اگر تو چھوڑ دے گا

موت کے بعد تمہیں دوبارہ زمین میں لوٹائے گا اور تم قبروں میں دفن کئے جاؤ گے پھر قیامت کے دن تمہیں زندہ کر کے قبروں سے نکالے گا۔ واللہ جعل لکم الارض بساطا۔ پھر نیچے دیکھو زمین کو اس نے کس طرح نرم اور ہموار بنا دیا ہے جس میں تم کھلے راستے اور چوڑی چوڑی سڑکیں بناتے اور ان میں چلتے ہو۔ ان تمام صفات کا جو مالک ہے اور جس نے یہ تمام نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہی تم سب کا معبود حقیقی ہے، اسکی توحید پر ایمان لاؤ اور خود ساختہ معبودوں کی عبادت کو چھوڑ دو **ف۱** قال نوح حضرت نوح علیہ السلام نے مزید عرض کیا میرے پروردگار، انہوں نے میری نافرمانی کی ہے اور میری کوئی بات نہیں مانی اور ان رؤسا اور صنادید کفر کی پیروی میں لگ گئے جنہیں مال و اولاد سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ مال و اولاد اور تمام دنیوی ساز و سامان ان کے لئے سراسر خسارہ اور نقصان کا باعث ہے۔ کیونکہ مال و اولاد کی وجہ سے وہ کبر و غرور میں مبتلا ہو گئے اور ایمان سے استکبار کیا اس طرح دنیوی وجاہت ان کے لئے اخروی خسارے کا باعث بن گئی۔ اتبعوا سے عوام مشرکین مراد ہیں اور من سے رؤسائے مشرکین۔ ای واستمروا علی اتباع رؤسائھم الذین ابطرتھم اموالھم وغرتھم اولادھم و صار ذلک سببا لزیادۃ خسارھم فی الاخرۃ۔ الخ (روح ج ۲۹ ص ۷۶) **ف۱۱** ومکروا۔ اتبعوا پر معطوف ہے یا لم یزدہ پر اور جمع کا صیغہ من کے مفہوم کے اعتبار سے لایا گیا ہے عوام کا مکر یہ تھا کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کو ہر طرح سے تکلیف و اذیت پہنچاتے اور رؤسا مشرکین کا مکر یہ تھا کہ وہ اپنے عوام کو توحید سے روکتے اور ان کو حضرت نوح علیہ السلام کی ایذاء پر اکساتے تھے (مظہری) کبار، کبیر کا مبالغہ ہے ای کبیرا فی الغایۃ (روح) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کافروں نے اعتراض کیا تھا کہ کبار اور عجاب غیر فصیح ہیں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بڈھے

موضح قرآن ف۱ یعنی اپنے مالداروں کا کہا مانا اور ان کے مال اور اولاد میں کچھ خوبی نہیں بلکہ اُن پر ٹوٹا ہے۔ انہیں کے سبب دین سے محروم رہے ف۲ یعنی سب کو سمجھا دیا کہ اس کی بات نہ مانو۔ ف۳ یعنی کوئی تدبیر ان کی بن نہ پڑے اور ودّ اور سواع وغیرہ نام تھے بتوں کے ہر ہر مطلب کا ایک بت تھا

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بر رؤسائے کفار ۱۲ ف۲ و این پنج بت بودند ۱۲۔

آدمی کو لاؤ، جب لیکر آئے تو آپ نے فرمایا اسے دو چار مرتبہ اٹھاؤ بٹھاؤ، اس پر اُس بڈھے نے کہا یا محمد اتخذنی ھزوا، انّ ھذا لشیٔ عجاب وانی شیخ کبا ئرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم **۱۲ھ** وقالوا لا تذرن۔ ان مشرکین نے میری دعوت کو قبول کرنے کے بجائے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اپنے تمام معبودوں کی عبادت ہرگز نہ چھوڑیں خصوصًا ان پانچ بڑے معبودوں کو تو کسی قیمت پر نہ چھوڑیں یعنی ودّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر۔ یہ پانچوں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بڑے معبود تھے۔ جنہیں وہ اپنی حاجتوں اور مصیبتوں میں پکارتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رض فرماتے ہیں۔ اسماء رجال صالحین من قوم نوح علیہ السلام (صحیح بخاری ج ۲ ص ۲۳۲) یہ پانچوں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں خدا کے نیک اور برگزیدہ بندے تھے۔ جب وہ فوت ہو گئے تو ان کے متعلقین اور معتقدین نے بہت غم کیا۔ ابلیس انسانی شکل میں ان کے پاس پہنچا اور خیر خواہی کے رنگ میں کہنے لگا تم غم نہ کرو میں تمہاری تسلی کا سامان کر دیتا ہوں چنانچہ وہ ان کی شکلوں پر ان بزرگوں کے بت بنا کر ان کے پاس لے آیا اور کہنے لگا ان بتوں کو ان بزرگوں کے عبادتخانوں میں نصب کر دو اور وقتاً فوقتاً ان کی زیارت کر کے دلوں کو تسلی دے لیا کرنا۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ ان کی عبادت ہونے لگی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو دعوت توحید دے کر مبعوث فرمایا۔ (قرطبی، البدایہ والنہایہ) وقد اضلوا کثیرا اور ان روسائے مشرکین نے تیری بہت سی مخلوق کو گمراہ کر ڈالا ہے اور ان کو راہ راست پر آنے سے روکا ہے۔ ولا تزد الظلمین الا ضلالا۔ ضلال سے توحید کے خلاف منصوبوں میں ناکامی مراد ہے۔ اے میرے پروردگار! ان ظالموں کے تمام منصوبوں کو ناکام بنا دے اور ان کی آرزوئیں خاک میں ملا دے۔ ولعل المطلوب ھو الضلال فی ترویج مکرھم و مصالح دنیاھم لا فی امر دینھم الخ (بیضاوی ج ۲ ص ۲۰۴) **۱۳ھ** مما خطیئتھم۔ یہ تخویف ہے اور من سببیہ ہے۔ فادخلوا میں فاء تعقیب بلا تاخیر کے لئے ہے من دون اللہ سے ان کے خود ساختہ معبود ودّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر وغیرہ مراد ہیں۔ یعنی قوم نوح علیہ السلام کو ان کے گناہوں کی وجہ سے غرق کر دیا گیا پھر فوراً ہی ان کو آگ میں داخل کر دیا گیا۔ تو اللہ کے سوا جن کو وہ پکارتے تھے ان میں سے کوئی بھی ان کی مدد کو نہ پہنچا۔ یہ آیت عذاب قبر کے اثبات پر اہل سنت کی محکم دلیل ہے۔

يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿٢٧﴾ رَبِّ

بہکائیں گے تیرے بندوں کو اور جو جنیں گے سو ڈھیٹھ حق کا منکر۔ اے رب

اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّ

معاف کر مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو آئے میرے گھر میں ایماندار اور

لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿٢٨﴾ ع

سب ایمان والے مردوں کو اور عورتوں کو اور گنہگاروں پر بڑھتا رکھیو یہی برباد ہونا

سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ جن ۷۲ ھدا مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا

تو کہہ مجھ کو حکم آیا کہ سن گئے کتنے لوگ جنوں کے پھر کہنے لگے

اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿١﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا

ہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب کہ سمجھاتا ہے نیک راہ سو ہم اس پر یقین

بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ﴿٢﴾ وَّاَنَّهُ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا

لائے اور ہرگز شریک نہ بتلائیں گے ہم اپنے رب کا کسی کو اور یہ کہ اونچی ہے شان ہمارے رب کی

مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ﴿٣﴾ وَّاَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ

نہیں رکھی اس نے جورو نہ بیٹا اور یہ کہ ہم میں کا

سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ﴿٤﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ

بیوقوف اللہ پر بڑھا کر باتیں کہا کرتا تھا اور یہ کہ ہم کو خیال تھا کہ ہرگز نہ

تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿٥﴾ وَّاَنَّهُ

بولیں گے آدمی اور جن اللہ پر جھوٹ اور یہ کہ

موضح قرآن ف سورۂ احقاف میں گذرا کہ حضرت نماز صبح پڑھتے تھے کتنے جن سن کر ایمان لائے پھر جا کر اپنی قوم سے بیان کیا، یہاں ان کے بیان کو اللہ نے وحی فرمائی رسول پر بعد اس کے بہت بار جن حضرت پاس آ کر ملے اور ایمان لائے قرآن سیکھا۔ ف۲ جو گمراہیاں آدمیوں میں تھیں وہ جنوں میں بھی تھیں اللہ کے واسطے جورو بیٹا بتاتے تھے۔ ف۳ یعنی ہم میں جو بے وقوف تھے وہ ایسی باتیں کہتے تھے یا ابلیس کو کہا ہو۔ ف۴ یعنی اس سے ہم بھی بہک گئے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید روزی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح بیرون مکہ میخواندند جماعہ از جن آنرا استماع کردند و ایمان آوردند۔ خدا تعالیٰ از ایمان ایشان و گفتگوی ایشان با قوم خود درین سورہ خبر داده تا قولہ و ان لو استقاموا۔ واللہ اعلم ۱۲۔

کیونکہ غرق کے فوراً بعد ان کو جس آگ میں داخل کیا گیا وہ آخرت کی آگ نہیں، کیونکہ قیامت تو تا ہنوز قائم ہی نہیں ہوئی، اس لئے اس سے لامحالہ عالم برزخ کا عذاب ہی مراد ہے جسے اصطلاح شریعت میں عذاب قبر سے تعبیر کیا گیا ہے (فادخلوا نارا) فی عالم البرزخ المسمی بالقبر فانه روضة من ریاض الجنة او حفرة من حفرات النیران فہذہ الآیة دلیل علی اثبات عذاب القبر لان الفاء للتعقیب (مظہری ج ۱۰ ص ۷۷) (فادخلوا نارا) هی نار البرزخ والمراد عذاب القبر (روح ج ۲۹ ص ۷۹) یہ بھی ممکن ہے کہ عذاب سے مراد آخرت کا عذاب ہو اور فادخلوا سے مراد فحکم بدخولهم النار فی الآخرة (الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ) یا اغراق اور ادخال جہنم کے درمیانی عرصے کو غیر معتد بہ قرار دے کر ادخال پر فاء داخل کی گئی ہو (روح

۱۴ وقال نوح۔ حضرت نوح علیہ السلام نے آخر اللہ تعالیٰ سے دعا کی: میرے پروردگار! ان مشرکین میں سے اس دھرتی پر ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ۔ انك ان تذرهم۔ اگر تو ان کو ہلاک نہیں کرے گا اور ان کو زندہ چھوڑ دے گا تو وہ تیرے مومن بندوں کو بھی مکر و فریب سے گمراہ کر دیں گے اور ان کی نسلوں میں بھی مشرکوں اور فاجروں کے سوا کوئی مومن اور موحد نہیں ہوگا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی بد دعاء پہلے تھی قوم کی غرقابی بعد میں ہوئی لیکن نظم قرآن میں دونوں کا ذکر معکوس ہے یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ واؤ مطلق جمع کے لئے ہوتی ہے اور ترتیب کی مقتضی نہیں۔

اہل بدعت کہتے ہیں اس آیت سے حضرت نوح علیہ السلام کا غیب دان ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ یہ مشرکین تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور ان کی نسلوں میں فساق و فجار کے سوا کوئی نہیں ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے مطلع فرما دیا تھا کہ اب ان میں سے کوئی بھی ایمان نہیں لائے گا اور نہ ان کی نسل سے کوئی مومن پیدا ہوگا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ واوحی الی نوح انه لن یومن من قومك الا من قد آمن۔ الآیة (ہود ۴، ع ۴) اور جو علم وسائل سے حاصل ہو وہ علم غیب نہیں ہوتا۔

۱۵ رب اغفر لی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے والدین اور تمام مومنوں کے لئے خواہ ان کی امت کے ہوں یا دوسرے پیغمبروں کی امتوں سے تعلق رکھتے ہوں، سب کے لئے مغفرت کی دعا کی اور مشرکین کے لئے تباہی و بربادی کی بد دعاء کی۔ مشرکین پر ان کی بد دعاء تو قبول ہو چکی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بعید نہیں کہ تمام مومنوں کے حق میں بھی ان کی دعاء کو قبول فرمالے۔ قد دعا علیہ السلام دعوتین دعوة علی الکافرین و دعوة للمؤمنین وحیث استجیبت له الاولی فلا یبعد ان تستجاب له الثانیة واللہ تعالیٰ اکرم الاکرمین۔ (روح ج ۲۹ ص ۸۱)

سورۂ نوح علیہ السلام میں آیات توحید

۱۔ اعبدوا اللہ واتقوہ۔ نفی شرک ہر نوع۔ تخصیص ہر نوع عبادت بذات باری تعالیٰ۔
۲۔ وقد خلقکم اطوارا ٥ ـــ تا ـــ لتسلکوا منها سبلا فجاجا ٥ نفی شرک اعتقادی۔
۳۔ فلم یجدوا لهم من دون اللہ انصارا ٥ نفی شرک فی التصرف۔

سُورَۃُ الجِنّ

ربط گذشتہ سورت میں دعوائی تبارکؐ پر حضرت نوح علیہ السلام سے دلیل نقلی تفصیلی ذکر کی گئی اب سورۂ جنّ میں جنّات سے دلیل نقلی مذکور ہوگی کہ دیکھو جنات بھی قرآن سن کر ایمان لے آئے اور اپنی قوم کو توحید کا وعظ کرنے لگے۔

خلاصہ دلیل نقلی از جنّات، تخویف وتبشیر، دعوائی توحید کا ذکر بطور ثمرہ۔

تفصیل

قل اوحی الی ــ تا ــ فکانوا لجہنم حطبا ہ دلیل نقلی از جنّات دیکھو جنات بھی اپنی قوم کو یہی وعظ کر رہے ہیں کہ سیدھا راستہ یہی ہے کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ و ان لو استقاموا علی الطریقۃ۔ الآیۃ۔ توحید کو ماننے والوں کے لئے بشارت اخرویہ۔ ومن یعرض عن ذکر ربہ۔ الآیۃ۔ منکرین توحید کے لئے تخویف۔ وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا مسجدیں اللہ کے لئے ہیں اس لئے اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔ سورۂ تبارک سے لے کر اب تک جو دلائل عقلیہ ونقلیہ اور تخویفات وتبشیرات مذکور ہوئیں یہ ان کا ثمرہ ہے۔ و انہ لما قام عبد اللہ۔ الآیۃ۔ یہ شکوی متعلق بہ ثمرہ یعنی جب ہمارا بندہ ایک خدا کو پکارتا ہے تو وہ اسکی مخالفت کرتے ہیں۔ قل انما ادعوا ربی ولا اشرک بہ احدا ــ تا ــ ولن اجد من دونہ ملتحدا سورۂ ملک اور حوامیم کا خلاصہ ہے یعنی حاجات اور مصائب میں غائبانہ صرف اللہ ہی کو پکارو۔ میں تم میں سے کسی کے نفع نقصان کا مختار نہیں ہوں اور اللہ کے سوا میرا بھی کوئی کارساز نہیں۔ ومن یعص اللہ ورسولہ ــ تا ــ و احصی کل شیٔ عددا ہ تخویف اخروی ودنیوی۔ دنیوی عذاب کا وقت مقرر ہے جو اپنے وقت پر ضرور آئے گا۔ میں عالم الغیب نہیں ہوں کہ مجھے اس کے معین وقت کا علم ہو۔ اور نہ مجھ کو غیب پر غلبہ دیا گیا ہے کہ جب چاہوں جان لوں۔

ع۲ قل اوحی دلیل نقلی از جنات۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابتداء وحی سے شیاطین کا آسمان پر جا کر فرشتوں کی باتیں سننا بند ہوگیا۔ پہلے وہ اوپر جا کر بیٹھ جاتے اور فرشتوں کی باتیں سنتے تھے، لیکن اب جو اوپر جاتا ہے تو شہاب ثاقب اسکا تعاقب کرتا ہے۔ شیاطین اس سے پریشان ہوئے اور ابلیس سے سارا معاملہ بیان کیا۔ اس نے کہا ضرور کوئی نئی بات رونما ہوئی ہے جس کی وجہ سے تمہارا آسمان پر جانا محال ہوگیا ہے ابلیس نے جنوں کی جماعتیں منظم کر کے مختلف سمتوں میں روانہ کردیں تاکہ وہ اصل حقیقت کا سراغ لگائیں۔ جنوں کی ایک جماعت تہامہ کیطرف روانہ کی گئی۔ یہ جماعت پھرتی پھراتی مقام نخلہ میں پہنچی تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ رضہ کے ساتھ فجر کی نماز باجماعت ادا فرما رہے ہیں۔ چنانچہ وہ خاموشی کیساتھ بغور قرآن سننے لگے۔ چنانچہ وہ قرآن سن کر ایمان لے آئے اور سمجھ گئے اس وحی کو ہماری دسترس سے محفوظ رکھنے کے لئے ہم پر آسمان پر جانے کی راہیں بند کردی گئی ہیں۔ جنوں کی یہ جماعت اسی جگہ سے اپنی قوم کے پاس واپس پہنچی اور انہیں تبلیغ کرنے لگی۔ جنوں کی اس جماعت نے اپنی قوم کو جو تبلیغ کی اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی۔ اسی طرح جنوں کے آنے اور قرآن سننے کی اطلاع بھی آپ کو وحی کے ذریعے ہی دی گئی۔ یہی تفصیل یہاں سورۂ جن میں مذکور ہے (مظہری، روح)

ع۳ فقالوا۔ یہ جنات جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے قرآن مجید سن کر اور ایمان لا کر اپنی قوم کے پاس واپس آئے تو اپنی قوم سے کہا کہ ہم ایک عجیب وغریب کلام سنکر آئے ہیں جو حسن نظم، اسلوب بیان اور تاثیر کے اعتبار سے انسانی کلام سے مختلف ہے اور وہ توحید اور راہ ہدایت کی طرف رہنمائی کرتی ہے اس لئے ہم تو دل وجان سے اس پر ایمان لا چکے ہیں اور ہم نے فیصلہ کرلیا ہے کہ ہم آئندہ کے لئے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرینگے۔ ھو عجب فی نفسہ لفصاحۃ کلامہ وحسن مبانیہ ودقۃ معانیہ وغرابۃ اسلوبہ وبلاغۃ مواعظہ (بحر ج ۸ ص ۳۴۷)

اور الرشد سے مراد عام ہے حق وصواب یا خاص توحید الی الحق والصواب وقیل الی التوحید والایمان (روح)

ع۴ و انہ تعالیٰ۔ یہ بھی جنات کا کلام ہے اور انا سمعنا پر معطوف ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ اگر قائل کا قول بعینہٖ نقل کیا جائے تو اِنَّ مکسورہ ہوگا، اور اگر اس کے کلام کا مضمون نقل کیا جائے تو اَنَّ مفتوحہ ہوگا الجد معنی عظمت وجلال کے ہیں۔ جنوں نے اپنی تقریر میں اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی اور اس کے استغناء تام کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہمارے پروردگار کی عظمت بہت بلند اور اسکی جلالت شان نہایت اعلیٰ وارفع ہے اور وہ ایسا بے نیاز اور مستغنی ہے کہ نہ اسکے بیوی ہے جسکی موانست کا وہ محتاج ہو، نہ بیٹا جس کے تعاون وتناصر کی اس کو ضرورت ہو۔ اس کی عظمت وجلالت اور اس کے

استمرار تام کا تقاضا یہ ہے کہ اس ساری کائنات میں وہ بلاشرکت غیرے خود ہی متصرف و مختار رہے اور تصرف میں اختیار میں اس کا کوئی شریک اور نائب نہیں۔ تائید: تعالیٰ عما یقولون علوا کبیرا (بنی اسرائیل ع ۵) **۵ف** وانہ کان یقول۔ سفیھنا سے مراد ابلیس ہے یا سرکش اور مشرک جن۔ ان جنوں نے ان مشرک اور سرکش جنوں کی شرارت کا بھی ذکر کر دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی بات کہتے ہیں جو حق سے بعید اور حد سے گذری ہوئی ہے۔ مراد ہے خداوند تعالیٰ کے لئے بیوی اور اولاد تجویز کرنا۔ (روح) حاصل یہ کہ جنوں میں سے جو خدا کے لئے بیوی یا بیٹا تجویز کرتا ہے وہ کم عقل اور نادان ہے۔ بھلا اللہ تعالیٰ جس کی عظمت وجلالت کی کوئی انتہا نہیں وہ بیوی بیٹوں کا کب محتاج ہے؟ شططا ای قولا ذا شطط وھو البعد ومجاوزۃ الحد (بیضاوی) **۶ف** وانا ظننا۔ وظنین جن اپنی طرف سے معذرت پیش کرتے ہیں کہ وہ ابتک کیوں ان نادانوں کی بات مان کر گمراہی اور شرک میں پھنسے رہے۔ انہوں نے کہا ہم تو اب تک اس خوش فہمی اور حسن ظن میں مبتلا رہے ہیں کہ جن وانس اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی جھوٹی اور غلط بات منسوب نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہم یہی سمجھتے رہے کہ ہمارے یہ رہنما جو خدا کے لئے شریک اور نائب تجویز کرتے ہیں وہ درست اور حق پر ہیں۔ مگر اب قرآن سننے سے یہ حقیقت واضح ہو گئی ہے کہ وہ جھوٹے اور مفتری ہیں اور اللہ تعالیٰ شریک سے پاک ہے و انہ کان رجال من الانس۔ یہ اس طرف اشارہ ہے جو مشرکین کا دستور تھا کہ جب کسی جنگل بیابان میں داخل ہوتے شریر جنوں سے ان کے سردار کی پناہ مانگتے اور کہتے اعوذ بسید ھذا الوادی من شر سفہاء قومہ (بیضاوی) اور وہ سمجھتے کہ اب وہ شاہ جنات کی پناہ میں ہیں اس لئے اب انہیں جنوں کی طرف سے کوئی اذیت نہیں پہنچیگی۔ جب جنات ان کی بات سنتے تو ان کے کبر و غرور اور تعنت و طغیان میں مزید اضافہ ہو جاتا اور وہ اپنے کو بڑی شان کے مالک سمجھنے لگتے۔ فزادوھم میں ضمیر فاعل سے انس اور ضمیر مفعول سے جنات مراد ہیں اور رھق کے معنی طغیان اور سرکشی کے ہیں یا ضمیر فاعل جنات سے اور ضمیر مفعول انس سے کنایہ ہے اور رھق کے معنی گمراہی کے ہیں المعنی فزاد الجن الانس غیابا اضلوھم حتی استعاذوا بھم (مظہری ج ۱۰ ص ۸۲) یا دیا ان جن پہلے تو خود بھی ایسے ہی تھے، لیکن اب ان پر اس گمراہی کا انکشاف ہوا تو اپنی قوم کو اس سے روکنے لگے **۷ف** وانھم ظنوا۔ ضمیر انس کی طرف راجع ہے۔ ظننتم خطاب جنات سے ہے اے قوم شرک کے علاوہ تم حشر و نشر کا بھی انکار کرتے تھے اسطرح بنی آدم کا بھی یہی خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ کسی کو زندہ

كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ
تھے کتنے مرد آدمیوں میں کے پناہ پکڑتے تھے کتنے مردوں کی جنوں میں کی

فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ⑥ وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنتُمْ أَن
پھر تو وہ اور زیادہ سر چڑھنے لگے ف۱ اور یہ کہ ان کو بھی خیال تھا جیسا تم کو خیال تھا کہ

لَّن يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا ⑦ وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا
ہرگز نہ اٹھائیگا اللہ کسی کو ف۲ اور یہ کہ ہم نے ٹٹول دیکھا آسمان کو پھر پایا اسکو

مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهُبًا ⑧ وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ
بھر رہے ہیں اس میں چوکیدار سخت اور انگارے ف۳ اور یہ کہ ہم بیٹھا کرتے تھے

مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۖ فَمَن يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ
ٹھکانوں میں سننے کے واسطے ف۱ پھر جو کوئی اب سُننا چاہے وہ پائے اپنے واسطے

شِهَابًا رَّصَدًا ⑨ وَأَنَّا لَا نَدْرِي أَشَرٌّ أُرِيدَ بِمَن
ایک انگارا گھات میں اور یہ کہ ہم نہیں جانتے کہ بُرا ارادہ ٹھہرا ہے زمین

فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ⑩ وَأَنَّا
کے رہنے والوں پر یا چاہا ہے ان کے حق میں ان کے رب نے راہ پر لانا اور یہ کہ کوئی

مِنَّا الصَّالِحُونَ وَمِنَّا دُونَ ذَٰلِكَ ۖ كُنَّا طَرَائِقَ قِدَدًا ⑪
ہم میں نیک ہیں اور کوئی اس کے سوائے ہم تھے کئی راہ پر پھٹے ہوئے

وَأَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّن نُّعْجِزَ اللَّهَ فِي الْأَرْضِ وَلَن
اور یہ کہ ہمارے خیال میں آگیا کہ ہم چھپ نہ جائینگے اللہ سے زمین میں اور نہ

نُّعْجِزَهُ هَرَبًا ⑫ وَأَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدَىٰ آمَنَّا بِهِ
تھکا دینگے اس کو بھاگ کر اور یہ کہ جب ہم نے سُن لی راہ کی بات تو ہم نے اسکو مان لیا

فَمَن يُؤْمِن بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا ⑬ وَ
پھر جو کوئی یقین لائیگا اپنے رب پر سو وہ نہ ڈرے گا نقصان سے اور نہ زبردستی سے اور

موضح قرآن ف۱ آدمی جتنا جنوں کے آگے التجا کرتے ہیں اتنا وہ مغرور ہوتے ہیں ف۲ یعنی قبروں سے نہ اٹھاوے گا یا رسول نہ کھڑا کرے گا پہلے جو رسول ہو چکے سو ہو چکے۔ ف۳ یعنی جنوں کو انگارے پڑتے ہیں اور خبر نہیں سننے دیتے چوکیدار۔

فتح الرحمٰن ف۱ اشارتست بآنکہ در جاہلیت چون بجائی فرود می آمدند میگفتند اعوذ بسید ہذا الوادی من سفہاء قومہ ۱۲ ف۲ یعنی برائے شنیدن کلام ملائکہ ۱۲

نہیں کریے گا۔ و انا لمسنا السماء فوجدنٰھا ملئت حرسا شدیدا۔ جنّات نے مزید کہا کہ پہلے ہم آسمان کی طرف جاتے تھے اور قریب ہی اطمینان سے بیٹھ کر فرشتوں کی باتیں سنتے تھے، کوئی روک ٹوک نہ تھی اور نہ کوئی چوکیدار وہاں مقرر تھے، لیکن ہم اب آسمان کے قریب جاتے ہیں تو وہاں نہایت سخت پہرہ لگا ہے اور جنوں کو بھگانے کے لئے چمکتے شہابے موجود ہیں اس لئے اب اگر کوئی آسمان کی طرف وہاں کی باتیں سننے کے لئے جائے تو شہاب ثاقب اس کے تعاقب کے لئے تیار اور گھات میں ہوتا ہے۔ یہ سارا انتظام اس لئے کیا گیا ہے کہ اب اللہ کا رسول آچکا ہے تاکہ آپ کا معجزہ ظاہر ہو اور کاہن آسمانوں کی کوئی خبر دینے سے عاجز رہیں ف۸ و انا

اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ
یہ کہ کچھ ہم میں حکمبردار ہیں اور کچھ ہیں بے انصاف سو جو لوگ حکم میں آگئے
فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا
سو انہوں نے اٹکل کرلیا نیک راہ کو اور جو بے انصاف ہیں وہ ہوئے
لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ
دوزخ کے ایندھن اور یہ حکم آیا کہ اگر ف۱ لوگ سیدھے رہتے راہ پر
لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَمَنْ
تو ہم پلاتے انکو پانی بھر کر تاکہ ان کو دا جانچیں کیں اور جو کوئی
يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾ وَّاَنَّ
منہ موڑے اپنے رب کی یاد سے وہ ڈالدیگا اس کو چڑھتے عذاب میں اور یہ کہ
الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ وَّاَنَّهٗ لَمَّا
مسجدیں ف۲ اللہ کی یاد کیواسطے ہیں سو مت پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو اور یہ کہ جب
قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ ع ۱
کھڑا ہوا ف۳ د۲ اللہ کا بندہ کہ اس کو پکارے لوگوں کا بندھنے لگتا ہے اس پر ٹھٹھ د۳
قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ
تو کہہ میں تو پکارتا ہوں ف۴ بس اپنے رب کو اور شریک نہیں کرتا اسکا کسی کو یہ تو کہہ
اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّيْ
میرے اختیار میں نہیں تمہارا برا اور نہ راہ پر لانا تو کہہ مجھ کو
لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ
نہ بچائے گا ف۵ اللہ کے ہاتھ سے کوئی اور نہ پاؤنگا اس کے سوا کہیں
مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ
کہیں سرک رہنے کو جگہ مگر پہنچانا ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے پیغام لانے اور جو کوئی

منزل ۷

ف۱ تخویف اخروی ۱۲
ف۲ گذشتہ سورتوں میں بیان کردہ دلائل عقلیہ و نقلیہ کا ثمرہ ۱۲
ف۳ خلاصہ حوامیم و سورۂ ملک
ف۴ جملہ سوال مقدر ۱۲

لاسند دی۔ یہ ماقبل سے متعلق نہیں، بلکہ علیحدہ کلام ہے حاصل یہ کہ رسول کی بعثت کے دو مقصد ہوتے ہیں ایک ہدایت اور ثواب یعنی جو لوگ پیغمبر کی ہدایت قبول کر لیں وہ اجر و ثواب کے مستحق ہوتے ہیں۔ دوم جو لوگ پیغمبر کی تکذیب کریں ان پر اللہ کا عذاب آتا ہے اب یہ رسول آچکا ہے اس لئے اس کی بعثت میں بھی یہی دو مقصد ہیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ قرآن سننے سے پہلے ہم نہیں جانتے تھے کہ اب آسمانوں کی حفاظت اور نگرانی سے اللہ تعالیٰ کا کیا ارادہ ہے؟ کیا اس سے مخلوق کی بھلائی مقصود ہے یا برائی؟ لیکن اب قرآن سننے سے یہ حقیقت واضح ہوگئی ہے کہ پیغمبر ع کی بعثت کی وجہ سے اب آسمان کو محفوظ کردیا گیا ہے تاکہ جنات کاہنوں کو آسمان کی خبر لاکر نہ دے سکیں حاصل یہ ہوا کہ اس سے مقصود مخلوق کے لئے رشد و ہدایت اور خیر و فلاح ہے (مظہری) ف۹ وانا منا الصلحون۔ یعنی ہم جنات میں سے بعض مشرک ہیں اور بعض موحد۔ جنات یہ وعظ اپنی قوم کو کر رہے ہیں۔ کنا طرائق قددا۔ قدد کے معنی متفرق و مختلف کے ہیں۔ یعنی ہماری قوم بھی مختلف طریقوں پر ہے یعنی کچھ تو احکام پر عامل ہیں اور کچھ عامل نہیں ہیں۔ صیغۂ ماضی سے ماضی کا معنی مراد نہیں۔ و انا ظننا ان لن نعجز اللہ۔ ظننا بمعنی علمنا ہے واعظ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں تو اب یقین آگیا ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں اور ہم اس کو زمین کے کسی بھی حصے میں عاجز نہیں کرسکتے اور نہ کہیں بھاگ کر اسکی گرفت سے بچ سکتے ہیں ف۱۰ وانا لما سمعنا۔ ہم نے جب قرآن سنا جو سراپا ہدایت ہے، تو ہم تو اس پر ایمان لے آئے ہیں اور جو کبھی اپنے پروردگار کی توحید پر ایمان لے آئیگا وہ اپنے عملوں کا پورا ثواب پائیگا، نہ اسکی نیکیوں میں کمی کی جائیگی اور نہ اس کی برائیوں میں اضافہ کیا جائیگا۔ بخسا نیکیوں میں کمی اور رھقا سیئات میں اضافہ۔ وانا منا المسلمون۔ ہم میں سے کچھ تو مسلمان ہیں جو اللہ کی وحدانیت پر ایمان رکھتے ہیں اور کچھ ظالم اور بے انصاف ہیں جو اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں فمن اسلم جس شخص نے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کردیا، صرف ایک اللہ کی عبادت کی اور اس کے ساتھ شرک نہ کیا تو اس نے سیدھی راہ تلاش کرلی۔ واما القٰسطون یہ تخویف اخروی ہے لیکن ظالم اور مشرک جہنم کا ایندھن ہونگے ف۱۱

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ارزانی می شد و قحط نمی آمد ۱۲۔ ف۲ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ف۳ یعنی معاون یکدیگر شوند در ایذاء ۱۲۔

وان لواستقاموا۔ یہ انہ استمع پر معطوف ہے اور مستقل وحی ہے، یہ جنات کا کلام نہیں۔ اس میں اہل مکہ کی طرف التفات ہے۔ غدقاً کثیرا یعنی بکثرت۔ وافر۔ مراد خوشحالی ہے۔ یہ بات بھی آپ کو طرف وحی کی گئی کہ اگر اہل مکہ طریقہ مستقیمہ یعنی ملت اسلام پر قائم ہو جائیں، تو ہم دنیا میں ان پر روزی فراخ کر دینگے تاکہ انکی آزمائش کریں کہ ان میں سے کون شکر کرتا ہے اور کون نہیں کرتا۔ ومن یعرض عن ذکر ربہ یہ تخویف ہے۔ صعدا شاقاً یعنی سخت دشوار اور جو شخص اللہ کی کتاب اور اسکی توحید سے اعراض کرے گا اسے وہ نہایت سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔ صعدا اشاقا یعلوا المعذب یغلبہ (مظہری ج ۱۰ ص ۹۱)

۱۲ وان المساجد ۔ یہ بھی انہ استمع پر معطوف ہے۔ یہ گذشتہ سورتوں میں بیان شدہ دلائل عقلیہ ونقلیہ کا ثمرہ ہے۔ مساجد سے یا مسجدیں اور عبادتگاہیں مراد ہیے یا اس سے اعضاء سجدہ مراد ہیں۔ یعنی مسجدیں اللہ تعالےٰ کی عبادت کے لئے مختص ہیں، اسی طرح اعضاء سجود کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے حاجات و مشکلات میں اللہ کے سوا کسی کو غائبانہ مت پکارو۔

۱۳ وانہ لما قام۔ عبد اللہ۔ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں جب آپ توحید کی دعوت دیتے اور تبلیغ کرتے ہیں تو مشرکین مخالفت کے لئے آپ پر ٹوٹ پڑتے ہیں

یہ تفسیر حسن رح، قتادہ رح اور ابن زید رح سے منقول ہے۔ ومعناہ علی ماقال الحسن وقتادۃ وابن زید انہ لما قام عبد اللہ بالدعوۃ الی التوحید کادالجن والانس یکونون مجتمعین لابطال امرہ (مظہری ج ۱۰ ص ۹۳) شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ صرف اللہ ہی کو پکارتا ہے اور اس کی عبادت بجا لاتا ہے تو لوگ کمال ذکر و عبادت کی وجہ سے اس بندہ خدا کو کارخانہ خدائی میں دخیل سمجھنے لگتے ہیں اور اپنی حاجات کے لئے اس پر ہجوم کر آتے ہیں۔ کوئی اس سے بیٹا مانگتا ہے، کوئی روزی طلب کرتا ہے اور کوئی اس سے حاجت برآری اور مشکل کشائی کی درخواست کرتا ہے۔ اس میں جن و انس دونوں فریق شریک ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ دونوں کی طرف رسول ہیں اس لئے آپ کو حکم دیا کہ اگر آپ کو ثقلین سے یہ اندیشہ ہے کہ وہ آپ کو بھی خدا کا شریک بنائیں گے۔ اور حاجات و مصائب میں آپ کو پکاریں گے تو آپ واشگاف الفاظ میں اعلان فرما دیں کہ میں تو خود صرف اللہ ہی کو پکارتا ہوں اور اس کی پکار میں کسی کو شریک نہیں کرتا اور میں تمہارے نفع و نقصان کا بھی مالک و مختار نہیں ہوں۔ (تفسیر عزیزی پارہ ۲۹ ص ۱۶۹، ۱۷۰)

۱۴ قل انما ادعوا۔ یہ سورۃ ملک اور حوامیم کا خلاصہ ہے۔ آپ اعلان کر دیجئے کہ میں حاجات و مصائب میں غائبانہ نہ صرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کی دعا ر پکار میں کسی کو شریک نہیں کرتا ہوں پھر اس سے بطور ترقی حکم دیا قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا فرمایا یہ بھی اعلان کر دو کہ میں تمہارے نفع و نقصان کا مالک و مختار نہیں اور نہ تمہاری گمراہی اور ہدایت میرے اختیار میں ہے۔ جیسا کہ جن و انس کے گمراہ کن راہنما عوام کو اپنے مالک نفع و ضرر ہونے کا یقین دلاتے۔ اگر کوئی کسی حادثہ و مصیبت میں آپ کی پناہ لے تو آپ صاف فرما دیں کہ میرا اپنا حال یہ ہے کہ میں خود خدا کے غضب سے اس کی پناہ کے بغیر نہیں بچ سکتا اس لئے دوسروں کو کس طرح پناہ دے سکتا ہوں ؟ تفسیر عزیزی ص ۱۷۰)

۱۵ قل انی لن یجیرنی۔ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ کفار کہتے تھے کہ تم اپنی تبلیغ کو ترک کیوں نہیں کر دیتے تو جواب دینے کا حکم دیا گیا کہ میں تبلیغ پر خدا کی طرف سے مامور ہوں۔ اگر میں تبلیغ ترک کر دوں تو اللہ کے عذاب سے مجھے کوئی نہیں بچا سکے گا اور نہ اس کے سوا میرا کوئی ٹھکانا ہوگا۔ تائید۔ انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم (الانعام، ع) الا بلٰغا من اللہ یہ لا املک کے مفعول سے استثناء ہے۔ یعنی مجھے کسی چیز کا اختیار نہیں سوا اللہ تعالیٰ کے پیغامات کی تبلیغ کے۔ میں نافع و ضار نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے پیغامات کا مبلغ ہوں۔ ومن یعص اللہ و رسولہ یہ تخویف اخروی ہے۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اللہ کی کتاب اور اسکی توحید پر ایمان نہیں لائیگا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیگا۔

۱۶ حتی اذا راوا۔ یہ اب تو نہیں مانتے اور ضد و عناد کی وجہ سے انکار و جحود پر اڑے ہوئے ہیں یہانتک کہ جب عذاب موعود کو دیکھ لیں گے تو انہیں یقین ہو جائے گا کہ کن کا مددگار اور حامی و ناصر کمزور اور عاجز ہے اور کن کے اعوان و انصار کی تعداد کم ہے؟ مشرکین کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کی یہ حقیقت میدان بدر میں مشرکین پر منکشف ہوئی جبکہ مٹھی بھر اور بے سروسامان مسلمانوں کے ہاتھوں تین گنا مشرکین نے ذلت آمیز ہزیمت اٹھائی حالانکہ وہ ہر قسم کے سامان جنگ سے آراستہ تھے۔ مسلمانوں کی اللہ نے مدد فرمائی اور فرشتوں کو بھیجکر ان کے حامیوں میں اضافہ فرمایا مگر مشرکین کے مزعومہ کارساز اور مددگار ان کی مدد کو نہ پہنچے۔ یا اس سے قیامت کے دن کا عذاب مراد ہے۔ (روح)

ك قل ان ادری۔ یہ اس سوال کا جواب ہے کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا، فرمایا جواب میں کہہ دیجئے یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ یہ وعدہ بہت جلد پورا ہو گا یا اس میں دیر ہے البتہ یہ بات یقینی اور حتمی ہے کہ اگر تم ایمان نہیں لاؤگے تو وعدہ کے مطابق عذاب ضرور آئے گا **ك** علم الغیب۔ یہ جملہ ماقبل کے لئے علت ہے اور ھو مبتدا مقدر ہے۔ الا من ارتضیٰ مستثنیٰ منقطع ہے۔ من ارتضیٰ الخ مبتدا اور فانه یسلك الخ اس کی خبر ہے۔ حاصل یہ ہے کہ آپ فرما دیجئے مجھے معلوم نہیں کہ قیامت قریب ہے یا بعید، کیونکہ میں عالم الغیب نہیں ہوں اور نہ مجھ کو غیب پر غلبہ ہی دیا گیا ہے کہ جب چاہوں جو چیز چاہوں جان لوں۔ عالم الغیب تو صرف اللہ تعالےٰ ہے جو اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا۔ البتہ جن بندوں کو اس نے رسالت کے لئے چن لیا ہے ان کے آگے پیچھے نگہبان فرشتے مقرر فرما دیتا ہے۔ تاکہ ان فرشتوں کی شہادت سے ظاہر فرمائے کہ میرے رسولوں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ علم کے لئے کسی ذریعہ اور وسیلہ کا محتاج نہیں اس کا علم ان سب کے معلومات پر حاوی ہے اور ہر ہر چیز اس کے علم محیط میں موجود ہے۔

تحقیق آیت علم الغیب فلا یظهر علیٰ غیبه احدا الا من ارتضیٰ (الآیۃ)

لفظ اظہار مختلف معنوں میں مستعمل ہے ا۔ ظاہر کرنا۔ ۲۔ غالب کرنا۔ ۳۔ مطلع کرنا۔ ۴۔ ظہر کے وقت جانا۔ یہاں چوتھا معنی مناسب مقام نہیں جیسا کہ ظاہر ہے اسی طرح پہلا معنی بھی یہاں مراد نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس صورت میں اس کا استعمال صلہ کے بغیر ہوتا ہے اور غیبه کو منصوب ہو کر اس کا مفعول ہونا چاہیئے تھا اب رہ گئے دو معنی غالب کرنا۔ یہ دونوں یہاں مراد ہو سکتے ہیں۔

موضح قرآن ف یعنی رسول کو خبر دیتا ہے غیب کی پھر چوکید رکھتا ہے اس کے ساتھ کہ اسمیں شیطان دخل نہ کرنے پاوے اور اپنا نفس غلط نہ سمجھے یہی معنے ہیں اس بات کے کہ پیغمبروں کو عصمت ہے اوروں کو نہیں اور ان کے معلوم میں شک نہیں اوروں کے معلوم میں شک ہے ف۲ یہ سورۃ اول میں اتری ہے جب وحی کی دہشت سے حضرت کو جاڑا لگا اپنے اوپر کپڑے لپیٹے اللہ نے یہی نام لیکر پکارا رات کو کھڑا رہ یعنی نماز پڑھو رات کو اول اس دین میں رات کی نماز فرض ہوئی مگر کسی رات نہ ہو تو معاف ہے۔

لے یہ اس سوال کا جواب ہے کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا ۱۲
لے علت ہے ماقبل کے لئے ۱۲

يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ
حکم نہ مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا سو اس کیلئے آگ ہے دوزخ کی رہا کریں اس میں
اَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ
ہمیشہ یہانتک کہ جب دیکھیں گے ف۱ جو کچھ ان سے وعدہ ہوا تب جان لیں گے کس
اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلْ اِنْ اَدْرِيْۤ
کے مدد گار کمزور ہیں اور گنتی میں تھوڑے تو کہہ ف۱ میں نہیں جانتا
اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْۤ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ
کہ نزدیک ہے جس چیز کا تم سے وعدہ ہوا ہے یا کر دے اس کو میرا رب ایک مدت کے بعد جاننے والا
الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى
بھید کا ف۲ سو نہیں خبر دیتا اپنے بھید کی کسی کو مگر جو پسند کر لیا
مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ
کسی رسول کو تو وہ چلاتا ہے اس کے آگے اور پیچھے
رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَ
چوکیدار ف تاکہ جانے کہ انہوں نے پہنچائے پیغام اپنے رب کے ف اور
اَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾
قابو میں رکھا ہے جو ان کے پاس ہے اور گن لی ہے ہر چیز کی گنتی

ع ۲ ۹ ۱۲

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ عِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ
سورۃ مزمل ف۲ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی بیس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿۱﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗۤ
اے کپڑے میں لپٹنے والے ف۱ کھڑا رہ رات کو مگر کسی رات ف۲ آدھی رات

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی تبلیغ در خارج محقق گردد زیرا کہ آں لازم علم است ۱۲۔ ف۲ در ابتداء اسلام قیام لیل بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بر مسلمانان مؤکد گردانیدہ چون ایں معنی بر ایشان نہایت دشوار آمد بعد یکسال رخصت نازل فرمود اِنّ ربک یعلم الی آخر السورۃ تا ہر کہ خواہد قیام کند و ہر کہ خواہد نکند و ہر قدر کہ خواہد بخواند ۱۲ ف۳ یعنی اگر بعض شبہا نکنی گناہ نباشد ۱۲۔

سورہ جن میں آیات توحید	۱۔ وان المسٰجد للّٰه فلا تدعوا مع اللّٰه احدا ۱ھ تا ولن اجد من دونه ملتحدا ۱ھ نفی شرک اعتقادی ۲۔ علم الغیب فلا یظهر علیٰ غیبه احدا ۱ھ نفی شرک فی علم الغیب۔

سورۃ المزّمّل

ربط سورۂ مزّمّل اور مدثّر دونوں کا ایک ہی مضمون ہے۔ حاصل ربط یہ ہے کہ گذشتہ سورتوں میں مسئلہ توحید کا ایک پہلو یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔ علی وجہ الکمال بیان ہوچکا ہے۔ دلائل عقلیہ ونقلیہ، ثمرات دلائل، تخویفات اور تبشیرات کے اسالیب مختلفہ وعنادین متنوعہ کے ساتھ اثبات توحید ونفی شرک کا مضمون مفصل ومدلل ہوچکا۔ اب آپ قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف رہیں، کیونکہ ہدایت کی راہ قرآن ہی سے معلوم ہوتی ہے اور توحید پر ثابت قدم رہیں، یہی مسئلہ سارے قرآن کا خلاصہ اور لبّ لباب ہے۔ ورتل القرآن ترتیلا (مزّمّل) اور پھر صرف تلاوت قرآن ہی پر اکتفار نہ کریں۔ بلکہ اس میں جو احکام مذکور ہیں خصوصًا مسئلہ توحید، ان کی تبلیغ بھی فرماتے رہیں قم فانذر ۞ وربك فكبر (مدثّر)۔

خلاصہ یایھا المزمّل قم اللیل ـــ تا ـــ فاتخذہ وکیلا ۞ امر اول۔ رات کا کچھ حصہ قیام کریں اور اس میں قرآن کی تلاوت کریں اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت بجا لائیں اور اس کے سوا کسی کو کارساز نہ بنائیں

واصبر علی ما یقولون ـــ تا ـــ ومھلھم قلیلا ۞ امر دوم تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، کفار کی باتوں سے آزردۂ خاطر نہ ہوں، ان کو چھوڑ دیں، میں خود ان سے نمٹ لوں گا۔

ان لدینا انکالا ـــ تا ـــ وکانت الجبال کثیبا مھیلا ۞ تخویف اخروی برائے کفار ومشرکین۔ ہم نے ان کے لئے مختلف انواع و اقسام کا عذاب تیار کر رکھا ہے جس میں ان کو قیامت کے دن مبتلا کیا جائے گا۔

انا ارسلنا الیکم رسولا ـــ تا ـــ فاخذنٰہ اخذا وبیلا ۞ تخویف دنیوی۔ ہم نے تمہارے پاس ویسا ہی عظیم الشان رسول بھیجا ہے۔ جو تمہیں توحید کی دعوت دیتا ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کے پاس رسولؑ بھیجا تھا۔ فرعون نے اس رسولؑ کی نافرمانی کی اور اسکی دعوت کو قبول نہ کیا تو ہم نے اس کو سخت عذاب کے ساتھ پکڑ لیا۔ اگر تم نے بھی اس عظیم الشان رسولؑ کی دعوت کو رد کر دیا تو تمہیں سخت عذاب دیا جائے گا

فکیف تتقون ان کفرتم ـــ تا ـــ کان وعدہ مفعولا ۞ تخویف اخروی۔ کفر وشرک اور عصیان وطغیان کی سزا صرف دنیا ہی میں بس نہیں ہوگی، بلکہ قیامت کے دن بھی اس کی سزا بھگتنا ہوگی، جو کبھی ختم نہ ہوگی۔ ان ھٰذہ تذکرۃ ترغیب الی الایمان و اتباع القرآن۔

ان ربك یعلم انك تقوم۔ الی آخر السورۃ۔ یہ ابتدار سورت سے متعلق ہے۔ فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تم میں بیمار اور کمزور بھی ہوں گے مسافر اور مجاہد بھی، اس لئے قیام اللیل میں تم پر سختی نہیں کی گئی، بلکہ تمہیں اختیار دیا گیا ہے کہ جسقدر چاہو قیام کرو اور جس قدر آسانی سے تلاوت کر سکو اسی قدر اس میں تلاوت کرو۔

ف۲ یایھا المزمّل اصل میں المتزمّل تھا۔ فاء تفعل کی جگہ زار آگئی اس لئے تاء کو زاء سے بدل کر زاء میں ادغام کر دیا گیا المزّمّل کپڑوں کو اپنے اوپر خوب لپیٹنے والا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کپڑے لپیٹ کر رات کو سو رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسی ہیئت سے خطاب فرما کر قیام اللیل کا حکم دیا۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نائما باللیل متزملا فی ثیابه فامر بالقیام للصلوٰۃ الخ (مدارک) حضرت ابن عباس رضؓ اور حضرت عائشہ رضؓ کے نزدیک پہلے قیام اللیل سب پر فرض تھا۔ اس کے بعد اسکی فرضیت منسوخ کر دی گئی۔ بعض کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھا، امت پر فرض نہیں تھا، بعد میں آپ پر سے بھی اس کی فرضیت منسوخ کر دی گئی اور بعض علمار کے نزدیک شروع ہی سے حکم استحبابی تھا البتہ بعد میں اس میں مزید تخفیف کر دی گئی۔

ف۳ قم اللیل۔ لفظ "قلیل" محاورہ میں نصف سے کم پر بولا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لفلان علیّ الف درھم الا قلیلا میں قلیلا سے مراد پانسو سے کم ہوں گے۔ اب اگر نصفہ کو قلیلا سے بدل بنایا جائے تو یہ ترکیب قلیلا کے مذکور استعمال کے خلاف ہوگی۔ امام نسفی رحؒ صاحب مدارک نے اس کے دو جواب دیئے ہیں۔

(۱) نصف کو کل اللیل (تمام رات) کے اعتبار سے قلیل کہا گیا ہے، اس اعتبار سے تینوں صورتیں قلیلا میں داخل ہو جائیں گی نصف، نصف سے کم اور نصف سے زائد۔

(۲) نصفہ مستثنیٰ منہ مؤخر ہے اور اللیل سے بدل ہے۔ اور قلیلا مستثنیٰ مقدم ہے اصل میں یوں تھا قم نصف اللیل الا قلیلا من نصف اللیل مگر اس صورت میں تکرار لازم آتا ہے، کیونکہ قم نصف اللیل الا قلیلا اور او انقص منہ (من النصف) قلیلا کا مفہوم ایک ہی ہے

صاحب مدارک نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اصل میں تو نصف رات سے کم قیام کا حکم دیا گیا پھر اس میں کچھ وقت بڑھانے میں تخییر فرمادی۔ امام رازی رح فرماتے ہیں کہ قلیلا سے مراد ثلث ⅓ ہے جسے اللیل سے مستثنیٰ کیا گیا لہٰذا مقصد یہ ہے کہ رات کے دو ثلث (⅔) قیام کرو اور نصفه، کسی لفظ سے بدل نہیں، بلکہ مستقل فعل مقدر کا مفعول ہے المراد بالقلیل فی قوله - قم اللیل الا قلیلاً هو الثلث فاذا قوله" قم اللیل الا قلیلا" معناه قم ثلثی اللیل ثم قال" نصفه" والمعنی او قم نصفه (کبیر ج ۸ ص ۳۳۳) حضرت شاہ ولی اللہ رح دہلوی فرماتے ہیں کہ الا قلیلا کا مطلب یہ ہے کہ کسی رات کو نہ اٹھو اور نصفه، اللیل سے بدل ہے نصفه او انقص الخ جملہ ماقبل کی تفسیر ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ نصف رات قیام کرو یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ۔ حضرت شاہ صاحب رح کے نزدیک یہ توجیہ پسندیدہ ہے کیونکہ اس سے مذکورہ بالا اشکال بھی ختم ہو جاتا اور کسی تکلف کے ارتکاب کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی **ف۴** ورتل القرآن۔ ترتیل سے قرآن مجید کے ہر ہر لفظ کو جدا جدا اور واضح کرکے پڑھنا، خوبصورتی اور صحت سے ان کو ادا کرنا اور غور و تدبر سے سمجھ کر پڑھنا مراد ہے۔ (قرطبی، مظہری) **ف۵** انا سنلقی۔ قول ثقیل سے مراد قرآن ہے اسے ثقیل (بھاری کٹھن، مشکل) اس لئے فرمایا کہ اس کے مضامین توحید، حشر و نشر وغیرہ مشرکین پر نہایت شاق ہیں یا اس کے احکام و فرائض اور شرائع و حدود پر عمل کرنا نہایت مشکل ہے۔ (مدارک، قرطبی) **ف۶** ان ناشئة اللیل۔ یہ قم اللیل کی علت ہے۔ ناشئة، نشأ بمعنی قام کا مصدر ہے جیسا کہ عافیة ہے مراد قیام اللیل ہے وطأ، مواطاة موافقت۔ قیلا سے قراءۃ قرآن مراد ہے (روح، قرطبی) آپکو راتکو اٹھکر نماز پڑھنے اور تلاوتِ قرآن کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ رات سکون و اطمینان کا وقت ہوتا ہے شور و شغب نہیں ہوتا اسلئے آدمی جو کچھ زبان سے پڑھتا ہے دل پوری [illegible] لیکا اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس طرح دن کی نسبت رات کے وقت دل اور زبان میں زیادہ توافق کا موقع فراہم ہوجاتا ہے۔ نیز یکسوئی اور سکون کیوجہ سے تلاوت بہت زیادہ درست اور صحیح ادا ہوتی ہے **ف۷** ان لك فی النهار۔ سبحا طویلا مہمات میں طویل تصرف و اشتغال یعنی دن بھر آپ دوسرے مہمات و مشاغل میں مصروف رہتے ہیں اور عبادت کے لئے بالکلیہ فارغ نہیں ہو سکتے، اس لئے رات کے لمحات کو غنیمت جانیں اور رات کو اٹھ کر اللہ کی عبادت بجالائیں (سبحا طویلا) ای تقلبا و تصرفا فی مہماتك واشتغالا بشواغلك فلا تستطیع ان تتفرغ للعبادة فعلیك بها فی

اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ﴿٣﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ
یا اس سے کم کردے تھوڑا سا یا زیادہ کر اس پر اور کھول کھول کر ف۴ پڑھ قرآن
تَرْتِيْلًا ﴿٤﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿٥﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ
کو صاف ہم ڈالنے والے ہیں تجھ پر ایک بات ف۵ وزن دار البتہ ف۶ اٹھنا
الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْـًٔا وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ﴿٦﴾ اِنَّ لَكَ فِي
رات کو سخت روندتا ہے اور سیدھی نکلتی ہے بات ف البتہ ف۷ تجھ کو دن
النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ﴿٧﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ
میں شغل رہتا ہے لمبا ف۳ اور پڑھے جا ف۸ نام اپنے رب کا اور چھوٹ کر چلا آ اس
تَبْتِيْلًا ﴿٨﴾ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
کی طرف سب سے الگ ہو کر مالک مشرق ف۹ اور مغرب کا اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں
فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴿٩﴾ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ
سو پکڑلے اس کو کام بنانے والا اور سہتا رہ ف۱۰ جو کچھ کہتے رہیں اور
اهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ﴿١٠﴾ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي
چھوڑ دے ان کو بھلی طرح چھوڑنا ف۴ اور چھوڑ دے ف۱۱ مجھ کو اور جھٹلانے والوں کو جو
النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿١١﴾ اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّ
آرام میں رہے ہیں اور ڈھیل دے ان کو تھوڑی سی البتہ ہمارے پاس ف۱۲ بیڑیاں ہیں اور
جَحِيْمًا ﴿١٢﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٣﴾ يَوْمَ
آگ کا ڈھیر اور کھانا گلے میں اٹکنے والا اور عذاب دردناک جس دن
تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا
کانپے گی ف۱۳ زمین اور پہاڑ اور ہو جائیں گے پہاڑ ریت کے
مَّهِيْلًا ﴿١٤﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ
تودے پھسلتے ہم نے بھیجا ف۱۴ تمہاری طرف رسول بتلانیوالا تمہاری باتوں کا

موضح قرآن ف یعنی ریاضت کر تو بھاری بوجھ آسان ہو ف۲ یعنی بڑی ریاضت یہ کہ نفس روندا جاتا ہے ٹوٹتا ہے اور اس وقت دعا اور ذکر سیدھا ادا ہوتا ہے دل سے ف۳ یعنی دن کو لوگوں کو سمجھانا ہے عبادت کا وقت مقرر کر رات کو ف۴ یعنی خلق سے کنارہ کر لیکن لڑ بھڑ کر نہیں سلوک سے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی دعوت کفار باسلام ۱۲۔

اللیل (روح ج ۲۹ ص ۱۰۵)

۸ واذکر اسم۔ بیان دعوائے توحید۔ ہر وقت اللہ کی یاد میں، اس کی تسبیح وتہلیل اور تمجید وتقدیس میں مصروف رہو، مہمات میں صرف اسی کو پکارو ماسوی سے منقطع ہو کر اللہ کے ہو رہو۔ خالص اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ ادعہ باسمائہ الحسنی (قرطبی) ودم علی ذکرہ فی اللیل والنہار وذکر اللہ یتناول التسبیح والتہلیل والتکبیر والصلاۃ وتلاوۃ القرآن ودراسۃ العلم (مدارک)۔
(وتبتل الیہ تبتیلا) ای اخلص لہ العبادۃ (ابن کثیر) ای انقطع بعبادتک الیہ ولا تشرک بہ غیرہ (قرطبی ج ۱۹ ص ۴۳)
تائید:۔ واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجہر من القول بالغدو والآصال ولا تکن من الغفلین ۵ (اعراف ع ۲۴)

۹ رب المشرق۔ یہ مبتدا مقدر کی خبر ہے۔ ای ھو رب المشرق۔ مشرق ومغرب تمام کائنات سے کنایہ ہے۔ فاتخذہ میں فصیحہ ہے جب ساری کائنات کا رب اور مالک وہی ہے اور اس کے سوا کوئی الٰہ اور معبود نہیں تو پھر صرف اسی کو اپنا کارساز بناؤ اور اپنے تمام مہمات میں اسی پر تکیہ کرو اور تمام امور میں صرف اسی کو پکارو۔ فالمعنی انہ لما ثبت انہ لا الٰہ الا ھو لزمک ان تتخذہ وکیلا وان تفوض کل امور ک الیہ (کبیر ج ۸ ص ۴۴۰)

۱۰ واصبر۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ مشرکین کی خرافات اور ان کی تکلیف دہ باتوں کو آپ صبر وتحمل کے ساتھ برداشت کریں اور ان کا معاملہ اپنے کارساز کے حوالے فرمادیں اور عمدہ پیرایہ میں ان سے الگ رہیں۔ دل سے اور عمل سے ان کی مخالفت کریں اور ظاہری مدارات برقرار رکھیں والھجر الجمیل ان یجانبھم بقلبہ وھواہ ویخالفھم فی الافعال مع المداراۃ والاغضاء وترک المکافأۃ (کبیر ج ۸ ص ۴۴۳)

۱۱ وذرنی۔ زجر وتخویف دنیوی یا اخروی۔ نعمۃ عیش وعشرت۔ یہ اسلوب اس سے کنایہ ہے کہ آپ فکر نہ کریں ہم خود ان معاندین سے نمٹ لیں گے۔ ان عیش وعشرت کے دلدادہ جھٹلانیوالوں کو چھوڑ دو اور ان کا معاملہ میرے حوالہ کر دو اور تھوڑی سی ان کو مہلت دیدو پھر دیکھو ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔ تھوڑی سی مہلت سے مراد مدت حیات ہے یا جنگ بدر تک کا وقت مراد ہے۔ ان معاندین کو میدان بدر میں ذلت آمیز عذاب کا مزہ چکھایا گیا اور جو اس عذاب سے بچ گئے وہ مرتے ہی عذاب میں مبتلا ہو جائینگے۔

۱۲ ان لدینا۔ تخویف دنیوی۔ انکال، نِکْلٌ (بکسر نون وفتحہا) کی جمع ہے بھاری اور وزنی بیڑیاں۔ ذا غصۃ۔ گلا گھونٹنے والا، حلق سے نہ اترنے والا۔ دنیوی عذاب کے علاوہ آخرت میں بھی ہم نے ان کے لئے مختلف انواع واقسام کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈالکر ان کو بھڑکتی آگ میں ڈالدیا جائے گا اور کھانے کے لئے زقوم، صدید، غسلین اور دیگر خاردار قسم کی چیزیں ہوں گی جن کو حلق سے اتارنا ہی دشوار ہو گا اس کے علاوہ کئی قسم کی دردناک سزائیں ہونگی۔

۱۳ یوم ترجف۔ یوم کا عامل مقدر ہے ای استقر ذلک العذاب لدینا وظہر یوم تضطرب الارض والجبال وتتزلزل (روح ج ۲۹ ص ۱۰۸) ترجف شدید جھٹکے اور زلزلے سے دوچار ہوں گے کثیبا۔ ریت کا ڈھیر۔ مہیلا نرم، پاؤں کی ٹھوکر سے اڑنے والا۔ یہ عذاب ہمارے پاس تیار ہے اور اس دن ان پر پڑے گا جب زمین اور پہاڑ قیامت کے شدید ترین زلزلے سے دوچار ہوں گے۔ اور پہاڑ نرم ریت کا ڈھیر بن جائیں گے اور آخر زمین کے ساتھ ہموار ہو جائینگے۔ یہ قیامت کے دن کا منظر ہے۔

۱۴ انا ارسلنا۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ شاھد حق بیان کرنے والا۔ بتانے والا (شاہ عبدالقادر رح) لفظ شاہد سے گواہ مراد لے کر اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ناظر ہونے پر استدلال درست نہیں۔ اس کی تحقیق سورۃ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ (ص ۷۰) خطاب مشرکین سے ہے۔ وبیلا شدیدا غلیظا (مدارک) جس طرح ہم نے فرعون کے پاس ایک رسول (موسیٰ علیہ السلام) بھیجا جس نے فرعون اور اس کی قوم کو توحید کی دعوت دی اسی طرح ہم نے تمہارے پاس بھی ایک عظیم الشان رسول (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) بھیجا ہے جو تمہیں توحید کی دعوت دیتا اور سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ فعصٰی فرعون۔ فرعون اور اسکی قوم نے اس رسول علیہ السلام کی نافرمانی کی اور اس کی دعوت کو رد کر دیا تو ہم نے ان پر سخت گرفت کی اور ان کو دریا میں غرق کر دیا۔ اب تم بھی اپنے رسول کی نافرمانی اور اس کی مخالفت کر رہے ہو۔ اگر تم اسی عصیان وطغیان پر قائم رہے تو تمہیں بھی دردناک سزا دی جائے گی، چنانچہ میدان بدر میں ان معاندین کو قتل وقید کے رسواکن عذاب کا مزہ چکھنا پڑا۔

كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ
جیسے بھیجا فرعون کے پاس رسول پھر کہا نہ مانا فرعون نے
الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ﴿۱۶﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ
رسول کا پھر پکڑی ہم نے اسکو وبال کی پکڑ پھر کیونکر ۱۵ بچو گے
اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ﴿۱۷﴾ ۨالسَّمَآءُ
اگر منکر ہو گئے اس دن سے جو کر ڈالے لڑکوں کو بوڑھا ف آسمان
مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿۱۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ
پھٹ جائے گا اسدن میں اس کا وعدہ ہونیوالا ہے یہ تو ۱۶ نصیحت ہے
فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۱۹﴾ ع اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ
پھر جو کوئی چاہے بنالے اپنے رب کی طرف راہ بے شک ۱۷ تیرا رب جانتا ہے
اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ
کہ تو اٹھتا ہے نزدیک دو تہائی رات کے اور آدھی رات کے اور تہائی رات کے
وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَ
اور کتنے لوگ تیرے ساتھ کے اور اللہ ماپتا ہے رات کو اور
النَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا
دن کو اس نے جانا کہ تم اسکو پورا نہ کرسکو گے ف سو تم پر معافی بھیجدی اب پڑھو
مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ
جتنا تم کو آسان ہو قرآن سے جانا کہ کتنے ہوں گے ۱۸ تم میں بیمار
وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ
اور کتنے اور لوگ پھریں گے ملک میں ڈھونڈتے اللہ
فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ
کے فضل کو اور کتنے لوگ لڑتے ہونگے اللہ کی راہ میں

ع ۱۳ / ۱

۱۵ تخویف اخروی ۱۲
۱۶ ترغیب الایمان و اتباع القرآن ۱۲
۱۷ متعلق با ابتدائے سورت ۱۲
۱۸ علت برائے فتاب علیکم ۱۲

۱۵ فکیف تتقون - تخویف اخروی - ہول قیامت کی شدّت وفظاعت کا بیان ہے - اگر ہم تم میں سے کسی کو کسی مصلحت سے دنیا میں نہ پکڑیں تو قیامت کے عذاب سے تم کسی طرح نہیں بچ سکتے - یہ دن نہایت کٹھن اور ہولناک ہوگا - شدّت ہول اور کثرت حزن وغم میں یہ دن ضرب المثل ہو گا - اس دن کی شدّت سے آسمان بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور ایسا ضرور ہوگا - اللہ کے فیصلے میں تخلف نہیں - یجعل الولدان شیبا محاورہ ہے جو شدّت سے کنایہ ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے یوم یشیب نواصی الاطفال (کبیر) یا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن اگر بالفرض یہ معاندین بچے ہوں تو شدّت ہول سے بوڑھے ہو جائیں کیونکہ حزن وغم کی کثرت اور خوف وہراس کی شدّت انسان کو بہت جلد بڑھاپے سے ہمکنار کر دیتی ہے - تائید :- یوم ترونها تذهل کل مرضعة عما ارضعت (حج ع ۱) ان ھٰذہ تذکرۃ - یہ تمام مذکورہ بالا بیان عبرت ونصیحت ہے جو شخص چاہے اس سے نصیحت حاصل کرکے اللہ کی بارگاہ میں باریابی اور تقرب کی راہ اختیار کرلے یعنی ایمان لے آئے اور نیک کام کرے جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو **۱۷** ان ربک یعلم یہ ابتدائے سورت سے متعلق ہے اکثر مفسرین کے نزدیک یہ سورت ابتدائے سورت میں مذکورہ حکم کی ناسخ ہے کیونکہ اسمیں حکم سابق میں تخفیف کردی گئی ہے لیکن حضرت شاہ ولی اللہ کے نزدیک حکم سابق منسوخ نہیں پہلے بھی حکم استحبابی ہی تھا اسمیں مزید تخفیف کردی گئی کہ نصف اور ثلث وغیرہ کا تم صحیح اندازہ نہیں کرسکتے، اس لئے جس قدر قیام کرسکتے ہو اسی قدر کرلیا کرو، مذکورہ مقداروں کی پابندی ضروری نہیں. فرمایا ہمیں معلوم ہے کہ آپ رات کا تہائی حصہ نصف اور تقریباً دو تہائی تک قیام کرتے ہیں اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھی ایسا کرتی ہے لیکن رات دن گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں اس لئے تم ان مقداروں کا صحیح اندازہ نہیں کرسکتے اس لئے جس قدر آسانی سے پڑھ سکو اتنا ہی پڑھ لیا کرو **۱۸** علم ان سیکون - یہ فتاب علیکم کی علت ہے - اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم میں بیمار اور ضعیف بھی ہوں گے اور مسافر اور مجاہد فی سبیل اللہ بھی جو اپنے ضعف اور اپنی دن کی مصروفیات سفر وجہاد کی وجہ سے قیام اللیل نہیں کرسکتے اس لئے جس قدر آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لیا کرو - البتہ صلوٰۃ فریضہ کی ہر حال میں پابندی کرو - واٰتوا الزکوٰۃ - یہ سورت چونکہ مکیہ ہے اور زکوٰۃ مدینہ یا مکی زندگی کے اواخر میں فرض ہوئی، اس لئے زکوٰۃ سے یہاں زکوٰۃ الفطر مراد ہے - (کبیر) یا تزکیہ عقائد باستقامت بر لا الٰہ الا اللہ (حضرت شیخ رحمہ اللہ)

موضح قرآن ف اس دن کی شدّت سے یا درازی سے اگرچہ وہاں جیسے ہی تیسے رہیں گے پر مدت اتنی ہے کہ لڑکے بوڑھے ہو جاویں - ف۲ رات جاگنے کا حکم ایک برس رہ کر موقوف ہوا - اگلی آیت اتری -

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مواظبت نمی توانید کرد ۱۲ -

۱۹ ف وا قرضوا۔ اس سے صدقات نافلہ مراد ہیں یا ذکر جہاد کے بعد اس میں انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب ہے۔ وما تقدموا۔ جو مال تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے وہ تمہارے لئے ذخیرۂ آخرت ہے اس لئے بہتر ہے کہ موت کے آثار ظاہر ہونے سے پہلے ہی اللہ کی راہ میں خرچ کرلو۔ کیونکہ جو خیرات تم موت سے پہلے کرلو گے وہ خدا کے نزدیک اجر و ثواب میں اس خیرات سے کہیں زیادہ افضل و اعلیٰ ہے جو تم موت کے وقت کرو۔ قال ابن عباس تجدوہ عند اللہ خیرا واعظم اجرا من الذی توخرہ الی وصیتک عند الموت (کبیر ج ۸ ص ۳۴۶) اعمال صالحہ میں اپنی کوتاہیوں اور تقصیروں کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو بے شک وہ بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے توبہ کرنے والوں اور گناہوں پر پشیمان ہونے والوں کو محض اپنی رحمت سے معاف فرما دیتا ہے۔ ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا و ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکفرین

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا

سو پڑھ لیا کرو جتنا آسان ہو اس میں سے اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو

الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا

زکوٰۃ اور قرض دو ف۱۹ اللہ کو اچھی طرح پر قرض دینا ف۱ اور جو کچھ آگے بھیجو گے

لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا

اپنے واسطے کوئی نیکی اسکو پاؤ گے اللہ کے پاس بہتر

وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

اور ثواب میں زیادہ اور معافی مانگو اللہ سے بے شک اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ ع ۲ ۱۴

مہربان ہے ف۲

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ مدثر ۷۴ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی چھپن آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ﴿۲﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۙ﴿۳﴾ وَ

اے لحاف میں لپٹنے والے ف۳ کھڑا ہو پھر ڈر سنا دے اور اپنے رب کی بڑائی بول اور

ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۙ﴿۴﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۙ﴿۵﴾ وَلَا تَمْنُنْ

اپنے کپڑے پاک رکھ اور گندگی سے دور رہ اور ایسا نہ کر کہ احسان کر

تَسْتَكْثِرُ ۙ﴿۶﴾ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ؕ﴿۷﴾ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۙ﴿۸﴾

اور بدلا بہت چاہے ف۴ اور اپنے رب سے امید رکھ ف پھر جب بجنے لگے وہ کھوکھری چیز ف

فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۙ﴿۹﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ

پھر وہ اس دن مشکل دن ہے منکروں پر نہیں

موضح قرآن ف یہ سورت اتری تب خلق کو دعوت کا حکم ہوا اور نماز کا نماز کے ساتھ تکبیر ہے اور کپڑے پاک رہنے اور گُتھرے سے بچنا یا گُتھرا کھاہت کہ وہ اکثر دودھ اور تیل میں آلودہ رہتا ہے اور یہ ہمت سکھائی کہ جو کسی کو دے اس سے بدلا نہ چاہ اپنے رب کے دینے سے شاکر رہ۔ ف۲ یعنی پھونکے صور

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی صرف مال کنید در جہاد بتوقع ثواب آخرت ۱۲۔ ف۲ مترجم گوید این آیت بعد یک سال نازل شد و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ہمیں سورہ لاحق کردند بجہت مناسبت ولہذا در اسلوب با سائرہ سورہ نمی ماند واللہ اعلم ۱۲ ف۳ یعنی از ہیبت وحی ۱۲۔ ف۴ یعنی ہدیہ بہ دن بر کسی تا دہی زیادہ از قیمت ہدیہ رعایت کند از اخلاق رو یہ است ۱۲۔

سُورۂ مزّمّل میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ ورتل القراٰن ترتیلا ۵ قرآن کی تلاوت سے مسئلہ توحید پر استقامت نصیب ہوتی ہے۔

۲۔ رب المشرق والمغرب لا الٰہ الا ھو فاتخذہ وکیلا ۵ نفی شرک فی التصرف۔

(آج بتاریخ ۷ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۲ مئی ۱۹۷۲ء بروز سہ شنبہ ۴ بجے شام سورہ مزّمّل کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات ومن عندہ تتنزل الرحمۃ والبرکات والصلوٰۃ والسلام علی سید الرسل وخاتم النبیین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

(سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

لے سُورَۃُ المدّثّر

رابط سورہ مزمل میں فرمایا قرآن کی تلاوت میں مصروف رہو اور توحید پر قائم رہو۔ اب سورۂ مدثّر میں فرمایا تلاوت قرآن کے ساتھ ساتھ قرآن کی دعوت یعنی مسئلہ توحید اور اس کے دوسرے احکام کی تبلیغ بھی کرو۔

خلاصہ یاایھا المدثر ــــ تا ــــ ولا تمنن تستکثر ٥ یہ سورت کا دعویٰ ہے۔ اللہ کے عذاب سے ڈراؤ، اللہ کی توحید بیان کرو اور شرک سے اس کی تقدیس و تنزیہ کرو۔ ولربك فاصبر ٥ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔
فاذا نقر فی الناقور ــــ تا ــــ غیر یسیر ٥ تخویف اخروی۔ قیامت کا دن کافروں کے لئے نہایت سخت اور دشوار ہوگا۔
ذرنی ومن خلقت وحیدا ــــ تا ــــ انه کان لاٰیٰتنا عنیدا ٥ زجر برائے معاندین۔ یا برائے ولید بن مغیرہ۔ سارھقه صعودا ــــ تا
وما ھی الا ذکری للبشر ٥ تخویف اخروی وزجر۔ کلا والقمر ٥ والیل اذ ادبر ٥ ــــ تا ــــ کل نفس بما کسبت رھینة ٥ زجر
الا اصحب الیمین ٥ فی جنّٰت یتسآءلون ٥ بشارت اخرویہ۔ ما سلککم فی سقر ٥ ــــ تا ــــ فما تنفعھم شفاعة الشافعین تخویف اخروی۔ یہ معاندین اب تو نہیں مانتے، لیکن قیامت کے دن اپنے جرم و گناہ کا اعتراف کریں گے اور کہیں گے کہ آج ہم انہی گناہوں کی سزا پا رہے ہیں
فما لھم عن التذکرۃ معرضین ٥ تا آخر سورت۔ زجر۔ پند و نصیحت اور دعوت توحید سے وہ اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح شیر سے گدھا۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ انھیں براہ راست اللہ کی طرف سے پیغام آئے، مگر یہ ناممکن ہے۔

۲ے یاایھا المدثر۔ اصل میں متدثر تھا۔ فائے تفعل میں دال واقع ہونے کی وجہ سے تائے تفعل کو دال سے بدل کر ادغام کر دیا گیا۔ یہ دثار سے مأخوذ ہے دثار اس کپڑے کو کہا جاتا ہے جو بدن سے متصل ملبوسات کے اوپر اوڑھا جاتا ہے مثلاً موٹی چادر یا کمبل وغیرہ۔ المتدثر وھو الذی یتدثر بثیابه لینام او لیستدفئ (کبیر ج ۸ ص ۷۴۳) پہلی وحی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول غار حرا میں تشریف لے گئے جب اپنے معمول سے فارغ ہو کر پہاڑ سے نیچے اترے تو کسی نے آپ کو آواز دی آپ نے ہر طرف دیکھا لیکن آپ کو کوئی شخص نظر نہ آیا۔ پھر آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو آپ کو فضا میں کرسی پر بیٹھا ہوا وہی فرشتہ نظر آیا جو غار حرا میں پہلی بار آپ کے پاس آیا تھا۔ آپ اس کو دیکھ کر ڈر گئے اور آپ پر لرزہ کی کیفیت طاری ہوگئی۔ آپ گھر تشریف لائے اور گھر والوں سے فرمایا دثرونی مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ آپ کپڑا اوڑھ کر لیٹ گئے تو اسی حالت میں یہ سورت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر، روح) سورت کی ابتداء ہی میں سورت کا دعویٰ مذکور ہے، فرمایا کپڑوں میں ملبوس آرام و استراحت فرمانے والے اب آرام کا وقت نہیں اب اٹھ کر ہمت باندھ اور مخلوق خدا کو جو شرک میں مبتلا ہے خدا کے عذاب سے ڈرا ان کو شرک سے منع کر اور ان کو توحید کی دعوت دے الانذار دعاؤھم الی التوحید لان المقصود بھا (النبوۃ)۔ قرطبی ج ۱۹ ص ۶۰) وربك فکبر اپنے رب کی عظمت و کبریائی کا اعلان کر اور مشرکین کے شرک اور افتراء سے اس کی تقدیس و تنزیہ فرما۔ المقصود الاولی من الامر بالقیام ان یکبر ربه وینزھه من الشرک (ابوالسعود ج ۸ ص ۳۵۰) ومعنی کبر عظمه عن الحدوث وعن سمات النقص والزوال وعن التشریك فی وجوب الوجود والالوھیة والتشریك فی العبادۃ الخ (مظہری ج ۱۰ ص ۱۲۴)

۳ے وثیابك فطھر اپنے عمل کی اصلاح کر اور اپنے نفس کو اخلاق فاضلہ اور شمائل جمیلہ سے آراستہ کر تاکہ تبلیغ و انذار کے مقصد میں کامیابی کی راہ ہموار ہو جائے انه امر له صلی اللہ تعالی علیه وسلم با لتخلق بالاخلاق الحسنة الموجبة لقبول الانذار بعد امرہ علیه الصلاۃ والسلام بتخصیصه سبحانه عزوجل بالتکبیر الخ (روح ج ۲۹ ص ۱۱۸) والرجز فاھجر۔ رُجز سے اوثان اور معبودان باطل مراد ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رض ابن زید مجاہد اور عکرمہ سے منقول ہے۔ قال مجاھد وعکرمة یعنی الاوثان، دلیله قوله تعالی فاجتنبوا الرجس من الاوثان وقاله ابن عباس وابن زید (قرطبی ج ۱۹ ص ۶۵) یعنی معبودان باطل کی عبادت چھوڑے رہو۔ فاھجر سے احداث ہجران مراد نہیں یعنی یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ اب آپ عبادت اوثان چھوڑ دیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام تو صغیرہ گناہوں سے بھی معصوم ہوتے ہیں بلکہ مراد ہے دوام ہجران یعنی آپ عبادت اوثان کے ترک پر قائم اور ثابت قدم رہیں المراد الدوام والثبات علی ھجر ذلك (روح) یا بتقدیر مضاف اہل رجز یعنی مشرکین مراد ہیں مطلب یہ ہے کہ مشرکین سے دور رہو تائید۔ ولا تکونن من المشرکین ٥ (القصص رکوع ۹) حاصل یہ ہے کہ آپ توحید کی دعوت و تبلیغ کا کام سر انجام دیں جو آپ کا فریضہ ہے اس میں ذرہ بھر کوتاہی اور نرمی نہ ہونے پائے۔ قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۴ے ولا تمنن۔ تستکثر مرفوع ہے اور لا تمنن کے فاعل سے حال ہے یہ نہی کا جواب نہیں ورنہ مجزوم ہوتا۔ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کی طرف

سے تبلیغ پر مامور ہوں۔ اس لئے آپ لوگوں پر نبوت اور تعلیم وتبلیغ کا احسان نہ دھریں کہ آپ کو بکثرت دولت حاصل ہو۔ آپ کا اجر وثواب اللہ کے ذمہ ہے
قال ابن زید معناه لا تمنن بالنبوة على الناس فتأخذ عليها عوضا و اجرا من الدنيا (مظہری ج ۱۰ ص ۱۲۵) یعنی آپ محض لوجہ اللہ
تبلیغ کریں، کسی سے اجر ومعاوضہ کی توقع نہ رکھیں اور نہ کسی کو دعوت وتبلیغ کا احسان جتائیں۔ ولربك فاصبر۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ
ہے کفار ومشرکین کی طرف سے تبلیغ وتوحید پر تکلیفیں آئیں تو ان سے آزردہ نہ ہوں، بلکہ محض اللہ کی رضا کیلئے تکالیف نبوت، ادائے تبلیغ اور ایذائے مشرکین

يَسِيرٍ ﴿١٠﴾ ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ﴿١١﴾ وَّجَعَلْتُ لَهُ
آسان — چھوڑ دے مجھ کو اور اسکو جس کو میں نے بنایا اکیلا ف۱ — اور دیا میں نے اسکو

مَالًا مَّمْدُودًا ﴿١٢﴾ وَّبَنِينَ شُهُودًا ﴿١٣﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهُ
مال پھیلا ہوا — اور بیٹے مجلس میں بیٹھنے والے — اور تیاری کردی اس کے لئے

تَمْهِيدًا ﴿١٤﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ﴿١٥﴾ كَلَّا ۖ إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا
خوب تیاری — پھر لالچ رکھتا ہے کہ اور بھی دوں — ف۲ ہرگز نہیں وہ ہے ہماری آیتوں کا

عَنِيدًا ﴿١٦﴾ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ﴿١٧﴾ إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿١٨﴾ فَقُتِلَ
مخالف — اب اس سے چڑھواؤنگا بڑی چڑھائی ف۳ — اس نے فکر کیا اور دل میں ٹھہرا لیا سو مارا جیو

كَيْفَ قَدَّرَ ﴿١٩﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿٢١﴾ ثُمَّ
کیسا ٹھہرایا — پھر مارا جائیو کیسا ٹھہرایا — پھر نگاہ کی — پھر

عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ إِنْ هَٰذَا
تیوری چڑھائی اور منہ تھتھایا — پھر پیٹھ پھیری اور غرور کیا — پھر بولا کچھ نہیں یہ

إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ ﴿٢٤﴾ إِنْ هَٰذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿٢٥﴾ سَأُصْلِيهِ
جادو ہے چلا آتا — اور کچھ نہیں یہ کہا ہوا ہے آدمی کا — اب اسکو ڈالونگا

سَقَرَ ﴿٢٦﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرُ ﴿٢٧﴾ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ﴿٢٨﴾
آگ میں — اور تو کیا سمجھا کیسی ہے وہ آگ — نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے

لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿٢٩﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾ وَمَا جَعَلْنَا
جلا دینے والی ہے آدمیوں کو — اس پر مقرر ہیں انیس فرشتے ف۴ — اور ہم نے جو رکھے ہیں

أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً ۙ وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا
دوزخ پر داروغہ — وہ فرشتے ہی ہیں — اور ان کی جو گنتی رکھی ہے سو

فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
جانچنے کو — منکروں کے — تا کہ یقین کرلیں وہ لوگ جن کو ملی ہے کتاب

ف۱ زجر برائے معاندین عموماً بالخصوص ولید بن مغیرہ مخصوصاً ۱۲

ف۲ تخویف اخروی و زجر ۱۲

ف۳ تخویف اخروی ۱۲

پر صبر کریں۔ ای لوجہ ربك امرہ بالصبر فیتناول الصبر علی تکالیف النبوة وعلی اداء طاعة اللہ وعلی اذی الکفار (بحر ج ۸ ص ۳۷۲)
ف۵ فاذا نقر۔ تخویف اخروی۔ نقر ای نفخ یعنی پھونکا جائے گا۔ فذلك الخ جملہ جزائے شرط ہے۔ یومئذ، ذلك سے بدل ہے اور اسم غیر متمکن کی طرف مضاف ہونیکی وجہ سے یوم مبنی علی الفتح ہے یوم عسیر، ذلك کی خبر ہے۔ علی الکافرین، عسیر سے متعلق ہے غیر یسیر، عسیر کی تاکید ہے (روح) جب صور پھونکا جائے گا اور قیامت قائم ہو جائیگی تو یہ دن کفار ومشرکین پر نہایت سخت اور دشوار ہوگا۔ اس دن میں کسی قسم کی آسانی، رعایت اور راحت ان کو میسر نہ ہوگی ف۶ ذرنی ومن خلقت یہ زجر ہے۔ ان آیتوں سے ہر کافر، معاند، سرکش اور متکبر مراد ہے۔ یا یہ ولید بن مغیرہ مخزومی کے حق میں ہیں لیکن العبرۃ لعموم المعنی لا لخصوص المورد۔ وحیدا، ذرنی میں ضمیر مفعول سے حال ہے یعنی مجھے چھوڑ دو میں تنہا ہی اس سے انتقام لے لونگا یا "خلقت" کی "تا" سے حال ہے یعنی میں نے تنہا ہی اسکو پیدا کیا ہے اور میں تنہا ہی بلا مدد غیرے اس کو ہلاک بھی کرلونگا یا ضمیر منصوب مقدر سے حال ہے جو من کیطرف عائد ہے ای من خلقتہ وحیدا یعنی میں نے اسکو مال واولاد سے تنہا پیدا کیا ہے بوقت ولادت اس کے پاس نہ مال تھا نہ اولاد تھی یہ نعمتیں بعد میں میں ہی نے اسکو دیں۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ وحید ولید بن مغیرہ کا لقب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بطور استہزاء اسے اس کے مشہور لقب سے ذکر فرمایا ہے۔ (بحر۔ قرطبی روح) ف۷ وجعلت لہ۔ ممدود، کثیر شہود۔ حاضر باش۔ سفر وحضر میں اور تجارت وتفرج میں اس کے ساتھ حاضر رہنے والے یا اپنی وجاہت وقابلیت کی وجہ سے مجلسوں اور محفلوں میں شریک ہونے والے ہم نے اس کے دنیوی جاہ ووقار اور اس کی ریاست ووجاہت وقابلیت کی وجہ سے مجلسوں اور محفلوں میں شریک ہونے والے

موضح قرآن ف۱ یعنی اپنے باپ کے یہاں ایک بیٹا جس کا شریک نہ ہو۔ اور بھائی یا اگادنیا کی لیاقت میں۔ ف۲ کہتے ہیں یہ ولید کافر کو فرمایا وہ دور دور ملک دیکھ آیا تھا کافروں نے اس کو کہا کہ تو سن محمد کیا پڑھتا ہے تجویز کر کر کیا ہے حضرت نے پڑھا تب اس نے منہ بنا کر یہ کہا کہ یہ جادو ہے ف۳ دوزخ میں ایک پہاڑ ہے سیدھا کافروں کو اس پر ہمیشہ چڑھوا دینگے یہ بھی ایک عذاب ہے ف۴ جیسے لوہا دہکتا سرخ نظر آتا ہے آدمی کے پنڈے پر وہ سرخ

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید این تصویر است حال کافر را کہ خدا تعالیٰ اورا نعمتہا دادہ باشد و او مصر باشد بر کفر و عبس وبسر ثم ادبر واستکبر تصویر حال قائل و تردد است واللہ اعلم ۱۲۔

ومہدت لہ ہم نے اس کے دنیوی جاہ ووقار اور اس کی ریاست ووجاہت کو خوب وسعت دی۔ ہم نے جب اس کو پیدا کیا تو وہ تنہا تھا ذلیل اور بے مال تھا پھر ہم نے اس کو کثیر دولت عطا کی، اس کو لائق اور قابل اولاد دی، لوگوں پر اس کی وجاہت وریاست کا سکہ بٹھا دیا۔ لیکن اس نے ناشکری کی، اللہ کے شریک بنائے اور اس کے دین سے استہزاء کیا اور پھر بھی اسے یہ امید ہے کہ ہم ابھی اس کو مزید انعامات سے نوازیں گے، ہرگز نہیں ای خلقتہ منفردا ذلیلا قلیلا لا مال لہ ولا ولد فآتاہ اللہ تعالیٰ المال والولد فکفر نعمتہ واشرک بہ واستہزأ بدینہ (بحر ج ۸ ص ۳۷۳) اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ؕ وہ ہماری آیتوں کا منکر اور معاند ہے اب اس پر مزید انعام نہیں ہوگا بلکہ اب اسے کفر وعناد اور جحود وانکار کی سزا دیجائیگی۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اس کو ذلت ورسوائی اور تنگدستی میں مبتلا کردیا اور آخرت کا عذاب آگے مذکور ہے۔

۸ھ سارھقہ صعودا۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ صعودا دوزخ میں آگ کا نہایت ہی بلند پہاڑ ہے جس پر چڑھنے کے لئے جہنمیوں کو مجبور کیا جائے گا۔ یہ بھی ایک قسم کا نہایت تکلیف دہ عذاب ہوگا۔ انہ فکر یہ اس کی سزا کی علت ہے اس نے قرآن اور پیغمبر کے بارے میں غور وفکر کیا کہ ان کی حقیقت کیا ہے پھر اپنے ذہن میں ایک بات طے کرلی کہ یہ قرآن جادو ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جادوگر ہے۔ العیاذ باللہ۔ اس ملعون اور راندۂ درگاہ ایزدی نے یہ فیصلہ کس طرح کرلیا۔ اس کے بعد اس نے نظر اٹھا کر دیکھا ترش رو ہوا اور سخت ناک بھوں چڑھائی اور پھر پیٹھ پھیر کر غرور ونخوت سے چلدیا اور کہنے لگا یہ تو جادو ہے جو بابل کے جادوگروں سے چلا آرہا ہے اور لوگ اسے سیکھتے سکھاتے چلے آرہے ہیں یہ بھی کہیں سے سیکھ کر آگیا ہے اور یہ قرآن جسے وہ خدا کا کلام بتاتا ہے۔ خدا کا کلام نہیں یہ انسانی کلام ہے جسے وہ خود بنا کر یا کسی سے بنوا کر لاتا ہے۔

ولید بن مغیرہ نے اپنی قوم بنی مخزوم سے کہا تم کہتے ہو محمدؐ دیوانہ ہے، کیا تم نے کبھی اس پر دیوانگی کا دورہ پڑتے دیکھا ہے؟ اور تم کہتے ہو وہ کاہن ہے، کیا تم نے کبھی اسے کاہنوں کی سی باتیں کرتے سنا ہے؟ نیز تم کہتے ہو وہ شاعر ہے، کیا تم نے کبھی اسے شعر پڑھتے یا بناتے سنا ہے؟ اور تمہارا خیال ہے کہ وہ جھوٹا ہے کیا تم نے کبھی اسکو جھوٹ بولتے سنا ہے؟ ہر سوال کے جواب میں سب نے کہا؛ نہیں، پھر کہنے لگے تو بتاؤ نا، آخر یہ کیا معاملہ ہے، تو غور وفکر کے بعد کہنے لگا وہ جادوگر ہے کیا تم دیکھتے نہیں کہ اس نے خاوند بیوی باپ بیٹے اور بھائی بھائی میں جدائی ڈالدی ہے۔ اس جواب سے تمام ملعونین بہت خوش ہوئے۔ (مدارک)

ثم قتل تعقیب ذکری کے لئے ہے۔ یعنی میں پھر کہتا ہوں کہ اس ملعون نے یہ کس طرح اندازہ لگایا کہ آپؐ جادوگر ہیں۔ ثم نظر یعنی پہلے تو آنکھیں بند کرکے سوچا، پھر آنکھیں کھول کر دیکھا پھر ترش رُو ہوا اور سخت ناک بھوں چڑھائی اور پھر متکبرانہ انداز میں پشت پھیری جیسا کہ آجکل کے متکبر کرتے ہیں۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ۔

۹ھ ساصلیہ سقر۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ میں اس کو سقر میں داخل کروں گا۔ سقر ایسی تیز اور سخت آگ کا دوزخ ہے کہ لا تبقی ولا تذر کہ ہڈی پسلی چھوڑے گی نہ گوشت پوست لواحۃ للبشر بشرۃ کی جمع ہے۔ سقر کی آگ دوزخیوں کے چمڑوں کو جلا کر سیاہ اور بدشکل بنا دے گی۔ دوزخ پر ہم نے انیس فرشتے یا فرشتوں کی انیس صفیں مقرر کر رکھی ہیں والاول اصح اور پھر یہ دوزخ کے خزان آدمی یا جنّ نہیں بلکہ فرشتے ہیں جو طاقت وقوت میں جنّ وانس پر فائق ہیں۔ اہل دوزخ جنّ وانس کے لئے ان کے دلوں میں رحمت وشفقت کا کوئی جذبہ نہیں ہوگا اور نہ دوزخیوں کے بارے میں احکام خداوندی کی تعمیل میں کوتاہی کا احتمال ہی ہوگا۔

۱۰ھ وجعلنا۔ فتنۃ۔ آزمائش یا گمراہی کا سبب۔ لیستیقن میں لام عاقبت کا ہے۔ اتنی کثیر تعداد میں دوزخیوں پر قابو پانے کے لئے فرشتوں کی تھوڑی سی جماعت کا مقرر کرنا اور پھر اس تعداد کا اظہار کفار ومشرکین کی آزمائش کے لئے ہے کہ وہ اس کو تسلیم کرتے ہیں یا اس کا انکار کرتے ہیں اس کا مذاق اڑاتے ہیں چنانچہ یہ آیت سُن کر ابوجہل نے قریش سے کہا:۔ قریش کے بہادر اور سخت گیر پہلوانو! کیا تم میں سے دس دس جوان بھی ایک ایک پر قابو نہیں پا سکو گے؟ اس پر ابو الاشدّ بن اسید جمحی بولا: فکر کی کوئی بات نہیں سترہ کو تو میں اکیلا ہی سنبھال لوں گا، باقی دو کو تم سب مل کر سنبھال لینا۔ چونکہ کتب سابقہ میں بھی خزان جہنم کی یہی تعداد ذکر کی گئی ہے۔ اس لئے جب اہل کتاب اس آیت کو سنیں گے تو اس سے ان کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کی سچائی کا یقین آجائیگا۔ کیونکہ خبر ان کی مسلمہ کتابوں، تورات اور انجیل کے موافق ہے۔

ویزداد الذین اٰمنوا۔ اور اس سے مومنوں کو مزید اطمینان ہو جائے گا اور ان کے ایمان کو اور تقویت ملے گی۔ کیونکہ اہل کتاب نے بھی اسے مان لیا ہے۔ نیز وہ یہ آیت سن کر فوراً بول اٹھیں گے کہ یہ خبر اللہ تعالیٰ نے دی ہے اس لئے سچی ہے، ہم اس پر بھی ایمان لاتے ہیں۔

ولا یرتاب الذین اوتوا الکتٰب والمؤمنون۔ یہ مضمون سابق کی تاکید ہے یعنی اہل کتاب اور مؤمنین کو اس خبر کی سچائی میں شک باقی نہ رہے۔

[11] ولیقول۔ لیکن منافقین اور کفار از راہِ استہزاء و تمسخر کہیں گے کہ اس قلیل تعداد کے بیان سے اللہ تعالیٰ کی کیا مراد ہے؟ کیا اتنے تھوڑے سے فرشتے ان بے حد وحساب دوزخیوں پر قابو پالیں گے ان فرشتوں کی تعداد تو کروڑوں سے بھی زیادہ ہونی چاہیئے۔ یہ سورت مکیہ ہے اور مکہ میں کوئی منافق نہیں تھا اس لئے مطلب یہ ہے کہ بعد میں جب مدینہ کے منافق سنیں گے تو وہ اسی قسم کی باتیں کہیں گے (قرطبی، روح) کذلک یضل اللہ۔ اس طرح اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے جیسا کہ ابوجہل اور دیگر مشرکین کو کیا اور جسے چاہتا ہے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے جیسا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی ایک ہی چیز بعض لوگوں کی گمراہی کا سبب ہوئی اور بعض لوگوں کے ایمان و یقین میں اضافہ اور قوت کا باعث بنی۔ جو شخص اپنے اختیار سے گمراہی پر رہنا چاہے اسے اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے اور جو اپنے اختیار سے راہ ہدایت کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سیدھی راہ دکھاتا ہے کسی پر جبر و اکراہ نہیں یضل اللہ تعالیٰ من یشاء اضلالہ لصرف اختیارہ حسب استعدادہ السیئ الی جانب الضلال ویھدی من یشاء ھدایتہ لصرف اختیارہ حسب استعدادہ الحسن الی جانب الھدایۃ (روح ج ۲۹ ص ۱۲۸ محصلا) [12] وما یعلم۔ اللہ تعالیٰ کے لشکروں کی تعداد کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ انیس تو صرف دوزخ کے نگران اعلیٰ ہیں ان کے ماتحت اور ان کے علاوہ زمین و آسمان میں جو فرشتوں کے لشکروں کے لشکر موجود ہیں وہ حد و حساب سے باہر ہیں، صحیح گنتی اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ وما ھی الاذکریٰ للبشر یہ دوزخ تو خلق خدا کے لئے عبرت اور نصیحت کا باعث ہے۔ اس سے انہیں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت کا اندازہ لگانا چاہیئے اس کے عذاب سے ڈرنا چاہیئے اور انہیں سیدھی راہ، دینِ اسلام پر چلنا چاہیئے تاکہ اس کے دردناک عذاب سے بچ جائیں [13] کلا۔ برائے ردع ہے اور کفار و مشرکین کو زجر ہے کہ ان کو قرآن کے مقابلہ میں اس قسم کی سفیہانہ باتیں نہیں کرنی چاہییں۔ یا بمعنی حقًا ہے المعنی حقًا والقمر (قرطبی) اس صورت میں یہ مابعد کی تاکید ہوگی۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے نزدیک یہی راجح ہے

وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ
اور بڑھے ایمانداروں کا ایمان اور دھوکہ نہ کھائیں جن کو
أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ ۙ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي
ملی ہے کتاب اور مسلمان اور تاکہ [11] کہیں وہ لوگ کہ
قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْكَافِرُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا
جن کے دل میں روگ ہیں اور منکر کیا غرض تھی اللہ کو اس
مَثَلًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ
مثل سے یوں بچلاتا ہے اللہ جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے جس کو چاہے
وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۚ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ
اور کوئی نہیں [12] جانتا تیرے رب کے لشکر کو مگر خود وہی اور وہ تو سمجھانا ہے لوگوں
لِلْبَشَرِ (٣١) كَلَّا وَالْقَمَرِ (٣٢) وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ (٣٣) وَالصُّبْحِ إِذَا ع ١ ۱۵
کے واسطے ف۱ ف۲ سچ کہتا [13] ہوں اور قسم ہے چاند کی اور رات کی جب پیٹھ پھیرے اور صبح کی جب
أَسْفَرَ (٣٤) إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ (٣٥) نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ (٣٦) لِمَن
روشن ہووے وہ ایک ہے [14] بڑی چیزوں میں کی ڈرانے والی ہے لوگوں کو جو کوئی
شَاءَ مِنكُمْ أَن يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ (٣٧) كُلُّ نَفْسٍ بِمَا
چاہے تم میں سے کہ آگے بڑھے یا پیچھے رہے ف۲ ہر ایک [15] جی اپنے
كَسَبَتْ رَهِينَةٌ (٣٨) إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ (٣٩) فِي جَنَّاتٍ ۱۶ مع
کئے کاموں میں پھنسا ہوا ہے مگر داہنی طرف والے باغوں میں ہیں
يَتَسَاءَلُونَ (٤٠) عَنِ الْمُجْرِمِينَ (٤١) مَا سَلَكَكُمْ فِي
مل کر پوچھتے ہیں گنہگاروں کا حال تم کاہے سے جا پڑے
سَقَرَ (٤٢) قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ (٤٣) وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ
دوزخ میں وہ بولے [16] ہم نہ تھے نماز پڑھتے اور نہ تھے کھانا کھلاتے

عند المتقدمین ۱۲

موضح قرآن ف۱ یہ جو فرمایا کہ دوزخ پر مقرر ہیں انیس شخص کافر ٹھٹھا کرنے لگے کہ ہم ہزاروں ہیں انیس ہمارا کیا کریں گے تب یہ فرمایا کہ وہ آدمی نہیں فرشتے ہیں تم سب کے واسطے ایک ہی کفایت ہے مگر یہ گنتی بتائی ہے موافق اگلی کتابوں کے کہ اس کے سچ کی دلیل ہو۔ ف۲ آگے بڑھے بہشت کو یا پیچھے رہے دوزخ میں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید ایں آیت اشارتست بر دشبہہ کفار در عدد تسعۃ عشر و آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آنرا در ہمیں سورہ لاحق فرمودند بجہت مناسبت و لہذا با سائر سورہ نمی ماند در اسلوب ۱۲۔

والقمر، والليل، والصبح تینوں قسمیں ہیں جو جواب قسم پر شاہد ہیں۔ جواب قسم محذوف ہے یعنی لترکبن طبقا عن طبق چاند پر پورا مہینہ مختلف حالتیں آتی ہیں، اسی طرح رات کی بھی کئی حالتیں ہوتی ہیں، شروع ہوتی ہے۔ گھپ اندھیرا ہو جاتا ہے اور اس میں سے صبح نمودار ہوتی ہے۔ چاند اپنے مختلف اور گوناگوں احوال سے اس پر شاہد ہے، رات کی ظلمت اور صبح کی نمود اس پر گواہ ہیں کہ تم پر بھی کئی حالات آئیں گے۔ رات کے اندھیرے کی طرح شدائد و آلام سے بھی دوچار ہونا پڑے گا آخر تمام اندھیرے چھٹ جائیں گے اور فتح و کامرانی اور فوز و فلاح کی صبح نمودار ہوگی۔ تائید:۔ فلا اقسم بالشفق ۵ والليل وما وسق ۵ والقمر اذا اتسق ۵ لترکبن طبقا عن طبق ۵ (پ ۳۰، سورة الانشقاق) اور انها لاحدى الكبر استیناف ہو افاده الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یا انها لاحدى الكبر جواب قسم ہے **۱۴ھ** انها لاحدى الكبرى کی جمع ہے نذیرا مصدر ہے بمعنی انذار اور یہ احدی الکبر کی تمییز ہے یعنی انذار و تخویف کے اعتبار سے دوزخ شدید ترین سزاؤں اور عقوبتوں میں سے ایک ہے یا یہ حال ہے اور تائے تانیث محذوف ہے (روح) دوزخ شدید ترین عقوبات میں سے ایک ہے۔ خلق کو ڈرانے والی ہے تاکہ وہ اس کے ڈر سے خدا کی اطاعت کریں۔

لمن شاء الخ یہ للبشر سے بدل ہے۔ وہ ڈرانیوالی ہے اس کو جو تم میں سے چاہے کہ نیکی اور بھلائی کی طرف بڑھے نیز اس کو جو گناہ و معصیت میں پیچھے رہے۔ من شاء ان يتقدم في الخير والطاعة ومن شاء ان يتأخر في الشر والمعصية (مظہری ج ۱۰ ص ۱۳۱) **۱۵ھ** كل نفس۔ رهينة مصدر ہے رهن۔ یہ فعیل بمعنی مفعول نہیں کیونکہ اسکا استعمال مذکر، مونث میں یکساں ہے۔ قیامت کے دن ہر نفس کفر و طغیان کی وجہ سے دوزخ میں رہن اور محبوس ہوگا مگر اصحاب الیمین یعنی وہ لوگ جن کو اعمالنامے دائیں ہاتھوں میں دیئے جائیں گے کیونکہ وہ تو جنت میں ہوں گے اور ان کو وہاں ہر قسم کی راحت اور ہر نوع تعیش و تنعم حاصل ہوگی۔ یتساءلون وہ مشرکین کے بارے میں ایک دوسرے سے سوال کرتے ہوں گے اور مجرموں سے پوچھیں گے کہ کیا چیز تمہیں دوزخ میں لے آئی ہے اور تمہارے وہ کونسے اعمال ہیں جو تمہارے دوزخ میں آنے کا باعث ہوئے؟ **۱۶ھ** قالوا کفار و مشرکین جواب

الْمِسْكِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَكُنَّا
محتاج کو اور ہم تھے باتوں میں ہنستے ہنسنے والوں کے ساتھ اور ہم تھے
نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٤٦﴾ حَتّٰىٓ اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿٤٧﴾ فَمَا
جھٹلاتے انصاف کے دن کو یہاں تک کہ آپہنچی ہم پر وہ یقینی بات ف۱ پھر
تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿٤٨﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ
۱۷ھ کام نہ آئیگی انکے سفارش سفارش کرنے والوں کی ف۲ پھر کیا ہوا ہے انکو ۱۸ھ کہ نصیحت سے
مُعْرِضِيْنَ ﴿٤٩﴾ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿٥٠﴾ فَرَّتْ مِنْ
منہ موڑتے ہیں گویا کہ وہ گدھے ہیں بدکنے والے بھاگے ہیں غل
قَسْوَرَةٍ ﴿٥١﴾ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى
مچانے سے ف۳ بلکہ چاہتا ہے ۱۹ھ ہر ایک مرد ان میں کا کہ ملیں اس کو
صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿٥٢﴾ كَلَّا ۭ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿٥٣﴾
ورق کھلے ہوئے ف۴ ف۵ ہرگز نہیں ۲۰ھ پر وہ ڈرتے نہیں آخرت سے
كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿٥٤﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿٥٥﴾ وَمَا
کوئی نہیں ۲۱ھ یہ تو نصیحت ہے پھر جو کوئی چاہے اس کو یاد کرے ف۶ اور وہ ۲۲ھ
يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى
یاد جبھی کریں کہ چاہے اللہ وہی ہے جس سے ڈرنا چاہیے
وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿٥٦﴾
اور وہی ہے بخشنے کے لائق

سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ
۱ھ سورۂ قیامت مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی چالیس آیتیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

ط یا برائے ردع یا بمعنی حقا ۱۲

ع ۲ ۲۵ ۱۲ الثلثة

موضح قرآن ف۱ یعنی موت۔ بات میں دھنستے یعنی ایمان کی باتوں پر انکار کرتے سب کے ساتھ مل کر ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ کافر کے حق میں کوئی سفارش نہ کرے گا اور کرے گا تو قبول نہ ہوگی۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ جنگل کے گدھے کھٹکے سے بھاگتے ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۴ یعنی ہر کوئی نبی ہوا چاہتا ہے کہ کھلی کتاب پاوے آسمان سے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۵ یعنی ایک پر اتری تو کیا ہوا کام تو سب کے آتی ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی میگویند کہ باید کہ کتاب بر ہر یک نازل شود ۱۲۔

میں کہیں گے۔ ہم نماز کی فرضیت کے معتقد نہیں تھے، نہ فقراء و مساکین پر خرچ کرنے کو اچھا سمجھتے تھے۔ دین کا مذاق اڑانے والوں کے ساتھ مل کر ہم بھی دین کا تمسخر اڑاتے تھے اور قیامت کے دن کو بھی نہیں مانتے تھے۔ ہم اسی حال میں رہے۔ یہاں تک کہ موت نے ہمیں آلیا۔ کفار چونکہ مخاطب بالفروع نہیں ہیں اس لئے نماز نہ پڑھنے سے نماز کی فرضیت کا اعتقاد نہ رکھنا مراد ہے۔ یا مصلین مؤمنین سے کنایہ ہے۔ فیجوز ان یکون المعنی من المعتقدین للصلاۃ و وجوبھا فیکون العذاب علی ترک الاعتقاد و ایضًا المصلین یجوز ان یکون کنایۃ عن المؤمنین (روح ج ۲۹ ص ۱۳۳)

۱۷ے فما تنفعھم۔ یعنی اگر بالفرض سفارشی ان کی سفارش کریں گے بھی تو ان کو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور ان کے حق میں کوئی سفارش قبول نہ ہوگی۔ یہ علی سبیل الفرض ہے کیونکہ ان کے حق میں کسی کو سفارش کرنے کی اجازت ہی نہیں ملیگی۔ لو شفعوا لھم جمیعا فالکلام علی الفرض (روح) **۱۸ے** فما لھم۔ قرآن سے اعراض کی کوئی معقول وجہ موجود نہیں، لیکن پھر بھی اہل مکہ اس سے اعراض کر رہے ہیں وہ قرآن سے اس طرح بدکتے اور بھاگتے ہیں جس طرح حمر وحشیہ (گورخر) شیر کو دیکھ کر بھاگتے ہیں۔ قسورۃ کے معنی شیر کے ہیں جیسا کہ ابو ہریرہ رضؓ اور ابن عباس رضؓ سے منقول ہے یا قسورۃ، قسور کی جمع ہے بمعنی تیر انداز یہ قول حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ، سعید بن جبیر رحؒ، عکرمہ رحؒ، مجاہد رحؒ، قتادہ رحؒ، ضحاک رحؒ ابو ظبیان رحؒ نیز ابن عباس رضؓ سے منقول ہے۔ (قرطبی)

۱۹ے بل یرید۔ یہ مقدر پر معطوف ہے۔ یہ معاندین اس عظیم تذکرہ (قرآن) کو کافی نہیں سمجھتے، بلکہ ان میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ اس کے نام پر الگ الگ صحیفہ آسمان سے اترے تب وہ مانیں گے عطف علی مقدر یقتضیہ المقام کانہ قیل لا یکتفون بتلک التذکرۃ ولا یرضون بھا بل یرید کل واحد منھم الخ (روح ج ۲۹ ص ۱۳۴) تائید:۔ لن نؤمن حتی نؤتی مثل ما اوتی رسل اللہ (انعام رکوع)

۲۰ے کلا۔ حرف ردع ہے اور مشرکین کو مذکورہ بالا مطالبہ پر زجر ہے۔ بل لا یخافون الاخرۃ۔ یہ ترقی ہے یعنی وہ مذکورہ بالا مطالبہ تو کرتے ہی ہیں اور ان کے اعراض کی وجہ صرف یہ نہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ ان کو آخرت کا ڈر نہیں، اس لئے وہ قرآن سے اعراض کرتے اور ناجائز قسم کے مطالبات دہراتے ہیں۔

۲۱ے کلا انہ تذکرۃ۔ کلا حرف ردع ہے یا بمعنی حقا یقینا قرآن تذکرہ ہے اور عبرت و نصیحت اور راہ ہدایت حاصل کرنے کے لئے کافی ہے اس کی موجودگی میں کسی دوسری کتاب یا تحریر کی کوئی ضرورت نہیں۔ فمن شاء ذکرہ اب جو چاہے اسے پڑھے، بار بار دہرائے اور اس پر عمل کر کے دین و دنیا کی سعادت حاصل کرلے۔

۲۲ے وما یذکرون۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ کی مشیئت میں ان کا نصیحت حاصل کرنا نہ ہو وہ نصیحت حاصل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ بندوں کے افعال اللہ تعالیٰ کی مشیئت ہی سے معرض وجود میں آتے ہیں۔ ھو اھل التقوی۔ اللہ ہی کی ذات اس کی مستحق ہے کہ اس کے عذاب سے ڈرا جائے اسکی اطاعت کی جائے اور اس کے ساتھ شرک نہ کیا جائے اور وہی اس کا اہل ہے کہ جو اس پر ایمان لائے اور اسکی اطاعت کرے، اسکی کوتاہیوں کو معاف کرے اور اسکی عملی کمزوریوں سے درگذر فرمائے۔ حدیث میں وارد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ میں اسکا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے اور میرے ساتھ شرک نہ کیا جائے۔ جو مجھ سے ڈرے گا اور کسی کو میرا شریک نہ بنائے گا میں اسے بخش دونگا۔ کیونکہ اس کا اہل بھی میں ہی ہوں عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال (فی ھذہ الآیۃ) قد قال ربکم انا اھل ان اتقی فلا یجعل معی الہ فمن اتقانی فلم یجعل معی الھا اخر فانا اھل ان اغفر لہ (روح ج ۲۹ ص ۱۳۵ بحوالہ احمدؒ، ترمذیؒ، حاکمؒ، نسائیؒ، ابن ماجہؒ)

سورۂ مدثر میں آیاتِ توحید

قم فانذر ۰ و ربک فکبر ۰ نفی شرک ہر قسم۔

(آج بتاریخ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ مطابق ۶ مئی ۱۹۷۲ء بروز ہفتہ بوقت ۲ بجے سہ پہر سورۂ مدثر کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ رب العالمین سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

سُورۃ القیامۃ

ربط مشرکین مسئلہ توحید کے علاوہ قیامت اور جزاء و سزاء کا بھی انکار کرتے تھے۔ مسئلہ توحید بیان کرنے کے بعد اب "سورۂ قیامت" سے لیکر "والطارق" کے آخر تک علی سبیل الترقی قیامت کا ثبوت ہوگا اور مسئلہ توحید چونکہ اصل الاصول ہے اس لئے اس کا ذکر بھی ساتھ ساتھ چلتا رہے گا۔ اور ایک میں مسئلہ توحید مذکور ہوگا اور ایک میں مذکور نہیں ہوگا۔

خلاصہ

لا اقسم ـــــ تا ـــــ بالنفس اللوامۃ ٥ ثبوت قیامت کے لئے دو شاہد۔ أیحسب الانسان ـــــ تا ـــــ ایان یوم القیٰمۃ ٥ دعوائے سورت و زجر برائے منکرین قیامت۔ انسان کے ڈھانچے کو دوبارہ برابر کرنا ہمارے لئے کوئی مشکل نہیں۔ ہم تو انگلیوں کی پوریں بھی برابر کردیں گے۔ فاذا برق البصر ـــــ تا ـــــ ولو القٰی معاذیرہ ٥ تخویف اخروی۔
لا تحرک بہ لسانک ـــــ تا ـــــ ثم ان علینا بیانہ ٥ جملہ معترضہ۔ جب اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے کہ بوسیدہ ہڈیوں کو اکٹھا کرسکتا ہے سورج اور چاند کو جمع کرسکتا ہے اور انسان کے تمام اگلے پچھلے عملوں کی خبر دے سکتا ہے وہ قرآن کو بھی آپ کے سینے میں جمع کرسکتا ہے۔
کلا بل تحبون العاجلۃ ٥ وتذرون الاٰخرۃ ٥ زجر۔ وجوہ یومئذ ناضرۃ ٥ الی ربہا ناظرۃ ٥ بشارت اخرویہ۔ و وجوہ یومئذ باسرۃ ٥ تظن ان یفعل بہا فاقرۃ ٥ ـــــ تا ـــــ الی ربک یومئذ المساق تخویف اخروی۔
فلا صدق ولا صلی ـــــ تا ـــــ ثم اولی لک فاولی ٥ زجر۔ ایحسب الانسان تا آخر۔ زجر متعلق بابتدائے سورت۔ انسان کو بیکار اور بلا مقصد پیدا نہیں کیا گیا۔ جس قادر مطلق نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا ہے وہ اسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے

ف۲ لا اقسم۔ لا زائدہ ہے جو کلام عرب میں تاکید کے لئے آتا ہے جواب قسم محذوف ہے بقرینۂ مابعد ای لتبعثن ولتحاسبن (مظہری) یعنی تم ضرور دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے اور تم سے ضرور حساب لیا جائے گا۔ اس لئے قیامت کو مان لو اور اعراض نہ کرو۔ یہ تخویف اخروی ہے اور اس میں ثبوت قیامت پر دو قسمیں بطور شہادت پیش کی گئی ہیں۔ اوّل خود یوم قیامت کو قیامت پر بطور شاہد پیش فرمایا ہے۔ ہزاروں لاکھوں انسان قیامت کے ہول اور اس کے شدائد سے ترسان و لرزان رہتے ہیں تو آخر وہ کوئی چیز تو ہے ہی جس سے وہ خائف ہیں۔ تائید: رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ ـــــ تا ـــــ یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار ٥ (نور ع ۵) دوم نفس لوامہ بھی قیامت پر شاہد ہے کیونکہ لاکھوں بندگان خدا کے نفوس لوّامہ ان کو قیامت کے ڈر سے اعمال صالحہ میں کوتاہی پر ملامت کررہے ہیں۔ تو کیا یہ بات اس امر کی دلیل نہیں کہ قیامت ایک حقیقت ہے۔

ف۳ ایحسب الانسان۔ یہ سورت کا دعویٰ ہے اور منکرین قیامت پر زجر ہے۔ منکرین قیامت کا خیال ہے کہ ہم ان کی بوسیدہ اور مٹی میں مل کر معدوم ہو جانے والی ہڈیوں کو دوبارہ جمع نہ کرسکیں گے اس لئے وہ قیامت کا انکار کررہے ہیں، گویا حشر و نشر کو وہ ہماری قدرت سے بعید تصور کرتے ہیں
بلیٰ کے بعد فعل نجمع مقدر ہے اور قادرین اس کے فاعل سے حال ہے۔ بنان، بنانۃ کی جمع ہے یعنی انگلیوں کی پوریں یا خود انگلیاں (روح) کیوں نہیں ہم ضرور ہڈیاں جمع کرلیں گے۔ ہم تو اس کی انگلیوں کی پوریں بھی برابر کرلیں گے تو کیا اس کی ہڈیوں کے ڈھانچے کو ہم استوار نہ کرسکیں گے؟۔

ف۴ بل یرید۔ یہ ماقبل یعنی أیحسب الانسان ان لن نجمع عظامہ سے بطور ترقی ہے۔ لیفجر ای لیکفر و یکذب۔ امامہ ای ما یأتی امامہ۔ یعنی جو کچھ آگے آنیوالا ہے مراد حساب کتاب اور جزاء و سزاء ہے۔ یہ منکرین نہ صرف دوبارہ جی اٹھنے کا انکار کرتے ہیں، بلکہ حقیقت میں وہ جزاء و سزاء کا انکار کرنا چاہتے ہیں جو اس کے بعد ہے جو حشر و نشر کا اصل مقصد ہے۔ قال ابن عباس: یعنی الکافر یکذب بما امامہ من البعث والحساب وقالہ عبدالرحمٰن بن زید (قرطبی ج ۱۹ ص ۹۳)
یسئل ایّان یوم القیٰمۃ ٥ بطور استہزاء و تمسخر پوچھتا ہے۔ اجی! وہ قیامت کب آئے گی جس سے آپ ہمیں ڈراتے ہیں۔

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝١ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝٢
قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی ۱ اور قسم کھاتا ہوں جی کی جو ملامت کرے برائی پر ۲

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۝٣ بَلٰى قٰدِرِيْنَ
کیا خیال رکھتا ہے آدمی کہ جمع نہ کریں گے ہم اسکی ہڈیاں کیوں نہیں ہم ٹھیک

عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝٤ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ
کر سکتے ہیں اس کی پور پوریاں بلکہ چاہتا ہے آدمی کہ ڈھٹائی کرے

اَمَامَهٗ ۝٥ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝٦ فَاِذَا بَرِقَ
اس کے سامنے ۳ پوچھتا ہے کب ہوگا دن قیامت کا پھر جب چندھیانے لگے

الْبَصَرُ ۝٧ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝٨ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝٩
آنکھ ۴ اور گہہ جائے چاند اور اکٹھے ہوں سورج اور چاند

يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۝١٠ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝١١
کہے گا آدمی اس دن کہاں چلا جاؤں بھاگ کر کوئی نہیں کہیں نہیں ہے بچاؤ

اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ ۝١٢ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۢ
تیرے رب تک ہے اسدن جا ٹھہرنا جتلا دیں گے انسان کو ۵ اس دن

بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝١٣ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۝١٤
جو اس نے آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا ۶ بلکہ آدمی اپنے واسطے آپ دلیل ہے

وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ۝١٥ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ
اور پڑا لا ڈالے اپنے بہانے ۷ نہ چلا تو اس کے پڑھنے پر ۸ اپنی زبان تاکہ جلدی

بِهٖ ۝١٦ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝١٧ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ
اسکو سیکھ لے وہ تو ہمارا ذمہ ہے اسکو جمع رکھنا تیرے سینہ میں اور پڑھنا تیری زبان سے پھر جب ہم پڑھنے لگیں

فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝١٨ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝١٩ كَلَّا بَلْ
تو ساتھ رہ اس کے پڑھنے کے پھر مقرر ہمارا ذمہ ہے اسکو کھول کر بتلانا ۹ کوئی نہیں پر تم

ف فاذا برق۔ یہ تخویف اخروی ہے اور اس میں قیامت کے بعض احوال و اہوال کا ذکر ہے۔ جب آنکھیں ہیبت اور شدت خوف سے حیران ہو جائیں گی، چاند بے نور ہو جائے گا۔ سورج اور چاند کو اکٹھا کر دیا جائے گا دونوں بے نور ہو جائیں گے۔ اور اکٹھے ہی مغرب سے طلوع ہوں گے۔ اسدن انسان کہیگا آج کوئی بھاگنے کی جگہ ہے جہاں بھاگ کر پناہ لی جاسکے۔ اور آج کے شدائد و اہوال سے جان بچائی جاسکے؟ قال ابن عباس و ابن مسعود جمع بینھما ای قرن بینھما فی طلوعھما من المغرب اسودین مکورین مظلمین الخ (قرطبی ج ۱۹ ص ۹۳) ف٦ کلا حرف ردع ہے قیامت کے عذاب سے بچنے کیلئے کوئی پناہ گاہ نہیں ہوگی۔ (کلا) ردع عن طلب المفر (لا وزر) لاملجأ (مدارک) الی ربك یومئذ المستقر اس دن صرف تیرے پروردگار ہی کی ذات جائے پناہ ہوگی۔ اس کے سوا کوئی ملجأ و ماوی نہ ہوگا ای لاملجأ و منجی لھم غیرہ عز وجل (روح) ف٧ ینبؤا الانسان ۔ ما قدم۔ جو کچھ اس نے کیا ہے اور اپنے لئے آگے بھیجا ہے۔ اچھا ہو یا برا واخر جو اس نے ترک کیا خیر ہو یا شر۔ یا وہ طریقہ حسنہ یا سیئہ جو اس نے جاری کیا جس پر اسکی موت کے بعد بھی عمل ہوتا رہا (قرطبی، بیضاوی کبیر) قیامت کے دن ہر انسان کو اس کے اعمال حسنہ و سیئہ سے آگاہ کر دیا جائے گا۔ بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ۔ یہ ماقبل سے بطور ترقی ہے یعنی اس دن کسی کو اس کے اعمال کی خبر دینے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی، بلکہ ہر انسان اپنے اعمال کا خود بخود عالم اور ان پر شاہد ہوگا۔ اگرچہ وہ ہر معذرت اور اپنے بچاؤ کا ہر بہانہ بھی پیش کرے یعنی ہر ممکن طریق سے اپنے بچاؤ کی کوشش کرنے کے باوجود اس کا دل گواہی دے گا کہ وہ مجرم ہے اس لئے بچنا ناممکن ہے ای ھو علی نفسہ حجۃ وھو شاھد علیھا ولو اتی بکل عذر فی الذنب عنھا ففیہ تنبیہ علی ان الذنب لاسر واجلہ (روح ج ۲۹ ص ۱۴۱)۔ ف٨ لا تحرك۔ یہ جملہ معترضہ ہے۔ روافض کہتے

ف١ قیامت پر شاہد عقل ۱۲ ف٢ قیامت پر شاہد دوم ۱۲ ف٣ سورت کا دعوٰی در منکرین پر زجر ۱۲ ف٤ ماقبل سے ترقی ۱۲ ف٥ تخویف اخروی ۱۲ ف٦ جملہ معترضہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ تیور چوندھلاوے یعنی آدمی کی آنکھ روشنی سے عاجز ہو جاوے یہ قیامت کا وقت ہے سورج پاس آ دیگا ۱۲ منہ ر ف۲ اپنے احوال میں غور کرے تو رب کی وحدانیت جانے اور جو کہے میری سمجھ میں نہیں آتا یہ بہانے ہیں ۱۲ منہ ر ف۳ جس وقت حضرت جبرائیل قرآن لاتے ان کے پڑھنے کے ساتھ حضرت بھی جی میں پڑھتے تو جب تک پہلا لفظ کہیں اگلا سننے میں نہ گھبراتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسوقت پڑھنے کی حاجت نہیں سنا ہی چاہیئے پھر جی میں یاد رکھوانا اور زبان سے پڑھوانا لوگوں پاس ہمارا ذمہ ہے اور معنی تحقیق کرنے کی بھی حاجت نہیں یہ بھی ہمارا ذمہ ہے اور وقت پر بیان کا سمجھانا جبرئیل کے پڑھنے کو اپنا پڑھنا فرمایا کہ وہ نائب ہے۔ اسی طرح والنجم میں فاوحی الی عبدہ ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ آدمی البتہ مبعوث خواہد شد ۱۲ ف۲ یعنی آمدنی است ۱۲ ف۳ مثل صدقہ جاریہ و علم باقی ۱۲ ف٤ مترجم گوید چون جبرئیل پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی آوردی بحفظ آن اہتمام تمام فرمودی و ہم بحضور جبرئیل قبل انقضاء وحی تکرار نمودی تا از خاطر مبارک نرود خدا تعالیٰ باین معنی اشارہ فرمود واللہ اعلم ۱۲ ف۵ مترجم گوید ظاہر نزدیک بندہ آنست کہ معنی

ھ۔ آیت چنیں باشد ہر آئینہ وعدہ لازم است بر ما جمع کردن قرآن در مصاحف و حفظ و قراءت آن عصر ابعد عصر و ایضاح و تفسیر فی آن خدا تعالیٰ بر دست شیخین رضی اللہ عنہما جمع آن کرد و در ہر زمان قاریان را توفیق داد کہ حافظ شوند و بتجوید بخوانند و در ہر زمانی مفسران را توفیق داد کہ در تفسیر آن سعی نمایند واللہ اعلم ۱۲۔

تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۝۲۰ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۝۲۱ وُجُوْهٌ
چاہتے ہو جو جلد اور چھوڑتے ہو جو دیر سے آئے کتنے منہ
يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝۲۲ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝۲۳ وَوُجُوْهٌ
اس دن تازہ ہیں اپنے رب کی طرف دیکھنے والے اور کتنے منہ
يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ۝۲۴ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۝۲۵ كَلَّآ
اس دن اداس ہیں خیال کرتے ہیں کہ ان پر وہ آئے جس سے ٹوٹے کمر ہرگز نہیں
اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝۲۶ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ۝۲۷ وَّظَنَّ
جس وقت جان پہنچے ہنسلی تک اور لوگ کہیں کون ہے جھاڑنے والا اور وہ سمجھا
اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝۲۸ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝۲۹ اِلٰى
کہ اب آیا وقت جدائی کا اور لپٹ گئی پنڈلی پر پنڈلی تیرے
رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمَسَاقُ ۝۳۰ ع فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ۝۳۱
رب کی طرف ہے اس دن کھینچ کر چلے جانا پھر نہ یقین لایا اور نہ نماز پڑھی
وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝۳۲ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ۝۳۳
پھر جھٹلایا اور منہ موڑا پھر گیا اپنے گھر کو اکڑتا ہوا
اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝۳۴ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝۳۵ اَيَحْسَبُ
خرابی تیری خرابی پر خرابی تیری پھر خرابی تیری خرابی کیا خیال کرتا ہے
الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ۝۳۶ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ
آدمی کہ چھوٹا رہے گا بے قید بھلا نہ تھا وہ ایک بوند منی کی
يُّمْنٰى ۝۳۷ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۝۳۸ فَجَعَلَ مِنْهُ
جو ٹپکی پھر تھا لہو جما ہوا پھر اس نے بنایا اور ٹھیک کر اٹھایا پھر کیا اس میں
الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝۳۹ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ
جوڑا نر اور مادہ کیا یہ خدا زندہ نہیں کر سکتا

ع ۱ ۱۷

منزل ۷

ہیں ان آیتوں کا ماقبل اور مابعد سے کوئی تعلق نہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن میں تغیر و تبدل ہو چکا ہے اور ان آیتوں کو ان کے موزوں مقام سے اٹھا کر یہاں رکھ دیا گیا ہے۔ لیکن یہ اعتراض سراسر باطل ہے، کیونکہ یہ ترتیب توقیفی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ کی زندگی ہی میں مکمل ہو چکی تھی۔ اس پر امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اجماع ہے اور قرآن میں تغیر و تبدل اور زیادۃ و نقصان کا قول کفر ہے۔ باقی رہی ان آیتوں کی سیاق و سباق سے مناسبت تو اس میں کئی وجوہ ہیں۔ وجہ اول۔ ممکن ہے گذشتہ آیتوں کے نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ساتھ پڑھنا شروع کر دیا ہو تاکہ یاد ہو جائے اور کہیں کوئی لفظ بھول نہ جائے تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت یہ آیتیں نازل فرما کر آپ کو اس سے روک دیا ہو (کبیر) وجہ دوم یہ آیتیں ایک لطیف نکتہ بیان کرنے کے لئے یہاں لائی گئی ہیں یعنی جب اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے کہ ہر انسان کو اس کے اگلے پچھلے اعمال کی خبر دے سکتا ہے تو وہ آپ کے سینے میں قرآن کو بھی جمع کر سکتا ہے اس لئے آپ غم نہ کریں۔ (حضرت الشیخ قدس سرہٗ) وجہ سوم جس طرح اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اپنی وحی فرشتے کے چلے جانے کے بعد پوری ترتیب کے ساتھ حرف بحرف بدوں ادنیٰ فروگذاشت اپنے پیغمبر کے سینے میں جمع کر دے کیا اس پر قادر نہیں کہ بندوں کے اگلے اور پچھلے اعمال جن میں سے بعض کو کرنے والا بھی بھول چکا ہو گا سب جمع کر کے ایک وقت میں سامنے کر دے اور ان کو خوب طرح یاد دلا دے اور اسی طرح ہڈیوں کے منتشر ذرات کو سب جگہ سے اکٹھا کر کے ٹھیک پہلی ترتیب پر انسان کو از سر نو وجود عطا فرما دے بے شک وہ اس پر اور اس سے کہیں زیادہ پر قادر ہے (تفسیر عثمانی) ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے بارے میں تین باتوں کی ذمہ داری لی ہے اول قرآن کو آپ سینہ مبارک میں محفوظ رکھنا۔ دوم پھر جس طرح اترا ہے اسی طرح آپ کی زبان مبارک سے اس کو پڑھوانا اور ادا کرانا۔ سوم۔ قرآن مجید کے معانی اور اس کے احکام کا بیان۔ فرمایا نزول قرآن کے وقت اسے جلدی یاد کر لینے کی غرض سے آپ ساتھ ساتھ نہ پڑھا کریں، بلکہ زبان بھی نہ ہلائیں کیونکہ قرآن کو آپ کے سینے میں جمع کرنا اور پھر اسی طرح آپ کی زبان سے اسے پڑھوانا بھی ہمارے ذمہ ہے اس لئے ساتھ ساتھ پڑھنے کے بجائے جب ہماری طرف سے اسکی تلاوت ختم ہو جائے اس کے بعد آپ تلاوت فرمایا کریں۔ ہم آپ کی زبان پر اسکی صحیح صحیح تلاوت جاری کر دینگے۔ پھر قرآن کے معارف و معانی کی تشریح اور اس کے احکام کی تفصیلات کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔ اہل سنت و جماعت کا اس پر اجماع ہے کہ اس قرآن کو جس کیفیت اور کمیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک میں جمع فرمایا تھا اسی کیفیت و کمیت کے ساتھ آپ نے صحابہ کرام رضؓ کو اسکی تعلیم دی اور وہ بعینہٖ بلا تغیر و تبدل، بلا تقدیم و تاخیر اور بلا زیادۃ و نقصان آج ہمارے سینوں اور سفینوں میں محفوظ ہے۔ اور

موضح قرآن ف یقین ہے کہ آخرت میں اللہ کو دیکھنا ہے گمراہ لوگ منکر ہیں کہ ان کے نصیب میں یہ نہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنے در پائے حرکت نماند ۱۲۔

قرآن میں کسی بھی قسم کی تحریف کو تسلیم کرنا صریح کفر ہے۔

ف۹ کلا۔ حرف ردع ہے۔ بل تحبون العاجلة۔ یہ بل یرید الانسان لیفجر امامه سے متعلق ہے یعنی قیامت کا انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ تمہیں چاہیئے کہ تم آخرت پر ایمان لاکر دنیوی زندگی میں ایمان وعمل سے توشۂ آخرت تیار کرو مگر تم ایسا نہیں کرتے ہو بلکہ دنیا کو پسند کرتے ہو اور آخرت کو نظر انداز کرتے ہو۔ دنیا کی خاطر تو بھاگ دوڑ میں مصروف ہو، لیکن آخرت کے لئے کچھ نہیں کر رہے ہو۔

ف۱۰ وجوه۔ یہ بشارت اخرویہ ہے ناضرة تر و تازہ، خوش و خرم ہشاش بشاش۔ قیامت کے دن کچھ چہرے (یعنی مؤمنوں کے چہرے) نہایت تر و تازہ اور خوش و خرم ہوں گے اور دیدار خداوندی سے محظوظ ہوں گے۔ ووجوه یومئذ باسرة بے رونق، اداس، بگڑے ہوئے۔ فاقرة کمر توڑ دینے والی سختی۔ اور کچھ چہرے (یعنی کافروں کے) اس دن حسرت و یاس میں بے رونق اور بگڑے ہوئے ہونگے۔ اور انہیں یقین ہوگا کہ آج ان کا انجام نہایت ہولناک ہوگا، وہ شدید ترین عذاب میں گرفتار ہوں گے اور کمر توڑ دینے والے مصائب کا نشانہ بنیں گے۔

ف۱۱ کلا اذا۔ کلا حرف ردع ہے اور بل تحبون العاجلة سے متعلق ہے یعنی دنیا سے محبت نہ کرو اور آخرت کی فکر کرو۔ یا بمعنی حقا ہے اور الی ربك یومئذ المساق سے متعلق ہے ای حقا ان المساق الی الله (قرطبی) مَنْ پر سکتہ ہے جب انسان کی روح موت کے وقت ہنسلیوں تک آپہنچیگی تو اس کے پاس موجود لوگ کہیں گے کون کون؟ وہ کہے گا کوئی ہے دم اور جھاڑ پھونک جاننے والا جو اس وقت اس مصیبت سے بچا سکے۔ اور اس کو یقین ہو جائے گا کہ اب دنیا سے اٹھنے اور اعزہ و اقارب سے جدا ہونے کا وقت ہے اب اس کی پنڈلی پنڈلی کے ساتھ جڑ جائے گی یقیناً یہ دن خدا کی طرف کوچ اور روانگی کا دن ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیل من کا قائل اور ہے اور راق کا قائل اور ہے۔

ف۱۲ فلا صدّق۔ یہ منکرین حشر و نشر اور جاحدین جزاء و سزا پر زجر ہے۔ اس نے نہ تو توحید و رسالت اور حشر و نشر کو مانا، ایمان لایا نہ نماز پڑھی، نہ دوسرے اعمال صالحہ کی طرف توجہ دی بلکہ تمام ضروریات دین، توحید، رسالت، قیامت وغیرہا کا انکار کیا اور قرآن و ایمان سے اعراض کیا اور کبر و غرور سے اکڑتا ہوا اپنے اہل کی طرف چلا گیا تو اب اس کے لئے ہلاکت و تباہی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ اولی لك فاولی۔ ثم تعقیب ذکری کے لئے ہے۔ تمہارے لئے ہلاکت ہے ہلاکت پھر کہتا ہوں تمہارے لئے ہلاکت ہے ہلاکت تهدید بعد تهدید و وعید بعد وعید۔ (قرطبی ج ۱۹ ص ۱۱۲)

ف۱۳ ایحسب۔ یہ زجر ہے اور ابتداء سورت ایحسب الانسان ان لن نجمع عظامه سے متعلق ہے۔ سدی، بے کار، مہمل جس پر نہ کوئی ذمہ داری عائد ہو اور نہ اسے جزاء و سزا ہو۔ (سدی) مهملا لا یکلف ولا یجازی (بیضاوی) کیا منکرین قیامت کا خیال ہے کہ ان کو ویسے ہی بے کار اور بے مقصد پیدا کیا گیا ہے؟ اور مرنے کے بعد جزاء و سزا کے لئے ان کو دوبارہ زندہ نہیں کیا جائیگا؟ نہیں نہیں، ان کی طرف پیغمبر مبعوث کر کے ان کو ایمان و عمل کا مکلف کیا گیا ہے اور ان پر قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے۔ ایمان و تصدیق کی صورت میں وہ ثواب کے مستحق ہوں گے اور انکار و جحود پر عذاب کے مستحق ہوں گے وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائینگے اور اپنے عملوں کے مطابق جزاء و سزا پائینگے۔

ف۱۴ الم یك۔ یہ ثبوت قیامت پر عقلی دلیل ہے۔ انسان اپنی پیدائش سے پہلے منی کا ایک قطرہ تھا جو باپ کی پشت سے رحم مادر میں آیا نطفہ نے قدرت خداوندی سے جمے ہوئے خون اور پھر گوشت کی صورت اختیار کی پھر اللہ نے اس کو کامل و مکمل انسان کی شکل میں پیدا فرمایا اور اسکی قدرت کاملہ کا کرشمہ دیکھو کہ ایک ہی نطفہ سے نر و مادہ کو پیدا کیا۔ تو کیا جو ایسا قادر و علیم اور صانع و حکیم ہے وہ مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتا؟ استفہام انکاری ہے یعنی مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنا ایسے قادر مطلق کی قدرت سے باہر نہیں۔ انسان کی پیدائش کو تسلیم کرنا حالانکہ وہ حشر و نشر سے زیادہ عجیب و غریب ہے اور قیامت کا انکار کرنا کمال حماقت یا کمال عناد کا نتیجہ ہے۔ انکارہم جواز البعث مع مشاهدة ماهو اعجب منه یقتضی کمال الحمق او العناد (مظہری ج ۱۰ ص ۱۴۶)۔

سُورۃ الدہر

ربط سورۂ قیامت میں منکرین قیامت کو تخویف سنائی گئی ہے اور زجر و شکوہ کیا گیا کہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم دوبارہ ان کی ہڈیاں جمع نہیں کر سکیں گے۔ اب سورۂ دہر میں بطور ترقی ھل اتٰی علی الانسان ___ تا ___ فجعلنٰہ سمیعا بصیرا میں ایک تفصیلی نمونہ بیان کیا گیا ہے کہ دیکھو انسان پہلے کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر اس کو ایک معمولی قطرۂ آب سے پیدا کر کے سمیع و بصیر بنا دیا تو معلوم ہوا کہ بے شک اللہ تعالیٰ انسان کی نشأۃ آخرہ پر بھی قادر ہے۔ نیز سورۂ قیامت میں صرف تخویف کا ذکر تھا، لیکن اصل دعوائے توحید مذکور نہیں تھا اب اس سورۃ میں واذکر اسم ربك ___ تا ___ و سبحہ لیلا طویلا میں مسئلہ توحید یعنی نفی شرک فی العبادۃ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح سورۂ قیامت میں بشارت کا ذکر مختصر تھا لیکن "دہر" میں بشارت اخرویہ کا ذکر بہت زیادہ ہے۔

خلاصہ

ھل اتٰی علی الانسان ___ تا ___ اما شاکرا و اما کفورا ۵ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا ایک نمونہ۔ اللہ تعالیٰ جو ایک قطرۂ منی سے انسان کو پیدا کر سکتا ہے وہ قیامت کے دن اسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ انا اعتدنا للکٰفرین۔ الآیۃ۔ تخویف اخروی۔ ان الابرار یشربون من کاس ___ تا ___ وکان سعیکم مشکورا ۵ بشارت اخرویہ۔ ابرار کے لئے جنت کی نعمتوں کا تفصیلی بیان ہے۔ انا نحن نزلنا الآیۃ۔ ترغیب الی القرآن۔ فاصبر لحکم ربك۔ الآیۃ۔ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ واذکر اسم ربك۔ الآیتین۔ بیان توحید۔ ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو حشر و نشر اور توحید کی تبلیغ کریں، اگر راہ حق اور فریضۂ تبلیغ ادا کرنے میں تکلیفیں آئیں تو صبر و استقامت سے کام لیں۔ ان ھٰؤلاء یحبون۔ الآیۃ۔ یہ زجر ہے اور اس میں سورت قیامت کی آیتوں کلا بل تحبون العاجلۃ ۵ وتذرون الاٰخرۃ کے مضمون کا اعادہ ہے۔ تم دنیا کو پسند کرتے ہو اور آخرت کو چھوڑتے ہو۔ حالانکہ تمہیں آخرت کو دنیا پر ترجیح دینی چاہیئے۔ نحن خلقنٰھم و شددنا اسرھم۔ الآیۃ۔ ہم نے ان کو پہلی بار پیدا کر لیا تھا، تو کیا دوبارہ ہم ان کو پیدا کرنے پر قادر نہیں ہیں؟ ان ھٰذہ تذکرۃ۔ یہ بیان پند و نصیحت ہے جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کر کے سیدھی راہ اختیار کر لے۔ یدخل من یشاء فی رحمتہ۔ بشارت والظٰلمین اعد لھم عذابا الیما ۵ تخویف۔

ف ۲ ھل اتٰی۔ ھل یہاں باتفاق مفسرین تاکید کے لئے بمعنی قد اتفقوا علی ان ھل ھٰھنا و فی قولہ تعالٰی ھل اتٰك حدیث الغاشیۃ بمعنی قد (کبیر ج ۸ ص ۳۴۸) یہاں حشر و نشر پر بطور دلیل انسان کی پیدائش کو بطور نمونہ پیش کیا گیا۔ ہر انسان پر طویل عرصہ ایسا آ چکا ہے کہ اس عرصہ میں اس کا نام و نشان تک موجود نہیں تھا۔ انا خلقنا الانسان۔ امشاج مفرد ہے، جمع نہیں جیسا کہ اسکی بنا سے وہم ہوتا ہے کیونکہ وہ نطفۃ مفرد کی صفت واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ برمۃ اعشار، ثوب اخلاق اور ارض سباسب اور امشاج کے معنی ہیں مختلط یعنی باہم ملا جلا چونکہ انسان ماں باپ کے نطفوں کے اختلاط سے پیدا ہوتا ہے اس لئے نطفہ کو امشاج سے متصف فرمایا۔ سمع و بصر۔ عقل و دانش اور فہم و تمیز سے کنایہ ہے پہلے ہر انسان کا نام و نشان تک نہیں تھا، پھر ہم نے اس کو ماں باپ کے مخلوط نطفہ سے پیدا کیا اور اس کو عقل و تمیز کی نعمتوں سے سرفراز کیا تاکہ اس کی آزمائش کریں کہ وہ خداداد عقل و فہم سے کام لے کر اللہ کی ہدایت کو قبول کرتا ہے یا عقل و خرد سے کام نہ لے کر خدا سے بغاوت کرتا ہے۔ یہ حشر و نشر کیلئے ایک نمونہ ہے۔ انسان کو عدم سے وجود میں لانا اور ایک معمولی قطرۂ منی سے اس کو پیدا کرنا پھر اس کو عقل و خرد اور فہم و تمیز ایسی خوبیوں سے متصف کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ ایک کرشمہ ہے۔ اسی طرح انسانوں کو قیامت کے دن دوبارہ پیدا کرنے پر بھی وہ قادر ہے۔

ف ۳ انا ھدینٰہ۔ شاکرا۔ اور کفورا، ھدینٰہ میں ضمیر منصوب سے حال ہیں۔ ہم نے انسان کو خواہ وہ شاکر (مومن) ہو یا کفور (کافر) ہر حال میں سیدھی راہ دکھا دی ہے۔ عقل و تمیز بھی عطا کی پھر دلائل کائنات کی کتاب اس کے سامنے کھول کر رکھ دی کہ اس میں غور و فکر کر کے حق بات سمجھنے کی کوشش کرے اور پھر ساتھ ہی اپنے پیغمبروں کو ہدایات دے کر ان کے پاس بھیجا تاکہ وہ ان کو سمجھائیں اور ان کو اللہ کی راہ دکھائیں اب ان کی مرضی شاکر بنیں یا کفور

ف ۴ انا اعتدنا۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ ہم نے منکرین کے لئے بیڑیاں، طوق اور بھڑکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ قیامت کے دن ہم ان کو پابہ زنجیر کر کے انکے ہاتھوں کو ان کی گردنوں کے ساتھ جکڑ کر جہنم کے بھڑکتے شعلوں میں پھینک دیں گے۔ اس مختصر تخویف کے بعد طویل بشارت کا ذکر ہے۔

ف۵ ان الابرار ۔ یہ بشارت اخرویہ ہے ۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور نیک بندوں کو ایسے خوشذائقہ مشروب کے ساغر پیش کئے جائیں گے جن میں عرق کافور کی آمیزش ہوگی جس سے اسکی فرحت افزا قوت، اس کی خوشبو اور برودت میں اضافہ ہوجائیگا ۔ عینا یشرب یہ کافورا سے بدل ہے یعنی کافور جنت میں ایک چشمہ ہوگا جس کی آمیزش سے اللہ کے بندے جنت کے مشروبات کا لطف اٹھائیں گے اور وہ جہاں چاہیں گے نہایت آسانی سے اس کا چشمہ خود جاری کرلیں گے ۔ یجرونها اجراء سهلا حيث شاءوا من منازلهم وقصورهم (مظہری ج ۱۰ ص ۱۵۰) ۔

ع ۲ ۱۸

يُحۡيِۦَ ٱلۡمَوۡتَىٰ ﴿٤٠﴾
مردوں کو

سُوۡرَةُ الدَّهۡرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحۡدٰى وَّثَلٰثُوۡنَ اٰيَةً وَّفِيۡهَا رُكُوۡعَانِ
سورۃ الدہر مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی اکتیس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

هَلۡ اَتٰى عَلَى الۡاِنۡسَانِ حِيۡنٌ مِّنَ الدَّهۡرِ لَمۡ يَكُنۡ شَيۡـًٔا
کبھی گزرا ہے انسان پر ایک وقت زمانے میں کہ نہ تھا وہ کوئی چیز

مَّذۡكُوۡرًا ﴿١﴾ اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ ۖ
جو زبان پر آتی ہم نے بنایا انسان کو ایک دورنگی بوند سے ہم

نَّبۡتَلِيۡهِ فَجَعَلۡنٰهُ سَمِيۡعًۢا بَصِيۡرًا ﴿٢﴾ اِنَّا هَدَيۡنٰهُ السَّبِيۡلَ اِمَّا
پلٹتے رہے اسکو پھر کر دیا اسکو ہم نے سننے والا دیکھنے والا ہم نے اس کو سجھائی راہ یا

شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوۡرًا ﴿٣﴾ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ سَلٰسِلَا۟ وَ
حق مانتا ہے اور یا ناشکری کرتا ہے ہم نے تیار کر رکھی ہے منکروں کے واسطے زنجیریں اور

اَغۡلٰلًا وَّسَعِيۡرًا ﴿٤﴾ اِنَّ الۡاَبۡرَارَ يَشۡرَبُوۡنَ مِنۡ كَاۡسٍ
طوق اور آگ دہکتی البتہ نیک لوگ پیتے ہیں پیالہ

كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوۡرًا ﴿٥﴾ عَيۡنًا يَّشۡرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ
جس کی ملونی ہے کافور وہ ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہیں بندے اللہ کے

يُفَجِّرُوۡنَهَا تَفۡجِيۡرًا ﴿٦﴾ يُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ وَيَخَافُوۡنَ يَوۡمًا
چلاتے ہیں وہ اسکی نالیاں وہ پورا کرتے ہیں منت کو اور ڈرتے ہیں اس دن سے

كَانَ شَرُّهٗ مُسۡتَطِيۡرًا ﴿٧﴾ وَيُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ
کہ اس کی برائی پھیل پڑے گی اور کھلاتے ہیں کھانا اس کی محبت پر

ف۶ یوفون بالنذر یہ ماقبل کی علت ہی ان آیتوں میں مومنوں کے ان اعمال صالحہ کا ذکر کیا گیا ہے جو مذکورہ بالاجزاء و ثواب کا موجب ہونگے یوفون بالنذر ۔ نذر سے وہ تمام عقود و عہود مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے عائد فرمائے ہوں یا انسان خود اپنے اوپر لازم کرلے النذر هنا عام لما اوجبه الله تعالى وما اوجبه العبد فيدخل فيه الايمان وجميع الطاعات (بحر ج ۸ ص ۳۹۵) المراد من النذر العهد والعقد (کبیر ج ۸ ص ۳۹۰) ویخافون یوما اعمال صالحہ بجالانے میں انکی نیت بخیر ہوتی ہے اور وہ محض خدا کی رضا جوئی کے لئے اور اس کے عذاب کی ڈر کی وجہ سے اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اور قیامت کے دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس کے اہوال و شدائد اور جس کی سختیاں ہمہ گیر ہوں گی ۔ ابرار و مومنین اگرچہ قیامت کی سختیوں سے بفضلہ تعالیٰ محفوظ رہینگے لیکن شدت ہول محشر سے خائف اور مرعوب ضرور ہوں گے **ف۷** و یطعمون ۔ حبہ کی ضمیر مجرور الطعام کی طرف راجع ہے یعنی وہ طعام کی محبت اور اس کی طلب و اشتہار کے باوجود خود نہیں کھاتے بلکہ مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھلا دیتے ہیں ۔ یا ضمیر مجرور ذات باری تعالیٰ سے کنایہ ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضا کے لئے کھانا کھلاتے ہیں ۔ قال ابن عباس و مجاهد على قلته وحبهم اياه وشهوتهم له وقال الدارانی على حب الله (قرطبی ج ۱۹ ص ۱۲۶) **ف۸** انما نطعمكم ۔ جب وہ مساکین وغیرہم کو کھانا کھلاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہیں محض

موضح قرآن ف ایک شراب کی ندیاں ہیں ہر کسی کے گھر میں اور ایک اس میں ملتی ہے تھوڑی سی وہ اعلیٰ قسم ہے کسی کی ملونی کافور ہے ٹھنڈا خوشبو ۔ کسی کی ملونی سونٹھ ہے گرم چرپرا یہ بھی چشمے خاص ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۔

فتح الرحمٰن ف۱ ملی مرد و منی زن و خون حیض از حالی بحالی میگردانیدیمش ۱۲ ۔ ف۲ یعنی جدولی ازاں ہر جا کہ خواہند ببرند ۱۲ ۔

لوجہ اللہ اور اسکی رضا جوئی کیلئے کھانا کھلاتے ہیں اور تم سے اس کا معاوضہ یا شکریہ نہیں چاہتے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور اس کی خوشنودی کے لئے خرچ کرنے والوں کی نیت ایسی ہی ہوتی ہے وہ اللہ کے سوا کسی سے اس کی جزاء کے طالب نہیں ہوتے۔ انا نخاف من ربنا عبوسا، یوما کی صفت ہے یعنی وہ دن جس میں کافروں کے چہرے شدت ہول سے بگڑ جائیں گے۔ قمطریرا سخت اور شدید یہ بھی یوما کی صفت ہے وہ کہتے ہیں ہم تو اللہ کی طرف سے اس کٹھن اور شدید دن سے ڈرتے ہیں جس کے عذاب کی شدت اور ناگواری سے کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے۔ یعنی وہ اہوال قیامت پر شدید ناگواری اور ترشروئی کا مظاہرہ کریں گے

ف۹ فوقٰھم۔ فاء سببیہ ہے اور مستقبل کو لفظ ماضی سے قطعی اور یقینی ہونے کی وجہ سے تعبیر کیا ہے (مظہری) یعنی خوف خدا اور موجبات عذاب سے اجتناب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے شدائد سے محفوظ رکھیگا ولقّٰھم نضرۃ وسرورا اور عبوست و ترشروئی کے بجائے ان کو تازگی اور خوشی عطاء فرمائے گا۔ آخرت کی کامیابی پر ان کے چہرے فرط مسرت سے جگمگا اٹھیں گے نضرۃ تازگی، رونق سرور خوشی اور شادمانی **ف۱۰** وجزٰھم ایمان و طاعت پر ثابت قدم رہنے اور اللہ کی راہ میں شدائد و مصائب برداشت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو جنت اور ریشمی لباس بطور جزاء و انعام عطاء فرمائے گا۔ متکئین۔ ھم ضمیر منصوب کا حال ہے۔ ارائک، اریکۃ کی جمع ہے یعنی تکیہ دار تخت جو پر تکلف فرش اور پردوں سے آراستہ ہوں۔ شمس گرمی، دھوپ، زمھریر سردی۔ اھل جنت پر تکلف اور عالیشان تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے اور جنت میں وہ سردی اور گرمی کی شدت کا نام و نشان نہیں پائیں گے یعنی وہ گرمی اور سردی کی ایذاء و مضرت سے محفوظ رہیں گے **ف۱۱** ودانیۃ۔ یہ جنّۃ پر معطوف ہے اور جنّۃ مقدر کی صفت ہے یا یہ متکئین پر معطوف ہے اور حال واقع ہے۔ قال الزجاج ھو حال عطفا علی متکئین وقال ایضا ویجوز ان یکون صفۃ للجنۃ فالمعنی وجزاھم جنۃ دانیۃ (بحر ج ۸ ص ۳۹۶) جنت کے درختوں کے سائے ان سے بالکل قریب ہوں گے اور ان کے اس طرح تابع ہوں گے کہ جب وہ چاہیں گے لیٹے، بیٹھے، کھڑے ہاتھ بڑھا کر آسانی سے میوے تناول کر سکیں گے۔ (وذللت) سخرت للقائم والقاعد والمتکئ (مدارک) **ف۱۲** ویطاف علیھم اکواب کی دو صفتیں ذکر کی گئی ہیں اول قواریر، دوم من فضۃ وہ پیالے بنے ہوئے تو چاندی کے ہوں گے، لیکن چمک اور صفائی میں شیشہ کی مانند ہوں گے جس طرح اب بھی دھاتوں میں ایسی صفائی اور چمک پیدا کر لی جاتی ہے کہ آئینہ کی طرح ان میں سے چہرہ نظر آتا ہے۔ غلمان جنت، اہل جنت کو چاندی کے برتنوں میں ماکولات پیش کریں گے اور مشروبات چاندی کے ایسے ساغروں میں پیش

مِسْكِينًا وَّيَتِيمًا وَّأَسِيرًا ⑧ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيدُ
محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو ہم جو تم کو ٹھ کھلاتے ہیں سو خالص اللہ کی خوشی
مِنكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُورًا ⑨ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا
چاہنے کو نہ چاہیں ہم تم سے بدلا اور نہ چاہیں شکر گذاری ہم ڈرتے ہیں اپنے رب سے ایک دن اداسی
قَمْطَرِيرًا ⑩ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً
والے کی سختی پھر بچا لیا انکو اللہ نے برائی سے ف۱ اس دن کی اور ملادی انکو تازگی
وَّسُرُورًا ⑪ وَجَزٰىهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَّحَرِيرًا ⑫
اور خوش وقتی اور بدلا دیا انکو ف۱۰ ان کے صبر پر باغ اور پوشاک ریشمی
مُّتَّكِـِٔينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَّلَا
تکیہ لگائے بیٹھیں اس میں تختوں کے اوپر نہیں دیکھتے وہاں دھوپ اور نہ
زَمْهَرِيرًا ⑬ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا
ٹھر اور جھک رہیں ان پر ف۱۱ اس کی چھائیں اور پست کر رکھے ہیں اسکے گچھے
تَذْلِيلًا ⑭ وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِـَٔانِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَّ
لٹکا کر اور لوگ لئے پھرتے ہیں ان ف۱۲ کے پاس برتن چاندی کے اور
أَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ⑮ قَوَارِيرَا مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا
آبخورے جو ہو رہے ہیں شیشے کے شیشے ہیں چاندی کے ماپ رکھا ہے
تَقْدِيرًا ⑯ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ⑰
ان کا ماپ ف۱ اور انکو وہاں پلاتے ہیں پیالے ف۱۳ جس کی ملونی ہے سونٹھ
عَيْنًا فِيهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيلًا ⑱ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ
ایک چشمہ ہے اس میں اسکا نام کہتے ہیں سلسبیل ف۲ اور پھرتے ہیں ان کے پاس ف۱۴ لڑکے
مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ⑲ وَ
سدا رہنے والے جب تو ان کو دیکھے خیال کرے کہ موتی ہیں بکھرے اور

موضح قرآن ف۱ یعنی ان کے پیاس برابر شیشے پر روپیہ کے یعنے روپا ایسا شفاف جیسا شیشہ ف۲ اس کے معنی پانی صاف بہتا ہوا۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

کریں گے جو صفائی اور چمک میں آئینہ کی مانند ہوں گے اور ان میں مشروبات کی مقدار بالکل صحیح ان کے اشتہار کے مطابق ہو گی۔ نہ کم نہ زیادہ ۱۳ے ویسقون فیہا۔ اہل جنت کو وہاں ایک اور مشروب پیش کیا جائیگا جس میں عرق زنجبیل (سونٹھ) کی آمیزش ہو گی۔ جنت میں زنجبیل کا بھی ایک چشمہ جاری ہوگا جس کو سلسبیل کہا جائیگا۔ جس کے معنی خوشگوار اور آسانی کے ساتھ حلق سے اترنے والے کے ہیں۔ قال مجاهد حدیدة الجری سلسلة سهلة المساغ (روح) کبھی ان کو عرق کافور کی آمیزش والا اور کبھی عرق زنجبیل کی آمیزش والا مشروب پیش کیا جائے گا

إِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ﴿٢٠﴾ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ
جب تو دیکھے وہاں تو دیکھے نعمت اور سلطنت بڑی اوپر کی پوشاک ان کے کپڑے
سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ ۖ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ
ہیں باریک ریشم ۱۵ے کے سبز اور گاڑھے اور انکو پہنائے جائینگے کنگن چاندی کے
وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ﴿٢١﴾ إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ
اور پلائے ان کو انکا رب شراب جو پاک کرے دل کو یہ ہے ۱۶ے تمہارا
جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُم مَّشْكُورًا ﴿٢٢﴾ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ
بدلا اور کمائی تمہاری ٹھکانے لگی ہم نے اتارا ۱۷ے تجھ پر
الْقُرْآنَ تَنزِيلًا ﴿٢٣﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ
قرآن سہج سہج اتارنا سو تو انتظار کر اپنے رب کے حکم کا اور کہنا مت مان ان میں
آثِمًا أَوْ كَفُورًا ﴿٢٤﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٢٥﴾ وَ
کسی گنہگار یا ناشکر کا اور لیتا رہ نام ۱۸ے اپنے رب کا صبح اور شام اور
مِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ﴿٢٦﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ
کسی وقت رات کو سجدہ کر اس کو اور پاکی بول اسکی بڑی رات تک یہ لوگ
يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ﴿٢٧﴾ نَّحْنُ
چاہتے ہیں جلدی ملنے والے کو ۱۹ے اور چھوڑ رکھا ہے اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو ہم نے
خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ ۖ وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا أَمْثَالَهُمْ
ان کو بنایا ۲۰ے اور مضبوط کیا انکی جوڑ بندی کو اور جب ہم چاہیں بدل لائیں ان جیسے لوگ
تَبْدِيلًا ﴿٢٨﴾ إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ
بدل کر یہ تو نصیحت ہے ۲۱ے پھر جو کوئی چاہے کر رکھے اپنے
رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿٢٩﴾ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ
رب تک راہ اور تم نہیں چاہوگے مگر جو چاہے اللہ بیشک اللہ ہے

ع ۱/۲۲ ۱۹

۱۶ے سورت کا دوسرا حصہ ۱۲
۱۷ے تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

۱۴ے ویطوف علیهم۔ انکی خدمت کے لئے حسین جمیل لڑکے ان کے آگے پیچھے ہوں گے انکا حسن و جمال اور جذبۂ خدمت دائمی ہوگا اور ان کی خوبیوں میں کبھی کوئی فرق رونما نہیں ہوگا۔ یہ غلمان جنت اس قدر حسین وجمیل ہوں گے کہ ان کو دیکھ کر ان کے چہروں کی صفائی اور چمک دمک کی وجہ سے ان پر سچے موتیوں کا گمان ہوگا اور ایسا معلوم ہوگا کہ جنت میں سچے اور آبدار موتی بکھرے پڑے ہیں۔ واذا رأیت ثم۔ شرط۔ رأیت نعیما الخ جزاء۔ جب تم اس جگہ کو دیکھو گے تو وہ کوئی معمولی جگہ نہ ہوگی بلکہ وہاں تم ہر نعمت فراواں پاؤ گے اور وہاں تم ایک عظیم ملک اور سلطنت دیکھو گے۔ ہر مومن کو جو جنت ملیگی وہ اپنی جگہ ایک نہایت وسیع اور عظیم ملک ہوگا جسمیں ہر نعمت اور آسائش میسر ہوگی

۱۵ے عٰلیهم۔ عالیَ یہاں چونکہ فوق کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے اس لئے اعراب میں بھی اسی بنا پر (بنا بر ظرفیت) منصوب ہے اور یہ خبر مقدم ہے اور ثیاب سندس مع معطوفات مبتدا مؤخر ہے (کبیر) سندس باریک دیباج استبرق موٹا دیباج۔ (مظہری) اہل جنت کے اوپر یعنی انکے زیب تن باریک ریشم کا سبز لباس ہوگا اور جب چاہیں گے موٹے اور عمدہ ریشم کا لباس زیب تن کریں گے اور ان کو ہاتھوں میں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کو شراب طہور پلایا جائیگا۔ شراب طہور ایک ایسا مشروب ہوگا جسے وہ کھانا تناول کرنے کے بعد پئیں گے تو تمام کھانا فوراً ہضم ہوکر کستوری کا پسینہ بن جائیگا اور ان کی طبیعتیں بالکل ہلکی پھلکی ہو جائینگی (قرطبی)

۱۶ے ان ھذا۔ جنت کی یہ تمام نعمتیں اور آسائشیں تمہارے ایمان وعمل کی جزاء ہے اور تمہاری تمام نیک کوششوں کی قدر کی گئی اور یہ سب اسی کی جزاء ہے۔ دنیا میں تم نے اپنے ایمان وعمل کا کسی سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کیا اور نہ کسی سے اپنے عملوں پر شکر گذاری اور خراج تحسین کی خواہش کی۔ آج ہم نے تمہارے تھوڑے کاموں پر زیادہ اجر وثواب عطا کیا ہے۔

۱۷ے انا نحن۔ یہ سورت کا دوسرا حصہ ہے۔ ہم نے آپ پر تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو تبلیغ کریں۔ مسئلہ توحید ان کو سمجھائیں حشر ونشر اور جزاء وسزاء سے ان کو آگاہ کریں۔

فاصبر لحکم ربک۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر تبلیغ توحید اور ادائے رسالت کا جو حکم صادر فرمایا اسکی

خاطر مخالفین کی طرف سے پہنچنے والی ایذاؤں اور تکلیفوں پر صبر کیجئے اور راہ حق میں آنے والے شدائد و مصائب کو مردانہ وار برداشت فرمائیے۔ ان مشرکین میں سے کسی مجرم اور کفر و شرک کے داعی کی بات نہ مانئے گا۔ عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن مغیرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ آپ توحید کی تبلیغ سے باز آجائیں اور رسالت کا کام چھوڑ دیں تو ہم مال و دولت اور حسبِ منشا رشادی سے آپ کو راضی کر دینگے۔ اس آیت میں آپ کو ان فساق و فجار کی بات ماننے سے منع کیا گیا ہے۔

۱۸ واذکر اسم ربك۔ یہ اصل دعویٰ یعنی مسئلہ توحید کا بیان ہے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی دعا پکار میں لگا رہ اور اللہ تعالیٰ کی شرک سے تنزیہ و تقدیس میں مصروف رہ۔ سجدہ، رکوع اور ہر قسم کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے بجالا۔ اسکی توحید کی تبلیغ کر اور شرک سے لوگوں کو دُور رہنے کی تلقین کر۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ان آیتوں میں پانچوں نمازوں اور نماز تہجد کی طرف اشارہ ہے۔ بکرۃ سے نماز فجر، اصیلا سے نماز ظہر و عصر، من اللیل سے نماز مغرب و عشا اور سبحہ لیلا طویلا سے نماز تہجد کی طرف اشارہ ہے (کبیر)۔

۱۹ ان ھؤلاء۔ یہ منکرین توحید و قیامت پر زجر ہے اور اس میں سورۃ قیامت کی آیتوں کلا بل تحبون العاجلۃ ۝ وتذرون الاٰخرۃ ۝ کے مضمون کا اعادہ ہے۔ یہ لوگ صرف دنیا کے منافع چاہتے ہیں اور قیامت کے کٹھن اور ہولناک دن کو پس پشت ڈال رہے ہیں۔ وہ دنیوی زندگی ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں اس لئے ان کی تمام تگ و دو دنیا کی تحصیل کیلئے ہے اور آخرت پر چونکہ ان کا ایمان ہی نہیں، اس لئے وہ اس سے بے اعتنائی برت رہے ہیں اور اس کے لئے کوئی تیاری نہیں کر رہے۔

۲۰ نحن خلقنٰھم۔ ہم ہی نے ان کو پیدا کیا ہے اور انکی خلقت کو محکم اور استوار بنایا ہے اور جب ہم چاہینگے ان کی جگہ ان کی مانند اوروں کو لے آئیں گے۔ پیدا کرنے اور پھر مارنے اور مرنے والوں کی جگہ دوسروں کو لانے کا یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہی کا کرشمہ ہے اور اس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔ جس طرح ہم نے ان کو پہلے پیدا کر لیا اسی طرح جب چاہیں گے قیامت کے دن ان کو دوبارہ پیدا کر لیں گے ای واذا شئنا بعثنٰھم یوم القیامۃ وبدلنٰھم فاعدناھم خلقا جدیدا ۝ (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۵۸)

۲۱ ان ھٰذہٖ۔ یہ جو کچھ ذکر کیا گیا ہے وہ عبرت و نصیحت کے لئے کافی ہے۔ اب جو چاہے اس کو مان کر اور اس پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کا راستہ یعنی اسلام اور توحید کا راستہ اختیار کر لے۔ وما تشاءُون لیکن تمہارا ارادہ اللہ تعالیٰ کی مشیّت کے تابع ہے صرف وہی ہدایت پر آئے گا جس کے ہدایت پر آنے کے ساتھ ارادۂ خداوندی متعلق ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ صرف ان لوگوں کی ہدایت سے متعلق ہوتا ہے جو منیب ہوں اور انصاف و اخلاص کے ساتھ راہ ہدایت کے طالب ہوں جیسا کہ ارشاد ہے۔ ویھدی الیہ من ینیب ۝ (شوریٰ، ع ۲) اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے اور اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔

۲۲ یدخل من یشاء۔ یہ مومنوں کے لئے بشارت ہے وہ جسے چاہتا ہے یعنی جو اس کی طرف انابت کرتے ہیں ان کو اپنی رحمت میں داخل فرما لیتا ہے اور ان کو قبول حق کی اور حق پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے والظلمین اعدلھم۔ یہ کافروں کے لئے تخویف ہے اور کفار و مشرکین کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

سورۃ الدہر میں آیات توحید

۱۔ واذکر اسم ربك ــــ تا ــــ وسبحہ لیلا طویلا ۝ نفی شرک فی العبادۃ۔

سورۃ المرسلات

ربط سورۂ دہر میں پیدا کرنے کا نمونہ ذکر کیا گیا تاکہ اس سے حشر ونشر کا مسئلہ سمجھا جا سکے۔ اب سورۂ مرسلات میں بطور ترقی حشر ونشر کے بعد ثواب وعذاب کا نمونہ ذکر کیا جائے گا۔ والمرسلات عرفا ــــ تا ــــ انما توعدون لواقع ۝ دیکھو! یہ ہوائیں کہیں نرم چلتی ہیں اور کہیں تُند، اسی طرح آخرت میں کسی کے ساتھ نرمی ہوگی اور کسی سے سختی۔

خلاصہ

والمرسلات عرفا ــــ تا ــــ انما توعدون لواقع ۝ یہ آخرت میں نرمی اور سختی کا ایک دنیوی نمونہ ہے۔ فاذا النجوم طمست ــــ تا ــــ ویل یومئذ للمکذبین ۝ یہ تخویف اخروی ہے۔ یہ معاندین اب تو نہیں مانتے لیکن جب قیامت بپا ہوگی تو ان کے ہوش ٹھکانے آجائیں گے، مگر اس وقت ان کا بہت بُرا حال ہوگا۔ الم نهلك الاولين ۝ ــــ تا ــــ كذلك نفعل بالمجرمين ۝ یہ تخویف دنیوی ہے جس طرح ہم نے پہلے مکذبین کو ہلاک کیا ہے۔ اسی طرح ہم پچھلوں کو بھی ہلاک کر دیں گے۔ الم نخلقكم من ماء مهين ۝ ــــ تا ــــ فقدرنا فنعم القادرون ۝ حشر ونشر پر پہلی عقلی دلیل۔ جس طرح ہم نے پہلے تمہیں ایک حقیر پانی (نطفہ) سے پیدا کر لیا تھا اسی طرح ہم تمہیں دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہیں۔ الم نجعل الارض كفاتا دوسری عقلی دلیل۔ وجعلنا فيها رواسي شمخت - تیسری عقلی دلیل واسقينكم ماء فراتا ۝ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے۔ ہم نے زمین کو زندوں اور مُردوں کی جامع بنایا۔ اس پر اونچے اونچے پہاڑ رکھ دیئے اور تمہارے پینے کے لئے میٹھا پانی مہیا کر دیا، کیا اب بھی اس کی ناشکری کروگے۔ اس کی توحید اور اسکی قدرت کاملہ کا انکار کروگے۔ انطلقوا الی ما كنتم ــــ تا ــــ فان كان لكم كيد فكيدون ۝ تخویف اخروی۔ جہنم کے عذاب کی بعض تفصیلات۔

ان المتقين في ظلل وعيون ۝ ــــ تا ــــ انا كذلك نجزي المحسنين ۝ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ مومنوں کے لئے جنت میں ٹھنڈی چھاؤں، مشروبات کے چشمے اور حسب منشا میوے ہوں گے۔ كلوا وتمتعوا قليلا انكم مجرمون تا آخر۔ کافروں کے لئے زجر وتوبیخ ہے۔

۲ــه والمرسلات عرفا۔ مرسلات اور باقی الفاظ سے بعض نے فرشتے مراد لئے ہیں اور بعض کے نزدیک ان سے ہوائیں مراد ہیں۔ امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں زیادہ ظاہر یہی ہے والاظهر ان المرسلات هي الرياح الخ (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۵۹) حضرت ابن مسعود رضؓ، ابن عباس رضؓ، مجاہدؒ، قتادہؒ اور ابو صالح رحؒ سے بھی منقول ہے۔ (ایضًا) عرفا حال ہے بمعنی متتابعة (کبیر) یا عرفا سے احسان ومعروف مراد ہے (بیضاوی) قسم ہے ان ہواؤں کی جو چھوڑی جاتی ہیں احسان ومعروف کے ساتھ، مراد رحمت کی ہوائیں ہیں جو نرم وخنک ہوتی ہیں فالعصفت عصفا پھر قسم ہے ان ہواؤں کی جو نہایت تُند ہوتی ہیں۔ والنشرت نشرا قسم ہے ان ہواؤں کی جو بادلوں کو لے کر چلتی ہیں فالفرقت فرقا پھر بادلوں کو تقسیم کر دیتی اور جدا جدا کر دیتی ہیں۔ فالملقيت ذكرا۔ پھر ڈالنے والی ہیں نصیحت کو۔ ان ہواؤں میں بھی عبرت اور نصیحت ہے جس طرح یہ ہوائیں نرم بھی چلتی ہیں اور تُند بھی۔ رحمت بھی لاتی ہیں اور عذاب بھی بس ان شواہد کو دیکھ کر سمجھ لو کہ آخرت میں بھی کسی کے ساتھ نرمی ہوگی اور کسی کے ساتھ سختی ہوگی کوئی مورد رحمت ہوگا اور کوئی مورد عذاب۔ عذرا واسطے دفع کرنے عذر کے تاکہ کوئی عذر نہ کر سکے اس لئے دنیا میں اس کا نمونہ بتا دیا گیا او نذرا۔ کافروں کو ڈرانے کے لئے۔ اگر کفار بارش کو سیاروں سے منسوب کر دیں تو ہوائیں بھی ان کے عذاب کا سبب بن جاتی ہیں نذرا للكفار تخويفا لهم والرياح سبب لوعيد الكفار بالعذاب اذا اسند والمطر الى الانواء مثلا (مظہری ج ۱۰ ص ۱۶۵)

انما توعدون لواقع یہ جواب قسم ہے۔ یہ شواہد اس کی دلیل ہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے یعنی ثواب وعذاب وہ ضرور واقع ہوگا۔ یہ سورت کا دعوی ہے علی سبیل الترقی۔

۳ے فاذا النجوم۔ یہ تخویف اخروی ہے اور اس میں قیامت کا ہولناک منظر بیان کیا گیا ہے اور یہ انما توعدون سے متعلق ہے حاصل یہ کہ جزاء اور سزاء ضرور ہوگی۔ یہ معاندین اب تو نہیں مانتے لیکن جب قیامت قائم ہوگی تو ان کا کیا حال ہوگا جب تارے بے نور کر دیئے جائیں گے اور آسمان ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائینگے اور پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے اور انبیاء ورسل علیہم السلام کو میعاد مقررہ پر جمع کیا جائے گا۔ ان کو یہ میعاد کس دن کے لئے دی گئی تھی؟ لیوم الفصل یہ ما قبل کا بیان ہے یعنی ان کو یہ میعاد مخلوق کے درمیان فیصلہ کے دن کے لئے دی گئی تھی۔ یہی وہ

كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿۳۰﴾ يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ط
سب کچھ جاننے والا حکمتوں والا داخل کرلے جس کو چاہے اپنی رحمت میں
وَالظّٰلِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۳۱﴾ ع
اور جو گنہگار ہیں تیار ہے ان کیواسطے عذاب دردناک

۲ ع ۹ ۲۰

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ
سورہ مرسلات ۱ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی پچاس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ۳

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ
قسم ہے چلتی ہواؤں کی دلکو خوش آتی پھر جھونکا دینے والیوں کی زور سے پھر ابھارنیوالیوں کی
نَشْرًا ﴿۳﴾ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ﴿۵﴾ عُذْرًا
اٹھا کر پھر پھاڑنیوالیوں کی بانٹ کر پھر فرشتوں کی جو اتار کر لائیں وحی الزام اتارنے
أَوْ نُذْرًا ﴿۶﴾ إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ فَإِذَا النُّجُومُ
کو یا ڈر سنانے کو مقرر جو تم سے وعدہ ہوا وہ ضرور ہونا ہے ف پھر جب کہ تارے
طُمِسَتْ ﴿۸﴾ وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ ﴿۹﴾ وَإِذَا الْجِبَالُ
مٹائے جائیں اور جب آسمان میں جھرو کے پڑ جائیں اور جب پہاڑ
نُسِفَتْ ﴿۱۰﴾ وَإِذَا الرُّسُلُ أُقِّتَتْ ﴿۱۱﴾ لِأَيِّ يَوْمٍ أُجِّلَتْ ﴿۱۲﴾
اڑا دیئے جائیں اور جب رسولوں کا وقت مقرر ہو جاوے ف کس دن کے واسطے ان چیزوں میں دیر
لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿۱۳﴾ وَمَا أَدْرٰكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿۱۴﴾ وَيْلٌ
اس فیصلے کے دن کیواسطے اور تو نے کیا بوجھا کیا ہے فیصلے کا دن خرابی ہے
يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿۱۵﴾ أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ
اسدن جھٹلانیوالوں کی کیا ہنے نہیں کھپا مار کھپایا پہلوں کو پھر

دن ہے جس کے وہ منتظر تھے۔ وما ادرٰک ما یوم الفصل یہ سوال قیامت کی شدت وعظمت کے اظہار کے لئے ہے تمہیں کیا معلوم وہ فیصلہ کا دن کیا ہے اس کا تو بیان بھی نہیں ہو سکتا ویل یومئذ للمکذبین ان جھٹلانے والوں کے لئے ہلاکت اور ویل ہے کہ ایسے ہولناک دن سے بھی نہیں ڈرتے۔

۴ے الم نھلک۔ یہ تخویف دنیوی ہے ذرا ان سے پوچھو تو سہی کیا ہم نے ان سے پہلے سرکشوں اور معاندوں کو ہلاک نہیں کیا؟

ثم نتبعھم الاخرین یہ استیناف ہے اور اس میں اہل مکہ کے لئے وعید ہے۔ ان اولین کی طرح ہم ان باقیوں کو بھی ہلاک کریں گے کیونکہ مجرموں کے ساتھ ہم یہی کچھ کرتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود وہ پھر بھی نہیں مانتے اور مکذبین کے لئے تو ہے ہی ہلاکت اور ویل۔ رفع علی الاستیناف و ھو وعید لاھل مکۃ واخبار بعد الھجرۃ کبدر کانہ قیل ثم نحن نفعل بامثالھم من الآخرین مثل ما فعلنا بالاولین الخ (روح ج ۲۹ ص ۱۷۴)

۵ے الم نخلقکم۔ یہ حشر ونشر پر عقلی دلیل ہے۔ ان سے پوچھو تو سہی کیا ہم نے ان کو ایک حقیر اور ناپاک پانی سے پیدا نہیں کیا؟ اس نطفہ کو ایک میعاد معین تک جائے قرار (رحم) میں رکھا۔ پھر اس کے بارے میں ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا۔ رحم مادر میں اس کے ٹھہرنے کی مدت اس کی عمر، اس کا عمل، اس کا رزق اور اس کی سعادت وشقاوت وغیرہ۔ ہم کیسے ہی قادر ہیں کہ کوئی چیز ہماری قدرت اور دسترس سے باہر نہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہم حشر ونشر پر بھی قادر ہیں تو ان لوگوں کے لئے اس دن ہلاکت اور بربادی ہوگی جو حشر ونشر کا یا اس پر ہماری قدرت کا انکار کرتے ہیں۔

۱۔ بشارت ۱۲

۲۔ تخویف ۱۲

۴۔ تخویف اخروی ۱۲

۵۔ تخویف دنیوی ۱۲

موضح قرآن ف ایک باؤ چلتی ہے ٹھنڈی مہینہ کا نشان ایک تند آندھی جو دبی مٹی کو ابھارے ایک ابر کو ملک ملک بانٹے اور فرشتے اتارتے ہیں قرآن کا نزول سے الزام اتارنا منظور ہے کہ نہ کہیں ہم کو خبر نہ تھی۔ اور جن کی قسمت میں ایمان ہے ان کو ڈر سنانا تا ایمان لاویں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ یعنی ہر امت کا حساب باری باری لینا ٹھہرے۔ ۱۲ منہ رح۔

ـ۲ـ الم نجعل الارض۔ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ کفاتاً اسم جنس ہے یا اسم آلہ، یعنی جمع کرنے والی اور سمیٹنے والی۔ زندوں کو اپنی پیٹھ پر اور مُردوں کو اپنے پیٹ میں جمع کرنیوالی۔ الم نجعلھا کفاتا تکفت و تجمع احیاء کثیرۃ علی ظھرھا وامواتا غیر محصورۃ فی بطنھا (روح) وجعلنا فیھا رواسی شمخت یہ تیسری دلیل عقلی ہے۔ واسقینکم ماء فراتا یہ چوتھی دلیل عقلی ہے۔ شمخت بلند و بالا فرات میٹھا پانی فراتا عذبا (مدارک) ان سے پوچھو تو سہی کیا ہم نے زمین نہیں بنائی جو بیشمار مخلوق کو اٹھائے ہوئے ہے اور ایک غیر محدود مخلوق موت

نتبعھم الاخرین (۱۷) کذلک نفعل بالمجرمین (۱۸)
ان کے پیچھے بھیجتے ہیں پچھلوں کو ہم ایسا ہی کیا کرتے ہیں گنہگاروں کے ساتھ
ویل یومئذ للمکذبین (۱۹) الم نخلقکم من ماء
خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی کیا ہم نے نہیں بنایا تمکو ایک بے قدر
مھین (۲۰) فجعلنٰہ فی قرار مکین (۲۱) الی قدر
پانی سے پھر رکھا اس کو ایک جمے ہوئے ٹھکانے میں ایک وعدہ مقرر
معلوم (۲۲) فقدرنا فنعم القٰدرون (۲۳) ویل
تک پھر ہم اس کو پورا کر سکے سو ہم کیا خوب سکت والے ہیں خرابی ہے
یومئذ للمکذبین (۲۴) الم نجعل الارض کفاتا (۲۵)
اس دن جھٹلانے والوں کی کیا ہم نے نہیں بنائی زمین سمیٹنے والی
احیاء و امواتا (۲۶) وجعلنا فیھا رواسی شٰمخٰت و
زندوں کو اور مردوں کو اور رکھے ہم نے زمین میں بوجھ کیلئے پہاڑ اونچے
اسقینٰکم ماء فراتا (۲۷) ویل یومئذ للمکذبین (۲۸)
اور پلایا ہم نے تم کو پانی میٹھا پیاس بجھانیوالا خرابی ہے اسدن جھٹلانے والوں کی
انطلقوا الی ما کنتم بہ تکذبون (۲۹) انطلقوا الی
چل کر دیکھو جس چیز کو تم جھٹلاتے تھے چلو ایک
ظل ذی ثلٰث شعب (۳۰) لا ظلیل و لا یغنی من
چھاؤں میں جس کی تین پھانکیں ہیں نہ گہری چھاؤں اور نہ کچھ کام آئے
اللھب (۳۱) انھا ترمی بشرر کالقصر (۳۲) کانہ
تپش میں ف۱ وہ آگ ہے پھینکتی ہے چنگاریاں جیسے محل ف۲ گویا وہ
جمٰلت صفر (۳۳) ویل یومئذ للمکذبین (۳۴)
اونٹ ہیں زرد خرابی ہے اسدن جھٹلانے والوں کی

منزل ۷

کے بعد اس کے پیٹ میں سمائی ہوئی ہے اور پھر اس پر بلند و بالا پہاڑ بھی رکھ دیئے ہیں اور تمہیں چشموں اور ندی نالوں سے میٹھا اور خوشگوار پانی مہیا کر دیا ہے تو کیا بعث بعد الموت اس سے زیادہ مشکل ہے کہ ہماری قدرت ہی سے خارج ہے؟ ای خلقنا الجبال و انزلنا الماء الفرات و ھذہ الامور اعجب من البعث (قرطبی ج ۱۹ ص ۱۶۰) ان دلائل واضحہ کی موجودگی میں بھی وہ نہیں مانتے تو ان کے لئے اس دن ویل اور ہلاکت ہوگی۔

ـ۷ـ انطلقوا۔ یہ تخویف اخروی ہے قیامت کے دن کافروں سے کہا جائے گا کہ اب اس عذاب کی طرف چلو جس کا دنیا میں انکار کیا کرتے تھے یعنی جہنم میں داخل ہونے کے لئے چلو اگر تمہارا خیال ہو کہ وہاں بچاؤ کیلئے کوئی سایہ یا آڑ ہوگی تو سن لو ہاں، وہاں سایہ ہوگا لیکن درختوں کا نہیں بلکہ جہنم کی آگ کے دھوئیں کا جو تین شاخوں میں اوپر اٹھیگا، کیونکہ دھوئیں کی یہ خاصیت ہے کہ جب وہ زور سے نکلتا ہے تو اوپر جا کر متعدد شاخوں میں بٹ جاتا ہے لا ظلیل یہ ظل کی صفت ہے وہ سایہ ایسا نہیں ہوگا جیسا کہ دھوپ سے بچانے والا سایہ ہوتا ہے اور نہ وہ کسی قدر آگ کے شعلوں کی تپش ہی سے کچھ مفید ہوگا۔

ـ۸ـ انھا یہ آتش جہنم کی چنگاروں کا بیان ہے۔ جہنم اونچے اونچے محلات کی مقدار میں چنگاریاں پھینکے گی۔ اور وہ چنگاریاں قطار در قطار اڑیں گی جیسے کہ زرد اونٹوں کی قطاریں ہوں۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے ویل ہے۔ جمالۃ جمل کی جمع یا اس کی اسم جمع ہے۔ (روح)

ـ۹ـ ھذا یوم۔ یہ دن ایسا ہولناک ہوگا کہ کافروں پر اس کی دہشت کی وجہ سے سکتہ چھا جائے گا اور وہ بول بھی نہیں سکیں گے اور نہ ان کو کوئی عذر و بہانہ پیش کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ بس اس دن ان کے لئے ہلاکت اور ویل ہی ہوگی۔ نطق کی نفی سے یا تو نطق مفید کی نفی مراد ہے یا مراد یہ ہے کہ بعض مواطن حشر میں وہ حیرت و دہشت کی وجہ سے بول نہ سکیں گے اور بعض مواقع پر وہ کلام کر سکیں گے نطقا یفیدھم

حاشیہ: ۱۔ زجر نمبر پہلی عقلی دلیل ۱۲ — ۲۔ دوسری عقلی دلیل ۱۲ — ۳۔ تیسری عقلی دلیل ۱۲ — ۴۔ چوتھی عقلی دلیل ۱۲ — ۵۔ تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ چھاؤں کی تین پھانکیں یعنی پھٹی ہوئی جس میں سے گرمی آتی رہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ یعنی اونچی ہوتی ہیں چنگاریاں محل کے برابر۔

اولا ینطقون شیئا من فرط الدهشة والحیرة وهٰذا فی بعض المواقف وینطقون فی بعضها (مظہری ج ۱۰ ص ۱۶۹) ۱۰ھ ھذا یوم الفصل۔ یہ تمہارے
فیصلے کا دن ہے جس میں ہم نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو اکٹھا کیا ہے تاکہ تمہارے درمیان آخری فیصلہ کیا جائے۔ اب اگر کوئی حیلہ بہانہ کر سکتے ہو تو کر
کے دیکھ لو مگر آج کوئی حیلہ کام نہیں آئیگا اور عذاب خداوندی سے بچنے کی تمہاری ہر تدبیر ناکام ہو گی۔ یہ دن تو تم جیسے مکذبین کی ہلاکت کا دن ہے۔ اذ لا حیلة لهم
فی التخلص من العذاب (بیضاوی) ۱۱ھ ان المتقین یہ بشارت اخرویہ ہے کفار و مشرکین کے مقابلہ میں مومنوں اور شرک سے بچنے والوں کو جنت میں ہر قسم کی

هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُونَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ﴿۳۶﴾
یہ وہ دن ۹ھ ہے کہ نہ بولیں گے اور نہ ان کو حکم ہو کہ توبہ کریں
وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ
خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی یہ ہے دن ۱۰ھ فیصلے کا
جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِينَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ
جمع کیا ہم نے تم کو اور اگلوں کو پھر اگر کچھ داؤ ہے تمہارا
فَكِيدُونِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿۴۰﴾ اِنَّ
ع ۱ / ۲۱
تو چلا لو مجھ پر خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی البتہ
الْمُتَّقِينَ فِي ظِلٰلٍ وَّعُيُونٍ ﴿۴۱﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُونَ ﴿۴۲﴾
جو ڈرنے ۱۱ھ والے ہیں وہ سایوں میں ہیں اور نہروں میں اور میوے جس قسم کے وہ چاہیں
كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيْٓئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا
کھاؤ اور پیو مزے سے بدلا اُن کاموں کا جو تم نے کئے تھے ہم
كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۴۴﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ
یونہی دیتے ہیں بدلا نیکی والوں کو خرابی ہے اس دن
لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿۴۵﴾ كُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا اِنَّكُمْ
جھٹلانے والوں کی کھا لو اور ۱۲ھ برت لو تھوڑے دنوں بے شک تم
مُجْرِمُونَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا
گنہگار ہو خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی اور جب
قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ﴿۴۸﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ
کہئے ۱۳ھ ان کو جھک جاؤ نہیں جھکتے خرابی ہے اس دن
لِلْمُكَذِّبِينَ ﴿۴۹﴾ فَبِاَيِّ حَدِيثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُونَ ﴿۵۰﴾
ع ۲ / ۲۲
جھٹلانے والوں کی اب ۱۴ھ کس بات پر اسکے بعد یقین لائیں گے

راحت اور ہر نعمت میسر ہو گی وہ جنت میں ٹھنڈی چھاؤں کے مزے لیں گے۔ ہر نوع مشروب کے ابلتے چشموں سے لطف اندوز ہونگے اور جس قسم کے میووں اور پھلوں کی خواہش کرینگے وہ حاضر کر دیئے جائیں گے۔ حاصل یہ کہ ان کو جنت میں ہر قسم کی راحت اور ہر نعمت حاصل ہو گی۔ کلوا واشربوا اس سے پہلے یقال لهم محذوف ہے یا یہ حال ہے بتاویل مقولا لهم (روح، مدارک) ان کو کہا جائیگا آج مزے سے کھاؤ پیو اور یہ تمہارے ان نیک عملوں کا صلہ ہے جو دنیا میں تم نے سرانجام دیئے۔ ہم نیک کام کرنیوالوں کو اسی طرح انعام دیا کرتے ہیں لیکن جھٹلانیوالوں کیلئے آج ویل وہ عذاب کے سوا کچھ نہیں ۱۲ھ کلوا وتمتعوا۔ یہ مکذبین کیلئے زجر و تخویف ہے اگر یہ کلام قیامت کے دن کہا جائیگا تو اس سے پہلے کان یقال لهم فی الدنیا مقدر ہوگا یا یہ خطاب دنیا میں ہے یعنی دنیا میں کھا پی لو اور دنیوی ساز و سامان کے فوائد و منافع چند روزہ حاصل کر لو، تم مجرم ہو اور مجرموں کے لئے آخرت میں ویل اور ہلاکت ہے ۱۳ھ واذا قیل جب ان سے کہا جاتا ہے کہ کبر و غرور چھوڑ دو اور اللہ کے سامنے عاجزی کرو اس پر ایمان لے آؤ اور اسکے اوامر و نواہی کے سامنے سر تسلیم جھکا دو تو وہ اسپر آمادہ نہیں ہوتے اور عناد و تعنت اور غرور و استکبار سے باز نہیں آتے۔ تو بھلا ایسے معاندین و مکذبین کیلئے اس دن ہلاکت اور تباہی کے سوا کیا ہو گا۔ اخشعوا للّٰہ وتواضعوا الیه بقبول وحیه واتباع دینه ودعوا هذا الاستکبار (مدارک) یا مطلب یہ ہے آخرت میں ان سے کہا جائیگا کہ سجدہ کرو تو وہ سجدہ نہیں کر سکینگے۔ یہ تفسیر حضرت ابن عباس رضہ سے مروی ہے۔ پہلی تفسیر حضرت قتادہؓ سے منقول ہے۔ وقال ابن عباس انما یقال لهم هذا فی الآخرة حین یدعون الی السجود فلا یستطیعون۔ قتادة۔ هذا فی الدنیا (قرطبی ج ۱۹ ص ۱۶۶) ۱۴ھ فبای حدیث۔ یہ معاندین قرآن ایسی معجز، فصیح و بلیغ، دلائل عقل و نقل اور شواہد آفاق و انفس سے لبریز کتاب پر ایمان نہیں لائے تو اس کے بعد وہ کس کتاب پر ایمان لائینگے۔ یعنی قرآن کے بعد کوئی پند و نصیحت ان پر اثر انداز نہیں ہو سکتی اس لئے اب ان کا ایمان لانا امکان سے خارج ہے کیونکہ ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے۔

بشارت اخرویہ ۱۱

زجر و تخویف برائے کفار ۱۲

سُورۃ النبأ

ربط | سورۃ النبأ میں "مرسلات" کی نسبت تخویفات بطور ترقی مذکور ہیں۔ مرسلات میں تو صرف یہ مذکور تھا کہ عذاب واقع ہوگا لیکن سورۃ نبأ میں الم نجعل الارض مهادا ـــــ تا ـــــ وجنّٰت الفافا میں انما توعدون لواقع (مرسلات) کی ایک شق یعنی انعامات کی تفصیل ذکر کی گئی ہے کہ دیکھو اللہ تعالےٰ نے تمہیں دنیا میں یہ انعامات عطا فرمائے ہیں (دنیوی تکلیفوں اور مصیبتوں کا ذکر مقابلۃً چھوڑ دیا گیا ہے۔ یعنی دنیوی مصیبتوں کو دنیوی نعمتوں پر قیاس کرلو کہ مصیبتیں بھی اللہ ہی کی طرف سے آتی ہیں) تو جس طرح دنیا میں انعامات اور مصائب ہیں اسی طرح آخرت میں بھی کسی پر انعامات ہونگے اور کوئی عذاب و مصیبت میں مبتلا ہوگا۔
نیز "مرسلات" میں محض تخویفات تھیں اور اس میں توحید کا ذکر نہیں تھا، اب سورۃ نبأ میں توحید کا بیان بھی ہوگا۔ رب السمٰوٰت و الارض ـــــ تا ـــــ وقال صوابا (نبأ)

خلاصہ

عم یتساءلون ـــــ تا ـــــ ثم کلا سیعلمون ٥ زجر برائے منکرین قیامت۔ جس عظیم حادثہ (قیامت) میں ان کو شک ہے عنقریب ہی انہیں اس کا یقین ہو جائیگا۔ الم نجعل الارض مهٰدا ـــــ تا ـــــ وجنّٰت الفافا کیا ہم نے تمہیں یہ دنیوی نعمتیں عطا نہیں کیں، اسی طرح فرمانبردار بندوں کو آخرت میں نعمتیں عطا کریں گے۔ ان یوم الفصل کان میقاتا ـــــ ـــــ فذوقوا فلن نزیدکم الا عذابا ٥ تخویف اخروی۔ قیامت قائم ہونے کے وقت سے دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کے احوال و حوادث اور اہوال و شدائد کا ذکر کیا گیا ہے۔
ان للمتقین مفازا ـــــ تا ـــــ جزآء من ربك عطاء حسابا ٥ متقی اور فرمانبردار بندوں کے لئے بشارت اخرویہ۔
رب السمٰوٰت والارض ـــــ تا ـــــ وقال صوابا ٥ مقصود اعلےٰ یعنی مسئلہ توحید کا بیان بطور ترقی از سورۂ دہر۔ وہاں شرک سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس کا حکم دیا گیا تھا یہاں معبودان باطل سے شفاعت قہریہ کی نفی کی گئی ہے۔ ذلك الیوم الحق تا آخر۔ تخویف اخروی۔ قیامت برحق ہے اس میں کوئی شک نہیں، اس لئے اس ہولناک دن کے لئے خوب تیاری کرلو۔ ورنہ حسرت و ندامت کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

٢ عمّ یتساءلون۔ منکرین حشر و نشر پر زجر ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کو توحید کی دعوت دی اور ان کو بعث بعد الموت کا مسئلہ بتایا تو وہ قیامت کے بارے میں ایکدوسرے سے پوچھنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کیا کہتا ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے۔ عن النبأ العظیم یہ یتساءلون مقدر سے متعلق ہے ہاں وہ ایک عظیم خبر کے بارے میں سوال و جواب کر رہے ہیں یہ اسلوب استفہام نبأ عظیم (قیامت) کی مزید عظمت و فخامت کے اظہار کے لئے ہے یہ وہی عظیم حادثہ ہے جس کے بارے میں وہ آپس سے یا آپس میں اختلاف کر رہے ہیں۔ بعض تو اس کا صاف صاف انکار کرتے ہیں اور بعض شک میں پڑے ہیں۔ (مظہری)

٣ کلا۔ یہ اختلاف و تساؤل سے ردع ہے۔ یعنی ان کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے اور جس چیز یعنی (قیامت) میں ان کو شک ہے وہ عنقریب اس کو آنکھوں سے دیکھ کر اس کا یقین کرلیں گے ثم کلا سیعلمون ثم تکریر بیان کے لئے ہے بطور تشدید و تہویل ردع کو مکرر لایا گیا۔ کرر الردع للتشدید و ثم یشعر بان الثانی ابلغ من الاول و اشد (مدارک)

٤ الم نجعل الارض۔ دنیوی نعمتوں کا بیان ہے۔ دنیوی تکلیفوں کا ذکر مقابلۃً ترک کردیا گیا ہے۔ مهاد فراش۔ بستر۔ اوتاد، وتد کی جمع ہے یعنی میخیں۔ جس طرح میخوں سے کسی چیز کو محکم کر دیا جاتا ہے اسی طرح پہاڑوں سے زمین کو بوجھل کرکے مستحکم کر دیا گیا ہے تاکہ وہ ہل جل کر باسیوں کے لئے تشویش اور ابتری کا باعث نہ بنے ازواجا یعنی نر و مادہ سباتا ترک اعمال سے راحت و آرام کا باعث لباسا۔ پردہ اور ستر۔ رات ان چیزوں کی پردہ پوشی کرتی ہے جن کو آدمی ظاہر کرنا پسند نہیں کرتا۔ معاشا ظرف زمان۔ روزی کمانے کا

وقت۔ سبعا شداداً، شدید ۃ کی جمع مضبوط اور محکم۔ ساتوں آسمان نہایت مضبوط اور مستحکم ہیں نہ گر سکتے ہیں نہ ان میں ٹوٹ پھوٹ کا اندیشہ ہے۔ الا اذا جآء وعد اللہ۔ سراجا وھاجا روشن اور جگمگاتا چراغ جس میں روشنی بھی ہے اور حرارت بھی۔ مراد سورج ہے۔ المعصرات۔ وہ بادل جو برسنے ہی والے ہوں۔ ثجاجا بکثرت بہنے والا۔ الفافا گنجان۔ یہ استفہام انکاری ہے یہ اسلوب زیادہ موثر ہے کیونکہ اس میں مخاطب کی طرف سے اقرار و اعتراف کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ جس طرح ہم نے تم کو دنیا میں یہ نعمتیں عطا کی ہیں اور مصائب بھی ہماری طرف سے آتے ہیں اسی طرح آخرت میں بھی ہم مومنوں کو انعامات دیں گے اور نافرمانوں کو عذاب کا مزہ چکھائیں گے ان دنیوی انعامات کی فراوانی سے ہماری قدرت کاملہ کا اندازہ لگا لو تو کیا دوبارہ زندہ کرنا ہمارے لئے اس سے زیادہ مشکل ہے لما انکروا البعث قیل لھم الم یخلق من اضیف الیہ البعث ھذہ الخلائق العجیبۃ فلم تنکرون قدرتہ علی البعث وما ھو الا اختراع کھذہ... الاختراعات (مدارک)

۵ ان یوم الفصل۔ یہ تخویف اخروی ہے فیصلے کا دن یعنی یوم قیامت ثواب و عذاب کے لئے میعاد اور وقت معین ہے جس میں ہر انسان کے انجام کا فیصلہ ہوگا ایک فریق جنت میں جائیگا جبکہ دوسرا فریق دوزخ میں۔ یوم ینفخ یہ یوم الفصل یا میقاتا سے بدل ہے (مظہری) یہ وہ دن ہے جس میں صور پھونکا جائے گا۔ تو تم سب لوگ قبروں سے اٹھ کر فوج در فوج میدان حشر میں جمع ہو جاؤ گے۔ وفتحت السماء۔ اس دن آسمان میں شگاف ڈالدیئے جائینگے اور اس میں دروازے ہی دروازے نظر آئینگے۔ یہ دروازے فرشتوں کے اترنے کے لئے ہوں گے (ابوابا) ای طرقا و مسالک لنزول الملائکۃ (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۶۳) سیرت الجبال اور پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹا کر ریزہ ریزہ کرکے اڑا دیئے جائینگے اور ان کا کہیں وجود نظر نہیں آئیگا۔ والمراد ھھنا صارت الجبال شیئا لاحقیقۃ لھا لتفتت اجزائھا (مظہری ج ۱۰ ص ۱۷۴) **۶** ان جھنم۔ مرصاد تیار اور مستعد (قرطبی، مظہری) جہنم کافروں کے لئے بالکل تیار اور مستعد ہوگی۔ وہ تمام سرکشوں اور حدود اللہ سے

الجزء الثلاثون ۳۰

سُوْرَةُ النَّبَاِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ نبا ۱ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی چالیس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿١﴾ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ﴿٢﴾ الَّذِيْ هُمْ

کیا ۲ بات پوچھتے ہیں لوگ آپس میں ف پوچھتے ہیں اس بڑی خبر سے جس میں وہ

فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ﴿٣﴾ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ﴿٤﴾ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ﴿٥﴾

مختلف ہیں ف۱ ہرگز نہیں ۳ اب جان لیں گے پھر بھی ہرگز نہیں اب جان لینگے

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ﴿٦﴾ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ﴿٧﴾ وَّ

کیا ۴ ہم نے نہیں بنایا زمین کو بچھونا اور پہاڑوں کو میخیں اور

خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ﴿٨﴾ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ﴿٩﴾ وَّ

تمکو بنایا ہم نے جوڑے جوڑے اور بنایا نیند کو تمہاری تکان دفع کرنے کیلئے اور

جَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ﴿١٠﴾ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿١١﴾ وَّ

بنایا رات کو اوڑھنا اور بنایا دن کمائی کرنے کو اور

بَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ﴿١٢﴾ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿١٣﴾

چنی ہم نے تم سے اوپر سات چنائی مضبوط اور بنایا ایک چراغ چمکتا ہوا

وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿١٤﴾ لِّنُخْرِجَ بِهٖ

اور اتارا نچڑنے والی بدلیوں سے پانی کا ریلا تاکہ ہم نکالیں اس سے

حَبًّا وَّنَبَاتًا ﴿١٥﴾ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿١٦﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ

اناج اور سبزہ اور باغ پتوں میں لپٹے ہوئے ف بے شک ۵ دن فیصلے کا ہے

كَانَ مِيْقَاتًا ﴿١٧﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ

ایک وقت ٹھہرا ہوا جس دن پھونکی جائے صور پھر تم چلے آؤ

ذکر انعامات دنیویہ ۱۲

تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے قیامت کا ذکر کرنے لگے مومنوں نے مانا کافر منکر ہوئے اور تعجب کیا سننے لگے اور مشکل جانا کسی نے کہا بدن اٹھیگا کسی نے کہا روح پر خوشی اور غم گذریگا کوئی بولا سڑی ہڈی کیونکر پھر درست ہوگی کسی نے کہا یہ وعدہ کب ہوگا بعضے نے کہا یہ ہونیوالی بات نہیں یہی دنیا کا جینا ہے بس۔ آخر سب کی بات کا خلاصہ یہ تھا کہ اگر کام ہونیوالا ہے تو کیوں نہیں ہوتا اور نیکوں بدوں کے بدلہ دینے میں کیا توقف ہے کہ ہو تو لوگ عبرت پاویں امیر اللہ نے یہ سورت نازل کی یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا ہے ف یعنی گھنے باغ درختوں سے بھرے۔

فتح الرحمن ف۱ مراد بعث و قیامت است ۱۲۔

تجاوز کرنے والوں کا انجام اور ٹھکانہ ہوگا جس میں مدتہائے غیر متناہی ٹھہریں گے احقاب، حقب کی جمع ہے اور حقب کی تفسیر میں مختلف اقوال منقول ہیں۔ حاصل یہ کہ اس سے مراد خلود ہے کیونکہ جب بھی ایک حقب گذر جائے گا دوسرا شروع ہو جائیگا۔ قال الحسن......... اذا مضی حقب دخل حقب اخر ثم اخری الی الا بد فلیس للاحقاب مدۃ الا الخلود (مظہری ج ۱۰ ص ۱۷۶) دھورا متتابعۃ و لیس فیہ ما یدل علی خروجھم منھا اذ لو صح ان الحقب ثمانون سنۃ او سبعون الف سنۃ فلیس فیہ ما یقتضی تناھی تلک

أَفْوَاجًا ﴿١٨﴾ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ﴿١٩﴾ وَّسُيِّرَتِ

جٹ کے جٹ اور کھولا جائے آسمان تو ہو جائیں اس میں دروازے اور چلائے جائیں

الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿٢٠﴾ إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿٢١﴾

پہاڑ تو ہو جائیں گے چمکتا ریتا بیشک ف۵ دوزخ ہے تاک میں

لِّلطَّاغِينَ مَآبًا ﴿٢٢﴾ لَّابِثِينَ فِيهَآ أَحْقَابًا ﴿٢٣﴾ لَا يَذُوقُونَ

شریروں کا ٹھکانا رہا کریں اس میں قرنوں نہ چکھیں

فِيهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿٢٤﴾ إِلَّا حَمِيمًا وَّغَسَّاقًا ﴿٢٥﴾ جَزَآءً

وہاں کچھ مزا ٹھنڈک کا اور نہ پینا ملے کچھ مگر گرم پانی اور بہتی پیپ بدلا ہے

وِّفَاقًا ﴿٢٦﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ﴿٢٧﴾ وَّكَذَّبُوا

پورا ان کو توقع نہ تھی حساب کی اور جھٹلاتے

بِآيَاتِنَا كِذَّابًا ﴿٢٨﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ﴿٢٩﴾ فَذُوقُوا

تھے ہماری آیتوں کو مکر کر اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے لکھ کر اب چکھو

فَلَنْ نَّزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ﴿٣٠﴾ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ﴿٣١﴾

کہ ہم نہ بڑھاتے جائیں گے تم پر مگر عذاب بیشک ف۶ ڈر والوں کو انکی مراد ملنی ہے

حَدَآئِقَ وَأَعْنَابًا ﴿٣٢﴾ وَّكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ﴿٣٣﴾ وَّكَأْسًا

باغ ہیں اور انگور اور نوجوان عورتیں ایک عمر کی سب اور پیالے

دِهَاقًا ﴿٣٤﴾ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَّلَا كِذَّابًا ﴿٣٥﴾ جَزَآءً

چھلکتے ہوئے نہ سنیں گے وہاں بک بک اور نہ مکرانا ف بدلا ہے

مِّن رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿٣٦﴾ رَّبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

تیرے رب کا دیا ہوا حساب سے جو رب ہے ف۹ آسمانوں کا اور زمین کا

وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمَٰنِ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿٣٧﴾ يَوْمَ

اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے بڑی رحمت والا قدرت نہیں کہ کوئی اس سے بات کرے ف۱ جس دن ف۱

الاحقاب لجواز ان یکون المراد احقابا مترادفۃ کلما مضی حقب تبعہ اخر (بیضاوی) ف۵ لا یذوقون۔ وہ جہنم میں ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے نہ کسی مشروب کا وہاں ان کو کھولتے پانی اور دوزخیوں کے زخموں سے بہنے والی پیپ کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ یہ ایک ایسی جزا ہوگی جو ان کے عملوں کے عین مطابق ہوگی اور اس میں ان پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔ انھم کانوا یہ ماقبل کی علت ہے اگر یہ کلام قیامت کے دن کافروں کے جہنم میں داخل ہونے کے بعد کہنا مراد ہے تو اس سے پہلے یقال مقدر ہے ورنہ اس تقدیر کی ضرورت نہیں وہ قیامت کے دن کے محاسبہ کا اعتقاد نہیں رکھتے تھے اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے وکل شئی احصینہ ہم نے ان کے تمام اعمال باطلہ اور اقوال زائغہ کو باقاعدہ لکھ کر محفوظ کر رکھا ہے اور کوئی چیز ہم سے پوشیدہ نہیں لہذا آج عذاب کا مزہ چکھو اور جب تک تم عذاب میں رہوگے عذاب میں کمی نہیں ہوگی بلکہ اس کی شدت میں اضافہ ہی ہوتا رہے گا فذوقوا سے پہلے یقال لھم محذوف ہے (جلالین) ف۶ ان للمتقین۔ یہ شرک و کفر اور معاصی سے بچنے والوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے مومنوں کو آخرت میں ہر مقصد و مطلب میں کامیابی اور ہر مکروہ اور ہر تکلیف سے نجات نصیب ہوگی۔ حدائق یہ مفازا سے بدل الاشتمال ہے اور اس میں مومنوں کی فوز و فلاح کی قدرے تفصیل ہے ان کو وہاں ہر نوع کے باغات ملیں گے خصوصًا انگوروں کے۔ جنت میں ان کی مصاحبت و رفاقت کے لئے نوجوان عورتیں ہونگی جو ان کی ہمعمر ہوں گی اور وہاں ان کو انواع و اقسام کے مشروبات کے چھلکتے ساغر پیش کئے جائیں گے۔ وہ جنت میں کوئی لغو، بیہودہ، اور جھوٹی بات نہیں سنیں گے اہل جنت ان خرافات سے پاک ہوں گے ان کی زبانوں سے کوئی اخلاق سے گری ہوئی بات نہیں نکلے گی۔ جزاء یہ فعل مقدر یجزون کا مفعول مطلق ہے۔ عطاءً، جزاءً سے بدل ہے حسابا کے معنی ہیں کافی ووافی (مظہری) یہ جزاء اور صلہ ان کو تیرے پروردگار کی طرف سے

موضح قرآن ف کوئی کسی سے جھگڑتا نہیں کہ اس کی بات مکرا دے۔ ف۲ عوام لوگ جو اس کو نہیں دیکھتے جو چاہیں اس سے دنیا میں کہہ لیں آخرت میں اس کا جلال روبرو ہے بن حکم کوئی نہیں بول سکتا۔

ملے گا جو کافی ووافی انعام واکرام ہے ۱۰ رب السمٰوٰت یہ دبط سے بدل ہے اور اسمیں سورہ دہر کی نسبت مسئلہ توحید کو بطور ترقی بیان کیا گیا ہے۔ وہ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا مالک اور پروردگار ہے وہ رحمان ہے دنیا میں اس کی انعامات و احسانات عام اور غیر مخصوص ہیں، مومن اور کافر سب ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ قیامت کے دن اسکی ہیبت و جلال کی وجہ سے کوئی اسکے سامنے بول نہ سکیگا ۱۱ یوم یقوم اسدن جبریل علیہ السلام اور تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے حضور میں صف بستہ کھڑے ہونگے اور اللہ کے اذن کے بغیر کسی کو لب کشائی کی جرأت نہ ہوگی۔ لایتکلمون الامن اذن له الرحمٰن اسمیں شفاعت قہریہ کی نفی کی گئی ہے لایتکلمون تمام خلائق سے کنایہ ہے صوابا حقا مراد کلمۂ توحید ہے من اذن له سے شافع مراد ہے یعنی شفاعت وہی کریگا جس کو اللہ تعالیٰ شفاعت کرنیکا اذن دے گا اور جس نے دنیا میں کلمۂ توحید کو مانا ہوگا لہٰذا کافروں اور مشرکوں کو شفاعت کا اذن نہ ملیگا (قال صوابا) القول ھھنا کانہ کنایۃ عن الاعتقاد... وقیل معنی قال صوابا قال لا الٰہ الا اللہ فالکفار لا یؤذن لھم ان یتکلموا الخ (مظہری ج ۱۰ ص ۱۸۳) ۱۱ ذٰلک الیوم یہ دن یعنی قیامت کا دن برحق ہے اور وہ ضرور آئیگا اور اس میں مومن و کافر مطیع و عاصی کی جزا و سزا کا فیصلہ ہوگا اب جسکا جی چاہے ایمان و عمل صالح کے ذریعے سے قرب خداوندی کی راہ اختیار کرکے آخرت میں ابدی آرام و راحت کی زندگی حاصل کرے اور جسکا جی چاہے کفر و شرک کی راہ پر چلکر اپنی عاقبت برباد کرلے ۱۲ انا انذرنٰکم عذاب قریب سے عذاب آخرت مراد ہے کیونکہ جو چیز آنیوالی ہو وہ قریب ہی ہوتی ہے اور جو چیز گذر گئی وہ بعید ہے وقربہ لتحقق اتیانہ فقد قیل ما ابعد مافات و ما اقرب ما ھو اٰت (روح ج ۳۰ ص ۲۱) یوم ینظر عذابا سے متعلق ہے ہم تمہیں ایک ایسے عذاب سے خبردار کیے ہیں جو بہت جلد آنیوالا ہے جس دن ہر انسان اپنا تمام کیا دھرا اپنے سامنے دیکھ لے گا اور اپنے تمام اعمال خیر و شر کا مشاہدہ کرلیگا۔ مومنین اپنے اعمال صالحہ کو دیکھ کر خوش ہونگے لیکن کافر جب اپنی بدعملیوں کے پلندے اپنے سامنے دیکھیں گے اور ان کو اپنے عبرتناک انجام کا یقین ہو جائیگا تو حسرت و ندامت سے کہیں گے ہائے کاش! ہم مٹی ہوتے اور دنیا میں پیدا ہی نہ ہوتے یا مطلب یہ ہے کہ مٹی ہو جاتے اور دوبارہ حساب کتاب کے لئے اٹھائے نہ جاتے (قرطبی، روح)

يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ
کھڑی ہو روح اور فرشتے قطار باندھ کر کوئی نہیں بولتا مگر جس
أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿٣٨﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ
کو حکم دیا رحمٰن نے اور بولا بات ٹھیک ۱۰ وہ دن ہے برحق
فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ إِلٰى رَبِّهِ مَاٰبًا ﴿٣٩﴾ إِنَّآ أَنْذَرْنٰكُمْ
پھر جو کوئی چاہے بنا رکھے اپنے رب کے پاس ٹھکانا ہم نے خبر سنادی تم کو
عَذَابًا قَرِيبًا ۖ يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ
ایک آفت نزدیک آنیوالی کی جسدن دیکھ لے گا آدمی جو آگے بھیجا اس کے ہاتھوں نے
ع ۲/۲ وَيَقُولُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِي كُنْتُ تُرٰبًا ﴿٤٠﴾
اور کہے گا کافر کسی طرح میں مٹی ہوتا ۱۲

سُورَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَّأَرْبَعُونَ اٰيَةً وَّفِيهَا رُكُوعَانِ
سورۂ نازعات مکہ میں نازل ہوئی اسکی چھیالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ﴿١﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ﴿٢﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ
قسم ہے ان گھسیٹ لانیوالوں کی ڈوب کر اور بند چھڑا دینے والوں کی کھول کر اور پیرنے والوں کی
وقف لازم سَبْحًا ﴿٣﴾ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ﴿٤﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ أَمْرًا ﴿٥﴾
تیزی سے پھر آگے بڑھنے والوں کی دوڑ کر پھر کام بنانے والوں کی حکم سے
وقف لازم يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ﴿٦﴾ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ﴿٧﴾ قُلُوبٌ
جسدن کانپے کانپنے والی اس کے پیچھے آئے دوسری کتنے دل
يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ﴿٨﴾ أَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴿٩﴾ يَقُولُونَ
اس دن دھڑکتے ہیں ان کی آنکھیں جھک رہی ہیں لوگ کہتے ہیں

یوم آخرت کی تعریف ۱۲

آخرت کے ثواب و عذاب کا نمونہ ۱۲

تخویف اخروی ۱۲
شکوی ۱۲

موضح قرآن ۱ روح کہا جاندار کو یا نام ہے جبرئیل کا ۱۲ ۲ یعنی جو مسلمان قابل سفارش کے ہیں اسی کے واسطے کہا ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف ۳ یعنی مٹی ہی رہتا آدمی نہ بنتا کہ اس حساب کے عذاب میں گرفتار نہ ہوتا ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف ۴ ایک قسم فرشتے کافر کی جان گھسیٹ کر نکالیں اسکی رگوں میں ڈوب کر ایک قسم فرشتے مسلمان کے بدن سے جان کی گرہ کھولیں وہ اپنی خوشی سے عالم پاک کو دوڑے جیسے کسی کے بند کھول دیئے لیکن بدن کی تکلیف اور ہے اس میں دونوں برابر ہیں یہ ذکر ہے روح کا نیک خوشی سے دوڑتا ہے بد ڈر سے بھاگتا ہے پھر گھسیٹا جاتا ہے ایک فرشتے تیرتے پھرتے ہیں ہوا میں ایک سے ایک درجہ زیادہ چاہیئے جب کچھ حکم پہنچا دوڑے اسکے بنانے کو فائدہ: یہ قسمیں کھا کر اگلا مدعا جتانا منظور ہوتا ہے اور کبھی ان چیزوں کی خوبی اور قدرت بتانے کو قسم کھاتے ہیں ۱۲ منہ رح ف ۵ یعنی زمین کو بھونچال آوے ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف ۶ یعنی لگاتار بھونچال چلے آویں۔ ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی کلمۂ اسلام ۱۲ ف ۲ یعنی یکپارہ ارواح ۱۲ ف ۳ حکبارہ دیگر ارواح ۱۲ ف ۴ یعنی در ہوا ف ۵ یعنی از یکدیگر ۱۲ ف ۶ یعنی نفخۂ اولی و نفخۂ ثانیہ بوجود آید ۱۲۔

سورۃ النبا میں آیت توحید: رب السمٰوٰت والارض ـــ تا ـــ وقال صوابا۔ نفی شفاعت قہریہ۔

سورۃ النازعات

ربط سورۂ نبأ میں انعامات ذکر کئے گئے اور مصائب کا ذکر ترک کر دیا گیا تاکہ وہ مقابلۃً مفہوم ہو جائیں اس میں اشارہ تھا کہ آخرت میں بھی اسی طرح ہوگا کہ مومنوں پر انعامات ہوں گے اور کافروں پر عذاب۔ اب سورۃ النازعات میں بطور ترقی اس کا نمونہ ذکر کیا گیا یعنی جس طرح دنیا میں روح قبض کرتے وقت فرشتے مؤمنوں کے ساتھ نرمی اور کافروں پر سختی کرتے ہیں اسیطرح آخرت میں بھی فرشتے مقرر کئے جائینگے جو مؤمنوں کو جنات میں داخل کرینگے اور کافروں کو طرح طرح کا عذاب دینگے۔

خلاصہ والنزعات غرقا ـــــ تا ـــــ فالمدبرات امرا۔ آخرت کے ثواب و عذاب کا نمونہ ذکر کیا گیا ہے کما مر فی بیان الربط۔ یوم ترجف الراجفۃ ـــــ تا ـــــ ابصارها خاشعۃ تخویف اخروی ہے یہ ہے وہ دن جس میں عذاب و ثواب کے فرشتے کافروں اور مومنوں پر متعین کئے جائینگے یقولون ءانا لمردودون فی الحافرۃ ـــــ تا ـــــ فاذا هم بالساهرۃ۔ شکوی بر کفار و مشرکین۔ وہ بطور استہزاء کہتے ہیں کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائینگے تو کیا دوبارہ زندہ ہو کر پہلی حالت پر آجائیں گے؟

هل اتٰک حدیث موسٰی ـــــ تا ـــــ ان فی ذلک لعبرۃ لمن یخشٰی ہ تخویف دنیوی۔ ہم نے موسٰی علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا، اس نے سرکشی کی اور ان کی دعوت کو قبول نہ کیا تو ہم نے اس کو دنیا ہی میں سخت عذاب سے پکڑ لیا اور آخرت میں بھی اس کو شدید عذاب دینے کا فیصلہ صادر فرما دیا

ءانتم اشد خلقا ام السماء ـــــ تا ـــــ متاعا لکم ولانعامکم ہ یہ دعوائے سورت پر عقلی دلیل ہے کیا اس بلند و بالا آسمان کو پیدا کرنا دن رات کو معرض وجود میں لانا زمین کو بچھا دینا اور اس پر پہاڑوں کو ٹکا دینا پھر زمین کی تمام انواع و اقسام نبات کا پیدا کرنا تمہیں دوبارہ پیدا کرنے سے زیادہ مشکل ہے اللہ تعالیٰ جو ایسا قادر و حکیم ہے وہ تمہیں دوبارہ پیدا کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔

فاذا جاءت الطامۃ الکبرٰی ـــــ تا ـــــ فان الجحیم هی الماوٰی ہ یہ تخویف اخروی ہے۔ و اما من خاف مقام ربہ۔ الاٰیتین یہ مومنین کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسها۔ شکوہ۔ وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئیگی حالانکہ آپ کو اس کا کوئی علم نہیں۔ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے آپ تو اس سے ڈرانے والے ہیں۔

۲ والنزعت غرقا۔ یہ شواہد ہیں اور اخروی ثواب و عقاب کا نمونہ ہے جسطرح دنیا میں فرشتے قبض روح کے وقت مومنوں کے ساتھ نرمی کا سلوک اور کافروں کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرتے ہیں اسی طرح آخرت میں ہوگا۔ غرقا، النازعت کا مفعول مطلق ہے من غیر لفظہ اور اسکے معنی ہیں سختی اور شدت کے ساتھ کھینچنا۔ یقال اغرق النازع فی القوس ای استوفی مدها بقوۃ وشدۃ (مظہری) اغراق سخت کشیدن کمان (صراح) اس سے کافروں کی روحیں قبض کرنے والے فرشتے مراد ہیں جو شدت کے ساتھ ان کی روحیں کھینچتے ہیں۔ نشط کے معنی ہیں آسانی اور نرمی سے نکالنا جس طرح ڈول آسانی کے ساتھ کنوئیں سے نکال لیا جاتا ہے۔ اس سے مومنوں کی روحیں قبض کرنے والے فرشتے مراد ہیں۔ المراد ۔۔۔۔۔۔۔ الملائکۃ الذین یخرجون ارواح المؤمنین برفق من نشط الدلو اذا اخرج بلا کرہ الخ (مظہری) یا اس کے معنی ہیں شادمانی اور خوشی کے نشطا باشادمانی شدن (صراح) مطلب یہ ہوگا کہ وہ مومنوں کی روحیں نہایت خوشی اور شادمانی سے قبض کرتے ہیں۔

۳ والسبحت۔ فضاء آسمانی میں تیرنے والے۔ سرعت سیر کو تیرنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ فالسبقت اپنے اپنے فرائض کی انجام دہی میں ایکدوسرے پر سبقت لیجانے والے۔ فالمدبرات۔ اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے تدبیریں سوچنے والے۔ التی تسبح فی مضیها ای تسرع فتسبق الی ما امروا بہ فتدبر امرا من امور العباد مما یصلحهم فی دینهم کما رسم لهم (مدارک)

یہ قیامت کے حق ہونے پر قسمیں اور شواہد ہیں اور جواب قسم محذوف ہے۔ اقسم سبحانہ بهذہ الاشیاء التی ذکرها علی ان القیامۃ حق۔ (قرطبی ج ۱۹ ص ۱۸۸) وجواب القسم محذوف ای لتبعثن ولتحاسبن (مظہری ج ۱۰ ص ۱۸۵) یا لتسلطن علیکم الملائکۃ یوم القیامۃ کما فی الدنیا (الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ)

حاصل یہ کہ یہ امور اس پر شاہد ہیں کہ قیامت ضرور آئیگی، تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائیگا، تمہارا حساب کتاب ہوگا اور تم پر فرشتے مسلط کئے جائینگے جو بڑی شان سے مومنوں کو جنت میں داخل کریں گے، کچھ جنت میں ان کا استقبال کرینگے اور ان کو سلام کا تحفہ پیش کریں گے اور کچھ کفار اور

مشرکین کو سختی سے گھسیٹ کر دوزخ میں داخل کریں گے اور ان کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں گے **ف۴** یوم ترجف یہ تخویف اخروی ہے اور ظرف جواب
قسم مقدر کے ساتھ متعلق ہے ترجف ہل جائے گی اور کانپ اٹھیگی الراجفۃ سے مراد زمین ہے جس دن کانپ اٹھے گی کانپنے والی یعنی نفخۂ اولیٰ
کے وقت ایک زبردست زلزلہ آئے گا جس کی وجہ سے زمین کو اس قدر شدید جھٹکے لگیں گے کہ پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جائینگے۔ اس کے بعد پیچھے آنے
والی آئے گی مراد نفخۂ ثانیہ ہے جس سے ساری مخلوق زندہ ہو کر اٹھ کھڑی ہو گی **ف۵** قلوب اس دن شدت ہول سے دلوں میں سخت اضطراب ہو
گا اور آنکھیں مارے خوف کے جھکی ہوں گی یقولون ءانا لمردودون فی الحافرۃ یہ شکوی ہے الحافرۃ پہلی حالت۔ الحافرۃ الحالۃ الاولیٰ (مدارک) منکرین قیامت کہتے ہیں کیا ہم موت کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اسی پہلی حالت میں آجائیں گے۔ کیا جب ہم پرانی اور بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے تو پھر بھی ایسا ہو گا؟ استفہام انکاری ہے یعنی ایسا نہیں ہو گا **ف۶** قالوا تلك بطور استہزا کہتے ہیں اگر ایسا ہو بھی گیا تو ہماری یہ واپسی خسارے اور نقصان کی ہو گی کیونکہ جب ہم دوبارہ زندہ ہوں گے تو ہمارے گھروں، باغوں اور جائیدادوں پر دوسرے لوگ قابض ہو چکے ہوں گے تو ہم سب ملکر انہیں کس طرح گذر بسر کر سکیں گے۔ (الشیخ رحمہ اللہ علیہ) یا مطلب یہ ہے کہ اگر بعث بعد الموت واقعی برحق ہے تو ہم تو بڑے خسارے میں رہے کیونکہ ہم نے اس کی تکذیب کی ای ان صحت فنحن اذن خاسرون لتکذیبنا بہا (کبیر ابوالسعود، مدارک) **ف۷** فانما ھی زجرۃ۔ زجرۃ ایک زبردست ڈانٹ۔ ایک چیخ۔ مراد نفخۂ ثانیہ ہے الساھرۃ روئے زمین، سطح ارض۔ یہ بعث بعد الموت پر قدرت خداوندی کا بیان ہے۔ یہ نفخۂ ثانیہ ایک ایسی آواز ہو گی کہ اس سے تمام مردے زندہ ہو کر اور قبروں سے نکل کر زمین کی سطح پر موجود ہوں گے اس طرح اللہ تعالیٰ ایک لمحہ میں ساری مخلوق کو دوبارہ زندہ فرمالے گا۔ ھل اتك یہ تخویف دنیوی ہے۔ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو وادی مقدس "طویٰ" میں آواز دی اور نبوت سے سرفراز فرما کر فرعون کی طرف بھیجا اور کہا فرعون کے پاس جاؤ وہ نہایت سرکش اور طاغی

ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ﴿۱۰﴾ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا
کیا ہم پھر آئیں گے الٹے پاؤں کیا جب ہم ہو چکیں ہڈیاں
نَّخِرَةً ﴿۱۱﴾ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿۱۲﴾ فَاِنَّمَا هِيَ
کھوکھری بولے تو تو یہ پھر آنا ہے ٹوٹے کا ف سو وہ تو
زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿۱۴﴾ هَلْ
ایک جھڑکی ہے پھر تبھی وہ آرہیں میدان میں کیا
اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ
پہنچی ہے تجھ کو بات موسیٰ کی جب پکارا اسکو اسکے رب نے پاک
الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۶﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾
میدان میں جس کا نام طویٰ ہے جا فرعون کے پاس اس نے سر اٹھایا
فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ
پھر کہہ تیرا جی چاہتا ہے کہ تو سنور جائے اور راہ بتلاؤں تجھ کو تیرے رب کی طرف
فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾ فَكَذَّبَ وَ
پھر تجھ کو ڈر ہو پھر دکھلائی اسکو وہ بڑی نشانی ف۱ پھر جھٹلایا اس نے اور
عَصٰى ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿۲۲﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ
نہ مانا پھر چلا پیٹھ پھیر کر تلاش کرتا ہوا پھر سب کو جمع کیا پھر پکارا تو کہا
اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ
میں ہوں رب تمہارا سب سے اوپر پھر پکڑا اس کو اللہ نے سزا میں آخرت کی
وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۲۶﴾ ءَاَنْتُمْ
اور دنیا کی ف۲ بیشک اس میں سوچنے کی جگہ ہے جس کے دل میں ڈر ہے کیا تمہارا
اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾
بنانا مشکل ہے یا آسمان کا اسے اسکو بنا لیا اونچا کیا اسکا ابھار پھر اسکو برابر کیا

وقف لازم

وقف لازم

ع ۱ / ۳

ف۱ یعنی تخویف دنیوی

ف۲ یعنی عصا و ید بیضاء ۱۲

ہو چکا ہے۔ اسے نرمی کے ساتھ توحید کی دعوت دو اور اسے ہدایت کی راہ دکھاؤ فقل ھل لك اسے جا کر کہو کیا تیرا اس طرف میلان ہے کہ تو
اللہ کی توحید اور اس کے دین کو قبول کر کے گناہوں سے پاک ہو جائے۔ یہ پہلا مرتبہ ہے مراد یہ ہے کہ معجزہ دیکھے بغیر ہی مان لے۔ واھدیك

موضح قرآن ف۱ کہتے تھے اگر آویں تو ایک ایک مکان کے ہزار ہزار مدعی ہوں ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۲ یعنی آخرت میں بھی عذاب ہو گا اور دنیا میں بھی عذاب پایا۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی عصا و ید بیضاء ۱۲۔

لی س بك فتخشی میں تجھے تیرے پروردگار کی راہ دکھاؤں تو تیرے دل میں خوفِ خدا پیدا ہو۔ یہ دونوں مرتبے دوسری جگہ بھی مذکور ہیں۔ جیسا کہ ارشاد
ہے۔ لعله یتذکر او یخشی (طٰہٰ ع ۲) پہلے اعلیٰ مرتبہ کا ذکر ہے اور بعد میں ادنیٰ مرتبہ کا **ف** فاراہ الاٰیۃ الکبریٰ۔ مراد تمام آیات و معجزات
ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے تمام معجزات کا اس کو مشاہدہ کرایا مگر اس کے باوجود اس نے جھٹلایا اور موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی۔ ثم ادبر یسعیٰ
ہدایت سے اعراض کیا اور زمین میں شر و فساد پھیلانے کی کوشش کرتا رہا موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے دعوتِ توحید کے مقابلے میں اس نے اپنی رعیت کو جمع کیا

وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰهَا ﴿٢٩﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ
اور اندھیری کی رات اسکی اور کھول نکالی اسکی دھوپ اور زمین ۱۲ کو اسکے پیچھے
ذٰلِكَ دَحٰهَا ﴿٣٠﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰهَا ﴿٣١﴾ وَ
صاف بچھا دیا ف۱ باہر نکالا زمین سے اس کا پانی اور چارہ اور
الْجِبَالَ اَرْسٰهَا ﴿٣٢﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿٣٣﴾ فَاِذَا
پہاڑوں کو قائم کر دیا ف کام چلانے کو تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے پھر جب ۱۳
جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ
آئے وہ بڑے ہنگامے کا دن جس دن کہ یاد کریگا آدمی
مَا سَعٰى ﴿٣٥﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿٣٦﴾ فَاَمَّا مَنْ
جو اس نے کمایا اور نکال ۱۴ ظاہر کر دیں دوزخ کو جو چاہے دیکھے سو جس نے
طَغٰى ﴿٣٧﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ
کی ہو شرارت اور بہتر سمجھا ہو دنیا کا جینا سو دوزخ ہی ہے اس
الْمَاْوٰى ﴿٣٩﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ
کا ٹھکانا اور جو شخص کوئی ڈرا ہو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے اور روکا ہو اس نے جی
عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٤١﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ
کو خواہش سے سو بہشت ہی ہے اسکا ٹھکانہ تجھ ۱۶ سے پوچھتے ہیں
عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ﴿٤٢﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا ﴿٤٣﴾
وہ گھڑی کب ہوگا قیام اس کا تجھ کو کیا کام اس کے ذکر سے
اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا ﴿٤٤﴾ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا ﴿٤٥﴾ كَاَنَّهُمْ
تیرے رب کی طرف ہے پہنچ اسکی ف۲ تو تو ف۱ ڈر سنانے کو واسطے اسکو جو اس سے ڈرتا ہے ایسا ۱۸
يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا ﴿٤٦﴾ ع ۲ ۴
لگیگا جس دن دیکھیں گے اسکو کہ نہیں ٹھہرے تھے دنیا میں مگر ایک شام یا صبح اس کی ف۳

منزل ۷

اور ان میں اعلان کیا کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب
ہوں مجھ سے بڑا کوئی نہیں، اس لئے تم موسیٰؑ کی
باتوں کی طرف توجہ نہ کرنا فاخذہ اللّٰہ۔ نکال
منصوب بنزع خافض ہے ای بنکال الاٰخرۃ
(قرطبی) اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا اور آخرت کی
سزا میں پکڑ لیا۔ دنیا میں اس کو غرق کر کے ہلاک
کیا اور آخرت میں اس کو جہنم میں داخل کیا جائیگا
دنیوی عذاب میں تو بالفعل پکڑ لیا اور اخروی
عذاب کا بھی فیصلہ فرما دیا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد
ہے۔ ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا اٰل
فرعون اشد العذاب (سورۂ مومن ع ۵)
ف۱۰ ان فی ذلك اس میں خدا سے ڈرنیوالوں
کے لئے عبرت و نصیحت ہے جس طرح فرعون نے
تکذیب کی اور دنیا ہی میں عبرتناک عذاب میں
گرفتار کیا گیا اسی طرح اہل مکہ کا حشر ہوگا **ف۱۱**
ءانتم اشد۔ یہ دعوائے سورت یعنی حشر و نشر
پر عقلی دلیل ہے خطاب منکرین اہل مکہ سے ہے
سمك کے معنی اونچائی اور بلندی کے ہیں۔ قیامت
کے دن مردوں کے دوبارہ زندہ ہونے کو ناممکن بتانے
والو یہ تو بتاؤ کہ تمہیں دوبارہ پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے
یا زمین و آسمان اور ساری کائنات کو پیدا کرنا ؟
اللہ نے آسمان کو پیدا فرمایا اس کو ایک خاص مقدار
میں زمین سے بلند کیا اور اس کو برابر اور ہموار بنایا
کہ اس میں کہیں کوئی شگاف اور نشیب و فراز نہیں
واغطش لیلھا اور اس کی رات کو ڈھانپ
دیا یعنی رات کو اندھیرے میں چھپا دیا اور اس کے
دن کو روشن اور ظاہر فرما دیا لیلھا اور ضحٰھا
کی السماء کی طرف اضافت ادنیٰ ملابست کی وجہ
سے ہے **ف۱۲** والارض اور پھر اس کے
علاوہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو بچھا دیا۔ زمین سے پانی کے چشمے جاری کر دیئے اور اس میں سے ہر قسم کا سبزہ پیدا کیا اور اس پر پہاڑ رکھ دیئے

موضح قرآن ف۱ سورۂ فصلت یعنی سجدہ میں آسمان کو پیچھے کہا یہاں زمین کو پیچھے سو یہاں آسمان کا بنانا ہے اونچا اور رات دن ٹھہرانا یہ شاید زمین سے پہلے ہو وہاں ان کو سات کرنا بانٹ کر پھر ہر ایک میں جدا دستور چلانا کہا یہ شاید زمین سے پیچھے ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ
ف۲ پوچھتے اسی تک پہنچتا ہے بیچ میں سب بے خبر ہیں ۱۲ منہ ف۳ یعنی شتاب مانگتے ہیں قیامت اس وقت معلوم ہوگا کہ بہت شتاب آئی، بیچ میں دیر کچھ نہیں لگی۔ ۱۲ منہ

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید معنی ہموار کردن ہمیں است کہ میفرماید ۱۲۔

یہ ساری چیزیں تمہارے لئے اور تمہارے چوپایوں کے مفاد کے لئے ہیں کل ذلك متاعا لخلقه ولما یحتاجون الیه من الانعام التی یاکلونها ویرکبونها مدة احتیاجهم الیها الخ (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۶۹) جس قادر و توانا اور قیوم و دانا نے یہ ساری کائنات پیدا فرمالی اس کے لئے پھر دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں والارض بعد ذلك دحٰها سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آسمانوں کو پہلے اور زمین کو اس کے بعد پیدا کیا گیا حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے جیسا کہ سورہ حٰمٓ السجدہ (ع ۲) میں ہے خلق الارض فی یومین ——— تا ——— ثم استوی الی السماء وھی دخان الآیۃ۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں سورۃ النازعات کی آیت میں بعد ذٰلك سے تعقیب ذکری مراد ہے یعنی اس کے بعد یہ بھی سن لو کہ اس نے زمین کو بھی بچھا دیا یا بعد بمعنی مع ہے معناہ الارض مع ذلك دحٰها (مظہری) حضرت ابن عباس رضی فرماتے ہیں اللہ تعالےٰ نے پہلے زمین کو اس کی اقوات کے ساتھ دو دنوں میں پیدا فرمایا مگر اسے پھیلایا نہیں۔ اس کے بعد دو دنوں میں ساتوں آسمانوں کو پیدا کیا پھر اس کے بعد زمین کو بچھایا اور پھیلایا۔ (روح، مظہری) اس پر رازی رحنے اعتراض کیا ہے کہ ایک جسم کو پیدا کرنا اور اس کو بچھانا دونوں بیک وقت ہوتے ہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ مخلوق ہو اور مبسوط و مدحو نہ ہو امام آلوسی رحنے اس کا جواب دیا ہے کہ پیدا کرنے سے اس کے مخصوص مادہ کا پیدا کرنا مراد ہے اور دحو سے اس کو موجودہ مخصوص شکل و صورت میں بچھانا مراد ہے۔ جسطرح پہلے آسمان کا مادہ بصورت دخان پیدا کیا گیا پھر اس سے آسمان پیدا کئے گئے۔

۱۳ فاذا جاءت یہ تخویف اخروی ہے الطآمّة الکبریٰ سب سے بڑی مصیبت جو ہر چیز پر غالب آجائے اور جس کا مقابلہ نہ کیا جاسکے مراد نفخۂ ثانیہ ہے جس کے بعد قیامت قائم ہوجائے گی ای الداھیة العظمیٰ وھی النفخة الثانیة التی یکون معها البعث قاله ابن عباس ...... المبرد : الطامة عند العرب الداھیة التی لا تستطاع (قرطبی ج ۱۹ ص ۲۰۴) جب قیامت قائم ہوجائیگی اس دن ہر آدمی اپنے تمام نیک و بد اعمال کو یاد کرلے گا اور ہر ایک کو اپنے اعمال خیر و شر خود بخود یاد آجائیں گے۔

۱۴ وبرزت۔ دیکھنے والوں کے لئے جہنم کو ظاہر کردیا جائیگا اور ہر شخص اس کا مشاہدہ کرے گا اور اس کے بھڑکتے شعلوں کو دیکھے گا۔ فاما من طغٰی لیکن جنہوں نے سرکشی کی اور کفر و عصیان میں حد سے گذر گئے اور آخرت پر دنیا کو ترجیح دی۔ دنیا کے پیچھے پڑے رہے، لیکن ایمان اور عمل صالح سے آخرت کی تیاری نہ کی تو یہی بھڑکتے شعلوں والا جہنم ان کا ٹھکانا ہوگا۔

۱۵ واما من خاف یہ بشارت اخرویہ ہے لیکن جو لوگ قیامت کے دن اللہ رب العزۃ کی بارگاہ میں کھڑے ہونے سے ڈر گئے اور نفس کو خواہشات سے روک کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہے تو ان کا ٹھکانا جنّت میں ہوگا۔

۱۶ یسئلونك یہ شکوی ہے۔ مرسٰی مصدر ہے بمعنی ارساء یعنی اقامت۔ مشرکین آپ سے بطور استہزاء سوال کرتے ہیں کہ قیامت کب آئیگی اور کب اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر فرمائے گا۔ یریدون متی یقیمها اللہ تعالی ویکونها الخ (روح) فیم انت من ذکرٰها یہ مشرکین کے سوال کا رد اور اس پر انکار ہے آپ کس بنیاد پر ان کے سامنے قیامت کا وقت معین بیان کرینگے اسکا وقت معین تو خود آپکو بھی معلوم نہیں اسکا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف راجع اور منتہی ہے اور اس کے سوا کسی کو اسکا علم نہیں، تو پھر یہ لوگ آپ سے کیوں سوال کرتے ہیں الیه عزوجل انتهاء علمها لیس لاحد منه شیء کائنا ما کان فلای شیء یسئلونك عنها (روح ج ۳۰ ص ۳۷) الی ربك منتهٰها ای منتهی علمها فلا یوجد عند غیرہ علم الساعة (قرطبی ج ۱۹ ص ۲۰۷)

۱۷ انما انت یہ مشرکین کے سوال کا جواب ہے آپ تو قیامت کے اہوال و شدائد سے ڈرنے والوں کو ڈرانے والے اور خبردار کرنیوالے ہیں یہی آپ کا فریضہ ہے آپ قیامت کا وقت معین بتانے کے لئے نہیں آئے۔ اسی لئے آپ کو اس کا علم بھی نہیں دیا گیا لم تبعث لتعلمهم بوقت الساعة وانما بعثت لتنذر من اھوالها من یخاف شدائدها (مدارک)

۱۸ کانهم یہ یظنون مقدر کا مفعول ہے اور یوم ظرف اسی فعل مقدر کے ساتھ متعلق ہے اصل عبارت اس طرح یوم یرونها یظنون کانهم لم یلبثوا الخ۔ اب تو قیامت کو نہیں مانتے اور بطور استہزاء اس کے معین وقت سے سوال کرتے ہیں توجب قیامت کو دیکھ لیں گے تو دنیا میں رہنے کا وقت ان کو بہت ہی مختصر نظر آئے گا اور وہ یہ سمجھیں گے کہ گویا دنیا میں وہ صرف عشیہ (ظہر تا مغرب) کی مقدار ٹھیرے ہیں یا اس سے بھی کم یعنی صرف ضحی (طلوع آفتاب سے دو نیزہ کی مقدار تک) کا زمانہ ٹھیرے ہیں۔ یعنی قیامت کے اہوال و شدائد کی وجہ سے انہیں دنیا کی زندگی کا وقت بہت کم معلوم ہوگا راحت کے بعد مصیبت میں راحت کا وقت بہت تھوڑا معلوم ہوتا ہے ضحٰها کی ضمیر مجرور عشیة کی طرف راجع ہے لیکن اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ عشیۃ کا تو کوئی ضحٰی ہوتا ہی نہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اضافت ادنیٰ ملابست ہے اور مراد عشیہ کے دن کا ضحٰی ہے۔ قال الفراء والزجاج المراد باضافة الضحی الی العشیة اضافتها الی یوم العشیة او ضحی یومها (کبیر ج ۸ ص ۴۶۹) یا مراد یہ ہے کہ عشیہ میں سے ضحی کا قدر۔ (الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ)

سورۃ عبس

ربط سورۃ النازعات میں تخویف اخروی کا نمونہ ذکر کیا گیا اور سورۂ عبس میں تخویف اخروی علی سبیل الترقی ذکر کی گئی۔ یوم یفر المرء من اخیہ ۝ وامہ وابیہ ۝ وصاحبتہ وبنیہ ۝ یعنی کفار ومشرکین کو عذاب تو ہو ہی گا۔ لیکن وہ دن اس قدر سخت اور ہولناک ہوگا کہ ہر ایک نفسی نفسی کہے گا اور دوسروں سے دور بھاگے گا۔

خلاصہ مضمون کے اعتبار سے سورت کے تین حصے ہیں۔ پہلا حصہ عبس وتولی ـــــ تا ـــــ کرام بررۃ ۝ تنبیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وبیان عظمت قرآن کریم۔ دوسرا حصہ۔ قتل الانسان ما اکفرہ ـــــ تا ـــــ کلا لما یقض ما امرہ ۝ زجر برائے مشرکین۔ انسان کا فر کس قدر ناشکر گذار اور احسان فراموش ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس قدر نعمتوں کے باوجود کفر وعصیان پر ڈٹا ہوا ہے تیسرا حصہ۔ فلینظر الانسان الی طعامہ ـــــ تا ـــــ متاعا لکم ولانعامکم ۝ دلیل عقلی برائے ثبوت قیامت۔ ذرا دیکھو تو سہی تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے لئے یہ مختلف انواع واقسام کے ماکولات ومشروبات کس نے پیدا کئے ہیں؟ جو یہ سب کچھ پیدا کرسکتا ہے وہ تمہیں دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔

فاذا جآءت الصاخۃ ـــــ تا ـــــ لکل امرئ منہم یومئذ شأن یغنیہ تخویف اخروی۔ قیامت کا دن اس قدر ہولناک ہوگا کہ کوئی کسی کی خبر نہیں لے گا ہر شخص نفسا نفسی کے عالم میں اپنے قریب ترین رشتہ داروں سے بھی دُور بھاگے گا۔ وجوہ یومئذ مسفرۃ ۝ ضاحکۃ مستبشرۃ ۝ بشارت اخرویہ ہے۔ قیامت کے دن ابرار ومؤمنین خوش وخرم اور مسرور ہوں گے ووجوہ یومئذ علیہا غبرۃ ۝ تا آخر۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ کفار ومشرکین اس دن ذلیل ورسوا ہوں گے۔

۲ عبس وتولیٰ۔ تنبیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صنادید قریش عتبہ۔ شیبہ۔ ابوجہل امیہ اور ولید وغیرہم بیٹھے تھے آپ ان کو سمجھا رہے تھے اور اسلام کی دعوت دے رہے تھے۔ آپ کو امید تھی کہ اگر یہ لوگ اسلام لے آئے تو ان کی وجہ سے بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ اسی اثناء میں حضرت عبداللہ یا عمرو بن ام مکتوم رضہ۔ جو ایک نابینا صحابی تھے اور حضرت خدیجہ رضہ کے ماموں زاد بھائی تھے، آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ چونکہ نابینا تھے اس لئے آپ کی اس نہایت ہی اہم مصروفیت کا اندازہ نہ کرسکے اور حضور علیہ السلام سے قرآن پڑھانے کی بار بار درخواست کرنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی بلکہ ان کی اس حرکت کو ناپسند فرمایا۔ اور چہرے سے ایک مخصوص کیفیت سے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور ان کی طرف سے رُخ موڑ لیا، مگر اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناپسند ہوئی اور آپ کو تنبیہ فرمائی۔ ضمائر غائب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کنایہ ہیں۔ ترش روئی کی اور منہ پھیر لیا۔ اس لئے کہ آپ کے پاس ایک نابینا آگیا۔ اس نابینا سے آپ کے اعراض میں بھی رضائے الٰہی کا جذبہ مضمر تھا اور یہ اعراض کبر ونفرت کی وجہ سے نہ تھا۔ آپ نے خیال فرمایا کہ یہ نابینا تو مخلص مومن ہے اور اسے ذرا ٹھہر کر بھی پڑھایا جاسکتا ہے لیکن صنادید قریش کو شاید اس طرح سمجھانے کا موقع پھر ہاتھ نہ لگ سکے نیز اگر وہ سمجھ گئے تو اُن کی وجہ سے ہزاروں لوگ مسلمان ہو جائینگے۔

۳ وما یدریک۔ آپ کو کیا معلوم شاید وہ نابینا آپ سے قرآن سُن کر ہی پاک ہو جاتا او یذکر یا نصیحت سن کر اس میں غور وفکر کرتا اور اس طرح اس سے فائدہ اٹھاتا یزکّی میں قبول کا اعلیٰ درجہ کا ذکر ہے یعنی سنتے ہی اس سے متاثر ہو کر برائیوں سے پاک ہو جاتا ‌ ‌ میں ادنیٰ مرتبہ مذکور ہے کہ غور وتدبر کے بعد اسے سمجھ لیتا۔

۴ اما من استغنیٰ۔ جو ایمان سے اور آپ کی دعوت وتبلیغ سے مستغنی اور بے نیاز ہیں آپ ان کے درپے ہیں اور غور سے ان کی باتیں سنتے ہیں۔ اگر وہ ایمان نہ لائیں اور کفر وشرک سے پاک نہ ہوں تو اس سے آپ پر کوئی گناہ نہیں، کیونکہ آپ کا کام بتانا۔ سنانا اور سمجھانا ہے منوانا آپ کا کام نہیں۔ اس سے مراد صنادید قریش ہیں جو آپ کی دعوت وتبلیغ میں کوئی حقیقی دلچسپی نہیں لیتے تھے۔ واما من جآءک لیکن جو شخص یعنی ابن ام مکتوم بڑے شوق سے دوڑتا ہوا آپ کے پاس آتا ہے اور وہ خدا سے ڈرتا بھی ہے۔ ہدایت کا متمنی اور راہ حق کا جویا بھی ہے آپ اس سے اعراض کرتے اور اس سے غفلت کا برتاؤ فرماتے ہیں۔

سورة عبس مكية وهي اثنتان واربعون اية وفيها ركوع واحد

سورۃ عبس ۱ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی بیالیس آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

عَبَسَ وَتَوَلّٰىٓ ۝١ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝٢ وَمَا يُدْرِيْكَ

تیوری چڑھائی اور منہ موڑا اس بات سے کہ آیا اسکے پاس اندھا اور تجھ کو کیا خبر ہے

لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰىٓ ۝٣ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝٤ اَمَّا مَنِ

شاید کہ وہ سنورتا یا سوچتا تو کام آتا اس کے سمجھانا وہ جو کہ

اسْتَغْنٰى ۝٥ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝٦ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝٧

پروا نہیں کرتا سو تو اس کی فکر میں ہے اور تجھ پر کچھ الزام نہیں کہ وہ نہیں سنورتا

وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝٨ وَهُوَ يَخْشٰى ۝٩ فَاَنْتَ عَنْهُ

اور وہ جو آیا تیرے پاس دوڑتا اور وہ ڈرتا ہے سو تو اس سے

تَلَهّٰى ۝١٠ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝١١ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝١٢ فِيْ

تغافل کرتا ہے یوں نہیں یہ تو نصیحت ہے پھر جو کوئی چاہے اسکو پڑھے لکھا

صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝١٣ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝١٤ بِاَيْدِيْ

ہے عزت کے ورقوں میں اونچے رکھے ہوئے نہایت ستھرے ہاتھوں میں

سَفَرَةٍ ۝١٥ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ۝١٦ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۝١٧

لکھنے والوں کے جو بڑے درجے والے نیک کار ہیں مارا جائیو آدمی کیسا ناشکر ہے

مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ۝١٨ مِنْ نُّطْفَةٍ ۭ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝١٩

کس چیز سے بنایا اس کو ایک بوند سے بنایا اسکو پھر اندازہ پر رکھا اسکو

ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۝٢٠ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝٢١ ثُمَّ اِذَا

پھر راہ آسان کر دی اسکو پھر اس کو مردہ کیا پھر قبر میں رکھوا دیا اسکو پھر جب

وقف لازم

۵ کلا۔ حرف ردع ہے۔ یوں تو نہیں چاہیئے تھا یہ بمعنی حقاً ہے اور ما بعد سے متعلق ہے یعنی یقیناً۔ یہ آیت قرآنیہ ہر ایک کے لئے عبرت و نصیحت ہیں جو بھی چاہے انہیں پڑھ کر ان سے نصیحت حاصل کرے فی صحف۔ اس سے مراد وہ صحیفے اور تختیاں ہیں جن پر فرشتے لوح محفوظ سے کلام اللہ کو نقل کرتے ہیں وہ صحیفے اللہ کے نزدیک قابل تکریم ہیں، قدر و منزلت میں بہت بلند اور پاکیزہ ہیں کہ فرشتوں کے سوا کسی کا ہاتھ ان کو نہیں لگا۔ وہ صحیفے ایسے فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والے ہیں اور گناہوں سے پاک اور اللہ تعالیٰ کے نہایت فرمانبردار ہیں۔ اکثر مفسرین کے نزدیک سفرۃ سے فرشتے مراد ہیں۔ بعض مفسرین کے نزدیک سفرۃ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں جو قرآن کی آیتوں کو صحیفوں اور تختیوں میں لکھ لیا کرتے تھے۔ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رح کے فوائد سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک سفرۃ سے فرشتے اور کاتبان صحابہ رض دونوں مراد ہیں ۶ قتل الانسان۔ یہ زجر ہے الانسان سے انسان کافر مراد ہے اور آس پر بددعا ہے۔ قتل ای لعن خدا کی رحمت سے دور ہو۔ یہ سب سے بڑی بددعا ہے ما اکفرہ فعل تعجب ہے یا استفہام برائے توبیخ ہے۔ ایمان و تسلیم کے اس قدر اسباب و دواعی کے باوجود اس کا کفر نہایت ہی قابل تعجب ہے۔ دعاء علیه باشنع الدعوات و تعجب من افراطه فی الکفر بعد هجوم الدواعی علی التذکر و الایمان (مظہری ج ۱۰ ص ۲۰۰) استفهام توبیخ ای ای شیٔ حمله علی الکفر او هو تعجب ای ما اشد کفره (مدارک) ۷ من ای شیٔ خلقه استفہام بمعنی تقریر ہے اور ای شیٔ سے مراد بیان تحقیر ہے یعنی نہایت حقیر چیز سے اللہ نے اس کو پیدا فرمایا ہے من نطفة یہ اس حقیر چیز کا بیان ہے۔ نطفہ سے اس کو رحم مادر میں پیدا کیا اور اس کی اجل، اس کے عمل، اس کے رزق اور اس کی سعادت و شقاوت کا فیصلہ کیا پھر ایام حمل گذر جانے کے بعد رحم مادر سے اس کے باہر نکلنے کا راستہ آسان فرمایا پھر اس کو موت دی اور قبر

موضح قرآن ف۱ حضرت ایک کافر کو سمجھاتے تھے اس میں ایک مسلمان آیا نابینا وہ اپنی طرف مشغول کرنے لگا کہ وہ آیت کیونکر ہے اس کے معنی کیا ہیں حضرت پر گراں گذرا بیوقوف کا پوچھنا اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیتیں نازل کیں یعنی یہ کلام گویا اوروں پاس گلہ ہے رسول کا آگے رسول کو خطاب فرمایا۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ف۲ وہ ڈرتا ہے اللہ سے یا ڈر لگا ہے کہ تیری ملاقات پاوے یا نہ پاوے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ قرآن کی آیتیں ف۴ یعنی وہ ورق ف۵ یعنی فرشتے اس کو لکھتے ہیں اس موافق وحی اترتی ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۶ یعنی ہاتھ پاؤں اسلوب پر رکھے نہ ایک بہت بڑا نہ ایک بہت چھوٹا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۷ یعنی ایمان اور کفر کی سمجھ دی یا پیٹ میں سے نکالا آسانی سے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید نابینائے از فقراء صحابہ بمجلس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمد و لبوالہائے مکرر تشویش داد و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درا ثنا خالت بدعوت اشراف عرب مشغول بودند پس آنرا مکروہ داشتند و اعراض نمودند خدائے تعالیٰ بر خلق عظیم دلالت فرمود ۱۲ ف۲ یعنی فرشتگان از لوح نقل میکنند ۱۲۔

میں اتروا دیا پھر جب چاہے گا اُسے دوبارہ زندہ فرمالے گا۔ کلا بمعنی حقًّا ہے یعنی یہ بات یقینی ہے کہ انسان کا فرنے اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل نہیں کی۔ حالانکہ اس کا فرض تھا کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات جلیلہ کے پیش نظر وہ اس پر ایمان لاتا اور اس کے تمام اوامر و نواہی کی تعمیل کرتا فاقبرہٗ غالب امر کی بنار پر ارشاد فرمایا، کیونکہ مردوں کی غالب اکثریت کو قبروں ہی میں دفن کیا جاتا ہے اس لئے اس آیت سے قبر کے لئے حفر (کھودنے) کی فرضیت ثابت کرنا صحیح نہیں ۵ فلینظر الانسان یہ ثبوت قیامت پر عقلی دلیل ہے۔ قضبًا ترکاریاں۔ غلبًا گنجان اَبًّا گھاس۔ انسان کو

شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿٢٢﴾ كَلَّا لَمَّا یَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿٢٣﴾ فَلْیَنْظُرِ
چاہا اٹھا نکالا اسکو — ہرگز نہیں — پورا نہ کیا جو اس کو فرمایا — اب دیکھ لے
الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖ ﴿٢٤﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿٢٥﴾
آدمی اپنے کھانے کو — کہ ہم نے ڈالا پانی اوپر سے گرتا ہوا
ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿٢٦﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا حَبًّا ﴿٢٧﴾ وَّ
پھر چیرا زمین کو پھاڑ کر — پھر اگایا اس میں اناج اور
عِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿٢٨﴾ وَّزَیْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿٢٩﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿٣٠﴾
انگور اور ترکاری — اور زیتون اور کھجوریں — اور گھن کے باغ
وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿٣١﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿٣٢﴾ فَاِذَا
اور میوہ اور گھاس — کام چلانے کو تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے — پھر جب [9]
جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿٣٣﴾ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ﴿٣٤﴾
وہ آئے کان پھوڑنے والی [ف] — جس دن کہ بھاگے مرد اپنے بھائی سے
وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ
اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی ساتھ والی سے اور اپنے بیٹوں سے — ہر مرد کو
مِّنْهُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ ﴿٣٧﴾ وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ
ان میں سے اس دن ایک فکر لگا ہوا ہے جو اس کیلئے کافی ہے — اور کتنے منہ اس دن
مُّسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾ وَوُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ
چمکتے — ہنستے خوشیاں کرتے — اور کتنے منہ اس دن
عَلَیْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ
ان پر گرد پڑی ہے — چڑھی آتی ہے ان پر سیاہی — یہ لوگ وہی ہیں
الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾ ع
جو منکر ہیں ڈھیٹھ

ع ۱ / ۵

چاہیئے کہ وہ اپنے کھانے پینے کی اشیاء کو دیکھے کس طرح ہم نے ان کو پیدا کیا ہے ہم نے آسمان سے مینہ برسایا، پھر زمین کو شق کر دیا اور اس میں غلے انگور، ترکاریاں، زیتون، کھجوریں، ہر قسم کے گنجان باغات، میوہ جات اور گھاس پیدا کی۔ یہ تمام چیزیں تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے لئے سامان زندگی ہیں۔ یہ سارے انعامات کس نے عطا کئے ہیں ذرا غور تو کرو اور بتاؤ جو مردہ زمین کو زندہ کرکے اس میں انواع واقسام نبات پیدا کر سکتا ہے کیا وہ مردوں کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا ضرور کر سکتا ہے اور کرے گا اور جب وہ مردوں کو دوبارہ زندہ کریگا اس دن لوگوں کا جو حال ہوگا اس کی کیفیت بھی سن لو ۹ فاذا جآءت۔ یہ تخویف اخروی ہے اور اس میں سورت کا دعویٰ مذکور ہے۔ علی سبیل الترقی یہاں قیامت کی شدت اور ہولناکی کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ ہر شخص کو صرف اپنی جان کی فکر ہوگی۔ یہاں تک آدمی اپنے بھائی، اپنے باپ اور اپنے بیوی بچوں سے بھی دور بھاگے گا اور کوئی کسی کے کام نہیں آسکیگا۔ ہر شخص کو اپنی جان کے لالے پڑے ہوں گے اور وہ اپنے انجام کی فکر میں دوسروں سے بالکل بے خبر اور غافل ہوگا ۱۰ وجوہ یومئذ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ مسفرۃ مضیئۃ روشن تاباں قیامت کے دن کچھ چہرے روشن ہوں گے اور مسرت وشادمانی سے کھلے ہوں گے یہ مومنین کے چہرے کھلے و وجوہ یومئذ علیہا غبرۃ یہ تخویف اخروی ہے غبرۃ گرد وغبار، اداسی اور مردنی سیاہی، ذلت و رسوائی۔ اور کچھ چہرے ایسے ہونگے جن پر مایوسی اور مردنی چھائی ہوگی اور ذلت و رسوائی سے سیاہ پڑ جائیں گے۔ یہ کون ہوں گے؟ یہ کفار و فجار ہوں گے جنہوں نے دنیا میں اسلام کی دعوت کو ٹھکرایا اور خدا کے احکام سے بغاوت کی غبرۃ غبار و دخان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قترۃ ذلۃ و شدۃ (قرطبی) وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(حاشیہ: ۸ قیامت پر دلیل عقلی ۱۲ — ۹ تخویف اخروی ۱۲ — ۱۰ بشارت اخروی ۱۲ — ۱۱ تخویف اخروی ۱۲)

موضح قرآن ف یعنی ایسی سخت اور جس سے لوگوں کے کان بہرے ہو جائیں یہ مراد ہے صور سے۔

سورۃ التکویر

ربط سورۃ عبس میں بیان کیا گیا تھا کہ قیامت کا دن اس قدر ہولناک ہوگا کہ ہر آدمی اپنے اعزہ و اقارب سے بھی دور بھاگے گا اور ہر آدمی اپنے ہی حال میں مشغول ہوگا۔ اب یہاں اس سے بطور ترقی فرمایا قیامت کے دن حساب کتاب کے بعد تم سیدھے اپنے اپنے ٹھکانوں میں جاؤ گے اور ہمیشہ کے لئے ان میں رہو گے۔

خلاصہ

اذا الشمس کورت ــــ تا ــــ واذا الجنۃ ازلفت تخویف اخروی، احوال قیامت کا مجمل خلاصہ بارہ احوال چھ دنیوی اور چھ اخروی فلا اقسم بالخنس ــــ تا ــــ والصبح اذا تنفس ۝ تخویف اخروی بطور ترقی اور احوال قیامت پر شواہد۔ جواب قسم محذوف ہے۔

انہ لقول رسول کریم ــــ تا ــــ وما ھو بقول شیطٰن رجیم ۝ تمہید برائے زجر آئندہ و اشارہ بدلیل وحی۔ یہ عظیم الشان قرآن ایک معزز، طاقتور اور خدا کے یہاں نہایت مقرب اور امین فرشتہ لے کر آیا ہے۔ یہ کوئی شیطانی کلام نہیں، نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (عیاذاً باللہ) دیوانے ہیں۔

فاین تذھبون ــــ تا ــــ آخر زجر برائے کفار۔ ایسی عظیم الشان کتاب کے ہوتے ہوئے تم اس سے ہدایت حاصل کیوں نہیں کرتے ہو اور کہاں جا رہے ہو۔ یہ قرآن تمام لوگوں کے لئے نصیحت ہے جو چاہے قرآن کی ہدایت پر عمل کر کے سیدھی راہ اختیار کرے۔

۲ے اذا الشمس کورت۔ تخویف اخروی۔ یہاں بارہ احوال مذکور ہیں پہلے چھ احوال قیام قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گے اور پچھلے چھ قیام ساعت کے بعد جب سورج لپیٹ دیا جائے گا یعنی سورج بے نور ہو جائیگا اور اطراف عالم میں پھیلی ہوئی اس کی روشنی کو لپیٹ دیا جائے گا (مدارک) واذا النجوم انکدرت اور جب تارے بے نور ہو جائیں گے۔ اور ٹوٹ کر زمین پر گر پڑینگے۔ واذا الجبال سیرت اور جب پہاڑوں کو زمین سے اکھیڑ کر اس کے ریزے ہوا میں اڑا دیئے جائیں گے واذا العشار عطلت۔ عشار، عشراء کی جمع ہے وہ اونٹنی جس کے حمل پر دس ماہ گذر چکے ہوں۔ عربوں کے یہاں وہ نہایت قیمتی شمار ہوتی ہیں اور اس کے بعد وضع حمل تک وہ ان کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتے لیکن جب قیامت ہوگی تو شدت ہول سے یہ قیمتی اونٹنیاں بھی مالکوں کو بھول جائیں گی اور ان کو چرواہوں کے بغیر چھوڑ دیا جائے گا۔ واذا الوحوش حشرت وحشی اور جنگلی جانور جو ہمیشہ آبادیوں اور انسانوں سے دور بھاگتے اور جنگلوں میں رہتے ہیں قیامت کے خوف وہراس کی وجہ سے آبادیوں کا رخ کریں گے۔ اور پالتو جانوروں اور انسانوں سے رل مل جائینگے۔ جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ خوف وہیبت کے وقت جانور انسانوں کے پاس آکر جمع ہو جاتے ہیں۔ اس آیت سے قیامت کے دن حشر بہائم مراد نہیں کیونکہ بہائم کا حشر ان کی موت ہی ہے۔ حضرت ابن عباس رضہ، عکرمہ بربری رح ضحاک بن مزاحم رح، امام غزالی رح اور امام آلوسی رح کا یہی مسلک ہے۔ عن ابن عباس فی قول اللہ (واذا الوحوش حشرت) قال حشر البھا ئم موتھا وحشر کل شیٔ الموت غیر الجن والانس فانھما یوقفان یوم القیامۃ (ابن جریر ج ۳۰ ص ۶۷، ابن کثیر ج ۴ ص ۴۷۶، معالم وخازن ج ۷ ص ۲۱۲، جامع البیان ص ۵۰۴، مدارک ج ۴ ص ۲۵۱)

عن الضحاک واذا الوحوش حشرت قال حشرھا موتھا (الدر المنثور ج ۶ ص ۳۱۸) وقال عکرمۃ حشرھا موتھا (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۷۶)

قال حجۃ الاسلام الغزالی وجماعۃ انہ لا یحشر غیر الثقلین لعدم کونہ مکلفا ولا اھلا للکرامۃ بوجہ (روح ج ۳۰ ص ۵۲)

باقی رہی وہ صحیح حدیث جس میں آتا ہے کہ قیامت کے دن جانوروں کو اٹھایا جائے گا اور بے سینگ والے جانور سینگ والوں سے بدلہ لیں گے تو اس کے بارے میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس آیت کی تفسیر کے طور پر وارد نہیں ہوئی اور

ممکن ہے وہ عدل تام سے کنایہ ہو اس لئے یہ حدیث بھی اس مفہوم میں نص نہیں ولیس فی ھذا الباب نص من کتاب او سنۃ معول علیہا یدل علی حشر غیرھما من الوحوش وخبر مسلم والترمذی وان کان صحیحا لکنہ لم یخرج مخرج التفسیر للآیۃ ویجوز ان یکون کنایۃ عن العدل التام والی ھذا القول امیل الخ (روح ج ۳۰ ص ۵۲) ۲ حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں وفزعت الجن الی الانس، والانس الی الجن واختلطت الدواب والطیر والوحوش ماجوا بعضھم فی بعض (ابن جریر ج ۳۰ ص ۶۳) حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رح فرماتے ہیں "یعنی جنگل کے جانور جو آدمی کے سایہ سے بھاگتے ہیں مضطرب ہو کر شہر میں آگھسیں اور پالتو قسم کے جانوروں میں مل جائیں جیسا کہ اکثر خوف کے وقت دیکھا گیا ہے" ۳ واذا البحار سجرت اور جب دریا پانی سے بھر دیئے جائیں زلزلہ قیامت کی وجہ سے سمندر میں ایسا ابال آئیگا کہ تمام دریا پانی سے بھر جائینگے، بلکہ خشکی بھی زیر آب ہوجائے گی۔ یہانتک وہ چھ احوال مذکور ہوئے جو نفخۂ اولیٰ کے بعد ظاہر ہوں گے آگے ان احوال کا بیان ہے جو نفخۂ ثانیہ کے بعد ظہور پذیر ہوں گے۔ واذا النفوس زوجت اور جب روحیں بدنوں سے ملادی جائیں گی اور تمام مردے زندہ ہوجائینگے یہ نفخۂ ثانیہ کے بعد کے احوال میں سے پہلا حال ہے واذا الموءودۃ سئلت اور جب زندہ درگور لڑکی کے بارے میں اس کو زندہ دفن کرنیوالے سے پوچھا جائیگا کہ اس کو کس جرم میں قتل کیا گیا۔

سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ
سورۂ تکویر مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی انتیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ① وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ② وَ
جب سورج کی لپٹ دھوپ تہ ہو جائے ف۱ اور جب تارے میلے ہو جائیں اور
اِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ③ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ④ وَ
جب پہاڑ چلائے جائیں اور جب بیاتی اونٹنیاں چھٹی پھریں ف۲ اور
اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ⑤ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ⑥ وَ
جب جنگل کے جانوروں میں رول پڑ جائے اور جب دریا ہیں جھونکے جائیں ف۳ اور
اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ⑦ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ⑧
جب جیوں کے جوڑے باندھے جائیں ف۴ اور جب بیٹی جیتی گاڑ دی گئی کو پوچھیں
بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ⑨ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ⑩ وَاِذَا
کہ کس گناہ پر وہ ماری گئی اور جب اعمالنامے کھولے جائیں اور جب
السَّمَآءُ كُشِطَتْ ⑪ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ⑫ وَاِذَا
آسمان کا پوست اتارلیں ف۵ اور جب دوزخ دھکائی جائے اور جب
الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ⑬ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ⑭ فَلَآ
بہشت پاس لائی جائے جان لے گا ہر ایک جی جو لیکر آیا سو قسم
اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ⑮ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ⑯ وَالَّيْلِ اِذَا
کھاتا ہوں میں پیچھے ہٹ جانے والوں کی ف۶ سیدھے چلنے والوں دبک جانیوالوں کی اور رات کی جب
عَسْعَسَ ⑰ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ⑱ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ
پھیل جائے اور صبح کی جب دم بھرے مقرر یہ کہا ہے ایک بھیجے ہوئے

موضح قرآن ف۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو چاہے کہ قیامت کو اس آنکھ سے دیکھے تو وہ سورۂ کورت کو پڑھے اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کی طبیعت کی قوت سے ایسا نہیں معلوم ہوتا تھا کہ آپکے اس عمر میں کہ قریب ساٹھ برس کے ہے ایسی کمزوری اور ضعف لاحق ہو گی۔ برخلاف اسکے اب ظاہر ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ ان پانچ سورتوں نے مجھ کو ضعیف کر دیا سورہ ہود، سورہ واقعہ، سورہ مرسلات، سورۂ عم یتساءلون سورہ کورت کیونکہ ان سورتوں میں اللہ کے عذاب کا حال ہے جو دنیا میں اور آخرت میں پیغمبروں کی مخالفت سے لوگوں پر گذرا ہے اور گذرے گا مذکور ہے اس کے سننے سے اپنی امت کا غم مجھ پر غلبہ کرتا ہے اور غم کا خلاصہ یہی ہے کہ جوان آدمی کو بوڑھا بنا دیتا ہے تفسیر فتح العزیز سے لکھا ہے۔ ف۲۔ بیانے کے قریب اونٹنی بہت عزیز ہوتی ہے بچے اور دودھ کی توقع سے منہ رحمہ اللہ ف۳۔ پانی کا دریا دھواں اور آگ بن جاوے کہ جسکے سبب ہوا نہایت گرم ہو کر محشر کے بے ایمانوں کو دکھ پہنچائے اور تنور کی طرح جھونکنے سے ابلے۔ ف۴۔ یعنی قسم قسم کے گنہگار اکٹھے ہوں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالی۔ ف۵۔ سات ستارے آسمان میں جدی چال چلتے ہیں ان میں پانچ جو سورج چاند کے سوا ہیں زحل مشتری مریخ۔ زہرہ، عطارد ان کی چال اس ڈھب سے ہے کبھی مغرب سے مشرق کو چلیں یہ سیدھی راہ ہوئی کبھی ٹھٹک کر الٹے پھریں کبھی سورج کے پاس آکر کتنے دنوں تک غائب رہیں۔ ۱۲ منہ ۱۲ رح

فتح الرحمن ف۱ یعنی سرخ شود مانند نزی کہ پوست او سلخ کردہ باشد ۱۲۔ ف۲۔ مترجم گوید زحل و مشتری و مریخ و زہرہ و عطارد پنج ستارہ متحیر اند چون سیر کردہ بمقامی رسند ازان باز میگردند و بمقامی کہ طی کردہ بودند اقبال نمایند و چون وقت احتراق آید غائب شوند واللہ اعلم ۱۲۔

واذا الصحف نشرت اور جب اعمالنامے حساب کتاب کے لئے کھولے جائیں گے یا مومنوں اور کافروں کے درمیان ان کے اعمالنامے تقسیم کئے جائیں گے۔ واذا السمآء کشطت، اور جب آسمان چھیل دئیے جائیں گے واذا الجحیم سعرت اور جب دوزخ بھڑکا دیا جائیگا واذا الجنۃ اور جب جنت نزدیک کردی جائیگی علمت نفس ما احضرت، یہ تمام قسموں کا جواب ہے جب مذکورہ بالا امور ظاہر ہوں گے یعنی قیامت قائم ہو جائے گی اس وقت ہر شخص کو اپنے اعمالِ خیر و شر معلوم ہوجائیں گے جو اس نے دنیا میں کئے تھے۔

كَرِيمٍ ﴿١٩﴾ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ﴿٢٠﴾ مُّطَاعٍ
عزت والے کا قوت والا [1] عرش کے مالک کے پاس درجہ پانے والا سب کا مانا ہوا
ثَمَّ أَمِينٍ ﴿٢١﴾ وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ
وہاں کا معتبر ہے اور یہ تمہارا رفیق کچھ دیوانہ نہیں اور اس نے
رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ﴿٢٣﴾ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ﴿٢٤﴾
دیکھا ہے اس فرشتے کو آسمان کے کھلے کنارہ کے پاس اور یہ غیب کی بات بتانے میں بخیل نہیں
وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ ﴿٢٥﴾ فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ ﴿٢٦﴾
اور یہ کہا ہوا نہیں کسی شیطان مردود کا پھر تم کدھر چلے جاتے ہو
إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴿٢٧﴾ لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن
یہ تو ایک نصیحت ہے جہان بھر کے واسطے جو کوئی چاہے تم میں سے کہ
يَسْتَقِيمَ ﴿٢٨﴾ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٩﴾ ع ۶
سیدھا چلے اور تم جبھی چاہو کہ چاہے اللہ سارے جہان کا مالک

سُورَةُ الِانفِطَارِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعٌ وَاحِدٌ
سورۃ انفطار مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی انیس آیتیں ہیں اور ایک رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

إِذَا السَّمَاءُ انفَطَرَتْ ﴿١﴾ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انتَثَرَتْ ﴿٢﴾
جب آسمان پھٹ جائے اور جب تارے جھڑ پڑیں
وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿٣﴾ وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ﴿٤﴾ عَلِمَتْ
اور جب دریا ابل نکلیں [2] اور جب قبریں زیر و زبر کردی جائیں [3] جان لے
نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ﴿٥﴾ يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا
ہر ایک جی جو کچھ کہ آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا اے آدمی کس

زجر ... (حاشیہ)
۲ تخویف اخروی ۱۳
۳ زجر ۱۲

۴ فلا اقسم۔ یہ تخویف اخروی ہے سورۂ عبس کے مقابلہ میں بطور ترقی اور دن رات اور تاروں کے احوال سے قیامت کے دن لوگوں کے مختلف احوال پر شواہد پیش کئے گئے ہیں۔ الخنس، خانس اور خانسۃ کی جمع ہے سیدھے چل کر پھر واپس آنے والے۔ الجوار، جاریۃ کی جمع ہے۔ تیزی کے ساتھ رواں دواں الکنس کانس اور کانسۃ کی جمع ہے یعنی روشنی دکھانے کے بعد تحت الشعاع آکر چھپ جانے والے عسعس ای ادبر جب رات اپنی تاریکی کیساتھ پیٹھ پھیرتی ہے۔ تنفس ای اسفر جب صبح کا اجالا نمودار ہوتا ہے جسطرح خمسہ متحیرہ، زحل، مشتری، مریخ زہرہ اور عطارد ابتدا سفر میں سیدھے چلتے ہیں پھر الٹے چل کر واپس اپنے مقام میں پہنچ جاتے ہیں اسی طرح تم بھی دنیوی زندگی کا سفر ختم کرکے پھر الٹے پاؤں چل کر جہاں سے آئے تھے وہیں واپس پہنچ جاؤ گے۔ الجوار تیزی کیساتھ سیدھے چلنے والے، اسی طرح تم بھی اپنے مقاموں کیطرف سیدھے چلو گے اور جسطرح تارے روشنی دکھانے کے بعد چھپ جاتے ہیں اسی طرح تم دنیا میں زندگی بسر کرنے کے بعد مر جاؤ گے۔ اور جسطرح رات جاتی ہے اور اسوقت مختلف حالات پیدا ہوتے ہیں۔ اور صبح ہوتی ہے اور مختلف حالات آتے ہیں۔ اسی طرح تم بھی مختلف احوال سے گذرو گے جواب قسم محذوف ہے ای لتر کبن طبقا عن طبق بقرینۃ فلا اقسم بالشفق الخ (انشقاق)

۵ انہ لقول یہ زجر کے لئے تمہید ہے اور دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے یعنی عقلی نوع تو تم نے سن لیا اب یہ بھی سن لو کہ میں جو کچھ کہتا ہوں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ وحی سے کہتا ہوں اور وحی وہ فرشتہ لاتا ہے جو بڑی قوت کا مالک اور عرش والے بادشاہ کے نزدیک بڑی عزت اور بڑے مرتبے والا اور امین ہے۔ وہ ساتوں آسمانوں کے فرشتوں میں حاکم مطاع ہے تمام فرشتے اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔

موضح قرآن۔ ف[1] یہ حضرت جبریل کی صفت ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف[2] یعنی سمند کا پانی زمین پر زور کرے ۱۲۔ ف[3] یعنی جو چیز زمین کی تہ میں تھی اوپر آوے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ف۶ وما صاحبکم۔ یہ مشرکین کے لئے زجر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون کہتے تھے فرمایا آپ مجنون نہیں ہیں۔ قرآن ایسا فصیح و بلیغ اور حکمت و معرفت سے لبریز کلام کسی مجنون کی زبان پر جاری نہیں ہو سکتا۔ آپ وحی لانے والے فرشتے کو بھی افق پر اس کی اصلی شکل میں دیکھ چکے ہیں۔

ف۷ وما ھو۔ ضنین کے معنی بخیل کے ہیں یعنی اللہ کی طرف سے جو علوم و معارف آپ پر نازل ہوتے ہیں، ان کی تعلیم و تبلیغ میں آپ بخل نہیں کرتے۔ یہ قرآن وحی الٰہی ہے۔ شیطانی کلام یا شیطانی القا نہیں ہے۔

فاین تذھبون، تم کدھر جا رہے ہو اور کس قدر بے عقلی کی باتیں کرتے ہو، ایسی عظیم الشان کتاب میں غور و فکر کر کے اس سے ہدایت حاصل نہیں کرتے ہو۔ حالانکہ یہ کتاب تمام جہانوں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے۔ تم میں سے ہر اس شخص کے لئے نصیحت ہے جو سیدھی راہ پر اور دین اسلام پر چلنا اور اس پر قائم رہنا چاہے۔ قرآن بے شک تمام بنی آدم کے لئے ہدایت نامہ ہے مگر اس سے فائدہ صرف وہی اٹھائیں گے جو ضد و تعصب سے بالاتر ہو کر انصاف کی نظر سے اس کا مطالعہ کریں گے اور حق و صداقت کی جستجو کا جذبہ بھی ان کے سینوں میں موجزن ہوگا۔

ف۸ وما تشاءون۔ لیکن تمہارے ارادے اللہ تعالٰے کی مشیئت کے تابع ہیں اور ہدایت و ضلالت اللہ کے اختیار میں ہے ہدایت صرف ان کو نصیب ہوتی ہے جو خدا کی طرف انابت اور رجوع کرنے والے ہوں اور ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہوں لیکن جو لوگ حق کو سمجھ کر محض ضد و عناد کی وجہ سے حق کو ٹھکراتے ہیں ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا دی جاتی ہے اور ان کو ہدایت کی توفیق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

سُورۃ الانفطار

ربط سورۃ انفطار میں، التکویر میں مذکور احوال سے صرف چار دنیوی اور اخروی احوال ذکر کئے گئے لیکن اس کے مقابلے میں لطور ترقی۔ تفصیل تفسیر میں آرہی ہے۔ اسی طرح اس سُورت میں تخویف اخروی میں بھی ترقی ہے۔ وہاں مذکور ہوا کہ تم سیدھے اپنے مقامات کی طرف چلو گے اور ان میں قائم رہوگے یہاں فرمایا وماھم عنہا بغائبین یعنی وہ اپنے ٹھکانوں سے کبھی نہ نکلیں گے۔ سورۃ تکویر میں توحید کا ذکر نہیں، لیکن انفطار میں نفی شفاعت قہریہ اور نفی کارسازی از غیر اللہ کا بیان آخر میں موجود ہے یوم لا تملك نفس لنفس شیئا ط والامر یومئذ للہ ہ

خلاصہ

اذا السمآء انفطرت ــــ تا ــــ واذا القبور بعثرت۔ تخویف اخروی۔ احوال قیامت کا ذکر سورتِ سابقہ سے علی سبیل الترقی
یآیہا الانسان ــــ تا ــــ فی ای صورۃ ماشآء رکبك ہ زجر۔ اے انسان، ایسے مہربان ربّ سے تجھے کس چیز نے غافل کردیا ہے اس نے تجھے پیدا کیا اور تجھے حسن وجمال عطاء فرمایا۔ اس کا تو تجھے شکر ادا کرنا چاہیئے تھا
کلا بل تکذبون بالدین ــــ تا ــــ یعلمون ما تفعلون متعلق بہ زجر ہے۔ تم قیامت کو نہیں مانتے ہو حالانکہ تمہارے اعمال کا پورا پورا حساب رکھا جارہا ہے
ان الابرار لفی نعیم بشارت اخرویہ و ان الفجار لفی جحیم ہ ــــ تا ــــ ثم ما ادرٰك ما یوم الدین ہ تخویف اخروی۔ یوم لا تملك نفس لنفس شیئا ط والامر یومئذ للہ ہ بیان توحید، نفی شفاعت قہریہ۔

۲ اذا السمآء انفطرت، تخویف اخروی۔ حالات قیامت کا بیان سُورتِ سابقہ سے علی سبیل الترقی۔ آسمان پھٹ جائیگا یعنی چھیلا جانے کے بعد واذا الکواکب انتثرت۔ اور بے نور ہوجانے کے بعد تارے جھڑ جائیں گے واذا البحار فجرت اور دریا بھر جانے کے بعد جاری کئے جائینگے۔ و اذا القبور بعثرت اور اہل قبور کو اٹھایا جائے گا۔
علمت نفس الخ جواب قسم ہے۔ جب قیامت قائم ہوجائیگی تو ہر نفس کو اپنے تمام اعمال خیر وشر کا علم ہوجائیگا، کیونکہ ہر شخص کو اس کا اعمالنامہ دیدیا جائیگا جسے پڑھ کر وہ سب کچھ معلوم کرلے گا۔

۳ یآیہا الانسان۔ یہ زجر ہے۔ اے انسان تجھے اپنے رب کے بارے میں کس چیز نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے کہ تو اس کے احکام سے غافل ہوکر عصیان وطغیان پر کمربستہ ہوچکا ہے وہ نہایت مہربان اور بخشش کرنے والا ہے۔ اس نے تجھے پیدا کیا، ہر عضو کو صحیح سالم بنایا اور تمام اعضاء کو متناسب بناکر قد وقامت، نقش ونگار اور حسن وجمال کے جس مرتبہ میں چاہا تجھے ڈھالا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش اور اس کی شان کریمی پر تمہیں مغرور ہوکر اس کی اطاعت سے تجھے غافل نہیں ہوجانا چاہیئے بلکہ اس کی نعمتوں کا شکر کرنا اور اس کی عبادت وطاعت کو اپنا شعار زندگی بنانا چاہیئے۔

۴ کلا۔ یہ ماقبل سے ردع کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی شانِ کریمی سے مغرور ہوکر اس سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔
بل تکذبون بالدین۔ یہ ماقبل سے ترقی ہے کہ تم اللہ کے احکام سے غفلت کو ختم کرنے کے بجائے ایک اور بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کررہے اور سرے سے جزاء وسزاء کو جھٹلا رہے ہو۔ انتم لا ترتدعون عن ذلك بل تجترؤن علی اعظم منہ حیث تکذبون بالجزاء والبعث راسا (روح ج ۳۰ ص ۶۵)

۵ وان علیکم۔ تم حشرونشر اور جزاء وسزاء کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم پر نگران فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے نزدیک عزت والے ہیں اور تمہارے تمام نیک و بد اعمال کو لکھتے رہتے ہیں وہ تمہارے تمام چھوٹے بڑے اور اچھے بُرے عملوں کو جانتے ہیں۔ کیونکہ خلوت وجلوت

میں وہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔ یعلمون ما تفعلون اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے صرف ظاہری اعمال ہی کو جانتے ہیں اور دلوں کے ارادوں کو نہیں جانتے ان کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ان الابرار لفی نعیم۔ یہ بشارت اخرویہ۔ نیک لوگ اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے قیامت کے دن ہر قسم کی نعمتوں میں ہونگے **۶** وان الفجار۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ اور اللہ کے نافرمان اور اس کی حدود کو توڑنیوالے دوزخ میں ہوں گے قیامت کے دن فصلِ جزاء اور سزا کے بعد وہ اس میں داخل ہوں گے وماھم عنھا بغائبین یہ حالت قیامت سورت سابقہ سے علی سبیل الترقی ہے۔ دوزخی دوزخ میں اپنے اپنے مقامات میں پہنچ جانے کے بعد ایک لحظہ بھی غائب نہیں ہوسکیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے **۷** وما ادرٰک۔ یوم قیامت کی عظمت وشدت کا بیان ہے۔ فرمایا تمہیں کیا معلوم جزاء وسزا کا دن کس قدر ہولناک اور فیصلہ کن ہوگا پھر کہتا ہوں تمہیں کیا معلوم یوم جزاء کس قدر ہولناک ہوگا۔ یوم لاتملک الخ سورت سابقہ علی سبیل الترقی بیان توحید ہے اس میں شفاعت قہریہ کی نفی کی گئی ہے اور یوم جزاء کا ایک نہایت ہی ہولناک اور مایوس کن پہلو بیان کیا گیا ہے کہ اس دن کوئی نفس کچھ بھی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ مشرکین نے اپنے جن خودساختہ معبودوں کو شفیع غالب سمجھ رکھا ہے قیامت کے دن وہ اپنے پوجاریوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے اور اس دن سارا کاروبار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہوگا۔ دنیا کے کاروبار میں تو لوگوں کو اختیارات دئیے گئے ہیں، مگر وہاں کسی کو کوئی اختیار نہ ہوگا (والامر یومئذ للہ) وحدہ لا یملک اللہ فی ذلک الیوم احد اشیئا من الامر کما ملکھم فی الدنیا (مظہری ج ۱۰ ص ۲۱۶) اس سے شفاعت انبیاء علیہم السلام اور شفاعت مومنین کی نفی نہیں ہوتی، کیونکہ شفاعت اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہوگی اور شفاعت کا اذن تملیک نہیں ہے

غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ۝٦ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ
سے بہکایا تو اپنے رب کریم پر جس نے تجھ کو بنایا پھر تجھ کو ٹھیک کیا
فَعَدَلَكَ ۝٧ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ ۝٨ كَلَّا بَلْ
پھر تجھ کو برابر کیا ف۱ جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ دیا ہرگز نہیں کہ
تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ ۝٩ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِينَ ۝١٠ كِرَامًا
پر تم جھوٹ جانتے ہو انصاف کا ہونا اور تم پر ف۲ نگہبان مقرر ہیں عزت والے
كَاتِبِينَ ۝١١ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۝١٢ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي
عمل لکھنے والے جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو بے شک نیک لوگ بہشت
نَعِيمٍ ۝١٣ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ۝١٤ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ
میں ہیں اور بے شک ف۳ گنہگار دوزخ میں ہیں ڈالے جائیں گے اس میں انصاف
الدِّينِ ۝١٥ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ ۝١٦ وَمَا أَدْرٰىكَ مَا
کے دن اور نہ ہوں گے اس سے جدا ہونے والے اور تجھ کو کچھ خبر ہے کیسا
يَوْمُ الدِّينِ ۝١٧ ثُمَّ مَا أَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ۝١٨ يَوْمَ
ہے دن انصاف کا پھر بھی تجھ کو کیا خبر ہے کیسا ہے دن انصاف کا جس دن
لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۖ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝١٩ الربع
کہ بھلا نہ کر سکے کوئی جی کسی جی کا کچھ بھی اور حکم اس دن اللہ ہی کا ہے

سُورَةُ التَّطْفِيفِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَّثَلٰثُونَ اٰيَةً فِيهَا رُكُوعٌ وَّاحِدٌ
سورہ تطفیف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی چھتیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝١ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ
خرابی ہے ف۱ گھٹانے والوں کی وہ لوگ کہ جب ماپ کر لیں لوگوں سے تو

۱ متعلق بہ زجر ۱۲
۲ بشارت اخرویہ ۱۲
۳ تخویف اخرویہ ۱۲
ع ۱۹
نفی شفاعت قہریہ
۵ زجر ۱۲

موضح قرآن ف۱ ٹھیک کیا بدن میں۔ برابر کیا خصلت میں۔

سُورۂ انفطار میں آیات توحید

یوم لا تملک نفس لنفس شیئا ؕ والامر یومئذ للہ ۝ نفی شفاعت قہریہ۔

سُورۃ المُطَفِّفِین

ربط سورت سابقہ کی نسبت اس میں احوال قیامت کا بیان علی سبیل الترقی ہے۔ سورۂ انفطار میں مذکور تھا کہ تم دوزخ سے کبھی نکل نہ سکو گے اب سورۂ مطففین میں علی سبیل الترقی بیان ہوگا کہ سب کے نام مخصوص رجسٹروں میں درج ہوں گے اور کوئی شخص کسی کی سفارش سے اپنا نام وہاں سے خارج نہیں کرا سکے گا۔

خلاصہ

ویل للمطففین ــــ تا ــــ یوم یقوم الناس لرب العلمین ۞ یہ، جو لوگ ناپ تول میں بددیانتی کر کے لوگوں کا مال کھاتے ہیں کیا وہ خدا کے یہاں قیامت کے دن حاضر نہیں ہوں گے؟

کلا ان کتب الفجار ــــ تا ــــ کتب مرقوم ۞ تخویف اخروی۔ ان فساق و فجار کے نام سجّین میں درج ہوں گے اور وہاں سے نام خارج نہیں کرا سکیں گے۔

ویل یومئذ للمکذبین ــــ تا ــــ و ما یکذب بہ الا کل معتد اثیم ۞ قیامت کو جھٹلانیوالوں پر زجر۔ اذا تتلیٰ علیہ اٰیتنا قال اساطیر الاولین ۞ یہ جھٹلانے والوں پر شکوی ہے۔

کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون ــــ تا ــــ ھذا الذی کنتم بہ تکذبون ۞ تخویف اخروی ہے۔

کلا ان کتب الابرار لفی علّیین ۞ ــــ تا ــــ یشرب بہا المقربون ۞ بشارت اخرویہ۔ ابرار و اخیار کے نام علّیین میں درج ہوں گے وہ نعیم جنت میں مسرور و شاداں ہوں گے اور اعلیٰ قسم کے مشروبات سے ان کی تواضع ہوگی۔

ان الذین اجرموا کانوا من الذین اٰمنوا یضحکون ۞ تا آخر زجر برائی مشرکین و تخویف اخروی۔ مشرکین دنیا میں مسلمانوں کو نہایت حقیر سمجھتے تھے اور انھیں دیکھ کر ان پر ہنستے تھے اور ان کو گمراہ سمجھتے تھے۔ آج (قیامت کے دن) مؤمنین کافروں پر ہنسیں گے اور اس طرح ان سے انتقام لیا جائے گا۔

ف۲ ویل للمطففین یہ زجر ہے۔ علی الناس کا متعلق محذوف ہے جو اکتالوا کے فاعل سے حال ہے۔ ای مضربین علی الناس یا یہ اکتالوا سے متعلق ہے قال الفراء من وعلی یعتقبان فی ھذا الموضع لانہ حق علیہ فاذا قال اکتلت علیک فکانہ قال اخذت ما علیک (مدارک) ان کم تولنے والوں کے لئے ہلاکت اور ویل ہے جو لوگوں سے لیتے ہیں تو پورا پورا وصول کر لیتے ہیں، بلکہ اپنے حق سے زیادہ لے لیتے ہیں، اور جب دوسروں کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو ان کے حق سے ان کو کم دیتے ہیں ان کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ انھیں چاہیئے کہ وہ خدا سے ڈریں جو ظلم و زیادتی کی ان کو سخت سزا دے گا۔

ف۳ الا یظن۔ یہ لوگ دوسروں کی حق تلفی میں اس طرح منہمک ہیں گویا اس پر انھیں کوئی مواخذہ نہیں ہوگا وہ سمجھتے ہیں کہ قیامت کے دن میں جو نہایت شدید اور ہولناک ہوگا انہیں نہیں اٹھایا جائیگا اور ان سے اس ظلم و زیادتی کا حساب کتاب نہیں لیا جائیگا حالانکہ اس دن میں تمام انسانوں کو اٹھایا جائے گا اور سب رب العالمین اور احکم الحاکمین کے سامنے پیش ہوں گے جو پورا پورا حساب کرے گا اور مظلوموں کو ظالموں سے ان کا حق دلوائے گا اور پھر ظالموں کو ظلم و عدوان کی سخت سزا بھی دے گا۔

ف۴ کلا ان کتب الفجار۔ یہ تخویف اخروی ہے کلا بمعنی حقا ہے سجّین تحت الثری میں ایک مقام جس میں کافروں کی روحیں قیامت تک محبوس رہیں گی۔ وہیں ان کے اعمالنامے محفوظ ہوتے ہیں وہاں ایک دفتر (رجسٹر) بھی ہے جس میں تمام کافروں کے نام درج کئے جاتے ہیں و سجین علم لکتاب جامع دون فیہ اعمال الشیاطین و اعمال الکفرۃ والفسقۃ من الثقلین (ابو السعود)

قال عبد الله بن عمرو وقتادة و مجاهد والضحاك سجين هي الارض السابعة السفلى فيها ارواح الكفار (مظہری) اور مرقوم کے معنی مختوم (مہرزدہ) کے ہیں امر قوم ههنا المختوم (کبیر) وہ دفتر مہرزدہ ہوگا اس میں نہ کسی کا نام درج کیا جاسکے گا اور نہ کسی کا فر کا نام اس سے خارج کیا جاسکیگا۔ اسی مکتوب رقم لهم بشر لا يزاد فيهم احد ولا ينقص منهم احد (قرطبی ج ۱۹ ص ۲۵۶)
۵ ويل يومئذ۔ زجر و تخویف۔ جس دن یہ دفتر اعمال پیش ہوگا یعنی (قیامت کے دن) اس دن جزاء و سزاء کا انکار کرنے والوں کے لئے

يَسْتَوْفُوْنَ ۝۲ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝۳

پورا بھر لیں اور جب ماپ کر دیں انکو یا تول کر تو گھٹا کر دیں ف۱

اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝۴ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۵

کیا خیال نہیں رکھتے وہ لوگ کہ ان کو اٹھنا ہے اس بڑے دن کے واسطے

يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ

جسدن کھڑے رہیں لوگ راہ دیکھتے جہان کے مالک کی ہرگز نہیں بیشک اعمالنامہ

الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝۷ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝۸ كِتٰبٌ

گنہگاروں کا سجین میں ہے اور تجھ کو کیا خبر ہے کیا ہے سجین ف۲ ایک دفتر

مَّرْقُوْمٌ ۝۹ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۰ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ

ہے لکھا ہوا ف۳ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی جو جھوٹ جانتے ہیں

بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝۱۱ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝۱۲

انصاف کے دن کو اور اس کو جھٹلاتا ہے وہی جو بڑھ نکلنے والا گنہگار ہے

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۳ كَلَّا بَلْ

جب سنائے اس کو ہماری آیتیں کہے نقلیں ہیں پہلوں کی کوئی نہیں پر

رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۱۴ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ

پر زنگ پکڑ گیا ہے ان کے دلوں پر جو وہ کماتے تھے کوئی نہیں وہ اپنے

رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝۱۵ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۝۱۶

رب سے اس دن روک دیئے جائینگے پھر مقرر وہ گرنے والے ہیں آگ میں

ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝۱۷ كَلَّآ اِنَّ

پھر کہا جائیگا یہ وہی ہے جس کو تم جھوٹ جانتے تھے ہرگز نہیں بیشک

كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۝۱۸ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝۱۹

اعمالنامہ نیکوں کا علیین میں ہے ف۴ اور تجھ کو کیا خبر ہے کیا ہے علیین

تخویف اخروی ۔۱۲

زجر برائے مکذبین قیامت ۔۱۲

ہلاکت و تباہی اور عذاب شدید ہوگا۔ وما یکذب به الخ یہ بھی سورت سابقہ سے علی سبیل الترقی ہے کیونکہ وہاں مکذبین پر زجر تھا اور یہاں زجر کے علاوہ مکذبین کا بیان بھی ہے کہ تکذیب کس قسم کے لوگ کرتے ہیں۔ قیامت کے دن کا انکار صرف وہی کرسکتا ہے جو جہالت اور باپ دادا کی اندھی تقلید میں حد سے گذر چکا ہو اور شہوات نفسانیہ میں منہمک ہو کر ان کے نتائج بد سے غافل ہوچکا ہو۔ اذا تتلی علیه الخ یہ شکوی ہے یہ برائی اور نفس پرستی میں اس قدر منہمک ہوتا ہے کہ خدا کی آیتوں میں ذرہ برابر غور و تدبر نہیں کرسکتا بلکہ ان کو پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں کہہ سکتا ہے ۶ کلا بل۔ یہ اس قول باطل سے ردع ہے۔ ان کو قرآن کے بارے میں ایسی باتیں نہیں کہنی چاہئیں۔ بل ماقبل سے ترقی کے لئے ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان کی بداعمالیوں، کفر و شرک اور فسق و فجور کی وجہ سے

شکوی ۔۱۲

تخویف اخروی ۔۱۲

بشارت اخروی ۔۱۲

موضح قرآن ف۱ اس سورت کے نازل ہونے میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینے میں تشریف لے گئے وہاں کے لوگ ماپ و روزن میں بہت چوری کرتے تھے تب یہ آیت نازل ہوئی اس کو سنکر سب نے وہ بات چھوڑ دی اور پیغمبر اور قرآن کی ہدایت سے درست ہوئے مشہور ہے کہ جب سے اب تک مدینے کے لوگوں کے برابر وزن اور ماپ میں کوئی راستباز نہیں۔ اور بعضے کہتے ہیں مکے میں نازل ہوئی تھی جب حضرت مدینے کو گئے وہاں کے آدمیوں کو اس بلا میں پھنسا دیکھا تب یہ سورت پڑھی۔ لوگوں نے جانا کہ اسوقت نازل ہوئی۔ عطاء مکی نے کہا ہے کہ مدینے کی راہ میں اتری ہجرت کے وقت یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا۔ ف۲ سجین ایک مکان کا نام ہے کہ بہت تنگ اور تاریک ہے کہتے ہیں کہ وہ ساتوں زمین کے نیچے ہے۔ بدکاروں کی روح کو پہلے آسمان پر لے جاتے ہیں وہاں دخل نہیں ملتا پھر زمین پر لاتے ہیں کوئی جگہ قبول نہیں کرتی تب اس کو اسی تاریک مکان میں جہاں ایک سیاہ پتھر جس سے بدبو اور دھواں نکلتا ہے پڑا ہے اسکی اسم نویسی کے بعد اسی کے نیچے رکھتے ہیں قیامت تک وہیں رہتے ہیں۔ یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا ف۳ یعنی ان کے نام وہاں داخل ہوتے ہیں مگر وہیں پہنچتے ہیں ف۴ علیین ایک مکان کا نام ہے جسکا سر ساتوں آسمانوں کے اوپر عرش مجید کے داہنے پائے سے ملا ہوا اور نیچے سدرۃ المنتہی تک بہت بلند اور کشادہ اسکو دفتر قرار دیا ہے اللہ تعالی کے مقربوں کی روح وہاں پہنچتی ہے اور رہتی ہے اور عام مسلمانوں کی وہاں پہنچ کر پھر انکی اسم نویسی ہو کر اپنے درجے کے موافق والے آسمان میں یا زمین و آسمان کے بیچ یا چاہ زمزم میں رہتی ہے اور ایک طرح کا علاقہ قبر سے بھی اسکو رہتا ہے۔ یہ فائدہ فتح العزیز سے لکھا

ان کے دلوں پر زنگ لگ چکا ہے اور ان میں حق بات کو سمجھنے کی صلاحیت ہی باقی نہیں رہی **ف۷** کلا انھم۔ کلا بمعنی حقا ہے یقیناً کفار و مشرکین قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے محجوب و محروم ہوں گے پھر ان کو جہنم میں داخل کیا جائیگا اور ان سے کہا جائیگا یہی ہے وہ جہنم جس کا تم دنیا میں انکار کیا کرتے تھے **ف۸** کلا ان کتب الابرار۔ یہ بشارت اخرویہ ہے اور کلا بمعنی حقا ہے۔ علیین ساتویں آسمان پر عرش عظیم کے نیچے ایک مقام ہے جو انبیاء علیہم السلام اور ابرار و اخیار کی روحوں کا مسکن ہے اس میں مؤمنوں کے اعمالنامے رکھے جاتے ہیں اور اس کے دفتر میں مومنوں کے نام درج کئے جاتے ہیں ابرار کے لئے یہ لکھا جا چکا ہے کہ وہ موت کے بعد پہلے علیین میں جائینگے جس دفتر (رجسٹر) میں مومنوں کے نام درج کئے جاتے ہیں وہاں کتابت و اندراج کے وقت مقرب فرشتے موجود ہوتے ہیں۔ یشھدہ المقربون یعنی الملائکۃ الذین ھم فی علیین یشھدون و یحضرون ذلک المکتوب (کبیر ج ۸ ص ۵۰۵) **ف۹** ان الابرار۔ مؤمنین جنت کی نعمتوں میں ہوں گے تختوں پر تکیہ لگائے اللہ تعالیٰ کے انعامات کی طرف دیکھ رہے ہوں گے ان کے چہروں سے نعیم جنت کی خوشی کے آثار نمایاں ہونگے اور ان کے چہرے تر و تازہ اور مسرت و شادمانی سے چمک رہے ہونگے۔ انھیں خالص، سفید اور نہایت اعلیٰ شراب پلائی جائیگی جو سربمہر ہوگی اور ان سے پہلے کسی نے اس کو ہاتھ تک نہ لگایا ہوگا اور اس کی مہر بھی کستوری کی ہوگی۔ جس شراب پر مہر لگانے کا مسالہ کستوری ہو اس سے اندازہ لگالیں کہ وہ شراب کس قدر عمدہ اور قیمتی ہوگی۔ و فی ذلک فلیتنافس المتنافسون رغبت کرنے والوں کو ایسی نعمتوں میں رغبت کرنی چاہیئے اور انکو حاصل کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے اور اس رحیق (شراب خالص) میں تسنیم (ایک نہایت ہی اونچے درجہ کی شراب) کی آمیزش ہوگی جس کا عرش سے چشمہ ابلتا ہوگا اور اسے صرف مقربین ہی پئیں گے **ف۱۰** ان الذین۔ یہ مشرکین کے لئے زجر ہے۔ مشرکین قریش، فقراء مؤمنین پر بطور استہزاء ہنستے تھے اور جب کبھی مسلمان ان کے پاس سے گذرتے تو متکبرین قریش استحقار و تمسخر کے طور پر آنکھوں اور ابروؤں سے ان کی طرف اشارے کرتے تھے اور جب اپنے گھروں کو واپس آتے تو بہت خوش ہوتے کہ آج ان فقراء سے استہزاء و تمسخر کا خوب مزہ آیا۔ واذا راوھم جب مشرکین مسلمانوں کو دیکھتے تو یہ کہتے یہ لوگ گمراہ ہیں، حالانکہ ان کو مسلمانوں پر نگران مقرر نہیں کیا گیا تھا اور نہ انکو ان کی گمراہی اور ہدایت کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا تھا کہ وہ ان کی ہدایت و ضلالت کا فیصلہ کرتے پھریں **ف۱۱** فالیوم۔ دنیا میں مشرکین مسلمانوں پر ہنستے اور انکا تمسخر اڑاتے تھے۔ آج قیامت کے دن مسلمان جنت میں تختوں پر بیٹھے کافروں کو دوزخ میں زنجیروں سے جکڑے دیکھ کر ہنسیں گے ھل ثوب الکفار استفہام تقریر کے لئے ہے یعنی مشرکین و کفار دنیا میں جو کچھ کیا کرتے تھے اس کی ان کو پوری پوری سزا مل گئی۔

كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿٢٠﴾ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿٢١﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ

ایک دفتر ہے لکھا ہوا اس کو دیکھتے ہیں نزدیک والے یعنی فرشتے بیشک وہ نیک لوگ

لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِيْ

ہیں آرام میں تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہوں گے پہچان لے تو

وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿٢٥﴾

ان کے منہ پر تازگی آرام کی ان کو پلائی جاتی ہے شراب خالص مہر لگی ہوئی

خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۚ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿٢٦﴾

جس کی مہر جمتی ہے مشک پر اور اس پر چاہیے کہ ڈھکیں ڈھکنے والے

وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿٢٨﴾

اور اسکی ملونی ہے تسنیم سے وہ ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہیں نزدیک والے

اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿٢٩﴾

وہ لوگ جو گنہگار ہیں تھے ایمان والوں سے ہنسا کرتے

وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى

اور جب ہو کر نکلتے انکے پاس کو تو آپس میں آنکھ مارتے اور جب پھر کر جاتے اپنے

اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿٣١﴾ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ

گھر پھر جاتے باتیں بناتے اور جب ان کو دیکھتے کہتے بیشک

هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿٣٢﴾ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿٣٣﴾ فَالْيَوْمَ

یہ لوگ بہک رہے ہیں اور ان کو بھیجا نہیں ان پر نگہبان بنا کر سو آج

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿٣٤﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ

ایمان والے منکروں سے ہنستے ہیں تختوں پر بیٹھے

ع ۱ ۳۴ ۸ يَنْظُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٦﴾

دیکھتے ہیں اب بدلا پایا ہے منکروں نے جیسا کچھ کر تے تھے

ا۔ ترجمہ [illegible] تحویل ۱۲

موضح قرآن ف۱ شراب کی نہریں ہیں ہر کسی کے گھر میں لیکن یہ شراب نادر ہے جو اب زیر مہر رہتی ہے اور اسکی قدر کے موافق مہر جمتی ہے مشک پر ف۲ تسنیم لغت میں اُسے کہتے ہیں کہ شربت کے اوپر اسکو خوشبو یا مزے کیواسطے جیسے گلاب و بید مشک ڈالتے ہیں اور یہاں بہشت کے ایک چشمے سے مراد ہے کہ بہت پاک و لذیذ شراب جسے مقربین اور سابقین صرف اُسی چشمے کو

سُورۃ الانشقاق [۱]

ربط سورۃ التطفیف میں مذکور ہوا کہ تم کسی حیلے بہانے سے اپنے مقامات سے نکل نہیں سکو گے۔ یہاں علی سبیل الترقی فرمایا لترکبن طبقا عن طبق کہ تم دوزخ سے نہیں نکل سکو گے اور تم پر وہاں کئی حالات آئیں گے اور تمہیں مختلف قسم کی ہولناک سزاؤں سے دوچار ہونا پڑے گا۔ فلا اقسم بالشفق الخ میں اس پر شواہد ذکر کئے گئے۔ نیز سورۃ التطفیف میں بُرے کام کرنے والوں کی ایک مثال ذکر کی گئی۔ ویل للمطففین۔ اور یہاں نیک کاموں کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ یا یہا الانسان انک کادح۔ الآیۃ۔

خلاصہ

اذا السمآء انشقت ــــ تا ــــ واذنت لربہا وحقت ۵ تخویف اخروی۔ آسمان پھٹ جائیں گے اور زمین سب کچھ اگل دے گی یہ آخرت کے ابتدائی احوال ہیں یا یہا الانسان انک کادح۔ الآیۃ۔ اعمال صالحہ کی ترغیب ہے" اے انسان ایک وقت آنے والا ہے کہ تو اپنے رب سے ملیگا، اس لئے اب وقت ہے نیک کام کرلے۔

فاما من اوتی کتبہ بیمینہ ــــ تا ــــ وینقلب الی اہلہ مسرورا ۵ بشارت اخرویہ۔ قیامت کے دن جن کو داہنے ہاتھوں میں اعمالنامے دیئے جائیں گے ان کا حساب نہایت آسان ہوگا اور وہ خوش وخرم اپنے گھروں کو لوٹیں گے۔

واما من اوتی کتبہ وراء ظہرہ ــــ تا ــــ بلی ان ربہ کان بہ بصیرا ۵ تخویف اخروی۔ اور جن کو پیٹھ کے پیچھے سے اعمالنامے دیئے جائیں گے، ان کے لئے ہلاکت ہوگی اور وہ دوزخ میں داخل ہوں گے

فلا اقسم بالشفق ــــ تا ــــ لترکبن طبقا عن طبق ۵ تخویف اخروی بطور ترقی از سورت سابقہ اور ذکر شواہد فما لہم لا یؤمنون ۵ الآیتین۔ زجر برائے مشرکین۔ کیسے نادان ہیں کہ ایسے بیانات کے باوجود ایمان نہیں لاتے اور قرآن کے احکام کے سامنے نہیں جھکتے۔ بل الذین کفروا یکذبون ۵ ماننے کے بجائے وہ جھٹلاتے ہیں۔ ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو۔ الا الذین امنوا الآیۃ۔ البتہ مومنین مانتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں ان کے لئے غیر متناہی اجر و ثواب ہے۔

۲ے اذا السمآء۔ تخویف اخروی۔ آخرت کے ابتدائی احوال کا بیان۔ جب آسمان پھٹ جائیں گے آسمانوں کا پھٹنا اللہ کے امر سے ہوگا جب اللہ کا امر ہوگا آسمان اس کے امر کی اطاعت کریں گے اور ان کے لائق ہے کہ وہ اللہ کے حکم کو سنیں اور اسکی تعمیل کریں یہ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کے نفاذ سے کنایہ ہے۔ آسمانوں میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں جو ان کے توڑنے پھوڑنے پر قدرت خداوندی کی تاثیر سے مانع ہو والمعنی انہ لم یوجد فی جرم السماء ما یمنع من تاثیر قدرۃ اللہ تعالیٰ فی شقہا وتفریق اجزائہا الخ (کبیر ج ۸ ص ۵۰۹)

۳ے واذا الارض۔ اور جب زمین پھیلا دی جائیگی۔ قیامت کے دن زمین کی وسعت میں اضافہ کردیا جائے گا تاکہ اولین و آخرین اس میں سما سکیں۔ والقت ما فیہا۔ زمین اپنے اندر مدفون مردوں کو باہر پھینک دیگی۔ اور اپنے پیٹ کی ہر چیز کو باہر نکال کر خالی ہوجائے گی یہ بھی امر الٰہی ہوگا اور کیا مجال زمین کی کہ وہ امر الٰہی سے سرتابی کرے۔ اذا کا جواب محذوف ہے جس پر مابعد قرینہ ہے ای یلاقی الانسان ما کدح الخ (مظہری)

۴ے یا یہا الانسان۔ یہ اعمال صالحہ بجالانے کی ترغیب ہے۔ کادح۔ جاہد، ساع۔ (مدارک۔ مظہری) الی ربک ای طول حیاتک الی لقاء ربک ای الی الموت (روح ج ۳۰ ص ۷۹) ملاقیہ کی ضمیر مجرور کدح کی طرف راجع ہے۔ انسان تادمِ آخریں زندگی بھر سعی مسلسل اور عمل پیہم میں مصروف ہے اور آخر قیامت کے دن اپنی جد وجہد کا ثمرہ پائیگا۔ اس لئے انسان پر لازم ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اعمال صالحہ کا ذخیرہ جمع کرنے کی کوشش کرے۔ اگر نیک کام کرے گا تو اعمالنامہ داہنے ہاتھ میں ملے گا اور اگر کفر و شرک کرے گا

تو اعمالنامہ پس پشت سے دیا جائے گا **ف۵** فاما من اوتی ۔ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ جو لوگ دنیا میں ایمان لائے اور نیک کام کئے قیامت کے دن ان کے اعمالنامے ان کے داہنے ہاتھوں میں دیئے جائینگے اور ان کا حساب نہایت آسان ہوگا اور وہ خوش وخرم اور شادان و فرحان جنت میں اپنے گھروں کو لوٹیں گے۔ واما من اوتی کتبہ دراء ظھرہ۔ کفار و مشرکین کو ان کے اعمالنامے بائیں ہاتھوں میں دیئے جائینگے اور وہ ہلاکت و موت کی تمنا کریں گے تاکہ ان کو عذاب نہ ہو، لیکن انکی یہ آرزو کبھی پوری نہیں ہوگی اور ان کو جہنم میں داخل کردیا جائیگا وراء ظھرہ سے مراد یہ ہے کہ اس کا سینہ چیر کر اس کا بایاں ہاتھ پیٹھ سے باہر نکال دیا جائے گا اور اس طرح بائیں ہاتھ میں اس کو نامہ اعمال دیا جائیگا۔ (قرطبی۔ مظہری) تبورا۔ ہلاکت **ف۶** انہ کان۔ کافر دنیا میں اپنے اہل وعیال میں نہایت خوش وخرم رہتا تھا اور آخرت کی اسے کوئی فکر ہی نہ تھی اور وہ سمجھتا تھا کہ وہ دوبارہ زندہ نہیں ہوگا اور نہ اُسے حساب کتاب دینا ہوگا۔ بھلا یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے تمام اعمال سے باخبر ہے وہ ضرور اسے دوبارہ زندہ کرکے اس کے اعمال کی اس کو جزاء دے گا۔ لن یحور ای لن یرجع حیا۔

ف۷ فلا اقسم۔ یہ قیامت میں احوال مختلفہ پر شواہد ہیں۔ شفق وہ سرخی جو غروب آفتاب کے بعد نمودار ہوتی ہے اس پر بھی کئی حالات آتے ہیں۔ رات اور رات جن چیزوں پر مشتمل ہوتی ہے، رات پر بھی کتنے ہی حالات وارد ہوتے ہیں۔ اور چاند جب کامل ہوجائے اس پر کئی حالات آتے ہیں جس طرح غروب آفتاب کے بعد شفق اس کے بعد رات اور اس کے مختلف حصے، پھر طلوع اسی طرح چاند پہلے دن سے لے کر تام اور بدر ہونے تک مختلف حالات سے گذرتا ہے۔ یہ شواہد ہیں کہ قیامت کے دن تم بھی مختلف احوال سے گذروگے۔ ایک درجہ سے دوسرے درجہ پر اور ایک حال سے دوسرے حال میں پہنچوگے۔ یہ عذاب اور ثواب دونوں کے مختلف درجات و احوال کی طرف اشارہ ہے والمعنی لترکبن احوالا بعد احوال ھی طبقات فی الشدۃ بعضھا ارفع من بعض وھی الموت وما بعدہ من القیامۃ واھوالھا الخ (روح ج ۳۰ ص ۲۸)۔ الشعبی۔

سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ انشقاق ۱ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی پچیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝۱ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝۲ وَاِذَا

جب ۲ آسمان پھٹ جائے اور سن لے حکم اپنے رب کا اور وہ آسمان اسی لائق ہے ۳ اور جب

الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝۳ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝۴ وَاَذِنَتْ

زمین کو پھیلا دی جائے اور نکال ڈالے جو کچھ اسمیں ہے اور خالی ہوجائے ۳ اور سن لے حکم

لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝۵ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى

اپنے رب کا اور وہ زمین اسی لائق ہے ۴ اے آدمی تجھ کو تکلیف اٹھانی ہے اپنے

رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝۶ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝۷

رب تک پہنچنے میں سہہ کر پھر اس سے ملنا ہے سو جسکو ۵ ملا اعمالنامہ اسکا داہنے ہاتھ میں

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝۸ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ

تو اس سے حساب لیں گے آسان حساب اور پھر کر آئیگا اپنے لوگوں کے

مَسْرُوْرًا ۝۹ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۝۱۰ فَسَوْفَ

پاس خوش ہوکر اور جس کو ملا اس کا اعمالنامہ پیٹھ کے پیچھے سے سو

يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۝۱۱ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۝۱۲ اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ

وہ پکاریگا موت موت اور پڑے گا آگ میں ۶ وہ تو رہا تھا اپنے گھر میں

مَسْرُوْرًا ۝۱۳ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۝۱۴ بَلٰىۚ اِنَّ رَبَّهٗ

بے غم ۷ اس نے خیال کیا تھا کہ پھر کر نہ جائے گا کیوں نہیں اس کا رب

كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ۝۱۵ فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝۱۶ وَالَّيْلِ وَمَا

اسکو دیکھتا تھا ۸ سو قسم کھاتا ہوں شام کی سرخی کی اور رات کی اور جو چیزیں

ترہیب اخروی ۱۲

ترغیب اعمال صالحہ ۱۲

بشارت اخرویہ ۱۲

تخویف اخروی ۱۲

ترقی از صحبت سابقہ و ذکر تخویف اخروی ۱۲

مع ۷ عندالمتاخرین ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی آسمان بے حکم نہیں۔ ف۲ نگاہ ڈالے مردے ف۳ یعنی عذاب کے درد سے موت مانگے گا۔ ف۴ یعنی دنیا میں آخرت سے بے فکر تھا۔ ف۵ اب اس کے عمل کی جزا دیا چاہیے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی اموات را برتابد ۱۲۔ ف۲ حساب روز آخرت بودنی است ۱۲۔

لترکبن یا محمد سماء، و درجة بعد درجة، و رتبة بعد رتبة فی القربة من الله تعالیٰ (قرطبی ج ۱۹ ص ۲۷۶)

ف۸ فما لھم یہ زجر ہے ان کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے حالانکہ ان کے اعراض و انکار کی کوئی معقول وجہ موجود نہیں اور جب ان کو قرآن پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو عاجزی اور خشوع و خضوع نہیں کرتے اور اس کے احکام کے سامنے سر نہیں جھکاتے۔ بل الذین کفروا یکذبون ماقبل سے ترقی ہے وہ قرآن کو سن کر نہ صرف سجدہ نہیں کرتے، بلکہ وہ تو سرے سے اس کو مانتے ہی نہیں اور اس کو جھٹلاتے ہیں لیکن جو کچھ وہ جمع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے اور اس کی ان کو پوری پوری سزا دے گا۔

وَسَقَ ﴿۱۷﴾ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ

اکٹھا کرتی ہیں اور چاند کی جب پورا بھر جائے کہ تم کو چڑھنا ہے سیڑھی پر

طَبَقٍ ﴿۱۹﴾ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۲۰﴾ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ

سیڑھی ف۱ پھر کیا ہوا ہے ان کو جو یقین نہیں لاتے اور جب پڑھئے ان کے پاس

الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ﴿۲۱﴾ السجدۃ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ﴿۲۲﴾

قرآن وہ سجدہ نہیں کرتے اوپر سے اور یہ کہ منکر جھٹلاتے ہیں

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ ﴿۲۳﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۲۴﴾

اور اللہ خوب جانتا ہے جو اندر رکھتے ہیں ف سو خوشی سنا دے انکو عذاب دردناک کی

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ

مگر جو لوگ کہ یقین لائے اور عمل کئے بھلے ان کے لئے ثواب

غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿۲۵﴾ ع

ہے بے انتہا

سُورَةُ الْبُرُوجِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُونَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعٌ وَاحِدٌ

سورہ بروج ملہ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی بائیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ﴿۱﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ ﴿۲﴾ وَشَاهِدٍ

قسم ہے آسمان کی جس میں برج ہیں ف۱ ف۲ اور اس دن کی کہ جسکا وعدہ ہے ف۳ اور اس دن کی جو حاضر ہوتا ہے

وَمَشْهُودٍ ﴿۳﴾ قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ

اور اس کی جو اسکے پاس حاضر ہوتے ہیں ف۵ مارے گئے کھائیاں کھودنے والے آگ ہے بہت

الْوَقُودِ ﴿۵﴾ إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ ﴿۶﴾ وَهُمْ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ

ایندھن والی جب وہ اس پر بیٹھے اور جو کچھ وہ کرتے

منزل ۷

تخویف اخروی ۱۲

بشارت اخروی ۱۲

مایوعون جو کفر و عداوت وہ اپنے دلوں میں جمع کر رہے ہیں بما یجمعون فی الصدور من التکفر والعداوۃ (مظہری)

ف۹ فبشرھم۔ یہ مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ کفر و انکار کی ان کو سخت ترین سزا دی جائے گی۔

الا الذین آمنوا۔ استثناء متصل ہے اور مطلب یہ ہے کہ کفار میں سے جو ایمان لے آئیں گے وہ عذاب سے بچ جائیں گے یا استثناء منقطع ہے۔ مطلب یہ ہے لیکن مومنوں کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا اور نہ کم ہوگا۔

موضح قرآن ف۱ یعنی ان کے دلوں میں اللہ کے احکام کی نافرمانی اور انکار اور مخالفت اور دنیا کی زندگانی کی محبت اور خوشی بھری ہے۔ یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا۔ ف۲ اس سورہ کے نازل ہونے کا سبب۔ مکے کے کافر مسلمانی کے باعث مسلمان پر ہر طرح اذیت پہنچاتے تھے وہ اس کا ست کو حضرت پاس لے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آویگا کہ اس کا بدلہ تم لو گے۔ جب کافروں نے یہ سنا طعنہ مارنے اور ٹھٹھا کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ایسے کمزور لاچار ذلیلوں کو کیا قدرت ہے کہ ہم سے بدلا لے سکیں۔ اگر ہماری عزت اور ان کی ذلت اللہ کو منظور نہ ہوتی تو ہم ان پر کیونکر غالب ہوتے۔ سو ہمارے نصیب میں اللہ کا فضل ہے اور ان کے نصیب میں خرابی۔ حق تعالیٰ نے ان کے جواب میں یہ سورت بھیجی، تفسیر فتح العزیز سے لکھا۔ ف۳ سب شہروں میں حاضر ہوتا ہے۔ جمعہ کا دن اور سب حاضر ہوتے ہیں عرفہ کے دن حج میں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ہول موت بعد ازاں سوال منکر و نکیر و بعد ازاں حشر و حساب و مرور بر صراط و بعد ازاں دوزخ یا بہشت ۱۲۔ ف۲ یعنی بروج دوازدہ گانہ ۱۲ ف۳ یعنی روز قیامت ۱۲ ف۴ یعنی روز جمعہ ۱۲ ف۵ یعنی روز عرفہ ہر آئینہ مجازات متحقق است

سُورۃ البروج ۱ے

ربط | اس سورت میں احوال قیامت پر شواہد کا ذکر ہے سورۂ سابقہ سے بطور ترقی نیز اس سورت میں توحید کا ذکر ہے

خلاصہ

والسمآء ذات البروج ـــــ تا ـــــ وشاھد ومشھود ہ احوال قیامت پر شواہد۔

قتل اصحٰب الاخدود ـــــ تا ـــــ العزیز الحمید ہ متعلق بشاہد سوم بطریق لف ونشر غیر مرتب۔ کفار دنیا میں مسلمانوں کو ایذائیں دیتے تھے اور اس پر شاہد ہوتے تھے۔ قیامت کے دن اس کے برعکس معاملہ ہوگا

الذی له ملك السمٰوٰت۔ الاٰیۃ۔ بیان توحید علی سبیل الترقی یعنی سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضہ وتصرف میں ہے اور وہی حاضر وناظر ہے لہٰذا حاجات ومصائب میں صرف اسی کو پکارو۔ ان الذین فتنوا المؤمنین۔ الاٰیۃ۔ تخویف اخروی۔ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت الاٰیۃ بشارت اخرویہ۔ ان بطش ربك لشدید ہ یہ شاہد دوم سے متعلق ہے جس طرح قیامت کا وعدہ سخت ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی گرفت بھی نہایت سخت ہے۔

انه هو یبدئ ـــــ تا ـــــ فعال لما یرید ہ متعلق بشاہد دوم۔

هل اتٰك حدیث الجنود ہ ـــــ تا ـــــ واللہ من وراۗئهم محیط ہ پہلے شاہد سے متعلق ہے جس طرح آسمان تم کو محیط ہے اور تم اس سے باہر کہیں نہیں بھاگ سکتے اسی طرح اللہ تعالیٰ سب کو محیط ہے سب کچھ جانتا ہے اور کوئی اس کے عذاب سے نہیں بھاگ سکتا۔

بل هو قراٰن مجید ـــــ تا ـــــ آخر بل الذین کفروا سے متعلق ہے۔

۲ے والسماء۔ یہ ثبوت قیامت پر شاہد اوّل ہے اور جواب قسم محذوف ہے۔ یہ آسمان جو تمہیں احاطہ کئے ہوئے ہے اور جس کے گھیرے سے تم نکل کر کہیں نہیں جا سکتے یہ اس پر شاہد ہے کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں محیط ہے اور قیامت کے دن تم اس کے عذاب سے کہیں نکل بھاگ نہیں سکوگے۔ بروج سے بارہ برج مراد ہیں جن کو سورج سال بھر میں اور چاند ایک ماہ میں طے کر لیتا ہے یا اس سے اٹھائیس منازل قمر مراد ہیں (کبیر)

۳ے والیوم۔ یہ ثبوت قیامت پر دوسرا شاہد ہے اور اس قسم کا جواب محذوف ہے یوم موعود سے قیامت کا دن مراد ہے۔ جس طرح قیامت کا یوم موعود نہایت سخت اور ہولناک ہوگا۔ اسی طرح اس دن میں مجرموں پر اللہ تعالیٰ کی گرفت بھی سخت ہوگی وشاھد ومشھود یہ ثبوت قیامت پر تیسرا شاہد ہے۔ شاہد سے وہ کفار مراد ہیں جو دنیا میں مسلمانوں کو ایذائیں دیتے اور ایذا رسانی کے وقت ان کے پاس حاضر ہوتے۔ مشہود سے وہ مسلمان مراد ہیں جن کو ایذاء دی جاتی تھی یہ شاہد ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کافروں کو سخت سزا دے گا۔ اس دن مسلمان کفار کے عذاب کے شاہد ہوں گے اور وہ مشہود ہوں گے۔

۴ے قتل۔ یہ تیسرے شاہد سے متعلق ہے۔ قتل ای لعن۔ الاخدود خندق النار اس سے بدل الاشتمال ہے الوقود ایندھن، اصحاب الاخدود سے وہ مشرک بادشاہ اور اس کے حواری مراد ہیں۔ جو اہل توحید کو خندقوں میں جلاتے تھے کہتے ہیں ایک بادشاہ تھا جو ایک صنم کی عبادت کرتا اور لوگوں کو بھی اس کی عبادت پر مجبور کرتا تھا۔ اس نے بڑی بڑی خندقیں کھود کر ان میں کافی ایندھن ڈلوا کر آگ بھڑکائی جو شخص بت کی پوجا سے انکار کرتا اُسے اس آگ میں ڈالا جاتا۔ اسی اثناء میں ایک عورت کو پکڑ کر لائے جس کی گود میں بچہ تھا اس عورت سے انہوں نے کہا اگر تو بت کی عبادت نہیں کرے گی تو تیرا بچہ آگ میں ڈال دیا جائیگا مگر اس عورت نے ان کی دھمکی سے کوئی اثر نہ لیا اور ذکر پر رضامند نہ ہوئی۔ آخر ان ظالموں نے اس کا بچہ چھین کر آگ میں پھینک دیا۔ قریب تھا کہ عورت کے دل میں کمزوری آجائے بچے نے آگ کے اندر سے آواز

بلند گفت:
اندر آ مادر، کہ من اینجا خوشم   گرچہ در ظاہر میان آتشم
کہ مجھے کھلتے آگ میں کود جا میں اگرچہ بظاہر آگ میں ہوں لیکن میرے لئے آگ باغ و بہار بن چکی ہے چنانچہ اس عورت نے بھی آگ میں چھلانگ لگا دی اذ ھم علیہا قعود جب وہ مشرک خندقوں پر بیٹھے تھے اور مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ کر رہے تھے اس کو آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ ⑦ وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا
مسلمانوں کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور ان سے ؎ بدلا نہ لیتے تھے مگر اسی بات کا کہ وہ یقین لائے
بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ⑧ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
اللہ پر جو زبردست ہے تعریفوں والا جس کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں
وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ⑨ إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ
اور اللہ کے سامنے ہے ہر چیز ؎ تحقیق جو ؎ دین سے بچلائے ایمان والے مردوں کو
وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ
اور عورتوں کو پھر توبہ نہ کی تو ان کیلئے عذاب ہے دوزخ کا اور ان کیلئے عذاب ہے
الْحَرِيقِ ⑩ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ
آگ لگنے کا بے شک جو لوگ ؎ یقین لائے اور کیں انہوں نے بھلائیاں ان کیلئے باغ ہیں
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ ⑪ إِنَّ
جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں یہ ہے بڑی مراد ملنی ف بیشک ؎
بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ⑫ إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ ⑬ وَهُوَ
تیرے رب کی پکڑ سخت ہے بیشک ؎ وہی کرتا ہے پہلی مرتبہ اور دوسری ف اور وہی ہے
الْغَفُورُ الْوَدُودُ ⑭ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ⑮ فَعَّالٌ لِمَا
بخشنے والا محبت کرنے والا مالک عرش کا بڑی شان والا کر ڈالنے والا جو
يُرِيدُ ⑯ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ⑰ فِرْعَوْنَ وَثَمُودَ ⑱
چاہے کیا پہنچی ؎ تجھ کو بات ان لشکروں کی فرعون اور ثمود کی
بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ ⑲ وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ
کوئی نہیں ؎ بلکہ منکر جھٹلاتے ہیں اور اللہ نے ان کو ہر طرف سے
مُحِيطٌ ⑳ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ ㉑ فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ ㉒ ع
گھیر رکھا ہے کوئی نہیں ؎ یہ قرآن ہے بڑی شان کا لکھا ہوا لوح محفوظ میں

(حاشیہ: ۱؎ بیان توحید علی سبیل الترقی ۱۲ — ۲؎ تخویف اخروی ۱۲ — ۳؎ بشارت اخرویہ ۱۲ — ۴؎ متعلق بشارت اخرویہ ۱۲ — ۵؎ متعلق بشارت اولیٰ ۱۲ — متعلق بشارت اولیٰ نمبر ۱۲)

۵؎ وما نقموا۔ ان مسلمانوں پر ان کو غیظ و غضب کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ شرک کو چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لا چکے تھے وہ اللہ جو سب پر غالب ہے ہر خوبی کا مالک اور حمد و ثنا کا مستحق ہے الذی لہ ملک السمٰوٰت یہ توحید کا بیان ہے علیٰ سبیل الترقی وہ ساری کائنات کا بادشاہ ہے، سارے جہان میں اسی کا تصرف و اختیار نافذ ہے وہ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہے اس لئے حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو اور اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔

۶؎ ان الذین فتنوا۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ جن کفار و مشرکین نے مومن مردوں اور عورتوں کو محض توحید کی وجہ سے مختلف قسم کی تکلیفوں اور ایذاؤں میں مبتلا کیا اور پھر اس کے بعد توبہ نہیں کی اور ایمان نہیں لائے ان کے لئے جہنم کا اور سخت ترین عذاب آگ کا ہے فلھم عذاب جھنم بسبب کفرھم ولھم عذاب الحریق بسبب فتنتھم المؤمنین والمؤمنات (روح ج ۳۰ ص ۹۱)

۷؎ ان الذین اٰمنوا۔ یہ بشارت اخرویہ ہے جو لوگ ایمان لائے نیک کام کئے اور اپنے دین کی خاطر ایذائیں برداشت کیں ان کے لئے نعمتوں کے باغ ہیں جن میں تمام انواع مشروبات کی نہریں جاری ہونگی دوزخ سے بچ جانا اور ایسی نعمتوں کے باغوں میں داخل ہو جانا بہت بڑی کامیابی ہے

موضح قرآن ف ایک بادشاہ کا لے پالک بیٹا تھا بادشاہ اس کو ساحر پاس بھیجا کرتا کہ سحر سیکھے وہ بیٹھا کرتا ایک راہب پاس انجیل سیکھنے کو اللہ تعالیٰ نے اسکو کمال دیا کہ شیر اور سانپ اس کا کہا مانتے اور کوڑھی اندھے اس کے چھوئے سے چنگے ہوتے پھر اس کے سبب بہت خلقت اللہ پر اور عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائی بادشاہ بت پرست تھا یہ بات سن کر اس نے اس لے پالک کو مار ڈالا اور پھر شہر کے ہر محلے کے آگے کھائی کھدوا لی اسے آگ سے بھر دی ہر محلوں میں سے مرد اور عورتیں پکڑ منگا تا جو بت کو سجدہ نہ کرتا اس کو آگ میں ڈالتا ہزاروں آدمی شہید کئے جب اللہ کا غضب نازل ہوا وہی آگ پھیل پڑی بادشاہ اور امیروں کے گھر پھونک دئیے۔ ف یعنی دنیا کا عذاب اور آخرت کا۔

فتح الرحمٰن ف مترجم گوید بادشاہی جباری رعیت خود را تکلیف کفر کرد چوں کافر نشدند خندقہا را بآتش پر کرد وایشان را بآتش افگند۔ خدا تعالیٰ آن آتش را بر بادشاہ و ہمنشینان او مسلط ساخت تا از خندق پرید ہمہ را پاک بسوخت واللہ اعلم ۱۲۔

جو قیامت کے دن مؤمنوں کے لئے مخصوص ہوگی۔

۸؎ ان بطش یہ دوسرے شاہد سے متعلق ہے۔ آخرت میں مؤمنوں کو جنت میں داخل کیا جائیگا اور کافروں کو دوزخ میں۔ جس طرح قیامت کا وعدہ نہایت سخت ہے اسی طرح کافروں پر اللہ تعالیٰ کی گرفت بھی نہایت سخت ہوگی وہ دنیا میں کفر وشرک بھی کرتے رہے۔ قیامت کے دن اس کا ان سے انتقام لیا جائے گا۔

۹؎ انہ ھو۔ یہ بھی دوسرے شاہد سے متعلق ہے اللہ تعالیٰ ہی پہلی بار سب کو پیدا کرنے والا ہے اور وہی سب کو دوبارہ پیدا کریگا وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا، فرنبرداروں سے محبت کرنے والا عرش عظیم کا مالک، بڑی شان والا ہے وہ ان تمام خوبیوں کا مالک ہے لیکن فعال لمایرید بھی ہے وہ جو ارادہ فرمالے اس کو پورا کرنے والا بھی ہے۔ اس میں تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے۔

۱۰؎ ھل اتٰك یہ پہلے شاہد سے متعلق ہے جس طرح آسمان سب کو محیط ہے اور وہ اس سے کہیں بھاگ نہیں سکتے اسی طرح اللہ تعالیٰ ان سب کو محیط ہے وہ اس کے عذاب سے بچ نہیں سکتے۔ فرعون وثمود الجنود سے بدل ہے کیا تمہیں فرعون اور ثمود کا قصہ معلوم نہیں کہ کس طرح انہوں نے عناد وسرکشی سے ہمارے پیغمبروں کی تکذیب کی اور مومنوں کو گوناگوں ایذاؤں میں مبتلا کیا۔ استفہام تقریری ہے یعنی ان تمام باتوں کا علم ہے۔

۱۱؎ بل الذین۔ یہ بھی پہلے شاہد سے متعلق ہے۔ اس قدر بیان وتذکیر کے بعد اب کوئی شبہ تو باقی نہیں رہا۔ مگر وہ پھر بھی تکذیب کرتے ہیں بلکہ تکذیب میں منہمک ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور آخرت میں اس کی سزا دے گا وہ ان کو احاطہ کئے ہوئے ہے اس لئے وہ اس سے بھاگ نہیں سکتے۔ جس طرح آسمان سب کو محیط ہے۔ یٰمعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السمٰوٰت والارض فانفذوا۔ الآیۃ (الرحمٰن)

۱۲؎ بل ھو قراٰن یہ بل الذین کفروا فی تکذیب سے متعلق ہے یہ کافر اس قرآن کو جھٹلاتے ہیں، نہیں بلکہ یہ عالیشان کتاب ہے جو ان کی دسترس سے بالا ہے۔ ان کے عناد وتعنت کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا دی گئی ہے۔ تائید:۔ بل زین لھم سوء عملھم وصد وا عن السبیل ( ) فِی لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ یہ قرآن ایسی لوح میں ثبت ہے جو شیاطین کی دسترس سے محفوظ ہے۔ اور اس میں کسی قسم کا تغیر وتبدل نہیں ہو سکتا۔ امام نافع کی قراءت میں محفوظٌ مرفوع ہے اور قرآن کی صفت ہے یعنی قرآن ہر قسم کے ردّ وبدل سے محفوظ ہے یا کافروں سے محفوظ ہے یعنی وہ اسے سمجھ نہیں سکتے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

سُورۃ البروج میں آیت توحید

۱۔ الذی لہ ملك السمٰوٰت والارض۔ الآیۃ۔ نفی شرک فی التصرف۔

سُورۃ الطارق

(ا ے)

ربط سورۃ البروج میں ثبوت قیامت پر شواہد کا ذکر تھا نیز تخویف دنیوی و اخروی و بشارت اخرویہ کا بیان تھا اب سورۃ الطارق میں فرمایا فمھل الکفرین امھلھم رویدا۔ ایسے شواہد اور واضح بیانات کے باوجود وہ نہیں مانتے بلکہ جھٹلاتے ہی ہیں تو ان کو ذرا مزید مہلت دیدو اگر پھر بھی نہیں مانیں گے تو انھیں پکڑ لیا جائیگا۔

خلاصہ

والسمآء والطارق ــــ تا ــــ ان کل نفس لما علیھا حافظ ٥ یہ تخویف ہے تم سب پر نگران فرشتے مقرر ہیں جو تمہارے اعمال کو لکھ رہے ہیں۔ اس لئے ہر عمل کی پوری پوری جزا ملے گی۔

فلینظر الانسان مم خلق ــــ تا ــــ فماله من قوة ولا ناصر ٥ حشر و نشر پر دلیل عقلی بطور نمونہ۔ اللہ تعالیٰ جو قطرۂ آب سے انسان کو پیدا کرسکتا ہے وہ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔

والسماء ذات الرجع ــــ تا ــــ وما ھو بالھزل ٥ یہ حشر و نشر پر دوسری دلیل عقلی ہے بطور نمونہ۔ جس طرح اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برسا لیتا ہے اور زمین سے نباتات اگا لیتا ہے۔ اسی طرح وہ مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ انھم یکیدون کیدا و اکید کیدا ٥ شکوی برکفار فمھل الکفرین امھلھم رویدا ٥ تخویف۔

۲ ے والسماء۔ یہ تخویف اخروی پر شاہد ہے۔ یعنی آسمان پر رات کو چمکنے والا ستارہ شاہد ہے کہ جس طرح وہ ستارہ روشن اور قائم رہتا ہے اسی طرح تم میں سے ہر ایک پر فرشتے نگران مقرر ہیں جو اس کے تمام اعمال خیر و شر کو لکھتے رہتے ہیں۔ ان کل نفس الخ جواب قسم ہے۔ ھو من یحفظ عملھا من الملائکة علیھم السلام و یحصی علیھا ما تکسب من خیر او شر الخ (روح ج ۳۰ ص ۹۶) النجم الثاقب (چمکتا ستارہ سے روشن ستارہ مراد ہے جو نمایاں طور پر دوسرے ستاروں کی نسبت زیادہ روشن ہو یا مراد ثریا ہو یا زحل (مظہری)

۳ ے فلینظر الانسان۔ یہ حشر و نشر کے لئے پہلا عقلی نمونہ ہے انسان اس پر غور کرے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اس کو کودنے والے پانی (نطفہ) سے پیدا کیا ہے جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان میں سے نکلتا ہے (کبیر)

۴ ے انه علی رجعه۔ جس طرح اللہ تعالےٰ ابتدًا انسان کو نطفہ سے پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے اسی طرح وہ اس کو دوبارہ زندہ کرنے اور موت سے حیات کی طرف لوٹانے پر بھی قادر ہے یوم تبلی السرائر ظرف رجعه کی متعلق ہے۔ (کشاف) بعض نے کہا ہے اس کا متعلق یرجعه محذوف ہے جس پر رجعه دلالت کرتا ہے تبلی تکشف (مدارک) انسان کی دوبارہ حیات اس دن ہوگی جس میں تمام چھپے بھید بھی ظاہر کردیے جائیں گے اس دن انسان کے پاس کوئی قوت نہیں ہوگی جس سے وہ اپنی جان کی حفاظت نہ کرسکے اور نہ کوئی اس کا مددگار ہی ہوگا جو اُسے اللہ کے عذاب سے بچالے۔

۵ ے والسماء ذات الرجع۔ یہ حشر و نشر پر دوسرا عقلی شاہد ہے۔ ذات الرجع بارش والا۔ کیونکہ بارش آسمان کی طرف سے برستی ہے۔ ذات الصدع نباتات والی۔ کیونکہ زمین کے شق ہونے سے نباتات اگتی ہے۔ جواب قسم محذوف ہے ای کذلک تخرجون یعنی جس طرح ہم آسمان سے بارش برساتے ہیں اور زمین سے نباتات اگاتے ہیں اسی طرح قیامت کے دن تمہیں بھی پیدا کرکے زمین سے نکال لیں گے۔ قاله الشیخ رحمه اللہ تعالیٰ۔

ف۶ انه لقول۔ انه کی ضمیر کلام مذکور کی طرف راجع ہے جس میں بعث بعد الموت اور جزاء وسزا کا ذکر ہے یعنی یہ دعویٰ کہ تم سب دوبارہ اٹھائے جاؤ گے اور اپنے نیک و بد اعمال کی جزاء وسزا پاؤ گے حتمی اور فیصلہ کن بات ہے یہ ہزل اور یاوہ گوئی نہیں و الاولیٰ ویجوز ان یعود الضمیر فی انه علی الکلام الذی اخبر فیه ببعث الانسان یوم القیامة و ابتلاء سرائرہ ای ان ذلك القول قول جزم مطابق للواقع لاھزل فیه (بحر ج ۸ ص ۴۵۶) یا یہ ضمیر قرآن سے کنایہ ہے جس میں مسئلہ توحید، حشر ونشر اور جزاء وسزا کا ذکر ہے۔ (روح) ف۷ انھم یکیدون

سُورَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۂ طارق ۱ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی سترہ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿١﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿٢﴾

قسم ہے ۲ آسمان کی اور اندھیرے میں آنیوالے کی اور تو نے کیا سمجھا کیا ہے اندھیرے میں آنے والا

النَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴿٣﴾ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ﴿٤﴾

وہ تارا چمکتا ہوا ف کوئی جی نہیں جس پر نہیں ایک نگہبان ف

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿٥﴾ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ﴿٦﴾

اب ۳ دیکھ لے آدمی کہ کاہے سے بنا ہے بنا ہے ایک اچھلتے ہوئے پانی سے

يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ﴿٧﴾ اِنَّهٗ عَلٰى

جو نکلتا ہے پیٹھ کے بیچ سے اور چھاتی کے بیچ سے ف۳ بیشک وہ ۴ اسکو

رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ﴿٨﴾ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ﴿٩﴾ فَمَا لَهٗ مِنْ

پھیر لا سکتا ہے ف۴ جس دن جانچے جائیں بھید تو کچھ نہ ہوگا

قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ﴿١٠﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿١١﴾ وَالْاَرْضِ

اسکو زور اور نہ کوئی مددگار نیوالا قسم ہے ۵ آسمان چکر مارنے والے کی اور زمین

ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿١٢﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿١٣﴾ وَّمَا هُوَ

پھوٹ نکلنے والی کی ف۵ بےشک ۶ یہ بات ہے دو ٹوک اور نہیں یہ

بِالْهَزْلِ ﴿١٤﴾ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿١٥﴾ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ﴿١٦﴾

بات ہنسی کی البتہ وہ ۷ لگے ہوئے ہیں ایک داؤ کرنے میں ف۶ اور میں لگا ہوا ہوں ایک داؤ کرنے میں

فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿١٧﴾ ع

سو ڈھیل دے منکروں کو ڈھیل دے انکو تھوڑے دنوں

منزل ۷

۱ تخویف ۱۲

۲ حشر ونشر پہ پہلی عقلی دلیل ۱۲

۳ حشر ونشر پر دوسری عقلی دلیل ۱۲

۴ تخویف ۱۲

پیشکوی ہے اور ان ہتے، تمام سورتوں سے متعلق ہے۔ کفار ومشرکین حشر ونشر اور جزاء وسزا کے انکار وابطال کے لئے کئی حیلے بہانے اور تدبیریں سوچتے رہتے ہیں مگر ہم اپنی لطیف تدبیروں سے اور کافی بیانات اور شافی جوابات سے ان کے ہر حیلے کو باطل کر دیتے ہیں۔ یا اللہ کی تدبیر کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کو بطور استدراج مہلت دیے رہتے ہیں اور وہ اس حقیقت کو نہیں جانتے کہ یہ مہلت ان کے لئے باعث عذاب ہے ف۸ فمھل الکفرین یہ تخویف ہے ایسے شواہد و بیانات کے باوجود وہ نہیں مانتے۔ وہ ضدی اور معاند ہیں، ان سے ایمان کی توقع نہ رکھئے، نہ ان سے انتقام لینے میں عجلت سے کام لیجئے بلکہ ان کو مہلت دیجئے وقت آنے پر ہم خود ان سے انتقام لے لیں گے۔ چنانچہ دنیا میں میدان بدر کے معرکہ میں ان سے انتقام لیا گیا اور آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ دردناک اور ہولناک ہوگا۔ قال ابن عباس هذا وعید من الله عز وجل فاخذھم الله یوم بدر (مظہری ج ۱۰ ص ۲۴۲)

موضح قرآن ف اس سورت کے نازل ہونے کا سبب ایک رات ابو طالب حضرت کے چچا ملاقات کو تشریف لائے کھانا کھاتے تھے کہ ایک تارا آسمان سے ٹوٹ کر زمین کے قریب پہنچا اتنی روشنی بھر گئی کہ ابو طالب کی آنکھ چندھلا گئی گھبرا کر کھانے پر سے ہاتھ کھینچ لیا اٹھ کھڑے ہوئے کہا یہ کیا ہے حضرت نے فرمایا یہ ایک تارا ہے جو تارے آسمان میں لگے ہیں ان کی چمک سے پیدا ہوتا ہے آسمان کی حفاظت کے واسطے شیطانوں سے فرشتے اس کو پھینک مارتے ہیں یہ بھی اللہ کی قدرت پر ایک دلیل ہے ابو طالب متعجب ہو کر بیٹھے تھے کہ حضرت جبرئیل یہ سورت لائے۔ یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا ف۲ کہتے ہیں مرد کی منی آتی ہے پیٹھ سے اور عورت کی چھاتی سے ف۳ یعنی دنیا میں پھیر لا دے گا مرنے کے بعد ف۴ یعنی اس میں سے پھوٹ نکلتی ہے کھیتی اور درخت

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی تا دانہ بیرون آید ۱۲۔ ف۲ و این وعدہ روز بدر متحقق شد ۱۲۔

سُورۃ الاَعلیٰ

ربط مشرکین کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاف دو نہایت اہم مسئلوں میں تھا اوّل مسئلہ توحید میں، دوم حشر ونشر اور جزاء وسزا میں سورۃ الطارق تک مسئلہ قیامت کا بیان تھا۔ اب سورۃ اعلیٰ سے لے کر آخر تک مسئلہ توحید کا بیان ہوگا۔ مسئلہ توحید سے مشرکین کی اعراض کی بڑی وجہ دنیوی عیش وعشرت میں انہماک ہے اس لئے مسئلہ توحید کے ساتھ ساتھ تزہید فی الدنیا کا مضمون بھی کہیں کہیں مذکور ہوگا۔ بعض سورتوں میں دونوں مضمون مذکور ہوں گے، بعض میں صرف ایک اور بعض میں صرف تخویف کا ذکر ہوگا۔ درمیان میں دو سُورتوں یعنی والضحیٰ اور الانشراح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے لئے تسلّی کا مضمون مذکور ہوگا۔

خلاصہ

سورۃ الاعلیٰ چونکہ اس حصّہ کا مبدأ ہے اس لئے اس میں توحید اور تزہید فی الدنیا، دونوں مضمون مذکور ہیں۔ سبح اسم ربك الاعلیٰ دعوائے توحید کے دونوں حصّوں کا نتیجہ اور ثمرہ۔ جب کارساز بھی وہی ہے اور عالم الغیب بھی تو اس کو ان صفتوں میں شریکوں سے پاک سمجھو الذی خلق فسوی ــــ تا ــــ فجعله غثاء احوی ہ دعویٰ توحید کے جزو اوّل پر دلائل وشواہد۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ سنقرئك فلا تنسیٰ۔ دعویٰ اولیٰ کے ابلاغ وبیان پر انعام۔ انه یعلم الجهر وما یخفی دوسرا دعویٰ۔ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے اور کوئی عالم الغیب نہیں۔ ونیسرك للیسریٰ دوسرے دعویٰ کی تبلیغ پر انعام فذکر ان نفعت الذکریٰ دونوں دعووں کے بعد تسلّی برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ الذی یصلی النار الکبریٰ۔ الآیتین تخویف اخروی۔ قد افلح من تزکی الآیتین بشارت اخرویہ۔ بل تؤثرون الحیٰوۃ الدنیا۔ الآیتین۔ تزہید فی الدنیا کا مضمون ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ تا آخر۔ توحید اور تزہید فی الدنیا پر دلیل نقلی۔

۲ سبح اسم۔ یہ دعوائے توحید کے دونوں حصّوں کا نتیجہ اور ثمرہ ہے جب آئندہ بیان سے ثابت ہوگیا کہ کارساز، متصرف ومختار اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں تو اس کو شریکوں سے پاک سمجھو اور اس کی دعاء پکار میں کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اقتدار اعلیٰ کے مالک اپنے پروردگار کی ہر عیب اور شرک سے قولاً وعملاً تنزیہ وتقدیس کرو۔

۳ الذی خلق۔ دعویٰ توحید کے پہلے جزو کا بیان یعنی اللہ تعالیٰ ہی کارساز اور متصرف ومختار ہے۔ اسی نے سب کو پیدا کیا اور درست اندام بنایا، اعضاء بدن کو متناسب اور خوبصورت بنایا۔ خلق کل شئ فسوی خلقه تسویة ولم یأت به متفاوتا غیر ملتئم ولکن علی احکام واتساق (مدارک)

والذی قدر فهدی پیدا کرنے کے بعد سب کی روزی کا اندازہ بھی اسی نے مقرر کیا اور پھر ہر ایک کو روزی حاصل کرنے کی راہ بھی دکھائی والذی اخرج المرعی اسی نے مویشیوں کے لئے چارہ پیدا کیا۔ پھر اسے خشک اور چورا چورا کر دیا۔ چارہ خشک ہونے کے بعد چورہ بن جاتا ہے یہ تمام صفاتِ کمال اس کی دلیل ہیں کہ کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

۴ سنقرئك۔ یہ پہلے دعوے پر انعام ہے جب آپ پہلا دعویٰ توحید بیان کریں گے کہ کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں، تو ہم آپ کو انعام میں دیں گے آپ کو قرآن پڑھا دیں گے اور آپ کو اس طرح یاد کرا دیں گے کہ پھر آپ اس کو بھولیں گے نہیں۔ الا ما شاء اللہ البتہ جن آیتوں کی تلاوت کو منسوخ کرنا منظور ہوگا وہ ہم آپ کو بھلا دیں گے۔

٥ انه یعلم۔ یہ دعویٰ توحید کا دوسرا حصّہ ہے یعنی عالم الغیب اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ ونیسرک للیسریٰ یہ دوسرے دعوے پر انعام ہے یعنی جب دوسرا دعویٰ بیان کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے لئے جنّت کی راہ آسان فرمائے گا۔ جس طرح پہلا دعوےٰ دوسرے دعوے کے لئے بمنزلہ سبب ہے یعنی جو سب کچھ کرنے والا اور متصرف و کارساز ہو وہی عالم الغیب ہوتا ہے اُسی کو پکارنا چاہئے۔ اسی طرح پہلا انعام بھی دوسرے انعام کے لئے بمنزلہ سبب ہے۔ کیونکہ قرآن کی ہدایت دخولِ جنّت کا موجب ہے۔

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً فِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۂ اعلیٰ لے مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی انیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ① الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ② وَ

پاکی بیان کر لے اپنے رب کے نام کی جو سب سے اوپر ف جس نے بنایا پھر ٹھیک کیا اور

الَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ③ وَالَّذِيْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ④

جس نے ٹھہرا دیا پھر راہ بتلائی فلہ ف اور جس نے نکالا چارا

فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ⑤ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ⑥ اِلَّا مَا

پھر کر ڈالا اس کو کوڑا سیاہ ف البتہ ہم پڑھائیں گے تجھ کو پھر تو نہ بھولے گا ف مگر جو

شَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ⑦ وَنُيَسِّرُكَ

چاہے اللہ وہ جانتا ہے پکارنے کو اور جو چھپا ہوا ہے ف اور سہج سہج پہنچائیں گے

لِلْيُسْرٰى ⑧ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ⑨ سَيَذَّكَّرُ

ہم تجھ کو آسانی تک ف سو تو سمجھائے اگر فائدہ کرے سمجھانا سمجھ جائے گا

مَنْ يَّخْشٰى ⑩ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ⑪ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ

جس کو ڈر ہوگا اور یکسو رہے گا اس سے بڑا بدقسمت وہ جو داخل ہوگا بڑی آگ

الْكُبْرٰى ⑫ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ⑬ قَدْ اَفْلَحَ

میں پھر نہ مرے گا اس میں اور نہ جئے گا ف بیشک بھلا ہوا

مَنْ تَزَكّٰى ⑭ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ⑮ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ

اس کا جو سنورا اور لیا اس نے نام اپنے رب کا پھر نماز پڑھی کوئی نہیں تم بڑھاتے ہو

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ⑯ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ⑰ اِنَّ

دنیا کے جینے کو اور پچھلا گھر بہتر ہے اور باقی رہنے والا یہ

ف۶ فذکر۔ دعوائے توحید کے دونوں حصّوں کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلّی ہے آپ کو مسئلہ توحید کی بدولت مذکورہ بالا دونوں انعام عطا کئے گئے لہٰذا جہاں پند و نصیحت اور وعظ و تبلیغ کے سود مند ہونے کی توقع ہو وہاں دعویٰ توحید کی تبلیغ کریں۔

ان نفعت الذکریٰ سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تبلیغ کے نافع ہونے کا پہلے علم ہو تب تبلیغ کرنی چاہئے ورنہ نہیں حالانکہ یہ ضروری نہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ نصیحت کے نافع ہونے

موضح قرآن ف۱ سورۃ الاعلیٰ کے نازل ہونے کا سبب یہ ہے جب بڑی بڑی سورتیں جس میں بے حد وحساب علم بھرے تھے حضرت جبریل علیہ السلام کے واسطے سے اترنے لگیں جناب پیغمبر علیہ السلام کے خیال میں گذرا کہ میں محض ان پڑھا ہوں ان لفظوں کو اور ان کے معنوں کو بدوں لکھے کیونکر یاد رکھوں گا ایسا نہ ہو کہ کچھ بھول جاؤں اور رسالت میں نقص واقع ہو۔ اللہ صاحب نے ان کی تسلی خاطر کے واسطے یہ سورت بھیجی خوشخبری دی کہ تو بھولنے کا اندیشہ نہ کر تیرا خاوند آپ تیری اُستادی کرے گا، تفسیر فتح العزیز سے لکھا۔ ف۲ یعنی اوّل تقدیر لکھی پھر اسی کے موافق دنیا میں لایا۔ ف۳ یعنی خشک اور سیاہ ف۴ یعنی تو زبان سے نہ پڑھنے لگ۔ ف۵ مگر جو چاہے اللہ یعنی نسخ کیا چاہے ایسی صورت سے کہ بھلا دے پکارا اور چھپا یعنی جو کمال اور خلق تجھ میں ظاہر ہے اور جو کچھ تیری استعداد میں چھپا ہے کہ وہ اب ظاہر ہوگا۔ فتح العزیز سے لکھا۔ ف۶ یعنی وحی کا یاد رکھنا آسان ہو جائے گا۔ ف۷ نہ جیوے گا کیونکہ اس کی روح کو آرام نہیں ہمیشہ رنج عذاب میں گرفتار ہے یہاں تک کہ موت کی آرزو کرے گا اور موت نہیں آتی ایسی زندگی حقیقت میں زندگی نہیں ہے، یہ فائدہ فتح العزیز سے لکھا۔

لے دونوں حصوں کے بعد تسلی ۱۲۔ ۲۔ وعویٰ اولیٰ کی تبلیغ پر انعام ۱۲۔ ۳۔ دوسرا دعویٰ ۱۲۔ ۵۔ دوسرے دعویٰ کی تبلیغ پر انعام ۱۲۔ ۶۔ دونوں دعووں کے بعد تسلی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔ ۷۔ تخویف اخروی ۱۲۔ ۸۔ بشارت اخروی ۱۲۔ ۹۔ تخویف ۱۲۔ ۱۰۔ توحید و تمہید ۱۲۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی جمیع مخلوقات را اندازہ کرد بحسب آن اندازہ در مخلوقات تصرف فرمود تا ہماں صورت بر روی کار آمد پس این تصرف را بہدایت تعبیر فرمود ۱۲۔ ف۲ مترجم گوید فراموش گردانیدن آیت از خاطر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوعی از نسخ است واللہ اعلم ۱۲۔ لے خاوند فارسی کا لفظ ہے اور خداوند سے مخفف ہے اب یہ لفظ شوہر کے لئے بولا جاتا ہے اور یہی مشہور ہوگیا اس لئے اشتباہ بچنے کے لئے خاوند لفظ کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر نہ کیا واللہ اعلم بالصواب۔

کا علم ضروری نہیں، بلکہ جہاں نفع کی توقع یا وہم بھی ہو وہاں بھی تبلیغ کرنی چاہیئے البتہ جہاں بالکل مایوسی ہو اور نصیحت کے سودمند ہونے کا وہم بھی نہ ہو یعنی جن لوگوں میں ذرہ بھر انابت نہ پائی جائے۔ وہاں نصیحت نہ کی جائے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ فاعرض عن من تولی عن ذکرنا (النجم ع ۲) التذکیر والامر بالمعروف والنھی عن المنکر انما یجب اذا ظن نفعه ولذلک امر بالاعراض عمن تولی (مظہری ج ۱۰ ص ۲۴۵) اس کے بعد ان دونوں فریقوں کا ذکر ہے جن کے لئے نصیحت و تبلیغ مفید ہو گی اور جن کے لئے مفید نہ ہو گی۔

۷ سیذکر۔ اس میں پہلے فریق کا ذکر ہے۔ پند و نصیحت اور وعظ و ارشاد سے صرف وہی فائدہ اٹھائیں گے جن کے دلوں میں خدا کا خوف اور اللہ کی طرف انابت و رجوع کا جذبہ موجود ہو۔

ویتجنبھا الاشقی۔ یہ دوسرے فریق کا بیان ہے اور ساتھ اس فریق کے لئے تخویف اخروی ہے۔ وہ بدبخت کفار و مشرکین جو انکار و عناد پر اصرار کرتے ہیں، پند و نصیحت کو قبول کرنے سے اجتناب کریں گے۔ ان کی سزا یہ ہو گی کہ وہ سب سے بڑی آگ میں داخل ہوں گے۔ مراد دوزخ کا سب سے نچلا طبقہ ہے ای الطبقة السفلی من اطباق النار کما قال الفراء (روح ج ۳۰ ص ۱۰۸) ایسے بدبخت جہنم کی آگ میں ہمیشہ کے لئے سزا پاتے رہیں گے ان کو وہاں نہ موت ہی آئے گی کہ عذاب سے راحت پا لیں اور نہ وہاں ان کی کوئی زندگی ہی ہو گی کہ جس میں آرام و چین کا سانس لے سکیں۔ بس مسلسل اور لگاتار اس عذاب میں گرفتار رہیں گے۔

۸ قد افلح۔ یہ پند و نصیحت قبول کرنے والوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ آخرت میں کامیاب وہی ہو گا جو شرک سے پاک رہا اور جس نے مصائب و حاجات میں صرف اللہ ہی کو پکارا۔ اور نماز کی پابندی کی۔ من تزکی ای تطھر من الشرک بتذکرة و اتعاظه بالذکری (روح) وذکر اسم ربه مصائب و حاجات میں صرف اللہ کو پکارا اور اسی کے نام کا ورد کیا (الشیخ رحمہ اللہ تعالی)۔

۹ بل تؤثرون۔ توحید کے بعد مضمون تزہید فی الدنیا کا ذکر۔ تمہیں چاہیئے تھا (اے اہل مکہ) کہ تم پند و نصیحت کو قبول کر لیتے اور توحید کو مان لیتے مگر تم نہیں مانتے بلکہ آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتے ہو اور ایمان و عمل سے آخرت کی تیاری کرنے کے بجائے داد عیش دینے اور مال و زر جمع کرنے میں منہمک ہو حالانکہ آخرت دنیا کے مقابلے میں ہر لحاظ سے بہتر اور باقی رہنے والی چیز ہے۔ دنیا اور دنیا کی ہر چیز زوال پذیر اور فانی ہے مگر آخرت کا دار ازلی اور وہاں کی ہر نعمت لازوال اور غیر فانی ہے۔

۱۰ ان ھذا۔ یہ دونوں دعووں پر دلیل نقلی ہے۔ مسئلہ توحید جس طرح اس سورت میں مذکور ہے اور دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کے دوام و بقاء کا مضمون اسی طرح یہ دونوں مضمون پہلے آسمانی صحیفوں یعنی ابراہیم اور موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے صحیفوں میں بھی مذکور تھے۔ صحف ابراھیم و موسی، الصحف الاولی سے بدل ہے۔

سورۃ الاعلیٰ میں آیات توحید

۱۔ سبح اسم ربك الاعلیٰ ـــــ تا ـــــ فجعله غثآء احوٰی۔ نفی شرک فی التصرف۔

۲۔ انه یعلم الجھر وما یخفٰی۔ نفی شرک فی العلم۔

سُورۃ الغَاشیہ [۱]

ربط یہ سورت پہلی سورت کا تتمہ ہے اور اس میں محض تخویف اخروی کا بیان ہے۔ بشارت کا ذکر بالتبع ہے۔ اس کے بعد بھی اسی طریقہ سے ایک سورت میں اصل دعوی مذکور ہوگا اور دوسری سُورت اس کا تتمہ ہوگی۔

خلاصہ

ھل اتٰک حدیث الغاشیۃ ــــ تا ــــ ولا یغنی من جوع ○ تخویف اخروی۔ وجوہ یومئذ ناعمۃ ــــ تا ــــ وزرابی مبثوثۃ بشارت اخرویہ۔ افلا ینظرون الی الابل ــــ تا ــــ والی الارض کیف سطحت ○ متفرع برامور اربعہ مذکورہ بطریق لف و نشر مرتب۔ فذکر انما انت مذکر۔ الاٰیتین۔ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ الا من تولی وکفر تا آخر تخویف اخروی۔

۲ ھل اتٰک۔ ھل بمعنی قد ہے یا استفہام تقریری ہے۔ دونوں کا حاصل یہ ہے کہ آپ کو الغاشیہ کا حال اس سے پہلے معلوم ہوچکا ہے۔ یا استفہام اپنے اصل پر ہے اور اس سے پہلے آپ کو غاشیہ کا علم نہیں تھا اور استفہام سے مقصود تعجیب و تشویق ہے۔ گویا اس سوال کے جواب میں عرض کیا گیا الغاشیہ کی خبر مجھے معلوم نہیں، وہ کیا ہے تو کہا گیا وجوہ الخ الغاشیہ سے قیامت مراد ہے جو اپنے شدائد و اہوال کی وجہ سے سب پر حاوی ہوگی۔

۳ وجوہ یومئذ۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ یہاں سے لیکر زرابی مبثوثۃ تک الغاشیہ کا بیان ہے۔ والجملۃ الی قولہ تعالی مبثوثۃ استیناف وقع جوابا عن سؤال نشأ من الاستفہام التشویقی کانہ قیل من جہتہ علیہ الصلوۃ والسلام ما اتی فی حدیثہا، ما ھو؟ فقیل وجوہ الخ قال ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما لم یکن اتاہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حدیثہا فاخبرہ سبحانہ عنہا فقال جل وعلا: وجوہ یومئذ (روح ج ۳۰ ص ۱۱۲) خاشعۃ، ذلیلۃ من الحزن والھوان (مظہری) عاملۃ ناصبۃ ای تعمل عملا شاقۃ تتعب فیہا وھی جر السلاسل والاغلال والخوض فی النار الخ (ابو السعود) اور وجوہ سے اصحاب الوجوہ یعنی کفار مراد ہیں (کبیر) کفار و مشرکین دنیا میں نہ تو خدا کے سامنے عاجزی کرتے تھے، نہ ایمان کی خاطر شدائد و مصائب برداشت کرتے تھے لیکن قیامت کے دن ذلت اور رسوائی سے نہایت عاجز ہوں گے اور جہنم کے انواع عذاب کے ہولناک شدائد اور سخت ترین تکلیفوں اور سزاؤں کو برداشت کریں گے۔

۴ تصلی۔ حامیۃ۔ نہایت تند و تیز آگ جو اللہ کے دشمنوں پر بھڑک اٹھے گی۔ قال ابن عباس قد حمیت فہی تتلظی علی اعداء اللہ (مظہری، کبیر) تسقی من عین اٰنیۃ۔ جب ان کو جہنم کی شدید ترین گرمی میں پیاس لگے گی تو ان کو ایک ایسے چشمے سے پانی پلایا جائے گا جس سے نہایت گرم اور کھولتا ہوا پانی ابل رہا ہوگا۔ اٰنیۃ نہایت گرم بلغت منتہاھا فی الحر (بیضاوی)

۵ لیس لہم۔ دوزخیوں کے مشروب کا ذکر کرکے ان کے طعام کا ذکر فرمایا ضریع ایک خاردار پودا ہے زمین پر مفروش، نہایت زہریلا کوئی جانور یا چوپایہ اس کے قریب بھی نہیں جاتا۔ سرسبز ہو تو شبرق اور خشک ہونے پر ضریع کہلاتا ہے۔ قال عکرمۃ و مجاھد الضریع نبت ذو شوک لاصق بالارض تسمیہ قریش الشبرق اذا کان رطبا، فاذا یبس فہو الضریع، لا تقربہ دابۃ ولا بہیمۃ ولا ترعاہ، وھو سم قاتل، وھو اخبث الطعام واشنعہ، علی ھذا عامۃ المفسرین (قرطبی ج ۲۰ ص ۲۹)

دوزخیوں کو کھانے کے لئے ضریع کی قسم کا خاردار اور بدبودار نہایت زہریلا پودا دیا جائے گا جو کھانے والے کو موٹا کرے گا نہ اس کی بھوک ہی مٹائے گا۔

ع ١٩ ١٢

هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولٰى ﴿١٨﴾ صُحُفِ إِبْرٰهِيمَ وَمُوسٰى ﴿١٩﴾

لکھا ہوا ہے پہلے ورقوں میں صحیفوں میں ابراہیم کے اور موسیٰ کے

سُورَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَعِشْرُونَ اٰيَةً وَفِيهَا رُكُوعٌ وَاحِدٌ

سورۃ غاشیہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی چھبیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

هَلْ أَتٰكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ﴿١﴾ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ

کچھ پہنچی تجھ کو بات اس چھپا لینے والی کی کتنے منہ ؎ اس دن

خَاشِعَةٌ ﴿٢﴾ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴿٣﴾ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ﴿٤﴾

ذلیل ہونیوالے ہیں محنت کرنیوالے تھکے ہوئے ف۱ گرینگے ؎ دہکتی ہوئی آگ میں

تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ﴿٥﴾ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ

پانی ملیگا ایک چشمے کھولتے ہوئے کا نہیں ؎ ان کے پاس کھانا مگر جھاڑ

ضَرِيعٍ ﴿٦﴾ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ ﴿٧﴾ وُجُوهٌ

کانٹوں والا ف۱ نہ موٹا کرے اور نہ کام آئے بھوک میں کتنے منہ ؎

يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿٨﴾ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿٩﴾ فِي جَنَّةٍ

اس دن تروتازہ ہیں اپنی کمائی سے راضی اونچے

عَالِيَةٍ ﴿١٠﴾ لَّا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً ﴿١١﴾ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿١٢﴾ وقف لازم

باغ میں نہیں سنتے اس میں بکواس اس میں ایک چشمہ ہے بہتا

فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ﴿١٣﴾ وَأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ﴿١٤﴾

اس میں ؎ تخت ہیں اونچے بچھے ہوئے اور آبخورے سامنے چنے ہوئے

وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ﴿١٥﴾ وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ﴿١٦﴾ أَفَلَا

اور قالیچے برابر بچھے ہوئے اور مخمل کے نہالچے جگہ جگہ پھیلے ہوئے بھلا کیا ؎

تخویف اخروی ١٢ — بشارت اخروی ١٢ — شواہد رد بعید ١٢

؎ وجوہ یومئذ۔ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ قرآن مجید کا یہ قانون ہے کہ جہاں تخویف کا ذکر آئیگا اس کے ساتھ بشارت کا ذکر بھی ہوگا یہاں بھی وجوہ سے اصحاب الوجوہ یعنی مومنین مراد ہیں۔ مومنین قیامت کے دن خوش وخرم ہوں گے۔ دنیا میں انہوں نے جو کام کئے ہوں گے ان کا اجروثواب اور انکی احسن جزاء دیکھ کر بہت خوش ہوں گے۔ عالیشان باغوں میں رہیں گے اور وہاں کوئی لغو اور بیہودہ بات نہیں سُنیں گے ان باغوں میں ہر قسم کے اعلیٰ مشروبات کے چشمے جاری ہوں گے ؎ فیہا سرر ۔ سریر کی جمع ہے یعنی تخت۔ ان کے بیٹھنے کے لئے جو تخت ہوں گے وہ نہایت اونچے ہونگے لیکن جب وہ ان پر بیٹھنا یا ان سے اترنا چاہیں گے تو تخت خود بخود نیچے ہو کر زمین کے قریب ہو جائینگے واکواب موضوعۃ۔ کوب وہ پیالہ جس کو پکڑنے کے لئے حلقہ نہ ہو۔ پیالیاں ان کے سامنے تیار رکھی ہوں گی جب چاہیں گے ان کو استعمال کر لیں گے ونمارق مصفوفۃ۔ گدے اور تکیے سلیقہ کے ساتھ قطار میں رکھے ہوں گے وزرابی مبثوثۃ زرابی، زربیۃ کی جمع ہے یعنی دریاں وز بچھونے مبثوثۃ۔ مبسوطۃ۔ جنت میں ہر طرف دریاں بچھی ہوں گی تاکہ جہاں چاہیں بیٹھ جائیں۔

؎ افلا ینظرون۔ یہاں مذکورہ بالا چاروں امور کے لئے چار نمونے اور شواہد مذکور ہیں بطور لف ونشر مرتب۔ مذکورہ بالا بیان پر مشرکین نے حیرت وتعجب کا اظہار کیا بلکہ ان چیزوں کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے ایسے نمونے بیان فرمائے جن کے انکار کی کوئی بھی گنجائش نہیں۔ استیناف مسوق لتقریر ما فصل من حدیث الغاشیۃ وما ھو مبنی علیہ من البعث الذی ھم فیہ مختلفون بالاستشہاد علیہ بما لا یستطیعون انکارہ۔ (ابو السعود ج ٨ ص ٥٥٢) عن قتادۃ لما نعت اللہ تعالیٰ ما فی الجنۃ عجب من ذلک اھل الضلالۃ فانزل اللہ سبحانہ وتعالیٰ افلا ینظرون الخ (روح ج ٣٠ ص ١١٥) افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت کیا وہ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے ہم نے اس کو کس طرح عجیب وغریب پیدا کیا ہے۔ وہ تمام سواریوں سے بلند ہے جب اس پر سوار ہونا چاہیں تو اُسے بٹھا کر سوار ہو جاتے ہیں اور پھر وہ ان کو

موضح قرآن ف۱ کافر جو ریاضت کرتے ہیں دنیا میں کچھ قبول نہیں پڑتی ۔۔۔۔۔۔۔۔ از شاہ عبدالقادر صاحب رح

فتح الرحمٰن ف۱ وضریع نام گیاہی خاردار است ١٢۔

اپنی پیٹھ پر لے کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ یہ سرر مرفوعۃ کا نمونہ ہے اہل جنت کے تخت بھی اسی طرح کے ہوں گے (مدارک) تفسیر عباسی میں ہے
مرتفعۃ لاھلھا یعنی وہ تخت بلند ہوں گے۔ لیکن مدارک والا مفہوم زیادہ مناسب ہے **ف۹** والی السماء یہ اکواب موضوعۃ کا نمونہ ہے جس
طرح آسمان اونچا ہے اور اس پر تارے اونچے رکھے ہیں اسی طرح پیالیاں اونچی رکھی ہوں گی۔ والی الجبال کیف نصبت یہ نمارق مصفوفۃ
کا نمونہ ہے جس طرح دنیا میں زمین پر پہاڑوں کا سلسلہ قائم ہے اسی طرح جنت میں سلیقہ کے ساتھ تکیے قطار میں لگے ہوں گے والی الارض کیف

يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿١٧﴾ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ

نظر نہیں کرتے اونٹوں پر کہ کیسے بنائے ہیں اور آسمان پر کہ کیسا

رُفِعَتْ ﴿١٨﴾ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿١٩﴾ وَاِلَى الْاَرْضِ

اسکو بلند کیا ہے اور پہاڑوں پر کہ کیسے کھڑے کر دیے ہیں اور زمین پر کہ

كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿٢٠﴾ فَذَكِّرْ ۗ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾ لَسْتَ

کیسی صاف بچھائی ہے سو تو سمجھائے جا تیرا کام تو یہی سمجھانا ہے تو نہیں

عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ﴿٢٣﴾ فَيُعَذِّبُهُ

ان پر داروغہ مگر جس نے منہ موڑا اور منکر ہو گیا تو عذاب کریگا اسکو

اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ﴿٢٤﴾ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ

اللہ وہ بڑا عذاب بیشک ہمارے پاس ہے انکو پھر آنا پھر

اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿٢٦﴾

بیشک ہمارا ذمہ ہے انکے حساب لینا

سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۂ فجر مکہ میں نازل ہوئی اس کی تیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالْفَجْرِ ﴿١﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿٢﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴿٣﴾ وَالَّيْلِ

قسم ہے ف۱ فجر کی اور دس راتوں کی ف۲ اور جفت ف۳ اور طاق کی ف۴ اور اس رات کی

اِذَا يَسْرِ ﴿٤﴾ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ﴿٥﴾ اَلَمْ تَرَ

کہ جب رات کو چلے ف۵ ہے ان چیزوں کی قسم پوری عقلمندوں کے واسطے ف۶ تو نے ف۷ نہ دیکھا

كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿٦﴾ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿٧﴾ الَّتِيْ

کیسا کیا تیرے رب نے عاد کیساتھ وہ جو ارم ہیں تھے بڑے ستونوں والے ف۸ کہ

رکوع ١ — ع ١٣ النصف

سطحت یہ زرابی مبثوثۃ کا نمونہ ہے جس طرح زمین بچھونے کی طرح بچھی ہوئی ہے اسی طرح جنت میں ہر طرف دریاں اور فروش بچھے ہوں گے **ف۱۰** فذکر۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے اور یہ آیت سورۃ الاعلیٰ کی آیت فذکر ان نفعت الذکری سے متعلق ہے۔ کیونکہ یہ سورت اس سورت کا تتمہ ہے۔ اگر مشرکین قرآن میں غور و تدبر نہیں کرتے اور آپ کے بطریق احسن بیان و ارشاد کے باوجود نہیں مانتے تو اس سے آپ غمگین نہ ہوں کیونکہ آپ بشیر و نذیر اور ناصح و معلم ہیں۔ اس لئے آپ اپنا کام کرتے رہیں آپ کو ان پر داروغہ اور نگران بنا کر نہیں بھیجا گیا کہ ان کو ماننے اور ایمان لانے پر مجبور کریں۔ الا من تولی وکفر استثنار منقطع ہے اور الا بمعنی لکن ہے موصول مع صلہ مبتدا۔ اور فیعذبہ اللہ الخ جملہ اس کی خبر ہے (روح) یہ تخویف اخروی ہے لیکن جو ایمان سے اعراض کرے گا اور حق کا انکار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سب سے بڑی سزا دے گا۔ مراد آخرت میں دوزخ کا عذاب ہے۔

ف۱۱ ان الینا۔ یہ ما قبل کا تتمہ ہے وہ عذاب سے ہرگز نہیں بچ سکتے۔ موت اور پھر بعث بعد الموت کے بعد وہ ہمارے پاس ہی واپس آجائیں گے اور پھر ہم ہی ان کا حساب لیں گے اور ان کو جہنم میں دھکیل دیں گے۔

ف۱ رجعت بیشک ... علیہ وسلم

۲ تتمہ ماقبل ۱۲

۳ تمہید برائے معتوف ... ترہیب ۱۲

۴ ترہیب فی الدنیا کیلئے تخویف دنیوی کا پہلا نمونہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ عید قرباں کے فجر بڑا حج ادا ہوتا ہے اور دس رات اس سے پہلے اور جفت اور طاق جوڑ مضان کے آخر دہے میں ہے اور جب رات کو چلے یعنی پیغمبر چلے معراج کو ۱۲ منہ رح ف۲ عاد ایک قوم تھی ارم اس میں ایک قبیلہ تھا سلطنت تھی ان میں عمارتیں بناتے بڑی بڑی اونچی ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی عشرہ ذی الحجہ ۱۲۔ ف۲ یعنی بعض نماز جفت است و بعض طاق ۱۲۔ ف۳ کہ خدا جزا دہندہ بندگان است بر اعمال ایشان ۱۲۔

سُورۃ الفجر ۱ه

ربط سورۂ اعلیٰ کے دونوں مضمونوں میں سے ایک مضمون یعنی تزہید فی الدنیا کا مضمون اس سورت میں ذکر کیا گیا ہے۔ دنیا کی حقارت اور بے ثباتی کا بیان ہے۔ سورۃ الغاشیہ، سورۃ الاعلیٰ کا تتمہ تھی اور سورۃ الفجر، سورۃ الاعلیٰ کے ایک مضمون کی تفصیل ہے۔

خلاصہ

والفجر ـــــ تا ـــــ ھل فی ذلك قسم لذی حجر ہ ان اوقات شریفہ میں اللہ تعالیٰ سے آخرت کے لئے دعائیں مانگا کرو اور دنیا کے پیچھے نہ دوڑو۔ الم تر کیف فعل ربك بعاد۔ تزہید فی الدنیا کے لئے تخویفِ دنیوی کا پہلا نمونہ۔ قوم عاد کو دیکھو انہوں نے آخرت پر دنیا کو ترجیح دی، مگر جب اللہ کا عذاب آیا تو دنیوی ساز و سامان اور دولت و ثروت سے ان کو کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ و ثمود الذین جابوا الصخر بالواد ہ تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ۔ و فرعون ذی الاوتاد ہ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ۔ ان تمام منکرین توحید اور جاحدین قیامت کو اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں سخت عذاب میں پکڑ لیا۔ فاما الانسان اذا ما ابتلٰه ـــــ تا ـــــ فیقول ربی اھانن ہ یہ شکوی ہے۔ انسان اپنی عزت و ذلت کو دنیا کے ساز و سامان اور دولت کی کمی بیشی پر مبنی سمجھتا ہے حالانکہ عزت و کرامت کا معیار تقوی اور اطاعت خداوندی ہے۔
کلا بل لا تکرمون الیتیم ـــــ تا ـــــ و تحبون المال حبا جما ہ یہ بیان ماقبل سے بطور ترقی ہے۔ کلا اذا دکت الارض دکا ـــــ تا ـــــ و لا یوثق وثاقه احد ہ تخویف اخروی۔ یایتها النفس المطمئنة ـــــ تا ـــــ آخر۔ بشارت اخرویہ۔

۲ه والفجر۔ بعض مفسرین کے نزدیک فجر سے جنس مراد ہے بلا تخصیص یوم اور عبد اللہ بن عباس رض اور مجاہد رح کے نزدیک یوم نحر (۱۰ ذی الحجہ) کی فجر مراد ہے (روح) یوم نحر کی فجر خود شاہد ہے کہ وہ کتنا مبارک دن ہے، اس لئے اس دن میں بیت اللہ کے پاس جا کر اس مخصوص وقت میں اللہ کے سامنے عاجزی کرو اور اس سے دعا مانگو، کیونکہ وہاں گناہ معاف ہوتے ہیں ولیال عشر دس راتوں سے رمضان کی دس آخری راتیں مراد ہیں جن میں لیلۃ القدر پوشیدہ ہے۔ یہ حضرت ابن عباس رض اور ابو ظبیان رح سے منقول ہے۔ یہ قسم ماقبل سے بطور ترقی ہے۔ یوم نحر کی فجر نہ سہی وہاں جانے میں مال خرچ ہوتا ہے۔ اور سفر کی صعوبتیں اٹھانا پڑتی ہیں۔ تمہارے گھر بیٹھے رمضان کی آخری دس راتیں میسر ہو سکتی ہیں ان میں لیلۃ القدر بھی ہے جو نہایت رحمت و برکت والی رات ہے اس کی طرف آؤ دنیا کی طرف نہ دوڑو۔

۳ه والشفع والوتر۔ جفت اور طاق سے مراد نماز ہے کیونکہ بعض نمازوں کی رکعتیں جفت ہیں۔ اور بعض کی طاق یہ تفسیر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ روی مرفوعا عن عمران بن الحصین عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال: الشفع والوتر الصلاۃ منها شفع و منها وتر (قرطبی ج ۲۰ ص ۳۹) یہ قسم ماقبل سے بطور ترقی ہے۔ اچھا لیلۃ القدر تو سال میں ایک دفعہ آتی ہے اور بالتعیین معلوم بھی نہیں، پانچوں نمازیں تو رات دن میں ضرور آتی ہیں ان کی پابندی کر کے آخرت کے لئے کچھ زاد راہ بنا لو اور دنیا کے پیچھے نہ بھاگو پانچوں نمازوں کی پابندی سے انسان گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح ایک کپڑے کو روزانہ پانچ دفعہ دھو کر صاف کر لیا جائے یا جس طرح روزانہ پانچ دفعہ نہانے والے کا بدن میل کچیل سے پاک ہو جاتا ہے۔ کما فی الحدیث۔

۴ه واللیل اذا یسر۔ یسری ای یذھب جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ واللیل اذ ادبر اور قسم ہے رات کی جب وہ جاتی ہے مراد رات کا آخری حصہ ہے یعنی طلوع صبح سے پہلے یہ وقت بھی نہایت مبارک ہے اس وقت میں پہلے آسمان پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی تجلیات کا نزول ہوتا ہے اور اعلان ہوتا ہے کیا کوئی گناہ بخشوانے والا ہے ؟ تا کہ وہ معافی مانگے اور میں اس کے گناہ بخش دوں اس وقت اللہ تعالیٰ سے آخرت طلب کرو اور دنیا کے پیچھے نہ بھاگو ھل فی ذلك قسم لذی حجر۔ عقلمند آدمی کے لئے یہ عظیم الشان قسمیں اور شواہد ہیں اور عقلاء کے لئے ان میں کافی عبرت و نصیحت ہے۔ ہر قسم کے بعد جواب قسم محذوف ہے کما مر۔

۵ الم تر۔ یہ تخویف دنیوی کا پہلا نمونہ ہے برائے تزہید فی الدنیا۔ حاصل یہ ہے کہ دنیا کوئی چیز نہیں دنیا کے پیچھے نہ بھاگو بلکہ آخرت کی فکر کرو اور اللہ تعالیٰ سے مبارک وقتوں میں اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ قوم عاد کو دیکھو یہ کس قدر طاقتور قوم تھی دنیا میں کوئی ان کا ہمسر نہ تھا، مگر انہوں نے سرکشی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو تہس نہس کر دیا اور ان کا دنیوی سازوسامان اور کروفر ان کے کسی کام نہ آیا۔ عادٍ۔ ارم۔ ارم، عاد سے بدل ہے ارم قبیلے کا نام ہے اور عاد اس قوم کے جدِ اعلیٰ کا نام ہے۔ (قرطبی) یا ارم، عاد کے باپ یا دادا کا نام ہے۔ اس صورت میں بدل مبدل منہ کی ترکیب درست نہ ہوگی بلکہ مضاف مقدر ہوگا۔ اصل میں عادِ بن ارم تھا۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ذات العماد۔ لمبے قد والے یا خیموں والے یعنی کان طولھم مثل العماد ...... وقیل سمیت تلک الامۃ بذلک لانھم کانوا اھل اعمدۃ وخیام وماشیۃ سیارۃ فی الربیع (مظہری ج ۱۰ ص ۲۵۵)

لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝٨ وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا
بنی نہیں ویسی سارے شہروں میں اور ثمود کے ساتھ جنھوں نے تراشا
الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝٩ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ۝١٠ الَّذِينَ
پتھروں کو وادی میں ف۱ اور فرعون کے ساتھ وہ میخوں والا ف۲ یہ سب تھے
طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝١١ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ۝١٢ فَصَبَّ
جنہوں نے سر اٹھایا ملکوں میں پھر بہت ڈالی ان میں خرابی پھر پھینکا
عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝١٣ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝١٤
ان پر تیرے رب نے کوڑا عذاب کا بے شک تیرا رب لگا ہے گھات میں
فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ
سو آدمی جو ہے جب جانچے اسکو رب اسکا پھر اسکو عزت دے اور اسکو نعمت
فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ۝١٥ وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ
تو کہے میرے رب نے مجھ کو عزت دی اور وہ جس وقت اسکو جانچے پھر کھینچ کرے اس کو
رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ ۝١٦ كَلَّا بَلْ لَا تُكْرِمُونَ
روزی کی تو کہے میرے رب نے مجھے ذلیل کیا ف۳ کوئی نہیں ف۴ پر تم عزت سے نہیں
الْيَتِيمَ ۝١٧ وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۝١٨ وَ
رکھتے یتیم کو اور تاکید نہیں کرتے آپس میں محتاج کے کھلانے کی اور
تَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَمًّا ۝١٩ وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا
کھا جاتے ہو مُردے کا مال سمیٹ کر سارا ف۵ اور پیار کرتے ہو مال کو جی بھر
جَمًّا ۝٢٠ كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۝٢١ وَجَاءَ رَبُّكَ
کر ف۶ کوئی نہیں ف۷ جب پست کر دی جائے زمین کوٹ کوٹ کر ف۸ اور آئے تیرا رب
وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝٢٢ وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ
اور فرشتے آئیں قطار قطار اور لائی جائے اس دن دوزخ اس دن

۶ وثمود۔ تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ۔ قوم ثمود کو دیکھو وہ کس قدر طاقتور اور کیسے کاریگر تھے کہ پتھروں کو تراش ڈالا اور پہاڑوں کو کاٹ کر ان کے اندر رہائشی مکانات بنا لئے۔ وفرعون ذی الاوتاد۔ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ۔ دیکھو! فرعون کتنا بڑا بادشاہ تھا، اس کی سلطنت کس قدر مضبوط تھی ذی الاوتاد (میخوں والا) یہ یا تو سلطنت کے استحکام سے کنایہ ہے یا یہ مطلب ہے کہ وہ توحید والوں کو میخوں سے گاڑ کر عذاب دیتا ہے۔ الذین طغوا فی البلاد۔ ان سب قوموں نے سرکشی کی، اور حد سے گذر گئے، شہروں اور بستیوں میں ظلم و تشدد اور بے انصافی سے شر و فساد برپا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر مختلف قسم کے عذاب نازل کرکے ان کو تباہ کر دیا۔ دنیا کی دولت و سلطنت ان کے کام نہ آئی۔ صبّ انزل۔ سوط عذاب اضافت صفت بموصوف۔ سوطا مختلطا بعضھا ببعض فھی اضافۃ صفۃ الی موصوفھا کاخلاق ثیاب (مظہری کذا فی الروح)

۷ ان ربك۔ بیشک تیرا پروردگار گھات میں ہے۔ یہ احاطہ علم الٰہی سے کنایہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے اور سب کچھ اس کے حیطۂ علم میں ہے۔ دنیا کے پیچھے نہ

موضح قرآن ف۱ وادی ان کے مکان کا نام ہے پہاڑ کو کرید کر گھر بناتے تھے۔ ۱۲ منہ رح ف۲ سونے کی میخیں رکھتا تھا لشکر کے گھوڑوں کی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ یعنی آپ پر الزام رکھے اپنے فعل کی طرف نہ دیکھے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۴ یعنی حلال اور حرام نہیں پہچانتے لڑکوں اور عورتوں کو میراث کا حصہ نہیں دیتے ان کا مال بھی آپ ہی چکھ جاتے ہیں۔ یہ فائدہ تفسیر حسینی سے لکھا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی بچہار میخ بستہ عقوبت می کرد ۱۲۔ ف۲ یعنی زنان و یتیمان را حق ایشان نمیدہند و حق ایشان را بمال خود جمع میکنند ۱۲ ف۳ یعنی اسباب اکرام الٰہی اکرام یتیم و طعام مسکین است آنرا می باید کرد و شما باین صفت ہستید کہ یتیمان را حق ایشان نمی دہید و حق ایشان را بمال خود جمع میکنید ۱۲ ف۴ یعنی جبال و اطلال را باسائر ارض برابر کردہ شود ۱۲۔

دوڑو، دیکھو دنیا کی خاطر دین چھوڑنے والی قوموں کا حشر کس قدر ہولناک ہوا ہے ۔ ۵ فاما الانسان ۔ یہ شکوی ہے۔ انسان اپنی عزت و ذلت کا مدار دنیوی دولت کی کثرت و قلت کو قرار دیتا ہے حالانکہ دولت کی کمی بیشی انسانوں کے لئے ابتلاء و امتحان ہے وہ کسی کو وافر دولت دے کر اس کا امتحان لیتا ہے کہ وہ دولت اللہ کی مرضی کے مطابق خرچ کرتا ہے یا نہیں اور کسی کا تنگدستی سے امتحان لیتا ہے کہ وہ اس حال میں صبر و شکر سے کام لیتا ہے یا شکوہ شکایت کرتا ہے لیکن انسان کا یہ حال ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ بطور ابتلا اس کو دنیا میں عزت و دولت عطا کردے تو وہ سمجھتا ہے کہ اللہ نے میری عزت کی ہے اور اگر اپنی حکمت بالغہ کے تحت اسکی روزی تنگ کردے تو وہ کہنے لگتا ہے خدا نے مجھے رسوا کردیا ہے حالانکہ عزت و ذلت کا معیار دولت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طاعت و معصیت ہے۔ سب سے زیادہ قابل عزت وہی ہے جو سب سے زیادہ خدا کا فرمانبردار ہو۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (حجرات ع ۲) ۹ ۔ کلا بل لا تکرمون کلا۔ ردعیہ ہے۔ یہ انسان کے مذکورہ بالا رویہ پر شکوی ہے علی سبیل الترقی ۔ دنیادار لوگو! تم ہر وقت دنیا میں اپنی ہی عزت و ذلت کی فکر میں مست رہتے ہو۔ مگر یتیموں کا خیال نہیں کرتے ہو اور نہ ان کا اکرام کرتے ہو مراد یہ ہے کہ ان کا حق نہیں ادا کرتے ہو۔ ولا تحضون علی طعام المسکین یہ ما قبل سے بطور ترقی ہے۔ یتیموں کا اکرام تو ایک طرف رہا تم تو مسکینوں کو کھانا بھی نہیں کھلاتے ہو۔ اور نہ ایک دوسرے کو مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب ہی دیتے ہو لا تحاضون اصل میں لا تتحاضون تھا ایک تا بغرض تخفیف حذف کر دی گئی ہے و تاکلون التراث اکلا لما یہ ما قبل سے بطور ترقی ہے یتیموں اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب دینا تو رہا ایک طرف، ان غریبوں کا میراث میں جو جائز حق ہے تو تم اس کو بھی ڈکار لئے بغیر ہی ہضم کر جاتے ہو اور مال جمع کرتے وقت حلال و حرام کی بھی کوئی تمیز نہیں کرتے ہو۔ و تحبون المال حبا جما یہ بھی ما قبل سے بطور ترقی ہے۔ تم لوگوں کے دلوں میں مال کی محبت اس قدر زیادہ ہے کہ تم نہ صرف یتیموں اور مسکینوں کی میراث پر ناجائز قبضہ کرتے ہو، بلکہ ڈاکہ اور چوری ہر ناجائز طریقے سے مال جمع کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ اعلا لما حلال

يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى (۲۳) يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ

اُس دن سوچے گا آدمی اور کہاں ہے اسکو سوچنا کہے گا کیا اچھا ہوتا

قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ (۲۴) فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ (۲۵)

جو میں کچھ آگے بھیجتا اپنی زندگی میں پھر اسدن عذاب نہ دے اس کا سا کوئی ف

وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ (۲۶) يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (۲۷)

اور نہ باندھ کر رکھے اسکا سا باندھنا کوئی ف ا اے وہ جی جس نے چین پکڑ لیا

ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (۲۸) فَادْخُلِيْ فِيْ

پھر چل اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر شامل ہو

عِبٰدِيْ (۲۹) وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ (۳۰)

میرے بندوں میں اور داخل ہو میری بہشت میں

ع ۱ / ۱۴

سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ عِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۂ بلد مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی بیس آیتیں ہیں اور ایک رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ (۱) وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ (۲)

قسم کھاتا ہوں ۲ میں اس شہر کی ف ۲ اور تجھ پر قید نہ رہیگی اس شہر میں ف ۳

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ (۳) لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ (۴)

اور قسم ہے جننے کی اور جو اسنے جنا ف ۴ تحقیق ہم نے بنایا آدمی کو محنت میں ف ۵

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ (۵) يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ

کیا خیال ۴ رکھتا ہے وہ کہ اس پر بس نہ چلے گا کسی کا کہتا ہے میں نے خرچ کر ڈالا

مَالًا لُّبَدًا (۶) اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ (۷) اَلَمْ نَجْعَلْ

مال ڈھیروں کیا خیال رکھتا ہے کہ دیکھا نہیں اسکو ف ۳ کسی نے ف بھلا ہم نے نہیں دیں

وقف لازم

ل بشارت اخروی ۱۲

موضح قرآن ف اللہ کا سا عذاب اس دن کوئی نہ کرے گا۔ نہ آگ نہ وہاں کے کارندے نہ سانپ بچھو جو آگ میں ہوں گے کیونکہ ان کا عذاب جسم ہی پر ہوگا اور اللہ کی طرف سے حسرت اور ندامت کا عذاب گنہگار کی روح پر ہوگا۔ یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا۔ ف ۲ یعنی شہر مکہ ۱۲ منہ رح ف ۳ مکہ میں لڑائی کی قید ہے ہر شخص کو یعنی وہاں کوئی لڑائی نہیں کرتا مگر حضرت کو فتح مکہ کے دن قید معاف ہوئی تھی جو کوئی آپ سے لڑا اس کو مارا پھر وہی قید قائم ہے قیامت تک ف ۴ یعنی آدم اور بنی آدم ۱۲ منہ رح ف ۵ ساری عمر محنت میں ہے خالی کبھی نہیں ف ۶ شادیوں میں ماتموں میں نام کی جگہ میں مال خرچ کر کے بڑائی گنتا ہے اور خرچنے کی جگہ اور ہے۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی بوجہی واقع شود کہ ہیچ کس غیر او بران قادر نیست ۱۲ ف ۲ یعنی آدم و جمیع ذریت او ۱۲ ف ۳ یعنی عادت آدمیت کہ بقوت خود فخر کند و نہ بیند کہ چہ قدر ناتوانیہا کشد و نیز ببذل مال فخر کند و نمی داند کہ خدا او را می بیند کہ بغایت حقیر و بخیل است ۱۲۔

حرام کے درمیان امتیاز کے بغیر مال کھانا ہے حباجما بہت زیادہ محبت۔ ذالہ وھوالجمع بین الحلال والحرام وکانوا لایورثون النساء ولا الصبیان ویأکلون تراثھم مع تراثھم...... (حباجما) کثیرشدیدا مع الحرص و منع الحقوق (مدارک)

۱۰ کلا اذا۔ یہ تخویف اخروی ہے کلا ردعیہ ہے یعنی یوں تو نہیں کرنا چاہیے ورنہ ان کو ان کاموں پر قیامت کے دن سخت حسرت ہوگی مگر اس دن تحسّر و تأسف کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ دکت الارض دکا دکا۔ زمین کو بار بار ہلایا اور توڑا جائے گا یہاں تک کہ زمین بالکل ہموار ہو جائے گی، نہ پہاڑ نظر آئیں گے نہ دریا اور سمندر۔ پھر اللہ تعالیٰ فصل قضاء کے لئے اپنی خاص شان کے ساتھ نزول اجلال فرمائیگا۔ فیجئی الرب تبارک وتعالیٰ لفصل القضاء کمایشاء والملائکۃ یجیئون بین یدیہ صفوفا صفوفا (ابن کثیر ج ۴ ص ۵۱۰) فرشتے صفوں میں دست بستہ کھڑے ہوں گے اور قیدخانہ (جہنم) سامنے موجود ہوگا جس میں کفار و مشرکین کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قید کر دیا جائے گا۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے چونکہ مجئ (آنا) حرکت وانتقال کو مقتضی ہے اور یہ حادث کی صفت ہے اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ اس لئے یہاں مضاف محذوف ہے ای جاء جلائل آیات ربک (کبیر) تمثیل لظھور آیات اقتدارہ وتبیین آثار قھرہ وسلطانہ الخ (مدارک) یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت وجبروت اور اسکی ہیبت و جلال کا ظہور ہوگا مگر پہلی تاویل بہرکیف وہ مجئ (آنا) مراد نہیں جو حادث کی صفت ہے بلکہ وہی مجئ مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان عالی کے لائق ہو

۱۱ یومئذ۔ قیامت کے دن عبرت و نصیحت حاصل کرنے پر آمادہ ہوگا یا مطلب یہ ہے کہ اس دن انسان اپنی تمام کوتاہیوں اور غلطیوں کو یاد کرے گا اور ان پر حسرت و ندامت کا اظہار کرے گا مگر اس وقت اس کا اسے کوئی فائدہ نہ ہوگا یہ حسرت و ندامت بے وقت ہوگی۔ ومن این لہ الذکری وقد فات اوانھا (روح ج ۳۰ ص ۱۲۹)

۱۲ یقول۔ اس دن انسان انتہائی حسرت و ندامت سے تمنا کرے گا ہائے کاش! میں نے دنیا میں آخرت کی زندگی کے لئے کچھ کمایا ہوتا مگر یہ سب کچھ بے سود ہوگا فیومئذ لا یعذب عذابہ احد قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجرموں کو ایسا سخت عذاب دے گا کہ کوئی ایسا عذاب نہیں دے سکتا اور وہ مجرموں کو ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں اس طرح جکڑ دے گا کہ اس طرح کوئی کبھی نہ جکڑ سکے۔ ای لا یعذب کعذاب اللہ احد ولا یوثق کوثاقہ احد (قرطبی ج ۲۰ ص ۵۶) یا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن مجرموں کی تعذیب و ایثاق کا متولی خود اللہ تعالیٰ ہوگا۔

۱۳ یاایتھا النفس۔ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ کافروں کا حال بیان کرنے کے بعد مومنوں کا حال بیان فرمایا کہ مؤمن سے کہا جائیگا اے نفس مطمئنہ! جو رذائل اخلاق سے پاک ہو چکا ہے اپنے پروردگار کی طرف واپس آ اس حال میں کہ تو اپنے رب کی ربوبیت پر راضی ہے اور تیرا رب تجھ پر راضی ہے اس لئے تو میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

فائدہ اس سورت کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ اس میں تین چیزوں کا بیان ہے اوّل مرض۔ دوم سبب مرض اور سوم علاج مرض۔
فاما الانسان اذا ما ابتلٰہ ــــ تا ــــ فیقول ربی اھانن بیان مرض ہے۔
کلا بل لا تکرمون الیتیم ــــ تا ــــ و تحبون المال حبا جما۔ سبب مرض کا بیان ہے باقی سب علاج مرض کا بیان ہے۔

سُورۃ البلد

ربط یہ سورت گذشتہ سورت کا تمتہ ہے۔ والفجر میں دنیا اور دولت دنیا کی محبت کی مذمت مذکور ہوئی۔ اب سورۃ البلد میں مال کے صحیح مصارف ذکر کئے گئے کہ دولت کو جمع کرنے اور اسے بچا بچا کر رکھنے ہی میں نہ لگے رہو۔ بلکہ جہاں اللہ نے خرچ کرنے کا حکم دیا وہاں اس کو خرچ بھی کرو۔ اگر بے مصرف خرچ کروگے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں اور جائز مصارف میں بھی صرف اسی وقت فائدہ ہوگا جبکہ خرچ کرنے والا مومن ہو، ایمان کے بغیر خرچ کرنا بے فائدہ ہے۔

خلاصہ

لا اقسم بھذا البلد ـــــ تا ـــــ لقد خلقنا الانسان فی کبد ٥ یہ تخویف دنیوی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ دنیا میں مشقت اور تکلیف میں ڈالنا ہمارے اختیار میں ہے۔

ایحسب ان لن یقدر علیہ احد ـــــ تا ـــــ او مسکینا ذا متربۃ ٥ یہ زجر ہے انسان سمجھتا ہے کہ اس پر کوئی غالب نہیں آسکتا وہ کہتا ہے میں نے اپنے دوستوں پر بہت مال خرچ کیا ہے مگر یہ سب بے فائدہ ہے جب تک وہ ایمان لاکر صحیح مصرفوں میں دولت کو خرچ نہیں کرے گا اس وقت تک اسے فائدہ نہ ہوگا۔ ثم کان من الذین اٰمنوا ۔الاٰیۃ۔ مذکورہ مصارف میں خرچ کرے لیکن ایمان شرط ہے اولئک ھم اصحب المیمنۃ۔ بشارت اخرویہ۔ ایمان کے بعد صحیح مصرفوں میں دولت خرچ کرنے والے دائیں بازو کے لوگ ہیں اور جنتی ہیں۔ والذین کفروا باٰیٰتنا ـــــ تا ـــــ آخر تخویف اخروی ہے۔

ف۱ لا اقسم۔ لا زائدہ ہے برائے تاکید قسم۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ البلد سے مکہ مکرمہ مراد ہے انت حل کے معنی ہیں کہ تو مکہ میں داخل ہونیوالا ہوگا یا مطلب یہ ہے کہ تو صاحب حلت ہوگا یعنی آپ کیلئے مکہ مکرمہ میں قتل و قتال حلال ہوگا۔ ای ومن المکابدۃ ان مثلک عظم حرمتک یستحل بھذا البلد یعنی مکۃ کما یستحل الصید فی غیر الحرم (مدارک) یہ مشقت اس پر شاہد ہے کہ مشقت میں ڈالنا ہمارے اختیار میں ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ پر غلبہ دینے کی طرف اشارہ ہے۔ ووالد وما ولد ماں جب بچے کو جنم دیتی ہے تو اس کو جو تکلیف اور مشقت اٹھانا پڑتی ہے یہ بھی شاہد ہے کہ مشقت میں ڈالنا ہمارے ہاتھ میں ہے۔

ف۲ لقد خلقنا۔ یہ جواب قسم ہے مذکورہ قسمیں شاہد ہیں کہ انسان کو ہم نے مشقت میں پیدا کیا ہے اور انسان کو مشقت اور شدت میں ڈالنا ہمارے اختیار میں ہے کبد مشقت۔ فالمراد من کبد النصب والمشقۃ (مظہری) فی کبد مشقۃ یکابد مصائب الدنیا وشدائد الاخرۃ (مدارک)

ف۳ ایحسب۔ یہ زجر ہے کیا کافر انسان گمان کرتا ہے کہ اس پر کوئی قادر اور غالب نہ ہوگا اور کوئی اس کو اس کے برے عملوں کی سزا نہیں دے گا۔ اس کا یہ خیال غلط ہے۔ اسے اس کے گناہوں کی اللہ تعالیٰ ضرور سزا دے گا۔ یقول اھلکت مالا لبدا۔ لبدا بہت زیادہ وہ بڑے فخر سے کہتا ہے کہ اس نے اپنے مشرک اور شرک پھیلانے والے اور اسلام سے روکنے والے دوستوں پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں بے دریغ دولت خرچ کی ہے کیا اس کا خیال ہے کہ باطل میں خرچ کرتے ہوئے اس کو کوئی نہیں دیکھتا اور اس سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی بلکہ ہم اس کو دیکھ رہے ہیں اور اس کا پورا محاسبہ کرینگے۔ (ایحسب ان لم یرہ احد) حین کان ینفق او بعد ذلک فیسألہ عنہ یعنی ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ یراہ فیجازیہ او یجدہ فیحاسبہ علیہ (بیضاوی)

ف۴ الم نجعل۔ انعامات اور قدرت کاملہ کا بیان ہے۔ استفہام تقریری ہے۔ ہم نے انسان کو دیکھنے کے لئے دو آنکھیں دیں تاکہ وہ دلائل قدرت کا مشاہدہ کرے۔ بولنے کے لئے زبان دی اور دو ہونٹ دئیے جو بولنے میں معاون ہیں تاکہ وہ زبان سے حق بات پوچھے، حق کا اقرار کرے اور اسکی تبلیغ کرے اور ہم نے اس کو خیر و شر کے دونوں راستے دکھا دئیے اور دلائل سے دونوں کو واضح کر دیا۔ اب انسان کو چاہیئے کہ وہ خداداد قوتوں سے فائدہ اٹھائے اور حق کو قبول کرے۔

ف۵ فلا اقتحم۔ لا بمعنی ھلا ہے، کیونکہ لا بلا تکرار ماضی پر نہیں آسکتا (کبیر، مظہری) العقبۃ پہاڑی راستہ جو نہایت دشوار گذار ہو۔

اقتحام العقبة ۔ دین حق کی خاطر تکلیفیں اور مشقتیں برداشت کرنے سے کنایہ ہے۔ جب ہم نے اس کو ہر نعمت عطا کی ہے تو اس نے دین کی خاطر تکلیفیں اور مشقتیں کیوں برداشت نہیں کیں ؟ وہ مشکل اور دشوار گذار گھاٹیوں پر کیوں نہیں چڑھا تاکہ اُسے ہلاکت سے نجات ملجاتی کیونکہ پستی کی طرف پانی جاتا ہے وہ ہلاکت کی جگہ ہے اور نجات بلندی میں ہے۔ حاصل یہ کہ اس نے مال بے جا خرچ کیا ہے جائز مصارف میں خرچ نہیں کیا۔ وما ادرٰك ما العقبة رضی نے کہا ہے اس قسم کی عبارتوں کے دو معنی ہوتے ہیں تجھ کو کیا خبر ہے عقبہ کی یا یہ کہ مجھ سے سُن تیری سمجھ میں نہیں آسکتا **ك** فك رقبة یا العقبة کا بیان ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ان صحیح مصرفوں میں مال خرچ کرنے کی مشقت اٹھاؤ نجات پاؤ گے غلام آزاد کرنے، بھوکوں، اپنے ہم نسب یتیموں اور مسکینوں کو کھانا کھلانا یہ ہے وہ گھاٹی جس پر چڑھنے سے ان کو نجات ملیگی اور یہ ہیں خرچ کرنے کے صحیح مصارف جن پر خرچ کرنے سے ان کو ثواب ملیگا۔

ش ثم کان ۔ ثم تعقیب ذکری کے لئے ہے یعنی ان مصارف میں خرچ کرے لیکن اس کے ساتھ ایمان شرط ہے۔ مومن بھی ہوں اور دوسرے گناہوں سے بچنے اور مصائب پر صبر کرنے کی وصیت بھی کریں اور لوگوں پر مہربانی کرنے اور ان کا ترس کھانے کی تلقین کریں یا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو ایسے کاموں کی ترغیب دیں جو اللہ کی رحمت کا باعث اور موجب ہوں وتواصوا بالمرحمة عباد الله او بموجبات رحمة الله (مظہری)

ف اولٰئك یہ بشارت اخرویہ ہے۔ یہ سعداء ہیں جن کو اعمالنامے دائیں ہاتھوں میں دیئے جائینگے۔ اور ان کا مقام جنّت ہے۔ والذین کفروا یہ تخویف اخروی ہے جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا وہ اشقیاء ہیں ان کے اعمالنامے بائیں ہاتھوں میں دیئے جائینگے اور ان پر آگ کو بند کر دیا جائیگا۔ لوہے کے ستونوں کے درمیان آگ ہو گی اس میں ان لوگوں کو ڈالا جائیگا اور اوپر سے اس کو بند کر دیا جائیگا۔ مطلب یہ ہے کہ دوزخ کے دروازے اور منافذ بند کر دیئے جائیں گے تاکہ آگ کی گرمی میں کمی نہ ہو۔ والمراد مغلقة ابوابها وانما اغلقت لتشديد العذاب ــــ والعياذ بالله تعالىٰ ــــ عليهم (روح ج ۳۰ ص ۱۴۰)۔

لَهٗ عَيْنَيْنِ ﴿۸﴾ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ﴿۹﴾ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ﴿۱۰﴾

اسکو دو آنکھیں اور زبان اور دو ہونٹ اور دکھلادیں اسکو دو گھاٹیاں ف

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾ فَكُّ

سو نہ دھمک سکا گھاٹی پر ف۲ اور تو کیا سمجھا کیا ہے وہ گھاٹی چھڑانا کسی

رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ﴿۱۴﴾ يَّتِيْمًا ذَا

گردن کا ف یا کھلانا بھوک کے دن میں یتیم کو جو

مَقْرَبَةٍ ﴿۱۵﴾ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ

قرابت والا ہے ف یا محتاج کو جو خاک میں رل رہا ہے پھر تھا ہووے ایمان

اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ

والوں میں جو تاکید کرتے ہیں آپس میں تحمل کی اور تاکید کرتے ہیں رحم کھانے کی وہ لوگ

اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ

ہیں بڑے نصیب والے اور جو منکر ہوئے ہماری آیتوں سے وہ ہیں

الْمَشْئَمَةِ ﴿۱۹﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾

کمبختی والے انہی کو آگ میں موند دیا ہے

ع ۱ / ۲۰ / ۱۵

حاشیہ: ۱ بشارت اخرویہ ۱۲ — ۲ تخویف اخروی ۱۲

سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورہ شمس مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی پندرہ آیتیں ہیں اور ایک رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ﴿۱﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ﴿۲﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا

قسم ہے سورج کی اور اسکے دھوپ چڑھنے کی اور چاند کی جب آئے سورج کے پیچھے ف۲ اور دن کی جب

جَلّٰىهَا ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ﴿۴﴾ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ﴿۵﴾

اسکو روشن کرلے اور رات کی جب اسکو ڈھانک لیوے اور آسمان کی اور جیسا کہ اسکو بنایا

موضح قرآن ف ۱ یعنی کفر اور ایمان یا دودھ کے پستان ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۲ یعنی بردہ آزاد کرنا یا قرضدار کو خلاص کروانا ۱۲ منہ رح ف۳ یتیم کا ایک حق ناتے دار کا ایک حق جو دونوں ہوتے تو دو حق ہوئے ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی خیر و شر ۱۲۔ ف۲ یعنی بحقیقت قوت آنست کہ ایں اعمال بجا آرد ۱۲۔ ف۳ یعنی بشب چہاردہم ۱۲۔

سُورۃ الشمس

ربط سورۃ الشمس اور اللیل دونوں میں پہلے دونوں مضمونوں کا اعادہ کیا گیا ہے یعنی توحید اور تزہید فی الدنیا۔ سورۃ الشمس میں توحید کا مضمون مذکور ہے یعنی تفرقہ فی الاعتقاد۔ مطلب یہ ہے کہ اعتقاد زکی وطیب اور اعتقاد خبیث برابر نہیں ہے۔ سورہ واللیل میں تفرقہ فی الاعمال کا بیان ہے یعنی نیک و بد، سخی و بخیل اور مصدق ومکذّب برابر نہیں ہیں۔ یہ دونوں سورتیں سورۃ الاعلیٰ کے دونوں مضمونوں کا بیان ہے۔

خلاصہ

والشمس وضحٰھا ـــــ تا ـــــ وقد خاب من دسّٰھا ہ جس طرح روشنی اور اندھیرا، دن اور رات، آسمان اور زمین برابر نہیں ہیں اسی طرح نفس زکیہ جو شرک وکفر کی خباثت سے پاک ہو اور نفس خبیثہ جو شرک وکفر کی خباثت میں ملوث ہوں برابر نہیں ہیں۔

کذبت ثمود بطغوٰیھا ـــــ تا ـــــ آخر۔ تخویف اخروی۔ قوم ثمود کا انجام بد دیکھو، جو لوگ کفر و شرک سے اپنے دلوں کو پاک صاف نہ کریں توحید کا انکار کریں، ان کا انجام ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔

۲ ف والشمس۔ ضحٰی سے مراد ضوء اور روشنی ہے وضحٰھا ای ضوءھا۔ والقمر اذا تلٰھا۔ ای تبعھا ولحقھا چاند کے سورج کے پیچھے آنے سے مراد یہ ہے کہ سُورج کے غروب کے فوراً بعد طلوع ہو یہ چودھویں رات کا چاند ہے یا مراد ہے کہ سورج کے طلوع کے بعد اس کا طلوع ہو یہ مہینے کی ابتداء میں ہوتا ہے۔ ان دنوں میں چاند کا جو حصہ زمین کی طرف ہوتا ہے وہ بے نور ہوتا ہے اس لئے نظر نہیں آتا یا بہت تھوڑا سا حصہ نظر آتا ہے جو سورج کے بالمقابل ہوتا ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے بقرینۂ تقابل لیل و نہار ارض وسماء دوسرے مفہوم کو ترجیح دی ہے اسی طرح نفس کی دونوں حالتوں فجور و تقوی کا ذکر بھی قرینہ مرجحہ ہے۔ سورج کی روشنی اور چاند کا مذکورہ وقت میں بے نور ہونا شاہد ہے کہ نفس زکیہ اور نفس خبیثہ برابر نہیں۔

۳ ف والنھار۔ اسی دن جب سورج کو ظاہر کر دیتا ہے اور وہ افق پر نمایاں ہو جاتا ہے اور رات جب سُورج کو اپنی تاریکی میں چھپا لیتی ہے والسماء۔ آسمان اور اس کی بلندی، زمین اور اس کی ہمواری اور پستی یہ بھی شاہد ہیں کہ نفس زکیہ اور نفس خبیثہ برابر نہیں ہیں ما دونوں جملوں میں مصدریہ ہے ای بنیانھا و طحوھا (قرطبی)

۴ ف ونفس۔ یہاں بھی ما مصدریہ ہے تسویہ سے مراد یہ ہے کہ اس کی ظاہری و باطنی قوتوں میں اعتدال پیدا کیا اور اس کے اعضاء متناسب بنائے۔ ای انشاءھا وابدعھا مستعدۃ لکمالھا و ذٰلک بتعدیل اعضاءھا وقواھا الظاھرۃ والباطنۃ (روح ج۳۰ ص ۱۴۲)۔ فالھمھا فجورھا وتقوٰیھا۔ پیدا کرنے کے بعد اس کو فجور و تقوی، طاعت ومعصیت اور نیکی اور بدی کی راہیں دکھا دیں تاکہ وہ اپنے اختیار سے دونوں میں سے ایک راہ کو منتخب کر لے۔

۵ ف قد افلح۔ یہ مذکورہ قسموں کا جواب ہے مذکورہ بالا شواہد اس پر گواہ ہیں کہ جس طرح وہ برابر نہیں ہیں اسی طرح نفس زکیہ اور نفس خبیثہ بھی برابر نہیں ہیں۔ نفس زکیہ کامیاب اور بامراد ہے اور نفس خبیثہ ذلیل وخوار اور ناکام ہے جس نے اپنے نفس کو خبائث اعتقاد اور رذائل اخلاق سے پاک کر لیا وہ تو کامیاب ہوا اور جس نے اسکو اعتقادی خباثتوں میں ملوث کر کے ذلیل وخوار کیا وہ ناکام و نامراد ہوا۔

۶ ف کذبت ثمود۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ طغوی سرکشی، نافرمانی میں حد سے نکل جانا ای بطغیانھا وھو خروجھا عن الحد فی عصیانھ قالہ مجاھد وقتادۃ وغیرھما (قرطبی ج۲۰ ص ۷۸) اور باء سببیہ ہے (روح) قوم ثمود نے سرکشی کی وجہ سے اپنے پیغمبر علیہ السلام کو جھٹلایا۔ اذ انبعث اشقٰھا جب کہ ان میں کا سب سے بڑا بدبخت اونٹنی کو قتل کرنے کے لئے اٹھا۔

۷ ف فقال لھم۔ ناقۃ منصوب علی التحذیر ہے ای احذروا عقر ناقۃ اللہ (روح) سُقیٰھا۔ پانی کا حصہ۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا

اللہ کی اونٹنی کو قتل کرنے اور اس کے پانی کے حصے کو حاصل کرنے سے احتراز کرو ورنہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہایت دردناک عذاب سے ہلاک کردیئے جاؤگے۔ یا ناقۃ اللہ سے پہلے احفظوا مقدر ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی اونٹنی اور اس کے پانی کی باری کی حفاظت کرو (الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ) **فـ۵** فکذبوہ لیکن ان کافروں نے حضرت صالح علیہ السلام کو عذاب کی دھمکی میں جھٹلا دیا اور اونٹنی کو قتل کر دیا۔ فکذبوہ ای صالحا فیما اوعدھم من نزول العذاب ان عقروھا (مظہری ج ۱۰ ص ۲۷۲) فدمدم علیھم ربھم چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس جرم کی وجہ سے ان پر ہلاکت خیز اور بیخ کن عذاب نازل فرمایا اور چونکہ ساری قوم قاتل کے فعل پر خوش تھی اس لئے سب کو تباہ و برباد کردیا گیا الدمدمۃ الاھلاک باستیصال (مظہری) **فـ۹** ولا یخاف اللہ تعالیٰ قوم ثمود کی بیخ کنی اور ہلاکت و تباہی کے انجام سے خوفزدہ نہیں تھا تاکہ ان پر کچھ رحم فرماتا نہ اسے کوئی خطرہ تھا کہ اس سے انتقام لیا جائیگا یا اسے ملامت کی جائیگی۔ ای عاقبتھا وتبعتھا کما یخاف العاقبون من الملوک عاقبۃ ما یفعلونہ وتبعتہ (روح ج ۳۰ ص ۱۴۶)

ل جواب قسم محذوف ۱۲

ل تحویل ... ۱۲

وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ﴿٦﴾ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ﴿٧﴾ فَاَلْهَمَهَا

اور زمین کی اور جیسا کہ اسکو پھیلایا اور جی کی اور جیسا کہ اسکو ٹھیک بنایا پھر سمجھ دی اسکو

فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ﴿٨﴾ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ﴿٩﴾ وَقَدْ خَابَ

ڈھٹائی کی اور بچکر چلنے کی تحقیق مراد کو پہنچا جس نے اسکو سنوار لیا اور نامراد ہوا

مَنْ دَسّٰىهَا ﴿١٠﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ﴿١١﴾ اِذِ انْۢبَعَثَ

جنے اسکو خاک میں ملا چھوڑا جھٹلایا ثمود نے اپنی شرارت سے جب اٹھ کھڑا ہوا انمیں

اَشْقٰىهَا ﴿١٢﴾ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ﴿١٣﴾

کا بڑا بدبخت پھر کہا انکو اللہ کے رسول نے خبردار ہو اللہ کی اونٹنی سے اور اسکی پانی پینے کی باری سے

فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۥ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ

پھر انہوں نے اسکو جھٹلایا پھر پاؤں کاٹ ڈالے اسکے پھر الٹ مارا ان پر ان کے رب نے بسبب انکے گناہ کے

ع ۱۵ ۱۶

فَسَوّٰىهَا ﴿١٤﴾ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿١٥﴾

پھر برابر کردیا انکو اور وہ نہیں ڈرتا پیچھا کرنے سے

سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۂ لیل مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی اکیس آیتیں ہیں اور ایک رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ﴿١﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ﴿٢﴾ وَمَا خَلَقَ

قسم ہے رات کی جب چھا جاوے اور دن کی جب روشن ہو اور اسکی جو اسنے پیدا

الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ﴿٣﴾ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ﴿٤﴾ فَاَمَّا مَنْ

کئے نر اور مادہ تمہاری کمائی طرح طرح پر ہے سو جس نے

اَعْطٰى وَاتَّقٰى ﴿٥﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ﴿٦﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ

دیا اور ڈرتا رہا اور سچ جانا بھلی بات کو تو اسکو ہم سہج سہج پہنچا دیں گے

ل اختلاف اعمال پر شواہد ۱۲

ل جواب قسم کی تفصیل ۱۲

موضح قرآن

ف سورۂ لیل کے نازل ہونے کا سبب مکے میں دو شخص مالدار تھے ایک حضرت ابوبکر صدیق رضؓ دوسرے امیہ بن خلف اس کے کئی غلام تھے ہر ایک کو ایک کام پر مقرر کر دیا تھا کسی سے کھیتی کا کسی سے تجارت کا کسی سے مواشی کی نگہبانی کا کام لیا تھا اس سبب سے بہت دولت حاصل تھی مگر کبھی فقیر کو کچھ نہ دیتا۔ حضرت بلال بھی اس کے غلاموں میں سے تھے جنکی بزرگی یہانتک پہنچی تھی کہ حضرت نے انکو اپنے آگے بہشت میں دیکھا۔ اور فرمایا کہ بہشت مشتاق ہے بلال کی۔ بلال چھپے مسلمان ہوئے تھے یہ خبر کبھی امیہ کو پہنچی وہ بدبخت اس دین سے پھر جانے کیواسطے بڑی بڑی تکلیف انکو دینے لگا دھوپ میں لٹا کر گرم پتھر ان کے بدن پر رکھواتا اس پاس ایکے آگ جلوانا اور کوڑے کھلواتا۔ بلال اس دکھ میں خدا خدا پکارتے تھے کہ میرا خداوند ایک ہے ایکدن ابوبکر وہاں جا نکلے یہ حال دیکھ کر امیہ کو نصیحت کرنے لگے اس مردود نے نہ مانا پھر کہا کہ اگر تیرا دل اس پر جلتا ہے تو مجھ سے اسکو مول لے انہوں نے کہا پر کیا قیمت لیگا اس نے کہا کہ نسطاس رومی کو اسکے عوض دے۔ حضرت ابوبکر نے بڑی خوشی سے نسطاس کو مع دو ہزار دینار جو اسکا مایہ تھا اور چالیس اوقیہ اور بڑھا کر دیا اور بلال کو لیکر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیواسطے آزاد کیا اسدن سے جناب بلال جناب پیغمبر کی خدمت میں حاضر رہنے لگے۔ اسی طرح کتنوں کو خرید کر آزاد کیا۔ عامر بن فہیرہ زبیرہ مہدیہ ام عبث وغیرہ اور چالیس ہزار درم جو ان کا سرمایہ تھا حضرت کے حکم سے مسلمانوں پر خرچ کیا اور چھ ہزار درم کہ باقی رہا تھا ہجرت کے وقت اور مدینے میں صرف کر دیا۔ حضرت نے فرمایا ہے جسقدر ابوبکر کے مال نے مجھے نفع دیا کسی کے مال نے نہیں۔ جب سب خرچ کرکے فقیر ہو گئے ایکدن کمبل گلے میں ڈالکر بیٹھے تھے حضرت جبرئیل آئے حضرت سے پوچھا کہ ابوبکر تو دولتمند تھے یہ کیا ہوا حضرت نے فرمایا کہ اسنے سب اپنا مال اللہ کی رضامندی اور میرے کام میں خرچ کیا۔ جبرئیل نے کہا اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کو سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ اس دکھ میں تو مجھ سے راضی ہے یا ناخوش حضرت ابوبکر کا اس بات کے سنتے ہی عجیب حال ہوکہ وجد میں آکر کہنے لگے انا عن ربی راض انا عن ربی راض حق تعالیٰ اس سورت میں دونوں کی ہمت اور کام کے اختلاف کو بیان فرماتا ہے کہ ہر شخص کا نیکی اور بدی کے حاصل کرنے میں احوال علیحدہ ہے اسی پر سب معاملوں کو قیاس کیا چاہیئے (یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا۔

سُورۃ اللیل

رابطہ | سورت الشمس میں توحید یعنی تفرقہ فی الاعتقاد کا مضمون مذکور ہے۔

خلاصہ

واللیل اذا یغشی ـــــ تا ـــــ ان سعیکم لشتی ہ اعمال کے مختلف ہونے پر شواہد کا بیان۔ جس طرح رات دن اور نر و مادہ کے آثار و احکام مختلف ہیں اسی طرح تمہارے اعمال بھی مختلف ہیں۔ نیک و بد کام یکساں نہیں ہیں

فاما من اعطی واتقی ـــــ تا ـــــ وان لنا للآخرۃ والاولی ہ یہ جواب قسم کی تشریح و توضیح ہے۔

فانذرتکم نارا تلظی ـــــ تا ـــــ الذی کذب وتولی ہ تخویف اخروی۔

وسیجنبھا الاتقی ـــــ تا ـــــ آخر بشارت اخرویہ۔

۱ واللیل۔ رات جو اپنی تاریکی میں ہر چیز کو چھپا لیتی اور دن جو رات کی تاریکی رخصت ہونے کے بعد روشن ہو جاتا ہے دونوں اس پر شاہد ہیں کہ تمہاری سعی عمل مختلف ہے جس طرح رات اور دن کے آثار جداگانہ ہیں اسی طرح تمہارے اعمال بھی مختلف ہیں۔ وما خلق الذکر والانثی اسی طرح اللہ نے جو نر و مادہ پیدا کیا ہے وہ اس پر شاہد ہے جس طرح نر و مادہ کے آثار و خواص مختلف ہیں اسی طرح تمہاری سعی عمل بھی مختلف ہے۔ کوئی فیاض ہے کوئی کنجوس، کوئی ماننے والا ہے کوئی منکر۔

۳ فاما من اعطی۔ یہ جواب قسم۔ یعنی سعی عمل کے مختلف ہونے کا ذکر اور نوع عمل کی جزا و سزا کا بیان ہے جو شخص مال کے حقوق ادا کرے یعنی جہاں اللہ نے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے وہاں خرچ کرے اور خدا سے ڈرے اور اس کے محارم و ممنوعات سے اجتناب کرے۔

وصدق بالحسنی اور ملت اسلام پہ ایمان لائے اور اسکی تصدیق کرے فسنیسرہ للیسری یہ بشارت ہے جس شخص کی سعی عمل مذکورہ بالا اعمال کے لئے ہوگی ہم اس کیلئے آسانی کے اسباب مہیا کر دینگے یعنی اسے ایسے کاموں کی مزید توفیق دیںگے جو آخرت میں اس کی راحت و آسانی اور دخول جنت کا باعث ہوں گے۔

۴ واما من بخل۔ یہ سعی عمل کا دوسرا رخ ہے جو شخص بخل کرے اور راہ حق میں مال خرچ نہ کرے اور اللہ تعالی کے عذاب و ثواب سے مستغنی ہو جائے اور ملت اسلام کو جھٹلائے اس کے لئے ہم تنگی اور شدت کے اسباب آسان کر دیں گے اور اس کی سعی عمل کا نتیجہ جہنم کا دردناک عذاب ہوگا۔ وما یغنی عنہ مالہ اذا تردی وہ مال کو جمع کرتا رہا لیکن راہ حق میں اسکو خرچ نہ کیا تو جب وہ ہلاکت کے گڑھے (جہنم) میں گرے گا اس وقت یہ دولت کام نہ آئے گی کیونکہ اس وقت اس کے ہاتھ خالی ہوں گے۔

۵ ان علینا۔ حق کی طرف رہنمائی کرنا، حق کو دلائل سے واضح اور مدلل کرنا ہمارا کام ہے جو ہم ہمیشہ کرتے رہے ہیں اب حق کو کوئی قبول کرے یا رد کرے، یہ اسکی مرضی ہے۔ جیسا کریگا ویسا بھرے گا۔

وان لنا للآخرۃ والاولی۔ دنیا اور آخرت کے ہم مالک ہیں اس لئے اگر کوئی ہدایت قبول کر لے تو اس سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں اور اگر کوئی گمراہی اختیار کرے تو اس سے ہمارا کوئی نقصان نہیں، یا مطلب یہ ہے کہ دنیا اور عقبی کے مالک ہم ہیں اس لئے دونوں جہانوں کی دولت ہم سے طلب کرو۔ فلا یضرنا ضلال من ضل ولا ینفعنا اهتداء من اهتدی او انهما لنا فمن طلبهما من غیرنا فقد اخطأ الطریق (مدارک)

ف٦ فانذرتکم۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ میں نے تمہیں بھڑکتی اور شعلے مارتی آگ سے ڈرایا ہے اس سے بچو اور حق کو قبول کرو۔ اس میں صرف وہ داخل ہوگا جو نہایت بدبخت ہوگا جس نے خدا کی آیتوں کو جھٹلایا اور دین حق سے اعراض کیا ف٧ وسیجنبھا۔ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ جہنم کی بھڑکتی آگ سے اس کو دور رکھا جائیگا جو نہایت متقی اور پرہیزگار ہوگا جو اپنا مال محض اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرتا ہو اور چاہتا ہو کہ گناہوں سے پاک صاف ہوکر خدا کے یہاں حاضر ہو۔ وما لاحد عندہ اور کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں کہ وہ اس کا بدلہ دے رہا ہو یعنی جن غریبوں اور مسکینوں پر وہ مال خرچ کرتا ہے ان کے کسی احسان کے بدلے ایسا نہیں کرتا، بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتا ہے۔ الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلیٰ استثناء منقطع ہے اور الا بمعنی لکن ہے لیکن وہ اپنے رب اعلیٰ کی رضاجوئی کے لئے کرتا ہے جو کچھ بھی کرتا ہے۔

ف٨ ولسوف یرضی۔ بہت جلد وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوجائے گا۔ اس نے ہر کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں اس قدر اجر و ثواب عطا فرمائے گا کہ وہ بھی راضی ہوجائے گا۔ ای سوف یعطیہ فی الجنۃ ما یرضی و ذلک انہ یعطیہ اضعاف ما انفق (قرطبی ج ۲۰ ص ۸۹) مفسرین کا تقریبًا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آیتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ اس سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نہایت اعلیٰ اوصاف معلوم ہوتے ہیں کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار تھے اور انہوں نے اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کیا یا جو غلام آزاد کئے یہ سب کچھ انہوں نے ریاء و نمائش کے لئے نہیں کیا اور نہ کسی غلام کا ان پر کوئی احسان تھا جس کا انہوں نے بدلہ دیا ہو۔ بلکہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضاجوئی کیلئے کیا۔

لِلْيُسْرٰى ۞٧ وَأَمَّا مَنۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۞٨ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۞٩
آسانی میں اور جس نے کہ نہ دیا اور بے پروا رہا اور جھوٹ جانا بھلی بات کو
فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۞١٠ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ۞١١
سو اسکو ہم سہج سہج پہنچا دینگے سختی میں اور کام نہ آئے گا اسکے مال اس کا جب گڑھے میں گریگا
اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۞١٢ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۞١٣
ہمارا ف١ ذمہ ہے راہ سجھا دینا اور ہمارے ہاتھ میں ہے آخرت اور دنیا ف٢
فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۞١٤ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ۞١٥
سو میں نے ف٦ سنا دی تم کو خبر ایک بھڑکتی ہوئی آگ کی اس میں وہی گریگا جو بڑا بدبخت ہے
الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۞١٦ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۞١٧ الَّذِيْ
جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا اور بچا دینگے ف٧ اس سے بڑے ڈرنے والے کو جو
يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۞١٨ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ
دیتا ہے اپنا مال دل پاک کرنیکو اور نہیں کسی کا اس پر احسان جس کا
تُجْزٰٓى ۞١٩ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۞٢٠ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۞٢١
بدلہ دے مگر واسطے چاہنے مرضی اپنے رب کی جو سب سے برتر ہے اور آگے ف٨ وہ راضی ہوگا

ع ۱ / ۱۷

سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً فِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ
سورۃ الضحیٰ ف١ مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی گیارہ آیتیں ہیں ف٢ اور ایک رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالضُّحٰى ۞١ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۞٢ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا
قسم دھوپ ف٢ چڑھتے وقت کی اور رات کی جب چھا جائے نہ رخصت کردیا تجھ کو تیرے رب نے اور نہ
قَلٰى ۞٣ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۞٤ وَلَسَوْفَ
بیزار ہوا ف٣ اور البتہ پچھلی ف٣ بہتر ہے تجھ کو پہلی سے ف٣ اور آگے

یہ تخویف اخروی ہے ۱۲

یہ بشارت اخروی ہے ۱۲

یہ جواب اعتراض ہے کفار کا اور تسلیہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

موضح قرآن ف١ یعنی ہمارے اختیار میں ہے آخرت کا عالم اور وہ جو گزر گیا سو جو کوئی ہم سے آخرت مانگے آخرت پاوے اور جو کوئی دنیا مانگے دنیا پاوے اور جو دونوں مانگے دونوں پاوے اور دونوں جہان کی آبادی کے واسطے آدمیوں کی ہمت مختلف پیدا کی اور ہر کسی کے دل میں وہی خواہش ڈالی جہاں وہ جاویگا۔ یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا۔ ف٢ حضرت کو کئی دن وحی نہ آئی۔ دل مکدر رہا تہجد کو نہ اُٹھے، کافروں نے کہا اس کے رب نے اسکو چھوڑ دیا پھر یہ سورت نازل ہوئی۔ پہلے قسم کھائی دھوپ کی اور رات اندھیری کی یعنی ظاہر میں بھی اللہ کی دو قدرتیں ہیں باطن میں بھی کبھی چاندنا ہے کبھی اندھیرا دونوں اللہ کے ہیں۔ اللہ سے بندہ کبھی دور نہیں ۱۲ منہ رحمہ ف٣ یعنی پچھلی حالت بہتر ہے تیری پہلی حالت سے (فتح العزیز سے لکھا)۔

فتح الرحمٰن ف١ مترجم گوید کہ چند روز وحی نیامدہ بود کفار گفتند ودعہ وقلاہ خدا تعالیٰ برائے تسلی این سورہ فرود آورد ۱۲۔

سورۃ الضحیٰ

ربط | گذشتہ سورت کے اختتام پر سابق مضمون ختم ہوگیا۔ اب اس سورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے۔

خلاصہ

والضحیٰ ٥ والیل اذا سجیٰ ـــــ تا ـــــ ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ ٥ یہ مشرکین کے اعتراض کا جواب اور تسلی ہے۔
الم یجدك یتیما فاویٰ ـــــ تا ـــــ آخر۔ شواہد تسلی برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱ہ والضحیٰ جمہور مفسرین نے لکھا ہے کہ کسی مصلحت سے چند دن جبریل علیہ السلام وحی لے کر نہ آئے تو مشرکین نے کہنا شروع کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا اس سے ناراض ہوگیا ہے اور اس نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ اس پر یہ سورت نازل ہوئی جس میں مشرکین کی خرافات کا جواب دیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ اللہ تعالیٰ نہ آپ سے ناراض ہوگیا ہے اور نہ اس نے آپ کو چھوڑ دیا ہے۔ خازن۔ ابن کثیر۔ کبیر وغیرہ)
الضحیٰ۔ چاشت کا وقت۔ دن کا اجالا۔ سجیٰ ای غطی بظلامہ (جلالین) ہر چیز کو اپنی تاریکی میں چھپا لے روز روشن اور شب تاریک شاہد اور گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نہ آپ کو چھوڑ دیا ہے اور نہ وہ آپ سے ناراض ہوگیا ہے۔ جس طرح دن کا اجالا اور رات کی تاریکی یکساں نہیں ہیں اسی طرح تمام حالات یکساں نہیں ہیں کبھی قبض اور کبھی بسط، کسی وقت آسودگی اور کسی وقت تنگی ہوتی ہے یہی حال وحی کا ہے کہ کبھی آتی ہے اور کبھی نہیں آتی۔

۳ہ وللآخرۃ۔ آخرت کا حال بیان کر کے مزید تسلی فرما دی۔ دنیا میں تو مختلف احوال آتے ہی رہیں گے کبھی راحت، کبھی مشقت۔ اگرچہ دنیا میں بھی سراسر بہتری ہی ہے۔ لیکن آخرت آپ کے لئے دنیا کے مقابلے میں بہت ہی بہتر ہے، کیونکہ آخرت میں سب سے اونچا اور عظیم مقام یعنی مقام محمود آپ کیلئے مخصوص ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ ہر پچھلی حالت آپ کے لئے پہلی حالت سے بہتر ہوگی کیونکہ رفتہ رفتہ تمام تکلیفیں اور مشقتیں ختم ہوجائیں گی اور آپ کو غلبہ حاصل ہوتا جائے گا۔ ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی نعمتیں اور ایسا شرف عطا فرمائیگا کہ آپ دنیا کی مشقتیں بھول کر خوش ہوجائیں گے۔

۴ہ الم یجدك آپ کے ابتدائی حالات یاد دلا کر اور تین انعامات ذکر کر کے تسلی کے لئے شواہد بیان فرما دیئے ہر لاحق انعام سابق کے بعد ہوا ہے۔ استفہام تقریری ہے۔ آپ یتیم رہ گئے تو اللہ تعالیٰ نے دوسروں کے ذریعے سے آپ کی پرورش کرائی۔ جب آپ جوان ہوئے تو دین کا راستہ نہیں جانتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن نازل کر کے آپ کو شریعت سکھائی اور راستہ بتایا۔ پھر آپ فقیر اور تنگدست تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو غنی کر دیا۔ مکہ میں حضرت خدیجہؓ کے مال سے یا مدینہ میں غنائم و انفال سے ای فاغناك بخدیجۃ رضی اللہ عنہا...... وقیل اغناك بما فتح لك من الفتوح و افاءہ علیك من اموال الکفار (قرطبی ج ۲۰ ص ۱۰۰-۹۹) بجز دوسری توجیہ پر علامہ قشیری رح نے اعتراض کیا ہے کہ یہ سورت مکی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اغنا ر مکہ میں حاصل ہوچکا تھا لیکن غنائم و انفال اس کے بعد مدینہ میں حاصل ہوئے لہٰذا جس غنا کی طرف اس سورت میں اشارہ ہے اس سے مدینہ کا غنا ر مراد نہیں ہوسکتا ضالا اگرچہ اس کو بھی کہا جاسکتا ہے جو راہ راست پر آنے کے بعد گمراہ ہوجائے اور راہ راست سے ہٹ جائے۔ لیکن یہ لفظ اس مفہوم کے ساتھ مختص نہیں۔ بلکہ یہ بے خبر اور غافل کے معنوں میں بھی آتا ہے یعنی جس کو ابھی خبر ہی نہ ہو یہاں یہی مراد ہے یعنی آپ کو اس کی خبر ہی نہ تھی کہ آپ کو نبوت دی جائیگی اور آپ پر قرآن نازل کیا جائے گا ضالا عن معالم النبوۃ واحکام الشریعۃ غافلا عن کل مالا طریق الی درکہ الا السمع...... فھدی ای علم فھداك الی معالم الدین (مظہری ج ۱۰ ص ۲۸۶) ای غافلا عما یراد بك من امر النبوۃ فھداك ای ارشدك والضلال ھنا بمعنی الغفلۃ (قرطبی) تائید و ان کنت من قبلہ لمن الغفلین (یوسف ع ۱) اور ماکنت تدری ما الکتب ولا الایمان۔ الآیۃ (شوریٰ ع ۵)

۵ہ فاما الیتیم۔ یہ تینوں امور پہلے تینوں امور پر مرتب ہیں بطور لف ونشر مرتب۔ امر اول الم یجدك یتیما فاویٰ پر مرتب ہے۔ چونکہ آپ بھی اس حال سے گذرے ہیں اور یتیمی کا مزہ آپ نے بھی چکھا ہے اس لئے کسی یتیم پر سختی نہ کرنا اور نہ اس کو جھڑکنا و اما السائل فلا تنھر

یہ و وجدک ضالا فھدیٰ پر متفرع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین و شریعت کے علوم و معارف سے مالا مال کر دیا ہے اس لئے اگر کوئی علم دین کا سائل حاضر خدمت ہو تو اس کو مت ڈانٹئے بلکہ اس کو علم دین سے سیراب کر دیجئے و اما بنعمۃ ربک فحدث یہ و وجدک عائلا فاغنیٰ پر متفرع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دولت عطا کی اس لئے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کرو اور اس کا اقرار و اعتراف کرو کیونکہ جب تنگی کے بعد فراخی آتی ہے تو اس کا خوب اقرار ہوتا ہے۔

يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ⑤ أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا

دے گا تجھ کو تیرا رب پھر تو راضی ہو گا بھلا نہیں پایا تجھ کو[1] یتیم

فَآوَىٰ ⑥ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ⑦ وَوَجَدَكَ

پھر جگہ دی[2] اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سجھائی[3] اور پایا تجھ کو

عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ⑧ فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ⑨ وَ

مفلس پھر بے پروا کر دیا[4] سو جو[5] یتیم ہو اس کو مت دبا اور

أَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ⑩ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ

جو مانگتا ہو اس کو مت جھڑک اور جو احسان ہے

رَبِّكَ فَحَدِّثْ ⑪

تیرے رب کا سو بیان کر

ع ١٨

سُورَةُ الانْشِرَاحِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانُ آيَاتٍ وَفِيهَا رُكُوعٌ وَاحِدٌ

سورۃ الانشراح[1] مکہ میں نازل ہوئی اس کی آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ① وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ②

کیا ہم نے نہیں کھول دیا تیرا سینہ[2] اور اتار رکھا ہم نے تجھ پر سے بوجھ تیرا

الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ ③ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ④

جس نے جھکا دی تھی پیٹھ تیری[3] اور بلند کیا ہم نے مذکور تیرا[4]

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ⑤ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ⑥

سو البتہ[5] مشکل کے ساتھ آسانی ہے البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ ⑦ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَب ⑧

پھر جب تو فارغ ہو تو محنت کر اور اپنے رب کی طرف دل لگا[6]

ع ١٩

منزل ٧

ترغیب برائے یتیم ١٢

برائے بے تعلقی بعد ... ١٢
[illegible]

٣ جواب اعتراض مشرکین انعام اوّل ١٢ ، ٤ انعام ثانی ١٢

٥ تسلیہ ١٢

موضح قرآن ف[1] حضرت کا باپ مر گیا پیٹ میں چھوڑ کر دادا نے پالا وہ بھی مر گیا آٹھ برس کا چھوڑ کر پھر چچا نے پالا جب تک جوان ہوئے ١٢ منہ رحمہ۔ ف[2] جب حضرت جوان ہوئے قوم کی راہ و رسم سے بیزار تھے اور ان کے پاس کوئی اور رسم و راہ نہ تھی۔ اللہ نے دین حق نازل کیا ١٢ منہ رحمہ۔ ف[3] حضرت خدیجہ رضہ اپنی قوم میں اشراف تھیں اور مالدار ان سے نکاح ہوا۔ سب مال انہوں نے حاضر کیا۔ ١٢ منہ رحمہ ف[4] یعنی حوصلہ کشادہ یا اتنا بڑا کام اٹھانے کو اور ظاہر میں بھی فرشتوں نے حضرت کا سینہ چاک کیا دل میں سے سیاہی نکال کر دھو ڈالی ١٢ منہ رحمہ اللہ ف[5] وحی کا اترنا اوّل مشکل تھا پھر آسان ہو گیا ١٢ منہ رحمہ اللہ۔ ف[6] یعنی پیغمبروں میں اور فرشتوں میں تیرا نام بلند ہے ١٢ منہ رحمہ اللہ ف[7] یعنی خلق کے سمجھانے سے فراغت پاوے تو خلوت کی عبادت میں لگ ١٢ منہ رحمہ۔

سُورۃ الم نشرح

ربط سورۃ الضحیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی ذات پر مشرکین کے اعتراض کے بارے میں تسلی دی گئی اب اس سورت میں آپ کو مومنوں پر مشرکین کے اس اعتراض کے بارے میں تسلی دی گئی کہ مومنوں کے پاس مال نہیں

خلاصہ الم نشرح ــــ تا ــــ و رفعنا لک ذکرک۔ آپ کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا اور کفر و شرک کو آپ کے قریب تک نہیں آنے دیا فان مع العسر یسرا ٥ ان مع العسر یسرا تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ تنگی اور عسرت دور ہو جائے گی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ فراخی کا دور لائے گا۔ فاذا فرغت فانصب ــــ تا ــــ آخر۔ اس لئے دنیوی مال و دولت کی طرف نہ دیکھو اور اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رہو۔ **ل** الم نشرح انعام اوّل۔ مشرکین نے اعتراض کیا کہ مسلمانوں کے پاس دولت نہیں ہمارے پاس دولت ہے ہم ان سے زیادہ قابل عزت ہیں اس سے طبعی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غم لگا تو اس سورت میں آپ کو تسلی دی گئی کہ اس قسم کی تنگی اور شدت بطور ابتلاء مومنوں پر آتی رہتی ہے لیکن آخرکار اللہ تعالیٰ ان پر فراخی فرما دیتا ہے استفہام تقریری ہے اور مطلب یہ ہے کہ ہم نے پہلے ہی سے اسلام اور علوم و معارف کے لئے آپ کا سینہ کھول دیا اور اسلام کے بارے

میں آپ کے دل کو اطمینان اور اذعان و ایقان سے لبریز کر دیا۔ تائید:۔ فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام (انعام ع ۱۵)

۳؎ ووضعنا۔ وزر سے کفر و شرک اور معاصی کا بوجھ مراد ہے یعنی ہم نے کفر و شرک اور دیگر معاصی کا بوجھ ہٹا دیا اور ان کو آپ کے قریب تک نہیں آنے دیا اور آپ کو ان سے بالکلیہ محفوظ رکھا۔ الذی انقض ظھرک ماضی بمعنی مستقبل ہے یعنی آپ کو ایسے تمام گناہوں سے محفوظ رکھا کہ اگر ان میں سے ایک بھی آپ سے ایسا کوئی گناہ صادر ہو جاتا تو آپ کی کمر توڑ دیتا مگر واقع میں ایسا نہیں ہوا اور ہم نے آپ سے ایسا کوئی گناہ صادر نہیں ہونے دیا یا وزر سے زلات مراد ہیں جیسا کہ ارشاد ہے عفا اللہ عنک لم اذنت لھم الخ (توبہ۔ ع ۷) اور ما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض الخ (انفال ع ۹)

۴؎ ورفعنا۔ یہ دوسرا انعام ہے۔ ہم نے آپ کا بول بالا کر دیا۔ آپ پر قرآن نازل فرمایا۔ قیامت تک مسلمان اسے پڑھتے پڑھاتے رہیں گے اور آپ کو ثواب ملتا رہے گا یا مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنے نام کے ساتھ تیرے نام کو بھی اونچا کر دیا ہے مثلاً اذان و اقامت میں تشہد میں خطبات میں عن ابن عباس قال: یقول له لا ذکرت الا ذکرت معی فی الاذان والاقامۃ والتشھد ویوم الجمعۃ علی المنابر ویوم الفطر ویوم الاضحی وایام التشریق ویوم عرفۃ وعند الجمار وعلی الصفا والمروۃ وفی خطبۃ النکاح وفی مشارق الارض ومغاربھا (قرطبی ج ۲۰ ص ۱۰۷)

۵؎ فان مع العسر۔ کافر کہتے تھے تمام مسلمان محتاج ہیں اس لئے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے دل میں خیال گذرا کہ شاید کا فر اسی وجہ سے ایمان نہیں لاتے تو فرمایا دیکھو اللہ تعالیٰ نے آپ پر کس قدر انعامات فرمائے ہیں۔ وہ فقر و فاقہ کو بھی دور فرما دے گا کیونکہ ہر سختی کے بعد آسانی اور تنگی کے بعد فراخی آتی ہے۔ تائید:۔ ولا تمدن عینیک الی ما متعنا به ازواجا منھم الخ (طٰہٰ۔ ع ۷)

۶؎ فاذا فرغت۔ خلق خدا کو توحید کی دعوت دو۔ جب اس سے فراغت ملے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ جاؤ۔ ای اذا فرغت من دعوۃ الخلق فاجتھد فی عبادۃ الرب (مدارک) یا مطلب یہ ہے کہ اپنے ضروری کاموں سے فارغ ہو کر اللہ کی عبادت میں کوشش کرو۔ عن مجاھد اذا فرغت من امر الدنیا فانصب فی عبادۃ ربک وصل (معالم) حاصل یہ ہے کہ اپنے تمام اوقات کو تبلیغ و دعوت، جہاد اور عبادت میں مصروف رکھو۔

۷؎ والی ربک اور اپنے تمام احوال میں صرف اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس کے سوا کسی کی طرف توجہ نہ کرو۔ اجعل رغبتك الی اللہ تعالیٰ فی جمیع احوالك لا الی احد سواہ (خازن)

سُورۃ التین

ربط | مسئلہ توحید اور جزاء وسزا کے بیان کے بعد سورۃ الضحیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی اور سورۃ الم نشرح میں مومنوں کو تسلی دی گئی۔ اب سورۃ التین میں پانچ دلائل (تین نقلی ایک عقلی اور ایک دلیل وحی) سے واضح کیا گیا ہے کہ انسان کو اونچا مقام صرف مسئلہ توحید کو ماننے سے ملیگا اور ہمنے انسان کو ظاہری حسن وجمال کے علاوہ عقل وفہم کی نعمت بھی عطا فرمائی تاکہ وہ حق کو سمجھ سکے مگر حق سے اعراض کی وجہ سے وہ دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ڈالے جانیکا حقدار بن رہا ہے۔

خلاصہ

والتین والزیتون ــــ تا ــــ فی احسن تقویم ۵ انسان کے احسن تقویم میں ہونے پر تین نقلی دلیلیں اور ایک دلیل وحی۔ ثم رددنہ اسفل سفلین ۵ بدعملی کی سزا کا بیان۔ الا الذین آمنوا۔ الایۃ۔ مومنوں کے لئے بشارت اخرویہ۔ فما یکذبک بعد بالدین ۵ متفرع برجواب قسم۔ الیس اللہ باحکم الحاکمین ۵ دلیل عقلی۔

۲ے والتین۔ ازقبیل ذکر مکان وارادۂ مکین۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے اور تین (انجیر) سے منبتِ تین یعنی انجیر کے پیدا ہونے کی جگہ مراد ہے اور وہ ملک شام ہے جہاں انجیر بکثرت پیدا ہوتی ہے اور ملک شام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام ہجرت ہے جہاں ان پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوئی تھی۔ والزیتون یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے اور اس سے بھی منبتِ زیتون یعنی بیت المقدس مراد ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مولد ہے المراد من الکلام القسم بمنابت التین ومنابت الزیتون (ابن جریر۔ قرطبی ج ۲۰ ص ۱۱۱)
حضرت عکرمہ رضؓ، قتادہ، ابن زید رحؒ اور کعبؓ فرماتے ہیں۔ التین مسجد دمشق والزیتون بیت المقدس (ابن جریر) اور حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں والزیتون بیت المقدس (ابن جریر، قرطبی)

۳ے وطور سینین۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دلیل نقلی ہے سینین وہی مشہور پہاڑ یعنی طورِ سینا ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ربّ العزت جل جلالہ کے ساتھ ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا۔ وھذا البلد الامین۔ اس سے مکہ مکرمہ مراد ہے اور یہ دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے۔ امین بمعنی آمن ہے یعنی پر امن جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ انا جعلنہ حرما آمنا (عنکبوت ع ۷)

۴ے ولقد خلقنا۔ یہ مذکورہ بالا قسموں کا جواب ہے۔ دمشق۔ بیت المقدس طور سیناء اور مکہ مکرمہ گواہ ہیں۔ ان شہروں میں انبیاء علیہم السلام پر ہم نے جو وحی بھیجی وہ شاہد ہے اور اس میں اس کا بیان ہے کہ ہم نے انسان کو اپنی ساری مخلوق میں سب سے زیادہ احسن واجمل پیدا کیا ہے ظاہری حسن وجمال کے اعتبار سے بھی اور باطنی خوبیوں کے لحاظ سے بھی قال ابن العربی لیس للہ تعالیٰ خلق احسن من الانسان (قرطبی) انہ تعالیٰ خلق کل ذی روح مکبا علی وجہہ الا الانسان فانہ تعالیٰ خلقہ مدید القامۃ یتناول ماکولہ بیدہ وقال الاصم فی اکمل عقل وفہم وادب وعلم وبیان (کبیر)

۵ے ثم رددنٰہ۔ باغیوں اور سرکشوں کے لئے تخویف اخروی ہے۔ انسان کو ہم نے ظاہری اور باطنی خوبیوں سے نوازا۔ مگر جب اس نے عقل وخرد سے کام نہ لے کر ہماری اطاعت سے سرتابی کی تو ہم نے اس کو جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں دھکیل دیا۔ یعنی ہم نے اس کے لئے اس سزا کا فیصلہ کر دیا۔

۶ے الا الذین۔ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک کام کئے ان کے لئے آخرت میں کبھی ختم نہ ہونے والا اجر وثواب ہے۔ جنت میں ان کو جو نعمتیں ملیں گی وہ کبھی ختم نہ ہوں گی۔

سُوْرَۃُ التِّیْنِ مَکِّیَّۃٌ وَّہِیَ ثَمٰنُ اٰیٰتٍ وَّفِیْہَا رُکُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ التین مکہ میں لہ نازل ہوئی اس کی آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ۝۱ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ ۝۲ وَھٰذَا

قسم انجیر کی لہ اور زیتون ۵ کی اور طور ۳ سینین کی اور اس

الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ۝۳ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ

شہر امن والے کی ف ہم نے بنایا کہ آدمی خوب سے

تَقْوِیْمٍ ۝۴ ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ۝۵ اِلَّا

اندازے پر پھر پھینک دیا ۵ اسکو نیچوں سے نیچے ف ۲ مگر

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَہُمْ اَجْرٌ غَیْرُ

جو ۲ یقین لائے اور عمل کئے اچھے سو ان کے لئے ثواب ہے

مَمْنُوْنٍ ۝۶ فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ ۝۷ اَلَیْسَ

بے انتہا پھر تو کہ اسکے پیچھے کیوں جھٹلائے بدلا ملنے کو ف ۲ کیا نہیں ہے

اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحٰکِمِیْنَ ۝۸

شہ اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم

ع ۱ ۸ ۲۰

سُوْرَۃُ الْعَلَقِ مَکِّیَّۃٌ وَّہِیَ تِسْعَ عَشْرَۃَ اٰیَۃً وَّفِیْہَا رُکُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ علق لہ مکہ میں نازل ہوئی اسکی انیس آیتیں ف ۲ اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝۱ خَلَقَ الْاِنْسَانَ

پڑھ ۲ اپنے رب کے نام سے جو سب کا بنانیوالا بنایا ۳ آدمی کو

۱ اشارہ بدلیل نقلی اوّل ۱۲
۲ اشارہ بدلیل نقلی دوم ۱۲
۳ اشارہ بدلیل نقلی سوم ۱۲
۴ اشارہ بدلیل وحی ۱۲
۵ جواب اقسام مذکورہ ۱۲
۶ تخویف اخروی ۱۲
۷ بشارت اخروی ۱۲
۸ تفریع بر جواب ۱۲
۹ دلیل عقلی ۱۲
۱۰ بار استعانت ۱۲

۷ فما یکذبک۔ یہ جواب قسم پر متفرع ہے مذکورہ بالا بیان کے بعد کونسی چیز تمہیں حشرو نشر اور جزاء وسزا کے انکار پر آمادہ اور مجبور کرتی ہے؟ اللہ تعالیٰ کا انسان کو احسن تقویم میں پیدا کرنا اور ایک قطرۂ آب سے ایسی عظیم الشان اور خوبیوں میں ساری مخلوق سے اعلیٰ وارفع مخلوق پیدا کرلینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ انسان کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ اس لئے حشرو نشر اور جزاء وسزا کا انکار نہایت ہی قابل تعجب بات ہے

۸ الیس اللہ۔ یہ دلیل عقلی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام بادشاہوں میں سب سے بڑا بادشاہ ہے وہ جو چاہے کرسکتا ہے اس کا یہ فیصلہ ہے کہ حشرونشر اور جزاء وسزا حق ہے۔

موضح قرآن ف ۱ شہر فرمایا مکہ کو اور انجیر اور زیتون کے دو باغ ہیں دو پہاڑ پر بیت المقدس کے آس پاس وہ مکان برکت کا ہے اور طور سینین جہاں حضرت موسیٰ سے کلام ہوا یہ چار مکان فرمائے بہت برکت کے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ
ف ۲ یعنی اس کو لائق بنایا فرشتوں کے مقام کے پھر جب منکر ہوا تو جانوروں سے بدتر ہے ۱۲ منہ

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی وقتیکہ فرزند فطرت سلیمہ را ضائع ساخت ۱۲۔
ف ۲ وشاید کہ معنی آیت چنیں باشد پس چہ چیز باعث تکذیب تو میشود در مقدمہ جزاء اعمال بعد ایں ہمہ پند ۱۲ ف ۳ مترجم گوید اقرا باسم ربک تا مالم یعلم اول چیز لیست کہ بر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نازل شد ومعنی اقرأ تہیأ است برائے وحی قرآن وتلاوت آن واللہ اعلم ۱۲۔

سُورۃ العلق

ربط | گذشتہ سورتوں میں تسلّی اور تخویف وتبشیر کے مضامین ذکر کرنے کے بعد فرمایا تلاوت قرآن پاک پر مداومت کرو اس سے استقامت علی التوحید (توحید پر ثابت قدمی) حاصل ہوگی

خلاصہ

اقرأ باسم ربك ــــــ تا ــــــ علم الانسان مالم یعلم ○ معاندین کی پرواہ نہ کرو نہ ان کی ایذاء سے گھبراؤ اللہ کا نام لے کر قرآن کی تلاوت وتبلیغ کئے جاؤ۔ کلا ان الانسان لیطغیٰ شکوہ۔ ان الی ربك الرجعیٰ تخویف اخروی۔

أریت الذی ینھی ــــ تا ــــ الم یعلم بان اللہ یری ○ زجر برائے سرکشان وطاغیان

کلا لئن لم ینتہ ــــ تا ــــ سندع الزبانیۃ تخویف اخروی۔ کلا ۔ لا تطعہ واسجد واقترب خطاب بہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وامر باستقامت۔

ف۱ اقرأ۔ با۔ استعانت کے لئے ہے اپنے اس پروردگار کی مدد سے پڑھ جس نے پیدا کیا۔ جو لوگ ایسے کافی وشافی بیان کے بعد بھی نہیں مانتے ان کو چھوڑیئے ان کی ایذاء وشرانگیزی کی پرواہ مت کیجئے بس اللہ کے نام سے قرآن کی تلاوت وتبلیغ میں لگے رہیئے۔ قرآن کی تلاوت حق پر استقامت کا ذریعہ ہے

ف۳ خلق الانسان۔ انسان کو اللہ نے جمے ہوئے خون سے پیدا کیا، کیونکہ رحم مادر میں نطفہ سب سے پہلے عَلَقَہ (جمے ہوئے خون) کی شکل اختیار کرتا ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے فخلقنا النطفۃ علقۃ (مومنون ع ۱) اقرأ اعادہ بعدِ عہد کی وجہ سے ہے۔ وربك الاکرم تیرا رب بڑا کریم ہے جو مجرموں کو فوراً نہیں پکڑتا الذی علم بالقلم اس نے ایک چھوٹی سی چیز یعنی قلم کے ذریعے سے تعلیم دی۔ کیونکہ تمام کتابیں قلم ہی سے لکھی جاتی ہیں۔ اس طرح قلم تعلیم وتعلم کا ایک نہایت اہم ذریعہ ہے۔

ف۴ علم الانسان۔ الانسان سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے اسماء کی تعلیم دی یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور مطلب یہ ہے جو امور اسباب ظاہرہ سے معلوم نہ ہوں انکا علم وحی کے ذریعہ عطا فرماتا ہے۔ اور مراد صرف وہی باتیں ہیں جن کا رسالت سے تعلق ہے۔ اس سے کلی علمِ غیب مراد لینا غلط اور باطل ہے کیونکہ کلی علم غیب کا فریضۂ رسالت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ پانچ آیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے نازل ہوئیں۔

ف۵ کلا ان الانسان۔ یہاں الانسان سے اکثر مفسرین کے نزدیک ابوجہل مراد ہے یا اس سے جنس مشرک انسان مراد ہے۔ کلا بمعنی حقًا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ایسے انعامات اور ایسے واضح بیانات کے باوجود مشرک انسان سرکشی کرتا اور عصیان وفسوق میں حد سے تجاوز کرتا ہے۔ ان راٰہ استغنیٰ لام تعلیل مقدر ہے۔ ای لان راٰ نفسہ استغنیٰ ای صار ذا مال وثروۃ (قرطبی ج ۲۰ ص ۱۲۳) مشرک انسان اس لئے سرکش اور طاغی ہوا ہے کہ وہ دولت مند ہے اس لئے اسے دین وایمان کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ نادان بدبخت یہ سمجھتا ہے کہ بس دنیا کی دولت ہی اصل چیز ہے اسی سے انسان کی عزت وعظمت ہے۔

ف۶ ان الی۔ یہ تخویف اخروی ہے اس نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اس دنیوی زندگی کے بعد اور کوئی زندگی نہیں مگر اس کا یہ خیال غلط ہے بلکہ مرنے کے بعد برزخ ہیں اور قیامت کے دن میدان حشر میں خدا کی طرف اسکی واپسی اور اس کے سامنے اس کی پیشی ہوگی وہاں اسکو اس کے عصیان وطغیان کی پوری پوری سزا ملیگی اور دولت وثروت وہاں کام نہیں آئیگی۔

ف۷ ارأیت الذی۔ یہ ابوجہل اور دیگر مشرکین کے لئے زجر ہے عبدا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ ارأیت ان کان۔ ضمیر غائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کنایہ ہے۔ ارایت ان کذب یہاں ضمیر غائب ابوجہل وغیرہ سے کنایہ ہے۔ الم یعلم بان اللہ یریٰ یہ گذشتہ سارے مضمون کی جزا ہے۔ یعنی یہ تو بتاؤ کہ اگر ہمارا بندہ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہدایت پر بھی ہو اور تقویٰ وطہارت کا حکم بھی دیتا ہو اور ابوجہل اس کو نماز پڑھنے سے روکتا بھی ہو اور حق کو جھٹلاتا اور اس سے اعراض بھی کرتا ہو تو اسے معلوم نہیں کہ یہ سب اللہ تعالےٰ دیکھ رہا ہے۔

مِنْ عَلَقٍ ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾

جمے ہوئے لہو سے پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جسنے علم سکھایا قلم سے

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ﴿۵﴾ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤى ﴿۶﴾

سکھلایا ؔ آدمی کو جو وہ نہ جانتا تھا کوئی نہیں ؔ آدمی سر چڑھتا ہے اس سے

اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ﴿۸﴾ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ

کہ دیکھے اپنے آپکو بے پروا بیشک تیرے رب کی طرف پھر جانا ہے تونے دیکھا ؔ اسکو

یَنْهٰى ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ﴿۱۰﴾ اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰۤى ﴿۱۱﴾

جو منع کرتا ہے ایک بندہ کو جب وہ نماز پڑھے ؔ بھلا دیکھ تو اگر ہوتا نیک راہ پر

اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ﴿۱۲﴾ اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۳﴾ اَلَمْ یَعْلَمْ

یا سکھلاتا ڈر کے کام ؔ بھلا دیکھ تو اگر جھٹلایا اور منہ موڑا ؔ بوجہ جانا

بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰى ﴿۱۴﴾ كَلَّا لَىِٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ ﴿۱۵﴾

کہ اللہ دیکھتا ہے ؔ کوئی نہیں ؔ اگر باز نہ آئیگا ہم گھسیٹیں گے چوٹی پکڑ کر

نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿۱۶﴾ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ ﴿۱۷﴾ سَنَدْعُ

کیسی چوٹی جھوٹی ہے گنہگار بلالیوے اپنے مجلس والوں کو ہم بھی بلاتے ہیں

الزَّبَانِیَةَ ﴿۱۸﴾ كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾ السجدة

پیادے سیاست کرنے کو ؔ کوئی نہیں ؔ مت مان اسکا کہا اور سجدہ کر اور نزدیک ہو ؔ

ع ۱ — ۱۹ — ۲

سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّیَّةٌ وَّهِیَ خَمْسُ اٰیٰتٍ فِیْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۂ قدر ؔ مکہ میں نازل ہوئی اسکی پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ﴿۱﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ

ہم نے اسکو اتارا ؔ شب قدر میں ؔ اور تونے کیا سمجھا کیا ہے شب

فائدہ:۔ اَرَءَیت بمعنی اخبرنی ہے یعنی اگر تجھے معلوم ہے تو بتا ورنہ مجھ سے سن یا مراد رویت بصری ہے اس صورت میں وہ ایک مفعول کا مقتضی ہوتا ہے مذکور ہو یا مقدر۔

ؔ کلا لئن۔ تخویف اخروی ہے۔ اگر وہ لیذا اور شر انگیزی سے نیز تکذیب و انکار سے باز نہ آیا تو ہم قیامت کے دن اس کو پیشانی کے بالوں سے پکڑ لیں گے جو ایک جھوٹے اور مجرم کی پیشانی ہے پھر وہ اپنے تمام اہل مجلس اور تمام اعوان و انصار کو بلا لے اور ہم دوزخ کے فرشتوں کو بلائیں گے جو اسے گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دینگے، مگر اس کے اعوان و انصار کی وہاں ایک نہ چلے گی اور کوئی اس کو خدا کے عذاب سے بچا نہ سکے گا۔

ؔ کلا لا تطعہ۔ کلا ردعیہ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا جیسا کہ ابوجہل کا گمان ہے کہ اس کے مددگار اس کو خدا کے عذاب سے چھڑا لیں گے۔ ہرگز نہیں! لا تطعہ ابوجہل آپ کو نماز سے روکتا ہے آپ اس کی بات نہ مانیں، بلکہ نماز پڑھیں اور اللہ ہی کی بارگاہ میں سجدہ بجا لائیں اور کثرت سجود اور عبادت و طاعت سے اس کا قرب اور اسی کی رضامندی حاصل کریں۔ عبادت صرف اسی کی بجا لائیں اور مصائب میں صرف اسی کو پکاریں۔

(حاشیہ: ۱۔ شکوی ۱۲ — ۲۔ تخویف اخروی ۱۲ — ۳۔ تخویف اخروی ۱۲ — ۴۔ نہی بے ردع ۱۲ — ۵۔ بیان عظمت قرآن ۱۲)

موضح قرآن ف۱ اول جبریل وحی لائے تو یہی پانچ آیتیں حضرت نے کبھی پڑھا نہ تھا فرمایا کہ قلم سے بھی علم وہی دیتا ہے یوں بھی وہی دیگا ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۲ یہ ابوجہل کافر تھا کہ حضرت کو نماز پڑھتے دیکھتا تو چڑھاتا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ ف۳ یعنی نیک راہ پر ہوتا بھلے کام سکھاتا تو کیا اچھا آدمی ہوتا اب جو منہ موڑا تو ہمارا کیا بگاڑا ۱۲ منہ رح ف۴ ایکبار ابوجہل حضرت کو نماز میں دیکھ کر چلا کہ بے ادبی کرے وہاں نہ پہنچا تھا کہ چھپکا لگا پھر الٹے پاؤں پھرا پھر کبھی یہ خیال نہ کیا معلوم ہوا کہ سجدہ میں بندہ اللہ سے نزدیک ہوتا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی باید دانست کہ عاقبت استدراء و ہدایت بہشت است و عاقبت ضلال و اضلال دوزخ پس این مدعا را بنوعی از بلاغت ادا کردہ شد ۱۲۔ ف۲ یعنی فرشتگان سخت عقوبت کنندہ ۱۲۔ ف۳ یعنی یک دفعہ از لوح محفوظ بآسمان دنیا ۱۲۔

سُورَةُ القَدر

ربط سورۃ العلق میں تلاوت قرآن کا حکم دیا اور اب سورۃ القدر میں قرآن مجید کی عظمت کا ذکر فرمایا۔ **خلاصہ** قرآن مجید بڑی عظمت و برکت والی کتاب ہے اسکو پڑھا کرو۔ قرآن کی عظمت و برکت سے اس رات کو بھی بہت بڑا شرف حاصل ہو گیا جس رات میں قرآن نازل ہوا چنانچہ وہ ایک رات یعنی شب قدر ایکہزار مہینے سے بھی بہتر ہے **۲** انا انزلنٰہ نازل کرنے سے مراد ابتداء نزول ہے یا لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر بیت العزۃ میں سارا قرآن نازل کرنا مراد ہے۔ قدر کے معنی تقدیر کے ہیں یعنی اندازہ مقرر کرنا اس رات میں چونکہ سال بھر کے اہم کاموں کا فیصلہ ہوتا ہے اس لئے اسے لیلۃ القدر کہا گیا۔ یا قدر کے معنی عظمت و شرافت کے ہیں اور اسی عظمت و شرف کی وجہ سے اسے لیلۃ القدر کا نام دیا گیا۔ ان اللہ تعالیٰ یقدر فیھا ما یشآء من امرہ الی مثلھا من السنۃ القابلۃ .... وقیل انما سمیت بذلک لعظمتھا و قدرھا و شرفھا (قرطبی ج ۲۰ ص ۱۳۰) وما ادرٰک ما لیلۃ القدر یہ لیلۃ القدر کی عظمت و فضیلت کا بیان ہے ہمنے قرآن کو شب قدر میں نازل فرمایا۔ تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے یعنی وہ رات بڑی عظمت و برکت والی ہے اس رات میں رحمت کے بہت سے آثار ظاہر ہوتے ہیں **۳** لیلۃ القدر شب قدر کی برکات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ایک رات دوسرے ایکہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے واشبہ الاقوال فی ذلک بظاہر التنزیل قول من قال: عمل فی لیلۃ القدر خیر من عمل الف شھر لیس فیھا لیلۃ القدر (ابن جریر) **۴** تنزل الملئکۃ ۔ لیلۃ القدر کی برکات میں سے ایک یہ ہے کہ اس رات میں بے شمار فرشتے جن میں حضرت جبرئیل علیہ السلام خاص طور سے قابل ذکر ہیں نازل ہوتے ہیں۔ ای بکل امر قدرہ اللہ وقضاہ فی تلک السنۃ الی قابل (قرطبی) **۵** سلٰم۔ اس رات کی برکات میں سے ایک یہ ہے کہ یہ رات سراپا امن و سلامتی اور خیر ہے اور اس میں کوئی شر نہیں ہوتا۔ امام نافع مدنی رح فرماتے ہیں ای لیلۃ القدر سلامۃ وخیر کلھا لاشر فیھا (قرطبی) لیلۃ القدر کی یہ خیر و برکت صبح صادق کی نمود تک ہے کیونکہ طلوع صبح سے رات ختم ہو جاتی ہے۔

الْقَدْرِ ۝۲ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۥ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝۳

قدر — شب قدر ۳ — بہتر ہے — ہزار — مہینے — سے

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ

اترتے ہیں ۴ — فرشتے — اور — روح اس میں — اپنے — رب کے حکم سے

كُلِّ أَمْرٍ ۝۴ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝۵

ہر کام — پر — امان ہے ۵ — وہ — رات — صبح کے — نکلنے تک — ف۱

سُورَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانُ آيَاتٍ وَفِيهَا رُكُوعٌ وَاحِدٌ

سورۃ بینہ — ۱ مدینہ میں نازل ہوئی — اس کی آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو — بیحد مہربان — نہایت رحم والا ہے

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِينَ

نہ تھے ۲ وہ لوگ — جو منکر ہیں — اہل کتاب — اور — مشرک

مُنفَكِّينَ حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝۱ رَسُولٌ مِّنَ اللّٰهِ

باز آنے والے ف۱ یہاں تک کہ پہنچے ان کے پاس ف۲ کھلی بات ف۳ — ایک رسول — اللہ کا

يَتْلُوا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝۲ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝۳ وَمَا

پڑھتا ہوا — ورق — پاک ف۳ — اس میں لکھی ہیں کتابیں مضبوط ف۴ — اور وہ

تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا

جو ۳ پھوٹ پڑی — اہل — کتاب — میں ف۵ — سو — جب — کہ

جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝۴ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ

آچکی ان کے پاس کھلی بات ف۶ — اور ان کو حکم ۴ یہی ہوا کہ بندگی کریں اللہ کی

مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۥ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَ

خالص کر کے — اس کے واسطے بندگی — ابراہیم کی راہ پر — اور — قائم رکھیں — نماز — اور

وقف النبی علیہ السلام ۱۲ — عند المتاخرین ۱۲

ع ۲۲ — الفٰلمٰنة

۱ شکوی بر یہود و نصاری و مشرکین ۱۲

موضح قرآن ف۱ شاید اوّل اسی شب میں شروع ہوا ہو قرآن اترنا پھر ہمیشہ اس میں تین صفتیں اللہ نے رکھیں اس رات جو نیکی کرے گویا ہزار مہینے کی اور دنیا کے کام جو مقدار ہیں اس میں نیچے اترتے ہیں اور اللہ کی طرف سے چین اور دلجمعی اترتی رہتی ہے ساری رات عبادت حلاوت سے ہوتی ہے وہ رات قرآن سے دریافت ہوا کہ رمضان میں ہے حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان کے آخر دہے میں طاق راتوں میں اکیسویں سو ستائیسویں تک العلم عند اللہ۔ ف۲ حضرت سے پہلے سب دین والے بگڑ گئے تھے ہر ایک اپنی غلطی پر مغرور اب چاہیئے کسی حکیم یا ولی یا بادشاہ عادل کے سمجھائے راہ پر آویں سو ممکن نہ تھا جبتک ایسا رسول آوے عظیم القدر اللہ کی کتاب اور قوی مدد کے ساتھ کئی برس میں ملک ملک ایمان سے بھر گئے۔ ف۳ ہر سورت ایک کتاب ہے ف۴ یعنی اس رسول اور اس کتاب کے آئے پیچھے شبہ نہ رہا پھر اب اہل کتاب ضد سے مخالف ہیں شبہ سے نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از آئین خود ۱۲ ف۲ یعنی ایشا نرا تکلیف نکردیم بترک ادیان خویش مگر بعد اقامت حجت ظاہر یعنی حال ایشان مقتضی ارسال رسول و انزال کتاب بود از من

سورۃ البیّنہ

ربط سورۃ القدر میں قرآن مجید کی عظمت کا بیان تھا، اب سورۃ البیّنہ میں کفار ومشرکین کے عناد پر شکوہ کا بیان ہے جو ایسی عظیم الشان کتاب سے بھی اعراض کرتے ہیں۔

خلاصہ

لم یکن الذین کفروا ــــ تا ــــ وذٰلک دین القیمۃ ۝ اہل کتاب یہود ونصاریٰ اور مشرکین کے عناد وانکار کا شکوہ۔ ان الذین کفروا ــــ تا ــــ اولئک ھم شر البریۃ ۝ تخویف اخروی ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت ــــ تا ــــ ذٰلک لمن خشی ربہ ۝ بشارت اخرویہ۔

ف۲ لم یکن۔ اہل کتاب سے یہود ونصاریٰ مراد ہیں منفکین یہاں تام ہے بمعنی منتھین عن کفرھم (قرطبی) یہاں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ اہل کتاب اور مشرکین کے کفر وشرک سے باز آنے کی انتہاء پیغمبر علیہ السلام کی آمد بیان فرمائی ہے اور حتّٰی چونکہ انتہاء غایت کے لئے ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ رسول صلعم کی آمد پر ان کی پہلی حالت یعنی کفر وشرک پر قیام ختم ہو جاتے، لیکن اس کے بعد والی آیت وما تفرق الذین اوتوا الکتاب کا مقتضیٰ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد ان کے کفر میں اضافہ ہوگیا۔ اس طرح دونوں آیتوں میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے۔ اس کے متعدد جوابات ہیں۔ اوّل۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے اہل کتاب اور مشرکین کہا کرتے تھے کہ جب تک نبی موعود صلی اللہ علیہ وسلم نہ آجائے اس وقت تک ہم اپنا دین نہ چھوڑینگے اس طرح ان آیتوں میں ان کے قول سابق کی حکایت ہے۔ اور وما تفرق۔ الآیۃ میں نفس الامر اور حقیقت واقعہ کا بیان ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کی آمد کے بعد ان کا حال ان کے دعوے کے خلاف ہے۔ دوم۔ اہل کتاب اور مشرکین سارے کے سارے کفر وشرک سے ہٹنے والے نہیں تھے جب تک ان کے پاس رسول نہ آجاتا جب رسول آگیا تو اب ان کا حال پہلا سا نہ رہا۔ بلکہ ان میں سے بہت سوں نے کفر وشرک کو چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا۔ (ملخصاً من الکبیر للامام الرازی رح) حضرت شیخ قدس سرہٗ کے نزدیک یہی جواب راجح ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ اہل کتاب اور مشرکین کفر وشرک سے ہٹنے والے نہیں تھے جب تک کہ ان کے پاس واضح برہان نہ آجاتی اور یہ انتظام نہ ہو جاتا کہ اللہ کی طرف سے ان کے پاس رسول آئے جو ان کو اللہ تعالیٰ کی پاکیزہ کتاب کی تعلیم دے اور ان کو تبلیغ کرے اب چونکہ یہ کام ہو چکا ہے اور حق و باطل کے درمیان امتیاز قائم ہوگیا ہے، اس لئے اب جو لوگ حق کو نہیں مانتے اور پیغمبر علیہ السلام کی دعوت کو جھٹلاتے ہیں اور نئی نئی راہیں نکالتے ہیں وہ یہ سب کچھ محض ضد وعناد کی وجہ سے کر رہے ہیں۔ یہ مسئلہ کتب سابقہ میں بھی موجود ہے اور اہل کتاب کے علماء ثقات اس پر ایمان بھی لا چکے ہیں، اس لئے اب نہ ماننے والوں کا کوئی عذر قبول نہیں ہوگا۔

تائید:۔ حجتھم داحضۃ عند ربھم وعلیھم غضب ولھم عذاب شدید ۝ اللہ الذی انزل الکتٰب بالحق والمیزان ط (الشوریٰ ع ۲) اس کی پوری تفصیل سورۂ شوریٰ میں گذر چکی ہے رسول من اللہ، البینۃ سے بدل ہے صحفا مطھرۃ باطل کی نجاستوں سے پاک کتابیں اور صحیفے، صحیفہ ان اوراق کو کہا جاتا ہے جن میں کچھ لکھا ہو۔ والصحف القراطیس التی یکتب فیھا والمراد بتطھیرھا تنزیھھا عن الباطل (روح ج ۳۰ ص ۲۰۱ ملخصاً) کتب قیّمۃ پختہ اور محکم مضامین پر مشتمل سورتیں یا محکم احکام۔ رسول سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحف سے قرآن مجید مراد ہے۔ (کبیر)

ف۳ وما تفرق۔ اہل کتاب کے عناد وشقاق کا ذکر ہے۔ اہل کتاب، یہود ونصاریٰ نے دین میں جو مختلف راہیں نکالی ہیں یہ سب کچھ انہوں نے لاعلمی سے نہیں کیا۔ بلکہ البینۃ آجانے کے بعد جان بوجھ کر عمداً قصداً محض ضد وعناد کی وجہ سے کیا ہے۔ یہ اختلاف ڈالنے والے اہل کتاب کے باغی علماء تھے اور یہ اختلاف انہوں نے اللہ کی طرف سے علم اور بینات آجانے کے بعد کیا اور محض ضد وعناد کی وجہ سے کیا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وما تفرقوا الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا بینھم ط (الشوریٰ ع ۲) **ف۴** وما امروا۔ حنفاء، حنیف کی جمع ہے یعنی ہر باطل دین سے اعراض کر کے دین اسلام کی طرف مائل ہونے والا۔ ای مائلین عن الادیان کلھا الی دین الاسلام (قرطبی ج ۲۰ ص ۱۴۴) دین القیمۃ مرکب اضافی ہے اور القیمۃ مقدر کی صفت ہے۔ ای المسئلۃ القیمۃ۔ یعنی محکم اور پختہ مسئلہ اور وہ مسئلہ توحید ہے یا الملۃ

القیمۃ یعنی ملّت مستقیمہ کے احکام ہیں جس کا حکم نہایت صحیح اور محکم ہے۔ وقال الزجاج ای ذٰلک دین الملۃ المستقیمۃ (قرطبی) زجاج کے قول میں اگر ملّت سے مراد امت ہو تو مفہوم زیادہ واضح ہو جاتا ہے یعنی یہ اس امت کا دین ہے جو حق پر قائم ہے جیسا کہ علامہ آلوسی رح فرماتے ہیں۔ وقال الزجاج ای الامۃ القیمۃ بالحق ای القائمۃ بالحق (قرطبی) اہل کتاب نے متفرق شاخیں نکال لی ہیں حالانکہ ان کی کتابوں میں انہیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ باطل اور جھوٹے دینوں کو چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اسکی عبادت اور پکار میں کسی کو شریک نہ کریں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ حق پر قائم

يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝٥ اِنَّ الَّذِيْنَ

دیں زکوٰۃ اور یہ ہے راہ مضبوط لوگوں کی ف اور ۵ جو

كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ

منکر ہوئے اہل کتاب اور مشرک ہونگے دوزخ کی

جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝٦ اِنَّ

آگ میں سدا رہیں اس میں وہ لوگ ہیں سب خلق سے بدتر وہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ خَيْرُ

لوگ جو یقین لائے اور کئے بھلے کام وہ لوگ ہیں سب

الْبَرِيَّةِ ۝٧ جَزَاۗؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ

خلق سے بہتر بدلا ان کا ۵ ان کے رب کے یہاں باغ ہیں ہمیشہ رہنے کو

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ

نیچے بہتی ہیں ان کے نہریں سدا رہیں ان میں ہمیشہ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝٨

اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ ملتا ہے اسکو جو ڈرا اپنے رب سے

ع ۸ / ۲۳

سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانُ اٰيَاتٍ وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ زلزال له مدینہ میں نازل ہوئی اس کی آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝١ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ

جب ۲ ہلا ڈالے زمین کو اس کے بھونچال سے اور نکال باہر کرے زمین

اَثْقَالَهَا ۝٢ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝٣ يَوْمَىِٕذٍ تُحَدِّثُ

اپنے اندر سے بوجھ ف اور کہے ۴ آدمی اس کو کیا ہوگیا اس دن کہہ ڈالے گی

۱۔ تخویف اخروی ۱۲

۲۔ بشارت اخرویہ ۱۲

۳۔ عناد کفار پر تخویف اخروی ۱۲

رہنے والی امت کا دین یہی ہے ۵ ان الذین کفروا۔ تخویف اخروی۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین جنہوں نے رسول کا قرآن کا اور دین کا انکار کیا وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ لوگ خدا کی ساری مخلوق میں سب سے بدتر ہیں ان الذین آمنوا۔ بشارت اخرویہ۔ لیکن جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک کام کئے وہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سب سے بہتر ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مؤمن کامل کا مرتبہ عرش عظیم اور کعبہ شریف سے بھی اونچا ہے کیونکہ یہ بھی مخلوق ہیں اور مؤمن کامل خدا کی ساری مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہے ۶ جزاءھم اللہ تعالےٰ کے یہاں ان کی جزاء یہ ہے کہ ان کیلئے جنت کے دائمی باغات ہیں جن میں تمام انواع مشروبات کی ندیاں بہتی ہونگی وہ ان میں ہمیشہ رہینگے۔ نہ جنت کی نعمتوں کو زوال ہوگا نہ اہل جنت کو موت آئیگی، نہ ان کو جنتوں سے نکالا ہی جائیگا اور نہ وہ خود ہی ان سے نکلنا پسند کریں گے رضی اللہ عنہم یہ ان کے ایمان خالص، یقین کامل اور عمل صالح کا انعام ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ بھی انعام و اکرام پر راضی ہیں۔ یہ اعزاز و اکرام اور یہ انعام و افضال ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈر کر اس کے احکام کی اطاعت کریں اور اس کے محارم سے دور رہیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

موضح قرآن ف یعنی یہ چیزیں ہر دین میں پسند ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ۔ ف قیامت سے پہلے جو مال زمین کے اندر رہا ہے سونا روپا اس سے نکل پڑے گا تب لینے والے نہ رہیں گے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

سورۃ الزلزال ۱

ربط گذشتہ سورت میں عناد کفار کا شکوہ تھا، اب اس سورت میں عناد کفار پر تخویف اخروی کا ذکر ہے ۲ اذا زلزلت۔ یہ وہ زلزلہ ہے جو نفخۂ اولیٰ کے وقت آئے گا جس سے زمین اپنی تہ تک ہل جائیگی اور یہ زلزلہ اس قدر سخت اور شدید ہوگا کہ زمین پر کوئی جاندار زندہ نہ رہیگا پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر ہموار ہو جائینگے دریا اور سمندر خشک ہو کر زمین کے برابر ہو جائیں گے ۳ واخرجت الارض۔ اثقال، ثقل کی جمع ہے یعنی بوجھ مراد اموات ہیں، نفخۂ ثانیہ کے وقت زمین اپنے اندر سموئے ہوئے تمام مُردوں کو باہر نکالدیگی اور وہ سب زندہ ہو کر میدان حشر کی طرف چلدینگے ۴ وقال الانسان۔ اسدن انسان حیرت و تعجب سے کہیگا زمین کو کیا ہوگیا ہے وہ اس قدر کیوں جھٹکے کھا رہی ہے یا اسکا تعلق مابعد سے ہے یعنی یومئذ تحدث اخبارھا قیامت کے دن زمین ساری باتیں

أَخْبَارَهَا ﴿۴﴾ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ﴿۵﴾ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ

وہ اپنی باتیں اسواسطے کہ تیرے رب نے حکم بھیجا اسکو ف اس دن ش ہو پڑینگے وہ لوگ

أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ﴿۶﴾ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

طرح طرح پر کہ انکو دکھا دیے جائیں ان کے عمل سو جس نے کی ذرہ بھر

خَيْرًا يَرَهُ ﴿۷﴾ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴿۸﴾

بھلائی وہ دیکھ لیگا اسے اور جس نے کی ذرہ بھر برائی وہ دیکھ لیگا اسے

ع ۸ ۲۴

سُورَةُ الْعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ إِحْدَىٰ عَشْرَةَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعٌ وَاحِدٌ

سورۂ عادیات سلہ مکہ میں نازل ہوئی اسکی گیارہ آیتیں اور ۱ رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ﴿۱﴾ فَالْمُورِيٰتِ قَدْحًا ﴿۲﴾ فَالْمُغِيرٰتِ

قسم ہے لہ دوڑنیوالے گھوڑوں کی ہانپ کر پھر آگ سلگانے والے جھاڑ کر پھر غارت ڈالنے والے

صُبْحًا ﴿۳﴾ فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا ﴿۴﴾ فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا ﴿۵﴾

صبح کو پھر اٹھانے والے اس میں گرد ٹ پھر گھس جانیوالے اسوقت فوج ٹ میں

إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ ﴿۶﴾ وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ

بےشک آدمی اپنے رب کا ناشکر ہے ف اور وہ آدمی اس کام کو

لَشَهِيدٌ ﴿۷﴾ وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ ﴿۸﴾ أَفَلَا يَعْلَمُ

سامنے دیکھتا ہے اور آدمی ٹ محبت پر مال کی بہت پکا ہے کیا نہیں ٹ جانتا

إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ ﴿۹﴾ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ ﴿۱۰﴾

وہ وقت کہ کریدا جائے جو کچھ قبروں میں ہے اور تحقیق ہووے جو کچھ کہ جیوں میں ہے

إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ ﴿۱۱﴾

بیشک ان کے رب کو ان کی اس دن سب خبر ہے

ع ۱ ۲۵

منزل ۷

صاف صاف بیان کردیگی بندوں نے جو جو نیک و بدکام اسپر کئے ہیں وہ سب بتا دیگی تو انسان اس پر حیرت و استعجاب سے کہیگا زمین کو کیا ہوگیا ہے وہ آج سب کچھ بتارہی ہے۔ بان ربک اوحی لہا زمین اس لئے سب کچھ ظاہر کریگی کہ اللہ تعالیٰ کا اسکو حکم ہوگا۔ والباء للسببیۃ ای تحدث بسبب ایحاء ربک لہا و امرہ سبحانہ ایاھا بالتحدیث (روح ج ۳۰ ص ۲۱۰) **ھ۵** یومئذ یصدر یہ اذا زلزلت الارض کی جزاء ہے اشتاتاً۔ متفرقین اپنے اعمال کے اعتبار سے جدا جدا طبقوں اور جماعتوں میں بٹ کر حساب کتاب سے واپس ہونگے کوئی خوش و خرم اور چمکتے چہرے کے ساتھ اور کوئی افسردہ سیاہ فام۔ لیروا اعمالہم مضاف محذوف ہے ای جزاء اعمالہم (روح) تاکہ ان کو ان کے اعمال کا اجر و ثواب دکھایا جائے **ھ۶** فمن یعمل نیک و بد کی تفصیل ہے جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی اسکو اسکی بھی جزاء ملیگی اور وہ اسکی جزاء وہاں دیکھ لیگا اور جسنے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ بھی اسکی جزاء دیکھ لیگا بشرطیکہ عفو نہ کیا گیا ہو۔

۱ سُورۃ العَادِیَات

ربط سابقہ سورت میں عناد کفار پر تخویف اخروی کا ذکر تھا اب اس سورت میں ظلم کفار کا شکوی مذکور ہوگا۔

خلاصہ والعٰدیٰت ضبحا تا ان الانسان لربہ لکنود ہ بیان مرض۔ یعنی انسان اپنے پروردگار کا ناشکر گذار ہے وانہ علی ذلک لشہید تا لشدید ہ بیان سبب مرض یعنی اسکی ناشکری کا سبب مال و دولت کی محبت ہے افلا یعلم اذا بعثر تا آخر علاج مرض بصورت تخویف اخروی۔

ھ۲ والعٰدیٰت ضبحا ہانپ کر دوڑنے والے گھوڑے فالموریٰت قدحا پتھریلی زمین پر دوڑتے وقت اپنے سموں سے چنگاریاں نکالنے والے فالمغیرٰت صبحا پھر صبح صبح لوٹ مار کرنیوالے فاثرن بہ نقعا دوڑتے وقت گرد و غبار اڑاتے ہیں فوسطن بہ جمعا پھر تیز رفتاری کے ساتھ جماعتوں کے اندر گھس جاتے ہیں ان الانسان لربہ لکنود یہ لوٹ مار کرنے والے گھوڑے اسپر شاہد ہیں کہ انسان اپنے پروردگار کا نہایت ہی ناشکر گذار ہے قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ عامۃ المفسرین کے نزدیک یہ صفتیں مجاہدین کے گھوڑوں کی ہیں اور بعض کے نزدیک ان صفات سے فرشتے مراد ہیں۔ وانہ علی ذلک لشہید مذکورہ شواہد کے علاوہ انسان اپنی اس بیماری اور کمزوری پر خود بھی شاہد ہے اور اسے اپنا کردار خوب معلوم ہے **ھ۳** وانہ لحب یہ سبب مرض کا بیان ہے انسان کے ناشکر گذار ہونیکا سبب یہ ہے کہ دولت دنیا کی محبت میں بہت متشدد ہے حب مال اسو بخل و امساک پر اکساتی ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرکے اسکا شکر گذار کرنیسے روکتی ہے **ھ۴** افلا یعلم۔ یہ علاج مرض کا بیان ہے بصورت تخویف اخروی کیا انسان یہ نہیں جانتا کہ جب قبروں سے مردے اٹھائے جائینگے یعنی قیامت کے دن اور دلوں کی تمام باتیں ظاہر کردی جائینگی اسدن انکا پروردگار انکے اعمال خیر و شر سے باخبر ہوگا اور انکو پوری پوری جزاء دیگا ای عالم لا یخفی علیہ منہم خافیۃ وھو عالم بہم فی ذلک الیوم و فی غیرہ ولکن المعنی انہ یجازیہم فی ذلک الیوم (قرطبی ج ۲۰ ص ۱۶۳)۔

موضح قرآن ف یعنی بدوں کے گناہ بتا دیگی حساب کے وقت ۱۲ منہ رح ف یہ جہاد والے سواروں کی قسم ہے اس سے بڑا کون عمل ہے کہ اللہ کے کام پر اپنی جان دینے کو حاضر ۱۲ منہ رح ف یعنی کفران نعمت کرتا ہے اور وہ کئی طرح کا ہوتا ہے ایک تو یہ کہ اسکی نعمت کو دوسرے کی سمجھے دوسرا یہ کہ جو فائدہ اس نعمت سے چاہیے وہ نہ لیوے بلکہ اسکے برخلاف اسے خرچ کرے تیسرا یہ کہ اس نعمت کی محبت اسقدر دل میں اثر کرجائے کہ نعمت دینے والے کو بھول جاوے۔ تفسیر فتح العزیز سے لکھا ہے۔

سُورۃ القارعۃ [1]

ربط گذشتہ سورت میں ظلم کفار پر شکوی تھا اب اس سورت میں ظالموں کے لئے تخویف اخروی ہے۔

[1] القارعۃ۔ یہ قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے واتفقوا علی ان القارعۃ اسم من اسماء القیامۃ (کبیر) قیامت کے دن نفخ صور کی شدید آواز کے علاوہ اجرام علویہ اور سفلیہ کے تصادم سے بھی نہایت ہولناک شور برپا ہوگا اس لئے اسے القارعہ کہا گیا [3] یوم یکون یہ القارعہ کا بیان ہے۔ قیامت کے دن جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے تو خوف و ہراس سے نہایت پریشان ہوں گے اور پروانوں کی طرح ادھر ادھر منتشر ہوں گے جس طرح شمع پر پروانوں کا بے تحاشا اژدہام ہوتا ہے اور ان کی حرکات مختلف ہوتی ہیں گھبراہٹ کی وجہ سے۔ پہاڑ دھنی ہوئی روئی کے گالوں کی طرح ہو جائیں گے سورۃ الزلزال میں قیامت کے دن زمین کا حال بیان ہوا اور یہاں پہاڑوں کا حال بیان کیا گیا ہے۔

[4] فاما من ثقلت۔ بشارت اخرویہ۔ قیامت کے دن جن کے اعمال صالحہ کا پلڑا بھاری ہوگا وہ نہایت خوش و خرم ہوں گے اور اپنی پسندیدہ عیش و عشرت سے لطف اندوز ہوں گے۔ راضیۃ بمعنی مرضیۃ (قرطبی) و اما من خفت یہ تخویف اخروی ہے۔ امہ ای مستقرہ (قرطبی عن الاخفش) اور جن لوگوں کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا ان کا ٹھکانہ ہاویہ میں ہوگا۔ ہاویہ دوزخ کے ناموں میں سے ہے۔ وما ادرٰک ماھیۃ تمہیں کیا معلوم ہاویہ کیا چیز ہے وہ نہایت ہی سخت اور تند و تیز آگ ہے ہیشہ من ہار برائے سکتہ ہے۔ مثنوی میں ہاویہ کا جو معنی ذکر کیا گیا ہے وہ ظاہر قرآن کے خلاف ہے۔

پس شود جائے دلش در ھاویہ
ہیچ میدانی چہ باشد ماھیہ
آتش سوزندہ نقش غیر را
کہ بسوزد پر طیر و شیر را

سُورَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ قارعہ [1] مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی گیارہ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْقَارِعَةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الْقَارِعَةُ ۚ﴿۲﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ﴿۳﴾

وہ کھڑکھڑا [2] ڈالنے والی کیا ہے وہ کھڑکھڑا ڈالنے والی اور تو کیا سمجھا کیا ہے کھڑکھڑا ڈالنے والی

يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ﴿۴﴾ وَتَكُوْنُ

جس دن [3] ہوویں لوگ جیسے پتنگے بکھرے ہوئے اور ہوویں

الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ؕ﴿۵﴾ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ

پہاڑ جیسے رنگی ہوئی اون دھنی ہوئی سو جس کی [4] بھاری ہوئیں

مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۶﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا

تولیں تو وہ رہے گا من مانتے گذران میں اور جس کی

مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ؕ﴿۹﴾ وَمَاۤ

ہلکی ہوئیں تولیں تو اسکا ٹھکانا گڑھا ہے اور تو

اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ؕ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿۱۱﴾

کیا سمجھا وہ کیا ہے آگ ہے دہکتی ہوئی

ع ۱ / ۱۱ / ۲۶

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانُ اٰيٰتٍ وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ تکاثر [1] مکہ میں نازل ہوئی اس کی آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ﴿۲﴾ كَلَّا سَوْفَ

غفلت میں رکھا [2] تم کو بہتات کی کثرت نے [3] یہاں تک کہ جا دیکھیں قبریں کوئی نہیں آگے

۱۔ تخویف اخروی ۱۲۔

۲۔ بشارت اخروی ۱۲۔

۳۔ تخویف اخروی ۱۲۔

۴۔ زجر بر تفاخر و تکاثر ۱۲۔

موضح قرآن

ف سورۃ تکاثر کے نازل ہونے کا سبب قریش میں دو گروہ تھے بنو عبد مناف کہ ہمارے پیغمبر اس میں تھے اور بنو سہم کہ عاص بن وائل سہمی اس کا سردار تھا۔ ایک دن دونوں آپس میں اپنی اپنی بزرگی پر فخر کرنے لگے مال اور کاموں کا حساب کرتے کرتے آدمیوں پر نوبت پہنچی۔ بنو عبد مناف کے لوگ گنتی میں زیادہ ہوئے بنو سہم نے کہا کہ ہمارے لوگ لڑائی میں بہت مارے گئے سو موئے جیسے سب کو گننا چاہیئے جب یہ کیا تو بنو سہم زیادہ ہوئے پھر تحقیق کے واسطے مقبروں پر گئے حق تعالیٰ نے دونوں کی جہالت اور غفلت پر کہ اپنے ضروری کاموں کو بھول کر کیسے ناکارے کام میں جا لگے ہیں یہ سورت نازل کی کہ آدمی آخر عمر میں کس قدر مال اور اولاد کی بہتات پر حریص ہوتا ہے کہ ان سے اس کے نام و جاہ کا سلسلہ باقی رہے اور یہ بات اس کو اللہ کی پہچان سے اور ادائے حقوق سے جو اس پر واجب ہے باز رکھتی ہے۔ فتح العزیز سے لکھا۔

سُورۃ التّکاثر

ربط | گذشتہ سورتوں میں تخویف وتبشیر اور زجر وشکوی کا ذکر تھا اب اس سورت سے پھر تزہید فی الدنیا کے مضمون کا ذکر شروع ہو رہا ہے۔

خلاصہ

تفاخر وتکاثر پر زجر۔ اور تخویف اخروی۔

۲ الھکم التکاثر۔ التکاثر، کثرت مال اور کثرت تعداد پر فخر کرنا اور کثرت میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوشش کرنا۔ ای التباری فی الکثرۃ والتباھی بھا بان یقول ھؤلاء نحن اکثر وھؤلاء نحن اکثر (روح ج ۳۰ ص ۲۲۳)

مفسرین رح نے لکھا ہے کہ انصار رض کے دو قبیلوں میں کثرت عدد کے مقابلے کی ٹھن گئی اور ہر قبیلہ اپنے افراد کی کثرت پر فخر کرنے لگا۔ چنانچہ دونوں قبیلوں نے پہلے زندہ لوگوں کو گنا جب انکی گنتی ختم ہوئی تو قبرستان میں جا کر مردوں کو شمار کرنے لگے۔ اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ فرمایا کثرت عدد پر فخر ومباہات نے تم کو ایسا غافل کیا کہ تم قبرستان میں جا پہنچے اور مردوں کی گنتی کرنے لگے یا حتی زرتم المقابر۔ موت سے کنایہ ہے یعنی تم اموال وافراد کی کثرت پر فخر کرتے رہو گے یہاں تک کہ قبروں میں پہنچ جاؤ گے الھاکم حرصکم علی تکثیر اموالکم عن طاعۃ ربکم حتی اتاکم الموت وانتم علی ذلک (کبیر)

۳ کلا سوف۔ کلا برائے ردع ہے اور اس میں تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں چاہیئے اور نہ یہ خیال ہی درست ہے کہ مال واولاد کی کثرت سعادت کا باعث ہے یا کوئی قابل فخر چیز ہے۔ بہت جلد تمہیں یہ حقیقت معلوم ہو جائیگی کہ یہ تکاثر وتفاخر ایک فضول چیز تھی۔ ثم کلا سوف تعلمون تکرار تاکید کے لئے ہے اور ثم تعقیب ذکری کے لئے ہے۔ یعنی میں پھر یہ بات کہتا ہوں، مراد یہ ہے کہ موت کے بعد آنکھیں کھل جائینگی اور حقیقت واضح ہو جائیگی۔

۴ کلا لو تعلمون۔ کلا بمعنی حقاً ہے لو کی جزاء مقدر ہے ای لما الھاکم التکاثر (کبیر) یا لشغلکم ذلک عن التکاثر (روح) یعنی اگر تم آئندہ حالات کو اس یقین کے ساتھ جانتے جس طرح تم دیگر احوال یقینیہ مثلاً احوال ماضیہ کو جانتے ہو تو تم کثرت مال واولاد پر فخر نہ کرتے۔

۵ لترون۔ تخویف اخروی۔ عین الیقین مفعول مطلق ہے من غیر لفظہ یا یہ مفعول مطلق مقدر کی صفت ہے ای رویۃ عین الیقین (روح) تم ضرور بالضرور دوزخ کو دیکھو گے، پھر کہتا ہوں تم دوزخ کا آنکھوں سے مشاہدہ کروگے اور تمہیں اسکا عین الیقین حاصل ہو جائیگا پھر یہ بھی سن لو کہ اس دن تم سے ساری نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائیگا کہ میں نے تم پر جو انعامات کئے تم نے ان کا شکریہ ادا کیا یا نہ۔ وکل ھذہ نعم فیسئل العبد عنھا ھل شکر ذلک ام کفر (قرطبی ج ۲۰ ص ۱۷۸)

سُوْرَةُ الْعَصْر [1]

ربط و خلاصہ سورت سابقہ کے مقابلہ میں اس سورت میں تزہید فی الدنیا کا مضمون بطور ترقی ذکر کیا گیا ہے یعنی مال و اولاد کی کثرت و زیادتی پر فخر نہ کرو، ذرا زمانے کی گردش کو تو دیکھو اور اپنے آباء و اجداد کا حال ملاحظہ کرو۔ انہوں نے مال و اولاد پر فخر کر کے کیا حاصل کیا؟ نقصان اور خسارہ کے سوا انھیں کیا نصیب ہوا؟ جمعوا الکنوز لانفسہم وترکوھا کما ھیہ، الا قبورا دارسة فیھا عظام بالیة **[1]** والعصر۔ زمانہ گواہ ہے کہ انسان سراسر خسارے میں ہے۔ زمانے کے مختلف ادوار کو دیکھئے اور ہر دور کے بڑے سے بڑے بادشاہ کا حال ملاحظہ کیجئے کہ دنیا کی شان و شوکت اور دولت و سلطنت کا فخر و غرور کہاں گیا۔ جب دنیا سے رخصت ہوئے تو کوئی چیز بھی ساتھ نہ گئی، نہ دولت نے ساتھ دیا نہ سلطنت نے نہ لاؤ لشکر نے اس کے علاوہ العصر کے اور بھی کئی معانی بیان کئے گئے ہیں۔ تفصیل متداول تفسیروں میں ملاحظہ کی جائے **[3]** الا الذین۔ یہ ماقبل سے مستثنٰی ہے تمام انسان خسارے میں ہیں البتہ جن لوگوں میں یہ چار صفتیں موجود ہوں وہ خسارے میں نہیں ہیں، بلکہ فائدے میں ہیں اور وہ دنیا سے خالی ہاتھ نہیں جائینگے بلکہ آخرت کا توشہ ساتھ لے کر جائینگے۔ پہلا وصف آمنوا وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، رسالت، قیامت اور دیگر تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہوں۔ دوسرا وصف وعملوا الصٰلحت وہ نیک کام کریں اسلام میں جن کاموں کے کرنے کا حکم ہے ان کو بجا لائیں اور جن سے روکا گیا ہے ان سے باز رہیں۔ تیسرا وصف وتواصوا بالحق وہ آپس میں ایکدوسرے کی خیرخواہی کریں اور ایکدوسرے کو سچی بات یعنی توحید اور اسلام کے اخلاقی، معاشرتی اور دیگر احکام کی تبلیغ کریں۔ (بالحق) ای بالتوحید؛ کذا روی الضحاك عن ابن عباس۔ وقال قتادة (بالحق) ای بالقرآن (قرطبی ج ۲۰ ص ۱۸۱) چوتھا وصف۔ وتواصوا بالصبر۔ جن انسانوں میں یہ چار وصف موجود ہوں گے وہ خسارے میں نہیں رہیں گے۔

[۱ تخویف دنیوی ۱۲]
[۲ خسارہ و نقصان ۱۲]
[۳ خسارے سے محفوظ لوگوں کا پہلا وصف ۱۲ — ۴ دوسرا وصف — ۵ تیسرا وصف — ۶ چوتھا وصف ۱۲]
[۷ تخویف اخروی ۱۲]

تَعْلَمُوْنَ ③ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ④ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ
جان لوگے پھر بھی کوئی نہیں آگے جان لوگے کوئی نہیں اگر جانو تم

عِلْمَ الْيَقِيْنِ ⑤ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ⑥ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ
یقین کر کے بے شک تم کو دیکھنا ہے دوزخ پھر دیکھنا ہے اسکو یقین

الْيَقِيْنِ ⑦ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ⑧ ع ۱ / ۲۷
کی آنکھ سے پھر پوچھیں گے تم سے اس دن آرام کی حقیقت

سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ
سورۃ عصر مکہ میں نازل ہوئی اس کی تین آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالْعَصْرِ ① اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ② اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
قسم ہے اترتے دن کی مقرر انسان ٹوٹے میں ہے مگر جو لوگ کہ یقین لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ③ ع ۱ / ۲۸
اور کئے بھلے کام اور آپس میں تاکید کرتے رہے سچے دین کی اور آپس میں تاکید کرتے رہے تحمل کی

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعُ اٰيَاتٍ وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ
سورۃ ہمزہ مکہ میں نازل ہوئی اس کی نو آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ① الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا
خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے عیب چننے والے کی جس نے سمیٹا مال اور

وَّعَدَّدَهٗ ② يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ③ كَلَّا
گن گن کر رکھا خیال رکھتا ہے کہ اس کا مال سدا کو رہے گا اسکے پاس کوئی نہیں

موضح قرآن کلہ [1] سورہ عصر کے نازل ہونیکا سبب ابن اسید ایک کافر جو حضرت ابوبکر سے جاہلیت میں ہم صحبت تھا ایک دن حضرت ابوبکرؓ سے کہنے لگا کہ تمہاری ایسی ہوشیاری اور دانائی تھی کہ تجارت میں خوب نفع اٹھاتے تھے پھر اب کیا ہوا کہ ایسے خراب ہوئے جو باپ دادا کے دین کو چھوڑا اور لات وعزیٰ کی شفاعت سے محروم ہوئے صدیقؓ نے جواب دیا ایسے نادان جو حق کو قبول کرتا ہے اور نیک کام پر چلتا ہے اسکو کبھی نقصان نہیں پہنچتا اللہ تعالیٰ نے صدیقؓ کے قول کی سچائی پر یہ سورت نازل کی [2] سورۂ ہمزہ کے نازل ہونے کے سبب تین شخص کافروں کے عاص بن وائل سہمی اور ولید بن مغیرہ مخزومی اور اخنس بن شریق ثقفی، پیغمبر علیہ السلام اور ایمانداروں کی بدگوئی کیا کرتے اور ان کے حق میں طعن کی زبان کھولتے بعضا ان میں سے اخنس ابن شریق تھا پیغمبر علیہ السلام کے روبرو سخت باتیں کرتا اور بیحیائی کا برقع اوڑھتا ان کے حق میں سورت اتری سو جو کوئی کسی کی عزت پر بٹہ لگائے اور لوگوں کو پیچھے برا کہے وہ اس خرابی اور عذاب کے لائق ہووے پھر ایسے شخص کا جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول مقبول کو اور قرآن مجید کو جھٹلاوے اور اسکے احکام سے دشمنی رکھے کیا حال ہو ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در مقابلہ آن شکر کردید یا کفران ورزیدید ۱۲۔

سُورۃ الہمزہ

ربط و خلاصہ تزہید فی الدنیا کے بعد مال و دولت جمع کرنے والوں اور کثرت مال پر فخر و غرور کرنے والوں کے لئے تخویف اخروی۔
۲ ویل۔ ھمزۃ غیبت کرنے والا اور پس پشت عیب جوئی کرنے والا۔ لمزۃ منہ پر طعنہ دینے والا اور گالی گلوچ کرنے والا۔ یا ھمزۃ منہ پر عیب جوئی کرنے والا اور لمزۃ پس پشت عیب چینی کرنیوالا اور چغلخور و قال ابو العالیۃ والحسن و مجاھد وعطاء بن ابی رباح: الھمزۃ الذی یغتاب و یطعن فی وجہ الرجل، واللمزۃ الذی یغتابہ من خلفہ اذا غاب (قرطبی ج ۲۰ ص ۱۸۱) حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں ان دونوں لفظوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو چغلی کھائیں اور دوستوں کو آپس میں لڑائیں اور بے گناہوں پر تہمتیں اور عیب لگائیں ھم المشاءون بالنمیمۃ، المفسدون بین الاحبۃ، الباغون للبرآء العیب (ابن جریر) ہلاکت ہے ہر اس شخص کے لئے جو لوگوں کی غیبت کرے، ان کی عیب جوئی میں لگا رہے، احباب و اقارب میں پھوٹ ڈالے اور بے گناہوں پر تہمت لگائے۔
۳ الذی جمع نیک کاموں کی تو اسے توفیق ملی نہیں، بُرے کاموں میں منہمک ہے اور دولت جمع کرنے اور اسے گن گن کر رکھنے کا بہت شوق ہے۔ دولت جمع کرتا ہے اور اسے نیک کاموں میں خرچ نہیں کرتا اور دولت دنیا کو سامان بنا کر رکھتا ہے۔ ایحسب ان مالہ اخلدہ ہمزہ استفہام مقدر ہے ایحسب کیا اس کا یہ خیال ہے کہ یہ دولت اسے ہمیشہ رکھیگی اور اسے دائمی زندگی عطا کرے گی۔؟
۴ کلا۔ ہرگز نہیں۔ یہ دولت اسے ہمیشہ نہ رکھے گی۔ دلیل سورۃ "عصر" میں گذر چکی ہے زمانہ گواہ ہے کہ دولت جمع کرنے والے نہ رہے۔ لینبذن فی الحطمۃ یہ تخویف اخروی ہے اسے ضرور بالضرور حُطَمہ (بھرکس نکال دینے والی آگ) میں ڈالا جائے گا۔ تمہیں کیا معلوم حُطَمَۃ کیا چیز ہے؟
۵ نار اللہ۔ آؤ میں تمہیں بتاؤں وہ اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو جلاتے جلاتے ان کے دلوں تک پہنچ جائیگی۔ انھا علیھم مؤصدۃ۔ ای مطبقۃ۔ ان کو لمبے لمبے ستونوں کے اندر گھیر کر اوپر سے آگ کو بند کر دیا جائیگا تاکہ اس کی حرارت تیز رہے اور ضائع نہ ہو یا عمد سے وہ میخیں مراد ہیں جو ان تختوں میں لگائی جائیں گی جن سے جہنم کا منہ بند کیا جائے گا۔ قال القشیری والمعظم علی ان العمد اوتاد الاطباق التی تطبق علی اھل النار۔ و تشد تلك الاطباق بالاوتاد حتی یرجع علیھم غمھا و حرھا، فلا یدخل علیھم روح (قرطبی ج ۲۰ ص ۱۸۶) اللھم اجرنا منھا یا ارحم الراحمین و یا اکرم الاکرمین۔

سُورۃ الفیل

تزہید فی الدنیا کے بعد سورۃ الھمزۃ میں تخویف اخروی بیان ہوئی ہے اب اس سورت میں تخویف دنیوی کا ایک نمونہ ذکر کیا گیا ہے
ربط و خلاصہ دنیوی مال و منال اور جاہ و جلال پر مغرور ہو کر ایمان و توحید کے مرکز کو مٹانے کی کوشش کرنیوالوں کو مٹا دیا جائیگا۔ دنیا اور آخرت کے عذاب سے بچنے کی صرف یہی صورت ہے کہ سورت العصر میں بیان کردہ چار اوصاف اپنے اندر بھر لو ۲ الم تر۔ یہ تخویف دنیوی کا ایک نمونہ ہے۔ رؤیت سے رؤیتِ بصریہ مراد ہے اور وہ علم سے کنایہ ہے اور استفہام تقریری ہے واقعہ فیل کی خبر آپ تک تواتر سے پہنچ چکی تھی اور آپکو اس کا علم تھا یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے سال میں پیش آیا۔ نجاشی شاہ حبشہ کے ایک حاکم ابرہہ نے نجاشی کی خوشنودی کے لئے صنعاء میں ایک نہایت ہی عالیشان گرجا تعمیر کرایا۔ اس میں دنیا کا اعلیٰ درجہ کا سنگ مرمر استعمال کیا گیا۔ پتھر سونے کے نقش و نگار سے مزین تھے گرجے کی تعمیر مکمل ہوئی تو اس نے نجاشی کو لکھا کہ اس نے آپ کی خاطر ایک ایسا عالیشان گرجا تعمیر کیا ہے کہ آج تک دنیا میں ایسا گرجا تعمیر نہیں ہوا اور جب تک میں حج کے لئے سارے عرب کا رُخ اس گرجے کی طرف نہ پھیر دوں اس وقت تک میں سکون سے نہیں بیٹھوں گا چنانچہ ابرہہ نے بیت اللہ شریف کو مسمار کرنے کے لئے ایک عظیم فوج تیار کی اور صحیح تر روایتوں کے مطابق محمود نامی ایک ہاتھی کی قیادت میں مکہ مکرمہ پر حملہ کر دیا۔ پہلے اس نے مکہ والوں کے بہت سے اونٹ اپنی تحویل میں لے لئے جن میں عبدالمطلب کے دو سو اونٹ بھی شامل تھے۔ عبدالمطلب ابرہہ کے پاس گئے، اس نے پوچھا آپ کیسے آئے، انہوں نے فرمایا میرے اونٹ واپس کر دو۔ ابرہہ نے کہا افسوس ہے تم اونٹوں کی واپسی کا مطالبہ تو کرتے ہو مگر خانہ کعبہ کے بارے میں کچھ نہیں کہتے ہو جو تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا دین ہے اور میں اسے ڈھانے کے لئے

ایا ہوں۔ اسپر عبدالمطلب نے کہا انی رب الابل وان للبیت رب یاسیمنعہ میں اونٹوں کا مالک ہوں سلئے ان کی واپسی کا مطالبہ کر رہا ہوں اور خانہ کعبہ کا بھی ایک مالک ہے وہ خود اپنے گھر کی حفاظت کرلیگا اسپر ابرہہ نے کہا ماکان لیمنع منی مجھ سے اسکو نہیں بچاسکے گا۔ عبدالمطلب نے جواب میں کہا انت وذاک اچھا تو آزمائی کر دیکھو۔ ابرہہ نے ان کے اونٹ واپس کر دیئے اور بیت اللہ پر حملہ کر دیا۔ ہاتھی بیت اللہ کے نزدیک جا کر بیٹھ گیا۔ انہوں نے ہر ممکن کوشش کی مگر نہ اٹھا۔ جب اُسے واپس یمن جانے کا اشارہ کیا گیا تو فوراً چلدیا۔ جب اس کو دوبارہ بیت اللہ کی طرف پھیر اگیا تو وہ پھر بیٹھ گیا۔ فرمایا آپ کو معلوم ہے ہم نے ہاتھی والوں کا کیا حشر کیا من الروح والقرطبی وغیرھا **سے** المجعل۔ استفہام تقریری ہے ہم نے ان کی تدبیر بیکار کردی۔ وہ خانہ کعبہ کو ڈھانے کیلئے آئے تھے مگر ہم نے ان کو نہ صرف ناکام کر دیا بلکہ دنیوی عزت سے ان کو نہس نہس کردیا۔ وارسل علیھم طیرا۔ ابابیل، طیرا سے حال ہے اور وہ ابالة کی جمع ہے۔ بمعنی جماعۃ۔ اللہ تعالیٰ نے پرندوں کو ٹولیوں کی صورت میں مختلف سمتوں سے ان پر بھیجا۔

سے ترمیھم۔ ہر پرندے کی چونچ اور پنجوں میں سخت مٹی کا ایک ایک سنگریزہ تھا جسے وہ ان پر پھینک رہے تھے۔ سجیل بعض کے نزدیک سنگ گل کا معرب ہے۔ سنگریزے ایسے زور سے برس رہے تھے کہ سر میں لگتے اور نیچے سے جا نکلتے۔ اور ساتھ ہی ان کے گوشت کے ٹکڑے بھی اڑ جاتے۔ فجعلھم کعصف ماکول ٥ یہاں تک کہ ان کو مویشیوں کے کھائے ہوئے چارے کی مانند کر دیا۔ ان کے بدنوں کے اجزاء و اعضاء اس طرح چورہ ہو گئے جس طرح مویشیوں کا بچا ہوا چارہ ای جعل اللہ اصحاب الفیل کورق الزرع اذا اکلته الدواب فرمت به من اسفل شبه تقطع اوصالھم بتفرق اجزائه (قرطبی ج ١٠ ص ١٩٩)

لَيُنۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝٤ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝٥

وہ پھینکا جائیگا اس روندنے والی میں اور تو کیا سمجھا کون ہے وہ روندنے والی

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝٦ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝٧

ایک آگ ہے اللہ کی سلگائی ہوئی وہ جھانک لیتی ہے دل کو

اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝٨ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝٩

ع ۹ / ۱ / ۲۹

اُن کو اس میں موند دیا ہے لمبے لمبے ستونوں میں

سُوْرَةُ الْفِيْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ فیل لہ مکہ میں نازل ہوئی اس کی پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝١ اَلَمْ يَجْعَلْ

کیا تونے نہ دیکھا لہ کیسا کیا تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا نہیں کر دیا سے

كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝٢ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝٣

ان کا داؤ غلط اور بھیجے ان پر اڑتے جانور ٹکڑیاں ٹکڑیاں

تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝٤ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝٥

ع ۵ / ۱ / ۳۰

پھینکتے تھے سے ان پر پتھریاں کنکر کی پھر کر ڈالا انکو جیسے بھس کھایا ہوا

سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُ اٰيَاتٍ وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ قریش لہ مکہ میں نازل ہوئی اس میں چار آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝١ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝٢

اس واسطے کہ لہ مانوس کیا قریش کو مانوس رکھنا انکو سفر سے جاڑے کے اور گرمی کے

موضح قرآن

ف۱ یعنی جس دل میں ایمان ہے نہ جلاوے اور جو کفر ہے تو جلاوے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ف۲ یمن کے ملک پر ایک مدت تک حبشی غالب رہے دیکھا کہ سارے عرب حج کرتے ہیں کعبہ کا چاہا کہ سب ہمارے پاس جمع ہوا کریں کعبے کی ایک نقل ایک کعبہ بنایا۔ دنیا کا تکلف یہاں سے زیادہ کوئی نہ آیا زیارت کو جھنجھلا کر فوج چڑھائی کعبہ شریف پر اور ساتھ لائے کتنے ہاتھی ڈھانے کو بیچ میں کسی قوم عرب کے مزاحم ہوئے سب کو مارا جب حرم کی حد میں بیٹھے آسمان سے جانور آئے سبز چڑیوں کے برابر تین تین کنکر لے کر دو پنجوں میں ایک چونچ میں لاکھوں جانور لگے مارنے کنکر چلتے جیسے گولی بندوق کی اگر اونٹ کی پیٹھ میں لگتا پیٹ سے نکلتا پھر آدمی کیا چیز ہے ساری فوج میں ایک نہ بچا اسی سال آخر میں حضرت پیدا ہوئے ۱۲ منہ

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید ابرہہ بادشاہ یمن عزم ہدم کعبہ کرد و فیلان بسیار و لشکر بیشمار بہم آورد چون نزدیک کعبہ رسید خدا تعالیٰ ابابیل را حکم فرمود تا ہلاک کنند واللہ اعلم ۱۲۔

سُوْرَۃ قُرَیْش

ربط وخلاصہ موضوع سورت تزہید فی الدنیا۔ مرکز توحید کو مٹانیوالوں کو ہم نے مٹایا اور قریش کو سرما و گرما کے تجارتی سفروں کے مواقع فراہم کئے۔ ان کو بھی چاہیئے کہ وہ ایک اللہ کی عبادت کریں اور شرک نہ کریں اور مال و دولت کی محبت میں اندھے نہ ہوجائیں ۔ ۲ف لایلف قریش۔ لام بمعنی الی ہے اور اس کا متعلق محذوف ہے اسی انظروا۔ ایلفھم ایلف قریش سے بدل ہے۔ رحلۃ منصوب بنزع خافض ای لاجل یعنی قریش نے موسم سرما اور گرما کے تجارتی سفروں کیلئے دوسروں ملکوں سے جو معاہدے کر رکھے ہیں ذرا ان کی طرف تو دیکھو کہ وہ طلب مال کیلئے موسم سرما میں یمن کی طرف اور موسم گرما میں ملک شام کی طرف سفر کرتے ہیں جس طرح آجکل پیروں کے دورے ہوتے ہیں (الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ) یا لام گذشتہ سورت میں جعل کے متعلق ہے قالہ الزجاج وابوعبیدۃ (کبیر، روح) مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب الفیل کو اس لئے ہلاک کیا تاکہ بیت اللہ کیوجہ سے انکی عزت وعظمت دوسرے ملکوں میں بدستور بحال رہے اور وہ تجارتی فائدے حسب سابق حاصل کرتے رہیں یا لام فلیعبدوا کے متعلق ہے۔ قالہ الامام الخلیل (روح) یعنی بیت اللہ کی برکت سے جو نعمت عظمیٰ انکو ملی ہوئی ہے اسکی وجہ سے انھیں چاہیئے کہ وہ اس گھر کے رب کی خالص عبادت کریں ۳ف فلیعبدوا۔ بیت اللہ کی بدولت ان کو یہ تمام عزت وشرف حاصل ہے اس لئے اس گھر کے مالک کی ان کو عبادت کرنی چاہیئے اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہیئے الذی اطعمھم۔ صرف اس خدا کی عبادت کریں جس نے ان کے لئے رزق کے اسباب مہیا کئے موسم سرما میں ایک طرف سے کماتے ہیں اور موسم گرما میں دوسری طرف سے اور اس نے ان کو بہت خطرے سے محفوظ رکھا یعنی اصحاب الفیل کے حملے سے یا مطلق خوف دشمن مراد ہے۔ بیت اللہ کے ادب و احترام کیوجہ سے حدود حرم میں کوئی ان پر حملہ آور نہیں ہوتا۔

<table>
<tr>
<td>

فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝۳ الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ

تو چاہیے کہ ۳ف بندگی کریں اس گھر کے رب کی جس نے ان کو کھانا دیا

مِّنْ جُوْعٍ ۙ۬ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝۴

بھوک میں اور امن دیا ڈر میں ۴ف

سُوْرَۃُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعُ اٰيَاتٍ وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ ماعون ۱ف مکہ میں نازل ہوئی اس کی سات آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝۱ فَذٰلِكَ الَّذِيْ

تونے ۲ف دیکھا اس شخص کو جو جھٹلاتا ہے انصاف ہونیکو سو یہ ۳ف وہی ہے

يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝۲ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝۳

جو دھکے دیتا ہے یتیم کو اور نہیں تاکید کرتا محتاج کے کھانے پر

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝۴ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝۵

پھر ۴ف خرابی ہے ان نمازیوں کی جو اپنی نماز سے بےخبر ہیں ۵ف

الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝۶ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝۷

وہ جو دکھلاوا کرتے ہیں اور مانگی نہ دیویں برتنے کی چیز ۶ف

سُوْرَۃُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ کوثر ۱ف مکہ میں نازل ہوئی اس کی تین آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝۱ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝۲

بیشک ہم نے دی تجھ کو کوثر ۲ف سو نماز پڑھ اپنے رب کے آگے اور قربانی کر ۳ف

</td>
<td>

ع ۳۱

ع ۳۲

</td>
</tr>
</table>

موضح قرآن ۱ف حضرت سے بارھویں پشت میں ایک شخص تھا نضر بن کنانہ قریش اس کی اولاد ہیں سب جمع تھے مکہ میں عرب جو حج کو آتے ان کو دیکھتے کعبے کے خادم جب قریش جاتے ان کے گھر تو عزت کرتے اور سلوک کرتے وہی انکی معاش تھی جاڑے میں یمن کی طرف گرمی میں شام کو اور آپس میں بیر سے لڑتے قریش پر حرم کے ادب سے چھیڑ دھاڑ کوئی نہ کرتا فرمایا کہ اس گھر کے طفیل تم کو روزی ہے اور امن۔ پھر اس گھر والے کی بندگی کیوں نہیں کرتے ناشکر۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ ۲ف یعنی قضا کرتے ہیں یا تنگ وقت میں پڑھتے ہیں جان کر ۱۲ منہ رح ۳ف کوثر نام ہے ایک نہر کا بہشت میں اسکا پانی دودھ سے سفید اور شہد سے میٹھا جو کوئی ایک بار پئے ساری عمر پیاس نہ لگے اسکا پانی ایک حوض میں پڑتا ہے محشر میں دو پرنالے گرتے ہیں ایک سونے کا ایک روپے کا حوض چورس ہے دو مہینے کی راہ چار طرف اس کے فرش ہے تختوں سے روپے اور سونے کے اور کنارے پر بنگلے ہیں ایک ایک موتی کے اندر سے خالی حوض میں آبخورے ترتے ہیں سونے روپے کے جتنے آسمان کے تارے حضرت اور ان کے یار وہاں کھڑے ہیں امت پہنچتی جاتی ہے جو وہاں جا پہنچا اس نے اسکا پانی پیا پھر ساری مدت محشر کی پیاس نہ لگی اور اپنے گروہ میں جا ملا امن میں آیا جو نہ پہنچا اس پر افسوس ۱۲ منہ رح ۴ف قربانی حضرت پر ضرور تھی اور امت میں مالدار پر ہے مفلس کو ضروری نہیں ۱۲

فتح الرحمٰن ۵ف یعنی سوزن ودیگ و پیالہ و دلو و مانند آن مترجم گوید نصف این سورت تصویر حال کافر است ونصف تصویر حال منافق واللہ اعلم ۱۲ و ۲ف کوثر نام حوضی است کہ در آخرت خواہد

بروایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از ان حوض امید آشامیدن ۱۲

سُورۃ المَاعُون

ربط وخلاصہ موضوع تزہید فی الدنیا سے متعلق ہے۔ تکذیب قیامت، یتیموں اور مسکینوں پر خرچ نہ کرنے اور نمازوں میں غفلت کرنے پر زجر ۲ ارأیت ۔ رؤیت سے رؤیت قلبی اور معرفت مراد ہے اور استفہام سے تعجب وتشویق مقصود ہے۔ کیا آپ اس شخص کو جانتے ہیں جو قیامت کا انکار کرتا ہے حالانکہ قیامت کا ثبوت دلائل قاطعہ سے ہوچکا ہے اسکا حال واقعی قابل تعجب ہے ۳ فذلك یہ شخص نہ صرف قیامت ہی کا انکار کرتا ہے بلکہ یتیموں کو بھی دھتکارتا ہے۔ غریبوں اور مسکینوں کو خود کھانا کھلانا تو درکنار دوسروں کو بھی اس کی ترغیب نہیں دیتا تو ایسے لوگوں کو نمازوں کا کیا فائدہ اور پھر نمازیں بھی وہ کماحقہ نہیں پڑھتے۔ وہ نمازیں بھی خداوند تعالیٰ کے عذاب سے ڈر کر اور اجر وثواب کی امید پر نہیں پڑھتے بلکہ محض ریاکاری اور دنیوی مصلحتوں کیلئے پڑھتے ہیں۔ نماز سے ان کا مقصود رضائے الٰہی نہیں ۴ فویل تو ایسے نمازیوں کے لئے ہلاکت اور ویل ہے جو نماز کی حقیقت اور اس کے اصل مقصد سے غافل ہیں۔ عن ابن عباس ھو المصلی الذی ان صلی لم یرج لھا ثوابا وان ترکھا لم یخش علیھا عقابا (قرطبی ج ۲۰ ص ۲۱۱) الذین ھم یراءون ۔ وہ لوگوں کو دکھلانے کے لئے اور دنیوی مصلحتوں کے تحت نماز پڑھتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کی رضاء مقصود نہیں ہوتی۔ ویمنعون الماعون۔ الماعون، بالکل معمولی اور ادنیٰ سی چیز مثلاً سوئی، پانی، نمک آگ وغیرہ۔ وھو الشیئ القلیل (روح) اور وہ ایسے بداخلاق ہیں کہ ایک حقیر سی چیز بھی کسی کو استعمال کے لئے نہیں دیتے۔ اس سورت میں جو اوصاف ذکر کئے گئے ہیں وہ منافقوں کے اوصاف ہیں۔ کونھا فی المنافقین اشبه وبھم اخلق لانھم جمعوا الاوصاف الثلاثۃ (قرطبی) ھذہ السورۃ فی ذکر المنافقین (کبیر)

سُورۃ الکوثر

ربط وخلاصہ تزہید فی الدنیا کے بعد مضمون توحید کا ذکر۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے تسلی اور شرک اعتقادی وفعلی کی نفی۔ مشرکوں کے لئے تخویف یہ سورت، "سورت اعلیٰ" کے دونوں مضمونوں میں سے ایک یعنی توحید اور نفی شرک کے ساتھ متعلق ہے ۲ انا اعطینٰك۔ الکوثر، بروزن فوعل جو چیز عدد وقدر اور منزلت ومنفعت میں کثیر ہو اسے کوثر کہا جاتا ہے۔ العرب تسمی کل شیئ کثیر فی العدد والقدر والخطر کوثرا (قرطبی ج ۲۰ ص ۲۱۷) الکوثر سے مراد کے بارے میں مفسرین کے تقریباً پندرہ اقوال ہیں۔ سب سے زیادہ معروف قول دو ہیں اوّل یہ کہ اس سے مراد حوض کوثر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوگا اور آپ اس سے اپنی امت کو سیراب کریں گے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہوگا۔ قیامت کے دن آپ کو حوض کوثر کا ملنا متواترات میں سے ہے دوم یہ کہ اس سے مراد قرآن مجید ہے جو دین و دنیا کا کوثر ہے اور دین و دنیا کی خیر کثیر کا سرچشمہ ہے یا اس سے ہر وہ خیر و برکت اور ہر وہ نعمت مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطاء فرمائی ہو۔ یہ قول حضرت عبداللہ بن عباس رض امام المفسرین سے منقول ہے۔ اور یہ قول حوض کوثر اور قرآن کو بطریق اولیٰ شامل ہے۔ القول الخامس عشر ان المراد من الکوثر جمیع نعم اللہ علی محمد علیہ السلام وھو المنقول عن ابن عباس لان لفظ الکوثر یتناول الکثرۃ الکثیرۃ فلیس حمل الآیۃ علی بعض ھذہ النعم اولی من حملھا علی الباقی فوجب حملھا علی الکل (کبیر) یہ سُورت چونکہ مکیہ ہے اور اس کے نزول کے وقت ابھی نہ نزولِ قرآن کی تکمیل ہوئی تھی اور نہ بالفعل حوض کوثر آپ کو ملا تھا اور نہ ابھی ہر نعمت اور خیر و برکت کا نزول ہی مکمل ہوا تھا اسلئے اعطینٰك، حکماً لك بالاعطاء پر محمول ہے ۳ فصل۔ یہ ماقبل پر مرتب ہے۔ چونکہ ہم نے آپ کو الکوثر عطا کیا ہے اس لئے آپ بطور شکر نعمت محض ہماری رضاجوئی اور خوشنودی کے لئے نماز پڑھیں اور حاجات ومصائب میں صرف مجھے پکاریں اور میرے سوا کسی اور کو نہ پکاریں۔ یہ شرک اعتقادی کی نفی کی طرف اشارہ ہے وانحر ای لربك۔ یہ شرک فعلی کی نفی کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے نذر و نیاز دینا اور اسی کے نام کی قربانی کرنا غیر اللہ کے نام کی نہ کرنا ۴ ان شانئك ایک دفعہ ایک مشرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کر رہا تھا جب آپ سے جدا ہوا تو دوسرے مشرکوں نے پوچھا کس سے باتیں کر رہا تھا؟ بولا اس ابتر کے ساتھ، اس کا اشارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھا کیونکہ آپ کی نرینہ اولاد زندہ نہیں تھی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ مقطوع النسل نہیں ہیں، بلکہ یہ کفار اس صفت سے موصوف

ہیں اور آپ کی روحانی اور جسمانی اولاد قیامت تک دنیا میں موجود رہیگی نیز آپ یہ مسئلہ بیان کرینگے تو اللہ تعالیٰ آپ کے دشمنوں کو تباہ کر دے گا۔

سورۃ الکافرون

ربط و خلاصہ سورت کا موضوع توحید اور نفئ شرک ہے۔ جس طرح ناصح وعظ و نصیحت میں پورے افہام و تفہیم اور تفصیل و توضیح کے بعد کہتا ہے کہ مسئلہ تو میں نے واضح کر دیا ہے۔ اگر اب بھی نہیں مانتے تو میرا راستہ یہ ہے اور تمہارا راستہ وہ ہے۔ اسی طرح یہاں کہا گیا کہ اتنے بیانات کے بعد بھی باز نہیں آتے ہو۔ تو ہمارے اور تمہارے درمیان سلام متارکہ ہے۔ تائید۔ اعرض عمن تولی عن ذکرنا (النجم ع ۲) اس میں سلام متارکہ کا اعلان کرنا مقصود ہے ۲ قل یایھا الکٰفرون ما تعبدون میں ما سے معبودان باطل مراد ہیں۔ جن کی مشرکین اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔ ما اعبد میں ما سے معبود حقیقی مراد ہے جس کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم خالص عبادت بجا لاتے تھے۔ فرمایا اگر اس طرح ایضاح و تفصیل اور ایسے دلائل قاطعہ کے باوجود بھی مشرکین مسئلہ توحید کو نہیں مانتے تو آپ اعلان فرما دیں اے کفار، تم اپنی راہ پر چلو، میں اپنی راہ پر چل رہا ہوں۔ تم جن باطل اور خود ساختہ معبودوں کی پوجا کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کر سکتا اور نہ تم ہی اپنے ان معبودوں کی عبادت چھوڑ کر صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے کو تیار ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں ۳ ولا انا عابد۔ تکرار تاکید کے لئے ہے یا پہلے زمانہ حال و استقبال کا ذکر تھا اور اب زمانہ ماضی کا بیان ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نہ اب اور آئندہ ہو سکتا ہے کہ میں تمہارے باطل معبودوں کی عبادت کروں اور تم صرف اللہ کی عبادت کرو اور نہ گذشتہ زمانہ میں کبھی ایسا ہوا ہے کہ میں نے تمہارے باطل معبودوں کی عبادت کی ہو۔ اور تم نے ان معبودوں کی عبادت چھوڑ کر صرف خدائے واحد کی عبادت کی ہو ۴ لکم دینکم۔ یہ سلام متارکہ کا اعلان ہے اگر تم نہیں مانتے ہو تو تم اپنے دین شرک پر چلتے رہو اور میں اپنے دین توحید پر چلتا ہوں۔ بہت جلد دونوں فریق میں اور تم اپنا اپنا انجام دیکھ لیں گے۔

ع ۱ ۳۳

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ﴿٣﴾

بیشک ۱ جو دشمن ہے تیرا وہی رہ گیا پیچھا کٹا ف۱

سُورَةُ الْكٰفِرُونَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ وَفِيهَا رُكُوعٌ وَاحِدٌ

سورہ کافرون ۱ مکہ میں نازل ہوئی اس کی چھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ﴿١﴾ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٢﴾

تو کہہ ۲ اے منکرو میں نہیں پوجتا جس کو تم پوجتے ہو

وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ﴿٣﴾ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ

اور نہ تم پوجو جس کو میں پوجوں اور نہ ۳ مجھ کو پوجنا ہے

مَّا عَبَدْتُّمْ ﴿٤﴾ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ﴿٥﴾

اسکا جسکو تم نے پوجا اور نہ تم کو پوجنا ہے اسکا جسکو میں پوجوں

ع ۱ ۳۴

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ﴿٦﴾

تمکو تمہاری راہ ۴ اور مجھ کو میری راہ ف۲

سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ وَفِيهَا رُكُوْعٌ وَاحِدٌ

سورۃ نصر ۱ مدینہ میں نازل ہوئی اس کی تین آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴿١﴾ وَرَاَيْتَ النَّاسَ

جب ۲ پہنچ چکے مدد اللہ کی اور فیصلہ اور تو دیکھے لوگوں کو

يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ﴿٢﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ

داخل ہوتے دین میں غول کے غول تو ۳ پاکی بول

موضح قرآن ف۱ کافر کہتے ہیں اس شخص کے بیٹا نہیں زندگی تک اسکا نام ہے پیچھے کون نام لے گا سو ان کا نام روشن ہے قیامت تک اس کا فر کو کوئی نہیں جانتا۔ ف۲ یعنی تم نے ضد باندھی ہے اب سمجھانا کیا فائدہ کرے گا۔ مشہور یوں ہے کہ یہ سورہ منسوخ ہے پر صحیح یہ ہے کہ نہیں کیونکہ یہی بیان یہی ہے کہ مسلمانوں اور کافروں کے دین میں کسی طرح کا میل نہیں نہ یہ کہ ان سے کچھ بگاڑ نہیں بلکہ مسلمانوں کے دین میں جہاد اور قتال بھی داخل ہے۔ تفسیر فتح العزیز سے لکھا ہے

سُورۃُ النّصر

ربط و خلاصہ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی جب تم صاف صاف ان کو کافر کہدوگے اور سلام متارکہ کا اعلان کروگے تو میں تمہیں فتح دونگا۔

ف۲ اذا جآء۔ اذا کی جزا محذوف ہے۔ ای فسترى ما ترىٰ۔ جب اللہ کی مدد اور فتح کی بشارت آگئی تو تم اسکی برکات دیکھ لوگے۔ ورأیت الناس تم دیکھوگے کہ لوگ جوق در جوق دینِ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ یہ فتح و نصرت کی برکات میں سے ایک ہے۔

ف۳ فسبح یعنی خود وہ کام کرو جو فتح و نصرت کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کو شریکوں سے پاک سمجھو اور تمام صفات کارسازی اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ثابت کرو۔ اور اس سے استغفار کرو، بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ یا رأیت، جآء پر معطوف ہے اور فسبح الخ جزا شرط ہے اور مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح و نصرت آچکی اور تم نے لوگوں کو فوج در فوج اسلام میں داخل ہوتے دیکھ لیا تو اب شکرِ نعمت کے طور پر اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تنزیہ کرو۔ مدد سے صلح حدیبیہ اور فتح سے فتح مکہ مراد ہے۔ فتح مکہ کے دن لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ ای فنزہہ تعالیٰ بکل ذکر یدل علی التنزیہ حامدا لہ جل وعلا زیادۃ فی عبادتہ والثناء علیہ سبحانہ لزیادۃ انعامہ سبحانہ علیک (روح ج ۳۰ ص ۲۵۷)۔

سُورۃُ اللّہب

ربط و خلاصہ اگر یہ معاندین ان بینات کے باوجود بھی نہیں مانتے تو ان کو سلام متارکت کرو۔ اللہ آپ کو فتح دے گا اور آپ کے دشمنوں کو ہلاک کریگا۔ اس سورت میں ہلاکت کا ایک نمونہ بتایا۔

ف۲ تبت۔ ابولہب اور اس کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قول و فعل سے سخت ترین ایذاء دیتے تھے۔ ابولہب نے ایک موقع پر آپکو تبا لك (تو برباد ہو۔ عیاذا باللہ) سے خطاب کیا تھا۔ اس کی بیوی لوگوں کے سامنے آپ کے خلاف بدگوئی کرتی اور رات کو آپ کے راستے میں کانٹے بچھا دیتی تھی۔ اس سورت میں دونوں کو تخویف سنادی اور ہلاکت کا ایک نمونہ ذکر فرما دیا۔ ید ان نفس سے کنایہ ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ بما قدمت یداك (الحج، ع ۱) یہ ابولہب کیلئے تباہی و بربادی کی بد دعا ہے اور وتب اس کی تباہی کی خبر ہے۔ قال الفراء التب الاوّل دعاء والثانی خبر کما یقال اھلکہ اللہ وقد ھلك (قرطبی)

ف۳ ما اغنیٰ۔ اس کا مال اور اس کا جاہ و حشم اس کو خدا کے عذاب سے نہ بچا سکا۔ ما کسب دنیوی عز و جاہ یا اعمال مشرکانہ غیر اللہ کی دعا پکار وغیرہ۔ سیصلیٰ نارا یہ تخویف اخروی ہے۔ دنیا میں ابولہب کیلئے ذلت و رسوائی ہے اور آخرت میں اسے بھڑکتی آگ میں داخل کیا جائیگا وامرأتہ، یصلیٰ کی ضمیر مستتر پر معطوف ہے حمالۃ الحطب منصوب علی الذم ہے یہ چغلی کھانے اور بدگوئی کرنے سے کنایہ ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ باہر سے خاردار لکڑیاں اٹھا کر لاتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں بچھا دیتی تھی۔ (من الکبیر والروح والقرطبی)

ف۴ فی جیدھا۔ مسد۔ بٹی ہوئی رسی خواہ کسی چیز کی ہو۔ جید۔ ابولہب کی بیوی ام جمیل باہر سے لکڑیاں چن کر لاتی تھی اور لکڑہاروں کی طرح گلے میں رسی ڈالے رکھتی تھی یہ اس کی خساست و دنائت کی طرف اشارہ ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ جہنم میں اس کے گلے میں پھندا ڈالا جائیگا والمقصود بیان خساستہا تشبیہا لہا بالحطابات ایذاءلہا ولزوجہا (وثانیہا) ان یکون المعنی ان حالہا یکون فی نار جہنم علی الصورۃ التی کانت علیہا حین کانت تحمل الحزمۃ من الشوك (کبیر)۔

سُورَةُ الاخلاص

ربط و خلاصہ توحید کا کھلم کھلا اعلان جسکی وجہ سے فتح نصیب ہوئی اور دشمن ہلاک ہوا سلہ قل هو اللہ۔ ھو ضمیر شان ہے اللہ احد اللہ ایک ہے وہی سب کا حاجت روا اور کارساز ہے سلہ معنی اللہ گفت آن سیبویہ ۔ یولھون فی الحوائج ہم لدیہ ۔ یعنی اللہ اس ذات پاک کا نام ہے جس کی طرف لوگ حاجات میں دوڑیں ۔ اور جس کی پناہ ڈھونڈیں سلہ اللہ الصمد ۔ شاہ عبد القادر رح اس کا ترجمہ کرتے ہیں اللہ نرادھار ہے ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رض فرماتے ہیں الصمد وہ ہے جس کا لوگ حاجات و مصائب میں قصد کریں اور مافوق الاسباب غائبانہ اسے پکاریں ۔ عن ابن عباس قال الذی یصمد الیہ فی الحاجات (بخاری، قرطبی) الصمد وہ بے نیاز ذات جس کو کسی کی حاجت نہ ہو مگر ساری کائنات اس کی محتاج ہو سلہ لم یلد اس سے کوئی پیدا نہیں ہوا اسکا کوئی ولد اور نائب نہیں یعنی اپنے اختیارات کسی کے حوالے نہیں کر رکھے ۔ ولم یولد وہ حادث نہیں کہ کسی سے پیدا ہوا ہو وہ ازلی ہے ۔ ولم یکن لہ کفوا احد پہلے سب پر اللہ کی برتری اور عظمت کا ذکر تھا اب یہاں ہمسر کی نفی کی گئی ہے کہ اس سے کسی کا برتر ہونا تو درکنار ساری کائنات میں اس کے برابر بھی کوئی نہیں ۔ اس ساری کائنات میں اس کے سوا کوئی الٰہ، کارساز، حاجت روا اور دعا ر پکار کے لائق نہیں۔

رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ﴿٣﴾ ع ۱ ۲۵

اپنے رب کی خوبیاں اور گناہ بخشوا اس سے بیشک وہ معاف کرنے والا ہے ف۱

سُورَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسُ آيَاتٍ وَفِيهَا رُكُوعٌ وَاحِدٌ

سورۃ لہب سلہ مکہ میں نازل ہوئی اس کی پانچ آیتیں ہیں ف۲ اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ﴿١﴾ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ

ٹوٹ گئے ف۳ ہاتھ ابی لہب کے اور ٹوٹ گیا وہ ف۳ آپ ہی ف۴ کام آیا اسکو نہ ف۵ مال اسکا اور

مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ﴿٢﴾ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ

نہ جو اس نے کمایا اب پڑیگا ڈھیگ مارتی

لَهَبٍ ﴿٣﴾ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ﴿٤﴾ فِي

آگ میں اور اس کی جورو جو سر پر لئے پھرتی ہے ایندھن ف۶ اس

جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ﴿٥﴾ ع ۱ ۳۶

کی گردن ف۷ میں رسی ہے دم ف۸ مونجھ کی ف۹

سُورَةُ الْإِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ أَرْبَعُ آيَاتٍ وَفِيهَا رُكُوعٌ وَاحِدٌ

سورۃ اخلاص سلہ مکہ میں نازل ہوئی اس کی چار آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ﴿١﴾ اللَّهُ الصَّمَدُ ﴿٢﴾ لَمْ يَلِدْ

تو کہہ ف۱ وہ اللہ ایک ہے اللہ ف۲ بے نیاز ہے ف۳ نہ کسی کو جنا ف۴

وَلَمْ يُولَدْ ﴿٣﴾ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ﴿٤﴾ ع ۱ ۳۷

نہ کسی سے جنا اور نہیں اس کے جوڑ کا کوئی ف۵

ف ہلاکت کا ایک نمونہ ۱۲

ف اعلان توحید

موضح قرآن ف۱ یعنی قرآن میں ہر جگہ وعدہ ہے فیصلے کا اور قرآن کا فرشتابی کرتے تھے حضرت کی آخر عمر میں مکہ فتح ہو چکا ملک عرب مسلمان ہونے لگے دل کے دل وعدہ سچا ہوا اب امت کے گناہ بخشوا کہ درجہ شفاعت کا بھی ملے ۔ یہ سورت اتری آخر عمر میں حضرت نے جانا کہ میرا جو کام تھا دنیا میں سو کر چکا ۔ اب سفر ہے آخرت کا ۔ ف۲ ابولہب حضرت کا چچا تھا کفر کے مارے حضرت کی ضد میں پڑا ایک بار حضرت نے سب قریش کو پکار کر جمع کیا ۔ اسنے پتھر پھینکا کہ دیوانہ لوگوں کو ناحق پکارتا ہے اسکی عورت سخت دشمنی کرتی خست کے مارے ایندھن جنگل سے آپ لاتی اور کانٹے حضرت کی راہ میں ڈالتی کہ آتے جاتے کو چبھیں ف۳ یعنی کھاتا پیتا نہیں ف۴ یعنی اسکی قسم کا کوئی نہیں کہ جورو رکھے یا بیٹا اس سورت کے نازل ہونے کا سبب کافروں کے سرداروں نے حضرت رسالت پناہ صلوۃ اللہ علیہ و علی آلہ کے پاس آکر سوال کیا کہ تم ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہو اور عاجزی اور ناتوانی اور اسی طرح کے عیب ان میں بتلاتے ہو ۔ بھلا کہو تو تمہارا اللہ کیا کیا صفتیں رکھتا ہے وہ کس سے پیدا ہوا اور اس سے کون اور بعضی روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ کافروں کے سوال میں یہ بھی تھا کہ وہ کیا چیز ہے اور کیا کھاتا پیتا ہے اور خدائی کو کہاں سے پایا اور اس کے پیچھے پھر وہ کس کو ملیگی اور اس کا مددگار اور صلاح کار خدائی کے کارخانے میں کون ہے ۔ اسپر حضرت جبرئیل یہ سورت لائے اور اس سورت کو سورہ اخلاص کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے دل کو خالص کرتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کی پہچان کیواسطے ۔

فتح الرحمٰن ف۱ آنحضرت صلعم اقارب خود را از آتش دوزخ تخویف فرمود ابی لہب سنگ بطرف آنحضرت انداخت کہ آیا برائی این کار مارا جمع کردہ بودی این سورہ نازل شدہ ف۲ دو دست کنایہ از ذات او است ۱۲ ف۳ یعنی سخن چینی کنندہ را ۱۲ ف۴ یعنی بجفا کردن تعذیب کردہ شود ۱۲ ۔

سُورۃ الفلق

ربط وخلاصہ جب آپ مسئلہ توحید کو اس طرح واشگاف کریںگے اور کھلم کھلا بیان فرمائیںگے تو دشمن ایذا کے دوسرے حربوں کے علاوہ آپ پر جادو کرنے کا حربہ بھی استعمال کریںگے اس لئے آپ ان دونوں سورتوں کی اکثر تلاوت کیا کریں۔ آپ پر جادو کا اثر نہ رہے گا۔

۲ قل اعوذ۔ الفلق چیر کر اندر سے کوئی چیز نکالنا۔ رات کے اندھیرے سے صبح کا اجالا ظاہر کرنا فالق الاصباح (انعام ع ۱۲) یا دانے کو پھاڑ کر اس سے پودا اگانا۔ فالق الحب والنوی (ایضاً) جو ذات پاک صفت فلق کی مالک ہے میں اس کی پناہ ڈھونڈتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے۔

۳ ومن شر غاسق۔ غاسق اندھیری رات۔ اذا وقب ای دخل یعنی اندھیری رات چھا جاتے تو اس میں جو شر و ایذاء ہے اس سے بھی رب فلق کی پناہ ڈھونڈتا ہوں۔ وانما امر ان یتعوذ من شر اللیل لان فی اللیل تخرج السباع من آجامھا والھوام من مکانھا و یھجم السارق الخ (کبیر)۔

۴ ومن شر النفثٰت۔ گرہوں میں پھونکنے والیوں سے جادو کرنیوالی عورتیں مراد ہیں۔ عام طور پر عورتیں ہی جادو کا کام کرتی ہیں اس لئے ان کا ذکر فرمایا۔ یا اس سے لبید بن اعصم یہودی کی بیٹیاں مراد ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا تھا۔ ومن شر حاسد اذا حسد اور ہر حاسد اور زوال نعمت کی آرزو کرنیوالے کے شر سے بھی پناہ مانگو۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی صرف ایک صفت ذکر کی گئی ہے اور جن چیزوں سے استعاذہ مقصود ہے ان میں پہلی چیز عام ہے یعنی شر ما خلق اور پھر اس کے بعد تین مخصوص چیزوں کا ذکر ہے۔ غاسق، نفاثات اور حاسد اور سورۃ الناس میں اس کا عکس ہے۔

سُورۃ النّاس

ربط وخلاصہ اس سورت میں توحید کے ان تین مرتبوں کی طرف اشارہ ہے جو سورۂ انعام، حدید اور حشر میں مذکور ہوئے ہیں۔ رب النّاس پہلا مرتبہ سب کا خالق و مربی۔ ملک النّاس۔ دوسرا مرتبہ تخت شاہی پر خود ہی مستوی ہے۔ الٰہ النّاس تیسرا مرتبہ حاجات و مصائب میں پکارے جانے کے لائق وہی ہے ۲ قل اعوذ۔ گذشتہ سورت میں جن چیزوں سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا اس کے مقابلے میں شیطان چونکہ زیادہ ضرر رساں اور سب سے بڑا دشمن ہے اس لئے گذشتہ سورت میں اللہ تعالےٰ کی ایک صفت ذکر کی گئی رب الفلق اور اس سورت میں تین صفتیں مذکور ہیں جن میں سے ہر صفت توحید کے ایک جداگانہ مرتبہ کو ظاہر کرتی ہے۔ ربّ النّاس سب کو پیدا کرنے کے بعد اس کی درجہ بدرجہ تربیت کر کے ان کو حد کمال تک پہنچانے والا اور ہر مرتبۂ تربیت میں ان کی ضروریات بہم پہنچانیوالا۔ یہ توحید کا پہلا مرتبہ ہے۔ ملک النّاس توحید کا دوسرا مرتبہ سب کا مالک اور بادشاہ۔ تخت سلطنت پر خود ہی مستوی ہے کسی کو کوئی اختیار سونپ نہیں رکھا۔ الٰہ النّاس توحید کا تیسرا مرتبہ سب کا معبود اور کارساز، حاجات ہیں مصائب میں مافوق الاسباب غائبانہ دعاء اور پکار کے لائق صرف وہی ہے اور کوئی نہیں۔

۳ من شر الوسواس۔ الوسواس اسم مصدر ہے، مراد شیطان ہے بطور مبالغہ۔ شیطان، انسان کا اس قدر دشمن ہے اور اس کے دل میں وسوسے ڈالنے میں اس قدر منہمک رہتا ہے گویا وہ سراپا وسوسہ ہے۔ الخناس چھپ جانے اور پیچھے ہٹ جانیوالا۔ چھپ کر انسان کو گمراہ کرتا اور اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی بندہ اللہ کو یاد کرے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب غافل ہو جائے تو قریب آجاتا ہے۔ اذا غفل الانسان وسوس لہ واذا ذکر العبد ربہ خنس (قرطبی ج ۲۰ ص ۲۶۲)۔

ف۴ الذی یوسوس یہ ما قبل کی تفصیل ہے وہ شیطان جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے اور بُرے خیالات ڈالتا ہے من الجنۃ والناس یہ الذی یوسوس کا بیان ہے (روح) وسوسہ ڈالنے والا خواہ جن ہو خواہ انسان۔ جن چھپ کر وسوسہ ڈالتا ہے اور انسانی شیطان علانیہ سامنے آکر دین اسلام اور توحید کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرتا ہے۔

سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ فلق ؎۱ مدینہ میں نازل ہوئی اس کی پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ① مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ② وَ

تو کہہ ؎۲ میں پناہ میں آیا صبح کے رب کی ہر چیز کی بدی سے جو اس نے بنائی اور

مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ③ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ

بدی سے اندھیرے کی ؎۳ جب سمٹ آئے ف۱ اور بدی سے عورتوں ؎۴ کی جو گرہ ؎

فِي الْعُقَدِ ④ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ⑤

میں پھونک ماریں ف۲ اور بدی سے بُرا چاہنے والے کی جب لگے ٹوک لگانے ف۳

ع ۱ ۵ ۳۸

سُوْرَةُ النَّاسِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ ناس ؎۱ مدینہ میں نازل ہوئی اس کی چھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ① مَلِكِ النَّاسِ ② اِلٰهِ

تو کہہ ؎۲ میں پناہ میں آیا لوگوں کے رب کی لوگوں کے بادشاہ کی لوگوں کے

النَّاسِ ③ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۵ الْخَنَّاسِ ④ الَّذِيْ

معبود کی بدی سے ؎۳ اس کی جو پھسلائے اور چھپ جائے ف۴ وہ جو کہ

يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ⑤ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ⑥

خیال ڈالتا ہے لوگوں کے دل میں جنوں میں اور آدمیوں میں ف۵

ع ۱ ۶ ۳۹

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

موضح قرآن

ف۱ یعنی رات کا اندھیرا یا چاند کا گہن اور اس میں آگئیں سب تاریکیاں ظاہر و باطن کی اور تنگدستی پریشانی گمراہی ف۲ یعنی جادوگر۔ ف۳ اس وقت ان کی ٹوک لگ جاتی ہے ف۴ شیطان گناہ پر سنکار اور آپ نظر نہ آوے۔ ف۵ حدیث میں فرمایا ہے کہ ان سورتوں کے برابر کوئی دعا نہیں ہے پناہ کے واسطے بعضے محقق نے لکھا ہے کہ قرآن کے اول میں حرف با اور آخر میں اس کے حرف سین آیا ہے اس میں اس بات پر اشارہ ہے کہ قرآن مجید دونوں جہان کے واسطے بس ہے۔ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الرسل وخاتم النبیین وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین۔

آج بتاریخ ۲۷ شعبان ۱۳۹۲ھ مطابق ۶ اکتوبر ۱۹۷۲ء بروز جمعہ بوقت ۴۵-۷ صبح سورۂ الناس کی تفسیر ختم ہوئی اور اس سے تفسیر جواہر القرآن مکمل ہوگئی۔ والحمد للہ علیٰ ذالک ولہ المنۃ والنعمۃ وصلوٰتہ وسلامہ علی نبی الرحمۃ۔

کملت مسافۃ کعبۃ الآمال
حمد المن قد من بالاکمال

سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ
وعن والدیہ وعمن علمہ وتعلم لدیہ

مضمون	صفحہ
سورۃ السّجدۃ	
رابط وخلاصہ	٩١٩
تنزیل الکتٰب تمہید مع ترغیب ۔	٩٢٠
حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بعد زمانِ فترت میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا ۔	〃
ملک الموت اسمِ جنس ہے، یہ کسی ایک فرشتے کا اسمِ علم نہیں	٩٢٢
سورۂ سجدہ کی خصوصیات	٩٢٦
سورۂ احزاب	
رابط وخلاصہ	٩٢٧
صلح حدیبیہ کے بعد مشرکین کے وفد کی آمد	٩٢٩
وَمَا جَعَلَ اللّٰهُ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ	٩٣١
اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ	〃
غزوۂ احزاب کے موقع پر انعاماتِ خداوندی	٩٣٣
ازواجِ مطہرات کے لیے احکام	٩٣٦
لفظ اھل البیت کی تحقیق	٩٣٩
لفظ خاتم النبیین کی تحقیق	٩٤١
صلوٰۃ کا مفہوم	٩٤٧
سورۂ احزاب میں آیاتِ توحید	٩٥١
سورۂ سبا	
رابط وخلاصہ	٩٥٢
فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ	٩٥٧
وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا	٩٦٣
طرقِ تبلیغ	٩٦٥
سورۂ سبا میں آیاتِ توحید	٩٦٦
سورۂ فاطر	
رابط وخلاصہ، مصائب وحاجات میں صرف اللہ کو پکارو ۔	٩٦٧
سورت کے مرکزی مضمون پر دلائل عقلیہ	٩٦٩
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ	٩٧٢
مومن وکافر اور توحید وشرک کی تمثیلات	٩٧٣
توحید پر دلیل وحی، اہلِ ایمان کی تین جماعتیں	٩٧٥
دلائل توحید کا ثمرہ	٩٧٦
سورۂ فاطر میں آیاتِ توحید	٩٧٨
سورۂ یٰسٓ	
رابط وخلاصہ، اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں	٩٧٩
مہرِ جباریت کے لیے تمثیلات	٩٨٠
اصحاب القریہ سے کون لوگ مراد ہیں	٩٨١
توحید پر عقلی دلائل	٩٨٤
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر کا علم عطا نہیں کیا گیا ۔	٩٨٩
سورۂ یٰسٓ میں آیاتِ توحید	٩٩٠
سورۃ الصّافات	
رابط وخلاصہ، اللہ کے برگزیدہ بندے خود اللہ کے نیازمند ہیں	٩٩١
فرشتوں کے عجز کا بیان	٩٩٢
جنوں کے حال کا بیان	〃
نعیم جنت کا ذکر	٩٩٧
انبیاء علیہم السلام کی نیازمندی کا بیان۔ سات واقعات	٩٩٩
سورۃ الصافات میں آیاتِ توحید	١٠٠٧
سورۂ صٓ	
رابط وخلاصہ ۔ خاصانِ خدا کا بعض جسمانی مصائب میں ابتلاء	١٠٠٨
انبیاء علیہم السلام کے احوال کا ذکر	١٠١١
فرشتوں اور جنوں کے احوال کا ذکر	١٠٢٠
سورۂ صٓ میں آیاتِ توحید	١٠٢١
سورۂ زمر	
رابط وخلاصہ ۔ ہر قسم کی عبادت صرف اللہ کے لیے بجا لاؤ اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو	١٠٢٢
خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ دوسری عقلی دلیل ۔	١٠٢٥
قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ دلیل وحی دوم	١٠٢٧
تمثیل مومن ومشرک، ثمرہ دلیل سابق	١٠٣٠
اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ کا مفہوم	١٠٣١
وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ عقلی دلیل اعترافی	١٠٣٣
اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا	١٠٣٤
اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ عقلی دلیل	١٠٣٦
وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ کا مفہوم	١٠٣٧
وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا ۔	١٠٣٨
سورۂ زمر میں آیاتِ توحید	١٠٤٠
سورۂ مؤمن	
رابط وخلاصہ، اللہ کے سوا حاجات میں کسی کو نہ پکارو ۔	١٠٤١
تمہید کے مختلف عنوانات	١٠٤٤
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى تخویفِ دنیوی کا نمونہ	١٠٤٨
مؤمن آلِ فرعون کی ناصحانہ گفتگو	١٠٤٩
وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا	١٠٥١
اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا ۔ عذابِ قبر (برزخ) پر یہ نص صریح ہے	١٠٥٣
سورت کا دوسرا حصّہ	
دلیل عقلی کا اعادہ	١٠٥٧
تسلیہ اور دلیل نقلی کا اعادہ	١٠٥٩
بحث متعلقہ مرکزی مضمون سورۂ مؤمن	١٠٦١
سورۂ مؤمن میں آیاتِ توحید	١٠٦٢
سورۂ حٰمٓ السجدہ	
رابط وخلاصہ	١٠٦٣
تمہید مع ترغیب	١٠٦٦
قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ عقلی دلیل ۔	١٠٦٧
وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ	١٠٧١
دوسری عقلی دلیل	١٠٧٤
اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ تیسری عقلی دلیل	١٠٧٥
تخویفِ اُخروی	١٠٧٦
سورۂ حٰمٓ میں آیاتِ توحید	١٠٧٧
بحث متعلقہ مرکزی مضمون سورۂ حٰمٓ السجدہ	١٠٧٨
سورۃ الشوریٰ	
رابط وخلاصہ	١٠٧٩
لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	١٠٨٣
امور متفرعہ	١٠٨٤
اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا دوسرا دعویٰ	١٠٨٧
وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ پہلی عقلی دلیل	١٠٨٨
وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ قانونِ انتقام	١٠٩٠
لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عقلی دلیل	١٠٩١
وحی کے مختلف طریقے	١٠٩٢
قسم کھانے کا مقصد ۔ فتح الرحمٰن	〃

مضمون	صفحہ
سورۂ شوریٰ میں آیاتِ توحید	۱۰۹۳
سورۂ زخرف	
ربط وخلاصہ۔ اذنِ الٰہی کے بغیر شفاعت نہیں ہوگی۔	۱۰۹۴
تمہید مع ترغیب	۱۰۹۶
وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ عقلی دلیل بطورِ اعتراف	۱۰۹۷
تنویر بر دلیل عقلی	۱۰۹۸
شرک پر کوئی دلیل موجود نہیں نہ عقلی نہ نقلی	۱۰۹۹
وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ دلیل نقلی	۱۱۰۰
دوسری نقلی دلیل از موسیٰ علیہ السلام	۱۱۰۴
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایک شبہہ کا جواب	۱۱۰۵
وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ نزولِ مسیح پر استدلال	۱۱۰۷
التفات بسوئے اہلِ مکہ	۱۱۰۸
فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ کا مفہوم	۱۱۰۹
توحید پر عقلی دلیل	۱۱۱۰
سورۂ زخرف میں آیاتِ توحید	۱۱۱۱
سورۃ الدخان	
ربط وخلاصہ، تمہید مع ترغیب	۱۱۱۲
لیلۃ مبارکۃ کی تحقیق	۱۱۱۳
دخان مبین سے مراد۔ فتح الرحمٰن	۱۱۱۴
" " "	۱۱۱۵
فرعون اور اس کی قوم کی غرقابی	۱۱۱۶
توحید پر عقلی دلیل	۱۱۱۸
سورۃ الدخان میں آیاتِ توحید	۱۱۱۹
سورۃ الجاثیہ	
ربط وخلاصہ	۱۱۲۰
تمہید مع ترغیب و توحید پر عقلی دلیل	۱۱۲۱
اَللّٰهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ دوسری عقلی دلیل۔	۱۱۲۳
أَيَّامَ اللّٰهِ سے مجازاً وقائع وحوادث مراد ہیں	"
وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ نقلی دلیل	۱۱۲۴
ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مرکزی دعویٰ	"
وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمَاوَاتِ تیسری عقلی دلیل	۱۱۲۵
وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ،	

مضمون	صفحہ
چوتھی عقلی دلیل	۱۱۲۶
پانچویں عقلی دلیل	۱۱۲۸
سورۂ جاثیہ میں آیاتِ توحید	"
سورۃ الاحقاف	
ربط وخلاصہ	۱۱۲۹
تمہید مع ترغیب، توحید پر عقلی دلیل	۱۱۳۰
وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا	۱۱۳۱
دلیل وحی پر سوال کا جواب	۱۱۳۲
قُلْ أَرَأَيْتُمْ اسرائیلی عالم سے دلیل نقلی	"
نقلی دلیل از تورات	۱۱۳۳
بشارتِ اُخرویہ	۱۱۳۴
وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ دلیل نقلی از ہود علیہ السلام	۱۱۳۵
التفات بسوئے اہلِ مکہ	۱۱۳۶
تخویفِ دنیوی	"
وَإِذْ صَرَفْنَا دلیل نقلی از جنات	۱۱۳۷
بعث بعد الموت کا عقلی ثبوت	۱۱۳۸
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تسلیہ	"
سورۂ احقاف میں آیاتِ توحید	"
سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم	
ربط وخلاصہ حصہ اول	۱۱۳۹
جہاد کا حکم	"
جنگی قیدیوں سے برتاؤ کا طریق کار	۱۱۴۰
تقابل احوال مشرکین وکفار	۱۱۴۱
بشارتِ اُخرویہ	"
بیان حال منافقین وزجر برایشاں	۱۱۴۲
تخویفِ دنیوی	۱۱۴۳
مرکزی دعویٰ یعنی مسئلہ توحید کا ذکر	"
سورت کا دوسرا حصہ	
بیان احوال منافقین	۱۱۴۴
زجر بر منافقین	۱۱۴۵
تخویفِ دنیوی	"
جہاد کی ترغیب اور مسلمانوں کی ہمت افزائی	۱۱۴۶
سورۂ فتح کا شانِ نزول، موضح و فتح	"
زجر بر منافقین	۱۱۴۷
سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آیاتِ توحید	"

مضمون	صفحہ
سورۃ الفتح	
ربط وخلاصہ پہلا	۱۱۴۸
شانِ نزول	"
لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ کا مفہوم	۱۱۴۹
مسلمانوں کے لیے بشارتِ فتح وبشارت جنت	"
نصرتِ پیغمبر علیہ السلام کی ترغیب	۱۱۵۰
جہاد میں ثابت قدم رہنے کی ترغیب	۱۱۵۱
تخویفِ اُخروی	۱۱۵۲
بیعتِ رضوان کا سبب، موضح قرآن	۱۱۵۳
حصہ دوم	
بیعت رضوان اور بیعت کرنے والوں کا اعزاز	۱۱۵۴
مَغَانِمَ كَثِيرَةً کی تفسیر	۱۱۵۵
وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ کا مفہوم	۱۱۵۶
جوابِ شبہہ وتسلیم توحید واتباعِ پیغمبر کی ترغیب	۱۱۵۷
اہلِ حدیبیہ رضی اللہ عنہم کے فضائل	"
سورۂ فتح میں آیاتِ توحید	۱۱۵۹
سورۃ الحجرات	
ربط وخلاصہ	۱۱۶۰
پہلا حصہ	
حکومت کا نظم ونسق چلانے کے لیے قوانین	"
آدابِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان	۱۱۶۱
دوسرا حصہ	
ایمان لے آنا کسی پر احسان نہیں	۱۱۶۵
بیان مسئلہ توحید	۱۱۶۶
سورۂ حجرات میں آیاتِ توحید	"
سورۂ قٓ	
ربط وخلاصہ	۱۱۶۷
ترغیب مع زجر	۱۱۶۸
حشر ونشر پر عقلی دلائل	۱۱۶۹
تخویفِ اُخروی وذکر سکرات الموت	۱۱۷۰
أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ میں تثنیہ کی تحقیق	۱۱۷۱
مسئلہ توحید کا ذکر	"
بشارتِ اُخرویہ	۱۱۷۲
ثبوتِ قیامت پر دوسری عقلی دلیل	۱۱۷۳
تسلیہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	"

مضمون	صفحہ
تسلیہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۱۱۷۴
سورۂ قٓ میں آیتِ توحید	〃
سورۃ الذّٰریٰت	
ربط وخلاصہ	۱۱۷۵
حشر ونشر پر شواہد	۱۱۷۶
ثبوتِ قیامت پر عقلی دلیل	۱۱۷۷
تخویفِ دنیوی کے نمونے	۱۱۷۸
توحید کا ذکر	۱۱۷۹
سورۃ الذّٰریٰت میں آیتِ توحید	۱۱۸۰
سورۃ الطُّور	
ربط وخلاصہ	۱۱۸۱
حشر ونشر پر عقلی اور نقلی دلائل	۱۱۸۲
بشارتِ اخرویہ	۱۱۸۳
نعیم جنت کی تفصیل و ذکرِ توحید	۱۱۸۴
شکوٰی بر مشرکین	۱۱۸۵
تسلیہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۱۱۸۷
سورۃ الطور میں آیاتِ توحید	〃
سورۃ النجم	
ربط وخلاصہ، تمہید برائے اثباتِ رسالت	۱۱۸۸
فَاسْتَوٰی وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی کی تفسیر	۱۱۸۹
تمہید کے بعد مرکزی دعوٰی کا ذکر	۱۱۹۰
سورت کے دوسرے دعوٰی کا ذکر	۱۱۹۱
دلیلِ نقلی از ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام	۱۱۹۳
سورۃ النجم میں آیاتِ توحید	۱۱۹۵
سورۃ القمر	
ربط وخلاصہ	۱۱۹۶
اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ تخویفِ اُخروی	۱۱۹۷
تخویفِ دنیوی کا پہلا نمونہ	۱۱۹۸
تخویفِ دنیوی کا دوسرا اور تیسرا نمونہ	۱۱۹۹
تخویفِ دنیوی کا چوتھا نمونہ	۱۲۰۰
التفات بسوئے اہلِ مکہ	۱۲۰۱
سورۃ القمر میں آیتِ توحید	۱۲۰۲
سورۃ الرحمٰن	
ربط وخلاصہ، برکات دہندہ صرف اللہ تع	
ہی ہے ۔	۱۲۰۳
توحید پر عقلی دلائل کا سلسلہ	۱۲۰۴
چوتھی اور پانچویں عقلی دلیل ۔	۱۲۰۵
چھٹی تا نویں عقلی دلیل ۔	۱۲۰۶
تخویفِ اُخروی	۱۲۰۷
وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ بشارتِ اُخرویہ	۱۲۰۸
نعیم جنت کی تفصیل	۱۲۰۹
سورۃ الرحمٰن میں آیاتِ توحید	۱۲۱۰
سورۃ الواقعہ	
ربط وخلاصہ	۱۲۱۱
قیامت کے ہولناک منظر کا بیان	۱۲۱۲
قیامت کے دن لوگ تین حصوں میں بٹ جائینگے	۱۲۱۳
پہلی جماعت اصحاب الیمین کا ذکر	۱۲۱۴
دوسری جماعت اصحاب الشمال کا ذکر	۱۲۱۵
توحید پر عقلی دلائل	۱۲۱۶
تیسری اور چوتھی عقلی دلیل	۱۲۱۷
تینوں جماعتوں کے احوال کا اعادہ	۱۲۱۸
سورۃ الحدید	
سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ بیان توحید	۱۲۲۰
توحید کے مراتبِ ثلاثہ کا بیان	۱۲۲۱
اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب	۱۲۲۲
لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ یہ آیت تمام صحابہؓ کو جنتی قرار دیتی ہے	〃
مختلف طریقوں سے انفاق کی ترغیب	۱۲۲۳
مؤمنین کے لیے بشارت اخرویہ	〃
منافقین کی مؤمنین سے گفتگو	۱۲۲۴
دنیا کی بے قراری کی [illegible]	۱۲۲۶
سورۃ الحدید میں آیتِ توحید	۱۲۲۹
سورۃ المجادلہ	
ربط وخلاصہ	۱۲۳۰
کفارۂ ظہار کا بیان	۱۲۳۲
اصلاحِ منافقین کے لیے قوانین	۱۲۳۴
وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ کی تفسیر	۱۲۳۷
سورۃ الحشر	
ربط وخلاصہ	۱۲۳۸
یہود بنی نضیر کی بربادی	۱۲۳۹
مالِ فَیٔ کی تقسیم کا دستور	۱۲۴۰
مالِ فَیٔ کے مستحق لوگوں کا ذکر	۱۲۴۱
مالِ فَیٔ میں دشمنانِ صحابہؓ کا حصہ نہیں ہے	۱۲۴۲
توحید کے مراتبِ ثلاثہ کا ذکر	۱۲۴۵
سورۂ حشر میں آیاتِ توحید	۱۲۴۶
سورۃ الممتحنہ	
ربط وخلاصہ	۱۲۴۷
طالب بن ابی بلتعہؓ کے خط کا تذکرہ	۱۲۴۸
کس قسم کے کافروں سے موالات جائز ہے	۱۲۵۱
عورتوں سے بیعت لینے کا دستور	۱۲۵۲
سورۃ الممتحنہ کی خصوصیات	۱۲۵۳
سورۃ الصّف	
ربط وخلاصہ	۱۲۵۴
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کا مقصد	۱۲۵۵
سورۃ الجمعۃ	
ربط وخلاصہ، بیانِ توحید، دلیل وحی	۱۲۵۸
یہود کو مباہلہ کی دعوت	۱۲۵۹
سورۃ المنافقون	
ربط وخلاصہ	۱۲۶۲
عبداللہ بن اُبَی کی کذب بیانی	۱۲۶۳
سورۃ التغابن	
ربط وخلاصہ	۱۲۶۶
توحید کا بیان اور جماعتی نظم کے احکام	۱۲۶۸
سورۃ الطلاق	
ربط وخلاصہ، مطلقہ کی عدت کا بیان	۱۲۷۰
حاملہ کی عدت کے احکام	۱۲۷۱
رضاعت اور سکنی کے احکام	۱۲۷۲
توحید پر عقلی دلیل	۱۲۷۳
سورۃ التحریم	
ربط وخلاصہ، شانِ نزول	۱۲۷۴
ازواجِ مطہرات کو تنبیہ	۱۲۷۶
بشارتِ اُخرویہ	۱۲۷۷
مؤمنوں اور کافروں کے لیے ایک تمثیل	۱۲۷۸

مضمون	صفحہ
سورۃ الملک	
ربط وخلاصہ، برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ سے	۱۲۷۹
دعوائے سورت پر عقلی دلائل	۱۲۸۰
مؤمنوں کے لیے بشارتِ اُخرویہ	۱۲۸۱
پانچویں عقلی دلیل	۱۲۸۲
چھٹی اور ساتویں عقلی دلیل	۱۲۸۳
آٹھویں عقلی دلیل	۱۲۸۴
سورۃ القلم	
ربط وخلاصہ، تسلیہ	۱۲۸۵
زجر برائے مشرکین	۱۲۸۶
اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ تخویفِ دنیوی کا نمونہ	۱۲۸۷
اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ بشارتِ اخرویہ	۱۲۸۹
فَاصْبِرْ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲۹۰
سورۃ الحاقۃ	
ربط وخلاصہ، تخویفِ دنیوی	۱۲۹۲
بشارتِ اُخرویہ	۱۲۹۴
وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ تخویفِ اُخروی	۱۲۹۵
وَلَوْ تَقَوَّلَ صداقتِ پیغمبر علیہ السلام کا بیان	۱۲۹۶
سورۃ الحاقۃ کی خصوصیات	״
سورۃ المعارج	
ربط وخلاصہ، تخویف وبشارت	۱۲۹۷
تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم	״
قیامت کے ہولناک منظر کا بیان	۱۲۹۸
مؤمنوں کی صفات کا ذکر	۱۲۹۹
زجر مع تخویف	۱۳۰۰
سورۂ نوح علیہ السلام	
ربط وخلاصہ	۱۳۰۱
دلیل نقلی تفصیلی از حضرت نوح علیہ السلام	۱۳۰۲
ترغیب وترہیب و دلائل عقلیہ	۱۳۰۳
ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کون تھے	۱۳۰۵
سورۂ نوح علیہ السلام میں آیاتِ توحید	۱۳۰۶

مضمون	صفحہ
سورۃ الجن	
ربط وخلاصہ، دلیل نقلی از جنات	۱۳۰۷
عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖ اَحَدًا	۱۳۱۱
سورۃ المزمل	
ربط وخلاصہ	۱۳۱۲
قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا کی تحقیق	۱۳۱۳
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ ذکر مضمون توحید	۱۳۱۴
تہجد کا حکم	۱۳۱۵
سورۂ مزمل میں آیاتِ توحید	۱۳۱۶
سورۃ المدثر	
ربط وخلاصہ	۱۳۱۷
تطہیر ثیاب سے مراد	״
تخویفِ اُخروی	۱۳۱۸
ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا عام ہے	״
سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا تخویفِ اُخروی	۱۳۱۹
وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً	״
خزنۂ نار کی تعداد بیان کرنے کی حکمت	۱۳۲۰
كَلَّا برائے ردع یا بمعنی حقاً	״
وَالْقَمَرِ وَالَّیْلِ وغیرہ اقسام کا انطباق	۱۳۲۱
نَذِیْرًا مصدر بمعنی انذاراً	״
سورۃ المدثر میں آیتِ توحید	۱۳۲۲
سورۃ القیامۃ	
ربط وخلاصہ	۱۳۲۳
لَاۤ اُقْسِمُ ثبوتِ قیامت پر شواہد	״
تخویفِ اُخروی	۱۳۲۴
لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ کا ماقبل سے ربط	״
بشارتِ اُخرویہ	۱۳۲۶
اَلَمْ یَكُ نُطْفَةً ثبوتِ قیامت پر عقلی دلیل	״
سورۃ الدھر	
ربط وخلاصہ	۱۳۲۷
هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حشر ونشر کی عقلی دلیل	״
بشارتِ اُخرویہ	۱۳۲۸
تفصیل نعیم جنت	۱۳۲۹

مضمون	صفحہ
اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا سورت کا حصہ	۱۳۳۰
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بیانِ توحید	۱۳۳۱
سورۃ الدہر میں آیتِ توحید	״
سورۃ المرسلات	
ربط وخلاصہ	۱۳۳۲
والمرسلات کا مفہوم	״
حشر ونشر پر عقلی دلیل	۱۳۳۳
دوسری عقلی دلیل	۱۳۳۴
بشارتِ اُخرویہ	۱۳۳۵
سورۃ النبأ	
ربط وخلاصہ	۱۳۳۶
تخویفِ اُخروی	۱۳۳۷
احقاب کا مفہوم	۱۳۳۸
وَقَالَ صَوَابًا کی تفسیر	۱۳۳۹
سورۃ النازعات	
ربط وخلاصہ، شواہد بر ثبوتِ قیامت	۱۳۴۰
الساھرۃ کی تفسیر	۱۳۴۱
ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا حشر ونشر پر عقلی دلیل	۱۳۴۲
اَلطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى کا مفہوم	۱۳۴۳
سورۂ عبس	
ربط وخلاصہ	۱۳۴۴
شانِ نزول	״
قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ زجر	۱۳۴۵
مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ استفہام تقریری	״
ثبوتِ قیامت پر عقلی دلیل	۱۳۴۶
تخویفِ اُخروی	״
سورۃ التکویر	
ربط وخلاصہ	۱۳۴۷
وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ کا مفہوم	۱۳۴۸
تخویفِ اُخروی	۱۳۴۹
اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ اشارہ بدلیل وحی	״
وَمَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ	۱۳۵۰

مضمون	صفحہ
سورۃ الانفطار	
ربط وخلاصہ	۱۳۵۱
سورۃ الانفطار میں آیت توحید	۱۳۵۲
سورۃ المطففین	
ربط وخلاصہ	۱۳۵۳
تخویف وزجر	۱۳۵۴
علیین کی تفسیر	۱۳۵۵
سورۃ الانشقاق	
ربط وخلاصہ	۱۳۵۶
تخویف اُخروی	″
احوالِ قیامت پر شواہد	۱۳۵۷
سورۃ البروج	
ربط وخلاصہ	۱۳۵۸
تخویف وبشارت	۱۳۶۰
سورۃ البروج میں آیتِ توحید	۱۳۶۱
سورۃ الطارق	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۶۲
سورۃ الاعلیٰ	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۶۴
شانِ نزول - موضح قرآن	۱۳۶۵
سورۃ الاعلیٰ میں آیاتِ توحید	۱۳۶۶
سورۃ الغاشیہ	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۶۷
شواہد امورِ مذکورہ	۱۳۶۸
سورۃ الفجر	
ربط وخلاصہ	۱۳۷۰
اس سورت کا مختصر خلاصہ	۱۳۷۳
سورۃ البلد	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۷۴
سورۃ الشمس	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۷۶
سورہ واللیل کا شانِ نزول - موضح قرآن	۱۳۷۷
سورۃ اللیل	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۷۸
سورۃ الضحیٰ	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۸۰
سورۃ الم نشرح	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۸۱
سورۃ التین	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۸۳
سورۃ العلق	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۸۵
سورۃ القدر	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۸۷
لیلۃ القدر میں نزولِ قرآن کا مفہوم	″
سورۃ البیّنۃ	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۸۸
سورۃ الزلزال	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۸۹
سورۃ العادیات	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۹۰
سورۃ القارعہ	
ربط وخلاصہ	۱۳۹۱
شانِ نزول سورۃ التکاثر، موضح قرآن	″
سورۃ التکاثر	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۹۲
سورۃ العصر	
ربط وخلاصہ	۱۳۹۳
شانِ نزول، موضح قرآن	″
سورۃ الہمزہ والفیل	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۹۴
سورۃ قریش	
ربط وخلاصہ	۱۳۹۶
سورۃ الماعون والکوثر	
ربط وخلاصہ	۱۳۹۷
سورۃ الکافرون	
ربط وخلاصہ	۱۳۹۸
سورۃ النصر واللہب	
ربط وخلاصہ	۱۳۹۹
سورۃ الاخلاص	
ربط وخلاصہ	۱۴۰۰
سورۃ الفلق والناس	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۴۰۱
فہرست مضامین	۱۴۰۳
تصدیقِ صحتِ قرآن مجید	۱۴۰۸

مُقدّمۂ تفسیر

جواہر القُرآن

از افادات

رئیس المفسّرین حضرتؒ مولانا حسینؒ علی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترتیب

شیخ القرآن مولانا غُلام اللہ خاں صاحبؒ

نظرِ ثانی و ترتیبِ جدید

سیّد ابُواحمدؒ سجّاد بُخاری

حصۂ اول ——— دربیان اصطلاحات

اصطلاح (۱) دعویٰ یا موضوع سورت

دعویٰ یا موضوعِ سورت سے مراد سورت کا مرکزی مضمون ہے جو تمام سورت کے لئے بمنزلہ محور ہوتا ہے۔ سورت کے باقی مضامین اسی کے گرد چکر لگاتے ہیں یا اس کی مثال بیج اور تخم کی سی ہے۔ جس طرح درخت کے ہر پتے اور شاخ میں تخم کا اثر ہوتا ہے اور اسی وجہ سے ہر درخت دوسری نوع کے درختوں سے ممتاز نظر آتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح سورت کی ہر آیت کو اصل دعویٰ سے ضرور کوئی نہ کوئی تعلق ہوتا ہے اور اس دعویٰ کی بنا پر ایک سورت دوسری سورت سے ممتاز نظر آتی ہے۔ اس کی مثال دلائل کے ضمن میں آئے گی۔

اِصطلاح (۲) دلیل

دلیل اس بیان کو کہتے ہیں جس سے دعویٰ ثابت کیا جائے۔ قرآن مجید میں دعویٰ ثابت کرنے کے لئے چار قسم کے دلائل بیان کئے جاتے ہیں۔ (۱) **دلیل عقلی محض** (۲) **دلیل عقلی مع اعتراف الخصم** (۳) **دلیل نقلی** اور (۴) **دلیل وحی**۔

دلیل عقلی | دلیل عقلی اس دلیل کو کہتے ہیں جس میں ایسے امور مذکور ہوں جن کا تعلق عقل سے ہے۔ دلیل عقلی کے ذریعے ہر صاحبِ عقل دعویٰ کو سمجھ سکتا ہے۔ اگر مخاطب کافر و مشرک ہو تو بھی عقلِ سلیم اسے یہ بات منوانے پر مجبور کرے گی کہ جو امور دلیل میں مذکور ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے قبضۂ قدرت میں نہیں ہیں نہ کسی نبی یا ولی کے نہ فرشتہ کے۔ اس لئے اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار اور نذر و منت کے لائق نہیں۔ اسی طرح اگر مخاطب دہریہ ہو تو عقل سلیم اسے بھی اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر آمادہ کرے گی کہ مذکور فی الدلیل امور کا نظام خود بخود نہیں چل رہا بلکہ ایک قادر و قیوم ہستی اس سارے نظام کو چلا رہی ہے اور یہ کام بے شعور مادہ کا نہیں ہے۔ مثال دعویٰ مع دلیل عقلی یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرہ ع ۳) اس میں یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ دعویٰ توحید ہے یعنی اپنے رب کی عبادت کرو اور اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو پھر الَّذِیْ خَلَقَكُمْ سے رِزْقًا لَّكُمْ تک دلیل عقلی ہے یعنی تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اسی طرح تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت اسی نے بنایا اور آسمان سے مینہ برسا کر زمین سے تمہاری روزی کا سامان بھی اسی نے پیدا کیا۔ تمہارے معبودانِ باطلہ میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کر سکتا اس کے بعد فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا دلیل کا نتیجہ ہے۔ یعنی جب تم جانتے ہو کہ یہ سارے کام کرنیوالا اللہ ہے تو پھر کسی کو عبادت میں اس کا شریک نہ بناؤ۔

تنبیہ۔ یہاں دعویٰ میں حصر ہے جیسا کہ مفہوم میں ظاہر کر دیا گیا ہے اور نتیجہ بھی اس پر صراحت سے دلالت کرتا ہے تو دعویٰ کا مقصد یہ نہیں کہ اللہ کو معبود مانو بلکہ مقصد یہ ہے صرف اللہ ہی کو معبود مانو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ کیونکہ نزول قرآن سے پہلے مشرکین مکہ اور یہود و نصاریٰ سب خدا کو اپنا معبود مانتے تھے لیکن وہ اس کے ساتھ اوروں کو بھی شریک کرتے تھے۔ اس لئے شرک سے منع فرمایا اور صرف اللہ ہی کی عبادت کرنے کا حکم دیا۔

دلیل عقلی مع اعتراف الخصم | یہ وہ دلیل عقلی ہے جس کو منکرین سے استفہام کے طور پر بیان کیا جائے اور ساتھ ہی ان کے تسلیمی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جواب بیان کیا جائے مثلاً ایک جگہ ارشاد ہے۔ قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ مَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ (یونس ع ۴) آپ ان مشرکوں سے کہیئے کہ (بتاؤ) وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے روزی پہنچاتا ہے بلکہ بتاؤ کہ وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو جاندار چیز کو بے جان سے اور بے جان چیز کو جاندار چیز سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے تو وہ جواب میں یہی کہیں گے (ان تمام کاموں کا کرنے والا) اللہ ہی ہے۔ ابتداء میں چند ایسے امور ذکر فرمائے جن کے بارے میں مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ ان امور کا فاعل اور کارساز صرف اللہ ہی ہے اس لئے آخر میں فرمایا فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ جو ان کے اقرار پر دلالت کرتا ہے۔

دلیل نقلی | جب دعویٰ کے اثبات کے لئے کوئی عقلی پیش کی جائے تو وہ دلیل نقلی کہلائے گی۔ دلیل نقلی کی سات قسمیں ہیں (۱) گذشتہ آسمانی کتابوں سے (۲) انبیاء سے ... بالا (۳) انبیاء سابقین سے تفصیلاً نام بنام (۴) کتب سابقہ کے عالموں سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھے (۵) جنات سے (۶) ملائکہ سے اور (۷) پرندوں سے سات قسم کی مثالیں ملاحظہ ہوں۔ **مثال اوّل**۔ دلیل نقل از کتب سابقہ۔ وَ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا (بنی اسرائیل ع ۱) اور ہم ہی نے موسیٰ کو کتاب دی اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت (کا ذریعہ) بنایا تھا۔ اس میں یہ حکم تھا کہ میرے سوا کسی کو کارساز نہ بناؤ۔ یہ تورات سے دلیل نقلی ہے۔

مثال دوم۔ دلیل نقل از انبیاء علیہم السلام اجمالاً۔ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (انبیاء ع ۲) اور آپ سے پہلے ہم نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر اس کی طرف ہم نے یہی وحی کی تھی کہ میرے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اس لئے صرف میری ہی عبادت کرو۔ **مثال سوم**۔ مثال نقل از ابراہیم علیہ السلام تفصیلاً۔ وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِبْرٰهِیْمَ ؕ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَ لَا یُبْصِرُ وَ لَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْـًٔا ۝ (مریم ع ۳) اور ذکر کیجئے کتاب

میں ابراہیم کا وہ بہت سچے نبی تھے۔ سچائی کی حد یہ تھی کہ انہوں نے اپنے باپ سے بھی صاف کہہ دیا کہ اے میرے باپ تو ان باطل معبودوں کی کیوں عبادت کرتا ہے جو نہ سنتے ہیں، نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ تجھے کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ **مثال چہارم** دلیل نقل از علماء اہل کتاب۔ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ (بقرہ ع ۱۴) جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کے پڑھنے کا حق ادا کرتے ہیں اور وہ اس دعوے کو مانتے ہیں یہ دلیل نقلی ان مولویوں اور پیروں سے لی گئی ہے جو تورات کا علم رکھتے تھے اور اسلام قبول کر چکے تھے۔ **مثال پنجم** ۔ دلیل نقل از جنات۔ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا (جن ع ۱) فرما دیجئے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب ہی قرآن سنا ہے جو ہدایت کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ اس لئے ہم تو اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اب ہم اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے۔ یہ جنات کے ایک طائفہ سے نقل پیش کی گئی ہے انہوں نے قرآن مجید سن کر اپنی قوم کو جا کر سنایا اور صاف اعلان کر دیا کہ اللہ کے سوا کوئی حاجت روا نہیں اس لئے صرف اللہ ہی کو غائبانہ حاجات میں پکارا کرو۔ **مثال ششم** ۔ دلیل نقل از ملائکہ۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ (آل عمران ع ۲) گواہی دی اللہ نے اس کی کہ بجز اس ذات کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور فرشتوں نے بھی اور اہل علم نے بھی وہ نظام کو اعتدال کے ساتھ قائم رکھنے والا ہے۔ **مثال ہفتم** ۔ نقل از طیور۔ جب ہدہد غائب رہنے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آیا تو قوم سبا کے مشرکانہ افعال بیان کرنے کے بعد یوں گویا ہوا۔ اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ (نمل ع ۲) اس خدا کو سجدہ نہیں کرتے جو ایسا قادر ہے کہ آسمان اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو باہر لاتا ہے اور (ایسا عالم ہے کہ) جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو سب کچھ جانتا ہے (بس) اللہ ہی ایسا ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

دلیل وحی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دعویٰ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعلان کرنے کا حکم بھی ملتا ہے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اپنی طرف سے اور اپنی رائے سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ مجھے اللہ کی طرف سے بذریعہ وحی یہ حکم ملا ہے کہ میں یہ دعویٰ اور مضمون تم تک پہنچاؤں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ ؗ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (مومن ع ۷) فرما دیجئے مجھے ان کی عبادت سے منع کیا گیا ہے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو جبکہ میرے پاس اپنے رب سے کھلی باتیں آ چکی ہیں (اور یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ) مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے کو اللہ کے سپرد کر دوں۔

فائدہ جلیلہ قرآن مجید میں دعویٰ توحید کو تینوں قسم کے دلائل سے ثابت کیا گیا ہے تاکہ مادۂ انکار کا بالکلیہ استیصال ہو جائے۔ اور منکرین کے لئے انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔ دلیل عقلی اس لئے ذکر کی جاتی ہے تاکہ ثابت ہو جائے کہ دعویٰ توحید عقل سلیم کے عین مطابق ہے اور دلیل نقلی اس لئے پیش کی جاتی ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ دعویٰ توحید میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منفرد نہیں ہیں بلکہ آپ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام بھی مسئلہ توحید بیان فرماتے رہے ہیں اور دلیل وحی اس لئے پیش کی جاتی ہے تاکہ منکرین دعویٰ کے اس اعتراض کا جواب ہو جائے کہ مسئلہ توحید کے علاوہ اور مسائل و احکام تھوڑے ہیں یہ کیا ضروری ہے کہ اسے ہی بیان کیا جائے۔ اس لئے اسے چھوڑ دو کوئی اور مسئلہ بیان کرو۔ اس پر دلیل وحی سے جواب دیا کہ میں تو اللہ کی طرف سے اس کام (یعنی دعوئ توحید پیش کرنے) پر مامور ہوں اس لئے اسے ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔

اصطلاح (۳) تنویر دعویٰ

بعض دفعہ منکرین سے دعویٰ کا ایک حصہ تسلیم کرا کر اس کے باقی حصے نہایت وضاحت سے ان کے سامنے بیان کر دیئے جاتے ہیں جن کی وہ صراحۃً تردید نہیں کر سکتے۔ اس طرح گویا کہ انہوں نے دعویٰ کے تمام حصے صراحۃً اور ضمناً تسلیم کر لئے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ ارشاد ہے۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ ۝ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَالَّذِیْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝ وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۝ (زخرف ع ۱) (ترجمہ) اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ زمین و آسمان کس نے پیدا کئے تو کہیں گے کہ انہیں کسی بہت غالب اور بہت جاننے والے نے پیدا کیا ہے۔ وہ وہی ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا بنایا اور تمہارے لئے اس میں راستے بنائے تاکہ تم راہ پاؤ۔ اور وہی ہے جس نے آسمان سے اندازے کے مطابق پانی اتارا اور پھر اس سے مردہ زمین کو زندہ کیا۔ اسی طرح تم بھی دوبارہ پیدا کئے جاؤ گے۔ اور وہی ہے جس نے سب جوڑے پیدا کئے اور تمہارے لئے کشتیاں اور جانور بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو۔

اس میں مشرکین مکہ نے صراحۃً تسلیم کر لیا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز پر غالب اور ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ اس کے بعد اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا الخ سے دعویٰ کی تنویر فرما دی یعنی دعویٰ مذکورہ پر مزید روشنی ڈالی کہ منکرین اسے خاموشی سے سن لیں۔ تو جس طرح انہوں نے یہ تسلیم کر لیا کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح گویا کہ انہوں نے یہ بھی تسلیم کر لیا کہ اگلی آیتوں میں جو صفات بیان کی گئی ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی سے مختص ہیں۔

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مسئلہ بیان کیا جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد اس کے کسی پہلو کو زیادہ واضح کرنے یا اس سے متعلق کسی شبہ کا ازالہ کرنے کے لئے کلام لایا جاتا ہے۔ جو پہلے بیان کی تنویر کہلائے گا۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہوں تنویرات ثلاثہ بسلسلہ تفسیر سورہ نساء (ص ۲۳۲ تا ص ۲۳۵)

اصطلاح (۴) تخویف

دعویٰ منوانے کے لئے قرآن مجید میں جا بجا اللہ تعالیٰ کی گرفت اور اس کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔ اسے تخویف یا ڈراوا کہتے ہیں۔ تخویف کی پھر دو قسمیں ہیں۔ اگر گرفت کا تعلق دنیا سے ہو تو وہ تخویف دنیوی ہے اور اگر اس کا تعلق آخرت سے ہو تو وہ تخویف اخروی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے الفوز الکبیر میں ان دونوں اصطلاحوں کو "تذکیر بایام اللہ" اور "بما بعد الموت" سے تعبیر فرمایا ہے۔ **مثال تخویف دنیوی** ۔ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا (مریم ع ۶)

(ترجمہ) ان سے پہلے ہم نے کئی جماعتیں تباہ کیں۔ کیا آپ ان میں سے کسی کے متعلق کچھ جانتے ہیں یا ان کی کچھ آہٹ سنتے ہیں؟ **مثال تخویف اخروی** ۔ وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا (مریم ع ۶) اور ہم مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسا چلائیں گے۔ قرآن مجید میں ہر دو تخویف کا ذکر بکثرت آیا ہے۔ بہت کم سورتیں اس کے ذکر سے خالی ہوں گی خصوصًا قرآن مجید کے آخری حصہ میں تخویف اخروی بکثرت مذکور ہے۔

اصطلاح (۵) تبشیر یا بشارت

تخویف کے مقابلے میں تبشیر ہے۔ یعنی ماننے والوں کے لئے انعامات کی خوشخبری کا بیان۔ تخویف کی طرح تبشیر کی بھی دو قسمیں ہیں۔ تبشیر دنیوی اور تبشیر اخروی **مثال تبشیر دنیوی** ۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ (ترجمہ) جب اللہ کی مدد اور فتح آچکی اور آپ لوگوں کو فوج در فوج دین میں داخل ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ تو (شکر سے) اللہ کی پاکیزگی بیان کیجئے۔ اس کی حمد کے ساتھ اور اس سے بخشش مانگئے وہ تو بہت بخشنے والا ہے۔ **مثال تبشیر اخروی** ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا (کہف ع ۱۲) (ترجمہ) ایمان لانے والوں اور نیک کام کرنیوالوں کے لئے جنت کے باغات ہوں گے بطور مہمانی۔

تنبیہ :۔ قرآن میں بشارت دنیوی بہت کم آئی ہے۔ تخویف و بشارت کی مثال یوں سمجھو جس طرح دنیوی حکومتیں حکومت کا ساتھ دینے والوں اور حکومت کے خیر خواہوں کو خاص خاص تو ازشوں سے سرفراز کرتی ہیں، انہیں خطابات سے نوازتی اور انہیں مربع جات وغیرہ عطا کرتی ہیں۔ اس کے برعکس باغیوں کو عمر قید کی سزا دی جاتی ہے یا انہیں تختۂ دار پر لٹکایا جاتا ہے۔ اسی طرح احکام الٰہی ماننے والوں کے لئے آخرت میں جنات و انہار اور دیگر کئی قسم کی نعمتیں ہوں گی۔ اور دنیا میں بھی ان کو انعام و اکرام سے نوازا جاتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ اس کی متقاضی ہو۔ جیسا کہ اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام اور دیگر کئی برگزیدہ بندوں کو دنیوی حکومت عطا فرمائی۔ اسی طرح اس مالک الملک کی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والوں کو دنیا میں بھی گرفت ہو جاتی ہے جیسا کہ فرعون، نمرود، اور قارون وغیرہ کو ہوئی اور آخرت میں تو ہو ہی گی۔

اِصطلاح (۶) شکوٰی

منکرین دعوٰی جب مقابلے میں دعوٰی پیش کرنے والوں کو مختلف طریقوں سے ذلیل و عاجز کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کے عجز کو دیکھ کر ان کے پیش کردہ دعوٰی کو چھوڑ دیں تو ایسے لوگوں کے حالات پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے شکایت کی جاتی ہے۔ اسے شکوٰی کہتے ہیں۔ شکوٰی کی پہچان یہ ہے کہ اس کی ابتدا لفظ قال یا قالوا سے ہوگی۔ بعض اوقات شکوٰی کے ساتھ اس کا جواب بھی مذکور ہوتا ہے اور بعض اوقات جواب مذکور نہیں ہوتا۔ **مثال اول** قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۙ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۙ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَاۗءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ قَبِيْلًا ۙ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَاۗءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (بنی اسرائیل ع ۱۰) (ترجمہ) انہوں نے کہا ہم ہرگز نہ مانیں گے تیری بات کو جب تک تو ہمارے لئے زمین سے چشمہ نہ جاری کردے یا (جب تک) تیرے لئے کھجوروں اور انگوروں کا باغ نہ ہو اور تو اس کے بیچ میں نہریں جاری نہ کردے۔ یا (جب تک) تو آسمان کو ہم پر ٹکڑے ٹکڑے کرکے نہ گرا دے جیسا کہ تیرا خیال ہے یا (جب تک) تو اللہ کو اور فرشتوں کو (ہمارے) سامنے نہ لے آئے یا (جب تک کہ) تیرا سونے کا مکان نہ ہو یا تو آسمان پر چڑھ جائے لیکن ہم تیرے (صرف) آسمان پر چڑھ جانے (ہی) کی وجہ سے بھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تو اپنے ساتھ ایک کتاب نہ لے آئے جسے ہم خود پڑھ لیں۔ آپ (اس کے جواب میں) فرما دیں (یہ تمام امور صرف اللہ کے اختیار میں ہیں۔ میرے یا اور کسی کے اختیار میں نہیں) میرا اللہ (ان کاموں میں شریکوں سے) پاک ہے۔ میں تو صرف اس کا پیغام پہنچانے والا آدمی ہوں۔ یہاں آیت کے آخری حصے میں شکوٰی کا جواب بھی مذکور ہے۔ **مثال دوم** ۔ قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ (حم السجدۃ ع ۱) (ترجمہ) انہوں نے کہا کہ ہمارے دل اس (مسئلہ توحید) سے جس کی تو ہم کو دعوت دیتا ہے، پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ ہے۔ پس تو اپنا کام کر ہمیں اپنا کام کرنے دے۔ اس آیت میں شکوے کے بعد جواب مذکور نہیں۔

اصطلاح (۷) زجر

بعض اوقات منکرین دعوٰی کو ان کی ناجائز حرکات اور ان کے غیر معقول مطالبات پر جھڑکا جاتا ہے۔ اسے زجر کہتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ (مومن ع ۹) ترجمہ۔ جب ان کے پاس ان کے رسول کھلی دلیلیں لیکر آئے تو وہ لوگ اس علم (من گھڑت قصوں کہانیوں) پر بڑے نازاں ہوئے جو ان کو حاصل تھا۔ یعنی انبیاء علیہم السلام نے ان لوگوں کے سامنے دلیلیں اور معجزے پیش کئے مگر وہ اپنے باطل پر اکڑ گئے اور حق قبول نہ کیا۔

بعض دفعہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو بھی کسی غیر موزوں اور خلاف اولیٰ فعل کے ارتکاب پر زجر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام سے فرمایا۔ فَلَا تَسْـَٔــلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّىْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ (ھود ع ۴) ترجمہ:۔ اے نوح جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے متعلق مجھ سے مت سوال کر۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم نادان نہ بن جاؤ۔ ایک جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ (توبہ ع ۶) (ترجمہ) اللہ نے تجھے معاف کیا۔ آپ نے ان کو کیوں اجازت دی جب تک آپ کو سچے اور جھوٹے معلوم نہ ہو جاتے۔ دوسری جگہ فرمایا:۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ (تحریم ع ۱) (ترجمہ) اے نبی جس چیز کو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے تم (قسم کھا کر) اسے اپنے اوپر کیوں حرام کرتے ہو اور وہ بھی اپنی بیویوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے۔

تنبیہ :۔ شکوٰی اور زجر میں خفیف سا فرق ہے جو ظاہر کر دیا گیا ہے۔ دونوں کے درمیان بہت زیادہ تقارب معنوی کی وجہ سے بلغۃ الحیران میں کہیں شکوٰی کی جگہ زجر اور کہیں اسکے

برعکس لکھا ہے۔ بلغۃ الحیران کا مطالعہ کرتے وقت یہ بات مدنظر رہے۔

اِصْطلاح (۸) تسلیہ یا تسلّی

دعویٰ توحید پیش کرنے والوں پر جب منکرین دعویٰ کی طرف سے مختلف قسم کی مصیبتیں اور تکلیفیں آتی ہیں اور وہ ان کو جھٹلاتے اور طرح طرح سے ان کو ایذائیں دیتے ہیں تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعویٰ پیش کرنے والوں کو تسلی دی جاتی ہے جس سے ان کے دلوں کو مضبوط اور زیادہ مطمئن کرنا مقصود ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف انداز تعبیر سے متعدد جگہوں میں تسلی دی ہے۔

تعبیر اول ۔ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ (فاطر ع ۱) (ترجمہ) اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو آپ اس کی پروا نہ کریں کیونکہ آپ سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا جا چکا ہے۔

تعبیر ثانی ۔ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا (طٰہٰ ع ۸) (ترجمہ) جو کچھ وہ کہتے ہیں آپ اس پر صبر کریں (کیونکہ آپ سے پہلے بھی انبیاء علیہم السلام کو اس قسم کی باتوں سے تکلیف دی گئی) اور سورج چڑھنے اور ڈوبنے سے پہلے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ (شرک سے) اس کی پاکیزگی بیان کریں۔ یعنی صفات کارسازی میں میرے رب کا کوئی شریک نہیں۔

تعبیر ثالث ۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ (حجر ع ۶) (ترجمہ) آپ منکرین دعویٰ پر غم نہ کریں اور دعویٰ توحید ماننے والوں کیلئے اپنا بازو جھکا دیں۔

تعبیر رابع وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ (حجر ع ۶) (ترجمہ) قسم ہے ہم جانتے ہیں کہ آپ کا سینہ ان کی باتوں سے تنگ ہوتا ہے۔ پس آپ اپنے رب کی حمد و ثنا کے ساتھ (شرک سے) اس کی پاکی بیان کریں اور اپنے رب کو سجدہ کریں اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔

تعبیر خامس وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ (حجر ع ۶) (ترجمہ) ہم نے آپ کو سبع مثانی (سورۂ فاتحہ) اور قرآن عظیم عطا کیا ہے۔ (اس لئے ہمارے اتنے بڑے انعام کے بعد آپ ان کی باتوں سے تنگی محسوس نہ فرمائیں اور نہ ان کی پروا کریں۔

زجر مع تسلیہ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ (حجر ع ۶) (ترجمہ) ان میں سے کئی طرح کے لوگوں کو ہم نے دنیوی مال و متاع دے رکھا ہے آپ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھئے اور ان پر غم نہ کیجئے اور مومنین سے شفقت کا برتاؤ فرمائیے۔ اس آیت میں پہلے زجر ہے پھر تسلیہ۔ اسی طرح سورۂ کہف ع ۴ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ الخ میں اور سورہ طٰہٰ ع ۸ فَاصْبِرْ نَفْسَكَ الخ میں پہلے تسلیہ اور اس کے متّصل بعد زجر ہے۔

اِصطلاح (۹) امور مصلحہ

دعویٰ کو ماننے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس دعویٰ پر مضبوطی سے قائم رہیں اور اس کے تمام تقاضوں کو پورا کریں۔ قرآن مجید میں امور انتظامیہ مثلاً قصاص، نکاح، طلاق، وصیت اور وراثت وغیرہ کے جو احکام بیان کئے گئے ہیں ان کے مطابق عمل کرنا بھی ضروری ہے تاکہ مسلمانوں میں اتفاق اور تنظیم قائم رہے۔ اس لئے ان کے ساتھ کچھ ایسے امور کا بیان بھی ضروری تھا جو استقامت اور عمل صالح پر ممد و معاون ہوں اور جن سے باطن کی اصلاح ہو اور مسلمان ہر مشکل سے مشکل حکم پر آمادہ عمل ہو جائیں۔ ایسے امور کو امور مصلحہ کہتے ہیں قرآن مجید میں احکام اور امور انتظامیہ کے ساتھ جا بجا تین امور مصلحہ کا ذکر کیا گیا ہے یعنی نماز، روزہ اور حج۔ ان امور سے مقصود چونکہ اصلاح باطن ہے۔ اس لئے ان امور کا ماقبل سے معنوی ربط تلاش نہ کیا جائے۔ امور مصلحہ عام طور پر احکام کے درمیان سورت کے مختلف حصوں میں مذکور ہوتے ہیں جو بظاہر ماقبل اور مابعد سے غیر مربوط نظر آتے ہیں جیسا کہ سورۂ بقرہ (ع ۳۱) میں حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى (تمام نمازوں کی پابندی کرو خصوصًا درمیانی نماز کی) اس آیت سے پہلے امور انتظامیہ طلاق، عدت اور رضاعت وغیرہ کے احکام مذکور ہیں اور اس کے بعد بھی عدت کے احکام بیان کئے جا رہے ہیں لیکن درمیان میں نماز قائم کرنے کا حکم صادر فرما دیا تو اس کا ذکر یہاں بطور امر مصلح ہے۔ کیونکہ نماز کی پابندی خصوصًا جماعت کے ساتھ باہمی محبت و الفت کا باعث ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے سووا صفوفکم او لیخالفن اللہ بین قلوبکم۔ سورۂ بقرہ میں تینوں امور مصلح مذکور ہیں۔ سورۂ نساء اور سورۂ مائدہ میں صرف ایک یعنی نماز۔

اصطلاح (۱۰) اندماج یا ادماج

قرآن مجید میں عمومًا کسی مثال یا واقعہ کو پوری تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا بلکہ اکثر مثال یا واقعہ کے مقصودی حصے کو صراحۃً بیان کیا گیا ہے اور غیر مقصودی حصوں کو حذف کر دیا گیا ہے کیونکہ وہ معمولی غور و فکر سے سمجھ میں آسکتے ہیں۔ اسے اندماج یا ادماج کہتے ہیں۔ مثلاً مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ (بقرہ ع ۲) (ترجمہ) اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو آگ روشن کرے (اور وہاں کچھ آدمی موجود ہوں) جب وہ آگ ان کے گردو پیش کو روشن کر دے تو اللہ تعالیٰ ان کی روشنی زائل کر دے اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دے کہ کچھ دیکھ نہ سکیں۔

اس آیت میں اندماج ہے اور اِسْتَوْقَدَ نَارًا کے بعد فیہ رجال قاعدون محذوف ہے۔ اس کے بعد بِنُوْرِهِمْ کی ضمیر جمع اس پر دلالت کرتی ہے۔ اسی طرح فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ (آل عمران ع ۵) ترجمہ: پس جب عیسیٰ نے ان (بنی اسرائیل) کا کفر معلوم کر لیا۔ اس سے پہلے اندماج ہے یعنی القصہ جب حضرت عیسیٰ پیدا ہوگئے اور منصب نبوت پر سرفراز ہو کر بنی اسرائیل کو توحید کی دعوت دی الخ۔

تنبیہ :- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں ہر جگہ ادماج ہے کیونکہ اس سے مقصد یہ ہے کہ غائبانہ حاجات میں مافوق الاسباب صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگو گویا اصل میں یوں ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ اسْتَعِيْنُوْا فِي الْحَاجَاتِ لَا بِغَيْرِهٖ۔ ب کا متعلق استعینوا صیغہ امر موخر ہے۔ اور تقدیم ماحقہ التاخیر مفید حصر ہے۔ اور ب برائے استعانت ہے۔

اصطلاح (۱۱) ادخال الٰہی

قرآن مجید میں قصص وغیرہ کے سلسلے میں جہاں کہیں کسی کا کلام نقل کیا جا رہا ہو یا کوئی مضمون بیان ہو رہا ہو تو بعض دفعہ درمیان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد آ جاتا ہے جو اس قصہ یا مضمون کا حصہ تو نہیں ہوتا مگر اس سے متعلق ضرور ہوتا ہے۔ اسے ادخالِ الٰہی کہتے ہیں۔

مثال :- وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ (مومن ع ۴) ترجمہ :- اور اگر (بالفرض) وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہے تو جس چیز کی وہ پیشگوئی کر رہا ہے اس میں سے ضرور کچھ نہ کچھ تم پر پڑے گا۔ یہ تقریر فرعون کے اس درباری کی تھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دل و جان سے ایمان لا چکا تھا۔ اس کے بعد اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ادخالِ الٰہی ہے۔ اور اس کا مقصد ایک سوال کا جواب ہے یعنی کیا اس شخص کی تقریر سے فرعون کو کچھ فائدہ ہوا؟ تو اس کے جواب میں فرمایا کہ جو مسرف اور جھوٹا ہو اللہ اسے ہدایت نہیں دیتا۔

اصطلاح (۱۲) اعادہ برائے بُعدِ عہد

کبھی قرآن مجید میں ایک مضمون کو بیان کیا جاتا ہے لیکن اس کا حکم اور نتیجہ اس کے ساتھ اس وقت بیان نہیں کیا جاتا اور درمیان میں اس کے متعلقات آ جاتے ہیں پھر نتیجہ ذکر کرنے سے پہلے اس مضمون کو دہرایا جاتا ہے تاکہ اس کے ساتھ مرتبط ہو جائے۔ اس کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں۔

مثال اوّل :- فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ۙ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ۙ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ۙ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ۙ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (واقعہ ع ۳) ترجمہ :- پھر کیوں نہیں جبکہ روح حلق تک پہنچ جائے اور تم اس وقت دیکھ رہے ہو۔ ہم تمہاری نسبت اس سے زیادہ قریب ہیں لیکن تم نہیں دیکھ سکتے۔ اگر تم پر کسی قسم کا محاسبہ ہونے والا نہیں تو تم اس (روح) کو کیوں واپس نہیں لے آتے ہو۔ اگر تم سچے ہو۔ یہاں لَوْلَا کا جواب مذکور نہیں بلکہ شرط کے بعد اس کے متعلقات مذکور ہیں جن کی وجہ سے شرط اور جزا میں فاصلہ واقع ہو گیا۔ اس لئے جزا تَرْجِعُوْنَهَا سے پہلے فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ کا اعادہ کیا گیا تاکہ جزا شرط کے ساتھ مربوط ہو جائے اس لئے یہ اعادہ فاصلہ اور بُعدِ عہد کی وجہ سے ہے۔

مثال ثانی :- كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۗ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ (توبہ ع ۲) ترجمہ :- مشرکوں کیلئے اللہ اور اس کے رسول کے ہاں کیسے عہد ہو۔ مگر جن لوگوں سے تم نے مسجد حرام کے پاس وعدہ کیا تھا۔ جب تک وہ تمہارے ساتھ درست رہیں تو تم بھی ان کے ساتھ سیدھے رہو۔ بیشک اللہ ڈرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ بھلا کیونکر رہے۔ اور اگر وہ تم پر غلبہ پالیں تو قرابت اور عہد کا لحاظ نہ کریں گے۔ اپنے منہ کی باتوں سے تم کو راضی کرتے ہیں مگر دل سے نہیں مانتے اور اکثر ان میں سے فاسق (بدعہد) ہیں۔

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ الخ سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ مشرکین اگر تم پر غلبہ پالیں تو وہ تمہاری کسی قسم کی رشتہ داری یا معاہدہ کا پاس نہیں کریں گے اس لئے تمہیں بھی ان کو ان کی بدعہدی کا بدلہ دینا چاہئیے۔ یہ سلسلہ کلام المتقین تک چلا گیا ہے اس لئے اس کے بعد اصل مقصد بیان کرنے سے پہلے کیف کا اعادہ کیا گیا۔

مثال ثالث :- اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ الی آخر الرکوع (مائدہ ع ۱۵) ترجمہ :- جب اللہ تعالیٰ کہیگا اے عیسیٰ بن مریم یاد کر میرے کئے ہوئے انعامات کو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوئے جب میں نے تم کو جبریل سے قوت دی تھی۔ تو پنگھوڑے میں اور بڑی عمر میں باتیں کرتے تھے اور جبکہ میں نے تمہیں کتاب، حکمت، تورات اور انجیل کی تعلیم دی اور جبکہ تم میرے حکم سے کیچڑ سے پرندے کی شکل بناتے تھے پھر تم اس میں پھونک مار دیتے تھے تو وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور تم میرے حکم سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے تھے اور جبکہ تم میرے حکم سے مردوں کو نکال کھڑا کرتے تھے۔

اس میں "یا" حرفِ ندا کا اصل مقصود بالندا تو رکوع ۱۶ کی ابتدا میں مذکور ہے۔ یعنی ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ الخ لیکن اس سے پہلے اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ کے الفاظ کا بُعدِ عہد کی وجہ سے اعادہ کیا گیا۔

مثال رابع :- فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ الی قولہ تعالیٰ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ (نساء ع ۲۲) ترجمہ :- ان کے اپنے وعدے توڑنے، اللہ کی آیات کا انکار کرنے، نبیوں کو ناحق قتل کرنے، اور ان کے اس کہنے پر کہ ہمارے دل پردوں میں ہیں ــــ پس یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے ہم نے ان پر ان پاکیزہ چیزوں کو حرام کر دیا جو ان کے لئے حلال تھیں۔

یہاں پہلے وہ تمام اسباب بیان ہوئے جو باء سببیہ کے تحت ہیں اور ان کا حکم حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ میں بیان ہوا ہے۔ چونکہ اسباب مذکورہ کے درمیان متعلقات آ گئے تھے اس لئے فبظلم من الذین ھادوا سے تمام اسباب کا اجمالاً ذکر کیا گیا تاکہ حکم اپنے اسباب کے ساتھ مرتبط ہو جائے۔

مثال خامس :- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ مّٰكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۙ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا (کہف ع ۱) ترجمہ :- تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس میں ذرا بھی کجی نہیں رکھی بالکل درست تاکہ وہ (بندہ) ایک سخت عذاب سے جو من جانب اللہ ہو ڈرائے اور ان اہلِ ایمان کو جو نیک کام کرتے ہیں یہ خوشخبری سنائے کہ ان کو اچھا اجر ملیگا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور تاکہ ان لوگوں کو ڈرائے جو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے۔

ابتدا میں نزولِ قرآن کی دو غرضیں بیان کیں یعنی انذار و تبشیر اور اس سورت میں چونکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ انذار کن لوگوں کے لئے ہے ۔ اس لئے یُنذِرَ کا اعادہ کرکے اَلَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا سے اصل مقصود بیان کیا ۔

مثال سادس :۔ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (فتح ع ۳) ترجمہ :۔ اور اگر (مکہ میں) بہت سے مسلمان مرد اور بہت سی مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کی تم کو خبر بھی نہ تھی یعنی یہ خطرہ تھا کہ تم ان کو پیس ڈالتے جس پر ان کی وجہ سے تم کو بھی بے خبری سے ضرر پہنچتا تاکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے ۔ اگر وہ لوگ (مسلمان مرد اور عورتیں) ایک طرف ہو جاتے تو ان میں جو منکر تھے ہم انہیں دردناک سزا دیتے ۔

اس آیت میں لَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ الخ کا جواب متصل ذکر نہیں کیا گیا بلکہ اس کے بعد متعلقات شرط مذکور ہیں ۔ پھر بعد عہد کی وجہ سے لَوْ تَزَيَّلُوْا سے شرط کا اعادہ کرکے اس کے بعد لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے اس کا جواب ذکر کیا ہے ۔

مثال سابع :۔ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ الخ (حشر ع ۱) ترجمہ اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو ان سے دلوایا سو تم نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن اللہ تعالیٰ جس پر چاہے اپنے رسولوں کو مسلط فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے ۔ جو کچھ اللہ اپنے رسول کو دوسری بستیوں (کے کافروں) سے دلوائے سو وہ اللہ کا حق ہے اور رسول کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور غریبوں کا اور مسافروں کا ۔

اس آیت میں مالِ فئے کا حکم بیان کرنا مقصود تھا لیکن درمیان میں فَمَآ اَوْجَفْتُمْ سے اس کے متعلقات بیان کئے گئے پھر مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ کا اعادہ کرکے فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى الخ سے اس کا حکم بیان کیا گیا ۔

اصطلاح (۱۳) جباریت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو حق سمجھنے ، دیکھنے ، اور سننے کے لئے دل ، آنکھیں اور کان دیئے ہیں ۔ اور حق سمجھانے کے لئے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور ان پر کتابیں نازل کیں ۔ ان تمام امور کے باوجود جو شخص حق کو نہ سمجھے ، نہ دیکھے اور نہ سنے بلکہ ضد اور عناد کی وجہ سے حق کا مقابلہ کرے اور اپنے عقائد باطلہ اور اعمال مشرکانہ پر ڈٹا رہے تو ایسے لوگوں کی حق کو سننے اور سمجھنے کی توفیق ماؤف ہو جاتی ہے ۔ اور اس طرح ان سے ایمان لانے کی توفیق سلب ہو جاتی ہے ، اس حالت کا نام مُہرِ جباریت ہے اور یہ جبر نہیں ہے کیونکہ جبر تب ہوتا کہ حق سمجھنے کی قوت ہی نہ دی جاتی اور حق پہچاننے کے وسائل مہیا نہ کئے جاتے ۔ قال العارف الرومی ؎

ایں نہ جبر و معنیٔ جباریت ❊ معنیٔ جباریت را زاریت

قرآن مجید میں اس مفہوم کو مختلف عنوانات سے بیان کیا گیا ہے ۔

عنوانِ اول :۔ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ (اعراف ع ۲۲) ترجمہ "ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں ۔ وہ چوپایوں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ ہیں یہی لوگ بے خبر ہیں" ۔ اس آیت میں ان کی اس حالت کو کسی سبب کی طرف منسوب نہیں کیا گیا ۔

عنوانِ ثانی :۔ کبھی اس حالت (مُہرِ جباریت) کو ان کے عقائد باطلہ اور اعمال مشرکانہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ۔ جیسا کہ ارشاد ہے ۔ بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (تطفیف ع ۱) ترجمہ ۔ بلکہ جو وہ کرتے ہیں اس کا ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا ہے ۔

اور کبھی اس کی نسبت خود مشرکین کی طرف کی جاتی ہے ۔ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ (سجدہ ع ۱) ترجمہ :۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے دل اس (مسئلہ توحید) سے جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے ، پردوں میں ہیں ۔ ہمارے کان بہرے ہیں اور ہمارے اور تیرے درمیان پردہ ہے ۔ پس (جا) تو اپنا کام کر ۔ ہمیں اپنا کام کرنے دے ۔

عنوانِ ثالث :۔ کبھی اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جاتی ہے کیونکہ وہ فاعل حقیقی اور خالق افعال عباد ہے چنانچہ فرمایا :۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۭ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۡ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ (بقرہ ع ۱) ترجمہ :۔ اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر کر دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے ۔ ایک جگہ ارشاد ہے ۔ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝ وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا (بنی اسرائیل ع ۵) ترجمہ :۔ جب آپ قرآن پڑھتے ہیں ہم آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر یقین نہیں لاتے چھپا ہوا پردہ ڈال دیتے ہیں اور ہم ان کے دلوں پر پردے اور ان کے کانوں میں ثقل رکھ دیتے ہیں تاکہ وہ اسکو سمجھ ہی نہ سکیں ۔ اور ایک جگہ فرمایا ۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ (پ ۱۴ نحل ع ۱۴) ترجمہ :۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں اور کانوں پر اور جن کی آنکھوں پر اللہ نے مُہر لگا دی ہے اور یہی لوگ غافل ہیں ۔

ان مختلف عنوانات کی وجہ یہ ہے کہ مخاطب کو معلوم ہو جائے کہ مُہرِ جباریت سے کیا مراد ہے ۔ نیز مُہرِ جباریت کیوں اور کب لگائی جاتی ہے اور مُہرِ جباریت لگاتا کون ہے ۔ چنانچہ عنوانِ اول میں پہلا امر ۔ عنوانِ ثانی میں دوسرا امر ۔ اور عنوانِ ثالث میں تیسرا امر بیان کیا گیا ہے ۔ بعض اوقات قرآن مجید میں مُہرِ جباریت کی کیفیت بیان کی جاتی ہے مگر ساتھ اس کے اسباب بیان نہیں کئے جاتے کیونکہ وہاں صرف حالت کا بیان مقصود ہوتا ہے جیسا کہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ الخ میں اور بعض جگہ ساتھ اسباب بھی مذکور ہوتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے ۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ الخ (پ ۱۴ نحل ع ۱۴) ترجمہ :۔ یہ (مُہرِ جباریت) اس لئے ہے کہ انہوں نے دنیوی زندگی

کو آخرت پر ترجیح دی اور اللہ تعالیٰ منکرین کو ہدایت نہیں دیتا۔ اس طرح دونوں جگہوں میں صنعت احتباک ہو جائے گی۔

ایک مثال سے اس کو یوں واضح کیا جا سکتا ہے۔ ایک شخص کو دق کا مرض لاحق ہو رہا ہو اور ایک نہایت ہی لائق اور مشفق طبیب اسے مفت دوا دے کر کہے کہ فوراً دوا استعمال کرو ورنہ تمہارا مرض تپ دق کے تیسرے درجے تک پہنچ کر بالکل لا علاج ہو جائیگا۔ مگر وہ مریض اس طبیب کو برا سمجھ کر اس کی دوا کو استعمال نہیں کرتا یا زبردستی استعمال کرانے پر تھوک دیتا ہے یہانتک کہ مرض اپنے انتہائی مرحلہ پر پہنچ جاتا ہے اور طبیب یہ فیصلہ دیدیتا ہے کہ تمہارا مرض اب لا علاج ہے موت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ اس میں طبیب کا کوئی قصور نہیں بلکہ غلطی سراسر مریض ہی کی ہے۔ جن کفار و مشرکین کے دلوں پر مہر جباریت لگائی جاتی ہے ان کی بعینہٖ یہی مثال ہے۔

اصطلاح (۱۴) ربط القلب

ربط القلب، مہر جباریت کی ضد ہے۔ جب انسان ہدایت کی راہ اختیار کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں اس کا قدم راسخ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو یقین محکم اور اس کے ایمان کو دولتِ استقامت سے مالا مال فرما دیتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص گمراہی اور ضلالت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ دل کی اس کیفیت کا نام ربط القلب ہے۔ حدیث میں اہلِ بدر کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ کا ارشاد مذکور ہے اعملوا ما شئتم قد غفرت لکم (جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے) اس میں اسی قلبی کیفیت کی طرف اشارہ ہے مطلب یہ ہے کہ میں نے تمہارے دلوں کو اپنی طرف مائل کر دیا۔ تمہارے دلوں میں نیکی محبت اور برائی سے نفرت بھر دی ہے اس لئے اب تم گناہوں کی طرف نہیں جا سکتے۔ قرآن کی متعدد آیتوں میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ اصحاب کہف کے متعلق ارشاد ہے۔ وَرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا (پ۱۵ کہف ع۲) ترجمہ۔ ہم نے ان کے دلوں پر ربط کر دیا جب وہ (حاکم وقت کے سامنے) کھڑے ہوئے تو کہنے لگے ہمارا رب وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ اس کے سوا ہم کسی اور معبود کو ہرگز نہیں پکاریں گے۔ ورنہ ہم عقل سے دور بات کہیں گے۔

ربط القلب دراصل ہدایت کے چوتھے درجہ کا نام ہے۔ ہدایت کے چار درجے ہیں (۱) انابت یعنی اللہ کی طرف رجوع کرنا اور ضد و عناد کو چھوڑ کر راہِ ہدایت کی تلاش اور جستجو کرنا۔ ہدایت صرف انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جن میں انابت الی اللہ کا جذبہ موجود ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ وَيَهْدِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ (شوریٰ ع۲) یعنی اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق صرف ان لوگوں کو دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع اور انابت کرتے ہیں۔

(۲) ہدایت (سیدھی راہ پانا) یہ انابت اور رجوع الی اللہ کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

(۳) استقامت۔ ہدایت کے بعد استقامت کا درجہ ہے۔ جب آدمی اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق سیدھی راہ پر چلنا شروع کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے استقامت عطا فرما دیتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (حم سجدہ ع۴) میں ثُمَّ اسْتَقَامُوْا میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

(۴) ربط القلب۔ راہِ ہدایت پر استقامت کے بعد ربط القلب کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ درجہ ایمان و یقین کی پختگی کا سب سے اونچا درجہ ہے۔ جسے یہ درجہ حاصل ہو جائے دنیا کی کوئی طاقت اسے ایمان اور اسلام سے برگشتہ نہیں کر سکتی۔ مگر یہ درجہ اللہ کی ہدایت اور حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع کے بغیر ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا اسی طرح ضلالت کے بھی چار درجے ہیں تفصیل سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں آئے گی۔

اصطلاح (۱۵) مسئلہ انابت

قرآن مجید کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ توحید تب سمجھ میں آتا ہے جب دل میں ضد، عناد اور تعصب نہ رہے۔ اور حق کی طرف توجہ اور میلان ہو جائے اس پر قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات شاہد ہیں۔

اوّل: — وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ○ (پ۲۴ مومن ع۲) یعنی اس مسئلہ توحید کو وہی مانتا ہے۔ اور اس سے فائدہ اٹھاتا ہے جس کے دل میں انابت ہو اور ضد نہ ہو۔ اس کی تائید (پ۲۶۔ ق۔ ع۳) میں ہے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ○ جس کا دل ہو۔ اس کے لئے قرآن یا مسئلہ توحید میں نصیحت ہے یا خوب غور سے سُنے یعنی انابت کرے۔

دوم: — هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ○ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ (پ۲۶ ق ع۳) یہ ہے جس کا تم سے ہر رجوع کرنے والے۔ یاد رکھنے والے کے لئے وعدہ ہوا تھا جو اللہ سے بن دیکھے ڈرا اور جو اس کی طرف رجوع کرنے والا دل لایا۔

سوم: — قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ○ (پ۱۳ رعد: ع۴) فرما دیجئے کہ خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اسے راہ دکھاتا ہے۔ اس کی تائید هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْۤا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (پ۱۳: ابراہیم: ع۷) یہ لوگوں کے لئے پہنچا دینا ہے تاکہ اس سے ڈرائے جائیں اور جان لیں کہ وہی ایک معبود ہے اور تاکہ عقلمند نصیحت حاصل کریں۔

چہارم: — اَللّٰهُ يَجْتَبِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ (پ۲۵: شوریٰ: ع۲) خدا جسے چاہتا ہے اپنے ہاں چُن لیتا ہے اور جو رجوع کرے اسے اپنی طرف راہ دکھاتا ہے۔ اگر هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ میں یہی مراد لی جائے کہ بیشک قرآن کریم دل میں انابت رکھنے والوں کے لئے ہدایت ہے۔ تو کسی قسم کے سوال و جواب کی ضرورت نہیں رہتی۔

پنجم: — فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (پ۲۱: روم: ع۴) یہی ہے فطرت اللہ کی جس پر لوگوں کو پیدا کیا۔ اللہ کی فطرت کو تبدیلی نہیں یہی ہے سیدھا راستہ مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ سب لوگ اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اسی سے ڈرو اور شرک کرنے والوں سے نہ ہو۔ پس ان آیات سے معلوم ہوا کہ مسئلہ توحید انہی کی سمجھ میں آتا ہے جن کے دلوں میں انابت الی الحق ہو اور جو اپنے مشرکانہ عقیدہ پر ضد کرے یا مسئلہ توحید کو قدرے ملنے لیکن اسے بیان کرنا پسند نہ کرے دونوں اس مسئلہ کی حقیقت سمجھنے سے قاصر رہیں گے۔

حصہ دوم در بیان فوائد متعلقہ معانی و الفاظ قرآن

فائدہ (۱) مضامینِ قرآن

قرآن مجید میں کل چھ مضامین بیان کئے گئے ہیں۔ توحید۔ رسالت۔ قیامت۔ احکام۔ تخویف اور بشارت۔ باقی دلائل بطور شواہد اور قصص بطور عبرت اور تذکیر بایام اللہ بیان کئے گئے ہیں۔ قیامت کا ذکر بسلسلہ تخویف اخروی آئیگا۔ احکام جماعت مسلمین کو ایک نظام کے تحت منظم کرنے کے لئے بیان کئے جائیں گے اور رسالت کا بیان توحید کے لئے ہوگا تو گویا مقصود اصل توحید ہے باقی سب اس کے توابع ہیں۔

فائدہ (۲) قرآن میں توحید کا بیان

قرآن مجید کی مختلف سورتوں میں توحید کا بار بار بیان بالکل اسی طرح ہے جس طرح ذی الحجہ کی ساتویں، نویں اور گیارہویں تاریخوں کو احکام حج بیان کرنے کے لئے تین خطبے دیئے جاتے ہیں جو احکام ساتویں تاریخ کو بیان کئے جاتے ہیں۔ نویں تاریخ کو یاد دہانی اور تاکید کے طور پر انہی کا اعادہ کیا جاتا ہے اور مزید احکام بھی بیان کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر گیارہویں تاریخ کو ساتویں اور نویں تاریخ کے احکام ہی کا تکرار اور کچھ مزید خصوصی احکام کا ذکر ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک سورت کے مضامین توحید کو دوسری سورت میں بطور تاکید و توضیح بیان کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی سورت کی خصوصیت بیان بھی مذکور ہوتی ہے۔

فائدہ (۳) شرک اعتقادی اور فعلی

قرآن مجید میں شرک فعلی کی نفی بہت کم اور شرک اعتقادی کی نفی بہت زیادہ کی گئی ہے حالانکہ لوگوں کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ لوگوں میں اگرچہ شرک اعتقادی کے مقابلے میں شرک فعلی زیادہ ہے لیکن اوّل الذکر چونکہ آخر الذکر کا مبدا ہے اس لئے قرآن مجید مبدا کو دُور کرتا اور جڑ کو اکھیڑتا ہے تاکہ اس پر کوئی چیز متفرع نہ ہو اور اس پہ کوئی شاخ نہ پھوٹ سکے۔ اس لئے قرآن مجید میں شرک اعتقادی جو شرک فعلی کی جڑ ہے کا زیادہ سے زیادہ رد کیا گیا ہے۔

فائدہ (۴) مضامین قرآن کی ترتیب

قرآن مجید میں اکثر مضامین کا طریقہ ذکر یہ ہے۔ پہلے تمہید ہوتی ہے پھر اصل مضامین یا دعوے ذکر کئے جاتے ہیں پھر لف و نشر مرتب یا غیر مرتب کے طور پر ان مضامین کا اعادہ کیا جاتا ہے یا قصص و واقعات کو ان پر بطور مذکور متفرع کیا جاتا ہے یا ثمرات و نتائج کو اسی طریق سے بیان کیا جاتا ہے۔ مضامین کا یہ طریق بیان سورہ مائدہ سے لیکر حوامیم سبعہ کے آخر تک برابر جاری چلا گیا ہے۔ اس کے بعد بھی کم و بیش کہیں کہیں یہ طرز بیان پایا جاتا ہے۔

فائدہ (۵) توحید اور علم معانی و بیان

مسئلہ توحید کے بیان میں میں علم بلاغت کے تمام طریقوں سے کام لیا گیا ہے۔ علم بلاغت کے تین فن ہیں، علم بیان۔ علم معانی اور علم بدیع۔ مسئلہ توحید کو ایک ایک سورت میں مختلف پیرایوں میں بیان کیا گیا ہے۔ یہی علم بیان کا مقصد ہے اور ہر موقع پر مخاطبین کے حالات کے مطابق ان سے خطاب کیا گیا ہے۔ یہی علم معانی کا ماحصل ہے اور پھر ہر جگہ کلام کو سجع۔ فواصل اور صنائع سے مزین کرکے لایا گیا ہے جس سے علم بدیع کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

فائدہ (۶) خطاب عام

قرآن مجید میں بعض جگہ خطاب جنس مخلوق کو ہوا کرتا ہے اور انسان، جن، اور ملائکہ سب کو شامل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ وَمَا اَنْتُمْ لَهٗ بِخَازِنِيْنَ (پ ۱۴۔ حجر ع ۲) ای جنسکم یہاں اَنْتُمْ کا خطاب صرف انسانوں ہی سے مخصوص نہیں بلکہ جنوں اور فرشتوں کو بھی شامل ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں ان میں سے کسی کے قبضے میں بھی نہیں ہیں۔

۲۔ قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربی الخ (پ۱۵ بنی اسرائیل ع۶) یہاں بھی جنس مخلوق مراد ہے۔

۳۔ ماکان لکم ان تنبتوا شجرھا الخ (پ۲۰ نمل ع۵) یعنی کسی فرد بشر، کسی پیر فقیر۔ کسی جن اور فرشتے کو قدرت نہیں کہ یہ کھیت یہ باغات اور قسم قسم کے درخت اُگا سکے یہ کام تو قدرت خداوندی کا کرشمہ ہے۔

۴۔ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ (پ۲۰ نمل ع۷) ای جنسھم یعنی ہر چیز کو پیدا کرنا سوا اللہ ہی اللہ تعالیٰ ہے اور پیدا کرنے کے بعد تمام تصرفات واختیارات اس نے اپنے قبضے میں رکھے ہوئے ہیں لَهُمْ کی ضمیر غائب عام ہے یعنی کسی انسان (نبی ہو یا ولی)، جن اور فرشتے کو اس نے مختار نہیں بنایا کہ وہ کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکے۔

۵۔ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ (پ۲۳۔ یس ع۳) یہاں بھی جنس مخلوق مراد ہے یعنی مردہ زمین کو زندہ کرنا۔ سرسبز و شاداب کھیتیاں پیدا کرنا اور باغات کو پھلدار کرنا یہ سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے۔ یہ کسی انسان، فرشتہ یا جن کی دستکاری نہیں۔

فائدہ (۷) قسم کا بیان

قسم کی چار قسمیں ہیں۔

قسم اوّل۔ مقسم بہ کو عالم الغیب اور متصرف و مختار سمجھ کر قسم کھائی جائے اور مقسم بہ کے متعلق یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اسے میرے حالات کی خبر ہے اور وہ مجھے نفع نقصان پہنچانے کی قدرت رکھتا ہے۔ ایسی حلف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور اس اعتقاد سے غیر اللہ کی قسم کھانا شرک اور کفر ہے۔ عوام کالانعام میں اس قسم کا عام رواج ہے۔ وہ قسم اٹھوانے کے لئے کسی فقیر کی قبر پر لے جاتے ہیں اور مزار کے کمرے کی زنجیر یا اس کے تالے کو ہاتھ لگواتے ہیں۔ یا اس کی طرف منہ پھیر کر اس سے یہ الفاظ کہلواتے ہیں کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو یہ بزرگ میرا بیڑہ تباہ کر دے۔ اس طرح کی قسم اٹھوانے والا اور قسم کھانیوالا ہر دو کافر ہو جاتے ہیں اور یہ کفر تو کفار مکہ کے کفر سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ وہ مذکورہ بالا عقیدے کے تحت صرف اللہ ہی کے نام کی قسمیں کھاتے تھے جیسا کہ ارشاد ہے وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ۔ **قسم دوم**:۔ بعض اوقات کسی مدعا کے اثبات کے لئے مقسم بہ کو بطور دلیل اور شاہد پیش کیا جاتا ہے اور یہ قسم غیر اللہ کی بھی جائز ہے علامہ چلپیؒ نے حاشیہ مطول میں اس کے جواز کی تصریح کی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے الفوز الکبیر میں اس قسم کی حسب ذیل مثال بیان کی ہے۔ قسم بہ لب میگون تو و زلف شبگون تو کہ محبوب دلربائی۔ اس میں سرخ لبوں اور سیاہ بالوں کو اس کے محبوب ہونے پر بطور شاہد پیش کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کے آخری پارے میں اس کی مثالیں بکثرت موجود ہیں جیسا کہ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ میں زمانے کو مابعد کے مضمون پر بطور شاہد لایا گیا ہے۔

قسم سوم: کبھی الفاظ قسم کو دعا کے مقام میں استعمال کیا جاتا ہے مثلاً لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ (پ۱۴۔ حجر ۵۶) یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح عرف عام میں کہتے ہیں تیری زندگی کی قسم یعنی خدا کرے تمہاری زندگی دراز ہو۔

قسم چہارم: کبھی قسم کو بددعا کے موقع پر استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ قسم کھا کر اہل مکہ سے خطاب کرتے ہیں ؎

ثکلت بنیتی ان لم تروھا ۞ تثیر النقع من طرفی کداء۔ ھا ضمیر کا مرجع گھوڑے ہیں جن کا ذکر پہلے اشعار میں آچکا ہے اور تروا میں خطاب اہل مکہ سے ہے اور کداء ایک پہاڑی کا نام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے اہل مکہ اگر تم ان گھوڑوں کو کداء پہاڑی کے دونوں طرف گرد و غبار اڑاتے نہ دیکھو تو میں اپنی بیٹی کا غم دیکھوں۔ یعنی اگر میں جھوٹ بولوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ نعمت چھین لے۔ گویا حضرت حسانؓ نے اس نعمت کے چلے جانے کی قسم کھائی تھی۔ اسی لئے فتح مکہ کے دن حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کداء پہاڑی کے دونوں طرف سے گھوڑوں کو لاؤ اور فرمایا آج ہم نے حسان بن ثابت کی قسم پوری کر دی۔

فائدہ (۸) دفع عذاب کیلئے تین باتیں

قرآن مجید میں جہاں کہیں عذاب کی دھمکی آئی ہے وہاں عذاب سے بچنے کے لئے تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔ شرک سے بچنا۔ شرک کے ماسوا بھی ظلم نہ کرنا اور احسان کرنا۔ یہ تینوں امور یا تو ایک ہی جگہ مذکور ہوں گے جیسا کہ سورۃ مؤمنون۔ ابتداء سورۃ نحل، حم شوریٰ کے آخر میں یا متفرق طور پر جیسا کہ سورۃ نساء کی ابتداء سے پانچویں پارے کے پہلے ربع تک امر ثانی کا بیان ہے پھر اُعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا سے امر اول اور امر ثالث بیان کئے گئے ہیں۔

فائدہ (۹) منکرین کی اصلاح کیلئے تین باتیں

منکرین دعویٰ کی اصلاح اور دعویٰ ماننے والوں کے اطمینان کے لئے قرآن مجید میں تین طریقے استعمال کئے گئے ہیں۔

پہلا طریقہ:۔ منکرین دعویٰ جس زر و مال اور ظاہری جاہ و جلال پر مغرور ہو کر حق کا انکار کرتے اور اسے مٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس مال و جاہ کی قلت اور حقارت بیان کی جاتی ہے تاکہ منکرین اس حقیر دولت کی وجہ سے غرور نہ کریں اور حق کی طرف مائل ہو جائیں اور مومنوں کے دل بھی مطمئن ہو جائیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے مَا یُجَادِلُ فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰہِ اِلَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَلَا یَغْرُرْکَ تَقَلُّبُھُمْ فِی الْبِلَادِ (پ۲۴۔ مومن ۱۶) اللہ تعالیٰ کی آیات میں منکرین ہی جھگڑا کرتے ہیں تو شہروں میں اُن کا چلنا پھرنا آپ کو دھوکہ میں نہ ڈالدے یہاں تقلب مصدر تقلیل اور تحقیر کے لئے جیسا کہ علامہ رضی نے مصدر کے متعلق لکھا ہے یعنی ان لوگوں کے معمولی اور چند روزہ تقلب سے دھوکہ نہ کھانا۔

دوسرا طریقہ: منکرین دعویٰ کو دھمکی دی جاتی ہے کہ جس مال و دنیا پر تم مغرور ہو کر حق کے دشمن بن چکے ہو اسی مال و دولت کی وجہ سے دنیا میں تم کو عذاب دیا جائیگا جیسا کہ پہلی قوموں کو عذاب دیا گیا۔ کَذَّبَتْ قَبْلَھُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْ بَعْدِھِمْ وَھَمَّتْ کُلُّ اُمَّۃٍ بِرَسُوْلِھِمْ لِیَاْخُذُوْہُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِیُدْحِضُوْا بِہِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُھُمْ فَکَیْفَ کَانَ عِقَابِ (پ۲۴۔ مومن ۱۶) ان سے پہلے قوم نوحؑ جھٹلا چکی ہے اور اس کے بعد کئی جماعتیں اور ہر امت نے اپنے رسولؐ کے بارے میں ارادہ کیا کہ اسے پکڑیں اور باطل سے جھگڑنے لگے تاکہ اس سے حق کو گرادیں پس میں نے انھیں پکڑ لیا۔ دیکھو میرا عذاب کس قدر سخت ہے یعنی ان امم سابقہ کو اس لئے تباہ و برباد کیا گیا کہ وہ دنیا پر مغرور ہو کر حق کو دبانا چاہتے تھے۔

تیسرا طریقہ:۔ اسی غرور دولت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی ان کو عذاب دے گا۔ جیسا کہ ارشاد ہے، وَکَذٰلِکَ حَقَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّھُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ (حوالہ مذکور) اسی سبب سے منکروں پر تیرے رب کی بات پوری ہو چکی کہ وہ دوزخی ہیں۔ اس آیت میں کَذٰلِکَ بمعنی لِذٰلِکَ ہے یعنی کاف تعلیلیہ ہے۔ کما فی روح المعانی یعنی اسی دولت دنیا پر مغرور ہو کر حق کا انکار کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا کلمہ ان پر صادق ہے کہ یہ لوگ دوزخی ہیں۔

تنبیہ : یہ تینوں طریقے کہیں تو قرآن مجید میں مذکور بالا طرز پر بالترتیب مذکور ہوتے ہیں اور کہیں اس کے برعکس جیسا کہ سورۂ کہف ع ۴ کی آیت ذیل میں ہے ۔

قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اَبْصِرْ بِهٖ وَ اَسْمِعْ ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۫ وَّ لَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ۝

ترجمہ :- آپ کہدیجئے اللہ ان کے ٹھہرنے کی مدت کو اچھی طرح جانتا ہے آسمانوں اور زمین کی چھپی باتوں کا علم بھی اسی کے پاس ہے ۔ وہ کس قدر دیکھنے اور سننے والا ہے بندوں پر اسکے سوا کوئی مختار نہیں اور وہ اپنے غائبانہ علم میں کسی کو شریک نہیں کرتا ۔

یہاں اصحاب کہف کے قصے کا نتیجہ بیان کیا گیا ہے کہ آسمانوں اور زمین کا غیب جاننے والا ، ہر جگہ حاضر و ناظر ، ہر ایک کی آواز سننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اصحاب کہف وغیرہ نہیں ہیں اور اللہ کے حکم میں کوئی شریک نہیں ۔ اس کے بعد وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ میں آپ کو حکم دیا گیا کہ جو لوگ اس عقیدہ پر پختہ ہیں آپ ان کے ساتھ رہیں اگرچہ اس وجہ سے آپ کو مصیبتیں برداشت کرنا پڑیں وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ الخ میں فرمایا چند روزہ دنیوی زیب و زینت کی وجہ سے انکا ساتھ نہ چھوڑیں

فائدہ (۱۰) شانِ نزول

یہ اپنی جگہ درست ہے کہ نزول قرآن کے وقت اکثر ایسا ہی ہوا ہے کہ کوئی واقعہ پیش آگیا ۔ اس کا حکم معلوم کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی تو اس بارے آیتیں نازل ہوگئیں جن سے اس واقعہ کا حکم معلوم ہوگیا لیکن ایسی آیتوں کا حل اور ان کی تفسیر اس مخصوص واقعہ پر منحصر نہیں ہوگی کیونکہ مشہور قاعدہ ہے ۔ العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص المعنیٰ اگر ایسی آیتوں کو ان واقعات سے مخصوص کردیا جائے تو اس سے قرآن مجید کے سمجھنے میں بڑی دقت پیش آئیگی ۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں ۔ اضر الاشیآء فی فهم القرآن شان النزول ۔

علاوہ ازیں اکثر واقعات ظنی ہوتے ہیں جو بنی اسرائیلی فطرت کے لوگوں کے مشہور کردہ ہوتے ہیں ۔ تفسیر خازن وغیرہ میں ایسے واقعات بکثرت مذکور ہیں اس لئے آیات کا حل شانِ نزول پر موقوف نہیں ، بلکہ سیاق و سباق کے پیش نظر آیتوں کو حل کرنا چاہیئے لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ شانِ نزول کے تمام واقعات قابل رد اور جھوٹے ہیں اور تفسیر میں ان کو ذکر کرنا جائز نہیں ۔

فائدہ (۱۱) تعارض

بعض آیتوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے ۔ مثلاً سورۂ بقرہ ع ۳ میں ہے

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ

وہ وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لئے جو کچھ زمین میں ہے سب پھر توجہ فرمائی آسمان کی طرف تو درست کرکے بنادیا ان کو سات آسمان ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین اور اس کی تمام اشیاء آسمان سے پہلے بنائی گئی ہیں ۔ اور سورۂ نازعات ع ۳ میں ہے ۔

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىهَا ۝ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ۝ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ۝ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ۔

بھلا تمہارا پیدا کرنا زیادہ سخت ہے یا آسمان کا ۔ اللہ نے اس کو اس طرح بنایا کہ اس کی چھت کو بلند کیا اور اس کو درست بنایا ۔ اور اس کی رات کو تاریک بنایا اور اس کے دن کو ظاہر کیا اور اس کے بعد زمین کو بچھایا ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کا پیدا کرنا اور اس کا پھیلانا آسمانوں کی پیدائش کے بعد ہوا ہے ۔

مولانا شاہ عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ خلق ارض تو آسمانوں کی پیدائش سے پہلے ہوا لیکن دَحْوِ ارض یعنی اسکا پھیلانا خلق سماء سے بعد ہوا اس لئے دونوں میں کوئی تعارض نہیں ۔ اور ایک جواب یہ ہے جو اس سے سہل ترین ہے کہ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا میں بَعْدَ بمعنیٰ ثُمَّ برائے تعقیب ذکری ہے تو اس صورت میں کوئی اشکال باقی نہیں رہتا اور آیت کے معنی یوں ہونگے ۔ اللہ ہی نے آسمان پیدا کیا ۔ اسے بلند بنایا ۔ اس کی رات کو تاریک اور دن کو روشن کیا اس کے بعد یہ بھی سن لو کہ زمین کو بھی اس نے پھیلایا ۔ کیا تمہارا دوبارہ پیدا کرنا ان تمام کاموں سے زیادہ سخت ہے ۔

فائدہ (۱۲) قانونِ حصر

علامہ رضی نے لکھا ہے کہ جب کلام کے کسی ایک حصے میں کلمہ حصر ہو تو اس کلام کے باقی حصے حصر پر ہی محمول ہوں گے ۔ اسی بناء پر قرآن مجید میں جب دعویٰ پر عقلی دلیل ذکر کی جاتی ہے اور اس کے کسی حصے میں حصر ہو تو اس دلیل کے تمام اجزاء اور متعلقات میں حصر ہوگا ۔ جیسا کہ ارشاد ہے ۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (پ ۱ - بقرہ ع ۳)

ترجمہ :- اے لوگو اپنے اس رب ہی کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم بچ جاؤ ۔ وہی رب جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنادیا ۔ اور آسمان سے مینہ برسا کر اس کے ذریعے تمہارے لئے پھلوں کی روزی پیدا کی اس لئے تم اللہ کے لئے شریک نہ بناؤ ! حالانکہ تم جانتے ہو ۔

اس کے بعد اسی دلیل پر بیان ذیل کو مرتب فرمایا ۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ؁ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا تم کس طرح اللہ سے کفر کرتے ہو حالانکہ تم معدوم تھے۔ اس نے تمہیں زندگی عطا کی۔ پھر وہ تمہیں مارے گا پھر زندہ کریگا پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ وہ وہی ہے جس نے زمین کی تمام چیزیں تمہارے لئے پیدا کیں۔ اس آیت میں هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ میں چونکہ حصر ہے اور یہ آیت پہلی دلیل عقلی ہی سے متعلق ہے اس لئے اس دلیل کے تمام اجزا حصر پر ہی محمول ہوں گے اور مطلب یہ ہوگا کہ ان تمام کاموں کا کرنے والا اللہ تعالےٰ ہی ہے اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے۔

فائدہ (۱۳) تحقیق معنی الحمد للہ

قرآن مجید کے مختلف مقامات میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کی ترکیب وارد ہوئی ہے جن کے مطالعہ سے اس کا مفہوم بالکل واضح ہو جاتا ہے۔

اول: وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پ ۲۵ جاثیہ ع ۴) یعنی تمام زمین اور آسمانوں کی بادشاہی اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہے۔ کسی نبی۔ ولی۔ فرشتہ۔ جن وغیرہ کے لائق نہیں۔ اس کے بعد تخویف اخروی ذکر کر کے سورت کے آخر میں فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؁ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؁ کو بطور تفریع لایا گیا ہے کہ جب تمام زمین اور آسمانوں کی بادشاہی اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔ تو تعریفیں بھی اللہ ہی کے لائق ہیں جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور ہر چیز پر غالب ہے۔ اس مقام سے یہ معلوم ہوا کہ معنی یوں ہوگا کہ آسمان و زمین کی بادشاہت اور انکا مالک ہونا اور ہر چیز پر غالب ہونا صرف اللہ جل شانہ کے لائق ہے۔

دوم: (پ ۲۳: الصّٰفّٰت: ع ۵) سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؁ اور پ ۱۹، نمل: ع ۴) میں ہے۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ءٰٓاللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ؁ ان ہر دو مقامات میں یہ مراد ہے۔ کہ مشرک اللہ کے سوا غیروں کو پکارتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام انھیں شرک سے روکتے ہیں اور وہ مشرک جب شرک سے باز نہیں آتے تو اللہ جل شانہٗ ان قوموں پر عذاب نازل فرما دیتا ہے اور اپنے رسولوں کو عذاب سے بچا لیتا ہے۔ رسولوں کو عذاب دینے کی طاقت نہیں بلکہ ان کا کمال تو یہ ہے کہ خود عذاب الٰہی سے بچائے جاتے ہیں پس غائبانہ حاجات کے لئے پکارا جانا مشرکین کو ہلاک کرنا اور رسولوں کو عذاب سے بچا لینا۔ یہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لائق ہیں۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى
اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُبْلِسُوْنَ ؁
فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
(پ ۷: س انعام: ع ۵)

جب انہوں نے اس (مسئلہ توحید) کو بھلا دیا جس کی ان کو نصیحت کی گئی تو ہم نے ان پر ہر شے کے دروازے کھول دیئے۔ حتّٰی کہ جب دی ہوئی چیز پر خوش ہوگئے تو ہم نے انھیں اچانک پکڑ لیا۔ تو وہ نا امید ہوگئے۔ پس مشرک قوم کی جڑ کاٹ دی گئی۔ اور اللہ کے لئے سب تعریفیں ہیں جو جہانوں کا رب ہے۔

یہاں مراد یہ ہے کہ جب منکرین اپنے شرک سے باز نہیں آتے تو اللہ جل شانہٗ انھیں ہلاک کر دیتا ہے۔ اور جن معبودوں پر اعتماد ہوتا ہے وہ انھیں چھڑا نہیں سکتے۔ پس اس مقام پر الحمد للہ کا معنٰے یہ ہوگا۔ کہ مشرکوں کو تباہ کرنا اور غائبانہ حاجات میں پکارا جانا اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہے۔

پانچ سورتوں کی ابتداء میں الحمد للہ کا لفظ آیا ہے۔ فاتحہ۔ انعام۔ کہف۔ سبا۔ فاطر ان تمام سورتوں میں الحمد للہ کے بعد وہ تمام صفات بیان کی گئی ہیں جو مافوق الاسباب ہیں یعنی ہر شے کو جاننا۔ ہر شے پر غالب ہونا۔ ہدایت کے لئے کتاب اتارنا۔ پیدا کر کے پالنا وغیرہ۔ یہ تمام صفات جلیلہ اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہیں کسی دوسرے کے لائق نہیں۔ ان صفات کی قدرے تفصیل پ ۲۷ نجم ع ۳: میں اِنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى سے وَثَمُوْدَ فَمَآ اَبْقٰى ... تک میں مذکور ہے۔ یعنی خوشی اور غم پہنچانا۔ زندہ کرنا یا مارنا۔ تنگدست یا غنی کرنا یہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہیں اور قیامت کے دن بھی کہیں گے کہ اے خدا یہاں بھی سب کچھ تیرے ہی قبضۂ قدرت میں ہے۔

فائدہ (۱۴) تحقیق لفظ سبحان اللہ

سُبْحَانَ کے معنی اگرچہ پاکیزگی کے ہیں۔ لیکن ہر شے کی پاکیزگی اس کے حال کے مناسب ہوتی ہے۔ مسجد کا پاک ہونا۔ انسان کا پاک ہونا۔ کپڑوں کا پاک ہونا ہر ایک کے حالات کے مناسب ہوگا لہٰذا اللہ تعالیٰ کے پاک ہونے کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہر چیز سننے جاننے غائبانہ حاجات میں حاجت روا ہونے میں کوئی نبی۔ ولی۔ فرشتہ شریک نہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنی صفات میں پاک ہے ان شریکوں سے جو لوگوں نے اپنے خیال سے بنا لئے ہیں۔ جیسا کہ آیت ذیل سے ظاہر ہوتا ہے۔

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ؁ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ؁ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ پس اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور سُبْحٰنَ اللّٰهِ کا حاصل معنی ایک ہی ہے۔

فائدہ (۱۵) ذکر اللہ کا مقصد

عام لوگ اس کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ تسبیح کے دانوں یا انگلیوں پر خدا کا نام بار بار پڑھنا ہی اللہ کا ذکر ہے۔ اس کے لئے لوگوں نے وظائف اور وقت مقرر کئے ہوئے ہیں۔ جو کسی طرح ناغہ

نہیں کرتے۔ یہ مطلب انھوں نے قرآن مجید کی ایک آیت اور ایک حدیث سے سمجھ لیا ہے۔

آیت: فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ۝

حدیث:۔ إِذَا ذَكَرَنِي عَبْدِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي وَإِذَا ذَكَرَنِي عَبْدِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُ

اس سے لوگوں نے سمجھ لیا کہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کے الفاظ بلند آواز اور خوش الحانی سے جماعت کے ساتھ مل کر پڑھنا ہی خدا کا ذکر ہے لیکن قرآن مجید کی اکثر آیات جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تنگی و فراخی اور دیگر غائبانہ حاجات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارا جائے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا جائے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ یہ معنیٰ مندرجہ ذیل آیات سے معلوم ہوتا ہے۔

اوّل: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا (پ ۲۲۔ احزاب۔ ع ۶) اس آیت کے آخری حصہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ذکر سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر وقت صبح و شام لوگوں کے بنائے ہوئے شریکوں سے تنزیہ اور پاکیزگی بیان کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب، حاضر و ناظر اور غائبانہ حاجات میں حاجت روا ہونے میں تمام شریکوں سے پاک ہے۔

دوم: وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا (پ ۲۹۔ مزمل ع ۱)

اپنے رب کا نام یاد کر اور سب سے قطع تعلق کر کے اس کی طرف ہو جا وہ مشرق و مغرب کا مالک ہے اس کے سوا دوسرا کوئی کارساز نہیں پس اسی کو کارساز سمجھو غیر اللہ کو کارساز سمجھنے سے علیحدہ ہو جاؤ اور صرف اسی ایک اللہ کو کارساز سمجھو۔

سوم: وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا (پ ۲۹۔ دہر ع ۲)

صبح و شام اپنے رب کا نام یاد کر اور رات میں اس کے سامنے سجدہ کر اور لمبی رات میں اس کی پاکی بیان کرو۔

جب اس آیت کو سورہ احزاب کی مذکورہ آیت سے ملایا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ غائبانہ حاجات میں ہر وقت اللہ تعالیٰ ہی کو پکارا جائے اور اللہ تعالیٰ ہی کے آگے سجدے کئے جائیں۔

چہارم:۔ وَإِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۚ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝ (پ ۲۴۔ زمر ع ۵)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب غائبانہ حاجات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارا جاتا ہے تو مشرکوں کے دل تنگ اور متنفر ہوتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے پیروں فقیروں کو بھی پکارا جاتا ہے تو خوش ہو جاتے ہیں۔

اس معنے کی تائید میں:۔

ذٰلِكُمْ بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۝ وَإِنْ يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا (پ ۲۴۔ مومن۔ ع ۳)

یہ صرف اس لئے ہے کہ جب صرف ایک ہی خدا کو پکارا جاتا ہے تو تم کفر کرتے ہو اور جب اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرایا جائے تو مان لیتے ہو۔

پنجم: الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (پ ۱۳ رعد۔ ع ۴)

وہ جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دل مطمئن ہو جاتے ہیں۔ ہاں خدا کے ذکر ہی سے دل اطمینان پکڑتے ہیں۔

ششم: هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِي (پ ۱۷: انبیاء: ع ۲)

یعنی سب پیغمبروں (علیہم السلام) کا ذکر (مسئلہ توحید) ایک ہی تھا۔

ہفتم: فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ (پ ۱۸: نور: ع ۵)

یعنی بعض جگہوں میں صبح و شام اللہ ہی کو پکارا جاتا ہے وہ جگہیں اور وہاں اللہ کو پکارنے والے اللہ کو محبوب ہیں۔

بعض مقامات میں ذکر سے مراد قرآن مجید بھی آیا ہے کیونکہ اس میں مسئلہ توحید کا بیان ہے۔

ہشتم: وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ (پ ۱۴: نحل: ع ۶)

ہم نے آپ کی طرف ذکر نازل کیا۔ تاکہ جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔ آپ لوگوں کے سامنے بیان فرما دیں تاکہ وہ سوچیں۔

اس کی تائید میں ہے۔

لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ (پ ۱۷: انبیا: ع ۱)

ہم نے تمہاری طرف کتاب نازل کی۔ اس میں تمہارا ذکر ہے۔

ان تمام آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ ہی کو غائبانہ حاجات میں پکارا جائے۔ حاضر و ناظر۔ نفع و نقصان کا مالک اور غائبانہ حاجات میں حاجت روا سمجھا جائے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے یہی وجہ ہے کہ سب سے زیادہ ذکر انبیاء علیہم السلام نے کیا ہے اور اگر یہ ذکر جو قرآن سے معلوم ہوتا ہے نہ ہو تو حجروں میں تسبیح کے ہزاروں منکے گن ڈالے جائیں یا جماعتوں میں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کا شور مچایا جائے تو کچھ فائدہ نہیں۔

قرآن پاک میں ذکر اللہ کے لئے کبھی فقط لفظ سبیل اللہ بھی استعمال ہوتا ہے۔ پھر اہل کتاب و منافقین پر زجریں ہوتی ہیں کہ یہ لوگ سبیل اللہ سے روکتے ہیں۔ نیز یہ بھی آتا ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کیا جائے اس سے بھی یہی مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کے مسئلہ توحید کی اشاعت کے لئے جہاد کیا جائے۔ اس تحقیق سے یہ معلوم ہو گیا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور ذِكْرُ اللّٰهِ سے مقصد ایک ہی ہے۔ یعنی صرف اللہ تعالیٰ کو مافوق الاسباب امور میں حاجت روا اور متصرف سمجھنا۔

فائدہ (۱۶) لفظ دُوْن کی تحقیق

قرآن مجید کے تراجم میں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کا ترجمہ (اللہ کے سوا) کیا گیا ہے۔ اس سے آجکل کے شرک و بدعت کے مبلغ ملاؤں نے ناجائز فائدہ اٹھا کر عوام کو فریب اور دھوکہ میں مبتلا کر دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں شرک تب ہوتا ہے جب صرف غیر خدا ہی کو پکارا جائے اور صرف غیر خدا ہی کی عبادت کی جائے اور غیر خدا کی عبادت اور پکار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کی جائے اور اسے بھی پکارا جائے تو یہ شرک نہیں نیز ان کی طرف سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مشرکین مکہ کا شرک یہ تھا کہ وہ صرف غیر اللہ کی عبادت اور پکار بجا لاتے تھے لیکن اللہ کی عبادت نہیں کرتے تھے حالانکہ یہ سراسر غلط اور نصوص سر آنیہ کا خلاف ہے کیونکہ قرآن مجید میں صاف صاف مذکور ہے کہ مشرکین اپنے دیگر معبودوں (انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام، ملائکہ، جنات وغیرہ کے

علاوہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرتے تھے اور مصیبتوں میں اسے پکارتے بھی تھے۔ بلکہ بڑے بڑے مشکل کاموں میں وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے مثلاً دریاؤں اور سمندروں میں کشتیوں اور جہاز وں کو صحیح سالم کنارے لگانا وغیرہ۔ لیکن اس کے باوجود یہ لوگ مشرک تھے تو معلوم ہوا کہ شرک یہ نہیں کہ صرف غیر اللہ کو پکارا جائے بلکہ شرک یہ ہے کہ اللہ کے سوا غیروں کو بھی مافوق الاسباب طریق پر پکارا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو حکم دیا ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو۔

مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ ابوجہل نے سردارانِ قریش سے مشورہ کرکے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صلح کی یہ تجویز پیش کی کہ آپ ایک دن مشرکین کے معبودات کی عبادت کر لیا کریں اور ان سے حاجات میں پکارا کریں تاکہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ آپ ہمارے بزرگوں کے خلاف نہیں ہیں۔ اس پر سورۂ الکافرون نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاف صاف اعلان کرنے کا حکم فرمایا کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں تمہارے باطل اور خود ساختہ معبودوں کی عبادت کروں اور ان کو پکاروں۔ اسی طرح ایک جگہ فرمایا

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ (پ ۱۵۔ کہف ع ۴) — آپ ان لوگوں کے ساتھ رہیں جو صرف اپنے رب ہی کو پکارتے ہیں۔

اس میں حصر مراد ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ (پ ۲۴ مومن ع ۶) — (اس کے معنی اس طرح ہوں گے) تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھے ہی پکارو۔ میں ہی تمہاری دعا قبول کروں گا یعنی قبول کرنے کی طاقت مجھے ہی ہے بیشک جو لوگ میری عبادت اور پکار سے سرتابی کرتے ہیں یعنی صرف مجھے نہیں پکارتے بلکہ میرے ساتھ اوروں کو بھی پکارتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

اس قسم کی تمام آیتوں میں حصر مراد ہے۔ اگر ان آیتوں میں حصر کے معنی نہ لئے جائیں تو ان آیتوں میں کوئی افادیت باقی نہیں رہتی کیونکہ مطلقاً اللہ کی عبادت اور اس کی پکار تو مشرکین بھی بجا لاتے تھے اور قرآن کا مطالبہ یہ ہے کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو نہ اس کے سوا کسی اور کو پکارو یہی چیز ہے جس سے مشرکین بھاگتے ہیں

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ (پ ۲۴۔ زمر۔ ع ۵) — اور جب صرف اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل منقبض ہوتے ہیں جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔

ایک اور جگہ فرمایا۔

اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ (پ ۲۴۔ مومن۔ ع ۲) — جب صرف اللہ کا نام لیا جاتا تھا تو تم انکار کرتے تھے

یہی وجہ ہے کہ امام المترجمین حضرت مولانا شاہ عبد القادر نے بعض جگہوں میں دون کا ترجمہ "ورے" سے کیا ہے۔ چنانچہ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا (پ ۱۶ کہف ع ۱۱) کا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔ یہاں تک کہ جب پہنچا دو آڑ کے بیچ پائی ان سے ورے ایک قوم لیکن جہاں غیر اللہ کی عبادت اور پکار کے مقامات میں لفظ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وارد ہوا ہے وہاں اس کا ترجمہ "ورے" سے نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ لفظ قرب مکانی پر دلالت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس قسم کی دوری اور نزدیکی سے پاک ہے۔ بلکہ اس کا ترجمہ "سوا" سے کیا جائے گا اور اس میں تمام غیر اللہ داخل ہیں خواہ آسمان کے فرشتے ہوں یا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام۔ نیز جب ایک آدمی غیر اللہ کی عبادت کر رہا ہو اس وقت وہ اللہ کی عبادت نہیں کر رہا اس وقت تو صرف غیر اللہ کی عبادت ہی ہو رہی ہو گی اس لئے بھی دون کے معنی "سوا" ہی کے ہوں گے۔

فائدہ (۱۷) لفظ "الکتاب" سے مراد

اگر لفظ الکتاب سورت کی ابتداء میں آئے تو اس سے مراد قرآن مجید ہوتا ہے جیسا کہ ذالک الکتب لا ریب فیہ۔ یا اس سے وہی سورت مراد ہوتی ہے جس کی ابتداء میں یہ لفظ آئے جیسا کہ سورہ یونس یوسف اور شعراء کی ابتداء میں ہے تلک ایٰت الکتب۔ اور بعض جگہوں میں اس سے اس سورت کا دعویٰ مراد ہوتا ہے جس کی ابتداء میں یہ لفظ وارد ہو۔ جیسا کہ حٰمٓ مومن کے شروع میں ہے تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ اس سے اس سورت کا دعویٰ مراد ہے۔ جو آگے فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ میں ذکر کیا گیا ہے اسی طرح سورۂ زمر میں بھی الکتب سے اس سورت کا دعویٰ مراد ہے اور اگر لفظ الکتاب سورت کے درمیان آجائے اور وہاں اہل کتاب کا ذکر ہو تو اس سے کتب سابقہ مراد ہوں گی۔ جیسا کہ اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا (پ ۸۔ انعام ع ۲۰) میں الکتاب سے تورات اور انجیل مراد ہے اور اگر الکتاب کی صفت مبارک یا مصدق آجائے تو اس سے مراد قرآن مجید ہو گا۔

فائدہ (۱۸) الکتاب اور قرآن میں فرق

اگر یہ دونوں لفظ کسی سورت کی ابتداء میں آجائیں جیسا کہ سورۂ حجر کے شروع میں ہے تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ تو الکتب سے کتب سابقہ مراد ہوں گی یعنی اس سورت میں وہ مضامین مذکور ہیں جو کتب سابقہ میں تھے اور قرآن سے وہ مضامین مراد ہوں گے جو صرف قرآن مجید میں مذکور ہیں اور کتب سابقہ میں ان کا ذکر نہیں تھا۔

فائدہ (۱۹) لفظ حکیم اور مبین میں فرق

جس سورت کی ابتداء میں الکتاب کی صفت حکیم آئے اس میں تمام عقلی دلائل مذکور ہوں گے جیسا کہ سورۂ یونس اس میں کتاب کی صفت حکیم آئی ہے تلک ایٰت الکتب الحکیم اس لئے اس میں عقلی دلائل مذکور ہیں اور اگر الکتاب کی صفت مبین ہو تو اس میں نقلی دلائل ذکر کئے جائیں گے۔ سورۂ یوسف کے شروع میں ہے۔ تلک ایٰت الکتاب المبین اس میں کتاب کی صفت مبین آئی ہے اس لئے اس میں نقلی دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔

سوال سورۂ یونس ع ۸ میں وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ الخ سے حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ بیان کیا گیا ہے جو بظاہر دلیل نقلی معلوم ہوتی ہے حالانکہ اس کی ابتدا میں "کتاب" کی صفت "حکیم" آئی ہے اسیطرح سورۂ شعراء ع ا میں ہے اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ جو بظاہر دلیل عقلی ہے حالانکہ اس کی ابتدا میں "کتاب" کی صفت "مبین" وارد ہوئی ہے۔ یہ دونوں باتیں قاعدہ بالا کے خلاف ہیں۔

جواب:۔ سورۂ یونس میں مذکورہ آیت دلیل نقلی کے طور پر نہیں آئی بلکہ دنیوی تخویف کے طور پر آئی ہے اگر دلیل نقلی ہوتی تو اس کے ساتھ دعویٰ بھی ضرور مذکور ہوتا۔ جیسا کہ سورۂ مومنون ع ۲ میں ارشاد ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ۔ علیٰ ہذا سورۂ شعراء کی محولہ بالا آیت سے مقصود تخویف دنیوی ہے اگرچہ اس کے ضمن میں دلیل عقلی بھی ہے جیسا کہ اس سے پہلی آیت فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ صراحۃً اس پر دلالت کر رہی ہے۔

فائدہ (۲۰) روح سے مراد

قرآن مجید میں لفظ "روح" مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے یعنی بعض جگہ روح سے جان مراد ہے جس پر جاندار کی زندگی کا مدار ہے۔ یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ (پ ۱۵۔ بنی اسرائیل ع ۹) بعض جگہوں میں روح سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (پ ا۔ بقرہ ع ۱۱-۳۲) اور تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا (پ ۳۰۔ قدر) دونوں آیتوں میں روح سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ دوسری آیت میں تعمیم کے بعد تخصیص سے جبرئیل علیہ السلام کے مزید شرف کا اظہار مقصود ہے۔

بعض جگہ روح سے مراد وحی (حکمنامہ) یعنی مسئلہ توحید ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ (پ ۱۴۔ نحل ع ۱) اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اپنا حکمنامہ اتارتا ہے وہ یہ کہ ڈراؤ لوگوں کو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم مجھ سے ڈرو۔ یہاں روح سے یہ حکمنامہ مراد ہے۔ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا۔ اسی طرح (پ ۲۴۔ مومن ع ۲) میں ہے فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ اس کے بعد فرمایا یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ یہاں روح سے مراد ہے فادعوا اللّٰہ الخ یعنی حاجات میں غائبانہ صرف اللہ ہی کو پکارو۔

فائدہ (۲۱) ماضی کے بعض صیغوں کی تحقیق

پارہ ۸ سورۂ انعام ع ۱۴ میں ہے وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَیْكُمْ ترجمہ تمہیں کیا ہو کہ جس چیز پر اللہ کا نام لیا گیا ہے تم اسے نہیں کھاتے ہو اور (اب) وہ تمہارے لئے حرام کردہ اشیاء کو تفصیل سے بیان کرنے لگا ہے۔ یہاں اشکال وارد ہوتا ہے کہ فَصَّلَ ماضی کا صیغہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ محرمات تفصیل کے ساتھ سورۂ انعام سے پہلے بیان ہو چکی ہیں حالانکہ سورۂ بقرہ اور سورۂ مائدہ بالاتفاق سورۂ انعام کے بعد نازل ہوئی ہیں بعض نے اس اشکال کا جواب یہ دیا ہے کہ اس سے سورۂ نحل میں بیان کرنا مراد ہے جو انعام سے پہلے نازل ہوئی تھی مگر اس میں ایک مزید اشکال ہے کہ نحل میں محرمات کا ذکر تفصیلی نہیں بلکہ بہت کم ہے اسلئے اس کی بہتر توجیہ یہ ہے کہ یہاں ماضی کا صیغہ گذشتہ فعل کے لئے نہیں بلکہ آئندہ فعل کی ابتداء کے لئے ہے جس طرح سورہ نور کے بارے میں فرمایا سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِیْهَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ (ترجمہ) یہ سورت ہے جسے ہم نازل کرنے اور اس کے (احکام) کو مقرر کرنے اور اس میں صاف صاف آیتیں نازل کرنے کو ہیں۔ تو یہاں ماضی کے صیغے ابتدا فعل کے لئے ہیں اسی طرح قَدْ فَصَّلَ کے معنی ہوں گے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) محرمات کی تفصیل کرنے کو ہے چنانچہ اس کے فوراً بعد محرمات کا بیان ہے۔

فائدہ (۲۲) امر کے بعض صیغوں کی تحقیق

بعض دفعہ امر کا صیغہ ایجاد فعل کے لئے نہیں بلکہ ابقاء فعل کے لئے آتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسید بن حضیر سے فرمایا اِقْرَأْ یَا ابْنَ حُضَیْرٍ کاش اے ابن حضیر تو پڑھتا رہتا۔ از مولانا سید انور شاہ صاحب رح نقلاً عن شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمہما اللہ تعالیٰ۔ اسی طرح ذیل کی آیتوں میں ہے

اُتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ (پ ۲۱۔ عنکبوت ع ۵) — جو کتاب آپ کی طرف وحی کی گئی ہے آپ اسے پڑھتے رہیں۔

وَاتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ (پارہ ۱۵۔ کہف ع ۴) — اور جو کتاب آپ کے رب کی طرف سے آپ کو وحی کے ذریعے بھیجی گئی ہے آپ اسے پڑھتے رہیں، اللہ کے کلمات (فیصلوں) کو کوئی بدلنے والا نہیں۔

فائدہ (۲۳) لفظ مَا سے مراد

قرآن مجید کے بعض مقامات میں لفظ مَا سے مسئلہ توحید مراد ہے اس لئے ترجمہ میں اس کا صراحۃً ذکر کرنا چاہیئے۔ چند مثالیں حسب ذیل ہیں:۔

اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَاۤ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ (پ ۲۴۔ مومن ع ۸) — جن لوگوں نے کتاب اور اس چیز (مسئلہ توحید) کو جس کے ساتھ ہم نے رسولوں کو بھیجا جھٹلایا وہ عنقریب جان لیں گے۔

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ (پ ۲۴ حم سجدہ ع ۱) — اور کہا انھوں نے (مکہ والوں نے) جس چیز (مسئلہ توحید) کیطرف تو ہم کو بلاتا ہے ہمارے دل اس سے پردوں میں ہیں۔

۳۱۔ اِذْجَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ قَالُوْا لَوْ شَاۗءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ (پ ۲۴۔ حم سجدہ ع ۲)

جب ان کے پاس ان کے رسول آگے سے بھی آئے اور پیچھے سے بھی کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو تو وہ کہنے لگے اگر کسی پیغمبر کا بھیجنا) اللہ کو منظور ہوتا تو وہ فرشتوں کو نازل کرتا اس لئے جو (مسئلہ توحید) دیکر تم بھیجے گئے ہو ہم اس کے منکر ہیں۔

بعض جگہ ما سے مراد مشرکانہ اعمال ہیں۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (پ ۲۴ مومن ع ۹)

کیا ان لوگوں نے زمین پر چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو (مشرک) لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کا انجام کیسا ہوا۔ وہ لوگ تعداد میں اور قوت میں اور ان نشانیوں میں جو وہ زمین پر چھوڑ گئے ان سے زیادہ تھے لیکن ان کی تمام کمائی (مشرکانہ اعمال) ان کے کام نہ آسکی۔

یہاں ما سے مراد اعمال مشرکانہ ہیں یعنی جو اپنے زمانے کے پیروں فقیروں کی نذریں نیازیں دیتے تھے اس خیال سے کہ یہ لوگ ہمیں مصیبت کے وقت چھڑالیں گے (از شاہ عبد القادر)۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَي الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (۲۴پ ۔ حم سجدہ ۲)

اور جو ثمود تھے ہم نے ان کو راہ بتلائی تو انھوں نے گمراہی کو ہدایت کے مقابلہ میں پسند کیا۔ پس اپنے کئے (مشرکانہ اعمال) کے سبب انھیں ذلت کے عذاب کی کڑک نے آلیا۔

بعض جگہ ما سے گمراہ پیروں اور مولویوں کے بنائے ہوئے جھوٹے قصے وغیرہ مراد ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ (مومن۔ ع ۹)

غرض جب ان کے رسول ان کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تو وہ لوگ اپنے اس علم پر بڑے نازاں ہوئے جو ان کے پاس تھا۔

یہاں ما سے مشرکانہ باتیں یعنی پیروں کے بنائے ہوئے جھوٹے من گھڑت قصے مراد ہیں اور بعض جگہ ما سے معبودان باطلہ مراد ہوتے ہیں جن کو مشرکین اپنی حاجات میں غائبانہ پکارتے تھے اور جن کے نام کی نذریں اور منتیں دیتے تھے۔

تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ (مومن ع ۵)

تم مجھے اس بات کی طرف بلاتے ہو کہ میں اللہ کے ساتھ کفر کروں اور ایسی چیز کو اس کا شریک بناؤں جس کے معبود ہونے کا مجھے علم نہیں ہے۔

اس جگہ ما سے ان کے معبودان باطلہ مراد ہیں جن کو وہ پکارا کرتے تھے اور بہٖ میں ضمیر کا مضاف محذوف ہے ای بمعبودیتہ (جلالین) اور پارہ ۷ سورہ انعام ع ۹ میں ہے

وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا۔

اور میں ان چیزوں سے کیسے ڈروں جن کو تم نے شریک ٹھہرایا حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے ہو کہ تم نے اللہ کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک بنایا ہے جن کے معبود ہونے پر اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔

اس میں ما سے مراد معبودان باطلہ ہیں اور بہٖ بمعنی بمعبودیتہ ہے۔

فائدہ (۴۲) لفظ ثُمَّ کا استعمال

قرآن مجید میں ثُمَّ تین معنوں میں استعمال ہوا ہے (۱) برے تراخی فی الزمان یا تعقیب زمانی (۲) برائے استبعاد اور (۳) برائے تعقیب ذکری۔

تراخی فی الزمان:۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ثُمَّ کا مابعد وقوع میں اس کے ماقبل سے متاخر ہے اس کی مثالیں بے شمار ہیں

ثُمَّ استبعادیہ:۔ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے ماقبل کی موجودگی میں اس کے مابعد کا وقوع عقل سلیم سے بعید ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ڛ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ (پ ۷، انعام ع ۱)

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے لائق ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیوں کو اور نور کو بنایا (اس کے باوجود) پھر بھی کافر لوگ اپنے رب کے برابر قرار دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اتنی خوبیوں اور صفتوں کا مالک ہے مگر اس کے باوجود مشرک لوگ اپنے معبودوں کو معبودیت میں اللہ کے برابر سمجھتے ہیں جو عقل سلیم کے سراسر خلاف ہے۔ اگلی آیت میں فرمایا۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ۭ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ (ایضاً)

وہ وہی ذات ہے جس نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا پھر ایک وقت مقرر کر دیا اور وقت مقرر اللہ ہی کے پاس ہے کیا پھر بھی تم شک کرتے ہو۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی ان صفات کی موجودگی میں مسئلہ توحید میں شک کرنا عقل سلیم سے بعید ہے۔

ثُمَّ برائے تعقیب ذکری:۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ اس کا مابعد اس کے ماقبل سے صرف ذکر میں موخر ہے خواہ وقوع میں وہ اس پر مقدم ہی ہو اور اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کا مابعد اس سے ماقبل سے زمانے کے اعتبار سے بھی موخر ہی ہو بلکہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا مابعد وقوع اور زمانے

کے لحاظ سے اس کے ماقبل سے پہلے ہو اس کا ترجمہ اس طرح ہوگا کہ پہلی چیز کے بعد اب دوسری چیز کا ذکر بھی سن لو۔ مثلاً

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ (پ ۸۔ اعراف ع ۲) اس آیت میں ثُمَّ تعقیب ذکری کے لئے ہے اور ترجمہ اس طرح ہوگا اور البتہ ہم ہی نے تمہیں پیدا کیا پھر ہم ہی نے تمہاری صورتیں بنائیں اور پھر یہ بات بھی سن لو کہ ہم ہی نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے

قَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ (پ ۶ نساء ع ۲۲) یہاں بھی ثُمَّ تعقیب ذکری کے لئے ہے کیونکہ بنی اسرائیل کے بچھڑے کو معبود بنانے کا واقعہ عذاب صاعقہ سے پہلے واقع ہوا تھا اس لئے اس کا ترجمہ اس طرح ہوگا۔ انھوں نے کہا ہمیں خدا تعالےٰ سامنے دکھاؤ پس ان کے ظلم کی وجہ سے انھیں ایک چیخ نے پکڑ لیا۔ پھر یہ بات بھی سن لو کہ انھوں نے بچھڑے کو معبود بنا لیا تھا۔

فائدہ (۲۵) لفظ اِنَّمَا کی تحقیق

علماء معانی نے لکھا ہے کہ اِنَّمَا کے معنی ہیں مَا اِلَّا۔ انما کا یہ مفہوم اپنی جگہ بالکل درست ہے لیکن قرآن مجید میں بعض جگہ یہ معنی مناسب نہیں مثلاً اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ (پ ۲: بقرہ ع ۲۱) اس آیت میں اگر انما کو ما الا کے مفہوم میں لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مذکورہ بالا چیزیں ہی حرام ہیں اور ان کے سوا اور کوئی چیز حرام نہیں حالانکہ یہ مطلب غلط ہے۔ اسی طرح اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ (پ ۱۴ حجر ع ۱) میں انما کو ما الا کے مفہوم میں لینا مناسب نہیں۔ اسی لئے علامہ رضی نے لکھا ہے کہ انما تحقیق کے لئے ہے اس صورت میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔

فائدہ (۲۶) اِذْ کا بیان

اِذْ ظرفیت کے لئے ہوتا ہے اور اس کے بعد متصل جملہ اس کا مضاف الیہ ہوتا ہے۔ ظرف ہونے کی وجہ سے اس کے لئے متعلق کا ہونا ضروری ہے، بعض مفسرین اس سے پہلے اذکر اس کا متعلق محذوف مانتے ہیں اذکر چونکہ فعل متعدی ہے اور اسے مفعول بہ کی ضرورت ہے اس لئے القصۃ اس کا مفعول محذوف نکالتے ہیں یعنی اذکر القصۃ اذ الخ۔ بعض مفسرین اِذْ کو زائد قرار دیتے ہیں۔ صاحب تنویر المقباس (تفسیر عباسی) اِذْ کو قَدْ کے معنی میں لیتے ہیں۔ بعض اِذْ کو ظرفیت سے خالی کر کے مفعول بہ قرار دیتے ہیں لیکن علامہ رضی نے لکھا ہے کہ اِذْ کا متعلق کبھی اس پر مقدم ہوتا ہے اور کبھی اس سے مؤخر اس لئے ہر جگہ اِذْ کو مقدر ماننے کی ضرورت نہیں۔ مثلاً۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا (پ ۱ بقرہ ع ۴) یہاں قال ربك الخ جملہ اِذْ کا مضاف الیہ ہے اور قَالُوْٓا اس کا متعلق اور عامل ہے جو اس کے بعد قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا میں مذکور ہے۔ ترجمہ اس طرح ہوگا۔ اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں۔ اس وقت انھوں (فرشتوں) نے کہا کہ تو زمین میں اس کو پیدا کرتا ہے جو اس میں فساد کرے گا۔ اسی طرح پ ۱۲۔ یوسف ع ۱ میں ہے۔

اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ

جب کہا یوسف نے اپنے باپ سے اباجان! میں نے گیارہ ستاروں اور شمس و قمر کو دیکھا ہے کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں اس وقت اس (حضرت یعقوب علیہ السلام) نے کہا میرے بیٹے اپنا خواب بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا۔

اس آیت میں اِذْ کا متعلق دوسرا قَالَ ہے۔ پ ۷۔ مائدہ ع ۱۶ میں ہے وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ۔ اس میں دوسرا قَالَ۔ اِذْ میں عامل اور اس کا متعلق ہے۔ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ ـــ چونکہ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ (ع ۱۵) پر معطوف ہے اس لئے وہ اِذْ بھی اسی قَالَ سے متعلق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے احسانات شمار کرے گا اور جب اس سے پوچھیگا کیا تو نے لوگوں کو اپنی اور اپنی والدہ کی عبادت کرنے کو کہا تھا اس وقت حضرت مسیح علیہ السلام کہیں گے اے میرے رب تو پاک ہے الخ۔

فائدہ (۲۷) وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ کی تحقیق

قرآن مجید میں جہاں یہ ترکیب وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ واقع ہوئی ہے اس میں مفسرین کے تین اقوال ہیں (۱) واؤ عاطفہ ہے اور اس کا معطوف علیہ موقع و محل کے مناسب محذوف ہوتا ہے اکثر مفسرین کی یہی رائے ہے (۲) واؤ عاطفہ ہے اور پہلے جملے کا مضمون اس کا معطوف علیہ ہے یہ قول شاہ عبد القادرؒ کا مختار ہے (۳) واؤ زائدہ ہے اور لیعلم ماقبل کی علت ہے۔ یہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا قول ہے۔

فائدہ (۲۸) كَذٰلِكَ کی تحقیق

كَذٰلِكَ عام طور پر تشبیہ کے لئے آتا ہے لیکن قرآن مجید میں تشبیہ کے علاوہ تعلیل اور بیان کمال کے لئے بھی آیا ہے۔

تعلیلہ کی مثالیں (۱) وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ (پ ۲۴ مومن ع ۱) علامہ سید محمود آلوسی رح لکھتے ہیں ای لذالك (روح ج ۲۴ ص) یعنی اللہ کی آیتوں میں جدال کی وجہ سے تیرے رب کا کلمہ عذاب ان پر ثابت ہوچکا ہے کہ یہ لوگ دوزخی ہیں (۲) كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ (مومن ع ۴) یعنی آیات بینات میں شک کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو گمراہ کردیتا ہے (۳) كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ (ایضا) یعنی آیتوں میں حجت بازی کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایسے سرکشوں اور معاندوں کے دلوں پر مہر جباریت لگا دیتا ہے۔ الغرض جن جگہوں میں ماقبل کا مضمون مابعد کے لئے علت ہو وہاں کاف تعلیل کے لئے ہوگا۔ تشبیہ کے لئے نہیں۔

قسم ثانی کی مثالیں (۱) وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (پ ۲۔ بقرہ ع ۱۷) یہاں کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ ترجمہ اس طرح ہوگا۔ اور یوں ہم نے تمہیں امت وسط بنایا۔ جیسا کہ کسی عمدہ نوجوان کو دیکھ کر کہا جاتا ہے کہ جوان اس طرح کے ہوتے ہیں۔ (۲) قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ (پ ۱۶ مریم ع ۱) کہا اے میرے رب میرے یہاں بچہ کس طرح پیدا ہوگا۔ حالانکہ میری بیوی بانجھ ہوچکی ہے اور میں بھی بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ چکا ہوں۔ کہا تیرا رب ایسا ہی کرتا ہے۔ اس آیت میں کاف تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ بیان کمال کے لئے ہے (۳) قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ ج قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ (ایضا ع ۲) کہا اے میرے رب میرے یہاں کیسے بیٹا ہوگا حالانکہ مجھے کسی مرد نے چھوا تک نہیں اور نہ میں بدکار ہوں۔ کہا تیرا رب یوں ہی کرتا ہے تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ میرے لئے آسان ہے۔ (۴) وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا (پ ۱۳۔ رعد ع ۵) اور اس طرح ہم نے اسے حکم عربی نازل کیا۔ یہاں بھی کاف بیان کمال کے لئے ہے۔

فائدہ (۲۹) اَلَمْ تَرَ کی تحقیق

لفظ اَلَمْ تَرَ کبھی ابتداء کلام میں آتا ہے اور کبھی درمیان میں۔ جب کلام کے درمیان میں آجائے تو اکثر اس کا مابعد ماقبل سے بظاہر مرتبط نظر نہیں آتا مثلاً

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ (پ ۲۔ بقرہ ع ۳۲) — کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے گھروں سے موت کے ڈر سے نکلے تھے اور وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے۔

اس سے پہلے طلاق اور عدت کا ذکر ہے اور اس کے بعد جہاد کا۔ بظاہر یہاں کوئی وجہ ارتباط نظر نہیں آتی لہٰذا ایسے مقامات میں اَلَمْ تَرَ کا لفظ اس کے مابعد کو اصل مضمون سے مرتبط کرنے کے لئے لایا جاتا ہے سورہ بقرہ کے اس مقام میں چونکہ اصل مقصد مسئلہ جہاد کا بیان ہے جو وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ (ع ۲۴) سے شروع ہوا ہے۔ درمیان میں دوسرے امور ضروریہ کا ذکر آگیا تھا اس لئے مسئلہ جہاد کو دوبارہ ذکر کرنے سے پہلے اَلَمْ تَرَ الخ سے ایک واقعہ بیان کیا گیا تاکہ اس کے مابعد کو اصل مضمون سے جو پہلے (دور) گذر چکا ہے مرتبط کیا جائے اور اس کا ربط مذکورہ واقعہ سے ماقبل طلاق اور عدت سے نہ جوڑا جائے۔ بعینہ اسی طرح سورۃ مائدہ کی آیۂ مبارکہ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پ ۱۔ بقرہ ع ۱۳) وارد ہوا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اگر ابتدائے کلام میں آئے تو اس سے رؤیت قلبی مراد ہوتی ہے یا رویت بصری۔ رؤیت قلبی مراد ہو تو اس کے معنی اس طرح ہوں گے۔ کیا تو نے نہیں جانا یا کیا تمہیں معلوم نہیں؟ اگر نہیں تو اب جان لے اور اگر رؤیت بصری مراد ہو تو اس کے معنی اس طرح ہوں گے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا اور نہیں سنا؟ اگر نہیں تو اب دیکھ اور سن لے جیسا کہ شرح معانی الآثار امام طحاوی میں ہے۔

عن عائشۃ قالت دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الم تری ان مجززا نظر انفا الی زید الخ — (اس کا ترجمہ یوں ہوگا) اے عائشہ کیا تو نے نہیں دیکھا اور سنا؟ نہیں تو اب سن لے کہ مجزز ابھی ابھی زید کی طرف دیکھا الخ

(باب الولاء بدعید الرجلان کیف الحکم فیہ)

فائدہ (۳۰) لفظ اَوَكُلَّمَا کی تحقیق

جب ہمزۂ استفہام واو، فا یا ثُمَّ عاطفہ پر داخل ہوجائے تو زمخشری کے نزدیک ان کا بعد معطوف ہوتا ہے اور ہمزۂ استفہام کے بعد معطوف علیہ محذوف مانا جاتا ہے جیسا کہ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا کو اصل میں اَكَفَرُوْا وَكُلَّمَا عٰهَدُوْا مانتا ہے لیکن علامہ رضی رح نے اس کو رد کیا ہے اور کہا ہے کہ معطوف علیہ محذوف نکالنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ ہمیشہ کسی ماقبل کلام پر مبنی ہوتا ہے۔ لہٰذا کلام سابق کا مضمون معطوف علیہ ہونا چاہیئے۔ رضی نے سہ حروف عاطفہ میں فرق بھی لکھا ہے کہ وَاو اور ثُمَّ تو ہمیشہ ایسے مقامات پر عطف کے لئے استعمال ہوتے ہیں اور فاء کبھی عاطفہ اور کبھی سببیہ ہوتی ہے اور مدخول فاء جملہ منفیہ ہوگا یا نہ اگر جملہ منفیہ ہو تو ہمزۂ توبیخ یا تقریر کے لئے ہوگا اور اگر جملہ منفیہ نہ ہو تو ہمزۂ استفہام انکار کیلئے ہوگا

مثال واو وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ج وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ۝ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (پ ۱۔ بقرہ ع ۱۲) — ہم نے آپ کی طرف روشن آیتیں نازل کیں اور فاسق ہی اس کا انکار کرتے ہیں کیا اور جب کبھی ان لوگوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں سے ایک جماعت نے ضرور اس کو نظر انداز کردیا بلکہ ان میں سے اکثر یقین نہیں کرتے۔

یہاں اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا۔ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الخ پر معطوف ہے اور ہمزۂ انکار نَبَذَ کے لئے ہے۔ یعنی یوں تو نہ کرنا چاہیئے تھا۔

مثال ثانی قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ (پ ۲ قصص ع ۵) اس میں اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا۔ لَوْلَآ اُوْتِيَ پر معطوف ہے اور

چونکہ ہمزہ کا مدخول جملہ منفیہ ہے۔ اس لئے یہاں ہمزہ توبیخ یا تقریر کے لئے ہوگا

مثال فاء | وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ (پ ١١۔ یونس ع ٥) اس میں اَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ معطوف ہے مِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ پر مِنْهُمْ بمعنے بَعْضُهُمْ ہے۔ تاکہ جملہ کا جملہ پر عطف ہوجائے اور ہمزہ استفہام انکاری کے لئے ہے۔

مثال ثانی | مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝ (پ ٢٠ قصص ع ٧)

اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا کون معبود ہے جو تمہیں روشنی لا دے کیا تم نہیں سنتے۔

یہاں فاء سببیہ ہے عاطفہ نہیں۔

مثال ثُمَّ | مَاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ (پ ١١ یونس ع ٥)

فائدہ (٣١) بحث اَرَاَيْتَ (ماخوذ از رضی)

ہمزہ استفہام افعال قلوب پر آئے گا یا ان کے مفعولوں پر آئے تو افعال قلوب مکفوف عن العمل ہوں گے اور اگر ہمزہ استفہام افعال قلوب پر آجائے تو مکفوف عن العمل نہ ہوں گے لیکن اس وقت ایک مفعول کو طلب کریں گے اور وہ ایک مفعول مذکور ہو یا محذوف۔ اگر محذوف ہو تو نسیاً منسیاً ہوگا یا منوی اور اس کے بعد استفہام ضرور آئے گا اور وہ جملہ استفہامیہ اور استفہام ظاہر ہوگا۔ یا مقدر۔

مثال استفہام مقدر | قُلْ اَرَاَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (پ ٧ انعام ع)

مجھے بتاؤ تو سہی اگر تمہارے اللہ کا عذاب اچانک یا علانیہ آجائے تو ظالم لوگوں کے سوا کون ہلاک ہوگا۔

مثال استفہام ظاہر | قُلْ اَرَاَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (پ ٧ انعام ع ٤)

فرما دیجئے۔ مجھے بتاؤ تو سہی۔ اگر تمہارے اللہ کا عذاب آجائے یا تم پر قیامت آجائے تو کیا اللہ کے سوا غیروں کو پکارو گے۔

اس میں اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ استفہام ظاہر ہے اَرَاَيْتَ میں كُمْ مفعول بہ نہیں۔ مفعول کبھی محذوف ہوتا ہے اور کبھی مذکور اور كَ۔ كُمَا۔ كُمْ حروف خطاب ہیں۔ مخاطب کی حالت (باعتبار افراد تثنیہ۔ جمع۔ تذکیر و تانیث) بیان کرنے کے لئے آتے ہیں (جیسا کہ ذٰلِكُمْ ہے یعنی یہ بات تم کو کہہ رہا ہوں) کبھی کبھی اَرَاَيْتَ تکرار سے لایا جاتا ہے اور ہر ایک کے ساتھ علیحدہ علیحدہ شرط بھی ہوتی ہے ان تمام شرطوں کو باعتبار معنی ایک شرط سمجھا جاتا ہے اور ان کے لئے ایک جزا لائی جاتی ہے

مثال:- | اَرَاَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى۔ اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰى۔ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى۔ اَرَاَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى۔ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى (پ ٣٠۔ علق)

یہ تمام شرائط باعتبار معنی ایک ہیں۔ سب کی جزا اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ہے معنی یوں ہوگا "خبر دے تو مجھ کو اس شخص کے متعلق کہ وہ اللہ کے بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے روکتا ہے جب وہ بندہ ہدایت پر ہو اور لوگوں کو تقویٰ کا حکم دے رہا ہو۔ یہ اس بندے کو جھٹلاتا ہو کیا وہ نہیں جانتا۔ کہ اس کا رب اس کو دیکھ رہا ہے" اور رضیؒ نے اس کا مفہوم اس طرح بیان کیا ہے۔

اَمَّا قَوْلُهُمْ اَرَاَيْتَ زَيْدًا مَا صَنَعَ بِمَعْنٰى اَخْبِرْنِيْ وَالنَّصْبُ فِيْهِ وَاجِبٌ وَمَعْنٰى اَرَاَيْتَ اَخْبِرْ هُوَ مَنْقُوْلٌ مِنْ رَاَيْتَ بِمَعْنٰى اَبْصَرْتَ اَوْ عَرَفْتَ كَاَنَّهٗ قِيْلَ مَا اَبْصَرْتَهٗ وَمَا عَرَفْتَ حَالَهُ الْعَجِيْبَةَ اَخْبِرْنِيْ عَنْهَا فَلَا يُسْتَعْمَلُ اِلَّا فِي الْاِسْتِخْبَارِ عَنْ حَالَةٍ عَجِيْبَةٍ لِشَيْءٍ

عربوں کا یہ قول اَرَاَيْتَ زَيْدًا مَا صَنَعَ بمعنی اَخْبِرْنِيْ ہے اور اس میں نصب واجب ہے اور اَرَاَيْتَ کا معنی اَخْبِرْ کرنا اَرَاَيْت بمعنی اَبْصَرْتَ یا عَرَفْتَ سے منقول ہے گویا کہ یہ کہا کہ تو نے اس کا عجیب حال دیکھا مجھے اس کے متعلق بتا۔ پس یہ کسی چیز کی عجیبہ حالت کے متعلق پوچھنے ہی میں استعمال ہوتا ہے۔

فائدہ (٣٢) اِلَّا بمعنی مستثنیٰ المنقطع (ماخوذ از رضی)

اس وقت اِلَّا بمعنے لٰكِنَّ ہوتا ہے اور مستثنےٰ لٰكِنَّ کا اسم ہوتا ہے اور اس کی خبر کبھی مذکور ہوتی ہے اور کبھی محذوف۔

مثال مذکور کی | عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا (پ ٢٩۔ جن۔ ع ٢)

غیب کا جاننے والا ہے۔ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا لیکن رسول کے آگے پیچھے فرشتوں کو نگہبان بنا کر چلا دیتا ہے۔

بہتر یہ ہے کہ اس مقام میں اِلَّا بمعنے لٰكِنَّ ہو۔ مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ اس کا اسم اور فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ اس کی خبر ہو اور مستثنیٰ منقطع ہو۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ مستثنیٰ منقطع باعتبار مضمون اپنے ماقبل سے جدا ہوتا ہے۔

فائدہ (۳۳) از قبیل عَلَفْتُهَا تِبْنًا وَمَاءً بَارِدًا

یعنی ایک فعل کے ساتھ ایک معمول کا تعلق ہوتا ہے اور دوسرے فعل کے ساتھ دوسرے معمول کا۔ دوسرے فعل کو حذف کیا جاتا ہے جس میں ظاہر بین انسان سے جو اس حقیقت سے آشنا نہ ہو کلام میں معنی صحیح نہیں بن سکتا جیسا کہ مذکورہ مثال میں۔ کیونکہ ظاہری معنی تو یہ ہے۔ کہ کھلایا میں نے اس اونٹنی کو گھاس اور پانی ٹھنڈا۔ ظاہر ہے کہ گھاس کھلایا جاتا ہے لیکن پانی کھلایا نہیں جاتا بلکہ پلایا جاتا ہے۔ اس لئے یہاں سَقَيْتُهَا فعل محذوف ہے یعنی پلایا میں نے اس کو پانی۔ اب مفہوم بالکل صاف ہے۔ بعینہٖ اسی طرح قرآن مجید میں بھی متعدد مقامات پر اس محاورۂ عرب کو استعمال کیا گیا ہے جہاں بادی الرائے انسان کو کلام کے غیر مربوط ہونے کا وہم پڑتا ہے بلکہ بعض مقامات تو ایسے ہیں جہاں اس کے بغیر معنی ہی نہیں بنتا یعنے خلاف مقصود ہو جاتا ہے اس لئے ان مقامات کو حل کرنے کے لئے بڑی کاوش کرنی پڑتی ہے لیکن اس قانون کے مطابق نہایت آسانی سے حل ہو جاتے ہیں۔ وہ مقامات ذیل میں درج ہیں۔

(۱) وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ (پ ۷۔ انعام ع ۴)
اور اسی کا ہے جو بستا ہے (آرام کرتا) رات میں اور دن میں

اب اس جگہ رات میں تو سکون ہوتا ہے لیکن دن میں قدرتی طور پر ہر چیز میں بجائے سکون کے نقل و حرکت پائی جاتی ہے اس مقام پر بھی النَّهَار کا فعل محذوف ہے۔ اے نشرفي النهار (یعنی اسی کے قبضہ میں ہیں وہ سب چیزیں جو رات کو آرام و سکون اور دن میں نقل و حرکت کرتی اور پھیلتی ہیں وہ بھی اس کے تصرف میں ہی ہیں)

تائید (۱) هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا (پ ۱۹۔ فرقان۔ ع ۵)

(۲) يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا (پ ۸۔ انعام ع ۲۰)
جس دن آئے گا ایک نشان تیرے رب کا۔ کام نہ آئے گا ایمان لانا کسی کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان میں کچھ نیکی نہ کی تھی۔

اس آیت میں معتزلہ کا بڑا قوی اشکال وارد ہوتا ہے کیونکہ ظاہری مطلب یہ ہے کہ اگر کسی انسان نے اپنی حالت اضطرار اور مایوسی سے پہلے ایمان قبول نہیں کیا تھا تو اس وقت کا ایمان اس کے لئے مفید نہ ہوگا اور اگر كَسَبَتْ کا عطف آمَنَتْ پر کیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ ایمان تو پہلے سے قبول کیا ہوا تھا لیکن ایمان کے بعد اس نے حالت مایوسی سے پہلے باقی اعمال صالحہ کو اختیار نہیں کیا تھا تو وہ ایمان بھی مفید نہ ہوگا۔ (کما هو مذهب المعتزلة) حالانکہ یہ معنی مسلک اہلسنت و جماعت کے بالکل خلاف ہے لیکن یہاں بھی اسی قانون کے قرینہ سے حذف اختیار کیا گیا ہے ای أَوْ عَمَلُهَا لَمْ تَكُنْ كَسَبَتْ الخ یعنی وہ مومن تو پہلے سے تھا لیکن اس نے عمل اس وقت شروع کیا کہ حالت مایوسی ظاہر ہو چکی۔ تو اس وقت کا وہ عمل مفید نہ ہوگا۔ نہ کہ وہ پہلا ایمان

(۳) وَنَادَى أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ (پ ۸۔ اعراف ع ۶)
اور پکاریں گے آگ والے جنت والوں کو بہاؤ ہم پر تھوڑا پانی یا روزی جو تم کو دی اللہ نے۔

یہاں بھی بظاہر مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ ماقبل سے الگ معلوم ہوتا ہے کیونکہ پانی بہانا تو ہو سکتا ہے لیکن روٹی یا طعام بہانا نہیں ہوتا لیکن فی الواقعہ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ کا فعل أَنفِقُوا عَلَيْنَا مِمَّا الخ محذوف ہے (از مدارک) یعنی پانی بھی بہاؤ اور کچھ کھانا وغیرہ بھی ہماری طرف ڈالیو۔

(۴) يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ (پ ۱۳۔ ابراہیم ع ۴)
مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی اور آخرت میں

یہاں بھی دنیا میں تو پختگی قلب اپنے محل پر ہے لیکن آخرت تو سزا و جزا کا دن ہے نہ کہ عمل کرنے کے لئے دلوں کو مضبوط کرنے کا وقت اس موقع پر بھی فِي الْآخِرَةِ کا فعل يُجْزِي فِي الْآخِرَةِ محذوف ہے۔ یعنی دنیا میں دلوں کو مضبوط رکھتا ہے اور آخرت میں جزا حسنہ کے درجات سے بہرہ ور فرمائے گا۔ یہ ترجمہ اس تفسیر پر ہے کہ آخرت سے مراد قبر نہ لی جائے۔

(۵) قُلْ مَن ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُم مِّنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً (پ ۲۔ احزاب ع ۲)
تو کہہ کون ہے کہ تم کو بچائے اللہ سے اگر چاہے تم پر برائی (نقصان) یا چاہے تم پر مہر (یعنی نفع اور رحمت)

یعنی اگر اللہ تمہیں نقصان یا ضرر پہنچانے کا ارادہ کر چکا ہے تو پھر اسے کون روک سکتا ہے۔ اب اس کے بعد أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً بالکل بے جوڑ نظر آتا ہے لیکن درحقیقت یوں ہے أَوْ مَن ذَا الَّذِي يَمْنَعُ عَنكُمُ الرَّحْمَةَ إِنْ أَرَادَ الخ یعنی جس طرح کہ اس کے عذاب کو کوئی روک نہیں سکتا۔ ٹھیک اسی طرح اگر وہ رحم کرنا چاہے تو اسے بھی کوئی بند نہیں کر سکتا۔

(۶) إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ (پ ۲۴ حم مومن ع ۶)
ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیوی زندگی میں اور جب کھڑے ہوں گے گواہ۔

لیکن اب اشکال یہ آتا ہے کہ فتح و نصرت اور شکست و ہزیمت تو وہاں ہوتی ہے جہاں دو جماعتوں کی آپس میں ٹکر ہو۔ مقابلہ و جنگ کی نوبت آئے۔ تو حیات دنیا میں تو اس کا ہونا بالکل صحیح ہے لیکن قیامت میں نہ تو کوئی مقابلہ ہے۔ نہ جنگ۔ تو وہاں نصرت کا کوئی معنیٰ سمجھ میں نہیں آتا۔ لیکن حقیقت میں يَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ کا فعل مناسب محذوف ہے ای نرحمهم يوم يقوم الأشهاد یعنی دنیا میں ہم اپنے پیغمبروں اور مخلص مسلمانوں کو فتح و نصرت دیتے رہے ہیں اور قیامت کے دن ان پر ایک خاص رحمت نازل کر کے ان کے درجات بلند کریں گے۔ تو یہ ایک بہت بڑی تسلی ہو جائے گی۔

(۷) فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝ إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ (پ ۲۴ حم مومن ع ۸)
تو آخر جان لیں گے جب طوق پڑیں گے ان کی گردنوں میں اور زنجیریں۔

یہاں بھی اشکال وارد ہوتا ہے۔ کہ طوق کا محل تو واقعی گردن ہی ہے کہ وہ گلے میں ڈالا جاتا ہے لیکن زنجیر بجائے گلے کے پاؤں میں ہوتی ہے حالانکہ قرآن مجید میں اس عادت معروفہ کے خلاف معلوم ہوتا ہے لیکن فی الحقیقت فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ کے قرینے سے وَالسَّلٰسِلُ کے بعد فِیْۤ اَرْجُلِهِمْ محذوف ہے۔ بایں معنے کہ ان کے گلے میں طوق ڈالے جائیں گے اور پاؤں کو زنجیروں سے مقید کیا جائے گا۔

(٨) وَمِنْ اٰیٰتِهِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ اِنْ یَّشَاْ یُسْكِنِ الرِّیْحَ فَیَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰی ظَهْرِهٖ اَوْ یُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا (پ ٢٥۔ حٰمۤ شوریٰ ع ٤)

اور ایک اس کی نشانی چلتے جہاز دریا میں جیسے پہاڑ اگر چاہے تھام دے ہوا پھر رہ جائیں سارے دن ٹھہرے اس کی پیٹھ پر مقرر اس میں پتے ہیں ہر ٹھہرنے والے کو جو حق مانے یا تباہ کر دے ان کشتیوں اور جہازوں کو۔

اب یہاں بھی یُوْبِقْهُنَّ کا عطف فَیَظْلَلْنَ پر کیا جائے تو اشکال یہ آتا ہے کہ ہواؤں کے ٹھہرنے سے رواکد علی ظهره یعنی کشتیوں کا پانی کی پیٹھ پر ٹھہر جانا بالکل صحیح ہے لیکن ایسی حالت میں یُوْبِقْهُنَّ یعنی ان کی ہلاکت متفرع نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اس کے مناسب فعل محذوف ہو گا۔ یعنی اور یأت بریح عاصف فیوبقهن الخ یعنی یا ہواؤں کو زور سے چلا دیتا ہے جس کی وجہ سے ان کشتیوں کے پرخچے اڑ جاتے ہیں اور تباہ ہو جاتی ہیں۔

(٩) قُلْ فَمَنْ یَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا۔ (پ ٢٦۔ فتح ع ٢)

تو کہہ کس کا کچھ بس چلتا ہے اللہ سے تمہارے واسطے اگر وہ چاہے تم پر تکلیف یا چاہے تم کو فائدہ۔

اس مقام میں بھی وہی تقریر ہے جو سورۂ احزاب کی آیت میں گذر چکی ہے اور بقرینہ ماقبل اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا کے بعد اَوْ فَمَنْ یمنع النفع ان اراد الخ یعنی جس طرح اس کے نقصان کو کوئی بچا نہیں سکتا اسی طرح اس کے نفع و رحمت کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔

(١٠) وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ (پ ٢٨ حشر ع ١)

اور جو گھر پکڑ رہے ہیں اس گھر میں اور ایمان میں۔

یہاں بھی تعمیر و تخریب آبادی اور بربادی کا تعلق دار (مکان) سے ہو سکتا ہے لیکن ان ظاہری معنوں کے مطابق ایمان سے مربوط نظر نہیں آتا۔ اس لئے فعل مناسب محذوف ہو گا۔ اے حَصَّلُوا الْاِیْمَانَ یعنی تعمیر دار کے ساتھ وہ ایمانی قوت اور نورانیت کو بھی حاصل کر چکے ہیں۔

(١١) وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ (پ ٢٨ جمعہ ع ١)

اور دوسروں کے واسطے بھی جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔

اس کے ماقبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کا تذکرہ آ رہا ہے

(١٢) یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

یعنی آپ ان کو اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتے ان کے دلوں کا تزکیہ فرماتے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ سنت نبوی دیتے اور تزکیہ قلوب فرماتے ہیں

ان چیزوں کا تعلق اصحاب رضوان اللہ علیہم سے تو ظاہر ہے لیکن آخَرِیْنَ کو براہ راست بلا واسطہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تزکیہ نصیب نہیں ہو سکتا اس لئے یہ جملہ یُزَكِّیْهِمْ کے ساتھ نہیں لگتا اس کا فعل محذوف ہے یُطَهِّرُ كِتَابُهٗ اٰخَرِیْنَ یعنی بعد والے لوگوں کو آپ پر نازل کردہ کتاب پاکیزہ بناتی ہے۔

فائدہ (٤٣) تفسیر بالرای کی تحقیق

حدیث میں ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قال فی القراٰن برأیه فاصاب فقد اخطأ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی)

جس نے قرآن (کی تفسیر) میں اپنی رائے سے کچھ کہا اور (اتفاق سے) اس کی بات صحیح نکلی تو بھی اس نے غلطی کی۔

اور ایک حدیث میں ہے۔

من قال فی القراٰن بغیر علم فلیتبوأ مقعده من النار (ابوداؤد)[1]

جس نے قرآن (کی تفسیر) میں علم کے بغیر کچھ کہا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

پہلی حدیث کی صحت میں محدثین کو کلام ہے اور دوسری حدیث صحیح ہے ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی رائے سے قرآن مجید کی تفسیر کرنا ناجائز ہے گناہ کبیرہ ہے لیکن ساتھ ہی یہ حقیقت بھی مسلم ہے کہ ہر ہر آیت کی تفسیر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں حالانکہ ہر آیت کی تفسیر میں کسی نہ کسی صحابی، تابعی یا تابع التابعی سے کوئی نہ کوئی قول ضرور منقول ہے۔ جیسا کہ تفسیر ابن جریر اور در منثور سے معلوم ہوتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ جن آیتوں کی تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں صحابہ کرام۔ تابعین اور دیگر ائمہ اسلام نے اپنی رائے اور اجتہاد سے ایسی آیتوں کی تفسیر فرمائی۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تفسیر بالرائے والاجتہاد مطلقاً ناجائز اور حرام نہیں۔ ذیل میں مفسرین کرام کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہو جائے گا کہ کس مفہوم سے تفسیر بالرائے ناجائز اور حرام ہے۔

علامہ قرطبی اندلسی المتوفی ٦٧١ھ فرماتے ہیں کہ تفسیر بالرائی کی ممانعت کا مطلب یہ ہے کہ

ان یکون له فی الشئ رأی و الیه میل من طبعه و هواه

کسی معاملہ میں اس کی ایک رائے ہو اور اس کی جانب خواہش نفس کی بنا پر اس کا طبعی

---

[1] کما فی الروح ج ١ ص٦۔ والاتقان ج ٢ ص١٧٩ عن المدخل و فی التفسیر الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ج ١ ص٣٢ و تفسیر ابن کثیر ج ١ ص٥ اس کی سند کے ایک راوی سہیل بن ابی حزم پر بعض ناقدین نے جرح کی ہے۔ امام بخاری۔ نسائی اور ابو حاتم نے لیس بالقوی (وہ قوی نہیں) اور امام یحییٰ بن معین نے ضعیف کہا ہے امام ابن معین سے اس کے بارے میں صالح کا لفظ بھی منقول ہے۔ میزان الاعتدال ج ١ ص٣٨٩۔ (سجاد بخاری)

فیتناول القرآن علی وفق رأیه وهواه لیحتج علی تصحیح غرضه (تفسیر قرطبی ج ۱ ص۳۳)

میلان ہو اور وہ اپنی رائے اور خواہش کے مطابق قرآن کی تفسیر کرے تاکہ اپنی غرض (فاسد) کی صحت پر استدلال کر سکے

علامہ خازن رقمطراز ہیں :-

قال العلماء النهی عن القول فی القرآن بالرأی انما ورد فی حق من یتأول القرآن علی مراد نفسه وهو تابع لهواه (خازن ج ۱ ص۶)

علماء نے فرمایا ہے کہ تفسیر بالرائے سے ممانعت اس شخص کے بارے میں وارد ہوئی ہے جو اپنی خواہش نفس کے مطابق قرآن کی تفسیر کرے اور وہ اپنی خواہش و بدعت) کا متبع ہو۔

اس کے بعد اس کی مثال بیان فرماتے ہیں :-

کما یحتج ببعض آیات القرآن علی تصحیح بدعته وهو یعلم ان المراد من الآیة غیر ذالك لکن غرضه ان یلبس علی خصمه بما یقوی حجته علی بدعه کما یستعمله الباطنیة و الخوارج وغیرهم من اهل البدعة فی المقاصد الفاسدة

جیسا کہ کوئی شخص اپنی بدعت کا جواز ثابت کرنے کے لئے قرآن کی بعض آیتوں سے استدلال کرے حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا ہو کہ آیت کا مطلب کچھ اور ہی ہے لیکن اس کی غرض یہ ہو کہ وہ مقابل کو ایسی چیز سے دھوکہ دے جو اس کی بدعات کے دلائل کو مضبوط کرے جیسا کہ باطنیہ خوارج اور دوسرے اہل ہوا (گمراہ فرقے) اپنی اغراض فاسدہ کیلئے ایسا کرتے ہیں۔

اور علامہ سیوطی امام ابوبکر ابن الانباری سے ناقل ہیں۔

حمله بعض اهل العلم علی ان الرأی معنی به الهوی (الاتقان ج ۲ ص۱۸۱)

بعض اہل علم (پہلی حدیث) کو اس پر محمول کرتے ہیں۔ اس میں رائے سے مراد خواہش نفس ہے (یعنی بدعت اور گمراہی)

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ تفسیر بالرائے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص جو کسی گمراہ فرقہ سے متعلق ہو اور اپنی گمراہی اور بدعت پر قرآن کی آیتوں سے استدلال کرے لیکن اگر ایک شخص علوم تفسیر، حدیث، لغت، صرف و نحو اور علم معانی و بیان کا متبحر عالم ہو اور صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت ہو اگر وہ قرآن مجید کی کسی آیت کا ایسا مفہوم بیان کرے جو اسلام کے مسلمہ اصول و عقائد کے عین مطابق ہو اور قواعد زبان سے بھی پوری پوری موافقت رکھتا ہو تو وہ تفسیر بالرائے میں داخل نہیں ہوگا۔ چنانچہ علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

من تکلم بما یعلم من ذالك لغة وشرعا فلا حرج علیه ولهذا روی عن هؤلاء وغیرهم اقوال فی التفسیر (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص۵)

جس نے قرآن کی تفسیر میں لغت اور شریعت کے اعتبار سے اپنے علم کے مطابق گفتگو کی اس پر کوئی حرج نہیں۔ اسی لئے ان (سلف) سے اور بعد کے علماء سے تفسیر میں بہت سے اقوال منقول ہیں۔

علامہ خازن رقمطراز ہیں :-

فاما التأویل وهو صرف الآیة علی طریق الاستنباط الی معنی یلیق بها محتمل لما قبلها وما بعدها وغیر مخالف للکتاب والسنة فقد رخص فیه اهل العلم (خازن)

رہی تاویل یعنی آیت کو بطور استنباط ایسے معنی پر محمول کرنا جو اس کے مناسب ہو اور ماقبل اور مابعد کے اعتبار سے اس کا احتمال ہو اور وہ کتاب و سنت کے خلاف بھی نہ ہو تو اس کی علماء نے اجازت دی ہے۔

اور علامہ قرطبی فرماتے ہیں :-

من استنبط معناه بحمله علی الاصول المحکمة المتفق علی معناها فهو ممدوح (قرطبی)

جس شخص نے محکم اور متفق علیہ اصولوں پر محمول کرکے قرآن مجید (کی کسی آیت) سے کوئی مفہوم اخذ کیا وہ قابل تعریف ہے۔

اور مفسر ابوحیان اندلسی المتوفی ۷۴۵ھ فرماتے ہیں۔

لیس من اجتهد ففسر علی قوانین العلم والنظر بداخل فی ذالك الحدیث ولا هو یفسر برأیه ولا یوصف بالخطأ (البحر المحیط ج ۱ ص۱۳)

جس نے غور و فکر سے کام لیا اور علم و نظر کے اصولوں کے مطابق قرآن کی تفسیر کی وہ اس حدیث میں داخل نہیں۔ اس کی تفسیر، تفسیر بالرائے نہیں ہوگی اور نہ خطاء کی طرف منسوب ہوگی۔

علامہ سیوطی امام بغوی اور کواشی سے نقل کرتے ہیں۔

التاویل صرف الآیة الی معنی موافق لما قبلها وبعدها تحتمله الآیة غیر مخالف للکتاب والسنة من طریق الاستنباط غیر محظور علی العلماء بالتفسیر (الاتقان ج ۲ ص۱۸۱)

"تاویل یعنی آیت کو اجتہاد و استنباط کے طریق پر ایسے مفہوم پر محمول کرنا جو سیاق و سباق کے مطابق ہو اور آیت میں اس کی گنجائش ہو اور وہ مفہوم کتاب و سنت کے خلاف بھی نہ ہو، علماء تفسیر کیلئے ناجائز اور ممنوع نہیں۔

خلاصۃ الکلام یہ کہ کسی آیت کا ایسا مفہوم بیان کرنا جو اس کے سیاق و سباق کے مطابق زبان کے اصول و قواعد کے موافق، کتاب و سنت سے ہم آہنگ اور آیت کے الفاظ کا محتمل ہو (یعنی آیت کو اس پر محمول کرنے کی گنجائش ہو) تو اسے تفسیر بالرائے نہیں کہیں گے بلکہ وہ تاویل ہوگی جو شرعاً جائز ہے

حصۂ سوم

مسئلۂ اِلٰہ

قرآن میں اس مسئلہ کو بہت سی تعبیروں اور مختلف عنوانات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

عنوانِ اول:۔ مشرکین اللہ جل شانہ کے قائل تھے اور اس کی ہستی کے منکر نہیں تھے۔

عنوانِ ثانی:۔ مندرجہ ذیل صفات صرف اللہ تعالےٰ میں مانتے تھے اور ان میں کسی کو بھی خدا کا شریک نہیں سمجھتے تھے۔

زمینوں اور آسمانوں کا خالق، انسانوں کا خالق۔ سورج اور چاند کو اپنے حکم کے ماتحت رکھ کر چلانے والا، ہر شے پر غالب۔ بڑے علم والا، آسمانوں سے اپنی مرضی کے مطابق پانی اتارنے والا، پانی سے مردہ زمین کو زندہ کرنے والا، تمام زمین و مافیہا کو اپنی حکومت میں رکھنے والا، ہر ایک کو پناہ دینے والا، اور خود کسی سے پناہ نہ لینے والا، تمام جانداروں کو رزق دینے والا، کانوں اور آنکھوں کا مالک۔ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے یعنی کافر سے مومن اور بالعکس، غلام سے آزاد اور بالعکس پیدا کرنے والا، سارے جہان کے کاموں کا مدبر

عنوانِ ثالث:۔ مشرکین مکہ دو خدا کے قائل نہ تھے کیونکہ وہ ایک ہی ذات کو اللہ کہتے تھے۔

عنوانِ رابع:۔ اللہ جل شانہ کو اپنی صفات میں ایک ماننے کے بعد اپنے دوسرے معبودوں کو الٰہ کہتے تھے یعنی ان کو خدا کی صفاتِ الوہیت میں خدا کا شریک بناتے تھے۔

عنوانِ خامس:۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تر مخالفت صرف اس بات میں تھی کہ اللہ جل شانہ کے سوا دوسرا کوئی اِلٰہ نہیں۔

عنوانِ سادس:۔ اس مسئلہ کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مندرجہ ذیل اتہامات لگائے گئے:۔ شاعر، مجنون، ساحر، کذّاب، کاہن، اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کو گالیاں دینے والا وغیرہ۔

عنوانات اول، ثانی اور ثالث کے متعلق آیاتِ قرآنیہ، ان آیات میں وہ صفات بھی مذکور ہیں جو مشرکین مکہ اللہ جل شانہ ہی میں مانتے ہیں۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ (پ۲۱ عنکبوت ع۶)

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج و چاند کو کس نے مسخر کیا تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔ پھر وہ کدھر بھٹکے جاتے ہیں۔

اس کے بعد

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

اللہ ہی کشادہ کر دیتا ہے رزق اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے اور جس کے لئے چاہے تنگ کر دیتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالےٰ ہر شے کو جاننے والا ہے۔

سے تنویر لاکر اس طرف اشارہ فرمایا کہ وہ اللہ کی اس صفت کو بھی مانتے ہیں۔ پھر فرمایا:۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان سے پانی اتار کر زمین کو اس کی موت کے بعد کس نے زندہ کیا تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔

ایک اور جگہ فرمایا:۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۭ (پ۲۵ : زخرف ع۱)

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمینوں کو کس نے پیدا کیا تو ضرور کہیں گے کہ انہیں غالب اور سب کچھ جاننے والے نے پیدا کیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین اللہ تعالےٰ کو ہر شے پر غالب اور بڑے علم والا مانتے تھے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (پ۲۵ : زخرف ع۷)

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ تمہیں کس نے پیدا کیا تو ضرور کہیں گے اللہ ہی نے۔

اس سے معلوم ہوا کہ انسانوں کا پیدا کرنے والا صرف اللہ تعالےٰ ہی کو مانتے تھے۔

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (پ۱۸ : مومنون ع۵)

فرما دیجئے کہ زمین اور اس کی چیزیں کس کے قبضے میں ہیں اگر جانتے ہو تو بتاؤ۔ جلدی ہی کہیں گے کہ اللہ کا قبضہ ہے۔ فرما دیجئے کہ نصیحت حاصل کیوں نہیں کرتے ہو؟

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ (ایضاً)

فرما دیجئے کہ ساتوں آسمانوں اور بڑے عرش کا رب کون ہے؟ جلدی سے کہیں گے کہ اللہ کہہ دیجئے کیا تم ڈرتے نہیں؟

قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝ (ایضاً)

فرما دیجئے کہ ہر چیز کی بادشاہی کس کے قبضے میں ہے وہ پناہ دیتا ہے اور وہ پناہ نہیں دیا جاتا بتاؤ اگر تم جانتے ہو۔ جلدی ہی کہیں گے اللہ ہی ہے فرما دیجئے کہ پھر کہاں سے تم پر جادو پڑ جاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہر شے کو قبضۂ قدرت میں رکھنے والا، ہر شے کو پناہ دینے والا جس کے مقابلے میں کسی کو پناہ نہ ملے صرف اللہ تعالےٰ ہی کو مانتے تھے

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ

پوچھئے تمہیں آسمانوں اور زمینوں سے روزی کون دیتا ہے یا کون مالک ہے کانوں اور

الْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (پ۱۱: یونس ع ۴)

آنکھوں کا اور زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ کو کون نکالتا ہے اور کاموں کی تدبیر کون کرتا ہے تو کہیں گے اللہ ہی یہ تمام کام کرتا ہے تو فرما دیجئے کہ پھر ڈرتے نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ آسمانوں اور زمین سے رزق دینے والا، کانوں اور آنکھوں کا مالک یعنی ضامن، کافر سے مومن پیدا کرنے والا اور بالعکس، آزاد سے غلام پیدا کرنے والا اور بالعکس اور تمام امور کی تدبیر کرنیوالا صرف اللہ تعالےٰ ہی کو جانتے تھے۔ اور مذکورہ صفات میں وحدہٗ لاشریک جانتے تھے۔ اور ایک ہی اللہ کے قائل تھے۔

چوتھے اور چھٹے عنوان کے متعلق آیاتِ قرآنیہ

اِنَّهُمْ كَانُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۙ وَ يَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْۤا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ (پ۲۳: صٰفّٰت ع ۲)

جب انہیں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا جاتا تو اکڑتے اور کہتے تھے کہ کیا ہم ایک شاعر پاگل کے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں۔؟

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کو ماننے کے بعد جب ان کے معبودوں کی نفی کی جاتی تھی تو سرکشی کرتے اور کہتے تھے کہ یہ پاگل ہو چکا ہے اور لوگوں کو اپنے شاعرانہ کلام سے تابع کر لیتا ہے۔

وَعَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۫ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۚ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۚ وَ انْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰۤى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ يُّرَادُ ۚ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۚ (پ۲۳: ص ع ۱)

اور اس پر تعجب کرنے لگے کہ ان کے پاس انہی میں سے ڈرانے والا آگیا تو کافروں نے کہا کہ یہ جادوگر اور جھوٹا ہے کیا اس نے ایک ہی معبود مان رکھا ہے یہ ایک بڑے تعجب کی بات ہے اور چل کھڑے ہوئے کئی سردار ان میں سے کہ چلو اور جمے رہو اپنے معبودوں پر۔ بے شک اس بات میں کچھ غرض ہے ہم نے اس پچھلے دین میں تو یہ نہیں سنا یہ تو ایک من گھڑت بات ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ معبودانِ باطلہ کی نفی کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاذ اللہ ساحر اور کذاب کہتے تھے یعنی جب اس مسئلہ کو منوانے کے لئے اللہ کریم معجزات شق القمر وغیرہ حضرت نبی کریم علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر فرماتا تو کہتے تھے ساحر و کذاب ہے۔ نیز کہتے (معاذ اللہ) بے دین ہے۔ اس نے نیا دین نکالا ہے۔ صحیح دین یہی ہے کہ اپنے معبودوں پر قائم رہو بخاری شریف جلد ثانی میں آیا ہے کہ کفار مکہ نبی علیہ السلام کے حق میں یہ کہتے تھے يَسُبُّ اٰلِهَتَنَا ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے۔ حالانکہ گالی دینا تو نبی کریم علیہ السلام کی شان ہی سے بالکل بعید ہے لیکن وہ اپنے معبودانِ باطلہ کی معبودیت کی نفی ہی کو وہ گالی سمجھتے تھے۔

عنوان رابع۔ ابیاء علیہم السلام کے زمانے میں مشرک لوگ اللہ تعالےٰ کو ایک مان کر دوسروں کو اِلٰہ یعنی معبود مانتے تھے۔ بہر حال وہ بھی ایک خدا کے قائل تھے اور اللہ کے سوا دوسروں کو معبود کہتے تھے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کو ان کے معبودوں کی معبودیت کی نفی کے لئے مبعوث کیا گیا۔ آیتِ ذیل میں تمام انبیاء علیہم السلام کے متعلق اجمالاً بیان کیا گیا

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (پ۱۷: انبیاء ۲۶)

آپ سے پہلے بھی ہر پیغمبر کی طرف یہی وحی کرتے رہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام پیامبر غیر اللہ کی معبودیت کی نفی کے لئے آئے تھے۔ اکثر انبیاء علیہم السلام کے متعلق تفصیلی آیات حسبِ ذیل ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ (پ۸: الاعراف ع ۸)

ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ تو آپ نے کہا اے میری قوم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں۔

اس کے جواب میں نوح علیہ السلام کو ان کی قوم نے کہا تھا۔

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا (پ۲۹: نوح ع ۲۶)

اور قوم نے کہا کہ اپنے معبودوں کو اور ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو ہرگز نہ چھوڑو۔

اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے اللہ تعالےٰ کے سوا دوسروں کو معبود بنا رکھا تھا انکے خود ساختہ معبودوں کو نہ ماننے کی وجہ سے انہوں نے نوح علیہ السلام کو گمراہ کہا

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (پ۸: الاعراف ع ۸)

نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے کہا ہم تجھے کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

حضرت ہود علیہ السلام

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (پ۸: الاعراف: ۹۶)

اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) کو بھیجا گیا۔ آپ نے کہا اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں سو کیا تم ڈرتے نہیں۔

اس کے جواب میں قوم نے ہود علیہ السلام سے کہا۔

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ۝ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ (پ۱۲: ہود ع ۵)

انہوں نے کہا اے ہود! تو کوئی صاف بات لے کر ہمارے پاس نہیں آیا اور ہم تیرے کہنے سے اپنے ٹھاکروں (معبودوں) کو نہیں چھوڑیں گے اور ہم تجھے ماننے کے نہیں۔ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی معبود نے تمہیں آسیب پہنچایا ہے

اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ توحید کی وجہ سے قوم نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا کہ ہم تیرے کہنے پر اپنے معبودوں کو نہ چھوڑیں گے بلکہ اس قسم کی باتیں وہ شخص کرتا ہے جس کے ہوش ٹھکانے نہ ہوں۔ لہٰذا تیرے بھی ہوش و حواس خراب ہو چکے ہیں۔ تجھ پر ہمارے معبودوں کی مار پڑ چکی ہے۔ نیز کہا:۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (پ۲۶: الاحقاف: ع ۳)

انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے پھیر دے؟ اگر تو سچا ہے تو ہم پر وہ عذاب جس کا تو وعدہ کرتا ہے، لے آ۔

نیز جواب میں کہا کہا:۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۝ (پ۸ الاعراف: ع ۹)

انہوں نے کہا تو اس لئے ہمارے ہاں آیا ہے کہ ہم ایک ہی اللہ کی عبادت کریں؟ اور جن معبودوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے چھوڑ دیں پس اگر تو سچا ہے تو ہمارے پاس وہ عذاب لے آ جس کا تو وعدہ کرتا ہے۔

حضرت صالح علیہ السلام

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ (پ۸: الاعراف: ع ۱۰)

اور قوم ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا۔ آپ نے کہا۔ اے میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو۔ تمہارا اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں

اس کے جواب میں قوم نے کہا:۔

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ۝ (پ۱۲: ہود: ع ۶)

انہوں نے کہا اے صالح ما اس سے پہلے ہمیں تجھ سے امید تھی۔ کیا تو ہمیں ان معبودوں کی عبادت سے جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے، منع کرتا ہے بیشک ہم اس (مسئلہ توحید) سے جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے بڑے شک میں ہیں

یعنی قوم نے کہا کہ اس مسئلہ کے بیان کرنے سے پہلے ہم تجھے نیک خیال کرتے تھے لیکن اب معلوم ہوا کہ تو ہمیں ان حضرات سے جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے روکنے کے لئے آیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا (پ۱۶: مریم: ع ۳)

اور کتاب میں ابراہیم (علیہ السلام) کا ذکر کیجئے۔ بے شک وہ بہت ہی سچا نبی تھا جب اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ تو ان کی عبادت کیوں کرتا ہے جو نہ سنتے نہ دیکھتے اور نہ تیرے کچھ کام ہی آتے ہیں۔

یعنی ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا کہ تو ان کی عبادت کیوں کرتا ہے جو تیری بات بھی نہیں سن سکتے اور تجھ سے وہ کوئی تکلیف بھی دور نہیں کر سکتے الحاصل نہ عالم الغیب ہیں، نہ حاضر و ناظر اور نہ ہی نفع نقصان کے مالک ہیں۔

اس کے جواب میں باپ نے یوں کہا:۔

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا۝ (ایضاً)

اس نے کہا کیا تو میرے معبودوں سے روگردانی کرتا ہے اگر تو نہ رکا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔ اور مجھ سے دور ہو جا ایک مدت تک۔

یعنی باپ نے کہا، اگرچہ تو نے نام تو نہیں لیا لیکن میں سمجھ گیا ہوں کہ تو میرے ان حضرات کے متعلق کہہ رہا ہے جن کی میں عبادت کرتا ہوں، ان سے تو مجھے دور کرنا چاہتا ہے باز آجا ورنہ میں تجھے پتھروں سے مروا دوں گا۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے بعض معبودوں کے ناک و کان وغیرہ کاٹ دیئے تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ ان کے معبود کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ قوم نے کہا:۔

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ (پ۱۷: انبیاء ع ۵)

انہوں نے کہا، ہمارے معبودوں سے یہ سلوک کس نے کیا وہ بڑا ظالم ہے۔

انہی میں سے کچھ لوگ بولے:۔

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ؕ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ۝ (حوالہ بالا)

انہوں نے کہا، ہم نے سنا ہے کہ ایک نوجوان جسے ابراہیم کہتے ہیں ان کے متعلق کچھ کہتا رہتا ہے انہوں نے کہا کہ اسے لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ وہ اسے دیکھ لیں۔

اسی وجہ سے قوم نے آخر میں یہ فیصلہ کیا۔

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ

انہوں نے کہا۔ اس (یعنی ابراہیم علیہ السلام) کو جلادو اس میں تمہارے معبودوں کی بات رہ جائے گی۔

حضرت لوط علیہ السلام

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ۝ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ۝ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ

(پ۲۷: الذاریات: ع۲)

ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا۔ اے بھیجے ہوئے تمہارا کیا کام ہے۔ انہوں نے کہا، ہم گنہگار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ہم ان پر مٹی کے پتھر پھینکیں جو کہ نشاندار ہیں تمہارے رب کے ہاں حد سے گذرنے والوں کے لئے۔ پھر بچا نکالا ہم نے جو تھا ایمان والا۔ وہاں مسلمانوں کا ایک ہی گھر پایا۔

لوط علیہ السلام کے متعلق صرف یہی آیات آئی ہیں جن میں توحید کا ذکر ہے۔ البتہ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝ میں اجمالاً لوط علیہ السلام کا ذکر بھی آیا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ (پ۸: الاعراف: ع۱۱)

قوم مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا۔ انہوں نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

اور وَاِنْ كَانَ طَآىِٕفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ یعنی ان کی قوم میں سے بعض نے مسئلہ توحید کو مان لیا تھا اور بعض نے انکار کر دیا تھا اَلَّذِیْ سے مراد مسئلہ توحید ہے اور جنہوں نے اس مسئلہ کو نہ مانا تھا، انہوں نے جواب میں کہا:۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا (پ۹: الاعراف ع۱۱)

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰۗؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ۝

(پ۱۲: ہود: ع۸)

شعیب (علیہ السلام) کی قوم کے متکبر لوگوں نے کہا۔ اے شعیب! ہم تجھے اور تجھ پر ایمان لانے والوں کو شہر سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین میں واپس آجاؤ گے۔

انہوں نے کہا، اے شعیب! کیا نماز پڑھنے نے تجھے یہ سکھایا کہ ہم چھوڑ دیں ان معبودوں کو جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے یا جو کچھ ہم اپنے مالوں میں کرتے ہیں۔ وہ چھوڑ دیں۔ تو بردبار اور نیک چلن ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ (پ۱۶: طٰہٰ: ع۱)

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝

میں نے تجھے منتخب کر لیا ہے پس جو وحی کی جا رہی ہے اس کو سن۔ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی بھی معبود نہیں۔ پس میری ہی عبادت کر اور میرے ذکر کیلئے نماز قائم کر۔ فرعون کی طرف جا وہ سرکش ہو چکا ہے۔

اس کے جواب میں فرعون نے کہا:۔

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۝ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۝ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ۝ (پ۱۹: شعراء: ع۲)

فرعون نے کہا۔ کیا معنی پروردگار عالم کے۔ کہا آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے، ان کا رب۔ اگر تم یقین کرو۔ جو اس کے پاس تھے انہیں کہا۔ کیا تم نہیں سنتے۔ فرمایا موسیٰ نے، تمہارا رب اور تمہارے باپ دادا کا رب۔ کہا جو رسول تمہاری طرف بھیجا گیا ہے، پاگل ہے۔ کہا مشرق و مغرب اور جو کچھ ان کے درمیان ہیں ہے۔ سب کا رب، اگر تم سمجھتے ہو۔ فرعون نے کہا کہ اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو "الٰہ" بنایا تو میں تجھے قیدی بنا دوں گا۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّىْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ (پ۲۰: قصص: ع۴)

اور فرعون نے کہا اے دربار والو! مجھے تو اپنے سوا تمہارے لئے کوئی معبود معلوم نہیں۔ سو آگ دے میرے لئے گارے کو۔ پھر میرے لئے ایک محل بنا تاکہ میں جھانک لوں موسیٰ کے رب کو۔ اور میں اسے جھوٹا خیال کرتا ہوں۔

فرعون کے ساتھیوں نے جواب میں کہا:۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا

فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا، کیا تو موسیٰ ع اور اس کی قوم کو چھوڑتا ہے کہ

فِی الْاَرْضِ وَیَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ (پ۹: الاعراف: ع ۱۵)

وہ زمین میں فساد کریں اور وہ تجھے اور تیرے معبودوں کو چھوڑے رہیں۔

الحاصل موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی مسئلہ بیان کیا کہ اللہ جل شانہ کے سوا دوسرا کوئی الٰہ نہیں۔ فرعون نے جواب میں موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تو نے میرے سوا کسی دوسرے کو الٰہ بنایا تو تجھے قید کر دونگا اور قوم سے کہا کہ اس کی بات نہ ماننا میرے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام (معاذ اللہ) پاگل ہیں۔ مندرجہ ذیل آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد باقی انبیاء علیہم السلام کا اجمالی ذکر کیا گیا ہے:۔

اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا اَیْدِیَهُمْ فِیْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ (پ۱۳: ابراہیم: ع ۱)

کیا تمہیں اپنے سے پہلی قوم نوح، عاد اور ثمود اور جو ان سے پیچھے ہوئے ان کی خبر نہیں آئی۔ اللہ کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا۔ ان کے رسول ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ ان کے منہ میں دے دیئے اور کہا کہ جس (مسئلہ توحید) کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو، ہم اس کا انکار کرتے ہیں اور جس (مسئلہ توحید) کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو۔ ہم اس کے بارے میں بڑے شک میں ہیں

حضرت یعقوب علیہ السلام

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِیْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِیْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا (پ۱: بقرہ: ع ۱۶)

کیا تم حاضر تھے جس وقت یعقوب (علیہ السلام) کو موت آئی، جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے کہا ہم تیرے اور تیرے باپ دادا ابراہیم، اسمٰعیل و اسحٰق علیہم السلام کے ایک ہی معبود کی عبادت کریں گے۔

حضرت یوسف علیہ السلام

اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ (پ۱۲: یوسف: ع ۵)

میں نے اس قوم کے مذہب کو جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور قیامت کے بھی منکر ہیں، چھوڑ دیا ہے اور میں نے اپنے باپ دادا، ابراہیمؑ، اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کا اتباع کیا ہے۔ ہمارے شایانِ شان نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک بنائیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ (پ۱۶: مریم: ع ۲)

بیشک اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے۔ پس اسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔

لیکن نصاریٰ کے مولویوں اور پیروں کا حال یہ تھا:۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ (پ۱۰: توبہ: ع ۵)

انہوں نے اپنے مولویوں، پیروں اور مسیح ابن مریمؑ کو اللہ کے سوا رب بنالیا۔ حالانکہ وہ ایک ہی معبود کی عبادت کرنے کا حکم دیئے گئے تھے۔ وہ وہی معبود ہے اور پاک ہے ان شریکوں سے جنہیں وہ شریک بناتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو یہی فرماتے رہے کہ اللہ کریم جل شانہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ ان کے چلے جانے کے بعد قوم نے اپنے مولویوں، پیروں اور عیسیٰؑ کو بھی الٰہ بنالیا۔ جیسا کہ عزیر علیہ السلام کو الٰہ بنالیا تھا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں کافر کہا۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ (پ۶: مائدہ: ع ۱۰)

کافر ہوئے وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ وہی ہے عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام)

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (حوالہ مذکورہ بالا)

یقیناً کافر ہوئے وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔ حالانکہ الٰہ تو ایک ہی ہے۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (حوالہ مذکورہ بالا۔ ع ۱۶)

جب فرمائے گا اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریمؑ سے۔ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنالو۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام، ان کی والدہ، پیروں، فقیروں اور مولویوں کو الٰہ بنا رکھا تھا۔

اللہ کے سوا کس کس کو معبود بنایا گیا

ملائکہ، انبیاء علیہم السلام، مولویوں اور پیروں کو خواہ وہ نیک ہوں یا بد لیکن ان بُروں کو بھی نیک خیال کر کے معبود بنایا گیا۔ سورج اور ستاروں کو، جنات اور بالخصوص

شیطان تو۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کی قبور کو جن درختوں کے نیچے انبیاء عظام اور اولیائے کرام بیٹھے تھے لیکن یہ یاد رہے کہ قبور اور درخت وغیرہ کی جگہوں میں بھی دراصل انبیاء کرام اور اولیائے عظام ہی کو معبود خیال کیا جاتا تھا۔

ملائکہ کے متعلق آیات قرآنیہ

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ أَهٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ○ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ ○
(پ۲۲: سبا: ع ۵)

جس دن اللہ سب کو اکٹھا کرے گا۔ پھر فرشتوں سے کہے گا کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کرتے تھے۔ کہیں گے تو پاک ہے شریکوں سے تو ہی ان کے سوا ہمارا کارساز ہے بلکہ وہ جنوں کی عبادت کرتے تھے اور ان میں بہت سے ان پر ایمان رکھتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین نے ملائکہ کو معبود بنالیا تھا یعنی ان کو حاجات کے وقت پکارتے تھے۔ اور ملائکہ کے جواب سے معلوم ہوا کہ دراصل بفعل شرک کرانے والے جنات تھے کیونکہ دراصل جنات ہی ان کے معبود تھے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهٖ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ○ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُونَ عَذَابَهٗ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ○
(پ۱۵: بنی اسرائیل: ع ۶)

فرما دیجئے کہ بلاؤ ان لوگوں کو جنہیں تم نے اللہ کے سوا معبود گمان کر لیا ہے سو وہ تم سے تکلیف دور کرنے اور بدل دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ وہ لوگ جنہیں یہ پکارتے ہیں وہ تو اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ قریب ہے۔ اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرے رب کا عذاب ڈرنے کے لائق ہے۔

یہ آیت باتفاق مفسرین ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کے حق میں ہے

وَيَجْعَلُونَ لِلّٰهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ ○
(پ۱۴ النحل: ع ۷)

اور اللہ کے لئے بیٹیاں بناتے ہیں اللہ کی ذات تو پاک ہے۔ اور اپنے لئے جس کی وہ خواہش رکھتے ہیں (یعنی بیٹے مانگتے ہیں)

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ ○ (پ۲۲: سبا: ع ۳)

فرما دیجئے کہ جنہیں تم اللہ کے سوا معبود گمان کرتے تھے انہیں پکارو۔ وہ آسمانوں اور زمین میں سے ذرّہ بھر کے مالک نہیں۔ اور نہ ہی ان کا ان دونوں میں کچھ ساجھا ہے اور نہ ہی ان میں سے ان کا کوئی مددگار ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے حق میں

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَآ أُجِبْتُمْ ۖ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ (پ۷: المائدہ: ع ۱۵)

جس دن کہ اللہ سارے رسولوں کو اکٹھا کرے گا اور کہے گا۔ کیا جواب دیئے گئے تھے تم، عرض کریں گے کہ ہمیں تو کچھ خبر نہیں، تو ہی غیب دان ہے۔

چونکہ انبیاء علیہم السلام کو ان کے چلے جانے کے بعد غائبانہ حاجات میں پکارا گیا۔ لہذا ان سے سوال کیا جائے گا کہ تمہارے پیچھے کیا کچھ ہوتا رہا۔ (تفسیر کبیر)

إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۖ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۚ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۚ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ○ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهٖ أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ○ (پ۷: المائدہ: ع ۱۶)

جب فرمائے گا اللہ، اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنالو۔ تو کہیں گے پاک ہے تو (معبودیت میں) شریکوں سے۔ میرے شایانِ شان نہیں کہ میں وہ بات کہوں جس کا حق مجھے حاصل نہیں اگر میں نے یہ کہا ہوتا تو تجھے معلوم ہوتا تو تو میرے دل کی باتیں جانتا ہے اور تیرے جی کی باتیں میں نہیں جانتا۔ کیونکہ تو ہی غیب دان ہے۔ میں نے تو انہیں وہی کچھ کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور جب تک میں ان میں رہا ان سے خبردار تھا اور جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو ان کی خبر رکھنے والا تو ہی تھا۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ۖ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ ۖ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ۚ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ ○ اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ (پ۱۰ توبہ: ع ۵)

یہودیوں نے کہا کہ عُزیر (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں۔ اور نصاریٰ نے کہا کہ عیسیٰ (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں۔ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ پہلے کافروں کی بات کی مشابہت کرتے ہیں۔ خدا انہیں تباہ کرے، کدھر پھرے جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے مولویوں، پیروں اور مسیح ابن مریم کو الٰہ بنا لیا (چاہے وہ مولوی اور پیر نیک ہوں یا بد)

اولیائے کرام کے حق میں

اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی (پ۲۷: نجم ع۱)

کیا تم نے لات، عزّٰی اور ایک تیسرے منات کو دیکھا۔

ان میں سے لات ایک بزرگ تھا۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۷۲۱ میں ہے۔ اور عزّٰی اور نائلہ دو بدکار مرد و زن تھے۔

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِھَتَکُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝ (پ۲۹: نوح: ع۲)

اور انہوں نے کہا کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑو۔ اور ودّ، سواع یغوث اور نسر کو بھی ہرگز نہ چھوڑنا۔

یہ پانچ نوح علیہ السلام کی قوم میں نیک آدمی تھے۔ جب فوت ہوئے تو ان کی صورتیں پتھروں پر کندہ کیں اور ان کو غائبانہ حاجات میں پکارا گیا جیسا کہ بخاری جلد ثانی ص۷۳۲ اور تفسیر عزیزی میں اس مقام پر ہے کہ یہ پانچوں حضرت شیث ؑ کے نیک بیٹے تھے۔ فتح الباری میں ایک روایت مرسل ہے کہ ودّ حضرت شیث علیہ السلام کا نام ہے اور چار ان کے بیٹے ہیں۔ بہر حال یہ پانچوں نیک مرد تھے، پتھر نہ تھے۔

وَیَوْمَ نَحْشُرُھُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا مَکَانَکُمْ اَنْتُمْ وَشُرَکَآؤُکُمْ ج فَزَیَّلْنَا بَیْنَھُمْ وَقَالَ شُرَکَآؤُھُمْ مَّا کُنْتُمْ اِیَّانَا تَعْبُدُوْنَ ۝ (پ۱۱: یونس: ع۳)

جس دن ہم سب کو اکٹھا کریں گے۔ پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی جگہ پڑے رہو۔ پس ہم ان کے درمیان پھوٹ ڈال دیں گے اور ان کے شریک کہیں گے کہ تم تو ہماری عبادت نہیں کرتے رہے۔

سورج کے متعلق

وَجَدْتُّھَا وَقَوْمَھَا یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (پ۱۹: نمل ع۲)

میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ کے سوا سورج کے سامنے سجدہ کرتے دیکھا۔

ستاروں کے متعلق

فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْہِ الَّیْلُ رَاٰ کَوْکَبًا ج قَالَ ھٰذَا رَبِّیْ ج فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ ھٰذَا رَبِّیْ ج فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ یَھْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَکُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَۃً قَالَ ھٰذَا رَبِّیْ ھٰذَآ اَکْبَرُ ج فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ (پ۷: انعام: ع۹)

جب اسے رات نے پالیا تو ایک ستارہ دیکھ کر کہا کہ یہ میرا رب ہے جب وہ غائب ہوگیا تو کہا میں غائب ہوجانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر جب چمکتے چاند کو دیکھا تو کہا کہ یہ میرا رب ہے۔ پھر جب وہ غائب ہوگیا تو کہا کہ اگر مجھے رب میرے نے ہدایت نہ دی ہوتی تو میں ضرور ظالم بن جاتا۔ پھر جب سورج کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے یہ تو بڑا ہے۔ پھر جب وہ بھی غائب ہوگیا تو فرمایا اے میری قوم! جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو، میں ان سے بیزار ہوں۔

جنّات کے بارے میں

اِنَّہٗ کَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ (پ۲۹: جن ع۱)

بے شک بہت سے انسان کتنے جن مردوں سے پناہ پکڑتے تھے۔

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ جنات سے پناہ مانگتے تھے۔ اس کے لئے رسالہ "الفرقان بین اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطان" مصنفہ علامہ ابن تیمیہ ؒ کا دیکھنا ضروری ہے۔

اَفَتَتَّخِذُوْنَہٗ وَذُرِّیَّتَہٗٓ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ وَھُمْ لَکُمْ عَدُوٌّ ط بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا ۝ (پ۱۵: کہف: ع۷)

کیا میرے سوا تم اسے (شیطان کو) اور اس کی اولاد کو دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے کھلے دشمن ہیں۔ ظالموں کو برا بدلہ ہاتھ لگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ شیطان اور اس کی اولاد کو کارساز بنایا گیا۔

وَقَالَ الشَّیْطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰہَ وَعَدَکُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّکُمْ فَاَخْلَفْتُکُمْ ط وَمَا کَانَ لِیَ عَلَیْکُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ ج فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ط مَآ اَنَا بِمُصْرِخِکُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِیَّ ط اِنِّیْ کَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَکْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ط اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ (پ۱۳: ابراہیم: ع۴)

جب کام پورا ہوچکے گا تو شیطان کہے گا کہ بیشک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا مگر میں نے تم سے وعدہ خلافی کر دی۔ اور مجھے تو تم پر کچھ غلبہ نہ تھا مگر یہ کہ میں نے تمہیں بلایا پس تم نے میری بات مان لی۔ پس مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو۔ نہ میں تمہارا فریادرس ہوں اور نہ تم میرے اور جو تم نے اس سے پہلے مجھے شریک بنایا تھا میں اس کا انکار کرتا ہوں، بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کو بھی مولائے کریم کا شریک ٹھہرایا گیا۔

حدیث میں ہے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآءِھِمْ مَسَاجِدَ

خدا یہود یوں اور نصرانیوں پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء ؑ کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا

إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَيْهِ مَسْجِدًا الخ
جب ان میں کوئی نیک مرد مرجاتا ہے تو اس پر قبہ بنالیتے ہیں۔

اسی طرح حضور علیہ السلام نے اللہ تعالے سے دعا کی:۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا يُّعْبَدُ
اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی عبادت ہونے لگے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے شجرۃ الرضوان کو جڑ سے اسی لئے اکھیڑ دیا تھا کہ وہاں اس کی پوجا نہ شروع ہوجائے۔ جیسا کہ آجکل بزرگوں کی خانقاہوں میں ہورہا ہے۔

نیک پیروں کے حق میں

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ○ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ○ (پ۱۱: یونس: ع۳)

جس دن ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے تو مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی جگہ پر قائم رہو پھر ان میں پھوٹ ڈال دیں گے تو ان کے شریک کہیں گے کہ تم تو ہماری بندگی نہ کرتے تھے۔ سو اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان کافی شاہد ہے۔ ہمیں تو تمہاری عبادت کی خبر تک نہ تھی۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ (پ۱۴: نحل: ع۲)

جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی نہیں پیدا کرسکتے بلکہ وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں مرے ہیں کہ ان میں جان نہیں اور نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں ہے جو مرے ہوئے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔

وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ (حوالہ مذکورہ بالا رکوع ۱۲)

جب مشرک اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے رب! یہی وہ ہمارے شریک ہیں جنہیں ہم تیرے سوا پکارتے تھے۔ تب وہ انہیں کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو۔

شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی رح نے لکھا ہے کہ جو لوگ بزرگان دین کو پوجتے ہیں وہ بزرگ بے گناہ ہیں۔ ایک شیطان وہی نام رکھ کر اپنے آپ کی پوجا کراتا ہے اسی لئے قیامت کے دن وہ کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو۔

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ۚ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا (پ۱۵: بنی اسرائیل ع۶)

کوئی ایسی بستی نہیں کہ جسے ہم قیامت کے دن سے پہلے ہلاک نہ کردیں یا اس پر سخت آفت نہ ڈالیں۔ یہ بات کتاب میں لکھی گئی ہے۔

اس پر حضرت شاہ عبد القادر صاحب رح نے لکھا ہے " ہم تقریریں لکھ چکے ہیں کہ ہر شہر کے لوگ اپنے ایک بزرگ کو مقرر کرکے پوجتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہم اس کی رعیت ہیں اور اس کی پناہ میں ہیں سو وقت آنے پر کوئی پناہ نہیں دے سکتا"

اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۚ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ○ (پ۱۶: کہف: ع۱۲)

کیا اب کافر یہ خیال کرتے ہیں کہ میرے سوا میرے بندوں کو کارساز بنالیں۔ ہم نے کافروں کی مہمانی کے لئے دوزخ تیار کی ہے۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۚ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ○ (پ۲۲: فاطر ع۲)

جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنتے۔ اور اگر بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت برآری نہیں کرسکتے! اور قیامت کے دن تمہارے شریک بنانے سے منکر ہوجائیں گے اور جاننے والے کی طرح تجھے کوئی بھی خبر نہ دے گا۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۚ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ○ (پ۱۵: بنی اسرائیل: ع۶)

فرما دیجئے کہ جنہیں تم نے اللہ کے سوا گمان کرلیا ہے انہیں بلاؤ۔ پس وہ تم سے تکلیف دور کرنے اور نہ ہی پھیر دینے کا اختیار رکھتے ہیں وہ لوگ جنہیں یہ پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کی نزدیکی ڈھونڈھتے ہیں کہ ان میں کا کون زیادہ نزدیک ہے اس کی رحمت کی امید کرتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بیشک آپ کے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ○ (پ۲۲: سبا: ع۳)

فرما دیجئے کہ جنہیں تم نے اللہ کے سوا گمان کر رکھا ہے انہیں بلاؤ۔ وہ آسمانوں میں ایک ذرہ بھر چیز کے مالک نہیں اور نہ ہی زمین میں اور نہ ہی ان کا ان دونوں میں کچھ ساجھا ہے۔ اور نہ ہی ان میں سے کوئی اس کا مددگار ہے۔

ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ○ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْئًا (پ۲۴: حم مومن: ع۸)
وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ ۙ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ○

پھر انہیں کہا جائیگا کہ کہاں ہیں وہ معبودانِ باطلہ جنہیں تم اللہ کے سوا شریک بناتے تھے کہیں گے کہ ہم سے گم ہوچکے ہیں، نہیں نہیں، بلکہ ہم نے تو پہلے کبھی کسی کو پکارا ہی نہیں۔
اور جس دن کہ پکاریگا کہ میرے شریک کہاں ہیں۔ کہیں گے کہ ہم نے تجھے کہہ سنایا کہ

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ○ (پ۲۵: حٰمٓ سجدہ: ع ۶)

ہم میں سے کوئی بھی اس کا اقرار نہیں کرتا اور پہلے جنہیں پکارتے تھے وہ ان سے گم ہو گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ انہیں کہیں خلاصی نہیں۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ○ (پ۲۶: الاحقاف ع ۱)

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○

(پ۲۶: الاحقاف: ع ۴)

اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا ان کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی کچھ حاجت روائی نہیں کر سکتے۔ اور وہ اس کی پکار سے بے خبر ہیں جب تمام لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا تو وہ ان کے دشمن اور ان کی عبادت سے منکر ہوں گے پس ان کی ان معبودوں نے جنہیں کہ اللہ کے سوا بڑے درجے پانے کو معبود بنا لیا، مدد کیوں نہ کی۔ یہ ان کا جھوٹ ہے اور جو کچھ کہ اپنے پاس سے افترا باندھ لیتے ہیں۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ○ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ○ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ (پ۷: الانعام: ع ۳)

جس دن کہ ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ کہاں ہیں تمہارے وہ شریک جن کا تمہیں دعوٰے تھا۔ پھر ان کا یہی گندا جواب ہوگا کہ کہیں گے کہ اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے، ہم شریک بنانے والے نہ تھے۔ دیکھئے کیسے اپنے اوپر جھوٹ بولا۔ اور جو باتیں کہ بنایا کرتے تھے، ان سے کھوئی گئیں۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ○ (پ۷: الانعام: ع ۱۱)

البتہ تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آ چکے جس طرح کہ ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور جو کچھ اسباب ہم نے تمہیں دیا تھا اسے اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو۔ جن شریکوں کا تمہیں دعوٰے تھا کہ ان کا تم میں ساجھا ہے انہیں ہم تمہارے ساتھ نہیں دیکھتے! البتہ تمہارا تعلق منقطع ہو گیا اور جو دعوٰی کرتے رہے وہ تم سے جاتے رہے۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ○ (پ۸: الاعراف: ع ۴)

حتٰی کہ جب ہمارے بھیجے ہوئے جان لینے کو ان کے پاس آئیں گے تو کہیں گے کہ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے تھے وہ کہاں ہیں، کہیں گے کہ ہم سے گم ہو چکے ہیں اور اپنے اوپر اقرار کر لیں گے کہ وہ کافر تھے۔

قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ (پ۸: الاعراف: ع ۶)

بیشک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے۔ سو کیا اب ہمارا کوئی سفارشی ہے جو سفارش کرے یا ہم لوٹا دیئے جائیں کہ پہلے کاموں کے خلاف کام کریں انہوں نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا اور جو افترا باندھتے تھے ان سے گم ہو گیا۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ○ (پ۱۳: رعد ع ۲)

جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کے کچھ بھی کام نہیں آ سکتے۔ مگر جیسے کہ کسی نے پانی کی طرف دونوں ہاتھ پھیلا دیئے تاکہ اس کے منہ میں پہنچے اور وہ تو کبھی اس کے منہ میں نہ پہنچے گا اور کافروں کی پکار تو نری گمراہی ہے۔

یعنی جس طرح وہ پانی ان کی بات کو سن بھی نہیں سکتا اور نہ ہی ان تک پہنچ کر پیاس کو دور کر سکتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح خدا کے نیک بندے نہ تو غائبانہ پکاریں سنتے ہیں اور نہ ہی ان تک پہنچ کر ان کی تکلیف دور کر سکتے ہیں۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○

(پ۷: المائدہ: ع ۱۶)

جب فرمائے گا اللہ تعالےٰ اے عیسٰی بن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنا لو۔ کہیں گے اے خدا! تو شریکوں سے پاک ہے۔ میرے شایانِ شان نہیں کہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے حق نہیں اگر میں نے کہی ہے تو تو میرے دل کی باتیں جانتا ہے اور میں تیرے دل کی باتیں نہیں جانتا۔ بیشک تو غیبوں کا جاننے والا ہے۔ میں نے تو انہیں وہی کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور جب تک میں ان میں رہا تو ان کے اعمال دیکھتا رہا اور جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو خود ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہی ہر ایک چیز کو دیکھتا ہے۔

قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ (پ۱۳: رعد: ع ۲)

فرما دیجئے! کیا تم نے اللہ کے سوا ایسے کارساز بنا لئے ہیں جو اپنے نفع اور نقصان کے بھی مالک نہیں۔

وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا (پ۱۵: کہف: ع ۷)

اور جس دن کہے گا کہ میرے جن شریکوں کا تمہیں دعوٰے تھا، ان کو بلاؤ۔ پھر وہ پکاریں گے تو وہ کچھ جواب نہ دیں گے اور ہم ان کے درمیان ہلاکت کی جگہ کر دیں گے۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝ (پ ۱۶: مریم: ع ۵)

لوگوں نے اللہ کے سوا معبود بنالئے ہیں تاکہ وہ ان کے مددگار ہوں، ہرگز نہیں وہ ان کی عبادت کرنے کا انکار کردیں گے اور ان کے مخالف ہوجائیں گے۔

وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ (پ ۲۵: زخرف: ع ۱)

انہوں نے اس کے بندوں سے خدا کی اولاد مقرر کر رکھی ہے۔

مشرک مولویوں اور پیروں کے حق میں آیاتِ قرآنیہ

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ۭ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ۝

(پ ۲: بقرہ: ع ۳۰)

جب پیروی کئے ہوئے (بدمولوی اور بد پیر) پیروی کرنے والوں سے بیزار ہو جائیں گے اور عذاب دیکھیں گے اور ان کے سب تعلقات منقطع ہوجائیں گے، پیرو کہیں گے، کیا اچھا ہوتا کہ ہمیں دنیا کی طرف لوٹ جانے کا موقع مل جاتا پھر ہم بھی ان سے ایسے بیزار ہوتے جیسے کہ یہ ہم سے بیزار ہوچکے ہیں اسی طرح اللہ حسرت دلانے کے لئے انہیں انکے اعمال دکھلائے گا اور وہ آگ سے ہرگز نہیں نکلیں گے۔

كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝ (پ ۸: الاعراف: ع ۴)

جب ایک گروہ داخل ہوگا تو دوسرے گروہ کو لعنت کریگا۔ حتیٰ کہ جب سب اس میں گر چکے ہونگے تو ان کے پچھلے پہلوں کو کہیں گے، اے اللہ انہوں نے ہی ہمیں گمراہ کیا۔ پس تو انہیں آگ کا دونا عذاب دے۔ فرمائے گا کہ دونوں کا دوگنا ہے مگر تم نہیں جانتے اور ان کے پہلے پچھلوں سے کہیں گے پس تم کو ہم پر کچھ بڑائی نہ ہوئی پس اب اپنے اعمالِ مشرکانہ کے سبب جو کیا کرتے تھے عذاب چکھو

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ۝ (پ ۱۳: ابراہیم: ع ۳)

اور سب اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے تو کمزور زبردستوں سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے تابع تھے سو کیا تم ہمیں اللہ کے عذاب سے بچاؤ گے کہیں گے کہ اگر خدا نے ہمیں ہدایت دی ہوتی تو ہم تمہیں راستہ دکھلاتے۔ برابر ہے ہمارے حق میں کہ بے قراری کریں یا صبر ہمیں خلاصی نہیں۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ښ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ۨ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَاۗءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (پ ۲۲: سبا: ع ۴)

اور کبھی تو دیکھے کہ جب ظالم اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوں گے اور ایک دوسرے پر بات ڈالتے ہوں گے، کمزور زبردستوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایماندار ہوتے۔ زبردست کمزوروں سے کہیں گے کہ ہدایت پہنچنے کے بعد کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روکا تھا بلکہ تم خود گنہگار تھے۔ اور کمزور بڑائی کرنے والوں سے کہیں گے کہ کوئی نہیں بلکہ رات دن کے فریب سے جب تم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ اللہ کی نافرمانی کریں اور اس کے ساجھی بنائیں اور جب عذاب دیکھیں گے تو پریشانی ظاہر کریں گے اور ہم منکروں کی گردنوں میں طوق ڈال دینگے جو کرتے تھے وہی بدلہ پائیں گے۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاۗءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝

(پ ۲۲: الاحزاب: ع ۸)

جس دن وہ آگ میں منہ کے بل ڈالے جائیں گے تو کہیں گے ہائے افسوس کیا اچھا ہوتا کہ ہم خدا اور رسول کا کہا مانتے اور کہیں گے اے ہمارے رب: ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا پس انہوں نے ہمیں سیدھے راستے سے ہٹا دیا اے ہمارے رب! انہیں دوگنا عذاب دے اور ان پر بڑی پھٹکار کر۔

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ۝ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ۝ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ۝ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ يَّتَسَاۗءَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ۝ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ۝ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ڰ اِنَّا لَذَاۗىِٕقُوْنَ ۝ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ يَوْمَىِٕذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝

اکٹھا کرو مشرکوں، ان کے ساتھیوں (پیر بھائیوں) اور ان معبودانِ باطلہ کو جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے پھر انہیں دوزخ کی راہ پر چلاؤ اور انہیں کھڑا رکھو (کیونکہ) ان سے پوچھنا ہے کہ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ کوئی نہیں۔ آج وہ اپنے آپ کو پکڑواتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔ کہیں گے کہ تم ہی ہم پر دائیں طرف سے آتے تھے وہ بولے کوئی نہیں پر تم ہی نہ تھے یقین لانے والے اور ہمیں تم پر کچھ زور نہ تھا بلکہ تم ہی حد سے نکلنے والے ہو۔ پس ہم پر ہمارے رب کی بات ثابت ہوگئی بیشک ہمیں تو مزہ چکھنا ہے۔ جیسے ہم خود گمراہ تھے تمہیں

(پ۲۳، الصّٰفّٰت، ع۲)

هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ۝ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۚ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ۝ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ۝ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ۝ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ۝ (پ۲۳، ص، ع۴)

وَاِذْ يَتَحَاجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰۗؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝

(پ۲۴، حم مومن، ع۵)

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۝

(پ۲۴، حٰم سجدہ، ع۴)

بھی گمراہ کیا۔ سو اس دن وہ عذاب میں شریک ہوں گے۔ ہم مجرموں سے ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔

یہ ایک فوج تمہارے ساتھ دھنستی چلی آرہی ہے، ان کا بھلا نہ ہو، وہ آگ میں گھسنے والے ہیں (مرید) کہیں گے تمہارا ہی بھلا نہ ہو۔ تم ہی اس کو ہمارے سامنے لائے۔ پس برا ٹھکانہ ہے (مرید) کہیں گے، اے ہمارے پروردگار، یہ جو ہمارے سامنے لایا تو اسے آگ میں دونا عذاب دے۔ اور (مرید) کہیں گے کہ کیا ہوا ہم جنہیں شرارتی سمجھتے تھے، انہیں دیکھتے (یعنی توحید بیان کرنے والے) کیا ہم نے انہیں ٹھٹھے میں پکڑا تھا، یا ہماری آنکھیں ان سے چوک گئیں۔ یہ بات ٹھیک ہوئی ہے دوزخیوں کا آپس میں جھگڑا کرنا۔

اور جب آگ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو کمزور (مرید) غرور کرنیوالوں (پیروں) سے کہیں گے کہ ہم تمہارے تابع تھے۔ کیا تم عذاب کا کچھ حصہ ہم سے دور کرو گے، غرور کرنے والے کہیں گے ہم سبھی اسی آگ میں ہیں بے شک اللہ نے اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا ہے اور جہنم میں پڑے ہوئے لوگ دوزخ کے داروغوں سے کہیں گے کہ اپنے رب سے کہو کہ ہم سے ایک دن تھوڑا سا عذاب ہلکا کر دے تو وہ کہیں گے کیا تمہارے ہاں تمہارے رسول کھلی نشانیاں لیکر نہ آئے تھے کہیں گے کیوں نہیں۔ کہیں گے پھر پکارو۔ اور کافروں کی پکار نری گمراہی ہے۔

اور کافر کہیں گے اے رب ہمارے ان دو جنوں اور انسانوں کو جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا، دکھا کہ ہم انہیں پاؤں تلے روند لیں تاکہ وہ ذلیل ہو جائیں۔

اِلٰہٌ کے معنی کی تشریح

قرآن مجید میں اِلٰہٌ کی مخصوص صفات مختلف جگہوں میں بیان کی گئی ہیں۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ (پ۲۰، نمل، ع۵)

بھلا کس نے آسمان و زمین بنائے اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اتارا پس ہم نے اس سے رونق دار باغ اگائے۔ تم تو ایک درخت بھی پیدا نہیں کرسکتے کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے۔

اس آیت میں چند امور بیان کئے گئے ہیں کہ آسمانوں اور زمین کے کسی حصہ کے پیدا کرنے کی طاقت، آسمانوں سے پانی اتارنے کی طاقت، بارش سے درختوں کو پیدا کرنے کی طاقت اِلٰہ ہونے کے لئے ضروری ہے۔ اللہ جلّ شانہ کے بغیر کسی میں یہ تین صفتیں نہیں پائی جاتیں۔ لہٰذا اللہ کریم کے سوا کوئی بھی اِلٰہ نہیں ہو سکتا۔

نوٹ:۔ مَا كَانَ لَكُمْ سے مراد عام ہے اَیْ مِنْ جِنْسِكُمْ سَوَآءٌ كَانَ جِنًّا اَوْ اِنْسًا اَوْ مَلَكًا (روح المعانی)

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (حوالہ مذکورہ بالا)

بھلا کس نے زمین کو ٹھہرنے کے لائق بنایا۔ اس کے درمیان نہریں بنائیں اور اس کے ٹھہرانے کو بوجھ رکھے۔ اور دو دریاؤں میں پردہ رکھ دیا۔ کیا اب بھی کوئی شریک ہے اللہ کے ساتھ بلکہ ان میں سے اکثر نہیں سمجھتے۔

اس آیت میں چار امور بیان کئے گئے ہیں۔ زمین کو پیدا کرنے کے بعد اس کو برقرار رکھنے کی طاقت، زمین سے پانی نکالنے کی طاقت، زمین پر پہاڑوں کو رکھ کر اسے برقرار رکھنے کی طاقت مختلف مزہ کے دریاؤں کو اکٹھا چلا کر درمیان میں پردہ ڈالنے کی طاقت۔ اِلٰہ ہونے کے لئے ضروری امور ہیں۔ چونکہ یہ امور اللہ کریم کے سوا کسی دوسرے میں نہیں پائے جاتے۔ لہٰذا اللہ جلّ شانہ کے سوا دوسرا کوئی اِلٰہ نہیں سکتا۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ (حوالہ مذکورہ بالا)

بھلا کس کی پکار کو کون پہنچتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور کون سختی دور کرتا ہے اور تمہیں زمین پر پہلوں کا نائب بناتا ہے۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور معبود بھی ہے

اس آیت میں تین امور بتائے گئے۔ پریشان آدمی کی پکار سننے کی طاقت رکھتا ہو۔ برائی دور کرنے اور زمین پر خلیفہ بنانے کی طاقت رکھتا ہو۔ یہ تینوں امور اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور میں نہیں پائے جاتے۔ لہٰذا اس کے سوا کوئی اِلٰہ بھی نہیں بن سکتا۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ الخ کی تائید میں وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا الخ (پ۲۶: احقاف ع۱)

ے وہ کیا ہے جو نہیں ملتا خدا سے
جسے تم مانگتے ہو اولیا سے

ے غیرِ حق را ہر کہ خواند اے پسر
کیست در عالم از و گمراہ تر

اَمَّنْ یَّهْدِیْكُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَنْ یُّرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ (حوالہ مذکورہ بالا)

کون ہے جو جنگل اور دریا کے اندھیروں میں تمہیں راہ دکھاتا ہے۔ اور کون ہے جو اپنی رحمت (بارش) سے پہلے خوشخبری لانے والی ہوائیں بھیجتا ہے۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی معبود ہے۔

اس آیت میں دو امور بیان کئے گئے ہیں۔ دریاؤں اور خشکیوں میں راستہ نہ ملنے پر رہنمائی کرنے والا۔ بارانِ رحمت آنے سے پہلے ٹھنڈی ہوائیں خوشخبری کے طور پر چلانے کی طاقت رکھنے والا صرف اللہ ہی ہے۔ لہٰذا اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں بن سکتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حدیث اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰهِ بکما ہو معروف بین الناس موضوع ہے) جیسا کہ صاحب روح المعانی نے لکھا ہے۔ کیونکہ اللہ کے سوا کوئی پکار کو سننے والا نہیں اور نہ ہی کوئی راستہ دکھانے میں غائبانہ امداد کر سکتا ہے۔ لہٰذا جنگلوں وغیرہ میں پکارنے کے لائق بندگانِ خدا نہیں ہو سکتے۔

اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ (حوالہ مذکورہ بالا)

کون ہے جس نے مخلوق کو ابتداءً پیدا کیا اور پھر دوبارہ پیدا کرےگا اور کون تمہیں زمین و آسمان سے روزی دیتا ہے۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور معبود بھی ہے

اس آیت میں تین امور بیان کئے گئے ہیں۔ تمام مخلوق کو پیدا کرنے کی طاقت (دوبارہ زندہ کرنے کی طاقت)۔ آسمان اور زمین سے رزق دینے کی طاقت۔ چونکہ یہ تینوں امور اللہ جل شانہ کے سوا کسی میں نہیں پائے جاتے، لہٰذا اس کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں بن سکتا۔

ان آیات کے بعد ان تمام امور کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا آسمانوں میں کوئی فرشتہ اور زمینوں میں کوئی ولی یا پیغمبر علیہم السلام غیب نہیں جانتے۔ اسی وجہ سے ان میں مذکورہ بالا صفات نہیں پائی جاتیں۔

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ

فرما دیجئے کہ زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔

ان تمام آیات اور امور مذکورہ سے یہ حاصل نکلتا ہے کہ اِلٰہ کے لئے امور مذکورہ میں متصرف ہونا ضروری ہے اور متصرف تب ہو سکتا ہے کہ پہلے ان امور کو جاننے والا بھی ہو۔

قانون لفظ اِلٰہ

جہاں کہیں قرآن مجید میں اِلٰہ کا لفظ آجائے۔ اور غیر اللہ سے الٰہ ہونے کی نفی کی جا رہی ہو، وہاں غیر اللہ سے (خواہ وہ نبی ہو یا ولی) غائبانہ حاجات میں مافوق الاسباب متصرف فی الامور ہونے کی نفی کی جائے گی اور علمِ غیب کی بھی نفی کی جائے گی۔ لیکن زیادہ تر متصرف فی الامور ہونے کی نفی کی جاتی ہے۔ کیونکہ اس سے علمِ غیب کی نفی لازم آتی ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّاۤ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَ اِنْ لَّمْ یَنْتَهُوْا عَمَّا یَقُوْلُوْنَ لَیَمَسَّنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَ اُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌ ؕ كَانَا یَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَیْفَ نُبَیِّنُ لَهُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ○ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا ؕ وَ اللّٰهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○

(پ : مائدہ : ع ۱)

کافر ہوئے وہ جنہوں نے کہا کہ اللہ تینوں میں سے تیسرا ہے اور اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اور جو کچھ کہتے ہیں اگر اس سے نہ رکے تو ان میں سے کفر پر قائم رہنے والوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اللہ کے آگے توبہ کیوں نہیں کرتے اور اس سے بخشش نہیں مانگتے۔ اور وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ مسیح ابن مریم تو ایک رسول ہے۔ اس سے پہلے کئی رسول گذر چکے اور اس کی ماں بہت ہی سچی تھی۔ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھ ہم ان کے لئے کیسی دلیلیں بیان کرتے ہیں۔ پھر دیکھ وہ کہاں الٹے جاتے ہیں۔ فرما دیجئے کیا تم اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے نفع اور نقصان کے مالک نہیں۔ اور اللہ ہی ہر شے کو سننے اور جاننے والا ہے۔

یہاں ان آیات میں عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ سے الٰہ ہونے کی نفی کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ دونوں محتاج ہیں اور نفع و نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ اور ہر شے کو جاننے والے بھی نہیں۔ یہاں بھی مقصد یہ ہے کہ غائبانہ حاجات میں عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ نافع اور ضار نہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ○ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ○ وَ هُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ فِی الْاَرْضِ ؕ یَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ جَهْرَكُمْ وَ یَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ○ (پ : الانعام ع ۱)

تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور اندھیرے اور روشنی بنائی۔ پھر کافر لوگ اپنے رب سے برابری کرتے ہیں۔ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اندازہ مقرر کیا۔ اور مقرر کردہ وقت کا علم اسی کے ہاں ہے۔ پھر بھی تم شک کرتے ہو۔ اور وہی ذات معبود برحق ہے آسمانوں میں اور زمینوں میں۔ تمہاری چھپی اور ظاہری باتوں کو جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو جانتا ہے

اس کے بعد دوسری آیت توحید یہ آئی :۔

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ

پوچھئے کہ آسمان و زمین کس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ فرما دیجئے کہ اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں تو ہے۔

وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○
(پ: انعام: ع ۲)

اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں جو رات میں آرام پکڑتے ہیں اور دن میں اور وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ (ایضًا)

اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اسے دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر تجھے بھلائی پہنچائے تو وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

ان آیات کا حاصل یہ ہے کہ امورِ مذکورہ فی الآیات میں غائبانہ اور مافوق الاسباب متصرف صرف اللہ کریم ہی ہے اور ہر شئے کا جاننے والا بھی وہی ہے۔ لہٰذا اگر وہ کوئی ضرر پہنچانا چاہے تو کوئی دور نہیں کر سکتا اور اگر وہ نفع پہنچانا چاہے تو قادر ہے اور اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ چوتھی آیت پہلی تین آیات پر متفرع ہے اور ان آیات کے بعد اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○ سے نتیجہ نکالا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا الٰہ نہیں۔ کیونکہ کسی میں یہ امورِ مذکورہ مافوق الاسباب غائبانہ حاجات میں نہیں پائے جاتے۔

الٓمّٓ ○ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ سے دعویٰ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں، اس کے بعد:-

اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ؕ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ○ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ○ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ؕ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ (پ: آل عمران: ع ۱)

وہ ذات جو ہمیشہ زندہ اور ہر شئے پر نگہبان ہے۔ اس نے اظہارِ حق کے لئے آپ پر کتاب نازل کی جو اپنے سامنے والی کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے اور اس سے پہلے توراۃ اور انجیل نازل کی جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا قرآن نازل کیا۔ بیشک جنہوں نے خدا کی آیتوں کا انکار کیا ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے۔ اللہ پر کوئی چیز آسمان اور نہ زمین میں پوشیدہ نہیں ہے وہی ہے جس طرح چاہتا ہے رحموں میں تمہاری (صورتیں بناتا ہے)

ان آیات سے دلیل بیان کی گئی ہے جس میں دو امور غائبانہ حاجات میں ظاہری اسباب کے علاوہ بیان کئے گئے ہیں (۱) متصرف فی الامور اللہ تعالےٰ ہی ہے (۲) ہر شئے کا جاننے والا بھی اللہ تعالےٰ ہی ہے۔

اس کے بعد لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ سے نتیجہ نکالا گیا ہے:-

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ○ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ؗ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○
(پ: قصص: ع ۷)

آپ کا رب ہی جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور پسند کرتا ہے۔ مخلوق کے ہاتھ میں کچھ اختیار نہیں۔ اللہ شریکوں سے پاک ہے اور جنہیں تم شریک کرتے ہو ان سے بہت بلند ہے۔ جو کچھ ان کے سینوں میں چھپا ہے اور جو کچھ وہ ظاہر میں کرتے ہیں ان سب کو جانتا ہے۔ وہ اللہ ہی ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سو دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے اسی کے قبضہ میں غائبانہ حکم ہے اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ فرما دو کہ مجھے بتاؤ کہ اگر اللہ قیامت تک رات کو تم پر ہمیشہ کے لئے کر دے تو اللہ کے سوا کونسا معبود ہے کہ تمہارے ہاں روشنی لائے کیا تم اس بات سے نہیں سنتے فرما دو کہ مجھے بتاؤ اگر اللہ قیامت تک دن کو تم پر ہمیشہ کیلئے کر دے تو اللہ کے سوا کونسا الٰہ ہے جو تمہارے پاس رات لاوے جس میں تم آرام کرو پھر کیا تم نہیں دیکھتے اور اسنے اپنی مہربانی سے تمہارے لئے رات اور دن بنائے تاکہ تم اس میں آرام کرو اور اس کا فضل ڈھونڈو۔ اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔

یہاں بھی وہی دعوے اور دلائلِ توحید ہیں اور ان دلائل میں انہی دو امور یعنی غائبانہ حاجات میں متصرف اور غیب دان اللہ تعالیٰ ہی ہے، کو خوب واضح کیا گیا ہے۔ اس آیت میں وَلَهُ الْحُكْمُ سے غائبانہ حاجات میں نفع و نقصان کا حکم مراد ہے اور ظاہری اسباب کے ماتحت حکم مراد لینے سے بہتر ہے۔

تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ؕ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ○ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ○ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ؕ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ (پ: طٰہٰ: ع ۱)

یہ اس ذات کا نازل کردہ ہے جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا۔ جو کچھ زمین اور آسمانوں اور دونوں کے درمیان میں ہے اور جو کچھ زمین کے نیچے ہے سب اللہ کے قبضہ میں ہے اور اگر تو اونچی بات کہے تو وہ پوشیدہ اور بہت مخفی بات کو بھی جانتا ہے اور اللہ ہی معبود ہے۔ اس کے سوا دوسرا کوئی نہیں۔

یہاں بھی ذکر مافوق الاسباب امور میں متصرف اور غیب دان ہونے کا ہے۔

سوال:- اگر اللہ جلّ شانہٗ کو عالم الغیب بالذات اور غائبانہ حاجات میں متصرف فی الامور بالذات تسلیم کر لیا جائے جیسا اس کے شایانِ شان ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ اور اولیائے کرام کو عالم الغیب بالعرض یعنی بالواسطہ باعلام اللہ (عطائی) اور غائبانہ حاجات میں متصرف فی الامور بالعرض یعنی بتملیک اللہ یعنی خدا کی دی ہوئی طاقت سے تسلیم کیا جائے جیسا کہ ان کے شایانِ شان ہے تو کیا پھر بھی شرک ہوگا۔ شرک تو تب ہوتا کہ ان کو بھی بالذات مانا جاتا۔

جواب:- مشرکینِ مکہ اپنے معبودوں کو غائبانہ حاجات میں متصرف فی الامور بالذات نہیں مانتے تھے بلکہ انہیں متصرف فی الامور بالعرض بتملیک اللہ جان کر پکارتے تھے جیسا کہ مشرکین مکہ بوقت تلبیہ حج کہا کرتے تھے۔

لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ (ابن کثیر جلد چہارم ص۴۴۵)

اسی طرح مسلم جلد اول ص۳۷۶ اور بخاری شریف جلد ثانی میں ابوجہل کا تلبیہ آیا ہے۔ اسی طرح:-

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (پ۲۳: زمر ع۱)

ہم ان معبودوں کی اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:-

اِنَّهُمْ عَمَدُوْا اِلٰى اَصْنَامٍ اتَّخَذُوْهَا اِلٰى صُوَرِ الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ فَعَبَدُوْا الصُّوَرَ تَنْزِيْلًا لِذٰلِكَ مَنْزِلَةَ عِبَادَتِهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ الْمُقَرَّبِيْنَ لِيَشْفَعُوْا لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى لِرِزْقِهِمْ وَنَصْرِهِمْ وَمَا يَنُوْبُهُمْ مِّنْ اُمُوْرِ الدُّنْيَا فَاَمَّا الْمَعَادُ فَكَانُوْا جَاحِدِيْنَ لَهٗ كَافِرِيْنَ بِهٖ۔ (ابن کثیر ج ۴ ص۴۵)

انہوں نے بتوں کی طرف قصد کیا کہ انہیں ملائکہ مقربین کی صورتوں پر بنا لیا تھا۔ اور ان کی عبادت ملائکہ مقربین کی عبادت کے قائم مقام سمجھ کر کی تاکہ وہ اللہ تعالے کے ہاں ان کے رزق اور مدد اور جنہیں امور دنیا سے خیال کیا جاسکتا ہے، کے لئے اللہ تعالے سے سفارش کریں۔ اور قیامت کے تو منکر ہی تھے۔

امام رازی نے تفسیر کبیر میں زیر آیت کریمہ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لکھا ہے۔

اِعْلَمْ اَنَّهٗ لَيْسَ فِى الْعَالَمِ اَحَدٌ يُّثْبِتُ لِلّٰهِ شَرِيْكًا يُّسَاوِيْهِ فِى الْوُجُوْدِ وَالْقُدْرَةِ وَالْعِلْمِ وَالْحِكْمَةِ، هٰذَا مِمَّا لَمْ يُوْجَدْ اِلَى الْاٰنِ وَاَمَّا اِتِّخَاذُ مَعْبُوْدٍ سِوَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَفِى الذَّاهِبِيْنَ اِلٰى ذٰلِكَ كَثْرَةٌ (کبیر ج ۱ ص۳۳)

جان لے کہ دنیا بھر میں کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ کا ایسا شریک مانے جو کہ وجود، قدرت، علم اور حکمت میں اس کے برابر ہو۔ یہ ان میں سے ہے جن کا وجود ابھی تک نہیں ہوا۔ اور اللہ کے سوا دوسروں کو معبود بنانا، تو اسکے قائل بکثرت موجود ہیں۔

سوال:- قرآن مجید نے فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا میں ندّ کی نفی کی ہے جسکے معنی مساوی اور مماثل کے ہیں۔ معلوم ہوا کہ کسی کو خدا کے مساوی اور مماثل نہ بنانا چاہیئے۔

جواب:- تفسیر ابوالسعود میں اس مقام پر لکھا ہے کہ چونکہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بجائے اپنے معبودوں کی عبادت شروع کر دی تھی۔ اللہ کریم نے زجرۃً فرمایا کہ انہوں نے اللہ تعالے کے لئے ندّ بنا لئے ہیں جو کام اللہ تعالے کے لئے کرنا چاہیئے تھا وہ انہوں نے اپنے معبودوں کے لئے شروع کر دیا۔

سوال:- اگر انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و ملائکہ عظام کو غائبانہ حاجات میں متصرف فی الامور بالعرض بھی نہ مانا جائے بلکہ اللہ جل شانہ کے دربار میں سفارشی سمجھ کر پکارا جائے تو کیا یہ بھی شرک ہے۔؟

جواب:- یہ بھی شرک ہے۔ مکہ کے مشرک اپنے معبودوں کو سفارشی سمجھ کر پکارتے تھے جیسا کہ پہلی آیت میں مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (تفسیر ابن کثیر کا حوالہ اوپر بیان ہو چکا)

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (پ۱۱: یونس ع۲)

اور اللہ کے سوا ان معبودانِ باطلہ کی عبادت کرتے ہیں جو انہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع۔ اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔

امام رازی اور علامہ ابوالسعود نے لکھا ہے۔

اِخْتَلَفُوْا فِىْ اَنَّهُمْ كَيْفَ قَالُوْا فِى الْاَصْنَامِ اَنَّهَا شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ذَكَرُوْا فِيْهِ اَقْوَالًا۔ رَابِعُهَا اَنَّهُمْ وَضَعُوْا هٰذِهِ الْاَصْنَامَ وَالْاَوْثَانَ عَلٰى صُوَرِ اَنْبِيَآئِهِمْ وَاَكَابِرِهِمْ وَزَعَمُوْا اَنَّهُمْ مَتٰى اشْتَغَلُوْا بِعِبَادَةِ هٰذِهِ التَّمَاثِيْلِ فَاِنَّ اُوْلٰٓئِكَ الْاَكَابِرَ تَكُوْنُ شُفَعَآءَ لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنَظِيْرُهٗ فِىْ هٰذَا الزَّمَانِ اشْتِغَالُ كَثِيْرٍ مِّنَ الْخَلْقِ بِتَعْظِيْمِ قُبُوْرِ الْاَكَابِرِ عَلَى اعْتِقَادِ اَنَّهُمْ اِذَا عَظَّمُوْا قُبُوْرَهُمْ فَاِنَّهُمْ يَكُوْنُوْنَ شُفَعَآءَ لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى (کبیر ج ۴ ص۸۱۵)

علماء نے اس میں اختلاف کیا کہ انہوں نے پتھروں کے حق میں کیسے کہا کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ اور اس میں کئی قول نقل کئے ہیں جن میں سے چوتھا یہ ہے کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں۔ پیروں اور فقیروں کی شکلیں ان بتوں کی سی بنا لیں اور گمان کیا کہ جب یہ ان مورتیوں کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں تو وہ پیغمبر اور پیر و فقیر اللہ کے ہاں ان کے سفارشی ہوتے ہیں۔ اس زمانہ میں اسکی نظیر بہت سے لوگوں کا پیروں، فقیروں کی قبروں کی تعظیم میں مشغول ہونا ہے اس اعتقاد پر کہ جب وہ انکی قبروں کی تعظیم کریں گے تو وہ اللہ کے ہاں ان کے سفارشی ہوں گے۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ۚ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ○ (پ۲۴: زمر ع۵)

کیا انہوں نے اللہ کے سوا اوروں کو سفارشی بنا لیا ہے؟ فرمایئے کہ وہ اگرچہ کسی چیز کے مالک بھی نہ ہوں اور نہ ہی سمجھتے ہوں، تو بھی۔

سوال:- مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ بت تھے۔ ان کو پکارنا اور سفارشی بنانا بیشک شرک ہے لیکن اولیائے کرام وغیرہ کو پکارنا اور سفارشی بنانا کیونکر شرک ہے۔؟

جواب:- پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مشرکین مکہ جنہیں سفارشی بناتے تھے، وہ انبیاء علیہم السلام، اولیائے کرام اور ملائکہ تھے۔ اور ان کی صورتوں پر بت بنا کر ان کی عبادت کرتے تھے جیسا کہ تفاسیر کے حوالہ جات نیز بخاری شریف وغیرہ کے حوالے سے بیان ہو چکا ہے کہ وَدّ، سواع وغیرہ بزرگان دین میں سے تھے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ (پ۹: الاعراف ع۲۴)

جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تم جیسے بندے ہیں۔

سوال:- اگر ہر وقت انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کو غائبانہ حاجات میں حاجت روا نہ سمجھا جائے بلکہ ان کو بعض وقت سفارشی سمجھ کر پکارا جائے اور بعض وقات اللہ تعالے کو پکارا جائے تو کیا یہ بھی شرک ہے۔؟

جواب:- مشرکین مکہ بھی اپنے معبودوں کو ہر وقت اور ہر کام میں نہیں پکارتے تھے بلکہ زیادہ کٹھن کاموں میں وہ اللہ تعالے ہی کو پکارتے تھے۔

هُوَ الَّذِىْ يُسَيِّرُكُمْ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۖ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِى الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ

وہی ہے جو تمہیں جنگل اور دریا میں پھراتا ہے حتی کہ جب تم کشتیوں میں ہوا اور وہ اچھی ہوا

بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوا بِهَا جَآءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوٓا اَنَّهُمْ اُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشّٰكِرِينَ ○ فَلَمَّآ اَنْجٰهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط (پ۱۱ : یونس : ع ۳)

فَاِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ○ (پ۲۱ : عنکبوت : ع ۷)

وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيبِينَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ○ (پ۲۱ : روم : ع ۴)

وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ط وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ ○ (پ۲۱ : لقمان : ع ۴)

ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُونَ ج ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ○ (پ۱۴ : نحل : ع ۷)

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ج لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشّٰكِرِينَ ○ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُونَ ○ (پ۷ : الانعام : ع ۸)

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ط (پ۲۳ : زمر : ع ۱)

سے لوگوں کو لے کر چلیں۔ اور وہ اس سے خوش ہو جائیں تو اچانک کشتیوں پر تند ہوا آگئی اور ان پر ہر جگہ سے موج اٹھی اور انہوں نے جان لیا کہ وہ اس سے گھیرے گئے ہیں تو پکارتے ہیں اللہ کو اسی کے لئے پکار خاص کرتے ہوئے اگر تو نے ہمیں اس سے بچا لیا تو ہم شکر گذار ہوں گے۔ پھر جب اللہ تعالےٰ نے انہیں بچا لیا تو وہ اسی وقت زمین میں ناحق شرارت (شرک) کرنے لگے۔

جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور جب اللہ انہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو وہ شرک شروع کر دیتے ہیں۔

جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب ہی کی طرف رجوع کرتے ہوئے اس کو ہی پکارتے ہیں۔ پھر جب انہیں اپنے ہاں سے رحمت چکھا دی تو ایک فریق اپنے رب کے ساتھ شرک کرنا شروع کر دیتا ہے۔

جب انہیں بادلوں کی طرح موج ڈھانپ لے تو پکار کو صرف اسی کیلئے خاص کرتے ہوئے اسے پکارتے ہیں پھر جب انہیں خشکی کیطرف نجات دیدیتا ہے تو بعض ان میں سے میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔ اور ہماری قدرتوں کا انکار صرف بدعہد اور حق نہ ماننے والے ہی کرتے ہیں۔

پھر جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسی سے فریاد کرتے ہو۔ پھر جب تم سے سختی دور کر دیتا ہے تو اس وقت تم میں سے ایک گروہ اپنے رب سے شرک شروع کر دیتا ہے۔

فرما دیجئے کہ تمہیں جنگل اور سمندر کے اندھیروں سے کون نجات دیتا ہے جسے تم عاجزی اور پوشیدگی میں پکارتے ہو۔ اگر ہمیں اس سے نجات دے تو ہم ضرور شکر گذار ہو جائیں گے۔ فرما دیجئے کہ اللہ ہی تمہیں ان ظلمات اور ہر تکلیف سے نجات دیتا ہے۔ پھر بھی تم شرک کرتے ہو۔

جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب ہی طرف رجوع کر کے اسے پکارتا ہے۔ پھر جب اسے اپنے ہاں سے نعمتیں دے دیتا ہے تو اسے بھول جاتا ہے جسے پہلے پکار رہا تھا۔ اور اللہ کے شریک بناتا ہے تاکہ اس کی راہ سے بہکائے۔

تنبیہ:۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ مشرکینِ مکہ بھی ان مصائب کے وقت صرف اللہ تعالےٰ ہی کو پکارتے تھے اور مصائب کے دور ہو جانے کے بعد اپنے معبودوں کو پکارنا شروع کر دیتے تھے۔ لیکن پھر بھی اسلامی رُو سے مشرک تھے۔ اور آج کل کے مشرک تو ان سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ ایسے مصائب کے وقت بھی اپنے ہی معبودوں کو پکارتے ہیں چنانچہ کوئی کہتا ہے ؎

بگرداب بلا افتاد کشتی   مدد کن یا معین الدین چشتی

اور کوئی کہتا ہے ؎ "بہاؤ الحق بیڑا دھک" (معاذ اللہ)

لفظ الٰہ کی تحقیق

الٰہ بمعنی معبود ہے اور وہ عبادت سے مشتق ہے۔ لفظ عبادت کے معنی کی تحقیق آگے آئیگی۔ قرآن مجید میں عبادت کی زیادہ تر چار قسمیں آئی ہیں (۱) غائبانہ حاجات میں پکارنا (۲) نذر و نیاز دینا (۳) سجدہ کرنا (۴) طواف کرنا۔

اگر غائبانہ حاجات میں اللہ تعالےٰ کو پکارا گیا اور اس سے ڈر کر یا اس سے امید رکھ کر اس کے سامنے سجدہ کیا گیا اور اس کے نام کی نذر و نیاز دیگئی اور اس کے گھر (بیت اللہ) کا طواف کیا گیا تو یہ سب کچھ اللہ کی عبادت ہوگی۔ اور اگر یہ امور غیر اللہ کے لئے کئے گئے۔ مثلاً کسی پیر کو غائبانہ حاجات میں پکارا گیا۔ یا اس سے ڈر کر یا امید رکھ کر اس کی قبر کے سامنے سجدہ کیا گیا۔ اس کے نام کی نذر و نیاز دی گئی یا اس کی قبر کا طواف کیا گیا تو یہ اس پیر کی عبادت ہوگی۔ ان تمام اقسام کو کما حقہٗ سمجھنے کے لئے عبادت کے معنی سمجھنے ضروری ہیں۔

لفظ عبادت کی تشریح

مفسرین نے عبادت کا معنیٰ غایۃ الخضوع والخشوع کیا ہے۔ اور بعض نے غایۃ التعظیم کیا ہے۔ اگرچہ یہ معنیٰ صحیح ہے مگر تشریح کا محتاج ہے کیونکہ یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ کونسا درجہ ہے جس میں غایۃ الخشوع پایا جاتا ہے۔ والدین اور استاد کے لئے بھی عاجزی کرنی پڑتی ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں میں لفظ عبادت پر بحث کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ عبادت بندگی کا نام ہے یعنی بندہ ہونا یہ اسی ذات کے لئے ہو سکتا ہے جس کی طرف بندہ ہر وقت ہر چیز میں محتاج ہو اور اس کے سامنے ذلیل ہو۔ عبادت کا بہترین معنی علامہ ابن قیم نے مدارج السالکین صفحہ ۴۰ جلد اول سطر ۲۸ میں لکھا ہے "العبادۃ عبارۃ عن الاعتقاد والشعور بان للمعبود سلطۃ غیبیۃ (ای فی العلم والتصرف) فوق الاسباب یقدر بہا علی النفع والضر فکل دعاء وندآء وثناء وتعظیم ینشأ من ھذا الاعتقاد فھی عبادۃ"۔

اگر یہ اعتقاد خدا تعالیٰ کے حق میں ہو کہ ہمارے حالات جاننے اور ان میں متصرف ہونے میں اللہ جل شانہ کا مافوق الاسباب غیبی قبضہ ہے اور اسی اعتقاد کے ماتحت اللہ کریم کو پکارا جائے یا کوئی صفت وثنا کی جائے، کوئی نذر ونیاز دی جائے یا کسی اور فعل سے تعظیم کی جائے تو یہ سب اللہ کی عبادت اور موجب ثواب ہوگی۔

لہٰذا اس اعتقاد کے ماتحت مسجد کو آنا، وضو کرنا، دوزانو بیٹھنا وغیرہ سب افعال اللہ تعالیٰ کی عبادت میں داخل ہوں گے۔ اور اگر معاذ اللہ یہ اعتقاد کسی پیر و پیغمبر کے متعلق ہو اور اسی اعتقاد کے ماتحت اس پیر و فقیر و پیغمبر کی طرف کی جائے۔ وہاں جا کر دوزانو بیٹھے۔ اس پر کپڑا ڈالے۔ وہاں کچھ شیرینی تقسیم کرے۔ اس کی قبر کو بوسہ دے۔ یا گھر ہی میں بیٹھ کر اس کے نام پر صدقہ وخیرات دے۔ اور اسی عقیدہ کے ماتحت زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دے۔ یا اس کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے تو یہ سب افعال اس پیر کی عبادت ہوں گے اور اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہوں گے۔ اور اگر اسی اعتقاد کے ماتحت قرآن مجید یا درود شریف پڑھے۔ یا اور اعمال صالحہ نماز روزہ وغیرہ کرے تو ان کا کچھ بھی ثواب نہ ملے گا۔ بلکہ وہ قرآن کریم اور نماز اس پر لعنت کریگے کما فی الحدیث:۔

رُبَّ تَالِی الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ یَلْعَنُہٗ وَرُبَّ مُصَلٍّ وَالصَّلٰوۃُ تَلْعَنُہٗ رُبَّ صَائِمٍ وَالصِّیَامُ تَلْعَنُہٗ۔

بہت سے قرآن پڑھنے والے ہیں جن پر قرآن لعنت کرتا ہے بہت سے نمازی ہیں جن پر نماز انہیں لعنت کرتی ہے بہتیرے روزہ دار ہیں کہ روزہ انہیں لعنت کرتا ہے

اَجَعَلْتُمْ سِقَایَۃَ الْحَآجِّ وَعِمَارَۃَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰہِ ط وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ○ (پ: توبہ: ع ۳)

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کی تعمیر کو اس جیسا سمجھ رکھا ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہ اللہ کے ہاں ہرگز برابر نہیں اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔

قُلْ ھَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ط اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ○ (پ۱۶: کہف: ع ۱۲)

فرما دیجئے کہ کیا ہم بتائیں تم کو وہ لوگ جن کا کیا ہوا اکارت گیا۔ وہ ہیں کہ جن کی دنیوی زندگی میں کوشش (اعمالِ صالحہ) بیکار ہوئی اور وہ خیال کرتے ہیں کہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

مَا کَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰہِ شٰھِدِیْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ بِالْکُفْرِ ط اُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ ج وَفِی النَّارِ ھُمْ خٰلِدُوْنَ ○ (پ: توبہ: ع ۳)

مشرکوں کو حق نہیں کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں۔ کیونکہ وہ تو ظاہر باہر کفر کے کام کرتے ہیں۔ ان کے نیک اعمال ضائع ہو گئے اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔

وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰہُ ھَبَآءً مَّنْثُوْرًا (پ: فرقان ع)

ہم ان کے کئے ہوئے کام پر پہنچے تو ہم نے انہیں اڑائی ہوئی خاک کر ڈالا۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ اَعْمَالُھُمْ کَرَمَادِ نِ اشْتَدَّتْ بِہِ الرِّیْحُ فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ ط لَا یَقْدِرُوْنَ مِمَّا کَسَبُوْا عَلٰی شَیْءٍ ط ذٰلِکَ ھُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ ○ (پ۱۳: ابراہیم: ع ۳)

اپنے رب کے منکروں کا حال یہ ہے کہ ان کے کام راکھ جیسے ہیں کہ اس پر آندھی کے دن سخت ہوا چلے۔ اور اپنی کمائی میں سے کسی چیز پر قادر نہ ہوں گے یہی ہے دور کی گمراہی۔

اگر اسی عقیدہ مشرکانہ کے ساتھ کوئی مر گیا، اس کے لئے صدقات وخیرات کئے جائیں، دعائیں مانگی جائیں تو کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ ان کے لئے نہ دعا مانگنی چاہیئے نہ خیرات وصدقات دینا چاہیئے اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے۔

مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْٓا اُولِیْ قُرْبٰی مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَھُمْ اَنَّھُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ○ (پ: توبہ: ع ۴)

نبیؐ اور ایمانداروں کو جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت کریں اگرچہ وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔ جب انہیں معلوم ہو چکا کہ وہ دوزخی ہیں۔

حضرت نبی علیہ السلام کے چچا کے مرنے پر آپؐ نے اس کی بخشش کے لئے دعا مانگی تو آیتِ مذکورہ اتری تھی۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ ط اِنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَاتُوْا وَھُمْ فٰسِقُوْنَ ○ (پ: توبہ: ع ۱۱)

اور ان میں سے کسی میت پر نماز جنازہ نہ پڑھیئے اور اس کی قبر پر بھی ہرگز نہ کھڑے ہوں۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہوئے اور نافرمان مرے۔

جب مشرک اپنے شرک میں پختہ ہو جاتا ہے تو اس کو اپنے اعمالِ مشرکانہ اچھے معلوم ہوتے ہیں اور اسکو ان اعمالِ مشرکانہ میں سرور ولذت محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

اَفَمَنْ زُیِّنَ لَہٗ سُوْٓءُ عَمَلِہٖ فَرَاٰہُ حَسَنًا ط فَاِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ

بھلا ایک شخص جسے اپنے کام کی برائی اچھائی نظر آئے۔ اللہ جسے چاہتا ہے بھٹکاتا ہے

وَيَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ (پ ۲۲، فاطر: ع ۲)

اور جسے چاہتا ہے، راہ دکھاتا ہے۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ
وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝
(پ ۲۵، زخرف: ع ۴)

اور جو خدا کی توحید سے آنکھیں چرائے تو ہم اس کے لئے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں۔ پس وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے اور وہ انہیں درست راہ سے روکتا رہتا ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ صحیح راہ پر ہیں۔

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ
الْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ (پ ۲۴، حم السجدۃ ۴۱: ع ۳)

اور ہم نے ان کے ساتھ رہنے والے مقرر کر دیئے پس انہوں نے انکے سامنے مزین کر دیا ان اعمال کو جو آگے تھے اور جو ان کے پیچھے تھے اور ان پر عذاب کی بات ٹھیک پڑ چکی ہے۔ جو ان سے پہلے جن اور انسان گذر چکے ہیں بیشک وہ زیاں کار تھے۔

اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ
اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ (پ ۸، الاعراف: ع ۳)

انہوں نے اللہ تعالٰے کے سوا شیطانوں کو دوست بنالیا اور خیال کرتے ہیں کہ وہ سیدھی راہ پر ہیں۔

اللہ تعالٰے کا دستور ہے کہ جب مشرک لوگ توحید کو قبول نہیں کرتے تو ان کو مصائب میں ڈال دیتا ہے۔ پھر بھی اگر وہ مسئلہ توحید تسلیم نہ کریں اور شرک کو نہ چھوڑیں تو ان پر استدراج کے طور پر دنیوی رزق اور عیش و عشرت کے دروازے کھول دیتا ہے اور مشرکین یہ خیال کرتے ہیں کہ ان پر خدا کا بڑا فضل و کرم ہے اور ہم اس کے بڑے مقرب بن چکے ہیں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ
لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ فَلَوْلَاۤ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا
وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰۤى
اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝
(پ ۷، الانعام: ع ۵)

آپ سے پہلے بھی امتوں کی طرف رسول بھیجے۔ پس ہم نے انہیں سختی اور تکلیف میں پکڑ لیا تاکہ وہ عاجزی کریں۔ جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو انہوں نے زاری کیوں نہ کی۔ ان کے دل سخت ہو گئے اور ان کے اعمال مشرکانہ شیطان نے انہیں خوبصورت کر دکھائے۔ پھر جب کی ہوئی نصیحت کو وہ بھول گئے تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔ حتیٰ کہ جب دی ہوئی چیز سے وہ خوش ہو گئے تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا۔ پس وہ ناامید رہ گئے۔

اگر کوئی فعل تعظیم اس مشرکانہ عقیدے سے پیدا نہ ہو۔ مثلاً استاد، پیر اور والدین کے سامنے دو زانو بیٹھنا، ان کی خدمت میں تحائف لے جانا سب جائز ہے۔ ان کے مرنے کے بعد دعا وصدقات و خیرات کرنا سب افعال مسنونہ ہیں۔ لیکن چند افعال امت محمدیہ میں بالکل حرام ہیں۔ خواہ وہ اس عقیدۂ شرکیہ سے پیدا ہوں یا نہ۔ جیسا کہ حلف بغیر اللہ۔ سجدہ لغیر اللہ۔ کسی ذی روح چیز کی صورت بنانا۔ اس قسم کی اور چیزیں بھی حرام ہیں۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ عزیزیہ میں لکھا ہے کہ سجدۂ تعظیمی اور سجدۂ عبادت میں فارق صرف نیت ہے۔ یعنی اگر عقیدۂ مشرکانہ کے ماتحت غیر اللہ کو سجدہ کرتا ہے تو وہ سجدۂ عبادت ہوگا اگرچہ وہ اسے سجدۂ تعظیمی کہے اور اگر وہ اس عقیدۂ مشرکانہ کے ماتحت نہیں کرتا تو غیر اللہ کے لئے وہ سجدۂ تعظیمی ہوگا۔ مگر شریعت محمدیہ میں اس کو بھی حرام کر دیا گیا۔

علامہ ابن قیم کی عبارت کی تشریح سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ریڈیو، تار برقی، وائرلیس وغیرہ سے خبروں کا جان لینا شرک نہیں۔ کیونکہ یہ سب اسباب کے ماتحت ہیں، ما فوق الاسباب نہیں۔ قرآن مجید میں جس قدر علم غیب، تصرف فی الامور اور پکار پر بحث کی گئی ہے وہ ما فوق الاسباب پر مبنی ہے جو غیر اللہ کے لئے تسلیم کرنا شرک ہے۔ نیز تعریف سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو پکار غیر اللہ کیلئے شرک ہے وہ غائبانہ حاجات میں ہے۔ مطلقاً پکارنا شرک نہیں۔ اور مطلقاً غیر اللہ سے امداد طلب کرنا بھی شرک نہیں۔ مثلاً اس کو پکارا جائے جو سن رہا ہو، تو اس کو بلانا اور پکارنا شرک نہیں۔ جیسا کہ:۔

وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْۤ اُخْرٰىكُمْ (آل عمران)

اور رسول تمہیں پیچھے سے پکار رہا تھا۔

اسی طرح غیر اللہ اگر زندہ موجود ہو تو اس سے امداد ماتحت الاسباب مانگنا جائز ہے۔ جیسا کہ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ اور اَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ سے ثابت ہے۔ قرآن کریم جس پکار اور استمداد کو غیر اللہ سے شرک قرار دیتا ہے وہ غائبانہ اور ما فوق الاسباب ہے۔ نیک پیروں اور ملائکہ اور انبیائے کرام سے متعلق آیات اس پر شاہد اور دال ہیں۔ ملاحظہ کیجائیں

اس تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ اگر یہ تمام افعال مذکورہ خدا تعالٰے کے لئے کئے جائیں تو اللہ جل شانہ کی عبادت میں داخل ہیں اور اگر اسی عقیدہ کے ماتحت کسی پیر و فقیر کے لئے یہ افعال مذکورہ کئے جائیں تو اس پیر و فقیر کی عبادت ہوگی اور یہ سب شرک ہوگا۔

قرآن کریم میں زیادہ تر عبادت کے دو فرد بیان کئے گئے ہیں (۱) پکار۔ اور (۲) نذر و نیاز یعنی قرآن مجید میں یہ بتایا جائے گا کہ غیر اللہ کو غائبانہ حاجات میں پکارنا شرک ہے اور غیر اللہ کے نام پر کسی چیز کی نذر و نیاز دینا بھی شرک ہے۔ یہ دونوں شرک اس بات سے پیدا ہوتے ہیں کہ غیر اللہ کو عالم الغیب و متصرف فی الامور سمجھا جائے۔ اسی لئے قرآن کریم میں غیر اللہ سے عالم الغیب اور متصرف فی الامور ہونے کی نفی اکثر صراحۃً کی گئی ہے اس لحاظ سے عام طور پر شرک کی چار قسمیں بیان ہوں گی (۱) شرک فی العلم (۲) شرک فی التصرف (۳) شرک فی الدعا اور (۴) شرک فعلی یعنی نذر و نیاز۔

عبادت کا بڑا جزو غائبانہ حاجات میں پکارنا تھا۔ اس لئے قرآن مجید میں اس کو زیادہ بیان کیا گیا ہے۔

سوال:۔ تفسیروں میں يَدْعُوْنَ اور يَدْعُوْا وغیرہ کے تحت يَعْبُدُوْنَ اور يَعْبُدُ وغیرہ لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنا منع نہیں بلکہ ان کی عبادت کرنا منع ہے۔

جواب:۔ دُعا کا معنی تمام اہل لغت نے خواندن اور ندا کردن لکھا ہے۔ کسی بھی اہل لغت نے دعا کے معنی عبادت نہیں لکھے اور مفسرین نے تَدْعُوْنَ وغیرہ کی جگہ جو تَعْبُدُوْنَ لکھا ہے وہ معنی نہیں بلکہ حاصل معنی ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے الفوز الکبیر میں لکھا ہے "مفسرین حاصل معنی بطریق افہام بیان می کنند مردمان ناواقف گمان می کنند کہ لفظی معنی کردہ اند

دعا بمعنی مطلق خواندن کسے را منع نیست. مراد خواندن کسے را در غائبانہ حاجات است" لہٰذا، مفسرین تفسیر بعبادت می کنند"

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو پکارنا دو قسم کا ہے ایک غائبانہ حاجات میں جو مافوق الاسباب ہو وہ شرک ہے، کیونکہ وہ غیر اللہ کی عبادت ہے لہٰذا مفسرین نے یَعْبُدُوْنَ وغیرہ لکھ کر حاصل معنیٰ بتایا ہے جو غیر اللہ کو پکارنا غائبانہ حاجات میں ہو یعنی تحت الاسباب ہو تو وہ منع نہیں بلکہ وہ قرآن مجید سے ثابت ہے جیسا کہ وَالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْٓ اُخْرٰىکُمْ میں کسی مفسر نے یَعْبُدُ معنی نہیں کیا۔ اسی طرح وَلَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا میں بھی کسی مفسر نے عبادت کا معنی نہیں لکھا۔ اور نہ ہی ان دونوں مقاموں میں یہ معنی بن سکتا ہے۔ اس مقصد کو واضح کرنے کے لئے کہ کونسی پکار عبادت ہے مفسرین نے حاصل معنی لکھا ہے۔

قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ پانی پتی نے ارشاد الطالبین میں لکھا ہے:-

مسئلہ:- دعا از اولیائے مردگان و زندگان وانبیاء جائز نیست۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم فرمود اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ و قرء وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ۝

آنچہ جہّال می گویند یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ شمس الدین پانی پتی جائز نیست۔ شرک است۔ شیخ عطار رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے ؎

در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس — زانکہ نبود جز خدا فریاد رس

از خدا خواہ ہرچہ خواہی اے پسر — نیست در دست خلائق خیر و شر

غیر حق را ہر کہ خواند اے پسر — کیست در عالم از و گمراہ تر

اقسامِ شرک

اس پر مولانا اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ نے تقویۃ الایمان میں مفصل بحث کی ہے۔ قرآن مجید میں جن اقسام شرک کو زیادہ تر بیان کیا گیا ہے، مندرجہ ذیل ہیں۔ (۱) شرک فی العلم (۲) شرک فی التصرف (۳) شرک فی الدعاء اور (۴) شرک فعلی۔

شرک فی العلم سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے سوا کسی پیر و فقیر، نبی و ملائکہ اور جن کے لئے علم غیب ثابت کرنا۔ اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ اللہ تعالےٰ کے علم کے برابر کسی رسول یا پیر فقیر کا علم ثابت کرنا شرک ہوگا کیونکہ اس کا تو دنیا میں کوئی قائل ہی نہیں ہوا۔ جیسا کہ امام رازی کے حوالے سے لکھا جا چکا ہے۔ اور یہ بھی مطلب نہیں کہ اللہ تعالےٰ کا علم جمیع مَا فِی العالم وما فوق العالم کو محیط و شامل ہے اور پیروں فقیروں کا علم صرف جمیع ما فی العالم کے لئے ہے تاکہ شرک لازم نہ آئے۔ کیونکہ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہو رہا ہے یا جو کچھ کام ہم کر رہے ہیں یا جو کچھ ہمارے سینوں میں ہے۔ اللہ جل شانہٗ ہی اسے جانتا ہے۔ اور یہ علم اللہ تعالےٰ کا خاصہ ہے۔ اس طرح کا علم پیروں فقیروں کے لئے ثابت کرنا خدا تعالےٰ کی صفت میں شریک کرنا ہے۔ جس پر آیات شاہد ہیں۔

لِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	آسمانوں اور زمینوں کا غیب اللہ ہی کے لئے ہے۔
اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط	کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ آسمانوں اور زمین کا غیب میں ہی جانتا ہوں۔
قَالَ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ط وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝	فرمایا پیغمبر خدا نے کہ میرا رب ہی آسمانوں اور زمین کی باتوں کو جانتا ہے اور وہی سننے والا اور ہر ایک چیز کو جاننے والا ہے۔
اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝	بے شک اللہ ہی سینے کی باتوں کو جاننے والا ہے۔

علیٰ ہذا القیاس اکثر آیات اسی طرح پر ہیں۔ اب علم غیب کو سمجھنا چاہیئے کہ جس پر ایمان و کفر کا دار و مدار ہے۔

کسی پیر و فقیر یا پیغمبر کے لئے یہ ثابت کرنا کہ جمیع ما فی السمٰوٰت والارض یا ما فی الصدور یا ہمارے اعمال و افعال کا اسے علم ہے یا اسے ہر وقت تو نہیں مگر اللہ تعالےٰ نے اسے یہ طاقت دے رکھی ہے کہ جب چاہے یا جس وقت چاہے جو چیز چاہے جان لے جس طرح کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں یہ طاقت دے رکھی ہے کہ آنکھیں کھولیں اور دیکھ لیں۔ نہ دیکھنا چاہیں تو آنکھیں بند کر لیں۔ اس قسم کی طاقت و قدرت کا غیر اللہ کے لئے ثابت کرنا بھی کفر و شرک ہے۔ اور قرآن مجید کے خلاف ہے۔

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ مکہ والوں کو عذاب دینا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم کے قبضہ میں نہ تھا۔ اس کے بعد سوال کیا گیا کہ اچھا اگر تمہیں عذاب لانے کی طاقت نہیں تو اتنا تو بتا دو کہ جس عذاب کا تم وعدہ دیتے ہو وہ کب آئے گا۔ اس کا جواب وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ط سے دیا گیا یعنی غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ نفع و نقصان کی طاقت ہے اور نہ ہی علم غیب کی طاقت اللہ جل شانہٗ کی طرف سے دی گئی۔ نیز اگر پیغمبروں کو طاقت ہوتی تو یعقوب علیہ السلام کو چالیس برس تک پریشان ہونے کی ضرورت نہ تھی۔ اور اصحاب کہف کے معاملہ میں اٹھارہ دن تک انتظار اور قذفِ عائشہؓ کے واقعہ میں ایک مہینہ تک نبی علیہ السلام کو پریشان رہنے کی ضرورت نہ تھی۔

اسی طرح سلیمان علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے قصے میں اور موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ جس وقت سامری نے قوم کو گمراہ کر دیا تھا معراج شریف کے واقعہ میں فرشتوں کا سوال مَنْ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ وغیرہ کے صحیح واقعات اس پر دلالت کرتے ہیں کہ علم غیب اللہ جل شانہٗ کے سوا کسی دوسرے کو نہیں۔

شرک فی التصرّف یعنی کسی پیر، فقیر یا پیغمبر علیہ السلام کے لئے یہ ثابت کرنا کہ اس کو غائبانہ مافوق الاسباب نفع وضرر دینے کی طاقت ہے۔ یہ شرک فی التصرف ہے بزرگان دین کے پکارنے کے حق میں جتنی آیات ذکر کی جاچکی ہیں وہ اس کے حق اور تائید میں ہیں۔

تنبیہ:۔ شرک فی التصرف تب ہوگا کہ کسی غیر اللہ کو غائبانہ مافوق الاسباب نافع وضار سمجھا جائے اور اگر غائبانہ نہ ہو تو ایک دوسرے سے امداد مانگنا منع نہیں جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں جو غیر اللہ سے نفی ملک اور نفی تصرف فی الامور کی گئی ہے وہ سب غائبانہ مافوق الاسباب ہے۔ اس کے لئے کچھ شواہد گزر چکے ہیں۔ اور مفصل بحث آگے آئے گی۔

سوال:۔ جب غیر اللہ کو عالم الغیب بالعرض اور متصرف فی الامور باعطائے الٰہی ماننا بھی کفر اور شرک ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ بعض معتبر کتابوں میں استقلال وغیرہ الفاظ کی قید لگی ہوئی ہے۔ جیسا کہ نووی (شرح مسلم) اور فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ودوم کے اول اوراق میں لکھا ہے۔

جواب:۔ جن کتابوں میں بالاستقلال یا بالذات کی قیدیں آئی ہیں ان سے مراد یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے پیروں، فقیروں اور پیغمبروں کو طاقت دے دی ہے کہ جس وقت جو چیز چاہیں جان لیں یا جس کو چاہیں نفع ونقصان پہنچا دیں، اس معنی کے بموجب اللہ سے طاقت حاصل کرنے میں بالعرض ہیں۔ پھر اس طاقت کو استعمال کرنے میں مستقل ہیں بالذات کا یہ معنی بالعرض سے جمع ہوسکتا ہے۔ اور یہی معنی غیر اللہ کے لئے ماننا کفر اور شرک ہے۔ نصاریٰ نے یہی سمجھا تھا کہ عیسیٰ اور مریم کو اللہ جل شانہ کی طرف سے اختیارات دئے گئے ہیں یہودیوں کا بھی یہی خیال تھا کہ اللہ کریم نے عزیر علیہ السلام کو اختیارات دے رکھے ہیں۔ مشرکین مکہ کا بھی یہی خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ، حضرت ابراہیم واسمٰعیل علیہما السلام وغیرہم کو اختیارات دیئے ہیں اور اسی معنی کی نفی کے لئے جو غیر اللہ کے لئے ماننا صریح شرک ہے، قرآن کریم آیا۔ پس جن کتابوں میں بالاستقلال کی نفی آئی ہے اس سے یہی مراد ہے۔

آجکل کے مشرک مولوی اور پیر بالذات اور بالعرض کا معنے یہ کرتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام خود بخود بلا واسطہ مستقلاً عالم الغیب و متصرف فی الامور بالذات نہیں اور بواسطہ خدا عالم الغیب اور متصرف فی الامور ہیں۔ یہ معنی بالذات اور بالعرض کا نہ قرآن مجید سے نہ کسی معتبر تفسیر سے اور نہ ہی کسی فقیہ کی کتاب سے ملتا ہے بلکہ بلکہ امام رازی رحمہ نے لکھا ہے جیسا کہ حوالہ گذر چکا ہے کہ اس قسم کے عقیدہ کا انسان آج تک کوئی پیدا نہیں ہوا۔

نیز اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باعطائے الٰہی سب کچھ جانتے تو لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وغیرہ کہہ کر اللہ اور اس کا پیغمبر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔

اگر اس معنی بالعرض کی وجہ سے عالم الغیب و متصرف فی الامور کہہ سکتے ہیں تو لازم آتا ہے کہ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور خالق وغیرہ کا اطلاق بھی کیا جاسکے نیز بالذات کا معنی تو کسی ممکن الوجود کے اندر ہونا بھی محال ہے وہ تو پہلے ہی سے منفی ہے تو لازم آتا ہے کہ قرآن مجید میں بے فائدہ اور بے معنی نفی کی گئی ہے۔

حضرت پیر صاحب بغداد والے کا فتویٰ

جو شخص کسی نبی یا ولی، فرشتہ اور جن یا کسی پیر وفقیر کو کارساز اور غیب دان جانتا ہے ان کو مصیبتوں میں پکارتا ہے۔ حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ ہماری تمام پکاروں کو سنتے جانتے ہیں اور ہمارے کام کر دیتے ہیں اس کے متعلق حضرت پیر صاحب بغدادی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوے یہ ہے کہ وہ کافر و مشرک ہے اس کا کوئی نکاح نہیں ہے اور فرماتے ہیں کہ جس کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ وہ بھی ہر بات سنتے جانتے ہیں، وہ بھی کافر ہے۔ مَنْ یَّعْتَقِدُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ فَھُوَ کَافِرٌ لِاَنَّ عِلْمَ الْغَیْبِ صِفَۃٌ مُّخْتَصَّۃٌ بِاللّٰہِ سُبْحَانَہٗ (مراۃ الحقیقۃ ص۱۵ سطر ۲ مطبوعہ مصر)

فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص۱۵ میں ہے کہ غیر اللہ کو دور سے ندا دینا اور یہ سمجھنا کہ جن کو پکارتا ہوں وہ سن رہے ہیں تو اس سے آدمی مشرک ہوجاتا ہے۔ ہاں جس جگہ مقصود سنانا نہیں ہوتا اور نہ یہ عقیدہ ہوتا ہے وہاں شرک نہیں ہوتا۔

سوال:۔ مندرجہ بالا فتویٰ اور مسئلہ کس کس کتاب میں ہے؟

جواب:۔ بحر الرائق ص۱۲ جلد پنجم مطبوعہ مصر۔ عینی شرح بخاری جلد یازدہم ص۸۲ فتح الباری مطبوعہ مصر ص۳۵ جلد اول ص۱۱۵ وجلد ۸ ص۳۹۵ وجلد ۱۳ ص۳۸ مسامرہ ص۹۷ مطبوعہ انصاری دہلی۔ فتاویٰ مولوی عبد الحی جلد دوم ص۳۹۔ خلاصۃ الفتاویٰ جلد چہارم ص۳۵۴۔ فتاویٰ عالمگیریہ مطبوعہ نولکشور ص۲۱۴ قاضی خان جلد چہارم ص۱۶۵ مطبوعہ مصطفائی۔ شرح فقہ اکبر ص۱۳۶ تفسیر خازن فی آخر سورہ لقمان ص۴۴۲۔ ردّ المحتار جلد ۳ ص۳۰۶ جلد ۳ ص۲۹۷ تجنیس صاحب الہدایہ کذا فی فصول العمادیۃ ص۲۴ فی مختار الفتاویٰ۔

لَوْ تَزَوَّجَ اِمْرَاَۃً بِشَھَادَۃِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لَا یَنْعَقِدُ النِّکَاحُ وَیَکْفُرُ لِاعْتِقَادِہٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ۔ جواہر الاخلاطی میں ہے اِنْ وَھِمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ یَکْفُرُ فَمَا ظَنُّکَ بِغَیْرِہٖ۔ فتح العزیز ص۱۳۔ فتاویٰ بزازیہ ص۳۲۵۔ فتاویٰ مولانا عبد الحی جلد اول ص۳۷ و ص۵۵ و در جلد دوم ص۴۴ و در جلد سوم ص۵۔ ان سب کتابوں میں ایسے اعتقاد والے کو کافر کہا گیا ہے۔ اور ہر سہ امام اس پر متفق ہیں۔ قرآن مجید کی پچاس سورتوں میں یہ مسئلہ موجود ہے۔ اور ایک ہزار احادیث تو صرف بخاری شریف میں اس پر شاہد ہیں کہ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی ہے شرک ہے۔

مولانا اشرف علی علیہ الرحمۃ نے تعلیم الدین ص۱۲ اور بہشتی زیور ص۲ الخ میں لکھا ہے کہ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی ہے، شرک ہے حضرت پیر صاحبؒ کی غنیۃ الطالبین ص۲۶۔ فتاویٰ امام جعفر صادق رحؒ تذنیب تقریب ص۵۔ مکتوبات امام ربانی رحؒ جلد اول مکتوب صد وہفتم۔ مکتوب حضرت خواجہ محمد معصوم رحؒ جلد سوم مکتوب نوازدہم ملفوظات حاجی دوست محمد صاحب قندھاری موسیٰ زئی شریف والے اور ارشاد الطالبین قاضی ثناء اللہ میں ہے یا شیخ عبد القادر جیلانی ویا خواجہ شمس الدین پانی پتی چنانچہ عوام می گویند شرک وکفر است۔

(**نوٹ**) ایسے عقائد باطلہ پر مطلع ہوکر جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔ کوکب الیمانی علی اولاد الزوانی۔ کوکب الیمانیں علی العجلان والخراطین توضیح المراد لمن تخبط فی الاستمداد۔ کالا کافران سب کتابوں میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ایسے عقائد والے لوگ بالکل پکے کافر ہیں۔ اور ان کا کوئی نکاح نہیں۔

شرک فی الدعا، غائبانہ حاجات میں کسی پیر و فقیر یا پیغمبر کو پکارنا کفر و شرک ہے۔ یہی شرک مشرکین مکہ میں تھا۔ اور ہر پیغمبر کے زمانے میں ہوتا رہا جس کی پوری تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔

شرک فعلی

اس کے سمجھنے کے چار عنوان ہیں۔ ان میں سے دو عنوان شرک سے متعلق ہیں۔ اور دو توحید سے۔

(۱) تحریمات اللہ۔ (۲) تحریمات غیر اللہ۔ (۳) اللہ کی نیازیں۔ اور (۴) غیر اللہ کی نیازیں۔ تحریمات اللہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالے نے بعض حلال اور طیب چیزوں کو خاص وقت اور خاص مقام میں حرام قرار دیا ہے، ان چیزوں سے تعرض نہ کیا جائے اور ان کو اپنے استعمال میں نہ لایا جائے۔ جیسا کہ بیت اللہ کے گرداگرد حرم میں لکڑی اور گھاس کاٹنا اور شکار کھیلنا اللہ تعالے نے حرام کر دیا ہے۔ یہ مسئلہ سورہ مائدہ میں دیگر سورتوں کی بہ نسبت زیادہ آیا ہے۔ ان کی حرمت کی ایک اجمالی دلیل سورۂ مائدہ کی ابتدا۔ اِنَّ اللّٰہَ یَحۡکُمُ مَا یُرِیۡدُ سے بیان کی گئی ہے یعنی اللہ تعالے جو چاہے حکم دے سکتا ہے۔ اور تفصیلی دلیل سورۂ مائدہ میں دو جگہ بیان کی گئی ہے۔ پہلا مقام وَلِیَعۡلَمَ اللّٰہُ مَنۡ یَّخَافُہٗ بِالۡغَیۡبِ۔ یعنی اللہ تعالے نے ان چیزوں کو اس لئے حرام کیا ہے تاکہ ظاہر کر دے کہ اللہ تعالے کو عالم الغیب سمجھ کر اس سے کون ڈرتا ہے۔ پھر آگے جا کر فرمایا وَلِتَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وَاَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ

یعنی تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ اللہ جل شانہٗ ہر چیز کو جاننے والے ہیں اور غفار بھی ہیں۔ اور اگر تم نے خلاف ورزی کی تو سخت عذاب دینے والے ہیں۔ یہ قسم شرک نہیں بلکہ یہ توحید ہے۔ مقابلۃً سمجھانے کے لئے بیان کیا گیا ہے۔

تحریمات غیر اللہ کا بیان

جس طرح اللہ تعالے نے بعض حلال طیب چیزوں کو بعض خاص مقامات میں مذکورہ بالا مقصد کے پیش نظر حرام کر دیا ہے۔ اسی طرح مشرک لوگ اس کے بالمقابل مرے ہوئے بزرگوں کی قبروں پر سے درخت اور گھاس کاٹنا اور شکار کرنا حرام سمجھتے ہیں۔ بعینہٖ اسی علت کے ماتحت جو تحریمات اللہ میں بیان کی گئی ہے یعنی غیب دان نافع وضار خیال کر کے ان مرے ہوئے بزرگوں کو غیب دان نافع وضار خیال کر کے یہ کام یعنی درخت وغیرہ نہ کاٹنا، اور کاٹنے والے کو برا جاننا تحریمات غیر اللہ ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ان خود ساختہ تحریموں کو توڑو۔ اور انہیں حرام نہ سمجھو۔ اس طرح سے مشرک لوگ جانوروں کو مرے ہوئے بزرگوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ جانور اب ہمارے معبودوں کا ہو چکا ہے۔ اس پر سامان لادنا، یا اسے ذبح کر کے کھانا ہمارے لئے حرام ہے۔ اگر ان تحریموں کو ہم توڑ دیں گے تو وہ بزرگ ہم سے ناراض ہو جائیں گے۔ جیسا کہ آجکل ہندو لوگ سانڈ چھوڑ دیتے ہیں ویسا ہی مشرکین مکہ نے بحیرہ اور سائبہ وغیرہ بنائے تھے۔ آجکل کے مشرک مرے ہوئے بزرگوں کی قبروں پر جانور چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر ان کے کھیتوں میں آکر چریں تب بھی نہیں روکتے۔ اسی طرح بعض ماکولات (طعام) اس قسم کے ہوتے ہیں جن کو عورتیں کھا سکتی ہیں، مرد نہیں کھا سکتے۔ جیسا کہ آجکل کے مشرک لوگ امام جعفر صادق رضی کا کونڈا پکاتے ہیں اور بی بی فاطمہ کی صحنک اس سے مردوں کو کھانا جائز نہیں سمجھتے۔ یا بعض قبائل والے یہ سمجھتے ہیں کہ سبز کپڑا یا سرخ کپڑا استعمال نہیں کرتے۔ اسی طرح پر پورے بال رکھنا ناجائز سمجھتے ہیں کہ یہ کام کریں گے تو فوراً مر جائیں گے یہ سب تحریمات غیر اللہ ہیں جنہیں قرآن مجید میں مختلف عنوانات کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

عنوان ۱

اُحِلَّتۡ لَکُمۡ بَہِیۡمَۃُ الۡاَنۡعَامِ یعنی جو جانور تم نے اپنے بزرگوں کے لئے اپنے اوپر حرام کر رکھے ہیں وہ تمہارے حرام کرنے سے حرام نہیں ہوتے۔ جب تم ایمان لا چکے ہو تو ان کو حلال سمجھو۔ وہ سب تمہارے لئے حلال ہیں۔

عنوان ۲

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحَرِّمُوۡا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمۡ وَلَا تَعۡتَدُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ ۝ (پ ۷: مائدہ: ع ۱۲)

اے ایماندارو! اللہ کی حلال کردہ پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ سمجھو۔ اور نہ زیادتی کرو اللہ تعالے حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

طَیِّبٰتِ مَاۤ میں اضافت بیانی ہے۔ یعنی جو چیزیں اللہ جل شانہٗ نے تمہارے لئے حلال کیں، ان کو تم حرام نہ سمجھو۔

عنوان ۳

وَکُلُوۡا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیۡۤ اَنۡتُمۡ بِہٖ مُؤۡمِنُوۡنَ ۝ (حوالہ مذکورہ بالا)

اور جو اللہ نے تمہیں حلال پاک رزق دیا ہے اسے کھاؤ۔ اور اسی اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

عنوان ۴ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ۖ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ؕ (پ ۲: بقرہ: ع ۲۱)

اے لوگو! زمین کی چیزوں میں سے حلال پاکیزہ کھاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ بے شک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

عنوان ۵ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ حوالہ مذکورہ بالا)

اے ایمان والو! جو حلال پاک چیزیں ہم نے تمہیں رزق دیا ہے کھاؤ اور اللہ ہی کا شکر ادا کرو۔ اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

یعنی اگر تم نے تحریمات غیر اللہ کو حلال نہ سمجھا تو یہ غیر اللہ کی عبادت ہو جائے گی اور اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ کا مقصد پورا نہ ہوگا۔

تنبیہ:۔ جہاں تحریمات غیر اللہ کا بیان ہو وہاں آیات ذیل کا مضمون اکثر آتا ہے۔

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ ۝ (پ ۲: بقرہ: ع ۲۱)

جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو نازل کیا ہے۔ اس کی پیروی کرو کہتے ہیں کہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر باپ دادا کو پایا۔ خواہ ان کے باپ دادا نہ کسی چیز کو سمجھتے ہوں اور نہ راہ پاتے ہوں۔

عنوان ۶ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰیٰتِهٖ مُؤْمِنِیْنَ (پ ۸: انعام: ع ۱۴)

جس چیز پر اللہ کا نام لیا جائے اسے کھاؤ اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو۔

پانچویں اور چھٹے عنوان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو غیر اللہ کے لئے تحریمیں کرتا ہے وہ مومن نہیں۔ کیونکہ اس نے غیر اللہ کو معبود بنا لیا ہے۔

عنوان ۷ وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ۔ (ایضاً)

تمہیں کیا ہو گیا کہ جس چیز پر اللہ کا نام لیا جائے، نہیں کھاتے۔

عنوان ۸ وَ قَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا یَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ (پ ۸: انعام: ع ۱۶)

اور کہتے ہیں کہ یہ مویشی اور کھیتی ممنوع ہے۔ اسے وہی کھائے جسے ہم اجازت دیں۔

عنوان ۹ وَ قَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَ مُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا ۚ وَ اِنْ یَّكُنْ مَّیْتَةً فَهُمْ فِیْهِ شُرَكَآءُ ؕ (حوالہ بالا)

اور کہتے ہیں جو ان جانوروں کے پیٹوں میں ہے وہ صرف ہمارے مردوں کے لئے ہے اور ہماری عورتوں کے لئے حرام ہے۔ اور اگر وہ مردہ ہوں تو وہ سب اس میں شریک ہیں۔

عنوان ۱۰ وَ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ۔

اللہ نے جو انہیں رزق دیا اس کو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہوئے انہوں نے حرام کر دیا۔

عنوان ۱۱ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ ۝ (پ ۸: انعام: ع ۱۷)

پوچھئے کیا اللہ نے دونوں نر حرام کئے یا دونوں مادہ یا کہ وہ بچہ کہ اس پر دونوں مادہ کا بچہ دانی مشتمل ہے۔

عنوان ۱۲ سَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشْرَكْنَا وَ لَاۤ اٰبَآؤُنَا وَ لَا حَرَّمْنَا مِنْ شَیْءٍ ؕ (حوالہ مذکورہ بالا۔ ع ۱۸)

مشرک کہیں گے کہ اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا شرک نہ کرتے۔ اور نہ ہی ہم کسی چیز کو حرام سمجھتے۔

عنوان ۱۳ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ (پ ۵: نساء: ع ۱۸)

میں ان کو حکم دوں گا پس وہ ضرور جانوروں کے کان کاٹ ڈالیں گے۔

اس پر شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے لکھا ہے کہ کافروں کا دستور تھا کہ گائے یا بکری کا بچہ بت کے نام کر دیا۔ اس کے کان میں نشان ڈالتے۔

عنوان ۱۴ وَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَیْهَاۤ اٰبَآءَنَا وَ اللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ (پ ۸: الاعراف: ع ۳)

اور وہ جب کوئی فحش کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اسی پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ فحش سے یہاں مراد ننگا طواف کرنا ہے۔

عنوان ۱۵ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ (پ ۸: الاعراف: ع ۴)

پوچھئے تو سہی کہ جو زینت اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی اور پاک رزق کس نے حرام کیا۔

اس عنوان میں کپڑے وغیرہ جنہیں لوگ اپنے اوپر حرام سمجھتے ہیں، سب کا بیان آگیا۔

عنوان ۱۶ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔ (حوالہ مذکورہ بالا ع ۳)

اے اولاد آدم ہر نماز کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔

عنوان ۱۷ قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا ؕ (پ ۱۱: یونس: ع ۶)

پوچھئے کہ بھلا بتاؤ تو سہی اللہ نے تمہارے لئے روزی اتاری پس تم نے اس میں سے حلال اور حرام ٹھہرالئے۔

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ (پ ۱۴: نحل: ع ۱۵)

نہ کہو جو تمہاری زبانیں بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِیْرَةٍ وَّ لَا سَآىٕبَةٍ وَّ لَا وَصِیْلَةٍ وَّ لَا حَامٍ (پ ۷: مائدہ: ع ۱۴)

اللہ نے کوئی بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام نہیں بنایا۔

اس کی تفصیل حضرت شیخ رحمہ اللہ کے الفاظ میں حسب ذیل ہے:۔

قَدِ اعْتَقَدَتِ الْیَهُوْدُ تَحْرِیْمَ الْاِبِلِ وَ غَیْرِهٖ وَ اعْتَقَدَتِ النَّصَارٰی تَحْرِیْمَ مَا حَرَّمُوْا مِنَ الرَّهْبَانِیَّةِ لِاٰلِهِهِمُ الَّذِیْ سَمَّوْهُ اِبْنًا مُتَصَرِّفًا وَ اعْتَقَدَ

یہود اونٹ وغیرہ کی حرمت کا اعتقاد رکھتے تھے۔ نصاریٰ نے رہبانیت کی وجہ سے اپنے معبود جسے ابن اللہ یعنی متصرف کہتے تھے کے لئے حرام سمجھا اور مشرکین

الْمُشْرِكُوْنَ تَحْرِيْمَ الْوَصِيْلَةِ وَالسَّائِبَةِ وَالْحَامِ۔ فَالْحَامُ مَا يَدَّعُوْنَهُ لِلطَّوَاغِيْتِ وَالسَّائِبَةُ مَا تُرِكَ بَعْدَ ضِرَابٍ مَّعْدُوْدَةٍ وَالْبَحِيْرَةُ مَا يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيْتِ وَالْوَصِيْلَةُ مَا يَدَّعُوْنَهُ لِلطَّوَاغِيْتِ وَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ وَالْوَصِيْلَةُ الَّتِيْ وَلَدَتْ بَعْدَ اُخْرٰى بِنَاقَةٍ بِكْرٍ ثُمَّ يُسَيِّبُوْنَهَا لِطَوَاغِيْتِهِمْ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى رَدًّا عَلَيْهِمْ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ۔

نے وصیلہ، سائبہ اور حام کے حرام ہونے کا عقیدہ رکھا۔ پس حام وہ ہے جسے چند اونٹنیوں کے حاملہ کرنے پر معبودوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔ بحیرہ وہ ہے جس کا دودھ معبودوں کے لئے روکا جاتا تھا۔ سائبہ وہ ہے جسے اپنے معبودوں کے نام پر چھوڑتے تھے اور اس پر کوئی چیز نہیں لادتے تھے۔ وصیلہ جس سے دو بچے پیدا ہوچکے ہوں۔ اس کے بعد معبودوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رد کرنے کے لئے یہ آیت ارشاد فرمائی۔

ایسی تحریمات کا حکم یہ ہے کہ جو یہ تحریمیں کر رہا ہے اس کے لئے تو یہ چیزیں حرام نہیں ہوئیں۔ اسے چاہئیے کہ انہیں استعمال کرے۔ اگر حرام سمجھے گا تو مشرک ہوگا۔ اس کے سوا باقی لوگوں کے متعلق یہ حکم ہے کہ وہ اس کی تحریم کو غلط سمجھیں لیکن اس چیز کو اس کی رضامندی کے بغیر استعمال نہ کریں کیونکہ وہ چیز ابھی تک اس کی ملک سے نہیں نکلی اور جو چیزیں کسی ایک شخص کی مملوکہ نہ ہوں جیسا کہ قبرستان کے درخت اور گھاس کسی ایک شخص کی ملک نہیں بلکہ وہ عامۃ المسلمین کا وقف ہوتا ہے۔ اگر لوگ اس گھاس اور درخت کو اس عقیدۂ مشرکانہ کی وجہ سے نہیں کاٹتے تو اسے ضروری طور پر کاٹنا چاہئیے تاکہ لوگوں کے عقیدہ کی اصلاح ہو۔ اور اگر لوگوں نے ضروریاتِ مسجد کے لئے محفوظ رکھا ہوا ہے تو جائز ہے اور یہ عقیدہ مشرکانہ نہیں۔

نذور اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی نیازوں کا بیان

یہ شرک نہیں بلکہ توحید ہے۔ مقابلۃً یہ قسم ذکر کی گئی ہے۔ اگر کوئی شخص مصیبت وغیرہ میں یوں کہے کہ اگر یہ مصیبت مجھ سے دور ہوجائے تو میں اللہ کے نام پر فلاں چیز دونگا خواہ جانور یا کوئی چیز تو یہ اللہ کی نذر ہوگی۔ اس کا نام نیاز ہے جسے منت بھی کہتے ہیں۔ پھر خواہ اس کا ثواب کسی کو بخشے یا اپنے لئے ہی رکھے۔ اسی طرح اگر خاص مصیبت کے علاوہ اپنے اوپر ہر مہینہ یا ہر ہفتہ میں یہ لازم کرلیا ہے کہ میں اتنی چیز اللہ کے نام پر دیا کرونگا تاکہ اللہ کی رضا شامل حال رہے اور اللہ تعالیٰ مصائب سے محفوظ رکھے۔ یہ صورت بھی اللہ تعالیٰ کی نذر میں داخل ہوگی۔ اس میں نذر دینے والے کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ غیب دان ہے اور ما فوق الاسباب طاقت سے نافع وضار بھی ہے۔ اگر میں نے اس نذر کے دینے میں مخالفت کی تو وہ مجھے نقصان دینے پر قدرت رکھتا ہے۔ یہ نذر خواہ گھر پر دے یا یوں نذر مان لے کہ میں بیت اللہ میں جاکر اس پر غلاف چڑھاؤنگا یا وہاں جاکر اتنے بکرے ذبح کرونگا تو یہ سب اللہ کریم کی نذر میں داخل ہوگا۔ اس مسئلہ کے لئے بھی قرآن مجید میں مختلف عنوانات ہیں۔

اوّل وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ (پ ۱۷: حج: ع ۵)

ہر امت کے لئے ہم نے ایک مقام کو قربانی کی جگہ بنا دیا تاکہ جو کچھ انہیں اللہ نے مویشی دینے رزق دیا ہے ان پر اللہ کا نام لیں۔

دوئم وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ (حوالہ مذکورہ بالا ع ۴)

(اے لِلّٰهِ خَالِصَةً) یعنی اللہ کے لئے نذریں پوری کریں (ازخانہ)

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ (حوالہ مذکورہ بالا: ع ۴)

تاکہ وہ اللہ نے جو انہیں مویشیوں میں سے رزق دیا ہے چند مقررہ دنوں میں ان پر اللہ کا نام یاد کریں۔

چہارم وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ (حوالہ مذکورہ بالا: ع ۵)

اور بدن کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانی بنا دیا۔ (بدن سے مراد اونٹ اور گائے وغیرہ ہیں۔

پنجم يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ۔ (پ ۶: مائدہ: ۱۶)

اے ایمان والو! اللہ کی یادگاروں کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ شہر حرام، ہدی اور قلادہ والے جانوروں کی۔

ششم جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ۔ (پ ۷: مائدہ: ع ۱۳)

اللہ تعالیٰ نے بیت حرام، شہر حرام، ہدی اور پٹے والے جانوروں کو لوگوں کے لئے قیام کا سبب بنایا۔

تنبیہ: قرآن مجید میں تحریمات اللہ اور نیازاتِ اللہ کا مسئلہ بہت کم بیان ہوتا ہے۔ جتنا لکھا جاچکا ہے قریبًا اتنا ہی ہے اور تحریمات غیر اللہ اور نیازات غیر اللہ کا مسئلہ قرآن مجید میں بکثرت آتا ہے اس لئے کہ اس میں شرک کی نفی کی جاتی ہے اور یہی دو قسم شرک کی ہیں۔

نذور غیر اللہ یعنی غیر اللہ کی نیازوں کا بیان

جس طرح اللہ تعالیٰ کی نذریں دو صورتیں بیان ہوچکی ہیں، بعینہٖ وہی دو صورتیں خدا تعالیٰ کے سوا کسی پیر و فقیر اور پیغمبر کے لئے مانی جائیں تو وہ نذر و نیاز غیر اللہ کہلائے گی۔ اس میں اس پیر و فقیر کو عالم الغیب اور متصرف فی الامور ما فوق الاسباب ماننا پڑتا ہے۔ اس قسم کی نذر و نیاز دینا شرک ہے اس کا کھانا خنزیر کی طرح حرام ہے خواہ ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھا جائے یا نہ۔ پس آج کل اولیاء اللہ کی قبور پر جو عرس کئے جاتے ہیں اور ان عرسوں کے لئے لوگ پہلے ہی سے غلہ دانے اور جانور وغیرہ پیر کے نام پر رکھ دیتے ہیں پھر عرس کے روز قبر پر لے جاتے ہیں، یہ سب غیر اللہ کی نذر ہے۔ اس کا کھانا حرام ہے۔ اسی طرح کسی ولی وغیرہ کی قبر پر غلاف، تیل وغیرہ اس عقیدہ کے ماتحت لے جائے، سب غیر اللہ کی نذر میں داخل ہے۔ اگر اس نذر دینے والے کا عقیدہ مشرکانہ ہے اور بظاہر زبان سے یہ کہتا ہے کہ میں ایصالِ ثواب کیلئے قربانی ذبح کر رہا ہوں، یہ سب حرام ہوگا۔ یہ مسئلہ بھی مختلف عنوانوں کے ساتھ قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے۔

اوّل: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ

تم پر مُردار، دمِ مسفوح، خنزیر کا گوشت اور وہ شے جس پر غیر اللہ کا

لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (پ ۶: مائدہ: ع ۲)

نام پکارا جائے، حرام ہے۔

دوم: قَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا

کہا شیطان نے کہ میں تیرے بندوں سے ایک مقرر حصہ لوں گا۔

شاہ عبدالقادر دہلوی رحؒ نے اس مقام پر لکھا ہے کہ اس سے مراد غیر اللہ کی نذریں نیازیں ہیں۔

سوم: إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ (پ ۲: بقرہ: ع ۲۱)

اس کے سوا نہیں کہ حرام کیا گیا تم پر مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ چیز جو غیر خدا کیلئے نامزد کر دی گئی ہو۔

چہارم: وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ (پ ۶: مائدہ: ع ۱)

اور حرام ہے جو تھانوں پر ذبح کیا گیا۔

پنجم: وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ

اور یہ بھی حرام ہے کہ تم جوئے کے تیروں سے بانٹو۔

ششم: وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلٰى شُرَكَائِهِمْ (پ ۸ انعام: ع ۱۶)

جو کھیتی اور مویشی اللہ نے پیدا کئے ان میں سے اللہ کے لئے ایک حصہ مقرر کرتے ہیں اور اپنے خیال کے مطابق اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے لئے ہے پس جو ان کے شریکوں کے لئے ہو وہ تو اللہ کو نہیں پہنچتا۔ اور جو اللہ کے لئے ہو وہ ان کے شرکاء کو پہنچ جاتا ہے۔

ہفتم: وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ (پ ۸: انعام: ع ۱۶)

اسی طرح بہت سے مشرکوں کیلئے ان کے شریکوں نے اولاد کا قتل کرنا خوبصورت کر دیا تاکہ انہیں ہلاک کریں اور ان پر ان کے دین کو خلط ملط کر دیں۔

ہشتم: قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَاءً عَلَى اللّٰهِ (حوالہ مذکورہ بالا)

نقصان میں ہوئے وہ جنہوں نے سوائے علم کے بیوقوفی سے اپنی اولاد کو قتل کر دیا اور اللہ پر بہتان باندھ کر جو اس نے انہیں رزق دیا تھا اسکو حرام کر دیا۔ کر دیا۔

نہم: وَآتُوا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوا (حوالہ مذکورہ بالا ع ۱۷)

قَالَ مقاتل لا تشركوا الاصنام في الحرث والانعام (خازن)

جس دن انہیں کاٹو ان کا حق ادا کرو اور بے جا خرچ مت کرو۔ مقاتل نے کہا اپنے معبودوں کو کھیتی اور جانوروں میں شریک نہ کرو یعنی ان کا حصہ نہ نکالا کرو۔

دہم: أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (حوالہ مذکورہ بالا ع ۱۸)

یا بری چیز جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو۔

یازدہم: قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ (پ ۸: اعراف، ع ۴)

فرما دیجئے تحقیق بات ہے کہ میرے رب نے بے حیائی کی کھلی اور چھپی باتوں کو حرام کر دیا۔ اور گناہ ناحق کی زیادتی کو اور تمہارے اللہ کے ساتھ اس چیز کو حرام ٹھہرانے کو جس کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور یہ کہ اللہ پر ان جانی بات کہو، سب حرام کر دیا۔

المراد بالاثم النذر لغير الله (از تفسیر کبیر) یعنی مراد اثم (گناہ) سے غیر اللہ کی نذر ماننا بھی ہے۔

دوازدہم: وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ (پ ۱۰۔ توبہ ع ۴)

جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کی ہیں انہیں حرام نہیں سمجھتے۔

سیزدہم: وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ (پ ۱۴۔ نحل: ع ۷)

ہمارے دیئے ہوئے رزق سے ان کے لئے حصہ مقرر کرتے ہیں جنہیں وہ جانتے بھی نہیں۔

چہاردہم: فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ (پ ۱۷، حج: ع ۴)

پلیدی یعنی بتوں سے بچو (یعنی ان کی نیاز نہ دیا کرو)

پانزدہم: وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ (حوالہ مذکورہ بالا)

جھوٹ بات سے بچو۔ (یعنی غیر اللہ کی نیاز دینے سے بھی بچو۔ تشریح آگے ملاحظہ ہو۔

نقشہ آیات تحریمات غیر اللہ

ان کا حکم یہ ہے کہ ایسی تحریمیں باطل ہیں ان کو اٹھانا چاہیئے اور جو چیزیں ایسی تحریموں کے ذریعہ سے حرام کی گئی ہوں انہیں حلال سمجھنا چاہیئے۔ ایسی تحریمیں کرنے والا کافر و مشرک ہے۔

آیات	حوالہ	ترجمہ
أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ	پ ۶: مائدہ: ع ۴	تمہارے لئے چوپائے مواشی حلال کئے گئے ہیں۔
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝	پ ۶: مائدہ: ع ۱۲	اے ایمان والو مت حرام ٹھہراؤ ستھری چیزیں جو اللہ نے تم پر حلال کی ہیں۔ اور حد سے نہ بڑھو۔ اللہ نہیں چاہتا حد سے بڑھنے والوں کو۔
وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي	پ ۶: مائدہ: ع ۱۲	اور کھاؤ اللہ کے دیئے ہوئے سے جو حلال ہو اور ستھرا اور ڈرتے رہو اللہ سے

آیات	حوالہ	ترجمہ
اَنۡتُمۡ بِهٖ مُؤۡمِنُوۡنَ ۝	پ ۷ : مائدہ : ع ۱۲	اور کھاؤ اللہ کے دیئے ہوئے سے جو حلال ہو اور ستھرا اور ڈرتے رہو اللہ سے
(۳) یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوۡا مِمَّا فِی الۡاَرۡضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ۖ وَّ لَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ۝	پ ۲ بقرہ : ع ۲۱	اے لوگو! کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے جو حلال ہے ستھرا۔ اور نہ چلو شیطان کے قدموں پر۔ وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے۔
(۴) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا كُلُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ وَاشۡكُرُوۡا لِلّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ اِیَّاهُ تَعۡبُدُوۡنَ ۝	پ ۲ : بقرہ : ع ۲۱	اے ایمان والو! کھاؤ ستھری چیزیں جو ہم نے تم کو روزی دی ہے اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اس کے بندے ہو۔
(۶) وَاِذَا قِیۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلۡفَیۡنَا عَلَیۡهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوۡ كَانَ اٰبَآؤُهُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ شَیۡــًٔا وَّلَا یَهۡتَدُوۡنَ ۝	حوالہ مذکورہ بالا	اور جو ان کو کہئے چلو اس پر جو نازل کیا اللہ نے کہا انہوں نے چلیں گے اس پر جس پر دیکھا اپنے باپ دادوں کو بھلا اگرچہ ان کے باپ دادے نہ عقل رکھتے ہوں نہ راہ کی خبر۔
(۷) فَكُلُوۡا مِمَّا ذُكِرَ اسۡمُ اللّٰهِ عَلَیۡهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ بِاٰیٰتِهٖ مُؤۡمِنِیۡنَ ۝	پ ۸ : انعام : ع ۱۴	سو تم کھاؤ جس پر نام لیا اللہ کا اگر تم کو اس کے حکم پر یقین ہے
(۸) وَمَا لَكُمۡ اَلَّا تَاۡكُلُوۡا مِمَّا ذُكِرَ اسۡمُ اللّٰهِ عَلَیۡهِ	〃 〃 〃	اور کیا سبب ہے کہ تم نہ کھاؤ اس میں سے جس پر نام لیا گیا اللہ کا
(۹) وَقَالُوۡا هٰذِهٖۤ اَنۡعَامٌ وَّحَرۡثٌ حِجۡرٌ ۖ لَّا یَطۡعَمُهَاۤ اِلَّا مَنۡ نَّشَآءُ بِزَعۡمِهِمۡ وَاَنۡعَامٌ حُرِّمَتۡ ظُهُوۡرُهَا وَاَنۡعَامٌ لَّا یَذۡكُرُوۡنَ اسۡمَ اللّٰهِ عَلَیۡهَا افۡتِرَآءً عَلَیۡهِ ؕ سَیَجۡزِیۡهِمۡ بِمَا كَانُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ ۝	(پ ۸ : انعام : ع ۱۶)	اور کہتے ہیں یہ مویشی اور کھیتی منع ہے اس کو نہ کھاوے مگر جس کو ہم چاہیں اپنے خیال پر اور بعضے مواشی کی پیٹھ منع ٹھہرا یا ہے اور بعضے مواشی کے ذبح پر نام نہیں لیتے اللہ کا اس پر جھوٹ باندھ کر۔ سزا دے گا ان کو اس جھوٹ کی۔
(۱۰) وَقَالُوۡا مَا فِیۡ بُطُوۡنِ هٰذِهِ الۡاَنۡعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوۡرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤی اَزۡوَاجِنَا ۚ وَاِنۡ یَّكُنۡ مَّیۡتَةً فَهُمۡ فِیۡهِ شُرَكَآءُ ؕ سَیَجۡزِیۡهِمۡ وَصۡفَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ حَكِیۡمٌ عَلِیۡمٌ ۝	〃 〃 〃	اور کہتے ہیں کہ جو اس مویشی کے پیٹ میں ہے سو وہ ہمارے مرد کھائیں اور حرام ہے ہماری عورتوں پر اور جو مردہ ہو اس میں سب شریک ہوں وہ سزا دے گا ان کو ان تقریروں کی اور بے شک وہ حکمت والا بڑا جاننے والا ہے۔
قُلۡ ءٰٓالذَّكَرَیۡنِ حَرَّمَ اَمِ الۡاُنۡثَیَیۡنِ اَمَّا اشۡتَمَلَتۡ عَلَیۡهِ اَرۡحَامُ الۡاُنۡثَیَیۡنِ ۝	〃 〃 〃	پوچھو تو دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ یا جو پیٹ رہا ہے مادوں کے پیٹ میں۔
(۱۲) سَیَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ اَشۡرَكُوۡا لَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشۡرَكۡنَا وَلَاۤ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمۡنَا مِنۡ شَیۡءٍ ؕ	پ ۸ : انعام : ع ۱۸	اب کہیں گے مشرک اگر اللہ چاہتا تو ہم شریک نہ ٹھہراتے اور نہ ہمارے باپ اور نہ حرام کر لیتے کوئی چیز۔
(۱۳) وَّلَاٰمُرَنَّهُمۡ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلۡقَ اللّٰهِ ؕ	پ ۵ : نساء : ع ۱۷	اور ان کو سکھاؤں گا کہ بدلیں اللہ کی بنائی ہوئی صورت۔
(۱۴) وَاِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَةً قَالُوۡا وَجَدۡنَا عَلَیۡهَاۤ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ	پ ۸ : اعراف : ع ۳	اور کریں جب کچھ عیب کا کام کہیں ہم نے دیکھا اسی طرح کرتے اپنے باپ دادوں کو اور اللہ نے ہم کو یہ حکم کیا۔
(۱۵) قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِیۡنَةَ اللّٰهِ الَّتِیۡۤ اَخۡرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزۡقِ ؕ	پ ۸ : اعراف : ع ۴	تو کہہ کس نے حرام کی زینت اللہ کی جو پیدا کی اس نے اپنے بندوں کے واسطے اور کھانے کی حلال چیزوں کو۔
(۱۶) یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَكُمۡ عِنۡدَ كُلِّ مَسۡجِدٍ وَّكُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا وَلَا تُسۡرِفُوۡا ؕ	〃 〃 〃	اے اولاد آدم! پہن لو اپنا لباس ہر نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو۔
(۱۷) قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ لَكُمۡ مِّنۡ رِّزۡقٍ فَجَعَلۡتُمۡ مِّنۡهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ	پ ۱۱ : یونس : ع ۶	تو کہہ بھلا دیکھو تو جو اللہ نے اتاری تمہارے واسطے روزی پھر تم نے ٹھہرایا اس میں سے کوئی حرام اور حلال۔
(۱۸) وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَا تَصِفُ اَلۡسِنَتُكُمُ الۡكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ ؕ	پ ۱۴ : نحل : ع ۱۵	اور مت کہو وہ بات جو کہ تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔
(۱۹) مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنۡۢ بَحِیۡرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِیۡلَةٍ وَّلَا حَامٍ	پ ۷ : مائدہ : ع ۱۴	نہیں ٹھہرایا اللہ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام۔

نقشہ آیات متعلقہ تحریمات اللہ

ان کے متعلق حکم یہ ہے کہ ان کو باقی رکھنا اور ان کی حرمت کو قائم رکھنا ضروری ہے ۔

آیات	حوالہ	ترجمہ
اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ط اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ہ	پ ۶ : مائدہ : ع ۱	سوائے اس کے جو تم کو سنا دینگے مگر حلال نہ جانو شکار کو اپنے احرام میں اللہ حکم کرتا ہے جو چاہے ۔
یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَیَبْلُوَنَّکُمُ اللّٰہُ بِشَیْءٍ مِّنَ الصَّیْدِ تَنَالُهٗٓ اَیْدِیْکُمْ وَرِمَاحُکُمْ لِیَعْلَمَ اللّٰہُ مَنْ یَّخَافُهٗ بِالْغَیْبِ	پ ۷ : مائدہ : ع ۱۲	اے ایمان والو البتہ تم کو آزمائے گا اللہ کچھ شکار کے حکم سے جس پر پہنچیں ہاتھ تمہارے اور نیزے تاکہ ظاہر کرے اللہ کون اس سے ڈرتا ہے بے دیکھے ۔

اللہ کی نذر و نیاز سے متعلق آیات

آیات	حوالہ	ترجمہ
وَلِکُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَکًا لِّیَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ ہ	پ ۱۷ ، حج : ع ۵	اور ہر فرقہ کو ہم نے ٹھہرا دی ہے قربانی کہ یاد کریں اللہ کو وقت چوپایوں کے جو ہم نے ان کو دیئے ۔
وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ ہ	" " ع ۴	اور پوری کریں اپنی منتیں ۔
وَیَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ	" " "	اور پڑھیں اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہیں ذبح پر چوپایوں کے جو اس نے دیئے ہیں ان کو ۔
وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَکُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ ہ	" " ع ۵	اور کعبہ کے چڑھانے کے اونٹ ٹھہرائے ہیں ہم نے تمہارے واسطے نشانی اللہ کے نام کی
یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰہِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْیَ وَلَا الْقَلَآئِدَ ہ	پ ۶ : مائدہ : ع ۱	اے ایمان والو بے حرمتی نہ کرو اللہ کے نام کی چیزوں کی اور نہ ادب والے مہینے کی اور نیاز کے جانوروں کی جو کعبہ کو جاویں اور نہ قلادے والے جانوروں کی ۔
جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَةَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْیَ وَالْقَلَآئِدَ ہ	" " ع ۱۳	اللہ نے کیا کعبہ عزت والے گھر کو لوگوں کو قائم رہنے کا سبب اور عزت والے مہینے کو اور حرم کی قربانیوں اور قلادوں والے جانوروں کو ۔

نقشہ آیات متعلقہ نذر لغیر اللہ

ان کا کھانا حرام ہے اور دینے والا کافر مشرک ہے ۔

آیات	حوالہ	ترجمہ
حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِهٖ ہ	پ ۶ : مائدہ : ع ۱	حرام ہوا تم پر مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جس پر نام پکارا گیا اللہ کے سوا کا ۔
وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِکَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا ط	پ ۵ : نساء : ع ۱۷	اور وہ بولا کہ میں البتہ لونگا تیرے بندوں میں سے حصہ ٹھہرایا ہوا ۔
اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ہ	پ ۲ : بقرہ : ع ۲۱	یہی حرام کیا ہے تم پر مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جس پر نام پکارا گیا اللہ کے سوا کا ۔
وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ ہ	پ ۶ : مائدہ : ع ۱	اور جو ذبح کیا گیا کسی تھان پر ۔
وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ط	" " "	اور یہ کہ بانٹا کرو پاسنے ڈال کر ۔

آیات	حوالہ	ترجمہ
وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۗ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝	پ ٦ : انعام : ع ١٦	اور ٹھہراتے ہیں اللہ کا اس کی پیدائش کی کھیتی اور مویشی میں ایک حصہ پھر کہتے ہیں یہ حصہ اللہ کا ہے اپنے خیال پر اور یہ ہمارے شریکوں کا۔ سو جو ان کے شریکوں کا ہے سو نہ پہنچے وہ اللہ کی طرف اور جو اللہ کا ہے سو پہنچے ان شریکوں کی طرف کیا بُرا انصاف کرتے ہیں۔
وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ۗ	" " "	اور اسی طرح بھلا دکھائی ہے بعض مشرکوں کو اولاد مارنی ان کے شریکوں نے کہ ان کو ہلاک کریں اور ان کا دین ان پر غلط کریں۔
قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ۗ	" " "	بے شک خراب ہوئے جنہوں نے مار ڈالی اپنی اولاد نادانی سے بے سمجھے اور حرام ٹھہرایا جو اللہ نے ان کو رزق دیا جھوٹ باندھ کر اللہ پر۔
وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ۗ	پ ٨ : انعام : ع ١٧	اور دو اس کا حق جس دن کٹے اور بے جا نہ اڑاؤ۔
اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۝	" " "	یا گناہ کی چیز جس پر پکارا گیا ہو اللہ کے سوا کسی کا نام۔
وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۗ	پ ١٤ : نحل : ع ٧	اور ٹھہراتے ہیں ایسوں کے لئے جن کی خبر نہیں رکھتے ہماری دی ہوئی روزی میں سے حصہ۔
فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ ۝	پ ١٧ : حج : ع ٤	پس بچتے رہو بتوں کی گندگی سے۔
قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝	پ ٨ : اعراف : ع ٤	تو کہہ میرے رب نے حرام کیا ہے۔ بے حیائی کے کاموں کو جو کھلے ہیں اور چھپے اور گناہ اور زیادتی ناحق کو اور اس کو کہ شریک بناؤ اللہ کا جس کی اس نے سند نہیں اتاری اور یہ کہ تم اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاؤ جو تم کو معلوم نہیں۔
وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ	پ ١٧ : حج : ع ٤	اور بچتے رہو جھوٹی بات سے۔

فائدہ | چونکہ مسئلہ تحریماتِ غیر اللہ اور نیازاتِ غیر اللہ میں اکثر لوگوں کو حتیٰ کہ بعض مفسرین کو بھی خلط اور التباس ہوگیا ہے ایک کی تفسیر میں دوسرے کا ذکر کر دیتے ہیں حالانکہ ہر ایک مستقل اور مقصودی مسئلہ ہے۔ ہر ایک کا علیحدہ حکم ہے۔ اگرچہ دونوں شرک ہیں۔ اور چونکہ مشرکین تحریماتِ غیر اللہ ہیں اپنے معبودوں کا تقرب حلال اشیاء کے حرام سمجھنے میں کرتے تھے۔ اس لئے ان کا یہ حکم ہے کہ تحریمات کو اٹھا دو۔ ان اشیاء کے ساتھ حلال اشیا کا سا معاملہ کرو۔ ورنہ کبھی مومن نہ ہو سکو گے۔ اور نیازاتِ غیر اللہ میں اپنے معبودوں کا تقرب ان اشیاء کے حلال جاننے اور کھانے کھلانے میں سمجھتے تھے۔ لہٰذا ان کا یہ حکم ہے کہ یہ قطعی حرام ہیں۔ ان کو نہ کھاؤ اور نہ ان کو حلال خیال کرو۔ تب مومن ہو سکو گے۔ ذیل میں

ذیل میں بعض مفسرین کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں تاکہ مزید اطمینان ہو جائے۔

(۱) اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ (الآية) اعلم انه ليس المراد من الآية قصر الحرمة على ما ذكر مطلقًا كما هو الظاهر حتى يرد منع الحصر بحرمة اشياء لم تذكر بل بما اعتقدوه حلالًا بقرينة انهم كانوا يستحلون ما ذكر فكانه قيل انما حرم عليكم ما ذكر من جهة ما استحللتموه لا اشياء أُخَر. والمقصود من قصر الحرمة على ما ذكر رد اعتقادهم حلّته بابلغ وجه واكده فيكون قصر قلب الا ان الجزء الثاني ليس لرد اعتقاد الحرمة اذ لم يعتقدوا حرمة شيء مما استحلوه بل تاكيد الجزء الاول والخطاب للناس باعتبار دخول المشركين فيهم فيكون مفاد الآية الزجر عن تحليل المحرمات كما ان (يا ايها الناس كلوا الخ) زجر عن تحريم الحلالات الخ (روح المعانی ج ۲ ص۳۴)۔

(۲) قال الشافعی رح فی هذه الآية ما معناه ان الكفار كانوا حرموا ما احل الله واحلوا ما حرم الله فجاءت هذه الآية مناقضة فكانه قال لا حلال الا ما حرمتموه من البحيرة والسائبة والوصيلة ونحوها من الانعام ولا حرام الا ما احللتموه من الميتة والدم ولحم الخنزير وما اهل لغير الله به الخ۔ (تفسیر مظہری)

(۳) ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ الخ ـــــ هذا بيان لجهل العرب قبل الاسلام فيما كانوا حرموا من الانعام وجعلوها اجزاء وانواعًا بحيرة وسائبة ووصيلة وحامًا وغير ذلك الى قوله تعالىٰ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اى اخبرونى عن يقين كيف حرم الله عليكم ما زعمتم تحريمه من البحيرة والسائبة والوصيلة الخ والى ـــــ وقوله اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا تهكم بهم فيما ابتدعوه وافتروه على الله من تحريم

ماحرموہ من ذلک (تفسیر ابن کثیر ص۱۸۳ ج ۲)

(۴) والغرض من سیاق ھذہ الاٰیۃ الکریمۃ الرد علی المشرکین الذین ابتدعوا ما ابتدعوا من تحریم المحللات علی انفسہم بآرائہم الفاسدۃ من البحیرۃ والسائبۃ والوصیلۃ والحام ونحو ذلک فامر رسولہ ان یخبرھم انہ لا اجد فیما اوحاہ اللہ الیہ ان ذلک محرم وانما حرم ما ذکر فی ھذہ الاٰیۃ المیتۃ والدم المسفوح ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ وما عدا ذلک فلم یحرم انما ھو مسکوت عنہ فکیف تزعمون انتم انہ حرام ومن این حرمتموہ ولم یحرمہ اللہ۔ (ابن کثیر ج ۲ ص۱۸۴)

(۵) قولہ:- حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ من البحیرۃ والسوائب ونحوھا (روح ص۳۴ ج ۸)

(۶) قولہ:- مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا - فنسب الیہ سبحانہ تحریم ما لم یُحَرِّمْ (روح ص۳۴ ج ۸)

(۷) قولہ:- المراد قصر الحرمۃ الخ انہ رد علی المشرکین فی تحریمھم ما احل اللہ من بحیرۃ وسائبۃ واخواتہا وتحلیلھم ما حرمہ اللہ من ھذہ المذکورات کانھم قالوا تلک حرمت علینا لکن ھذہ اُحِلَّتْ فقیل لھم ما حرم علیکم الا ھذہ فھو قصر قلب (حاشیہ بیضاوی ص۱۲۳)

(۸) نزلت فی المشرکین حرموا علی انفسہم البحیرۃ والسائبۃ الخ یعنی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا کما ذکر ابن جریر۔ (عبدالحکیم علی البیضاوی ص۱۲۵ نقلاً عن البحر المواج)

(۹) قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ الخ:- قد جمع صاحب المدارک بین الوجوہ الثلاثۃ المذکورۃ فقال قُلْ لَّآ اَجِدُ ای فی ذلک الوقت او فی وحی القراٰن لان وحی السنۃ قد حرم غیرہ او من الانعام لان الاٰیۃ فی رد البحیرۃ واخواتہا (تفسیر احمدی ص۲۲)

(۱۰) انما المراد مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ اعم من ان یکون بحائر وسوائب (تفسیر احمدی تحت اٰیۃ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ)

(۱۱) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ الخ) فالطیبات حلال مطلقًا وقد فسر بعضھم بالبحیرۃ والسائبۃ والوصیلۃ والحام یعنی کلوا البحیرۃ واخواتہا ولا تاکلوا المیتۃ واخواتہا (تفسیر احمدی ص۳۵)

(۱۲) وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ - مطلب یہ ہے کہ جن جانوروں پر اللہ کے سوا بت وغیرہ کا نام پکارا جائے یعنی اللہ کے سوا کسی بت یا جن یا ملائکہ یا روح خبیث یا پیر یا پیغمبر کے نامزد کرکے ان کے تقرب یا رضا جوئی کی نیت سے ذبح کیا جائے اور محض ان کی خوشنودی کی غرض سے ان کی جان لکالنی مقصود ہو تو ان سب جانوروں کا کھانا حرام ہے گو بوقت ذبح تکبیر پڑھی جائے اور اللہ کا نام لیا ہو۔ (حاشیہ حضرت شیخ الہند مرحوم سورہ بقرہ)

(۱۳) ایضًا:- اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ :- دوسرا جواب یہ کہ حرمت کو اشیاء مذکورہ ہی میں منحصر مانا جائے مگر حصر اضافی ہو یعنی انہیں چیزوں کے لحاظ سے تسلیم کیا جائے جن کو مشرکین نے اپنی طرف سے حرام کیا تھا جیسے بحیرہ، سائبہ وغیرہ تو مطلب یہ ہوا کہ ہم نے تم پر فقط میتہ اور خنزیر وغیرہ حرام کیا ہے اور جو تم سانڈ وغیرہ کی تعظیم وتحریم کے قائل ہو۔ یہ محض تمہارا افترا ہے۔

(۱۴) ایضًا:- يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا - (پ۲ بقرہ ع ۲۱) اہل عرب بت پرستی کرتے تھے اور بتوں کے نام سانڈ بھی چھوڑتے تھے۔ اور ان جانوروں سے نفع اٹھانا حرام سمجھتے تھے۔ اور یہ بھی ایک قسم شرک ہے۔

جو کچھ زمین سے پیدا ہوا ہے۔ کھاؤ بشرطیکہ وہ شرعًا حلال طیب ہو نہ فی نفسہ حرام ہو۔ جیسے کہ مردار اور خنزیر اور وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ وغیرہ انتہیٰ۔

الحاصل ان تمام مندرجہ بالا عبارات وحوالہ جات سے ظاہر ہے کہ تحریمات غیر اللہ اور نذر لغیر اللہ دو علیحدہ اور مستقل مقصودی مسئلے ہیں۔ اور ان کا حکم بھی صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ تحریمات غیر اللہ کو مٹانا چاہئیے۔ یعنی ان کا کھانا حلال ہے۔ اور نذر لغیر اللہ مانی کفر وشرک ہے اور اس کا کھانا بالکل حرام ہے۔ یہ مقام نہایت قابل غور ہے۔ اور سمجھنے کے لائق ہے۔ کیونکہ اس میں بڑے بڑے مفسرین سے لغزش ہو گئی ہے۔

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ - یعنی مشرکین اس قدر شرک میں منہمک ہو چکے تھے کہ بسا اوقات یہ منت مانتے کہ اگر میرے اتنے بیٹے ہو جائیں گے یا فلاں مراد پوری ہو جائے گی تو ایک بیٹا فلاں پیر یا فقیر یا بت کے نام پر ذبح کروں گا۔ اور یہ مسئلہ ذیل عبارت سے نکلتا ہے۔

(۱) تفسیر احمدی ص۳۵ میں ہے۔ ای نحروا اولادھم لاجل اٰلھتھم۔

(۲) اسی طرح تفسیر بیضاوی مصری ص۲۰۴ میں ہے اور تفسیر حقانی میں ہے کہ بابل اور نینوا کے شہروں میں یہ رسم کثرت سے تھی۔ اس میں بالتفصیل ذکر ہے حتیٰ کہ اپنی اولاد کو منت کے طور پر ایک وقت مقررہ پر آگ میں جلاتے تھے۔

(۳) اور تفسیر روح المعانی جلد ۸ ص۳۲ میں ہے۔ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ الاٰیۃ قیل انھم کانوا ینذرون لاحدھم اذا بلغ بنوہ عشرۃ نحر واحد منہم کما فعلہ عبد المطلب فی قصتہ المشھورۃ والیہ اشار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقولہ انا ابن الذبیحین۔

تنبیہ:- یہ قصہ ہدایہ کے مقدمہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔

عنوانات کے بعض الفاظ وجمل کی تشریح

وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ - مفسرین نے مَا سے مراد مذبوحہ لیا ہے۔ پھر بِهٖ کا معنیٰ عَلٰی کیا ہے۔ پھر اس آیت کا معنیٰ یوں کیا ہے کہ وہ جانور جو غیر اللہ کی تعظیم کے لئے ذبح کیا گیا ہو وہ حرام ہے خواہ اس پر ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھی گئی ہو یا نہ۔ بعض مفسرین نے اس آیت سے یہ مراد لی ہے کہ ذبح کے وقت،

بسم اللہ پڑھی گئی ہو یا نہ۔ بعض مفسرین نے اس آیت سے یہ مراد لیا ہے کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ حرام ہے اور یہ معنی انہوں نے اس لئے کیا ہے کہ مشرکین عرب کا رواج تھا کہ ذبح کے وقت اپنے معبودوں کا نام لیا کرتے تھے۔ شاہ عبد العزیز رحمہ نے اپنی تفسیر عزیزی میں فرمایا ہے کہ مَا عام ہے اور رواج اس کا مخصص نہیں بن سکتا۔ لہٰذا مَا سے مراد عام لیا جائے گا خواہ جانور ہو یا غلہ، مٹھائی ہو یا کوئی اور چیز غیر اللہ کے تقرب کے لئے دی جائے وہ سب اس میں شامل ہیں۔ نیز اگر مَا سے مُراد صرف مذبوحہ لیا جائے تو اس کے بعد مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لہٰذا جن لوگوں نے مَا سے مراد مذبوحہ لے کر معنی یوں کیا ہے کہ "وہ جانور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ حرام ہے" تو انہوں نے وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی ایک صورت بیان کی ہے جو مشرکین میں رائج تھی ورنہ وہ بھی مانتے ہیں کہ غیر اللہ کے لئے نذر جس طرح مکہ والے زندہ جانور اور دیگر اشیاء بھی دیتے تھے مثلاً وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ نَصِيْبًا سے ظاہر ہے۔ لہٰذا باقی آیات کو دیکھ کر بہترین تفسیر یہ ہوگی کہ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ میں صرف مذبوحہ مراد ہو۔ اور وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ میں عام جانور ہوں یا غلہ وغیرہ جیسا کہ مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوتا ہو لیکن اس میں بھی بَا کا معنی عَلٰی کرنا پڑتا ہے۔ یعنی اگر معنی یوں کیا جائے کہ وہ کلمہ کہ اونچی کی جائے آواز اس سے غیر اللہ کے تقرب کے لئے وہ کلمہ بھی حرام اور شرک ہے۔ اب اس معنی کے مطابق مقصود وہی ہوگا جو شاہ عبد العزیز رحمہ نے لکھا ہے صرف مَا کے معنی عَلٰے نہیں کرنا پڑتا اور محاورات عرب سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ بَا کا اپنا معنی ہی کرنا چاہئیے۔ جیسا کہ محاورہ ہے اَهْلَلْتُ بِالتَّلْبِيَةِ وَاَهْلَلْتُ بِالتَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبِيْحَةِ۔

صراح میں ہے کہ مفسرین نے جو معنی کیا ہے اس کا حاصل معنی بنا دیا جائے جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے الفوز الکبیر میں مفسرین کا طریقہ لکھا ہے۔ اس بنا پر یہ اعتراض رفع ہو جاتا ہے کہ مفسرین کے قول کے مطابق بَا کا معنی عَلٰی کرنا پڑتا ہے۔

فی الصراح | اَهلّ المعتمر اذا رفع صوته بالتلبية وبالتسمية على الذبيحة فمجرور والمهاء هو لفظ يرفع به الصوت اى اسم الله مثلاً اذا المراد من قوله تعالى وَمَآ اُهِلَّ اى لفظ رفع به الصوت لتعظيم غير الله والتقرب اليه۔

بس مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر وہ قول جو غیر اللہ کے تقرب کے لئے پیدا کیا جائے اس قول کو ہی حرام کر دیا اور اسی وجہ سے ہر وہ مال جس سے غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو حرام کر دیا ہے۔ اور یعنی یہی حاصل ہے اِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ سے ای ذات فسق الخ یعنی مراد اس سے کلمہ ہے اور فَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ کا معنی بھی یہی ہے کہ ایسے قول سے ہی بچو جس کی وجہ سے نذور لغیر اللہ حرام قرار دی گئی ہیں اور وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ کا حاصل یہی ہے۔ ای تحصیل القسمة عند الاصنام۔

مشرکین عرب کا یہ طریقہ تھا کہ مشترکہ چیز کو تقسیم کرنے کے لئے اپنے معبودوں کی جگہ پر لے جاتے تھے۔ وہاں برتنوں میں کچھ لکڑیاں (تیر وغیرہ) رکھی ہوتی تھیں جن میں سے بعض پر لَكَ النِّصْفُ اور بعض پر لَكَ الثُّلُثُ اور بعض پر لَا شَيْءَ لَكَ وغیرہ کلمات لکھے ہوتے تھے۔ اور مشرکین کا اعتقاد یہ تھا کہ ہمارا معبود ہمارے حال کو جانتا ہے اور متصرف بھی ہے وہی ہمیں یہ حصے دلا رہا ہے۔

اسی طرح جب کوئی کام کرنا چاہتے تھے تو وہاں بعض نیزے اور تیر رکھے ہوتے جن میں بعض پر اِفْعَلْ اور بعض پر لَا تَفْعَلْ لکھا ہوتا تھا ان کو نکالتے۔ اگر اِفْعَلْ نکل آتا تو وہ کام کرتے ورنہ اس کام کو نہیں کرتے تھے۔ اور ایسے اوقات میں اپنے معبودوں کے لئے کچھ نذر بھی پیش کرتے تھے۔ اور چونکہ یہ اعتقاد شرک تھا اس لئے ایسی تقسیم کو ہی حرام کر دیا گیا اور اسی سبب سے وہ مال جس سے غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو اس کو بھی حرام کر دیا گیا۔ یعنی یہ ایک اجماعی بات ہے کہ جس چیز سے بھی غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو یا یہ اعتقاد کہ اس معبود (باطل) کو اس میں تصرف حاصل ہے وہ حرام بلکہ سُحت ہے۔ فكذلك ما يؤخذ الى ضرائح الاولياء الكرام تقربًا اليهم فهو بالاجماع حرام وباطل۔ یعنی ہر وہ چیز دنبہ، بکرا، چادر، غلہ، تیل، پھل، پھول، نذرونیاز جو اولیائے کرام کے تقرب کے لئے ان کو حاجت روا اور مشکلکشا سمجھ کر ان کی قبور وغیرہ پر لے جاتے ہیں۔ وہ بالاتفاق حرام ہیں جیسا کہ شامی وغیرہ نے تصریح کی ہے اور حرمت کی وجہ دراصل یہی تقرب اور غیر اللہ کو متصرف ماننے کا اعتقاد ہے۔ اس غیر اللہ کی نذر کے حرام ہونے پر تو اجماع ہے۔ ہاں البتہ اس میں اختلاف ہے کہ آیا عوام الناس کی نذر بھی اس میں داخل ہے یا نہیں تو ان کا اگر اعتقاد یہ ہو کہ اولیائے کرام ہمارے حالات کو جانتے ہیں اور ہمارے معاملات میں متصرف ہیں اور حاجت روا ہیں اور امداد دے سکتے ہیں تو یہ نذر بھی صریح حرام اور شرک ہے۔ اور اگر یہ اعتقاد نہیں ہے بلکہ نذر تو اللہ کے نام کی ہے اور اللہ ہی کا تقرب حاصل کرنے کا خیال ہے لیکن اس سے محض ایصال ثواب اولیائے کرام کے لئے مقصود ہے تو یہ جائز ہے۔

تحقیق مسئلہ نذر غیر اللہ از کتب تفسیر و حدیث و فقہ

فی الدر المختار قبیل باب الاعتکاف

اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من العوام وما یؤخذ من الزیت والشمع ونحوها مما ینقل الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل وحرام قد ابتلی الناس بذلك ولاسیما فی هذه الاعصار۔

جان لے کہ اکثر عوام جو نذر مُردوں کے لئے دیتے ہیں اور جو تیل، چراغ اور دیگر اشیاء کہ اولیائے کرام کے تقرب کے لئے ان کی قبروں پر لائی جاتی ہیں وہ بالاجماع باطل اور حرام ہیں اور لوگ اس میں مبتلا ہو چکے ہیں اور خصوصاً زمانہ حاضرہ میں۔

وفی الشامی ولونذر زیتا لایقاد قندیل فوق ضریح الشیخ او فی المنارة کما تفعل النساء من نذر زیت سیّدی عبدالقادر رح ویوقد فی المنارة جهة الشرق باطلٌ وَ اقبح منه النذر بالقرأة فی المنارة مع اشتماله علی الغناء واللعب وایهاب ثواب ذٰلک الی حضرت المصطفیٰ صلے اللّٰہ علیہ وسلم۔

شامی میں ہے کہ مزار پر یا منارہ میں چراغ روشن کرنے کے لئے تیل، چراغ اور دیگر اشیاء کہ اولیائے کرام کے تقرب کے لئے اور مشرق کی جانب منارہ میں روشن کیا جاتا ہے باطل ہے۔ اور اس سے بھی بہت بُرا یہ ہے کہ منارہ میں گانے بجانے کے ساتھ تلاوت قرآن مجید اور اس کا ثواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچانے کی نذر ماننے۔

جس وقت کوئی شخص اپنی حاجات میں اولیائے کرام کے تقرب کے لئے نذر مانتا ہے تو اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہے کہ اب وہ ولی نیک بندہ میری نذر پر مطلع ہے اور وہ میری مدد کرے گا۔ اسی کا نام تقرب ہے اسی لئے صاحب بحر الرائق نے وجوہ حرمت میں ایک وجہ حرمت یہ بھی بیان کی ہے۔

منہا انہ ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللّٰہ تعالیٰ وذٰلک کفرٌ و ان الاولیاء الکرام یتصرفون فی الامور من النفع والضرر وذٰلک کفرٌ۔

اس ناذر نے یہ خیال کر لیا ہے کہ میت اللہ کے سوا امور میں تصرف کرتا ہے اور یہ کفر ہے اور یہ کہ اولیائے کرام نفع اور ضرر میں تصرف کرتے ہیں، یہ کفر ہے۔

اسی لئے مولانا عبدالحیٔ صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجموعہ فتاویٰ جلد ثانی صہ۹۹ میں لکھا ہے کہ غیر اللہ کی نذر و منت حرام ہے اور منذور غیر اللہ شیرینی ہو، فرنی ہو ہر امیر و غریب پر اس کا کھانا حرام ہے۔

چونکہ لوگ اولیائے کرام کی نذر اس خیال سے دیتے ہیں کہ اولیاء اللہ سب کچھ جانتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے ہمارا کام کرا دیتے ہیں یہی عقیدہ کفار مکہ کا بھی تھا جیسا کہ آیات۔ مَا نَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِيُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلۡفٰى اور وَيَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمۡ وَلَا يَنۡفَعُهُمۡ اور وَيَقُوۡلُوۡنَ هٰٓؤُلَاۤءِ شُفَعَآؤُنَا عِنۡدَ اللّٰهِ اس پر شاہد ہیں۔

اگر غیر اللہ کے تقرب کی نیت نہ ہو اور کسی فقیر کو بطور صدقہ دے تو وہ بوجہ صدقہ مبتدأ اس فقیر کے لئے لے لینا جائز ہے۔ یہ تب جائز ہے جب کہ شیخ کی نذر ہونے کا خیال بالکل نہ رہے۔ اور تقرب الی اللہ کا خیال ہو۔ ورنہ اگر شیخ کی نذر کا خیال ہو تو اس کا صدقہ مبتدأ سمجھ کر لینا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

وفی الشامی لم یثبت فی الشرع جوازہ للاجماع علی حرمۃ النذر للمخلوق لانہ حرام بل سحت ولا یجوز لخادم الشیخ الا ان یکون فقیرا فیجوز اخذہ علی سبیل الصدقۃ المبتدأۃ وایضاً مکروہ تحریماً ما لم یقصد الناذر التقرب الی اللّٰہ تعالیٰ ویقطع النظر عن نذر الشیخ ویقصد صرفہ علی الفقراء۔

مخلوق کے لئے نذر ماننے کی حرمت پر اجماع ہونے کی وجہ سے شرع میں اس کا جواز ثابت نہیں۔ کیونکہ وہ حرام ہے۔ اور خادم شیخ کے لئے بھی اس کا لینا جائز نہیں۔ ہاں فقیر ہو تو صدقہ کے طور پر لے لینا جائز ہے۔ اور جب تک نذر دینے والا تقرب الی اللہ کا ارادہ نہ رکھے شیخ کی نذر سے قطع نظر نہ کرے اور فقیروں پر اس کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرے اس کا لینا مکروہ تحریمی ہے۔

فی البحر الرائق منہا ان النذر عبادۃ والعبادۃ لغیر اللّٰہ کفرٌ

بعض ان وجوہ حرمت سے یہ ہے کہ نذر عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت کرنا کفر ہے۔

عبادات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اگر غیر اللہ کی نذر دیتا ہے اور اعتقاد یہ رکھتا ہے کہ فلاں پیر و فقیر یا پیغمبر میرے حالات جانتے ہیں اور ما فوق الاسباب امور میں متصرف ہے تو اس نذر کا کھانا خنزیر کی طرح حرام ہے اور دینے والا کافر ہے۔ اس صورت کو کسی نے مکروہ نہیں لکھا بلکہ تمام اسے کفر و شرک اور حرام قطعی لکھتے ہیں۔ لینے اور رکھانے کی اجازت صرف ایک صورت میں لکھتے ہیں کہ بادشاہ مسلمان ہو مشرکوں پر فتح پائے، ان کے بتوں کو توڑے۔ ان کی نیازات چھین لے تو کھانا جائز ہے۔ یا وہ نذر دینے والا عقیدۂ کفریہ و شرکیہ سے توبہ کرے۔ پھر وہ چیز بطور ایصال ثواب دے تو اس کا لینا دینا اور کھانا کار ثواب ہے۔

تفسیر احمدی میں دوسرے پارے کی تفسیر میں جو لکھا ہے کہ اولیاء اللہ کی نذر و نیاز کا کھانا "جائز ہے" مردود ہے جب تک کہ اس کی یہ تاویل نہ کی جائے کہ ناذر کا مشرکانہ عقیدہ جب بدل گیا تو اس کا کھانا جائز ہے جیسا کہ اس کے منہیہ سے یہ چیز مترشح ہے۔ اگر کسی نے جانور نذر غیر اللہ اسی عقیدۂ مشرکانہ کے تحت ذبح کر دیا۔ اس کے بعد اس کا مشرکانہ عقیدہ اسلامی عقیدہ میں تبدیل ہو گیا تب بھی اس جانور کا کھانا حرام ہے کیونکہ اس کے مشرکانہ عقیدہ کے لئے اس کا فعل منتہم ہو چکا ہے لیکن یہ خیال رہے کہ بوجہ ملک کسی کا بکرا وغیرہ کہنا درست ہے مثلاً فلاں کی بھینس ہے یا فلاں کا بکرا ہے یہ جائز ہے کیونکہ وہ اس کا مالک ہے۔ یہ نسبت اضافت کی گئی ہے مگر کسی کے تقرب کے لئے نامزد کرنا حرام ہے۔ مثلاً پیر کے لئے بکرا ہے۔ کیونکہ پیر صاحب مالک نہیں۔ یہاں تقرب ہوتا ہے۔ اور اگر یہ نیت ہو کہ اس کا اس کا ثواب فلاں بزرگ کی روح کو پہنچے تو یہ جائز ہے بلکہ بطور صدقہ کسی کے نام پر کوئی چیز مقرر کر دینا منع نہیں جس طرح حضرت سعد رضؓ نے اپنی ماں کے لئے کنواں بطور تصدق بنایا تھا۔ عبادات مالیہ کا ثواب بخشنا اتفاقاً جائز ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور غیر اللہ کی حرمت پر اجماع ہے۔ نزاع البتہ اس میں ہے کہ جو نذریں عوام الناس دیتے ہیں کیا ان میں غیر اللہ کا تقرب مراد ہوتا ہے یا نہیں اس لئے اسے بعض نے حرام اور بعض نے مکروہ تحریمی لکھا ہے اور جو نذر اولیاء اللہ کے تقرب کیلئے دی جائے اس کو سبھی نے قطعی حرام لکھا ہے۔ کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں! اختلاف عوام الناس کی نذروں میں ہے کہ وہ غیر اللہ کے تقرب کے لئے ہوتی ہیں یا تصدق کے لئے! اگر کوئی جانور اولیاء اللہ کے تقرب کے لئے نذر دیا جائے تو وہ ناذر مرتد ہو گا اور اگر اسی ارادہ کے تحت اس نے ذبح کیا تو وہ ذبیحہ مرتد کا ہو گا۔ اگرچہ ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہے۔ تفسیر نیشاپوری میں ہے۔

وقال علماءنا لوان مسلماً ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحھا التقرب الی غیراللہ صار مرتداً وذبیحتہ ذبیحۃ مرتد ولو ذکر اسم اللہ علیہ انتہی

ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ اگر کسی مسلم نے ذبیحہ کو ذبح کیا اور اس سے غیراللہ کے تقرب کا قصد کیا تو وہ مرتد ہوگیا اور اس کا مذبوحہ مرتد کا مذبوحہ ہے اگرچہ اس پر اللہ کا نام لیا جائے۔ وھکذا فی فتاوی مولانا عبدالحی اللکھنوی رح وفتاوی الشاہ عبدالعزیز الدھلوی رح۔

پس ان حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس جانور کی نذر حرام ہے۔ اگرچہ اس پر ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا جاوے۔ اسی طرح مدارک اور کبیر میں سورہ مائدہ کی تفسیر میں اور بیان القرآن اور تفسیر عزیزی وغیرہ میں ہے جنہوں نے مَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کا معنیٰ مَا ذُبِحَ کیا ہے باعتبار لغت کے بالکل غلط ہے جیسا کہ تفسیر فتح البیان جلد ۵ صـ۲۸۵ میں اس کی تفصیل ہے جن مفسرین نے مثلاً ابن جریر، ابن کثیر وغیرہ نے مَا ذُبِحَ کا لفظ لکھا ہے وہ حاصل معنیٰ ہے اور انہوں نے وہ صورت لکھی ہے جو ملک عرب میں زیادہ رائج تھی۔

قال صاحب الروض ان المسلم اذا ذبح للنبی صلی اللہ علیہ وسلم کفر فکیف بالذبح لسائر الاموات ط

صاحب روض نے کہا کہ جب کسی مسلمان نے نبی علیہ السلام کے تقرب کے لئے ذبح کیا تو کافر ہوگیا۔ تو تمام دیگر اموات کے لئے ذبح کرنے سے کیسے نہ ہوگا۔

وفی مسند احمد: لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ ای لتعظیم غیر اللہ۔

مسند احمد رح میں ہے کہ جس نے غیر اللہ کی تعظیم کیلئے ذبح کیا خدا اس پر لعنت کرے۔

وفی الغرائب لابی عبید الفقر لابی اللیث

انہ لایجوز ذبح البقر والغنم عند القبور لقولہ علیہ السلام لاعقر فی الاسلام ای عند القبور ھکذا فی سنن ابی داؤد۔

قبروں کے پاس گائے بکرے کا ذبح کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اسلام میں عقر یعنی قبروں کے پاس ذبح کرنا موقوف ہے۔ سنن ابی داؤد میں بھی اسی طرح ہے۔

فتاوی رشیدیہ جلد ثالث میں ہے کہ اگر کوئی جانور نذر کسی بت یا علی علیہ السلام کے نام پر ذبح کرے تو اس کا کھانا حرام ہے گو ذبح کے وقت اس پر بسم اللہ پڑھی جائے۔

دیباچه

فتح الرّحمٰن فی ترجمة القرآن

از پیشوائے عارفان و مقتدائے عالمیان حضرت امام ولی الله بن عبدالرحیم دهلوی قدس سرّه

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد نامحدود خدائے را تبارک و تعالیٰ که رأفت نامهٔ قرآن را برائے بندگان خود نازل فرموده[۱] تا مرضیّ او را از نامرضی باز شناسند و از مکائد نفس و ظلمات اعمال قبیحه و اخلاق خبیثه خلاص شوند و بحظیرة القدس راه یابند و نزدیک پروردگار خویش مرضی باشند. ممکن نبود که ازین مهلکه نجاتی میسّر شود اگر خود دستگیری نفرمودی و متصوّر نبود که ازین ظلمات متراکمه خلاصی بدست آید اگر خود راه ننمودی منّت او تعالیٰ قلب و قالب ما را احاطه کرده است وجود او ظاهر و باطن ما را در گرفته و درود و سلام بر آنحضرت عالی مقام که ما را بر سعادت دارین مطّلع ساخت و مصالح نشأتین بوجه اتم بیان فرمود پس هیچ بیانی نباشد واضح تر از بیان آنحضرت و هیچ رحمتی نباشد بالاتر از رحمت آنحضرت. نیک بخت ترین ما آنست که اتباع سنت آنحضرت کند و بدبخت ترین ما آنست که از راه متابعت منحرف شود وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ۔

امّا بعد

نصیحت و نیک خواهی مسلمانان در هر زمان و در هر مکان رنگی دیگر دارد و اقتضا دیگر نماید. ولهذا علمائی دین و کبرای اهل یقین در تفسیر و حدیث و عقائد و فقه و سلوک تصانیف متنوعه ساخته اند و توالیف گوناگون پرداخته. طائفه شاهراه اطناب اختیار نموده اند و فرقه کوچهٔ اختصار پیش گرفته جماعه[۲] بزبان عجم سخن گفته اند و گروهی بلغت عرب دُر سفته. و درین زمانه که ما در انیم و درین اقلیم که ما ساکن آنیم نصیحت مسلمانان اقتضا میکند که ترجمهٔ قرآن عظیم بزبان فارسی سلیس و روزمرهٔ اقلیم متداول بی تکلّف فضیلت نمائی و بی تصنّع عبارت آرائی بغیر تعرض قصص مناسبه و بغیر ایراد توجیهات منشعبه تحریر کرده شود تا خواص و عوام همه یکسان فهم کنند و صغار و کبار یک وضع ادراک نمایند. لهذا این فقیر را داعیهٔ این امر خطیر بخاطر ریخته و خواه نخواه برسر آن آوردند. یک چند در تفحص ترجمها افتاد تا که هر کرا از تراجم بمیزانی که بخاطر مقرر شده است مناسب یابد و در ترویج آن کوشد و کیف ما امکن پیش اهل عصر مرغوب نماید در بعض تطویل مملّ یافت و در بعض تقصیر مخل. و هیچ یک موافق آن میزان نیفتاد لاجرم عزم تالیف ترجمهٔ دیگر مصمم شد و تسوید ترجمهٔ زهراوین بر روی کار آمد. بعد از ان سفر حرمین اتفاق افتاد و آن سلسله از هم گسست۔

بعد از سالهای چند عزیزی پیش این فقیر خواندن قرآن با ترجمهٔ آن شروع کرد[۳] این صورت سلسله جنبان آن عزم شد و بر سر آن آورد که بقدر خواندن سبقاً سبقاً نوشته شود چون قریب ثلث قرآن رسیده شد آن عزیز را سفری پیش آمد و آن تحریر در حیّز توقف افتاد بعد از مدتی باز تقریبی پیدا شد دیگر بار آن خطره پارینه را یاد آورد و تا دو ثلث قرآن کشیده برد چون للاکثر حکم الکل مقرر است ببعض یاران گفته شد که آن مسوّده را مبیّض کنند و آن ترجمه را مقرون بآیات قرآن نویسند تا نسخه مستقل گردد و آن یار سعادتمند روز عید الاضحیٰ سنة خمسین بَعْدَ الالف والمائة در تبییض شروع نمود[۴] چون تبییض بآخر تسوید رسید باز عزم را انتعاشی پدید آمد و تا آخر قرآن مسوّد شد و کان ختم التسوید فی اوائل شعبان و ختم التبییض فی اوائل رمضان سنة احدی و خمسین بعد از ان در سنه ست و خمسین باهتمام برادر دینی عزیز القدر خواجه محمد امین اکرمه الله تعالیٰ بشهود آن کتاب را رواجی پیدا شد و در حیّز مدارست آمد و نسخ متعدد گشت و اهل عصر بآن اقبال نمودند. لله الحمد که آن نقش که خاطر می‌بست ۞ آمد آخر زپس پردهٔ تقدیر پدید

وقبل از شروع در مقصود لابد است از تمهید مقدمه تا خوض درین کتاب خصوصاً و در فن ترجمهٔ قرآن عموماً بر وجه بصیرت واقع شود

مقدّمه

در بیان مقصدی چند که تقدیم آن بر کتاب رسم قدیم مصنفان است

این کتاب از فن ترجمهٔ قرآن عظیم است مدلول نظم عربی را بعبارت فارسی ادا کرده شد بارعایت نحو و ملاحظهٔ تقدیم ما حقه التقدیم و اظهار محذوف و موافقت نظم ترجمه با نظم قرآن در ترتیب الفاظ الا در جائیکه بسبب اختلاف لغتین رکاکت لفظ یا تعقید و دلالت لازم می شد و آنچه ضروریست از اسباب نزول و توجیه مشکل بقدر ضرور بکار آمد لهذا بوجهیکه درین سر با مثل کتاب و جیز و جلالین باشد و حامل ترشّح کلمت و جیز و جلالین شهادة حجة الاسلام غزالی است بر آنکه خوانندهٔ مثل و جیز طبقهٔ سفلی از علم تفسیر در می یابد و نام این کتاب.....
فتح الرحمٰن بترجمة القرآن مقرر کرده شد و نام مصنف این کتاب احمد بن عبدالرحیم است ولقب مشهور ولی الله الدهلوی وطناً العمری نسباً احسن الله الیه والی مشائخه و والدیه

---

۱ در اسلامیه ساخت ۱۲ ۲ در هاشمیه جماعی و آن خطا است ۱۲ ۳ در هاشمیه متراجم و آن صریح ناصوابست ۱۲ ۴ در اسلامیه نمود ۱۲ ۵ در هاشمیه تبیض نوشته است که خطا است ۱۲
۶ در اسلامیه مُعتَبِقه ۱۲ ۷ در هاشمیه می تابد و آن درست نیست ۱۲

این کتاب بعد خواندنِ متنِ قرآن و رسائلِ مختصر فارسی است تا فہمِ لسان فارسی بے تکلف و ست و ہد و بتخصیص صبیانِ اہلِ حرف و سپاہیان کہ توقع استیفارِ علومِ عربیہ ندارند در اوّلِ سن تمیز این کتاب را بایشان تعلیم باید کرد تا اوّل چیزی کہ در جوفِ ایشان افتد معانیٔ کتاب اللہ باشد و سلامت فطرت از دست نرود و سخن ملاحدہ کہ مرقع صوفیہ صافیہ مستتر شدہ عالم را گمراہ میسازند فریفتہ نکند و راجیت[1] معقولیانِ خام و سخنِ سنو و بے انتظام لوح سینہ را ملوث نسازد و نیز آنانکہ بعد انقضائے شطرِ عمر توفیق توبہ یابند و تحصیل علوم آلیہ نتوانند این کتاب ایشا ترا باید آموخت تا در تلاوتِ قرآن حلاوتی یابند و منفعت آن در حق جمہور مسلمانان متوقع است ۔ انشاء اللہ العظیم

اما در حقِ صبیان و مبتدیان خود ظاہر است چنانکہ گفتہ آمد و سائر ابنائی روزگار کہ اکثر اوقات بشغلِ معاش مشغول اند در وقتِ فراغ باید کہ بایکدیگر حلقہ حلقہ بنشینند و کسی کہ بر عبارتِ فارسی قدرت واشتہ باشد و اندکی از فنِ تفسیر بہرہ یافتہ یا برعزیزی این ترجمہ را گذرانیدہ باشد بقدرِ وسعتِ وقت یک دو سورہ با ترجمۂ آن بترتیل و تبیین و وقوف بر کلام تام بخواند تا ہمہ بشنوند و بمعانیٔ آن محظوظ شوند و تشبہی پیدا کردہ باشند باصحابۂ کرام کہ ہمین دستور حلقہ حلقہ می نشستند و قاریِ ایشان قرأت میکرد این قدر فرق است کہ صحابۂ کرام بسلیقۂ خود زبانِ عربی فہم میکردند و این جماعہ بتوسط ترجمۂ فارسیہ و چنانکہ یاران سعادتمند مثنوی مولانائے جلال الدین و گلستانِ شیخ سعدی و منطق الطیر شیخ فرید الدین عطار و قصصِ فارابی و نفحاتِ مولانا عبد الرحمن جامی و امثالِ آن نقلِ مجلس دارند ۔ چہ باشد اگر این ترجمہ را ہمان اسلوب درمیان آرند و حصہ از شغلِ خاطر با دراکِ آن گمارند ۔ اگر[2] آن شغل با کلامِ اولیاء اللہ است این شغل کلام اللہ است و اگر آن مواعظِ حکیمان است این مواعظِ احکم الحاکمین است و اگر آن مکتوباتِ عزیزان است این مکتوباتِ رب العزت است ۔ شَتَّانَ بَيْنَ الْمَرْتَبَتَيْنِ اگر انصاف دہی فائدۂ اصلی از نزولِ قرآن اتعاظ[3] است بمواعظِ آن و اہتدا[4] است بہدایتِ آن نہ صرف[5] تلفظ بآن اگرچہ تلفظ آن ہم مغتنم است[6] ۔ پس چہ مسلمانی بدست آوردہ است کسیکہ مدلولِ قرآن را نفہمد و کدام علاقہ دارد آنکہ مدلولِ کلام اللہ ندانند و آنانکہ بر لغتِ عربیہ اطلاعی تمام دارند و تفاسیر را پیش استادان گذرانیدہ اند حاجت خواندنِ این ترجمہ ندارند لیکن امیدواری از فضلِ حضرتِ باری آنست کہ این جماعہ نیز اگر درین کتاب نظر کنند بحتِ لفظِ قرآن پیشِ ایشان روشن تر شود و بر مختارات از نحو و شرحِ غریب و غیر آن اطلاع یابند و بسا فائدہ کہ پیش از مطالعۂ آن نشنیدہ و ندیدہ باشند بتازگی استفادہ نمایند ۔ و این ترجمہ بنابر شفقت بر جمہورِ خلق اللہ مؤلف شدہ کہ ایشان[7] استقصارِ وجوہِ اعراب و استیفارِ توجیہاتِ کلام را و استیعابِ قصص را احتمال ندارند و اگر تحصیلِ علومِ آلیہ تکلیف دادہ شود معلوم نیست کہ آن صورت متحقق شود یا نہ و بعد تحقق[8] آن صورت ممکن کہ داعیۂ تعمق در ان علوم پیدا شود و تمام[9] عمر درین داعیہ صرف گردد چنانکہ اکثر اہلِ علومِ آلہ را می بینیم[10] ۔ ہیچ بہتر از ان نیست کہ درجۂ ادنیٰ از علمِ تفسیر در اوّلِ عمر اکتساب کردہ شود تا اگر علومِ آلیہ بدست آید این نیز ممد و مؤید در اتمامِ مقصد دلی بود و اگر بدست نیاید حصہ از مقصود بدست آوردہ باشد و خسارتِ محض نیافتہ باشد[11] ؎

صنمارۂ قلندر سزد ار بمن نمائی ۔۔۔ کہ دراز و دور دیدم رہ و رسمِ پارسائی

و طریقِ تحریر درین کتاب آنست کہ ہر آیتی را جدا نوشتہ شد مقرون بترجمۂ آن و در ترجمۂ آن لسانِ متعارف و روزمرۂ متداول اختیار نمودہ آمد ۔ و ہرچہ زیادہ از تحت اللفظ است[12] اگر یک دو کلمہ است مبلفظ یعنی یا مثلِ آن متمیز ساختہ شد و اگر کلامی است مستقل اوّلِ آن بلفظ "مترجم گوید" و آخرِ آن بلفظِ واللہ اعلم معلم کردہ شد و مبہمات و قصصِ متعلقۂ قرآن اکتفا بیک دو فقرہ لازم دیدہ شد و در اسبابِ نزول از قصصِ مطولہ نکتۂ انتزاع[13] نمودہ شد تا امکان رعایتِ سیاقِ آیات ضروری دانستہ آمد و استمداد این کتاب در آنچہ متعلق بنقل است از اصح تفاسیرِ محدثین کہ تفسیرِ بخاری و ترمذی و حاکم است کردہ شد و تا امکان از اخبارِ ضعیفہ و موضوعہ احتراز نمودہ شد و قصصِ اسرائیلیہ را کہ از علمائے اہلِ کتاب منقول است نہ از حدیثِ خیر البشر علیہ و علی آلہ الصلوٰت[14] و التسلیمات داخل کردہ نشد ۔ الا در جائیکہ کشفِ معنی بغیر ایرادِ آن نمیشود و الضرورات تبیح[15] المحظورات ۔ و این ترجمہ ممتاز است از ترجمہائے دیگر بچند وجہ

یکی آنکہ نظمِ قرآن را بمثلِ مقدارِ آن از فارسی متعارف ترجمہ کردہ شد با ظہارِ مراد و لطافتِ تعبیر و از انچہ در ترجمہائے دیگر یافتہ می شود از اطنابِ عبارتِ ترجمہ و رکاکتِ تعبیر و اعجامِ مراد بقدرِ امکان احتراز نمودہ شد ۔

دیگر[16] آنکہ سائرِ تراجم از دو حالت خالی نیست ۔ یا ترک کردہ اند قصصِ متعلقہ بقرآن مطلقاً یا استیفارِ جمیعِ آن نمودہ اند و درین ترجمہ اوسط[17] اختیار نمودہ شد پس جائیکہ معنیٔ آیہ موقوف است بر قصہ بقدرِ ضرورت دو سہ کلمہ از ان انتخاب کردہ آوردہ شد و جائیکہ معنیٔ آیہ موقوف بر قصہ نبود ترک نمودہ آمد

سیوم[18] آنکہ از توجیہاتِ متنوعہ توجیہِ اقوی باعتبارِ عربیت و اصح باعتبارِ علمِ حدیث و علمِ فقہ و اقل در صرف از ظاہر اختیار نمودہ شد و کسیکہ تفسیرِ وجیز و تفسیرِ جلالین کہ بمنزلۂ اصلِ این ترجمہ اند و سائرِ تفاسیر مطالعہ کند درین حرف شک ندارد

چہارم[19] آنکہ این ترجمہ بوجہی واقع شدہ است کہ شناسندۂ[20] نحو از ان اعرابِ قرآن و تعیینِ[21] محذوف و مرجعِ ضمیر و محلِ لفظیکہ در عبارت مقدم و مؤخر کردہ شدہ است میتواند[22] دانست و آنکہ شناسندۂ نحو نیست از اصلِ غرض محروم نماند

پنجم آنکہ ترجمہائے قدیم خالی از دو حالت نیست یا ترجمہ تحت اللفظی باشد یا ترجمہ حاصل المعنی و در ہر یکی وجوہِ خلل بسیار در می آید و این ترجمہ جامع است در ہر دو طریق و ہر خللی را از ان خللہا علاجی مقرر کردہ شد و این سخن دراز است در رسالۂ قواعدِ ترجمہ بیان کردہ ایم

و آنکہ گفتنیم کہ این ترجمہ مشعر است بوجوہِ اعرابِ کلمہ الیست مجملہ بسلی می طلبد اندکی خاطر را بآن متوجہ باید ساخت ۔ نفظ "است" علامت ربطی است کہ درمیان حاشیتین جملہ اسمیہ ظرفیہ باشد زید قائم است ۔ زید کجا است و علامت اسنادِ فعل بفاعل تقدیم فاعل و متصل آوردن فعل زید استادہ و عند الضرورة اسنادِ زید نیز میتوان گفت ۔ و مفعول بہ نائب مناب فاعل باشد یا نہ بحرف

[1] در حاشیہ از اجیبت کہ ظاہر الخطا است ۱۲ [2] در ہاشمیہ "بود" ۱۲ [3] در اسلامیہ و اگر ۱۲ [4] در ہاشمیہ الفاظ کہ صریح البطلان است و تحریفِ ناسخ می نماید ۱۲ [5] در ہاشمیہ و آن اہتدا است کہ خطا است ۱۲ [6] در ہاشمیہ حرف "و" آن تحریف است ۱۲ [7] در ہاشمیہ کلمۂ "است" متروک است ۱۲ [8] از ہاشمیہ کلمہ "کہ" ساقط است ۱۲ [9] در اسلامیہ تحقیق بروزن تفعیل است ۱۲ [10] از ہاشمیہ "و" ساقط شدہ ۱۲ ۔ [11] در اسلامیہ می بینیم ۱۲ [12] از اسلامیہ باشد ساقط است ۱۲ [13] در اسلامیہ نکتہ بر آوردہ و انتزاع نمودہ شد ۱۲ [14] در ہاشمیہ الصلوٰة ۱۲ [15] در ہاشمیہ تبیح است و آن از تصحیف ناسخ است ۱۲ [16] در اسلامیہ سوم ۱۲ [17] در اسلامیہ شناسندگان ۱۲ [18] در اسلامیہ تعیین ۱۲ [19] در اسلامیہ میتوانند ۱۲

را مقرون میشود۔ زدم زید را وزده شد زید را و بنوعی از تسامح میتواں گفت، زید زده شد و اگر قرینہ قائم باشد حذف "را" جائز است۔ ومفعول مطلق اگر برائے عدد باشد بہ یکبار کردن و دوبار کردن میتواں تقریر کرد۔ و اگر برائے نوع باشد بیک نوع کردن ویک طور کردن۔ و اگر غیر مصدر را بجائے مصدر قائم کردہ باشند گویند ضَرَبْتُ سَوْطًا زدم یک چابک۔ و اگر از غیر لفظ فعل باشد قَرَأْتُ سورۃً خواندم بطریق پے درپے خواندن و اگر برائے مجرد تاکید باشد یا از قبیل سُبْحَانَ اللهِ و وَعْدَ اللهِ از قبیل اختلاف لغتین است بدون تکلف و ارجاع بحرف دیگر میسر نشود۔ و اگر مفعول لہ بمعنی غرض باشد بلفظ "برائے" یا بلفظ "تا" و تصویر مقصد بصورت جملہ ضَرَبْتُهُ تَادِيبًا زدمش برائے ادب دادن یا "تا" ادب دہم و اگر بمعنی حامل باشد بلفظ "بعلت" و "بحکم" و "بتقتضی" وامثال آں فَقَعَدَ جُبْنًا نشست بعلت نامردی و اگر بمعنی احتراز باشد بلفظ "برائے احتراز" و "برائے احتیاط" وامثال آں ضَرَبْتُهُ اَنْ يَّقُوْلَ النَّاسُ مَاضَرَبْتُهُ زدمش برائے اجتناب از آنکہ گویند نزدمش ومفعول فیہ بلفظ "در" مکان باشد یا "زمان" ومفعول معہ بلفظ "با" اِسْتَوَى الْمَاءُ وَالْخَشَبَةُ برابر شد آب باچوب۔

وحال اگر کلمہ مفرد باشد باشتقاق لفظی کہ موضوع برائے حال باشد جِئْتُ رَاكِبًا سوارہ آمدم و اگر جملہ ملتمہ از فعل ذی الحال باشد با تصال لفظ "کردہ" و "کناں" ومثل آں جَاءَ زَيْدٌ مُتَبَخْتِرًا فِيْ مَشْيِهٖ زید آمد تبختر کناں در رفتار خود۔ و اگر بجملہ ملتمہ از فعل غیر ذی الحال باشد لاچار لفظ "حالانکہ" زیادہ کردہ شود۔ ہرچند در اصل لغت فارسیہ نیست۔ حال در زبان عربی بمعانی شتّی آید۔ گاہے مؤکد باشد جَاءَنِیْ اَبُوْكَ عَطُوْفًا و گاہی بمعنی تَهَيُّأً فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ۔ و گاہی بمعنی قصد آید جِئْتُ اَشْكُوْا اِلَيْهِ و در فارسی ایں معانی مستعمل نیست وتمیز اگر از عددی یا وزنے یا پیمانہ یا مساحتے باشد بصیغہ تمیز یا باضافت یا لفظ "از" بیان کردہ شد بیست مرد۔ یک رطل گندم۔ یک صاع از جو۔ و اگر از اسم اشارہ باشد بلفظ صیغہ مَاذَا اَرَادَ اللهُ بِهٰذَا مَثَلًا چہ چیز ارادہ کردہ است خدای بایں مثل۔ و اگر از نسبت باشد بتحویل فاعل یا مفعول کردہ شد یا "از روئے" و "از جہت" و "باعتبار" فزودہ آمد زَيْدٌ حَسَنٌ دَارًا زید نیک است از روئے خانہ و باعتبار خانہ۔ و گاہی در فارسی مضمون تمیز را بنوعی از تصرف کہ دو کلمہ را یک ساختن است ادا کردہ شود ضَاقَ قَلْبًا تنگدل شد هُوَ قَاسٍ قَلْبًا وی سخت دل است

و گاہی در عربی مفعول بغیر توسط حرف جر باشد و در فارسی ایراد حرف جر لازم باشد فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللهُ۔ کفایت خواہد کرد ترا خدا از شر ایشاں ومثل قَالُوا اتَّخَذَ اللهُ وَلَدًا گفتند فرزند گرفت خدا ومثل اَعْطَيْتُ زَيْدًا دِرْهَمًا دادم زید را درہم ومثل كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا زید استادہ بود و زید استادہ است جَعَلْتُ زَيْدًا عَبْدِيْ زید را بندہ خود ساختم دریں صور تنہا تقدیم و تاخیر را برخود ہموار باید ساخت۔ و گاہی جملہ را کہ بتاویل مصدر ساختہ باشند بمصدر مفرد تقریر تواں کرد و مصدر مفرد را بجملہ مصدرہ بان مصدریہ تعبیر تواں نمود۔ ہمچنیں موصول با صلاش بکلمہ مفردہ و بالعکس وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ گفت آں مسلمان وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مسلماناں اَلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اہل کتاب و ایں دراں صورتست کہ معنی واضح باشد ومثل قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ہر آئینہ رستگار شد آں مسلماناں کہ ایشاں در نماز خویش خشوع کنندگان اند یعنی اگر موصول صفت اسمے واقع شدہ تقدیم لفظ آں برائے موصوف کردہ شد و علامت تخصیصے کہ از تقدم معمول مستفاد می شود در فارسی نیز تقدیم آنست۔

کُہ و هُمْ و هُوَ و اِيَّاهُ در بعض مواضع بہ "خود" تعبیر کردہ می شود و در فارسی میتواں گفت شمار است گوئید یا ایشانند راست گو۔ احتیاج آں نیست کہ گویند۔ ایشانند راست گویاں۔ و اگر مظہر را موضع مضمر وضع کردہ باشند۔ لفظ "آں" زائد کردہ شد تا مربوط باشد۔ و در فارسی علامت جمع بفعل ملحق کنند ہرچند فاعل مظہر باشد فَاِمَّا هُوَ لَاءِ ایں ساداتِ ایشاں "واو" و "فا" بسیار است کہ زائد باشد و بسیار است کہ در فارسیہ معنی آں ربط بغیر ذکر عطف و تعقیب درست شود۔ پس اگر ترکِ لفظ دریں صورت در ترجمہ لازم مے آید ترک کردہ شد۔

وبالجملہ دقائق فن ترجمہ بسیار است و مقصود از آں اینجا بیان انموذجی است چوں ایں فقیر خوض در ترجمہ بدون معاونت کسے و بدون رجوع بکتابے کردہ است و در اوقات مختلفہ باوجود اشتغال بال بسائر علوم محرر نمودہ احتمال دارد کہ در بعض مواضع وفا بایں التزامات متحقق نشدہ باشد۔ یاران سعادتمند کہ آں قواعد را مستحضر داشتہ باشند بحکم اخوّت دینی نصیحت را منظور نظر دارند و در اصلاح کوشند۔

وصیّتِ ایں فقیر

بکاتبانِ ایں ترجمہ آنست کہ عبارتِ قرآن را بخطِ جلی و اعراب و حمرہ از ترجمہ متمیز سازند و احتیاط کنند کہ در الفاظ ترجمہ تحریفے راہ نیابد و در مواضع اشتباہ کلام تام را بنقطہ حمرہ از مابعد جدا نمایند و ترکیب اضافی و توصیفی را بجز مضاف و موصوف متکلم سازند تا بر مبتدیاں روشن تر شود۔ و اگر در ترجمہ لفظی کہ بہ نسبت مبتدیاں غریب می نماید یا تقریرے کہ بر اذہانِ صبیان صعوبتے می نہد یافتہ شود، یارانِ سعادتمند بر حاشیہ کتاب معنی آں نویسند تا ہیچ فردے مشکل نشود اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ۔

اسناد

قال العبد الضعيف ولی الله بن عبد الرحیم عفی عنہ قرأت القرآن کلہ من اولہ الی آخرہ بروایۃ حفص عن عاصم علی الصالح الثقۃ حاجی محمد فاضل السندی رحمہ الله قال تلوتہ من اولہ الی آخرہ بروایۃ حفص علی الشیخ عبد الخالق المنوفی شیخ القراء بمدرسۃ دہلی قال قرأت القرآن کلہ بالقراءات السبع علی الشیخ البقری والبقری تلاہا علی شیخ القراء بزمانہ الشیخ عبد الرحمن الیمنی وقرأ الیمنی بہا علی والدہ الشیخ سجادۃ الیمنی وعلی الشہاب احمد بن عبد الحق السنباطی بتلاوتہ کذلک علی الشیخ سجادۃ المذکور وقرأ الشیخ السجادۃ کذلک علی الشیخ ابی نصر الطبلاوی وقرأ الطبلاوی کذلک علی شیخ الاسلام زکریا بتلاوتہ علی برہان القلقلی والرضوان ابی نعیم العقبی وقرأ کل منہما علی امام القراء والمحدثین محرر الروایات والطرق ابی الخیر محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزری صاحب کتاب النشر ولہ طرق کثیرۃ جدا ذکرہا فی النشر۔ منہا سلسلۃ مختصۃ بتسلسل

۱؎ در ہاشیہ "مصدرہ" زیادت "د" از تصرف کاتب است ۱۲ ۲؎ "و" از ہاشیہ ساقط است ۱۲ ۳؎ در ہاشیہ "باتصال" ۱۲ ۴؎ در ہاشیہ "مُتَبَخْتِرًا" ۱۲ ۵؎ یعنی بصیغہ تمیز و در ہاشیہ بجائے صیغہ لفظ "صفت" واقع است ۱۲ ۶؎ در ہاشیہ اسلامیہ "فاسی" واقع است و آں خلاف صواب ست ۱۲ ۷؎ در ہاشیہ لفظ "خدا" غیر مذکور است ۱۲ ۸؎ کذا فی النسختین والظاہر ان سنۃ الوفاۃ سقطت منہما والله اعلم ۹؎ فی الاسلامیۃ "بالقراءۃ السبعۃ" وہو غلط ۱۲ ۱۰؎ در ہاشیہ "ابوالنصر" بالف لام واقع است ۱۲ ۱۱؎ فی النسختین "القلقلی" بزیادۃ الیاء بعد القاف الثانیۃ والصحیح بدونہا ۱۲ ۱۲؎

التلاوة والقرآء الضابطين من جهة صاحب التيسير فلنقتصر ههنا على تلك السلسلة. قال الجزری قرأت التيسير وقرأت به القران كله من اوله الى آخره
على شيخي الامام الصالح العالم قاضی المسلمين ابی العباس احمد بن الشيخ الامام ابی عبد الله الحسين بن سليمان بن فزارة الحنفی بدمشق المحروسة رحمه الله
وقال لی قرأته وقرأت به القران العظيم على والدی واخبرنی انه قرأه وقرأ به القران العظيم على الشيخ الامام ابی محمد القاسم بن احمد بن الموفق اللورقی
قال قرأته وقرأت به على المشائخ الائمة المقرئين ابی العباس احمد بن علی بن يحيى بن عون الله الحصار وابی عبد الله بن محمد بن سعيد بن محمد المرادی وابی عبد الله
محمد بن ايوب بن محمد بن نوح الغافقی الاندلسيين قال كلهم قرأته وقرأت به على الشيخ الامام ابی الحسن علی بن محمد بن هذيل البلنسی قال قرأته وتلوت
به على ابی داؤد سليمان بن نجاح قال قرأته وتلوت به على مؤلفه الامام ابی عمرو الدانی. قال الجزری وهذا اعلی اسناد يوجد اليوم فی الدنيا متصلا واختصر
هذا الاسناد بتسلسل التلاوة والقرآءة والسماع منی الى المؤلف كلهم علماء ائمة ضابطون. قال الدانی فی كتاب التيسير قرأت القرآن كله برواية حفص على
ابی الحسن طاهر بن غلبون المقرئ قال قرأت بها على ابی الحسن علی بن محمد بن صالح الهاشمی الضرير المقری بالبصرة. قال قرأت بها على ابی العباس احمد بن
سهل الاشنانی قال قرأت بها على ابی محمد عبيد بن الصباح. قال قرأت على حفص قال قرأت على عاصم. قال الدانی واخذ عاصم القران عن ابی عبد الرحمن
عبد الله بن حبيب السلمی وعن زر بن حبيش اما ابو عبد الرحمن فعن عثمان بن عفان وعلی بن ابی طالب وابی بن كعب وزيد بن ثابت وعبد الله بن مسعود عن
النبی صلى الله عليه واله وسلم واخذ زر عن عثمان بن عفان وابن مسعود عن النبی صلى الله عليه واله وسلم (اعوذ بالله من الشيطان الرجيم می پناہم
بخدا از شيطان رانده شده)

(الحمد لله والشكر له كه ديباچهٔ فتح الرحمن از امام ولی الله بن عبد الرحيم دہلوی قدس سره بتصحيح وتجزيهٔ حقير وفقير سجاد بخاری باتمام رسيد. اين نسخهٔ صحيحه از مقابلهٔ دو
نسخهٔ قديمه بظهور آمد يكی آنكه در صدر قرآن مجيد همراه ارداح ثلثه در مطبع اسلامی واقع ببلدهٔ مدراس بتصحيح مولوی حافظ محمد عثمان ومولوی حاجی محمد نظام الدين محمد حاجی
سيد عبد القادر قادری المعروف به قادر بادشاه بحليهٔ طباعت آراسته شد آغاز طباعت روز يكشنبه دوم ماه شوال سنه يكهزار و دو صد وشصت ونه واختتام
در بيست و دوم ماه جمادی الاولی سنه هفتاد وسه بعد يكهزار و دو صد از هجرت نبويه على صاحبها الصلوة والتحيه دوم آنكه همراه قرآن مجيد مترجم بدو ترجمه باہتمام
محمد ہاشم در مطبع ہاشمی در سنه ہشتاد و پنجم بعد يكهزار و دو صد از ہجرت خير البريه عليه الصلوة والتحيه بزيور طباعت متحلی گشت. در حواشی اول به "اسلاميه" وثانی به
"ہاشميه" ياد كرده شد فالحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى)

ك۱ در ہاشميه "قرائته" وآں خلاف صوابست ۱۲. ك۲ در اسلاميه "احمد الموفق" واقع است. بسقوط لفظ "بن" وصحيح باثبات اوست ۱۲ ك۳ فی كلتا النسختين "اللورقی" والصحيح "اللورقی" و"لعراقی". ك۴
فی الاسلامية "وبذا علی" بالف واحدة وہو من غلط الكاتب ۱۲ ك۵ در اسلاميه بظاء معجمه ويا مثناة تحتيه واقع است كه خلاف صواب ست ۱۲ ك۶ ما بين القوسين از اسلاميه ساقط است ۱۲-

دیباچہ موضح قرآن

از حضرت مولانا شاہ عبدُالقادر محدّث دہلوی رحمہ اللّٰہ تعالیٰ المتوفی ۱۲۳۰ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ الٰہی شکر تیرے احسان کا ادا کروں کس زبان سے کہ ہماری زبان گویا کی اپنے نام کر۔ اور دل کو روشنی دی اپنے کلام کر۔ اور امت میں کیا اپنے رسول مقبول کی۔ جو اشرف انبیار اور نبی الرحمت جس کی شفاعت سے امیدوار ہیں ہم کہ پاویں دو جہان کی نعمت۔ الٰہی اس نبیؐ امت پر ورکو اپنی رحمت کامل سے درجاتِ اعلیٰ نصیب کر جو حد نہ ہو کسی مخلوق کی۔ اور اپنی عنایت اس پر ہمیشہ افزوں رکھ دنیا اور آخرت میں اور اس کی آلِ اطہار پہ اور اصحاب کبار پر اور اس کی امت کے علماء مقتدا پہ اور اولیاء باصفا پہ اور غربا۔ اور ضعفا پر۔ سب پر آمین یاربّ العالمین

بعد ازیں سنا چاہیئے کہ مسلمان کو واجب ہے کہ اپنے رب کو پہچانے اور اس کی صفات جانے اور اس کے حکم معلوم کرے اور مرضی اور نامرضی تحقیق کرے کہ بغیر اس کے بندگی نہیں۔ اور جو بندگی نہ بجالاوے وہ بندہ نہیں۔ اور اللہ سبحانہ کی پہچان آوے بتانے سے۔ آدمی پیدا ہوتا ہے محض نادان سب چیز سیکھتا ہے سکھانے سے۔ اور بتانے سکھانے والے ہر چند تقریریں کریں اس برابر نہیں۔ جو اللہ تعالےٰ نے آپ بتایا۔ اس کے کلام میں جو ہدایت ہے۔ دوسرے میں نہیں پر کلام پاک اس کا عربی ہے اور ہندوستانی کو ادراک اس کا محال۔ اس واسطے اس بندۂ عاجز عبدالقادر کو خیال آیا۔ کہ جس طرح ہمارے والدِ بزرگوار حضرت شیخ ولی اللہ بن عبدالرحیم محدث دہلوی ترجمۂ فارسی کر گئے ہیں سہل و آسان۔ اب ہندی زبان میں قرآن شریف کو ترجمہ کرے۔ الحمد للہ کہ سنہ ۱۲۰۵ بارہ سو پانچ میں میسّر ہُوا۔

اب کئی باتیں معلوم رکھیئے۔ اوّل یہ کہ اس جگہ ترجمہ لفظ بلفظ ضرور نہیں کیونکہ ترکیب ہندی عربی سے بہت بعید ہے۔ اگر بعینہٖ وہ ترکیب رہے تو معنےٰ مفہوم نہ ہوں۔ دوسری یہ کہ اس میں زبان ریختہ نہیں بولی بلکہ ہندی متعارف تا عوام کو بے تکلف دریافت ہو۔ تیسری یہ کہ ہر چند ہندوستانیوں کو معنیٔ قرآن اس سے آسان ہوئے لیکن اب بھی استاد سے سند کرنا لازم ہے۔ اوّل معنیٔ قرآن بغیر سند معتبر نہیں۔ دوسرے ربط کلام ماقبل و مابعد سے پہچاننا اور قطع کلام سے بچنا بغیر استاد نہیں آتا۔ چنانچہ قرآن زبان عربی ہے پر عرب بھی محتاجِ استاد تھے۔ چوتھی بات یہ کہ اوّل فقط ترجمہ قرآن کا ہوا تھا۔ بعد اس کے لوگوں نے خواہش کی۔ تو بعضے فوائد زائد بھی متعلق تفسیر داخل کئے۔ اس فائدے کے امتیاز کو حرف فا۔ نشان رکھا۔ اگر کوئی مختصر چاہے صرف ترجمہ لکھے۔ اگر مفصل چاہے فوائد بھی داخل کرے۔ باقی قواعد خطِ ہندی لکھنے میں طول ہے استاد سے معلوم ہوں گے۔ البتہ ہندی میں بعضی چیز لکھتے ہیں کہ فارسی میں نہیں۔ اس سبب سے فارسی خواں اول اٹکتا ہے۔ دو جزو دیکھے تو ماہر ہو جاوے۔

اور اس کتاب کا نام موضح قرآن ہے اور یہی اس کی صفت ہے۔ اور یہی اس کی تاریخ۔ الٰہی و سیّدی و مولائی تیری عنایت ہے۔ اور تو ہی قبول کر اپنے فضل سے یَا رَؤُفُ یَا رَحِیۡمُ یَا مَالِکَ الۡمُلۡکِ ذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ

(دیباچہ موضح قرآن از شاہ عبدالقادر محدث دہلوی۔ مطبع اسلامی مدراس کے مطبوعہ قرآن مجید معہ اُرواح ثلاثہ سے نقل کیا گیا۔ اور تفسیر جواہر القرآن کے ساتھ فیروز سنز پریس بیرون شیرانوالہ دروازہ لاہور میں چھپوایا گیا۔ طباعت ماہِ شعبان سنہ ۱۳۰۳ھ میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ فالحمد للہ اوّلاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ دائماً ابداً و علیٰ جمیع عبادہ الصالحین۔ لیلاً و نہاراً۔ کتبہ الفقیر ابو احمد السجاد البخاری۔ وقت العصر من یوم الجمعۃ التاسع عشر من رجب سنۃ ثلث و ثمانین بعد الالف و ثلث مائۃ من ہجرۃ سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام)

فہرست مضامین مقدمہ تفسیر جواہر القرآن

مضمون	صفحہ
تعارف تفسیر جواہر القرآن	لـ
تقریظات علماء کرام	ب تا
مقدمہ تفسیر جواہر القرآن	١
حصہ اول - دربیان اصطلاحات	٢
اصطلاح (١) دعویٰ یا موضوع سورت	″
″ (٢) دلیل	″
″ (٣) تنویر دعویٰ	٣
″ (٤) تخویف	″
″ (٥) تبشیر یا بشارت	٤
″ (٦) شکویٰ	″
″ (٧) زجر	″
″ (٨) تسلیہ یا تسلی	٥
″ (٩) امور مصلحہ	″
″ (١٠) اندماج یا ادماج	″
″ (١١) ادخال الٰہی	٦
″ (١٢) اعادہ برائے بُعد عہد	″
″ (١٣) جباریت	٧
″ (١٤) ربط القلب	٨
″ (١٥) مسئلہ انابت	″
حصہ دوم - دربیان فوائد مختلفہ	٩
فائدہ (١) مضامین قرآن	″
″ (٢) قرآن میں توحید کا بیان	″
″ (٣) شرک اعتقادی و فعلی	″
″ (٤) مضامین قرآن کی ترتیب	″
″ (٥) توحید اور علم معانی و بیان	″
″ (٦) خطاب عام	″
″ (٧) قسم کا بیان	١٠
″ (٨) دفع عذاب کیلئے تین باتیں	″
″ (٩) منکرین کی اصلاح کے لئے تین باتیں	″
″ (١٠) شان نزول	١١
″ (١١) تعارض	″
″ (١٢) قانون حصر	″
″ (١٣) تحقیق معنی الحمد للہ	١٢

مضمون	صفحہ
فائدہ (١٤) تحقیق لفظ سبحان اللہ	١٢
″ (١٥) ذکر اللہ کا مقصد	″
″ (١٦) لفظ دون کی تحقیق	١٣
″ (١٧) لفظ الکتاب سے مراد	١٤
″ (١٨) الکتاب اور قرآن میں فرق	″
″ (١٩) لفظ حکیم اور مبین میں فرق	″
″ (٢٠) روح سے مراد	١٥
″ (٢١) ماضی کے بعض صیغوں کی تحقیق	″
″ (٢٢) امر کے بعض صیغوں کی تحقیق	″
″ (٢٣) لفظ مَا سے مراد	″
″ (٢٤) لفظ ثُمَّ کا استعمال	١٦
″ (٢٥) لفظ اِنَّمَا کی تحقیق	١٧
″ (٢٦) اِذْ کا بیان	″
″ (٢٧) وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ کی تحقیق	″
″ (٢٨) كَذٰلِكَ کی تحقیق	″
″ (٢٩) اَلَمْ تَرَ کی تحقیق	١٨
″ (٣٠) اَوَكُلَّمَا کی تحقیق	″
″ (٣١) اَرَاَيْتَ کی بحث	١٩
″ (٣٢) اِلَّا بمعنی مستثنیٰ منقطع	″
″ (٣٣) علفتها تبنا وماء باردا	٢٠
″ (٣٤) تفسیر بالرای کی تحقیق	٢١
حصہ سوم دربیان مسئلہ الٰہ	٢٣
مسئلہ الٰہ کے مختلف عنوانات	″
حضرت نوح علیہ السلام کا اعلان توحید	٢٤
حضرت ہود علیہ السلام ″ ″	″
حضرت صالح علیہ السلام ″ ″	٢٥
حضرت ابراہیم علیہ السلام ″ ″	″
حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر	٢٦
حضرت شعیب علیہ السلام کا اعلان توحید	″
حضرت موسیٰ علیہ السلام ″ ″	″
حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر	٢٧
حضرت یوسف علیہ السلام کا اعلان توحید	″
حضرت عیسےٰ علیہ السلام ″ ″	″
اللہ کے سوا کس کس کو معبود بنایا گیا	″

مضمون	صفحہ
فرشتوں کو	٢٨
انبیاء علیہم السلام کو	″
اولیاء کرام کو	٢٩
سورج کو	″
ستاروں کو	″
جنوں کو	″
نیک پیروں کو	٣٠
مشرک مولویوں اور پیروں کے بارے میں آیتیں	٣٢
اِلٰہ کے معنی کی تشریح	٣٣
قانون لفظ اِلٰہ	٣٤
لفظ اِلٰہ کی تحقیق	٣٧
لفظ عبادت کی تشریح	٣٨
شرک کی قسمیں	٤٠
شرک فی العلم کا بیان	″
شرک فی التصرف کا بیان	٤١
حضرت پیر صاحب بغداد شریف کا فتویٰ	″
شرک فی الدعاء	٤٢
شرک فعلی	″
تحریمات غیر اللہ کا بیان	″
تحریمات غیر اللہ کے سترہ عنوانات	″
اللہ کی نذر و نیاز کا بیان	٤٤
غیر اللہ کی نذروں کا بیان	″
نقشہ آیات تحریمات غیر اللہ	٤٥
تحریمات اللہ کے بارے میں آیتیں	٤٧
اللہ کی نذر و نیاز کے بارے میں آیتیں	″
غیر اللہ کی نذروں کا بیان	″
فائدہ	٤٨
عنوانات کے بعض الفاظ کی تشریح	٤٩
تحقیق نذر لغیر اللہ از حدیث و فقہ	٥٠
درمختار کا حوالہ	″
شامی کا حوالہ	٥١
البحر الرائق کا حوالہ	″
مولانا عبد الحی لکھنوی کا حوالہ	″

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
شامی کا حوالہ	۵۱	الروض کا حوالہ	۵۲	دیباچہ فتح الرحمٰن	۵۳
البحر الرائق کا حوالہ	″	مسند احمدؒ کا حوالہ	″	دیباچہ موضح قرآن	۵۷
تفسیر نیشاپوری کا حوالہ	″	غرائب ابی عبید اور نقد ابی المبیث کا حوالہ	″	بقیہ تقریظات	۶۲

فہرست مضامین تفسیر جواہر القرآن جلد اوّل

مضمون	صفحہ
تفسیر سورۂ فاتحہ	۲
خلاصہ سورۂ فاتحہ	″
سورۂ فاتحہ کے ام القرآن ہونے کی پہلی تقریر	″
″ ″ ″ دوسری تقریر	″
ایک سوال اور اس کا جواب	۳
سورۂ فاتحہ کو تعلیم المسئلہ کہنے کی توجیہ	″
سورۂ فاتحہ کا خلاصہ عربی میں	″
الحمد کے الف لام کی تحقیق	۴
الحمد کے بارے میں حضرت شیخ کی نفیس تحقیق	″
عالَم کا معنی	۵
اللہ تعالیٰ کا نظام ربوبیت	″
رحمٰن اور رحیم کے درمیان فرق	۶
رب العالمین کے بعد الرحمٰن الرحیم کا ذکر کرنے کی حکمت	″
الدین کی تحقیق	″
روز جزا کی اہمیت	۷
اہل کتاب کا تصور آخرت اور اس کا رد	″
دنیا و آخرت کا مالک و مختار	″
ایاک نعبد و ایاک نستعین میں تقدیم مفعول کی وجہ	۸
عبادت کا	″
ایک شبہ کا جواب	
تعظیم کی دو قسمیں۔ ایک عبادت ہے، دوسری عبادت نہیں	
استعانت کی تعریف	″
ایک شبہ اور اس کا جواب	۱۰
استعانت کی دو قسمیں مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب	″
ایک مغالطہ اور اس کا رد	″
صراط مستقیم سے مراد	۱۱
ہدایت کی دو قسمیں۔ فطری اور کسبی	″
ہدایت کی قسم دوم کے چار درجے	۱۲
ہدایت کے مقابلے میں ضلالت (گمراہی) کے بھی چار درجے ہیں	″
الذین انعمت علیہم سے مراد چار جماعتیں ہیں۔	″

مضمون	صفحہ
مغضوب علیہم اور الضالین سے مراد	۱۲
تفسیر سورۂ بقرہ	۱۳
سورۂ بقرہ کی فضیلت	″
سورۂ بقرہ کا سورۂ فاتحہ سے اسمی ربط	″
″ ″ ″ معنوی ربط	۱۴
سورۂ بقرہ کے مضامین کا تفصیلی خلاصہ	″
″ ″ ″ مختصر خلاصہ	۱۷
سورۂ بقرہ کی روح	″
حصّہ اوّل۔ مضمون توحید و رسالت	″
حصّہ اوّل کی تمہید۔ اس میں دو امر مذکور ہیں	″
امر اوّل۔ ہدایت کا سرچشمہ قرآن ہے	۱۸
ذلک الکتاب لاریب فیہ کی مختلف ترکیبیں	″
امر دوم۔ تین جماعتوں (مومنوں۔ کافروں اور منافقوں) کا ذکر	۱۹
غیب کا مفہوم اور متقین کی صفتیں	″
معتزلہ کا رد۔ مرتکب کبیرہ مخلد فی النار نہیں۔	۲۰
کافروں کے دلوں پر مہر جباریت کی تحقیق	″
منافقوں کا ذکر	۲۱
یخادعون اللہ کا مطلب	۲۲
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت	۲۳
اللہ کی طرف استہزا کی نسبت کا مفہوم	″
کافروں اور منافقوں کی دو مثالیں	۲۴
دونوں مثالوں کی تشریح اور تطبیق	۲۵
دعویٰ توحید اور مضمون توحید اور پانچ امور پر مشتمل عقلی دلیل	۲۶
شہداءکم سے مراد	۲۷
فما فوقہا کے دو مطلب	۲۸
مثال بیان کرنے کی حکمت	″
معنی استوی علی العرش	۲۹

مضمون	صفحہ
فرشتوں کی تسبیح اور تقدیس کا بیان	۲۹
الاسماء کلہا سے مراد	۳۰
سجود ملائکہ کی تحقیق	″
حضرت آدم علیہ السلام نے شجرہ ممنوعہ کیوں کھایا	۳۱
دعوت عام کے بعد بنی اسرائیل کو خصوصی دعوت توحید	۳۲
بنی اسرائیل کے لئے اصلاحی پروگرام	″
بنی اسرائیل کے احوال کی پانچ انواع	۳۳
پہلی نوع ترغیب و ترہیب پر مشتمل	۳۵
آٹھ انعامات	۳۶
دو عذاب	۳۸
پہلی نوع کا تتمہ	۴۰
دوسری نوع گذشتہ بنی اسرائیل کی خباثتیں	۴۱
بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم کیوں دیا گیا	۴۲
قتل نفس اور ذبح بقرہ کے بارے میں حضرت شیخ کی تحقیق	″
بنی اسرائیل کی تیسری خباثت	۴۳
دوسری نوع کا تتمہ	″
جمادات میں شعور بسیط	۴۴
اہل کتاب کی پانچ جماعتیں	″
تیسری نوع بوقت نزول موجودہ بنی اسرائیل کی خباثتیں	۴۶
تیسری نوع کا تتمہ	۴۸
چوتھی نوع بنی اسرائیل کی کج روی اور سنگدلی	″
چوتھی نوع کا تتمہ	″
پانچویں نوع بنی اسرائیل کے بغض عناد کی انتہا	۵۰
یہود کے ایک قول باطل کی تردید	″
یہود کو مباہلہ کا چیلنج	۵۱
یہودیوں کے تین شبہات	۵۲
شبہات کا جواب	۵۳
حضرت سلیمان علیہ السلام پر یہودیوں کا افترار	۵۴
جادو کی تحقیق	″
ہاروت اور ماروت کے بارے میں جھوٹا قصہ	۵۵
مسلمانوں کو راعنا کہنے سے کیوں منع کیا گیا	″

مضمون	صفحہ
نسخ کا مطلب	۵۷
شاہ ولی اللہ رح کے نزدیک صرف پانچ آیتیں منسوخ ہیں	〃
حضرت شیخ کے نزدیک یہ پانچ آیتیں بھی منسوخ نہیں	〃
اہل کتاب کے حالات سے پانچ شکوے	۵۸
توحید پر نقلی	۶۲
مضمون رسالت	۶۳
تمہید	〃
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بناء کعبہ کے وقت دعا	۶۴
ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں حضور علیہ السلام کی چار صفتیں	۶۶
حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو وصیت کہ توحید پر قائم رہیں۔	۶۷
تحویل قبلہ کے بارے میں اہل کتاب اور مشرکین کے شبہ کا جواب	۷۰
لفظ شہید سے علم غیب پر استدلال کا مکمل رد	〃
تحویل قبلہ کی پہلی تفصیلی علت	۷۲
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار آسمان کی طرف دیکھنے کی وجہ	۷۳
تحویل قبلہ کی دوسری اجمالی علت	۷۴
تحویل قبلہ کی دوسری تفصیلی علت	〃
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ صفتیں	۷۵
اہدنا الصراط المستقیم پر ایک شبہ کا جواب	۷۶
صفا مروہ کے درمیان طواف کا حکم	۷۸
توحید پر عقلی دلیل جو سات امور پر مشتمل ہے	۷۹
شرک فعلی کے رد پر دلیل عقلی کا انطباق	۸۰
کیا انداد و اوثان سے پتھر کے بت مراد ہیں ؟	۸۱
تحریمات غیر اللہ کا بیان	۸۲
غیر اللہ کی نذروں کا بیان	۸۴
تحویل قبلہ کے متعلق اہل کتاب کے خیال کی دوبارہ تردید	۸۶
والصابرین کے منصوب ہونے کی وجہ	۸۷
حصۂ دوم۔ مسئلہ جہاد و انفاق	〃
تمہید امور انتظامیہ و امور مصلحہ کا بیان	〃
پہلا امر انتظامی قصاص	
دوسرا امر انتظامی وصیت	۸۸
پہلا امر مصلح ۔ روزہ	〃
روزہ کے بعض جزوی احکام	۸۹
وعلی الذین یطیقونہ کی تحقیق	〃
کنتم تختانون کی توجیہہ	۹۱
اعتکاف کے مسائل	〃
تیسرا امر انتظامی ۔ مال حرام سے اجتناب	۹۲

مضمون	صفحہ
یسئلونک عن الاہلۃ کی توجیہ	۹۳
امور انتظامیہ اور امر مصلح کے بعد جہاد کا حکم	〃
قتال کی علت ۔ فتنہ سے مراد	〃
انفاق فی سبیل اللہ کا بیان	۹۵
دوسرا امر مصلح ۔ حج	〃
حج کی تین صورتیں ۔ افـ تمتع	۹۶
حاجیوں کی قسمیں	۹۸
جہاد کی ترغیب کئی طریقوں سے	۹۹
اللہ کے بادلوں میں آنے کی توجیہ	۱۰۰
امۃ واحدۃ میں وحدت سے مراد	۱۰۱
بعثت انبیاء علیہم السلام کی علت	۱۰۲
مضمون انفاق کا دوسری بار ذکر	〃
مضمون جہاد کا تیسری بار ذکر	〃
شہر حرام میں جواز قتال کی پانچ دلیلیں	۱۰۳
شہر حرام میں قتال کا مابعد سے ربط	〃
پانچ ذو جہتین مسائل	۱۰۵
ایک مفید قاعدہ	۱۰۶
حتی یطہرن کی نفیس تحقیق	۱۰۷
امور انتظامیہ کا بارہ ذکر	۱۰۸
ایمان سے ما علیہ الایمان مراد ہے۔ حضرت شیخ کا قول	〃
یمین لغو اور یمین غموس کا حکم	〃
امام ابوحنیفہ کے نزدیک لغو کی صورت	〃
یمین کے ساتھ مسئلہ ایلا کا ربط	〃
عدت کا بیان	۱۰۹
عدت کے لحاظ سے عورت کی سات قسمیں	〃
ان یکتمن ما فی ارحامہن کا مطلب	۱۱۰
رجوع کا حق صرف دو طلاق تک ہے	۱۱۱
مغلظہ سے دوبارہ نکاح کی پانچ شرطیں	〃
بلوغ اجل سے اختتام عدت مراد ہے	۱۱۳
رضاعت کے احکام	〃
بیوہ کی عدت اور اس کے نکاح کے احکام	۱۱۵
مس اور تعیین مہر کے لحاظ سے مطلقہ کی چار قسمیں	۱۱۶
مضمون جہاد کا اعادہ	۱۱۷
انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب	〃
ترغیب الی الجہاد کیلئے ایک واقعہ کا ذکر	۱۱۸
طالوت کے انتخاب پر اعتراض کرنیوالوں کو تین جواب	〃
سکینہ سے مراد ۔ حضرت شیخ کا قول	۱۱۹
حضرت داؤد کے ہاتھوں جالوت کا قتل	۱۲۰
اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کیا	۱۲۱
شیخ نے فرمایا ولو شاء اللہ کا اعادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے	۱۲۲

مضمون	صفحہ
وجوب و مشروعیت قتال کی علت	۱۲۲
اعادہ دعویٰ توحید برائے نفی شفاعت قہری	۱۲۳
نوم انبیاء کے ناقض وضو ہونے کی تحقیق	۱۲۴
حدیث کے مختلف الفاظ میں تطبیق	۱۲۵
شفاعت قہری کی نفی پر چوتھی اور پانچویں دلیل	〃
شفاعت کے متعلق نفیس تحقیق	〃
لا اکراہ فی الدین جہاد سے متعلق ایک شبہ کا ازالہ	۱۲۶
اللہ تعالیٰ کے دو تکوینی قانون	〃
پہلا قانون مومنوں کے شبہات دور کرنا ہے	〃
دوسرا قانون معاندین سے توفیق ایمان چھین لینا ہے	〃
حضرت ابراہیم اور نمرود کا مناظرہ دوسرے قاعدہ پر متفرع ہے	〃
حضرت ابراہیم اور حضرت عزیر کے دونوں واقعے پہلے قاعدہ پر متفرع ہیں۔	۱۲۷
انفاق میں اخلاص کی ترغیب	۱۲۸
اخلاص کیساتھ خرچ کرنے کی مثال	〃
انفاق میں من و ریا سے اجتناب کا حکم	〃
ریاکار کی خیرات کے ضائع ہونے کی مثال	۱۲۹
اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرنے کی مثال	۱۳۰
ریاکاری کی دوسری مثال	۱۳۱
اللہ کی راہ میں اچھی چیزیں خرچ کرنے کی ترغیب	〃
چھپا کر خیرات کرنے کی فضیلت	〃
اصحاب صفہ کی فضیلت اور منقبت	۱۳۲
ہر حال میں اور ہر وقت اللہ کی راہ میں خرچ کرنیکی ترغیب	۱۳۳
سود خواروں کے لئے وعید شدید	〃
تیسری بار امور انتظامیہ کا ذکر	۱۳۵
ادھار لین دین کو لکھنے کا حکم	〃
کتابت اور شہادت کے متعلق ہدایات	〃
توحید پر چوتھی عقلی دلیل	۱۳۷
مسئلہ توحید ماننے کے بعد اللہ سے دعا مانگنے کا طریقہ	〃
سورۂ بقرہ میں آیات توحید	۱۳۸
سورۂ آلِ عمران	
نام۔ شان نزول۔ ماقبل سے ربط۔ خلاصۂ مضامین	۱۳۹
خلاصۂ مضامین کی پہلی تقریر	〃
توحید کے متعلق پانچ شبہات کا جواب	〃
رسالت پر تین شبہات کے جوابات	۱۴۰
خلاصۂ مضامین کی دوسری تقریر	۱۴۱
توحید کا چھ بار ذکر	〃
سورۂ آل عمران کا مختصر خلاصہ	۱۴۲
حصۂ اوّل۔ توحید و رسالت کا بیان	〃

مضمون	صفحہ
نصاریٰ کے شبہ کا جواب	۱۴۳
متشابہات کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا	۱۴۴
مضمون توحید کا ذکر دوسری بار	۱۴۶
توحید پر دلیل نقلی از کتب سابقہ و ملائکہ و انبیاء	״
ثمرہ دلائل مذکورہ	״
توحید میں اختلاف کس نے اور کیوں ڈالا	۱۴۷
مضمون توحید کا ذکر تیسری بار	۱۴۸
ثمرہ دلائل عقلیہ و نقلیہ	״
توحید کا ذکر چوتھی بار	۱۴۹
جواب شبہ متعلقہ حضرت مریم علیہا السلام	۱۵۰
جواب شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام	۱۵۱
جواب شبہ متعلقہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام	۱۵۳
معجزات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اختیار میں نہیں تھے	״
توفی کے معنی کی تحقیق	۱۵۴
حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ اجماعی ہے	۱۵۵
مرزائیوں کے من گھڑت قاعدہ کا جواب	۱۵۶
حضرت عیسےٰ اور ان کے متبعین سے وعدے	״
عیسائیوں کو مباہلہ کا چیلنج	۱۵۷
آیت مباہلہ سے شیعوں کے استدلال کا جواب	״
اہل کتاب کو دعوت الی التوحید	۱۵۸
یہود و نصاریٰ پر پانچ شکوے۔ پہلا شکوہ	۱۵۹
دوسرا اور تیسرا شکوہ	۱۶۰
تخویف اخروی	״
یہود کے قول کی تردید۔ چوتھا شکوہ	۱۶۱
پانچواں شکوہ	۱۶۲
نصاریٰ کے ایک شبہ کا جواب	۱۶۳
مضمون رسالت	۱۶۴
زجر مع تخویف اخروی	״
شبہات متعلقہ رسالت کا بیان	۱۶۵
ملت ابراہیمی میں اونٹ کا گوشت حرام ہونیکا جھوٹا دعوےٰ	״
سب سے پرانا عبادتخانہ کعبہ ہے	۱۶۶
فرضیت حج کی شرطیں	۱۶۷
زجر برائے اہل کتاب و مومنین	״
سبیل اللہ سے توحید مراد ہے	۱۶۸
توحید پر دلیل عقلی ۵	״

مضمون	صفحہ
حصہ دوم جہاد۔ انفاق جہاد سے متعلق بحث	۱۶۹
کنتم خیر امۃ کا مفہوم	۱۷۰
جب قوم پر عذاب آتا ہے تو اسکا ہر فرد بدکار نہیں ہوتا	۱۷۲
مومنین اہل کتاب کی تعریف	۱۷۳
مشرکوں کے خرچ کی مثال	״
جنگ احد کا ذکر	۱۷۴
ھم اور حدیث نفس میں فرق	۱۷۶
جہاد میں کامیابی کی دو شرطیں	״
ان تصبروا و تتقوا کا دوسرا نمونہ	۱۷۷
فرشتوں کی مختلف تعداد میں تطبیق	۱۷۸
سود خواری پر وعید شدید	۱۷۹
اخلاص سے مراد	״
متقین کے دو فریق۔ اعلیٰ اور ادنیٰ	۱۸۰
ترغیب الی الانفاق کا پہلی بار اعادہ	״
مضمون جہاد کا اعادہ	۱۸۱
جہاد سے متعلق شبہ کا علیٰ سبیل الترقی جواب	״
زجر برائے مومنین	۱۸۲
احد کی شکست کی اصلی وجہ	۱۸۳
غم اول اور غم ثانی سے مراد	۱۸۴
ھل لنا من الامر من شئ کا مطلب	۱۸۵
منافقین کے قول کا جواب	۱۸۶
گھر میں بیٹھ رہنا موت سے نہیں بچا سکتا	۱۸۷
آنحضرت کے خلق عظیم کی تعریف	۱۸۸
بشارت برائے مومنین و زجر منافقین	״
بشارت و تخویف اخروی	۱۸۹
زجر برائے مومنین	״
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صفتیں	۱۹۰
لو نعلم قتالا لاتبعناکم کا مطلب	۱۹۱
حیات شہداء کی تحقیق	۱۹۲
حیات انبیاء علیہم السلام کی تحقیق	۱۹۳
ایک اشکال اور اسکا حل	۱۹۴
بشارت برائے و تنبیہ برائے الیشان	۱۹۶
تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۱۹۷
تخویف اخروی برائے کفار	״
سوال مقدر کا جواب	״
ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب کی تحقیق	۱۹۸
اس آیت سے مبتدعین کے استدلال کا رد	۱۹۹
اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانیکا مطلب	۲۰۰
ماقبل کے مضامین کا خلاصہ	۲۰۱

مضمون	صفحہ
یہود پر شکوی	۲۰۲
تسلی برائے پیغمبر و مومنین	״
زجر برائے احبار و رہبان	״
مضمون جہاد کا دوبارہ اعادہ	۲۰۳
مضمون انفاق کا تیسری بار اعادہ	״
علماء یہود کو تخویف اخروی	۲۰۴
سورہ آل عمران کے چاروں مضامین کا اعادہ	۲۰۵
دعویٰ توحید پر عقلی دلیل	״
آخری آیت میں سورت کا اجمالی خلاصہ	۲۰۶
سورۃ آل عمران میں آیات توحید	״
تفسیر سورۃ نساء	
ربط اسمی و معنوی۔ خلاصہ	۲۰۷
پہلا حصہ۔ چودہ احکام رعیت	״
دوسرا حصہ۔ نو احکام سلطانیہ	۲۰۸
تنبیہ	۲۰۹
حصہ اول	״
عذاب سے بچنے کیلئے تین باتیں	״
پہلا دوسرا اور تیسرا حکم رعیت	۲۱۰
چوتھا حکم رعیت	۲۱۱
پانچواں اور چھٹا حکم رعیت	۲۱۲
زجریں برائے ورثاء	״
وراثت کی بارہ صورتیں	۲۱۳
بشارت اخروی	۲۱۵
ساتواں حکم رعیت	״
آٹھواں اور نواں حکم رعیت	۲۱۶
ابدی اور وقتی محرمات پندرہ رشتے	۲۱۷
دسواں حکم رعیت	״
نکاح متعہ کی حرمت	״
گیارہواں اور بارہواں حکم رعیت	۲۱۹
تیرہواں حکم رعیت	۲۲۰
زجر برائے اہل کتاب	۲۲۱
چودہواں حکم رعیت	״
مسئلہ توحید کا بیان	״
شہید کا معنی	۲۲۲
امر مصلح۔ ترغیب الی الاحسان	״
حتیٰ تغتسلوا کی تحقیق	۲۲۳

مضمون	صفحہ
حصہ دوم۔ پہلا حکم سلطانی	۲۲۶
تخویف برائے کفار و بشارت برائے مومنین	״
زجر برائے منافقین	۲۲۷
دوسرا حکم سلطانی	۲۲۸
ترغیب الی القتال	۲۲۹
تیسرا حکم سلطانی	״
منافقین کے قول باطل کا رد	۲۳۰
زجر و شکویٰ منافقین	۲۳۱
ترغیب الی الجہاد کے بعد مسئلہ توحید کا بیان	۲۳۲
چوتھا حکم سلطانی۔ منافقین کے بارے میں حکم	۲۳۳
پانچواں حکم سلطانی	۲۳۴
قتل عمد اور قتل خطا کے احکام	״
چھٹا اور ساتواں حکم سلطانی	۲۳۵
آٹھواں حکم سلطانی	۲۳۶
صلوٰۃ الخوف۔ ترغیب الی القتال	״
نواں حکم سلطانی	۲۳۷
سوء اور ظلم سے مراد	۲۳۸
وعلمک ما لم تکن تعلم کی تحقیق	۲۳۹
ما استغراق میں حقیقت نہیں	״
بریلوی استدلال کا رد	״
ایک من گھڑت قاعدے کا رد	۲۴۱
ایک غلط استدلال کا رد	״
بنو ابیرق کا واقعہ	״
شرک اعتقادی اور شرک فعلی کی نفی	۲۴۲
تنویر اول	۲۴۳
تنویر ثانی	۲۴۴
تنویر ثالث	۲۴۵
زجر برائے منافقین مع تخویف	۲۴۶
منافقین کی خباثتیں	۲۴۷
زجر اہل کتاب و بشارت مومنین	۲۴۹
مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام	۲۵۰
بشارت برائے مومنین اہل کتاب	۲۵۲
ترغیب الی التوحید	۲۵۳
ایمان بالقرآن و بالرسول کی ترغیب	۲۵۴
تخویف و بشارت	״
خاتمہ پر حکم وراثت پر تنویر	۲۵۵
کلالہ کی چار صورتیں	״
بشارت برائے مومنین	״
سورہ نساء میں آیات توحید	۲۵۶

تعارف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کا علم و تقویٰ، کتاب و سُنّت سے عشق، اشاعت توحید میں انہماک اور راہِ حق میں مقاساتِ شدائد اور آپ کے دیگر محاسنِ اخلاق عُلماء اور عوام سے پوشیدہ نہیں۔ یہ آپ کے انتہائی اخلاص اور للّٰہیت کی برکت تھی کہ آپ نے اللہ کی توفیق سے جنگل میں ڈیرہ لگا کر ساٹھ برس تک توحید و سُنّت اور علوم دین کی محض لوجہ اللہ اشاعت کی اور عمر بھر کسی سے ایک پائی کا سوال نہ کیا۔ اپنے ہاتھ کی محنت (کھیتی باڑی) سے کماتے، خود کھاتے، اہل و عیال کی کفالت کرتے اور طلبہ کو کھلاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مردِ قلندر اور درویشِ بادیہ نشین سے دین کا وہ کام لیا جو کسی خانقاہ کے سربراہ اور کسی دارالعلوم کے مسند نشین سے بھی نہ ہو سکا۔ الا ماشاء اللہ۔

جس زمانے میں آپ نے میانوالی کے ریگستان میں تدریس و تبلیغ کا آغاز کیا اس وقت مسئلہ توحید کو کھول کر بیان کرنا آگ سے کھیلنے کے مرادف تھا چنانچہ مسئلہ توحید کی واضح تبلیغ و اشاعت کی پاداش میں آپ کو جاں گداز مصائب اور ہمت شکن شدائد کا سامنا کرنا پڑا۔ اپنے آبائی گاؤں سے ہجرت کرنے پر مجبور کئے گئے اور اپنی آبائی زمین کے کچھ حصّے سے بھی محروم ہونا پڑا مگر اس کے باوجود اس کوہِ استقامت کے پائے ثبات کو ذرا جنبش نہ ہوئی اور اپنے آبائی گاؤں واں بھچراں سے چار میل دُور اپنی زمینوں میں فروکش ہوئے اور وہیں چشمۂ فیض جاری کر دیا۔

مسئلہ توحید کے بیان میں آپ کسی ایچ پیچ یا مداہنت کے ہرگز روادار نہ تھے اور شرک و بدعت کے خلاف سیفِ عریاں تھے۔ اس دور میں پنجاب کے پیروں، سجادہ نشینوں اور پیٹ کے پوجاری واعظوں نے عوام کو توحید و سُنّت سے کوسوں دُور کر دیا تھا۔ شرک و بدعت کو دین کا درجہ دے رکھا تھا۔ اس ماحول میں مسئلہ توحید کو واضح اور شرک و بدعت کو عُریاں کئے بغیر عوام کی آنکھیں کھولنا ناممکن تھا۔ اس وقت صحیح العقیدہ علماء کی کوئی کمی نہ تھی مگر شرک و بدعت کے خلاف آواز اٹھانے کی جرأت کسی میں نہ تھی۔ یہ سعادت حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ و نور مرقدہٗ کے لئے مقدر تھی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ مسئلہ توحید کے ہر پہلو کو کتاب و سنّت کے نصوص سے خوب واضح کر کے بیان فرماتے اور اعمال شرک و بدعت کی واضح نشاندہی کرتے تاکہ توحید و شرک اور سُنّت و بدعت کے سمجھنے اور پہچاننے میں کسی کو کوئی اشتباہ نہ رہے۔ مشرکانہ عقائد رکھنے والوں کو آپ صاف صاف مشرک کہتے تھے۔ حضرت شیخ (برد اللہ ضریحہ) کے اس رویّے کو کوتاہ بینوں نے شدّت و حدّت کا نام دے کر مُفت کی رسوائی مول لی ہے ان لوگوں کا اپنا حال یہ ہے کہ اشاعت توحید و سُنّت اور شرک و بدعت میں ان کا انداز تبلیغ ہے۔ " لوگو! توحید و سُنّت پر قائم رہو اور شرک و بدعت سے بچو" اب بتائیے ایسے مجمل جملوں سے کیا ہو گا جب تک توحید و سنّت کی پوری توضیح و تشریح نہ کی جائے اور اعمال شرک و بدعت کی تعیین و تشخیص نہ کی جائے۔ اس وقت تک نہ تو حق تبلیغ ادا ہو سکتا ہے اور نہ عوام شرک و بدعت سے بچ سکتے ہیں۔ حضرت شیخ (روح اللہ روحہ) کے انداز تبلیغ کو ہدفِ طعن و طنز بنانے والے بیچارے خود اس مسئلہ کی اہمیّت سے واقف نہیں اور ان میں سے بہت سے حضرات نے اس مسئلہ کو کماحقہ، سمجھا ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ حضرات منبروں پر جلوہ افروز ہو کر ارشاد فرمایا کرتے ہیں۔

یہ مسائل (مسئلہ علم غیب وغیرہ) فروعی ہیں، ان میں عوام کو نہ الجھاؤ۔" وغیرہ وغیرہ

جھوٹ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں، خدا جھوٹ نہ بلوائے۔ راقم الحروف نے راولپنڈی کے ایک جلسۂ عام میں اپنے کانوں سے ایک "مولینا" کو سرِ منبر ارشاد فرماتے سُنا "توحید کے قائل تو مشرکینِ مکّہ بھی تھے انہیں حضور علیہ السلام سے جو اختلاف تھا وہ صرف رسالت میں تھا۔" انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جو "علماء" منبروں پر ایسی جراءت و بیباکی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ان بیچاروں نے قرآن کبھی پڑھا ہی نہیں اور اگر کبھی پڑھا ہے تو اسے سمجھا ہی نہیں۔ بیچارے ان "علماء" کا تفسیرِ قرآن کے بارے میں مبلغ علم صرف تفسیر جلالین ہے یا زیادہ سے زیادہ تفسیر بیضاوی کا تھوڑا سا حصہ (صرف سورۂ بقرہ) کتنے مدارسِ دینیہ ہیں جن میں باقاعدہ قرآن کا ترجمہ اور تفسیر سبقاً سبقاً پڑھائی جاتی ہے؟ اب یہ بیچارے قرآنِ مجید کو کیا سمجھیں گے اور مسئلہ توحید کو کیا سمجھیں گے جن کی توضیح کے لئے قرآن نازل ہوا۔

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تو اوڑھنا بچھونا ہی قرآن تھا۔ حضرت مولینا رشید احمد گنگوہی اور حضرت مولینا محمّد مظہر نانوتوی رحمہما اللہ تعالیٰ ایسے باخدا اور عمیق النظر علماء سے آپ نے قرآن سبقاً سبقاً پڑھا اور بلا مبالغہ سینکڑوں دفعہ جیّد علماء کو پڑھایا۔ آپ قرآن مجید کے اسرار و معانی اور معارف و مبانی سے بخوبی آگاہ تھے۔ مسئلہ توحید اور اتباعِ سنّت کو قرآن نے جو اہمیّت دی ہے اسے آپ اچھی طرح جانتے تھے اور قرآنِ مجید نے تبلیغ و ارشاد کے جو طریقے تعلیم دیئے ہیں ان کو بھی آپ سمجھے ہوئے تھے۔ قرآن فہمی ہی نے ان کے اندر تبلیغ توحید کا یہ شغف پیدا کیا تھا۔ حضرت مولینا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالےٰ نے ایک دفعہ فرمایا تھا۔ [1]

"حضرت مولینا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بلند پایہ انسان تھے وہ فنافی التوحید تھے اور قرآنِ مجید کی حرکات وسکنات سے بھی اللہ تعالیٰ کی توحید ثابت کرتے تھے۔"

حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ قدس سرّہ کے علم و فضل اور فہم قرآن سے نہ صرف بخوبی آگاہ تھے بلکہ برملا اس کا اعتراف فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مولینا عبید اللہ انور جانشین حضرت شیخ التفسیر ایک دفعہ مری جاتے ہوئے دار العلوم راولپنڈی میں تھوڑی دیر کے لئے فروکش ہوئے۔ آپ نے فرمایا حضرت والد صاحب نے ایک دفعہ فرمایا تھا:-

"انجمن خدام الدین کے جلسوں میں میں دیگر علماء کرام کو اس لئے بلاتا ہوں تاکہ عوام ان سے مستفید ہوں لیکن حضرت مولینا سیّد محمد انور شاہ صاحب کشمیری اور مولانا حسین علی کو اس لئے بلاتا ہوں تاکہ علماءِ کرام ان سے استفادہ کریں۔"

حضرت مولینا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ خداداد فہم و فراست سے قرآنِ مجید کو جس طرح سمجھتے تھے بلاخوف ملامت اسے اسی طرح بیان کرتے تھے اور ان طاعنین نے اوّل تو کچھ سمجھا ہی نہیں اور اگر کچھ سمجھا ہے تو مصلحت بینی اور موقع شناسی کے چکر میں بیان کرنے کی ہمت و جراءت نہیں اور طعن اس پر ہے جس نے قرآن پڑھا اور بار بار پڑھا اس کو سمجھا اس کے اسرار و رموز کو پایا اور محض لوجہ اللہ ہزاروں کو پڑھایا اور لاکھوں کو سمجھایا۔ اَفَتُمَارُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى

قرآن مجید نے مسئلہ توحید کو ہر پہلو سے واضح اور روشن کرکے بیان کیا ہے اور حاملین قرآن سے بھی قرآن کا یہی مطالبہ ہے کہ وہ مسئلہ توحید کو اسی انداز میں بیان کریں اور اس کے بیان میں اجمال و ابہام سے کام نہ لیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ — پس آشکار کر جس کا تجھے حکم دیا جاتا ہے اور منہ پھیر مشرکوں سے (پ۱۴ سورہ حجر ع۶)

دُوسری جگہ ارشاد ہے:-

وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ (پ۲۹ سورہ نون ع۱) — وہ چاہتے ہیں کاش تو نرمی کرے تو وہ بھی نرمی کریں۔

[1] بروایت مولانا محمد امیر ساکن میانوالی

ایک اور جگہ ارشاد ہے :-

یَا یُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ (پ ۲۱ احزاب ع ۱) — اے نبی! ڈرا کر اللہ سے اور مت کہا مان کافروں کا اور منافقوں کا ۔

اس طرح کی اور بہت سی قرآنی تصریحات کا منشا یہی ہے کہ مسئلہ توحید کے بیان میں کسی اجمال وابہام لچک اور نرمی کو روا نہ رکھا جائے ۔ جو شخص ان نصوصِ قرآنیہ کے پیش نظر مسئلہ توحید کے بیان کرنے میں کسی مبہم اور نرم پالیسی کا روا دار نہ ہو۔ اس پر شدت کا الزام دھرنا انصاف سے بعید ہے ۔ باقی رہا مشرکانہ عقائد کے حاملین کو کافر و مشرک کہنا تو اس میں بھی وہ متفرد نہ تھے بلکہ تمام علماءِ حق کا یہی مسلک ہے ۔ بطور نمونہ قریب العہد علماء کے چند حوالے ملاحظہ ہوں ۔

حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی فوائد موضح قرآن میں آیت وَلَا تَنْکِحُوا الْمُشْرِکَاتِ (پ ۲ بقرہ ع ۲) پر تحریر فرماتے ہیں :-

"پہلے مسلمان اور کافر میں ناتا جاری تھا اس آیت سے حرام ٹھہرا ۔ اگر مرد نے یا عورت نے شرک کیا اس کا نکاح ٹوٹ گیا ۔ شرک یہ کہ اللہ کی صفت کسی اور میں جانے مثلاً کسی اور کو سمجھے کہ اس کو ہر بات معلوم ہے یا وہ جو چاہے کر سکتا ہے یا ہمارا بھلا یا برا کرنا اس کے اختیار میں ہے اور یہ کہ اللہ کی تعظیم کسی اور پر خرچ کرے مثلاً کسی چیز کو سجدہ کرے اور اس سے حاجت طلب کرے اس کو مختار جان کر ۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ اپنے رسالہ ہفت مسئلہ میں فرماتے ہیں :-

"نداءِ غیر اگر حاضر وعلم غیب جان کر کرے گا تو شرک ہو گا ۔"

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ ہے :-

"حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب نہ تھا نہ کبھی اس کا دعویٰ کیا اور کلام اللہ شریف اور بہت سی احادیث موجود ہیں کہ آپ عالم الغیب نہ تھے اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علمِ غیب تھا صریح شرک ہے (فتاوی رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۰)

فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۷ پر ہے ۔

"پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے ۔"

اس فتوے پر حضرت گنگوہی کے علاوہ حضرت مولینا محمد یعقوب نانوتوی اور حضرت مولینا مفتی عزیز الرحمٰن مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند اور دیگر کئی علماء کرام کے تصدیقی دستخط ثبت ہیں ۔

اسی طرح فتاوی رشیدیہ حصہ سوم کے ص ۳۶ پر ہے ۔

"جو شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے ۔"

س فتوے پر حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن حضرت گنگوہی حضرت شیخ الہند اور مولانا خلیل احمد سہارنپوری کے علاوہ متعدد علماء کی تصدیقات ثبت ہیں ۔

اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں :-

"بزرگوں کی نذر و نیاز کا جانور اگر اس واسطے ذبح کیا جاوے کہ وہ بزرگ ہم سے خوش ہوں اور ہمارا کام کر دیں اور ان کو متصرف فی التکوین سمجھے اور ان سے تقرب کے لئے ذبح کرے اور ذبح سے وہی مقصود ہوں چنانچہ اس زمانہ میں اکثر جہال کا یہی عقیدہ ہوتا ہے تو یہ عقیدہ رکھنے والا مشرک اور وہ ذبیحہ بالکل حرام ہے اگرچہ بوقت ذبح اللہ کا نام لیا جاوے" وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ (فتاوی امدادیہ جلد ۴ ص ۸۰)

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مفتی اعظم دار العلوم دیوبند کا فتویٰ :-

"حدیث شریف میں ہے و اذا استعنت فاستعن باللہ اور سورۂ فاتحہ میں خود ارشاد ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن اور فرمایا اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ پس اولیاء سے مرادیں مانگنا اور ان کو متصرف جاننا سب دام شیطان ہے اور بدعت ہے اور شرک ہے" (فتاویٰ دار العلوم ج ۱ صـ۶۹)

ہمارے شیوخ و علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کے اس قسم کے بہت سے فتاویٰ موجود ہیں جن کا یہاں استقصاء مقصود نہیں ان چند حوالوں سے صرف یہ بتانا مطلوب ہے کہ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ اس مسلک میں متفرد نہیں بلکہ اپنے شیوخ اور علماء حق کے مسلک ہی پر گامزن ہیں جو لوگ اسکو حضرت شیخ رح کا تفرد اور تشدد قرار دیتے ہیں وہ اول تو اس بنیادی مسئلے کی اہمیت و حقیقت ہی سے ناواقف ہیں، دوم وہ غلط پروپیگنڈے کا شکار ہیں اور اپنے بزرگوں کی کتابیں دیکھنے کی انہوں نے زحمت ہی نہیں اٹھائی۔

حضرت شیخ قدس سرہٗ کے فہم فی القرآن، تفسیری فوائد و نکات اور مسئلہ توحید میں استغراق کو علماءِ حق نے بنظر استحسان دیکھا ہے جیسا کہ حضرت لاہوری رح کے ارشادات گذر چکے ہیں

حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رح نے مقدمہ جواہر القرآن[1] مرتبہ حضرت مولانا غلام اللہ خان کا مطالعہ کرنے کے بعد مولانا کو حسب ذیل گرامی نامہ تحریر فرمایا "دوران میں آپکی کتاب جواہر القرآن پڑھی دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ کے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک پر فکر و فہم کی بڑی دولت پائی تھی اور آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ اُن سے متمتّع ہوئے اختلاف و اتفاق تو الگ چیز ہے مگر قرآن پاک کے مضامین کو جس طرح انہوں نے سمجھا ہے وہ ہندوستان میں عزیز الوجود ہے مسئلہ توحید میں ان کا انہماک و استغراق صوفیانہ اصطلاح میں ان کی کیفیت ایمانی کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کی رُوح پر ہزار ہا رحمتیں نازل فرمائے" (مقدمہ تفسیر جواہر القرآن صفحہ ب)

حضرت مولانا علامہ محمد یوسف بنوری شارح سنن ترمذی اور شیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی حضرت محدث کشمیری قدس سرہٗ کی کتاب مشکلات القرآن کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں۔

وفی اثناء ذالک تتابعت تراجم القرآن وفوائدہ التفسیریۃ بعضہا صحیحۃ من اہل الحق کتقریرات ترجمۃ القرآن افادہا العالم العارف مولانا الشیخ حسین علی الفنجابی طال بقاءہ من تلامذۃ قطب العصر مولانا المحدث الربانی مسعود رشید احمد گنگوہی الدیوبندی المتوفی ۱۳۲۳ھ (یتیمۃ البیان لمشکلات القرآن صـ۲۹)

۱۹۴۵ء میں سہارنپور میں منعقد ہونیوالی جمعیۃ علماء ہند کانفرنس سینکڑوں اکابر علماء کی موجودگی میں حضرت مولینا حسین احمد مدنی رح کی طرف سے حضرت مولینا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رح نے حضرت شیخ قدس سرہ کی وفات پر حسب ذیل قرارداد پیش کی۔

"جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس حضرت مولانا حسین علی صاحب میانوالی جو توحید کے بیان میں سیف عریاں اور تمام مشرکانہ رسوم اور بدعات کے خلاف جبل الاستقامۃ اور اعلاء کلمۃ الحق میں لایخافون فی اللہ لومۃ لائم کی شان کے حامل تھے ... کے سانحۂ ارتحال کو ملت کا نقصان عظیم خیال کرتے ہوئے دلی حزن و ملال کا اظہار کرتا ہے" (مختصر رپورٹ اجلاس مذکور صـ۱۳ مطبوعہ دہلی)

مولانا منظور نعمانی فرماتے ہیں :-

"اور ۱۳۵۵ھ میں قضاء و قدر نے ایک عجیب اتفاق سے مجھے دو تین دن کے لئے خدمت بابرکت میں پہنچا دیا اخلاص توحید اور اس کی دعوت و تبلیغ کے ساتھ اتنا شغف، شرک و شوائب شرک سے اتنی بیزاری بلکہ ایسی عداوت، اور اتباع سنت کے ساتھ اس قدر اہتمام مجھے کہیں اور دیکھنا یاد نہیں۔ اس کے علاوہ بھی جو کچھ دیکھا اور محسوس کیا اب اس کو یاد کر کے صرف حسرت ہی ہوتی ہے مجھے خود تو ان چیزوں کی معرفت سے بہرہ نہیں لیکن بعض واقفین سے سنا تھا کہ اس زمانہ میں اس ملک میں مجددی طریق سلوک کے وہ سب سے بڑے صاحب ارشاد شیخ اور ان دیار میں مجددی نسبت کے واحد حامل و امین تھے" (ماہنامہ الفرقان بریلی جلد ۸ شمارہ ۱۰ بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۶۰ھ)

[1] مراد مقدمہ تفسیر جواہر القرآن سے ہے ۔ سجاد بخاری

مولانا محمد زکریا محدث سہارنپوری لامع الدراری کے مقدمہ میں بحوالہ نبراس الساری مؤلفہ مولانا عبدالعزیز گوجرانوالوی رقمطراز ہیں :-

عثر علیہ ای علی کتابہ النبراس من اقامہ اللہ مقام الارشاد و ھدے الامۃ بہ سبیل الرشاد اعنی شیخ الطریقۃ العلیۃ ذالمقامات الرفیعۃ صاحب النکت البدیعۃ فی علوم القرآن والسنۃ السنیۃ عدتی اخرتی وسیلۃ مغفرتی شیخی ومطاعی مولانا المولوی حسین علی الخ (ص۱۵)

اس کے بعد خود مولانا محمد زکریا فرماتے ہیں :-

قلت وکان الشیخ من اشد الناس فی رد البدعات حتی یکفر غلاۃ اھل البدعۃ الخ" (ایضاً)

ہمارے شیخ حضرت مولینا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بلند پایہ مفسر قرآن صاحب بصیرت محدث، عمیق النظر فقیہہ، شیدائے کتاب و سنت، فنا فی التوحید اور شرک و بدعت کے لئے سیف عریاں ہونے کے علاوہ عارف کامل اور تمام سلاسل تصوف میں صاحب ارشاد بھی تھے قدوۃ المحدثین حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رح سے جب آپ کے شاگرد اور داماد مولانا سید احمد رضا بجنوری نے کسی بزرگ سے بیعت ہونے کا مشورہ لیا تو حضرت شاہ صاحب نے حضرت مولانا حسین علی رح کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہونے کا مشورہ دیا جیسا کہ بجنوری صاحب نے مقدمہ انوار الباری جلد دوم میں اس کا ذکر کیا ہے

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رح فرمایا کرتے تھے۔

"اس وقت پنجاب میں صرف ایک ہی ولی کامل ہے اور وہ مولانا حسین علی ہیں لیکن افسوس لوگوں نے انکو "وہابی" مشہور کر دیا اور ان کے فیض سے محروم ہو گئے")

ان اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ کا علمی اور عملی پایہ علماء حق کے نزدیک مسلم تھا۔

آئندہ صفحات میں تفسیر "جواہر القرآن" کے نام سے قرآنی معارف اور تفسیری فوائد کا جو بیش بہا خزینہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے وہ قدوۃ السالکین، رئیس المفسرین حضرت الشیخ مولانا حسین علی قدس سرہ المتوفی ۱۳۶۳ھ کے تفسیری نکات پر مشتمل ہے جن کی ترتیب و تدوین کا کام حضرت کے تلمیذ خاص شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خاں صاحب نے احقر الانام کے ذمہ لگایا اور قدم قدم پر راہنمائی فرماتے رہے اور حضرت شیخ قدس سرہ کے تفسیری فوائد اور قرآنی معارف سے خاص طور پر احقر کو آگاہ فرماتے رہے۔ حضرت شیخ القرآن سالہا سال تک حضرت اقدس رح کی خدمت میں رہے اور ان کے طرز خاص کے مطابق ان سے قرآنی علوم و معارف کی تحصیل فرمائی اور کم و بیش ۴۰ سال سے اپنے شیخ رح کے طرز پر قرآن حکیم کا درس دے رہے ہیں اس وقت تک پاک و ہند کے علاوہ برما، ملایا، انڈونیشیا، افریقہ، افغانستان، ایران وغیرہ ملکوں کے ہزاروں علماء ان کے درس سے مستفیض ہو چکے ہیں اور اپنی اپنی جگہ اسی طرز پر قرآن کی تدریس میں مصروف ہیں

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ علم قرآن میں صرف تین واسطوں ـــــ حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی رح متوفی ۱۳۰۲ھ حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۶۲ھ اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۳۹ھ ـــــ سے حضرت امام ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ کے شاگرد ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح اپنے زمانے میں منفرد طرز تحقیق کے مالک اور علوم اسلامیہ میں امامت اور اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے حضرت شاہ صاحب رح کے قرآنی علوم و معارف حضرت مولانا حسین علی صاحب رح کو اپنے شیوخ کی وساطت سے وراثت میں ملے اس کے ساتھ انہوں نے اپنے فطری فہم و فراست اور خداداد بصیرت سے کام لیا۔ اکل حلال اور صدق مقال کو اپنا شعار بنایا، سر و علانیہ اور ظاہر و باطن میں اتباع شریعت اور تقوی کو اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قرآنی اسرار و رموز کی مزید راہیں کھول دیں اور قرآن فہمی میں ان کو ایسی بصیرت اور ایسا ملکہ عطا فرمایا جو ان کے کسی معاصر کو حاصل نہیں تھا۔ بلاشبہ حضرت مولانا حسین علی رح اپنے زمانے میں قرآنی علوم کے امام تھے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کی معنوی تحریف کے اس دور میں ان کو محض قرآن کی خدمت اور حمایت کے لئے پیدا فرمایا حضرت مولانا کے انداز تفسیر کو کما حقہ سمجھنے کے لئے ان کی تفسیر کے مسلسل اور گہرے مطالعہ کی ضرورت ہے نمونہ اور رہنمائی کے طور پر چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں جن کا وہ تفسیر میں خاص خیال فرماتے تھے۔

۱۔ ہر سورت کا ایک دعویٰ یعنی اس کا محور اور مرکزی موضوع ہوتا ہے جو اس میں ایک بار یا کئی بار پوری صراحت سے مذکور ہوتا ہے اور سورت کی باقی تمام آیتیں بلا واسطہ یا بالواسطہ اسی کے گرد گھومتی اور کسی نہ کسی طرز سے اس کے ساتھ متعلق ہوتی ہیں مثلاً بعض آیتوں میں مرکزی دعوے کے دلائل ——— دلائل عقلیہ یا دلائل نقلیہ ——— مذکور ہوں گے۔ بعض آیتوں میں مرکزی موضوع زیرِ تنویر ہوگی۔ کہیں اصل دعوے کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرنے کے لئے اس کا اعادہ ہوگا سورۂ بقرہ میں دعوائے توحید کا تین بار اعادہ کیا گیا ہے پہلی جگہ شرک فی الدعا۔ دوسری جگہ شرک فعلی اور تیسری جگہ شفاعت قہریہ کی نفی مقصود ہے ——— بعض آیتوں میں اصل دعوے کو ماننے والوں کے لئے دنیوی اور اُخروی بشارت اور نہ ماننے والوں کیلئے دنیوی اور اُخروی تخویف کا ذکر ہوگا وغیر ذالک

۲۔ سورتوں کی ترتیب اتفاقی یا اجتہادی نہیں بلکہ توقیفی ہے اور ہر سورت اپنے ماقبل اور مابعد کے ساتھ باقاعدہ مرتبط ہے اسی طرح ہر سورت کی آیتیں بھی سلسلۂ نظم و ربط میں منسلک ہیں۔

۳۔ آیت کا وہی مفہوم راجح ہوگا جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم سے صحیح سند کے ساتھ منقول ہو اور آیت کے ماقبل اور مابعد سے مناسبت رکھتا ہو وہ نہ اسلام کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہو، نہ قواعد عربیت کے۔

۴۔ حتی المقدور آیت کا ایسا مطلب بیان کیا جائے جس میں حذف و تقدیر کی ضرورت ہی پیش نہ آئے یا کم از کم اس کا ارتکاب کرنا پڑے۔ مثلاً لفظ "اِذْ" کا متعلق عام طور پر ہر جگہ "اذکر" مقدر مانا جاتا ہے مگر حضرت شیخ قدس سرہ اِذْ کے بعد کسی مناسب فعل مذکور کو اس کا عامل قرار دیتے ہیں کیونکہ ظروف کا اپنے عوامل پر تقدم جائز ہے۔

۵۔ حتی الوسع آیت کا ایسا مفہوم بیان کیا جائے جس پر سرے سے کوئی خارجی اعتراض اور شبہ وارد ہی نہ ہو اور تکلف جواب کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ میں الف لام کو عام طور پر استغراق کے معنوں میں لیا جاتا ہے پھر اس پر سوال وجواب کا طویل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو علماء اور طلباء میں معروف ہے مثلاً ایک یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ جب تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں تو پھر غیر خدا کی کیوں تعریف کی جاتی ہے حالانکہ غیر خدا کی تعریفیں خود قرآن میں مذکور ہیں پھر اس سوال کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ غیر خدا کی تعریف بھی دراصل خداوند تعالیٰ ہی کی تعریف ہے کیونکہ مخلوق کی تمام خوبیوں کا سرچشمہ اور عطا کنندہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اسلئے کسی خوبی کیوجہ سے مخلوق کی جو تعریف ہوگی وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہوگی

لیکن حضرت شیخ رح الف لام کو اس کے حقیقی مفہوم یعنی عہد پر محمول فرماتے ہیں اور حمد سے اللہ تعالیٰ کی صفات الوہیت مراد لیتے ہیں۔ اب الحمد للہ کا مطلب یہ ہوگا "صفات الوہیت یعنی وہ خوبیاں اور صفتیں جو کسی ذات کے الٰہ حق اور معبود برحق ہونے کے لئے ضروری ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور اس کے سوا کسی دوسری ہستی میں نہیں پائی جاتیں"۔ اس مفہوم پر سوال مذکور اور اسی نوع کے دوسرے سوالات وارد نہیں ہوتے۔

اسی طرح اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (ہم صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں) میں استعانت کو عموم پر محمول کرنے سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم دن رات مشاہدہ کر رہے ہیں کہ ہر آدمی اپنے چھوٹے بڑے کاموں میں دوسروں سے استعانت کرتا اور مدد مانگتا ہے اور یہ باہمی استعانت نہ صرف جائز بلکہ ناگزیر ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے۔ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (پ ۶: مائدہ ع ۱) اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو"۔ لہٰذا استعانت اپنے عموم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص نہ رہی۔ اس سوال کا جو جواب دیا جاتا ہے وہ معروف ہے اس لئے حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ استعانت کو یہاں عموم پر محمول نہیں فرماتے بلکہ استعانت سے صرف انہی امور میں استعانت مراد لیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص اور اسباب عادیہ سے ماوراء ہیں۔ مثلاً اولاد عطا کرنا، روزی دینا، بارش برسانا، بیماری سے شفا دینا، مشکلیں آسان کرنا، مصیبتیں دور کرنا وغیرہ۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں غیر اللہ سے استعانت کی نفی کی گئی ہے وہ انہی مافوق الاسباب امور سے مختص ہے جو انسانی قدرت اور طاقت سے باہر ہیں۔ جو امور اسباب عادیہ کے تحت ہیں ان میں باہمی استعانت و تعاون ممنوع

ہے نہ ایاک نستعین سے اس کی نفی مقصود ہے۔

۶۔ بعض مفسرین نے نسخ کا وسیع مفہوم سامنے رکھ کر کئی سو آیتوں کو منسوخ قرار دیدیا لیکن نسخ کے خاص مفہوم "جو آیت کی تلاوت باقی رہے اور اس کا حکم اٹھ جائے"۔۔۔۔۔۔ کے پیش نظر علامہ سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے صرف بیس آیتوں کو منسوخ مانا ہے حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بیس میں سے صرف پانچ کو منسوخ قرار دیا ہے اور پندرہ کی ایسی توجیہیں فرما دی ہیں کہ وہ منسوخ نہیں رہتیں لیکن حضرت الشیخ مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ پانچ آیتیں بھی محکم ہیں منسوخ نہیں ہیں اور آپ نے ان آیتوں کی اپنے اپنے موقع پر نہایت عمدہ توجیہہ فرما دی ہے۔

تفسیر جواہر القرآن کی ترتیب میں مذکورہ بالا امور کا خاص خیال رکھا گیا ہے اور حتی الوسع حضرت شیخ رحمہ اللہ کے افادات کو کما حقہ بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے مزید براں بطور تائید عربی تفسیروں کے اصل حوالے بھی ساتھ شامل کر دیئے گئے ہیں حضرت شیخ کے افادات کو تفسیر میں بالتفصیل بیان کرنے کے علاوہ ایک علیحدہ کالم میں اختصار کے ساتھ بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہ سے چونکہ ہر آیت کی تفسیر منقول نہیں تھی اسلئے اکثر متداول تفسیروں سے استفادہ کیا گیا ہے تاکہ کتاب ایک مکمل اور مستند تفسیر کی صورت میں اہل علم کی خدمت میں پیش کی جا سکے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ انت السمیع العلیم وما توفیقی اِلَّا بِاللّٰہِ علیہ
توکلت والیہ انیب

احقر ابو احمد سجاد بخاری
لیلۃ الجمعۃ ، ۱۴ر محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

تقریظاتِ مشاہیر علماء اسلام و آراء مشائخ عظام

(۱) مؤرخ اسلام حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

راستہ میں آپ کی کتاب جواہر القرآن[۱] پڑھی۔ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ آپ کے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک پر فکر و فہم کی بڑی دولت پائی تھی۔ اور آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ ان سے متمتع ہوئے۔ اختلاف و اتفاق تو الگ چیز ہے مگر قرآن پاک کے مضامین کو جس طرح انہوں نے سمجھا ہے وہ ہندوستان میں عزیز الوجود ہے مسئلہ توحید میں ان کا انہماک و استغراق صوفیانہ اصطلاح میں ان کی کیفیت ایمانی کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کی روح پر ہزار ہا رحمتیں نازل فرمائے۔

---

[۱] اس سے تفسیر جواہر القرآن کا مقدمہ مراد ہے جو پہلے کئی بار علیحدہ کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے (س۔ ب)

(۲) تقریظ رئیس المحدثین، یادگارِ سلف، شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتی

خلیفۂ ماذون رئیس المفسرین حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ وصلی اللہ تبارک وتعالیٰ علی سیدنا محمد خیر خلقہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ اما بعد فیقول المسکین نصیر الدین الغورغشتوی، انی نظرت فی ھذا التفسیر وکررت النظر والمطالعۃ فوجدتہ بحمد اللہ ومنّہ نافعاً مفیداً للناس۔ مبارکاً۔ وانی اسأل اللہ تبارک وتعالیٰ ان ینفع بہ المسلمین ویعصم عن شر المبطلین والحاسدین۔ والحمد للہ رب العالمین۔ (شیخ الحدیث مولانا) نصیر الدین غورغشتی

(۳) تقریظ سحابِ مدرار، بحرِ ذخار استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد ولی اللہ صاحب میانوالی

حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ مولانا غلام اللہ خان صاحب کی مرتب کردہ تفسیر قرآن حکیم کو میں نے بعض مقامات سے بغور دیکھا۔ الحمد للہ کہ اقتضائے زمانہ کے مطابق تشریح وتوضیح بزبانِ اردو نہایت سادہ، عام فہم اور بہت محققانہ ہے۔ میں نے کوئی چیز اس میں خلافِ مسلکِ اہل حق نہیں پائی۔ مولانا موصوف کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان کو فوزِ دارین نصیب فرمائے اور اپنے لقاء اور رضوان کے اعلیٰ درجات سے مالامال کرے اور اہلِ اسلام کو اس کے پڑھنے پڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ واللہ ولی التوفیق وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

وانا العبد العاجز ولی اللہ عفا اللہ عنہ میانوالی، ضلع گجرات

(۴) تقریظ محدث خبیر فقیہ بصیر حضرت مولانا ظفر احمد صاحب، عثمانی

شیخ الحدیث دار العلوم ٹنڈو الہ یار

بعد الحمد والصلوٰۃ بندہ نے القرآن الحکیم مع جواہر القرآن از مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ وترجمہ حضرت شیخ العالم مولانا محمود الحسن دیوبندی قدس سرہ وفوائد موضح القرآن از حضرت ترجمان القرآن مولانا شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی و فوائد فتح الرحمٰن از مجدد ومحدث الہند شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطبوعہ نمونہ کا مطالعہ کیا جو ص۲۵ تک میرے پاس آیا تھا، ماشاء اللہ فہم قرآن کے لئے اردو میں یہ قرآن مترجم ومحشّٰی بہت معین ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مکرمی مولانا غلام اللہ خان صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائیں کہ انہوں نے یہ عمدہ مجموعہ مرتب فرما کر شائع کرنے کا اہتمام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو مقبول اور مسلمانوں کو اس سے منتفع فرمائیں۔ والسلام۔

ظفر احمد عثمانی عفی عنہ از دار العلوم، ٹنڈو الہ یار

(۵) تقریظ جامع علوم نقلیہ وماہر فنون عقلیہ، استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا رسول خان صاحب

شیخ الحدیث، جامعہ اشرفیہ، مسلم ٹاؤن، لاہور

حضرت مولانا العلام ماہر علوم نقلیہ وعقلیہ ومحقق احکام شرعیہ اصولیہ وفرعیہ ورافع لواء السنۃ وقالع رایات البدعۃ موصوف بہمہ صفات الحاج مولانا غلام اللہ خان کی تفسیر جواہر القرآن ولآلی الفرقان پارہ اول کے بعض مقامات نظر سے گذرے ہیں تفسیر میں بحمد اللہ مقاصد قرآن کریم باحسن الطرق بیان کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کے علم وعمر میں برکت عطا فرمائے اور تفسیر کو ھدًی للناس کا مصداق بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

محمد رسول خان عفی اللہ عنہ جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن، لاہور

(۶) تقریظ جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب کیمبلپوری

خلیفہ مجاز حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی وسابق صدر مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد احقر نے اس کلام مجید کو اور حواشی و ترجمہ کو مختلف مقامات سے دیکھنے کا شرف حاصل کیا حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب جو ایک مشہور عالم اور تفسیر سے کافی شغف رکھتے ہیں، انہوں نے کافی عرق ریزی اور کوشش سے اپنے شیخ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ کے ارشادات کو مرتب کر کے عام مسلمانوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ ماشاء اللہ تعالےٰ یہ بہترین ذخیرہ ہے۔ کلام اللہ سمجھنے کے لئے اسہل و اخصر طریق ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کی اشاعت کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور ان کی کوشش کو قبول فرمائے۔ میں ہرگز اس قابل نہیں ہوں کہ اتنے بڑے بڑے بزرگان دین اور حضرات مشائخ عظام کے ارشادات کے متعلق کچھ عرض کرسکوں مگر بعض حضرات کے اصرار پر دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ قرآن کے فہم کے لئے بہترین ذخیرہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اسکی برکت سے مجھ ناکارہ کو اور جملہ ناظرین و سامعین و تالین کو صلاح و سعادت دارین عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ فقط

(شیخ الحدیث مولانا) احقر العباد بندہ عبد الرحمٰن غفرلہ کیمبلپوری (خلیفہ مجاز حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
وسابق صدر المدرسین و شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم، سہارنپور)

(۷) تقریظ خطیب اسلام حامی سنت ماحی بدعت حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری

خطیب جامع کالری گجرات۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد تفسیر جواہر القرآن مع مقدمہ کا مطالعہ نصیب ہوا۔ الحمد للہ مطالب و معانی اور ربط السور والآیات میں بے نظیر پایا۔ پاک و ہند میں قدیم و جدید تعلیم یافتہ طبقات (خصوصاً طلبائے کرام و علمائے عظام) کے لئے انشاء اللہ العزیز بہت مفید اور نادر الوجود تحفہ ثابت ہوگا۔ اللہ تعالےٰ حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانصاحب کو اہل اسلام کی طرف سے جزاء احسن عطا فرمائے جنہوں نے سلطان العارفین رئیس المفسرین سند الفقہاء والمحدثین شیخنا و مرشدنا حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی خلفاً عن سلفٍ امانت قرآنی کو باحسن طریق تالیف و طبع کر کے تمام علمی حلقوں تک پہنچا دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کے لئے اس نعمت عظمیٰ اور خدمت حسنیٰ کو دارین میں باعث فلاح و فوز اور ذریعۂ نجات بنائے۔ جن حضرات نے اس تفسیر بے نظیر میں کسی قسم کی للہ خدمت اور اعانت فرمائی ہے اللہ تعالےٰ محض اپنی قدرت کاملہ اور فضل و رحمت سے ان سب کو دونوں جہان میں اجر جزیل اور ذخر جمیل عنایت فرمائے۔ ویرحم اللہ عبداً قال آمینا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

عنایت اللہ بخاری عفی عنہ مسجد جامع، گجرات

(۸) تقریظ مفسر قرآن، شارح حدیث، شیخ الحدیث حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب، گوجرانوالہ

سابق مدرس، دار العلوم، دیوبند

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ حضرت مولانا غلام اللہ خانصاحب کی تفسیر کے متعلق احقر کی ناقص رائے یہ ہے کہ ؎

آفتاب آمد دلیل آفتاب — گر دلیلے بایدت ازوے رو متاب

جب اس تفسیر بے نظیر کی طرف کوئی صاحب مراجعت کریں تو انہیں یہ خوشخبری دینا برمحل ہے کہ بحمد اللہ علی الخبیر سقطت ؎

من البصیر استفدت۔ تفسیر کیا ہے، شیدایانِ توحید اور مشتاقانِ علوم کلام مجید کے لئے جواہر مخزونہ اور لآلی منظومہ جس میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنی کو اصلی اور صحیح تقاضا کے مطابق سمجھایا گیا۔ فاغتنمہ فانہٗ اجدٰی من تفاریق العصٰی ولا بطال سحر الساحرین مثل عصٰی موسٰی فجزاہ اللہ تعالٰی مؤلفہ عنی وعن سائر المسلمین احسن الجزاء واجمل العطاء واللہ الموفق

احقر شمس الدین ناظم ومدرس جامعہ صدیقیہ، گوجرانوالہ

(۹) تقریظ حضرت علامہ مولانا غلام مصطفٰی صاحب۔ ساکن مرجان۔ ضلع کیمبلپور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔ اما بعد۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ نزول قرآن سے پہلے بیدینی اور کفر و شرک اپنی انتہاء کو پہنچ چکے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی دنیا میں کفر و الحاد، اور شرک و بدعت کا زور ہو جائے اس وقت قرآنی تعلیمات کو عام کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اس زمانہ میں چونکہ ہر طرف الحاد، مادہ پرستی اور شرک و بدعت کی گھٹائیں چھا رہی ہیں اس لئے اب مسلمانوں کو ان کی لپیٹ سے بچانے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ قرآن کی تعلیم کو عام کیا جائے اور اس کے مضامین کو عوام و خواص کیلئے قریب الفہم بنایا جائے۔ الحمد للہ تفسیر جواہر القرآن جس میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب نے اپنے شیخ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے تفسیری فوائد و نکات جمع فرمائے ہیں اس میں وہ تمام چیزیں آگئی ہیں جن کا جاننا قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالٰے اس سے عوام و خواص کو مستفیض ہونے کی توفیق عطا کرے اور مولانا کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔

الاحقر غلام مصطفٰی عفی اللہ عنہ ۵ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

(۱۰) تقریظ حضرت علامہ مولانا مفتی سیاح الدین صاحب، کاکاخیل

صدر مدرس مدرسہ اشاعت العلوم لائلپور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد حضرت مولانا حسین علی صاحب واں بھچراں والے رحمۃ اللہ علیہ ایک جیّد اور ممتاز عالم دین اور اپنے وقت کے ایک شیخ طریقت تھے۔ انہوں نے تمام عمر دوسرے علوم دینیہ کی خدمت کے علاوہ خاص طور پر قرآن مجید کی تفسیر و تشریح اور تعلیم و تدریس میں اس طرح گذاری تھی کہ قرآنی علوم میں سے خاص طور پر مسئلہ توحید کو نہایت شرح و بسط اور پوری تفصیلات کے ساتھ واشگاف الفاظ میں پھیلایا۔ اور مسلسل اسی سعی و جد و جہد میں لگے رہے اور اسی طرح عوامی افادہ و اصلاح کے علاوہ ایسے تلامذہ کا ایک خاص حلقہ بھی تیار کیا جو ان کے بعد اُن کے اس دینی اور علمی کام کو اسی طرز و انداز پر جاری رکھ سکیں۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید سے ایک خاص شغف تھا۔ اور وہ کثرتِ مزاولت، خداداد ذہانت و ذکاوت اور خاص ذوقِ استنباط کی بناء پر قرآنی علوم کے نکات و معارف آیاتِ الٰہی سے نکالا کرتے تھے۔ اور ربط آیات و سُوَر کے بارے میں بھی ان کا ایک خاص مجتہدانہ انداز تھا۔ ان علمی نوادر اور تفسیری نکات و لطائف کو انہوں نے خود تو کسی خاص تفسیر میں قلمبند نہیں فرمایا لیکن ان کے خصوصی تلامذہ کے واسطے سے یہ چیزیں کچھ نہ کچھ محفوظ رہ گئیں۔ عام طور سے کہا جاتا ہے کہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مسئلہ توحید کے اظہار و بیان میں تشدّد تھا۔ اور بعض صحیح العقیدہ حضرات علمائے کرام بھی نیک نیّتی کے ساتھ ان تعبیرات اور طرز ادا کو اپنے خیال میں پسند نہیں فرماتے لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس تشدّد اور تعبیر کی سختی میں بڑا دخل مخالف ماحول اور ان علاقوں میں شرکیہ اقوال و اعمال اور بدعات کے فروغ کو بھی دخل تھا در اصل مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہوں میں اس مسئلہ توحید کی اہمیت دوسرے سب مسائل سے زیادہ تھی اور بقول علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ "مسئلہ توحید میں ان کا انہماک و استغراق صوفیا کی

اصطلاح میں ان کی کیفیت ایمانی کا نتیجہ معلوم ہوتا تھا" اور وہ جب دیکھتے تھے کہ عام مسلمان کیا بلکہ علماء و مشائخ بھی اس کو وہ اہمیت نہیں دے رہے ہیں اور توحید خالص کے منافی اقوال و اعمال کو سن کر اور دیکھ کر چشم پوشی کرتے ہیں تو وہ اپنی شدت احساس، طبیعت کی تیزی اور عشق توحید میں سرشاری کی وجہ سے بے اختیار صحیح مسائل کی تعبیر و ادا میں تشدد اختیار فرماتے تھے۔

نوا را تلخ ترمی زن چو ذوق نغمہ کم یابی   حُدی را تیز ترمی خواں چو محمل را گراں بینی

نیز مخالفین کی بے جا ضد، عناد اور مکابرہ کو دیکھ کر جذبات کا بے قابو ہونا عام حالات میں ایک فطری امر ہے۔

حضرت مولینا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ان کے مسترشدین و تلامذہ نے حق تلمذ ادا کر کے توحید و سنت کی اشاعت اور قرآن مجید کی تعلیم و تدریس کا یہ سلسلہ پورے ملک میں جاری رکھا چنانچہ آپ کے حلقۂ تلامذہ و مریدین میں سے ایک خاص تلمیذ و مسترشد اور ممتاز و مستند جید عالم دین **مولانا غلام اللہ خان صاحب** نے عرصہ دراز سے راولپنڈی شہر میں تعلیم القرآن کے نام سے ایک مرکزی ادارہ قائم کر کے قرآن مجید کی تعلیم و تدریس اور مسئلہ توحید کی اشاعت و تبلیغ کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے۔ چنانچہ سال بھر دوسری کتب دینیہ اور تفسیر و حدیث کی تعلیم و تدریس ہوتی ہے اور شعبان و رمضان المبارک میں ملک کے مختلف اطراف و جوانب سے چار پانچ سو طلباء اس چشمۂ فیض اور مرکز علوم قرآنی سے تفسیر قرآن مجید کے استفادہ کے لئے آجاتے ہیں جن میں ابتدائی کتب عربیہ پڑھنے والے طلبہ سے لیکر دورۂ حدیث کی تکمیل کر کے سند یافتہ حضرات تک شامل ہوتے ہیں ان طلبہ کو حضرت ممدوح نہایت محنت و جانفشانی اور پورے انہماک و توجہ کے ساتھ حضرت مولانا حسین علی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے طرز پر قرآن مجید کا درس دیکر فارغ کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح ہر سال یہ سینکڑوں طلبہ اپنی اپنی علمی استعداد اور ظرف کے مطابق قرآن مجید سیکھ کر جاتے ہیں۔ اور مولانا موصوف کے اخلاص سعی پیہم اور مسئلہ توحید کے ساتھ والہانہ عشق و محبت کا اثر ہے کہ وہ ان چند دنوں میں تمام طلبہ کو اپنے رنگ میں رنگ دیتے ہیں اور جب وہ رمضان المبارک گذار کر اس درسگاہ سے نکلتے ہیں تو بادۂ توحید سے ایسے سرمست و سرشار ہو کر نکلتے ہیں کہ پھر وہ علامہ اقبال مرحوم کے قول کے مطابق ؎

یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند   بہار ہو کہ خزاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ

ہر جگہ اور ہر موقع پر "فصل لالہ و گل" کا انتظار اور موسم بہار اور موسم خزاں کا فرق کئے بغیر یہی نغمۂ توحید سناتے رہتے ہیں جیسا کہ ذکر کر چکا ہوں۔ شرکاء دورۂ تفسیر طلبہ کی علمی استعداد مختلف اور کم و بیش ہوتی ہے۔ اس لئے بعض کم استعداد طلبہ اگر دلائل اور ان کے مقدمات و مبادی کو پورے طور پر علمی انداز میں ضبط بھی نہ کر سکیں لیکن مطالب و نتائج پر سب کا یقین پختہ ہو جاتا ہے اور اس پختہ یقین کی بناء پر وہ توحید و سنت کے داعی بنکر کام کرنے لگ جاتے ہیں اور اپنے عقائد و نظریات میں خوب مضبوط و مستحکم ہوتے ہیں اور آج دیکھا جاتا ہے کہ پورے ملک میں انہی نغمات توحید کی گونج سنائی دیتی ہے۔

مولینا غلام اللہ خانصاحب نے اس مقصد کے لئے دار العلوم تعلیم القرآن کے ساتھ ساتھ ماہوار صحیفہ "تعلیم القرآن" بھی جاری کیا ہوا ہے جس کی ترتیب و ادارت کا کام ایک نیک سیرت و نیک کردار مستند عالم دین فاضل دیوبند مولانا سید احمد حسین صاحب سجاد بخاری مدظلہ کے سپرد ہے۔ اس ماہنامہ میں دوسرے علمی اور دینی مضامین کے علاوہ بالالتزام تفسیر قرآن مجید کا کچھ حصہ مولینا غلام اللہ خانصاحب کے قلم سے شائع ہو رہا ہے جس میں مولینا موصوف خصوصی طور پر ان آیتوں کی تفسیر حضرت مولینا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے طرز و انداز پر کرتے ہیں جن کا تعلق مسئلہ توحید کے ساتھ خاص طور پر ہے۔ اور ساتھ ہی مولینا کی بعض توجیہات و مرجحات کی تائید و تصدیق کے لئے کتب سلف اور تفاسیر متقدمین کے حوالے بھی درج کر دیتے۔ اب تفسیری اجزاء کو ایک مستقل تفسیر کی شکل میں شائع کرنیکا فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ ایک مستحسن فیصلہ ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس تفسیر کے مطالعہ سے عام مسلمانوں کو عموماً اور طلبۂ قرآن مجید کو خصوصاً بہت فائدہ پہنچے گا۔ ربط آیات کی ایسی بہت سی تقاریر اور بہت سے ایسے تفسیری نکات و لطائف کا علم اس تفسیر کے ذریعہ سے ہو جائیگا جو حضرت مولانا حسین علی رح کے خصوصی علمی نوادر شمار ہوتے ہیں۔ نیز اکابر سلف اور تفاسیر متقدمین کے بہت سے ایسے حوالے اس تفسیر کے واسطہ سے عام طلبہ کو مل جائینگے جن تک براہ راست ان کا پہنچنا مشکل ہے۔

اس سلسلہ میں یہ بھی عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ دوسری کتب کی طرح قرآن مجید کی کوئی تفسیر بھی بہرحال انسانی تصنیف ہوتی ہے

اور اس میں مصنف سے نادانستہ یا غلط فہمی کی بنا پر کوئی لغزش علمی طور سے ہوسکتی ہے۔ اس لئے اگر کسی مسئلہ یا مسئلہ کی تعبیر اور طرزِ ادا میں دوسرے اہلِ علم کو اس مصنف سے اختلاف ہو تو یہ علمی انداز نہیں کہ ان چند مسائل یا تعبیرات کی وجہ سے پوری کتاب کو ہدفِ تنقید بنا کر لوگوں کو اس کے مطالعہ سے روکا جائے۔ اور پوری کتاب سے استفادہ کرنے میں رکاوٹ ڈالدی جائے۔ بلکہ چاہیئے کہ جذبۂ خیر خواہی اور پوری دیانتداری کیساتھ علمی طور پر ان باتوں پر دوبارہ غور کر کے نشاندہی کی جائے اور دلائل و براہین کی روشنی میں ان پر تنقید کی جائے۔ اس طرح خود مصنف کو بھی ان باتوں پر دوبارہ غور کرنے کی طرف متوجہ کیا جاسکتا ہے اور نامناسب فضا بھی قائم نہیں ہوتی۔ اور قارئین کتاب بھی غلطیوں سے محفوظ ہوجاتے ہیں۔ ہمارے اسلاف کا یہی طریق کار رہا ہے۔ میں مثال کے طور پر علامہ زمخشری رح کی مشہور تفسیر کشاف کو پیش کرتا ہوں۔ یہ حقیقت تو بالکل ظاہر و ثابت ہے کہ بہت سی آیات کی تفسیر علامہ زمخشری رح نے اپنے مسلکِ اعتزال کے مطابق اس انداز سے کی ہے جس سے معتزلہ کی تائید ہوتی ہے اور اہل سنت کے مسلکِ حق کے مطابق آیات کی وہ تفسیر درست نہیں لیکن اس کے باوجود چونکہ کشاف میں بہت سی ایسی خوبیاں اور بلاغت کے نادر نکات ومعارف اور لغوی اور نحوی تحقیقات ہیں جن سے فائدہ اٹھانا بہرحال ضروری ہے تو بعد میں آنے والے ائمۂ مفسرین مثلاً امام رازی رح قاضی بیضاوی رح، ابوالسعود رح اور علامہ آلوسی رح نے اگرچہ ان خاص آیات کی تفسیر میں کشاف کی رائے قبول نہیں کی بلکہ ان پر تنقید کر کے دلائل وبراہین کے ساتھ اس کے جوابات دیئے لیکن علامہ زمخشری اور اس کی تفسیر کی عظمت ومنزلت کا انہوں نے ہمیشہ اعتراف کیا۔ بلکہ ان تمام تفاسیر کا بنیادی ماخذ یہی کشاف ہی ہے۔ آپ اگر بہ غور مطالعہ فرمائیں تو ان تفاسیر میں کشاف کی پوری پوری عبارتیں بعینہٖ آپ کو موجود ملیں گی جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ہمارے اکابر میں تنگ نظری کبھی بھی نہیں تھی کہ چند مسائل میں اگر اختلاف ہوا تو پوری کتاب کو متروک قرار دیا ہو۔

اکابر علماء ومفسرین کے اس مسلّمہ اور معقول اصول کی روشنی میں میں بھی امید کرتا ہوں کہ اہل علم اس تفسیر کے بارے میں بھی یہی عادلانہ اور علمی نظریہ اور رویہ اختیار فرمائیں گے۔ اگر کسی خاص مسئلہ یا اس کی تعبیر میں وہ اختلاف رکھتے ہوں تو اس کی بنا پر اس کے مفید اور علمی اجزاء سے لوگوں کو محروم نہ کریں۔ اور پوری تفسیر کو قابلِ ترک اور ہدف تنقید نہ بنائیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولینا کو دین اور علمِ دین اور خاص کر اشاعتِ علوم قرآنِ مجید کی خدمت کے لئے تادیر زندہ وسلامت اور ہر فتنہ وآفت سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین اللّٰھُمّ یا ربّ العالمین۔

احقر العباد سید سیاح الدین کاکاخیل مدرسہ اشاعت العلوم جامع مسجد لائلپور شہر

۲۰ جمادی الاُخریٰ ۱۳۸۳ھ بروز جمعۃ المبارک

(۱۱) تقریظ مجاہد ملت حامیِ سنّت حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری

صدر تنظیم اہل سنت، پاکستان (ملتان)

شیخ القرآن حضرت مولینا غلام اللہ خانصاحب مدظلہ العالی کو رب العزت نے اپنے کلامِ قدیم قرآن کریم کی خدمت کے لئے چن لیا ہے، آپ نے کتاب اللہ کی نشر واشاعت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے۔

قرآنِ کریم کا زیرِ نظر ترجمہ اور تفسیر اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا ترجمہ، حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ کی تفسیر (جواہر القرآن) اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی وحضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہما اللہ کے فوائد کی ترتیب و اشاعت قرآن کریم کی ایک بے مثال خدمت ہے۔ جو اللہ رب العزت نے اپنے ایک مقبول بندہ حضرت شیخ القرآن سے لی ہے۔ میں اس اعزاز وشرف پر حضرت مدظلہ کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔

سید نور الحسن بخاری خادم تحریک تنظیم اہل سنت پاکستان (ملتان) یکم شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ